تہمت تمہارے عشق کی

ہادیہ مغل

موسم گرما کی دھوپ ہر طرف پھیلتی گویا زمین کو بھی تندور بنا رہی تھی

اور یہ آگ خٹک کے ایک نواحی گاؤں کے باسیوں کی روح تک جھلسانے والی تھی۔

تین لوگوں کی زندگی آج اس تپتی دوپہر میں بدل رہی تھی۔

مردانے میں آج پھر پنچایت جمی تھی۔۔اور اس پنچایت میں آج سردار کی ہی بربادی طے تھی۔۔

بڑے بزرگ ایک جانب بیٹھے یہ تماشہ محض خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔

زین علی چوہدری کے والد مخدوم چوہدری اور چچا بھی آج بیٹے کا ساتھ نہیں دے پائے تھے۔

کیونکہ آج بولنے کے لیے ان کے پاس کچھ نہیں تھا۔۔

زین علی چوہدری شادی تو کرنی ہو گی۔۔ورنہ یہ آج پیچ چوراہے میں قتل ہو گی"۔۔"

سفیر خان طیش سے بھڑکا۔

یہ ممکن نہیں ہے۔۔۔میں شادی نہیں کر سکتا۔"

"اور اس میں اس عورت کا کیا قصور ہے کہ اس کو قتل کیا جائے۔؟"

آج بازی زین چوہدری کے ہاتھ سے باہر تھی۔

تبھی یہ مقام آیا تھا کہ سفیر خان جیسے شخص کے سامنے وہ سوالی بنا تھا،

سامنے کھڑی زر فشاں میلی سی سیاہ چادر میں اجلی چاند کی کرن سا چہرہ چھپائے تھر تھر کانپتی آج اپنے فیصلے کی منتظر تھی۔۔

دور کھڑی سندری بھی آج شاید آر یا پار ہونے والی تھی۔۔

سندری کی زندگی کا داؤ پیچ آج زین کی ایک ہاں کا منتظر تھا۔۔

قصور!!۔ارے عورت کے نام پر دھبہ ہے۔دھبہ۔"

"اور تو کہہ رہا ہے کیا قصور ہے؟

اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر وہ سختی سے گویا ہوا۔۔

"بال چھوڑ اس کے۔۔اور آزاد کرواسے۔۔کوئی نکاح نہیں ہو گا۔۔"

جواباً وہ آخری کوشش کرتا دھاڑا۔۔

شاید تو بھول رہا ہے سرداری کے اصول۔۔۔؟؟؟"

بھول گیا کہ یاد کرواؤں۔اس گاؤں کا اصول ہے کہ جو لڑکی بھاگنے کی کوشش کرے گی۔۔اسے یا تو قتل کر دیا جائے گا یا پھر نئے سردار نکاح میں دے دیا جائے گا۔پھر وہ جو چاہے اس سے سلوک کرے۔

"اب سردار تو ہے تو نکاح بھی تیرے سے ہی ہو گا۔

مقابل قبیلے نے بھی سفیر خان کی تائید کی۔۔

پل بھر میں زین چوہدری کی نظر سامنے موجود سندری پر ٹکی تھی۔

جس کے نیم واہ لب اور اڑی رنگت اس کی کیفیت کو چیخ چیخ کر بیان کر رہی تھی۔۔

فوراً سے پہلے اس نے نظروں کا رخ بدلہ کہ کہیں اس کی بے باک نگاہیں سندری کے اجلے دامن کو داغ دار نہ کر دے۔

چوڑی پیشانی پر ہاتھ پھیر کر اس نے جیسے فیصلہ کو جانچنا چاہا۔۔اس کو الجھن زدہ دیکھ کر زرافشاں کے باپ کے ہاتھ اٹھے اور اونچی مسند پر بیٹھے شخص کے سامنے جڑے۔

یہی وہ لمحہ تھا جب اس بارعب شخص نے ایک ظالمانہ فیصلہ کر کے اپنی محبت کو اندیکھی کھائی میں دھکیلا۔۔اور سفیر خان کو بازی جیتنے کا موقع دیا۔۔۔

"نکاح خواں کو بلاؤ۔۔نکاح ابھی ہو گا۔۔"

سندری کا سانس جیسے کسی نے حلق میں رکا تھا۔

مزید کھڑے رہ کر وہ اپنی ذات کا تماشہ نہیں بنا سکتی تھی۔۔

پلو کو جھٹک کر وہ ایک آخری کرب زدہ نظر اس شخص کو سونپ کر جا چکی تھی۔۔

❤❤❤❤❤❤

وہ آج کئی دن بعد گاؤں واپس آیا تھا، لیکن آتے ہی اس کا سکون اس کی خوشی غارت ہو کر رہ گئی۔

سامنے کا منظر اس کا خون کھولا دینے کے لیے کافی تھا،۔

بابا چائے پی لیں۔۔" تعبیر نے ان کے آگے ڈرتے ہوئے چائے پیش کی،۔ سر پر ڈوپٹہ جمائے وہ" نازک سی لڑکی اندر سے سوکھے پتے کی مانند لرز رہی تھی،۔

کمال ملک نے غصے سے اسے گھورا۔۔

نجمہ خاتون کے چہرے پر گہرا اضطراب پھیل سا گیا،۔

وہ لاؤنج کے قد آدم دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا۔

انہوں نے زور سے کپ پھینکا تو وہ خوف سے چیخی۔

گرم چائے اس کے ہاتھ پر گری تھی۔پل بھر میں اس کی چیخیں گونج اٹھیں۔

وہاج تیزی سے آگے آیا،اور تعبیر کا ہاتھ تھاما تھا۔

کمال ملک جلدی سے کھڑے ہوئے تھے۔

میں نے تمہیں منع کیا تھا، پھر کیوں تم بابا کے سامنے آئی؟؟تم کیوں نہیں سمجھتی یہ تمہارے ماں باپ "نہیں بلکہ تمہارے دشمن ہیں۔۔"

وہاج۔۔۔بھائی۔" تعبیر کی آنکھوں کی بجھی جوت روشن ہوئی،۔اسے صحیح سلامت سامنے دیکھ کر وہ سب غم بھول گئی تھی،۔

اس نے سرخ آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھا،۔ جن کے چہرے پر غضب بڑھ گیا تھا۔

تم یہاں کیوں آئے ہو؟؟اور میری ہی بیٹی کو میرے خلاف کرتے ہوئے تمہیں زرا بھی شرم نہیں "آتی؟"

"کونسی بیٹی؟؟بیٹی نہیں بوجھ ہے یہ آپ کے لیے۔"

وہ استہزائیہ ہنسا تھا۔

بکواس بند کرو۔۔نکلو یہاں سے۔۔۔"کمال ملک دھاڑے تھے۔"

"یہ میرا گھر ہے، یہاں سے نکالنے کا اختیار آپ کھو چکے ہیں۔۔"

وہ دوٹوک انداز میں بولتا تعبیر کا ہاتھ تھامے اپنے پورشن کی جانب بڑھا۔۔جو اس نے حال ہی میں سیٹ کروایا تھا۔

کچھ فاصلے پر کھڑی اروشے کو دیکھ کر اس کا چہرہ مزید سختی میں ڈھلا تھا۔

اروشے نے قہرآلود نگاہ سے تعبیر کو دیکھا۔۔جو لب دبائے درد برداشت کر رہی تھی۔

وہ تیزی سے تعبیر کو لیے اس کے کمرے کی جانب بڑھا۔

کس نے کہا تھا بابا سائیں کو چائے پیش کرو کیوں نہیں سمجھتی کہ وہ تم سے بات نہیں کرنا چاہتے۔تم "ان کے لیے ایک فالتو بوجھ سے کم نہیں ہو۔"

ناچاہ کر بھی لہجے میں سختی تھی۔۔

"کسی نے بھی نہیں کہا تھا۔۔۔"

وہ سر جھکائے بولی۔۔

"پھر وہاں کیوں گئی؟ کیا اب بھی تمہیں اندازہ نہیں ہوا کہ وہ تمہاری کی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتے۔۔"

وہ بھڑک گیا تھا۔

"کب تک میں ان کی نفرت سہوں۔۔ میری بدقسمتی میں میرا کیا قصور ہے۔۔ میں اسی چاہ میں گئی تھی کہ شاید ان کا دل نرم ہو جائے گا, لیکن نہیں۔۔ میں ہر بار غلط ثابت ہو جاتی ہوں۔۔ کیوں وہاج اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں وہ؟؟"

وہ شدت گریہ سے روتی وہاج کی آنکھ بھی نم کر گئی۔۔

وہ اس سے محض ایک سال چھوٹی تھی۔۔ وہ تیس سال کا جبکہ تعبیر انتیس سال کی تھی۔ اس سے بڑی ایک بہن حریم تھی جس کی شادی کو کافی عرصہ ہو چکا تھا۔

وہاج سلطان نے اسے ساتھ لگایا تھا۔ گھنی مونچھوں داڑھی والے چہرے پر اس وقت شدید بے بسی تھی۔۔

وہ رعب دبدبے والا شخص اپنی بہن کے غم کے آگے ہر مرتبہ ہار جاتا تھا۔۔

وہاج نے نرمی سے اس کے آنسو رگڑ کر وارڈروب کے ایک خانے میں موجود فرسٹ ایڈ باکس نکالا تھا۔

اس کے ہاتھ پر آئنٹمنٹ لگائے وہ اسے پانی کا گلاس بھی تھما چکا تھا۔

میں اماں جان سے مل لوں،۔شام تک میری واپسی ہے،۔"

صرف آپ کی وجہ سے واپس آیا تھا، ورنہ اس حویلی میں آنا میرے لیے ایک عذاب سے کم نہیں

ہے،۔"

"بھائی کچھ دن رک جائیں۔،"

۔وہ ہاتھ تھامے بولی تھی،۔

"نہیں تعبیر،، تم سب جانتی ہو۔۔میں اپنے دشمنوں کے درمیان ہرگز نہیں رہ سکتا،۔

اس نے نرمی سے ہاتھ آزاد کروایا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا،۔

وہ ایک بار پھر ماضی کو سوچتی سسک اٹھی تھی،۔

کچھ دیر بعد نکاح کی رسم ادا کی گئی۔۔ایک مرتبہ تو اس کے ہاتھ کانپے تھے۔۔لیکن سندری کے ہر خیال کو جھٹکتا وہ بس سائن کرتا گیا۔۔اس وقت اسے اصول نبھانے تھے۔۔اگر کسی اور کو سوچتا تو گاؤں کی تباہی اسی کے ہاتھوں طے ہو جاتی۔۔

یہ انوکھا نکاح تھا جو سزا کے طور پر دونوں کا کیا جا رہا تھا۔۔

زین چوہدری کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ سزا اسے سرداری میں جیتنے کی وجہ سے عنایت کی گئی ہے۔۔

اس پورے عمل کے دوران سفیر ایک جانب کھڑا سخت تاثرات لیے تماشہ دیکھتا رہا۔

زرافشاں سے بھی دستخط لیے گئے تھے۔۔کانپتے ہاتھوں سے اس نے بھی انگوٹھا لگایا تھا۔

نکاح تھا یا کسی کے جنازے کی تیاری۔۔خاموشی ہی خاموشی تھی۔۔

یکدم وہ سربراہی کرسی سے اٹھا۔۔سامنے موجود زرفشاں پر قہر بھری نظر ڈالتا سفید کرتے کو جھٹکتا وہ اپنے خاص ملازم کو اشارہ کیے جیپ کی جانب بڑھ گیا۔۔

چلیں بی بی جی۔۔"اس کے جھکے سر میں جنبش سامنے مردانہ آواز سے ہوئی۔۔"

پلو کو چہرے پر برابر کیے وہ چھوٹے قدم لیتی دروازے کی جانب بڑھی۔۔

قدآدم خوبصورت دروازے کے قریب رکتی وہ ایک نظر اپنے بابا پر ڈالی۔۔جو ایک جانب اب بھی ہاتھ جوڑے کھڑے تھے کیونکہ سرداروں کے سامنے ہاتھ کھولنا ان کے لیے گناہ کے برابر تھا۔

قاسم کی نظر بھی زرافشاں پر پڑی۔۔لیکن انہوں نے فوراً نفرت سے نگاہ پھیری۔۔

یہی وہ لمحہ تھا جب وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی۔۔

" قاصد لے جا اسے یہاں سے ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ یہ یہاں کے سردار کی بیوی ہے۔"

سفیر خان کی آواز پر قاصد نے ایک نظر زرفشاں کی جانب دیکھا۔۔جس کی موٹی کاجل سے لبریز آنکھیں نمی سے بھرپور تھی۔۔

چلیں بی بی۔۔"وہ دوبارہ گویا ہوتا سیاہ پراڈو کی جانب آیا۔۔

اسے پچھلی سیٹ پر بٹھا کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے گاڑی کو آگے بڑھایا۔

سفیر خان کی پرسوچ نگاہیں دور جاتی سیاہ پراڈو پر جمی رہ گئی تھی۔

❤❤❤❤❤❤

" کیا بات ہے؟آج بڑی رونق لگی ہے؟سب قیدی بڑے نکھرے نکھرے لگ رہے ہیں۔"

جیل کے پچھلے کھلے میدان میں پش اپ لگاتے اس نے اپنے خاص آدمی سے پوچھا۔

پش اپ لگاتے اس کے مسلز نمایاں ہو رہے تھے جو سب قیدیوں کو اس سے ممتاز بناتے تھے۔

باس سنا ہے، نیا ایس پی سینٹرل جیل کے راؤنڈ پر آنے والا ہے، اور مجھے ایسا لگتا ہے، وہ آپ کے لیے "ہی آرہا ہے۔"

نوفل کے خاص آدمی باسط نے اسے تفصیل بتائی تو اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا۔

"کہیں ایس پی وہاج سلطان تو نہیں آرہا ہے؟؟"

نوفل نے سیدھے ہوتے اپنے گھنے بالوں کو پیچھے کیے پوچھا۔

جی باس وہی، ایس پی آرہا ہے،""

"مطلب سالے صاحب آرہے ہیں،۔۔"

اس کی آنکھوں کے گرد چھم سے وہ حسینہ نمایاں ہوئی تھی جو پچھلے پانچ سالوں سے اس کی امانت تھی۔

باس!! کیا کہہ رہے ہیں؟" باسط حیران ہوا تھا۔"

کچھ نہیں۔۔۔" اپنی داڑھی سہلائے وہ بڑبڑایا تھا۔"

انسپیکٹر عادل سے ساری انفارمیشن لے کر جلدی مجھ تک پہنچاؤ۔۔۔ پھر اس بارے میں بات کریں "گے۔

بازو کمر کے پیچھے باندھے وہ شان سے چلتا اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔۔ جہاں جہاں سے وہ گزر رہا تھا لوگ اس کے آگے سر جھکائے سلام پیش کررہے تھے۔اس کی دہشت رعب و دبدبے نے ہی بڑے سے بڑے مجرم کو اس کے آگے جھکایا تھا۔

وہ شخص دیکھنے میں جتنا پراسرار لگتا تھا اندر سے اتنا ہی خطرناک بھی تھا۔

"کیا ہوا۔۔زین۔۔؟اتنے غصے میں کہاں سے آرہا ہے۔۔"

صدیقہ بیگم جو ملازموں کی نگرانی میں آج لان کی صفائی کروا رہی تھی۔۔

زین چوہدری کو طیش زدہ اندر میں بڑھتا دیکھ کر دہلیں،

"کچھ نہیں ہوا اماں۔۔ بازی ہار آیا ہوں۔۔ہار اپنے نام کروا کر اسکا تحفہ بھی ساتھ لایا ہوں۔"

اونچی آواز میں دھاڑتا وہ اندر کی جانب بڑھا۔۔صدیقہ بیگم بھی اس کے پیچھے آئی تھیں۔

زین رک بچہ۔۔بتا ہوا کیا ہے تیرے بابا کہاں رہ گئے؟۔"

"رکھی۔۔ادھر آ پانی لا جلدی سے۔۔

اس بیچ انہوں نے رکھی کو پانی کا حکم بھی دیا۔۔

رکھی تیزی سے شیشے کے چمکتے گلاس میں پانی لیے صحن میں آئی۔۔

پانی کا گلاس اس نے ایک جھٹکے میں دور پھینکا۔۔

"اسے گلاس تھماتی "رکھی" بے ساختہ چیخ کے ساتھ دور ہٹی،۔دہل تو صدیقہ بیگم بھی گئی تھی۔۔

"نہیں پینا۔۔مجھے۔۔مجھے سردار نہیں بننا تھا۔۔بلکہ بننا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔"

تیزی سے منہ سے جھاگ اڑاتا اوپر کی جانب بڑھ گیا۔

سیگریٹ پر سیگریٹ پھونکتا وہ بس ایک سوچ میں الجھا تھا۔۔

یہ پل بھر میں زندگی نے اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلا تھا۔اس کی قسمت نے پلٹا کھا کر ایک ان چاہی ان دیکھی لڑکی اس کی قسمت سے جوڑ دی۔

ایش ٹرے سیگریٹ کی راکھ سے بھر چکی تھی۔سارا کمرہ تباہی کا منہ بولتا ثبوت تھا کہ زین چوہدری اپنا غصہ ان بے جان چیزوں پر نکال چکا ہے۔

یکدم اس نے سیگریٹ پھینک کر اپنے بال نوچے تھے۔مخدوم چوہدری پر بھی اسے شدت سے غصہ آیا تھا۔جنہوں نے آج بیچ چوراہے میں اس کو تنہا کر دیا تھا۔

ہال میں یکدم شور اٹھا۔یقیناً وہ لڑکی گھر میں آچکی تھی۔۔

تیزی سے وہ باہر کی جانب بڑھا۔۔

جہاں بڑے سے ہال میں مخدوم چوہدری صدیقہ بیگم اور قیوم چوہدری اور بیس سالہ اظفر بھی موجود تھا۔۔

منزہ بیگم شاید ان سب سے بے خبر آرام میں مصروف تھیں۔

بے حیا لڑکی۔۔گاؤں کی عزت خراب کرنے چلی تھی۔"۔صدیقہ بیگم کا بھاری ہاتھ زرفشاں کے" سفید گال کو لال کر گیا۔

یکدم وہ زمین پر گری۔۔ مخدوم چوہدری اب بھی خاموش بیٹھے محض سامنے کا منظر دیکھ رہے تھے۔

یہ صدمہ ہی کم نہیں تھا کہ وہ ایک نیچ لڑکی کو اپنے اعلی خاندان کا حصہ بنا چکے تھے۔

یکدم وہ دھاڑتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے آیا۔

"اماں اسے ہاتھ بھی مت لگانا۔۔ یہ اب گھر کی عزت ہے۔۔"

اصول پسندی کی مثال یہاں بھی اس نے قائم کی۔

عزت؟؟ سردار کے منہ سے ایسی بات اچھی نہیں لگتی۔"

یہ ایک بھاگی ہوئی لڑکی ہے۔۔ جسے تو سر کا زنگ لگا تاج بنا کر لے آیا ہے۔۔ اور تو اسے عزت کہہ رہا ہے۔۔"

صدیقہ بیگم پورے تنفر سے بولی۔۔

"اٹھ۔۔۔ یہاں سے نکل۔ تیری اس حویلی میں کوئی جگہ نہیں ہے۔"

صدیقہ بیگم دوبارہ اس پر چیل کی مانند جھپٹی۔۔ اور اسے زور سے دھکا دیا۔

یکدم وہ گرتے گرتے بچی۔۔ زین چوہدری نے بے ساختہ اسے تھاما۔۔ زرفشاں کی نظر بے ساختہ اپنے مسیحا کی جانب گئی۔

"اماں منع کیا ہے نہیں مارنا نہیں کیا سنائی نہیں دیا۔۔"

وہ بھرپور طریقے سے ڈھاڑا۔

زین چوہدری حد میں رہو۔۔ورنہ ہم سے برا کوئی نہیں ہوگا، "۔"

"آخرکار" مخدوم شاہ" کی چپ ٹوٹی تھی۔۔اور وہ بھی کاؤچ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"رکھی۔۔اس لڑکی کو طبیلے میں چھوڑ کر آ۔۔اس کی اوقات وہی کی ہے۔۔"

مخدوم شاہ کے حکم پر رکھی تیزی سے آگے آئی۔۔ لیکن زرفشاں اب تک زین کے سہارے کھڑی تھی۔۔جو اسے اب بھی کندھوں سے تھامے کھڑا تھا۔

زین کی قہر آلود نظر رکھی کی جانب اٹھی۔۔اور ایک نظر نے ہی رکھی کا سانس روکا۔۔وہ یکدم رکی تھی۔

اماں سائیں اگر میں نے پنچائیت میں اسے قتل ہونے سے بچایا ہے تو یہاں کیسے نہیں بچاؤں گا۔۔جانتا "ہوں اس نے گناہ کیا ہے۔اور اب یہ لڑکی میری ذمہ داری ہے تو سزا بھی میں ہی طے کروں گا۔۔"

زرفشاں کی تو گویا جان حلق کو آئی۔

کیا وہ بھی اسے سزا دینے والا تھا۔؟

"اسے میرے کمرے میں چھوڑ کر آؤ۔اور خبردار تمہارا رویہ اس کے ساتھ زرا بھی برا ہوا۔"

رکھی کو حکم دیتا اس نے زر کے کندھوں سے بازو ہٹائے۔۔

زرفشاں کی آنکھوں میں ایک بار پھر بوچھاڑ شروع کی۔۔

اوپر جاؤ لڑکی۔۔"اس کو کھڑے دیکھ کر زین چوہدری قدرے اونچی آواز میں بولا۔۔"

کانپتی سی وہ اوپر کی جانب بڑھی۔۔رکھی نے سختی سے اس کا بازو دبوچا۔۔

"زین یہ تیرے کمرے میں نہیں جائے گی۔تو کیسے اسے اتنی عزت دے سکتا ہے؟۔

صدیقہ بیگم تندہی سے بولی۔۔

"اماں شاید اصول بھول بیٹھی ہو۔۔سردار ہوں۔اور سردار ہر فیصلہ کر سکتا ہے۔"

ایک طنزیہ نظر اس نے مخدوم چوہدری پر ڈالی۔۔

جیسے کہہ رہا ہو کہ سرداری کے اصول کیا ہوتے ہیں۔؟

مخدوم شاہ طیش زدہ سے زین چوہدری کی جانب آئے۔

!!سرداری ہمیں بھی آتی ہے زین چوہدری۔"

"مت بھولو کہ ہم ابھی بھی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

تو پھر پنچایت میں کیوں نہیں کیا۔۔بولیں۔۔؟وہاں کیوں خاموش رہے تھے؟؟آپ جانتے ہیں میں کیا چاہتا تھا؟؟"

آنکھوں میں لال ڈورے ابھرے تھے جو دل کی حالت واضح کر رہے تھے؛۔

"دشمنوں سے یاری نبھانے سے پہلے اپنا معیار بھی دیکھ لیتے۔"

مخدوم چوہدری نے گویا اس کا دل مٹھی میں لیا۔

جواباً وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

"رکھی اسے اوپر لے کر جاؤ۔اور اگر اب تم رکی تو اس گھر سے باہر ہو گی۔"

زین نے دوبارہ رکھی کو کہا۔۔

جی چوہدری جی"۔۔بڑبڑاتی ہوئی وہ مدد طلب نظروں سے صدیقہ بیگم کو دیکھتی رہ گئی۔۔"

" !!جا

ہاتھ کے اشارے سے انہوں نے رکھی کو جانے کی اجازت دی۔۔

اور دوبارہ زین کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

بھابھی دیکھیں یہ مسلہ ایسے حل نہیں ہو گا۔

ابھی اس لڑکی کو کمرے میں جانے دیں۔۔قیوم چوہدری نے پہلی مرتبہ گوہر افشانی کی۔۔

زین کو گویا ایسے ہی کسی سہارے کی ضرورت تھی۔۔

تشکر سے اس نے چچا کی جانب دیکھا۔۔

قیوم تم چپ رہو گے تو اچھا ہو گا۔۔

مخدوم چوہدری شدید ناگواری سے بولے۔۔

قیوم صاحب محض لب بھینچ گئے۔۔

کیوں نہیں بولیں وہ۔۔جو اس حویلی میں سچ کے ساتھ کھڑا ہو جائے وہی آپ لوگوں کو غلط لگتا ہے۔۔

زین تندہی سے بولا۔۔

زین چوہدری حد پار نہ کرو۔" مخدوم چوہدری دھاڑے۔۔"

زین کمرے میں جاؤ ہم بات کرتے ہیں بھائی صاحب سے۔۔

قیوم چوہدری نے اشارے سے اسے جانے کا کہا۔

پاؤں پٹکتا وہ اوپر کی جانب بڑھ گیا۔۔ لیکن رخ دوسرے کمرے کی جانب تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤

رکھی اس کے ناتواں وجود کو گھسیٹتی زین چوہدری کے کمرے میں لائی۔۔گال پر اب تک اسے سنسناہٹ محسوس ہو رہی تھی۔

دروازہ کھولتے رکھی بھی تھمی۔۔

خوبصورت سے کمرے میں ایک طوفان بدتمیزی مچی ہوئی تھی۔

کانچ کے کئی ٹکرے اس کی پتلی سی چپل کے نیچے آتے مزید کچل گئے۔۔

بے ساختہ وہ تھمی۔۔اور رکھی بھی رکی تھی۔۔

کیا کر رہی ہے لڑکی۔ پاؤں پر لگواؤ گی؟؟ ایک تو ویسے ہی تو مصیبت بن کر میرے گلے میں اٹک گئ" ہے۔

"اور اب یہ کارنامہ انجام دے گی۔ رکو میں جھاڑو لاتی ہوں۔

تیزی سے وہ اسے کھڑا کرتی باہر کی جانب گئ۔۔اور چھوٹی سی راہداری سے ہوتے ہوئے اندر گم ہوئی تھی۔

زرفشاں کی نظریں بے ساختہ چاروں جانب گھوم گئ۔

خوبصورتی کی اعلی مثال تھا یہ دوسرا پورشن۔۔

چاروں طرف کمرے ہی کمرے تھے۔۔لاؤنج کی جگہ ایک بڑی سے گرل بنی ہوئی تو جو چاروں طرف تھی۔۔لاؤنج محض نیچے ہی سیٹ کیا گیا تھا۔۔

جو اوپر سے بھی دیکھا جا سکتا تھا۔۔

دیوار پر نصب دادا پر دادا کی رعب دار تصاویر دیکھ کر زرفشاں کانپی۔۔اگر وہ تصاویر میں اتنے رعب دار تھے تو حقیقت میں ناجانے کیسے ہوتے۔۔

ایک تصویر میں زین چوہدری اپنی بارعب اور وجاہت کے ساتھ دلفریب انداز سے کھڑا تھا۔

نظر گویا اس تصویر پر تھم سی گئ۔۔بنا پلکیں جھپکائے وہ دیکھتی رہ گئ۔

اے لڑکی کیا دیکھ رہی ہے۔۔وہ بڑے صاحب کی تصویریں ہیں اور تیری اتنی حیثیت نہیں کہ اپنی میلی نظروں سے انہیں دیکھے۔"

رکھی کی آواز پر وہ سٹپٹائی۔۔

"نہیں۔۔میں تو۔ "

اس پورے واقعے کے دوران وہ اب بولی تھی۔"زیادہ بڑ بڑ نہ کر میں جھاڑو لگاتی تو یہ چیزیں جلدی سے سمیٹ دے۔۔"

وہ لب بھنیچتی نظر جھکائے کھڑی ہوئی۔

حویلی میں اس کا سواگت جس شاندار طریقے سے کیا گیا تھا۔۔اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ سب ہی اب اس کا مقدر ہو گا۔۔

اس لیے بنا کوئی تکلف کیے وہ سب چیزیں بیڈ پر رکھتی گئی۔۔جو سلامت بچی تھیں۔

کچھ چیزیں ٹوٹ کر بے کار ہو چکی تھیں۔

اے پاگل لڑکی یہ کیا کر دیا۔۔بیڈ پر کیوں رکھا سامان۔"

"چھوٹے چوہدری نے دیکھا تو غصہ سے چلائیں گے۔

ڈری سہمی سی وہ یکدم ایک جگہ کھڑی ہوئی۔۔

مم مجھے سمجھ نہیں آیا کہ یہ۔۔۔کک کہاں رکھوں "۔دھیمی پرکشش سی آواز نے یکدم رکھی کو بھی چونکایا۔

بے ساختہ نظر اس کے اجلے چہرے پر گئی۔۔اور جیسے تھم سی گئی۔۔

چاند کا ٹکرا تھی یا ایک حیسن مورت۔۔رکھی کو سمجھ نہ آیا اسے کیا کہے۔۔؟

ناک میں ایک چاندی کی نتھلی کے علاوہ چہرے پر کوئی آرائش نہیں تھی۔۔

نتھلی بھی اس کی چھوٹی تیکھی سی ناک پر یوں سج رہی تھی جیسے اس کے لیے بنائی گئی ہو۔

ملگجے سے حلیے میں بھی وہ کسی کا ایمان باآسانی ڈگمگا سکتی تھی۔۔

اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر اسے زین چوہدری کی قسمت پر رشک آیا۔لیکن اس کا کردار ایک بدنما دھبے کی مانند تھا۔۔جو ساری خوبصورتی کو سیاہ بختی میں بدل رہا تھا۔

"لڑکی میں تجھے کام سکھاتی ہوں۔دیکھ تو نے ایسے کرنا ہے۔۔ "

یکدم وہ اس کے حیسن چہرے سے نظر ہٹائے صفائی کرتے بولی تھی۔

قیمتی ڈیکوریشنز کو اس نے ان کی جگہ پر سیٹ کیا۔اور بیڈ کی خوبصورت چادر کو بیڈ سے جدا کیا۔۔جو زرا سی بھی میلی نہیں تھی۔

چھوٹے چوہدری کے کمرے کی چادر ایک دن میں دو بار بدلی جاتی ہے۔"

صبح اگر ایک چادر ہو گی تو شام تک اسے بدل دینا ہے۔ ورنہ وہ طوفان لے آتے ہیں۔ دن میں تین بار ان کے کمرے کی صفائی کی جاتی ہے۔ بھلے کمرہ صاف ہو یا گندا۔

"چل آ میری مدد کر۔۔

رکھی بلیو سلک کی خوبصورت ڈبل بیڈ شیٹ ڈرار میں سے نکالتی اسے مخاطب کرتے پاس بلانے لگی۔

زرفشاں تیزی سے اس کی جانب آئی۔

ہاتھ دھوئے تو نے؟" رکھی نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔۔ "

بے ساختہ اس کا سر نفی میں ہلا۔

"جا دھو کر آ۔۔ پاگل لڑکی لگتا ہے تجھے سب سکھانا پڑے گا۔ "

رکھی بڑبڑائی تھی۔۔

مدد طلب نظروں سے اس نے رکھی کی جانب دیکھا۔۔

"ہائے رے کیا مصیبت گلے پڑ گئی میرے۔۔ ادھر آ میں دھلواتی ہوں۔۔ "

وہ اسے لیے باہر کی جانب آئی۔۔ اور جہاں سے جھاڑو لائی تھی اسی جانب بڑھی۔۔

لمبی راہداری سے ہوتے ہی وہ واپس آئی اور دوبارہ کمرے کی جانب آئی۔۔

کمرے میں بیڈ شیٹ کو بچھا کر رکھی زمین پر بیٹھتے وہ بے تکلفی سے بولی۔

" تھک گئی آج تو۔ ب پانی پینے کے لیے نیچے جانا پڑے گا۔۔

زرفشاں اسے حیرت سے دیکھتی رہ گئی۔

اس کا انداز کہیں سے بھی ظاہر نہیں کر رہا تھا کہ وہ ابھی چند لمحے پہلے اس سے ملی ہے۔۔

رکھی کی نظر بھی اس کی جانب گئی۔۔اور وہ تلخ سا مسکرائی۔۔

"تو حیران ہو رہی ہے ناں کہ میں تجھ سے بے تکلف کیوں ہو رہی ہوں۔"

زر کی نظریں جھکی۔۔

تو میری ہم عمر ہے۔۔جانتی ہوں تو نے بہت غلط حرکت کی۔۔گاؤں کے لڑکے کے ساتھ بھاگتی تو" برداشت بھی ہو جاتا لیکن تو نے چنا ہی مخالف گاؤں کا لڑکا۔

لیکن ایک بات کہوں۔۔تو جیت کی آخری حد کو پہنچ کر ہاری ہے۔۔تیرا غم میں اچھے سے سمجھتی ہوں۔۔اس لیے بس میں اس لیے تجھ سے باتیں کیے جا رہی ہوں۔

"اس وقت نا جانے وہ لڑکا کس حال میں ہو گا جس سے تو محبت کرتی تھی۔

"مجھے تو اس پر ترس آ رہا ہے۔۔

رکھی بولنے پر آئی تو بولتی چلی گئی۔۔

زرفشاں نے بھی اسے روکنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔اور بھاگنے والی بات پر اس نے نظر چرائی۔

لیکن لڑکی جس کے ساتھ تیری قسمت جڑی ہے ناں۔۔وہ بھی کوئی عام شخص نہیں ہے۔۔اس" پورے گاؤں اور اس سے اگلا جو گاؤں ہے۔۔اس کا بھی سردار ہے۔۔

سوچ تو زمین سے اٹھ کر آسمان پر آکر بیٹھ گئی۔۔

"اب تو نے غم نہیں منانا کہ تجھے تیرا پیار نہیں ملا۔بلکہ خوش ہو کہ تو زین چوہدری کی بیوی بنی ہے۔

رکھی کی اگلی بات پر وہ جھٹکے سے نظر اٹھاتی اسے دیکھنے لگی

"کچھ زیادہ بول گئی کیا؟

رکھی اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے بولی۔

بے ساختہ اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔

اچھا چھوڑ ساری بات تو یہ بتا تیرا نام کیا ہے۔۔؟؟"

"میرا نام زرفشاں ہے۔"

"جیسی خوبصورت تیری شکل ہے ویسا ہی خوبصورت نام ہے۔۔اور تیری آواز بھی میٹھی سی ہے۔"

!!رکھی۔۔

صدیقہ بیگم کی آواز سے وہ اپنی جگہ سے اچھلی۔۔

ہائے ربا مالکن اب تو میری چٹنی بنائے گی۔"

"اچھا سن زمین پر بیٹھنا۔۔ تیرے کپڑے میلے ہیں۔۔ کہیں چوہدری جی غصہ نہ کریں۔۔

جھٹ سے کہتی وہ باہر نکل گئی۔

اپنی حیثیت کا اسے اچھی طرح پتہ تھا۔اس لیے وہ مخملی پردوں کے قریب دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ چکی تھی۔۔

ذہن میں بے ساختہ بابا کا خیال آیا اور گال پر سنسناہٹ نے آنکھ نم کی تھی۔

اس وقت مختلف سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔

وہ نکاح کر تو چکا تھا لیکن اسے سندری کی بھی فکر ہو رہی تھی۔

آخر وقت میں اس کا پلو جھٹک کر جانا باور کروا چکا تھا کہ وہ اسے نفرت کرنے کی وجہ دے چکا ہے۔

اور جسے وہ آج بیاہ کر لایا تھا اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔

ناجانے کون تھی یہ لڑکی جو ایک تلوار کی مانند اس کی ذات سے لٹک گئی تھی۔

اس نے تو کبھی اسے دیکھا بھی نہیں تھا۔۔اور ناجانے کون تھا اس کا عاشق جس کے ساتھ یہ بھاگ رہی تھی۔

سوچیں تھی کہ الجھ سی گئی تھیں۔

ناجانے سندری کس حال میں تھی۔۔زین چوہدری کو اگر اس وقت کسی کی فکر تھی تو وہ سندری تھی۔۔باقی ساری سوچیں گویا کہیں جا سوئی تھیں۔ حتیٰ کہ کچھ پل کے لیے وہ اس لڑکی کو بھی بھول چکا تھا۔

اسے آج بھی یاد تھا جب اس نے اسے پہلی بار دیکھا تھا۔

شجیہ (زین کی بہن) حویلی کی حدود سے نکل کر پچھلے باغ کی طرف گئی ہوئی تھی جب زین گھر میں داخل ہوا۔وہ اس کا کچھ سامان لایا تھا۔

"شجیہ کہاں ہے؟؟"

رکھی سے استفسار کرتا وہ ارد گرد بھی دیکھ رہا تھا۔

"چوہدری جی۔۔وہ۔۔"

"جلدی بولو مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔"

وہ باغ میں گئی ہیں۔۔"رکھی کے لفظوں پر اس کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے تھے۔"

وہ سیدھا اپنی گاڑی لیے باغ کی جانب بڑھا تھا۔

یہ باغ دو زمینوں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا۔

اور اس باغ میں آنا ممنوع سمجھا جاتا تھا۔

وہ مٹھیاں بھینچے اندر داخل ہوا۔ارد گرد وہ شجیہ کو تلاش کرتے وہ طیش میں تھا۔

سیاہ گلاسز ہٹا کر اس نے ایک طائرانہ نگاہ ڈالی اور آگے بڑھا جب ایک نرم و نازک وجود اس سے ٹکرایا تھا۔

ٹکراؤ اتنا شدید تھا کہ یکدم زین چوہدری ہڑبڑایا۔

شجیہ جو اس وجود کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔۔سامنے کھڑے زین چوہدری کو دیکھتی سانس روک گئی۔جبکہ چہرہ سفید پڑا۔

زین نے بے ساختہ مقابل لڑکی کو تھام کر سہارا دیا۔لیکن بھلا ہو ان چاندی کے جھمکوں کا جو اس کی قمیض کے بٹن میں اٹکا۔۔

آہ۔۔!!"ایک چیخ کے ساتھ اس کا سر دوبارہ اس کے سینے پر لگا۔۔

زین کو صورتحال سمجھنے میں چند منٹ تو لگے ہی تھے۔۔دوسری جانب شجیہ کا تو ایک رنگ آرہا تھا۔۔اور ایک جا رہا تھا۔۔

"رکو لڑکی !! میں کرتا ہوں ٹھیک ہلنا مت۔۔"

مقابل کا بھاری گھمبیر لہجہ سن کر سندری کی حرکت رکی۔۔

جھمکے کے بڑے سے موتی کا چھلا اچھا خاصہ اٹکا تھا۔

نیچے سر جھکائے اس نے موتی بٹن سے نکالنا چاہا۔۔مقابل کی چنری سر سے جدا ہوا کندھے پر آچکی تھی۔

براؤن ریشمی بالوں نے زین کی توجہ کھینچی۔ جھمکے پر رکھا ہاتھ ہلکا سا کان پر ٹچ ہوا۔

جبکہ وہ تیز پرفیوم کی خوشبو میں خود کو رچا بسا محسوس کر رہی تھی۔

جھمکا جدا ہوتے ہی وہ جھٹکے سے دور ہٹی تو براؤن لہراتے بال چاند سے چہرے سے دور ہٹے تھے۔

زین چوہدری کی تو گویا نظر تھمی۔۔اور اس چہرے پر ٹکی۔۔برسوں کا انتظار گویا ختم ہوتا نظر آیا۔۔جس کا وہ متلاشی تھا وہ آج اسے سامنے نظر آ ہی گئی تھی۔

"معاف۔۔معافی۔شجیہ۔۔مم میرے۔۔

ہاتھ اٹھا کر اس نے اسے مزید بولنے سے روکا۔

اور شجیہ کی جانب دیکھا۔۔

جواب بھی انگلیاں مسلتی زین کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

"شجیہ باغ میں کیوں آئی ہو؟؟ جب منع کیا تھا پھر یہاں کیوں آئی تم؟اور یہ لڑکی کون ہے؟؟"

زین کی دھاڑ نما آواز سنتی وہ سہمی۔

"بب بھائی یہ دوسری حویلی سے آئی ہے۔۔سندری نام ہے اس کا۔۔"

شجیہ سہمی سی بولی۔۔

"گھر چلو۔۔"

زین چوہدری ایک گہری نظر دور کھڑی سرخ چہرے کے ساتھ کھڑی سندری کو دیکھ کر رخ موڑتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔

"جاؤ سندری۔۔پریشان نہ ہونا بھائی کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے۔وہ بہت رحم دل ہیں۔۔"

اس کے ہاتھوں کو تھامتی وہ سر پر پلو درست کیے باہر کی جانب بڑھ گئی۔۔

سندری کچھ دیر اسے جاتا دیکھتی رہی پھر اپنے قدم پیچھے کی جانب لیے جہاں سے وہ روز آتی تھی۔۔

"آئی نہیں وہ لڑکی باہر۔۔"

شجیہ کو برابر میں بیٹھتے دیکھ کر اس نے سیاہ شیشے سے باہر کی جانب دیکھا۔

"بب بھائی وہ۔۔پیچھے والی۔سائیڈ سے آتی ہے۔۔"

ایک اور انکشاف گویا زین چوہدری کے ماتھے پر بل لے آیا۔۔

"آج کے بعد تم اس لڑکی سے نہیں ملو گی۔اور بحث بلکل نہیں کرنی۔۔۔"آنکھوں پر سیاہ چشمہ درست کرتے وہ شجیہ کو بولنے سے روک گیا۔

گاڑی بڑھاؤ۔۔

ڈرائیور کو حکم دیتا وہ چہرے کا رخ باہر کی جانب کر چکا تھا۔

شجیہ کو تو وہ کچھ نہیں کہہ پایا تھا لیکن وہ لڑکی اس کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہو پائی تھی۔

ہاتھ میں جلتی سیگریٹ نے اس کو ہوش کی دنیا میں پٹکا۔

یکدم وہ سیگریٹ پھینکتا کھڑکی کی جانب آیا۔

!! سندری۔۔

لبوں سے اس کا نام ادا ہوا تھا۔

"کہیں شایان ساگر سندری کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔؟"

ایک سوچ نے تیزی سے اس کے دماغ میں دستک دی۔۔

"نہیں اسے خبر نہیں ہونی چاہیے۔۔"

وہ نفی میں سر ہلائے اپنے خیالات کی ہی نفی کر گیا تھا۔

اب جو کرنا تھا اسے خود ہی کرنا تھا۔وہ سٹڈی سے باہر نکل کر اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

دروازہ کھولتا وہ پیشانی مسلتا اندر کی جانب آیا۔۔اور بیڈ کے کنارے پر بیٹھا۔

کمرے میں تو اسے آنا ہی تھا۔۔اگر آج نہ آتا تو کبھی نہ کبھی تو آنا ہی تھا۔

وہ لڑکی اب بھی اس کے ذہن میں مسلط تھی۔۔ایک زمہ داری تھی۔جواب اس کی ذات کے ساتھ بندھ چکی تھی۔۔لاکھ جھٹکنے کے باوجود بھی وہ اب الگ نہیں ہو سکتی تھی۔

کمرے میں نظر دوڑاتے وہ اس لڑکی کو ڈھونڈ رہا تھا۔جو بھاری پردوں کی قریب زمین پر بیٹھی نظر آئی۔

بے ساختہ اسے اس پر طیش آیا اور دل کیا کہ اس کا منہ تھپڑوں سے لال کر دے جو آج گاؤں کی عزت تو نیلام کرنے والی ہی تھی۔۔اس کو بھی مشکل میں ڈال چکی تھی۔

اس کو سکون سے سوتا دیکھ کر وہ ماتھے پر بل نمایاں کیے اس کی جانب آیا۔۔دل تو چاہا کہ بازو سے پکڑ کر وہ اسے باہر ہی پھینک دے۔لیکن چند فاصلے پر ہی وہ رک گیا۔

اس کو معصومیت سے سوتا دیکھ کر وہ اپنی ازلی نرمی کے باعث اسے چھو بھی نہیں سکا۔

مٹھیاں بھینچتا وہ واپس بیڈ کی جانب آیا اور چت لیٹا۔۔

دل تھا کہ اب تک بے قرار تھا۔۔جی چاہ رہا تھا کہ سب کچھ تہس نہس کر دے۔

وہ جلد از جلد سندری سے ملنا چاہتا تھا۔اسے بتانا چاہتا تھا کہ جو اس نے دیکھا وہ سچ تو ہے، لیکن ادھورا سچ ہے۔

لیکن آج کی رات یہ ممکن نہیں تھا۔۔چاہ کر بھی وہ مخالف حویلی کی جانب رخ نہیں کر پایا تھا۔۔اگر یہاں سے جاتا تو جس لڑکی کو آج قتل ہونے سے بچایا تھا۔وہ لڑکی حویلی میں قتل ہو جاتی اور اس کا نام و نشان بھی اسے نہ ملتا۔

آج تو وہ اس کو اپنے کمرے میں پناہ دے کر بچا چکا تھا۔

لیکن مخدوم چوہدری جیسے جابر انسان سے کچھ بھی بعید نہیں تھا کہ وہ کب کیا کر گزرتے۔

زین کو مخدوم چوہدری کی پنچایت میں خاموشی نے بھی کافی حیران کیا تھا۔۔

ان کے بیٹے کی زندگی کا فیصلہ ہو رہا تھا۔۔لیکن انہوں نے خاموشی اختیار کر کے گویا زین چوہدری کو بغاوت پر اکسا دیا تھا۔

"بابا آپ نے اچھا نہیں کیا۔۔اس کی سزا میں آپ کو ضرور دوں گا۔اور تمہیں بھی سزا بھگتنی ہو گی۔"

عہد بھرے انداز میں کہتا وہ آنکھیں موند چکا تھا۔نیند بھلے نہ آتی لیکن اس وقت اسے اپنے اعصاب کو پر سکون کرنا ضروری تھا۔

سندری ! ! شایان کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔تو نظر سامنے اجڑے بکھرے حلیے میں بیٹھی اپنی بہن پر گئی۔۔

بھائی وہ شخص۔ جھوٹا دھوکے باز نکلا وہ،اس نے میرے سامنے زرفشاں سے شادی کرلی،۔ بھائی وہ" "میری دوست سے کیسے شادی کرسکتا ہے،۔؟

کچی پکی نیند سے جاگ کر وہ روتے ہوئے شایان کے گلے لگی،۔

کل ساری رات وہ کمرے میں بند رہی تھی، صدمہ تھا کہ جان نہیں چھوڑ رہا تھا،۔

زین کا نکاح اور زرفشاں کا حویلی جانا اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔

سندری!! میں نے تمہیں منع کیا تھا وہ شخص اچھا انسان نہیں ہے لیکن تم پھر بھی اس سے ملتی رہی" رابطے بڑھاتی رہی، شکر کرو بابا کو تمہاری اس غلط حرکت کا علم نہیں، اگر انہیں خبر ہوئی تو غضب "ہو جائے گا۔اب تم یہاں نہیں رہو گی۔۔۔

نہیں بھائی۔۔۔" وہ ایک بار پھر روئی تھی۔"

"تم آج ہی شہر جا رہی ہو وہاں اپنی پڑھائی مکمل کرو، زین چوہدری کو تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"نن نہیں بھائی آپ انہیں کچھ نہیں کہیں گے،۔۔"

وہ تڑپ کر سیدھی ہوئی،۔

شایان ساگر نے غضب ناک انداز سے سندری کو دیکھا،۔

سندری ! ! میں نے تمہارا بہت لحاظ کیا ہے۔،"

اب مزید نہیں سنوں گا۔،۔ تمہیں میری بات ماننی ہو گی۔۔

وہ محض سر جھکا کر رہ گئی، کہتی بھی تو کیا قصور ہی سارا اس کا تھا۔

سنٹرل جیل کا راؤنڈ لیتا وہ گہری سوچ میں تھا۔

تعبیر کا ستا ہوا چہرہ، آنکھوں کے گرد گھومنے لگا۔ کل کا حویلی کا چکر اسے ذہنی تھکاوٹ سے نواز گیا تھا۔

سلام ایس پی۔۔"نوفل نے قدرے عاجزانہ انداز میں سلام کیا۔ جبکہ وہاج کے ماتھے پر بل نمایاں" ہوئے اور چند سال پہلے کا واقع پوری طرح دماغ میں تازہ ہوا۔

کیا بات ہے ایس پی صاحب؟ تم تو خود اپنے بہنوئی سے ملنے چلے آئے۔ پہچانا کیا مجھے ؟؟" ابرو اچکائے " اس نے وہاج کو دیکھا، جس کا چہرہ سپاٹ ہو چکا تھا۔

"میں نوفل یزدان مشہور غنڈہ" یاد آیا کچھ ؟؟"

اس کی تمسخرانہ آواز پر اس کا خون کھول اٹھا تھا۔

وہ تیزی سے اس کی جانب مڑا، اور قہر آلود نگاہ سے اسے گھورا۔ وجود میں شعلے بھڑک اٹھے تھے۔

کیا دیکھ رہے ہو، یقین نہیں آرہا کہ تمہارا اور میرا سامنا دوبارہ بھی ہو سکتا ہے؟" وہ قہقہ لگائے بولا۔ "

وہاج نے مٹھیاں بھینچیں تھی،

اچھا ساری باتیں چھوڑ زرا قریب آکر میری بات تو سنو۔۔" نوفل رازداری سے بولتا آگے آیا، جبکہ "
وہاج نے جبڑے سختی سے بھینچے۔

" میری ہونے والی بیوی کیسی ہے؟"

بکواس بند کرو اپنی۔۔۔" وہاج دھاڑا۔ "

یہ بکواس نہیں ہے میرے یار۔۔یہ تو رشتے داری کو نبھانے کے اصول و ضوابط ہیں۔۔اور ایک "
سالے سے ہی اس کی بہن کا حال پوچھا جا سکتا ہے۔اور جب میں باہر آجاؤں گا۔فکر مت کر تجھے زحمت
" نہیں دوں گا۔اپنی بیوی کا خود خیال رکھوں گا۔

اپنے گھنے بالوں کو اس نے دونوں ہاتھوں سے پیچھے کیا۔اور لبوں پر قاتلانہ مسکراہٹ سجائی۔

وہاج سلطان نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ایک پنچ مارا تھا۔

وہ جنونی ہوتا اس کا گریبان جکڑے سلاخوں کے درمیان سے ہی اسے بری طرح پیٹنے لگا۔

حولدار نے آکر وہاج کو بمشکل تھاما تھا۔

" چھوڑو مجھے، اس گھٹیا آدمی کی میں جان لے لوں گا۔ "

وہ حوالداروں کی گرفت میں پھڑ پھڑایا تھا۔

نوفل نے گال رگڑ کر اپنی سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔ لیکن پھر ایک زوردار قہقہ لگایا تھا۔

وہ وحشی انسان، پہلی ملاقات میں ہی وہاج سلطان پر گہرا وار کر چکا تھا۔ اس کا وار غلط بھی نہیں تھا۔ وہاج سلطان کی خاندانی دشمنی کی بدولت آج اس کے بھائی جیسا دوست اس کے پاس نہیں تھا۔ اور وہ پچھلے چار سال سے سلاخوں کے پیچھے تھا۔ لیکن اس کا جیل میں ہونا بھی نہ ہونے کے برابر تھا۔

تجھے میں دیکھ لوں گا۔۔ " انگلی اٹھائے اس نے اسے وارن کیا اور شرٹ درست کرتا لمبے ڈگ بھرتا " جیل سے ہی نکل آیا تھا۔ جبکہ نوفل نے زوردار کک سلاخوں پر ماری تھی۔

پولیس اسٹیشن کی طرف روانہ گاڑی میں وہ پر سوچ سا بیٹھا تھا۔چار سال بعد اس شخص کا سامنا اسے پریشانی میں ڈھال گیا تھا۔۔

جتنا وہ سوچ رہا تھا اتنا ہی اس کا خون کھول رہا تھا۔

"سر۔۔۔!! وہ سامنے لڑکی۔۔

حوالدار نے فوراً گاڑی کی سپیڈ آہستہ کی اور اس کی توجہ سامنے دلوائی۔

جہاں ایک لڑکی گاڑی سے کچھ دور ہی دونوں ہاتھ پھیلائے سڑک کے درمیان کھڑی تھی۔

"گاڑی روکو۔۔۔"

وہاج نے فوراً گاڑی رکوائی تھی۔

وہ لڑکی تیزی سے بھاگ کر آگے آئی تھی۔

سر۔۔۔" پھولے سانس کے ساتھ وہ مسکرائی۔

"یہ کیا حرکت ہے؟؟آپ کو اس جرم میں اندر بھی کیا جا سکتا ہے۔۔۔"

وہاج نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا۔

URDUNovelians

نہیں سر مجھے اندر مت کرنا۔۔دراصل آج میرا یونیورسٹی پہنچنا بہت ضروری ہے۔اور میری گاڑی بھی" خراب ہو گئی ہے، پلیز پلیز۔۔آپ مجھے یونیورسٹی چھوڑ دیں۔میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔۔۔"

فائلز کو سڑک پر رکھتی وہ دونوں ہاتھ جوڑے بولی تھی۔آنکھوں میں آنسو چمکے تھے۔

وہاج نے ایک طرف کھڑی اس کی گاڑی کو دیکھا، جہاں ڈرائیور گاڑی ٹھیک کر رہا تھا۔

دیکھنے میں کسی اچھے گھرانے کی لگ رہی تھی۔

وائٹ جنیز پر مہرون شارٹ فراک پہنے کھلے بالوں میں اسے چھوٹی سی معصوم سی لڑکی لگی تھی۔بال آگے سے کٹے ہوئے تھے۔

" ٹھیک ہیں آپ بیٹھیں۔۔"

اس نے گہری سانس لیے کہا۔

تھینکیو سر۔۔۔میں آپ کا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔۔۔"وہ سامان اٹھاتی پیچھے کی جانب بڑھی۔"

"رکیں آپ آگے بیٹھیں۔۔"

اس نے گھمبیرتا سے کہا اور حوالدار کو پیچھے بیٹھنے کا اشارہ دیا۔

انابیہ دروازہ کھولے اندر بیٹھی تھی جبکہ دوسری جانب وہاج بھی سیٹ سنبھال چکا تھا۔

اپنی یونیورسٹی کا ایڈریس بتائیں۔۔"وہاج نے سامنے دیکھتے پوچھا۔"

وہ چپ چاپ ایڈریس بتاتی سامنے دیکھنے لگی۔

سر ! ! آپ بہت اچھے ہیں۔۔اللہ آپ کو اور آپ کی بیوی کو خوش رکھے، آپ کہیں سے بھی پولیس " " والے نہیں لگتے بلکہ کسی مووی کے ہیرو لگتے ہیں۔

انابیہ کی بند زبان شروع ہو چکی تھی۔

وہاج نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔

سر ! ! اس کی خاموشی کو محسوس کیے اس نے دوبارہ وہاج کو پکارا۔"

"سر آپ نے میری مدد کیوں کی؟؟ آپ کے دل میں مجھے لگتا ہے اللہ نے بہت رحم ڈالا ہے۔"

"مس آپ چپ کر کے بیٹھیں۔۔ورنہ میں آپ کو اتار بھی سکتا ہوں۔۔"

وہاج اپنے ازلی کھردرے انداز میں بولا تھا۔

نہیں سر۔۔۔پلیز اتار نامت ورنہ وہ پروفیسر منہاج کھڑوس انسان، مجھے فیل کر دیں گے۔۔"وہ فوراً" روہانسی ہوئی تھی۔

سر۔۔۔" کچھ دیر ہی خاموشی کے بعد وہ دوبارہ گویا ہوئی۔

مس۔۔۔" وہاج نے اس پر سرد نگاہ ڈالی۔

"سر لاسٹ کوئسچن۔۔دراصل مجھے پولیس فورس بہت پسند ہے۔۔"

جی پوچھیں۔۔۔" وہاج یونیورسٹی روڈ پر گاڑی ڈالے گویا ہوا۔

آپ نے اب تک کتنے انسانوں کو ٹپکایا ہے؟"اس نے شرارت سے پوچھا۔"

وہاج نے قہر آلود نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

"اوپس سوری۔۔۔مطلب انکاؤنٹر وغیرہ کیا ہے؟"

آپ کی یونیورسٹی آچکی ہے۔۔۔"وہاج نے اسے باہر کا راستہ دکھایا۔"

اچھا۔۔۔"اس یونیورسٹی کو دیکھ کر منہ بسورا۔

سر آپ مجھے بہت اچھے لگے۔۔۔ تھینکیو سو مچ۔۔ایک پولیس آفیسر کو آپ کی طرح ہی فرض شناس "ہونا چاہیے۔۔پلیز سر میں ایک سیلفی آپ کے ساتھ لے لوں۔۔پلیز۔۔۔سر۔۔۔

وہ چھوٹی سی لڑکی بہت باتونی تھی۔وہاج نے اسے سرد نگاہ سے دیکھا۔

سر پلیز۔۔۔۔"وہ ہونٹ لٹکائے بولی تھی۔

وہاج نے خلافِ توقع ہاں میں سر ہلایا۔۔

وہ خوشی سے اس کے برابر بیٹھی تھی اور وکٹری کا نشان بنا کر اس نے دونوں کی سیلفی لی۔

تھینکیو۔۔سر۔۔۔"وہ تشکرانہ نگاہ سے وہاج سلطان کو دیکھتی مسکرائی۔"

آپ کو دیر ہو جائے گی۔۔"وہاج کو پولیس اسٹیشن جانے کی جلدی تھی۔"

اوہ یس۔۔"وہ اپنا بیگ کندھے پر سیٹ کر کے فائلز سمیٹنے لگی۔جب یکلخت فائرنگ ہوئی۔

وہاج نے جلدی سے اسے بازو سے اپنی طرف کھینچ کر اسے نیچے جھکایا۔۔ جبکہ انابیہ اس صورتحال سے گھبرائی اس کے ساتھ لگی جھکی تھی۔

وہاج کا ایک بازو اس کی پشت پر پھیلا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے گن اٹھائی۔

انابیہ کو لگا اس کی دھڑکنیں رک گئی ہیں۔

گولیوں کا شور ایک بار پھر بلند ہوا تھا۔

پیچھے بیٹھے انسپکٹرز جلدی سے باہر آئے۔ جبکہ انابیہ خوف سے چیخی تھی۔

"چیخو مت لڑکی۔۔

"سر۔۔۔ میں مرنا نہیں چاہتی۔۔ سر پلیز۔۔۔ مم مجھے بچا لیں۔۔"

ڈرو مت آپ۔۔۔ نیچے جھکی رہو۔۔"۔ وہ باہر نکلنے کی تدبیر سوچتا سیدھا ہوا۔"

سر پلیز۔۔۔ مجھے اکیلا مت چھوڑیں۔۔" انابیہ نے سختی سے اس کی شرٹ جکڑی تھی۔"

"ریلکس مس۔۔۔ میں سنبھال لوں گا۔۔ آپ خاموش رہیں۔۔"

اس کی پشت سے ہاتھ ہٹا کر وہ باہر نکلا تھا۔

گولیوں کی برسات اب بھی جاری و ساری تھی۔ یکلخت شیشے پر گولیوں کی برسات ہوئی تھی۔

URDUNovelians

انابیہ کے حواسوں پر یہ سب برداشت سے باہر تھا۔

کچھ ہی لمحوں بعد وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکی تھی۔

"باس۔۔۔!! وہاج سلطان پر حملہ ہوا ہے۔لیکن وہ بچ گیا ہے۔

نوفل یزدان نے سرخ آنکھوں سے باسط کو دیکھا۔

اس نے کلہاڑی ایک طرف پھینکی تھی۔

سیاہ بنیان میں اس کا چوڑا سینہ اور مسلز نمایاں تھے۔

"اسے کچھ ہونا بھی نہیں چاہیے۔۔ورنہ۔۔مجھ سے بہت کچھ ہو جائے گا۔"

نوفل نے باسط کو دیکھ کر اپنی لفظوں سے اسے باور کروایا تھا۔

"باس اب تو میں باہر بھی آسانی سے نہیں نکل سکتا۔۔"

باسط بڑبڑایا۔

"کیوں تیرے لیے جیل کا گیٹ چھوٹا ہو گیا ہے؟؟ یا پھر وہ ایس پی ہم سے بڑا ہو گیا ہے۔؟"

اس کی گردن پر نوفل نے ایک چیپت رسید کی۔

"سر وہ بڑا ہی تو ہے۔۔آپ تو ابھی صرف پچیس سال کے ہیں۔۔"

باسط نے دانت نمایاں کیے۔

تو بار بار میری عمر مجھے یاد نہ کروایا کر۔اس چھوٹی عمر کا ہی تو سارا ملال ہے۔۔"نوفل نے دانت پیسے۔۔جبکہ باسط خفیف سا مسکرایا۔

"خیر ایس پی کا نمبر ملا کر دینا۔۔فلحال تو وہ اپنے ساتھیوں کو ہاسپٹل لے کر گیا ہو گا۔"

ٹراؤزر کی پاکٹ سے سیگریٹ نکال کر سلگائے اس نے اپنے بال دوسرے ہاتھ سے پیچھے کیے۔جو اس کی عادت تھی۔

"ملک حویلی کی ساری خیر خبر رکھنا۔۔مجھے اگر شکایت ملی تو باسط بیٹا تو نہیں بچنے والا۔۔"

انگلی اٹھا کر اسے وارن کیے سیگریٹ کا گہرا کش لیا تھا۔جبکہ باسط نے منہ بگاڑا تھا۔

خٹک کی سرزمین کو ایک بار پھر دہکتے سورج نے اپنی تپش دیتی دھوپ سے چھوا تو زندگی پھر سے رواں دواں ہونے لگی۔،۔

کمرے میں دبیز پردے تھے، جس کی وجہ سے روشنی کا کمرے میں آنا ناممکن تھا۔ لیکن زرفشاں کی وجہ سے پردہ اپنی جگہ سے کھسکا کمرے میں روشنی پھیلا رہا تھا۔ جس کے باعث زین چوہدری کی آنکھ کھلی۔

کسلمندی سے وہ بیڈ سے اٹھا، نظر بے ساختہ دیوار کی جانب گئی جہاں وہ اب بھی سو رہی تھی،۔۔ چہرہ ایک جانب ڈھلکا تھا، سیاہ بالوں کی موٹی لٹیں چہرے پر بکھری تھیں۔ بلاشبہ وہ خوبصورت لڑکی تھی، یہ اعتراف دوسری مرتبہ تھا جو وہ کر چکا تھا۔

وہ سر جھٹکتا آگے آیا، اسے آج کسی بھی حال میں سندری سے ملنا تھا،۔

"اٹھو لڑکی !! جلدی اٹھو،۔۔"

دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے وہ بے سدھ سو رہی تھی، کانوں میں گھمبیر آواز آئی تو ذہن بھی جیسے بیدار ہونے لگا،۔

سامنے زین چوہدری کو بکھرے سے حلیے میں دیکھ کر سٹپٹائی، جھٹکے سے گردن ارد گرد گھما کر ماحول کو جذب کرنے لگی،۔

"میرے کپڑے نکالو، اب سے میرا ہر کام تمہاری ذمہ داری ہے، اور سب سے اہم بات جو گناہ تم نے کیا ہے وہ معافی کے قابل نہیں ہے، چاہتا تو تمہارا مار مار کر حشر بگاڑ دیتا، لیکن کم از کم مجھ میں ابھی غیرت باقی ہے،۔"

زرفشاں کا چہرہ اس وقت ہونق زدہ تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔؟"زین کی آواز پر وہ اس نے تاثرات پر قابو پایا۔۔یکدم اٹھنے کی وجہ سے جسم "میں شدید درد ہو رہا تھا۔جس کا تاثر ہونق پن ختم ہونے پر چہرے پر ابھرا

زین کو اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمایاں نظر آئے تو اس نے سختی سے لب بھینچے۔

ایسا کام کرنا ہی نہیں تھا کہ تنہا سخت زمین پر سونا پڑتا۔۔اگر اس لڑکے سے پیار کرتی بھی تھی تو کم از کم " " گھر والوں کو تو بتاتی۔۔یہ چور راستے تو خواری ہی لاتے ہیں۔جو میں بھگتنے والا ہوں۔۔۔

زری نے زین کو دیکھا جس کے چہرے پر بیزاری پھیلی تھی۔

"میری بات کان کھول کر سن لو۔۔"

اس کے بادامی نین دیکھتا وہ سرد تاثر لیے قریب آیا، جبکہ وہ پیچھے کھسکی۔

یکلخت بازو جکڑ کر اسے سامنے کیا۔

آج سے تم میری بیوی ہو، نکاح ہوا ہے ہمارا،، میں جانتا ہوں تمہارے دل میں کوئی اور ہے۔لیکن " نکاح جس بھی صورتحال میں ہوا اب تم میری عزت بن چکی ہو۔۔فلحال میرا ذہن ماؤف ہے،۔میں کچھ نہ کچھ حل نکال لوں گا۔

لیکن جب تک تم میرے نکاح میں ہو میری ملکیت ہو۔اور جو چیز زین چوہدری کی ملکیت ہو، وہ پھر ہر نگاہ سے اوجھل ہو جاتی ہے۔

مجھے اگر زرا بھی بھنک پڑی کہ تم مجھے اپنے اس عاشق کے ساتھ نظر آئی ہو، یا پھر اس حویلی سے تمہارے قدم باہر نکلے تو میں ہر لحاظ بھول جاؤں گا۔ تمہاری یہ ٹانگیں کاٹ کر ہمیشہ کے لیے اپاہج بنادوں گا،"۔

اس کا حاکمیت بھرا انداز زری کو سہا چکا تھا۔کلون کی تیز مہک نے جیسے حواس جکڑے تھے، شاندار سا شخص ملگجے سے حلیے میں بھی خوبرو لگ رہا تھا۔

نرم نازک سی زر فشاں کانپ کر رہ گئی، قندھاری چہرہ سفید پڑنے لگا تھا،

بادامی نینوں نے قربت کی تپش پر جیسے نمی کا رخ کیا، اسے تو گمان بھی نہیں تھا وہ اس کی ہلکی سی قربت میں ایسے دہل جائے گی۔

"بولو جاؤ گی یہاں سے؟"

زین نے چہرے پر طیش نمایاں کیے سختی سے پوچھا،

زر نے فوری نفی میں سر ہلایا۔اس کا انداز کافی سہا ہوا تھا۔

ہمم فلحال کپڑے تو تمہارے یہاں نہیں ہیں، میں شجیہ سے کہہ کر کچھ کپڑے منگواتا ہوں وہ استعمال کرو، ماں سے دور رہنا،

اس کمرے میں ہی رہنا، کوئی بھی آئے تو دروازہ مت کھولنا، کیونکہ اس گھر میں ہر کوئی تمہارا دشمن ہے،۔ تمہارا گناہ ویسے بھی چھوٹا نہیں ہے۔"

زر کواس کی نرم گرم سی طبعیت حیران کررہی تھی، پہلے نرمی پھر سختی، پھر سختی کے بعد نرمی۔۔وہ چند لمحوں میں الجھ کر رہ گئی۔

اب بولو بھی کچھ ؟" وہ بازو پر دباؤ بڑھائے اس کے جواب کے انتظار میں تھا۔"

اور زر سوچ میں ڈوبی تھی کہ وہ کیا بولے، اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کہہ کر مخاطب کرے؟

"کیا نام ہے تمہارا؟"

چہرے کی گھبراہٹ دیکھ کر زین نے بات کا رخ بدلا۔ وہ پہلے ہی صدمے میں تھی، اسی لیے اس نے نرمی سے بات کرنا مناسب سمجھا۔

ززززرفشاں !!" سرسراتے لبوں سے پرمدھم سی سرگوشی پر زین نے بے ساختہ اسے دیکھا۔

جتنی وہ خوبصورت تھی آواز بھی ایک ردھم میں تھی، نام بھی جیسے اس کے حسین صورت جیسا پیارا تھا۔

"کوالیفیکشن کیا ہے؟"

زر نے ایک بار پھر اسے دیکھا وہ شخص کہیں سے پڑھا لکھا نہیں لگتا تھا۔ لیکن اسے کچھ الگ محسوس ہوا تھا۔

"مم میں نے۔۔"

وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی تو زین جنجھلایا،

مجھے لگتا ہے میرا وقت برباد ہو گا۔۔ تم نے تو نکاح نامے پر بھی انگوٹھا لگایا تھا،"۔"

زر نے نفی میں سر ہلایا۔۔

خیر بیڈ شیٹ چینج کرو۔ مجھے پہلے ہی کافی دیر ہو گئی ہے۔"زر کو رکھی کی بات یاد آئی،۔"

اس نے حیرت سے زین کو دیکھا۔ جبکہ بازو پر اب بھی اس کی گرفت تھی۔

اور ہاں یہ ساتھ ڈریسنگ روم ہے وہاں جاؤ میرے ڈریسز ہو گے ان میں سے کوئی اچھا سا سلیکٹ "کر کے لاؤ، مجھے دیر ہو رہی ہے۔"

وہ بازو چھوڑ کر مڑا تھا،۔

زر نے بے ساختہ سانس بحال کیا۔ وگرنہ اس کی قریب رہ کر وہ شاید بے ہوش ہو جاتی۔

روم میں دو دروازے تھے۔اب ڈریسنگ روم کونسا تھا زرفشان کو سمجھنے میں دشواری ہوئی۔مزید کسر ڈریس سلیکشن نے کی۔

سس سنیں۔۔" واش روم کی جانب بڑھتے زین کے قدم روکے۔"

"فرمائیں؟

وہ مڑتا اس کی جانب متوجہ ہوا، زر نے انگلیاں چٹخائی تو زین اس کی الجھن سمجھ گیا تھا۔

"یہ دروازہ ڈریسنگ روم کا ہے۔ ڈریسنگ روم سمجھتی ہو ناں۔۔"

وہ دوبارہ اس کی جانب آیا تو زرفشاں نے پیچھے قدم لیے، ستواں ناک میں چمکتا موتی روشنی میں چمکا تھا، اس لڑکی میں کچھ تو خاصیت تھی، کہ زین جیسا شخص بھی بار بار متوجہ ہو رہا تھا۔

"مجھے تو پتہ نہیں آپ کیسے کپڑے پہنتے ہیں؟"

افف!! مجھے لگا کوئی اہم مسلہ ہو گا۔"

"ویسے مجھے حیرت ہو رہی ہے شکل سے تم معصوم ہو، بھاگ کیسے گئی۔۔"

زر نے بے ساختہ شکوہ کناں نگاہ سے اسے دیکھا، جو اسی کی جانب متوجہ تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔ خیر چھوڑو اب نہیں کہوں گا جو ہو گیا ماضی تھا اب تو تمہیں یہی رہنا ہے۔۔"

ایسا کرو شلوار سوٹ نکال دو، اور ہاں ڈریسر پر سب چیزیں ریڈی کر کے رکھو۔ میں دس منٹ میں آتا ہوں۔"

زرفشاں کو شدید حیرت ہوئی وہ کل ہی تو اس کی زندگی میں زبردستی شامل ہوئی تھی۔ لیکن وہ تو ایسے حکم دے رہا تھا جیسے وہ شروع سے ہی اس کی چیزوں کی حفاظت کرتی آئی ہے۔

وہ سوچوں کے تانے بانے میں الجھ کر رہ گئی تھی۔

کمرے پر ہوتی دستک پر اس نے ایک سہمی نظر واش روم کے دروازے کی جانب ڈالی۔

باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ یعنی زین ابھی باتھ لے رہا تھا، اس کی ہدایت بھی ساتھ ہی یاد آئیں۔

کمرے کا دروازہ زور سے دھڑ دھڑایا گیا تو وہ کانپتی ٹانگوں سے دروازے کی جانب آئی۔

لاک کھول کر وہ پیچھے ہٹی ہی تھی کہ سامنے ہی زین چوہدری کی ماں موجود تھی۔ زر کا سانس حلق میں اٹکا۔

قہر آلود نگاہ سے انہوں نے زر کو دیکھا،

آگے بڑھ کر انہوں نے جھٹ اس کے بال مٹھی میں جکڑے اور دو چار تھپڑ منہ پر مارے تھے۔۔وہ رات سے کوئلوں پر لوٹ رہی تھیں۔اپنے خوبرو بیٹے کے لیے ایک نیچ ذات کو گھر میں اہم حیثیت سے دیکھنا ان کے لیے آگ میں بھڑکنا جیسا تھا مزید کسر اس کے داغدار ماضی نے پوری کی۔

شرم وحیا کسی کو دے آئی ہے؟ یہ تیری پسند کی شادی نہیں اور نہ ہی تو کوئی من پسند بہو ہے، جو اتنی "دیر تک میرے بیٹے کمرے میں موجود رہے گی۔"

زر کے گال سنسنا اٹھے تھے، جبکہ وہ مزید بالوں کو جھٹکا دیتی زود و کوب کر رہی تھیں۔

آنسوؤں کا ریلہ آنکھوں سے بہہ نکلا تھا۔تکلیف سے وہ سسکی تھی۔

مم معافی!! مم معاف ماں جی۔۔۔"زر کے لفظوں نے انہیں مزید اشتعال انگیز کیا۔"

"بکواس کرتی ہے، اور تیری اتنی اوقات مجھے ماں جی بولے۔؟"

انہوں نے ایک زوردار تھپڑ مار کر اسے دور دھکیلا۔یکلخت وہ زمین بوس ہوئی۔

اسی دوران واش روم کا دروازہ تیزی سے کھلا تھا۔قدم بوسی کرتی زرفشان کو دیکھ کر کئی لکیریں زین چوہدری کی چوڑی پیشانی پر ابھری۔

وہ ویسٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھا۔اس کی موجودگی دیکھ کر چوہدرائن بھی سٹپٹائی۔زین نے ماں کو ایک نگاہ دیکھا تھا۔

کندھوں سے تھام کر اس نے سپاٹ انداز سے زرفشاں کو سامنے کھڑا کیا،

چہرے پر بغور نگاہ ڈالی۔چہرے پر انگلیوں کے گہرے نشان موٹے نین کٹوروں میں ابھرتی سرخی اور ان میں تیرتا پانی لبوں پر مچلتی سسکیاں زین چوہدری کے غضب کو آواز دے گئے۔

زین نے بے ساختہ ہونٹ کے کنارے سے خون اپنی پور پر لیا، وہ سسکیاں لیتی بے جان روح کی مانند تھی،۔۔وہ نازک سی لڑکی تھی، چوہدارئن کے بھاری ہاتھ کے تھپڑ نے اس کے تور پھور ہلادیئے تھے،۔

زین نے زر کو بے ساختہ حصار میں لیا، اس حصار نے زرفشاں پر جیسے چھت سی تان دی، ایسا محسوس ہوا وہ تپتی دھوپ سے ٹھنڈے باغ میں آ پہنچی ہے۔

دل کی دھڑکن کانوں میں شور مچانے لگی۔

اماں ! ! میں نے کل کچھ بکواس کی تھی، شاید آپ نے سنی نہیں، کس حق سے آپ نے اس کو مارا ہے، " مت بھولو اب یہ میری بیوی ہے"۔

وہ سرد پن سے بولا، چوہدرائن کو اس کی آنکھوں میں واضح طیش نظر آیا، اپنے بیٹے کی ضدی اکھڑ اور طیش انگیز طبعیت سے وہ اچھی طرح واقف تھیں۔

لیکن اپنے بیٹے کے قریب کھڑی ایک نیچ ذات کی لڑکی ان کو ناگ کی طرح ڈس رہی تھی۔

زرفشاں گم سم سی اس کے حصار میں تھی، بالوں سے ٹپکتی کئی بوندیں زری کے چہرے پر گری۔۔

"آج کے بعد اگر میری بیوی پر کسی نے ہاتھ اٹھایا تو میں اس حویلی کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔۔"

وہ دھاڑ کر بولا زر کو لے کر بیڈ کی جانب آیا۔

اب تو اس کل کی آئی دو ٹکے کی چھوکری کے پیچھے مجھ سے بد تمیزی کرے گا۔۔مت بھول یہ بھاگ" رہی تھی۔۔اور میں تیری ماں ہوں کل تو میں برداشت کر گئی آج نہیں کروں گی، اسے ابھی کے ابھی گھر "سے نکال ورنہ میں زہر کھالوں گی۔

"کونسا زہر کھاؤ گی، لاؤ میں لا دیتا ہوں۔"

وہ استہزائیہ مسکرایا۔

چوہدرائن کی بولتی بے ساختہ بند ہوئی۔

نگاہ کانپتی سی زر پر تھی، جو سرخ چہرے کے ساتھ لب بار بار تر کر رہی تھی۔

جبین تھام کر اس نے چہرے کو دائیں بائیں موڑا تو دوسرے گال پر بھی سرخ نشان ابھرے تھے۔

اماں بہت زیادتی کر دی ہے آج کے بعد یہ حرکت مت کرنا۔ کیونکہ پھر مجھے جانور بننے سے کوئی نہیں" "روکے گا۔۔

وہ تنبیہہ نگاہ سے ماں کو دیکھے بولا۔ جبکہ صدیقہ بیگم بیٹے کے لفظوں پر سن ہوئیں۔

ڈرومت ! ! تمہاری غلطی کا مجھے اندازہ ہے، لیکن میں ایسی سزائیں کسی کو نہیں دیتا، فلحال مجھ سے مت " ڈرو، کیونکہ اس گھر میں تمہارا واحد ہمدرد میں ہوں"۔

اپنے ساتھ کا مان دیتا وہ زرفشاں کو سکون کی میٹھی لہر دے گیا،۔ جلتے دل پر ٹھنڈی پھوار برسی،۔

زین کو اس کی بھیگی آنکھیں تشکر سے مسکراتی لگیں۔ وہ گلابی سی نازک لڑکی حسن کا ہر پیمانہ رکھتی تھی،۔

کانپتی جبیں کے خم نے اس کی توجہ کھینچی تو انگلی کی پور سے بے ساختہ اس نے اس خم کو دبایا،۔ یہ گمان کر کے کہ یہ اصلی ہے اس کے لب اس سیچویشن میں بھی مسکرائے۔

اس کا گلاب چہرہ زین چوہدری کو اپنی جانب کھینچ رہا تھا۔

یہ اصلی ہے۔۔"اس نے زری کو پوچھا۔۔"

زر لجائی سی نظر جھکا گئی، لیکن وہ زین کی بے باک حرکت پر حیران بھی ہوئی تھی۔ جبکہ چوہدرائن یہ رومان پرور منظر دیکھتی بکتی جھکتی باہر نکل گئی،۔انہیں یقین نہیں آرہا تھا یہ وہی زین چوہدری ہے، جو کسی کے ظلم کی اسے نہایت دردناک سزا دیتا تھا۔ لیکن اب تہمت لگی لڑکی کو ہی سینے سے لگائے کھڑا تھا

"اماں نے کافی زور سے تھپڑ مارا ہے، "

وہ گال سہلا رہا تھا، جبکہ زر سرخ پڑ رہی تھی۔

انہوں نے بالکل صحیح کیا۔۔میں اسی قابل ہوں۔"وہ رو دی تھی۔"

اس کی ننھی ستواں ناک اس خوبرو سے شخص کی قربت میں سرخ ہو چکی تھی۔

نہیں انہوں نے غلط کیا۔۔۔" وہ خماری سے بولا۔"

بے ساختہ وہ جھکا اور عقیدت سے ماتھے پر لب رکھ دیے۔۔لبوں کا جوڑا اپنے ماتھے پر محسوس کرتی وہ ٹھنڈی پڑ گئی۔۔یہ ایک طرح کے اپنے ساتھ کا مان تھا۔جو اس شخص نے بھرپور عقیدت سے فراہم کیا۔۔زر کو توقع ہی نہیں تھی کہ وہ شخص اس حد تک قریب آ جائے گا اور عقیدت کی مہر بھی فراہم کردے گا،وہ تو پاؤں میں بیٹھی ٹھوکروں کی حقدار تھی، پھر اس نے کیسے اسے سر پر تاج کی طرح سجا کر اپنا عقیدت بھرا لمس دے دیا تھا۔۔

کیفیت تو زین کو بھی اپنی ایک پل میں سمجھ نہیں آئی تھی۔وہ اپنے کردار کا مضبوط شخص تھا، پھر وہ زرفشاں کو نا جانے کیسے لمسِ آشنائی عطا کر چکا تھا۔

اس نے چوڑی پیشانی مسل کر اسے دیکھا۔۔جو بالکل گلابی پڑ چکی تھی۔

تم اگر ایسی حرکت نہ کرتی تو آج حالات اور ہوتے، لیکن تمہاری طرح میں بھی مجبور ہو گیا تھا۔ ورنہ "

"وہ سفیر کمینہ تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیتا۔۔جو کہ میں ہر گز نہیں چاہتا تھا۔۔۔

وہ بے بسی سے بولا۔۔جبکہ زرفشاں کو سمجھ نہیں آئی وہ اس شخص کو ایسا کیا خطاب دے جس سے وہ اس کی نرمی کا انعام دے سکے۔

، "مم مجھے معاف کر دیں۔۔ میں ایسا نہیں چاہتی تھی، قسم سے میں نہیں چاہتی تھی"

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی سر نفی میں ہلائے ہاتھ بھی جوڑ بیٹھی۔۔

جانتا ہوں، دیکھو میں تمہیں ابھی کہیں بھی نہیں لے جا سکتا، ورنہ اس زندان میں تمہیں دو منٹ بھی "

نہیں رہنے دیتا۔۔ میری کچھ مجبوریاں ہیں جو وقت رہتے سمجھ جاؤ گی۔۔اس وقت مجھے سندری کے پاس

"جانا ہے، ورنہ وہ خود کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔۔ تم سمجھ رہی ہو ناں۔۔

اس نے جڑے ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھام لیے۔۔

زرفشاں نے اثبات میں سر ہلا دیا، لیکن سندری کا سوچ کر وہ اندر سے بہت بے چین ہو چکی تھی۔

اب آرام کرو شجیہ کے کپڑے بھجواتا ہوں، اب چاہے جو بھی آئے دروازہ مت کھولنا، میں رکھی کے "

"ہاتھ سے ناشتہ بھی بھجواؤں گا۔۔

وہ نرمی سے گال تھپتپاتا کپڑے لیے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا۔۔

وہ ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر روئی، نرم گالوں میں درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ لیکن اس شخص کی نرمی بھی اسے رلا رہی تھی۔

وہ ہاتھ بیڈ کے دائیں بائیں رکھے درد کو اندر ہی دباتی رہی۔

زین فریش سا ہو کر باہر آیا تو اسے ایک پوزیشن میں بیٹھے دیکھے لب بھینچ کر رہ گیا۔

وہ بال بنا کر مخصوص پرفیوم چھڑکتا اب کالر درست کر رہا تھا۔ ایک اچٹتی نگاہ اس نے زر پر بھی ڈالی۔

جواب بھی رونے کا شغل جاری رکھے ہوئے تھی۔

دیکھو اب تم ایسے روتی رہو گی تو میں جا نہیں پاؤں گا۔ رونا بند کرو،"۔ "

زر نے نفی میں سر ہلا کر دیکھ کر پلو سے آنکھیں رگڑیں۔ وہ ہنکارا بھرتا باہر نکل گیا۔

زر نے بے ساختہ اس کی پشت کو گھورا تھا۔

چند پل بعد ہی وہ کمرے میں داخل ہوا، ہاتھ میں دو جوڑے تھے،

سیاہ اور ایک گہرے سبز رنگ کا جوڑا اس نے زر کی جانب بڑھایا۔

مخروطی انگلیوں والے ہاتھ جن کی پوریں گلابی سی تھیں۔اسی نرم نازک ہاتھ سے اس نے کپڑے تھام لیے۔

مجھے لگتا ہے یہ سائز میں تمہیں بڑے ہونگے۔شجیہ تھوڑی بھاری سی ہے۔پر تم تو دھان پان سی "ہو۔"

وہ آخر میں مسکرادیا تھا۔

جبکہ زرفشاں جھینپ کر رہ گئی۔

ایک سوال پوچھوں؟"زر کی زبان پھسلی تھی۔

پوچھ لو جو پوچھنا ہے۔

"نہیں۔"

وہ نفی میں سرہلاتی چند قدم پیچھے ہوئی۔

اچھا تب پوچھ لینا جب تمہارا ڈر ختم ہو جائے فلحال تم چینج کرلو۔اور ہاں منہ ہلکے ہاتھ سے دھونا گالوں "میں درد ہو گا۔"

زر نے نگاہ اٹھا کر حیرانگی سے اس شخص کو ایک بار پھر دیکھا۔

وہ پل پل زرافشاں کو حیران کر رہا تھا۔اتنی فکر تو اس کی سگی ماں نے نہیں کی تھی، جتنی وہ شخص کر رہا تھا، حالانکہ وہ اس کی من چاہی بھی نہیں تھی۔

حیران مت ہو، مجھے کسی کو بے جا نقصان پہنچانا پسند نہیں ہیں لیکن میرے اپنے کچھ اصول بھی ہیں، " اگر تم میرے ساتھ ایمانداری سے چلو گی تو میں تمہیں دیانت داری کے ساتھ تمہارا حق فراہم کروں گا۔اور اگر تم نے میری امانت میں خیانت کی تو میری بددیانتی ساری عمر کے لیے تمہارے لیے عذاب بن جائے گی۔"

سرد سے لہجے پر زر یکلخت کانپی۔۔یہ پہلی گھمبیر آواز تھی جس نے سماعتوں کو بھی ٹھٹرا دیا تھا۔اور وہ کپڑے لے کر وہ واش روم کی جانب بھاگ گئی۔

زین نے بیڈ پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنا ضروری سمجھا۔

موبائل پر مختلف میسجز دیکھتا وہ مگن ہوا۔جب زر کی چوڑیوں کی کھنک سنائی دی۔

اس نے بے ساختہ نگاہ اٹھائی، اور پھر وہ نگاہ جیسے پلٹنا بھول گئی۔

گول چوڑے سے گلے سے نظر آتی سفید چمکتی صراحی دار گردن جس میں باریک سی سفید چین تھی، جھمکیاں کانوں سے جدا تھیں۔۔جبکہ جبین پر چند بوندیں ٹھہری تھیں۔

بادامی آنکھوں سے کاجل غائب ہو چکا تھا۔

زین کو وہ آنکھیں ویران سی لگیں۔ایک پل کو دل چاہا اس کی آنکھوں میں پھر سے کاجل بھر دے۔

وہ نازک اندام حسینہ اس کی توجہ کھینچ رہی تھی۔

شٹ یار!! میں کیوں دیکھ رہا ہوں اتنی غور سے، مجھے سندری پر فوکس کرنا ہے، فوکس آن "سندری۔۔"

وہ بڑبڑاتا خود کو ملامت کرنے لگا۔

"پہلے اس سفیر کا گلا دباؤں گا۔۔کمینہ انسان، اسی کی وجہ سے سارا تماشہ ہوا ہے۔۔"

وہ ٹانگ جھلاتا یکدم کھڑا ہو چکا تھا۔ جبکہ زری بھی آگے آئی تھی، فاصلہ سمٹ کر رہ گیا تھا۔

وہ بے۔ڑا سا کمرا اس شخص کی ہمراہی میں اسے تنگ سا لگ رہا تھا۔۔اس کی نگاہِ تپش نے سانسوں میں ارتعاش بر پا کیا تھا۔

وہ شاید بے باک تھا یا پھر اس کا انداز ہی ایسا تھا، زر کو مزید سمجھنے میں وقت لگنے والا تھا۔

سیاہ فراک میں وہ رات کی چمکتی چاندنی کی مانند لگ رہی تھی۔

ناشتہ کر لینا، دو بجے تک لوٹ آؤں گا، میری ساری ہدایات یاد رکھنا، دوبارہ کمرے سے نہیں "نکلنا۔۔۔"

گھمبیر لہجے میں اسے باور کرواتا وہ چند پل اسے دیکھ کر باہر نکلا۔۔دھڑکتے دل کے ساتھ زرافشاں نے سانس بحال کیا تھا۔

پر اس کے عام انداز پر وہ اب بھی حیران تھی۔

"تھینکیو انسپکٹر میری بیٹی کی حفاظت کرنے کے لیے۔۔لیکن کیا حملہ کرنے والوں کا پتہ چلا؟۔"

وہاج انابیہ کو بے ہوش دیکھ کر ہاسپٹل لایا تھا۔۔اس کے دو اہلکار زخمی ہوئے تھے۔قدرتی طور پر وہ اسے فرمان علی ہاسپٹل لے آیا تھا۔جو انابیہ فرمان کے والد کا ہی ہاسپٹل تھا۔

اپنی بیٹی کو وہاں دیکھ کر وہ گھبرا چکے تھے۔

"میری بیٹی پر حملہ آور ہونے والے مجرم میں جلد ہی سلاخوں کے پیچھے چاہتا ہوں۔۔"

فرمان علی نے مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔تو وہاج نے سپاٹ چہرے کے ساتھ آگے بڑھایا۔

فرمان علی شہر کے جانے مانے ڈاکٹر تھے،۔ان کے ہاسپٹل کا ایک نام تھا۔انابیہ فرمان ان کی اکلوتی بیٹی تھی۔ان کی بیوی تبسم بیگم بھی ایک ڈاکٹر تھی۔

"کوشش جاری ہے۔۔جیسے ہی کچھ خبر ہوئی، میں آپ کو ضرور بتاؤں گا۔مجھے اجازت دیں۔۔"

وہ ہاتھ ملائے وہاں سے نکلا تھا۔

ہاسپٹل سے نکل کر وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔جب اس کا فون بجا تھا۔

ان نون نمبر دیکھ کر اس نے کال رسیو کی۔۔

"سنا ہے انسپکٹر وہاج سلطان عرف عام سالے صاحب گولیوں کی زد میں آکر بھی زندہ بچ چکے ہیں۔۔"

وہ پل بھر میں پہچان گیا تھا مقابل کون ہے؟

وہاج نے فون بند کرنا چاہا لیکن اس کی آواز پر اس نے مٹھی بھینچی۔

سالے صاحب پولیس والے ہو کر بھی اپنی حفاظت نہیں کر سکتے، اور مجھے دیکھو چار چار قتل کر کے" ہو کر شان سے جیل میں رہ رہا ہوں۔ کسی کا کوئی ڈر نہیں ہے۔اور نہ ہی کوئی افسوس۔۔۔ لیکن ایک ملال "ہے کہ آدھے قاتل آزاد ہیں۔۔ لیکن خیر وہ بھی تمہارے لاڈلے بہنوئی کے ہاتھوں ضائع ہو گے۔۔

کیا یہی بکواس کرنے کے لیے فون کیا ہے۔۔؟" وہاج سپاٹ انداز میں بولا۔۔ جبکہ دوسری جانب" نوفل یزدان کا قہقہ گونجا۔۔

میری ہونے والی پیاری بیوی کے بھائی نوفل کسی کو بلاوجہ فون نہیں کرتا۔۔ایک مشورہ دینا چاہتا تھا" ۔اگر پولیس کی وردی پہن کر بھی اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تو ایسا کرو میرے پاس آجاؤ، قید کے چند دن "پرانے یار مل بیٹھ کر گزاریں گے۔۔۔

نوفل نے ایک بار پھر قہقہ لگایا۔

جبکہ وہاج نے طیش سے کال کٹ کی تھی۔اس کے ساتھ وہ بالکل بھی لڑنا یا بحث کرنا نہیں چاہتا تھا۔

کل سے وہ اسے مل

وہ اپنے کمرے میں الماری سیٹ کر رہی تھی۔ سفید اور سیاہ لباس کے علاوہ اس کی الماری میں ایک بھی ایسا لباس نہیں تھا جو وہ پہن سکتی تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی وہ فریش ہوئی تھی، گھنے سیاہ بال پشت پر بکھرے تھے۔ جسے ڈوپٹہ اوڑھ کر اس نے چھپایا تھا۔

وہ بن بیاہی بیوہ تھی، جس میں اس کا قصور نہ ہونے کے باوجود بھی اسے سزا دی گئی تھی۔

الماری کا پٹ بند کرتے اس کی نظر اس تصویر پر گئی، تو دل شدت سے دھڑکا۔

وہ بھوری سرخ آنکھوں والا شخص اپنی پراسراریت سمیت اپنے دوست کے ساتھ کھڑا تھا جو شکل سے نہایت سنجیدہ اور معصوم تھا۔

وہ سنجیدہ اور معصوم شخص ہی تو تھا جس کی موت کی سزا اسے بیوگی کی صورت ملی تھی۔ جبکہ وہی اپنی ذات میں پراسراریت لیے شخص ہر بار اس کے وجود کو سہا دیتا تھا۔

"واہ!! آج تو حسن مکمل نکھر کر سامنے آیا ہے۔"

اپنے پیچھے سلمان ملک کی آواز سنتی وہ خوف سے اچھلی۔

اس نے جلدی سے تصویر کپڑوں کے نیچے رکھی۔ اور ڈوپٹے کو تھام کر رخ موڑا۔

سلمان ملک اپنی پوری خباثت کے ساتھ پیچھے موجود تھا۔ مونچھوں کو تاؤ دیتا وہ اپنی بھوکی نظروں سے اس کے وجود کو جیسے کاٹ دینا چاہتا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟ جاؤ یہاں سے؟؟"

وہ حلق تر کرتی چیخی۔

جانے کے لیے نہیں آیا جانِ من۔۔۔!! قہقہ لگائے اسے کہا۔ جبکہ تعبیر کی حالت بری ہونے لگی۔"

بھائی تو تیرا اب مہینے سے پہلے آئے گا نہیں۔۔ اسی لیے کمال ملک سے رشتہ مانگنے بابا صاحب آئے "

"ہیں۔ دو دن بعد نکاح کا سوچ کر آیا ہوں۔

اس کی بے یقینی پر اس نے نفی میں سر ہلایا، جبکہ سلمان ملک بے باکی سے مسکرایا تھا۔

بخدا تعبیر۔۔۔ تمہیں پانے کے لیے بڑے پاپڑ بیلے ہیں۔۔۔ اب تو صبر کرنا مشکل ہے، تم یہی چاہتی "
تھی ناں تمہیں اپنانے سے پہلے ثمینہ کو فارغ کر دوں تو کر دیا فارغ۔ سنبھالے اپنے دونوں بچے
"اکیلے۔۔

خدا کا واسطہ ہے سلمان بھائی!! بخش دیں مجھے میں نہیں کرنا چاہتی شادی۔۔۔" وہ ہاتھ جوڑتی بہتی "
آنکھوں سے چیخی۔

نہ میری جان آنسو نہ بہاؤ۔۔۔ اب تو مسکرانے کے دن ہیں۔ فکر نہ کرو دامن میں خوشیاں ہی خوشیاں "
"بھر دوں گا۔

سلمان ملک بنا کسی بات کا اثر لیے بولا تھا جبکہ تعبیر کا دل چاہا وہ خود کو کچھ کر لے۔۔ اپنی اس سسکتی زندگی سے وہ مکمل طور پر بیزار ہو چکی تھی۔ اور ان یہ نئی مصیبت آ چکی تھی۔

اب کی بار انکار مت کرنا۔۔ ورنہ انجام کی ذمہ دار بھی تم ہو گی۔ کیونکہ اب میں کسی کی نہیں سنوں "
"گا۔۔ ایک بار پھر اگر مجھے خون کی ہولی کھیلنا پڑی تو میں کھیلنے سے گریز نہیں کروں گا۔

درندگی بھری مسکراہٹ لبوں پر سجائے اس نے تعبیر کو ایک اور اذیت دی تھی۔

اور سنو۔۔۔!! سلمان دروازے کے قریب رکا تھا۔"

وہاج کو خبر بھی نہیں ہونی چاہیے،۔ورنہ ابھی تو صرف اس کی کار پر گولیوں کی برسات ہوئی ہے، اگلی" " بار چلنے والی گولیاں اس کے وجود کے چھیتھڑے اڑائے گی۔

نہیں۔۔"وہ سہمتی پھٹی آنکھوں سے بمشکل بولی تھی۔جبکہ سلمان ملک گنگناتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔"

"میں ایسے خاموش نہیں بیٹھ سکتی،۔چوہدری صاحب۔۔"

صدیقہ بیگم جلے پاؤں کی بلی کی مانند چکر کاٹتی سخت طیش میں تھی۔

مخدوم چوہدری نے اپنی لاڈلی بیوی کو دیکھا، جن کا شاہانہ مزاج اور غریبوں سے شدید نفرت کرنے والی عادت بالکل اس جیسی تھی،۔ لیکن ناجانے بیٹا کس پر چلا گیا تھا۔جو غریبوں کا ہمدرد دوسروں کی مدد کرنے والا، غرض وہ ان دونوں کی اولاد لگتا ہی نہیں تھا۔

"تم پریشان مت ہو صدیقہ اس کا حل میں سوچ چکا ہوں۔۔"

چوہدری صاحب۔۔۔آپ جانتے تھے کہ میں زین کی شادی اس گاؤں میں کرنا ہی نہیں چاہتی" تھی،۔ کیونکہ یہاں کوئی بھی میرے بیٹے کے قابل نہیں تھی۔مجھے تو اب تک یقین نہیں آرہا ہے کہ وہ "کم ذات میرے بیٹے کے کمرے میں شان سے رہ رہی ہے۔۔

صدیقہ ! ! میں صرف زین کا حویلی باہر جانے کا انتظار کر رہا ہوں۔۔ایک بار اسے جانے دو۔۔اسجد کو " " کہہ کر اس کا انتظام کر چکا ہوں۔۔شام سے پہلے اس کا وجود حویلی میں نظر نہیں آئے گا۔۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں۔۔؟" صدیقہ نے مشکوک نگاہ سے انہیں دیکھا۔۔جواباً وہ شیطانی انداز میں " مسکراتے صدیقہ بیگم کا غصہ زائل کر گئے تھے۔

"آپ بہت اچھے ہیں۔۔اور اب زین کے لیے میں ایسی لڑکی لاؤں گی کہ سارا گاؤں دیکھے گا۔۔۔" مستقبل کے حسین خواب سجاتی وہ مخدوم چوہدری کے پاس دراز ہوئی تھیں۔

سفیر خان ! ! باہر نکل ! ! میں تجھے چھوڑوں گا نہیں " ، وہ دھاڑتا ہوا اندر داخل ہوا، دروازے کی دھمک " کی ارتعاش کئی ثانیے گونجتی رہی۔

! ! وہ آئے ہمارے گھر،، واہ واہ"

"وہ آئے ہمارے گھر،، ابے واہ واہ کرو،

اس نے لاؤنج میں کھڑے ملازموں کو اشارہ دیا۔۔جو حیرانگی سے زین کو دیکھ رہے تھے۔

زین کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے جبکہ مٹھیاں سختی سے بھینچ لی،

سالے کمینے انسان ! ! میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا، تونے بھرے مجمعے میں میری عزت کا فالودہ " کر دیا۔ کمینے کیوں یہ حرکت کی۔ کیا تجھے اپنی دوستی کا بھی لحاظ نہیں رہا تھا؟ "

وہ سفیر کی چمکتی مسکراہٹ سے مزید اشتعال انگیز ہوا۔ ایک زور دار مکہ اس نے سفیر کے جبڑے پر مارا۔

وہ اب بھی مسکرا رہا تھا جبکہ زین کا پارہ ہائی ہو رہا تھا۔

سفیر نیچے گر چکا تھا جبکہ زین اس کے اوپر بیٹھے اسے پیٹ رہا تھا۔

ملازم ڈر سے اندر کی جانب بھاگ گئے جبکہ وہ دونوں اب بھی گھتم گھتا تھا۔

اے بس کر ! ! اتنی پیاری لڑکی دی ہے بجائے شکر ادا کرنے کے تو مجھے مار رہا ہے۔ احسان " فراموشی ہے۔ "

وہ لب کے کونے سے خون صاف کرتا اسے دور دھکیلے اٹھ کھڑا ہوا۔

زین جھٹکے سے کھڑا ہوتا اس کی گردن پیچھے سے جکڑ چکا تھا۔

وہ کسی اور کو پسند کرتی تھی، تونے بہت غلط کیا۔ اور تو میرے بارے میں بھی جانتا ہے پھر بھی تونے " ایسے کیا۔ کم از کم تو ہی وہاں بھرے مجمعے میں مجھے بچا لیتا لیکن اس مجمعے میں تو ہی تھا جو میرے سب سے پہلے خلاف تھا۔ "

زین دانت پیسے بولا۔۔ جبکہ اب بھی بس نہیں چل رہا تھا وہ سفیر کا خون کر دے۔

جس کے ساتھ وہ بھاگ رہی تھی وہ اچھا انسان نہیں تھا، اور اگر تو نکاح نہ کرتا تو وہ شایان سا گراس کو " تباہ و برباد کر دیتا،۔ جو کہ میں ہر گز نہیں چاہتا تھا۔۔

"کیا وہ تیرے ماموں کی بیٹی تھی جو اس کی اتنی فکر کر رہا ہے،"

زین اس کی تفصیل سن کر دھاڑا،

"ہاں ماموں کی بیٹی ہے تبھی تیرے حوالے کیا تھا،۔"

سفیر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا!! وہ سچ میں تیرے ماموں کی بیٹی ہے،؟"

زین چونک سا گیا،۔

سفیر نے محض سر اثبات میں ہلایا،۔ جبکہ زین کا غصہ مزید بڑھا۔

تبھی تو نے مجھے بلی کا بکرا بنایا۔۔ "توھیک ہے۔۔ اب میں بھی وہی کروں گا جو تو نے کیا۔۔"

" شجیہ کو بھول جانا، تیری شادی میں قطعی نہیں ہونے دوں گا،۔۔

سیگریٹ سلگاتے وہ بولا تو ایک زور دار پنچ اس کے منہ پر آ کر لگا،

زین چوہدری مضبوط اعصاب کا مالک ہونے کے باوجود جھٹپٹا کر رہ گیا۔اس کا ہاتھ کافی بھاری تھا۔

" تیری بہن پہلے ہی مجھے گھاس نہیں ڈالتی اور تو کمینا مزید بکواس کر رہا ہے،۔ "

وہ نیلی پڑتی آنکھ کے کونے کو سہلاتے زین کو طیش بھری نگاہ سے دیکھ بھی رہا تھا،۔

زین کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ اُمڈ آئی،

نیچے گری سیگریٹ اس نے لبوں میں دبائی،۔مدھم قدم لے کر وہ دوبارہ سفیر کی جانب آیا، جو سوجے چہرے کے ساتھ ابھی بھی اسے گھور رہا تھا،۔

اس کے قریب آکر سفیر کی قمیض کی سائڈ پاکٹ سے لائٹر نکال کر اس نے سیگریٹ سلگایا،۔

سفیر اس کی کاروائی دیکھ رہا تھا،،

گہرا کش لے کر اس نے دھواں سفیر کے منہ پر پھینکا،۔

یخ کمینہ انسان !!! " سفیر ہاتھ سے دھواں دور ہٹایا،"

URDUNovelians

" وہ اب تجھے گھاس کیا پتھر بھی نہیں مارے گی، تو نے سب خراب کیا ہے تو اب سزا تو ملے گی،۔ "

زین کا انداز شاہانہ تھا۔

دیکھ میں تیرے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں، کوئی اور سزا دے لیکن اپنی بہن کے نام سے مت ڈرا، قسم سے " پہلی بار محبت ہوئی وہ بھی سخت ظالم پتھر دل لڑکی سے، جو منگنی کے بعد بھی روٹھی رہتی ہے، ناجانے

کونسی خار کھائے ہوئے ہے، لوگ مرد کو اکھڑ بدمزاج بولتے ہیں یہاں تیری وہ موٹو بہن دبنگ دادی بنی رہتی ہے،

"شرم کر وہ تیری بیوی ہے جسے تو موٹو بول رہا ہے،۔

زین نے ایک بار پھر گردن جکڑی،۔

چلتا ہے یار، یونو بیوی کو پیار سے موٹو کہوں گا تو شاید مجھ سے پٹ بھی جائے" وہ آنکھ کا کونا دباتا بولا تو "

زین نے محض اسے گھورا،

سندری کا کیا ہو گا، وہ رو رہی تھی،۔اور یہ سب ٹھیک بھی نہیں ہوا۔۔"زین نے اس کی توجہ اہم " معاملے کی جانب دلوائی،۔

فلحال تو اس کی دل جوئی ضروری ہے،۔وہ صدمے میں ہو گی،۔اور جانتے ہو وہ کتنی جنونی ہے کہیں " "شایان کچھ کر نہ دے،۔

توکیسے ملنے کا سوچا ہے؟" سفیر نے زین سے جلتی سیگریٹ لے کر لبوں میں دبائی، "

زین دوبارہ گھور کر رہ گیا،۔

"میں چاہتا تو ملک حویلی چلا جاتا لیکن وہ شایان،۔۔۔"

وہ بات ادھوری چھوڑ کر قدرے آگے ہوئے ہاتھ جوڑ کر بیٹھا۔

"افشاں کیسی ہے،؟ کہیں تم نے اسے؟"

سفیر نے سنجیدگی سے استفسار کیا تو زین نے ابرو اچکا کر اسے گھورا۔

"تجھے میں اتنا جاہل لگتا ہوں۔شرم کا مقام ہے کہ میرا دوست جیسا دشمن مجھ سے یہ سوال کر رہا ہے۔۔"

وہ تاسف سے سر ہلاتا بولا تو سفیر مدھم سا مسکرایا۔

"میں تیرا دشمن کم از کم نہیں ہو سکتا،،"

پر تو نے آج دوستی والے کام بھی نہیں کیے"۔

سفیر محض مسکرا کر رہ گیا تھا۔پر اسے یہ اطمینان تھا کہ اس نے کم از کم اپنے یار کو بچا لیا ہے۔اور یہ بھی اطمینان تھا کہ اس کے اس فیصلے پر وہ آئندہ وقت میں اس کا شکر گزار ہونے والا تھا۔

وہ آج یہاں سے جانے کی ساری تیاری کر چکی تھی۔۔زین کا سامنا کرنے کی اس میں زرا بھی ہمت نہیں تھی۔نہ ہی وہ سامنا کرنا چاہتی تھی۔

یہ فلیٹ کی چابی ہے۔، جہاں تم رکو گی۔ایک ملازمہ کا بھی بندوبست کردیا ہے۔اور ہاں اپنا خیال رکھنا، "
" تمہاری زرا سی بھی کمزوری تمہیں نقصان میں ڈال سکتی ہے۔۔

شایان کی ہدایات وہ چپ چاپ سنتی رہی،۔اس وقت دل ودماغ میں جکڑ چل رہے تھے،۔

ملازم اس کا سامان گاڑی میں رکھ چکے تھے،وہ چادر اوڑھ کر باہر نکلی۔

سندری کے والد فلحال دوسرے شہر تھے،اسی لیے وہ تمام معاملے سے بے خبر تھے۔

اپنی ماں سے ملنے آتی رہنا۔۔" فضیلت بیگم نے اس کو ساتھ لگائے دلگیر انداز میں کہا۔۔"

وہ سپاٹ چہرے سے گاڑی میں بیٹھی۔کچھ دیر میں گاڑی رواں ہوچکی تھی۔

وہ باہر کے مناظر دیکھنے میں مگن تھی،جب گاڑی ڈرائیور نے گاڑی روکی۔

کیا ہوا۔۔؟"س نے گھبرا کر پوچھا۔

بی بی لگتا ہے تار اپنی جگہ سے ہل گئی ہے،میں دیکھتا ہوں۔۔"

ڈرائیور اترا تو وہ بھی آنکھیں موندھ کر ٹیک لگاتی پر سوچ ہوئی۔

"ہوگیا ہے سب ٹھیک۔۔۔"

ڈرائیور کی گھمبیر آواز پر وہ اپنی جگہ سے اچھلی تھی۔

آپ۔۔۔!! وہ خوف کے زیرِ اثر بولی تھی۔بے ساختہ پیچھے ہوئی۔"

زین نے اسے سرد نگاہوں سے دیکھا تو وہ نظر چراتی آنسو بہانے لگی۔

"مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔چلے جائیں یہاں سے۔۔"

"دھوکہ دے کر بھاگنے سے کبھی مسلے حل نہیں ہوتے۔۔۔"

دھوکہ میں نے نہیں آپ نے دیا ہے۔۔ میری دوست سے شادی کر کے مجھے اتنا بڑا دھوکہ دے کر" آپ نے مجھے برباد کر دیا ہے۔میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔اور میں ابھی بھائی کو فون "کرتی ہوں۔

زین نے اس کا موبائل چھین کر ڈگی کی طرف پھینکا۔

میری بات سنو۔۔سندری۔۔۔ تم جہاں بھی جاؤ گی۔۔زین چوہدری کی نظر سے بچ نہیں پاؤ" "گی۔۔ تمہیں اسی گاؤں میں واپس آنا ہو گا۔

میری واپسی تب ہی ہو گی۔جب آپ زرافشاں کو طلاق دے دیں گے۔وگرنہ میرا اور آپ کا کوئی" "تعلق نہیں ہے۔

وہ چیخی تھی۔جبکہ زین کے دل پر گھونسا پڑا تھا۔

یہ تو وقت بتائے گا۔۔۔کس کا تعلق رہے گا یا نہیں۔" اسے باور کرواتا وہ گاڑی سے باہر نکل گیا۔۔"

جبکہ اس نے سینے میں رکا سانس بحال کیا تھا۔

زرافشاں کمرے میں سہمی ہوئی بیٹھی رہی تھی، رکھی ناشتے کے برتن لے کر گئی تو اس نے دوبارہ کمرے کا لاک لگالیا۔ چوہدرائن دوبارہ تو نہیں آئی تھی، لیکن دل اب بھی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

کمرے کی سجاوٹ کو دیکھتی وہ زین کے بارے میں بھی سوچ رہی تھی جو نا جانے کب واپس آنے والا تھا۔

یکلخت کمرے میں اندھیرا ہوا تھا۔اور دھواں سا کمرے کی فضا میں پھیلا۔

اوپر والا پورشن مکمل زین کا تھا۔

جس کے باعث وہاں کم ہی کوئی آتا تھا۔۔

زرافشاں کی چیخ نکلی، ساری لائٹس بند ہو چکی تھی۔۔اسے اندھیرے سے ویسے بھی وحشت ہوتی تھی۔اوپر سے دھواں نما گیس اس کا سانس روکنے لگی۔

گہرے سانس لیتی وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی۔

بری طرح وہ دروازہ پیٹنے لگی۔۔کہ کوئی تو دروازہ کھولے۔۔

چند پل وہ مزید سانس کھینچتی تڑپتی رہی، لیکن پھر ہمت ہارے زمین بوس ہوتی بے ہوش ہوئی۔

چند پل بعد ہی دروازہ کھلا تھا۔ مخدوم چوہدری نے اپنا جوتا اس کے نازک ہاتھ پر رکھ کر دباؤ ڈالا۔

وہ بے ہوشی میں بھی درد سے تڑپ کر رہ گئی۔

"اس گند کو جتنی جلدی ہو سکتا ہے، اٹھاؤ اور اس گاؤں سے اتنا دور پھینک آؤ کہ زین چوہدری اس تک پہنچ بھی نہ پائے۔۔اگر کوئی غلطی ہوئی تو میرے قہر سے تمہیں کوئی بھی بچا نہیں پائے گا۔"

مخدوم چوہدری کی آواز نے کمرے کے ساکت ماحول میں وحشت بھرپا کی تھی۔

جبکہ صدیقہ بیگم کے چہرے پر مکمل اطمینان تھا۔

کل سے یہ لڑکی ان کا چین برباد کر چکی تھی۔اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے وہ یہ گھٹیا لڑکی ہرگز برداشت کرنے کی متحمل نہیں تھیں۔

مخدوم چوہدری کے آدمی نے زری کے نازک وجود کو بانہوں میں بھرا اور چھوٹی سی راہداری سے گزر کر اسے پچھلے راستے سے باہر کی جانب ب۔ڑھنے لگا۔

ٹھیک اسی وقت زین چوہدری کی گاڑی کا ہارن بجا تھا۔

وہاں موجود نفوس کے چہروں پر سراسیمگی پھیلی تھی۔

"اس کے منہ پر کپڑا باندھ کر اسے سٹور روم میں بند کرو۔۔اور جلدی سے تم لوگ باہر نکلو۔

مخدوم چوہدری کے حکم پر وہ شخص اسے لیے سٹور روم کی طرف بڑھا۔

"صدیقہ بیگم اپنے کمرے میں جاؤ۔اور جب شور بلند ہو تبھی باہر آنا۔"

انہیں اشارہ دیتے وہ تیزی سے نچلے پورشن کی جانب بڑھے۔۔زین کے اوپر آنے سے پہلے وہ بازی بدل دینا چاہتے تھے۔تاکہ وہ ان پر بالکل بھی شک نہ کر پائے۔

کہاں گئی وہ لڑکی؟؟" بولو میں پوچھ رہا ہوں۔۔کہاں گئی وہ لڑکی؟؟اتنے کڑے پہرے کے باوجود بھی "وہ بھاگ گئی؟؟تم لوگوں کو میں نے ہڈ حرامی کے لیے نہیں پالا تھا۔۔

مالک ہمیں نہیں پتہ وہ کب نکلی حویلی سے۔۔"۔ملازم کی بڑبڑاہٹ پر مخدوم چوہدری نے پیشانی مسلی۔"

"صدیقہ بیگم باہر آیئے۔۔۔

مخدوم چوہدری کی آواز پر زین کے قدم اندر داخل ہوتے ٹھٹھکے۔

زین۔۔" مخدوم چوہدری نے چہرے پر تاسف بھرے تاثرات سجائے اسے دیکھا۔"

"زرافشاں کہاں ہے؟؟"

زین نے سپاٹ انداز میں پوچھا۔

"وہ لڑکی بھاگ گئی ہے۔۔۔اسی کے بارے میں۔۔۔"

بابا میں پوچھ رہا ہوں زرافشاں کہاں ہے۔۔" وہ دھاڑا تھا۔ جبکہ آنکھوں میں واضح تنفر تھا۔"

تم اپنے باپ پر شک کر رہے ہو۔؟" وہ کروفر سے بولے۔"

زرافشاں۔۔۔!! زین بلند آواز میں پکارتا اوپر کی جانب بڑھا۔۔ فلحال اس لڑکی کو ڈھونڈنا ضروری تھا۔

مخدوم چوہدری نے مٹھیاں بھینچی تھیں۔

زرفشاں۔۔۔" ہر کمرے کو چیک کرتا وہ بلند آواز میں اس کا نام پکار رہا تھا۔

اپنے کمرے کو چیک کرتا وہ دوبارہ باہر آیا۔۔اور گرل کے پاس کھڑا ہوا۔

اگر اس لڑکی کو ایک کھروںچ بھی آئی تو میں تم سب کا ایسا حال کروں گا کہ تمہاری روح کانپ جائے "
"گی۔۔

زین کی واضح دھمکی اور حکمانہ انداز مخدوم چوہدری کو کسی انہونی کا پتہ دے رہی تھی۔

کچھ دیر میں وہ سارا گھر چھان چکا تھا۔

"زرفشاں۔۔۔۔۔"

صدیقہ بیگم کے علاوہ قیوم چوہدری کی بیوی بھی باہر آچکی تھیں۔

سٹور روم میں نیم بیہوش افشاں کے کانوں سے زین کی بھاری آواز ٹکرائی تو وہ سر تھامتی کراہی تھی۔یوں جیسے اس شخص کی آواز نے سسکتی زندگی کو سانس دی ہو۔

جلد بازی میں وہ آدمی اس کے منہ پر کپڑا نہیں باندھ پایا تھا۔

ہوش میں لوٹی تو سانس ایک بار پھر رکتا محسوس ہوا۔

ہاتھ زمین پر ٹکائے وہ بری طرح کھانسنے لگی۔۔، جبکہ نیم تاریکی میں روشنی ابھری۔۔

زین کی سماعت سے اس کی آواز ٹکرائی تو وہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔۔

زرفشاں۔۔۔"قریب آئے وہ بے اختیارانہ جھکا تھا۔

وہ کھانس کر دوہری ہو چکی تھی۔زین نے اس کو سینے سے لگائے کمر سہلائی، تاکہ سانس بحال ہو سکے۔

جبکہ وہ خوف کے زیر اثر اس کے ساتھ لگی اور اس کی قمیض کو مٹھیوں میں جکڑ لیا۔

گھبراؤ نہیں میں آگیا ہوں۔۔"اسے مزید خود میں بھینچے نرمی سے بولا۔۔"

کچھ دیر بعد اس کی طبعیت سنبھلی تھی۔

"جس نے بھی یہ گھٹیا حرکت کی ہے، اسے اس کا حساب دینا ہی ہو گا۔۔۔"

اس کے وجود کو بانہوں میں بھرے وہ باہر نکلا،۔سامنے ہی سب افراد موجود تھے۔زین نے ایک قہر آلود نگاہ سب پر ڈالی۔جبکہ اس کی بے باک حرکت پر صدیقہ بیگم پیچ و تاب کھا کر رہ گئی تھیں۔

"ماما جب میں ہاسپٹل میں لائی گئی تھی تو وہ پولیس آفیسر جو مجھے لائے تھے،انہوں نے آپ کو کیا کہا تھا؟ اور وہ کیا دوبارہ آئیں گے؟"

انابیہ کا یہ سوال اب ان کے دماغ کو حفظ ہو چکا تھا۔۔تبسم بیگم نے مشکوک نظروں سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔

"بیٹا وہ ایک پولیس آفیسر تھا نہ کہ کوئی رشتہ دار جو تم اتنی بے چین ہو رہی ہو۔۔اور اس نے کچھ خاص نہیں کہا تھا۔۔جو پولیس والوں کا کام ہوتا ہے وہ وہی کرتے ہیں۔اب تم اس کا کوئی ذکر نہیں کرو گی۔"

تبسم بیگم نے اسے مصنوعی سا ڈانٹا تو بڑی بڑی آنکھوں میں بے ساختہ آنسو چمکے۔

"انابیہ کیا ہو گیا ہے؟؟"

تبسم بیگم نے اسے فوراً ساتھ لگا یا۔جبکہ انابیہ کو اپنا دل خالی سا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ کیسے بتاتی کہ یہ آنسو بے مطلب نہیں ہیں اس شخص کی پر اثر خوشبو اس پر اپنا جادو کر چکی تھی۔

ناجانے کیوں دل اس شخص کو دیکھنا چاہ رہا تھا جس نے اس کی پوری دلیری سے جان بچائی تھی، جس کی جرات پر وہ حیران رہ گئی تھی جس کا بارعب چہرہ اس کے من کو چھو گیا تھا۔ جس کی شخصیت کی وہ پہلی ملاقات میں ہی اسیر ہو چکی تھی۔

جس سے پہلی حادثاتی ملاقات ہی اس کے دل کو باغی کر گئی تھی۔ جس نے اسے ایک کھرونچ بھی نہیں آنے دی تھی۔ اور اسے باحفاظت اس کی فیملی تک پہنچایا تھا۔

اس کے لبوں پر اس شخص کا نام ورد بن کر آ ٹھہرا تھا۔

زرفشاں کو بیڈ پر لٹا کر اس نے فوراً ونڈو سلائڈز ہٹائیں،۔۔ ناگوار سی بو پر زین سمجھ چکا تھا کہ یہ کس کی حرکت ہے۔

زرفشاں پانی پیو۔" پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگائے اس نے زرفشاں کو مزید قریب کیا۔ جس کا چہرہ اب بھی سرخ تھا۔

زین نے اس کی پشت سہلائی تاکہ اس کا سانس بحال ہو۔

پانی پی کر اس کے حواس بحال ہوئے تو اسے زین کی قربت کا احساس ہوا۔۔جو خوشبوں میں بسا اس کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ خفت زدہ سی وہ فاصلے پر ہونے کے لیے کوشاں ہوئی۔ لیکن زین نے قریب کیے رکھا۔

"تم کمرے سے کیوں نکلی تھی؟؟"

زین کی سپاٹ آواز گونجی تو اس نے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھا جس کے چہرے پر سردپن حائل تھا۔

"آپ نے کہا تھا کمرے میں رہوں تو میں کمرے میں ہی تھی۔۔ایک دم اندھیرا ہوا اور کچھ عجیب سی بو کی وجہ سے مجھے پتہ نہیں چلا اور میں بے ہوش ہوگئی۔۔میں سچی اپنی مرضی سے باہر نہیں نکلی تھی۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے بولی تھی۔اس کا معصومانہ انداز میں بولنا زین کو ناجانے کیوں دلچسپ سا لگا۔ سنجیدہ صورتحال میں بھی اس کے چہرے کے تنے عضلات نرم پڑ گئے۔

URDUNovelians

زین کی نگاہ اس کے ہاتھ پر گئی، جہاں پر سفید مخروطی انگلیوں سے ہلکا خون رس رہا تھا۔

یہ کیسے ہوا؟؟زین نے ہاتھ تھاما تو وہ درد سے کراہی۔

اس کی نگاہ گال پر گئی جہاں اب بھی انگلیوں کے نشان موجود تھے۔

یہ سب تمہاری اپنی غلطی کا نتیجہ ہے۔۔ نا جانے کیوں میرا دل تمہارے معاملے میں اتنا نرم کیوں پڑ گیا" ہے۔۔؟"

زین نے نفی میں سر ہلا کر الماری سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا۔

زری پھوٹ کر روئی تھی،۔

"رونا بند کرو۔۔ ورنہ اب مجھ سے مار کھاؤ گی۔۔۔"

وُہ زرا سخت آواز میں بولا تو وہ خوف سے اچھلی تھی۔اور آنسو جلدی سے صاف کیے۔

زین کو اس کی معصومیت پر بے ساختہ ترس آیا، یہ معصوم سی لڑکی، کسی کے ساتھ بھاگ سکتی تھی، اسے یقین کرنا مشکل لگ رہا تھا۔شاید وہ کسی سازش کا شکار ہوئی تھی۔اور اب سفیر کے حوالے سے وہ اسے کچھ عزیز لگی تھی۔

زین نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔

آپ اتنے رحم دل کیوں ہیں؟" زرفشاں نے بے ساختہ سوال کیا۔ جبکہ زین چوہدری مدھم سا مسکرایا۔"

"میں رحم دل تو بالکل نہیں ہوں۔ ہو سکتا ہے آگے جا کر تمہاری رائے بدل جائے۔۔"

نہیں بدلے گی۔۔" وہ پر یقنی سے گویا ہوئی۔ زین نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔اور پھر اس کا ہاتھ تھام" کر اسے کھڑا کیا۔

"پہلے ہاتھ دھو لو۔۔ پھر رائے بھی بدل دوں گا۔۔"

اسے واش روم کی جانب لیجاتے پر مدھم سا بولے وہ زرفشاں کا دل شدت سے دھڑکا گیا تھا۔

"میں دھولیتی ہوں۔۔آپ باہر رہیں۔"

" ' "نہیں تمہارا ہاتھ زخمی ہے۔۔

زین نے پانی اس کے ہاتھ پر بہایا تو وہ درد سے کراہی،۔ہاتھ کچھ زیادہ ہی زخمی ہو چکا تھا۔

واپس لا کر اس نے اسے کاؤچ پر بٹھایا۔۔اور خود اس کے پاس دراز ہوئے آئنٹمنٹ لگانے لگا۔

زرفشاں کے چہرے پر درد بھرے تاثرات ابھرے تو زین کے عنابی لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔

زرفشاں نے لرزتی پلکیں اٹھا کر زین کو دیکھا تو وہ مسکراتے ہوئے اسے ہی جتاتی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔۔

اس نے فوراً پلکیں جھکائی۔

کیا اب بھی رحم دل ہوں؟"۔زین نے مسکراہٹ دبائے سوال کیا تو اس نے جھکی نگاہ سے اثبات میں " سر ہلایا۔

زین کے لب مزید مسکرائے تھے۔وہ لڑکی معصومیت کی جیتی جاگتی تصویر تھی لیکن نا جانے کیوں اس نے ایسی گھٹیا تہمت اپنے سر پر سجائی تھی۔

" تم آج سے بیڈ پر سویا کرو گی۔۔"

زین کے حکم پر اس نے حیرانگی بھرے تاثر سے اسے دیکھا۔

نہیں،، میں اس قابل نہیں ہوں۔۔" بھیگی آنکھوں سے وہ نظر جھکائے بولی۔"

تم جس قابل ہو اسی قابل درجہ دے رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں تم سزا کی حقدار ہو اور زین چوہدری" " تمہیں سزا دے گا لیکن اپنے طریقے سے۔۔

وہ مزید کمرے میں نہیں رکا تھا جبکہ زر کے چہرے پر سراسیمگی پھیلی تھی۔

اگر آپ نہیں چاہتے کہ میں یہ حویلی چھوڑ کر اور اپنی بیوی لے کر یہاں سے چلا جاؤں تو دوبارہ" "زرفشاں کو نقصان پہنچانے کی کوشش مت کیجیے گا۔

زین کی بلند آواز پر مخدوم چوہدری اور قیوم چوہدری دونوں حیران ہوئے تھے۔

مجھے ایسے کیوں لگ رہا ہے زین چوہدری کہ تم نے اس لڑکی کو زبردستی نہیں بلکہ اپنی مرضی سے اپنایا" "ہے۔

مخدوم چوہدری نے اسے مشکوک نگاہ سے دیکھا۔

اس لڑکی کو میں نے زبردستی اپنایا ہے یا اپنی مرضی سے، اس سے آپ کو کوئی سروکار نہیں ہونا " چاہیے، لیکن وہ اب میری بیوی ہے۔اور جو میری بیوی کو تکلیف دینے کا سوچے گا اس کو بھی اتنی ہی تکلیف دی جائے گی۔۔"اس نے دوٹوک انداز میں کہا۔

تم اپنے باپ کو دھمکیاں دے رہے ہو۔۔" مخدوم چوہدری کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا۔۔"

"زین چوہدری دھمکی کبھی نہیں دیتا، بلکہ کر گزرتا ہے۔۔۔"

اس کا ازلی بارعب انداز مخدوم چوہدری کو چبھا تھا۔ جبکہ قیوم چوہدری مطمئن تھے کہ ان کا بھتیجا اپنے باپ جیسا ظالم نہیں ہے۔

جو تم چاہ رہے ہو زین چوہدری وہ تمہارا باپ کبھی نہیں ہونے دے گا۔۔ یہ کمی کمین تو پاؤں میں بیٹھنے کے قابل ہیں۔اور ایسے کئی نکاح تمہیں آگے کرنے پڑے تو کیا سب کو اپنی بیوی کا درجہ دو گے؟؟" وہ طیش سے بولے۔

" جسے درجہ دینا تھا دے چکا ہوں۔۔"

زین چوہدری وہ کسی کے ساتھ بھاگ رہی تھی، کیا تمہاری غیرت یہ گوارا کر رہی ہے کہ تم ایسی لڑکی " کو اپنے ساتھ رکھو جو کسی اور کو پسند کرتی تھی، کسی اور سے شادی کرنا چاہتی تھی۔۔۔"

"بابا میں کچھ سننا نہیں چاہتا۔۔"

مخدوم چوہدری بالکل ٹھیک کہہ رہے تھے، لیکن زین انہیں شاید یہ احساس بھی نہیں ہونے دینا چاہتا تھا کہ وہ درست کہہ رہے ہیں۔

"تمہیں سننا بھی ہے سمجھنا بھی ہوگا۔۔اور تمہیں اسے چھوڑنا ہی ہوگا۔۔اگر رسم کے مطابق تم نے اسے اپنایا ہے تو اسے یہ درجہ مت دو۔۔کیونکہ وہ اس قابل نہیں ہے۔۔اسے کوارٹرز میں شفٹ کرو ابھی کے ابھی۔بلکہ وہ تو وہاں رہنے کے بھی قابل نہیں ہے۔۔اسے تو جانوروں کے ساتھ رکھنا چاہیے۔۔"

مخدوم چوہدری کا رعونت بھرے انداز پر زین نے ابرو اچکائے انہیں دیکھا۔

"وہ کس قابل ہے؟؟یہ آپ مجھے مت بتائیں۔۔میں جانتا ہوں وہ کس قابل ہے؟اور کس کے ساتھ رہے گی۔"

"تم رسم ورواج اور اصولوں کے خلاف جارہے ہو۔۔" مخدوم چوہدری نے اسے جتانا ضروری سمجھا۔"

یہ رسم و رواج اصول سزائیں سب آپ کے دور کی جہالت تھی، اب یہ نیا دور ہے، اور سردار بھی نیا ہے۔۔ میں کل ہی پنچایت میں اس رسم و رواج اصول کو ختم کرنے کا اعلان کروں گا۔ تاکہ آج کے بعد کوئی لڑکی ذلیل و رسوانہ ہو۔۔"،

زین کے بغاوت دیتے لفظوں انہیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"تم نے اگر یہ فیصلہ لینے کی کوشش کی تو میں تمہیں عاق کر دوں گا۔۔"

مخدوم چوہدری کی واضح دھمکی پر وہ استہزائیہ مسکرایا۔۔

"شوق سے کیجیے۔۔ آپ کا بیٹا اللہ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہے۔۔"

مخدوم چوہدری سمجھ چکے تھے وہ کس جانب اشارہ کر رہا تھا۔ تنفر سے وہ زین چوہدری کو دیکھتے اپنے اوپر بمشکل ضبط کر پائے تھے۔

کمال ملک نے رشتے کی حامی بھر کر تعبیر کے لیے امتحان کی راہ مزید مشکل بنائی تھی۔

نجمہ خاتون تو ویسے بھی خاموش عورت تھیں، کمال ملک کے سامنے ان کی بولنے کی جرات بالکل نہیں ہوتی تھی۔ سلمان پورے استحقاق سے انگوٹھی پہنا کر گیا تھا۔

سلمان ملک کے نام کی انگوٹھی پہنے وہ بہتی آنکھوں کو روک نہیں پائی۔۔

کئی بار دل میں خیال آیا کہ وہ وہاج کو بتادے لیکن، سلمان ملک کی دھمکی اس کا خون نچوڑ رہی تھی۔

تکیے کے نیچے چھپایا گیا چھوٹا سا موبائل وائبریٹ ہوا تو وہ خوف سے اچھلی تھی۔

یہ موبائل وہاج نے ہی اسے لا کر دیا تھا۔جس کا کسی کو بھی نہیں پتہ تھا۔

اس نے دروازے کا لاک لگایا اور موبائل نکال کر دیکھا سامنے کوئی ان نون نمبر تھا۔

وہاج بھائی کا نمبر تو موبائل میں سیو، تو پھر یہ کون ہو سکتا ہے؟

من ہی من میں سوچتی وہ موبائل کی سکرین کو گھور رہی تھی۔

وائبریشن ایک بار پھر ہوئی تو اس نے فون کان سے لگایا۔

"!! سلام تعبیر ملک صاحبہ "

فون پر ابھرتی آواز نے تعبیر کے پورے وجود سے جان کھینچی۔ایک سنسناہٹ سی وجود میں دوڑتی محسوس ہوئی۔

پورے چار سال بعد اس شخص کی آواز اس کی سماعت تک پہنچی تھی،اور اس نے محض چند لفظ کہے تھے، اور وہ پہچان چکی تھی، مقابل کون ہے؟

رکیے فون مت رکھیے گا۔۔ورنہ آج مجھے کوئی قسم کوئی وعدہ نہیں روک پائے گا کیونکہ قسم وعدوں کی "

"مدت اب ختم ہو چکی ہے۔۔۔

اس کے لفظ لفظ میں ایک سیاہ سحر تھا، ایک خوف تھا جس نے تعبیر ملک کے پورے وجود کو لپیٹ میں لیا تھا۔

"تت تمہیں یہ نمبر کک کیسے ملا؟"

وہ سرسراتے لبوں سے بولی۔

"آہ۔۔۔ یہ کان ترس گئے تھے آپ کی آواز سننے کے لیے، اور نگاہ تو اب بھی پیاسی ہی ہے۔۔ لیکن پیاسے کو چند گھونٹ بھی مل جائے تو تھوڑا صبر آ ہی جاتا ہے۔۔"

تعبیر نے اس کی بے باک لفظوں پر ہونٹ کاٹا۔

"میں جانتا ہوں آپ کے ذہن میں کئی سوالات گردش کر رہے ہیں، لیکن اگر آپ زیادہ سوچیں گی تو سر میں درد ہو گا، اور میں چاہ کر بھی آپ کے درد کا علاج فلحال نہیں کر سکتا۔ اسی لیے فضول مت سوچیے۔"

اس کی آج بھی وہی عادت تھی۔۔ وہ شخص نہیں بدلا تھا۔

"میں فون رکھنے لگی ہوں۔۔۔ مجھے تم سے کبھی بھی کوئی بات نہیں کرنی، تم قاتل ہو، خونی ہو۔۔ میری خوشیوں کے قاتل۔۔"

وہ دبا دبا سا چیخی جبکہ نوفل یزدان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ کر مسلا تھا۔

"آپ کا ہر شکوہ ہر شکایت اور ہر تہمت کا جواب دوں گا، کیونکہ اب وقت آ چکا ہے، کہ آپ کی ہر غلطی فہمی کو درست کر دیا جائے۔۔"

مجھے کسی سوال کا جواب نہیں چاہیے۔۔۔" تعبیر فوراً بولی۔"

لیکن میں ہر سوال کا جواب پھر بھی دوں گا۔۔"

میں نے آپ سے کہا تھا، کہ جس دن آپ کی فیملی کا کوئی بھی فرد میرے سامنے آیا اسی دن آپ کی قسم اور میرا وعدہ ختم ہو جائے گا۔۔اور آپ کو میرا ہونے سے کوئی نہیں روک پائے گا۔۔اسی لیے اب بس تیاری کریں۔کیونکہ آپ کا بھائی خود میرے سامنے آیا ہے۔اس کے لیے میں اس کا شکریہ ادا ضرور "کروں گا۔

اس کے دوٹوک دعوے پر وہ سلگ کر رہ گئی تھی۔

"میں نہیں کروں گی۔۔کبھی نہیں کروں گی۔۔۔"

وہ چیخی تھی،

"میں نے تو شادی کا فلحال ذکر ہی نہیں کیا۔۔۔"

نوفل کے لب اس کے معصومانہ احتجاج پر مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔

جبکہ تعبیر اس کے برجستہ جواب پر ایک بار پھر لب کاٹ کر رہ گئی۔

تم جو بھی چاہتے ہو، اس مقصد میں تم کبھی کامیاب نہیں ہو گے۔کیونکہ میں شادی کر رہی ہوں۔۔اور " کس سے کر رہی ہوں۔۔یہ میں تمہیں کبھی نہیں بتاؤں گی۔۔۔کیونکہ تمہاری وجہ سے ایک بار پھر میری خوشیاں تباہ ہو جائیں گی۔۔۔"غصے کے باعث وہ چیخ بولتی نوفل کے ماتھے پر بل لانے کا موجب بنی۔۔چہرے پر وحشت طاری ہوئی۔۔

آپ نہیں بتائیں گی تو مجھے پتہ نہیں چلے گا۔۔آپ ابھی مجھے جانتی نہیں ہیں۔نوفل یزدان کی ملکیت " ہیں آپ۔۔۔اور جس نے بھی میری ملکیت کو حاصل کرنے کا سوچا،اس کا بھی وہی حال ہوگا۔۔جو چار "سال پہلے ان سب کا ہوا تھا۔۔۔

تم غنڈے موالی دھمکیوں کے علاوہ کر بھی کیا سکتے ہو۔۔میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔شدید " " نفرت۔۔۔

کاٹ دار لہجے میں بولتی وہ نوفل یزدان کو آج بھی اذیت دینا نہیں بھولی تھی۔

"اور میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں شدید محبت۔۔"

"تم۔۔۔میں تمہارا۔۔۔۔

وہ مزید کچھ بولتی لیکن دوسری جانب سے کال کٹ چکی تھی

اس نے موبائل بیڈ پر پھینک کر دونوں ہاتھوں سے سر تھاما تھا۔

URDUNovelians

وہ فرمان علی کے ڈرائنگ روم میں بیٹھا ان کا انتظار کر رہا تھا۔جب تبسم بیگم وہاں آئیں۔

آپ یہاں خیریت ؟؟" تبسم بیگم کے چہرے کے تاثرات ناقابلِ فہم ہوئے۔"

"جی میں فرمان علی سے ملنے آیا تھا۔۔وہ کئی بار مجھے کالز کر چکے ہیں۔ "

اس نے اپنے ازلی سرد انداز میں جواب دیا۔، جبکہ اس کی چھا جانے والی شخصیت اور سوبر حلیے کو تبسم بیگم نے دل میں سراہا۔۔

"وہ تو اس وقت گھر پر نہیں ہیں۔آپ مجھے بتا دیں۔ "

وہ نرمی سے بولی۔

بتانا تو میں انہیں چاہتا تھا لیکن خیر وہ تو یہاں ہیں نہیں، تو بات دراصل یہ ہے کہ یہ حملہ آپ کی بیٹی پر" نہیں بلکہ ہم پر یعنی مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر ہوا تھا۔اور یہ آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں کہ پولیس والوں پر حملہ کیونکر ہوا تھا۔

اس لیے آپ سب کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"اس نے ایک پیپر ان کی جانب بڑھایا، جس پر تفصیلات درج تھی۔

اوہ تھینک گاڈ۔۔" تبسم بیگم نے بے ساختہ سانس بحال کیا۔"

اور میں آپ سے ایک اہم بات بھی کرنا چاہتا تھا۔وہاج نے چند پل بعد تمہید باندھی۔۔ "

جی کہیے۔۔" تبسم بیگم نے حیرت سے اس کا چہرہ دیکھا"

اپنی بیٹی کو کہیں کہ اگر کبھی گاڑی خراب ہو جائے تو ایسے سڑک کے درمیان کھڑے ہونے کی" ضرورت نہیں ہے۔۔۔بلکہ اپنے باپ کو فون کرے اور کسی اور گاڑی کا انتظام کروائے۔۔کیونکہ ہر " شخص اعتبار کے قابل نہیں ہوتا۔

تبسم بیگم بے ساختہ شرمندہ ہوئی۔۔اپنی بیٹی کی شرارتوں اور ایڈوینچرز کی عادت سے وہ اکثر ہی پریشان رہتی تھیں۔

"میں آپ کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتا۔"

ان کا چہرہ دیکھے وہ بولا تو تبسم بیگم بدقت مسکرائیں۔

"فرمان علی صاحب کو یہ پیپرز ضرور دیجیے گا۔۔"

وہ جانے کے لیے کھڑا ہوا۔

"آپ چائے پی کر جائیں گے تو مجھے اور فرمان کو اچھا لگے گا۔۔"

تبسم بیگم نے آداب میزبانی نبھائے۔

"نہیں بہت شکریہ۔۔"

URDUNovelians

وہ سرعت سے انکار کیے باہر کی جانب بڑھا۔

یہاں وہ اپنی گاڑی میں آیا تھا۔

کھڑکی کے پاس کھڑی انابیہ کی نظر نیچے موجود انجان شخص پر گئی تو وہ چونکی۔۔اس نے بغور دیکھا تو وہی ایس پی تھا۔

آج یونیفارم میں نہیں تھا لیکن بلیک پینٹ شرٹ میں کافی خوبرو لگ رہا تھا۔ کف اس نے فولڈ کیے ہوئے تھے۔۔انابیہ گویا اس کا پوسٹ مارٹم ہی کر رہی تھی۔ کہ وہی شخص ہے۔۔

انابیہ کا دل شدت سے دھڑک گیا، جبکہ چہرے پر پھیلی حیرانگی بھری خوشی اختیار سے باہر محسوس ہوئی۔

وہ وہاج سلطان کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی۔۔اپنی اور اس کی تصویر کو دیکھتی وہ دل ہی دل میں ایک اور ملاقات کی حسرت لیے رب سے کچھ دیر پہلے ہی دعا گو ہوئی تھی۔اور وہ شخص آ بھی گیا تھا۔

وہ تیزی سے نیچے کی طرف بھاگی۔۔جوتے پہننے کا بھی اسے ہوش نہیں تھا۔

کہاں جا رہی ہو انابیہ؟؟" تبسم بیگم ڈرائنگ روم سے باہر ہی آئی تھیں۔جب انابیہ کو انہوں نے " جلد بازی میں دیکھا۔

"ماما وہ آفیسر۔۔۔وہ یہاں آئے تھے۔۔۔"

پھولے سانسوں سے بولتی وہ دروازے کو ہی دیکھ رہی تھی۔

ہاں وہ آئے تھے۔۔"انہوں نے سختی سے اسے گھورا۔۔جبکہ وہ تو اب بھی بے تابانہ دروازے کو دیکھ " رہی تھی۔

میں ان سے مل کر آتی ہوں۔۔ مم مجھے ان کا شکریہ ادا کرنا تھا۔۔"وہ جیسے خواب سی کی کیفیت میں" تھی۔

انابیہ۔۔۔" تبسم بیگم نے اس کو بازو سے جکڑ کر روکا۔۔

تم پاگل ہو گئی ہو؟؟ وہ ایک پولیس آفیسر تھا۔۔اس کا فرض تھا جان بچانا۔۔۔تم کیوں پاگلوں جیسی "
"حرکتیں کر رہی ہو۔۔؟

وہ میں۔۔"وہ ماں کو دیکھتی چونکی۔۔اور اپنی بے تابانہ تاثرات پر قابو پایا۔"

اپنے کمرے میں جاؤ۔۔اور خبردار جو تم نے آئندہ کوئی ایسی ویسی حرکت کرنے کا سوچا۔۔ورنہ مجھ سے "
"برا کوئی نہیں ہوگا۔۔

تبسم بیگم کا لہجہ کافی سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔جبکہ انابیہ نے ماں کو دیکھا،جو اسے کبھی بھی نہیں ڈانٹتی تھیں۔

جس وقت وہ کمرے میں آیا،زوفشاں آنکھیں موندھے لیٹی تھی،نیند میں بھی وہ سہمی ہوئی لگی۔

ایک پل کو لگا وہ جاگ رہی ہے،لیکن زین نے نظرانداز کرنا ضروری سمجھا۔

سر جھٹکے وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھا۔

سفیر نے اسے ایسی ذمہ داری فراہم کردی تھی،جس سے وہ چاہ کر بھی اب منہ نہیں موڑ سکتا تھا۔آج کے تھکا دینے والے دن کے بعد وہ مزید کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔

زری نے اس کی چوڑی پشت کو دیکھا۔۔کچھ پل بعد وہ لیٹا تو زری نے جلدی سے آنکھیں موندی۔

چند پل بعد ہی وہ گہری نیند میں چلا گیا تھا۔ جبکہ زری کی نیند اڑ چکی تھی۔ وہ اس کے قریب موجود تھا۔

"کیا ہوا تم سوئی کیوں نہیں؟؟"

زین چوہدری کی بھاری آواز پر وہ اپنی جگہ سے اچھلی۔

وہ تو پشت کیے سو رہا تھا، پھر اسے کیسے پتہ چلا کہ وہ جاگ رہی ہے۔ زین نے کروٹ بدلی تھی۔

زری نے جھٹ آنکھیں سختی سے بند کر لی۔

اس کا معصومیت سے آنکھیں میچ لینا نا جانے کیوں اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا،۔۔

زین کو اپنی کیفیت سمجھنے میں دشواری ہوئی۔

وہ لڑکی کل ہی تو آئی تھی، اور کل سے ہی اس کے حواسوں پر سوار ہو کر اسے ہر شے سے بیگانہ کر رہی تھی۔۔ لیکن وہ ایسے ہی تو ساری زندگی اپنے ساتھ باندھ کر رکھ نہیں سکتا تھا۔ اس کا کسی اور کو پسند کرنا اور پھر اس کے نکاح میں ہونا اسے بے چین کیے ہوئے تھا۔

آنکھیں کھولو اپنی۔۔۔ "وہ سختی سے بولا تو اس نے سہم کر آنکھیں کھولی۔ زین چوہدری بھوری سی" آنکھوں میں سرخی لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ دونوں کے درمیان فاصلہ کافی کم تھا۔ اس کی ساحرانہ قربت نے زری کا دل شدت سے دھڑکا یا تھا۔

"مجھے بتاؤ، تم کس کے ساتھ بھاگ رہی تھی، اور وہ کہاں رہتا ہے؟"

زین کے سوال پر وہ چند پل سانس لینا بھول گئی،۔

زرفشاں نے نظر چرانی چاہی، تبھی زین نے اس کہ خم دار جبین کو دبوچ کر کسی بھی حرکت کے لیے روک دیا۔

وہ میں۔۔۔۔"زرفشاں کی زبان گنگ تھی،۔

"زرفشاں مجھے جواب دو۔۔۔"

وہ مزید سختی سے بولا تو زرفشاں کے آنسو بہنے لگے، یکلخت وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

آپ سزا۔۔دیں، ماریں پیٹے۔۔مجھے۔۔لیکن مجھ سے جواب طلبی مت کریں۔۔مم میرے پاس کوئی "جواب نہیں ہے۔۔۔"

زین کئی پل اس کا چہرہ دیکھتا اس کی کیفیت سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔۔لیکن پھر طیش ابھر کر آیا،۔

میں تمہیں تمہاری تہمت کے ساتھ ساری عمر اپنے ساتھ باندھ کر نہیں رکھ سکتا۔۔تمہاری شادی میں "خود اس کے ساتھ کرواؤں گا۔"

زری فوراً لیٹے سے اٹھی،۔جبکہ رنگ مکمل فق ہو گیا۔

نہیں مجھے نہیں کرنی۔۔میں۔۔آپ کے ساتھ۔آپ مجھے جیسے رکھنا چاہتے ہیں رکھیں۔لیکن۔۔۔مجھے " چھوڑیں مت۔۔آپ کو اللہ کا واسطہ ہے۔"وہ ہاتھ جوڑتے گڑگڑائی تھی۔

زین تو اس کی پل پل بدلتی کیفیت پر حیران ہوا تھا۔

URDUNovelians

"تم کیا چاہتی ہو؟ کل تم بھاگ رہی تھی، اور آج میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر یہاں رہنا چاہتی ہو۔۔ کیا تم میرا استعمال کرنا چاہتی ہو؟"

زین بھی اٹھ کر بیٹھا تھا۔

زرفشاں نے تڑپ کر نفی میں سر ہلایا۔

"تم یقیناً مجھے پاگل کر کے رہو گی۔۔۔"

وہ اٹھ کر کمرے سے ہی نکل گیا تھا۔ جبکہ زرفشاں کا سانس تھوڑا بحال ہوا تھا۔

"ارے واہ وہاج سلطان۔۔ آج یونیورسٹی میں؟؟ کہیں تمہاری بزدلی دیکھ کر تمہیں پولیس اسٹیشن سے دھکے دے کر فارغ تو نہیں کر دیا گیا۔ جو یونیورسٹی کی خاک چھاننے آئے ہوئے ہو۔۔؟"

اپنے پیچھے نسوانی آواز سنتا وہ ٹھٹکا تھا۔

چہرے پر گہری سنجیدگی لیے وہ مڑا اور اپنے پیچھے موجود صنم ملک کو دیکھا۔

اس کا چہرا دیکھتے ہی چہرے پر بھرپور کر ختگی نمایاں ہوئی۔۔

"ایسے نہ دیکھو، صنم کا دل بے قابو ہو جاتا ہے۔۔"

اس نے لب کا کونا دبائے کہا، جبکہ اس کا انداز وہاج سلطان کو آج پھر نفرت سے دوچار کر چکا تھا۔

"تم جیسی لڑکی سے بات کرنا، شاید میرے قیمتی وقت کا سب سے گھٹیا ضیاع ہے۔۔"

اپنے لفظوں سے سلگاتا وہ آنکھوں پر سن گلاسز درست کیے مڑا۔

صنم نے طیش سے اس کی شرٹ پیچھے سے جکڑی۔۔

وہاج سلطان کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا مڑا تیزی سے مڑ کر اس نے صنم کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

صنم نے غصیلے انداز میں اسے دیکھا۔۔

"تم ہر مرتبہ۔۔ میرا ہاتھ جھٹک کر مجھے مزید ضد پر اکسا دیتے ہو۔۔"

وہ غرائی تھی، وہاج نے مٹھیاں بھینچ کر اسے دیکھا۔

"کیونکہ تم اسی قابل ہو، تم جیسی۔۔۔

"آفیسر۔۔۔!! آپ یہاں۔۔۔اوہ مائی گاڈ مجھے یقین نہیں آ رہا۔۔۔"

انابیہ کی آواز پر وہاج کی توجہ بھٹکی تو اس نے بھی سامنے کھڑی انابیہ کو دیکھا۔

وہاج نے اسے اجنبیت بھری نگاہ سے دیکھا تو وہ حادثہ یاد آتے ہی آنکھوں میں پہچان کے رنگ ابھرے۔

سر!! آج اللہ سے میں کچھ اور مانگتی تو وہ بھی مجھے شاید مل جاتا۔۔۔ میں اتنے دنوں سے آپ کو ہر جگہ " تلاش کر چکی تھی، لیکن مجھے نہیں یقین تھا کہ میری تلاش یہاں آکر ختم ہو گی۔آپ میرے گھر بھی آئے تھے اس دن بھی میں آپ سے مل نہیں پائی۔۔"

انابیہ کی آنکھوں میں حسرت تھی، جبکہ پاس کھڑی صنم ملک نے حیرت سے ان دونوں کو دیکھا۔لیکن پھر پراسرار سا مسکراتی وہاں سے چلی گئی۔وہاج چونک سا گیا تھا۔اور سمجھ بھی چکا تھا۔

"میں چلتا ہوں۔۔ "

وہاج اس وقت سول حلیے میں تھا۔اس لیے کوئی اس کی جانب اتنا متوجہ نہیں تھا۔

سر میری بات سنیں۔۔۔مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔"انابیہ اس کے پیچھے آئی،۔"

مس انابیہ ! ! آپ میرا اور اپنا وقت برباد کر رہی ہیں۔۔"وہ سرد انداز میں بولتا یونیورسٹی سے باہر نکلا تھا۔

جبکہ انابیہ بنا کسی کی پرواہ کیے اس کی گاڑی کے پاس آئی،۔

"سر میں۔۔آپ کو صرف تھینکس بولنا چاہتی تھی۔آپ پلیز مجھے غلط مت سمجھیں۔، "

انابیہ کی نظر اس کے چہرے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی، جبکہ وہاج کو اس کی بے تابانہ نگاہیں سب احساس دلا رہی تھی،۔

میں نے ایک فرض شناس آفیسر ہونے کے ناطے آپ کی جان بچائی تھی،۔آپ بار بار شکریہ ادا مت "کریں۔۔اللہ حافظ۔۔۔

وہ دوٹوک انداز میں بولتا گاڑی میں بیٹھا۔جبکہ انابیہ کی آنکھوں میں حسرت سی تھی، وہ اپنی کیفیت سمجھ نہیں پا رہی تھی، جو اس شخص کو دیکھتے ہی اس کی ہوئی تھی۔

امی ! ! یہ ظلم مت کریں۔میں سلمان بھائی کے ساتھ شادی۔۔کیسے کر سکتی ہوں؟ثمینہ باجی کا کیا بنے گا؟؟"

تعبیر تھک ہار کر ماں کے پاس آئی تھی،جو پہلے ہی رنجیدہ تھیں۔

"تعبیر۔۔تم بتاؤ میں کیا کروں،؟ تمہارے بابا تمہیں مزید اس گھر میں برداشت نہیں کرنا چاہتے،وہاج پر الگ الزام لگا کر اسے گھر سے نکال دیا گیا،۔اب اگر میں تمہارے حق میں کچھ بولی تو وہ شاید تمہیں قتل کر دیں۔۔"

نجمہ خاتون کے بہتے آنسوؤں نے تعبیر کی ہمت کو مزید توڑا تھا۔

"امی ! ! میں کسی کا حق نہیں مار سکتی،پہلے میں شادی نہیں کرنا چاہتی تھی،۔لیکن آج میں آپ سے کہتی ہوں۔میری شادی کسی سے بھی کروادیں۔۔لیکن سلمان بھائی سے نہیں،امی ثمینہ کا گھر تباہ ہو جائے گا۔۔اس کی بچیاں۔۔۔امی ایک بار تو سوچیں۔"

"کیا سوچوں۔۔بتاؤ۔۔تمہاری ماں ایک کمزور عورت ہے،۔۔میری بچی میرے اختیار میں ہو تو تمہیں میں کسی شہزادے سے بیاہوں۔۔لیکن تمہاری یہ لاچار ماں کچھ نہیں کر سکتی،۔اور مرد کو تو بیٹا چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے،تم شادی کے بعد ثمینہ کو لے آنا۔تمہاری ملنسار طبعیت دیکھنا تمہیں اور اسے دونوں کو خوش رکھے گی۔"

وہ بھی شاید خود غرض ہو چکی تھیں۔۔تعبیر کو وہ مزید کمال ملک کے قہر کا نشانہ نہیں بننے دینا چاہتی تھی۔

"تعبیر رونا بھولے ماں کی خود غرضی دیکھتی رہ گئی۔"

"امی بیٹیاں بوجھ نہیں ہوتی، لیکن آپ لوگوں نے مجھے بوجھ سمجھ لیا ہے۔ تو ٹھیک ہے، آج یہ بوجھ خود کو ہی ختم کرلے گا۔۔ میرے کفن دفن پر اگر آپ سے خرچ نہ ہو سکا تو میری لاش کسی ادارے میں رات کے اندھیرے میں بھیج دینا۔۔۔"

سختی سے آنسو رگڑے وہ سفاکیت سے بولتی باہر بڑھی جب سامنے کھڑے کمال ملک کو دیکھ کر اس کا رنگ فق ہوا۔ جن کی آنکھیں حد درجہ سرخ تھیں۔

اس نے قدم پیچھے لیے، کمال ملک آگے آئے تھے۔۔اور ایک زوردار تھپڑ اس کے سفید گال پر مارا تھا۔

"تم نے اگر ایسی کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو میں تمہاری ماں کو طلاق دے دوں گا۔۔ کل چپ چاپ نکاح کی حامی بھر دینا۔۔ورنہ اپنی ماں کی بربادی کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔"

باپ کی سفاکیت نے گویا وجود چھلنی کیا تھا۔

منہ پر ہاتھ رکھے وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔۔ جبکہ نجمہ خاتون نے شوہر کو زخمی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

کمال ملک انہیں نظر انداز کیے شاہانہ انداز میں کاؤچ پر دراز ہوئے، جبکہ نجمہ بیگم ان کے قدموں کے قریب بیٹھے ان کے پاؤں دبانے لگی۔۔ عزت و محبت تو شاید دونوں کی قسمت میں نہیں تھی۔

چل بھئی باسط بیٹا۔۔، جتنا آرام تونے کرنا تھا کرلیا۔آج سے تیرے کام کرنے کے دن شروع ہیں۔۔"

باسط کے کندھے پر دھپ رسید کیے اس نے غیر مرئی نقطے پر نظر ٹکائی۔

باس کہاں کا آرام۔۔" باسط نے منہ بگاڑے کہا۔۔"

زبان نہیں ہاتھ ٹانگیں بازو چلا۔۔اور پہنچ جا اپنی ہونے والی بھابھی کے گاؤں۔۔اور پتہ کر کہ کس نے میرے ہاتھوں مرنے کی خواہش کی ہے"۔

مطلب؟؟" باسط نے حیرانگی سے نوفل کو دیکھا، جس کا چہرہ کافی حد تک سپاٹ تھا لیکن وہ باسط سے اسی انداز میں بات کر رہا تھا۔

"باس آپ پریشان ہیں؟؟"

"نہیں تم جاؤ۔۔اور ہاں کسی کو خبر نہیں ہونی چاہیے، اپنا حلیہ بدل کر جانا۔۔"

"جی باس۔۔۔"

باسط نے اس وقت مزید پوچھنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

عادل۔۔۔ایس پی صاحب کو آج کسی بھی حال میں اس کے فلیٹ میں مت جانے دینا، آج کسی بھی طرح اسے بارہ بجے تک پولیس اسٹیشن میں ہی روکے رکھنا۔

اس نے کان میں لگی ڈیوائس سے انسپکٹر عادل کو ہدایت دی۔

"اوکے باس ! !آپ ٹینشن نہ لیں۔۔میں سنبھال لوں گا۔۔۔"

کچھ دیر بعد وہ اسے ضروری ہدایات دے کر سنٹرل جیل کے خفیہ راستے سے نکل آیا تھا۔

اس جیل کے ہر حصے سے وہ واقف تھا۔اور ان چند سالوں میں اس نے اپنی خاصی دہشت لوگوں پر طاری کی تھی،۔

قیدیوں کے ساتھ ساتھ پولیس والے بھی اس کی عزت کرتے تھے۔بلکہ عزت سے.بڑھ کر ڈر تھا جو سب پر نوفل یزدان کا حاوی تھا۔

اس کی پہنچ ہر منسٹر ہر پولیس آفیسر تک تھی،۔

وہ اصول پسندی سے کام کرنا پسند کرتا تھا،۔

اگر کسی کام میں وہ ہاتھ ڈالتا تھا تو اسے سرانجام تک پہنچاتا بھی تھا۔

اس کی پہچان ایک غنڈے کی تھی، اور ایسے شخص کو کوئی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا، لیکن اسے اپنی پہچان پر فخر تھا، کیونکہ وہ کم از کم باعزت بن کر دوسروں کو برباد کرنے کے حق میں کبھی نہیں رہا تھام

فلیٹ کے دروازے کا لاک کھولتا وہ عجلت میں تھا، جب سامنے والے فلیٹ میں اسے ہلچل محسوس ہوئی،۔

کوئی شاید اندر سامان گھسیٹ کر لے جا رہا تھا۔

یہ فلیٹ کافی عرصے سے بند تھا تو پھر یہاں کون ہو سکتا تھا۔

کہیں کوئی چور تو نہیں آگیا؟؟" اس نے کان کی لو مسلے طائرانہ نگاہ ارد گرد ڈالی۔ "

سیکیورٹی ہونے کے باوجود بھی کوئی چور اگر ادھر آچکا ہے تو چور بھائی اب تم باسط خان سے نہیں "

"بچنے والے۔۔۔

وہ اپنے فلیٹ میں جانے کا ارادہ ترک کرتا اس فلیٹ کی جانب آیا۔

ایک بار پھر چوکنا ہو کر اس نے ارد گرد دیکھا اور تیزی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔

کچھ فاصلے پر ہی سیاہ لباس میں ملبوس وجود نیچے جھکے کارٹن میں سے سامان نکال رہا تھا۔۔

باسط نے اسے گھور کر دیکھا۔

چور بھائی تو بہت ہی کمزور ہیں۔۔" اس نے چھوٹے سے وجود کو دیکھ کر تاسف سے سر ہلایا۔ "

آگے بڑھ کر اس نے مقابل کو سنبھلنے کا موقع دیے بغیر تیزی سے پیچھے سے جکڑ کر منہ پر ہاتھ رکھا۔اور ایک بازو سختی سے ارد گرد حائل کیا۔

وہ وجود سیدھا ہوتا مکمل باسط کی دسترس میں آچکا تھا۔۔۔ یکلخت اسے اپنی کیفیت سمجھنا مشکل ہوئی تھی۔۔ لیکن اپنا آپ کسی کی گرفت میں محسوس کیے وہ جھٹپٹائی۔

اممم۔۔۔" اس نے ہاتھ پاؤں مار کر خود کو آزاد کروانا چاہا لیکن باسط نے گرفت مزید مضبوط کرلی۔۔ ایک دم اسے اپنی گرفت میں جکڑا وجود کسی عورت کا لگا لیکن جب اس نے ہاتھ پاؤں چلا کر آزاد ہونے کی کوشش کی تو اس نے گرفت سخت کی تھی۔

بہت بے شرم ہو۔۔دن دیہاڑے چوری کرنے دوسروں کے گھر میں کیسے آسکتے ہو؟؟کچھ شرم حیا" ہوتی ہے۔اور چوری کبھی بھی دن میں نہیں کرتے۔۔۔"

کسی مرد کی آواز سن کر وہ مکمل سہم چکی تھی۔

سندری نے ایک دم اس کے گھٹنے پر ٹانگ مار کر خود کو آزاد کروایا۔

باسط اس وار کے لیے تیار نہیں تھا۔اس لیے وہ چند قدم پیچھے کھسکا اور سندری آگے کو گری تھی۔

"سالے۔۔۔ٹانگ مارتا ہے۔۔۔تیری تو۔۔۔"

وہ طیش سے آگے بڑھا لیکن سندری یکلخت سیدھی ہوئی۔۔

باسط کے قدم روکے اور آنکھیں پھیلی تھی۔

سامنے حسن کی مورت دیکھے وہ ساکت رہ گیا۔جس کی بڑی بڑی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں جبکہ چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔

ابے۔۔۔یہ تو۔۔۔لل لڑکی۔۔۔"بوکھلاہٹ سے وہ کچھ بول نہیں پایا۔۔اور بے ساختہ اپنے بالوں" میں ہاتھ پھیرا۔۔

سندری کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔۔جبکہ گلابی لب مزید سرخ ہو چکے تھے۔۔"

کک کون ہو۔۔تم۔۔۔اور اندر کیسے آئے۔" سہمی سے وہ پیچھے کھسکتی بولی۔"

باسط نے اس کا حلیہ دوبارہ دیکھا۔

کھلے سے کرتے میں ملبوس جو کہ مردانہ طرز کا تھا۔۔اس کے نیچے اس نے ٹراوزر پہنا ہوا تھا۔

سوری۔۔۔مجھے لگا یہاں۔۔۔کوئی چور گھس آیا ہے۔۔اور تم نے کپڑے بھی ایسے پہنے ہیں۔کہ مجھے "
لگا کوئی چور ہی ہے۔۔۔"

باسط نے اسے اوپر سے نیچے تک گہری نگاہ سے دیکھا۔

سندری نے سر جھٹکا تھا۔۔جبکہ منہ اس کا کافی درد کر رہا تھا۔سامنے موجود شخص شاید آج اس کا منہ توڑ ہی دیتا۔۔

جاؤ یہاں۔۔سے یہ میرا فلیٹ۔۔۔ہے۔۔۔" وہ شدید تاؤ سے بولی۔ "

"سوری۔۔میڈم۔۔۔مجھ سے غلطی ہوئی مان تو رہا ہوں۔۔غصہ کیوں کر رہی ہو؟؟"

جاؤ یہاں سے۔۔۔" سندری ایک بار پھر طیش سے چلائی، جبکہ باسط کو اس کی ذہنی حالت پر شبہ "
ہوا۔

تم کس کے ساتھ یہاں شفٹ ہوئی ہو۔۔؟" باسط کو اس کا انداز مشکوک لگ رہا تھا۔ "

"تم جاؤ یہاں سے۔۔ورنہ میں پولیس کو کال کروں گی۔۔۔جاؤ۔۔۔"

حلق کے بل چلاتی وہ باسط کو کافی پریشان لگی تھی۔

"تم ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔ میں ساتھ والے فلیٹ میں رہتا ہوں۔۔آتا تو کم۔ہی ہوں۔۔ لیکن تم مجھ پر اعتبار کر سکتی ہو۔۔۔۔اور"

سندری نے بنا اس کی سنے اس پر پاس بکھرا سامان اٹھا اٹھا کر اس پر اچھالنا شروع کر دیا تھا۔

"جاؤ۔۔۔

اے۔۔رکو۔۔لڑکی۔۔کیا کر رہی ہو۔۔۔" باسط اس کی اچانک گولہ باری پر بوکھلایا اور آگے بڑھا۔"

باسط نے بچتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ سختی سے پکڑے۔۔

چھوڑ۔۔آئی سیڈ لیومی۔۔" وہ اپنی چوڑی جسامت اور اونچے قد کی وجہ سے سندری پر چھایا ہوا محسوس ہوا۔"

وہ شاید کافی ڈر چکی تھی تبھی اس طرح چلا رہی تھی۔۔

"اگر تم نہیں چاہتی کہ میں تمہاری آواز دوبارہ بند کروں تو چپ کر جاؤ۔۔۔"

باسط خاصی سنجیدگی سے بولا۔اس کے لہجے کے سرد پن اور آنکھوں سے ٹپکتی وحشت نے اسے سہما یا تھا۔

میں جا ہی رہا تھا، لیکن تم نے اپنے طرح ان چھوٹے ہتھیاروں سے شدید زخمی کر دیا ہے۔۔اس لیے اب تمہیں اس کی سزا ملے گی۔۔"

باسط نے اپنا لہجہ خطرناک حد تک پراسرار بنایا، اور آنکھوں کو چھوٹی کیے اسے دیکھا۔

پلیز۔۔مجھے چھوڑ دو۔۔میں نے بس اپنی حفاظت کے لیے یہ سب تم پر پھینکا تھا۔۔میرا کوئی غلط مقصد "
"نہیں تھا۔

معصومیت سے بولتی وہ باسط خان کی گرفت کمزور کر چکی تھی۔

اتنی معصومیت۔۔۔قتل کرو گی میرا کیا؟" وہ اس کی بھیگی آنکھیں دیکھتا مسمرائز ہوا۔ "

سندری نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔ "

"اففف!! بہت تیکھی نظر ہے تمہاری۔۔۔سیدھا دل چیر گئی میرا"

باسط کھڑا ہوتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرے بولا۔۔جبکہ سندری اب بھی اس کے لفظوں کو سمجھنے کی "
کوشش کر رہی تھی۔

مجھے جانا ہی چاہیے۔۔میں چلا ہی جاتا ہوں۔۔۔"اپنی کیفیت اسے خود بھی سمجھ نہیں آ رہی "
تھی،۔بڑبڑاہٹ کے ساتھ وہ باہر نکلا،اس سے پہلے وہ مڑتا

سندری نے اٹھ کر تیزی سے دروازے کو لاک کیا۔

باسط اپنے دروازہ بند ہونے کی آواز پر حیران ہوا۔۔بروقت وہ پیچھے ہوا تھا ورنہ دروازہ اس کی ناک
ضرور زخمی کر دیتا۔

اس نے طیش سے ایک زوردار دھپ دروازے پر ماری تھی۔

آدھا دن گزار کر وہ کمرے میں داخل ہوا تو زر فشاں ایک طرف بیٹھی تھی۔

اسے دیکھ کر اس نے مزید انگلیاں چٹخائی۔

زین نے ایک طائرانہ نگاہ کمرے پر ڈالی تو بیڈ شیٹ چینج ہو چکی تھی۔۔اور اس کا ایک شلوار سوٹ بیڈ کے کنارے پر پڑا تھا۔

زین نے اسے دیکھا تو بادامی آنکھوں میں سوال تھا کہ وہ ناراض تو نہیں ہوا۔

"مجھے کمرے کی صفائی کے ساتھ اپنے ساتھ رہنے والے نفوس بھی صاف پسند ہیں۔۔"

زین معنی خیزی سے بولا تو زری نے اپنا حلیہ دیکھا۔

فراک کافی میلی ہو چکی تھی۔۔ جھمکیاں اس نے دوبارہ نہیں پہنی تھی؟ چاندی کی باریک چوڑیاں بھی سڈول بازؤں سے جدا تھیں۔

اسے یکلخت شرمندگی نے گھیرا۔ جبکہ زین تو اس کی بادامی ویران آنکھوں کو دیکھے جا رہا تھا جس کی اٹھتی گرتی دراز پلکوں کی چلمن اسے اپنا محتاج بنا رہی تھی۔

وہ میرے پاس کپڑے نہیں ہیں۔۔"وہ کھڑے ہوئے بولی۔"

"شجیہ کا جو دوسرا اڈریس تھا وہ کہاں ہے۔۔؟"

وہ الماری میں نہیں ہے۔۔۔"وہ جھٹ سے بولی۔"

"کیوں کہاں گیا؟؟افففف اماں بھی ناں۔۔۔"

زین سمجھ چکا تھا کہ وہ لباس چوہدرائن نے کسی کو دے دیا ہوگا۔

"رکو میں شجیعہ سے اور لے آتا ہوں۔۔اور شام تک تمہارا سارا ضروری سامان آجائے گا۔۔"

"نہیں۔۔۔آپ رہنے دیں۔۔وہ برا مان جائیں گی۔۔۔میں کچھ کرتی ہوں۔"

زین نے اسے روکا تھا۔

اچھا تو پھر کیا کرو گی؟؟" زین نے ابرو اچکائے قریب آئے پوچھا۔"

وہ میں جو کل پہن کر آئی تھی وہ میں نے بالکنی میں خشک ہونے کے لیے لٹکایا ہے۔۔۔وہ مجھے عادت "
"ہے۔۔۔

اس نے صفائی پیش کی تو زین نے تاسف سے اسے دیکھا۔

جس کی معصومیت اس کا دماغ ایک بار پھر گھما چکی تھی۔

تمہارے کتنے روپ ہیں۔۔مجھے یہ بتاؤ۔۔ایک طرف تم بھاگنے والی بد کردار لڑکی ہو۔۔اور ایک "
"طرف یہ معصومیت بھرا روپ جس کا میں اسیر ہونے لگا ہوں مجھے بتاؤ میں کس پر یقین کروں۔۔۔؟

زین نے اسے بازو سے جکڑے پاس کیا تو وہ سسکی لیتی اس کے قریب ہوئی۔۔لیکن اس کے لفظوں پر اس نے زین کو جن نگاہوں سے دیکھا وہ نظر چرا کر رہ گیا۔

آپ میری بد کرداری پر یقین کر لیں اور مجھے خود سے دور بھیج دیں۔لیکن مجھ سے اپنا نام مت چھینیے "
"گا۔۔

انگلیاں چٹخاتی وہ زین کے قریب کھڑی بمشکل بولی تھی۔

"اور اگر میں تم سے اپنا نام چھین کر تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ دوں تو۔۔۔"

زین نے تذبذب کی شکار زرفشاں کو دیکھا۔

"تو پھر میں مر جاؤں گی۔۔۔"

وہ لب کاٹتی تلخی سے بولی۔۔ جبکہ زین اس کے جواب پر ساکت رہ گیا تھا لیکن اس کے جواب میں ناجانے کیوں اسے بہت سے راز چھپے ہوئے نظر آئے تھے۔

کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟"اس نے جیسے ہوا میں تیر چلایا۔ "

زین کے سوال پر وہ سن ہوئی۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ میں وہ۔۔"وہ مکمل گھبرا چکی تھی۔ جبکہ زین کو اس کے چہرے پر پھیلے رنگ کچھ " اور ہی داستان سنا رہے تھے۔

تم پہلے دن سے جھوٹ بول کر اپنی اور میری زندگی مشکل بنا رہی ہو۔۔ میں چاہتا ہوں تم سچ " بولو۔۔ تاکہ ہم دونوں مسلے کا حل نکال سکیں۔۔"زین کا نرم لہجہ اسے اندر ہی اندر کاٹ رہا تھا۔

"میں کوئی سچ نہیں جانتی۔۔"

وہ بے بسی سے بولی۔

تم جلدی سے تیار ہو جاؤ، اب تم میرے ساتھ نہیں رہو گی۔۔ تم۔ سفیر خان کے گھر رہو گی۔۔"زین" نے پل بھر میں بازی پلٹ دی۔

زرفشاں کا رنگ فق ہوا۔۔اور وہ سہم کر پیچھے دیوار کے ساتھ لگی۔۔

"نہیں میں نہیں جاؤں گی۔۔۔"

وہ ضبط سے چیخی تھی۔ جبکہ زین کے چہرے پر کرختگی پھیلی۔

"تم کیوں نہیں جاؤ گی۔۔۔ کیا تم میرے گھر والوں کے ہاتھوں مرنا چاہتی ہو۔۔؟"

قریب آئے اس نے زری کی دونوں بازؤں کو گرفت میں لیے درشتگی سے کہا۔

زرفشاں پھوٹ پھوٹ کر روتی زین کے سینے سے لگی تھی۔ زین کو لگا جیسے وقت رک گیا ہو، اس نے دونوں بازو چھوڑے۔۔ تو زرفشاں نے بازو زین کے گرد حائل کر کے گویا اسے چاروں شانے چت کیا۔۔

سینے سے لگا نرم و نازک وجود جس پر وہ مکمل اختیار رکھتا تھا۔ اس پر اس کا بے اختیاری میں گلے لگنا۔۔ دل کی دھڑکن کو سست سا کر گیا۔۔

کئی پل وہ کچھ بول ہی نہیں پایا تھا۔

۔

میں مرنے کے لیے بھی تیار ہوں۔۔ہر ظلم کے لیے تیار ہوں لیکن مجھے خود سے جدا مت کیجیے "
"گا۔۔کبھی بھی مت کیجیے گا۔۔۔

زرفشاں خواب گو سی کیفیت میں بولتی شاید اپنے حواس کھو رہی تھی۔زین کو اس کا وجود گرم محسوس ہوا۔

"زرفشاں۔۔۔

اسے بازؤں سے تھام کر اس نے بمشکل سامنے کیا۔

بادامی آنکھوں میں حزن تھا۔۔اور پلکیں بوجھل تھیں۔

"زرفشاں۔۔۔ میری بات سنو۔۔۔

اس نے سرگوشیانہ اسے پکارا تو گلابی لب نیم واہ ہوئے۔۔بولنے کی کوشش میں وہ ہلکان ہوئی،زین نے اس کی حالت دیکھ کر ایک بازو اس کی کمر کے گرد رکھا تاکہ اسے سہارا دے سکے۔۔

کچھ پل میں ہی وہ ہوش سے بیگانہ ہوئی تو زین کے دل پر گویا کسی نے شدت سے وار کیا تھا۔

زرفشاں۔۔۔"زین نے اس کے وجود کو جھٹکا دیا۔

لیکن وہ بے سدھ ہو چکی تھی۔

اسے باہنوں میں بھرے وہ بیڈ کی جانب آیا،۔۔اور اس کے ہاتھوں پر مساج کیا۔

اس وقت سب فیصلے سب سوچیں پسِ پشت ڈالے وہ اس لڑکی کی فکر میں غرق ہوا تھا۔

اپنے موبائل پر تعبیر کی کال دیکھ کر وہ چونکا۔،آج اس نے کئی دن بعد کال کی تھی۔عنابی لبوں پر کافی عرصہ بعد مسکراہٹ چمکی تھی۔

" تعبیر۔۔۔خیریت تم نے کال کی؟ گھر میں سب کیسے ہیں؟"

وہ موبائل کندھے اور گال کے درمیان دبائے اندر داخل ہوا۔۔اس وقت سر میں شدید درد تھا۔اس لیے چابیاں اور ضروری چیزیں ٹیبل پر رکھ کر وہ سیدھا کچن میں آیا، تاکہ اپنے لیے چائے بنا سکے۔

آج سارا دن کافی مصروفیت بھرا رہا تھا۔جس کی وجہ سے وہ لیٹ ہو چکا تھا۔

دوسری جانب تعبیر بھائی کی آواز سن کر بمشکل اپنے جذبات پر قابو رکھ پائی تھی۔

ایک بار تو من میں خیال آیا کہ وہ وہاج کو بتادے لیکن وہ اب اپنا فیصلہ قسمت پر چھوڑ چکی تھی۔

یہاں سب ٹھیک ہیں۔۔بس امی آپ کو بہت یاد کرتی ہیں۔۔" اپنے آنسو اندر اتارے وہ ضبط سے " بولی۔

"اور تم بھائی کو یاد نہیں کرتی؟؟"

وہاج قدرے خفگی سے بولا۔

"آپ کو بھولوں گی تو یاد کروں گی۔۔"

تعبیر کے لفظوں پر وہ مسکرا دیا۔۔

" بھائی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔۔"

تعبیر نے یاسیت سے کہا۔

تعبیر۔۔۔" وہاج سمجھ چکا۔۔"

بھائی مان جائیں۔۔میں آپ کو مزید تنہا نہیں دیکھ سکتی۔۔"اس کی آواز بھیگی تھی۔"

تعبیر تم پھر شروع ہو گئی۔۔" وہاج کا چہرہ سپاٹ ہوا۔۔"

" بھائی میں جانتی ہوں ماضی میں جو ہوا وہ نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن ہر لڑکی ایک جیسی نہیں ہوتی۔۔"

تعبیر تم امی کا خیال رکھا کرو۔۔" وہاج نے بات کا رخ بدل دیا۔"

بھائی۔۔۔" وہ صدمے سے چور بولی۔"

"خیال رکھنا اپنا۔ کل ایک اہم کیس کے سلسلے میں کمشنر صاحب سے ملنا ہے۔"

ٹھیک ہے بھائی، آپ جتنے حربے آزمانا چاہتے ہیں آزمائیں، ایک دن آپ میری باتوں پر ضرور غور "کریں گے۔۔۔"

خفگی کا شدید تاثر دیے اس نے کال کٹ کی۔ جبکہ وہاج لب بھینچ کر رہ گیا۔

موبائل رکھتا وہ فلیٹ کی بالکنی میں آیا۔ چائے کے گھونٹ بھرتا وہ اندر کی کڑواہٹ کو جیسے مزید اکسا رہا تھا۔

صنم ملک سے کل کی ملاقات میں اس نے جس طرح ضبط کیا تھا یہ اس کا دل ہی جانتا تھا۔ اگر وہاں وہ لڑکی نہ آتی تو شاید وہ اپنے آپے سے باہر ہو جاتا۔ اور کچھ غلط کر چکا ہوتا۔

یکلخت وہ معصوم سی لڑکی پورے استحقاق سے خیالوں میں براجمان ہوئی۔ وہاج نے بے ساختہ دونوں کا موازنہ کیا تو نا جانے کیوں اسے انابیہ نامی وہ لڑکی معصوم سی باقی لڑکیوں سے مختلف لگی تھی۔ جسے وہ کل بری طرح نظر انداز کر چکا تھا۔ یکلخت اسے پچھتاوا ہوا لیکن۔ اس کی آنکھوں میں وہاج کو دیکھ کر آئی چمک اور حسرت نے اسے بہت کچھ باور کروایا تھا۔

اور وہ قطعی نہیں چاہتا تھا کہ وہ دوبارہ کسی تہمت کا شکار ہو۔

اپنی سوچوں کا رخ وہ نوفل یزدان کے کیس کی جانب ڈال چکا تھا۔ اسکا دوبارہ سامنے آنا کسی منحوسیت سے کم نہیں تھا لیکن وہ آسانی سے اس پر ہاتھ بھی نہیں ڈال سکتا تھا۔ اس کے اثر و رسوخ کی وجہ سے وہ خود کو ان دیکھی بیڑیوں میں جکڑا محسوس کر رہا تھا۔ لیکن وہ تعبیر کو بھی اس سب کی خبر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔

وہ واپس اندر بڑھا۔۔اس کا دھیان کرسی کی جانب گیا جو اپنی جگہ سے ہلی ہوئی تھی۔

اس کے دماغ میں جھماکہ ہوا اس نے ایک جاسوسی بھری نگاہ پورے فلیٹ پر گئی۔ جیسے جیسے وہ نگاہ دوڑا رہا تھا ویسے ویسے اسے احساس ہو رہا تھا کہ کوئی اس کے فلیٹ میں واردات کر کے جا چکا ہے۔۔

شٹ۔۔۔۔۔"اس نے کپ زور سے زمین پر پھینکا۔۔چھناکے کی آواز سے کپ کے ٹکرے زمین پر بکھرے۔

یکلخت وہ چونکا تھا۔۔نوفل یزدان کے وہ لفظ یاد آئے،۔وہ تیزی سے اس کمرے کی جانب بڑھا جہاں کئی سال پہلے کے راز دفن تھے۔

اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تو اندر ایک طوفان بدتمیزی مچا ہوا تھا۔

نوفل۔۔۔" کنپٹی کی رگ پھڑکی تھی، جبکہ مٹھیاں وہ سختی سے بھینچے کمرے کا منظر دیکھ کر بمشکل برداشت کر رہا تھا۔

میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔"اس نے ایک زوردار ٹھوکر وہاں پڑے میز کو ماری تھی۔"

باہر آکر اس نے ٹیبل سے کیز اٹھائی اور فلیٹ لاک کیے دوبارہ نیچے کی جانب بڑھا تھا۔

آج وہ شاید نوفل یزدان کو جان سے ہی مارنے کا سوچ چکا تھا۔

"انسپکٹر وہاج اتنی رات کو یہاں؟؟ خیریت ہے؟۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو ہماری ملاقات ہوئی تھی۔"

ڈی آئی جی صاحب نے وہاج سلطان کو اپنے ڈرائنگ روم میں دیکھا تو حیران ہوئے۔۔رات کے اس پہر اس کا آنا کسی انہونی کی جانب اشارہ دے رہا تھا۔

سر۔۔۔۔یہ۔۔۔دیکھیں۔۔۔"اس نے ایک فائل ڈی آئی جی صاحب کے سامنے پیش کی۔"

آج کے ریپ کیس کی رپورٹ۔۔۔جس کی تفصیل آپ کو میں صبح میں ہی بتا چکا تھا۔"

رانا شاکر کے بیٹے کو قیدی نوفل یزدان نے نہایت بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتارا ہے۔۔اور "سارے گواہان بھی غائب ہیں۔اس کا مطلب آپ سمجھ رہے ہیں۔۔

ڈی آئی جی نے حیرانگی سے وہاج کو دیکھا۔جن کے چہرے پر تفکر کی لکیریں تھیں۔"

اور سر میں صرف اس کیس کی وجہ سے آپ کو تکلیف نہیں دے رہا ہوں۔۔۔یہ معاملہ میں سنبھالنا "جانتا ہوں۔

وہاج چند پل کے لیے رکا۔جیسے اپنے اندر بھڑکتے لاوے پر قابو پا رہا ہو۔

پھر یہاں آنے کا مقصد۔۔۔۔"انہوں نے سوالیہ نگاہ سے وہاج سلطان کو دیکھا۔"

سر میں نہایت تحمل سے آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ نوفل یزدان کو کہے کہ میری فیملی سے دور " رہے۔۔وہ آج پھر میرے فلیٹ پر آیا تھا۔۔اور پوری دیدہ لیری سے وہ میری اہم فائلز چرا کر لے گیا " ہے۔۔اس کو کس نے حق دیا کہ وہ میری ذاتی زندگی میں دخل اندازی کرے۔۔

وہاج کی آواز میں کرختگی نمایاں تھی۔

نوفل یزدان۔۔۔؟" ڈی آئی جی صاحب بھی حیران ہوئے تھے "

جی وہی نوفل یزدان۔۔۔جس نے سب کا جینا حرام کیا ہوا ہے۔" وہاج نے جتایا تھا۔ "

"تم پریشان نہ ہو۔۔۔میں اس نے والد سے بات کروں گا۔۔۔"

سر آپ مجھے اس سے ملنے کی اجازت دیں۔۔۔" وہاج نے سپاٹ انداز میں کہا۔ جبکہ ڈی آئی جی صاحب " پر سوچ ہوئے تھے۔

مجھے اجازت دی جائے۔۔۔سر" وہاج اندر ابھرتے طیش پر قابو نہیں رکھ پا رہا تھا۔ "

ٹھیک ہے تم مل سکتے ہو۔۔لیکن یہ بھی یاد رکھنا وہ کس کا بیٹا ہے۔۔تمہاری ایک چھوٹی سی غلطی تمہیں " نقصان بھی پہنچا سکتی ہے۔؟ "

وہاج نے مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔

".جی میں جانتا ہوں وہ کسی بل بوتے پر یہ سب حرکتیں کرتا ہے۔۔۔اجازت دینے کے لیے شکریہ۔۔"

وہ کھڑے ہوئے بولا جس کا چہرہ ڈی آئی جی کو طیش کی زیادتی سے سرخ لگا تھا۔

وہاج اپنے جذبات پر قابو رکھو۔۔میں جانتا ہوں تم اس وقت شدید غصے میں ہو۔اور غصے میں بعض "
"اوقات کچھ کام غلط ہو جاتے ہیں۔

جی سر۔۔۔میں کوشش کروں گا۔" وہ بدقت بولا اور فائل اٹھائے باہر نکل گیا تھا۔۔"

پانی۔۔۔" وہ سوکھے پڑتے گلے سے کراہی۔۔جبکہ ہونٹوں کا گلابی پن اس وقت سفیدی میں ڈھلا ہوا تھا۔

زین فوراً جاگا اور زرفشاں کو دیکھا جو نیند میں شاید پانی مانگ رہی تھی۔

اس نے گھڑی کی جانب نگاہ دوڑائی جو رات کے دو بجا رہی تھی۔سارا دن وہ وقفے وقفے سے کبھی اسے چیک کرتا تو کبھی اسے پکار کر دوا لینے کو کہتا۔ لیکن وہ تو نیند پوری کرنے کی ٹھان چکی تھی۔اب رات کے اس پہر جاگی وہ زین کو بوکھلا چکی تھی۔

وہ اٹھ کر آگے آیا اور زرفشاں کے ماتھے کو چھوا۔

بخار کی حدت تھوڑی کم تھی۔۔زین کا دل یکلخت پر سکون ہوا۔وہ اسے سہارا دیتا اٹھا کر بٹھا چکا تھا۔

زرفشاں بے ساختہ نقاہت سے اس کے سینے سے لگی۔زین نے بازو اس کی پشت کے گرد رکھ کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھا۔وہ لڑکی پل پل اسے اپنا اسیر کر رہی تھی۔

سائیڈ سے اس نے گلاس میں پانی بھرا اور گلاس اس کے لبوں سے لگایا۔

زرفشاں پانی پیو۔۔"زین نے اس کندھے کو ہلا کر جگایا، زرفشاں نے آدھ کھلی آنکھوں سے پانی" بمشکل پیا۔

"بب بھوک۔۔۔۔مم۔مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔

خالی پیٹ میں اب آنتیں بھی سکڑ رہی تھیں۔پیٹ کی فریاد لبوں پر آئی تو زین کو اس پر ترس آیا تھا۔

دو دن کی بے آرامی اور بھوک نے اس کی حالت بگاڑ کر رکھ دی تھی۔

اس کی بیہوشی کو اس نے صدمہ سمجھا تھا لیکن وہ تو بھوک کی وجہ سے بیہوش تھی۔اور ان چند دنوں کی بے آرامی بخار کا سندیسہ لائی تھی۔

میں ابھی لاتا ہوں کھانا۔۔پر اب تم نے بالکل بھی نہیں سونا۔۔"زین اسے سیدھا لٹا کر اس کے " بالوں کو سہلائے تاکید کی۔

زرفشاں نے ویران آنکھیں کھول کر زین کا خوبرو چہرہ دیکھا۔وہ سامنے ہی کھڑا تھا۔۔بدقت اس نے گھنیری پلکیں جھکائی۔۔۔گویا حکم کی تعمیل کی ہو۔

میں آکر تمہاری اچھے سے خبر لوں گا۔۔۔" زرفشاں نے ویرانی بھری نگاہوں سے اسے دیکھا جس کا چہرہ سنجیدہ ہو چکا تھا۔

اس کا ہوائیاں اڑتا چہرہ دیکھ کر وہ ناجانے کیوں نرم پڑا۔۔اور باہر نکل گیا۔

"بھائی آپ کو بابا بلا رہے تھے۔۔۔بلکہ میں آپ کو ہی بلانے والی تھی۔"

زین نیچے کی طرف جا رہا تھا جب شجیہ نے اسے مخدوم چوہدری کے بلاوے کا بتایا۔۔اس کے ماتھے پر کئی بل نمایاں ہوئے۔

"یہ کونسا وقت ہے۔اور تم اس وقت تک جاگ رہی ہو؟؟"زین نے شجیہ کو دیکھے کہا۔جس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔

"وہ بھائی اماں نے بلایا تھا۔تو ان کی بات سن رہی تھی۔۔۔"شجیہ بوکھلائی تھی۔۔

"کیا چھپا رہی ہو؟؟"زین نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"بھائی وہ بابا زرفشاں بھابھی کے بارے میں بات کر رہے تھے۔میں لائبریری سے اپنے کمرے کی طرف ہی جا رہی تھی۔۔تو بابا اور اماں کے ساتھ ساتھ چچی اور اطفر بھی بڑے کمرے میں بیٹھے تھے۔۔وہ زری بھابھی کو یہاں سے بھیجنا چاہتے ہیں۔۔۔میں نے ان کی باتیں سن لی تھیں۔۔تو انہوں نے مجھے سختی سے منع کیا کہ میں آپ کو کچھ نہ بتاؤں۔۔لیکن بھائی وہ زرفشاں بھابھی بہت اچھی ہیں۔آپ پلیز۔۔ان کو کہیں مت جانے دینا۔۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے سہم کر بولی۔

اس کے منہ سے زرفشاں بھابھی لفظ ناجانے کیوں اسے اچھا لگا تھا۔کم از کم شجیہ نے تو اسے قبول کرلیا تھا۔

"تم جاؤ اپنے کمرے میں۔۔۔میں بات کرلوں گا۔۔۔اور پریشان مت ہو۔"

شجیہ کا اڑے رنگ کی وجہ وہ اچھے سے سمجھ چکا تھا۔

شجیہ تشکر آمیز نگاہ سے اسے دیکھتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

زین پرسوچ سا کچن کی طرف بڑھا۔اس وقت زرفشاں سے ضروری اسے کوئی بھی نہیں لگا تھا۔

اسے مکمل اطمینان سے کھانا اور دوا کھلا کر وہ بابا کے کمرے کی جانب بڑھا۔

کچھ دیر پہلے کی نرمی اس وقت سپاٹ پن میں بدل چکی تھی۔

"آؤ زین مجھے تم سے ضروری بات کرنی تھی۔"

مخدوم چوہدری نے زین کو دیکھتے کہا۔اور صدیقہ کو آنکھوں ہی آنکھوں میں خاموش رہنے کا اشارہ دیا تھا۔

"میں بھی آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔بلکہ فیصلے سے اگاہ کرنا چاہتا تھا۔۔"

وہ سامنے کاؤچ پر شان سے بیٹھا تھا۔

"بولو کیا فیصلہ کیا ہے۔۔۔اور کس کے بارے میں کیا ہے؟"

مخدوم چوہدری نے آنکھیں چھوٹی کیے زین کو دیکھا جس کے چہرے پر ایک رعب چھایا ہوا تھا۔

میں نے اس لڑکی کو چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔۔میں سمجھ چکا ہوں کہ یہ کمی کمین کسی قابل نہیں ہوتے۔۔دو دن میں یہ لڑکی میرا دماغ گھما چکی ہے۔اور ساری عمر میں ان چاہی لڑکی کے ساتھ نہیں گزار سکتا۔۔"

صدیقہ بیگم نے پھٹی آنکھوں سے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے یا پھر کوئی گیم کھیلنے کی کوشش کررہا ہے۔۔لیکن اس کے چہرے پر مکمل سنجیدگی تھی۔

تم سچ کہہ رہے ہو،؟" مخدوم چوہدری اندر کی خوشی چھپائے سنجیدگی سے بولے۔"

"میں جانتا ہوں آپ مجھ پر یقین نہیں کریں گے۔۔"

زین نے صدیقہ بیگم کو دیکھا جن کی من کی مراد پوری ہو چکی تھی۔

"تو پھر نکال باہر کرو حویلی سے۔۔۔"

مخدوم چوہدری کے حکم پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

اگر اسے حویلی سے نکالیں گے تو ہماری بے عزتی ہو گی۔۔اور سفیر اور شایان ساگر کو موقع مل جائے " گا کہ وہ ہم پر الزام لگا کر گدی چھین سکیں۔۔اس لیے جو کام ہو گا وہ چپ چاپ اور نہایت خفیہ طریقے "سے ہو گا۔۔۔

صاف صاف بولو میں سمجھ نہیں پا رہا۔۔" مخدوم چوہدری مشکوک ہوئے۔"

میں صبح ہی وکیل سے بات کر کے طلاق کے پیپرز تیار کرواؤں گا۔۔اور پھر نہایت خفیہ طریقے سے " طلاق دے کر زرفشاں کو شہر بھیج دیا جائے گا۔۔جہاں کچھ عرصہ وہ میرے خاص آدمی کی قید میں رہے " گی۔۔اور جب معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو اسے مار دیا جائے گا۔۔۔

صدیقہ بیگم کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔۔کہ یہ ان بیٹا زین چوہدری ہی کہہ رہا ہے۔

تم سچ کہہ رہے ہو۔۔۔؟" مخدوم چوہدری نا جانے کیوں اب بھی مشکوک سے تھے۔۔"

"میں ایک بات کو دوبارہ دہرانا پسند نہیں کرتا۔۔یہ آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔۔"

مخدوم چوہدری کو گویا اس نے جتایا تھا۔

"پھر میں یقین کیسے کروں۔؟"

یقین آپ کو کرنا ہو گا۔۔اور ان چند دنوں تک اس لڑکی کے ساتھ کوئی برا رویہ نہ روا رکھا جائے، " کیونکہ ملازمین بھی کبھی کبھی غداری کر جاتے ہیں۔۔اور مجھے شک ہے کہ اندر کی خبر آپ کا خاص آدمی

ہی باہر تک پہنچائے گا۔۔۔کیونکہ حویلی کی خبر باہر پہنچانے والا کوئی اور نہیں آپ کا ہی خاص آدمی ہے۔"

"اس کی تم فکر مت کرو۔۔وہ کسی کو کچھ نہیں بتا پائے گا۔۔"

مخدوم چوہدری کے چہرے پر سفاکیت نمایاں ہوئی۔۔

"اب یہ بات ہم تینوں کے درمیان ہی رہنی چاہیے۔۔۔"

زین نے پراسراریت کے سنگ کہا۔جبکہ مخدوم چوہدری آگے بڑھے زین کو گلے سے لگا چکے تھے۔

دیوار کے ساتھ بے جان سی زری کی آنکھوں سے آنسو بہتے چلے گئے۔۔

اتنا بڑا دھوکا۔۔۔وہ بھی وہ شخص جس کی کچھ دیر پہلے کی گئی مسیحائی کی وہ اسیر ہو چکی تھی۔وہ شخص ہی" دھوکے باز نکلا تھا۔اسے لگا تھا یہ آخری دھوکا ہے جو وہ دیکھ رہی ہے۔۔اب شاید وہ کبھی کسی پر یقین نہیں کر پائے گی۔۔

اس نے درد سے ٹوٹتے جسم کی تکلیف کو نظرانداز کیا تھا۔۔اس وقت وہ حویلی سے نکل جانا چاہتی تھی۔

وہ اس دھوکے باز شخص کے دھوکے کے باوجود اپنا نام اس سے مرتے دم تک جدا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

شل ہوتی ٹانگوں اور درد سے پھٹتے سر اور بہتی آنکھوں کے باوجود وہ اوپر کی طرف بھاگی۔۔

زین کے آنے سے پہلے اسے ہر حال میں بھاگنا تھا۔۔ کہیں وہ ظالم صیاد شخص آج ہی اسے اپنے اوپر حرام نہ کرلیتا۔۔ یہ سوچ ہی اس کی آدھی جان ہلکان کرچکی تھی۔

کمرے میں آکر اس نے جلدی سے لباس بدلا۔اپنا وہی ڈوپٹہ اوڑھا۔۔وہی چپل پہنی جو یہاں آتے وقت اس کے پاؤں میں تھی۔

لیکن گلے کی چین ہاتھوں کی چوڑیاں اور جھمکیاں وہ وہیں زین چوہدری کے ڈریسر پر بین کرنے کے لیے چھوڑ دی۔۔ کم از کم وہ اس بے مہر شخص کو کچھ تو احساس دلانا چاہتی تھی۔کہ وہ چند دن اس کے کمرے میں اس کی بیوی کی حیثیت سے موجود رہی تھی۔

پر یہاں سے جاتے ہوئے اسے یہ تسلی تو تھی کہ وہ زین چوہدری کا کوئی نقصان کر کے نہیں جا رہی تھی۔کم از کم کل کو وہ اسے یاد کرے تو کم از کم نفرت بھرے احساس سے نہ کرے۔۔ یا پھر یہ نہ سوچے کہ وہ اس کے خساروں میں دھکیل کر چلی گئی ہے۔آنسو تھے کہ رک ہی نہیں رہے تھے۔۔

زین چوہدری کے لفظوں نے جیسے دل کے کئی ٹکرے میں کاٹ کر رکھ دیا تھا۔اسے اب بھی یہ یقین نہیں آرہا تھا کہ زین چوہدری اسے دھوکا دے چکا ہے۔۔اپنے ماں باپ سے مل کر وہ اس کی زندگی کا سودا کر چکا ہے۔

اسے یقین ہو گیا تھا وڈیروں کے دل نہیں پتھر ہوتے ہیں۔۔جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتے،۔جن پر کبھی محبت کا اثر نہیں ہوتا۔دل تھا کہ درد سے پھٹنے کو ہو رہا تھا۔۔

وہ رکھی کے بتائے گئے راستے سے پچھلی جانب نکل آئی تھی۔جو پہلے دن اس نے ازبر کیا تھا۔

وہ جانتی تھی یہاں سے نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔۔۔لیکن اسے یہاں سے ہر حال میں جانا تھا۔۔وہ اس شخص سے کبھی بھی اپنا نام جدا کرنا نہیں چاہتی تھی۔وہ چاہے اسے مار دیتا، نفرت کرتا دھتکارتا لیکن وہ اس کے نام کے ساتھ ہی مرنا چاہتی تھی۔ناجانے یہ اس دیوانی کی کیسی محبت تھی۔

آپ نے مجھے آج مار دیا زین چوہدری۔آپ نے میری محبت کو سمجھنے سے پہلے ہی اسے دفنانے کا سارا" سامان کر دیا۔۔آپ نے میری آنکھوں کے سارے خواب نوچ لیے، جو میں نے آپ کے حوالے سے دیکھے تھے۔

خواب ٹوٹ گئے، سب بکھر گیا۔

لیکن مجھے پورا یقین ہے۔آپ کو میری یاد ضرور آئے گی۔۔ میری محبت کی انتہا میری محبت کی تڑپ آپ کو سکون سے نہیں رہنے دے گی۔۔ میں نے آپ کو بے انتہا چاہا ہے۔۔ میری سانس سانس کا جواز آپ کا نام تھا۔اور جب کسی کو پوری شدت سے چاہا جائے تو عرش پر بیٹھا وہ شخص عطا کر دیتا ہے۔۔آپ مجھے ملے تو مجھے لگا میں معتبر ہو گئی۔۔ مجھے سارا جہان مل گیا۔ مجھے زین چوہدری کی محبت نصیب ہو گئی۔۔ لیکن سب برباد ہو گیا۔۔سب کچھ۔۔۔" وہ رو دی تھی۔

" آپ کو یہی لگتا تھا کہ کسی کے ساتھ بھاگی تھی۔۔ میں بھاگی نہیں تھی۔ لیکن اب یہ آپ کو راز کبھی پتہ نہیں چلے گا۔ کہ یہ دیوانی کیوں بھاگی تھی۔۔ میں اس حویلی کی در و دیوار کو اپنی محبت کا گواہ بنا کر جا رہی ہوں۔۔ کبھی تو یہ بے جان پتھریلی دیواریں میری محبت کی گونج آپ کو سنائیں گی۔ کہ اگر مجھے کسی سے محبت تھی تو وہ صرف آپ سے تھی۔۔۔"

وہ آنسو رگڑتی پچھلے گیٹ طرف بھاگی تھی۔ وہاں ایک دو گارڈ ہی ہوتے تھے۔

ٹانگوں میں جان باقی نہیں رہی تھی۔۔ وجود الگ بخار میں دہک رہا تھا۔۔آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا۔۔اس نے بے ساختہ دیوار کا سہارا لیا۔۔ لیکن سب تکلیفات کو نظرانداز کیے وہ آگے بڑھتی پچھلے دروازے کے قریب پہنچ کر ایک طرف درخت کی آڑ چھپی تھی۔

وہی دوسری جانب زین اپنے ماں باپ کو مطمئن کر کے کمرے کی طرف آیا۔

فلحال وہ کچھ پریشانیوں سے خود کو آزاد محسوس کر رہا تھا۔اب وہ اپنا کام آسانی سے کر سکتا تھا،زرفشاں کی فکر اب اپنے کام کے دوران حاوی نہیں ہونے والی تھی۔

وہ دروازہ کھولے اندر آیا تو زرفشاں کمرے میں نہیں تھی۔۔

یہ لڑکی بھی ناں۔۔اسے کہہ کر گیا تھا کہ بستر سے نہ اٹھے۔۔ کہیں گر نہ جائے۔۔"بڑبڑاتا ہوا وہ واش روم کی جانب آیا۔کہ شاید وہ واش روم میں ہو۔

زرفشاں۔۔۔"دروازہ ناک کر کے اس نے اسے پکارا لیکن اندر سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔

زرفشاں۔۔۔"اس نے دروازہ دھکیلا دروازہ کھل گیا تھا۔۔

"یہ کہاں چلی گئی؟:

خالی واش روم دیکھ کر وہ پر سوچ ہوا۔

زرفشاں۔۔۔"زین نے پکار بلند کی،بالکنی میں جا کر اس نے زرفشاں کو تلاشا۔غرض وہ چند پل میں ہی اسے کمرے سے ملحقہ ہر جگہ دیکھ چکا تھا۔

وہ طیش سے نیچے ب-ڑھا تا کہ جان سکے کہ زرفشاں کہاں گئی ہے،کہیں مخدوم چوہدری نے کوئی سازش نہ کی ہو۔۔؟

لیکن وہ تو اپنے کمرے میں آرام کرنے جا چکے تھے،اور حویلی بھی رات کی مانند خاموش تھی۔۔

وہ دوبارہ اوپر کی جانب بڑھا۔۔دل میں جیسے کسی نے بے قراری سی بھر دی تھی۔۔

"ناجانے کہاں چلی گئی۔طبعیت بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔"

وہ بڑبڑاتا ہوا اوپر آیا۔۔اور شجیہ کے کمرے کی جانب گیا۔۔

زرفشاں تمہارے کمرے میں آئی ہے؟؟"زین نے دروازہ کھلتے ہی سوال کیا۔۔ "

"نہیں۔۔کیوں کیا ہوا بھائی؟؟ خیریت ہے؟؟"

ہاں خیریت ہی ہے اس کی طبعیت خراب ہو رہی تھی تو میں نے آرام کرنے کا کہا تھا۔لگتا ہے گھبراہٹ " کی وجہ سے چھت پر چلی گئی ہو۔۔۔ تم سو جاؤ۔۔"

زین بدقت مسکراتا راہداری کا ایک ایک کمرا چیک کرتا حواس باختہ ہو رہا تھا۔

ابھی کچھ دیر پہلے وہ اسے نڈھال دیکھ کر کئی ہدایات دے کر ہی تو مخدوم چوہدری کے پاس گیا تھا۔۔

ناجانے کیوں اسے وہم ہو رہا تھا کہ دوبارہ مخدوم چوہدری کی حرکت ہے۔۔ لیکن مخدوم چوہدری اپنے کمرے میں تھے، بلکہ وہ خود چھوڑ کر آیا تھا۔

وہ تیزی سے دوبارہ نیچے بھاگا۔۔۔

زرفشاں کہاں ہے۔۔اور کس نے اسے باہر جاتے دیکھا ہے۔۔؟"گارڈز کی بھاری نفری سے وہ سختی " سے استفسار کیے بولا۔۔ماتھے پر بل نمایاں تھے۔

نہیں صاحب۔۔ گیٹ تو بند ہے۔۔۔ بلکہ آپ کے کہنے کے بعد سیکیورٹی کافی سخت کر دی ہے۔۔ باہر تو " کوئی بھی نہیں گیا تھا۔اور چوہدری صاحب ہم سب آپ کے ساتھ غداری کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے "

گارڈ کو وہ مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ جاؤ" چاروں طرف دیکھ کر آؤ۔۔وہ یہی کہیں ہو گی۔۔اور "اگر مجھے وہ لڑکی نہ ملی تو تم سب کو میں اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں گا۔۔

واضح دھمکی دیتا وہ واپس مڑا اور اوپر کی جانب بڑھا۔

وہ ایک بار پھر کمرے میں آیا۔۔لیکن خالی کمرا اس کو منہ چڑا رہا تھا۔

اور یہاں زین چوہدری کی ہمت جواب دے چکی تھی۔۔پوری شدت سے دھاڑ کر اس نے گویا حویلی کے درودیوار ہلائے تھے۔

پل بھر میں حویلی میں روشنی پھیلنے لگی تھی۔سب اپنے اپنے کمروں سے باہر نکل کر آ چکے تھے۔

ہر جگہ بھاری نفری کروادی گئی ہے۔۔پولیس ایک ایک گاڑی کو چیک کر رہی ہے۔پھر بھی زرفشاں کا "کچھ پتہ نہیں چل پا رہا۔۔نا جانے اتنے سے وقت میں اسے زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔۔

سفیر کے ہمت توڑتے لفظوں نے زین چوہدری کو مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

آخر کہاں جاسکتی ہے وہ تو کافی بیمار تھی۔۔۔۔" زین کی زرفشاں کے لیے چھلکتی فکر نے مخدوم چوہدری کو چونکایا تھا۔

فجر کی اذان فضا میں گونج رہی تھی، لیکن زری کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا۔ان چند گھنٹوں میں وہ پورا گاؤں چھان چکے تھے، لیکن زرفشاں کی خبر ہی نہیں ہو پائی تھی

تمہیں تو شکر منانا چاہیے کہ وہ چلی گئی۔۔ تمہارا کام تو آسان ہوا۔تو پھر کیوں اتنی فکر میں ڈھل رہے " ہو۔۔اور سفیر خان کو اس معاملے میں شامل کرنے کی ضرورت کیا تھی؟؟"۔

مخدوم چوہدری کا رعونت بھرا لہجہ سفیر نے بمشکل برداشت کیا۔۔

آپ شاید بھول رہے ہیں کہ میں اس گھر کا ہونے والا داماد ہوں۔۔۔اور یہ بھی یاد رکھیں کہ سفیر خان " "اپنی ملکیت سے کبھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔

سفیر نے خاص طور پر انہیں جتایا تھا۔

زبردستی کے داماد جو صرف اور صرف زین کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔۔ورنہ میری بیٹی اور میں تمہیں " "کبھی قبول نہ کرتے۔۔

خدا کا واسطہ ہے آپ اپنی بحث کو کچھ دیر کے لیے ترک کر دیں۔۔۔یہاں میری جان پر بنی ہے،اور " "آپ کی بحث ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔

زین چڑ کر بولا اور اپنے موبائل کو ٹیبل پر پٹکا۔۔۔ہر جگہ سے ناکامی ہی اس کا سامنا کر رہی تھی۔

مخدوم چوہدری پہلو بدل کر رہ گئے۔

بیٹے کی ایک بدکار لڑکی کے لیے فکر مندی انہیں کسی شکست سے کم نہیں لگ رہی تھی۔

"بابا اگر آپ نے زرفشاں کو کہیں چھپایا ہے تو اب بھی وقت ہیں بتادیں۔۔۔"

زین نے مخدوم چوہدری سے ایک بار پھر پوچھا۔

تم بے جا مجھ پر شک کر رہے ہو۔۔زین چوہدری۔۔اور یہ مت بھولو کہ تم میرے باپ نہیں میں تمہارا" باپ ہوں۔۔" وہ اس بار بھڑک اٹھے تھے۔

سفیر نے لب دبا کر اپنی مسکراہٹ بمشکل ضبط کی۔

یہاں الٹ معاملہ ہے۔۔۔" سفیر نے پھلجڑی چھوڑی تھی۔"

مخدوم چوہدری اسے گھور کر رہ گئے۔

"کہیں شایان سا گر نے تو؟؟"

سفیر نے اس کی توجہ دلوائی تو وہ چونکا تھا۔

چلو۔۔جلدی۔۔۔" زین اپنی گاڑی کی چابیاں اٹھاتا سفیر کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دے چکا تھا۔"

زین ہوا کے گھوڑے پر سوار باہر نکلا۔۔اس کے خاص آدمی نے مستندی سے دروازہ کھولا۔

گاڑی کی دھول اڑاتا وہ بنا سفیر کو بنا لیے نکل چکا تھا۔

سفیر نے مٹھیاں بھینچ کر دانت پیسے۔

"کمینہ پاگل ہو چکا ہے۔۔۔"

لیکن پھر لبوں پر شیطانی بھری مسکراہٹ نے دستک دی تھی۔

وہ وہیں سے مڑتا اوپر کی جانب ب-ڑھا۔۔ جہاں اس دشمن جان کا کمرا تھا۔

اس سنگدل لڑکی نے تو اپنی ایک جھلک دکھانا بھی حرام سمجھا ہوا تھا۔لیکن وہ بھی سفیر خان تھا اپنی دھن کا پکا شخص۔

سیڑھیوں کی طرف بڑھتے قدم اس کے نسوانی آواز نے روکے۔۔دل کی مراد بر آئی تھی۔اسے زیادہ تردد نہیں کرنا پڑا تھا

"رکھی یہ چائے جلدی اماں اور چچی کو بڑے کمرے میں دے آؤ۔۔ میں یہ بیٹھک میں بجھواتی ہوں۔"

عجلت میں بولتی وہ کپ سیٹ کر رہی تھی۔۔زرفشاں کی گمشدگی نے سب کو پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔۔لیکن شاید صدیقہ بیگم کے لیے زرفشاں سے بڑھ کر چائے تھی۔ تبھی انہوں نے شجیہ کو چائے بنانے کا حکم دیا تھا۔

جی بی بی جی۔۔۔" وہ کپ لیے باہر نکلی،۔جب سامنے نظر سفیر خان پر پڑی۔۔رکھی کی آنکھیں پھیلی۔۔"

اس نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے وہاں سے جانے کا اشارہ دیا۔۔رکھی حلق تر کرتی وہاں سے غائب ہوئی تھی۔

سفیر خان لبوں پر مسکراہٹ پھیلائے کچن کی طرف آیا۔جہاں شجیہ پلیٹ میں ناشتے کی چیزیں سیٹ کر رہی تھی۔

مجھے اگر زرا بھی خبر ہوتی کہ منگیتر صاحبہ میرے آنے پر اتنا اہتمام کرے گی تو میں سر کے بل چل کر "یہاں آتا۔۔"

ایک بسکٹ اٹھا کر اس نے منہ میں ڈال کر شجیہ کا سفید گول چہرہ گہری نگاہوں سے دیکھا۔ دل میں جیسے ٹھنڈک اترتی محسوس ہوئی۔

وہ خوف سے اپنی جگہ سے اچھلی۔۔اور سامنے سفیر خان کو دیکھ کر اس کا رنگ مزید فق ہوا۔۔ لیکن کچھ پل بعد ہی چہرے پر ناگواری پھیلی۔ارد گرد جیسے اس کی خوشبو پھیل گئی۔وہ شاید تیز پرفیوم پسند کرتا تھا۔لیکن شجیہ کو اس کی خوشبو سے بھی چڑ تھی۔۔

مہمانوں کو مہمان خانے تک ہی رہنا چاہیے۔۔وہ گھر میں ایسے دندناتے اچھے نہیں لگتے۔۔"۔

چبا چبا کر بولتی وہ کپ ٹرے میں سیٹ کرنے لگی۔

"ہاں میں بھی اسی حق میں ہوں کہ مہمانوں کو گھر میں تمیز سے ایک جگہ بیٹھنا چاہیے۔۔"

"تو پھر جائیں اور بیٹھیں۔۔۔"

وہ ٹرے اٹھا کر پیچھے ہوئی۔۔لیکن سفیر نے ٹرے پکڑ کر اسے روک دیا تھا۔

"ٹرے چھوڑیں۔۔ساری چائے گر جائے گی۔۔"

وہ درشتگی سے بولی۔۔ناجانے کیوں سفیر کے اجڑے بکھرے حلیے سے اسے عجیب سی چڑ محسوس ہوتی تھی۔اسے سوبر سلجھے ہوئے پڑھے لکھے مرد پسند تھے، جبکہ سفیر اس کے برعکس ہی تھا۔

کھلے گریبان اور الجھے بڑے بالوں میں چہرے پر گھنی داڑھی مونچھیں تھیں۔

"ہاں گر تو جائے گی لیکن یقین رکھو تم پر ایک گرم قطرہ بھی گرنے نہیں دوں گا۔"

اس کی آنکھوں میں جھانکتے اس نے ٹرے لے کر شلف پر رکھ دی۔۔اور خود اس کے ہاتھ تھامے۔۔

"یہ کیا حرکت ہے؟ ہاتھ چھوڑیں میرے۔۔۔اور جائیں یہاں سے۔۔"

وہ دونوں ہاتھ چھڑوانے کے لیے جھٹپٹائی تھی۔۔ جبکہ سفیر نے دونوں ہاتھوں کو جھٹکا دیے قریب کھینچا تھا۔

"یہ وہی حرکت ہے جو ایک عاشق پر سوٹ کرتی ہے۔ منگیتر صاحبہ۔۔اور میں دیدارِ یار کیے بنا کیسے جاسکتا ہوں؟ سفیر کی جان۔۔"

سفیر نے دلفریبی سے کہہ کر آنکھ دبائی، جبکہ شجیہ کے ہاتھ کانپ کر رہ گئے۔۔ لیکن اس کے جان کہنے پر وہ سلگ کر رہ گئی۔

"میری بھابھی گھر سے غائب ہے، اور آپ کو مستی مذاق سوجھ رہا ہے۔۔ بھائی کی حالت دیکھی ہے، کیسے وہ رات سے خوار ہو رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کو مدد کے لیے بلایا تھا۔ اور آپ یہاں میرے پاس۔۔ مجھے تنگ کرنے آپہنچے ہیں۔۔" وہ آخر میں بڑبڑا کر رہ گئی۔

سفیر کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی۔

اس کی بیوی ہے وہ پرواکر رہا ہے۔۔اور جیسے وہ خوار ہو رہا ہے، مجھے تو لگتا ہے اسے مل ہی جائے " گی۔۔ لیکن میں موقع سے فائدہ کیوں نہ اٹھاؤں۔۔اور ایسے مواقع جلد نصیب بھی نہیں ہوتے۔میں بھی " تو اپنی ہونے والی بیوی کی خبر گیری کے لیے آیا ہوں

اس کے گول چہرے پر بکھری لٹ کو اس نے کان کے پیچھے کیا۔اس کے لمس پر وہ کانپی۔۔

"آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔۔ میرا ہاتھ چھوڑیں۔۔"

سفیر نے اس کا ایک ہاتھ اب بھی قید کیا ہوا تھا۔

اور اگر نہ چھوڑوں تو؟؟" گھمبیر تا سے کہہ کر اس نے ہاتھ کو زور سے دبایا۔۔ شجیہ کراہ کر رہ " گئی۔۔ سفیر کے ہاتھ کو ہٹانے کے لیے اس نے دوسرا ہاتھ استعمال کیا۔ لیکن سفیر نے اپنے ہاتھ کے اوپر رکھے وہ ہاتھ بھی قید کر لیا تھا۔

سفیر۔۔۔"وہ دانت پیسے چڑی تھی۔۔"

ہائے سفیر کے دل کی کلی۔۔ان نرم گلابی ہونٹوں سے نام کتنا خوبصورت لگ رہا۔۔دل تو چاہ رہا ہے۔" ۔" ذو معنی انداز میں بات ادھوری چھوڑے اس نے شجیہ کو مزید بیزار کیا تھا۔

بہت ڈھیٹ شخص ہیں آپ۔۔۔" خفت سے چہرہ لال اور آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔۔"

صرف تمہارے معاملے میں۔۔۔" سفیر نے ہاتھ دبا کر چھوڑا،"

شجیہ اپنا ہاتھ دیکھتی رونے والی ہوئی، جو حد درجہ سرخ ہو چکا تھا۔

سفیر نے پلیٹ سے بسکٹ اٹھا کر آدھا کھایا اور آدھا شجیہ کے منہ میں ڈال دیا۔۔

وہ بوکھلائی تھی۔۔یکلخت اس نے ماتھے سے ماتھا ٹکرایا،۔ایک اور افتاد جیسے اس نے اچانک توڑی تھی،۔

"جھوٹا کھانے سے پیار بڑھتا ہے سفیر کی جان۔۔۔خیال رکھنا اپنا۔۔۔بس تھوڑا وزن کم کرلو۔۔

اس کے گال کو کھینچے وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔

جبکہ شجیہ حواس باختہ سی کھڑی رہ گئی، لیکن جب اس کی بات کا مطلب سمجھ آیا تو پاؤں پٹکتی وہ سفیر کو کئی الٹے کلمات سے نواز چکی تھی، جبکہ منہ میں گھلتا بسکٹ اس نے بمشکل نگلا تھا۔

سنٹرل جیل میں داخل ہو کر اس نے اپنے اندر بڑھتے اشتعال کو بمشکل قابو کیا۔

کچھ جیلر جو چئیر پر بیٹھے نیند کے مزے لے رہے تھے۔ایس پی وہاج سلطان کو دیکھ کر ہڑبڑائے۔۔۔

سر۔۔۔" کئی جیلر کے بوکھلائے سیلوٹ کو نظر انداز کیے، وہ تیز قدموں سے نوفل یزدان کی جیل کی جانب بڑھا۔

وہ بینچ پر مزے سے لیٹا ہوا تھا،۔وہاج کا دل تو چاہا کہ اندر داخل ہو کر اس کی شکل بگاڑ کر رکھ دے۔۔وہ آگ اگلتی نگاہوں سے اس کا توانا وجود گھور رہا تھا۔

ویسے داد دینی پڑے گی، وہاج سلطان۔۔کہ تم عقاب سی کی نگاہ رکھتے ہو۔۔۔" نوفل یزدان نے " چہرے پر سے بازو ہٹائے دل جلا دینے والی مسکراہٹ اس پر اچھالی۔

میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں داخل ہونے کی۔اور وہ فائلز " "چرانے کی۔

وہاج دبا دبا غرایا تھا۔

ابے یار انسانوں کا خون کا ہے کو پی کر اپنا ٹیسٹ خراب کرے گا۔۔۔ایسا کر فریش جوس پی۔۔تاکہ اندر " "بھڑکتا لاوا جو کہ صرف میرے لیے ہے۔۔ تھوڑا کم ہو۔۔۔

نوفل کا جواب اسے سوئی کی مانند وجود میں چھبتا محسوس ہوا۔۔

"بکواس بند کرو۔۔ میری فائلز دو۔۔۔میں تم جیسے خونی درندے کے منہ نہیں لگنا چاہتا۔۔۔ "

وہاج نے حد درجہ اپنا لہجہ دھیمار کھا لیکن نوفل یزدان کو اس کے دھیمے لہجے کی عادت نہیں تھی

" میرے منہ تو کبھی لگے گا بھی نہیں۔۔۔ "

نوفل آنکھ دبائے پراسراریت سے بولتا آگے آیا تو وہاج نے حیرانگی سے اسے دیکھا، لیکن جب اس کی بات کا مطلب سمجھ آیا۔۔دل چاہا۔۔ایک مکا اس کے منہ پر جھڑ دے۔۔۔

سمجھ گیا ناں۔۔۔میں جانتا تھا تو سمجھ جائے گا۔۔۔"پولیس والے پورے ٹھرکی ہوتے ہیں۔ "

ہاتھ پر ہاتھ مارتے وہ بے باک قہقہ لگائے وہاج کا خون مزید کھولا رہا تھا۔۔وہاج نے طیش سے اس کا گریبان جکڑا۔۔پل بھر میں نوفل یزدان کی آنکھوں میں لال ڈورے نمایاں ہوئے،۔۔جبکہ چہرہ لہو چھلکانے لگا۔۔

پوری طاقت سے اس نے وہاج سے اپنا گریبان چھڑوا کر اسے پوری طاقت سے دور دھکیلا۔۔وہ چند قدم پیچھے ہوا۔

" میرا گریبان پکڑنے سے پہلے اپنے اس کزن کا پکڑ جو تیری بہن کی زندگی کل برباد کرنے والا ہے۔۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟؟"

وہاج کی حیرانگی بجا تھی۔

وہی جو سچ ہے،۔۔اور ہاں ایک بات یاد رکھنا، تعبیر صرف اور صرف میری ہے۔۔۔اگر اس پر کسی نے غلط نگاہ ڈالنے کی اس کی آنکھوں کو میں خود اپنے ہاتھوں سے نوچوں گا۔۔اور اگر کسی نے اس کی زبردستی شادی کروانی چاہی تو نوفل یزدان خون کی ندیاں بہادے گا۔اگر میں پانچ قتل بنا ڈرے دیدہ دلیری کر سکتا ہوں تو پھر مزید قتل کرنے سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔وہ میری امانت ہے۔صرف اور صرف میری یاد رکھنا۔۔"۔

اس کے لفظوں سے چھلکتی جنونیت شدت پسندی وہاج کو بھی ساکت کر گئی تھی۔

"تمہیں میں دیکھ لوں گا۔۔اس وقت میرے لیے تعبیر سب سے زیادہ ضروری ہے،۔"

یہ تو وقت بتائے گا کون کسے دیکھے گا۔۔۔" نوفل نے دوبدو جواب دیا تھا۔۔"

وہاج طیش سے وہاں سے جانے لگا۔

اگلی ملاقات کرنی ہو تو میرے مینشن اجازت نامہ لے کر آنا۔ تمہاری بہن کے لیے مینشن دوبارہ "سیٹ کروا رہا ہوں۔۔ اسے میں اپنے ساتھ جیل میں تو رکھ نہیں سکتا۔۔

اندر بھڑکتے شعلوں جیسے غصے کو قابو کیے وہ وہاج کو جھلسا چکا تھا۔

"اور تمہارا یہ خواب میں کبھی پورا نہیں ہونے دوں گا۔۔"

وہاج کے بھڑکے ہوئے انداز پر وہ بے باک قہقہ لگانا نہیں بھولا تھا۔

وہ صبح ہوتے ہی یہاں پہنچا تھا۔ حویلی میں ہوتی چہل پہل پر اس کا خون کھولا۔۔ وہ سیدھا اوپر تعبیر کے کمرے میں جانا چاہتا تھا۔ وسیع و عریض لاؤنج میں بیٹھے کمال ملک وہاج کو دیکھ کر گھبرائے تھے۔

لیکن وہ انہیں ایک سرخ نگاہ سے دیکھتا اوپر بڑھا۔

وہاج رکو۔۔" کمال ملک اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔۔ اور پوری دہشت سے بولے۔

لیکن وہاج رکا نہیں تھا۔

جاؤ۔۔۔ نجمہ اپنے بیٹے کو سنبھالو۔۔۔ اگر آج یہ نکاح نہیں ہوا تو تم بہتر جانتی ہو کہ میں کیا کر سکتا "ہوں۔۔۔

نجمہ بیگم کا دل جہاں بیٹے کو دیکھ کر تھوڑا پر سکون ہوا تھا، شوہر کی دھمکی پر گویا کس نے کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

وہ گرتی پڑتی اوپر بھاگیں۔

وہاج سیدھا تعبیر کے کمرے میں گیا۔جہاں بیٹھی وہ رونے کا شغل پورا کر رہی تھی۔"

بھائی۔۔۔" فق ہوتے چہرے کے ساتھ وہ سراسیمگی سے اس کا نام لیے بولی۔۔۔جبکہ وہاج کے " چہرے پر پتھریلے تاثرات سجے تھے۔

تم نے مجھے اتنا پرایا سمجھ لیا کہ مجھے بتانا بھی گوارا نہیں کیا۔اور ان سب کے ظلم و ستم پر سر جھکا دیا کیا" تم اتنی کمزور تھی؟؟" وہاج کی دھاڑ نیچے تک گئی تھی۔۔اور کمال ملک کا طیش ابھرا ابھر آرہا تھا۔

بھائی۔۔۔وہ بھیگی متورم آنکھوں اور سرخ ہوتے لبوں سے بولی۔"

تعبیر تم نے آج مجھے جتادیا کہ میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا، تم نے بتادیا کہ تمہارا بھائی ایک " کمزور اور بزدل مرد ہے۔۔" وہ تاسف سے سر ہلائے بولا۔

بھائی میری بات سنیں۔۔۔" تعبیر اس کی جانب بڑھی، لیکن وہ اسے نظر انداز کرتا لمبے ڈگ بھرتا دوبارہ نیچے بڑھا۔

"کس کی مرضی سے آپ نے تعبیر کا نکاح کرنا چاہا تھا؟ بولیں، کیا آپ نہیں جانتے کہ وہ ایک بالغ لڑکی ہے؟۔اور زبردستی نکاح کی کیا سزا ہوتی ہے؟اس بارے میں آپ کو پتہ ہو گا۔"

وہاج کا لہجہ مضبوط تھا۔

"تم ہمیں قانون مت سکھاؤ وہاج سلطان۔۔۔ یہ قانونیت تم اپنے مجرموں پر آزماؤ۔۔۔"

کمال ملک سفاکیت سے بولے۔

"بیٹا ہونے کا حق میں کافی عرصہ پہلے کھو چکا ہوں لیکن اپنی نفرت میں بی-ٹی کی زندگی کیوں تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔۔جس سے تعبیر کے نکاح کا فیصلہ کیا ہے،۔اس کی عمر تو دیکھ لیتے۔۔لیکن خیر آپ کی تو اپنے بھائیوں کے معاملے میں آنکھیں بند ہیں۔۔وہ آپ کو اپنی اولاد سے بڑھ کر زیادہ عزیز ہیں۔۔۔"

وہ تمسخرانہ مسکرایا۔۔

"اپنی حد میں رہو۔۔۔اب میں مزید بوجھ برداشت نہیں کر سکتا،۔سلمان مکمل رضامندی سے تعبیر کو اپنا رہا ہے۔۔۔"

"ہاں ثمینہ بھابھی کا حق مار کر۔۔ان کو چھوڑ کر۔۔وہ تعبیر کو اپنا رہا ہے۔۔کیا آپ کو خدا کا خوف نہیں ہے؟؟"

"وہاج،،۔!!! وہ دھاڑے تھے۔۔"

"مالک۔۔۔وہ بڑے ملک کا ایکسڈنٹ ہو گیا ہے۔۔انہیں بڑے پسپتال شہر لے جایا گیا ہے۔۔"

ملازم کی روح فرسا خبر نے دونوں کو مڑنے پر مجبور کیا

کیا بکواس کر رہے ہو؟؟" کمال ملک کو یقین کرنا مشکل لگا۔ جبکہ وہاج کے ذہن میں نوفل کے لفظ" گونجے تھے۔ یعنی وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا تھا۔

کمال ملک اپنی چادر سنبھالے تیزی سے باہر نکلے تھے۔۔جبکہ سیڑھیوں کے قریب کھڑی تعبیر۔۔اپنی قسمت کو کوستی وہی بیٹھتی چلی گئی۔۔

رات کی قہرناکی ختم ہوئی تو دن کی روشنی نے چاروں طرف اپنی تابناکی بکھیری۔

اپنے مینشن میں کھڑا وہ ماضی کے دھندلکوں میں کھویا ہوا۔جہاں اس مینشن نے اچھی یادیں محبت بھرے لمحے دیے تھے، وہیں اسی مینشن سے اسے ایک وقت میں وحشت بھی ہوئی تھی۔۔

لیکن یہاں آنے کی دو وجوہات تھیں۔ارادہ تو اس کا کچھ دن بعد شفٹ ہونے کا تھا لیکن کچھ کام جلد ہونے کے منتظر ہوتے ہیں۔۔اور آج وہ اسی کام کی تکمیل کے لیے یہاں آیا تھا۔

فون کی سکرین پر چمکتا باسط کا نمبر اسے احساس دلا گیا تھا کہ کام ہو چکا ہے۔

باس۔۔۔"ہاں باسط بیٹا بول؟؟ کوئی خوشی کی خبر سنانا۔۔۔ورنہ تیرا باس آج تجھے چھوڑے گا نہیں۔۔۔"فون کان سے لگائے وہ لاؤنج میں چکر کاٹتا بولا۔

"باس۔۔کبھی تو پیار سے بات کیا کرو۔۔"

باسط نے منہ بگاڑا۔۔

"خبر سنا باسط۔۔"

بس کام ہو گیا، وہ سلمان ملک شیروانی پہنے بڑے شوق سے سیلون پر بڑھاپے کے آثار چھپانے جارہا تھا، پر بیچارہ سیدھا پانی لگے کھیتوں میں گرا۔۔ہاں ٹانگ بازو تو ٹوٹ ووٹ گئی ہو گی۔۔شہر لے جایا گیا ہے۔اب دیکھو کب ریٹئیر ہوتا ہے۔۔"

شاباس باسط۔۔۔مجھے یقین تھا کہ تو میرا کام ادھورا نہیں چھوڑے گا۔۔دل خوش کر دیا میرے شیر۔۔۔تو انعام کا حقدار ہے،۔۔"

شکریہ باس۔۔۔"باسط چہکا تھا۔

"خیر اب تو نے سیدھا میرے مینشن آنا ہے۔۔"

مینشن کیوں باس؟اور آپ کب وہاں شفٹ ہوئے۔"وہ حیران ہوا۔"

یہاں آئے گا تو بتاؤں گا۔۔فلحال یہاں بھی ایک کام تیرا منتظر ہے۔ہو سکتا ہے، یہ کام تجھے پسند بھی آئے۔۔۔"

خیریت ہے باس۔۔۔" باسط سیدھا فلیٹ جانا چاہتا تھا جہاں وہ بے وقوف سی اپسرا اس کا دل چرا بیٹھی تھی۔جس کی دوسری جھلک دیکھنے کے لیے وہ کل سے پاگل ہو رہا تھا۔

"یہاں آئے گا تو سب پتہ چل جائے گا۔۔"

"اوکے باس شام تک آتا ہوں۔۔"

کیوں بھئی کس خوشی میں؟؟ نوفل نے ابرو اچکائی۔

وہ باس ایک ضروری کام تھا۔۔شام تک پہنچ جاؤں گا۔" وہ بوکھلایا تھا۔"

"شام نہیں ہونی چاہیے۔۔۔اور ضروری کام کی تفصیل زرا اپنے باس کو آکر گوش گزار نا۔۔۔"

باس۔۔۔" نوفل نے کال کاٹ دی تھی۔۔

دوسرے کمرے کی جانب بڑھتا وہ موبائل پر کچھ ٹائپ بھی کر رہا تھا۔۔

کمرے کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔

بیڈ پر لیٹی وہ چھوٹی سی لڑکی، نوفل کے لبوں پر مسکراہٹ لے آئی۔

اس کی تصویر لے کر اسی نمبر پر بھیجی جس پر وہ کچھ دیر پہلے میسج سینڈ کر رہا تھا۔

وہی دوسری جانب شخص کا دل بے قرار ہوا۔لیکن یہ اطمینان تھا کہ وہ محفوظ ہاتھوں میں ہے۔۔

وہاج کی سنگدلی اور بے رخی بھرے رویے کو سوچتی وہ کل سے اداس تھی۔ تبسم بیگم نے بھی اس کا اداسی بھرا انداز نوٹ کیا لیکن کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

وہ جانتی تھیں کہ بیٹی کے سر پر کرش کا بھوت سوار ہے۔۔جو چند دن تک ہی رہنے والا ہے۔کیونکہ انابیہ کو ہر نئی چیز پر کرش محسوس ہوتا تھا۔

اور یہ بھوت پھر اس سے بہتر چیز کو دیکھ کر ہی اترتا تھا۔

"اپنا خیال رکھنا۔۔"

تبسم بیگم نے گاڑی اس کی یونیورسٹی کے آگے روک کر اس کی پیشانی چومے کہا۔

وُہ مسکرا کر گاڑی سے اتری تھی۔

یونیورسٹی میں داخل ہوئی تو صنم ملک اس کی راہ دیکھ رہی تھی۔

انابیہ کو اندر آتے دیکھ کر اس کے دلی مراد بر آئی۔وہ تیزی انابیہ کے راستے میں آئی۔

"ہیلو میں صنم ہوں۔۔۔"

وہ اچانک اس کے سامنے آئے ہاتھ بڑھائے بولی۔انابیہ حیران ہوئی تھی۔

اس کی اجنبی نگاہوں کو وہ بھانپ چکی تھی۔

میں تمہارے ہی ڈیپارٹمنٹ میں ہوتی ہوں۔۔" صنم نے بڑھے ہوئے ہاتھ کی جانب نگاہ کیے کہا تو" اس نے بے دلی سے ہاتھ ملایا۔

"میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتی تھی۔اسی لیے میں یہاں تمہاراانتظار کررہی تھی۔"

صنم نے تمہید باندھی۔توانابیہ نے سامنے موجودلڑکی کو دیکھا۔جوایلیٹ کلاس کی ہی لگ رہی تھی۔

آپ اور میں پہلی بار ملیں ہیں۔۔۔"انابیہ نے اسے جتایا۔"

میں جانتی ہوں لیکن بات تمہارے مطلب کی بھی ہو سکتی ہے۔۔اور پہلی بار کا ملنا ہی دوستی کاآغاز ہو سکتا ہے۔

"جی پوچھیں۔۔۔"

"تم وہاج سلطان کو کیسے جانتی ہو؟؟"

صنم کے سوال پر انابیہ نے اس کے چہرے کو دیکھا جہاں عام تاثرات تھے۔

میں بھی توآپ سے یہ سوال کر سکتی ہوں کہ آپ وہاج سلطان کو کیسے جانتی ہیں اور مجھ سے کیوں پوچھ " رہی ہیں۔۔؟اور ہم میں اتنی دوستی یا پھر بات چیت بھی نہیں ہوئی جو آپ ڈائریکٹ پرسنل سوال کر رہی ہیں۔"

انابیہ کا مضبوط انداز صنم کو احساس دلا چکا تھا کہ وہ آسان چیز نہیں ہے۔۔

"دوستی کا کیا ہے؟ وہ تو ہو جائے گی۔۔"

صنم نے نرم مسکراہٹ کے سنگ وہی الفاظ دہرائے۔

"خیر وہ بعد کی بات ہے۔۔ لیکن میں کسی کو اپنی ذاتیات میں گھسنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔۔۔"

انابیہ وہاں سے جانے لگی تھی۔

"میں کل ہی سمجھ گئی تھی کہ تم اسے پسند کرتی ہو۔۔۔"

صنم نے ہوا میں تیر چلایا۔

انابیہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"اگر میں انہیں پسند بھی کرتی ہوں تو آپ کیوں میری لائف میں زبردستی گھس رہی ہیں۔۔؟"

انابیہ اس بار چڑ کر بولی۔

"کیونکہ وہ میرا فرسٹ کزن ہے، اور مجھے پسند بھی کرتا ہے۔۔"

انابیہ کے دل میں گویا چھناک سے کچھ ٹوٹا۔۔اس نے زخمی ہوتی نگاہوں سے صنم کو دیکھا جس کا چہرہ سچائی کی منہ بولتی تصویر تھا۔

"لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی کیونکہ میری محبت کوئی اور ہے۔۔اس لیے تم پریشان مت ہو۔۔"

صنم مسکرائی تھی۔

"آپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں پریشان ہوں ؟"

نفی میں سر ہلائے وہ طنزیہ مسکرائی۔ لیکن دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔

"میں کل ہی سمجھ چکی تھی کہ تم اسے پسند کرنے لگی ہو۔۔ کیونکہ جیسے تم کل اس کے پیچھے گئی تھی اسے دیکھ رہی تھی، مجھے احساس ہو چکا تھا کہ یہ محبت کا ہی معاملہ ہے۔۔۔" صنم پر یقینی سے بولی۔

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔ میں بس ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی، انہوں نے کچھ دن پہلے میری مدد کی تھی۔۔اس لیے میں کل ان کے پیچھے گئی۔۔اس سے زیادہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔۔"

انابیہ اپنی کیفیت چھپائے بولی تھی۔

"تم مجھ پر اعتبار کر سکتی ہو۔۔ کیونکہ میں بھی محبت میں ہاری ہوئی ہوں۔۔"

صنم تلخی سے بولی۔۔انابیہ کو وہ لڑکی تھوڑی دلبر داشتہ لگی۔

"لیکن میں محبت میں ہاری نہیں ہوں، اور نہ ہی میرا کوئی ایسا ارادہ ہے۔۔اور اگر ہاری بھی تو کسی سے بھیک مانگنے ہر گز نہیں جاؤں گی۔"

مضبوط لہجے میں بول کر وہ آگے بڑھ گئی۔

صنم کے نرم تاثرات قہرناکی میں بدلے۔۔اس نے شعلہ بھڑکاتی نگاہ سے انابیہ کی پشت کو گھورا۔

وہاج ملک تمہیں تو میں برباد کر کے رہوں گی۔۔ تمہاری وجہ سے میں نے اپنے اہم رشتے کھوئے " ہیں۔اور تمہیں برباد کیے بنا میں سکون سے نہیں بیٹھوں گی۔اور تمہاری بربادی کی وجہ یہ انابیہ نامی "لڑکی ہی بنے گی۔۔یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔۔۔

عہد بھرے انداز میں بولتی وہ انابیہ کو نگاہ سے اوجھل ہوئے دیکھتی رہی۔

بلیو شرٹ کے ساتھ بلیک جینز پہنے وہ پرفیوم کا چھڑکاؤ کرتے گنگنا رہا تھا۔۔

وہ فاسٹ سپیڈ سے گاڑی ڈرائیو کرتا فلیٹ میں پہنچا تھا۔

نوفل کا حکم وہ قطعی نہیں ٹال سکتا تھا، لیکن دل کے ہاتھوں بھی مجبور تھا۔ تبھی اس لڑکی کو دیکھنے دوبارہ فلیٹ میں آیا تھا، لیکن فلیٹ لاک تھا۔

اسے مایوسی کا سامنا ہوا لیکن پھر اپنی الجھی حالت پر توجہ گئی تو وہ مسکرا دیا۔

لڑکی کو امپریس کرنے سے پہلے مجھے خود کو امپریس کرنا چاہیے۔۔۔" بڑبڑاتا ہوا وہ اندر بڑھا۔کافی دیر شاور لینے کے بعد وہ نکھرا سا باہر آیا تھا۔

اپنے فلیٹ کا دروازہ وہ پہلے ہی کھول چکا تھا کہ اگر کوئی آئے تو قدموں کی آہٹ سن سکے۔

دوسرے فلیٹ کے لاک کھلنے کی آواز پر دل دھڑکا تھا۔

چہرے پر گھبراہٹ بھرے تاثرات آئے۔ آج پہلی مرتبہ وہ گھبرایا تھا۔

ایک قاتل غنڈہ آج ایک لڑکی سے گھبرا رہا تھا، اسے اپنی ہی کیفیت پر ہنسی آئی۔

شرٹ کے بٹن بند کر کے وہ باہر آیا۔۔تو سندری فلیٹ کا لاک کھول چکی تھی۔

اس کی پشت سے تھوڑے فاصلے پر کھڑے ہو کر اس نے گہری نگاہ اسے دیکھا۔

یکلخت ذہن مین جھماکہ ہوا۔۔بیک پاکٹ سے منی چاقو نکالے اس نے آگے بڑھ کر اس کے بیگ کی سٹریپ اس رازداری سے کاٹی کہ اسے خبر بھی نہ ہو پائی۔

وہ جو اندر بڑھنے والی تھی، بیگ کے زمین بوس ہونے پر ہڑبڑائی۔

یہ کیسے ؟؟" یکلخت وہ مڑی، کہ سامنے موجود شخص سے ٹکرائی،

گھنی پلکوں کی باڑھ اٹھا کر اس نے سامنے مردانہ خوشبو بکھیرتے سراپے کو دیکھا، جو پچھلے حلیے سے خاصا مختلف تھا۔

سندری اسے دیکھ کر نیچے جھکی تو وہ بھی جھکا۔یکلخت دونوں کی پیشانی ٹکرائی۔

باسط نے جان بوجھ کر یہ حرکت کی تھی۔لیکن سر اتنی زور سے ٹکرائے گا اسے اندازہ نہیں تھا۔

آؤچ۔۔۔" وہ درد برداشت کرتی اٹھی۔"

" سوری۔۔ غلطی میری تھی۔۔تم نیچے جھکی تو میں تمہاری مدد کے لیے جھک گیا۔۔۔"

باسط اپنی پیشانی پر اس کا لمس محسوس کیے گھمبیرتا سے بولا۔

تم؟؟ سندری نے ماتھے پر بل سجائے اس کے تم لفظ کو پکڑا۔"

میرا مطلب آپ کی مدد کے لیے۔۔۔" بالوں میں ہاتھ پھیرے وہ کھسیانا سا مسکرایا۔"

"لیکن مجھے یہ کیوں لگ رہا ہے کہ آپ نے میرا بیگ جان بوجھ کر گرایا ہے۔"

میں نے؟؟"اس نے دونوں ہاتھ اپنی جانب موڑے حیرانگی سے کہا۔"

جی آپ نے۔" سندری نے دانت پیسے۔

" بھلا میں آپ کا بیگ کندھے سے اتار کر کیسے گرا سکتا ہوں۔؟"

باسط معصومیت سے بولا۔

سندری نے اسے گھورا اور دوبارہ بیگ اٹھانے کے لیے جھکی۔

باسط کے لبوں پر مسکراہٹ کھلی تھی۔

یہ کیسے ٹوٹ گیا؟ بلکہ ٹوٹا نہیں کسی نے کاٹا ہے۔۔ یہ آپ نے ہی میرا بیگ خراب کیا ہے،۔۔" تیکھے چتون لیے وہ بیگ کا سٹریپ دیکھے بولی۔۔ جبکہ باسط نے ہاتھ کھڑے کیے۔۔

میں کیسے کر سکتا ہوں۔۔۔" باسط بھرپور انجان بنا۔"

جھوٹ مت بولیں مسٹر۔۔۔۔" وہ سپاٹ انداز میں بولی۔"

تم اس دن والی لڑکی ہی ہو ناں؟؟" اپنا ہاتھ اس کے چہرے کی جانب بڑھائے بولا تو سندری چند قدم" پیچھے کھسکی۔

"خبردار جو مجھے چھونے کی کوشش کی۔۔۔ ہاتھ توڑ دوں گی تمہارا۔"

انگلی اٹھائے اس نے وارن کیا، جبکہ باسط اس کی معصوم سی دلیری مسکرادیا،۔

"نڈر پن کا اچھا تاثر پیش کر رہی ہو۔ لیکن چہرے کے اڑتے رنگ کچھ اور ہی جتا رہے ہیں۔۔"

باسط کی ذو معنی مسکراہٹ اور پر تپش نگاہوں کو اس نے ناگواریت سے دیکھا۔

ایسے مت دیکھو۔۔ اگر ہارٹ اٹیک آگیا تو سارا قصور تمہاری ان مخمور آنکھوں کا ہوگا۔۔ اور مرتے" "مرتے الزام عائد کر جاؤں گا کہ ایک لڑکی نے ایسے مجھے دیکھا کہ ہارٹ اٹیک آگیا۔

ہلکی سی گردن ترچھی کیے اس نے آنکھ دبائی۔

ہاؤچیپ مین۔۔۔"اس نے بیزاری سے کمینٹ پاس کیا۔"

کیا بولی تم؟؟" باسط نے ابرو اچکائی۔"

" میرا دماغ خراب نہیں ہے جو میں آپ کو دیکھوں گی۔۔جائیں اپنا کام کریں۔۔۔"

وہ اندر کی طرف بڑھی جب باسط نے اس کا بیگ دیکھا جو وہ ہاتھ میں پکڑ چکی تھی۔ نا جانے کیوں اسے اپنی حرکت پر افسوس کے ساتھ ساتھ ہنسی بھی آئی۔

سنو۔۔۔" باسط نے پھر سے پکارا۔"

سندری نے ترچھی نگاہ سے اسے دیکھا۔ گویا جتایا ہو اب کیا کہنا چاہتے ہو؟؟

ادھر ہی رہتا ہوں۔۔بلکہ رہتا نہیں تھا۔اب رہوں گا صرف تمہاری خاطر۔۔" بالوں کو سیٹ کر کے" اس نے انگشت اس کی جانب کی۔

بڑا آیا شاہ رخ خان۔۔۔" وہ ناک سکوڑے بڑبڑائی تھی۔"

"شاہ رخ خان نہیں لیکن باسط خان ضرور ہوں۔۔۔"

لب دبائے اس نے آگے آئے کہا، جبکہ سندری کا رنگ یکلخت فق ہوا۔۔

اس نے اچھنبے سے مڑ کر سامنے موجود شخص کو دیکھا۔جواب بھی مسکرا رہا تھا۔

سندری کے ماتھے پر پسینہ چمکا۔ جھٹ سے اس نے دروازہ بند کیا تھا۔جو آج بھی اس کے منہ پر لگتے ہوئے بمشکل بچا تھا۔

باسط کو نا جانے کیوں اسے دروازہ بند کرنے کی ادا نہایت بکواس لگی تھی۔ عنقریب وہ اس کی یہ حرکت ہر حال میں بدلنے کی ٹھان لی تھی۔

" تعبیر۔۔میں آخری بار پوچھ رہا ہوں تم میرے ساتھ جانا چاہتی ہو یا نہیں ؟؟"

وہاج نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"امی بیمار ہیں وہاج بھائی۔آپ جانتے ہیں بابا کا رویہ۔۔۔پھر بھی آپ مجھے لے جانا چاہتے ہیں تو لے جائیں میں اف بھی نہیں کہوں گی۔۔"

"یہی ایک وجہ مجھے روک دیتی ہے۔۔ورنہ میں کب سے تمہیں یہاں سے لے جاتا۔۔لیکن اب بابا نے ہر حد پار کر دی ہے۔"

وہ پیشانی مسلے بولا۔۔جبکہ چہرہ اس وقت شدید سرخ ہو رہا تھا۔

"سلمان بھائی سے میں نے نکاح کی حامی بھری تھی۔۔"

تعبیر بمشکل بولی۔۔

تعبیر۔۔۔"وہ صدمے سے یہی کہہ پایا۔"

بھائی!! مجھے بابا کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں تھا, انہوں نے کچھ سوچ کر ہی میری شادی کا سوچا" تھا۔"

تم اگر بابا کی طرف داری کر کے خود پر الزام لے رہی ہو تو یہ سمجھ لو کہ مجھے تمہاری بات پر زرا بھی" یقین نہیں ہے۔۔۔"

"ایک بار یقین کرلیں۔۔اور جو ہو رہا ہے، ہونے دیں۔۔"

تعبیر بھی جیسے حالات سے ہار چکی تھی۔۔وہ باپ بیٹا کے مقابل آنے سے ڈرتی تھی۔اور آج وہی ہوا تھا۔

"کس سے نکاح کرو گی؟؟ جس کے ہوش میں آنے کے چانسز صرف بیس فیصد ہے۔۔۔"

وہ استہزائیہ گویا ہوا۔۔جبکہ تعبیر کا رنگ فق ہوا۔اسے ناجانے کیوں نوفل یاد آیا جس کی دھمکی سچ ثابت ہوئی تھی۔

اس نے وہاج کو دیکھا۔دونوں کے چہرے پر ایک جیسے تاثرات تھے، لیکن دونوں ہی کچھ کہنا نہیں چاہتے تھے۔

"میں یہاں سے جاتو رہا ہوں تعبیر لیکن اگر مجھے زرا بھی خبر ہوئی کہ تم یہاں تکلیف میں ہو تو، میں اس دن اس حویلی سے تمہیں لے جاؤں گا۔۔ پھر مجھے کوئی وعدہ کوئی قسم نہیں روکے گی۔۔"

وہ باور کرواتا تعبیر کے سر پر ہاتھ رکھے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"باس !! وہ مینشن میں داخل ہوتے نوفل یزدان کو پکارے اوپر بڑھا۔"

"ہائے روز۔۔ کیسی ہو۔ تم کب آئی ؟؟" وہ روز کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"نوفل سر نے صبح ہی کال کی تھی۔۔۔ آپ کیسے ہیں؟؟"

وہ انگریزی لب و لہجے میں بولتی باسط کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"باس کی طبعیت تو ٹھیک ہے ؟" وہ رازداری سے روز کے قریب جھکے بولا۔"

"باسط بیٹا اوپر آکر مجھ سے پوچھ لو۔۔ میں زرا تسلی سے جواب دے سکوں گا۔۔۔ روز کو کیوں زحمت دے رہے ہو۔؟"

ریلنگ پر دونوں ہاتھ رکھے وہ بھاری آواز میں بولا۔

باسط نے اوپر کی جانب دیکھا، سفید شرٹ اور بلیک پینٹ میں وہ کافی خوبرو لگ رہا تھا۔براؤن گولڈن تاروں والے بال اوپر کی جانب سیٹ تھے۔

باسط نے دل ہی دل میں نوفل کی نظر اتاری۔جو آج کافی دن بعد فریش سا لگ رہا تھا۔ورنہ وہ کام کی وجہ سے اپنا حلیہ بگاڑ کر رکھتا تھا۔

"باقی معائنہ اوپر آکر کرو۔۔روز سوپ ریڈی کرو۔۔اور باسط کے لیے ملازمہ کو کھانے کا کہو۔"

نوفل کہتے ہی اندر کی جانب بڑھ گیا۔

جبکہ باسط روز کو دیکھے اس کے پیچھے بڑھا۔

"خیریت باس۔۔۔ابھی کل تک تو آپ کا کوئی پلین نہیں تھا، پھر اب آپ اتنی جلدی شفٹ کیسے ہوگئے؟؟"

"یاری نبھانے کے لیے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔۔جاکر دوسرے کمرے میں دیکھو تمہارا کوئی انتظار کر رہا ہے۔۔"

باسط ناقابل فہم تاثرات سجائے نوفل کو دیکھتا دوسرے کمرے میں بڑھا۔

وہ سانس لے کر اندر داخل ہوا۔۔کمرے میں وہ لڑکی اب بھی گہری نیند میں تھی۔۔ہاتھ پر کینولا لگا تھا۔۔جو جتا رہا تھا کہ وہ سخت بیمار ہے۔۔۔

وہ آگے بڑھا اور اس کا چہرہ دیکھا۔۔لیکن چہرہ دیکھتے ہی اس کی آنکھیں پھیلی،۔۔جبڑے بھینچ لیے۔۔جبکہ کچھ سالوں پہلے والی اذیت شدت سے تازہ ہوتی محسوس ہوئی۔۔

وہ مٹھیاں بھینچے دوبارہ نوفل کے روم کی طرف بڑھا۔

"باس۔۔یہ۔لڑکی یہاں کیا کر رہی ہے؟؟"

وہ بدقت اپنے طیش پر قابو رکھ پایا تھا۔

"وہ تمہاری ماموں زاد تھی۔لیکن اب وہ زین چوہدری کی بیوی ہے۔"

زین چوہدری کی بیوی،۔۔۔"وہ حیران ہوا تھا۔"

"ہاں یہی سچ ہے،۔کچھ وجوہات کی وجہ سے اچانک نکاح ہوا ہے،۔"

"توسفیر خان نے اسے بھی نہیں بچایا ہوگا۔۔"

وہ تلخی سے بولا۔

وہ تمہارا بڑا بھائی ہے۔۔۔"نوفل نے اسے گھورا۔"

"باس میرا آپ کے علاوہ اس دنیا میں کسی سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔آج کے بعد یہ مت کہیے گا۔"

لہو چھلکاتے چہرے سے وہ بمشکل اپنے طیش پر قابو رکھ پا رہا تھا۔

"مانا کہ تم عمر میں مجھ سے بڑے ہو۔۔پر چھوٹوں کی التجا کو ماننا تم پر فرض ہے۔۔۔"

باس آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔۔"وہ نظر جھکا کر بمشکل بول پایا۔۔ایک طویل عرصے کے بعد" آج پھر وجود میں وہ وہی اذیت محسوس کر رہا تھا جو اس نے بھگتی تھی،۔جو تکلیف جو درد جو رسوائی اس نے بے گناہ ہوتے ہوئے برداشت کی تھی۔

"میں جانتا ہوں تم تکلیف میں ہو۔۔لیکن بعض اوقات ہمیں اپنی تکلیف کو چھپا کر دوسروں کی مدد کرنی چاہیے ،اور ہو سکتا ہے اس مدد کے بدلے وہ اوپر بیٹھا رب ہماری اذیتوں کو راحتوں میں بدل دے۔۔"

نوفل قریب آئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے حوصلہ آمیز انداز میں گویا ہوا۔

باسط نے سرخ ہوتی آنکھوں سے نوفل یزدان کو دیکھا جو اپنی تکلیف بھی شاید چھپائے ہوا تھا۔

"باس کچھ اذیتیں اول روز کی طرح دل وروح کو تکلیف دیتی ہے۔۔لیکن خیر چھوڑیں۔۔میں اپنی وجہ سے آپ کو دوبارہ اس غم میں جاتے نہیں دیکھ سکتا۔۔بس اسے دیکھ کر غصہ آگیا،۔۔"

"اس کا خیال رکھنے کے لیے تمہیں مینشن بلایا ہے نہ کہ تم اس کے ساتھ برارویہ رکھو۔۔اور میری بات کان کھول کر سن لو۔۔باسط بیٹا۔۔۔"

نوفل نے انگلی اٹھائے تنبیہہ کی،۔

باس بیٹانہ کہا کریں۔مجھے اپنا آپ بچے جیسا لگتا ہے۔۔"وہ منہ پھلائے بولا۔وجہ صرف وہ نوفل کا دھیان بٹانا چاہتا تھا تاکہ وہ ان لمحوں میں نہ چلا جائے۔

"اس وقت تم مجھ سے بھی چھوٹے لگ رہے ہو۔۔۔

باسط محض آنکھیں گھما کر رہ گیا۔

باس سفیر خان سے پوچھ لینا تھا، کہیں بعد میں ایک اور الزام مجھ پر عائد نہ ہو جائے، اور میں دوبارہ " ذلیل و رسوا ہو جاؤں۔۔۔"

وہ تلخی سے بولا جبکہ دل میں اس لڑکی کو دیکھنے کا خیال پھر سے سر اٹھا گیا تھا۔۔

جاؤ دیکھ لو۔۔اندر سے تمہارا دل بے چین ہو رہا ہے۔۔" نوفل اس کی کیفیت سمجھ چکا تھا۔"

فلحال میں یہاں سے دور جانا چاہتا ہوں کل تک واپس آ جاؤں گا۔۔" وہ نظر چراتے باہر بڑھا جب " نوفل کی آواز نے قدموں کو روک دیا۔

"خود کو اگر لایعنی سوچوں میں الجھایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔"

نوفل نے کھلے لفظوں میں دھمکی دی۔

باسط محض سر ہلائے باہر نکل گیا۔جبکہ اندر سے دل اس چھوٹی سی گڑیا کو دیکھنے کو مچل رہا تھا جسے اس نے بچپن میں گود میں کھلایا تھا۔

نوفل نے اس کے جاتے ہی آنکھیں میچ کر کھولی۔۔جو لال ڈروں سے پر تھی۔

وہ دیوار کے قریب آیا۔۔

دیوار کے ایک جانب لگے چھوٹے سے باکس جو دیکھنے ایک منی ہاؤس جیسا تھا۔جس کا دروازہ کھلتا تھا۔اس نے منی ہاؤس کا دروازہ کھولا اور اس کے ایک جانب موجود بٹن کو دبایا۔

دیوار کا آدھا حصہ سرک گیا تھا۔ وال پیپر کے ڈیزائن کی وجہ سے وہ دیوار بھی عام دیوار جیسی ہی لگتی تھی۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہاں کوئی خفیہ کمرا بھی ہے۔

وہ اندر داخل ہو چکا تھا۔

کمرے میں پھیلی مدھم روشنیوں نے ایک دیوار پر پوری طرح اپنی روشنی پھیلائی ہوئی تھی۔

وہاں موجود اس دشمن جان کی لاتعداد تصاویر تھی۔ وہ بھاری بوجھل قدم لیتا اس طرف آیا۔۔ اور ایک بڑے سائز کی تصویر کو اپنی مضبوط پوروں سے چھوا۔

دل میں جیسے اگن جلی تھی۔

" ناجانے کب آپ اپنی ضد چھوڑ کر نوفل یزدان کا درد کم کرنے کی وجہ بنیں گی۔۔ اور کب آپ کو پاکر رب کا شکر گزار بنوں گا۔ ناجانے وہ کونسا لمحہ ہوگا۔۔ جب میں پورے استحقاق سے آپ کا ہاتھ تھام کر اس کے سامنے سرخرو ہو جاؤں گا۔۔ جس سے میں نے وعدہ کیا تھا۔

کاش ایک بار تو آپ کے دل میں میری تڑپ کی سلگن پہنچے۔۔ آپ بھی نوفل یزدان کے لیے کچھ الگ محسوس کریں۔۔ "

لاتعداد سوال تھے جو ذہن میں کلبلا رہے تھے۔۔ لیکن اس وقت وہ ہر طرح سے خود کو اذیت میں گرا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

"راناشاکر کے والد کا دوبارہ فون تو نہیں آیا۔؟"

وہ انسپکٹر جاوید سے اپڈیٹ لیتا اپنی کرسی سنبھالے بیٹھا۔

نہیں سر ان کا فون تو نہیں آیا، لیکن آپ کے لیے ایک گفٹ کل بھی آیا تھا اور آج بھی پھول اور ایک "

" باکس آیا ہے۔۔

انسپکٹر کے جواب پر اس نے ماتھے پر بل نمایاں کیے اسے دیکھا۔

"وہ سر کسی نے نہیں کھولے تھے۔۔ بس کبرڈ میں رکھوا دیے تھے۔۔۔"

انسپکٹر جاوید گھبرایا تھا۔

پولیس اسٹیشن میں سب ہی وہاج سلطان کی سخت گیر طبعیت سے گھبراتے تھے،

اس کا رعب اس نڈر انداز دشمنوں کے لیے وہ خوف کی نشانی سمجھا جاتا تھا۔ایک بار تو مقابل شخص اس سے بات کرنے کے لیے ضرور جھجھک محسوس کرتا تھا۔

لاکر یہاں رکھو اور جاؤ یہاں سے۔۔اور تھوڑی عقل بھی استعمال کر سکتے تھے، پولیس والوں سے کسے "

" اتنی محبت ہو گئی ہے کہ وہ تحفے تحائف بھیجنے لگے یہ دشمنوں کی سازش بھی ہو سکتی ہے۔۔۔

سر آج کے بعد خیال رکھوں گا۔۔"وہ تیزی سے باہر نکلا۔۔ مبادہ وہ مزید کلاس نہ لے۔"

کچھ دیر بعد دو بکے اور دو ہی باکس اٹھائے اندر آیا۔

ایک بکے مرجھا چکا تھا جبکہ ایک تازہ تھا۔۔دونوں بکے میں سفید پھول تھے۔

انسپکٹر کو انگلی کے اشارے سے باہر جانے کا کہہ کر وہ پھول پکڑ چکا تھا۔

اس نے یکلخت بکے کو الٹ کر جھاڑا کہ سارے پھول فرش پر بکھر گئے۔

اندر سے ایک چھوٹا سا کارڈ بھی نکل کر گرا۔ وہاج نے جھک کر وہ اٹھایا اور دوسرے بکے کے ساتھ بھی یہی عمل دہرایا۔

اس میں سے بھی کارڈ نکلا تھا۔

کارڈ اس نے ٹیبل پر رکھ کر گفٹ باکس بری طرح ادھیڑے،۔

بھیجنے والا اگر اپنے تحائف کی بے قدری دیکھ لیتا تو شاید رو ہی دیتا۔۔

مجرموں سے بڑھ کر اس نے گفٹس کے ساتھ برا سلوک کیا تھا۔

ایک باکس کھولا تو اس میں سے کرسٹل مچلنا نکلا تھا۔

وہاج کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے، دوسرا باکس اس نے کھولنے کی زحمت نہیں کی۔ کیونکہ جان چکا تھا اس میں بھی یہی گھٹیا سامان ہوگا۔

اس نے کارڈ اٹھا کر دیکھا تو اس میں لکھی تحریری پر مزید خون کھولا۔

پہلے پیار کا پہلا گفٹ۔۔۔فرام انابیہ فرمان علی۔۔" لکھا ہوا تھا۔ "

انابیہ فرمان علی؟؟" وہ پر سوچ ہوا۔ کہ آخر یہ کون ہے؟ ذہن پر زور دیا تو یاد آتا چلا گیا۔

وہاج نے کارڈ کو ہاتھ میں پکڑ کر بری طرح کچل دیا۔

دوسرے کارڈ کے ٹکرے کر کے اس نے پاؤں کے نیچے مسلے۔۔شکل سے معصوم نظر آنے والی لڑکی حد درجہ چالاک نکلی تھی کہ اس کی عزت کا خیال کیے بنا پھول اور گفٹس بھیج چکی تھی۔

واحیات ل۔ڑکی۔۔۔"زیرِلب بڑبڑائے اس نے ایک خطاب سے نوازا۔"

جاوید۔۔۔اندر آؤ۔۔۔۔"وہ بلند آواز میں دھاڑا۔۔

جاوید ہڑبڑاتا ہوا اندر آیا۔

" یہ سارے پھول پیکٹ میں ڈالو۔۔اور یہ باکس بھی۔۔

انسپکٹر جاوید نے حیرت سے پھولوں کی بگڑی حالت دیکھی۔۔اور پھر کرسٹل مچلنا بال دیکھے وہ سمجھ گیا کہ کسی لڑکی کی حرکت ہے۔۔

"جلدی ڈالو۔۔اور گاڑی میں لاؤ۔۔۔"

وہاج کی رگیں تن چکی تھی، اسے لڑکیوں کی انہی واہیات حرکات سے نفرت تھی۔اور آج وہ اس لڑکی کو پورا سبق سکھانے کا ارادہ کر چکا تھا۔

آج اگر وہ اسے نہ روکتا تو شاید وہ اس کی عزت نیلام کرنے میں وقت نہ لگاتی۔

"فرمان علی صاحب گھر پر ہیں؟

ایس پی وہاج کی ساحرانہ شخصیت سے گارڈ بھی کافی مرعوب ہوا تھا۔

"سر۔۔۔وہ تو نہیں ہی۔۔۔ چھوٹی بی بی ہیں۔۔

گارڈ وہاج سلطان کے تاثرات دیکھ کر بوکھلایا۔۔جس کے چہرے پر کرختگی پھیلی ہوئی تھی۔

پیکٹ تھامے وہ اندر داخل ہوا۔۔ پتھریلی روش سے گزرتا وہ اندر داخل ہوا۔

ملازمین اس وقت صفائی میں مگن تھے۔ایک پولیس والے کو دیکھ کر سب کا رنگ فق ہوا۔

اپنی بی بی کو بلاؤ۔۔ڈرائنگ روم میں اس کا انتظار کر رہا ہوں۔۔دو منٹ میں اگر وہ یہاں نہ آئی تو میں اس کے کمرے میں چلا جاؤں گا۔"

جج جی۔۔۔میں بلاتی ہوں۔۔۔"ملازمہ اوپر بھاگی تھی۔"

وہاج پیکٹ تھامے اندر ڈرائنگ روم میں آیا۔

ملازمہ ناک کرتی انابیہ کے کمرے میں داخل ہوئی، جہاں وہ گھریلو حلیے میں بیڈ پر کسلمندی سے لیٹی مووی دیکھ رہی تھی۔

بی بی جی نیچے ایک پولیس والا آیا ہے۔وہ کہہ رہا ہے، بی بی جی کو بلاؤ۔۔۔بڑی بی بی نہیں ہیں تو آپ ان کی بات سن لیں۔۔وہ بہت غصے میں ہیں۔۔انہوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر بی بی جی دو منٹ میں نہ آئی تو وہ اوپر آجائیں گے۔۔"

ملازمہ نے ایک سانس میں سارا احوال سنایا۔

انابیہ کے ماتھے کے بل کم ہوتے چلے گئے جو ملازمہ کے اندر آنے کی وجہ سے پڑے تھے۔

پولیس۔۔۔والا۔۔؟" وہ بڑبڑائی تھی۔

ایس پی وہاج۔۔۔؟" اس نے تصدیق چاہی۔۔جبکہ دماغ پر بے یقینی چھائی تھی۔

"پتہ نہیں جی۔۔۔پر وہ کافی پیارے ہیں۔۔ مگر چہرے پر بہت غصہ تھا۔"

ملازمہ کے منہ سے اس شخص کی تعریف پر دل کی کلی کھلی۔۔

"ایس پی وہاج سلطان ہی ہوں گے۔۔ان سے بڑھ کر ہینڈسم ہو سکتا ہے؟"

وہ مسکراتے ہوئے اٹھی۔۔ارد گرد جیسے بہار کا سماں بندھا تھا۔اداس طبیعت میں کسی نے تازگی سے بھر دی۔

تم اچھی سے چائے بناؤ۔۔۔میں ایک منٹ میں آتی ہوں۔۔۔" دل کی بے قابو حالت بمشکل سنبھالے وہ کھڑی ہوئی تھی۔

بلیک ڈریس لے کر وہ چینج کرنے بھاگی۔

ملازمہ بھی انابیہ کے موڈ بدلنے پر حیران ہوئی، وہ لڑکی کبھی کسی سے سیدھے منہ کرنا پسند نہیں کرتی تھی۔آج اس کا انداز ہی پل میں بدل گیا تھا۔

جلدی سے آئینے کے آگے کھڑے ہو کر اس نے بال دونوں کندھوں پر پھیلائے۔۔

بلیک لباس جس کا گلا اس نے پیچھے سے ڈیپ بنوایا تھا۔آج پہننے کا موقع ملے گا اسے پتہ نہیں تھا۔وہ زیادہ تر ویسٹرن ڈریس پہنتی تھی۔لیکن وہاج کی خاطر وہ یہ مشرقی لباس پہن چکی تھی۔

لبوں پر گہرے رنگ کی لپ سٹک لگاتی وہ نیچے بھاگی۔۔ ریشمی بال اڑتے بکھرتے اس کے گلابی گالوں کو چھو رہے تھے۔

دل باغی بنا دیدار کے لیے پاگل ہو رہا تھا۔

ڈرائنگ روم کے قریب آ کر اس نے گہرا سانس لیا،۔اور شدت سے دھڑکتے دل پر قابو پائے وہ اندر داخل ہوئی۔

وہاج جو چہرے پر کروفر سجائے بیٹھا سامنے کھڑی حسن کی مثال بنی اپسرا کو دیکھے ساکت ہوا۔

آ۔۔آپ یہاں۔۔۔؟" انابیہ نے کانپتے وجود پر قابو پائے بمشکل سوال کیا۔ "

سدا کی بولڈ نڈر لڑکی آج اس شخص کے سامنے بھرپور مشرقی لڑکی لگ رہی تھی۔

وہاج نے سر جھٹک کر اس کے سحر سے خود کو آزاد کیا۔

میں یہاں آنا نہیں چاہتا تھا لیکن آپ نے مجھے مجبور کر دیا۔" وہ سنجیدگی بھرے سرد لہجے میں بولا۔ "

میں سمجھی نہیں؟؟" انابیہ سہج سہج کر قدم لیتے آگے آئی۔ "

وہاج نے پیکٹ سنٹرل ٹیبل پر پھینکا جس میں مرجھائے ہوئے بکھرے پھول تھے۔

دوسرا شاپر بھی اس نے سامنے کیا۔انابیہ حیران ہوئی تھی۔

یہ سب کیا ہے؟" وہ بڑبڑائی۔ "

"یہ سب وہی ہیں جو آپ نے ان دو دنوں میں بھیج کر میری عزت کا تماشہ بنایا ہے۔۔۔"

میں نے ؟؟" انابیہ حیران ہوئی۔ "

جی آپ نے۔۔۔" وہاج دانت پیسے غرایا۔ "

" لیکن میں کیسے ؟؟اور مجھے سمجھ نہیں آرہا یہ سب کیا؟؟ "

مس انابیہ فرمان علی،۔۔اتنی انجان مت بنیں۔۔آپ سب جانتی ہیں۔۔ میرے آفس مجھے پھول بھیج " کر آپ ثابت کیا کرنا چاہتی ہیں؟

وہاج کو اس کے انجان پن پر مزید کوفت ہوئی۔

لیکن میں ایسا کیوں کروں گی۔۔؟" انابیہ کے چہرے پر ناقابلِ فہم تاثرات سجے تھے۔ "

یہ آپ خود بہتر جانتی ہیں کہ آپ ایسا کیوں کریں گی۔۔ لیکن آج کے بعد یہ حرکت ہرگزمت کیجیے " گا۔۔ پولیس آفیسرز کے احساس سے عاری رویے اور ان کی سزاؤں کو تو آپ جانتی ہی ہو گی۔۔ مجرموں " کے لیے تو وہ ویسے بھی موت کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔

وہاج واضح دھمکی دیتا انابیہ کے چہرے پر تاسف بھری نگاہ ڈالے باہر نکلا۔ جب اس کی آواز نے قدم روکنے پر مجبور کیا۔

میں نہیں جانتی یہ پھول گفٹس کس نے بھیجے ہیں لیکن یہ یاد رکھیں میں اگر ایسی حرکت کروں گی تو " "پراعتمادی سے کروں گی۔۔ پھر مجھے پولیس آفیسرز کے سخت گیر رویے کی بھی پرواہ نہیں ہو گی۔

وہ بنا مڑے بولی تھی۔

وہاج نے اس کی پشت کو دیکھا، یکلخت اس نے نگاہ بدلی۔

گہرے گلے سے اس کی سفید پشت نمایاں ہو رہی تھی۔ایک اور ناگواری جیسے وہاج کے وجود میں اتری۔۔کسی کی گھٹیا حرکات پوری شدت سے یاد آئی تھیں۔

وہ گفٹ اٹھا کر مڑتی وہاج کی جانب آئی۔

"یہ اپنے ساتھ لے جائیں۔۔کیونکہ انابیہ فرمان علی کسی دوسرے کی چیزیں اپنے پاس رکھنے کی ہرگز قائل نہیں ہے۔۔۔اور ایک آفیسر ہونے کے ناطے آپ کو اس کے بارے میں تفتیش بھی کرنی چاہیے۔۔۔"

انابیہ نے سامان اس کی جانب بڑھایا۔

وہاج نے ہاتھ بڑھا کر وہ سامان لیا، تو انابیہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔جس میں لال ڈورے تھے، جبکہ وہاج کی نگاہ بھی ان مخمور نینوں میں الجھی تھی۔جن میں کوئی بھی فریب نہیں تھا۔

انابیہ کا دل شدت سے دھڑکا۔۔مزید ان آنکھوں میں دیکھنے کی اس کی ہمت نہیں تھی۔

پل بھر میں اس نے سامان زمین بوس کیا۔۔انابیہ چند قدم پیچھے ہوئی، صد شکر تھا کہ فرش پر دبیز قالین تھا ورنہ کرسٹل بال چکنا چور ہو جاتا۔

"میں تفتیش زرا اپنے انداز میں کرتا ہوں۔کارڈ پر آپ کا نام لکھا تھا اسی لیے یہ چیزیں یہی پھینک کر جا رہا ہوں۔۔۔ملازمہ کی مدد سے باہر پھینک دینا۔"

ایک ایک لفظ چبا کر ادا کرتے اس نے کرسٹل باکس پر اپنا بھاری بوٹ رکھا۔۔اور دوبارہ اس کی آنکھوں میں جھانکا۔جہاں اب یاسیت تھی۔

فضا میں کانچ کچلنے کی آواز گونجی تھی۔

انابیہ کی آنکھیں بھیگی،۔اسے وہاج سے اس حد تک دلبرداشتہ رویے کی امید نہیں تھی۔

وہ شخص حد درجہ سنگدل اور کٹھور ثابت ہوا تھا۔

اور ہاں۔۔آج تو میں نے صرف آپ کو وارننگ دی ہے،۔اگر آئندہ یہ حرکت ہوئی تو میں سب کچھ "آپ کے باپ کو پہنچاؤں گا۔۔۔سو بی کیئر فل۔۔۔"

وہ جاتے جاتے بھی دھمکی دینا نہیں بھولا تھا۔

انابیہ سن سی کھڑی رہ گئی تھی۔

"میری بیوی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے،زین چوہدری کا یہ میسج اب تک تقریباًوہ رٹ چکا تھا۔"

ایک بار اسی میسج کو پڑھ کر اس نے زیرِ لب اسے کئی گالیوں سے نوازا۔

"تیری بیوی میری بھی کچھ لگتی ہے۔۔۔"

نوفل کے میسج پر زین کو تسلی ہوئی تھی۔کیونکہ نوفل یزدان بھی اپنی مرضی کا مالک تھا۔خوب ترسا کر اس نے میسج کا جواب دیا۔

وہ تیری بیٹیوں جیسی ہے،۔۔۔"زین نے اسے چڑایا تھا۔"

سالے تو مجھ سے بڑا ہے،۔اور وہ لڑکی مجھ سے پانچ چھ سال ہی چھوٹی ہوگی،۔پر تیرے سے وہ کم از کم " دس بارہ سال چھوٹی ہے۔اور تو اسے میری بیٹی بنا رہا ہے۔۔

"اتنی بھی چھوٹی نہیں ہے۔۔اور اگر ہے بھی تو بیویاں چھوٹی ہی اچھی لگتی ہیں۔۔"

طعنے مت دے۔۔۔جانتا ہے میں بڑی لڑکی کو پسند کرتا ہوں۔۔، تبھی میرے جلے پر نمک چھڑک رہا" ہے۔۔۔"

نوفل کے غصیلے ایموجی بھیجے۔۔

اس کے کھانے کا خاص خیال رکھنا۔۔چند دن میرے پاس رہی تھی،اور چند دن میں ہی میں سمجھ گیا تھا" "کہ وہ کھانے پینے میں لاپرواہی برتتی تھی۔۔

زین کے میسج پر وہ مسکرایا۔

مطلب محبت کی چنگاری جلی ہوئی ہے،۔۔"نوفل زیرِ لب بڑبڑایا۔"

"فکر مت کر میری خاص اسسٹنٹ "روز" چوبیس گھنٹے اس کے ساتھ ہے،۔۔"

"تھینکیو میں بالکل نہیں کہوں گا۔۔۔ کیونکہ یہ تیرا فرض ہے۔۔۔"

زین نے زبان والے ایموجی بھیجے تو وہ مسکرا دیا۔

کم از کم زرفشاں محفوظ تھی، بے شک اس سے دور تھی، وہ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن ایک اطمینان تھا کہ وہ اب کسی نقصان کا حصہ نہیں بنے گی۔۔

میں جان چکا ہوں زرفشاں کہ تم کیوں یہاں سے چلی گئی۔۔ تم نے شاید میری باتیں سن لی تھی، اور "ستم ظریفی تو یہ ہے کہ تم ان باتوں پر یقین بھی کر گئی،۔ تم تو مجھ سے دور جانے پر مر جانا چاہتی تھی پھر یہ سب کیوں کیا۔۔ ناجانے تمہاری وہ باتیں محض باتیں تھیں یا پھر یہ چند دن کا ساتھ ہم دونوں میں اعتبار نہ لا سکا۔۔ لیکن زین چوہدری نے تم سے نکاح کیا ہے، بے شک تم میری محبت نہیں ہو، اور تم پر تہمت بھی لگی ہے یا پھر یہ تہمت بھی ایک دھوکہ اور فریب ہے، کیونکہ اگر وہ تہمت سچ ہوتی تو رات کے اس پہر تم اسی کے پاس جاتی جس کے ساتھ بھاگ رہی تھی۔ لیکن تم نے شر کی بجائے خیر کی راہ کو چن لیا۔ تم اس گاؤں سے ہی چلی گئی۔ جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ تم پاکیزہ ہو۔۔ اور مجھے اب کوئی فرق نہیں پڑتا، کہ کوئی تمہارے بارے میں کیا کہتا ہے۔

کیونکہ دو دن میں تم مجھ پر اپنا ادھورا سا رنگ پوری طرح پکّا کر کے چڑھا چکی ہو،۔

اس لیے یہ یقین رکھو کہ زین چوہدری کو اگر کبھی محبت ہوئی تو وہ صرف تم سے ہو گی۔۔ کیونکہ زین چوہدری نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ اسی سے محبت کرے گا، جو اس کی محرم ہو گی "

اس کی جھمکیوں کو چھوتے وہ تصور میں زرفشاں سے مخاطب تھا۔اس کی چین کو وہ اپنی جیب میں رکھ چکا تھا۔۔اور اس کی چوڑیوں کو اس نے ڈریسر میں ایک جانب کانچ کے نفیس باکس میں ترتیب سے رکھ کر اپنی نگاہ کے سامنے وہ باکس سجایا۔

غرض اس کا عکس دیتی ہر چیز کو قیمتی متاع کی طرح سنبھال چکا تھا۔

اگر آج یہ لفظ سندری سن لیتی تو شاید قیامت برپا ہو جاتی، اور زین چوہدری کو برباد کرنے میں ہر حد پار کر جاتی۔۔اور اگر یہی لفظ زرفشاں سن لیتی تو شاید وہ خوشی سے ساری حویلی کو مہکا دیتی۔۔اور زین کی حفاظت کے لیے اپنی جان بھی اس پر وار دیتی۔

لیکن وہ دونوں ہی حقیقت سے انجان اپنی اپنی جنگ لڑ رہی تھیں۔

"بھائی وہ۔۔۔ باسط خان۔۔۔ بھائی وہ واپس آگیا ہے۔۔"

سندری اب بھی جیسے خوف کے زیرِ اثر تھی۔

"کیا مطلب۔وہ کیسے ہو سکتا ہے؟اسے تو پھانسی دی گئی تھی۔"

شایان ساگر کے ماتھے پر یکلخت بل نمایاں ہوئے۔ جبکہ دماغ میں ماضی میں ہوئے حادثات ایک بار پھر تازہ ہوئے۔

"نہیں وہ زندہ ہے۔۔ اس شخص نے مجھے خود اپنا نام بتایا تھا۔۔"

سندری دنیا میں ہزاروں باسط خان ہیں ہو سکتا ہے وہ کوئی اور ہو۔۔ تم پریشان مت ہو۔۔ بلکہ میں نے " تمہیں ایک اہم خبر سنانے کے لیے فون کیا تھا۔ "

"بھائی آپ کیوں نہیں سمجھ رہے، وہ باسط خان ہی تھا۔۔ اس نے آپی کو۔۔۔۔"

"خاموش ہو جاؤ۔۔ اس بات کا ذکر میں تمہارے منہ سے دوبارہ نہ سنوں۔۔۔"

شایان ساگر نے سپاٹ انداز میں کہا۔

لیکن وہ میرے فلیٹ کے ساتھ والے فلیٹ میں رہتا ہے۔ اور آپ کہہ رہے ہیں میں ذکر بھی نہ " کروں۔ "

سندری اسے نہ چاہتے ہوئے بھی بتا چکی تھی۔

تم دوبارہ اس کا ذکر ہرگز نہیں کرو گی۔۔ "وہ حکمیہ انداز میں گویا ہوا م"

جج جی بھائی۔۔۔ "وہ بڑبڑائی تھی۔"

اب میری بات دھیان سے سنو۔۔زرفشاں زین چوہدری کو چھوڑ کر بھاگ چکی ہے۔۔اور اس کا فلحال "کچھ پتہ نہیں چل رہا۔اور یہ میرے حق میں اچھا نہیں ہے۔

"زری۔۔۔بھاگ گئی۔لل لیکن کیسے۔۔زین کے گھر سے بھاگنا اتنا آسان تو نہیں ہے۔۔۔"

حیرانگی اس کے لفظوں سے عیاں تھی۔

وہ میں نہیں جانتا،زین چوہدری حویلی آیا تھا،اور پورے گاؤں میں اس نے پوچھ تاچھ کی ہے۔۔۔لیکن "کوئی سراغ نہیں ملا۔۔

بھائی اب آپ کیا چاہتے ہیں؟؟" وہ زچ ہوئی،زرفشاں کے دھوکے بازی کے بعد وہ بالکل بھی اس کا ذکر نہیں سننا چاہتی تھی۔

میں کچھ نہیں چاہتا۔مجھے زرفشاں ہر حال میں چاہیے۔۔اور یہ تم بھی جانتی ہو کہ میں کیوں یہ چاہتا "ہوں۔۔

بھائی اب میں مزید بے وقوف نہیں بن سکتی۔۔۔آپ کو اپنا کام خود کرنا ہوگا۔۔اگر وہ دھوکے باز لڑکی "میرے سامنے آئی تو میں اس کا قتل کر دوں گی۔۔۔

زرفشاں کا ذکر ہی اسے مزید اس سے متنفر کر چکا تھام

یہی میں چاہتا ہوں کہ تم اس کا قتل کر دو۔۔۔"شایان ساگر سفاکیت کی انتہا کیے بولا۔"

بھائی۔۔آپ۔۔۔" سندری کو یقین نہیں آیا کہ یہ اس کا بھائی کہہ رہا ہے۔۔"

"مذاق کر رہا تھا میں سمجھ سکتا ہوں تمہاری کیفیت،۔"

"بھائی آج کے بعد ایسا مذاق مت کیجیے گا۔۔"

اس نے غصے سے فون بند کر دیا تھا۔۔

جبکہ شایان ساگر باسط خان کا ذکر سنتا الجھ کر رہ گیا تھا۔۔

اتنے سالوں بعد اس کے زندہ ہونے کی خبر، یہ کوئی عام بات نہیں تھی۔

زرفشاں کو کچھ دن بھول کر اسے اب باسط خان کے بارے میں سوچنا تھا۔۔

نیند سے بیدار ہوئے اس نے ارد گرد دیکھا۔

ایسا لگا جیسے لمبی مسافت طے کیے اٹھی ہو۔۔اس نے ارد گرد شاندار کمرے کو دیکھا تو حواس باختہ ہوئی،۔

یک دم یہ گمان ہوا کہ دوبارہ زین چوہدری کے کمرے میں ہے۔۔

جلد بازی سے اٹھنے کے باعث وہ لڑکھڑائی تھی۔

اسی لمحے روز اندر داخل ہوئی۔۔جس کے ہاتھ میں ناشتے سے بھری ٹرے تھی۔اس نے کراؤن کا سہارا لیے سامنے دیکھا۔

جہاں روز کھڑی تھی۔

"آپ کک کون۔۔اور میں یہاں کیسے۔۔۔"

ارد گرد دیکھتی وہ خوف کے زیرِاثر تھی دل میں یہی خیالات گردش کررہے تھے کہ کہیں وہ دوبارہ اس ستمگر کی قید میں تو نہیں چلی گئی۔

لیکن سامنے موجود لڑکی کے نقوش اور حلیہ اسے کافی مختلف ظاہر کر رہے تھے۔اور یہ احساس بھی من میں ہوا کہ وہ شخص وہاں نہیں تھا۔

"ڈونٹ بی پینک گرل۔۔۔میں روز ہوں۔۔"

روز نے اپنی مخصوص لب و لہجے میں کہا۔

"میں یہاں کیسے آئی۔۔"

تم یہاں بالکل سیو ہو۔ کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔۔۔"اس نے برعکس جواب دیا"

زرفشاں کو مزید خوف نے گھیرا۔۔یوں لگا جیسے وہ ایک مصیبت سے نکل کر دوسرے میں پھنس گئی ہو۔

"مم مجھے جانے دو، میں یہاں نہیں رہنا چاہتی۔۔"

"تم ڈر کیوں رہی ہو، جیسا تم سمجھ رہی ہو ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔"

روز آگے آئی تھی۔

مجھے یہاں کون لایا ہے۔؟"زرفشاں نے بھی اس کا انداز اپنایا۔ چہرے پر اب بھی خوف تھا۔"

جبکہ روز نے حیرانگی سے اس حسین لڑکی کو دیکھا جس کا حلیہ اسے پڑھا لکھا بالکل بھی ظاہر نہیں کر رہا تھا۔ لیکن اپنی خوبصورتی کی وجہ سے وہ کافی اسیر کر رہی تھی۔

روز نے اوپر سے نیچے تک نیم واہ لبوں سے اسے ایک بار پھر دیکھا۔

زرفشاں اس کی نگاہ کا مفہوم سمجھ چکی تھی۔

وہ نظر چرا کر رہ گئی۔

تم باس کو مین روڈ پر بے ہوش ملی تھی، تو وہ تمہیں اٹھا کر یہاں لے آئے۔اور وہ کسی کو کوئی نقصان "نہیں پہنچاتے"

روز نے نرم مسکراہٹ سجائے زرفشاں کو دیکھا۔۔گویا تاثر دینا چاہا ہو کہ وہ اس سے مت ڈرے۔

باس۔۔۔"زرفشاں حیران ہوئی۔"

یس باس۔ وہ شام کو آئیں گے، فلحال تم آزادی سے گھوم سکتی ہو۔۔ایسا سمجھو یہ تمہارا اپنا ہی گھر "ہے۔۔"

روز نے ناشتے کی ٹرے اس کے سامنے رکھی۔

آؤ میں تمہارا فیس واش کروادوں۔۔"روز نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔"

"ڈرو نہیں۔۔ہر انسان برا نہیں ہوتا۔۔"

روز نے گویا اسے جتایا تھا۔زرفشاں کو ابھی اس وقت سہارے کی ضرورت تھی۔اس لیے چپ چاپ اس کے ساتھ آگے بڑھی تھی۔

گاڑی ڈرائیو کرتا وہ ماتھے پر بل سجائے سامنے دیکھ رہا تھا۔جبکہ ذہن میں مختلف سوچیں تھیں۔

انابیہ کی بھیگی آنکھوں نے جیسے اسے بری طرح جکڑا تھا۔ان سیاہ نینوں میں ناجانے کیا تھا جو وہ بھول نہیں پارہا تھا۔اس نے زچ ہوئے سگریٹ سلگائی تاکہ اپنے دھیان بٹا سکے۔لیکن انابیہ فرمان علی کوئی عام شخصیت نہیں تھی،،جسے وہ بولنا چاہتا اور بھول جاتا۔۔ناجانے کیوں وہاج کے دل نے گواہی دی تھی،۔کہ۔وہ عام لڑکی ہرگز نہیں ہوسکتی۔

وہ ایسا رویہ ہر گز اپنانا نہیں چاہتا تھا لیکن وہ لڑکی کافی دلیری سے جھوٹ بول رہی تھی۔

پر اسے جھوٹ بولنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟"۔یکلخت وہ تھما اور اس نے گاڑی روکی۔"

صنم۔۔۔" ایک نام ذہن میں آتے ہی اس نے سٹئیرنگ پر مکہ مارا۔

وہ کیسے بھول گیا تھا کہ وہ چھٹانک بھر کی لڑکی کس قدر چالاک ہے۔جس نے وہاں بھی اس کی زندگی اجیرن کر کے رکھ دی تھی،اب یہاں بھی اسے.برباد کرنے آچکی تھی۔

نہیں صنم ! ! اب میں ایسا ہر گز نہیں ہونے دوں گا۔۔تم مجھے.برباد کرنا چاہو گی اور میں ہو جاؤں " گا۔۔ناممکن،اب وہاج سلطان اپنی ساری کشتیاں جلا کر اپنی منزل کے قریب آیا ہے۔اب اگر تم مجھے برباد کرنا چاہو گی تو منہ کے بل ہی گرو گی۔"اس نے گاڑی دوبارہ سٹارٹ کی۔

موبائل پر ہوتی بپ نے اس کی توجہ کھینچی۔

ان نون نمبر دیکھ کر اس نے میسج اوپن کیا،۔

میسج دیکھتے ہی اس کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے تھے۔

"سالے صاحب ہمیں عاشقی سے روکتے روکتے آپ خود عشق و عاشقی میں پڑ گئے۔۔ویسے لڑکی کافی خوبصورت ہے، لیکن تمہاری بہن سے بہت کم۔۔کیا خیال ہے دونوں مل کر ایک ہی دن نکاح نہ کرلیں۔تم بھی خوش میں بھی خوش۔"اس نے موبائل کو سختی سے ہاتھ میں جکڑا تھا۔

"فلحال تو میں تمہیں دوبارہ جیل بھیجنے کا انتظام کرنے والا ہوں۔کیونکہ تمہارے سارے کالے کرتوتوں کی لسٹ میرے پاس آچکی ہے۔"

اسے منہ توڑ جواب دیے وہ موبائل ہی آف کر گیا تھا۔

"تم ایک بار سلمان بھائی سے مل آتی۔۔وہ تمہاری وجہ سے ہی ہسپتال میں داخل ہیں

اروشے نے نخوت سے اسے دیکھتے کہا۔

"تمہیں اگر چچی نے یہ پیغام دینے کے لیے بھیجا ہے تو انہیں بتادو کہ میرا ان سے کوئی ایسا رشتہ نہیں جس بنا پر میں مل کر آؤں۔" تعبیر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"وہ تمہارے ہونے والے شوہر تھے۔۔"

ہوئے نہیں ہیں۔۔اور ویسے بھی مجھے اس گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں ہے،اور ثمینہ بھابھی ان کے " پاس ہیں تو وہی اب ان کا بہتر خیال رکھ سکتی ہیں۔ "

تعبیر کے دوٹوک جواب پر اس کے ماتھے پر تیوری چڑھی۔

تمہاری اسی بدزبانی اور بدتمیزی کی وجہ سے سب تم سے نفرت کرتے ہیں۔اور تم ہو بھی اسی " لائق۔۔شکر ہے میرا بھائی بچ گیا۔۔ورنہ اسے بھی عین نکاح والے دن کھاجاتی، جیسے اپنے ہونے والے شوہر کو کھا گئی تھی۔بلکہ تم نے تو اپنی منحوسیت سے انہیں اوپر پہنچانے کا سارا انتظام کر لیا تھا۔وہ تو اللہ نے میرے بھائی کو تم جیسی ڈائن سے بچالیا۔ "

اروشے کے دل چیرتے لفظوں پر وہ تھم سی گئی۔وہ نخوت سے بولتی باہر نکل گئی تھی۔

گال پر قطرہ قطرہ بہتے آنسوؤں کے ساتھ وہ اب بھی وہی کھڑی رہی۔لیکن پھر اسے لگا جیسے کسی نے جسم سے جان جدا کی ہے۔۔

اروشے کے نکلتے ہی وہ شخص اندر آیا تھا۔۔وہی شخص جس کے سائے سے بھی وہ خوف کھاتی تھی۔جس کی وجہ سے وہ آج تک اذیت میں تھی۔وہ یہاں آجائے گا یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

اسے لگا فضا رک سی گئی ہے۔۔

تعبیر کے آنسو آنکھوں میں ٹھہرے رہ گئے۔جبکہ خوف سے چہرا سفید ہوا، وہ قدم پیچھے لینے لگی، جبکہ وہ اپنے بھاری قدم اٹھائے سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔

اس کی سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں سے چھلکتی وحشت آج بھی ویسی ہی تھی۔۔اس کا حلیہ آج بھی الجھا بکھرا پر خوبرو سا تھا۔

لیکن اب وہ پہلے کے مقابلے میں کافی بلند قد ہو چکا تھا۔چوڑے شانوں سے اب مضبوطی کا احساس ہو رہا تھا۔۔چہرے پر گھنی داڑھی تھی۔

تعبیر گہرے سانس بھرتی بالکل دیوار کے ساتھ چپکی، جبکہ زبان گنگ ہوئی۔۔

میں جانتا تھا جب میں آپ کے سامنے دوبارہ آؤں گا تو آپ کے چہرے پر یہی تاثرات ہوں گے۔، یہ " آنکھیں اسی طرح پھیلی پھیلی سی ہوں گی، اور ان میں ایسا ہی خوف بھرا ہوگا۔۔گالوں کی ساری سرخی جیسے کوئی چرا کر ان میں سفید رنگ بھر دے گا۔۔اور یہ گلابی لب نیم واہ سے ہو جائیں گے۔۔

"یعنی میں تصور کی آنکھ سے جیسا سوچتا رہا تھا بالکل ویسا ہی ہوا۔۔اس کا مطلب سمجھتی ہیں؟؟

نوفل اس کے خوفزدہ نقوش کو گہری نگاہ کے حصار میں لیے بولا،

آپ کیسے سمجھیں گی، کیونکہ میرے دل کی دنیا سے آپ ہمیشہ بے خبر رہی ہیں۔ لیکن میں اس کا مطلب آپ کو ضرور بتاؤں گا۔۔"اس کے بڑھتے قدموں نے جیسے جان مزید ہلکان کی۔

"مم میرے پاس بھی مت آنا۔۔۔بھائی۔۔۔بابا۔۔۔"

وہ خوف سے چیخی تھی۔

پوری تیاری کے ساتھ آیا ہوں۔۔ فکر مت کریں، آج ہمیں کوئی ڈسٹرب نہیں کرے گا۔۔ تسلی سے " سارے معاملات سیٹ کریں گے۔ "

اس کے لفظوں میں پنپتی بے باکی پر وہ کانپی تھی۔

مزید کسر ان پر تپش آنکھوں نے پوری کی۔

تم پہلے بھی گھٹیا تھے آج بھی گھٹیا ہو۔۔ "اپنے خوف پر قابو پائے وہ دبا دبا سا چیخی۔"

نہیں تعبیر ملک صاحبہ۔۔میں پہلے بھی آپ سے محبت کرتا تھا اب بھی آپ سے بے انتہا محبت کرتا ہوں۔۔بلکہ مجھے لگتا ہے میری محبت عشق کی معراج کو چھو چکی ہے۔۔۔"نوفل کے نرم اور پر اعتماد انداز پر اس نے مٹھیاں بھینچی۔۔

تمہاری محبت تمہاری طرح ہی نہایت خود غرض ہے۔۔مجھے آج بھی تم سے اتنی ہی نفرت ہے۔بلکہ " اس پل لگ رہا ہے نفرت مزید شدت اختیار کر چکی ہے۔

تعبیر کے دماغ میں وہی حادثہ گردش کرنے لگا۔

یہ جو بار بار نفرت کا پرچار کرتی ہیں، ایسا لگتا ہے آپ نے نفرت کے ریپر میں ڈھیروں محبت چھپا رکھی ہے۔"

اس دوران وہ بالکل قریب آ چکا تھا۔ تعبیر کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔۔ مکمل اس پر سایہ فگن ہوئے وہ تعبیر کو قید کر چکا تھا۔

دور ہٹو میرے پاس سے۔۔۔" تعبیر نے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھے اسے دور دھکیلنا چاہا، پر " نوفل ایک قدم بھی نہ ہلا۔اس کے دونوں ہاتھ گرفت میں لیے وہ بھیگی آنکھوں میں جھانکتے ساحرانہ انداز سے مسکرایا۔

بھوری سرخ آنکھوں میں ایک لپک سی تھی۔۔ تعبیر نے فوراً گھنی پلکوں کو جھکایا۔

"ان نرم نازک ہاتھوں میں وہ طاقت نہیں ہے۔۔جو مجھے اپنے ارادوں سے پیچھے ہٹا سکے۔"

نوفل کو نا جانے کیوں اس کا نگاہ چرانا بے قرار سا کر گیا، ان آنکھوں میں اپنا عکس دیکھنے کے لیے اس نے بے انتہا صبر بے انتہا اذیت کاٹی تھی۔

بے شک وہ عکس ان آنکھوں میں ابھی من پسند نہیں تھا۔۔ لیکن اسے یقین تھا ایک دن ضرور یہ ممکن ہو گا۔

آپ کی آنکھوں سے بہتے آنسو۔۔۔مجھے اس دن بھی اچھے نہیں لگے تھے، اور نہ آج اچھے لگ رہے ہیں۔۔"

اس نے انگوٹھے سے اس کے آنسو نرمی سے صاف کیے۔۔

نوفل یزدان کو اس کے گال کو چھونے پر گلاب کے نرم نازک پھول جیسا گمان ہوا۔اور تعبیر ساکت ہوئی، اسے یقین نہیں آیا تھا کہ وہ شخص اس کو چھو چکا ہے۔

دکھادی اپنی کمینگی بھری محبت۔۔۔تم شاید جان بھی نہ پاؤ کہ تمہارا یہ ہلکا سا چھونا مجھے کتنی تکلیف دے رہا ہے۔۔۔"

بھیگی سرخ آنکھوں کو اٹھائے اس نے ایک ایک لفظ نہایت نفرت سے کہا۔

نوفل تلخ سا مسکرایا۔۔

میں آج تک سمجھ نہیں پایا کہ آپ کی نفرت کی اصل وجہ کیا ہے؟؟ میرے دوست جیسا بھائی جان سے گیا، تکلیف میں نے بھگتی سزائیں نے کاٹی، رشتے میں نے کھودیے۔ گھر سے میں بے گھر میں ہوا۔ نارسائی میرے حصے میں آئی۔ غرض ہر خسارہ میرے حصے میں آیا۔

آپ کو تو میرے درد کا مرہم بننا چاہیے تھا۔۔ لیکن آپ نے تو ہمیشہ نفرت نفرت کا راگ الاپا ہے۔ کوئی ایک بھی وجہ بتائیں جو مجھ سے آپ کو نفرت کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔۔۔"

خواب میرے چکنا چور ہوئے، تماشہ میری ذات بن گئی، اپنے گھر میں ہی مجرموں کی طرح سزا کاٹ رہی ہوں۔۔ باپ کے لیے ایک بوجھ سے کم نہیں ہوں، میری نام کو منحوسیت سمجھا جاتا ہے۔۔پل پل

اس اذیت کے ساتھ میں مرتی ہوں۔ کیا یہ وجہ کافی نہیں ہیں تم سے نفرت کی، یا اور وجہ بتا کر تمہیں خود ترسی سے نکال دوں "

وہ روانی سے لفظ لفظ بولتی نوفل کو ساکت کر گئی۔

دل کئی ٹکروں میں بٹا ہوا محسوس ہونے لگا۔

جب ہم دونوں ہی سزا کاٹ رہے ہیں تو کیا یہ اچھا نہیں ہو گا کہ ہم دونوں ساتھ مل کر سزا کو جزا میں" بدل دیں۔۔"

نوفل نے اپنی چوڑی ہتھیلی سامنے کیے کہا۔۔

تعبیر نے قہر آلود نگاہ اس پر ڈالی۔۔ جو چہرے پر گہری مسکان سجائے نہایت مان سے ہتھیلی سامنے پھیلائے ہوئے تھا۔

"تم کل بھی خالی ہاتھ تھے آج بھی خالی ہاتھ لوٹو گے۔"

نہیں تعبیر !! اب وہ وقت گیا، اس وقت میں کمزور تھا لیکن آج میں طاقتور ہوں۔۔ ہر اختیار میرے" پاس ہے، ہر شخص میرے حکم کا پابند ہے۔ آپ کو اب میرا ہونے سے کوئی روک نہیں سکے گا۔۔ آپ "خود بھی نہیں،۔ اور اس مرتبہ آپ کے بابا خود ہمارا نکاح کروائیں گے۔

نوفل نے اس کا ہاتھ اپنی چوڑی ہتھیلی پر رکھ کر قید کیا۔ اور روح فرسا حقیقت اسے سنائی۔

زبردستی کرو گے۔۔" وہ ہاتھ آزاد کروانے کے لیے جھٹپٹائی تھی۔"

"زبردستی ہی سہی۔۔۔"

وہ گھمبیرتا سے بولا۔

تعبیر کا چہرہ ضبط سے سرخ ہوا۔

تم میں زرا سی بھی شرم ہے، میں تمہارے دوست کی بیوی بننے والی تھی۔اور تم مجھ پر ہی بد نظر ڈالے " بیٹھے ہو۔کیوں نہیں میری جان چھوڑ دیتے۔"

اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ اس شخص کو اس کے ارادوں سے کیسے روکے۔

"بد نظر نہیں، شادی کی نظر ہے۔اور میرے دوست کی بیوی بننے والی تھیں آپ بنی تو نہیں۔۔"

وہ سیگریٹ سلگائے بولا۔ہاتھ اب بھی قید میں تھا۔

"تم حد درجہ گھٹیا انسان ہو، میں تم سے چار سال بڑی ہوں۔تم کیوں نہیں سمجھتے،۔۔"

وہ چیخی تھی۔

چیخیے مت تعبیر ملک صاحبہ۔۔ورنہ آپ کا گلا خراب ہو جائے گا۔اور اگر آپ کا گلا خراب ہوا تو سارے " شہر کے ڈاکٹرز کی میرے ہاتھوں کم بختی آئے گی۔اور ہاں آپ چاہے دس بیس سال بھی بڑی ہوتی تب نوفل یزدان کی بیوی بنتی۔"

اس نے گویا بات ختم کی۔اور دھواں فضا میں بکھیرا۔

"میں انکار کردوں گی۔۔۔سچ کہہ رہی ہوں۔۔میں بھرے مجمعے میں انکار کردوں گی۔۔"

کیا۔واقعی۔"نوفل نے آنکھیں پھیلائے اسے حیرت سے دیکھا جبکہ چہرے پر بے یقینی بکھری تھی۔"

جو میں نے کہا ہے وہی سچ ہے۔۔"وہ غرائی تھی۔"

آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔اففف میں کیسے انجان رہ گیا۔"نوفل نے چند کش لے کر سیگریٹ" جوتے تلے مسل دی۔

کک کیا نہیں بتایا۔؟؟اس کے بدلتے تاثرات پر تعبیر بھی ہونق زدہ ہوئی۔۔"

"کہ آپ دھوم دھام سے شادی کرنا چاہتی ہیں۔۔"

اس کی آنکھوں میں چمکتی شرارت پر تعبیر نے دانت پیسے۔۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔"

ابھی آپ نے ہی کہا تھا کہ بھرے مجمعے میں انکار کردوں گی۔۔اس کا تو یہی مطلب ہوا کہ آپ چاہتی" ہیں کہ نکاح کے وقت خوب رونق ہو تا کہ آپ آرام سے انکار کر سکیں۔"وہ بھول پن سے بولے تعبیر کے تاثرات جانچنے لگا۔

ایک نمبر کے چالاک عیار انسان ہو۔۔ میرا وہ مطلب ہر گز نہیں تھا۔۔ تم بات کو غلط رخ لے جا رہے ہو۔" تعبیر خفت زدہ ہوئی تھی۔

آپ کا جو بھی مطلب ہو، میں سب سمجھ گیا ہوں۔آپ نے تو انکار ہی کرنا ہے، اب مجمعے میں کریں یا" پھر تنہائی میں۔۔

"تم۔۔۔"

تم نہیں آپ۔۔اب صرف تیاری کریں آپ کی ہر خواہش کا میں دل سے احترام کروں گا۔اپنا خیال" رکھیے گا صرف نکاح تک۔۔اس کے بعد میں آپ کا خیال بہتر طریقے سے رکھوں گا۔۔" سینے پر ہاتھ رکھے وہ کورنش بجالایا۔ جبکہ تعبیر نے مٹھیاں بھینچی تھیں۔

چند لمحے اسے گہری نگاہ سے دیکھتا وہ باہر نکلا۔ جبکہ تعبیر کا سانس حلق میں اٹکا۔۔اس نے چور دروازے کے بجائے سیدھے راستے کا انتخاب کیا تھا۔

وہ تیزی سے باہر نکلی۔۔تاکہ دیکھ سکے کہ کوئی ہے تو نہیں اسے اپنی عزت اب اپنی جان سے بڑھ کر عزیز تھی۔

وہ وہی ریلنگ کے پاس کھڑی کافی دیر اسے ڈھونڈتی رہی، جو نا جانے ایک پل میں کہاں غائب ہو گیا تھا۔

کچھ پل وہ دل کا خوف بحال کرتی گہرے سانس لیتی اس کی باتیں سوچتی رہی۔

اس کی حاضر جوابی اور بال کی کھال اتارنے والی عادت وہ آج پہلی ملاقات میں ہی بھانپ چکی تھی۔

یہ گھر بہت پیارا ہے۔۔" وہ آدھا مینشن دیکھتے ہی تھک چکی تھی۔اس لیے ایک جانب بنے چھوٹے " سے لان میں بیٹھ کر وہ سانس بحال کرنے لگی۔

"ابھی تو تم نے یہ آدھا مینشن دیکھا ہے اور تھک گئی ہو پورا دیکھو گی تو کہیں بے ہوش نہ ہو جاؤ۔۔" روز شرارت سے بولی۔ جبکہ وہ محض مسکرائی۔

روز کے انداز سے اسے زرا بھی یہ احساس نہیں ہو رہا تھا کہ وہ چند گھنٹے پہلے ملی ہیں۔۔

میں اب یہاں سے جانا چاہتی ہوں میری طبعیت بھی اب بالکل ٹھیک ہے۔۔" زرفشاں نے جھجھک " زدہ انداز میں کہا۔

"تم کہاں جاؤ گی؟؟ کیا اس شہر میں تمہارا کوئی فیملی ریلٹو ہے۔۔"

زرفشاں نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر کیوں جانا چاہتی ہو۔۔؟"

میں یہاں بھی تو کسی کو نہیں جانتی۔اور میں کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہتی۔۔۔" اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتے " وہ نم زدہ سی بولی۔ خیالات کی حسین دنیا میں زین چوہدری پوری شان سے آکر براجمان ہوا۔

تم یہاں کسی پر بوجھ نہیں ہو۔۔بلکہ تم یہاں رہنے کے لیے کام کر سکتی ہو۔۔۔" روز نے خوشدلی سے " کہا۔

کیا کام ؟؟" زرفشاں حیران ہوئی،۔"

کچھ بھی جو تم کر سکتی ہو۔۔۔" روز نے کندھے اچکائے کہا۔"

مجھے کچھ نہیں آتا۔۔پڑھائی کی وجہ سے میرے بابا نے مجھ سے کبھی کوئی کام نہیں کروایا۔۔۔پر میں " کھانا بنانا جانتی ہوں۔۔میں کھانا بنادیا کروں گی۔۔"

زرفشاں بھی کسی سہارے کی تلاش میں تھی۔یہاں سے جاکر وہ دنیامیں شاید گم ہو جاتی اور اس کا نام ونشان بھی کسی کو نہ ملتا۔۔

بالکل بھی نہیں۔۔باس بہت غصہ کریں گے۔۔بلکہ باس کے بھی باس چھوٹے باس کی جان لے لیں " گے۔۔"

روز جھر جھری لیے بولی۔

باس کے باس۔۔۔؟" زرفشاں کو لگا وہ کسی پزل کا حصہ بن گئی ہے۔۔پہلے یہ شاندار سا مینشن جس " کی ہر شے نہایت قیمتی اور باہر سے برآمد شدہ تھی لیکن مینشن ایک بھول بھلیا سے کم نہیں تھا۔

پھر روز کا بے تکلفانہ انداز اسے عجیب لگ رہا تھا لیکن وہ یہ تاثر نہیں دینا چاہتی تھی۔کہ وہ اب بھی شکوک میں مبتلا ہے۔۔

"تم فلحال چینج کرو۔۔کیونکہ تمہیں اس وقت فریش ہونے کی اشد ضرورت ہے۔۔۔"

روز نے بات کا رخ بدلا۔۔

مگر میرے پاس تو کپڑے بھی نہیں ہیں۔۔"ایک بار پھر وہ شرمندہ ہوئی۔۔"

تم۔شرمندہ کیوں ہو رہی ہو۔۔اپنے کمرے میں چلو اور اپنی وارڈروب چیک کرو۔۔ہر چیز وہاں موجود "ہے۔۔۔"

زری نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔روز اس کا ہاتھ پکڑے دوبارہ اس کے روم کی طرف بڑھی۔

کمرے میں داخل ہوئے وہ سیدھا دیوار گیر وارڈروب کے پاس آئی۔

مرر سلائیڈ دھکیل کر اس نے زرفشاں کو دیکھا۔۔

زرفشاں کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔جہاں لاتعداد قیمتی دیدہ زیب ملبوسات ایک ترتیب سے ہینگ تھے۔

نیچے درمیانے سائز کے کبرڈ میں جوتوں کے باکس تھے۔

اب یہ دیکھو۔۔"وہ اسے تھوڑا آگے لائی اور دوسرا دروازہ کھولا۔جو جیولری کیبن تھا۔۔جہاں باکس" میں سجی نازک جیولری آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔

زری کو ایک دم خوف نے گھیرا۔یہ سب کیسے کوئی کسی انجان لڑکی کے لیے لے سکتا تھا۔

"مجھے یہاں آئے کتنے دن ہوئے ہیں؟؟"

زرفشاں نے سرسراتے انداز میں سوال کیا۔

"دو دن۔کل تم بیہوش تھی تب ہی باس نے یہ سب ارینج کروایا ہے۔۔"

روز جہاندیدہ لڑکی تھی۔۔اپنے پروفیشن کی وجہ سے وہ لوگوں کی سوچ تک رسائی آسانی سے حاصل کرلیتی تھی۔

"لیکن کیوں؟کس لیے؟ میرے لیے یہ سب کیوں کیا گیا ہے؟۔"

زرفشاں نے سپاٹ چہرے کے ساتھ پوچھا۔اپنے خوف کو وہ عیاں نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔

کیونکہ باس کے باس کو تم پسند آچکی ہو۔اور وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں یہاں کسی بھی قسم کی تکلیف نہ ہو۔۔۔"

روز نے گویا دھماکہ کیا۔

زرفشاں کا رنگ اڑا جبکہ وجود ایک پل میں ٹھنڈے پسینے سے نہا گیا۔

اس کا وہم بالکل ٹھیک تھا ایک مصیبت سے نکلے وہ دوسری میں پھنس چکی تھی

"اتنا بڑا دھوکا۔۔یعنی مجھے قید کرنے کے لیے تم نے مجھ سے اتنی نرمی برتی۔۔۔

وہ چیخی تھی۔

"میری بات سنو زرفشاں۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔"

"مم میں یہاں نہیں رہوں گی۔۔میں چلی جاؤں گی۔سب جھوٹے ہیں۔سب فائدہ اٹھاتے ہیں، سب کے سب دھوکے باز ہیں۔۔"

کپکپاتے وجود کے ساتھ وہ پیچھے قدم لینے لگی۔۔

روز وہی اپنی جگہ پر کھڑے اسے دیکھتی رہی، آگے بڑھنے کی اسے اجازت نہیں تھی۔

یکلخت وہ مڑی تاکہ یہاں سے بھاگ سکے۔۔لیکن سامنے موجود پتھر نما وجود سے ٹکرائی۔

"اہہ۔۔۔"وہ چیخ کر زمین بوس ہوئی۔۔پاؤں میں اٹھتی درد کی لہر کو نظرانداز کیے وہ سیدھی ہوئی جب سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ ساکت ہوئی۔

جبکہ مقابل کھڑا وجود اس سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے ہی دیکھتا رہ گیا۔۔

سامنے موجود شخص کو پھٹی آنکھوں سے دیکھتی وہ پاؤں کا درد بھول چکی تھی۔فضا کا ساکت پن جیسے بڑھ سا گیا۔

باسط کے چہرے پر اس وقت گہری سنجیدگی تھی۔سامنے موجود زرفشاں کو دیکھ کر دل بے قرار ہو رہا تھا۔۔دل میں خواہش سر اٹھا رہی تھی کہ وہ اپنی گڑیا کو ایک بار سینے سے لگائے،ایک بار اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر مان سے اس کا ماتھا چومے۔۔

لیکن دل کی فریاد کو نظرانداز کیے وہ چہرے پر خول چڑھائے کھڑا رہا۔۔

باسط بھائی۔۔۔" وہ سر سراتے لبوں سے بولتی وہ کھڑی ہوئی اس کے قریب.بڑھتی اس کے چہرے کو" چھو کر خود کو یقین دلا چاہ رہی تھی کہ وہ باسط ہی ہے۔۔جو اسے چھوڑ کر ایک دن بنا بتائے چلا گیا تھا۔جس کو یاد کرتے وہ راتوں کو اٹھ جاتی تھی،۔۔جس کی غیر موجودگی میں وہ کئی دن بیمار رہی تھی۔

وہی رک جاؤ لڑکی۔۔انجان لوگوں کو چھونے سے پہلے اپنی عزت کا خیال کر لینا چاہیے،۔۔" باسط نے " ہاتھ کھڑا کر کے اسے روکا۔لہجہ دوٹوک تھا۔۔

زرفشاں کے چہرے پر بے یقینی پھیل گئی۔وہ شخص جس نے کبھی اسے تیز گھوری سے نہیں نوازا تھا وہ آج اسے لڑکی کہہ کر مخاطب کر رہا تھا۔

"آپ اپنی زری گڑیا سے ایسے بات کر رہے ہیں۔۔"

زرفشاں نے بھیگے لہجے میں اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھا۔

تم اس وقت میرے لیے میرے باس کی خاص مہمان ہو،۔اس کے علاوہ میرا تم سے کوئی اور رشتہ " "نہیں ہے۔۔اور نہ ہی میں تمہارا باسط بھائی ہوں۔

وہ اپنی بات کہے مڑا، مزید سختی وہ چاہ کر بھی نہیں کر سکتا تھا۔

آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔آپ اپنی گڑیا کو رلانا چاہتے ہیں۔اسے سزا دینا چاہتے ہیں۔۔آپ سزا" دیجیے لیکن ایسے مت کریں۔"

وہ ہاتھ جوڑتی گڑگڑائی۔

باسط کو لگا وہ اس سے زیادہ اس لڑکی سے بے اعتنائی نہیں برت سکتا۔۔

روز اس کا خاص خیال رکھنا۔یہ یہاں سے بھاگنی نہیں چاہیے۔۔اور اگر یہ بھاگے تو اٹھا کر تہہ خانے" میں ڈال دینا۔" وہ حکم دیتا باہر نکل گیا۔۔زری کے آنسوؤں نے اسے بے چین کر دیا تھا۔

لیکن اس وقت وہ کسی نرمی کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔جبکہ زرفشاں اس کی سفاکیت بھرے لفظوں کو سنتی دم سادھ گئی تھی۔

وہاج سلطان کے آفس میں پھول اور گفٹ تم نے ہی بھیجے تھے؟؟" انابیہ کے اچانک سوال پر وہ" بوکھلائی۔

اگر میں جھوٹ بولوں گی تو تم اس پر بھی یقین نہیں کرو گی، اس لیے میں سچ ہی بولتی ہوں کہ ہاں وہ" پھول میں نے بھیجے تھے۔۔"

اپنے کیو ٹکس لگے نیلز کو دیکھتی وہ ڈھیٹ پن سے بولی۔

تم نے یہ حرکت کیوں کی؟؟ جانتی بھی ہو تم کتنی گھٹیا حرکت کر چکی ہو۔" انابیہ کو اس کی دلیری پر " شدید طیش آیا۔

تمہیں لگ رہا تھا کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں، اب تو تمہیں یقین ہو گیا کہ وہ مجھے ہی پسند کرتا تھا، " " تمہارے نام کے بھیجے گئے پھولوں کی اس نے کتنی بے قدری کی ہے۔۔

صنم کے چہرے پر شرمندگی کا شائبہ بھی نہیں تھا۔

یعنی وہ سب جانتی تھی۔

"کیا میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم مجھے یقین دلاؤ۔۔"

انابیہ کا دل چاہا کہ وہ سامنے کھڑی لڑکی کا سر پھاڑ دے۔۔ جس کی حرکتوں کی وجہ سے وہ کل بے تحاشہ شرمندہ ہوئی تھی۔

تم نے نہیں کہا تھا لیکن تمہارا چہرہ اس دن چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ تمہیں میری بات کا یقین نہیں " ہے۔۔۔"

آج کے بعد مجھ سے دور رہنا۔۔ورنہ میں تمہیں اس یونیورسٹی سے نکلوادوں گی"۔۔"

سیریسلی تم مجھے نکلواؤ گی۔۔؟؟"استہزائیہ مسکرائے اس نے انابیہ کو دیکھا۔"

نہ تم مجھے نکلواسکتی ہو،اور نہ میں تمہیں نکلواسکتی ہوں۔،کیونکہ ہم دونوں کی فیملی اتنی سٹرونگ توضرور " ہے۔۔توکیا ہی اچھا ہو کہ ہم ہلکی سی دشمنی کو پکی دوستی میں بدل دیں۔۔تم مجھے ویسے بھی بہت اچھی لگی " تھی،۔میں اس دن بھی تم سے دوستی کرنا چاہتی تھی۔۔لیکن تم وہاں سے چلی گئی۔

صنم نے آج پھر مصالحت سے کام لیا۔

انابیہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا،اور پھر ہاتھ آگے بڑھا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔

صنم کی آنکھیں پھیل گئی،اسے یقین نہیں آیا تھا کہ وہ اس کا ہاتھ تھامے گی۔۔

"آج کے بعد ایسی کوئی حرکت مت کرنا،میں اپنی محبت خود جیتنا چاہتی ہوں۔۔"

انابیہ نے تنبیہ کی۔ صنم نے خوشی سے نفی میں سر ہلایا۔

انابیہ اس لڑکی کی فطرت کو سمجھ چکی تھی،اس سے دشمنی نبھا کر وہ اپنا شدید نقصان کرسکتی تھی، تبھی دوستی کا ہاتھ بڑھا کر اسے اس نے فائدے کا سودا کیا تھا۔

زین چوہدری یہ تماشہ کب تک چلے گا؟؟"

"کونسا تماشہ۔۔۔کیا کہنا چاہتے ہیں؟؟"

"وہی جو تم روز کر رہے ہو۔۔"

ہفتے بھر سے وہ یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔۔آدھی رات کو وہ گھر واپس آتا تھا۔اور صبح ہی نکل جاتا تھا۔۔

"کل کی پنچایت میں بھی تم شامل نہیں تھے۔۔آخر تم کیا کرنا چاہتے ہو۔؟؟

"آپ بہتر جانتے ہیں میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔۔؟اور کیوں کر رہا ہوں؟؟"

وہ ناجانے کیوں نظر چرا گئے۔۔

"میں اوپر آرام کر رہا ہوں ایک کپ کافی کا بجھوادیں اماں۔۔۔کچھ دیر میں مجھے دوبارہ نکلنا ہے۔۔۔

صدیقہ بیگم کو کافی کا کہے وہ اوپر کی جانب بڑھا۔۔

"تم کہیں نہیں جاؤ گے۔۔"

مخدوم چوہدری دھاڑے۔

میں جاؤں گا بابا آپ مجھے روک نہیں سکتے۔۔"زین نے پراعتمادی سے کہا۔۔

"کیوں ایک لڑکی کی خاطر پاگل ہو رہے ہو۔۔اب اس گھٹیا لڑکی کی تلاش ختم کردو۔۔گاؤں والے بھی اس کی بدکرداری کا اعتراف کرچکے ہیں پھر تم کیوں اس لڑکی کے لیے خود کو خوار کر رہے ہو۔۔اپنی سرداری پر دھیان دو۔۔ایک کمی کمین بدکردار لڑکی کے لیے اپنا قیمتی وقت کیوں ضائع کر رہے ہو۔"

مخدوم چوہدری نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔

"وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔ بابا۔۔زین چوہدری کا نام اس کے ساتھ جڑا ہے۔۔اگر کسی نے اس کے بارے میں کوئی الٹی سیدھی بکواس کی تو اس کی زبان میں حلق سے کھینچ لوں گا۔۔"

"کس کسی کی زبان کھینچو گے ؟؟"

وہ طنزیہ مسکرائے۔

"ہر اس شخص کی جو زین چوہدری کی بیوی کے بارے میں بکواس کرے گا۔"

"تو پھر کاٹو زبان، گاؤں میں بہاؤ خون کی ندیاں۔۔اپنی دہشت قائم کرو، میں تو چاہتا ہی یہی ہوں کہ تم اپنے سرداری کا رعب دکھاؤ۔۔تاکہ جو لوگ میرے منہ کو آنے لگے ہیں وہ دوبارہ قدموں میں بیٹھ جائیں۔۔"

مخدوم چوہدری مونچھوں کو تاؤ دیے سفاکیت سے بولے۔۔

کیاآپ کو رحم نہیں آتا بابا۔۔۔وہ بھی آپ کی طرح انسان ہیں۔۔آپ کو بھی اسی مٹی سے بنایا گیا" ہے۔جس مٹی کا ان سب کا وجود ہے۔۔۔لہو کا رنگ آپ بھی سرخ ہے۔۔ان کا بھی خون سرخ "ہے۔۔پھر یہ کیسی برتری؟؟

زین نے تاسف سے باپ کو دیکھا۔۔جو پورے کروفر سے کاؤچ پر براجمان ہو چکے تھے۔۔

ذات کی برتری۔۔وہ کمی کمین، نیچ لوگ۔اور میں مخدوم چوہدری جس نے ہمیشہ سونے کا نوالہ کھایا" "ہے۔۔

وہ مغروریت سے بول کر زین کو تاسف میں دھکیل گئے۔

یہ برتری بھی اس دنیا تک ہے۔۔، خیر آپ سے کچھ بھی کہنا فضول ہی ہے۔لیکن ایک بات یاد رکھیں " جو لڑکی میرے نکاح میں ہے، وہ پہلے کیسی تھی کی تھی میں نہیں جانتا لیکن وہ اب میری بیوی ہے، جسے میں نے ساری دنیا کے سامنے اپنایا ہے۔وہ جہاں بھی جائے بیوی تو میری ہی ہو گی۔۔

"اور میں بہت جلد اسے ڈھونڈ کر اس حویلی میں اس کے پورے حق کے ساتھ واپس لاؤں گا۔۔۔

زین کا بلند و مضبوط لہجہ مخدوم چوہدری کو انجانے خدشے کا احساس دلا رہے تھے۔

کہیں وہ تمہیں مل تو نہیں گئی۔۔اور تم ہم سب کے ساتھ گیم کھیل رہے، ہو۔اگر ایسا ہے تو زین تم " بہت

غلط کر رہے ہو، ابھی تم نے میری نرمی دیکھی ہے۔ مجھے دھوکا دے کر اس گاؤں کی تباہی کو آواز نہ دو۔۔۔"ان کے ظلم و ستم درندگی و بربریت کی دنیا گواہ تھی، جنہوں نے غریبوں کو ہمیشہ اپنے جوتے تلے مسلا تھا۔

"آپ کے ظلم و ستم کو گاؤں والوں نے بہت برداشت کیا ہے، اب یہاں کوئی آپ کے حکم کا غلام نہیں رہا۔۔اب یہاں میرا یعنی زین چوہدری کا نام گونجتا ہے، جس کی انصاف پسندی کو یہاں کے لوگ باخوبی مانتے ہیں۔"

"دیکھتے ہیں زین چوہدری،۔وہ بھگوڑی لڑکی میری ایک گولی کی تاک میں ہے۔۔جس دن وہ مجھے مل گئی۔اس کی لاش ہی تمہارے ہاتھ لگے گی۔۔۔"

مخدوم چوہدری واضح دھمکی دیتے وہاں سے باہر نکل گئے۔۔اس نے صدیقہ بیگم کو دیکھا۔

جو نظر چرائے اندر بڑھی۔

اسے افسوس ہوا تھا کہ یہ اس کے ماں باپ ہیں جنہوں نے ہمیشہ اپنی ذات سے دوسروں کو نقصان ہی پہنچایا تھا۔

بلیک فراک میں ملبوس وہ اداس شام کا حصہ معلوم ہو رہی تھی، گوری رنگت میں گھلی گلابیاں بھی جیسے اداس سی تھیں۔

وہ یہاں سے بھاگنا چاہتی تھی، لیکن اتنے سالوں بعد باسط کا سامنے آنا اسے کسی انعام سے کم نہیں لگا، ۔اسے لگا جیسے یہاں رکنے کا جواز مل گیا ہو۔۔

لیکن وہ تو پتھر دل اجنبی شخص بن کر ملا تھا۔ کبھی جو زرفشاں کے ساتھ بچوں کی طرح کھیلنے والا آج ایک سخت گیر بڑا بھائی بنا اسے نظرانداز کر چکا تھا۔

اس کی نظر نیچے پورچ کی جانب گئی۔

تین سیاہ گاڑیاں پورچ میں رکی تھیں۔

دو گاڑیوں میں سے گارڈز نکلے تھے، جبکہ ایک گاڑی سے باسط اور ایک سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس خوبرو سا مرد باہر آیا۔

نوفل کی نظر اوپر گئی،۔وہ دوسری منزل پر ہی موجود تھی۔

اس شخص نے آنکھوں پر سیاہ گاگلز چڑھائے ہوئے تھے، لیکن اس شخص کے چہرے پر پھیلی کرختگی نے زرفشاں کو سہمایا،۔وہ جھٹ سے پیچھے ہوئی تھی۔

URDUNovelians

باسط۔۔اسے کہنا کہ اندر ہی رہے۔دوبارہ وہ کسی کی نظر میں نہیں آنی چاہیے۔ تم جانتے ہو ہمارے " دشمن بعض اوقات ہمارے درمیان میں ہی ہوتے ہیں۔" نوفل نے حکمیہ انداز میں کہا، اور کوٹ کے بٹن کھولتا اندر بڑھ گیا۔

نوفل کی بات بالکل درست تھی، وہ یہاں پر پوری حفاظت سے لائی گئی تھی۔اگر کسی کو بھی بھنک پڑ جاتی تو شاید وہ مصیبت میں پھنس سکتی تھی۔

باسط سیدھا اوپر کی جانب گیا، تاکہ اسے سمجھا سکے۔

زرفشاں بھی طویل راہداری عبور کیے اپنے کمرے کی طرف بھاگی، لیکن سامنے باسط کو دیکھ کر ٹھہری۔

"آج کے بعد تم بلاوجہ مجھے کمرے سے نکلتی نظر نہ آؤ۔۔۔"

اس کی آواز میں ایک تنبیہ تھی،۔

"میں یہاں نہیں رہنا چاہتی، کیونکہ یہاں میں کسی کو نہیں جانتی، میں واپس گاؤں جانا چاہتی ہوں۔۔۔"

زرفشاں نے باسط کے تنے تاثرات دیکھے کہا۔وہ چاہتی تھی باسط کچھ نہ کچھ ضرور کہے گا۔

تم فلحال یہاں سے قدم بھی باہر نہیں نکال سکتی۔جب تمہیں یہاں سے بھیجنا ہو گا۔۔ تمہیں بھیج دیا جائے گا۔۔۔" باسط نے دوٹوک انداز میں کہا۔

میں کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہتی۔۔اگر مجھے یہاں رہنا ہے تو میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ نہیں بیٹھ سکتی، میں یہاں رہنے کا کرایہ ادا کروں گی" زرفشاں اس کے مڑنے کے باعث تیز آواز میں بولی۔

باسط مٹھیاں بھینچیں مڑا۔۔جبکہ زری مسکرائی تھی۔

"کیسے ادا کرو گی کرایہ۔۔؟؟ پیسے ہیں تمہارے پاس؟؟"

پیسے نہیں ہیں لیکن میں کام کروں گی۔۔۔"۔وہ بو کھلائی۔"

اور کیا کام کرو گی ؟؟" باسط نے گویا جتایا ہو۔"

" صفائی کرنا برتن دھونا۔۔۔ کھانا بنانا۔۔ یہاں رہ کر میں یہی کر سکتی ہوں۔۔"

تم اچھے سے جانتی ہو تمہیں کام کرنے کی عادت نہیں ہے۔۔۔" باسط نے فوری طور پر کہا۔، جبکہ " زرفشاں مسکرائی تھی۔

"آپ کو کیسے پتہ مجھے کام کرنے کی عادت نہیں ہے۔آپ تو کونسا میرے باسط بھائی ہیں۔۔"

"چپ کر کے اپنے کمرے میں جاؤ۔۔۔ خبر دار جو زیادہ کسی سے بات چیت کی۔۔"

باسط دھاڑنے سے کہ انداز میں بولے زری کو سہا گیا تھا۔

پل میں اس کی آنکھیں بھیگی۔۔وہ باسط کو دیکھتی اندر بھاگی۔۔

جبکہ باسط کو اپنے تلخ لہجے پر افسوس ہوا تھا۔

"یہ سب ساز و سامان، یہ سب کیا ہے امی؟؟"

تعبیر لاؤنج میں موجود ڈھیروں سامان کو دیکھتی حیران ہوئی۔جو دیکھنے میں ہی بیش قیمت لگ رہا تھا۔

یہ سلمان نے بھجوایا ہے۔۔" نجمہ بیگم کے الفاظ پر وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔"

وہ ابھی مکمل صحت یاب نہیں ہوئے اور پھر سے نکاح کی پڑ گئی ہے انہیں۔۔" چاہ کر بھی وہ اپنے طیش پر قابو نہیں رکھ پائی۔

"یہ اس نے اپنے حوالے سے نہیں بھیجا، بلکہ تمہارا رشتہ اسی کی توسط سے آیا ہے۔۔اور تمہارے بابا ہاں کر چکے ہیں۔۔۔" نجمہ بیگم نے نظر چرائے کہا، بیٹی کے چہرے پر وہ تکلیف نہیں دیکھ سکتی تھیں۔

"رشتہ۔۔ میرا۔۔۔ لیکن کب اور کیسے ؟؟"

تعبیر کو لگا آج جھٹکے کا دن ہے۔

"کچھ دن پہلے ہی طے ہوئے ہیں سب معاملات اور سلمان ثمینہ کو بھی واپس لے آیا ہے۔۔۔"

نجمہ کے چہرے پر آج کچھ اطمینان تھا۔

"مگر امی یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔۔کم از کم وہاج بھائی کو تو بتادیں۔۔۔"

اپنی زبان بند کرو لڑکی۔اگر تم نے وہاج سلطان کو کچھ بتانے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔اور اس بار اگر تم نے زرا بھی انکار کرنے کا سوچا تو میں نہ تمہاری ماں کو کچھ کہوں گا، نہ ہی تمہیں، بلکہ میں اپنی جان لے لوں گا۔۔ تم دونوں بہن بھائی کی وجہ سے میں بہت ذلت دیکھ چکا ہوں۔۔اب میں مزید کچھ برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔۔"

کمال ملک کے الفاظ پر اسکا سانس رکا۔۔

"نہیں ابو۔۔۔آپ خود کو کچھ نہیں کریں گے۔ مم میں انکار نہیں کروں گی۔۔۔"

وہ تڑپ ہی تو گئی تھی۔ کمال ملک کی خاطر تو وہ اپنی جان بھی دے دیتی تو اسے افسوس نہ ہوتا۔

"تو پھر نکاح کے وقت حامی بھر دینا۔۔اگر تم مجھے زندہ دیکھنا چاہتی ہو۔۔۔"

کمال ملک اس کا خوف بھانپ گئے تھے۔

ابو میں انکار نہیں کروں گی۔۔۔پر آپ ایک بار مجھے معاف کر دیں۔۔ایک بار اپنی بیٹی کی بات سن "لیں۔۔۔"

وہ باپ سے بات کرنے کے لیے ترستی تھی، کبھی جو باپ کی لاڈلی ہوا کرتی تھی آج وہ باپ اس کی شکل دیکھنے بھی روادار نہیں تھا۔

تم یہاں سے ایک بار نکاح کر کے رخصت ہو جاؤ گی، میں اسی دن تمہیں معاف کر دوں گا۔اس سے " پہلے میرے پاس تمہارے لیے کوئی معافی نہیں ہے۔۔۔"

ان کے لہجے میں نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا۔

تعبیر نے زخمی ہوتی نگاہوں سے باپ کو دیکھا۔ جن کے چہرے پر اس وقت کوئی تاثر نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے ابو۔۔ لیکن جس دن سچائی سامنے آئی آپ کو تعبیر کہیں نہیں ملے گی۔۔"

وہ آج پہلی بار چند لفظوں سے زیادہ باپ کے سامنے بولی تھی۔

وعدہ کرو مجھ سے کہ کوئی بھی رکاوٹ ہو، یا وہاج تمہیں روکے تم انکار نہیں کرو گی، اور نہ ہی اس " شخص کو اپنے داغ دار ماضی کے بارے میں بتاؤ گی۔۔۔ "

کمال ملک نے اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا۔

تعبیر نے بھیگی آنکھوں سے باپ کو دیکھے فوراً ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

میں وعدہ کرتی ہوں، آپ کی رضا میں سر جھکا دوں گی۔۔ لیکن ایک بار میرے سر پر ہاتھ رکھ " دیں۔۔ "

وہ بہتے آنسوؤں کے سنگ حسرت زدہ تھی۔

کمال ملک نے اس کا بھیگا چہرہ دیکھا، اور کچھ پل بعد اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

تعبیر کو لگا برسوں سے جھلستی وہ آج ٹھنڈی چھاؤں میں آ پہنچی ہے۔

آنکھیں بند کیے وہ تا دیر باپ کے لمس کو محسوس کرتی رہی تھی۔

"ایک ایک گاڑی کو چیک کرو۔۔ کوئی منسٹر کا بیٹا بھی ہو تو جانے مت دینا۔۔۔"

وہاج کے حکم پر انسپکٹر عادل نے سر ہلایا۔

وہ آئی جی صاحب سے مسلسل رابطے میں تھا۔۔اطلاع کے مطابق یہاں سے دو ٹرک گزرنے والے تھے، جو راناشاکر کے تھے۔جن میں پھلوں کی آڑ میں ہتھیار چھپے ہوئے تھے۔

وہ اپنی گاڑی کے قریب آکر کھڑا ہوا۔۔جو اس نے قریبی جھاڑیوں کے قریب کھڑی کی تھی۔آئی جی صاحب سے کال پر بات کر کے وہ میسج چیک کرنے لگا۔

ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی، جب قریبی جھاڑیوں میں اسے ہلچل محسوس ہوئی۔۔اس نے بنا چونکے اس آواز کو محسوس کیا۔۔بظاہر وہ موبائل میں مگن رہا لیکن توجہ ساری انہیں جھاڑیوں پر تھی۔

کچھ دیر بعد پھر ہلچل ہوئی تو اس کی چھٹی حس نے غلط ہونے کا اشارہ دیا۔

وہ دبے قدموں سے گاڑی کی اوٹ میں ہوئے ان جھاڑیوں کی جانب بڑھنے لگا۔

کچھ ہی دیر میں وہ جھاڑیوں کے قریب تھا جب ایک نسوانی وجود سیدھا کھڑا ہوا۔

وہاج نے پلک جھپکتے اس وجود کو گرفت میں لیا اور اس کی پسلی کے قریب گ۔*۔ن رکھی۔۔

"حرکت مت کرنا، ورنہ گولی ماردوں گا۔۔"

مقابل کا بارعب دہشت بھرا لہجہ سن کر اس کی آنکھیں پھیلی۔

کون ہو تم۔۔؟" وہاج نے کان میں سرگوشیانہ کہا۔اس کی سانسوں کی تپش سے چہرہ تپ گیا تھا۔"

انابیہ کو لگا آج تو وہ مر ہی جائے گی۔۔ خواب و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہاج سلطان سے ایسے ٹکرائے گی۔دل الگ شدت سے دھڑک رہا تھا۔

کاش کہ اس کے پاس جادو کی چھڑی ہوتی جس سے وہ وہاج سلطان کے سامنے مکمل عیاں ہونے سے پہلے غائب ہو جاتی،۔آج تو اسے پورا یقین تھا کہ وہ اس آدمی کے ہاتھوں خوب ذلیل ہو گی۔۔اپنے ایڈونچر کے چکر میں وہ وہاج نامی جلاد کے چنگل میں پھنس چکی تھی۔

وہاج کو احساس تو ہو چکا تھا کہ وہ لڑکی ہے، لیکن اپنے پیشے کے لحاظ سے اس کے لیے مجرم برابر ہی تھا۔

"جلدی بولو۔۔ میرے پاس ٹائم نہیں ہے۔۔۔"

وہاج غرایا اور گ**ن کا مزید دباؤ ڈالا۔۔

وہ مم میں۔۔۔انابیہ۔۔۔انابیہ فرمان علی۔۔" وہ زبان دانتوں تلے دبائے بولی۔"

وہاج نے جھٹکے سے اسے چھوڑا۔۔وہ زمین بوس ہوئی، ہتھیلیاں خاردار جھاڑیوں پر لگی، جس کے باعث وہ شدید تکلیف سے لب دبا کر رہ گئی۔

جبکہ اسے یقین نہیں آیا تھا کہ یہ لڑکی اسے تیسری مرتبہ یہاں ملے گی۔۔

اپنی کیفیت پر قابو پائے اس نے فوراً سے پہلے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب موڑا۔۔

تم اتنی رات کو یہاں کیا کر رہی ہو؟؟" چہرے پر بھرپور سنجیدگی، آنکھوں میں شدید طیش لیے وہ انابیہ " سے سوال گو ہوا۔

انابیہ کا وجود ٹھنڈا سا پڑ گیا۔۔ایک سوچ نے ذہن میں احاطہ کیا تھا کہ وہ شخص کسی کی بھی جان اپنی ان دہکتی نگاہوں سے لے سکتا، جو نیم اندھیرے میں بھی اسے اپنے چہرے پر واضح محسوس ہو رہی تھی۔

"بولو لڑکی،۔۔!!! وقت نہیں ہے میرے پاس۔۔"

وہاج بیزار ہوا۔۔لیکن ایک تجسّس بھی حاوی تھا کہ وہ اتنی رات کو اس خطرناک علاقے میں کیا کر رہی ہے۔

"میں یہاں اپنی دوست سے ملنے آئی تھی۔۔تو میری گاڑی۔۔۔"

جھوٹ مت بولو۔۔" وہاج نے جملہ پورے ہونے سے پہلے ہی اس کا جھوٹ پکڑا۔۔"

انابیہ کو اپنے اوپر شدید غصہ آیا۔۔کاش کہ وہ آج یہاں نہ آتی،۔نہ اس سڑیل اکڑو۔ کھڑوس جلاد آفیسر سے ٹکراتی۔۔کاش وہ آج اپنے دماغی فتور کو پورا نہ کرتی۔۔پر اب کیا پچھتائے ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت کے مصداق وہ اس کی گرفت میں منہ سیے کھڑی رہ گئی تھی۔

سر میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔ میری گاڑی خراب ہو گئی تھی۔۔"

وہاج کی گرفت سے نکلنے کے لیے آج اسے سو جھوٹ بھی بولنے پڑتے تو وہ بولتی۔۔ لیکن اس کی یہ زرا سی قربت اس کی جان پر بن رہی تھی۔

اور یہاں جھاڑیوں میں کونسا گاڑی کا سامان ڈھونڈنے آئی تھی۔۔"

وہاج اس کے ہر جھوٹ کو جھٹلائے سچ جاننے پر کوشاں تھا۔

اگر دو منٹ سے پہلے تم نے سچ نہیں بولا تو میں تمہیں سیدھا یہاں سے حوالات بھیجوں گا۔۔ جہاں اچھے اچھے لوگ سچ بولتے ہیں۔۔"

وہاج کے جان نکالتے لفظوں پر وہ سفید پڑی۔

" نہیں۔۔ نہیں مجھے پولیس اسٹیشن مت بھیجیے گا۔۔"

تو پھر سچ بولو۔۔" وہاج مزید کر ختگی سے گویا ہوا۔

سر۔۔ میں۔ بتاتی ہوں۔۔۔ میری۔۔۔ فرینڈ نے چیلنج دیا تھا کہ میں ہائی وے پر جاؤں۔۔ اور وہاں کسی کی بھی گاڑی کی چابی لے کر آؤں۔۔ تو میں وہ چیلنج پورا کرنے یہاں آئی تھی۔۔ یہاں مجھے دو گاڑیاں نظر آئیں جو شاید آپ کی ہیں۔ اور گاڑی کی لائٹس بھی آن تھی۔۔ مجھے لگا میرا کام آسان ہو گیا۔۔ اسی لیے میں یہاں چھپ گئی تھی تاکہ موقع دیکھتے ہی چابی لے کر چلی جاؤں گی اور چیلنج جیت جاؤں گی۔۔"

آنکھیں بند کیے وہ ایک سانس میں بولی۔ جبکہ وہاج حق دق سا اس کی لڑکی کی بیوقوفی بھری داستان کو بمشکل ہضم کر پایا۔

سر اب میں نے پکا جھوٹ نہیں بولا۔۔" وہ ایک آنکھ کھولے بولی۔"

وہاج کے چہرے پر سجے غضبناک تاثرات پر اس نے پٹ سے دونوں آنکھیں کھولی اور ہاتھ جوڑے۔

اب پلیز۔۔ مجھے پولیس اسٹیشن مت بھیجنا۔۔ میرے تو فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ یہاں آپ سے " "سامنا ہو جائے گا۔۔

وہ بڑبڑائی، لیکن وہاج کے کانوں نے ایک ایک لفظ سنا تھا۔

"دل تو کر رہا ہے، ایک زوردار تھپڑ تمہیں لگاؤں تاکہ تمہاری عقل ٹھکانے آجائے۔۔۔"

وہاج نے گن جیب میں رکھی۔۔اور کر خفگی سجائے چہرے سے انابیہ کو دیکھا جس کا رنگ مکمل اڑ چکا تھا۔

کیا تمہیں اپنی جان کی پرواہ نہیں ؟؟" وہاج تیز آواز میں بولا۔۔"

بلکہ جان سے بڑھ کر عزت ہوتی ہے، جو ایک لڑکی کے لیے ہر شے سے بڑھ کر قیمتی ہوتی " "ہے۔۔۔ لیکن تم جیسی لڑکی کو اس بات سے کیا سروکار۔۔

وہاج نے طنزیہ اس کے حلیے کو جانچا۔ جو چست جینز اور شرٹ میں ملبوس تھی۔

انابیہ کا چہرہ پل بھر میں اہانت کے احساس سے سرخ ہوا۔

"آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں ؟اور میرے جیسی لڑکی سے آپ کی کیا مراد ہے؟؟"

وہ غرائی تھی۔

تمہارے کرتوتوں نے ہی مجھے یہ احساس دلایا ہے کہ میں تمہیں ایسے کہوں۔۔اور تم کیسی لڑکی ہو، "

"رات کے اس پہر یہاں موجود تمہارا وجود چیخ چیخ کر تمہارا کردار ظاہر کر رہا ہے۔۔

وہاج نے حساب برابر کیا،۔

سر آپ اپنی حد پار کر رہے ہیں،۔۔آپ کو کسی نے حق نہیں دیا کہ آپ میرے کردار پر بات "

"کریں۔

وہ پراعتمادی سے ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔

فلحال ہر بات پولیس اسٹیشن چل کر ہو گی۔۔ قانونی لحاظ سے تم چوری کی نیت سے یہاں موجود "

"ہو،۔۔اور چوری کی سزا سیدھا جیل ہے۔۔

انابیہ کے ہاتھ کے گویا طوطے اڑے۔۔اس نے پھٹی آنکھوں سے وہاج کو دیکھا جس کا چہرہ اب بھی سرد و سپاٹ تھا۔

چلو۔۔۔وہاج نے ہتھکڑی سامنے لہرائی۔۔"

انابیہ کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو گلابی گالوں پر بہہ نکلے۔وہاج نے استہزائیہ مسکراہٹ سجائے اس کے آنسو دیکھے۔

اسے بھی چیلنج سمجھو۔۔" وہ طنز کیے بنا نہیں رہ پایا۔۔"

آپ کو پتہ ہے۔۔" انابیہ ہچکیاں بھرتی بولی۔۔"

کیا پتہ ہے؟؟" وہاج نے ابرو اچکائے پوچھا۔"

"آپ کو پتہ ہے آپ ایک ظالم آفیسر ہیں۔۔اور میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔"

پل بھر میں اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اس نے وہاج کو دور دھکیلا۔۔اور وہاں سے بھاگی۔۔ لیکن یہ اس کی خام خیالی ہی تھی،۔ایک تجربہ کار آفیسر کو چکما دینا آسان نہیں تھا۔

وہاج نے فوراًاُس کی نازک کلائی پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔۔اونچی نیچی زمین کے باعث وہ لڑکھڑایا۔۔،اور اسی لڑکھڑاہٹ میں انابیہ اس کے سینے سے آ لگی۔ایک پل کے لیے اس کی اعصاب جنجھنا کر رہ گئے۔۔وہاج بھی اس افتاد پر سٹپٹایا تھا۔۔لیکن اس کی کلائی کو آزاد نہیں کیا۔۔اس کے سینے سے لگی کھڑی وہ سانس روک گئی، وہاج کا دل آج پہلی بار شدت سے دھڑک کر روانی پر آیا۔

انابیہ کا چہرہ شرم و خفت سے چہرہ لال پڑ گیا۔۔

مس انابیہ فرمان علی ہر کام اتنا آسان نہیں ہوتا۔۔ بعض اوقات انسان کسی پیشہ ور مجرم یا پھر کسی تجربہ کار پولیس آفیسر کے ہاتھ چڑھ جاتا ہے۔۔جس سے بچ پانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوتا ہے۔۔اور آپ "

آج پیشہ ور تجربہ کار پولیس آفیسر کے ہاتھ چڑھ چکی ہیں۔۔" وہاج کان میں سرگوشیانہ پھنکارا۔اور اسے جھٹکے سے سامنے کیا۔

اور مجھے ایسا لگ بھی رہا ہے کہ میں کسی تجربہ کار پولیس آفیسر کے ہاتھ لگ چکی ہوں۔۔جس سے بچنا "مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔۔

سر پر ہاتھ رکھے وہ وہی زمین پر ڈھے گئی۔اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

واٹ دا ہیل۔۔یہ کیا میلو ڈرامہ ہے۔۔کیوں رو رہی ہو؟؟" وہاج اس کے رونے پر حیران ہوا۔"

"تو کیا آپ اب رونے پر بھی فردِ جرم عائد کریں گے۔۔اب رونا آ رہا ہے تو میں کیا کروں؟؟"

وہ چڑ کر بولی۔۔اس کی کشادہ پیشانی پر بل نمایاں ہوئے۔۔

اٹھو جلدی اور چلو میرے ساتھ۔۔۔" وہاج نے بیزاری سے اسے اٹھنے کا اشارہ دیا۔"

سر مجھے معاف کر دیں میرے ڈیڈی کی توبہ جو میں ایسا کوئی کام کروں۔۔۔" کان پکڑے وہ معصومیت" سے بولی۔

وہاج کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری۔۔صد شکر تھا کہ وہاں نیم اندھیرا تھا، صرف گاڑی کی لائٹس آن تھی۔ ورنہ اس کی مسکراہٹ کا وہ ناجائز فائدہ اٹھا لیتی۔۔

"تم پولیس اسٹیشن نہیں جانا چاہتی؟؟"

"بالکل بھی نہیں،۔اگر میں گئی تو ڈیڈی موبائل کریڈٹ کارڈ گاڑی کی چابی سب لے لیں گے۔۔"

اور وہ یہ سب کیوں لیں گے ؟؟" وہاج اس کے برابر پنجوں کے بل بیٹھا۔۔"

ابویسلی آپ مجھے پولیس اسٹیشن لے جائیں گے۔۔وہاں جاکر آپ میرے فادر کو فون کریں گے، کہ " آپ کی بیٹی نے قتل جتنا بڑا جرم کر دیا ہے،۔وہ پولیس اسٹیشن آئیں گے،۔اور انہیں سب پتہ چل جائے "گا۔۔کہ میں اپنی فرینڈ کے گھر گروپ سٹڈی کے لیے نہیں بلکہ چیلنج پورا کرنے گئی تھی۔۔

انابیہ نے آدھے الفاظ چبا چبا کر اور آدھے افسوس سے کہے۔۔

وہاج کو وہ چھٹانک بھر کی لڑکی پل پل اپنی حرکتوں سے بے یقنی بھری حیرانگی سے دوچار کر رہی تھی۔۔ڈھیٹ سے ڈھیٹ مجرم کو وہ پل بھر میں سیدھا کرنا جانتا تھا،۔لیکن اسے آج پہلی مرتبہ ایک لڑکی کی حرکتوں کی سمجھ نہیں آرہی تھی، کہ وہ افسوس کرے یا پھر غصہ کرے۔۔اور اس کی حرکات پر اسے کیا سزا دے۔کیونکہ اس کا دماغ مکمل گھوم چکا تھا۔

تمہاری عمر کتنی ہے ؟؟" وہاج کر ختگی سے گویا ہوا۔"

بب بیس سال۔۔۔"وہ جھٹ سے بولی۔۔"

صحیح عمر بتاؤ۔۔۔"وہاج کی آواز میں مزید سختی نمایاں ہوئی۔"

"اکیس سال کی ہوں پکا میں اکیس سال کی ہوں۔یہ میرا آئی ڈی کارڈ ہے۔۔۔"

اس نے پاکٹ سے کارڈ نکال کر سامنے کیا۔۔

وہاج نے وہ کارڈ مٹھی میں قید کیا۔

"شاباش کافی سمجھدار ہو۔۔"

کیا مطلب؟؟" انابیہ حیران ہوئی۔

اپنا موبائل بھی دو۔۔۔" وہاج نے جواب دینے کے بجائے موبائل مانگا۔"

انابیہ نے حلق تر کر کے اسے دیکھا۔

دو۔۔۔" وہاج نے ہاتھ سامنے کیا،۔۔انابیہ نے ہچکیاں لیتے موبائل اس کے ہاتھ پر رکھا۔

کھڑی ہو۔۔۔" اس دوران وہ کھڑا ہو گیا تھا۔"

انابیہ نے اسے دیکھا،اور ہتھیلی زمیں جما کر کھڑا ہونا چاہا۔جب ہاتھ پر کسی چیز کے کاٹنے کا احساس ہوا۔

وُہ درد سے چیخی۔۔اور ہاتھ جھٹک کر کھڑی ہوئی،۔

اب کیا تماشہ ہے۔۔کیوں چیخ رہی ہو۔۔۔" وہاج اس کے شور پر دھاڑا۔۔"

لیکن اس کا پاگلوں کی طرح ہاتھ جھٹکنے پر سمجھ گیا تھا کہ کوئی چیز اسے کاٹ چکی ہے۔۔

وہ کارڈ اور موبائل پاکٹ میں ڈالے اسے کی کلائی پکڑے اسے جھاڑیوں سے نکال کر گاڑی کے پاس لایا۔اور اس کے ہاتھ کو پکڑ کر ہتھیلی کی پشت پر چپکے کیڑے کو دور پھینکا۔

انابیہ مسلسل چیختی درد سے دوہری ہوئی۔ جبھی وہاج نے ایک ہاتھ اس کے لبوں پر رکھ کر چیخ کا گلہ گھونٹا۔

چیخو مت۔۔۔کوئی زہریلا کیڑا نہیں تھا۔۔" وہ دانت پیسے دبا دبا سا غرایا۔۔"

اس کے گرم آنسو وہاج کو اپنے ہاتھ کی پشت پر۔ محسوس ہوئے۔۔اس نے فوری ہاتھ ہٹایا۔

روشنی مین اب بھیگی آنکھیں مکمل واضح ہوئی تھیں۔۔وہاج کا دل ایک پل کے لیے پرملال سا ہوا۔۔وہ لاڈوں میں پلی نازک لڑکی تھی، درد برداشت کرنے کی شاید اسے عادت بھی نہیں تھی۔۔

"چپ کر جاؤ۔۔اگر تم چاہتی ہو کہ تمہیں پولیس اسٹیشن نہ لے کر جاؤں اور نہ تمہارے ڈیڈی کو کچھ بتاؤں تو تم نے اب بالکل بھی چیخنا یا چلانا نہیں ہے۔۔"

وہاج کے لہجے کی نرمی پر اس کی ڈھارس بندھی۔۔

انابیہ نے زور و شور سے سر ہلایا تو وہاج نے اس کے

زخم والی جگہ پر دباؤ ڈال کر تھوڑا سا خون نکالا۔۔

انابیہ نے آنکھیں میچے لب کو دانتوں تلے دبا کر سسکی روکی۔۔اور دوسرے ہاتھ سے اس کی پشت پر ناخن گاڑے۔۔۔یہ فطری عمل تھا۔۔وہاج سمجھ چکا تھا کہ وہ درد کے زیرِ اثر ہے۔۔

وہاج نے دوبارہ اس کا چہرہ دیکھا۔۔جو درد برداشت کرتے سرخ پڑ چکا تھا۔۔آنکھیں میچے وہ معصوم سی گڑیا لگی۔۔لیکن صرف چند پل کے لیے، اس کی چالاکیاں یاد آئی تو رائے فوراً بدل گئی۔

"یہ لو اپنا موبائل اور آئی ڈی کارڈ۔۔۔آج کے بعد میری نظر تم پر ہوگی۔۔اگر تم ایسی کوئی حرکت کرتی نظر آئی تو تمہارے یہ آنسو بھی کسی کام نہیں آئیں گے۔"

انابیہ نے ندامت سے چہرہ جھکایا۔۔آنسو بہتے چلے جارہے تھے۔

نن نہیں کروں گی۔۔ بالکل بھی نہیں کروں گی۔۔"نمزدہ آواز ناجانے کیوں دل کو بے قراری کی "
جانب گامزن کر گئی۔

رونا بند کرو۔۔کیا تم بھول گئی ہو میں نے کیا کہا ہے۔۔۔؟" وہاج کا لہجہ دوبارہ سخت ہوا۔"

"مجھے درد ہو رہا ہے۔اس لیے رو رہی ہوں۔۔میں آپ کی طرح جلاد پولیس آفیسر نہیں ہوں۔"

وہ چڑ کر بولی۔۔پر وہاج کے چہرے کے تنے تاثرات دیکھ کر اسے اپنی جلدی بازی پر شدید افسوس ہوا۔

"سس سوری۔۔پر مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔"

"آئی تھنک تمہارے ماما بابا دونوں ڈاکٹر ہیں۔۔وہ اس کا علاج اچھے سے کریں گے۔۔"

وہاج نے اس کا ہاتھ دیکھا جو کافی سرخ ہو رہا تھا۔

میں گھر جا کر خود میڈیسن لے لوں گی۔۔" وہ درد دباتی جھٹ سے بولی۔مبادہ وہ شخص سیدھا ہاسپٹل "
نہ لے جائے۔۔اور اس کا راز فاش نہ کر دے۔

جاؤ۔۔!!" وہاج نے اسے حکم دیا۔۔انابیہ اس کھڑوس شخص کو دیکھتی مڑی اور واپس اسی جانب "
جانے لگی، جہاں سے وہ آئی تھی۔

رکو۔۔"وہاج نہ چاہ کر بھی اسے پکار چکا تھا۔"

انابیہ کے دل کی کلی کھلی۔۔شاید وہ شخص اسے خود گھر چھوڑنے والا تھا۔

"گاڑی کہاں کھڑی ہے؟؟اور کیا تم اکیلی آئی تھی۔۔۔؟"

انابیہ نے ایک سمت کی جانب اشارہ دیا۔۔تو وہاج لب بھینچے آگے آیا۔۔

چلو۔۔"اس کے ہمقدم ہوئے اس نے چلنے کا حکم دیا۔"

اس نے حیرت سے وہاج کو دیکھا جو سپاٹ چہرے کے ساتھ سامنے دیکھ رہا تھا۔

انابیہ کو گویا ہفت اقلیم کی دولت مل گئی تھی۔ایک تحفظ کا احساس ارد گرد پھیل گیا تھا۔۔دل خوش فہم ہوا تھا کہ وہ شخص اس کی فکر کرتا ہے،اگر فکر کا آغاز ہو گیا تھا تو وہ دن بھی دور نہیں تھا جب اسے انابیہ سے محبت ہو جاتی۔

اس کے قدموں سے قدم ملاتی وہ رب سے اپنا اور اس ظالم کا شخص ابد تک کے لیے مانگ رہی تھی۔

مخدوم چوہدری کی باتوں کو سوچتے رہو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے۔۔اور یہ جو سامنے فائلز کھلی ہیں "اپنی بے قدری پر روتی رہیں گی۔۔"

چائے کا کپ ٹیبل پر رکھ کر اس نے زین کو دیکھا جو گہرے تذبذب کا شکار تھا۔

"تو سب جانتے ہوئے بھی مجھے یہ کہہ رہا ہے۔وہ میری بیوی ہے کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔"

زین نے سیگریٹ کا گہرا کش لے کر اس کی جانب بڑھایا۔

اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔۔جب تک مجھے بیوی کا احساس کا پتہ نہیں چلے گا۔میں تیری کیفیت سمجھ "نہیں پاؤں گا۔۔"

سفیر نے کندھے اچکائے کہا۔زین نے اسے تند ہی گھوری سے نوازا،جس کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

اچھا میری بات سن۔۔" سفیر آگے جھکے رازداری سے بولا۔"

کچھ الٹی بکواس کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"زین نے انگشت نمایاں کیے تنبیہہ کی۔جبکہ سفیر" نے چہرے پھیلتی ناگواری کو بمشکل چھپایا۔

میں نہایت اسلامی طریقے سے تجھ سے تیری بہن مانگتا ہوں۔۔میری منگیتر کو اب نہایت ادب و" آداب اور سیدھے طریقے سے میری زوجہ بنادے گا تو میں تیرا بہت شکر گزار ہو جاؤں گا۔۔کیونکہ اب میرا اکیلے گزارا بہت مشکل ہو گیا ہے۔۔اتنا بڑا مجھے کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے۔۔کھانے کے لیے مجھے "ملازماؤں کی منت کرنی پڑتی ہے۔۔بیوی ہوتی تو مزے سے اسے حکم دیتا۔۔اپنے ناز نخرے اٹھواتا۔

سفیر نے زین کو دیکھے ہاتھ جوڑے متانت سے کہا، وہ الگ بات تھی کہ چہرے پر اپنے لفظوں کے برعکس تاثرات محسوس تھے۔ جسے وہ کم از کم لجاجت بھرے تاثرات ہرگز نہیں کہہ سکتا تھا۔

فلحال شادی کی اس گھر میں بات نہیں ہو گی۔۔ کیونکہ اس وقت ہمارا کام سب سے زیادہ ضروری ہے۔۔۔"

زین نے پل میں اس کی بات ہوا میں اڑائی اور لیپ ٹاپ کا رخ اس کی جانب کیا۔

"کیوں نہیں ہو گی۔۔ اور کیسے نہیں ہو گی۔۔۔"

سفیر نے دانت پیسے اور لیپ ٹاپ بند کر دیا۔۔

کیا بکواس حرکت ہے، اپنی حرکتوں سے تو مجھے بار بار یہ احساس دلاتا ہے کہ میں تجھے تیرے کام سے ٹانگ مار کر باہر نکال دوں۔۔ اور اپنی بات سے بھی مکر جاؤں۔۔ کاش کہ میں تجھے ان سب میں شامل نہ کرتا۔۔ کاش۔۔۔"

زین کی دھمکی پر بھی سفیر کو کوئی اثر نہیں ہوا۔۔

خبردار تو نے شجیہ کے حوالے سے کچھ الٹا سیدھا سوچنے کی کوشش کی، تیرے دشمنوں سے پہلے میں تیری جان لے لوں گا۔۔۔"

وہ غرایا تھا۔

تو پھر شادی کا خیال بھی اس دماغ سے نکال دے۔۔۔ شجیہ نہیں مانتی۔۔"زین نے لاپرواہی سے کہہ کر" لیپ ٹاپ دوبارہ اوپن کیا۔

زین یہ غلط بات ہے۔۔ تیری کنواری بیزار پھیکی زندگی میں، میں نے اتنی خوبصورت لڑکی کو رنگ" بھرنے بھیج دیا۔۔ تجھے میرا شکرادا کرنا چاہیے اور اس شکر کے بدلے مجھے بھی بیوی جیسے انعام سے "نوازنا چاہیے تو الٹا میرے ساتھ ہی دغا بازی کر رہا ہے۔۔۔

سفیر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ زین کا منہ توڑ دے۔۔ جو طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے اس کے زخموں پر نمک چھڑکنے کا باعث بن رہا تھا۔

"پہلے کام پھر دام۔۔" یہ تو جانتا ہو گا۔۔۔"

زین نے شانے اچکائے۔۔

"لیکن میں پہلے دام لوں گا اور پھر کام کروں گا۔۔ ورنہ مجھ سے اچھے کی امید مت رکھنا۔"

وہ چڑ کر کھڑا ہوا اور باہر نکل گیا۔۔ زین نے اسے نہیں روکا۔۔ جانتا تھا کہ کچھ دیر بعد وہ خود تھک ہار کر واپس آجائے گا۔۔

سفیر مٹھیاں بھینچے، غصے سے سرخ ہوتا باہر کی جانب بڑھا، لیکن یہ غصہ پل بھر میں جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔سامنے وہ ساحرہ اپنے ذاتی چھوٹے باغ نما لان میں موجود پودوں کو پانی دینے میں مصروف تھی۔

سفیر کے قدم شجیہ کی جانب بڑھے۔ہمیشہ کی طرح رکھی نے سفیر خان کو دیکھا اور رنگ اس کا پل میں اڑا۔وہ جانتی تھی اب سفیر کیا اشارہ کرے گا۔۔اس لیے پہلے ہی منظر سے غائب ہونا اچھا تھا۔سفیر اس کی سمجھداری پر فخر سے مسکرایا۔

رکھی کل مالی بابا سے یہ فالتو ٹہنیاں کٹوا دینا۔۔ایک تو یہ بہت لمبی ہو گئی ہیں۔دوسرا پھر یہ باقی پودوں " "سے لڑائی کریں گی

وہ اپنے پیچھے رکھی کو ہی تصور کرتی ہدایات دینے لگی۔

جی ضرور بی بی جی۔۔۔آپ کا حکم تو سر آنکھوں پر ہے۔" وہ قریب جھکے سرگوشیانہ بولا۔۔"

مردانہ آواز سن کر وہ جھٹکے سے مڑی، سامنے دیوار بنے سفیر سے ٹکراتی وہ لڑکھڑائی تھی۔

سفیر نے فوراً کلائی پکڑ کر اپنی جانب کھینچ لیا۔۔ہاتھ میں پہنی کئی چوڑیاں ٹوٹ کر کلائی میں چبھی۔۔جبکہ وہ سیدھا اس کے سینے سے ٹکرائی۔

آرام سے جانم۔۔کیوں زمین کا نقصان کروانے پر تلی ہو۔۔۔" وہ شرارت سے باز نہ آیا۔"

جبکہ شجیہ نے درد سے سسکی روکی۔۔سفیر نے اس کے چہرے پر درد بھرے تاثرات دیکھے تو حیران ہوا۔۔لیکن پھر نظر کلائی پر گئی، جہاں کچھ چوڑیاں ٹوٹی ہوئی بازو میں موجود تھی۔

سوری۔۔۔مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔"لب بھینچے وہ پل میں سنجیدہ ہوا جبکہ شجیہ نے کلائی آزاد کروانی چاہی" جو وہ گرفت میں لے چکا تھا۔

چھوڑیں میں خود دیکھتی ہوں۔۔چوڑی کلائی میں لگی ہے۔۔"اس نے ارد گرد نگاہ ڈالی، کہیں کوئی" اسے سفیر کے ساتھ نہ دیکھ لے۔

"فکر مت کرو۔۔تمہارے بابا اور چچا گھر موجود نہیں ہیں۔۔"

سفیر نے اس کی نظر کا مفہوم پل بھر میں سمجھا، سفید کلائی پر چھوٹے چھوٹے کانچ چبھے تھے، جن سے خون کی ننھی بوندیں ابھری تھیں۔

وہ گھر موجود ہو یا نہ ہوں۔مجھے اپنی عزت کا بہت خیال ہے۔۔۔"اس نے ہاتھ جھٹکا لیکن سفیر کی" گرفت مضبوط تھی۔

سفیر کے چہرہ یکلخت سرخ ہوا۔۔

تو کیا میں تمہیں عزت کا سودائی لگتا ہوں۔"اپنے طیش پر وہ قابو نہیں رکھ پایا۔۔کلائی پر گرفت پل بھر" میں سخت ہوئی تو شجیہ کے سرخ پڑتے لبوں سے سسکی نکلی۔

"آپ میرے محرم نہیں ہیں جو میں آپ پر یقین کرلوں۔۔نیت بدلنے میں وقت نہیں لگتا۔۔۔"

شجیہ نے گہرا طنز کیا، لبوں پر کاٹ دار مسکراہٹ موجود تھی۔درد کی ساری تلخی لفظوں میں سمٹ گئی تھی۔

سفیر نے کلائی چھوڑ کر اسے بازوؤں سے جکڑے قریب کیا۔۔"

شیفون کی گہری سبز فراک میں اس کا بھر بھرا سا وجود سفیر کو جو کچھ دیر پہلے اپنی جانب متوجہ کر رہا تھا۔

لیکن اب وہی وجود نا جانے کیوں برا لگا تھا۔

لفظوں کا استعمال ہمیشہ سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔۔۔ بعض اوقات ہمارے لفظ ہمارے گلے کا طوق بن " جاتے ہیں۔۔اور نیتوں کا حال اللہ بہتر جاننے والا ہے۔۔ ہو سکتا ہے، تم جسے عزت کا محافظ سمجھو وہی "عزت کا سودائی نکل آئے۔۔

اسے امید نہیں تھی کہ وہ گنوار سا مرد اتنی گہری بات کرے گا۔۔

فلحال آپ یہاں سے جائیں۔۔ میں اپنی ذات پر کوئی الزام نہیں چاہتی۔" وہ نظر چرائے بولی۔۔اس کی " بولتی گہری نظریں شجیہ کو واضح جتا رہی تھیں کہ وہ نگاہیں کیا چاہتی ہیں؟ لیکن جب دل ہی راضی نہیں تھا تو زبردستی وہ اپنی ذات کے ساتھ کیونکر کرتی۔

سفیر نے لب بھینچے اس کا سفاک چہرہ دیکھا، جو اس وقت اسے سفاک ہی لگ رہا تھا۔۔

ہر بار وہ اپنے لفظوں سے اس کی خالص محبت کو کچل کر رکھ دیتی تھی۔

"تم ایک دن سفیر خان کو ڈھونڈو گی، شجیہ۔۔ لیکن اس دن سفیر خان تمہاری ذات کا غرور تمہیں واپس کرنے کے لیے اس دنیا میں موجود نہیں ہو گا۔۔"

شجیہ کا دل لرزا تھا۔۔

"بددعا دے رہے ہیں، صرف اس لیے کہ میں محبت کا جواب محبت سے نہیں دیتی؟؟" شجیہ دل کی حالت پر قابو پائے کاٹ دار انداز میں بولی۔

سفیر تلخ سا مسکرایا۔وہ غیر سنجیدہ انسان محبت کے معاملے میں بہت سنجیدہ تھا لیکن شجیہ نے اس کی محبت کو ہمیشہ فالتو ہی سمجھا تھا۔

"تمہیں بددعا دینے سے پہلے میں خود کو یہاں گولی مار دوں گا۔۔"

سینے پر دل کے مقام پر اس کا ہاتھ رکھے وہ شدت بھرے انداز میں بولا۔۔ایک پل کے لیے شجیہ کا وجود کانپا تھا۔اس نے ہاتھ ہٹانا چاہا، لیکن اس دل کی دھڑکن اسے اپنی ہتھیلی پر واضح محسوس ہوئی، جو شاید شجیہ چوہدری کا ہی نام لے رہی تھی۔

سفیر اس کے سرخ چہرے کو دیکھتا ہاتھ آزاد کر گیا۔۔

"زخموں پر مرہم لگا لینا۔۔ کہیں یہ زخم ناسور نہ بن جائیں، جیسے تمہارے لفظ ہر مرتبہ میرے دل پر ایک گہرا زخم بھرا داغ چھوڑ جاتے ہیں۔۔"

اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر وہ اپنی نگاہ کی پیاس بجھا رہا تھا۔۔چاہتا تو وہ خود بھی یہ کام کر سکتا تھا۔لیکن وہ لڑکی شاید اس پر اعتبار نہیں کرتی تھی۔

وہ لڑکی سفیر خان کو ایک سفاک جادو گرنی لگتی تھی جس نے اس کی ساری طاقتیں چھین کر راہ بدل لی تھی۔

نکاح کا جوڑا پہنچ چکا تھا۔۔دیدہ زیب وہ جوڑا تعبیر کی آنکھوں میں چھبن پیدا کر رہا تھا۔

زیورات کے کئی باکس وہاں موجود تھے، جو اسے لہنگے کے ساتھ پہننے تھے۔۔شاید اس کا ہونے والا شوہر اسے پور پور سجا دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ اپنے خالی دل خالی روح کا کیا کرتی، جو ایک شخص مرتے ہوئے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

اسے وہ وقت یاد آیا جب وہ دلہن بنی اپنی قسمت پر نازاں تھی، اسے لگتا تھا اس سے زیادہ خوش قسمت روئے زمین پر کوئی نہیں ہے، جسے اتنا چاہنے والا شخص مل رہا ہے، لیکن عین بارات کے وقت اس کی ساری خوشی سارا غرور خاک میں مل گیا۔۔جب اس شخص کی خون آلود لاش حویلی کے صحن میں رکھی گئی۔۔اور لاش لانے والا شخص کوئی اور نہیں نوفل یزدان تھا۔ جس کا دوست جیسا بھائی اس کے ہاتھوں میں دم توڑ چکا تھا۔۔

تعبیر کی چیخیں آہیں حویلی کی در و دیوار ہلا گئی تھیں۔ لیکن کس کے پاس کہنے کے لیے ایک ہمدردی بھرا بول نہیں تھا، سب اس کی ذات کو ہی منحوسیت کا نام دے چکے تھے۔

اس نے جھر جھری لے کر خود کو اس لمحے سے آزاد کروانا چاہا۔۔مزید وہ اب سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی، باپ کی شفقت و محبت اسے اگر یہاں سے رخصت ہو کر اس انجان زندان میں جانے سے حاصل ہو سکتی تھی، تو وہ خوشی خوشی خود کو قربان کرنے کو تیار تھی۔

اسے نوفل یزدان یاد آیا، جس کی دھمکیاں استحقاق بھرا انداز چیخ چیخ کر بتا رہا تھا کہ وہ کچھ کر گزرے گا۔۔لیکن وہ دوبارہ پلٹ کر نہیں آیا تھا۔۔اور نہ حویلی کے مکینوں کو اس کی خبر ہوئی تھی۔ تعبیر کے لیے یہ بھی سکون کا باعث تھا۔۔کہ سر سے بلا ٹل گئی تھی۔

دروازے پر ہوئی دستک نے اس کی توجہ کھینچی تو اس نے آنسو صاف کیے، جو گالوں پر بہہ رہے تھے۔

"آجاؤ۔۔"

سلمان ملک کو وہیل چئیر پر اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ ڈوپٹہ درست کرتی رخ موڑ گئی۔

" گھبراؤ نہیں تعبیر۔۔۔میں آج تمہیں دھمکانے نہیں بلکہ معافی مانگنے آیا ہوں۔۔"

سلمان ملک کا خلافِ توقع نرم لہجہ سنتی وہ چونکی۔۔اور اس نے سلمان ملک کو دیکھا جس کی بازو پر پٹی بندھی تھی، اور ٹانگ بھی زخمی تھی۔

اس نے ثمینہ کو دیکھا جس کا چہرہ مطمئن تھا۔۔جہاں محبت کے رنگ بکھرے تھے۔

"ثمینہ تم تھوڑی دیر باہر جاؤ۔۔میں تعبیر سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔۔"

جی۔۔۔" وہ سلمان ملک کے کندھے پر ہاتھ سے دباؤ ڈالے باہر نکل گئی۔ تعبیر نے اپنا ڈوپٹہ بے ساختہ درست کیا۔

تعبیر مجھے معاف کردو۔۔۔" سلمان ملک نے ہاتھ جوڑے۔ تو تعبیر نے شدید حیرت سے سلمان ملک " کے چہرے کو دیکھا، جہاں ندامت کے آنسو تھے۔

نہیں آپ معافی نہ مانگیں۔۔" اپنی نرم دلی کے باعث وہ فوراً بولی تھی۔ "

نہیں مجھے معافی مانگ لینے دو۔۔ میں نے ثمینہ کی حق تلفی کی، اپنی بیٹیوں کو دربدر کردیا۔،۔ تمہیں اتنا" "رسوا و ذلیل کیا۔۔

اس کی آواز کا بھاری پن تعبیر کو واضح محسوس ہوا تھا۔

سلمان بھائی آپ ثمینہ بھابھی کو لے آئے اس سے بڑھ کر میرے لیے خوشی کا مقام نہیں ہے۔۔ وہ" "آپ سے بہت محبت کرتی ہیں۔ آپ انہیں خوش رکھیں میں آپ کو معاف کردوں گی۔

تعبیر لجاجت سے گویا ہوئی۔

میں جانتا ہوں۔۔ لیکن میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے تمہارے ہونے والے شوہر کا قتل نہیں " کیا تھا۔ تمہیں لگتا ہے میں مجرم ہوں۔۔ لیکن اصل مجرم کوئی اور ہے۔۔۔ جس کا تمہیں بہت جلد پتہ چل جائے گا۔۔ یوں سمجھ لو میرے ہاتھ پاؤں سب بندھے ہوئے ہیں آگر میں نے زبان کھولی تو مجھے جان سے مار دیا جائے گا۔ میں ابھی جینا چاہتا ہوں۔۔ اپنی بچیوں کے لیے ثمینہ کے لیے۔۔ اور تمہارے بھاگنے کی افواہ بھی میں نے نہیں پھیلائی تھی، بلکہ اس کے پیچھے بھی کسی اور کا ہاتھ تھا جو تمہیں مکمل " برباد کردینا چاہتا تھا۔

سلمان کے چہرے پر اس وقت ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔ جبکہ ہاتھ جڑے ہوئے تھے۔

جبکہ تعبیر کا چہرہ سفید پڑا۔ وہ تو سلمان ملک اور اس کے باپ جمال ملک کو ہی اپنی خوشیوں کا قاتل سمجھتی تھی۔۔

مم مجھے معاف کر دینا۔۔ میں نے تمہیں سچ بتا کر تمہارے زخموں کو ایک بار پھر ہرا کر دیا، لیکن میں" ضمیر پر بوجھ لے کر مرنا نہیں چاہتا۔

"آپ یہ سب کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ مجھے پوری بات کیوں نہیں بتا رہے۔۔ "

میں تمہیں اس سے زیادہ تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔۔ اور تم بھی مجھ سے نہ پوچھو۔۔۔ تمہیں وہاج کی قسم "

"ہے۔۔ یوں سمجھ لو میرے ارد گرد دشمن کا جال بہت سخت ہے۔۔

پر میں کیسے یقین کر لوں۔۔" تعبیر نا سمجھی سے بولی۔ "

میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔۔ اور تمہیں یقین بھی کرنا ہو گا۔ تم اس نکاح کی حامی چپ چاپ " بھر لو۔۔ اور یہاں سے جلد از جلد چلی جاؤ۔۔۔ کیونکہ وہ شخص تمہاری حفاظت بہت اچھے سے کر سکتا "ہے۔۔۔

تعبیر کو اپنا دماغ مختلف سوچوں میں الجھا ہوا محسوس ہوا۔ لیکن وہ یہ بھی جاننا چاہتی تھی۔

"کون کر سکتا ہے۔۔ اور کس سے میرا نکاح ہو رہا ہے۔۔ کم از کم یہ تو بتا دیں۔۔"

تعبیر کو انجانے وسوسوں نے گھیرا۔

جس سے بھی ہو رہا ہے، وہ شخص صرف تمہارے لیے ہی اب تک زندہ ہے۔۔جو اپنی جان سے بڑھ کر " تمہاری حفاظت کرے گا۔۔میں چلتا ہوں۔دوبارہ التجا کر رہا ہون۔انکار مت کرنا۔۔

وہ وہیل چئیر موڑے ایک بار پھر فریاد کر گیا تھا۔

تعبیر گھومتے دماغ کے ساتھ وہی بیٹھ گئی تھی۔

یہ مینشن میں اتنی چہل پہل کیوں ہے؟؟"زرفشاں نے مینشن میں ہوتی سجاوٹ کو مدِ نظر رکھتے پوچھا۔

صبح سے "روز"اب اس کے پاس آئی تھی،۔آج ایک ملازمہ نے اسے ناشتہ دیا تھا۔

"باس کی شادی ہے۔۔اس لیے سب تیاریاں ہو رہی ہیں۔۔"

"باسط بھائی کی شادی۔۔؟اور انہوں نے بتایا بھی نہیں۔۔۔"

زرفشاں کو افسوس ہوا تھا۔۔کیا وہ اسے اتنا پرایا کر چکا تھا۔

نہیں میں شادی نہیں کر رہا۔۔"باسط اندر آتے بولا۔زری نے اسے دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔"

چہرے پر پھیلی اداسی کی جگہ شادابی پھیل گئی۔

پھر کون کر رہا ہے شادی؟؟" وہ باسط سے مخاطب ہوئی، جو آج سیاہ کرتا شلوار میں ملبوس کافی خوبرو اور" اصلی باسط خان لگ رہا تھا۔ جس دن سے وہ یہاں آئی تھی، اسے زیادہ تر ٹپ ٹاپ سا دیکھتی تھی۔

"میرے باس کی شادی ہے۔۔ کل ان کا نکاح ہے۔۔۔"

اپنی ازلی سنجیدگی سے بولا۔۔

تو کیا میں بھی جاؤں گی۔۔۔؟" زری نے خوشگواری سے پوچھا۔"

نہیں۔۔ تم نہیں جاؤ گی۔۔۔" وہ باسط کے دوٹوک انداز پر دل مسوس کر کے رہ گئی۔"

مجھے بھی جانا ہے۔۔ اس گھر میں میرا دم گھٹنے لگا ہے۔۔" وہ چڑ کر بولی۔"

باسط کو بے ساختہ اپنی گڑیا پر ترس آیا۔، لیکن وہ مٹھیاں بھینچے نظر انداز کر گیا۔

کل تم مینشن میں اکیلی ہو گی۔۔ روز بھی ہمارے ساتھ جائے گی۔۔ اگر تم نے یہاں سے بھاگنے کی" "کوشش کی تو تمہیں اسی وقت مار دیا جائے گا۔۔۔

باسط سفاکیت کی انتہا کیے زرفشاں کی جان ہلکان کر گیا۔۔

نن نہیں۔۔ میں نہیں جاؤں گی۔۔" خوف کے زیرِ اثر بولتی وہ آج پھر زین چوہدری کو سوچوں میں" لا چکی تھی، وہ ستمگر بھی تو اسے مروا دینا چاہتا تھا۔۔ آنسوں گلابی عارض پر بکھر گئے۔ باسط نے لب بھینچے تھے۔

روز اسے سب سمجھا دو۔۔۔" وہ مڑ کر باہر نکل گیا۔ مزید ان آنسوؤں کو دیکھنے کی ہمت اس میں نہیں" تھی۔

ڈونٹ کرائے زرفش۔۔۔ "روز نے اس کے آنسوص-اف کیے اس کا نام بمشکل لیا۔۔ "

باسط بھائی ایسے تو نہیں تھے،۔۔"وہ بھیگی آواز میں بولی۔۔ "

ہاں وہ ایسے نہیں ہیں، لیکن اپنے کام کے دوران وہ ہر ایک سے ایسے ہی رویہ رکھتے ہیں۔۔ کچھ دن " میں وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔۔ بلکہ وہ اس مینشن کے سب سے فنی پرسن ہیں۔"

روز نے مذاقیہ کہا۔۔

کیا یہاں اور کوئی بھی رہتا ہے، اور وہ جو آدمی ہے، جس کے لمبے بال اور اونچا لمبا قد ہے۔ جس کا چہرہ " کافی پراسرار ہے۔ وہ کون ہے؟؟"

زرفشاں نے دھیمے لہجے میں نہایت رازداری سے پوچھا۔۔

"وہ اس مینشن کے باس ہیں۔۔ اس سے زیادہ میں تمہیں نہیں بتا سکتی۔"

"لیکن تم نے تو کہا تھا کہ باس کے باس کو میں پسند آگئی ہوں۔۔

وہ بڑبڑائی تھی۔۔ گویا پوچھتے ہوئے شرمندگی ہو رہی ہو۔

وہ بھی باس ہیں۔۔"روز مسکرائی۔"

کیا سب باس ہیں؟ یہ باس خانہ تو نہیں ہے۔؟"وہ چڑ ہی تو گئی تھی۔۔"

"نہیں وہ ماسٹر مائنڈ باس ہیں کل تم انہیں بھی دیکھ لو گی۔۔"

زرفشاں کا وجود کانپا۔۔

"نہیں میں انہیں نہیں دیکھنا چاہتی نہ ان کے سامنے آنا چاہتی ہوں۔۔"

سفید پڑتے چہرے کے ساتھ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

اوکے تم نہ ملنا۔۔ لیکن کل تم ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گی، لیکن مینشن کے ارینجمنٹ تم ہی دیکھو گی۔۔اور تمہارے لیے میں نے سپیشل ڈریس ریڈی کروایا ہے، کل تم وہ پہنو گی۔۔"

اور وہ جو اتنے کپڑوں کا ڈھیر ان الماریوں میں بھرا ہے وہ کون پہنے گا۔۔؟" وہ بیزار ہوئی، اپنی چاندی کی چوڑیوں کی یاد شدت سے آئی، اور اپنا وہ لباس جو وہ یہاں پہن کر آئی تھی۔۔وہ دوبارہ پہننا اسے نصیب نہیں ہوا تھا۔۔روز وہ لباس شاید پھینک چکی تھی۔ جس کا اسے دلی افسوس تھا۔

وہ معمولی سے کپڑے اسے پر سکون کرتے تھے۔۔جس لباس میں اس نے زین چوہدری کو اپنے حق میں پایا تھا۔

لیکن روز سے وہ پوچھنے کی جرات نہیں کر سکتی تھی۔

"وہ بھی تم ہی پہنو گی، کیونکہ باس نے یہ سب بہت خوشی سے تمہارے لیے لیا ہے۔۔"

مجھے تمہارے باس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔ مجبوری میں یہاں رہنا پڑ رہا ہے۔۔" وہ ناک سکوڑے بولی۔۔

یہ تو کل پتہ چل جائے گا۔۔۔" روز نے اس کی ننھی سی ناک کھینچی۔۔"

اپنی نرم نازک مزاجی اور چمکتے حسن سے وہ روز کو کچھ زیادہ ہی پسند آگئی تھی۔

"لیکن آج تیرے باس کا نکاح ہے باسط۔اور تو میری خوشی کا عالم نہیں جانتا کہ میں آج کتنا خوش ہوں۔ جو تونے یہ شیروانی پہنائی ہے۔۔یہ نہایت بکواس ہے، اور یہ میرا موڈ بھی خراب کر رہی ہے۔"

گولڈ براؤن شیروانی زیب تن کیے اس نے آئینے میں سے ہی باسط کو بھوری آنکھوں سے گھورا۔

باسط کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آئی۔

"باس نکاح ہے آپ کا۔۔اور نکاح کے اہم دن پر عام لباس نہیں پہنا جاتا۔۔"

"یہ بھلا کیا منطق ہوئی؟؟"

نوفل نے منہ بگاڑے کہا۔

"باس یہ منطق نہیں ہے، بلکہ تلخ حقیقت ہے، جیسے جیل جاتے وقت ایک خاص لباس پہنایا جاتا ہے۔۔اسی طرح سمجھ لیں کہ شادی والے دن بھی ایک قید خانے میں انسان خود اپنے آپ کو اپنی پوری رضامندی سے قید کر رہا ہوتا ہے۔۔اسی لیے وہ قیدی خود نہایت شوق سے شاپنگ کر کے وہ لباس

پہنتا ہے، تاکہ آئندہ زندگی میں اسے افسوس نہ ہو کہ اس نے مصیبت گلے لیتے ہوئے اپنے ارمان پورے نہیں کیے۔۔"

"تو ایک دم بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔ایک غنڈے کو قابو کرنے کے لیے میں ایک تھانیدارنی لا رہا ہوں۔۔جو تیرے باس کی دہشت کو ختم کردے گی۔۔"

نوفل نے تاسف سے سر ہلایا۔آنکھوں کے سامنے تعبیر کا سنجیدہ روپ آیا۔

"باس اچھا ہے،آپ کو بھی کوئی ڈانٹنے والی آرہی ہے۔۔ورنہ میں بیچارا اکیلا آپ کی ڈانٹ صبح شام چپ چاپ سنتا ہوں۔۔"

باسط نادیدہ آنسو صاف کیے بولا۔

"بیٹا تو بہت بڑا ایکٹر ہے۔۔"نوفل نے اس کے شانے پر زوردار پنچ مارا۔

اس نے کبھی باسط اور اپنے درمیان فرق نہیں رکھا،اسے ہمیشہ اپنے بھائیوں کی طرح ہی سنبھالا تھا۔ چھوٹا ہونے کے باجود وہ اس کا بڑا بھائی بنا رہتا تھا۔

"باس آپ کی کرم نوازی ہے۔۔"وہ جھینپ کر اس کے سینے سے لگ گیا۔

سفیر خان کی یاد شدت سے آئی، وہ بھی تو اسے چھوٹے بچوں کی طرح سنبھالتا تھا، لیکن پھر سب بکھر گیا، اس نے اعتبار کھودیا، رسوا ہو کر وہ جیل چلا گیا۔

اس نے ساری منفی سوچوں کو جھٹک کر نوفل اور تعبیر کے ساتھ کی دعا پوری شدت سے مانگی۔

ایک بار تم اپنی بہن سے بات کر لیتے، شاید اس کا دل بھی ہلکا ہو جائے، وہ سمجھتی ہے زین چوہدری نے "اسے دھوکا دیا ہے۔۔اس وقت اسے دلی سہارے کی اشد ضرورت ہے۔۔"

باس آپ کو دیر ہو جائے گی، چلیں۔۔۔" باسط نے آج پھر دل پر پتھر رکھ کر بات بدل دی۔"

"تم دو بار مجھے اپنی انہیں حرکتوں کی وجہ سے ناراض کر چکے ہو۔"

باس میں آپ پر قربان۔۔۔آپ کو میں ناراض کرنے کی سوچ بھی نہیں سکتا۔آپ نے مجھے نئ "زندگی دی ہے۔"

باسط نے گرفت مضبوط کی۔

"اگر زندگی میں کبھی کر دیا تو؟؟"

کبھی بھی نہیں باس میں کبھی یہ غلطی نہیں کروں گا۔۔اور جس دن ایسا ہوا یہ آپ کا باسط بیٹا خود اپنی "جان لے گا۔۔"

خبر دار جو بکواس کی۔۔"اس نے گال پر مکہ جڑا۔"

"باس آپ کی شادی ہے۔۔آپ اس خوشی میں میرا منہ نہ بگاڑیں۔۔۔"

باسط منہ سہلاتا پیچھے ہوا۔نوفل کا ہاتھ مار پیٹ کی وجہ سے ایکسٹرا ہی بھاری تھا۔

اب نہیں ماروں گا، اچھا کیا تو نے یاد کروا دیا کہ میری شادی ہے۔۔" وہ شرارت پن سے بولا۔ تعبیر کو "یاد کرتے ہیں دل میں ہلچل سی ہوئی۔

وحشت بھری آنکھوں میں آج نرمی تھی، کچھ پا لینے کی لگن تھی۔۔ کئی وسوسے بھی سمٹے تھے، لیکن وہ آج صرف مسکرانا چاہتا تھا، وہ دنیا کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ جس لڑکی کو شدت سے چاہتا ہے، وہی اس کا مقدر بن رہی ہے۔۔ جس اس نے چار سالوں میں پل پل سوچا تھا، وہ آج حقیقت بن کر اس کے پہلو میں ہمیشہ کے لیے آنے والی تھی۔

"باس آج آپ کا انتظار ختم ہو گیا ہے، مجھے پورا یقین ہیں بھا بھی آپ کا یقین ضرور کرے گی۔۔ اور آپ کی محبت کو قبول بھی ضرور کرے گی۔۔"

اس کی آنکھوں میں پنپتے خوف کو باسط بھانپ چکا تھا۔

"وہ یقین بھی نہ کرے، میری محبت کو قبول بھی نہ کرے، مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہے۔۔ بس مجھ سے نکاح کی حامی بھر لے۔۔ میرے لیے اس کا نام ہی بہت قیمتی ہے، باقی ساری طلب تو بعد میں آتی ہے۔

میرے جذبے سچے ہیں۔۔ میری محبت ایماندار ہے۔ اور ایمانداری جس چیز میں ہو، اسے قیمتی بنا دیتی ہے۔

یوں سمجھ لو میں اپنی پوری ایمانداری سے تعبیر ملک صاحبہ کو جیتوں گا۔۔"

لہجے میں ایک پر یقینی تھی،۔ باسط نے اس یقین کی دائمی ہونے کی دعا کی،۔اور اس الجھی لڑکی کو بھی دعاؤں میں مانگ لیا،۔ جس نے پہلی ملاقات میں ہی اسے اپنی جانب اسے پوری طرح متوجہ کر لیا تھا۔

چلو چلیں دیر ہو جائے گی۔۔" خیالوں کی حسین دنیا سے نکلتا وہ باسط کو ساتھ چلنے کا اشارہ دیے، باہر " نکلا تھا۔

"اوہ مائے گاڈ، زرفش۔۔۔ تم اتنی۔۔۔ مطلب اتنی خوبصورت لگو گی، مجھے زرا بھی نہیں پتہ تھا۔"

اس کے خوبصورت مومی سراپے کو سنہری اورنج فراک میں ڈھلتے دیکھ کر وہ تعریف کیے بنا نہ رہ پائی۔

روز، تمہارے باس کا نکاح ہے،۔اور میں تو جا بھی نہیں رہی، پھر یہ سب تم نے مجھے کیوں پہنایا"

"ہے۔۔

وہ گھبرائی تھی،۔

اپنا یہ حسین روپ اسے بھی پیارا لگا تھا۔وہ سنہری اورنج فراک اس کے نازک بدن پر پوری طرح فٹ تھا،۔

زرفشاں کے کانوں میں بھاری آویزے ڈالتی وہ محض مسکرائی۔

میرے باس چاہتے ہیں کہ ان کی خوشی میں اس گھر کا ہر مکین شامل ہو، ہاں وہ تمہیں لے کر نہیں جاسکتے، کیونکہ ان کی کچھ مجبوری ہے۔۔پر جب وہ تعبیر میڈم کو لائیں گے تو تم ان کا ویلکم کرنے کے لیے لاؤنج میں موجود ہوگی۔۔اسی لیے میں تمہیں تیار کر رہی ہوں۔۔ "

"پر تم لوگ تو شام کو لوٹو گے، ابھی تو دن کا آغاز ہوا ہے۔۔ "

روز کی وضاحت پر اس نے مزید سوال کیا۔

زرفش۔۔آج تم بہت سوال کر رہی ہو۔۔ "روز سنجیدگی سے بولی۔ "

نن نہیں اب نہیں کروں گی۔۔پلیز ڈانٹنا مت۔۔۔ "زری سہم گئی۔ "

کم آن زرفش۔۔۔تم کتنی جلدی ڈر جاتی ہو۔یو آر سو انوسینٹ۔۔ "اس کے چہرے کو چھوتی وہ پر مزاح ہوئی۔ "

لاؤ میں اب تمہارا میک اپ کر دیتی ہوں۔۔دل تو کر رہا ہے، تمہارے یہ سرخ سیب جیسے گال چوم لوں۔۔۔جو مجھے آج بہت اٹریکٹ کر رہے ہیں۔ "

روز نے اس کا ڈر زائل کرنا چاہا، اسکے گال آج کچھ زیادہ ہی سرخ تھے۔۔

شرم نہیں آتی۔۔ "زری شرم سے لال پڑی۔۔ "

تمہارے ہبی تو تمہاری اسی شرم وحیا کے فین ہو جائیں گے۔۔ "اس کے گال کھینچتی وہ میک اپ کرنے لگی۔ "

ہی۔۔۔" لبوں سے سسکی کی طرح یہ لفظ نکلا۔۔زین کا دھوکا،اس کی سفاکیت بھرا منصوبہ، ساری خوشی غارت کر گیا۔

زرفش یہ دیکھو، کتنا نیچرل میک اپ کیا ہے۔۔تم نے مجھے کہا تھا ناں ڈارک میک اپ نہیں پسند،۔۔اور مجھے لگتا ہے تم نے بالکل ٹھیک کہا،۔ورنہ آج تم کئی قتل کر دیتی۔۔۔اس ہلکے پھلکے میک اپ میں بھی تم قیامت ڈھا کر لوگوں کا دل گھائل کرنے والی ہو۔"

روز کو کوئی اس کے حسن کے قصیدے لکھنے کو کہتا تو وہ بھی لکھ دیتی۔۔

زری جھینپ کر رہ گئی۔اس کے ریشمی بال کمر پر پھیلا دیے۔

شام تک ایسے ہی رہنا۔چینج مت کرنا۔ملازمہ تمہارے پاس ہو گی۔۔کھانا جو تم کھانا چاہو، ملازمہ کو کہہ کر بنوانا۔۔میں بھی اب چینج کر لوں۔۔پھر جانا بھی ہے۔۔"

اس کی جبین چھو کر وہ باہر نکل گئی۔

زری نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا تو ایک پل کے لیے شرما گئی تھی۔۔

"یہاں سے تم اگر باہر نکلی تو۔۔"

اگر میں یہاں سے نکلی تو مجھے مار دیا جائے گا۔۔"...زری نے اس کا جملہ منہ بگاڑ کر دہرایا۔۔باسط نے "
لب بھینچے تیز نظروں سے اسے دیکھا، جو چھوٹی سی گڑیا ہی لگ رہی تھی۔

یہ صرف دھمکی نہیں ہے"۔اس نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی۔"

مجھے آپ کی دھمکیوں سے اب ڈر نہیں لگتا۔۔" وہ صاف ہر جھنڈی دکھا گئی۔"

لیکن مجھ سے تو تم ضرور ڈرو گی۔۔۔"نوفل یزدان اندر داخل ہوئے پراسرار انداز میں بولا۔"

اس کی آواز میں بھاری دھمک تھی۔۔زرفشاں کا رنگ فق ہوا۔۔باسط کے پیچھے چھپتی وہ اس کا بازو پکڑ چکی تھی۔۔

کل ہی تو اس نے اس شخص کے ہاتھ میں گن دیکھی تھی

نوفل باسط کو دیکھتے مسکرایا۔۔

ڈرو نہیں باسط کی گڑیا۔۔۔"نوفل نے دھیمے نرم لہجے میں اسے پکارا۔اور باسط کو دیکھ کر آنکھ دبائی۔"

باسط منہ بگاڑ کر رہ گیا، اس کے علاوہ وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

زرفشاں نے چونک کر بازو کی اوٹ سے اسے دیکھا۔۔جو مسکرا رہا تھا۔

زرفشاں کو اس کے چہرے پر مسکراہٹ حیرانگی میں مبتلا کر گئی، وہ شخص اتنا خوبصورت مسکراتا تھا۔۔

"باسط کی گڑیا۔۔تم باسط کے حوالے سے میری بھی چھوٹی بہن ہو۔۔"

باسط کی گڑیا۔۔۔" وہ بڑبڑائی، پل بھر میں اس نام کے مفہوم کی مکمل تفصیل سمجھ آئی تو اس نے باسط" کو دیکھا۔۔زری کے چہرے پر شکر گزاری پھیلی۔ تھی، یعنی وہ اعتراف کر چکا تھا کہ وہ باسط کی گڑیا ہی ہے۔

آج میرا نکاح ہے۔۔اور یہاں بہن کی حیثیت سے تم سب رسم ورواج پورے کرو گی۔۔ میری بیوی کا" ویلکم کرنا ہے۔۔مجھ سے نیگ لینا ہے۔۔ مطلب ہر رسم تم ادا کرو گی۔۔اس کے مان بھرے انداز پر زرفشاں کی آنکھیں بھیگی۔۔

نوفل نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ جس شخص کے ایک روپ سے وہ ڈر گئی تھی، اس کے نرم انداز کی وہ قائل ہو گئی تھی۔

"چلو اب مجھے یہ مالا پہناؤ۔۔۔"

اس نے روز سے پھولوں کی مالا لے کر اس کی جانب بڑھائی۔۔

زری نے آگے بڑھ کر مالا پہنائی۔ نوفل نے باسط کو دیکھا، جس کے دل کی کیفیت چہرے سے عیاں تھی۔

یہ لو نیگ۔۔ بہنوں کو نیگ بھائی بہت مشکل سے دیتے ہیں، لیکن میں تمہیں آرام سے دے رہا" ہوں۔"اس نے کئی نوٹ اس کی ہتھیلی پر رکھ دیے۔

یہ میں نہیں لے سکتی۔۔۔"اُس نے سر نفی میں ہلایا۔

لے لو زرفشاں۔۔۔" باسط نے سنجیدگی سے کہا۔۔زری نے چپ چاپ نیگ لیا تھا۔"

"ہم شام تک لوٹ آئیں گے، اپنا خیال رکھنا۔اور کھانا ضرور کھانا۔ُ"

باسط کی فکر پر اس نے زور و شور سے سر ہلایا تھا۔

آج اسے مینشن میں کھلے عام گھومنے کی اجازت تھی،۔وہ کھانا کھا کر لاؤنج میں بیٹھ گئی،۔

سجا سنورا روپ اسے الجھن دے رہا تھا، لیکن وہ روز کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ بیزار ہوتی اوپر کمرے کی جانب بڑھی،۔ سنسان گھر اسے سہار رہا تھا، لیکن ملازمہ کی موجودگی ڈھارس بھی دے رہی تھی۔

کمرے میں داخل ہو کر وہ آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی،۔تاکہ چند پل کے لیے یہ آویزے ہی کان سے جدا کر دے۔۔

آویزوں کو اتارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کا ہاتھ کسی سخت گرفت میں آیا،۔۔اور دوسرا ہاتھ کسی نے نرمی سے لبوں پر رکھ کر چیخ ابھرنے سے پہلے ہی روک دیا۔۔

"چند دنوں کا ساتھ دے کر، اپنے آنسوؤں سے میرا دل پگھلا کر تم بنا بتائے بھاگ گئی یہ اچھا نہیں کیا"

"زرفشاں۔۔۔

سرگوشیانہ بھاری لہجہ سنتی وہ پل میں پہچان گئی تھی کہ وہ کون ہے۔۔

آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔آئینے میں سے اس کا خوبرو عکس واضح ہوا، رہی سہی جان بھی نکال گیا۔

زین نے اس کا ہاتھ جکڑ کر اس کے گرد بازو حائل کر لیا۔

زرفشاں کا وجود ساکت رہ گیا۔۔ایک پل کے لیے سمجھ ہی نہیں آیا کہ وہ کہاں ہے، یہ کیسی حقیقت ہے۔ حواس جنجھنا سے گئے تھے۔

"حواس بحال کرو، میرے علاوہ تمہارے قریب کوئی بھی نہیں آ سکتا، زرفشاں۔۔۔"

اس کے ہاتھ کو دبائے رعونت بھرے انداز میں بولتا وہ حواس مزید سلب کر گیا۔

میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں چیخنا مت۔اور خود کو میری گرفت سے آزاد بھی مت کروانا۔" لہجے میں واضح " دھمکی تھی۔زین نے ہاتھ ہٹایا، پر وہ دم سادھے کھڑی رہی۔

میں تم سے کچھ سوال پوچھوں گا، مجھے ان کا سچ سچ جواب دو گی۔۔۔"وہ دونوں ہاتھ اس کے گرد حائل " کے سر پر ٹھوڑی ٹکا گیا۔۔

یہ فسوں خیز قربت زری کا دل حلق میں لائی،۔۔لیکن وہ بالکل بھی نہیں ہلی۔

جبکہ زین کے دل میں اسے محسوس کیے ٹھنڈک اتری۔۔بے چینی غصہ طیش سب جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

یہاں آتے ہوئے وہ کئی بدلے سوچ کر آیا تھا۔۔لیکن سب اس کے سامنے آتے ہی کہیں چھپ سے گئے۔

تم وہاں سے کیوں بھاگی، کیوں اپنے سر پر ایک اور تہمت سجائی۔۔" "

آئینے میں اس کا عکس سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھا، اس کا سجا سنورا حسین روپ دل پر وار کر رہا تھا۔

زری خاموش رہی اس کے پاس فلحال کچھ بھی بولنے کے لیے نہیں تھا ایک تو وہ ایک دم اتنے قریب تھا، دوسرا اس کا غضب ناک انداز۔۔

زین اس کی کیفیت سمجھ گیا تھا۔ نے حصار توڑ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا، اور اسے لیے وہ بیڈ کے پاس آیا۔ اور اس کا ہاتھ تھام کر پاس بیٹھ گیا۔

"اب بولو۔۔"

میں مرنا نہیں چاہتی تھی۔۔" وہ سچ بولتی زین کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر گئی۔"

"کیا میں تمہیں مار دیتا، سب کے سامنے چادر اوڑھانے والا تمہیں مار دیتا؟؟"

شکوہ بھرا انداز سنتی زری کی آنکھیں بھیگی۔

"تمہیں سزا تو ملے گی۔ زرفشاں۔۔"

زین نے تاسف سے سر ہلائے کہا۔ لہجے میں پر اسراری تھی۔

نہیں۔۔ مجھے مت ماریے گا۔۔۔ مجھے اپنے نام سے آزاد مت کیجیے گا۔۔۔ میں آپ کے ساتھ جینا چاہتی" تھی۔۔ لیکن آپ نے۔۔۔" وہ اس شخص پر کوئی فردِ جرم بھی عائد نہیں کر سکتی تھی۔ پھوٹ پھوٹ کر روتی وہ بقیہ غصہ بھی زائل کر گئی۔

"میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا، کم از کم تمہارے معاملے میں تو کچھ بھی نہیں۔۔"

زین کے لفظوں میں بے بسی سی تھی۔

میں آپ کے نام پر ساری زندگی گزارنے کو تیار ہوں۔۔میں اس تہمت کو سر پر سجائے رکھنے کو بھی "
"تیار ہوں۔۔لیکن مجھے اپنے نام سے آزاد مت کریں۔۔

آج پھر اس کے وہی الفاظ تھے،۔پر اب ان لفظوں میں شدت بھری فریاد تھی۔

نہیں کروں گا، کبھی نہیں کروں گا،۔یہاں میری طرف دیکھو۔۔"اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں "
بھر کر اس نے بھیگی آنکھوں میں جھانکا۔

بھیگی آنکھوں میں الگ ہی حزن بھرا تھا۔۔نرمی سے جھک کر اس نے دونوں آنکھوں کو چوم لیا۔

زرفشاں نے اس کی بازو پر دباؤ ڈالے اسے روکنا چاہا۔لیکن وہ اپنا لمس عطا کیے اس کے آنسو صاف کیے پیچھے ہٹا۔۔

ساری دنیا کے فریب پر یقین کر لینا، لیکن میرے دیے گئے فریب پر مجھ سے پورے حق سے سوال "
کرنا۔

پر میں فلحال وضاحت نہیں دینا چاہتا، پر اتنا یقین رکھو کہ تمہارا دشمن زین چوہدری کبھی بھی نہیں
"ہو گا۔۔

اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھے وہ پر یقینی سے بولا۔

اس کے آنسو ایک بار پھر گال پر بہے۔

رومال نکال کر اس نے بھیگا چہرہ صاف نہایت نرمی سے صاف کیا کہ اس کا میک اپ زرا بھی خراب نہیں ہوا۔

زرفشاں اب مت رونا۔۔"اس نے حکمیہ انداز اپنایا، "

زری نے سر اثبات میں ہلایا۔ کئی پل معنی خیز خاموشی کے نظر ہوئے۔۔ جن میں محض ایک شخص کی نگاہ کی پیاس بجھ رہی تھی۔ جبکہ دوسرا انفوس حواس بحال کرنے کی تگ و دو میں تھا۔

آپ یہاں کیسے آئے۔ یہاں تو کوئی بھی آسانی سے نہیں آسکتا، اور آپ کو کیسے پتہ کہ میں یہاں " ہوں۔؟" ڈر ختم ہوا تو سوالات کی بوچھاڑ ہوئی۔

کسی کو دیکھنے کی لگن ہو تو ہر کام ہو سکتا ہے۔ اسی لیے یہاں ہر رکاوٹ کو کاٹ کر آگیا ہوں۔"

جلتے دل کا قرار بھی تو ضروری تھا۔۔ جو صرف ایک چہرے سے ممکن ہے۔ اب تم مزید کوئی سوال نہیں "پوچھو گی، بلکہ میرے حکم کو سر جھکا کر مانو گی۔۔

اس کے چہرے پر پر تپش نگاہ ڈالے وہ زری کو لجانے پر مجبور کر گیا۔۔

اس نے بے ساختہ انگلیاں چٹخائی،۔ ساکت فضا میں چوڑیوں کا شور ابھرا تھا۔

زین کھڑا ہوتا الماری کی جانب بڑھا۔زرفشاں بھی خوف سے کھڑی ہوئے اس کے پیچھے لپکی۔

پلیز۔۔ چلیں جائیں۔۔۔آج یہاں کوئی بھی نہیں ہے،۔اس گھر کے مکین مجھ پر اعتبار کر کے گئے " "ہیں۔میں ان کا اعتبار نہیں توڑ سکتی۔۔

وہ ارد گرد دیکھتی جھجھک سے بولی۔۔

زین کو یہاں سے جانے کا کہنا، وہ یہ گستاخی کبھی نہیں کر سکتی تھی، لیکن اسکی جان خود سے بڑھ کر عزیز تھی۔

اپنا کام کیے بنا یہاں سے ہر گز بھی نہیں جاؤں گا۔۔"اس نے مڑ کر ہوش ربا سراپے کو گہری نظروں " سے دیکھا۔۔زری نے اپنا ڈوپٹہ بے ساختہ درست کیا۔

اس کا یہ عام سا گریز دل کو بھا گیا تھا۔

الماری کھول کر اس نے زری کے ڈریسز ہٹائے۔اور کارنر سے ایک ڈریس نکال کر سامنے کیا۔

آپ کیا لینا چاہتے ہیں۔ مم۔مجھے بتائیں۔۔میں نکال دیتی ہوں۔"زری بالکل پیچھے آ کھڑی ہوئی۔ لیکن " زین ایک ڈریس لے کر مڑا تو زری بھی پیچھے ہوئی۔اور چہرے پر حیرانگی پھیل گئی۔

ہینگر میں لٹکا یہ وہی فراک تھا، جو نکاح کے وقت زیب تن کیا تھا۔

یہ تو میرا فراک ہے۔؟؟" زرفشاں کے ہونق زدہ انداز پر زین کے عنابی لب مسکرائے۔

بالکل یہ تمہارا ہی ڈریس ہے۔۔۔" زین کی آنکھوں میں چمک سی تھی۔۔"

لیکن یہ آپ کے پاس کہاں سے ملا؟؟ یہ تو روز نے پھینک دیا تھا۔۔اور میں تو روز یہ الماری کھولتی" ہوں۔" وہ گہرے تذبذب کا شکار تھی۔

یہ میری بیوی کا ڈریس ہے،اور زین چوہدری کی چیز کو ہاتھ لگانے سے پہلے کوئی سو بار تو ضرور سوچے" گا۔۔اور یہ ڈریس رکھا ہی وہاں گیا تھا جہاں تک تمہاری رسائی نہیں تھی۔" اس لہجے میں رچی جنونیت پر پہلو بدلا۔

لیکن اب آپ یہ کیوں مجھے دے رہے ہیں؟" اس نے ناسمجھی سے زین کو دیکھا۔"

جاؤ چینج کرو۔۔۔" زین نے اس کے دلفریب حلیے سے نگاہ چرائے وہ ڈریس اسے تھمایا۔"

"مگر روز تو کہہ رہی تھی میں نے یہی پہننا ہے۔۔۔"

"روز مجھ سے زیادہ ضروری ہے؟؟"

زین کے سوال پر اس نے جھٹ نفی میں سر ہلایا۔۔

"تو جاؤ چینج کرو۔۔"

زرفشاں ڈریس لے کر ڈریسنگ روم میں بند ہوئی۔جبکہ خوف ایک بار پھر حاوی ہوا۔۔اس نے اس کے کسی سوال کا کوئی جواب نہیں دیا تھا جس نے اسے ابھی بھی الجھایا ہوا تھا۔

زرفشاں جلدی کرو۔۔"زین جانتا تھا اندر وہ خوف سے اپنے ننھے ذہن کو الجھا رہی ہو گی۔۔

آ۔۔آ رہی ہوں۔۔" حلق تر کرتی وہ بدقت بولی۔۔زین کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی،۔یقیناً یہ لڑکی "اس کی مسکراہت کی وجہ بلاوجہ بننے والی تھی۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر زین نے سامنے دیکھا،۔اور ایک پل کے لیے تو دل دھڑکنا بھول گیا،۔

بیڈ پر نیم دراز وہ ہونٹ واہ کیے سیدھا ہوا ایک دہکتی سی نگاہ اس کے نازک سراپے پر ڈالی۔۔جو گھبرائی سی کھڑی تھی۔

زین کو لگا،۔وہ اس لڑکی کے علاوہ فلحال کسی اور جانب بالکل بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

زرفشاں نے فراک مٹھیوں میں دبوچی۔ان تپش دیتی نگاہوں کو برداشت کرنے کی سکت اس میں نہیں تھی۔

ایسے۔۔ایسے مت دیکھیں۔۔"وہ شرم سے رونے والی ہوئی۔"

زرفشاں۔۔۔اُس کے نام میں پنپتے جذبوں نے وجود پر کپکپی طاری کی۔۔"

بوجھل قدم لیتا وہ اس کی جانب آیا۔۔

اس وقت تم اپنے نام کی طرح لگ رہی ہو۔۔سنہرا چمکدار سونا۔۔جس میں سے نکلتی سنہری روشنی" پھوٹ پھوٹ کر مجھے تمہارے اس ہوش ربا حسن میں قید کر رہی ہے۔ایسی قید جہاں سے رہائی ممکن نہیں ہے۔۔"

اس کے جبین کے دباؤ کو آج پھر محسوس کرنے کی چاہ میں اس نے ہاتھ چہرے کی جانب بڑھایا۔اس خم کو چھونے کی حسرت میں وہ کئی راتیں نہیں سویا تھا۔

زری نے بہتی آنکھ سے رخ موڑ کر لب کا کونا دانتوں تلے دبایا۔

اس ستمگر کا دھوکا اسے اب بھی ازبر تھا۔۔بے شک وہ سوال پوچھنے کا حق نہیں رکھتی تھی۔۔لیکن اپنی تھوڑی سی عزت نفس تو اسے عزیز تھی۔وہ ناراضگی دکھانے کا تھوڑا سا حق تو رکھتی ہی تھی۔

زین نے اس کا رخ موڑنا واضح محسوس کیا۔پر اس کا رخ پھیرنا اسے برا نہیں لگا تھا، کیونکہ وہ انجانے میں اپنے حسین بالوں کا دیدار کروا چکی تھی۔گھنے بالوں کی آبشار نازک کمر پر پھیلی تھی، زین کو گمان ہوا کہ یہ ریشمی چمکدار بال کسی کا بھی ایمان ڈگمگانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔اور زین کا ایمان کیا، دل دماغ وجود بھی ان نشہ طاری کرتے بالوں نے ڈگمگا دیا تھا۔۔

زری اس کی پر تپش نگاہوں کو محسوس کرتی کانپ رہی تھی، اسکی خاموشی اسے وجود میں چھبتی محسوس ہوئی۔۔چند پل سوچ کر وہ مڑنے لگی۔

لیکن گہری مردانہ خوشبو کا حصار۔۔اور دو مضبوط بازوؤں نے اس کے نازک وجود کو ایک بار پھر قید کر لیا۔جس سے دامن بچانے کے لیے رخ موڑا تھا وہی زبردستی دامن سے آلپٹا تھا۔

زرفشاں کا سانس حلق میں اٹکا۔دھڑکنیں کانوں میں محسوس ہونے لگی۔

زین نے بالوں سے اپنا چہرہ لگایا، خوشبو کا تیز جھونکا اسے سانسوں میں اترتا محسوس ہوا۔۔

سر کی پچھلی جانب ایک دباؤ سا محسوس ہو رہا تھا۔۔زری کو لگا وہ قدموں پر کھڑی نہیں رہ پائے گی۔۔صد شکر تھا کہ زین نے بانہیں حائل کی ہوئی تھی۔ورنہ وہ اب تک ڈھے ہی جاتی۔

"۔۔پچ چھوڑیں۔۔۔"وہ احتجاجاً بولی۔

"تم اپنے اس کندنی وجود، دہکتے حسن، میٹھی آواز کے زریعے کسی کا نشہ بننے کا ہنر رکھتی ہو۔۔لیکن تم کسی اور کو نشہ کیوں بنو گی۔۔تمہیں تو میرا نشہ بنا کر اس زمین پر بھیجا گیا ہے۔۔ایسا خمار زدہ گہرا نشہ جس کا کوئی متبادل نہیں۔"

چہرہ اب وہ شاید بالوں میں چھپا رہا تھا۔لفظوں میں جنونیت شدت پسندی اور گہری تپش تھی۔

زری اس کی بے باکیوں سے کانپتی دامن بچانے کے لیے کوشاں ہوئی۔۔،پر اس ساحر، ستمگر کے حواس اس کا نازک مہکتا وجود سلب کر رہا تھا۔اسے کہاں ہوش رہتا کہ زری کی کیا حالت ہے۔۔

چند پل وہ ان بالوں کی نرماہٹ اپنے چہرے پر محسوس کرتا رہا۔دل تھا کہ بھر ہی نہیں رہا تھا۔

"میرا دل نہیں چاہ رہا زرفشاں۔۔کہ میں ان گھنی چھاؤں سے اپنا چہرہ آزاد نہ کروں۔۔تم سچ میں ان گھنی چھاؤں کے زریعے مجھے اپنا اسیر کر سکتی ہو۔"

اب کہ اس کے الفاظ کی تپش گردن پر محسوس ہوئی۔۔زری کو لگا وہ اس سے زیادہ برداشت نہیں کر پائے گی۔

مم مجھے آزاد کر دیں۔"زری کی نم آواز اسے سرور دینے لگی۔"

"آج شاید یہ ممکن نہ ہو پائے۔۔میرے چھلکتے جذبات شاید آج تمہیں آزاد نہ کر پائیں۔۔"

"مم مجھے یہ سب اچھا نہیں لگ رہا۔۔"

تڑپتے دل کی فریاد لبوں پر آ ٹھہری تھی۔۔اس کے وہ دل چیرتے الفاظ، وہ سفاکانہ منصوبے گویا سب ذہن میں گونج کر اسے رلا رہے تھے۔اس نے جواب نہیں دیا تھا اس نے تفصیل نہیں بتائی تھی۔اور محض چند لفظ کہہ کر اپنے حکم کا غلام بنا لیا تھا۔۔کیا تھا اگر وہ شخص سچے دل سے اسے اپنا لیتا، حقیقت بتا دیتا۔اگر اس کی جان لینے کی اجازت خود اپنے منہ سے مانگتا تو وہ چپ چاپ اس کے ہاتھ پر چاقو رکھ دیتی۔۔اسے حق دے دیتی کہ وہ اس کی جان جیسے مرضی لے۔

لیکن اسنے تو دھوکے بازی سے، گہری سازش سے اسے اپنی زندگی سے نکالنے کا فیصلہ کیا تھا۔اب بھی آیا تھا تو اپنی مرضی کر رہا تھا، اور کسی بھی سوال کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔

زین ٹھٹک گیا۔۔پل بھر میں اس نے چہرہ بالوں سے نکالا۔اور کندھوں سے پکڑ کر رخ موڑا۔۔

"کیا ہوا زرفشاں۔۔؟کیا اچھا نہیں لگ رہا، کیا کہیں درد ہے؟؟طبعیت ٹھیک ہے۔۔۔"

بے قراری بھرا انداز اور اس کا چہرہ ہاتھوں میں پکڑ نا زری کی آنکھوں ٹھہرے آنسوؤں کو گالوں پر بہالایا۔۔

تم رو کیوں رہی ہو؟؟ کیا میں نے تمہیں تکلیف دی ہے بولو زر فشاں۔۔۔"اس کے چہرے پر آنسو مزید " بے چین کر گئے۔۔

زر فشاں۔۔۔کیوں رو رہی ہو۔۔" انگوٹھے سے اس کے آنسو رگڑے ان آنکھوں میں جھانکا، جن کی لرزتی پلکیں اس کے دل کے تال میل سے کھیل رہی تھی۔

آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔میں آپ کے بغیر رہنا سیکھ رہی تھی۔۔۔لیکن آپ پھر لوٹ " آئے۔۔مجھے آپ کے ساتھ گزارے ان لمحوں کے حصار میں رہنے دیتے۔۔وہ تین دن مجھے میری "زندگی جینے کی وجہ تھے۔

چاہ کر بھی وہ شکوہ لبوں پر نہیں لا پا رہی تھی۔۔لیکن وہ دشمن جان بھی تو اس کے دل کے شکوؤں کو نہیں دیکھ رہا تھا۔بلکہ آتے ہی اپنا حق جتانا شروع کر دیا تھا۔

لیکن میں نئے لمحے بنا کر یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔تاکہ مجھے بھی تمہارے ساتھ گزارے دلفریب " لمحے خوشگوار رکھیں، مجھے ساری فکروں سے آزاد کر دیں،۔۔تمہاری یہ میٹھی سی قربت میرے ارد گرد چاشنی پھیلائے رکھے۔کہ جب بھی کڑواہٹ میرے ارد گرد آئے تو میں اس مٹھاس کو ہر طرف پھیلا کر "اس کڑواہٹ کا اثر بالکل زائل کر دوں۔

زین کا لہجہ ایک بار پھر بوجھل ہوا۔۔زری نے جھٹ اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔اس سے زیادہ بے باک لفظ سننے کی وہ متمنی نہیں تھی،۔۔

چپ ہو جائیں۔۔۔" کانپتا لہجہ، لرزتا ہونٹوں پر رکھا ہاتھ اور ٹھنڈا پڑتا وجود۔۔زین کو لگا، اس روئے زمین پر اس سے بڑھ کر حیا کی جیتی جاگتی مثال نہیں ہو گی۔۔

زین نے اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے ہٹا کر شدت سے اس ہتھیلی کو چوم لیا۔۔اس کی مونچھوں کی چھبن پر وہ ہاتھ آزاد کرنے کے لیے خوار ہوئی۔ لیکن زین نے ہاتھ آزاد نہیں کیا۔ بلکہ جذبات چھلکاتی نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔

میں آج چپ نہیں ہونا چاہتا، تمہیں سننا چاہتا ہوں، اپنی سنانا چاہتا ہوں۔۔ تمہاری وہ ان کہیں سی " سرگوشیاں، وہ حسرتیں، وہ دل میں دبے راز آج نہایت تسلی سے سننے آیا ہوں۔۔اور اپنی بے قراریاں سنانے بھی آیا ہوں۔۔" اس نے جان بوجھ کر اسے سہمایا۔

آپ کو دیر ہو جائے گی، وہ لوگ یہاں آجائیں گے۔۔اور آپ کو پکڑ لیں گے۔۔۔آپ نہیں جانتے وہ " کتنے خطرناک لوگ ہیں۔ وہ آپ کو مار دیں گے۔"

زرفشاں نے اس کے کرتے کو خوف سے جکڑے دبے دبے انداز میں کہا۔ وہ شخص دھوکے باز تھا، لیکن اس کی محبت۔اس کا عشق تھا۔اس کا نام اس کا وجود زرفشاں کا سکون تھا۔اس پر ایک آنچ بھی آتی تو زری پہلے جان سے جاتی۔

"اور اگر میں ان کے ہاتھوں مر جاؤں تو؟؟"

زین نے گویا اس کے حواسوں پر دھماکہ ہی کیا۔زری نے پھیلی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا، دل پر گویا کسی نے برچھی چلائی ہو۔۔ جبکہ وہ تو اب بھی لبوں پر مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا۔

توآپ سے پہلے میں مروں گی۔۔۔" وہ کہنے سے روک نہیں پائی۔۔ "

اتنی محبت کرتی ہو مجھ سے ؟" زین کا لہجہ بوجھل ہوا۔ دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر اسے مکمل اپنے حصار " میں حصار میں لے لیا۔۔

زرفشاں کو لگا جیسے کسی نے لبوں پر قفل ڈال دیا ہو۔

تم جواب نہیں دے رہی۔۔" زین چہرا قریب لایا۔"

زری نے جھٹ اس کے سینے میں چہرا چھپایا۔ کرتا ہنوز دونوں مٹھیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ آتی جاتی سانسیں زین کو اپنے سینے پر محسوس ہونے لگی۔

تم مجھے ایک الجھی ہوئی پزل لگتی ہو زرفشاں۔۔ جسے سلجھانے کے سارے طریقے میرے پاس ہیں، " "لیکن یہ پزل حل کرنے کے لیے طویل وقت درکار ہے، جو فلحال میسر نہیں۔۔

اس پزل کو الجھا ہی رہنے دیں۔۔ اور یہاں سے چلے جائیں۔۔" زرفشاں نے حل پیش کیا۔"

یہ پزل مجھے حل کرنی ہی ہے، کیونکہ مجھے الجھی ہوئی چیزیں زیادہ اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں۔۔ اور تم تو" مجھے پورے حق سے سلجھانے کے لیے دی گئی ہو تو میں کیوں اس کام سے منہ موڑوں۔۔۔" کمر پر دباؤ ڈالے اس نے اپنے درمیان تھوڑا سا فاصلہ بھی ختم کر لیا۔

اس کے ساتھ لگی، وہ ٹھنڈک بھرے کمرے میں بھی پسینے سے نہا گئی۔

میرا دل چاہ رہا ہے، جو تم نے کچھ دیر پہلے لباس اس حسین وجود پر سجایا تھا وہ تم دوبارہ پہن کر میرے " "سامنے آؤ۔۔ اور میں یہ فرق کر سکوں کہ تم کس لباس میں زیادہ اچھی لگ رہی ہو۔۔؟"

اس کی انوکھی فرمائش پر وہ سیدھی ہوئی، اور حیرت سے زین کو دیکھنے لگی۔۔جس کے چہرے پر تجسّس تھا۔

"دوبارہ پہنو گی، بتاؤ مجھے؟؟"

اس نے ضدی سا انداز اپنایا۔

زین کی فرمائش پر زرفشاں نفی کر دیتی، ایسا شاید ممکن نہیں تھا۔۔لیکن بھاری آویزوں ترتیب دیے بالوں اور چوڑیوں کی وجہ سے وہ لباس پہننا تھوڑا مشکل تھا، اس پر جگہ جگہ باریک سنہری کام تھا، جو زیورات سے الجھ جاتا۔۔

جی میں چینج کرتی ہوں۔۔" وہ چپ چاپ مڑی، لیکن زین نے کلائی جکڑ کر اپنی جانب کھینچا، اور کانپتی خم " دار جبین پر لب رکھ دیے۔۔جو کب سے اس کو بے چین کیے ہوئے تھی۔

یہ تو دغا بازی ہے۔۔" لبوں سے شکوہ نکلا۔۔اتنی جلدی وہ اس خم کو چھونے کی اجازت نہیں دینا چاہتی " تھی، تھوڑی ناراضگی تو بجا تھی۔

کوئی دغا بازی نہیں، میں تمہارے دل کا راز جان گیا تھا۔۔اپنے شکووں کا مرکز تم نے یہ خم رکھ دیا " ہے، تبھی تم نے اسے چھونے نہیں دیا، اسی لیے تھوڑی سی ہیرا پھیری کیے میں نے اس خم کو چھونے کے بجائے محسوس کیا ہے۔۔ سمجھ لو یہ تمہاری چھوٹی سی سزا ہے۔" زین نے اب خم پر انگوٹھے سے دباؤ ڈالا۔۔جذبوں کی آنچ لہجے میں وافر مقدار میں تھی۔

زری نے ناک سکوڑا۔۔

اس کی یہ ادا سیدھا دل پر لگی تھی۔

تمہارا یہ خم میرے ٹھنڈے جذبات کو بھڑکا دیتا ہے۔ جتنے دن میرے ساتھ رہی، یہ خم مجھے چڑاتا تھا، " مجھے اکساتا تھا کہ میں اسے محسوس کروں۔ لیکن اس خم کو بھی پتہ تھا یہ آسان نہیں ہے، زین چوہدری اب زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، تبھی یہ زیادہ اترا رہا تھا۔۔ لیکن اب یہ زرا کم اترائے گا۔۔ انگوٹھے کا دہکتا لمس اب بھی جبین پڑ تھا۔

زری بے چین ہوئی۔ لیکن لبوں سے ایک لفظ نہ نکالا۔

" مجھے لگتا ہے، ہماری آنے والی زندگی میں اس خم کا بہت عمل دخل ہو گا۔ "

گہری بے باک سرگوشی، اور سلگتا لمس، زرفشاں خود کو پگھلتا محسوس کرنے لگی۔۔

لیکن دل میں یہ حقیقت سر اٹھائے سسک رہی تھی، کہ آئندہ زندگی میں ہم ساتھ نہیں ہو گے۔۔۔

جاؤ چینج کر کے جلدی سے آؤ۔۔۔ اور کوئی بھی فالتو سوچ ذہن میں نہ لاؤ۔ ابھی ان حواسوں پر میں " سوار رہنا چاہتا ہوں۔۔ " اسے لب کاٹتے دیکھ کر وہ اس کی مشکل آسان کر گیا۔ اور یہ جتا گیا کہ وہ اپنے درمیان کوئی تلخ سوچ کی ہلکی سی لہر بھی نہیں چاہتا

زری دھیمے قدم لیتی اندر بند ہوئی۔

زین کو محسوس ہوا، روم میں روشنی کم ہوئی ہے۔ اس کا سنہری وجود زین چوہدری کو ہر تیز روشنی سے زیادہ چمکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ سلگتے ارمان دبانے کی چاہ میں وہ سیگریٹ سلگائے رخ موڑ گیا۔

وہ لباس بدل کر باہر آئی،۔ لیکن اب وہ ڈریسنگ روم کے دروازے کے ساتھ لگی کھڑی رہی۔

زین نے کش لے کر رخ بدلا۔اور سامنے زرفشاں کو دیکھا۔جو ہاتھ پہلو میں گرائے کھڑی تھی۔

"نہیں۔۔۔وہ سادہ لباس۔۔۔وہ سادگی بھرا انداز۔ چاندی کی وہ چوڑیاں، سلور چھوٹی جھمکیاں، وہ نازک سی چین تم پر زیادہ جچتی ہیں۔۔"

اپنے رائے دیتا وہ اسے ہلکان کر چکا تھا،۔زری کو نا جانے کیوں برا لگا،۔۔ کہ وہ اس لباس میں اس کی تعریف نہیں کر رہا، حالانکہ وہ لباس اسے بہت پسند آیا تھا،زین کے آنے سے پہلے جب اس نے سنہری تاروں والا پاؤں کو چھوتے فراک کو پہن کر خود کو آئینے میں دیکھا تو مسکرائی تھی،۔۔ پہلی بار گہری خوش کن مسکان لبوں پر پھیلی تھی۔

کئی پل اس نے گھوم کر اس لباس کو ہر انداز سے دیکھا تھا، اور زین اب اسے ہی ریجیکٹ کر چکا تھا۔

اسے اس عام فراک سے چڑ محسوس ہوئی۔ جسے کل وہ خود یاد کر رہی تھی۔

"ابھی یہ بدل کر آؤ۔۔ مجھے وہی لباس دیکھنا ہے۔اسی حلیے میں دیکھنا ہے۔۔۔"

زری نے چڑ کر نگاہ زین پر ڈالی،۔جو اب بھی اسے دیکھ کر شش و پنج میں تھا۔

"جاؤ۔۔زرفشاں۔۔۔"زین نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے سرد سے انداز میں کہا، اور قدم اس کی جانب بڑھائے، زری جھٹ سے کمرے میں بھاگ کر دروازہ بند کر گئی، مبادہ وہ دوبارہ اسے قید نہ کر لے۔۔ جبکہ زین کے لبوں پر شرارت سے بھرپور مسکرائے دروازے کو دیکھتا رہا۔

" تمہارے جرم کی تھوڑی سی سزا تو ملنی ہی چاہیے تھی،۔۔

زری جنجھلائے انداز میں لباس بدلتی باہر آئی،۔

زین کی آنکھوں میں ستائش ابھری۔ وہ اس سادہ لباس میں زیادہ حسین لگتی تھی۔ زری نے اس کے چہرے کے تاثرات جانچے۔

جیسے ہی دونوں کی نگاہ ملی، زین کی ستائش بھری نگاہ الجھن میں بدل گئی،۔اس نے آنکھیں سکوڑے زرفشاں کو دیکھا۔۔

اب۔۔اب کیا ہوا؟؟" وہ فکرمندی سے گویا ہوئی۔ "

یہ ساری جیولری اتارو۔۔" زین نے انگشت کے اشارے سے کہا۔

یہ روز نے پہنائی تھی۔اس نے کہا تھا کہ سارا دن یہی لباس پہننا ہے۔اور جیولری بھی نہیں اتارنی۔" " وہ روہانسی ہوئی،۔

"زرفشاں تم اب ہمارے درمیان روز کا یا کسی بھی پھول کا نام نہیں لو گی۔۔۔"

وہ چڑ کر گویا ہوا۔ایک جلن سی لفظوں میں سمٹی تھی،

وہ پھول نہیں لڑکی ہے۔۔" زرفشاں نے وضاحت دی۔ جبکہ اس کے انداز پر آنکھیں مسکرائی۔"

پھر تو بالکل بھی نہ لو۔۔اور چلو اتارو یہ جیولری۔۔بلکہ میں خود اتارتا ہوں وہ آگے بڑھا۔۔جب زری نے ہاتھ کھڑے کیے۔۔

مم میں اتارتی ہوں۔۔" وہ ڈریسر کی جانب بڑھی،۔اور جلدی جلدی جیولری اتارنے لگی۔۔ "

کانوں سے آویزے، گلے سے چھوٹا کندن کا سیٹ، اور ہاتھوں سے چوڑیاں اتار کر اس نے ڈریسر پر رکھی،

فینٹاسٹک۔۔" وہ تعریفی انداز میں کہتا پیچھے آکر کھڑا ہوا، اور جیب سے ایک پیکٹ نکال کر اس کے "سامنے کیا۔

زری کی آنکھوں میں بے یقینی پھیلی۔ ذہن الجھ کر رہ گیا، اس کے قتل کی سازش کرنے والا، اسے چھوڑنے والا اس کی چیزیں سنبھالے ہوا تھا۔ اس شخص کے کتنے روپ تھے،۔

اس نے پیکٹ کھول کر اس کا ہاتھ تھاما، اور باریک چوڑیاں کلائی کی زینت بنانے لگا۔۔ اس کی کلائی میں سجی چوڑیوں نے دل باغی کیا، اسنے کلائی کو لبوں سے چھولیا،۔

کانوں میں وہ چاندی کی جھمکیاں پہنائی،۔ وہی عمل کان پر دہرایا، چہرا خون چھلکانے لگا۔ پر وہ ساحر شخص آج پوری طرح حاوی تھا،۔

چین کو دیکھتے ہی رنگ اڑا،۔ یعنی اب وہ چین پہنائے گا، اس سے آگے وہ سوچ نہیں پائی۔ اور دھیرے سے لب دانتوں تلے دبایا۔۔

فکر مت کرو۔۔ وہ حق میں پوری سچائی اور تمہاری رضامندی سے ادا کروں گا۔۔ ابھی یہ دل تمہیں " "اسی روپ میں دیکھنے کا شدت سے تمنائی تھا۔۔ اسی لیے تمہیں زحمت دی۔

زرفشاں کی نگاہ نہیں اٹھ پائی،۔

مم میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔" خفت زدہ سی اس نے صفائی پیش کی۔ "

مطلب۔۔۔"اس نے سرگوشیانہ جتایا۔۔"

نن نہیں۔۔آپ۔۔"وہ زچ ہوئی۔۔"

میں سمجھ نہیں پارہا، زرفشاں۔۔۔تم کونسے مطلب کی بات کررہی ہو، کھل کر بولو۔۔کیا کہنا چاہ رہی ہو؟"۔

اس کا شرارت سے پر لہجہ بھی مخمور آنکھوں میں نمی لایا۔۔اس کے علاوہ کچھ کر بھی نہیں سکتی۔۔

"رونامت، ورنہ میں دل پر قابو نہیں رکھ پاؤں گا۔۔"

زین نے اب بھی اسے سہانا نہیں چھوڑا۔زری نے مٹھیاں بھینچ لی۔۔

چین پہنا کر اس نے مضبوط پوروں سے اس کی گردن کو چھو کر محسوس کیا۔

کاش کہ میں وہ لفظ نہ کہتا۔۔مجھے دو منٹ بعد ہی شدید افسوس ہو رہا ہے۔۔اس کا سلگتا انگلیوں لمس، آنچ دیتا انداز جتا گیا کہ وہ کس جانب اشارہ کررہا ہے۔

اب آپ اپنی بات سے پھر نہیں سکتے۔۔"زری فوری بولی، مبادہ وہ مزید اس کی جان ہلکان نہ کردے، "جو پہلے ہی اس کی اتنی قربت پر بمشکل سانس بحال رکھ پارہی تھی۔

اگر مکر جاؤں تو کیا کروگی؟"۔زین نے دوبارہ خم پر دباؤ ڈالا۔۔اور چہرہ اوپر کیا۔گھنی پلکیں جو جھکی "تھیں، وہ اوپر اٹھ گئیں۔وہ خم سہلاتا اس خم کو اترانے کی سزا دے رہا تھا۔

میں کر بھی کیا کر سکتی ہوں۔۔"وہ تلخی سے بولی۔"

تم ہی تو سب کچھ کر سکتی ہو، خیر ابھی وقت نہیں ہے، فرصت سے سمجھاؤں گا کہ تم زین چوہدری سے "
"کیا کیا کروا سکتی ہو۔۔

وہ آنے والے ہیں، آپ کو یہاں دیکھا تو غضب ہو جائے گا۔۔"زری نے بات بدل کر سہمے انداز می "
کہا۔

"کچھ بھی نہیں ہو گا، تمہارا شوہر اتنی طاقت رکھتا ہے، کہ سو لوگوں کا اکیلا مقابلہ کر سکے۔۔"

اس کے لہجے کی مضبوطی پر زرفشاں کو پورا یقین تھا۔۔اس کے مضبوط ہاتھ، چوڑے کندھے، اس کا بارعب خوبرو چہرا، جس پر چٹانوں جیسی سختی بسا اوقات اسے محسوس ہوئی تھی۔زرفشاں کو اس کی طاقتور ہونے کا احساس دلاتی تھی،۔اس کا لب ولہجہ حاکمیت بھرا ہوتا تھا۔

لیکن اس کا یہ روپ، اس نے خواب و خیال میں بھی نہیں سوچا تھا۔

"پلیز۔۔چلے جائیں۔۔میں آپ سے فریاد کرتی ہوں، آپ پلیز چلے جائیں۔۔"

"تم فریاد نہیں حکم دو زرفشاں۔"

وہ نرمی سے اسے سینے سے لگا گیا،

زری اس کے لفظوں کے بجائے اس کے عمل نے حواس معطل کیے۔

تمہیں یوں سجا سنوار کر میرا دل چاہ رہا تھا، تم سے کبھی دور نہ جاؤں۔۔لیکن ابھی حالات سازگار نہیں، "
تمہارا شوہر طاقت رکھنے کے باوجود ابھی کچھ اندیکھی دیواروں کی قید میں ہے،۔کچھ ایسے معاملات ہیں جو

سلجھانے اشد ضروری ہیں۔۔ تمہارے دل و دماغ میں پنپتے ہر سوال ہر شکوے کا جواب میں فرصت بھرے لمحات میں تفصیل سے دوں گا۔"

زرفشاں کے دل کو اس کے لفظوں نے ایسا الوہی سکون دیا تھا، کہ ساری فکروں سے وہ چند پل کے لیے آزاد ہو گئی تھی۔

دل تو اسے خود میں سموئے کھڑے رہنے کا چاہ رہا تھا، لیکن وہ دیر نہیں کر سکتا تھا۔وہ دشمنوں کو خبر نہیں ہونے دے سکتا تھا۔،وہ اپنی متاع حیات کو زرا سی بھی کھرونچ دینے کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔

اسے سیدھا کیے اس نے پیشانی پر لب رکھ دیے۔۔زری آج پھر ٹھنڈی پڑ گئی،۔اس کا جان لیوا لمس ماتھے پر تاج کی طرح سج گیا،۔ایک پل کو ایسا لگا کہ تہمت کا بھاری پتھر ہٹا کر کسی نے سر پر عزت کا تاج سجا دیا ہو،۔

" اگلی بار جب میں یہاں آؤں تو ان آنکھوں میں کاجل کی گہری لکیر، لبوں پر گلابی رنگ، اور یہ خم مجھے پہلے سے زیادہ نمایاں ہوتا نظر آئے،۔کیونکہ نکاح والے دن تمہاری آنکھوں میں کاجل تھا، تمہارا خم کچھ زیادہ ہی واضح تھا، بس لبوں پر گلاب رنگ کی کمی تھی،۔پر اب وہ گلاب رنگ میں تمہارے لبوں سے جدا ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔۔اپنی خواہش اس کے گوش گزار تا وہ آنکھوں سے یہ تاثر دے رہا تھا کہ وہ اس کی خواہش کا سر جھکا کر احترام کرے۔۔"

اس کی خاموشی پر زین نے لب بھینچے۔

بولو زرفشاں، کرو گی میرے خواہش کا احترام۔۔" اپنی بات دوبارہ نہ دہرانے والا، آج اس لڑکی سے " دوبارہ مخاطب ہوا تھا۔

زری نے بھیگی آنکھوں کی نمی کو دھکیل کر اثبات میں سر ہلایا۔۔دل تو چیخ چیخ کہہ رہا تھا کہ وہ اس سے دھوکے بازی کی جواب طلبی کرے، لیکن یہی دلِ نادان زین چوہدری کے معاملے میں بے بس تھا۔

اس کا سر ہلانا، سمٹی سانسوں کی بحالی کی وجہ بنا۔

زین نے کانوں سے جھمکے اتارنے شروع کیے، تو زری نے حیرت سے اسے دیکھا۔

تمہیں دوبارہ اس حلیے میں دیکھنا چاہتا تھا، اسی لیے یہ سب پہنایا۔۔اب جب میں یہاں سے جاؤں گا، تو " ظاہر سی بات ہے۔۔کہ تمہیں اپنا حلیہ بدلنا ہو گا، بقول تمہاری روز بی بی نے تمہیں ہدایات دی تھی۔

اس لیے میرا سامان مجھے واپس کر دو۔۔" زرفشاں کو اس کی باتوں پر شدید طیش آیا، جس نے آج اسے گھما کر رکھ دیا تھا۔

زین نے جھمکیاں جیب میں ڈال کر چین اتاری، اور پھر چوڑیاں بھی کلائی سے نکالی۔

لیکن یہ میرا سامان ہے۔۔" بمشکل اپنا لہجہ اس نے دھیما رکھا، جبکہ اس کی باتوں پر خون کھول رہا تھا۔"

لیکن تم تو یہ میرے کمرے میں چھوڑ کر آئی تھی۔۔اب یہ سامان میرا ہے، میں اسے جیسے چاہے استعمال " کروں۔۔"

کندھے اچکا کر اس نے دلفریبی سے اسے جتایا۔زرفشاں ناک کے نتھنے پھلائے زین کو دیکھا، جس کے لبوں پر مدھم شریر سی مسکراہٹ تھی۔

بہت پیاری لگ رہی ہو، مستقبل میں تمہیں میں ناراض ہونے کے غصہ کرنے کے بہت سے مواقع فراہم کروں گا۔۔ لیکن میرے تمہیں منانے کے طریقے ہر بار الگ ہوں گے۔اور تم بار بار ناراض ہونا چاہو گی۔۔"۔

اس کی آنکھوں میں جذبات کی طغیانی نے دل کی حالت بگاڑی مزید وہ ان آنکھوں میں دیکھنے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔

"کیا میں یہاں سے نہ جاؤں؟؟"

زری نے فوری نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر میری جانب صرف ایک لمحے کے لیے دیکھو۔۔"

زری نے فوری نظر اٹھائی، اور اس کے چہرے کی جانب دیکھا۔۔ جہاں پھیلا محبت کا خمار اور ایک جنونیت بھری سچائی نے زری کے دل کے آدھے وسوسوں کو دور کر دیا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کی آنکھوں کو بند کر دیا۔۔ خواب ناک لمحوں کی قید میں وہ آنکھیں موند گئی۔

اس لباس کو سنبھال کر رکھنا، میں ہر بار تمہیں اسی لباس میں دیکھنا چاہوں گا۔" کان کے قریب لب لے جا کر اس نے سرگوشی کی، دھیرے سے اسے چھوا اور کمرے سے نکل گیا۔ دل مزید قربتیں چاہتا تھا، مزید لمحے کشید کرنا چاہتا تھا، لیکن وہ مضبوط اعصاب کا شخص ہر شے نظر انداز کر کے چلا گیا، فلحال قربتوں

سے زیادہ اسے ارد گرد پھیلے خطروں کو ہٹانا تھا۔تا کہ جب زری اس کے پاس آئے تو کوئی لمحہ فکریہ نہ ہو۔۔

زری نے چند پل بعد آنکھیں کھولی تو وہ اکیلی تھی، کمرے میں اس شخص کی دلفریب خوشبو کا حصار تھا۔

اس کے لفظ یاد آئے تو اسے شدید غصہ آیا،۔جس نے آج کا دن "ڈریس چینجنگ ڈے" بنادیا تھا، لیکن اس کے لفظوں کا سحر اپنے دامن سے لپٹی تیز خوشبو نے سارے غصے کو ہوا کر دیا۔

چند پل کے لیے وہ اس کا دھوکا اس کا سفاک لفظوں بھرا جال بھی بھول چکی تھی،۔

بیتے دلفریب لمحے یاد آئے تو تپتا ہوا چہرہ وہ ہاتھوں کے پیالوں میں چھپاتی شرمادی تھی۔

"اس لڑکی کی حرکتیں بہت عجیب ہیں۔اور ان حرکتوں کی وجہ سے وہ کسی بھی کو پاگل کر سکتی ہے۔۔۔"

دو دن سے وہ لڑکی اس کے حواسوں پر سوار تھی۔

اور آج وہ اس کے بارے میں یہ رائے قائم کر چکا تھا۔۔شاید وہ اپنے دل کو کو یہ باور کروانا چاہتا تھا کہ وہ اس کے بارے میں نہیں سوچ رہا۔بلکہ وہ خود ذہن میں زبردستی گھس رہی ہے۔

اسے وہی رات ایک بار پھر یاد آئی۔۔

گاڑی تک چھوڑ کر وہ جس وقت واپس مڑنے لگا تھا انابیہ نے اسے تھینکس کہے، معصومیت سے ایک التجا کی، جسے سنتا وہ اپنے طیش پر بمشکل قابو رکھ پایا۔

سر پلیز۔۔اپنی گاڑی کی چابی دے دیں۔۔میں بس اپنی فرینڈ کو پک سینڈ کروں گی۔ پلیز اب میں یہاں " تک آکر خالی ہاتھ نہیں لوٹ سکتی۔ بلکہ خالی ہاتھ کیوں یہ زخم لیے یہاں سے جاؤں گی۔۔،۔پھر بھی " چیلنج نہ جیتوں تو تف ہے مجھ پر۔

وہ لجاجت سے بولی۔

تم ایک مینٹل کیس لڑکی ہو۔ سیدھا اپنے گھر جاؤ، ورنہ تمہارے فادر کا نمبر میرے موبائل میں سیو " "ہے۔اور ایک کال سے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔

اس نے موبائل سامنے لہرائے دھمکی دی۔

انابیہ کا رنگ پل میں اڑا۔۔

سر میں یہاں سے سیدھا گھر ہی جاؤں گی۔ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھوں گی۔۔۔" وہ گاڑی سٹارٹ " کرتے بولی۔

وہاج نے ہاتھ باندھے اسے ترچھی نگاہ سے دیکھا۔جب تک اس کی گاڑی وہاں سے غائب نہ ہوئی، وہ وہیں کھڑا رہا۔،۔

صبح بھی اس کے ذہن میں اس لڑکی کی باتیں گونج رہی تھیں۔۔اور دو دن سے یہی خیال ذہن کو جکڑے ہوئے تا۔

"میں کیوں اس کی حرکتوں کو اتنا سوچ رہا ہوں۔۔"

سیگریٹ کو سلگاتے اس نے انابیہ کی باتوں کو جھٹکنا چاہا۔ لیکن.براہوا۔

اسے ایک بار پھر پہلی ملاقات سرعت سے یاد آئی۔

وہ شاید کافی باتونی تھی۔ تبھی پہلی ملاقات میں بھی اس جیسے بارعب آفیسر سے نہیں ڈری تھی۔اس کا سیلفی لینا یاد آیا۔

وہاج کو پتہ ہی نہیں چلا کہ اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے ہیں۔۔جب احساس ہوا تو وہ بالوں میں ہاتھ پھیرے جھینپ کر رہ گیا۔۔

اس وقت اگر صنم یا پھر تعبیر اسے دیکھ لیتی تو شاید آنکھیں جھپکنا بھول جاتی۔

وہ شروع سے ہی سنجیدہ پراعتماد اور اپنی ذات میں گم رہنے والا مرد تھا۔

تعبیر اور حریم (بڑی بہن) جس سے وہ چند پل کے لیے ہنسی مذاق کر لیتا تھا۔۔لیکن اس میں انہیں سنجیدگی کا تاثر ہی محسوس ہوتا تھا۔

بابا سے وہ ایک وقت میں سب سے زیادہ اٹیچ تھا۔ لیکن پھر حالات سازگار نہیں رہے۔۔اور وہ یہاں تنہا آبسا تھا۔

فریش ہو کر وہ پولیس اسٹیشن کے لیے نکلنے لگا جب اس کا موبائل رنگ ہوا۔ان نون نمبر دیکھ کر اس نے کال رسیو کی،۔

ہیلو۔۔کیا یہ ایس پی وہاج سلطان کا نمبر ہے؟؟" نسوانی آواز سن کر اس نے فون کان سے ہٹا کر دوبارہ دیکھا۔

جب ڈائل ہی آپ نے میرا کیا ہے تو نام پوچھ کر کونسی تسلی کرنا چاہتی ہیں؟" اکھڑ انداز میں بولتا وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر سوار ہوا۔ایسی کئی کالز اسے آتی رہتی تھیں۔

"سر میں کنفرم کرنا چاہ رہی تھی، مجھے لگتا ہے آپ نے مجھے پہچانا نہیں ہے۔۔"

وہاج کو وہ آواز کسی کی یاد دلا رہی تھی۔۔

مس انابیہ فرمان۔۔"اپنی یاداشت کی تیزی اس نے لڑکی پر آزمائی۔"

اوہ مائے گاڈ!! سر آپ مجھے پہچان گئے۔۔"انابیہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔"

"میں اپنے مجرموں کی آواز کبھی نہیں بھولتا۔۔"

وہاج نے اسے جتایا۔دوسری جانب وہ منہ بنا کر رہ گئی۔

"سر آپ اب مجھے شرمندہ تو مت کریں۔میں سزا بھگت چکی ہوں۔۔"

اس کی روٹھی سی آواز پر لب بھینچے۔

"آپ کا ہاتھ کیسا ہے؟۔" وہاج کو اپنی بے اختیاری پر طیش آیا۔"

"کیا۔۔ کہا آپ نے سر؟؟" انابیہ کو توقع ہی نہیں تھی کہ وہ سوال کرے گا۔۔"

"آپ کال کی وجہ بتائیں مس انابیہ۔۔۔" وہاج سرعت سے بات پلٹ گیا۔"

"سر میرا ہاتھ اب بہتر ہے۔۔ وہ شاید کوئی زہریلا کیڑا تھا جو مجھے کاٹ گیا تھا۔۔ اس لیے پراپر ٹریٹمنٹ کروایا تھا۔۔"

"مس انابیہ میں پوچھ رہا ہوں آپ نے کال کیوں کی؟"

لہجے میں کرختگی سمٹی تھی، جبکہ دل کو اطمینان ہوا کہ وہ اب ٹھیک ہے۔

"سر تھینکس کرنے کے لیے۔۔۔" وہ بڑبڑائی۔"

"کیا آپ ہر ایک کو باقاعدہ کال کر کے تھینکس کہتی ہیں۔۔؟" وہاج نے جتایا تھا۔"

"نہیں سر سم ون سپیشل کو۔" دوسری جانب سے ڈھٹائی کا شدید مظاہرہ کیا گیا۔"

"آئی تھنک آپ ہم دونوں کا وقت ضائع کر رہی ہیں۔ قوم کا محافظ ہوں۔۔ اور آپ بہتر جانتی ہیں کہ ان کا وقت کتنا قیمتی ہوتا ہے۔۔"

"نہیں۔ سر۔۔ پلیز کال مت کٹ کیجیے گا۔۔ میں آپ کو بتاتی ہوں میں نے کیوں کال کی۔۔" وہ جلدی سے بولی مبادہ وہ کال ہی نہ کاٹ دے۔۔

"پورے دو منٹ ہیں آپ کے پاس۔۔ بولیں۔۔" وہاج نے گویا اسے چند لمحے بھیک میں دیئے تھے۔"

"سر سب سے پہلے آپ کا بہت بہت شکریہ جو آپ نے میرے ڈیڈ کو کال نہیں کی۔۔اور دوسرا مجھے سیفلی میری گاڑی تک پہنچایا۔۔اور تیسرا تھینکس آپ نے میرے زخم پر مرہم رکھ کر میرا موبائل اور آئی ڈی کارڈ واپس کر دیا۔۔"

اور کچھ ۔۔۔" وہاج نے اس کی باتوں پر کوئی خاص تاثر نہیں دیا لیکن لبوں پر مدھم مسکراہٹ بکھری۔۔جسے وہ لب بھینچ کر چھپا گیا۔۔

انابیہ مایوس ہوئی تھی۔

"اور سر میں نے آپ کا موبائل نمبر ڈیڈ کے فون سے لے کر بلاک کر دیا ہے۔۔اب آپ انہیں کال نہیں کر سکیں گے۔اور نہ ہی میری شکایت کر سکیں گے۔"

اپنا بے وقوفانہ کارنامہ اس کے گوش گزارے وہ فخر سے مسکرائی۔اس کے انوکھے کارنامے پر وہاج کو سمجھ نہیں آیا کیا تاثر دے۔حواس گویا سلب ہوئے تھے۔

"آپ ایک نمبر کی بے وقوف ترین لڑکی ہیں۔آپ کے ڈیڈ سے میں ان کے ہاسپٹل جا کر بھی مل سکتا ہوں۔نمبر ڈیلیٹ اور بلاک کر کے آپ نے اپنا ہی نقصان کیا ہے۔اور خبردار جو آپ نے مجھے آج کے بعد کال کی۔۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

وہاج نے سختی سے کہے کال کٹ کی۔

چند پل وہ سنجیدہ رہا، اور پھر اس کا قہقہہ پھوٹا۔ یہاں تک کہ آنکھوں میں نمی آگئی۔ اسے خود پر بھی حیرت ہوئی کہ وہ کھل کر مسکرا رہا ہے، ایک لڑکی کی بے وقوفیاں اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی تھیں۔

وہ جانتا تھا اب وہ اپنی بے وقوفی پر افسوس کر رہی ہو گی۔ اور اس کا نمبر ڈائل کرنے کی کوشش کرے گی۔۔ لیکن کر نہیں پائے گی۔۔

وہ مسرور سا ڈرائیونگ کرتا پولیس اسٹیشن کی جانب روانہ ہوا تھا۔ جبکہ الجھن زدہ دماغ بھی آج کچھ پل کے لیے راحت محسوس کر رہا تھا۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟ اتنی بڑی خبر۔۔ مجھ سے یعنی شایان ساگر سے چھپائی گئی۔۔ یہ کیسے ممکن ہوا۔۔" وہ بڑبڑایا تھا۔

وہ میٹنگ میں تھا، جب اسے ایک میسج موصول ہوا۔ جو اس کے غضب کو بڑھا گیا تھا۔

میٹنگ کل شروع ہو گی۔۔ ابھی کے ابھی آفس خالی کرو۔۔۔" مسٹرڈ کوٹ کے بٹن بند کرتا اس نے " آفس پر طائرانہ نگاہ ڈالے حکم دیا۔۔

میٹنگ چھوڑ کر وہ باہر نکلا۔۔ اس کے ساتھی ورکرز بھی اس کے غضبناک انداز پر سہمے تھے۔ جبکہ جن بزنس پارٹنرز کے ساتھ اس کی میٹنگ تھی وہ بھی خاموشی سے واپس چلے گئے۔

شایان ساگر کا رعب و دبدبہ، اس کی سفاکیت، اس کی پاور کے آگے سب سر جھکاتے تھے۔

"گاڑی سٹارٹ کرو۔۔بلکہ اترو میں خود جاؤں گا۔۔گارڈز کو بھی آنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

حکم دیتا وہ "رینج رور" میں سوار ہوا۔

"پر سر آپ کی سیکیورٹی۔۔۔"

"اس وقت میرا ہر کام سے زیادہ وہاں پہنچنا ضروری ہے۔۔

اب نکلو یہاں سے۔۔" رعونت بھرے انداز میں وہاں سے غائب ہونے کا حکم دیتا وہ گاڑی کی سٹارٹ کر چکا تھا۔

زن گاڑی بھگاتا وہ گاؤں پہنچنا چاہتا تھا۔۔اگر تھوڑی سی بھی دیر ہو جاتی تو آج کروڑوں کا نقصان ہو سکتا تھا۔۔اسے نقصان قبول تھا لیکن ہار ہر گز قبول نہیں تھی،۔اس نے ہارنا نہیں سیکھا تھا۔اب بھی وہ کیسے ہار سکتا تھا۔

گاڑی کی سپیڈ کچھ زیادہ ہی تھی۔لب بھینچے وہ لائحہ عمل سوچ رہا تھا۔

آدھا سفر طے کرتا وہ گاؤں والے روڈ پر داخل ہونے والا تھا۔یہاں سے روڈ سنگل شروع ہوتا تھا۔

سمارٹ فون پر آئی کال کو دیکھ کر وہ موبائل اٹھانے جھکا۔جب گاڑی کا توازن بگڑا۔۔اور زور دار تصادم سامنے سے آتی گاڑی سے ہوا۔

اس کا سر سٹیرنگ پر لگا۔۔ فضا میں دھماکے کے ساتھ کانچ ٹوٹنے کی آواز بھی بکھری،۔ لیکن یہ اس کی گاڑی کی نہیں تھی۔ لگژری گاڑی کے باعث وہ شدید نقصان سے بچ گیا تھا۔۔ یا پھر قسمت نے اس کی زندگی میں ابھی زخم نہیں لکھے تھے۔

ایک پل کے لیے مضبوط حواس جنجھنا گئے۔ لیکن پھر آنکھیں میچ کر کھولے اس نے سامنے دیکھا۔اس کی آنکھیں پھیلی۔۔

شٹ۔۔۔!! طیش سے اس نے مکہ سٹیرنگ پر مارا۔

وہ سیٹ بیلٹ کھولتا باہر نکلا۔

سامنے گاڑی مکمل الٹ چکی تھی۔ وہ تیز قدم لیتا وہاں گیا۔۔ جہاں گاڑی سے خون نکل کر سڑک پر بہنے لگا تھا۔

چند پل میں ہی اس گاڑی میں مکین لوگوں پر قیامت بر پا ہو چکی تھی۔

یہ ون وے روڈ اکثر سنسان ہی ہوتا تھا۔

اس نے گاڑی کو زور لگا کر سیدھا کرنا چاہا۔ لیکن وہ اس کی طاقت سے کئی زیادہ بھاری تھی۔

بمشکل دروازہ کھول کر ڈرائیور کو باہر نکالا۔ یہ سب اس کی برداشت سے باہر تھا۔۔ڈرائیور شاید آخری سانسیں لے رہا تھا۔

مم میڈم۔۔۔ شجیج۔۔۔ میڈ۔۔۔"ڈرائیور بمشکل یہ کہہ پایا اور اس کے ہاتھوں میں دم توڑ گیا۔۔"

شایان نے اس کے وجود کو پل میں خود سے دور کیے زمین پر لٹایا۔۔اس سے زیادہ وہ خون آلود شخص کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔۔نہ کوئی گھبراہٹ نہ ہی کوئی اور تاثر۔۔۔۔

اسے پچھلی جانب سے کراہنے کی آواز آئی۔۔اس نے رومال سے ہاتھ صاف کر کے پچھلی جانب کا دروازہ بمشکل کھولا۔

دروازہ کھلتے ہی ایک نسوانی وجود باہر ڈھلکا۔۔۔جسے وہ بمشکل تھام پایا۔وگرنہ اس کا سر پتھریلی سڑک پر لگتا۔

پیشانی سے نکلتا خون گھنی پلکوں سے مزین آنکھیں بند تھیں۔سنہری بال ایک جانب گرے تھے۔۔وہ چندپل کے لیے تواس کے حسن میں کھو سا گیا۔

ہر روز کئی حسین لڑکیوں سے کھیلنے والا آج اس لڑکی کے آگے ساکت ہوا تھا۔وہ ساحرہ تھی، یا کوئی نازنین۔۔وہ سمجھ ہی نہیں پایا۔

خالص حسن۔۔"ایک خاص لقب اس کے عنابی لبوں سے نکلا۔۔اور اس کے پھولے گال پر دوسرا" انگوٹھا پھیرا۔

اس لڑکی کو دیکھ کر وہ اپنا متوقع نقصان بھی بھول گیا تھا۔

وہ شاید نیم بیہوشی میں بھی شدید تکلیف محسوس کر رہ تھی۔ تبھی درد سے کراہی۔

شایان چونکا۔۔لب بھینچ کر اس نے اپنا ہاتھ اس کے پھولے گلابی گال سے ہٹایا۔اور بھرپور زور لگا کر اس وجود کو باہر کھینچا۔۔سانسیں پھول سی گئیں۔

اٹھو۔۔لڑکی۔۔آنکھیں کھولو۔۔"اس نے گال تھپتپایا۔اس کے گلابی پھولے سے گال اسے حد درجہ" متوجہ کیے جا رہے تھے۔

اس کے جسم میں جیسے ہمت باقی نہیں تھی،۔اسی لیے وہ پوری آنکھیں نہیں کھول پائی۔۔شایان کا دل اس کی آنکھوں کا رنگ دیکھنا چاہتا تھا۔دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کھلی آنکھوں میں مزید کتنی خوبصورت لگے گی۔۔لیکن اس نے یہ ناممکن بنا دیا۔۔

آدھی آستین سے اس کی دودھیا بازو نمایاں تھی۔جس سے خون نکل رہا تھا۔

کچھ پل وہ حل سوچتا رہا۔

پھر اسے باہنوں میں اٹھا کر وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔اس کا گداز سراپا باہنوں میں سمٹا دھڑکنوں کو منتشر کر رہا تھا۔۔ڈرائیور کو اس نے ایک نظر دیکھا۔جو ابدی نیند سویا ہوا تھا۔

فلحال اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی۔۔اس کے سینے میں دل کی جگہ ایک کالا پتھر فٹ تھا۔جس میں کبھی کوئی جذبہ پنپا ہی نہیں تھا۔یا پھر کوئی ایسا تھا ہی نہیں جس کے لیے اس کا دل کچھ خاص محسوس کرتا۔

کسی کی زندگی موت اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی تھی، لیکن اس لڑکی کو بچانا اسے ضروری لگا تھا۔جذبہ ابھر رہا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اسے کیوں بچانا چاہتا ہے۔۔لیکن اسے اس لڑکی کو ہر حال میں بچانا چاہتا تھا۔اس کی زندگی شایان ساگر کو بہت سے فوائد دینے والی تھی۔۔اور شاید سب سے بڑا فائدہ اس کا اپنا ہی تھا۔

اسے اپنی قیمتی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹا کر سفید رومال اس کی بازو پر باندھا جہاں سے خون بہتا جا رہا تھا۔

اپنی گاڑی میں دھول کا ایک زرہ بھی برداشت نہ کرنے والا، ایک خون آلود لڑکی کو وہاں بٹھا چکا تھا۔ "

اس لڑکی کا لباس قیمتی تھا۔۔شاید وہ کسی فنکشن میں جا رہی تھی۔۔چہرے پر ہلکا پھلکا میک اپ بھی موجود تھا۔

شایان نے فون نکال کر اپنے خاص آدمی کو کال کی۔۔اسے صورتحال سمجھا کر وہ گاڑی سٹارٹ کرتا ،ڈرائیور کی لاش بے یارومددگار چھوڑتا گاڑی بھگا لے گیا تھا۔

اس لڑکی کی ضروری چیزیں بھی اس نے لینا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

سیکیورٹی کا خیال رکھا ہے تم نے یا نہیں ؟؟" فون کان سے لگائے اس نے نوفل کو دیکھا، جس کے " چہرے پر کروفر بھرے تاثرات سجے تھے۔

جیسے جیسے منزل قریب آرہی تھی اس کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔لیکن چہرے سے وہ کچھ بھی ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔

جج جی باسط صاحب۔۔۔میں نے خاص خیال رکھا ہے۔۔۔صرف میری اور تایا صاحب کی فیملی شامل " ہے،۔ تعبیر کی بڑی بہن کو بھی نکاح میں نہیں بلایا گیا۔۔

شاباش۔۔مجھے امید تھی، تم دوبارہ کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کرو گے۔۔"اس کے لبوں پر طنزیہ " مسکراہٹ پھیلی۔جبکہ نوفل یزدان بھی ابرو کھجاتا لبوں پر کھلتی مسکراہٹ سے باہر دیکھنے لگا۔۔

سلمان ملک جیسے الٹے دماغ کے آدمی کو کنٹرول کرنا نوفل کے لیے مشکل نہیں تھا۔۔اسے دو چار ڈیمو دکھا کر اکیلا باسط ہی قابو کر چکا تھا۔

جس وقت وہ پاسپٹل میں تھا۔باسط نے اسے اچھا خاصہ دھمکایا تھا۔ٹوٹی ٹانگ پر دو چار راڈ مار کر اسکی اچھی خاصی چیخیں نکلوائی تھی۔

بیوی اور بیٹیوں کو گھر واپس لانے کا نہایت محبت بھرے طریقے سے کہا گیا تھا۔تعبیر سے نکاح کے خیال کو دل و دماغ دونوں سے نکلوانے کے لیے ایک دو مکے تھپڑ مار کر گال نیلے کیے۔۔اتنے میں ہی باسط کا کام بن چکا تھا۔

وہ شاید بزدل آدمی تھا۔۔ تبھی جلد قابو میں آگیا تھا۔

باسط نے کال کاٹ کر نوفل کو دیکھا۔۔جس نے شاہانہ انداز میں سیٹ سے ٹیک لگا کر اپنی نائن ایم ایم پس*ٹل کو سہلایا۔

سلمان ملک آگے بھی ہمارے بہت کام آئے گا۔۔بس اب اسے ہاتھ سے پھسلنے نہیں دینا۔۔اتنے " "سالوں کی خاموشی کا دھماکہ بھی ایسا ہو گا کہ وہ دھماکہ کئی سالوں تک یاد رہے گا۔۔

اس کے لہجے میں خاصی ٹھنڈک تھی۔۔چہرے پر سجے سخت سنجیدہ تاثرات جبکہ بھوری آنکھوں کی وحشت کو اس نے سیاہ گلاسز سے چھپایا ہوا تھا۔

باسط نے نوفل یزدان کو ایک نگاہ دیکھا اور پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔

گاڑیاں ملک حویلی کے قریب رکی۔تو دھڑکنیں منتشر ہونے لگی۔۔وہ بیتے لمحے ارد گرد گھیرا تنگ کرنے لگے۔

"باس آج گھبرانے کا نہیں اپنی منزل پا لینے کا دن ہے۔"

باسط نوفل کی پریشانی کو سمجھ چکا تھا۔۔ تبھی وہ پچھلی جانب اس کے لیے روازہ کھولتا،اسے حوصلہ بھی دے گیا۔۔

میں کب گھبرا رہا ہوں۔"نوفل نے اسے گھورا۔۔"

"جی جی باس آپ کب گھبرا رہے ہیں یہ بس آپ کا چہرہ ہی گھبرایا گھبرایا سا ہے۔۔"

باسط۔۔بیٹا۔۔مار مت کھا لینا۔۔۔"وہ کندھے پر پنچ مارے بولا۔"

آج تو آپ کی مار بھی قبول ہے۔۔۔" باسط نے خوشدلی سے کہے سینے پر ہاتھ رکھا۔۔"

ویسے یار، کہہ تم ٹھیک رہے ہو۔۔اب تک لاتعداد قتل کر چکا ہوں۔۔کئی لوگوں کو بری طرح پیٹا" ہے،۔۔لیکن ایسی کیفیت کبھی نہیں ہوئی۔۔" سینے کو مسلے وہ اپنی کیفیت سمجھ نہیں آئی۔۔

وہ اس لیے باس کہ آج آپ قتل ہونے والے ہیں۔۔" باسط شرارت سے باز نہیں آیا۔۔"

شرم تو نہیں آرہی، "نوفل نے دانت پیسے،۔"

وہ کیسے آئی گی باس۔۔بیچ دی تھی، کچھ عرصہ پہلے۔۔ویسے بڑے مہنگے داموں بکی تھی۔۔" وہ تلخ سا ہوا۔۔

کنڑول یار۔۔۔"نوفل نے کندھا تھپتپایا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔ویسے جو حالات مجھے نظر آرہے ہیں۔کیا میں اپنا کمرہ تیار رکھوں۔۔۔؟"

باسط کے مضحکہ خیز انداز پر اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔لیکن جب مطلب سمجھ آیا تو دل چاہا بری طرح پیٹ ڈالے۔۔جو اس کے حوصلے کو ڈگمگانے پر مجبور کر رہا تھا۔

باس اب مجھے شکریہ ادامت کرنا۔۔ہمیشہ آپ مجھے حوصلہ دیتے آئے ہیں۔آج میں نے دے "دیا۔۔

باسط نے شانے اچکائے شان بے نیازی سے کہا۔۔

" واپس مینشن ہی جانا ہے یا ٹانگ مار کر دوبارہ جیل پہنچاؤں۔"

نوفل نے اس کی کمزور رگ کو پکڑا تھا۔

باس دیر ہو رہی ہے۔۔" باسط بوکھلا کر بولتا حویلی کے اندر داخل ہو گیا۔ جہاں حویلی کے چند مکین ان کا انتظار نہایت بے تابی سے کر رہے تھے۔۔

"یہ تو نوفل یزدان ہے۔۔"

کمال ملک نے حیرت سے اسے ایک بار دیکھا۔ جو سنجیدگی کی اعلیٰ مثال بنے لاؤنج میں شان سے براجمان تھا۔ چہرے پر کروفر بھرے تاثرات تھے۔ ان چند سالوں میں بالکل بدل گیا تھا۔۔ کل تک چھوٹا سا لڑکا، آج بارعب شخص بنے سامنے کھڑا اپنے سے بڑی عمر لڑکی کو اپنے نکاح میں لینے نہایت شاندار طریقے سے آیا تھا۔

تایا صاحب، تعبیر کو اس شخص کے علاوہ کوئی نہیں اپنا سکتا۔ تعبیر کی سچائی یہ شخص جانتا ہے۔۔ اور اگر "وہ اسے اپنا رہا ہے تو ہمیں ہاتھ آئی دولت کو جانے نہیں دینا چاہیے۔۔"

سلمان شاطر پن سے بولا۔۔ جبکہ اندر سے وہ اب بھی باسط کی دھمکیوں کے زیرِ اثر تھا۔

لیکن تعبیر نہیں مانے گی۔۔ اور ویسے بھی ان دونوں کی عمروں میں کافی فرق ہے۔" کمال ملک کو یقین " تھا کہ تعبیر اس آدمی کو دیکھ کر سرعت سے انکار کر دے گی۔

آپ میرے ساتھ نکاح کروانے کی حامی بھی تو بھر چکے تھے، جبکہ میں تعبیر سے پندرہ سولہ سال بڑا "ہوں۔۔ اور شادی شدہ بھی ہوں۔۔"

وہ الگ بات تھی، سلمان۔۔ تم میرے بھتیجے ہو۔۔ یہ انجان لڑکا ہے، اور ایک بڑی عمر کی لڑکی کو کون "
"اتنے شاندار طریقے سے اپناتا ہے۔۔

"وہ سامنے بیٹھا شخص ہے، جو ایک بڑی عمر کی لڑکی کو اپنانے کے لیے آیا ہے۔۔"

پر تعبیر۔۔۔"وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ کیا کہیں۔۔؟"

آ کا رعب آپ کی دھمکیاں کس دن کام آئیں گی۔اج کا ہمارا یہ فیصلہ ہمیں بہت سے فائدوں سے دوچار "
"کرے گا۔۔؟

سلمان نے معنی خیز نگاہ سے انہیں جتایا۔

ٹھیک ہے میں تعبیر کو لاتا ہوں۔۔"وہ پر سوچ سے اوپر کی جانب بڑھے۔۔"

اس کے کمرے میں دستک دیتے وہ اندر داخل ہوئے۔۔۔جہاں وہ مضطرب سی سجی سنوری کھڑی تھی۔۔

بابا آپ۔۔۔"اسے توقع نہیں تھی کہ وہ اوپر بھی آ سکتے ہیں۔۔"

تمہیں میرا وعدہ یاد ہے ناں تعبیر۔۔۔"انہوں نے بیٹی کے روپ سے نظر چرائے کہا، مبادہ ان کی "
نظر نہ اسے لگ جائے۔اور ایک بار اس کی خوشیاں غم کی نذر ہو جائین۔۔

جی مجھے یاد ہے۔۔ نمکین آنسوؤں کا گولہ اس نے حلق سے اتارے بمشکل کہا۔۔"

اب میں تم سے قسم لینے آیا ہوں۔۔"اس نے زخم خوردہ نگاہ اپنے باپ پر ڈالی۔۔"

جو صرف اس کی شادی کے لیے اسے پل پل آزما رہے تھے۔

آپ کو قسم لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔میں اپنے وعدے پر قائم ہوں، نہ آج میں انکار کروں گی اور نہ ہی دوبارہ کسی تہمت کا جرم اپنے اوپر عائد کرواؤں گی لیکن یہ ضرور کہوں گی، کہ اس دن میں اس شخص کے ساتھ نہیں تھی،۔۔بلکہ ایک غلط فہمی تھی، جو آپ کے لاڈلے بھتیجے کی کارستانی تھی۔۔"

وہ کہنے سے روک نہیں پائی، جاتے جاتے وہ کم از کم اپنے باپ کی آنکھیں کھول کر جانا چاہتی تھی۔

"گڑے مردے مت اکھاڑو تعبیر۔۔میں کچھ سننا نہیں چاہتا۔۔نجمہ کے ساتھ جلدی نیچے آجانا۔۔"

وہ نظر چراتے مڑ گئے۔۔غلافی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر گلابی عارض پر بکھر گئے۔

آئینے کی طرف نظر گئی تو قدم لیتی، اس جانب آئی۔

کیا شادی ہونا ہی زندگی میں سب کچھ ہوتا ہے؟، کیا بیٹی کی بڑھتی عمر ماں باپ کے گلے کا طوق بن جاتی۔؟کسی لڑکی کے ہونے والے شوہر کا نکاح سے پہلے مر جانے میں بھی اس لڑکی کا ہی قصور ہوتا ہے۔۔"ایسے کئی سوال تھے، جو ذہن میں ہلچل مچا رہے تھے۔جن کے اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

آنسو رگڑ کر اس نے اپنے سجے سنورے حلیے کو دیکھا۔۔خود پر کسی رنگ ساز سی گڑیا کا گمان ہوا۔جس کے سارے پھیکے رنگ چھین کر اسے رنگوں میں رنگ دیا گیا، پر یہ رنگ اس کو تکلیف دے رہے تھے۔

اس نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھا۔

نازک گردن میں بھاری سیٹ چبھن پیدا کرتا، جیسے اس کا سانس روکتا محسوس ہوا۔

سرخ اناری لہنگا۔۔جس کے قیمت شاید لاکھوں میں تھی،۔وجود پر لپٹا، کسی خاردار جھاڑیوں کی طرح جسم خراشیں ڈال رہا تھا۔

ہاتھوں میں پہنی چوڑیاں ہتھکڑیوں کی مانند تھیں۔۔جواب تا عمر کلائی کو زخم خوردہ کرنے والی تھیں۔

"تم ناکام ٹھہر گئے، نوفل یزدان۔۔ تعبیر نے تم سے نفرت نبھائی تھی، لیکن آج میں جس انجان شخص سے جڑنے والی ہوں اس کے بعد میں تم سے نفرت بھی نہیں کر پاؤں گی۔۔کیونکہ میں اس شخص کے نکاح میں جانے کے بعد میں اپنا کوئی جذبہ کسی ایرے غیرے شخص پر ضائع نہیں کرنا چاہتی۔۔"

سرخ لبوں پر تلخ مسکراہٹ تھی،۔جبکہ آنکھوں میں اس شخص کے نام کی آخری نمی سمجھے وہ اس بھرم میں تھی، کہ وہ آج اس سے ہمیشہ کے لیے دور چلی جائے گی،۔

مگر یہ خام خیالی تھی کہ وہ اپنے ارادوں کا مضبوط شخص مرتے دم تک تعبیر ملک کا ہی رہنے والا تھا۔۔

وہ نجمہ اور اروشے کی ہمراہی میں نیچے بڑھی۔۔وجود میں کپکپی طاری تھی۔۔

زینے اترنا اسے پل صراط کی مانند لگ رہا تھا۔ہال میں مجمع جمع تھا۔۔

اس کے ہونے والے شوہر کے ساتھ بھی کچھ لوگ آئے تھے۔۔

نکاح بے شک سادگی سے تھا۔۔ لیکن ہال کی سجاوٹ ہلکی سی گہما گہمی ماحول کو خوشگوار بنا رہی تھی۔

اسے دیوار کے ساتھ لگے کاؤچ پر بٹھایا گیا۔۔ جس سے تھوڑے فاصلے پر ایک اور کاؤچ موجود تھا۔ جہاں اسکا ہونے والا شوہر براجمان تھا۔ لیکن وہ اسے نظر نہیں آیا۔۔اور نہ ہی اسے کوئی دلچسپی تھی۔، جبکہ نوفل بے قرار ہوئے اسے دیکھنا چاہتا تھا۔۔ لیکن وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو نہیں دیکھ پائے تھے۔

اسے حیرت بھی ہوئی کہ یہ کیسے نکاح کیا جا رہا ہے۔

۔حویلی میں پردے کا تھوڑا بہت خیال کیا جاتا تھا۔ نکاح سے پہلے دلہن کو ہونے والے شوہر کے سامنے آنے کی ہرگز بھی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

نکاح خواں درمیان میں آکر کھڑا ہوا۔اور بلند آواز میں الفاظ ادا کرنے لگا۔ تعبیر سمجھ گئی تھی کہ

نکاح کے الفاظ کی پہلی ادائیگی ہوئی۔اور وہاں تعبیر کو لگا کسی نے سماعت پر دھماکہ کیا ہے۔اس کے دل پر نوک دار چھری پوری شدت سے گھونپ دی ہو۔۔اور گردن پر دونوں ہاتھ رکھے دباؤ ڈال کر اس کی جان دوہری اذیت سے نکالنا چاہی ہو۔

دوسری جانب نوفل یزدان کو وہ الفاظ روح و سماعت کو ٹھنڈک پہنچاتے محسوس ہوئے۔۔اور دل سینے سے نکل کر تعبیر کے قدموں میں جا گرا ہو۔

ایک جانب دوہری خوشی تھی، اور ایک جانب دوہری اذیت،۔

اگلے لمحے کی کسی کو خبر ہی نہیں تھی کہ کیا ہونے والا تھا۔؟

کیا اذیت جیت کر اس کی جان نکال دیتی یا پھر خوشی غارت ہونے والی تھی؟۔

اس نے کسی کی جانب نہیں دیکھا۔۔بس سامنے کمال ملک کو دیکھا۔جو چہرے پر گہرا اضطراب لیے کھڑے تھے۔۔جیسے کسی بھی وقت ڈھے جائیں گے۔

ان کے کمرے میں آنے کا مقصد وہ پل میں سمجھ گئی۔۔

کمال ملک نے آج پہلی مرتبہ آنکھیں میں یاسیت لیے دیکھا۔۔گویا جتایا ہو کہ تمہاری ہاں میری زندگی کی وجہ بنے گی۔۔اور تمہاری نہ میری موت کی۔۔

تعبیر نے جھرجھری لی۔نکاح خواں نے الفاظ دہرائے۔

اس نے باپ کو دیکھتے دیکھتے سر جھکا دیا،اپنے مجرم کو قبول کر لیا،۔۔جس سے کچھ پل پہلے نفرت کا جذبہ ختم کرنے کا سوچ رہی تھی،۔وہ جذبہ مزید ابھر کر آیا۔

تین بار ایجاب و قبول ہوا۔اور تینوں مرتبہ اسے اپنے ہی الفاظ منہ پر تھپڑ مارتے محسوس ہوئے۔جو اس نے نوفل کو کہے تھے۔

دوسری جانب اس کا اقرار دل کی بھڑکتی بے چین حالت پر ٹھنڈا پانی بہاتا پر سکون کرتا چلا گیا،۔

نوفل نے سامنے دیکھا۔اور پھر اوپر کی جانب دیکھ کر رب کا شکر ادا کیا۔۔گویا سرخرو ہو گیا ہو۔۔وہ لڑکی جسے پانا ناممکن لگتا تھا، وہ مزید کسی رکاوٹ اسے رب کی طرف سے انعام کے طور پر نواز دی گئی تھی۔

نوفل سے جب نکاح کا اقرار کروایا گیا،۔اسکی آواز میں دھمک تھی۔۔مدھم مگر بلند سا اقرار تعبیر کے کانوں میں بھی پہنچا۔۔ جہاں وہ اقرار سب کے لیے خوشی کی نوید بنا۔۔وہی اقرار تعبیر کو اس کا مذاق اڑاتا محسوس ہوا۔اس نے اذیت سے آنکھیں بند کرلی۔کہ شاید موت آجائے، لیکن ،نہ ہی موت آئی اور نہ ہی خوشی غارت ہوئی تھی۔

بلکہ دونوں کی نفرت اور محبت آج آمنے سامنے آکر ٹھہر گئی تھی۔

رخصتی کب ہوئی اسے خبر نہیں ہو پائی تھی،۔حواس گم تھے۔وجود میں جان باقی نہیں تھی،۔

گاڑی میں بیٹھی وہ منجمند وجود کے ساتھ سامنے دیکھنے لگی۔ہوش تو تب آیا جب وہ شخص پاس آکر بیٹھا۔

اور آج میں سرخرو ہو گیا۔۔ تعبیر ملک صاحبہ آپ نوفل یزدان کو مل گئی۔"پر فسوں لہجہ حاکمیت " بھرے الفاظ سنتی وہ مٹھیاں بھینچ گئی۔

نوفل نے اس کا چوڑیوں والا ہاتھ تھاما۔

دھوکے سے۔۔" وہ سامنے دیکھتی تلخ ہوئی۔اس وقت وہ اس آدمی کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی" تھی۔

نوفل ٹھٹک گیا۔ لیکن پھر مسکرایا۔

"دھوکہ میری سرشت میں نہیں ہے۔۔"

وہ مسکرایا۔اور اس کا ہاتھ انگوٹھے سے سہلائے خود کو یقین دلایا کہ وہ اس کی مکمل ہو گئی ہے۔

اگر تم نہیں چاہتے کہ میں یہاں کوئی تماشہ کروں تو میرا ہاتھ چھوڑ دو۔۔کیونکہ اس وقت تمہارا "

" میرے قریب بیٹھنا اذیت کی انتہا ہے۔ تمہارا چھو لینا کیسا ہو گا، یہ تم بہتر سمجھ سکتے ہو۔۔

گلابی بھیگی آنکھیں چہرے پر ضبط کے ابھرتے تاثرات چہرہ مکمل سرخ کر گئے۔۔ان آنکھوں میں وہ نفرت نہیں دیکھ سکتا تھا۔

تعبیر۔۔" وہ تڑپ کے پکارتا، اس کا ہاتھ دبا گیا۔"

نوفل میرا ہاتھ چھوڑو۔۔" وہ دبا دبا غرائی۔۔"

"میں جانتا ہوں۔۔اس وقت آپ کا دل میرا قتل کرنے کو چاہ رہا ہو گا۔"

نوفل نے سرد ماحول کا اثر زائل کرنا چاہا۔

تمہارا قتل؟؟" وہ کرب سے مسکرائی۔"

میرا دل چاہ رہا ہے میں خود کو مار دوں، جو آج اپنی نظروں میں گر گئی ہے۔ جس کے سارے کے سارے دعوے اس پر بری طرح ہنس رہے ہیں، اور مجھے یہ احساس دلا رہے ہیں کہ میں ڈوب کر مر جاؤں۔۔۔" وہ کرب سے بولتی نوفل کے دل کو مٹھی میں دبوچ گئی۔

تعبیر۔۔۔" نوفل نے اس کے لبوں پر اپنا بھاری ہاتھ رکھے اس کے لفظوں کو روکا۔ وہ تڑپ ہی تو گیا تھا۔

" ایسا۔۔ سوچیے گا بھی مت۔۔ خبر دار جو آپ نے خود کو کچھ کیا۔۔ میں مانتا ہوں، یہ سب اچانک قبول کرنا آسان نہیں ہے۔ میرا دھوکا آپ کو رلا رہا ہے،۔۔ میرے نکاح میں آنا آپ کو آگ میں جلا رہا ہے،۔۔ تو مجھ سے نفرت کر کے خود کو راحت پہنچائیں۔ اس رشتے کو قبول نہیں کرنا چاہتی نہ کریں۔۔ میں کبھی آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔ نہ کبھی اپنا حق آپ پر استعمال کروں گا۔ مجھ سے جتنی چاہیں نفرت کریں۔۔ لیکن خود کو ایک کھرونچ بھی دی تو آپ میرا وہ روپ دیکھیں گی۔ جو میں آپ کو کبھی بھی دکھانا نہیں چاہتا۔۔ "

جنونیت سے ایک ایک لفظ بولتا، وہ اس کا مزاحمت کرتا وجود شدت سے اپنے حصار میں لے گیا تھا۔

تعبیر کے بے بسی آنسو نکل آئے۔۔ اس کی سخت گرفت اسے جھلسا رہی تھی،۔۔ اس نے نوفل کے ہاتھ پر شدت سے ناخن گاڑے۔۔ وہ دلفریبی سے مسکرایا۔۔

"یہ بھی ٹھیک ہے بجائے اس کہ آپ اپنے آپ کو تکلیف دیں۔۔"

اس کے مضبوط ہاتھ کی پشت پر کھرونچوں کے نشان ابھر آئے تھے۔ انہیں دیکھتے اس نے تعبیر کو جتایا۔

نوفل کو ان لبوں کی نرماہٹ بے چین کرنے لگی۔ لیکن اس نے ہاتھ نہیں ہٹایا۔

اگر آپ سفر آرام سے گزارانا چاہتی ہیں تو بنا کسی مزاحمت کے میرے پاس بیٹھی رہیں۔ مینشن جا کر " آپ آپ جیسا سلوک کرنا چاہیں، اس کی میں آپ کو میں خوشی خوشی اجازت دیتا ہوں۔۔۔ یہاں چار لوگوں میں میری عزت کا تماشہ مت بنائیے گا۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی نوفل یزدان کی بیوی کے بارے میں زرا سی بھی الٹی سیدھی بکواس کرے۔۔اور وہ میرے ہاتھوں اپنی جان سے ہاتھ دھو " بیٹھے۔۔اور آپ اچھے سے جانتی ہیں میں جھوٹ نہیں بولتا۔

نوفل نے سامنے رکھی گن کی جانب اس کی توجہ دلوائی۔۔ تعبیر کی مزاحمت رکی، جبکہ آنکھیں پھیل سی گئیں۔

ہٹاؤں ہاتھ ؟؟" نوفل نے سرگوشیانہ اجازت چاہی۔۔ تعبیر بے حس و حرکت رہی۔ یقیناً وہ گن سے " نہیں اس کی دھمکی سے ڈری تھی۔

نرمی سے ہاتھ ہٹا کر اس نے تعبیر کو اپنے حصار میں لیے رکھا۔

تعبیر نے کھلی فضا میں گہرے سانس لیے تو اسے اپنی گرفت کی سختی پر افسوس ہوا۔

فلحال وہ اس شخص کی کسی بات کو ماننے کی متحمل نہیں تھی۔ لیکن وہ کہہ بھی ٹھیک ہی رہا تھا۔

غصے میں بھی وہ اپنا تماشہ نہیں بنانا چاہتی تھی۔

ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی۔تو تعبیر جھجک کر فاصلے پر ہونا چاہا۔۔لیکن نوفل نے کندھے پر دباؤ بڑھایا۔

تعبیر بے بسی سے آنسو بہا کر رہ گئی۔فلحال وہ اس شخص کی محتاج ہو چکی تھی۔

"یہ لڑکی آپ کی کیا لگتی ہے۔؟؟"

ڈاکٹر نے شایان کی بے چینی کو بھانپتے سوال کیا۔۔

تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے،۔۔چپ چاپ اس کا علاج کرو۔۔اسے کچھ ہوا تو اس "ہاسپٹل کا نام ونشان بھی نہیں ملے گا۔۔"

شایان کی واضح دھمکی پر ڈاکٹر کی پیشانی پر پسینہ چمکا۔

"سس سر۔۔اس کا نام اینٹر کرنا ہے۔۔اس لیے پوچھا تھا۔۔"

نام۔۔۔"شایان پر سوچ ہوا۔۔

"ساحرہ۔۔۔ساحرہ نام ہے اس کا۔۔"

اس کا حسین چہرہ سوچتے وہ اسے نام دے گیا تھا۔

"سنو۔۔"

ڈاکٹر سر ہلاتا مڑا جب شایان ساگر نے اسے پکارا۔۔

"اس کی پیشانی پر جو زخم ہے کیا اس پر سٹیچز لگیں گے ؟؟"

جج جی۔۔زخم گہرا ہے تو شاید۔۔"

نہیں لگانے اسے سٹیچز۔۔اس کا چہرہ خراب نہیں ہونا چاہیے۔۔اس کا چہرہ بہت قیمتی ہے۔"ازلی سرد انداز میں بولتا وہ سگار کے کش لیتا مڑ گیا۔۔گویا ڈاکٹر کی مزید بکواس سننا نہیں چاہتا ہو۔

ڈاکٹر دوبارہ اندر چلا گیا۔

شایان کو بے چینی ہوئی تھی۔

شایان سگار پھینکتا اندر بڑھا جہاں اس کا ٹریٹمنٹ ہو رہا تھا۔

سر۔۔آپ اندر مت۔۔۔"اس کی شہد رنگ آنکھوں کی وحشت پر ڈاکٹر کی زبان بند ہوئی۔

وہ چپ چاپ گلوز اس کی جانب بڑھا گیا۔۔

شایان اس کی سمجھداری پر طنزیہ مسکراتے بیڈ کے قریب آیا۔

بازو کے زخم کو دیکھتا وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

کاٹن سے زخم صاف کرتے وہ اس لڑکی کو بار بار دیکھتا پر سوچ تھا۔اس کے چہرے سے نظر ہٹانا اسے " نا جانے کیوں مشکل لگ رہا تھا۔

پیشانی پر زخم گہرا تھا۔۔لیکن اس نے سٹیچز نہیں لگانے دیے۔

اسے انجیکشن لگاؤ۔۔اسے اگر تکلیف ہوئی یا پھر کوئی نشان اس کے جسم پر باقی رہا تو میں تم لوگوں کو "
"اتنے نشان دوں کہ اپنا چہرہ نہیں پہچان پاؤ گے۔۔

انگلی اٹھا کر ایک ایک کو دھمکی دیتا وہ ایک خونخوار درندہ لگ رہا تھا۔

ڈاکٹر کو اس سر پھرے کی حرکتوں پر شدید طیش آیا۔۔لیکن اس کی دھمکیاں انہیں سہائے ہوئے تھی۔۔

نرس نے آگے بڑھ کر کانپتے ہاتھوں سے اسے انجیکشن لگایا۔

ڈاکٹر نے میڈیسن لکھ کر پیپر اس کی جانب ب-ڑھایا تو اس نے ایک لاکھ کا چیک ٹیبل پر رکھا۔اس کا گداز وجود ایک بار پھر اس کی مضبوط بازوؤں میں تھا۔

"سر۔۔ابھی یہ ٹھیک۔۔۔"

شایان کی ایک تیز گھوری ہی ڈاکٹر کی زبان بند کر گئی تھی۔

بنا کسی تاثر کے وہ اس لڑکی کو لیے وہاں سے باہر نکلا۔۔

کئی لوگوں نے حیرت سے مڑ کر اسے دیکھا، لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔

"صنم۔۔۔!! اوہ مائے گاڈ صنم۔۔وہاج سلطان۔۔۔وہ دیکھو۔۔۔مم میرے پیچھے ہی ہیں۔۔"

انابیہ نے اس کی توجہ پیچھے دلوائی، جہاں وہاج کسی کیس کے سلسلے میں مال میں تھا۔۔

صنم کے چہرے پر چمک آئی،۔وہ جانتی تھی کہ وہاج آج یہاں آئے گا۔۔ تبھی وہ انابیہ کو مال میں لائی تھی۔

چند ہی دنوں میں ان کی دوستی کافی گہری ہو چکی تھی،۔اس میں زیادہ ہاتھ صنم کا ہی تھا۔۔

"مجھے زرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ صبح میری کال پر بات ہو گی، اور اب یہ یہاں ہوں گے۔۔"

دھڑکتے دل پر قابو پائے وہ اپنی خوشی صنم کو بتائے مسکرائی۔

جاؤ مل آؤ۔۔مجھے تو دیکھ کر منہ موڑ لے گا۔۔۔" صنم نے منہ بنایا،۔"

وہ تو شاید تمہیں پسند کرتے ہیں۔۔"انابیہ چونکی تھی۔"

وہ پہلے کی بات تھی،۔۔اب ہم دونوں ہی ایک دوسرے کی شکل نہیں دیکھنا چاہتے۔۔"صنم بوکھلائی، " لیکن پھر ایک دم خود پر قابو پائے بولی۔۔

"کیا مطلب میں سمجھی نہیں ؟"

کچھ نہیں چھوڑو۔۔پھر کبھی بتاؤں گی۔۔کیا تم اس سے ملنا نہیں چاہتی ؟؟"صنم نے اس کو ٹالا تھا۔"

وہ مجھے پہچاننے سے ہی انکار کر دیں گے۔۔۔"وہ منہ بنا گئی۔"

اوہ مائی گاڈ وہ یہی آرہے ہیں۔۔میں کیا کروں۔۔۔"انابیہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور پھر جلدی سے منہ " آگے کیا۔ صنم کو اس کا دیوانہ پن برداشت کرنا مشکل لگا۔۔وہ شخص نفرت کے قابل تھا لیکن انابیہ فرمان جیسی لڑکی اس سے بے پناہ محبت کر رہی تھی۔

ایک کام کرو۔۔"انابیہ نے اپنا موبائل اس کی جانب بڑھایا۔"

کیا؟؟" صنم حیران ہوئی۔"

میں تھوڑا سا پیچھے ہوتی ہوں۔۔وہ اس طرف ہی آ رہے ہیں، بس تم نے ہماری پک لینی ہے، "

" پلیز۔۔ایک پک لے لو۔۔۔

" تم پاگل ہو، وہ پولیس آفیسر ہے، ایک منٹ میں پکڑ لے گا۔۔"

صنم نے دانت پیسے۔۔

پلیز۔۔"،۔گلابی چہرے اور غلافی آنکھوں میں التجا سمٹ آئی تھی۔

اوکے۔۔" صنم نے حامی بھری۔

" تم انگوٹھے سے اشارہ دینا۔۔۔"

انابیہ کا چہرہ پل میں کھل گیا، وہ اسے اوکے کا اشارہ کر کے، اپنے آگے سے کٹے بالوں کو ٹھیک کرتی پیچھے قدم لینے لگی۔

صنم نے بے ساختہ ڈوپٹہ اوڑھا تھا، فلحال وہ وہاج سلطان کی نظر میں آنا نہیں چاہتی تھی۔

موبائل اس نے اس طریقے سے سامنے کیا کہ کسی کو شک نہ ہو۔۔

انابیہ نے اسے اشارہ دیا، تو صنم نے انگوٹھے سے اوکے کہا۔

یہ ایڈونچر اسے اب تک کا سب سے مشکل ایڈونچر لگ رہا تھا،ایک جلاد کے ساتھ وہ یہ حرکت وہ مر کر بھی نہ کرتی، لیکن دل کے ہاتھوں مجبور ہوئے وہ یہ بھی کر گزرنے کو تیار تھی۔

وہاج اپنے ساتھی آفیسر سے گفتگو کرتا آگے ب-ڑھ رہا تھا۔۔ صنم نے سرخ ہوتی نگاہ اندر ابھرتی نفرت کو دبائے دونوں کو موبائل میں قید کیا۔۔

ہیلز کی وجہ سے انابیہ کا پاؤں رپٹا،۔اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی،۔اس کے پاس سے گزرتے وہاج نے بمشکل اسے تھاما۔

صنم کی آنکھوں میں چمک آئی،۔۔اس نے تصویر کی جگہ ویڈیو موڈ آن کیا۔

دھیان سے۔۔۔" وہاج نے اس کے کندھوں سے تھاما، جبکہ انابیہ نے گردن پیچھے ڈھلکائی، کہ پل" بھر میں ان کے چہروں کے درمیان فاصلہ بمشکل رہ پایا تھا۔

ایک پل کے لیے انابیہ بھی بوکھلا گئی،۔۔چہرہ سرخ ہوا تھا، جبکہ اس کی شخص کی تیز پرفیوم کی خوشبو سانسوں میں اترتی محسوس ہوئی۔

وہاج نے فوری اسے سیدھا کھڑا کیا۔۔انابیہ کو دیکھ کر آنکھوں میں ہلکی سی پہچان ابھری لیکن ساتھی آفیسرز کی وجہ سے اس نے انابیہ کے کندھوں سے ہاتھ ہٹایا،اور آگے بڑھ گیا۔

انابیہ گویا سانس لینا بھول گئی تھی۔۔وہ شخص دوسری بار اس کے اتنے قریب آیا تھا کہ شش وپنج میں مبتلا دل آج محبت پر ایمان لے آیا تھا۔

اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ وقتی کشش ہر گز نہیں ہے۔۔وہ اس شخص کی دیوانی بنی محبت کی راہ میں قدم رکھ چکی تھی۔

وہاج کو اپنی پشت پر نظروں کی چبھن کا احساس شدت سے ہوا۔اس کا اپنا دل دھڑکا تھا۔۔ایک دم دھڑک کر واپس اپنی اصل حالت میں دھڑکنے لگا۔

اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں وہ اب بھی سن سی کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

یہ پہلی بار تھا کہ وہ کسی لڑکی کے معاملے میں اس کا دل باغی ہوا تھا۔اور اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔

دونوں کی نگاہ ملی اور جیسے ارد گرد محبت تمسخرانہ مسکرائی تھی۔

مینشن کے اندر داخل ہوتی تعبیر کا چہرہ سرد و سپاٹ تھا۔نوفل نے اس کا ہاتھ تھامے رکھا، کہیں وہ گر ہی نہ جائے، اس کی پلکوں نے آج بہت کم جنبش کی تھی۔۔اور یہ کم جنبش اس کی اندرونی کیفیت چیخ چیخ کر بیان کر رہی تھی۔

نوفل اسے لیے شاندار سے لاؤنج میں لایا، اور کاؤچ پر بٹھایا۔۔

لاؤنج میں یکدم روشنی پھیل گئی۔۔ہلکا ہلکا ساز فضا میں ابھرنے لگا۔

زرفشاں کو بلاؤ روز۔۔۔" نوفل نے روز کو حکم دیا، جبکہ باسط سیکیورٹی گارڈز کے پاس تھا۔"

نوفل کے نکاح کی خوشی سب کے لیے جشن کا مقام تھی۔

روز کے جاتے ہی وہ تعبیر کی طرف متوجہ ہوا۔ جس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ چند پل وہ اسے دیکھتا الفاظ کا چناؤ کرتا رہا۔۔

یہ مینشن آپ کا ہے؟۔ یہاں آپ کو کبھی بھی کسی بھی قسم کی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، یہاں آپ کھلی فضا میں سانس لے سکیں گی۔۔ یہاں آپ کی اپنی ایک دنیا ہو گی۔ جہاں آپ کو کوئی قید نہیں کر پائے گا۔ جہاں کسی کے منحوسیت بھرے طعنے کسی کی لگائی گئی تہمت، اور نہ ہی کسی کی غلیظ نگاہ ہو گی۔۔ "اسے آزادی کا احساس دلاتا وہ اس کا سجا سنورا روپ دیکھتا دل کے جذبات پر بندھ باندھ رہا تھا۔

میری زندگی کا سودا کر کے میری سانسیں چھین کر کہتے ہو کھلی فضا میں جی لوں۔۔ بہت ہی دوغلے " انسان ہو۔۔ بھلا کسی کی زندگی کا سودا ہوا ہو، کیا وہ سانس لے گا؟

اس نے خشک مگر سرخ آنکھوں سے سے نوفل کے غضب کو آواز دی۔

وہ لب بھینچ کر رہ گیا، جبکہ آنکھوں میں سرخ ڈورے ابھر آئے۔۔ لیکن وہ فلحال کچھ بھی ایسا ویسا کہہ کر خود سے متنفر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

بس کچھ لمحے میں آپ کو یہ سب برداشت کرنا ہو گا۔۔ پھر آپ کو میری شکل بھی دیکھنے کو نہیں ملے " گی، کیونکہ آپ کا سکون مجھے اس دنیا میں سب سے بڑھ کر عزیز ہے۔۔۔ زرفشاں میری بہنوں جیسی ہے،۔۔ اس کو مان سے میں نے کہا تھا کہ وہ اپنی بھابھی کا استقبال کرے،۔ اور آپ کو ہمارے کمرے تک پہنچائے،۔"

وہ جو کچھ اور سننے کی متمنی تھی، اس کی نرمی پر مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔

"ہر ایک کو کیا ایسے ہی اپنی لچھے دار باتوں سے الجھاتے ہو؟؟"

تعبیر کے تنک مزاجی بھرے لفظوں پر اس کے لبوں پر قاتلانہ مسکراہٹ ابھری۔

کیا آپ بھی الجھی ہیں؟" اس کی جانب جھکے وہ ٹھنڈے ٹھار انداز میں بولا، لیکن اس کی سانسوں کی تپش" پر چہرہ جھلس کر رہ گیا۔

دور ہٹو۔۔۔ بیہودہ انسان۔۔" اس نے سینے پر ہاتھ رکھے دور کیا۔"

اور اگر نہ ہٹوں تو،؟؟" وہ پل بھر میں اپنے کچھ دیر پہلے کے دعوے بدل کر ضد پر آمادہ ہوا۔ اور چہرہ" مزید قریب کر لیا۔

تعبیر نے ارد گرد دیکھ کر لب تر کیے،۔۔

اوہ میں سمجھ گیا،۔۔آپ کو کسی کے آجانے کا ڈر ہے۔ ہم قریب ہی اتنے ہیں، کہ کوئی دیکھے تو نظر چرا" ہی لے گا۔۔" نوفل نے آنکھیں چھوٹی کر کے لب دبائے،

تعبیر کا چہرہ خون چھلکانے لگا،۔ وہ تعبیر سے چھوٹا تھا لیکن اپنی بیہودہ حرکتوں سے وہ تعبیر کو چھوٹا بنا رہا تھا۔

اس کے چہرے پر چھلکتا ہلکی سی قربت کا رنگ نوفل کے دل پر لگا تھا۔ دل پر ہاتھ رکھ کر اس نے ہلکا سا سینہ سہلایا۔

اپنے دعووں سے مکر رہے ہو۔۔اتنے ہی سچے ہو تو دور رہ کر مجھے اپنی شکل نہ دکھا کر اپنے دعووں پر "

"پورا اترو۔۔۔

"ہر دعویٰ پورا کروں گا، بشرطیکہ آپ مجھے میرے دعووں سے پیچھے ہٹنے نہیں دیں گی۔۔"

نوفل نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔گویا جتایا ہو کہ تعبیر ملک بہت جلد اپنی رائے بدلے گی۔

میں۔۔!!اس نے تاسف بھری نگاہ سے اسے دیکھ کر اپنی جانب اشارہ کیا۔"

میں تو چاہوں گی کہ تاعمر تمہاری شکل نہ دیکھوں۔تمہارے نام سے جڑا اپنا نام ابھی کے ابھی جدا "

"کر کے یہاں سے بھاگ۔۔۔

نوفل نے سرخ انگارہ آنکھوں سے دیکھ کر اس کی تھوڑی جکڑ کر بولتی بند کی، چہرے پر بڑھتا غضب تعبیر کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا گیا۔

ان لبوں سے آج کے بعد ایسے بے تکانہ الفاظ نہیں نکلنے چاہیے۔۔۔ورنہ۔۔۔"اس نے سرخ اناری "

لبوں پر انگوٹھا پھیرے سرد انداز اپنائے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔۔

اس کا وحشت بھرا ادھورا جملہ مکمل سمجھتی کانپ کر رہ گئی تھی۔

مزید وہ وہاں رکا نہیں تھا۔۔اوپر کی جانب تیز قدموں سے بڑھتا وہ تعبیر کو احساس دلا گیا کہ وہ نفرت کا اظہار کرتے کرتے اپنے کردار کو بھی درمیان میں لا چکی ہے۔

تعبیر کا دل چاہا وہ چیخ چیخ کر روئے۔۔اتنا روئے کہ دل کے سارے داغ دھل جائیں۔۔

زرفشاں۔۔۔" روز دروازہ ناک کیے اندر آئی، تو وہ خوف سے اچھلی۔

وٹ ہیپنڈ؟؟؟ تم ایسے کیوں بیٹھی ہو؟؟اور یہ تمہارا فیس اتنا ریڈ کیوں ہو رہا ہے؟؟ کہیں میک اپ سے " الرجی تو نہیں ہو گئی۔۔"

روز فکر سے بولتی آگے آئی۔۔جس کے چہرے پر الگ ہی گلال بکھرا تھا۔

زین کو گئے تو کافی دیر ہو گئی تھی، لیکن وہ اب بھی ان فسوں خیز لمحوں کی قید میں تھی۔کبھی وہ بیٹھ کر ناخن کترنے لگتی، کبھی فکر سے بوکھلا جاتی کہ کسی نے اسے دیکھ نہ لیا ہو، اور کبھی ان لمحوں کو سوچتی چت لیٹ کر چہرہ چھپا لیتی۔

اس شخص نے آج اسے بوکھلا کر رہی رکھ دیا تھا۔

ن نہیں۔۔کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔دراصل میں سو گئی تھی، تو یہ آستین پر جو کام ہے، یہ فیس پر لگ رہا" تھا، جس کی وجہ سے چہرہ سرخ ہے۔اور۔۔۔تم کب آئی۔ "

وہ دانستہ جھوٹ بول گئی۔۔اور اپنے جھوٹ پر اسے افسوس اور زین چوہدری پر غصہ آیا۔

اوہ۔۔۔کوئی بات نہیں اب تم کچھ دیر میں چینج کر لینا۔ غلطی میری ہی ہے جو میں تمہیں یہ ڈریس پہنا " کر چلی گئی۔۔۔"روز کو افسوس ہوا۔

"نہیں میں اب ڈریس چینج نہیں کروں گی۔۔۔"

وہ جھرجھری لیے چیخ کر بولی۔

"کیا ہوا زرفشاں تم ٹھیک ہو،، تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی۔اور ڈریس کیوں نہیں چینج کرو گی۔"

روز گھبرا کر آگے آئی اور اس کے چہرے کو چھوتی فکرمندی سے گویا ہوئی۔

زین۔۔۔" وہ دانت پیستی بڑبڑائی۔اس شخص نے جیسے اسے آج خوار کیا تھا، سوچ سوچ کر اب اس" کا خون کھول رہا تھا کہ وہ کیوں اس کے جھانسے میں آئی۔۔

کیا بول رہی ہو زرفشاں؟؟" روز نے اب اس کی نبض چیک کی۔۔"

روز میں ٹھیک ہوں۔۔آؤ نیچے چلتے ہیں۔میں نیچے بھی نہیں آئی۔نوفل بھائی ناجانے کیا سوچ رہے" ہو گے۔۔"

زری روز سے رخ موڑ گئی۔

تم پکا ٹھیک ہو ناں؟؟" روز نے تسلی چاہی تھی۔"

ہاں۔۔۔میں تو ٹھیک ہوں۔بلکہ۔۔بالکل ٹھیک ہوں۔۔" اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتی وہ روز کو" مشکوک لگی۔

ہوپ سو کہ تم ٹھیک ہو۔۔" روز بڑبڑا کر رہ گئی تھی۔"

تعبیر کو بیڈ پر بٹھا کر وہ اس کے پاس ہی آکر بیٹھی۔

نوفل بھائی کو شاید سجاوٹ پسند نہیں ہے۔۔"زرفشاں نے ماحول کا اثر زائل کرنا چاہا، کیونکہ " کمرے میں کوئی سجاوٹ نہیں کی گئی تھی۔۔جو نا جانے کیوں زرفشاں کو شرمندہ کر گئی۔

تعبیر کچھ نہیں بولی۔۔سجاوٹ کا نہ ہونا بھی تعبیر کے لیے بہتر تھا۔ورنہ اس وقت وہ اندر سے بھپرنی شیرنی تھی، جس کے سامنے زرا سی بھی اس کی ناپسند چیز آتی تو وہ تباہ و برباد کر دیتی۔دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ وہ سب تہس نہس کر دے۔

میں آرام کرنا چاہتی ہوں۔۔" وہ تلخی سے بولی۔۔تو روزا اور زرفشاں کا چہرے پر سایہ سا آکر گزرا۔"

"یہ جوس پی لیں۔۔آپ سفر کی وجہ سے تھک گئی ہوں گی۔۔"

زرفشاں نے جوس اس کی جانب بڑھا کر اس کے لہجے کی تلخی پر اوس گرائی۔۔

تعبیر نے اس پیاری سی لڑکی کو دیکھا، جس کی بڑی بڑی آنکھیں چھوٹی ناک اور سفید چہرے میں گلابیاں گھلی تھیں۔۔اپنے لہجے پر اسے افسوس ہوا، لیکن نوفل کا دھوکا پل پل پاگل کر رہا تھا۔

تعبیر نے چپ چاپ گلاس لبوں سے لگایا، ہلکی کڑواہٹ لیے جوس اس نے بمشکل حلق سے اتارا۔اس " وقت وہ تنہائی چاہتی تھی،۔یہ قیمتی لباس اب بری طرح چبھن دے رہا تھا۔۔اس کمرے میں اسے سانس لینا مشکل لگ رہا تھا، لیکن آج حالات کے ہاتھوں مجبور ہوئے وہ اپنے سب سے بڑے دشمن کے در پر آ بیٹھی تھی۔۔

اور یہی سب باتیں اسے خون کے آنسو رلا رہی تھی۔

"آپ آرام کریں۔۔نوفل بھائی کچھ دیر میں آجائیں گے۔۔۔"

زرفشاں نے گلاس روز کو پکڑایا۔

اسے مت بھیجنا۔۔ورنہ میں آج اپنے آپ کو ختم کر لوں گی۔۔۔" وہ ضبط سے گویا ہوئی،۔جبکہ زری کا " چہرہ مکمل فق ہوا۔

اس کی بدحواسی بھری حالت زرفشاں کو واضح محسوس ہوئی۔

آپ مذاق کر رہی ہیں ناں ؟؟" زرفشاں بدقت مسکرائی۔ "

"کیا تمہیں میرے چہرے پر مذاق کا شائبہ بھی محسوس ہو رہا ہے۔۔"

تعبیر نے سرخ آنکھوں سے اس کا سفید پڑتا چہرہ دیکھا۔

زرفشاں نے سہم کر روز کا ہاتھ پکڑا۔۔

وہ لہنگا سنبھالتے بیڈ سے اتری تو روز زرفشاں کا ہاتھ پکڑ کر چند قدم پیچھے ہوئی۔

دوبارہ کہہ رہی ہوں۔۔اگر تم نے نوفل یزدان کو یہاں بھیجا تو صبح میری لاش ملے گی،۔۔اور میری "
" موت کی ذمہ دار تم دونوں ہو گی۔۔۔

انگلی اٹھائے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتی وہ زرفشاں کی روح فنا کر گئی۔۔اسے ایک پل کے لیے یقین نہیں آیا کہ کوئی لڑکی بھی اتنی شدت سے کسی سے نفرت کر سکتی ہے۔

زرفشان قدم پیچھے لیتی باہر بھاگی۔۔مزید سخت الفاظ اور دہکتی نگاہیں سہنا اس کی برداشت سے باہر تھا، وہ نرم لہجوں کی عادی تھی، ہمیشہ محبت بانٹی تھی، اور محبت ہی سمیٹی تھی۔

آج دوسری مرتبہ وہ بری طرح خوفزدہ ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ زین چوہدری کی ماں، اور آج یہ نازک سی لڑکی،۔۔

دنوں کی شکلوں حلیے میں زمین آسمان کا فرق تھا، لیکن مزاج شاید ایک جیسا ہی پایا تھا۔۔

اپنے آنسو سمیٹتی وہ کمرے میں بند ہوئی تھی۔۔آج کا دن جہاں اسے زین کی نرمی بھری قربت سے سرفراز کر گیا تھا، وہی ایک لڑکی کے ہاتھوں وہ بری طرح ذلیل ہوئی تھی۔

ادھر وہ دونوں کمرے سے نکلی تھیں۔اُدھر تعبیر کی ہمت جواب دے گئی تھی۔

پنوں میں جکڑا ڈوپٹہ اس نے زور سے کھینچا کہ کئی بال ٹوٹتے اسے تکلیف سے دو چار کر گئے۔ لیکن دل کی تکلیف سے یہ بہت کم تھے۔

گلے میں پہنا بھاری ہار اس نے نوچ کر پھینکا۔۔ کانوں میں پہنے بھاری جھمکوں کو اس نے زمین پر زور سے اچھالا۔ صد شکر تھا کہ کمرا کارپٹڈ تھا،

وہ قیمتی جھمکے ٹوٹے نہیں تھے،۔

ہاتھوں کی چوڑیاں ایک ایک کر کے اتارتی وہ کلائیاں زخمی کر بیٹھی تھی۔

ذہن تاریک ہونے لگا، آنکھیں مکمل بوجھل ہو گئیں۔۔ اس نے گھومتے سر اور لڑکھڑائی ٹانگوں سے چل کر ایک ایک چیز زمین بوس کی۔۔ بیڈ شیٹ کو اتار کر پھینکا۔

اس وقت وہ بھپری شیرنی بنی ہر چیز تہس نہس کر رہی تھی۔۔

اندر موجود نوفل اس کی ایک حرکت سکرین پر دیکھتا مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا

اس کی بازوؤں کی خراشیں اسے بے چین کر گئیں۔۔ اس لڑکی کو وہ زرا بھی اذیت میں نہیں دیکھ سکتا تھا، لیکن اس وقت اسے یہ سب برداشت کرنا تھا۔۔ اپنے قول پر پورا اترنا تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ زمین بوس ہوئی۔

"تعبیر۔۔۔"

نوفل کھڑا ہوتا سکرین کو چھوتا بے چین ہوا۔۔ جیسے اسے یہیں سے سنبھال لے گا۔۔ جو نرم کارپٹ پر گر کر آنکھیں موند گئی تھی۔

اس نے جوس میں نیند کی گولیاں ڈال دی تھیں تاکہ وہ آج کی رات پر سکون سو جائے۔۔ تعبیر کے مطابق زہنی دھچکا اور اس کا دھوکا اسے پاگل کیے ہوئے تھے، تبھی نوفل نے یہ کام کیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ باہر نکلا۔اس کے قریب بیٹھ کر اس نے اجڑی حالت دیکھی تو آنکھوں میں سرخ ڈورے رقص کرنے لگے۔۔۔

اس کا نازک وجود اپنی بانہوں میں اٹھا کر اس نے بیڈ پر لٹایا۔۔بیڈ شیٹ وہ تباہ کر چکی تھی۔

اسے نرمی سے بیڈ پر لٹائے وہ قریب بیٹھا،اور عقیدت سے دونوں ہاتھوں پر بوسہ دیا۔

محبت کی پہلی ادائیگی اس شخص نے اس کے حواس کھوئے وجود کو فراہم کی تھی۔

"میں جانتا ہوں۔۔اس وقت آپ کی آنکھوں پر میرے دھوکے کی پٹی بندھی ہے، جو کہ آپ کی اپنی باندھی ہوئی ہے۔جس دن یہ پٹی کھلی، آپ نظر اٹھانے کے قابل نہیں رہیں گی۔۔پر اس دن بھی یہ دھوکے باز شخص آپ کو شرمندہ نہیں ہونے دے گا۔۔ کیونکہ میں نے آپ سے بہت چھوٹی عمر سے محبت کی ہے۔۔۔اور وہ محبت اب تناور درخت بن کر ہر طرف پھیل اتنی مضبوط ہو چکی ہے، کہ کوئی بھی دھوکہ کوئی بھی فریب اس محبت کو ہٹا نہیں سکتی۔۔"

کان کی لو سے خون نکل کر تکیے پر لگا تو نوفل نے دانتوں تلے لب دبا کر اس کا درد بمشکل برداشت کیا۔

آپ کو میں نے کہا تھا تعبیر۔۔ کہ خود کو نقصان مت پہنچایے گا۔ لیکن آپ نے وہی غلطی کی،۔اس " "کی سزا میں آپ کو ضرور دوں گا۔۔

اس نے کان کی لو سہلائے کہا۔۔

اس پر کمفرٹ درست کیے وہ اس کے پاس دراز ہوا۔۔اس وقت وہ بھی سکون چاہتا تھا، جو صرف اور صرف اس لڑکی کے قریب ہونے پر ممکن تھا۔

نوفل نے اس کا سر اپنے چوڑے بازو پر رکھ کر اسے خود میں سمویا۔۔ایک راحت دل میں اتری تھی، اس کی مہکتی خوشبو برسوں کا روٹھا سکون بحال کر رہی تھی۔۔نوفل نے اس کے سر کو چومے آنکھیں موند لی۔

تعبیر نیند میں سمٹی تھی۔۔وہ مزید قریب ہوتی دل کی حالت میں حشر برپا کر گئی تھی۔۔نوفل مزید اسے خود میں بھینچ لیا۔۔

وقت کم تھا۔۔اس کے جاگنے سے پہلے اسے یہاں سے نکل جانا تھا۔۔اور شاید اگلی کئی راتیں وہ اسے محسوس نہ کر پاتا۔۔

آج ہی تو وہ اسے ملی تھی، اگر آج ہی وہ اسے قریب سے محسوس نہ کرتا تو یہ نوفل یزدان جیسے صابر شخص کے ساتھ زیادتی ہوتی، جس نے اس لڑکی کا کئی برس انتظار کیا تھا۔

"کیا ہوا کیوں رو رہی ہو؟؟" اپنے قریب زین کی آواز سنتی وہ خوف سے سر د پڑی۔۔ایک دم وجود پسینے میں نہا گیا۔۔ پھیلی پھیلی آنکھوں سے اس نے فاصلے پر لیٹے زین کو دیکھا جس کے چہرے پر سپاٹ پن تھا۔جو سر کے نیچے اپنے مضبوط بازو رکھے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔جبکہ نیم اندھیرے میں بھی اس کی آنکھوں میں شرر بار تاثرات تھے۔

"آپ۔۔۔"اس نے ہاتھ بڑھا کر زین کو چھونا چاہا،زین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا۔

گھنی داڑھی کی چبھن شفاف ہتھیلی پر محسوس ہوئے گمان سے یقین کی جانب دھکیل گئی۔
رونا بھولے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"آپ کب کیسے آئے،اب تو سب یہاں واپس آگئے ہیں۔پھر آپ اندر کیسے آئے۔۔" دھڑکتے دل کے ساتھ وہ زین کی فکر میں ہلکان ہوئی۔

پہلے بتاؤ رو کیوں رہی تھی؟؟" زین نے اسے بازو پکڑ کر دوبارہ لٹایا، اور خود اس کے دونوں ہاتھ قید " کر لیے۔۔ کہ وہ حرکت کے بھی قابل نہیں رہی۔

نن نہیں تو میں تو نہیں رو رہی تھی۔۔۔" زرفشاں نے پلکیں جھپک کر آنسو چھپانے کی ناکام کوشش " کی۔آنسو بھی رگڑ نہیں سکتی تھی۔

"زرفشاں تم اب مجھ سے چھپاؤ گی۔۔"

زین نے لہجے میں سختی لیے پوچھا۔۔

آپ بھی تو چھپاتے ہیں۔۔۔" وہ دبدو بولی، لیکن پھر زبان دانتوں تلے دبا کر اس نے سراسیمگی سے " زین کو دیکھا، جس کا چہرہ اب بھی سپاٹ تھا۔

اس بات کا حساب پھر کسی دن پر رکھتا ہوں، فلحال مجھے بتاؤ، کیوں رو رہی ہو۔۔ کس نے تمہیں رلانے " "کی گستاخی کی ہے۔۔؟

اس کے دونوں ہاتھ چھوڑتا وہ زرفشاں کی آنکھوں میں جھانکتے بولا۔۔زرفشاں سرعت سے فاصلے پر ہوئی۔۔لیکن زین نے حصار باندھ کر اسے قریب کر لیا۔

آپ کو کیا ڈر نہیں لگتا۔۔" زرفشاں نے ذہن میں ابھرتا سوال پوچھا۔ "

تمہارے سوا کسی سے نہیں لگتا۔۔"وہ گھمبیر تا سے بولے اس کے خم پر نظر رکھے ہوئے تھا۔زرفشاں حیران ہی تو رہ گئی تھی۔

"مجھ سے کیوں؟؟"

"وہ بھی پھر کبھی بتاؤں گا۔۔ابھی بتاؤ تم روئی کیوں ہو؟؟"

زین نے اس کی نم پلکوں کو چھوئے پوچھا۔زری بھی جیسے سہارے کے تلاش میں تھی۔

وہ آج نئی دلہن اس مینشن میں آئی ہے،۔اس نے مجھے بری طرح ڈانٹا۔۔حالانکہ میرا کوئی قصور نہیں تھا،۔میں نے تو نذا آغان سے پوچھا۔۔شاید وہ نوفل بھائی سے ناراض تھیں۔۔تو سارا غصہ مجھ پر اتار دیا۔۔"

آنسو ایک بار پھر گالوں پر بہہ نکلے،۔جبکہ اس کے معصومیت بھرے انداز میں شکایت کرنا زین چوہدری کو بے قرار کر گیا تھا۔۔وہ شاید کافی معصوم تھی۔۔

نوفل کو زیرِلب اس نے کئی گالیوں سے نواز دیا۔جبکہ دل تو چاہا اس ل۔ڑکی کی عقل ٹھکانے لگا کر آئے، جس نے اس کی زرفشاں کو اپنے تلخ لفظوں سے رلایا تھا۔لیکن وہ عورت زاد کی عزت کرنا جانتا تھا۔

اس کی ہمت کیسے ہوئی تمہیں رلانے کی۔۔۔"زین دبا دبا غرایا۔"

آپ غصہ مت کریں۔۔۔اور اب بتائیں آپ کہاں سے بار بار آ جاتے ہیں اور جب میں اتنے دن سے یہاں قید تھی تو کیوں نہیں آئے۔۔۔" وہ شکوہ کناں ہوئی۔

"یہ بھی بعد پر رکھتے ہیں، فلحال یہ بتاؤ اس لڑکی کو کیا سزا دوں؟؟"

ہر بات بعد پر رکھتے ہیں، پھر اب کیا کریں گے؟؟" وہ چڑ ہی گئی تھی۔"

زین نے حیرانگی سے اس کا چڑچڑا انداز دیکھا۔۔

۔۔وہ میں۔۔آپ ایسے بار بار کہہ رہے تھے، اور نہ ہی میری کسی الجھن کو حل کر رہے تھے تو۔۔۔مجھے" پتہ ہی نہیں چلا۔۔" انگلیاں چٹخاتی وہ بمشکل بول پائی۔اس شخص کی دہکتی نگاہیں زرفشاں کے لیے سہنا مشکل تھا۔

تمہاری سب الجھنیں دور کر دوں گا۔۔بس تھوڑا سا صبر رکھو۔۔لیکن اس وقت میں تمہارے آنسوؤں" کی وجہ سے آیا ہوں۔"زین کو اس کی روئی روئی سی غلاف آنکھیں کسی گستاخی کے لیے اکسا رہی تھی۔لیکن وہ کنٹرول کیے اس کے پاس سے اٹھ گیا۔۔مبادہ کہیں کوئی گستاخی نہ ہو جائے۔

کہاں جا رہے ہیں؟؟" وہ روہانسی ہوئی اٹھی۔۔"

شاید وہ ناراض ہو چکا تھا۔۔

آپ ناراض ہو گئے ہیں؟؟" زری نے ڈرتے ڈرتے سوال پوچھا۔"

"اگر کہوں ہاں تو کیا کرو گی؟؟"

سیگریٹ سلگاتے وہ کاؤچ پر دراز ہوئے، ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے شان سے بولا۔ جیسے اسے آزمانا چاہا ہو۔

زرفشاں فوراً اٹھ کر اس کی جانب آئی، اور ہاتھ جوڑتی اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

زرفشاں۔۔"زین تڑپ کر کھڑا ہوا۔ اسے امید نہیں تھی وہ دیوانی یہ حد بھی پار کر جائے گی۔ اسے بازو" سے تھام کر اس نے کھڑا کیا۔

"خبردار جو آج کے بعد یہ حرکت کی، ورنہ بہت بری طرح پٹو گی مجھ سے۔۔"

اسے خود سے لگائے وہ اس کے دونوں جڑے ہاتھ شدت سے چوم گیا۔

"بتاؤ مجھے کرو گی ایسی حرکت؟؟"

زین نے کندھے پر دباؤ ڈالے کہا۔۔ جبکہ وہ مزید سینے سے لگی۔

نن نہیں۔ "لرزتی بوجھل پلکوں سے اس نے بمشکل لفظ ادا کیا۔"

تم میرے قدموں میں نہیں میرے ساتھ میرے حصار میں رہنے کے لیے بنائی گئی ہو۔ تمہاری" "حیثیت سر پر سجائے جان والے تاج جیسی ہے۔۔

وہ اپنے لفظوں سے باور کرواتا، زرفشاں کی آنکھیں نم کر گیا۔۔

چند پل وہ بے حس و حرکت رہی۔

"اب مت رونا۔۔۔میں جا رہا ہوں۔۔"

زین نے اسے جدا کیے بیڈ پر لٹایا۔اور کمفرٹ اوڑھائے نرمی سے بال سہلائے کہا۔۔

وہ لڑکی زین کا نشہ بن رہی تھی۔۔۔وہ اس لڑکی سے فلحال دور رہنا چاہتا تھا۔۔لیکن آج دو مرتبہ وہ کمبخت دل کے ہاتھوں مجبور ہوئے اس کے پاس آچکا تھا۔۔اسے اپنے باغی دل کا اچھے سے پتہ تھا، اسی لیے وہ اتنے دن دور رہا تھا، جانتا تھا اگر ایک بار وہ اس کے پاس گیا تو خود کو ان دیکھی زنجیر میں جکڑ کر واپس آئے گا، اور وہی ہوا وہ جکڑا گیا تھا۔

اس کے گرد تو پہلے ہی بہت خطرے تھے۔۔وہ زرفشاں کے نشے کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن آج ہی کے دن دوسری ہی ملاقات میں وہ اس کے نشے کا بری طرح شکار ہو گیا تھا۔زرفشاں کا نشہ سر چڑھ گیا تھا کہ اب اسے سر سے اتارنا مشکل تھا۔۔اور اب اس کی طلب بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔

کہاں جا رہے ہیں؟؟"زرفشاں نے زین کا ہاتھ تھامے اسے جانے سے روکا۔"

جا رہا ہوں۔۔حساب لینے کہ تمہیں کیوں رلایا اس نے؟۔۔"زین نے اسے دہلایا۔"

نہیں آپ نہیں جائیں گے۔۔نوفل بھائی نے مجھ پر اعتبار کیا ہے۔۔اور کیا ہوا جوان کی بیوی نے مجھے "
"ڈانٹ دیا۔میں بھی تو زیادہ ہی انہیں تنگ کر رہی تھی۔۔

تمہارے نوفل بھائی کو تو میں سیدھا گولی ماروں گا۔۔۔"زین نے غرائے انداز میں کہہ کر سامنے " دیکھا۔

آپ انہیں کریں گے۔وہ بہت اچھے ہیں"۔۔"

اور میں اچھا نہیں ہوں؟؟اسے جلن ہوئی تھی۔"

آپ۔۔۔"وہ کہہ ہی نہیں پائی کہ آپ تو اس دنیا میں سب سے بہترین مرد ہیں۔۔"

آپ ابھی باہر بھی نہیں جائیں گے۔۔رات کو سیکیورٹی بہت سخت ہوتی ہے۔۔ابھی آپ یہی "
"رہیں۔۔وہ لوگ۔۔بہت خطرناک ہیں۔

وہ ارد گرد دیکھتی زین کا مضبوط ہاتھ سختی سے جکڑے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

زرفشاں۔۔تم میرا پل پل نقصان کر رہی ہو۔۔"زین بے بسی سے بولا۔۔جبکہ اس کا ہاتھ جکڑے وہ " بازو پر سر ٹکا گئی، جیسے جانے کی ہر وجہ ختم کر دی ہو۔

مجھے دیر ہو جائے گی زرفشاں۔۔۔زین نے بازو آزاد کروانا چاہا۔۔لیکن زری خاموش ہوئے اس کی " بازو پر سر ٹکائے ہاتھ مزید سختی سے جک۔ڑ گئی۔۔وہ اب لفظوں کے بجائے عمل سے کام کر رہی تھی۔

اچھا لیٹو میں نہیں جارہا۔۔"اس نے نرمی سے سر ہٹایا، تو زری نے آنکھوں میں سوال لیے اسے دیکھا۔۔

کہہ تو رہا ہوں نہیں جارہا۔۔"کشادہ پیشانی پر بل سجائے وہ اس کا ہاتھ پکڑے قریب بیٹھا اور اس کا سر اپنے کندھے پر رکھے، بازو اس کی پشت پر پھیلا لیا۔

زری کے لیے یہ سب برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔۔اس کا قریب آنا، اس کا نرمی سے چھولینا، سب نازک جان پر بھاری تھا۔۔لیکن وہ اس شخص کو یہاں سے جانے بھی نہیں دینا چاہتی تھی۔۔وہ اتنی بے باک تو نہیں تھی۔۔لیکن آج اس کو روکنے کے لیے وہ اپنی معصومیت کو ایک طرف رکھ چکی تھی۔

میرا دل چاہ رہا ہے، اس لڑکی سے ایک بار تو پوچھوں کہ تم جیسی معصوم لڑکی کو اس نے ڈانٹ کیسے لیا؟؟"

زین نے اس کی توجہ بھٹکائی۔۔

"نہیں چھوڑیں۔۔وہ شاید تھک گئی تھیں۔اس لیے غصہ کر گئیں۔۔"

ہمم"زین نے ہنکارا ابھرا۔"

آپ کو ایک بات بتاؤں۔۔"وہ اجازت طلب کرتی زین کو معصوم سی شہزادی لگی۔"

"سو باتیں بتاؤ۔۔۔تم میرے سامنے بلا تکان ہر بات کہہ سکتی ہو۔۔"

اس کی ابرو چومتے وہ سیدھا ہونا چاہا۔ تو زرفشاں نے بازو سختی سے جکڑ لیا۔۔ زین سمجھ گیا کہ وہ اب بھی اس خوف کے زیرِ اثر ہے۔۔

کہیں بھی نہیں جا رہا۔۔۔"زین نے تسلی دی۔۔ تو وہ بھی کچھ ریلیکس ہوئی۔"

پہلے دن کی دلہن ایسی سڑیل تو نہیں ہوتی۔۔؟"زری نے ذہن میں کلبلاتا سوال پوچھ ہی لیا۔"

زین ٹھٹکا اور پھر مسکرا دیا۔۔اس کا سوال بھی اس کی طرح معصوم تھا۔

پھر کیسی ہوتی ہے؟؟"اس کے ہاتھ کی پشت کو سہلائے اس نے سر کے ساتھ سر ٹکایا۔ لیکن وزن "زیادہ نہیں ڈالا۔

وہ تو بہت خوش ہوتی ہے۔۔۔اس کا دل تو چاہتا ہے، خوشی سے سارا جہاں مہکا دے۔۔سب کو اپنی "خوشی کی انتہا بتائے۔۔

وہ بوجھل لفظوں میں بولے آنکھیں موند گئی۔

زین کو اس کی آنکھوں میں نیند تو کافی دیر سے نظر آ رہی تھی، لیکن وہ اسے بے آرام کر کے چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا۔

فضا میں اس کی مدھم سانسوں کی آواز گونجی تو زین نے آرام سے پشت پر پھیلا ہاتھ ہٹایا اور تکیے پر سر رکھا۔

"بہت جلد تم بھی پہلے دن کی دلہن کی طرح خوشی سے اس جہاں کو مہکاؤ گی، بلکہ ایک دن کیوں تم ہر روز مسکراؤ گی، میرا جہان مہکاؤ گی۔۔ہر روز میں یعنی زین تمہیں وہ احساس دلائے گا کہ تم پہلے دن کی دلہن کی طرح مجھے عزیز ہو۔۔ میری محبت میرا جنون ہو۔۔"

اس کا خم توجہ بھٹکا رہا تھا، لیکن وہ اس کی نیند میں خلل نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

اس پر کمفرٹ درست کرتا وہ باہر نکلا جب جیب میں پڑا موبائل تھرتھرایا تھا۔

"کب سے لاپتہ ہے؟؟"زین کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔"

"اور تم مجھے اب بتا رہے ہو۔۔۔؟"وہ دبا دبا غرایا۔"

دوسری جانب سے نا جانے کیا کہا گیا تھا۔جس سے مزید اس کے چہرے پر سرد تاثرات ابھرے۔

"آرہا ہوں میں۔۔۔"ایک نظر وہ زرفشاں کے سوئے ہوئے وجود پر ڈالے وہ باہر نکلا تھا۔"

ساحرہ۔۔۔"اس کی پلکوں کی جنبش پر شایان سیدھا ہوا۔۔

دور کھڑی ملازمہ کو اس نے انجیکشن بھرنے کا اشارہ دیا۔

وہ جاگنے ہی والی تھی، لیکن شایان نے نرمی سے انجیکشن اس کی بازو میں لگا کر اسے دوبارہ نیند کی وادیوں میں بھیج دیا تھا۔

ملازمہ کا رنگ فق ہوا۔۔ایسا پہلی بار تھا کہ شایان ساگر کسی لڑکی کے معاملے میں اتنا حساس اور فکر مند ہو رہا تھا۔

کل رات سے وہ لڑکی شایان کے کمرے میں تھی۔جس کمرے میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی، جس کے بیڈ پر کسی کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں تھی، وہ استحقاق سے بیڈ پر آنکھیں موندیں لیٹی تھی۔

وہ لڑکی شاید خوش قسمت تھی، جو شایان ساگر جیسے شخص کے دل تک رسائی حاصل کر چکی تھی۔ورنہ وہ لڑکیوں کو پاؤں کی دھول سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا۔

وہ میڈیسن دو۔۔۔"شایان نے اس کی پیشانی کا زخم دیکھتے کہا۔"

یہ ایک خاص کیمیکل سے تیار کردہ دوا تھی، جو چند دنوں میں ہی زخم کا نام ونشان مٹا دیتی تھی۔۔اور شایان یہ چاہتا تھا کہ جب تک وہ نشان نہ ہٹے وہ ہوش میں نہ آئے۔

اس کی کھلی آنکھوں کا رنگ، وہ اس کے مکمل صحت یاب ہونے کے بعد دیکھنا چاہتا تھا۔

اس کو چینج کرواؤ۔۔۔اور خبردار اسے ایک کھرونچ بھی آئی۔۔" یا اسے زرا سا بھی تکلیف ہوئی،۔اس" کا ہر طرح سے خیال رکھنا

اس کے ریشمی سیاہ بال چھو کر اس نے پوروں کو سکون پہنچایا۔۔، چند پل وہ اسے شہد رنگ آنکھوں سے دیکھتا رہا،۔اور پھر موبائل پر کچھ ٹائپ کرتا باہر نکل گیا تھا۔

اگلی صبح کی روشنی نے مینشن پر خاص کرم نوازی کی تھی۔۔نوفل کی آج ایک ضروری میٹنگ تھی۔۔

صبح چھ بجے ہی وہ تعبیر کے پاس سے چلا گیا تھا۔۔لیکن جاتے جاتے وہ روز کو اس کا خیال رکھنے کی ہدایات دے کر گیا تھا۔

تعبیر نے مندھی مندھی آنکھیں کھولی، تو کمرے میں مکمل اندھیرا تھا، شاید اس کمرے میں کھڑکی نہیں تھی۔

اپنے آپ کو نرم ملائم بیڈ پر محسوس کیے، اسے رات کے سارے لمحے یاد آتے چلے گئے۔

کان کی لو میں شدید درد کی لہر اٹھی۔اس کا ہاتھ بے ساختہ کان کی جانب گیا۔۔نوفل یزدان کی وہ دھمکی شدت سے یاد آئی۔

آپ نے اگر خود کو ایک کھروچ بھی دی تو۔۔۔میرا وہ روپ دیکھیں گی جو آپ میں آپ کو کبھی دکھانا نہیں چاہتا۔۔۔"

تعبیر کے وجود میں کپکپی طاری ہوئی، اس نے ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں ڈالی۔۔جہاں ہر شے بکھری ہوئی تھی۔۔

"لیکن میں تو زمین پر گر گئی تھی؟۔۔پھر بیڈ پر کیسے آئی۔۔۔؟"

وہ دکھتے سر کے ساتھ دوبارہ بیڈ پر لیٹ گئی۔اپنے پہلو سے اسے سٹرونگ خوشبو محسوس ہوئی،اور تعبیر کی آنکھوں میں نفرت بھڑک گئی۔

یعنی وہ اس کی بے خبری اور نیند کا فائدہ اٹھاتا اس کے اتنے قریب تھا،؟

تعبیر کا چہرہ سرخ ہوا۔۔تکیہ اٹھا کر اس نے زمین پر پھینکا۔۔اور تپش زدہ سی بیڈ سے اتر گئی۔

دروازہ پر ہوتی دستک پر اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

لہنگا اب وجود کو مزید الجھن دے رہا تھا۔

آجاؤ۔۔۔"دستک دوبارہ ہوئی تو اس نے دانت بھینچے بیزاری سے کہا۔"

گڈ مارننگ میم۔۔۔!!کیسی ہیں آپ؟؟"روز کی مسکراہٹ سے لبریز آواز پر تعبیر نے بمشکل اس کا" انداز ہضم کیا۔

اس کے ہاتھ میں ایک ڈریس تھا۔۔

URDUNovelians

میم یہ آپ کا ڈریس۔۔آپ کل سے ان کمفرٹیبل ہیں۔تو اسی لیے میں آپ کے لیے یہ ڈریس لائی"

ہوں۔۔۔"

روز نے مسکراتے ہوئے وہ سمپل سا مہرون فراک بیڈ پر رکھا، جس کے گلے اور بازؤں پر دیدہ زیب باریک کام تھا۔۔وہ پھیکے، ہلکے رنگ پہنتی تھی، لیکن کل سے اس نے سرخ رنگ کو اپنے وجود کی زینت بنایا ہوا تھا، اور آج بھی گہرا ہی رنگ اسے زیب تن کرنا تھا۔

"واش روم کہاں ہے؟ میں فریش ہونا چاہتی ہوں۔

ڈریس کو ایک نظر دیکھ کر سپاٹ انداز میں بولی۔

روز نے اسے راہ دکھائی اور اس کے ضروری لوازمات ڈریس کے قریب رکھتے باہر جانے لگی۔

" میرے آنے تک یہی رہنا، اور ہو سکے تو کوئی لائٹ کلر نکالو۔۔۔یہ بہت ڈارک ہے۔۔"

روز کا رنگ اڑا۔۔یہ میڈم اس کو عنقریب پاگل کرنے والی تھی۔

میم آپ کا ہر ڈریس ڈارک کلر میں ہے۔۔باس نے آپ کا سب سامان واڑدوب میں سیٹ کروایا ہے، "اگر آپ کو یقین نہیں تو چیک کر لیں۔۔"

روز نے اس کی مشکل آسان کی۔۔

تمہارے باس کہاں ہے؟؟" تعبیر کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔"

وہ ان کی امپورٹنٹ میٹنگ تھی،۔۔تو وہ صبح ہی چلے گئے۔۔" تعبیر کو شدید تاؤ آیا۔"

"اسے کہنا گھر مت آئے، اور میرے سامنے تو بالکل بھی نہ آئے،۔۔۔"

تعبیر تڑخ کر بولتی واش روم میں بند ہوئی۔ ناجانے کیوں وہ چڑ گئی تھی۔

اس کی گفتگو سنتا نوفل مسکرادیا تھا،۔۔کان میں لگے چھوٹے سے مائکروفون سے باضابطہ اس کی تلخیوں کو سن رہا تھا۔

اسے امید نہیں تھی کہ وہ روز سے اس کا پوچھے گی۔ لیکن اس نے روز سے نوفل کے بارے میں پوچھا تھا یعنی وہ اسے یاد رکھے ہوئے تھی۔

روز کے جواب کے بعد وہ شاید چڑ گئی تھی۔۔ تبھی نہ آنے کا کہا۔

میں جانتا ہوں تعبیر۔۔آپ پل۔پل۔مجھے ہی یاد کریں گی،۔آپ کو جب میں نظر نہیں آؤں گا تو خود میرے پیچھے آئیں گی، مجھ سے نفرت کی دعویدار اتنی جلدی خاموش بیٹھ جائے، یہ ناممکن سی بات ہے۔۔اپنی نفرت کا اعلان بار بار کریں گی،۔ لیکن اسی نفرت میں آپ میری ایک جھلک سے اپنے دل کو سکون بھی پہنچائیں گی، کیونکہ آپ کی آنکھیں کچھ اور ہی حال سناتی ہیں۔۔"

وہ گاڑی کی سپیڈ بڑھاتا اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہوا تھا۔

"کل سے وہ گھر نہیں آئی، نہ اس نے وہاں جاکر رابطہ کیا اور آپ کو خبر ہی نہیں کہ شجیہ کہاں ہے؟؟"

زین کی دھاڑ حویلی میں گونج رہی تھی، جبکہ مخدوم چوہدری کی پیشانی پر تفکر کی لکیریں تھیں۔

لیکن کہنے کو کچھ نہیں تھا۔۔صدیقہ بیگم کا رو رو کر الگ برا حال تھا۔

"مجھ سے نظر ہٹا کر بیٹی کا خیال رکھا ہوتا تو آج شجیہ لاپتہ نہ ہوتی۔۔ناجانے وہ کہاں کس حال میں ہو گی۔"

زین کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔جبکہ رگوں میں شرارے دوڑ رہے تھے۔۔روڈ پر ہوئے ایکسڈنٹ اور ڈرائیور کی موت نے اسے مزید فکر مند کر دیا تھا۔شجیہ کا سازوسامان بھی وہی تھا۔لیکن وہ خود وہاں سے نہیں ملی تھی۔نہ ہی وہاں کوئی سی سی ٹی وی کیمرہ موجود تھا جس سے وہ مزید تفصیل سے اگاہ ہو سکتے۔

"اور تم ہڈ حرام لوگ۔۔۔کیوں نہیں گئے اس کے ساتھ۔۔کیا میں نے تم لوگوں کو آرام کے لیے رکھا ہے۔"

گارڈ کا گریبان جکڑے وہ غرایا تھا۔

"سر۔۔۔بی بی جی نے منع کیا تھا۔۔آپ یہاں نہیں تھے۔۔ہم نے آپ کو فون بھی کیا لیکن آپ کا نمبر۔۔۔"

"میں مر نہیں گیا تھا۔۔اور تمہیں میرا حکم ماننا ہے۔۔نہ کہ کسی اور کا۔۔دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔تم لوگوں کا حساب میں بعد میں کرتا ہوں۔۔"

اس نے گارڈ کو دور پھینکا تھا۔

"بابا اگر شجیہ کو کچھ ہوا تو اس کے ذمے دار آپ ہوں گے ہمیشہ آپ اس سے لاپرواہ رہے تھے، اور آج یہی لاپرواہی میری بہن کو نا جانے کونسی جہنم میں دھکیل چکی ہے۔"

وہ تیز قدم لیے باہر نکلا۔ فکر پریشانی پل پل ناگ کی طرح ڈستی سوچیں اسے پاگل کر رہی تھیں۔۔ رات سے وہ اسے ہر جگہ تلاش کروا چکا تھا۔۔ لیکن کوئی ایک بھی سراغ نہیں ملا تھا۔۔

سامنے سے آتے سفیر کو دیکھ کر وہ رکا تھا، جس کے چہرے پر سرد تاثرات تھے، جبکہ آنکھیں لال انگارہ ہو چکی تھیں۔ جو نیند کی کمی اور شجیہ کی فکر کا واضح احساس دلا رہی تھی۔

"تم پریشان نہ ہو وہ ٹھیک ہو گی۔۔ میں نے ہر جانب اپنے خاص آدمیوں شجیہ کو ڈھونڈنے کا کہا ہے، بلکہ میں خود جا رہا ہوں۔ اور وہ جلد مل جائے گی۔۔"

زین سفیر کی شجیہ کے حوالے دیوانگی جانتا تھا۔ اس کا بکھرا حلیہ دیکھتے وہ لب بھینچ گیا تھا۔

"زین اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔ اگر اسے کچھ ہوا تو میں کسی کو نہیں بخشوں گا۔۔" سفیر ضبط سے بولا۔ لیکن لفظوں میں جنونیت، شدت پسندی سمٹی تھی۔

"تم فلحال کچھ نہیں کرو گے میرے آدمی۔ سب کریں گے۔۔۔ تم بس اپنا خیال رکھو۔۔۔"

زین نے اسے تسلی دی۔۔ جبکہ اس کا اپنا دل لرز رہا تھا۔

بہن تھی وہ اس کی، کیسے فکر نہ کرتا؟

کیسے رکھوں۔۔ میری زندگی نا جانے کن ہاتھوں میں ہے۔ وہ بہت معصوم ہے، کسی کی باتوں میں آسکتی ہے۔۔ اگر کسی نے اسے۔۔۔ "اس سے آگے وہ سوچ بھی نہ سکا اور نہ کہہ سکا۔ لیکن دماغ کی رگیں تن گئی تھی۔

بہن میری ہے،۔۔ فکر میں پاگل تو ہو رہا ہے۔۔۔ وہ زین چوہدری کی بہن ہے،۔ اور اسے اپنی حفاظت کیسے کرنی ہے میں سب سکھا چکا ہوں۔۔ "اسے خود سے لگاتے زین بڑبڑایا۔

تیری صرف بہن ہے۔ میری زندگی۔ میرا جنون میری محبت میرا عشق میرے جینے کی وجہ ہے۔۔ تو اسے حفاظت کرنا تو سکھا چکا ہے لیکن مجھ سے محبت کرنا نہیں سکھا پایا۔

وہ محض سوچ ہی سکا تھا۔۔۔ کہنے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔

اپنی گاڑی سے نکل کر اس نے طائرانہ نگاہ اس شیشے کی چمکتی عمارت پر ڈالی۔ جس کی بلند بالا بلڈنگ ہر ایک کو اپنی جانب متوجہ کرتی تھی۔

آج وہ کافی عرصے بعد یہاں موجود تھا۔۔ یہ میٹنگ اس کی سب سے بڑی جیت تھی۔ کیونکہ آج وہ یہاں کئی کالز کے بعد آیا تھا۔

اور اب اپنے کام کا آغاز کر کے اسے انجام تک پہنچانے کا وقت آگیا تھا۔

وہ اس عمارت میں مسٹر سہگل کے نام سے جانا جاتا تھا یہی اس کی اصل پہچان تھی۔۔

اس کے چہرے پر سیاہ رومال بندھا تھا۔۔ جو آدھا چہرہ چھپائے ہوئے تھا۔ جبکہ آنکھوں کے سرد تاثرات ٹھٹکا دینے والے تھے۔ اس کا اصل چہرہ آج تک کسی نے نہیں دیکھا تھا۔۔ اگر کوئی رومال دھوکے سے اتار بھی لیتا تب بھی اس کا اصل چہرہ نہیں پہچان سکتے تھے۔

اس کے مضبوط قد کاٹھ کی وجہ سے لوگ اس سے مرعوب نظر آرہے تھے۔

اس کی چال میں ایک دھمک ایک غرور تھا۔۔ اس کے بال ایک ترتیب سے جمے ہوئے تھے۔

وہ اندر بڑھنے لگا۔۔ گارڈز کو اس نے اشارے سے روک دیا تھا۔

اندر دائیں راہداری کی جانب مڑتے ہی اس نے کف فولڈ کیے۔۔ کہ مضبوط بازوؤں کے رواں نمایاں ہوئے۔۔ کوٹ وہ گاڑی میں ہی چھوڑ آیا تھا۔۔

مضبوط بازو میں ایک گھڑی اور ایک موٹی چین والا بریسلٹ بندھا تھا۔

وہ وقت دیکھتا اندر بڑھا۔۔لفٹ کے قریب کھڑے مکمل سیاہی کا حصہ بنے شخص نے جھک کر اسے سلام کیا۔جس کا جواب اس نے سرسری سا دیا۔

کچھ ہی پل میں وہ ساتویں منزل پر تھا۔وہاں سے وہ بورڈ روم کی جانب بڑھا۔

جہاں امیر طبقے کے عزت دار اور سیاسی سماجی لوگ اپنے گھناؤنے چہرے کے ساتھ موجود تھے۔

اس میٹنگ کا ماسٹر مین شایان ساگر تھا۔اور آج وہ اس کی کافی کالز کے بعد یہاں آیا تھا۔۔

یہاں ہر مہینہ میں ایک دن ایک خاص خفیہ میٹنگ ہوتی تھی۔۔

یہ میٹنگ کیوں ہوتی تھی اس کا کیا مقصد تھا کوئی بھی زبان سے اگر نکالتا تو اسے اسی وقت موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا۔ایک طرح سے یہ موت کا کنواں تھا۔

اس میٹنگ میں اینٹر ہونے کا انتخاب خود اپنی مرضی سے کیا جاتا تھا.کسی کو بھی زبردستی یہاں کا حصہ نہیں بنایا جاتا تھا۔

لیکن جو اپنی مرضی سے یہاں داخل ہوتا تھا پھر اسے ترقی کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔۔دولت ان کے ہاتھ کی میل بن جاتی تھی۔۔

"ویلکم مسٹر سہگل ! ! افٹر آ لونگ ٹائم۔۔آپ یہاں آ ہی گئے۔۔مجھے لگ رہا تھا کہ اس مرتبہ بھی آپ اپنے آدمی کو ہی بھیجیں گے۔۔۔"

تیز پرفیوم کا جھونکا فضا میں پھیل سا گیا۔

شایان نے آگے بڑھ کر مسٹر سہگل سے ہاتھ ملانا چاہا لیکن مسٹر سہگل نے صرف اپنی سرد آنکھوں کو جنبش دی۔

"آپ شاید یہاں کے اصول نہیں جانتے ساگر صاحب، یہاں پل پل موت رقص کرتی ہے۔۔اس لیے سب سے پہلے اپنی سیفٹی ضروری ہوتی ہے۔۔"

وہ سرعت سے اس کا سوال اگنور کر گیا۔

مسٹر سہگل کی بھاری پراسرار آواز پر شایان بدقت مسکرایا۔

اس نے اپنی شہد رنگ آنکھوں میں ابھرتے سرخ ڈورے بمشکل چھپائے۔

وہ شخص انتہائی مغرور اور بددماغ سمجھا جاتا تھا۔

اس لیے وہ کم ہی کسی میٹنگ میں شامل ہوتا تھا۔

چلیں میٹنگ سٹارٹ کرتے ہیں۔۔ صرف اور صرف پانچ منٹ ہیں۔۔اس سے ایک منٹ اوپر ہوا تو" میٹنگ وہی سٹاپ ہوگی۔۔اور نیکسٹ میٹنگ کے لیے آپ کو کم از کم سال بھر انتظار کرنا ہوگا۔" وہ گھڑی کی طرف اشارہ کیے چئیر سنبھال چکا تھا۔۔اس کا بارعب اور دوٹوک انداز سن کر سب نے سر ہلایا۔

شایان نے مٹھیاں بھینچیں۔فلحال وہ اس مغرور شخص کو کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔۔اس وقت اس کے سائین سب سے ضروری تھے۔۔

اس نے اپنے خاص آدمی کو اشارہ دیا۔۔وہ فائل لیے مسٹر سہگل کی جانب آیا۔۔

فائل پر کچھ ہندسے درج تھے۔۔جن میں سے ایک کا اس نے انتخاب کرنا تھا۔

پہلا ہندسہ بیس سے شروع تھا۔

URDUNovelians

مسٹر سہگل نے ہندسوں پر طائرانہ نگاہ ڈالی۔۔اور پھر بیس ہندسے پر ٹک کر کے نیچے سائن کیے۔

شایان کو اس کے سائن پر اور ہندسے کے انتخاب پر شدید طیش آیا۔لیکن وہ اوپر سے ملے گئے آرڈرز کی وجہ سے فلحال مجبور ہو چکا تھا۔

"مسٹر سہگل اس مرتبہ تمیں کا انتخاب ہونا تھا۔۔

شایان نے اس کی توجہ دلوائی۔

"وہ آپ کا انتخاب تھا ساگر صاحب، یہ میرا انتخاب ہے۔۔۔"

مسٹر سہگل نے گویا اسے جتایا۔

"مسٹر ساگر۔۔۔ سہگل صاحب کا حکم مانا جائے۔۔۔"

وہاں بیٹھے ایک باا ثر شخص نے بھی مسٹر سہگل کے فیصلے کی تائید کی۔

کوئی سوال؟؟"وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کر دونوں ہاتھ کانچ کی ٹیبل پر ٹکائے جھکا۔پراسرار آنکھوں سے " اس نے تمام لوگوں کو دیکھا۔

سب نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

اس جلاد پراسرار شخص سے سوال کرنا اپنی موت کو دعوت دینا تھا۔

"ساگر صاحب اگلی بار آپ کی خواہش کا احترام کیا جائے گا۔۔"

قدرے جھک کر اس نے سینے پر ہاتھ رکھے عاجزانہ کہا کہ سب کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

شایان ساگر اپنے اندر بھڑکتے اشتعال کو بمشکل قابو کر پا رہا تھا۔

"میں انتظار کروں گا۔۔لیکن مجھے انتظار پسند نہیں ہے،۔"

شایان نے جتانا ضروری سمجھا۔دونوں کی سرد آنکھیں پل بھر میں ملی۔جن میں بھڑکتا جنون، ایک دوسرے کو مات دینا چاہتا تھا۔

پانچ منٹ پورے ہوئے، میٹنگ برخاست ہوئی۔۔۔"اس نے گھڑی کو ہلکا سا شایان کی جانب موڑے" کہا۔۔اس کی کسی بھی بات کا جواب دینا وہ ضروری نہیں سمجھتا تھا۔

پیپرز کو اس نے ہاتھ سے شایان کی جانب کھسکایا۔اور وہاں سے نکل گیا۔

اس کے نکلتے ہی کئی لوگوں نے پیشانی سے پسینہ صاف کیا تھا۔

شایان نے پیپرز کو ایک نظر دیکھا،اور پھر دروازے کی جانب دیکھ کر مٹھیاں بند کی تھی۔

URDUNovelians

وہ ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھی، یہ بھی روز کی خوش اخلاقی کی وجہ سے ممکن تھا۔کہ وہ یہاں آ گئی تھی۔ورنہ شاید کمرے میں ہی ماتم زدہ سی وہ موجود رہتی،۔

مہرون رنگت میں اس کا نازک دودھیا سراپا دھمک رہا تھا۔کمر پر بال پھیلائے وہ ڈوپٹہ اوڑھ کر بیٹھی تھی۔

"ہائے روز۔۔۔"

ایک نسوانی شوخ آواز سن کر تعبیر نے ہال کے دروازے کی طرف دیکھا جہاں ایک لڑکی چست لباس میں موجود تھی۔ تعبیر کے چہرے پر ناگواری پھیلی۔اس کا حلیہ کاگی

ہائے مس شہرین۔۔۔"روز مسکرا کراس کی جانب بڑھی۔"

یہ لیڈی کون ہے؟؟" شہرین نے روز کے عقب سے تعبیر کے کھلے چہرے پر نظر ڈالی۔"

یہ نوفل سر کی وائف ہیں۔۔"روز نے گویا جتایا اور تعبیر کی جانب مڑ کر دیکھا،جو چہرے پر ناگواری" پھیلائے ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔

URDUNovelians

واٹ۔۔۔؟وائف۔۔۔"وہ دھواں دھواں ہوتے چہرے کے ساتھ قدم لیتی اس کی طرف آئی۔"

تعبیر ایک پل میں اس کی اڑی رنگت سے اندازہ لگا چکی تھی کہ وہ لڑکی اس کے ناپسندیدہ شوہر کی دیوانی ہے،۔چند پل پہلے کی بیزاری کی جگہ چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔ناشتہ کو ویران آنکھوں سے دیکھنے والی اب نہایت دلجمعی سے ناشتہ کرنے لگی۔۔

"آپ واقعی میں نوفل سر کی وائف ہیں؟؟"

شہرین نے چئیر سنبھالے اس کے چہرے پر نظر گاڑے کہا۔

ہاں ہوں تو؟؟" وہ بریڈ کا ٹکرا منہ میں رکھتی اطمینان سے بولی۔"

"اوہ مائے گاڈ میم۔ مجھے یقین نہیں آرہا کہ آپ، "

"کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔۔۔؟

تعبیر بھی اس کے انداز پر حیران ہوچکی تھی۔ کہ آخر وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

شہرین۔۔۔" نوفل کی اونچی سرد آواز سنتے تعبیر چونکی۔ اور نظر دروازے پر گئی، جہاں وہ اپنی ساحرانہ " شخصیت کے ساتھ موجود تھا۔

روم میں آؤ۔۔۔" شہرین نے بھی پیچھے مڑ کر نوفل کو دیکھا جو سرد تاثرات سجائے لاؤنج کے دروازے " کے پاس ہی کھڑا تھا۔

جی سر چلیں میں آتی ہوں۔۔" شہرین خوشدلی سے بولی"

"ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں ہونی چاہیے۔۔۔"

اسے حکم دیتا وہ لاؤنج سے نکل کر پچھلی طرف بڑھا۔۔ تعبیر پر اس نے اچٹتی نگاہ بھی نہیں ڈالی تھی۔

"یہ اسے کیوں حکم دے رہا ہے روم میں آنے کا؟؟اور یہ جا کہاں رہا ہے؟؟وہاں کونسا روم ہے؟؟"

نوفل کا اسے نہ دیکھنا اور پھر اسی کے پاس گزر جانا، اسے نہایت چبھا تھا۔وہ پوچھے بغیر رہ ہی نہیں سکی۔

وہ میم۔۔۔سر کا فیورٹ روم بیسمنٹ میں ہے۔زیادہ وقت وہ اسی روم میں گزارتے ہیں۔اور شہرین
"ان کی پرسنل اسٹنٹ ہے۔۔

روز اس کے ہتک آمیز انداز پر بوکھلائی تھی، نوفل کو آج تک کسی نے ایسا "تو" کہہ کے مخاطب نہیں کیا تھا، پر تعبیر کا کل سے ہی رویہ بہت عجیب و غریب تھا۔

تو یہ لڑکی وہاں کیا کرے گی۔۔"اس لڑکی کا اداسے وہاں جانا، تعبیر کو خاصہ پریشان کر گیا تھا۔"
ایک سلگن سی دل میں اٹھی تھی۔

میم میٹنگ ہے ان کی۔۔۔"روز نے تعبیر کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھا۔"

"کیسی میٹنگ؟بند کمروں میں ایک لڑکی کے ساتھ کیسی میٹنگ ہوتی ہے؟؟"

تعبیر اپنے لہجے پر قابو نہیں رکھ پا رہی تھی۔

میم۔۔اس کا مجھے نہیں پتہ۔۔۔"روز نے حلق تر کیا۔"

تعبیر کے سینے میں چھن سے کوئی چیز ٹوٹی تھی۔۔کل کے اس کے دعوے اس کے محبت بھرے الفاظ مذاق اڑاتے محسوس ہوئے۔۔

تعبیر ناشتہ کی پلیٹ زور سے زمین بوس کی۔۔اور تیز قدموں سے اوپر بھاگی۔فضا میں کانچ ٹوٹنے کی آواز گونجی تھی۔آنسو رگڑتی وہ اپنی کیفیت ہی نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

اس ل-ڑکی کا حلیہ، اور نوفل کا اسے نظرانداز کر کے جانا، بہت کچھ سمجھا چکا تھا۔

میرے پیچھے مت آنا۔۔۔" تعبیر نے سیڑھیوں پر رک کر روز کو انگشت دکھائے تنبیہ کی۔"

سامنے سے آتی زری کا رنگ بھی فق ہوا۔وہ فوراً دیوار کے ساتھ لگی، مبادہ وہ اسے ایک ہاتھ نہ جڑ دے۔

URDUNovelians

تم۔۔۔اپنے بدکردار بھائی کے کرتوت تو اچھے سے جانتی ہوگی۔۔۔اسے کہو جلد از جلد مجھے فارغ کرے۔۔جو شخص کل کی آئی نئی بیوی کے بجائے کسی غیر لڑکی سے دل بہلانا پسند کرے، اس کے ساتھ میں ایک پل نہیں رہ سکتی۔۔جھوٹا دغاباز آدمی۔۔میں اسے مار ڈالوں گی۔"

وہ چیختی ہوئی اوپر بڑھ گئی۔۔

جبکہ زرفشاں نے خشک ہوتا حلق تر کیا۔اور روز کی جانب دیکھا۔جو پہلے ہی سن سی کھڑی تھی۔

نوفل اس کے جاتے ہی اس ایریا سے نکل کر سامنے آیا۔۔چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ تھی۔۔وہ تو اس کی سوچ سے بھی زیادہ سیدھی اور حساس نکلی تھی۔۔

روز نے بھی اپنے باس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔

"ٹیشن نہ لو۔۔روز۔۔۔وہ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گی۔۔اور خود تم۔دونوں سے معافی مانگے گی۔"

زرفشاں کو اس نے ہاتھ سے نیچے آنے کا اشارہ دیا۔

پر باس۔۔ میم بہت لڑاکا ہیں۔۔"روز جھرجھری لے کر رہ گئی۔"

روز۔۔۔"نوفل نے گھوری سے نوازا۔۔"

سوری باس۔۔"روز نے زبان دانتوں تلے دبا کر کان کی لو پکڑی۔

جا کر اپنی میم کو سنبھالو۔۔غصے میں پھر کمرے کا حال بگاڑیں گی۔۔اور کہیں خود کو نقصان نہ "پہنچا لیں۔۔"

اس سے مسکراہٹ سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔۔غصے میں وہ کیا کہہ کر جاچکی تھی،اس بات کا اسے فلحال اندازہ نہیں تھا لیکن نوفل کے جلتے دل پر ٹھنڈی پھوار ضرور گرا گئی تھی۔

وہ گھر میں داخل ہوا تو چہرہ حد درجہ سرخ تھا۔اس وقت وہ تنہائی چاہتا تھا۔اپنے روم کی جانب تیز قدموں سے بڑھتا وہ پل پل ذہن میں آتی سوچوں کو جھٹک رہا تھا۔آج پھر ناکامی کا سامنا،اتنی جدو جہد کے بعد وہ آدمی،پھر سے اپنا فیصلہ اس کے سر پر تھوپ گیا تھا۔

فلحال اس کے اندر بھڑکتی آگ دو ہی چیزوں سے ٹھنڈی ہو سکتی تھی۔۔

یا تو وہ شراب کا انتخاب کرتا یا پھر شباب کا۔۔لیکن جس دن سے وہ لڑکی اس گھر میں آئی تھی،اس نے کسی لڑکی کی طرف توجہ ہی نہیں دی تھی۔

فلحال شراب ہی تھی جو اس کا غصہ کم کر سکتی تھی۔

"سر اس لڑکی کو ہوش آگیا ہے۔۔"

ملازمہ نے اطلاع دی،شایان نے قہر آلود نظر ملازمہ پر ڈالی۔۔

"لڑکی۔۔۔؟؟دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔۔۔"

"سس سوری سر۔۔"

شٹ اپ۔۔۔" وہ بلند آواز میں بولتا ملازمہ کی جان نکال گیا۔

وہ ساحرہ ہے۔۔ میری ساحرہ۔۔اس کو عزت سے مخاطب کرو۔ وہ اس گھر کی مالکن اور تمہاری میم ہیں" ,آج کے بعد اگر ایسی گستاخی ہوئی تو ایسی بھیانک موت دوں گا کہ تمہاری لاش بھی تمہارے گھر والوں "کو نہیں ملے گی۔

اس کا منہ دبوچے وہ شدت پسندی سے بولا۔

ملازمہ کا رنگ فق ہوا۔ جبکہ جبڑے ٹوٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔اس شخص سے کوئی بعید بھی نہیں تھی۔۔ وہ ایسا ہی تھا سفاک ظالم درندہ۔۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔" اس نے ملازمہ کو دھکا دیا اور خود دوبارہ اوپر بڑھا۔۔ جہاں وہ ساحرہ موجود تھی۔

کوٹ کے بٹن بند کر کے اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

ہر تاثر کو چھپائے وہ چہرے پر نرمی پھیلا گیا۔

مرڑ دور سے اس لڑکی کو دیکھا۔ جو بیڈ پر بیٹھی ارد گرد دیکھ رہی تھی۔

شایان کا ہاتھ اپنے دل پر گیا۔۔جو دھڑ دھڑ دھڑ کنا شروع ہو چکا تھا۔

اس کے چہرے پر زردیاں گھلی تھیں۔

شایان کو لگا اس کا دل سینے سے نکل کر باہر آ جائے گا۔۔وہ لڑکی اپنی بند آنکھوں سے ہی شایان کو پاگل کر گئی تھی، اب اگر وہ اسے کھلی آنکھوں سے دیکھتا تو نا جانے اس کے دل پر کیا حشر برپا ہوتا۔

وہ اپنے بے قابو دل کو قابو کرنا اچھے سے جانتا تھا۔ لیکن اب نا جانے کیوں دل بے اختیار ہو رہا تھا۔

شایان نے اس کی پیشانی کی جانب دیکھا۔۔جہاں اب بھی زخم موجود تھا۔ وہ سرعت سے نگاہ کا رخ بدلے چہرہ بھی موڑ گیا۔

اوپر آؤ۔۔۔"اس نے ملازمہ کو اوپر آنے کا اشارہ دیا۔ جو آنسو صاف کرتی لاؤنج میں ہی کھڑی تھی۔"

اسے انجیکشن لگاؤ۔۔اور جب تک اس کا زخم ٹھیک نہ ہو اسے ہوش نہیں آنا چاہیے۔۔اور اب یہ بات "میں دوبارہ نہیں دہراؤں گا۔۔۔

وہ ملازمہ کافی ٹرینڈ تھی، تبھی شایان کے سبھی آرڈر فالو کرتی تھی۔

اتنے اوور ڈوز اس لڑکی کے لیے نقصان دہ ہو سکتے تھے لیکن شایان شاید فلحال سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔وہ اپنی مرضی کا مالک تھا۔

"اس کے ہر سوال کا جواب نہایت ادب اور نرمی سے دینا۔۔ورنہ تم سمجھدار ہو۔۔"

ملازمہ بوکھلا کر اندر بھاگی۔۔مبادہ شایان اسے سیڑھیوں سے ہی دھکا نہ دے دے۔

میں۔۔یہاں کب سے ہوں؟؟"ملازمہ کو دیکھتے اس نے ایک بار پھر وہی سوال کیا، جس کا وہ پہلے " جواب نہیں دے سکی تھی۔۔کیونکہ اسے اجازت نہیں تھی۔

آپ۔۔۔دو دن سے یہاں ہیں۔۔"ملازمہ نرم دلی سے بولتی ڈوز تیار کرنے لگی۔"

میں چل کیوں نہیں پا رہی؟؟"شجیہ نے سر سراتے انداز میں پوچھا۔"

میڈم آپ کا ایکسڈنٹ کافی سیریس تھا لیکن شکر ہے آپ کی جان بچ گئی۔کمزوری کی وجہ سے ابھی " ٹانگیں حرکت نہیں کر رہی، جلد ہی آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔"

"پر مجھے میرے گھر جانا ہے میں یہاں نہیں رہ سکتی۔۔"

وہ بے چینی محسوس کرتی ارد گرد دیکھنے لگی۔۔

اسے اپنا وجود کسی پر تپش نگاہوں کے حصار میں لگ رہا تھا۔

یہ انجیکشن۔۔۔کک کیوں لگا رہی ہو۔۔۔؟شجیہ نے پھیلی آنکھوں میں سراسیمگی لیے ملازمہ کو دیکھا۔"

تاکہ آپ جلدی چل سکیں۔۔اور اپنے گھر جا سکیں۔۔"ملازمہ نے بازو میں انجیکشن لگائے اس پچکارا تھا۔

آپ جانا چاہتی ہیں؟؟"وہ مزید نرمی سے بولی، شجیہ بے فوری اثبات میں سر ہلایا۔"

شایان نے مٹھیاں بھینچے، یہ سب بمشکل برداشت کیا۔

ملازمہ کے لفظ اسے کافی طیش دلا گئے تھے۔۔وہ سر پھرا آدمی، ملازمہ کے تسلی دیتے لفظوں پر ہی بھڑک اٹھا تھا۔۔ناجانے اب اس پر کیا قہر ڈھایا جاتا۔؟

"مام میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔"

تبسم بیگم نے بیٹی کا جھجک زدہ انداز واضح نوٹ کیا تھا۔

پھر سے کوئی ایڈونیچر کے چکر میں الٹا کام تو نہیں کر آئی؟؟" تبسم بیگم نے ابرو اچکائے بیٹی کو دیکھا۔"

اوہ ہو مام اب ایسا بھی نہیں ہے۔۔"وہ چڑ ہی تو گئی تھی۔"

"بولو کیا کہنا ہے؟؟"

پہلے آپ پرامس کریں آپ ناراض نہیں ہوں گی۔۔"انابیہ نے ماں سے وعدہ چاہا۔"

"میں اپنی بیٹی کی کسی بات پر ناراض نہیں ہوتی۔۔جلدی بولو، پھر مجھے ہاسپٹل کے لیے نکلنا ہے۔"

مام وہ۔۔وہاج سلطان۔۔۔"اپنی انگلیاں چٹخاتے وہ لرزتی پلکوں کے سنگ بولی۔"

کون؟؟" تبسم بیگم ٹھٹک گئی تھیں۔"

"مام آپ کو وہ آفیسر یاد ہیں؟ جنہوں نے میری جان بچائی تھی۔؟"

انابیہ صاف صاف بولو؟؟" تبسم بیگم کا چہرہ سنجیدہ ہوا۔بیٹی کی آنکھوں میں رقص کرتی اس نام کی" چمک وہ پل میں پہچان گئی تھی۔

میں ان سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔"وہ جلدی سے بولتی آنکھیں میچ گئی۔۔جبکہ تبسم بیگم کا رنگ" فق ہوا۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے،۔وہ تم سے کتنا بڑا ہے اور ایک پولیس والے سے شادی، اور ابھی تو تمہاری" "ایج بھی نہیں ہے شادی کی۔؟

ان کا غصہ پل میں عروج پر پہنچا۔

"مام۔۔۔ایج میٹر نہیں کرتی، میں انہیں پسند کرتی ہوں۔۔"

وہ بضد ہوئی۔

وہ بھی تمہیں پسند کرتا ہے؟؟" تبسم بیگم کا دل دہل رہا تھا۔"

"پپ پتہ نہیں، لیکن میں اس سے ہی شادی کروں گی۔۔۔"

اسے ناجانے کیوں صنم سے بلاوجہ خدشہ ہو رہا تھا۔وہاج کا اسے چاہنا، اب دہلانے لگا تھا۔

اپنے روم میں جاؤ انابیہ۔۔۔" تبسم بیگم سے ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا۔"

"کیوں جاؤں روم میں؟؟ میں نے کچھ غلط تو نہیں کہا؟؟"

ایسا ہر گز نہیں ہو گا۔۔ تم ان پولیس والوں کی حقیقت نہیں جانتی۔۔ نہایت ظالم درندے ہوتے "
"ہیں۔۔ان کے سینے میں دل نہیں پتھر فٹ ہوتے ہیں۔

تبسم بیگم نے اسے سمجھانا چاہا۔۔اپنی نازوں پلی بیٹی کو وہ کسی سختی ہاتھوں میں نہیں تھما سکتی تھی۔

مام وہ بہت ڈفرنٹ نیچر کے ہیں۔۔آپ ایک بار ان سے مل تو لیں۔۔۔"انابیہ وہاج کے خلاف ایک " لفظ سننے کی قائل نہیں تھی۔اس لیے فریادی ہوئی۔

"انابیہ میں تمہارے بابا کو بتادوں گی، جاؤ یہاں سے؟؟"

انابیہ کی آنکھیں پل میں بھیگی، وہ تیز قدموں سے نفی میں سر ہلائے اوپر بھاگی۔

تبسم بیگم سر تھام کر بیٹھ گئی۔

ان کی نگاہوں میں وہاج کا سرد سپاٹ کرخت چہرہ گھوم کر رہ گیا۔۔ان کی بیٹی بہت معصوم اور وہ آدمی بہت سخت گیر طبعیت کا مالک تھا۔۔

کانچ اور پتھر کا ایک ساتھ رہنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔

اسلام علیکم آنٹی۔۔۔" نسوانی نرم آواز سن کر تبسم نے سر اٹھایا، تو سامنے صنم کو دیکھے وہ بدقت " مسکرائی۔۔

"کیسی ہو صنم بیٹا؟؟"

وہ آج تیسری مرتبہ ان کے گھر آئی تھی۔۔انابیہ سے دوستی اب گھر تک پہنچ چکی تھی۔

آنٹی وہ انابیہ ؟؟"اس نے جھجھک کر پوچھا۔"

"اوپر اپنے کمرے میں ہے،۔۔جاؤ دیکھو۔۔رو رہی ہو گی۔۔"

وہ پریشانی سے گویا ہوئی۔۔

کیوں کیا ہوا خیر تو ہے؟؟" صنم کے چہرے پر پریشانی پھیلی۔"

" فضول ضد کر کے بیٹھی ہے جاؤ دیکھو اوپر ہی ہو گی۔۔"

صنم تیز قدموں سے اوپر بڑھی۔اور کمرے کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی۔

انابیہ،، کیا ہوا؟"اسے بری طرح روتے دیکھ کر وہ گھبرائی تھی۔"

انابیہ نے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

آنٹی نے کیوں ڈانٹا ہے؟؟"وہ آگے آئی تھی۔"

صنم کو دیکھتے وہ ضبط کھو گئی اس کے گلے سے لگتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ماما نہیں چاہتی کہ میری شادی وہاج سے ہو۔۔انہیں لگتا ہے، کہ وہ بہت برے ہیں۔۔ لیکن وہ اچھے " ہیں صنم۔وہ بہت اچھے ہیں۔۔۔ میں ان سے بہت محبت کرتی ہوں۔اور مجھے لگتا ہے وہ بھی مجھ سے محبت کرنے لگے ہیں۔اس دن مال میں انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔۔ان کی آنکھوں میں نرمی تھی۔وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے بھی تھے۔وہ اچھے ہیں صنم۔۔میں ان کے بغیر مر جاؤں گی۔"

اس کا محبت سے لبریز وہاج نامہ سنتی صنم سن ہوئی،۔۔اپنا پلین اسے بری طرح فیل ہوتا محسوس ہوا۔

بمشکل اس نے چہرے پر پھیلے ناگوار تاثرات کو چھپایا تھا۔

انابیہ !! میری بات سنو۔۔۔"اسے سیدھا کرتی وہ اس کی آنکھوں کو صاف کیے پانی کا گلاس ٹیبل سے اٹھا کر اس کے لبوں سے لگا گئی۔رونے کی وجہ سے چہرہ مکمل سرخ ہو چکا تھا۔ناک گلابی پڑ چکی تھی۔

تم ایک نمبر کی پاگل لڑکی ہو۔اپنی مام سے ڈسکس کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔پہلے وہاج سے تو کنفرم کر لیتی۔"

صنم اپنی ناگواریت پر قابو نہیں رکھ پائی۔

کیا مطلب۔۔۔میں اپنی مام سے کچھ بھی نہیں چھپاتی۔۔"انابیہ آنسو رگڑتے بولی۔"

"کچھ باتیں چھپانی پڑتی ہیں پاگل لڑکی۔۔۔"

اس کا ہاتھ دبائے پراسراریت سے بولی۔

انابیہ کو اس کی بات اچھی نہیں لگی، لیکن وہ خاموش رہی تھی۔

اب میری بات غور سے سنو۔۔"صنم نے اٹھ کر دروازہ بند کیا۔"

تم کچھ نہیں کرو گی۔۔نہ اپنی ماما کو کچھ بتاؤ گی۔۔اب جو کرے گا وہاج کرے گا۔۔۔تمہیں بس میرے بتائے گئے طریقے پر عمل کرنا ہے۔۔اس کی محبت کا بھی تو پتہ چلنا چاہیے۔۔۔"

کس کی محبت کا؟؟"انابیہ الجھی تھی۔"

وہاج کی محبت کا۔۔ تمہیں پتہ تو ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے، تو تمہیں اسے اپنا کرنے کے لیے کچھ تو " کرنا ہوگا؟؟ "

انابیہ کا دل کانپا تھا۔۔وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی۔؟

" مگر مجھے ایسا کیوں لگتا ہے، کہ وہ تم سے محبت نہیں کرتے، شاید تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو؟؟ "

انابیہ نے خود کو تسلی دی، لیکن صنم کا رنگ فق ہوا۔

تم ثبوت چاہتی ہو؟؟" صنم نے اس کی آنکھوں میں جھانکا، جہاں اب بھی نمی تھی۔ "

نن نہیں۔۔"انابیہ کا وجود ٹھنڈا پڑ گیا۔۔اگر یہ سچ ہوتا وہ تو اگلا سانس بھی نہ لے پاتی۔۔وہ شخص تو " رگ رگ میں سما رہا تھا۔۔ پھر اس کا نام کسی اور کے ساتھ برداشت کرنا، رگوں کو کاٹ دینے جیسا تھا۔

نہیں اب تمہیں میں ثبوت لا کر دوں گی۔۔اور فکر مت کرو۔ وہاج سلطان کو تمہارا کرنے کی ذمہ " داری میری ہے۔۔ کیونکہ میں پیار سے زیادہ دوستی پر یقین رکھتی ہوں۔ "

صنم کے چہرے پر فریب سے پُر سچائی بکھری تھی۔

"اب تم اپنی ماں کو کچھ دن بعد کہو گی کہ وہاج سلطان میرے لیے وقتی کشش کا باعث تھا۔۔"

ایسا میں بالکل نہیں کہہ سکتی، "وہ یہ مذاقاً بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔ "

وہاج سلطان چاہیے یا پھر خالی ہاتھ رہنا چاہتی ہو؟؟ "انابیہ نے جھٹ نفی میں سر ہلایا۔ "

گڈ گرل۔۔۔اب رونا نہیں تم نے۔۔ "وہ اس کے آنسو صاف کرتی مکر و فریب سے مسکرائی تھی۔ "

دل اس سب غلط کاموں پر نادم بھی تھا، لیکن بدلہ ہر چیز پر حاوی تھا۔

"چلو فریش ہو جاؤ۔۔شاپنگ کرنے چلتے ہیں، میں تو آئی بھی اسی لیے تھی،۔۔ "

صنم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا تھا۔

شام کے گہرے ہوتے سائے کے ساتھ وہ مال میں داخل ہوا۔۔

نوفل کے کام سسلے میں وہ یہاں آیا تھا۔ لیکن چہرے پر بیزاری پھیلی تھی۔

پچھلے دنوں کی مصروفیت کے باعث وہ فلیٹ پر نہیں جا سکا تھا۔۔ تبھی روح میں بے قراری گھلی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ شاپ میں داخل ہوا۔۔ جہاں سے ایک کارڈ لے کر اسے مال دینا تھا۔

وہ گلاس ڈور دھکیلے عجلت میں اندر داخل ہوا،۔اور گھڑی پر نظر ڈال کر ایک طائرانہ نگاہ پوری شاپ پر ڈالی۔ کیونکہ ایک اور مقصد تھا جو یہاں کھینچ لایا تھا۔

جب سامنے نگاہ پڑی اور پھر جھپکنا بھول گئی۔۔وہ لڑکی اپنے معصوم حسن کے ساتھ مختلف ملبوسات دیکھ رہی تھی۔ڈوپٹہ ندارد تھا، جبکہ آج بھی وہ مردانہ طرز کے کرتا جینز میں ملبوس تھی۔جو باسط کو خاص پسند نہیں آیا، استحقاق کے بعد وہ سب سے پہلے اس لڑکی کا حلیہ بدلنے کی ٹھان چکا تھا۔

شاپ رات ہونے کے باعث خالی تھی۔لیکن اس لڑکی کو پرواہ ہی نہیں تھی۔

باسط کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، توقع کے مطابق اس کا تیر نشانے پر لگا تھا۔

وہ کاؤنٹر کے پاس آکر اس شخص سے محو گفتگو ہوا۔لیکن نظر اسی پر ٹکائے رکھی۔جو شاید اب باہر جا رہی تھی۔

ہاتھ میں پکڑا چھوٹا بیگ اس نے کاؤنٹر پر بیٹھے شخص کو دیا، وہ بیگ کھولے اندر موجود سامان کو چیک کرنے لگا تھا۔۔ سندری کی نظر ایک ڈریس پر پڑی تو وہ واپس مڑی۔۔۔اور نگاہ سامنے باسط پر گئی، جو کاؤنٹر کے پاس کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

پل بھر میں اس کا رنگ فق ہوا۔۔ باسط کے ساتھ اس نے کاؤنٹر پر موجود شخص کو بھی دیکھا، جو بیگ میں جھانک رہا تھا۔۔ پھیلی آنکھوں میں خوف لیے وہ قدم پیچھے لینے لگی۔۔ باسط آنکھ دبائے مسکرایا تھا۔ جس سے اس کی حالت مزید بری ہوئی۔

گلے میں ابھرتی گلٹی کو نگلتی وہ تیز قدموں سے بھاگی تھی۔

"مال سنبھال لینا۔۔ کل ملتا ہوں دوبارہ۔۔"

عجلت میں کاؤنٹر پر موجود شخص کو کہے وہ باہر نکلا تھا۔

سندری تیز قدموں سے چلتی لفٹ کی طرف بڑھی، شفاف چہرے پر پسینہ چمک رہا تھا۔

وہ بٹن دباتی لفٹ میں داخل ہوئی، لیکن عین اسی وقت وہ شخص موت کی لٹکتی تلوار بنا اس کے سر پر آ پہنچا تھا۔

سندری لفٹ کی دیوار سے لگی، اور خشک ہوتے حلق سے اسے دیکھنے لگی، جو قدم آگے بڑھاتا اسی کی جانب آ رہا تھا۔۔

اسے لگ رہا تھا موت اس کا تعاقب کیے آ پہنچی ہے۔۔۔ کیونکہ وہ شخص اس کی بہن کا قاتل تھا یقیناً اب وہ اسکا بھی قتل کرنے والا تھا۔

"کافی دن بعد ہم دونوں کا سامنا ہو رہا ہے۔۔وہ قدم لیتا اس کے پاس آیا، اور گردن ترچھی کیے اس پر گہری نگاہ ڈالی۔

آپ دور رہیں۔۔؟؟" سندری بوکھلائی ارد گرد دیکھتی مدد کے لیے راہ دیکھ رہی تھی۔"

دور ہی تو ہوں،؟" باسط نے مصنوعی رعب سے کہا، لیکن وہ سہم چکی تھی۔لفٹ بند ہوئی۔۔"

"کون ہیں آپ اور کیوں میرے پیچھے آئے ہیں۔۔"

"اتنی جلدی بھول گئی،۔۔"

باسط نے ابرو اچکائے پوچھا۔

بھولی نہیں ہوں، میں۔۔"

وُہ دبا دبا غرائی تھی۔ جبکہ باسط اس کی بے قرار نظروں کو بھانپ رہا تھا۔

صد شکر ہے کہ تم بھولی نہیں ہو۔۔" باسط نے سانس خارج کی۔۔"

مجھے باہر جانے دیں پلیز۔۔بہت بڑی مصیبت ہو جائے گی۔آپ سمجھ کیوں نہیں رہے، سندری مکمل" زچ ہوئی تھی۔

یہاں ہم دونوں کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے۔۔ کیسی مصیبت اور کیسا فسانہ۔" باسط نے تسلی دینا" چاہی۔

" یہاں ہم دونوں کے علاوہ بہت سے لوگ ہیں، آپ پلیز جائیں۔۔"

وہ بھیگتی آنکھوں سے ہاتھ جوڑ چکی تھی۔ جبکہ دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

"ہرگز نہیں، آج میں تم سے بات کیے بنا نہیں جاؤں گا۔۔"

باسط بضد ہوتا اس کے دونوں ہاتھ جکڑ گیا۔اس کے نرم ہاتھوں کو اپنے مضبوط سخت ہاتھوں میں محسوس کرتا وہ مسرور ہوا۔

جبکہ اس کی حرکت پر سندری کا سفید چہرہ سرخ ہوا۔اس نے جھجھک سے ہاتھ آزاد کروانے چاہے، لیکن باسط کی گرفت سخت تھی۔

آپ مجھے ہراساں کر رہے ہیں،۔۔۔"وہ ہاتھ آزاد کروانے کے لیے ایک بار پھر مزاحمت کرنے لگی۔ جبکہ حلق تب خشک ہوا جب لفٹ اوپر کی جانب بڑھنے لگی۔

ہراساں اور تمہیں؟" باسط طنزیہ مسکرایا، سندری نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ جس کی آنکھوں میں تمسخر پھیلا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟"

سندری نے سنجیدگی سے پوچھا۔

مطلب سمجھانے کے لیے حق ہونا ضروری ہے، کیا خیال ہے، رکھ لوں حق؟۔ کر لوں تمہیں قید، ایسی قید جہاں سے رہائی بھی ملے تو تمہیں میرا احساس ہر پل رہے۔؟"اس کے رخسار پر چمکتے تل پر نظر جمائے وہ گھمبیر تا سے بولتے لفٹ کی دیوار پر اپنا ہاتھ رکھے، اس کے قریب جھکا تھا۔

سندری کو وہ شخص اپنے حواسوں پر چھایا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

آپ حد سے بڑھ رہے ہیں، آپ مجھے جانتے نہیں ہیں۔" وہ زرد پڑتے چہرے کے ساتھ دھمکی دیتی باسط کو حد درجہ دلچسپ لگی۔

تمہیں ہی تو جاننا چاہتا ہوں، تمہارے دماغ میں گردش کرتی سوچوں کو، دل میں دبے راز کو۔۔کچھ حقائق، اور کچھ حقیقتوں کو۔ "

ایک پل کے لیے سندری کی جان حلق میں آئی، شاید وہ اسے پہچان گیا تھا کہ وہ کس کی بہن ہے۔۔

"کیا مطلب۔۔اور آپ اوپر کیوں لے جا رہے ہیں۔۔"

لفٹ رکتے ہی وہ گھبرائی تھی، کیونکہ یہ سنسان ایریا تھا،۔

"مطلب ایک طرف رکھو۔۔"

سندری نے لب ترکیے ارد گرد دیکھ کر فرار ڈھونڈنی چاہی۔

آ جاؤ۔۔تم اگر فرار ہونے میں کامیاب ہو بھی گئی تو یہ مال کے پراسرار راستے تمہیں پاگل کر کے رکھ دیں گے۔۔" اس کی نازک کلائی جکڑتے اسے باہر لے آیا۔

پلیز۔۔ایسے مت کریں۔۔مجھے جانے دیں۔" وہ کلائی آزاد کروانے کے لیے جھٹپٹائی تھی۔"

راہداری سے مڑ کر وہ کھلے ایریا میں آیا،۔

کچھ ہی فاصلے پر ایک ٹیبل کے گرد دو چیئرز سیٹ تھیں۔اور مدھم روشنی نے ماحول خوابناک بنا دیا تھا۔بنا کسی خاص سجاوٹ کے وہ حصہ خاصہ سحر انگیز اور پیارا الگ رہا تھا۔

بیٹھو۔۔"وہ ایک ہاتھ سے چیئر پیچھے کرتا، کلائی پر اب بھی گرفت رکھے اشارے سے بولا۔"

آپ کون ہیں۔اور یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔پلیز۔۔مجھے جانے دیں۔۔میری دوست میرا انتظار "کر رہی ہے۔"وہ روہانسی ہو چکی تھی۔

تھوڑا سا انتظار کرنے میں حرج نہیں ہو گا اسے، لیکن تم سے یہ چھوٹی سی ملاقات آج مکمل نہ ہوئی تو "
"میرا نقصان ضرور ہو جائے گا۔۔

وہ اپنے ہاتھ میں بندھی گھڑی کو دیکھتا مصروفیت سے بولا گویا دونوں میں خاصی جان پہچان ہو۔

"بیٹھ جاؤ لڑکی۔۔وقت ضائع کر کے تم اپنا ہی نقصان کر دو گی۔۔"

باسط کا سرد انداز اسے مکمل سہا گیا تھا۔

وہ چپ چاپ چیئر پر بیٹھی۔اس کے علاوہ کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔

باسط بھی دوسری جانب سے آکر بیٹھا۔۔

ویٹر کو اس نے اشارہ دیا۔۔

وہ اس کے لیے چائے،

جبکہ سندری کے لیے کافی، چائے سوفٹ ڈرنک، اورنج جوس، ایپل پائی، غرض ہر طرح کا ڈرنک ٹیبل پر رکھتا گیا۔۔وہ پھیلی آنکھوں سے یہ سب دیکھتی باسط کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

جو تمہیں پسند ہے وہ لے لو۔۔" باسط نے آنکھوں سے اشارہ دیا تو اس نے بھی کپکپاتے ہاتھوں سے " چائے کا کپ اپنی طرف کیا، لیکن پانی کا گلاس وہ لبوں سے لگانا نہیں بھولی۔۔گلاس خالی کر کے اس نے ٹیبل پر رکھا۔۔اور پھولی سانسوں کے ساتھ نگاہ جھکا کر بیٹھ گئی۔

باسط نے مٹھی بنا کر لبوں پر رکھی، اور اپنی نگاہیں اس پر جمائی۔ گویا اس کے تاثرات جانچنا چاہ رہے ہوں۔۔

نام بتاؤ اپنا۔۔" باسط کی سرد آواز پر اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔اور نفی میں سر ہلایا۔۔"

نام۔۔۔؟" باسط نے محض لبوں کو حرکت دی۔ لیکن دہکتی نگاہیں بقیہ کام کر گئیں۔"

"سس سندری۔۔۔"

اصلی نام؟؟" باسط کے سوال پر اس کا رنگ مکمل فق ہوا۔۔"

"اصلی نام بتاؤ۔۔۔؟"

اجازت نہیں ہے۔۔"وہ اپنے بیگ کی جانب ہاتھ لیجاتے سراسیمگی سے بولی۔"

"یہ ہے تمہارا موبائل۔۔۔" اس نے موبائل ٹیبل پر رکھا، سندری اپنی جگہ سے اچھلی تھی۔ جبکہ ایک بار پھر حلق خشک ہوا۔

اس نے اپنے پانی کا گلاس اس کی جانب کھسکایا، اور خود دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو الجھا کر چیئر سے ٹیک لگا گیا۔

"مم میں موبائل تو نہیں ڈھونڈ رہی تھی۔۔" معصومیت سے بولتی وہ باسط کو مزید اسیر کر رہی تھی۔

اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ پوچھ لیتی کہ اس کا موبائل اس کے پاس کیسے آیا۔

ہمم۔۔" اس نے ہنکارا ابھرا۔

"ڈوپٹہ کیوں نہیں لیتی؟؟" باسط نے اس کے سراپے پر نظر ڈالی، جہاں ڈوپٹہ ندارد تھا۔۔ کرتا کھلا ہونے کے باعث اسکا سراپا چھپا ہوا محسوس ہوتا تھا لیکن ڈوپٹے کی ضرورت پھر بھی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ ناجانے کیوں خود میں سمٹ سی گئی۔۔

"آپ کون ہوتے ہیں یہ پوچھنے والے۔۔؟" وہ اپنے ڈر پر قابو پائے بولی۔ لیکن لہجے میں بوکھلاہٹ تھی۔

سب کچھ۔۔ تمہارا سب کچھ۔" وہ ٹیبل پر ہاتھ رکھے آگے جھک کر استحقاق سے اسے دیکھتا مکمل "
ہراساں کر گیا تھا۔ دونوں کے درمیان ٹیبل حائل تھا لیکن وہ چہرے سے کچھ فاصلے پر ہی تھا۔۔

سندری لب تر کرتی پیچھے ہوئی۔ ہتھیلیاں خوف سے بھیگ گئی تھیں جبکہ وجود الگ کپکپانے لگا۔

کبھی کبھی لیتی ہوں۔۔" وہ جھجک کر بولی۔ "

آج کے بعد ڈوپٹہ لیے بغیر نظر نہ آنا۔۔"۔ سندری نے سر اثبات میں ہلایا، مبادہ وہ مزید قریب نہ "
آجائے۔

"ٹ ٹھیک ہے۔۔۔"

ابھی نیچے مال میں جاؤ گی، جس شاپ سے باہر نکلی تھی، وہاں تمہارے لیے ڈوپٹہ موجود "
ہے۔۔ تمہارے کرتے سے ملتا جلتا ہے، وہ اوڑھو اور اپنے سب کرتوں کو آگ لگا کر ڈوپٹہ، شلوار سوٹ
پہنو گی۔۔ "

سندری نے مٹھیاں بھینچ کر اس کے حکم پر دانت پیسے۔

"حکم مانو لڑکی، ورنہ یہاں سے نکلنے نہیں دوں گا۔ "

سندری نے فوری اثبات میں سر ہلایا۔اور اٹھنے لگی۔

چائے پیو۔۔"وہ اگلا حکم دیے کپ لبوں سے لگا گیا۔سندری نے چائے کو دیکھا،اور پھر باسط کو جو اسے " ہی دیکھ رہا تھا۔۔اس نے بوکھلا کر نگاہ پھیری۔

چند گھونٹ اس نے بمشکل اس کی بے باک گہری پر تپش نگاہ کے حصار میں حلق سے اتارے تھے۔

زین دھاڑ سے دروازہ کھولے اندر داخل ہوا۔اور سفیر کی جانب بڑھا۔۔جو لیپ ٹاپ پر پیشانی پر بل لیے مصروف تھا۔۔جبکہ قریب ایش ٹرے میں ہی سیگریٹ کے کئی ٹکرے موجود تھے۔جو اس کی الجھی بکھری حالت کے گواہ تھے۔

زین کو اس کی حالت دیکھ کر پشیمانی تو ہوئی تھی، لیکن اس کی حرکت ان کی محنت پر پانی بھی پھیر سکتی تھی۔

لیپ ٹاپ کو زور سے بند کیے اس نے اسے گریبان سے پکڑ کر ایک زوردار پنچ اس کے منہ پر مارا تھا۔وہ چند قدم پیچھے ہوا۔ہونٹ سے خون کی بوند نکلی۔۔لیکن اس نے کوئی تاثر نہیں دیا۔

کمینے انسان یہ کیا حرکت تھی۔۔پاکٹ سے پیپر نکال کر اس نے اس کی جانب اچھالا۔"

پیپر سفیر کے چہرے سے لگے زمین پر گرا لیکن سفیر نے اسے اٹھانے کی کوشش نہیں کی۔کیونکہ جانتا تھا کہ اس میں کیا ہوگا۔

"تجھے کیا لگتا ہے؟ میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا ہوں۔۔بول۔؟؟"

زین دھاڑا تھا۔۔سفیر چپ چاپ لب بھینیچے کھڑا رہا۔لیکن آنکھوں کی سرخی بڑھنے لگی تھی۔

تو کیوں پاگل ہو گیا ہے، وہ میری بہن ہے، تجھ سے زیادہ مجھے اسکی فکر ہے، میرا دل اس وقت کتنی" اذیت میں کتنا تڑپ رہا ہے۔۔تو شاید سمجھ نہ پائے۔

لیکن میں اپنے ہوش نہیں کھو رہا، کیونکہ مجھے صرف اس وقت اپنی بہن کو نہیں ڈھونڈنا۔۔مجھے اس گاؤں کی حفاظت کرنی ہے۔۔

"تو ایسے اپنی پہچان ظاہر کرے گا تو، ہمارا کام، ہماری کئی مہینوں کی محنت سب خاک میں مل جائے گی۔

زین اسے کندھوں سے تھامے بولا۔

بڑی داڑھی، لال ڈوروں سے پر آنکھیں، وہ شخص اس لڑکی کے لیے اپنی ذات کو بری طرح نظرانداز کیے اپنی متاع جان کو تلاش کرنے میں خوار ہو رہا تھا۔

"کیا کروں میں۔۔بتا؟ کیسے سکون میں رہوں۔کیسے ہوش قائم رکھوں۔۔۔"

سفیر دھاڑا تھا۔

سفیر۔۔"زین بے بسی سے بولا۔

کسی سے اس کا سکون چھین لو۔۔اس کا سب کچھ چھین کر کہو کہ ہوش قائم رکھو، یہ کہاں کا انصاف "ہوا؟؟"

لہجہ رنجیدہ تھا۔ لیکن ہونٹ بھینچے ہوئے تھے جیسے ضبط کر رہا ہو۔

"بعض اوقات اپنی قیمتی چیز کی حفاظت سے زیادہ دوسروں کی چیزوں کی حفاظت کرنی پڑتی ہے،۔"

"وہ چیز نہیں ہے زین۔۔ وہ لڑکی میرا سکون ہے۔۔ یہ جو دھڑک رہا ہے۔۔ اس میں بستی ہے۔۔ اس دل کو اپنے نام سے شدت سے دھڑکا دیتی تھی۔ اور تو کہہ رہا ہے قیمتی چیز۔۔"

اس نے اپنے دل پر تھپکی دیے زین کو دیکھا۔

زین کو وہ سر پھرا دیوانہ لگا تھا۔

زین کو شجیہ کی قسمت پر رشک آیا تھا جسے اتنا چاہنے والا ہمسفر ملنے والا تھا۔۔ وہ اس کی دیوانگی دیکھے رب کا شکر گزار تھا کہ اس کا فیصلہ غلط نہیں تھا۔۔

"وہ تو پہلے ہی میری نہیں بننا چاہتی تھی، قسمت نے مزید اسے مجھ سے دور کر دیا۔۔ نا جانے وہ کس حال میں ہوگی۔۔ کس کے پاس ہوگی۔۔ کہیں وہ بھی ان سب کا نشانہ نہ بن گئی ہو۔۔۔؟

نن نہیں اسے کچھ نہیں ہوگا۔۔ میں کیوں ایسے سوچ رہا ہوں۔۔ نہیں سوچنا۔۔۔

اپنے الجھے بال جکڑے وہ بڑبڑایا تھا۔ جبکہ زین اس کی دگرگوں ہوتی حالت دیکھ کر لب بھینچ کر رہ گیا۔

"سفیر۔۔!! ادھر میری طرف دیکھ۔۔ اس کے چہرے پر ہاتھ رکھے زین نے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔۔

اگلے چوبیس گھنٹوں میں شجیہ ہمارے پاس ہو گی ،اور وہ کیسے ہو گی۔۔یہ میں نہیں جانتا، لیکن وہ ضرور " ملے گی۔۔ لیکن اب تو کوئی الٹی سیدھی حرکت نہیں کرے گا۔ اگر دشمنوں کو زرا بھی خبر ہوئی تو ہماری پہچان پل میں ظاہر ہو جائے گی اور جو تباہی ہو گی اس کا تجھے اندازہ بھی نہیں ہے۔ "

میں کیا کروں۔۔کیوں وہ مجھے نہیں مل رہی۔۔۔ہر ہاسپٹل ، ہر کلینک ہر بس سٹینڈ۔۔گاؤں کا چپہ چپہ " چھان مارا ہے۔۔ لیکن وہ کہاں ہے، کیوں گئی وہ مجھے چھوڑ کر، اسے ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا۔ کیوں ایسا ہوا۔ زین۔۔۔اس نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ بالکل بھی اچھا نہیں کیا۔ "

روٹھے بچوں سا شکوہ کناں انداز، اور پھر شدت سے چیخنا زین کو اس پل وہ دیوانہ لگا تھا۔

محض رونے کی کسر باقی تھی، اگر چند گھنٹوں میں شجیہ چوہدری کا پتہ نہ چلتا تو شاید سفیر خان یہ بھی کر گزرتا۔۔وہ مضبوط اعصاب کا مالک مرد شاید رو ہی دیتا۔۔جس نے اپنے ماں باپ کو کھونے پر خود کو سنبھالا تھا۔۔بھائی کے چلے جانے کے بعد خود کو برباد ہونے سے بچایا تھا، وہ آج ایک لڑکی کے لیے بچوں جیسا حال کر چکا تھا۔

سفیر۔۔۔"زین نے اسے شدت سے خود میں بھینچا۔۔

میری بہن اور تیری شجیہ کو کچھ نہیں ہوگا، تیری یہ تڑپ یہ شدت ہی اسے واپس لائے گی۔اور اس کا" " بھائی اسے پاتال سے بھی ڈھونڈ کر لائے گا۔یہ ایک بھائی کا وعدہ ہے میرے دوست۔۔

کئی پل وہ اس کے ساتھ لگا اسے حوصلہ دیتا رہا تھا۔

زین کے ساتھ لگے وہ سرخ آنکھوں کو سختی سے میچ گیا تھا۔

سر ! ! میم۔۔۔"روز منہ بگاڑے اندر آئی،۔"

کیا ہوا؟؟"نوفل نے سکرین دیکھتے پوچھا۔۔

"سر یہ آپ کو پسند کیسے آ گئیں ؟؟"

روز۔۔۔ ! !"نوفل کا نام لینا ہی روز کے لیے کافی ہوتا تھا۔"

"سوری سر۔۔۔"

آپ کو بلا رہی ہیں میم۔۔۔"روز نے دانت پیسے کہا۔"

مجھے۔۔۔"نوفل نے سکرین سے نظریں ہٹائے حیرت سے پوچھا۔۔"

جی سر۔۔آپ کو ہی۔۔ میم کہہ رہی تھیں بلاؤ اپنے باس کو۔ مجھے اس سے ضروری بات کرنی ہے۔"
"

"روزا اگر جھوٹ ہوا ناں تو تمہاری خیر نہیں۔۔۔"

نوفل نے مٹھیاں بھینچے کہا۔

سر۔۔آپ میرے باس ہیں۔۔میں آپ سے جھوٹ کیسے بولوں گی۔۔" روز روہانسی ہوئی لیکن نوفل "
یزدان کے چہرے پر پھیلا اضطراب یا پھر خوف روز کو اچھا لگا تھا۔

کل سے وہ لڑکی انہیں ناکوں چنے چبوا چکی تھی۔اب نوفل کی باری تھی۔

اوکے میں چینج کر کے آتا ہوں۔ میم کو کھانا کھلا دیا تھا۔۔"نوفل نے گلا کھنکھارے کہا۔۔ "

"سر نہیں کھایا۔۔ کہہ رہی تھیں بھوک نہیں ہیں۔"

اوکے تم ٹرے سیٹ کرواؤ۔۔میں لے جاؤں گا۔۔اور باسط کو کال کر کے پوچھو کب تک آئے "
"گا۔۔زرفشاں کافی اداس لگ رہی تھی۔

شرٹ ٹراؤزر لیے وہ واش روم میں بند ہوا۔روز بھی باہر نکلی تھی۔

کچھ دیر میں فریش ہوئے دیدہ زیب آئینے کے سامنے کھڑا اپنے گھنے بال سیٹ کرتا پرفیوم سپرے کیے،
اپنا عکس بھی آئینے میں دیکھ رہا تھا۔

"اچھا خاصہ میں اپنی عمر سے بڑا لگتا ہوں۔پر تعبیر ملک صاحبہ نا جانے کیوں وہم میں مبتلا ہیں۔۔"

۔اس نے بازوؤں کے مسلز نمایاں کیے۔۔اور گھنی داڑھی مونچھوں پر ایک نگاہ ڈالی۔

جو اس کی شخصیت کو مزید بارعب بناتی تھی۔کچھ ہر پل چہرے پر کر ختگی جمائے رکھنے کی وجہ سے اس کی عمر کا تعین کرنا مشکل ہوتا تھا۔

وہ کل ہی اس کی سوچ سمجھ چکا تھا جب وہ کمرے کی چیزیں تباہ کرتی اپنے آپ کو بھی آئینے میں دیکھ رہی تھی۔۔چار سال کا فرق تھوڑا نہیں تھا۔۔ایسا صرف تعبیر کو لگتا تھا۔۔اگر تعبیر ایک بار نوفل کی سوچ تک رہائی پا لیتی تو شاید کبھی ایسا نہ سوچتی، بلکہ اس کے سامنے خود کو ہی چھوٹا تصور کرتی۔۔

اپنی پسندیدہ پرفیوم کی بوتل کو خالی کرنے والا حساب کرتا وہ حلق تر کیے اوپر کی جانب بڑھا۔۔

سب کو اپنی بد دماغی، اپنی دہشت سے سہمانے والا۔لوگوں کو بری طرح پیٹنے والا۔۔آج اپنی بیوی کے سامنے جانے سے پہلے اپنا خشک حلق تر کر رہا تھا۔کوئی اگر اس وقت نوفل یزدان کو دیکھتا تو قہقہہ لگائے بغیر نہ رہ پاتا۔جس کی آنکھوں کی سرد سی سرخی ہی اگلے کو سہما کر رکھ دیتی تھی۔آج ان آنکھوں میں سرخی کی بجائے ہلکا سا تذبذب پھیلا تھا۔

وہ ناک کیے اندر داخل ہوا تو تعبیر سرخ چہرے کے ساتھ کاؤچ پر بیٹھی تھی۔ہاتھ ارد گرد جمائے وہ جیسے گہرے اضطراب میں مبتلا تھی۔

اس کا چہرہ آنکھوں کو راحت بخش گیا تھا۔۔وہ اب اس کی تھی،اب نگاہ میں کوئی قید کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔تو کیوں وہ نظر ہٹاتا۔

آپ اپنے دعوؤں سے پیچھے ہٹ رہی ہیں۔۔" وہ چڑانے "

سے باز نہیں آیا۔جبکہ لبوں پر مدھم مسکراہٹ تھی۔

" میرے دعوے اب بھی اپنی جگہ قائم ہیں۔۔"

تعبیر اس کے خوبرو چہرے پر ایک نظر ڈالے بولی۔

" پھر یہاں بلانے کا مقصد؟؟"

نوفل نے اپنی توجہ کمرے پر ڈالی،گویا اسے نظرانداز کیا ہو۔۔ تعبیر نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔اس کی یہ حرکت صبح بھی ناگوار گزری تھی،اب بھی ناگوار ہی لگی تھی۔

مقصد نہیں اپنے فیصلے سے اگاہ کرنا چاہتی ہوں۔۔" تعبیر سرد سپاٹ انداز میں بولی۔"

حکم۔۔۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھے جھکا۔۔ٹی شرٹ سے اس کے مضبوط بازو مسلز نمایاں ہو رہے تھے۔۔" جو اس کی طاقت کا بخوبی بتا سکتے تھے۔

"دیکھو میں نے بہت سوچ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔"

تعبیر نے تاثرات چھپائے تحمل سے کہا، لیکن نوفل کے انداز میں زرا بھی فرق نہ آیا۔

مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا۔نہ آج نہ کل نہ کبھی۔۔اور یہ ہمارے دونوں کے حق میں بہتر" ہے۔۔کیونکہ میری اور تمہاری دنیا بہت الگ ہے۔۔"

دنیا الگ مطلب؟" نوفل نے مطلب کی بات پکڑی تو تعبیر کو شدید تاؤ آیا۔"

"تم سمجھدار ہو۔۔"

"میں سمجھدار کیسے ہو سکتا ہوں؟ میں تو ابھی چھوٹا ہوں۔۔ تعبیر یزدان صاحبہ۔۔"

وہ اب "ملک" کا صیغہ ہٹائے اسے اپنے استحقاق بھرے نام سے پکارے ششدر کر گیا۔

"مم میں فالتو بحث نہیں کرنا چاہتی۔تم اس لڑکی سے شادی کر لو۔۔"

شادی مگر کس لڑکی سے،اور کیوں۔؟" نوفل بظاہر چونکا لیکن اندر ہی اندر اس سے مسکراہٹ ضبط کرنا" مشکل ہو رہا تھا۔

جو صبح تمہارے ساتھ تھی۔۔اس سے ہی شادی کرلو، بلکہ میں خود کرواؤں گی۔پر ایسے یہ " "سب۔۔مت۔۔

وہ نروس ہوئے نظر جھکا گئی تھی۔۔جتنی بھی بہادر بنتی لیکن تھی تو ایک لڑکی۔

تعبیر کی گوہر افشانی سنتا اس کا دماغ بھک سے اڑا۔

غصہ تو شدید آیا لیکن وہ اس لڑکی پر غصہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔جو اس کی رگوں میں سمائی تھی۔

کیسے یہ سب؟؟ میں سمجھا نہیں؟؟" نوفل اپنے تاثرات چھپائے اس کی جانب بڑھا تو وہ بھی کھڑی" ہوئی۔

جیسے تم کر رہے تھے میٹنگ۔۔۔" تعبیر کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیسے نوفل کو سمجھائے۔"

وہ میرے کام کا حصہ ہے۔۔" نوفل نے اسے قائل کرنا چاہا۔"

بند کمروں میں کونسے کام ہوتے ہیں وہ بھی ایک لڑکی کے ساتھ۔۔" وہ دانت پیسے غرائی جبکہ نوفل" کے لبوں پر قاتلانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

آپ کو نہیں پتہ ؟؟" وہ آنکھوں میں خماری لیے اس کے بالکل قریب آیا۔ "

کیا؟؟" تعبیر انجان بنی، جبکہ حلق خشک ہوا تھا۔"

بند کمروں کی حقیقت؟؟" ابرو اچکائے اس نے سرخ پڑتے چہرے پر نظر ڈالی۔"

پلیز تم بات کا رخ نہ بدلو۔۔ تم اس لڑکی کو اپنالو۔۔" تعبیر کو اپنی کیفیت ہی سمجھنے میں دشواری ہوئی۔"

" آپ کو میری لڑکیوں سے میٹنگ سے پرابلم ہے "

وہ گھمبیر تا سے بولے قریب جھکا، اس کی تیز پرفیوم کی خوشبو تعبیر کی سانسوں میں زبردستی شامل ہوتے محسوس ہوئی۔۔ جیسے وہ زبردستی زندگی میں شامل ہوا تھا ویسے ہی اس کی خوشبو بھی ضدی تھی۔۔

بند کمروں کی میٹنگ سے۔۔ میری بلا سے جس سے مرضی میٹنگ کرو۔" بھیگی ہتھیلیوں کو مسلے وہ" دوبدو بولی۔

آر یو شیور؟" نوفل مزید جھکا،۔"

ہاں۔۔" تعبیر فوری بولی۔"

"ویسے مزے کی بات بتاؤں۔۔"

نوفل شرارت پر آمادہ ہوا۔

جتنی گہرائی سے آپ آج کی میٹنگ کے بارے میں سوچ رہی ہیں اتنا کوئی اپنا ہی سوچ سکتا ہے،اور "جس کو دوسرے فریق کی فکر ہوتی ہے۔۔۔وہی۔۔۔

وہ بات ادھوری چھوڑے تعبیر کی میٹھی نگاہ سے دیکھے پل پل مسکرارہا تھا۔

"تمہارادماغ خراب ہے میں کیوں تمہارے بارے میں سوچوں گی۔؟"

میٹنگ کے بارے میں تعبیریزدان صاحبہ۔۔۔"وہ چڑانے سے باز نہیں آیا۔"

"پلیز میرادماغ خراب مت کرو۔۔۔اور جو کہہ رہی ہوں وہ کرو۔۔۔ "

اب کیا میں ہر لڑکی سے نکاح کروں گا؟"نوفل سنجیدگی سے بولا۔"

ہر لڑکی سے مطلب؟؟"تعبیر کارنگ اڑا۔"

"ہر لڑکی سے مطلب جس سے میری میٹنگز ہوگی،تو کیا سب سے نکاح کروں گا۔۔؟"

تعبیر نے حیرانگی سے اسے دیکھا،چہرہ پل میں تپ کر لال ہوا۔۔اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اس نے دور دھکیلا۔۔

"بہت ہی۔۔۔"

بہت ہی گھٹیا بے شرم آوارہ بدمعاش سر پھرا کمینہ غنڈہ ہوں۔۔" اس کے ہاتھ جکڑے وہ تعبیر کا" جملہ مکمل کرتا اسے اپنے بالکل قریب کر چکا تھا۔

چھوڑو۔۔۔یزدان۔۔۔میں تمہارا قتل کر دوں گی۔۔۔" وہ ہاتھ چھڑوانے کے لیے جھٹپٹائے بولی۔ "

یزدان۔۔۔" وہ ٹھٹھکا تھا۔اس نے نوفل کے بجائے یزدان کہا تھا۔یعنی وہ قبول کر چکی تھی،اس نے " بھی تو کچھ دیر پہلے یہی نام لیا تھا۔

"یہ نام کیوں؟؟ حالانکہ میرا نام تو نوفل ہے۔۔اور سب مجھے نوفل ہی کہتے ہیں۔۔ "

تعبیر کے ٹھنڈے ہاتھوں پر دباؤ بڑھائے اس نے تعبیر کی توجہ اپنی طرف دلوانی چاہی۔

" تمہارا نام نوفل یزدان ہے۔تو نوفل کہا یا پھر یزدان کیا فرق پڑتا ہے۔۔ "

تعبیر اس کی بات کی کھال اتارنے والی بات سے دوسری مرتبہ چڑی تھی۔

آپ نے کیوں کہا۔۔۔؟" نوفل اب بھی وجہ جاننا چاہتا تھا۔ "

کیونکہ میرا دماغ خراب تھا۔۔" تعبیر دانت پیستی ایک بار پھر مزاحمت کرنے لگی۔ "

اس کا یہ مزاحمتی انداز،چڑ کر بولنا،نوفل کو نجانے کیوں اس لڑکی کے لیے مزید دیوانہ کر رہا تھا۔

چلیں بحث چھوڑیں۔۔ نکاح کی بات پر آتے ہیں تو میں جس سے نکاح کرنا چاہتا تھا اس سے کل ہی کرچکا ہوں۔۔ باقی جو لڑکیاں ہیں ان کے لیے بھی کچھ نہ کچھ سوچ ہی لوں گا۔۔ لیکن فلحال میرے لیے ایک بیوی ہی کافی ہے۔۔"

اس کی ٹھنڈی پڑتی پیشانی کو چومے، اس نے تعبیر کو ساکت کر دیا۔اچانک واردات ہوئی تھی۔

یہ کیا حرکت ہے ؟ مجھے کیسے اور کیوں چھوا تم نے؟؟" ہاتھ آزاد کروا کر اس نے پیشانی کو مسلا۔ جیسے اس کا لمس شدید ناپسند آیا ہو۔

یہ سزا ہے، "نوفل نے گھمبیرتا سے کہا۔"

سزا۔؟۔ کیسی سزا۔۔" تعبیر نے سوالیہ مگر طیش سے پر آنکھوں سے نوفل کو دیکھا جس کی آنکھوں" میں الگ ہی جذبات سمٹے تھے۔

اپنے دعوؤں سے مکرنے کی سزا۔۔ جب جب آپ مجھے ایسے بلائیں گی، آپ کو ہرجانہ ادا کرنا ہوگا۔اور" یہ ہرجانہ کیوں ادا کرنا ہوگا، یہ آپ بہتر سمجھتی ہیں۔"

جھک کر اس نے تعبیر کے سرخ گال کو نرمی سے چھو کر اسے باور کروایا تھا۔

"یزدان۔۔۔۔ تم اپنی حد سے بڑھ رہے ہو۔"

اس نے نوفل کی شرٹ جکڑی۔وہ شخص حواسوں پر سوار ہوئے اس کے دماغ سے کھیلنے کی کوشش تھا۔اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پر وہ قابو نہیں رکھ پا رہی تھی۔

"نہیں تعبیر۔۔۔ میری کوئی حد نہیں،۔۔آپ کے معاملے میں تو بالکل بھی نہیں۔۔"

نوفل نے اس کے ریشمی بالوں کو نرمی سے مٹھی میں جکڑے اس کا چہرہ بلند کیا۔۔۔اور ان آنکھوں میں جھانکا، جس میں اپنی محبت کی طلب یکھنے کی شدت سے چاہ تھی۔

"مجھے بدتمیزی پر مت اکساؤ۔۔میں نہیں چاہتی کہ تمہاری سزا تمہارے اپنے بھگتیں۔۔"

وہ جیسے نوفل کی محبت کو آزمانا چاہتی تھی۔اس کے حصار میں کھڑی وہ کاٹ دار لہجے میں بولی

"مجھ پر اپنے کاٹ دار لہجے کے جتنے وار آپ کو کرنے ہیں، آپ کو کھلی اجازت ہے، یہاں تک کے میرے قتل کی اجازت بھی آپ کو ہی ہے۔۔ لیکن ایک التجا ایک گزارش سمجھ لیں کہ مجھ سے جڑے لوگوں کو تکلیف مت پہنچائیں۔۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی میری پسند کو ناپسند کرے یا میری محبت کے

بارے میں ناپسندیدہ تاثر دے۔۔کیونکہ میں اپنی پسند کے معاملے میں بہت حساس ہوں۔یہ اجازت تو میں "آپ کو بھی کبھی نہیں دوں گا کہ وہ میری تعبیر کے بارے میں کچھ الٹا سیدھا کہے۔۔

اپنی انگلیوں کی پوروں کو اس کے بالوں میں چلاتا وہ نرم پر اثر لہجے میں بولتا تعبیر کو لاجواب کر گیا۔اس کا لمس ناجانے کیوں دماغ میں جلتے مختلف الجھے خیالات کو ایک جانب پھینکے سکون فراہم کرنے لگا۔۔

اس وقت وہ مکمل اس کے سہارے کھڑی تھی۔

مجھے آزاد کردو نوفل۔۔" وہ بھیگی آنکھوں سے بولی۔ "

آپ آزاد ہیں تعبیر۔۔بالکل آزاد,ایک بار احساس کر کے تو دیکھیں۔۔بلکہ آپ کو تو قید سے رہائی دی "گئی ہے۔۔

وہ فسوں خیزی سے بولتا تعبیر کا چہرہ نگاہ میں جذب کر رہا تھا۔

میں اگلی ملاقات کا شدت سے انتظار کروں گا۔۔تاکہ آپ پھر ہرجانہ ادا کر سکیں۔۔" اس کی گستاخ " نگاہیں چہرے پر تھیں۔۔

تعبیر کپکپاتی اسے خود سے دور کرتی رخ موڑ گئی۔اور لب کا کونا دبا کر اس نے مٹھیاں بھینچ لی۔۔نوفل کو دور کرنا,آسان نہیں تھا۔پر اس مرتبہ وہ خود پیچھے ہوا تھا۔۔اس کا مہکتا سراپا, تنہائی اور استحقاق بھرا

رشتہ کسی بڑی گستاخی کے لیے اکسا رہا تھا۔۔جس کا وہ فلحال متحمل نہیں تھا۔وہ اپنے حق جما کر اسے مزید بدگمان نہیں کرنا چاہتا تھا۔بلکہ اسے خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دینا چاہتا تھا۔

سنیں۔۔۔" تعبیر کو اس کی آواز دور سے آتی محسوس ہوئی۔۔لیکن وہ مڑی نہیں۔"

"یہ رنگ آپ پر بہت اچھا لگ رہا ہے۔۔اور مجھے لگتا ہے یہ رنگ آپ کے لیے ہی بنایا گیا تھا۔۔۔"

نوفل کے تعریفی الفاظ پر تعبیر نے انگلیاں چٹخائی۔اس کی نگاہ بنا دیکھے بھی وہ شدت سے محسوس کرتی سمٹ سی رہی تھی۔

یہ جملہ آپ نے کئی بار سنا ہوگا، کہ یہ رنگ بنایا ہی آپ کے لیے گیا ہے۔۔۔پر ایسا نہیں ہوتا "تعبیر۔۔۔"

نوفل نے سنجیدگی سے کہہ کر لب دبائے، کیونکہ اسے پورا یقین تھا کہ وہ اب تپ کر مڑے گی، اور وہ مڑ گئی تھی۔۔دہکتی شرربار نگاہوں سے اس نے نوفل یزدان کو دیکھا، جو اس کے مہرون لباس سے سجے سراپے پر ہی نظر ٹکائے ہوئے تھا۔

رنگ تو بہت پہلے بن گئے تھے۔۔کب کیوں کس لیے بنے تھے، مجھے نہیں پتہ۔۔ لیکن یہ رنگ آج مجھے " پہلی بار صرف آپ کے وجود پر اچھا لگا ہے۔یا پھر آج ہی میں نے اس رنگ پر غور کیا ہے۔۔یہ بھی شاید آپ کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔۔۔ بہر حال جو بھی وجہ ہے۔۔اس کو سائیڈ پر رکھتے ہیں، اب سے یہی "رنگ آپ پہنا کریں گی۔۔میں آج ہی روز کو کہہ کر اس کلر کے ڈریس آرڈر کرواتا ہوں۔۔

وہ حکم دیتا باہر جانے لگا۔

کیوں مانوں تمہارا حکم، کیوں پہنوں میں یہ رنگ؟ ہو کون تم میرے؟اور جا کر ان لڑکیوں کو اس رنگ " "کے کپڑے پہننے کی فرمائش کرو جس کے ساتھ میٹنگز کرتے پھرتے ہو۔۔

اپنے اندر کی کھولن کو باہر نکالے نوفل کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گئی، وہ شخص گردن پیچھے گرائے مسکراتا ہوا، تعبیر کو ایک پل کے لیے مسمرائز کر گیا، صرف ایک پل کے لیے،۔۔اگلے ہی پل وہ نگاہ کا رخ بدل گئی۔اس اگلے پل اسے اپنے لفظوں کی بے وقوفی کا شدت سے احساس ہوا۔تو خود کو ملامت کیے بنا نہ رہ پائی۔

اوہ مائے گاڈ۔ تعبیر،۔آپ اب تک میٹنگز میں ہی اٹکی ہوئی ہیں۔۔" نوفل کی ہنسی تھمنے کا نام نہیں لے " رہی تھی۔

جاؤ یہاں سے۔۔۔مجھے پاگل مت کرو۔۔" وہ چڑ کر دانت پیستی، اسے مزید ہنسنے کا بہانہ دے گئی تھی۔ "

یزدان۔۔۔میں تمہیں جان سے مار دوں گی "وہ اب کے جنجھلائی تھی"

اوکے اوکے۔۔غصہ مت کریں۔۔میں بتاتا ہوں، کہ میں کون ہوں آپ کا۔۔؟"وہ ہاتھ کھڑے " کرتے آگے آیا تو تعبیر نے قدم پیچھے لیے۔

ہوں تو میں آپ کا نام نہاد شوہر جسے آپ نے کل ہی قبول کیا تھا، لیکن نام کا قبول کیا۔۔پر جب قبول " کرلیا جائے تو شوہر حاکم بن جاتا ہے،۔تو اسی حاکم ہونے کے ناطے آپ کو میرا حکم ماننا پڑے گا۔تاکہ "آپ فرمانبردار بیوی کہلا سکیں۔

میں تمہارا کوئی حکم نہیں مانوں گی۔۔اور نہ ہی مجھے فرمانبردار بیوی بننا ہے۔بلکہ مجھے تمہاری بیوی رہنا " "ہی نہیں ہے۔

وہ ضدی لہجے میں گویا ہوئی۔

فالتو باتیں ایک طرف رکھیں۔شلوار سوٹ فراک میکسی یا پھر ٹراؤزر شرٹ۔، جس میں آپ " "کمفرٹیبل فیل کرتی ہیں، روز کو بتادیجیے گا۔۔وہ آرڈر کر دے گی۔

وہ پاکٹ سے موبائل نکالے مصروفیت دکھاتا باہر نکل گیا۔دروازہ آٹو لاک ہوا تھا۔۔جس کا سسٹم نوفل نے موبائل سے اٹیچ کیا تھا۔

کہاں جارہے ہو تم۔۔دروازہ کھولو۔۔"وہ دروازہ پیٹتے چیخی۔ "

میں نہیں بتاؤں گی نہ ہی مہرون کلر پہنوں گی میں نہیں تمہاری کوئی بات مانوں گی۔" دروازے پر اپنے ہاتھوں کی طبع آزمائی کرتی، نوفل کے لبوں پر ایک بار پھر مسکراہٹ پھیلی۔

تکیے کشنز۔۔۔بیڈ شیٹ، بقیہ سازوسامان سب کو ایک بار پھر زمین بوس کرتی وہ اپنا غصہ ان چیزوں پر نکالتی نڈھال ہوئے وہی بیٹھ گئی تھی۔

نوفل ابرو کھجائے پر سوچ سا نیچے کی جانب بڑھنے لگا۔

کل پھر اسے کمرے کا سامان از سر نو سیٹ کروانا تھا۔۔اور پھر روز بیچاری اس کے عتاب کا نشانہ بننے والی تھی۔

تعبیر کی آج چار دن سے کوئی کال نہیں آئی تھی، جب اس نے کال کی تو آگے سے نمبر بند جا رہا تھا۔اور یہ چیز وہاج کو کافی پریشان کر رہی تھی۔

"عادل میں گاؤں جا رہا ہوں کل تک لوٹ آؤں گا۔۔"

انسپکٹر عادل کو میسج کیے وہ گاؤں روانہ ہوا تھا۔

شام سے پہلے ہی وہ حویلی پہنچ چکا تھا۔

گاڑی سے نکل کر وہ اندر کی جانب بڑھا۔حویلی میں پھیلے سناٹوں نے اسے چونکایا تھا۔

سکینہ بی کو ملازمہ کے ساتھ دیکھ کر وہ اس کی جانب آیا۔

"اسلام علیکم سکینہ بی۔کیسی ہیں آپ؟سب کہاں ہیں؟۔ "

وہ لاؤنج میں ہی بیٹھ گیا تھا۔سیاہ شرٹ پینٹ میں اس کے چہرے پر تھکن واضح تھی۔

دو کھلے بٹنوں سے اس کا کشادہ سینہ واضح تھا۔

ملازمہ اس کے لیے پانی لائی تو اس نے گلاس ہونٹوں سے لگایا۔

وعلیکم چھوٹے صاحب،۔بڑے دنوں بعد آئے،مجھے تو لگا تھا آپ تعبیر بی بی کے نکاح پر آئیں گے۔۔لیکن آپ تو آئے ہی نہیں۔۔"

سکینہ بی کی تفصیل پر اس نے اچھنبے سے انہیں دیکھا۔

پانی جیسے حلق میں اٹک گیا تھا۔

نکاح۔۔تعبیر۔۔۔یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟؟ تعبیر کا نکاح؟کب اور کس کے ساتھ؟؟" وہ الجھا تھا۔"

سکینہ بی کا رنگ فق ہوا۔

سکینہ بی بولیں، کب ہوا نکاح۔۔؟" وہاج کے چہرے پر یکلخت غضب بڑھا تھا۔۔ماتھے کی رگ پھڑکتی " اس کے ابھرتے اشتعال کی نشانی تھی۔

وہ۔۔۔" سکینہ بی نے بولنا چاہا۔۔

بابا اماں۔۔۔۔" حویلی میں اس کی دھاڑ گونجی۔ جبکہ سکینہ بی کچن کی طرف بھاگی مبادہ ان کی شامت نہ " آجائے۔۔

باہر آئیں بابا۔۔۔"اس نے گلاس پوری شدت سے زمین پر مارا۔ "

کانچ کی آواز پر ملازم بھی سہم کر کچن میں بند ہوئے۔۔

وہاج۔۔۔" نجمہ بیگم بیٹے کو دیکھتی آگے بڑھی۔۔جب وہاج نے ہاتھ سے انہیں روکا۔ "

تعبیر کہاں ہے؟؟ وہ جبڑے بھینچے بولا۔ "

وہ۔۔۔" نجمہ بیگم بوکھلائی تھیں۔ "

امی میں پوچھ رہا ہوں تعبیر کہاں ہے؟؟، " پوری شدت سے دھاڑ کر اس نے اپنا سوال دہرایا، "

"نکاح کر دیا ہے، اور نکاح کے ساتھ ہی رخصتی بھی کر دی ہے۔۔ "

کمال ملک کی گرجدار آواز پر وہ سرخ آنکھوں سے پیچھے مڑا۔جہاں کمال ملک چہرے پر کروفر سجائے کھڑے تھے۔

"نکاح۔۔۔کس سے کیا نکاح, کس جاہل گنوار آدمی کے حوالے کیا میری بہن کو؟؟"

وہ کانچ کے ٹکروں کو اپنے بوٹ تلے کچلتے ان کی جانب بڑھا۔۔

"جس سے بھی کیا ہے، تمہیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔۔"

کمال ملک نظر چرائے بولے۔۔ایک پل کے لیے انہیں بھی ملال ہوا تھا۔

کیوں سروکار نہیں ہونا چاہیے، میری بہن تھی وہ۔۔آپ نے اسے جہنم میں پھینکنے سے پہلے ایک مرتبہ بھی نہیں سوچا۔۔اس حد تک ظلم کر گئے، آپ۔۔۔"

"تم اپنی حد سے بڑھ رہے ہو۔۔" کمال ملک طیش سے بولے۔۔"

کیا آپ کو ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا۔۔کیا اس کی بھیگی آنکھوں پر آپ کو رحم نہیں آیا۔؟"اس کے لہجے میں یاسیت سمٹی تھی۔

کمال ملک نظر چرا کر رہ گئے۔

URDUNovelians

"وہاج۔۔نکاح ضروری تھا۔۔اور۔۔

" کیااور۔۔یہی کہ تعبیر بوجھ بن گئی تھی، جسے آپ جلد از جلد اتارنا چاہتے تھے۔۔"

وہاج میں تمہیں بلانا چاہتا تھا۔۔"کمال ملک سرعت سے بات کی نفی کر گئے۔"

کیا میں مر گیا تھا یا پھر میرے ناکردہ جرم کی وجہ سے آپ نے مجھے زندہ درگور کر کے مجھ سے ہر رشتہ "
" ختم کرلیا ہے؟؟

وہ تمسخرانہ بولا۔۔

وہاج۔۔۔"کمال ملک نے اپنا ہاتھ فضا میں روکا۔ان کا دل کانپا تھا۔"

تعبیر کا نکاح میری غیر موجودگی میں کر کے آپ نے ثابت کردیا کہ آپ کو اپنی اولاد سے زیادہ اپنی انا "
اپنی نام نہاد عزت اور اپنے یہ دوغلے رشتے عزیز تھے۔۔۔"

اس کی بلند آواز سنتے سلمان ملک اروشے اور باقی سب بھی وہاں آگئے تھے۔

وہاج میری بات سنو۔۔"سلمان کی آواز پر وہ طیش سے مڑا۔اور اس کو گریبان سے جکڑا۔۔"

بتا میری بہن کہاں ہے ؟؟ کیوں تو نے اس کی زندگی برباد کی کیوں۔۔؟" غیض و غضب سے وہ" سلمان کے گریبان کو جھٹکے دیے دھاڑا۔

تعبیر کا نکاح مجھ سے نہیں ہوا۔ بلکہ جو شخص اس کے لائق تھا اسی سے اس کا نکاح ہوا ہے۔۔" سلمان " سنجیدگی سے بولا۔

وہاج کی گرفت ڈھیلی پڑی۔ اور اس نے سلمان کو دیکھا جس کے چہرے پر سچائی واضح تھی۔

"وہاج بھائی !! سلمان بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں، تعبیر کا نکاح ایک بہت اچھے شخص سے ہوا ہے۔۔"

تہمینہ کی گھبرائی آواز پر اس نے سلمان کو دیکھا جس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

مجھے آپ میں سے کسی پر یقین نہیں ہے، مجھے بتائیں اس وقت تعبیر کہاں ہے، ورنہ مجھے خون خرابے " "سے کوئی روک نہیں سکے گا۔۔

گن پشت سے نکال کر اس نے فضا میں بلند کی۔

URDUNovelians

وہاج۔۔ میرا بچہ میری بات سنو۔۔" نجمہ روتے ہوئے اس کی جانب بڑھی، جس کا غضب سے سرخ " چہرہ اور آنکھیں انہیں رلا رہی تھی۔

" امی۔۔۔ کیا سنوں۔۔؟ کیا میں آپ کا بیٹا ہوں ؟؟ نہیں مجھے نہیں لگتا کہ میں آپ کا بیٹا ہوں۔"

اپنے سوال کا خود ہی دیتے وہ نفی میں سر ہلائے بولا۔

لہجے میں رنجیدگی تھی۔

وہاج۔۔" نجمہ بیگم سسکی تھیں۔

"آپ لوگوں نے مجھے آج بتادیا کہ میں کون ہوں۔اور اس گھر میں میری کیا حیثیت ہے۔۔؟"

وہاج۔۔" کمال ملک بھی اس کی حالت پر پشیمان ہوئے۔

مر گیا وہاج۔۔سب کے لیے مر گیا۔۔آج ابھی اسی وقت آپ سب کے لیے وہاج مر چکا ہے۔" لگا کر رکھے اپنے نام نہاد رشتوں کو سینے سے۔۔پہلے شاید میں وہم میں جی رہا تھا، لیکن آج یقین ہو گیا کہ وہاج سلطان اس حویلی میں چار سال پہلے ہی مر چکا ہے۔۔میرے ہونے یا نہ ہونے سے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔آج کے بعد آپ لوگوں کو وہاج ملک کا نام و نشان بھی نہیں ملے گا۔"

سرخ آنکھیں رگڑتا حویلی سے نکلتا چلا گیا۔

"وہاج رکو۔۔میری بات سنو۔۔کمال اسے روکیں۔وہ جا رہا ہے۔۔۔

نجمہ بیگم بیٹے کے پیچھے لپکی تھیں۔۔ لیکن کمال ملک نے بازو پکڑ کر انہیں بمشکل روکا تھا۔ جبکہ آنکھیں ان کی بھی نم ہو چکی تھی۔۔۔ آج پہلی بار انہیں احساس ہوا تھا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کے ساتھ کافی زیادتی کر چکے ہیں۔۔

اس گناہ کی پاداش میں انہوں نے بیٹے کے ساتھ کافی ناانصافی کی ہے۔

" مجھے کچھ دیر باہر لے جاؤ گی۔۔ میں اس کمرے میں رہ رہ کر بور ہو گئی ہوں۔۔ "

شجیہ کی بیزار آواز پر ملازمہ کے چہرے پر خوف پھیلا۔

" میم کیا ہوا، کیوں آپ بور ہو رہی ہیں؟ کہیں درد وغیرہ تو نہیں ہے۔"

نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں، دراصل میری ٹانگیں اب حرکت بھی کر رہی ہیں، تو میں چاہتی ہوں میں " اٹھ کر چلوں۔ اور ویسے بھی میں اپنے گھر جانا چاہتی ہوں۔

"میں ان سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے میرے گھر جانے دینا جائے۔۔

ٹھیک ہے میں سر سے پوچھ کر بتاتی ہوں۔۔" وہ کہتے ہوئے باہر نکلی۔"

سر آپ۔۔۔" سامنے سے آتے شایان کو دیکھ کر وہ رکی تھی۔

"اسے باہر لے آنا کچھ دیر میں۔۔"

وہ حکم دیتا نیچے بڑھ گیا۔

میم۔۔" وہ اندر آکر وہیل چئیر اس کے بیڈ کے پاس لائی،۔"

میں چل سکتی ہوں۔۔" شجیہ نے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ کہا۔"

" میم آپ کو کافی کمزوری محسوس ہوگی۔۔اس لیے احتیاطاً آپ کے لیے لائی ہوں۔۔"

ملازمہ نے مسکرا کر کہا تو وہ سر اثبات میں ہلاتی کھڑی ہوئی۔

ایک پل کے لیے اس کا دماغ گھوم کر رہ گیا، ٹانگیں کپکپائی تھیں۔ملازمہ نے اسے سہارا دیا۔

یہ مجھے کیا ہو رہا ہے، میں بالکل ٹھیک ہوگئی ہوں جسم پر کوئی نشان کوئی درد نہیں تو میں چل کیوں "
"نہیں پا رہی۔۔

شجیہ کی آنکھیں بھیگی تھیں۔

میم آپ روئیں مت۔۔یہ سب نارمل ہے۔،دراصل آپ کافی دن بعد چل رہی ہیں تو شاید۔اسی وجہ " " سے لڑکھڑاہٹ ہے۔۔

میں سر کو بلاتی ہوں۔۔" وہ بوکھلا کر باہر بھاگی۔۔"

آج تیسرا دن تھا اسے یہاں، اور تین دن میں اسے یہ خیال نہیں آیا تھا کہ وہ پوچھ سکے کہ، اس گھر میں کون رہتا ہے؟؟ یا پھر کسی سے رابطہ ہو سکے۔۔

وہ تین دن میں شاید بہت زیادہ سوئی تھی، تبھی اسے خیال نہیں رہا تھا۔

کچھ دیر گزری جب ملازمہ اندر آئی۔۔

شجیہ نے دروازے کی طرف دیکھا، اور اسے لگا وہ سب بھول گئی ہے۔

وہ شایان ساگر تھا۔سندری کا بھائی، اپنی چھا جانے پر اسرار شخصیت کے ساتھ وہاں موجود تھا۔اس کے ہینڈسم چہرے سے ایک جاذبیت چھلکتی محسوس ہوئی جو اسے اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔

وہ تو تصویروں سے بھی زیادہ خوبصورت تھا۔اسے یاد تھا سندری نے اسے اپنے بھائی کی تصویر دکھائی تھی۔اور وہ اس وقت بھی اس کی شخصیت سے مرعوب ہوئے بنا نہیں رہ پائی تھی۔

بلیک شرٹ جس پر وائٹ اوپری دو بٹن کھلے تھے۔کسرتی وجود پر وہ شرٹ کافی سج رہی تھی۔

ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔بلکہ اس کی نگاہ کا رخ کسی اور جانب تھا۔

شجیہ کو اس کی نگاہ کے رخ پر حیرانگی ہوئی۔۔وہ ایک ربورٹ کی طرح لگا تھا۔

"سر میم سے چلا نہیں جا رہا وہ ضد کر رہی تھیں کہ انہیں باہر لے جاؤں۔۔"

فیروزہ (ملازمہ) انہیں دوبارہ کھڑا کی کوشش کریں، کمزوری کی وجہ سے ایسا ہو سکتا ہے کہ ان سے کچھ دیر چلا نہ جائے، اگر یہ نہ چل سکیں تو آپ دوسری ملازمہ کو بلا کر ان کی مدد کریں "

فیروزہ تو اس کے لب و لہجے پر ہونقوں کی طرح منہ کھولے رہ گئی۔۔

جتنا وہ شخص ہینڈسم تھا اس کی آواز بھی ایک گرج رکھتی تھی۔

نہیں میں اٹھتی ہوں۔۔" شجیہ نے ہاتھ سے اسے روکا۔"

اور دوبارہ کھڑی ہونے لگی۔۔شایان کا دل شدت سے دھڑکا۔۔وہ اپنے اندر بڑھتی بے چینی کو قابو کرنے کے لیے مٹھیاں بھینچ گیا۔

ملازمہ کا ایک رنگ آرہا تھا ایک جا رہا تھا۔

شجیہ لڑکھڑائی تو وہ تیزی سے آگے آیا۔۔اور اس کے دونوں بازوؤں سے اسے تھام کر گرنے سے بچایا۔ شجیہ کا ماتھا اس کے کشادہ سینے پر لگا، وہ خفت سے لال پڑی۔اور اپنے ہاتھوں سے اس کی شرٹ کو جکڑ لیا۔

کلون کی مہک شجیہ کو نہایت قریب محسوس ہوئی تھی۔

شایان ساگر کو لگا وہ ضبط کھو دے گا۔۔وہ حسین مورت اسے تھامے کھڑی تھی۔

شایان نے اسے چئیر پر بٹھایا اور فاصلے پر ہوا۔اس کا دل بے قابو ہو رہا تھا۔وجود میں بے چینی سرائیت کرنے لگی تھی۔

شکریہ۔۔۔"شجیہ کی مدھر آواز سن کر وہ اس مرتبہ اسے دیکھنے سے خود کو باز نہ رکھ سکا۔"

اس نے اپنی شہد رنگ آنکھیں اس کے چہرے پر ڈالی،اور وہی اسے لگا کہ وہ لڑکی اسے اپنے حسن سے مسمرائز کر گئی۔

اس کی آنکھوں کا رنگ ہیزل براؤن تھا۔۔شایان کی آنکھوں سے ملتا جلتا تھا۔۔گھنیری پلکوں نے ان آنکھوں کی خوبصورتی کو بڑھا دیا تھا۔

اس کی نظر ماتھے پر گئی تو اس کے جبڑے تنے۔۔ہلکی سی لکیر اب بھی موجود تھی۔

شایان کو اس کے وجود سے ایک دم دلچسپی ختم ہوئی جبڑے بھینچے وہ لمبے ڈگ بھرتا باہر نکلتا چلا گیا۔۔

مجھے میرے گھر جانا ہے۔۔"شجیہ اونچی آواز میں بولی۔۔"

شایان دروازے کے قریب رکا۔اور ملازمہ کو دیکھا۔۔

شجیہ کو لگا کہ وہ اسے جانے کی اجازت دے گا یا اس کے گھر والوں کے بارے میں پوچھے گا۔لیکن وہ ملازمہ کو اشارہ دیتا باہر نکل گیا تھا۔

شجیہ کو شدید ہتک کا احساس ہوا تھا۔سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ وہ اب بھی دروازے کو دیکھ رہی تھی،۔جہاں سے وہ عجیب پراسرار آدمی گزر کر گیا تھا۔۔

سر یہ کچھ شواہد ملے ہیں۔۔جس دن گاڑیوں کو تصادم ہوا تھا۔اور اس کے بعد وہاں جتنی بھی گاڑیاں "
یا پھر ٹرک گزرے ہیں سب کی ڈیٹیل اس فائل میں موجود ہیں۔

یہ ہیڈ لائٹ کے ٹوٹے ٹکرے اور ان تصویروں میں ٹائرز کے نشانوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گاڑی کافی مالیت کی تھی،۔۔اور ٹائرز کے نشانات سے یہ اب بالکل کنفرم ہو چکا ہے کہ گاڑی " رینج روور " تھی۔اور سر یہ فنگر پرنٹس کی ڈیٹیل ہے۔

اس آدمی کی انفارمیشن پر زین نے پیشانی کو مسلا اور پیپرز چیک کرنے لگا۔۔سفیر قریب ہی دونوں ہاتھوں کو جکڑے انہیں ہونٹوں پر رکھے سپاٹ چہرے کے ساتھ موجود تھا۔

سفیر یکلخت چونکا تھا۔

شایان ساگر۔۔!! یہ گاڑی تو شایان ساگر کی ذاتی گاڑی ہے،جس کا وہ خاص خیال رکھتا ہے۔۔اور "
"اس علاقے میں یہ گاڑی اسی کے پاس ہے۔۔

چونکا تو زین بھی تھا۔

"تم کنفرم ہو کہ یہ گاڑی شایان ساگر کی ہی ہے۔ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی اور موجود ہو۔۔"

وہ میرا سب سے بڑا دشمن ہے،کیا میں اس کے بارے میں خبر نہیں رکھوں گا؟؟" سفیر بمشکل اپنے "
لہجے پر قابو رکھ پایا۔

سفیر!! زین نے اسے تنبیہ کی تھی۔ "

"زین یہ وہی ہے۔۔ تم مان لو۔ شجیہ اسی کے پاس ہے۔۔"

سفیر موبائل نکالتا نمبر ڈائل کرنے لگا،جب زین نے اسے روکا تھا۔

"رکو سفیر کسی کو کال نہیں کرو گے، ہم خود وہاں جائیں گے۔۔"

"تو تم اب تک یہاں کھڑے کیوں ہو۔۔ وہ اسے نقصان پہنچا دے گا۔۔ کہیں وہ۔۔"

تم جاؤ یہاں سے۔۔"اس نے انفارمیشن لانے والے شخص کو وہاں سے بھیجا۔اور سفیر کا ہاتھ پکڑ کر " اسے روکا۔

"اگر اس وقت ہم نے ہلکی سی بھی غلطی کی تو شجیہ کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے۔"

سفیر کے جبڑے تنے۔۔اس نے قہر آلود نگاہ زین پر ڈالی۔ جیسے اس کی بات ناگوار گزری ہو۔

فرض کرو۔ شجیہ اس کے پاس ہے، تو وہ اب تک خاموش کیوں ہے؟ وہ بازی کھیلنا چاہ رہا ہے، اسے پتہ " ہے کہ میری فیملی میری کمزوری ہے، تو وہ مجھے مختلف طریقے سے آزما کر اپنا مقصد پورا کروانا چاہتا ہے، "یا پھر وہ انجان ہے کہ شجیہ میری بہن ہے۔۔ تبھی اب تک خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے۔

زین نے پراسراریت سے کہا۔۔ سفیر نے حیرت سے زین کے چہرے کی طرف دیکھا۔۔جس کے چہرے پر تذبذب پھیلا تھا۔

"مت بھولو کہ آریان ساگر کہاں ہے؟؟اور آریان ساگر کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔کچھ بھی۔۔"

زین نے سرگوشیانہ جھک کر اس کے کان میں کہا تھا۔

سفیر کو لگا اس کا سن ہوتا دماغ مزید سن ہوا ہے۔

وہ اس وقت دل سے سوچ رہا تھا۔ اگر دماغ سے سوچتا تو شاید کل والی بیوقوفی ہرگز نہیں دہراتا۔ صد شکر تھا کہ وہ بیوقوفی انہیں کسی بڑے نقصان سے بچا چکی تھی۔

وہ کل رات سے کئی سیگریٹ پھونکتا اپنے خسارے کو سوچ رہا تھا۔

کمرے کی فضا میں اب دھویں کا ہی راج تھا۔

اسے امید نہیں تھی کہ کمال ملک ایسا بھی اس کے ساتھ کریں گے۔ تعبیر کا اتنی جلدی نکاح اور پھر رخصتی، وہ کیسے بے خبر رہ گیا تھا، نا جانے تعبیر کس حال میں تھی، کہاں تھی۔

وہ تو معصوم تھی، باپ کی محبت کی خاطر تو کچھ بھی کر گزرتی، پتہ نہیں کس شخص کا انتخاب اس کے لیے کیا گیا تھا وہ ٹھیک بھی تھا یا نہیں۔

یکلخت وہ کش لیتے رکا۔

اگر تعبیر کا نکاح ہوا ہے تو نوفل یزدان اتنا خاموش کیوں ہے؟؟"

"وہ اتنی آسانی سے تعبیر کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ پھر نکاح پر اس نے کوئی واویلا کیوں نہیں کیا۔۔؟

وہاج ماتھے پر بل لیے اس نکتے پر آ کر رکا، موبائل نکال کر اس نے نوفل کا نمبر ڈائل کیا۔۔

ایک بے قراری بھی تھی کہ کہیں سچ کی تصدیق نہ ہو جائے۔

دوسری جانب بیل جانے لگی، وہاج نے سگریٹ جوتے تلے مسل کر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"سالے صاحب آفیشلی سالے صاحب۔۔۔۔"

نوفل کی شوخ آواز اور چند لفظوں پر اس کی آنکھوں میں سرخی پھیلی۔۔ جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔۔

وہ تعبیر کو اس کی ناک کے نیچے سے نکال کر لے گیا تھا اور وہ دوسرے مسئلوں میں الجھا رہا تھا۔

"کمینے انسان میں تجھے چھوڑوں گا نہیں۔۔ تیری ہمت کیسے ہوئی میری بہن سے شادی کرنے کی۔۔۔"

وہاج دھاڑا تھا۔

ہمت۔۔" دوسری جانب سے نوفل کا قہقہ گونجا، جو اسے جلا کر راکھ کر گیا۔"

سالے تیرے باپ کی مرضی سے نکاح ہوا ہے۔۔اور میری ہمت پر اب بھی تجھے شک ہے کہ میں"
تیری بہن کو اپنی بیوی بنا چکا ہوں۔ بلکہ اب تو تجھے یقین کرنا چاہیے کہ نوفل یزدان اپنے قول سے پیچھے

نہیں ہٹتا، شام کی دعوت ہے تیری۔آنا میرے مینشن پر، پارٹی کریں گے۔۔بہن سے بھی ملوادوں گا۔جو میرے ساتھ بہت خوشی سے رہ رہی ہے۔۔"

"میری بہن کو اگر تو نے زراسا بھی نقصان پہنچایا تو تیری لاش کے اتنے ٹکرے کروں گا کہ کوئی تیری پہچان بھی نہیں کر پائے گا۔۔"

دھمکی۔۔" نوفل نے شوخ پن سے کہا۔"

"دھمکی نہیں سچ ہے۔۔میں آرہا ہوں اپنی بہن کو لینے۔۔اور اسے لے جانے کے لیے مجھے اپنی جاب کو بھی خطرے میں ڈالنا پڑا تو میں وہ بھی کر گزروں گا۔۔۔لیکن تجھ جیسے قاتل درندے کے پاس میں اپنی معصوم بہن ہرگز نہیں رہنے دوں گا۔۔۔"

تحمل سے۔۔!! نوفل کے علاقے میں آکر تو اس کی بیوی کو لے جانے کی بات کرے گا۔۔تو کیا میں ہونے دوں گا۔۔چچ۔۔" بالکل بھی نہیں۔۔تو اپنی جان بھی دے کر اسے نہیں لے جا سکے گا۔تو اپنی جاب کو کیوں خطرے میں ڈال رہا ہے۔۔۔میری بات غور سے سن۔۔بہن کی فکر چھوڑ اپنے ارد گرد

خطرے کو محسوس کر، جو تیری زندگی تباہ کرنے والی ہے۔۔ایک پولیس والے کا اتنا لاپرواہ ہونا اچھا نہیں ہے۔"

"تو میرا دھیان مت بھٹکا۔۔اور تجھ سے ہمدردی کی توقع رکھنا۔۔سر دیوار میں مارنے جیسا ہے۔۔"

"تو مار دیوار میں۔۔میں چلا اپنی بیوی کے پاس۔۔۔"

"نوفل۔۔!! میں تیرا خون پی جاؤں گا۔۔"

وہاج کا ضبط تھا۔۔ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اسے فون میں سے ہی کسی طرح موت کے گھاٹ اتار دے۔

نوفل۔۔۔" وہ دوبارہ دھاڑا۔۔لیکن دوسری جانب سے کال کٹ گئی تھی۔"

غصے میں موبائل زمین پر مارتا وہ اپنے بال جکڑ کر رہ گیا تھا۔

فائنلی آج ہمارا سارا پلان مکمل ہو گیا۔شایان سا گرولا میں ہے۔۔اور اس کی خاموشی سے یہ بات ہنڈرڈ" پرسنٹ کنفرم ہو چکی ہے کہ شجیہ بھی وہی ہے۔۔اور اسے ابھی تک نہیں پتہ کہ شجیہ زین چوہدری کی "یعنی میرہ بہن ہے۔ورنہ وہ اب تک تباہی مچا چکا ہوتا۔۔

اس نے سفیر کو دیکھا جواب بھی الجھا ہوا تھا۔کچھ دیر پہلے ہی اسے ایک کال موصول ہوئی تھی۔جسے سن کر وہ سیدھا سفیر کے پاس آیا تھا۔

"زین تجھے پورا یقین ہے کہ شجیہ کی حقیقت اسے نہیں پتہ۔۔"

میں نے تصویر کا ایک رخ نہیں دیکھا، سفیر۔۔اسے دونوں رخ سے دیکھ کر ہی درست تجزیہ کیا" "ہے۔۔اور دیکھنا تو خود میرے تجزیے کا قائل ہو گا۔۔

زین پر اعتمادی سے بولا۔

اور اگر شایان نے کچھ۔۔۔یا شجیہ کو نقصان پہنچا دیا تو۔۔۔" سفیر نے ایک اور سوال۔اٹھایا۔لیکن " شجیہ کے ذکر پر دل اس کا بھی بے قابو ہوا تھا۔

میرا پلان ہی ایسا سولڈ ہے کہ وہ خود شجیہ کو ہمارے حوالے کرے گا۔۔آج سندری ساگر ولا جانے والی ہے۔۔اور اس کی موجودگی میں شایان کچھ نہیں کر سکے گا۔۔وہ اپنی بہن کو استعمال تو کر رہا ہے لیکن وہ لڑکی آدھی حقیقت سے بھی پوری طرح واقف نہیں ہے۔۔اور یہی ہمارے لیے فائدہ مند بات ہے۔۔"

"تو وہاں جائے گا کیسے ؟؟"

"میں ایک عام شہری ہوں یار۔۔اور پولیس ہر شہری کی مدد کرتی ہے۔۔میری بھی کرے گی۔۔"

زین نے شانے اچکائے کہا۔۔

تیرا دماغ ٹھیک ہے۔۔وہ شایان ساگر ہے۔۔پولیس والوں کو وہ جیب میں لے کر گھومتا ہے۔اور اعلی آفسران کو خریدنا اس کے لیے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔۔سیاسی اثر رسوخ والے لوگ اس کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتے اور تو پولیس کی مدد لے رہا ہے۔"

شجیہ گئی ہے تو شاید تیری عقل بھی چلی گئی ہے۔۔"

دھوکے کو دھوکے سے ہی کاٹا جاتا ہے۔۔شایان ساگر کو شک بھی نہیں ہوگا اور شجیہ آج میرے ساتھ بالکل ٹھیک واپس آئے گی۔۔تو بس شادی کی تیاری شروع کر دے۔۔"

مطلب؟؟" سفیر نے الجھ کر زین کو دیکھا۔"

عقل مند کے لیے اشارہ کافی ہے۔اب بس سندری کا ساگرولا جانے کا ویٹ ہے۔میں بھی نکلتا" ہوں۔۔تو خیال رکھنا۔۔اور اس بار کوئی بے وقوفی نہیں کرے گا۔۔۔اور اگر کوئی خطرے کی اطلاع " بھی تجھ تک آئے تو، تو بھی تو نے وہاں نہیں آنا۔۔۔

زین نے اسے تنبیہہ کی تھی۔

میں تجھے تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔۔" سفیر بے بسی سے بولا۔"

تیری ہمت، میرے ساتھ ہے،۔بس تو وعدہ کر۔۔اور یقین رکھ، شایان فلحال کچھ نہیں کر پائے " گا۔۔کیونکہ اس بار وہ خود بے وقوفی کرنے والا ہے۔

زین نے ہاتھ پھیلایا تھا۔

سفیر نے ناچاہتے ہوئے بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

اس کو سینے سے لگائے وہ اپنی واسکٹ کے بٹن بند کیے وہاں سے نکلا تھا۔

سفیر کا دل اب کچھ پر سکون تھا۔۔

شجیہ کی فکر ہر چیز پر حاوی ہوئے اسے آج رب تک لے گئی تھی۔جو اس کی بے قراری کو کچھ حد تک راحت بدل گئی تھی۔۔

وہ شخص اپنی محبت پوری طرح نبھانا جانتا تھا۔ شجیہ کو وہ کبھی بھی چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن نا جانے شجیہ وہاں سے کس حال میں واپس آتی۔؟ بہت سے سوال تھے جو اسے ایک بار پھر الجھا گئے تھے۔

"میم !! آپ کے بھائی آرہے ہیں سر کہہ رہے ہیں کہ آپ اچھے سے ریڈی ہو جائیں۔"

وہ کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔ جب روز کی خوشگوار آواز پر وہ مڑی۔

وہاج بھائی۔۔۔"وہ اتنے دنوں میں آج پہلی مرتبہ مسکرائی تھی۔"

"کب آرہے ہیں ؟؟اور یزدان کہاں ہے۔۔اسے کہو مجھے اس سے بات۔۔۔"

یکلخت وہ رکی تھی۔۔اس کے الفاظ یاد آئے تو چہرہ سرخ ہوا۔ وہ اب دوبارہ رسک نہیں لے سکتی تھی۔

"میم سر کچھ دیر میں ہی ایک میٹنگ میں جانے والے ہیں۔ آپ کہتی ہیں تو بلاؤں،۔۔"

نہیں۔۔رہنے دو۔۔بس مجھے یہ بتاؤ کہ وہ کب آرہے ہیں ؟" تعبیر ایک بار پھر بے قراری سے پوچھنے" لگی۔ میٹنگ کو وہ بمشکل ضبط کر پائی تھی

"وہ نو بجے تک آئیں گے۔۔آپ کھانا کھالیں۔۔ صبح بھی آپ نے ناشتہ نہیں کیا تھا۔۔"

روز نے فکرمندی سے کہا تو تعبیر نے اس کی جانب دیکھا۔ جس کے چہرے پر زرا بھی حقارت نہیں تھی۔

"تمہیں مجھ پر غصہ نہیں آتا؟؟"

کسی اپنے کی خبر نے مزاج خوشگوار کیا تو اسے بھی اپنے رویے کا احساس ہوا تھا۔

"نو میم !! بالکل بھی نہیں۔۔آپ نوفل سر کے حوالے سے ہمیں بہت عزیز ہیں۔۔"

وہ اپنے مخصوص لب و لہجے میں بولی۔

تعبیر کو زیادہ سمجھ تو نہیں آئی لیکن پھر بھی شرمندہ ہوئی۔

" میں آج یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔تو میں چاہتی ہوں کہ میں جاتے ہوئے تم سے معافی مانگوں"

تعبیر نے اسے دیکھا تو روز کے چہرے پر گھبراہٹ پھیلی۔

میم آپ کیوں جائیں گی؟؟"روز کے سوال پر وہ متعجب ہوئی۔ "

کیونکہ مجھے جانا ہی تھا۔۔تمہارے باس نے مجھے زبردستی یہاں قید رکھا ہے۔۔اور آج میرا بھائی آرہا "

ہے تو میں چلی جاؤں گی۔۔۔"

نو میم۔۔۔"روز نے نفی میں سر ہلا کر دروازے کی طرف دیکھا۔اور پھر آگے بڑھ کر دروازہ بند "

کر دیا۔۔

میم۔۔آپ یہاں سے مت جایئے گا۔۔نوفل سر نے آپ کو قید نہیں کیا بلکہ آپ کو بچایا ہے آپ "

نہیں جانتی کہ آپ کے گرد کتنے خطرے منڈلا رہے ہیں بلکہ وہ تو آپ کے بھائی کو بھی بچانا چاہتے ہیں

۔"

تعبیر کے چہرے پر حیرانگی پھیلی۔لیکن پھر اس نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا

"تم یہ سب کیسے جانتی ہو؟"

وہ میں نے آج باس کو فون پر کہتے سنا تھا میں آپ کو بتانا نہیں چاہتی تھی لیکن میں باس کو ایک بار پھر تنہا اور اداس نہیں دیکھ سکتی،۔۔"

"اور وہ کس سے بات کر رہے تھے۔۔"

تعبیر کو اب بھی یقین نہیں آیا۔۔وہاج کوئی عام شخص نہیں تھا جو اپنی حفاظت نہیں کر سکتا تھا۔ یا اسے بے وقوف بنایا جا سکتا تھا۔

یہ تو مجھے نہیں پتہ لیکن پلیز آپ نوفل سر کو چھوڑ کر مت جائیں۔ ورنہ اس مرتبہ وہ شاید کبھی سنبھل نہ پائیں۔۔"

"تم نوفل کے ساتھ کب سے ہو؟ اور تم اس کی کیا لگتی ہو؟"

باس ہیں وہ میرے، اس کے علاوہ کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔" روز نے نظر چرائی۔"

یہ کوئی رشتہ نہیں ہوا۔۔" تعبیر تلخی سے بولی۔"

"میرے برادر (بھائی) سے خرید لیا تھا انہوں نے مجھے۔۔"

روز کی آنکھوں میں نمی چمکی۔

تعبیر کا رنگ فق ہوا۔اور اسے اپنے شک کرنے پر شدید پشیمانی ہوئی۔

مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔" تعبیر کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہے۔"

"نہیں آپ شرمندہ نہ ہوں۔۔لیکن ایک بار پلیز۔۔"

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی موبائل پر ہوئی بپ سے روز کا رنگ اڑا۔

"میم۔۔میں چلتی ہوں، دوبارہ آکر آپ کا ڈریس ریڈی کر دوں گی۔

میری بات سنو۔" تعبیر نے اسے روکنا چاہا لیکن وہ تیزی سے باہر نکلی تھی۔"

روز کو جاتے دیکھ کر وہ پر سوچ ہوئی تھی۔پر یہاں سے اسے ہر حال میں جانا ہی تھا۔

"کان پکڑ کر وہاں کھڑی ہو جاؤ۔۔اور آج سارا دن تمہیں یہی کھڑی رہو گی۔۔"

نوفل کی سزا پر وہ روہانسی ہوئی۔

باس میں چھوٹی بچی تو نہیں ہوں۔۔"روز بڑبڑائی تھی۔"

سزا بڑھا دوں؟؟"ابرو اچکا کر اس نے روز کو دیکھا جو دروازے کے قریب کان پکڑ کر کھڑے مضحکہ " خیز لگ رہی تھی۔

تم چار سال سے میرے ساتھ ہو، لیکن یہ بے وقوفی کبھی کرنے کی کوشش نہیں کی پھر آج کونسی "
تعبیر سے پدرانہ محبت جاگ گئی؟؟۔

کر خستگی سے پوچھتا وہ روز کو شرمندہ کر گیا۔

سر۔۔۔وہ۔۔۔" وہ انگلیاں چٹخائے بولنا چاہ رہی تھی۔جب نوفل نے انگلی کے اشارے سے کان "
پکڑنے کو کہا۔

"ادھر ہی کھڑی رہو۔۔ باسط کو بھیجتا ہوں تمہاری ڈیوٹی اچھے سے دے گا۔۔"

موبائل کان سے لگائے وہ باہر نکل گیا، جبکہ روز دانت پیس کر رہ گئی۔

"روز۔۔۔ کیا ہوا تم ایسے کیوں کان پکڑ کر کھڑی ہو۔؟؟"

گھیر دار شلوار اور تنگ چھوٹی نیلی کرتی میں وہ بال جوڑے میں باندھے ابھی نیچے آئی تھی۔۔ لیکن روز کہیں نظر نہیں آئی تو اسے ڈھونڈتے دوسرے کمرے میں آئی۔ جہاں دروازے پر پنش روم لکھا تھا۔

پنش ملی ہے مجھے۔۔" وہ چڑ کر بولی۔"

پر کیوں؟؟"زری سہمی تھی۔"

ایک تو لڑکی تم بہت جلدی گھبرا جاتی ہو۔۔"روز نے منہ بنایا۔"

"تم کان سے ہاتھ ہٹاؤ۔۔ مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔۔"

کیا تم بھی سزا کاٹنا چاہتی ہو؟؟"روز نے سنجیدگی سے کہا۔"

"کاٹ تو رہی ہوں۔سزا۔انہیں میرا خیال نہیں ہے روز۔اتنے دن ہو گئے وہ نہیں آئے۔۔مجھے لگ رہا ہے وہ مجھے بھول گئے ہیں۔اور میں اب ہمیشہ یہاں قید رہوں گی۔۔"

اسے اس وقت سہارے کی تلاش تھی۔۔زین چوہدری مڑ کر نہیں آیا تھا۔

کون نہیں آیا؟؟" روز نے اس کی آنکھوں کی نمی پر پہلو بدلا۔"

کک کوئی نہیں۔۔"اس نے فوراً آنسو صاف کیے اور روز کو دیکھا جو اسے ہی الجھی نگاہ سے دیکھ رہی تھی۔"

"زری تم ٹھیک ہو؟؟کسے یاد کر رہی ہو اور کون تمہیں بھول گیا ہے۔؟"

مجھے اپنے گاؤں جانا ہے، مجھے میری اس دنیا میں جانا ہے، جہاں کسی ستمگر کی پرچھائی نہیں تھی۔۔جہاں میں تنہا خوش رہتی تھی۔۔"

زری اس وقت میری حالت پر رحم کھاؤ۔۔میں تمہارے آنسو صاف نہیں کر سکتی۔۔ورنہ باس مجھے اوپر پہنچا دیں گے۔۔۔" روز بے بسی سے بولی تھی۔

نہیں تم کھڑی رہو۔۔میں نہیں رو رہی۔" گہرا سانس کھینچ کر اس نے آنسو حلق میں اتارے۔۔اور وہاں سے اوپر کی طرف واپس بڑھی۔۔جب سامنے سے آتی ملازمہ سے اس کا ٹکراؤ ہوا تھا اور کانچ کے نازک گلاس زمین بوس ہوئے۔وہ پیچھے ہوئی لیکن کئی ٹکرے اس کے سفید گلابی پاؤں کو زخمی کر گئے تھے۔

چیخ کے ساتھ وہ پیچھے ہٹی جب کئی ٹکرے پاؤں کی نچلی سطح پر بری طرح پیوست ہوئے مزید اذیت کا باعث بنے تھے۔

فضامیں اس کی چیخیں گونجی تھی۔

روز زرفشاں کی چیخیں تیزی سے باہر آئی۔جہاں کا منظر اس کا خون نچوڑ گیا۔

۔تعبیر بھی شور سنتی باہر آئی تھی۔اوپر سے وہ بھی یہ سب دیکھ کر گھبرائی تھی۔

زرفش۔۔۔"روز اس کی جانب بھاگی اور اسے کانچ سے دور کیا۔۔لیکن کانچ دونوں پاؤں میں پیوست" ہوئے

خون چکنے فرش پر گر کر نشان چھوڑنے لگا جبکہ وہ درد برداشت کرتے آنکھیں میچ گئی۔درد جیسے رگوں کو کاٹنے لگا تھا۔

نوفل سر۔۔۔"روز اونچی آواز میں چلائی۔ تعبیر تیزی سے نیچے بھاگی تھی۔۔"

نوفل بھی شور سنتا آگے آیا،اور سامنے کا منظر دیکھ کر اس نے لب بھینچے تھے۔

ملازمہ کو اس نے قہر آلود نگاہ سے دیکھا جو سہم کر ایک طرف کھڑی تھی۔

"روز۔۔فرسٹ ایڈ باکس لاؤ۔۔میں کانچ نکالتا ہوں۔۔

نوفل آگے بڑھا جب تعبیر فوری آگے آئی اور اس سے پہلے ہی زرفشاں کے قدموں میں بیٹھ کر اس کا پاؤں تھام گئی۔

نوفل ایک دم رکا تھا۔۔اسے تعبیر کا رویہ واضح محسوس ہوا۔ تعبیر نے ٹھنڈی سی نگاہ اس پر ڈالی اور پاؤں سے کانچ نکالنے لگی۔

زرفشاں کی آنکھوں کے گرد اندھیرا چھا رہا تھا۔خون کچھ زیادہ ہی بہہ گیا تھا۔

درد برداشت کرنے کی کوشش میں وہ اپنے لب کاٹ کر رہ گئی۔ لیکن دونوں پاؤں پر شدید تکلیف تھی۔

زین۔۔"دل کی ایک ہی فریاد تھی۔۔درد میں بھی لبوں سے اس ستمگر کا نام نکلا تھا۔

روز فرسٹ ایڈ باکس لائی، تعبیر نے فوراً کاٹن کو اس کے دونوں پاؤں کے نیچے رکھ کر اس کے پاؤں زمین پر رکھے تاکہ خون رک جائے۔

"مجھے لگ رہا ہے کہ۔کانچ زیادہ لگ گیا ہے۔۔ڈاکٹر کو بلالو۔۔ورنہ زخم بگڑ جائے گا۔۔"

وہ پاؤں کی اوپری سطح صاف کرتی مصروف سی بولی جبکہ نوفل اب بھی تعبیر کو دیکھ رہا تھا جو دلجمعی سے اس لڑکی کی مرہم پٹی کر رہی تھی، جسے وہ کئی بار اپنے غصے کا نشانہ بنا چکی تھی۔اس وقت چہرے پر صرف سنجیدگی تھی۔

روز فلحال زرفشاں کو اپنے کمرے میں لے جاؤ۔۔اور تم یہ سب صاف کرو۔۔اور آئندہ یہ حرکت نہیں "ہونی چاہیے دھیان رکھا کرو۔ گھر کے کسی بھی فرد کو کوئی اذیت پہنچائے میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔۔"

اس نے صاف طور پر تعبیر کو سنایا جس نے اتنی سیریس سیچویشن میں بھی دانت پیس کر نوفل کو دیکھا جو اسے ہی اپنی بھوری آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

روز باسط کو کال کرو۔۔ کہاں رہ گیا ہے وہ؟؟" نوفل سنجیدگی سے بولا۔ "

باس!! "وہ اندر آیا ہی تھا کہ سامنے کا منظر اس کے دل کو جیسے کاٹ گیا تھا۔

زرفشاں۔۔۔ "وہ آگے آیا اور اس کے پاؤں کے قریب بیٹھا جہاں تعبیر اب پٹی کر رہی تھی۔ "

بھائی۔۔ "سہارا پاتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی چلی گئی۔۔ زین کی بے اعتنائی، جدائی کا غم سارا درد کی آڑ میں بہنے لگا تھا۔

یہ کیا کروالیا۔۔ کیسے ہوا یہ؟ "وہ بنا نوفل کا لحاظ کیے دھاڑا تھا۔۔ جبکہ ملازمہ کا رنگ فق ہوا۔ "

دھیان کہاں تھا تمہارا۔۔ اس کے پاؤں سے کتنا خون بہہ گیا ہے۔۔ "وہ ملازمہ پر چیخا تھا۔ "

باسط زرفشاں کو اوپر لے جاؤ۔۔۔ "نوفل نہیں چاہتا تھا کہ تعبیر کے سامنے کوئی بدلحاظی ہو۔۔ "

باس۔۔۔ "باسط نے سرخ پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔ جہاں تنبیہہ تھی۔ "

وہ زرفشاں کو اٹھائے اوپر کی جانب بڑھا۔ لیکن آنکھوں کی بڑھتی سرخی پر وہ قابو نہیں رکھ پا رہا تھا۔

اسے کمرے میں لا کر اس نے بیڈ پر لٹایا اور پاؤں کے نیچے تکیے رکھے۔۔

"جوتا کیوں نہیں پہنا تھا اور دھیان کہاں تھا۔ جو اتنی بری طرح پاؤں زخمی کروالیے۔۔۔ "

مجھے بابا کے پاس جانا ہے۔۔ مجھے نہیں یہاں رہنا۔۔ میں مر جاؤں گی باسط بھائی۔۔ مجھے میرے بابا سے ملوادیں۔۔ "

پھوٹ پھوٹ کر روتی وہ باسط کو پشیمان کر گئی، اسے زین پر شدید طیش آیا، جو اس کی گڑیا کو بھولے نا جانے کہاں گم تھا۔

ہم چلیں گے۔۔ابھی رونا بند کرو۔۔ورنہ درد زیادہ ہو گا۔۔"اس کا چہرہ تھامے وہ نرمی سے بولا۔۔۔"

آج آنسو سنبھالنا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔۔زین کی یاد نے اسے خوار کر کے رکھ دیا تھا۔۔کیوں آیا تھا دوبارہ وہ اس کے پاس۔۔کیوں اسے اپنی نرمی کا احساس دلا کر واپس نہیں آیا تھا۔۔پر اپنا غم کسے کہتی، " یہاں شاید کسی کو نہیں پتہ تھا کہ زین چوہدری کون ہے؟اور زری کے لیے وہ کیا مقام رکھتا ہے؟؟

گڈ نون پرنسز۔۔" شہزین کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔"

جہاں وہ مسکراہٹ سجائے کھڑی تھی۔

اوہ مائے گاڈ یہ کیا کروالیا۔۔پرنسز نے؟؟" شہزین کے لیے وہ ایک خوبصورت شہزادی ہی تھی جس کی " غلاف آنکھوں اور تیکھے نقوش کی وہ پہلے دن ہی اسیر ہو گئی تھی۔

اسے وہ بچوں کی طرح ہی ڈیل کرتی تھی۔ جبکہ زرفشاں کبھی کبھی جھینپ کر رہ جاتی۔۔

"میں ابھی انجیکشن لگاؤں گی۔۔تو تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔"

شہزین سامان ٹیبل پر رکھے انجیکشن بھرنے لگی۔

زرفشاں کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں آیا۔۔

ذہن میں زین زین اور بس زین کا نام حاوی تھا۔۔اس وقت اس کے ہر مرض کی دوا وہ شخص تھا۔۔شہزین نے انجیکشن لگا کر اس کے گلابی گالوں کو نرمی سے کھینچا۔

"زیادہ درد تو نہیں ہو رہا۔۔؟" باسط اس دوران باہر نکل چکا تھا۔

لب کاٹ کر اس نے نفی میں سر ہلایا۔ تو شہرین بھی مسکرائی تھی۔

جب تک اس نے آنکھیں بند نہیں کی، شہرین اس کے پاس موجود رہی تھی۔

"سر مجھے آئی جی صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔۔" وہاج آج پھر ڈی آئی جی کے گھر موجود تھا۔

"لیکن کس سلسلے میں اب تو نوفل یزدان رہا بھی ہو چکا ہے، اور اب تک اس نے کسی کو جانی نقصان نہیں پہنچایا تو پھر اب کیا ضرورت ہے؟؟"

"سر اس نے میری بہن سے جبری نکاح کیا ہے۔۔" وہاج نے دانت پیس کر کہا تو ڈی آئی جی صاحب سر پکڑ کر رہ گئے۔

"وہاج مجھے ایسا کیوں لگتا ہے، وہ صرف تمہاری وجہ سے یہ سب حرکتیں کرتا ہے۔۔اور نکاح ہونا کوئی آسان بات نہیں ہے۔۔لڑکی نے رضامندی دی ہو گی تو ہی نکاح ہوا ہو گا۔"

"سر وہ سب مجھے نہیں پتہ، لیکن میں اس کے باپ کو ایک بار اس کے کرتوت ثبوت کے ساتھ دکھانا چاہتا ہوں۔۔جن کے عہدے کی وجہ سے وہ کھلے عام غنڈہ گردی کرتا ہے۔۔وہ ہی انہیں قابو کر سکتا ہیں۔۔"

شاید تم جانتے نہیں ہو کہ وہ اپنے بیٹے کی وجہ سے کتنے بے بس ہیں۔۔نوفل یزدان کبھی اپنے باپ " سے نہیں ملنا چاہتا۔۔اور وہ بھی اپنے بیٹے کو اپنی وجہ سے مزید تکلیف نہیں دے سکتے۔۔اس لیے وہ خاموش ہیں۔۔ لیکن وہاج یہ بھی یاد رکھو کہ وہ نوفل نے کبھی بے گناہ انسان کا خون نہیں بہایا۔۔اور نہ " کبھی اپنے باپ کا نام استعمال کیا۔ حقیقت تو تم بھی جانتے ہو کہ وہ کیوں جیل میں رہ رہا تھا۔۔؟

ڈی آئی جی صاحب کے تفصیلی جواب پر وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

پولیس کا محکمہ کہنے کو تو ملک کا محافظ اور خود مختار سمجھا تھا لیکن اندر کی دنیا کا حال وہی جان سکتا ہے، جو " اس دنیا کا باسی ہوتا ہے۔۔۔جس کا جتنا عہدہ وہ اتنا خود مختار تھا۔۔یہاں بھی طاقت پیسہ اور رشوت چلتی تھی۔ لیکن وہ اپنے شعبے سے مخلص رہنا چاہتا تھا۔۔وہ یہاں کے نظام سے اچھے سے واقف تھا لیکن پھر بھی نظام کو بدل دینا چاہتا تھا۔۔اس کے لیے سب مجرم برابر تھے۔ پھر چاہے وہ اس کے اپنے ہی کیوں نہ ہوتے۔اس بنا پر اس نے کئی تہمت، کئی الزام برداشت کیے، لیکن اپنی سوچ سے وہ پیچھے نہیں ہٹا تھا۔۔اور اس کی سوچ سے کوئی متفق بھی نہیں ہوا تھا۔ تبھی آج وہ سب سے سخت گیر اور تند مزاج آفیسر سمجھا جاتا تھا۔ جس سے کوئی بھی بات کرتے ہوئے بھی سو بار سوچتا تھا۔

"سر وجہ جو بھی تھی۔۔ لیکن اسے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے۔۔"

وہاج نے ایک ناکام کوشش کی۔

"تم اس کی پہنچ اچھے سے جانتے ہو۔۔وہ آسان ہدف نہیں ہے۔۔اپنے پرسنل معاملات اگر حل کرنے ہے تو فلحال نوفل سے اس کی بیوی کے بھائی ہونے کے ناطے ملو۔۔باقی اپنی تمام دشمنیاں، تمام فرائض کو ایک طرف کردو۔۔اور تم یہ سمجھنے کی کوشش بھی کرو کہ نوفل یزدان برا آدمی نہیں ہے، صرف اس کا انداز غلط ہے۔۔اور اگر تم چاہو تو وہ ہمارے اس خفیہ مشن میں سب سے زیادہ مدد کرسکتا ہے۔بلکہ اصلی مجرم کے سارے ثبوت وہی لا کر دے سکے گا۔کیونکہ وہ اس دلدل میں خود رہ کر آیا ہے۔۔"

وہاج ان کی سوچ سے کچھ حد تک متفق ہوا تھا۔

"تھینکیو سر۔۔۔میں پوری کوشش کروں گا کہ اپنے پرسنل معاملات، اور پروفیشنل معاملات دونوں الگ الگ رکھوں۔۔"وہ کھڑا ہوا تھا۔

"میں تم سے یہی توقع کرتا ہوں جینٹل مین۔۔۔کیونکہ تمہاری دانشمندی اور سمجھداری کا میں اچھے سے قائل ہوں۔۔"

وہاج مسکرا کر وہاں سے نکلا تھا۔

تعبیر نے اپنے کمرے میں آکر چینج کیا تاکہ وہاج کے آنے سے پہلے ریڈی ہو سکے۔۔ چینج کر کے وہ آئینے کے سامنے آئی تو کمرے میں ایک بار پھر نظر دوڑائی۔جو ایک بار سیٹ ہو چکا تھا۔۔ صبح ہی روز کمرہ سیٹ کر کے گئی تھی۔

لیکن اس کی توجہ اب گئی تھی کمرے کی طرف۔۔وہ اب بھی روز کی باتیں سوچ رہی تھی۔۔ چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ بھائی کا آنا اسے شاد کیے ہوئے تھا۔

پھر اس کا دھیان اس معصوم مگر حسین اپسرا کی جانب گیا۔اب تک اس نے جتنی بھی لڑکیوں کو اس گھر میں دیکھا تھا زرفشاں ان میں سب سے پیاری اور معصوم تھی۔

جسے نوفل چھونے والا تھا۔۔ لیکن وہ بے اختیاری میں خود اس کے زخم کو دیکھتی نوفل کو روک چکی تھی۔اپنی بے اختیاری کی وجہ وہ خود بھی سمجھ نہیں پائی تھی۔

"بہت ہی کوئی ٹھرکی آدمی ہے۔۔ ہر لڑکی کے پاس آنے کا بہانہ چاہیے اسے۔۔۔ لیکن میں بھی اس کی ہر کوشش ناکام بنا کر رہوں گی۔۔"

دانت کچکچاتی وہ جیسے نوفل کو بھی ان دانتوں میں پیس رہی تھی۔

دروازے پر دستک نے اس کی توجہ کھینچی جہاں کھڑی لڑکی کو دیکھ کر اس کے چہرے پر سختی نمایاں ہوئی۔

"گڈ ایوننگ میم!!! سر نے آپ کو کہا کہ میں آپ کو ریڈی کر دوں۔۔"

شہزین کو دیکھ کر اس کا خون کھولا۔

تم میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو۔۔؟" وہ چنگھاڑی تھی۔"

میم مجھے سر نے بلایا ہے۔۔آپ کی ہیلپ کے لیے۔۔۔" شہرین مسکرائی تھی۔"

"اوہ تو پھر میٹنگ کے لیے آئی ہو۔یقیناً اسی نے بلایا ہو گا۔خفیہ میٹنگ کے لیے۔"

وہ خطرناک تیور لیے آگے بڑھی۔۔جبکہ شہرین کی آنکھیں پھیلی۔

میم۔۔آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ حلق تر کیے فق چہرے کے ساتھ تعبیر کو دیکھتی" پیچھے ہوئی۔

میں کچھ غلط نہیں سمجھ رہی۔بلکہ ٹھیک سمجھ چکی ہوں۔میرے شوہر پر حق جمانے آئی ہو۔۔مجھے نیچا" دکھانا چاہتی ہو۔۔میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔۔"

ن۔۔نوفل سر۔۔۔۔بچائیں۔۔۔" شہرین بیگ نیچے پھینکے باہر بھاگی تھی۔۔

نوفل سر۔۔۔ابھی بھی کتنی ڈھٹائی سے میرے شوہر کا نام لے رہی ہو۔" وہ دانت پیستی اس کی بازو" جکڑتے غرائی تھی۔

اس کی آنکھیں ہتک کے احساس سے بھیگی تھیں۔

آج تک کسی نے ایسا رویہ اس کے ساتھ نہیں اختیار کیا تھا۔

"میم۔۔۔چھوڑ دیں اللہ کا واسطہ ہے میم۔۔"

شہرین کی حالت بری ہو چکی تھی۔۔اس وقت اسے تعبیر خون خوار ڈائن لگ رہی تھی۔جو کسی بھی وقت اس کا خون پی جاتی۔

تعبیر۔۔۔" نوفل کی غراہٹ پر وہ مڑی تھی۔۔ جہاں وہ سرد تاثرات سجائے کھڑا تھا۔"

اس لڑکی کو تم نے میرا ضبط آزمانے کے لیے بھیجا ہے ناں۔۔۔"اس نے شہرین کے بازو کو جھٹکا دیے " کہا۔

" تعبیر اس کا بازو چھوڑیں۔۔"

نوفل کی سرد آواز پر وہ تھمی،۔

" تم مجھے کہہ رہے ہو۔بجائے اسے یہاں سے بھیجنے کہ تم مجھے۔۔۔"

تعبیر آپ کو سنائی نہیں دے رہا۔۔"وہ مزید سخت آواز میں دھاڑا۔۔"

یزدان۔۔۔" تعبیر کی آنکھیں پل میں بھیگی تھیں۔اس کا بازو اس نے جھٹکے سے چھوڑا کہ وہ لڑکھڑا کر " رہ گئی۔

" شہرین آپ جاؤ یہاں سے۔۔"

وہ شہرین کا بھیگا چہرہ دیکھے لب بھینچ کر رہ گیا۔جبکہ تعبیر کو اس نے نظر انداز کیا تھا۔

"یزدان۔۔ تم اس لڑکی کی خاطر مجھے اگنور کر رہے ہو۔۔"

اس وقت غم وغصے سے پاگل ہوتی وہ کیا بول رہی تھی اسے خود بھی نہیں پتہ تھا۔

شہرین آنسو رگڑتی وہاں سے چلی گئی۔اور نوفل بھی اس پر سرد نگاہ ڈالے وہاں سے جانے کے لیے مڑا۔

میری بات سن کر جاؤ۔۔ تم ایسے نہیں جا سکتے۔۔ تم اس لڑکی کے لیے اپنی بیوی کو ڈانٹا۔۔ اور تمہیں "
زرا بھی افسوس نہیں ہے۔۔"

وہ تیز قدموں سے اس کی طرف آئی۔ اور اس کی شرٹ جکڑے غرائی تھی۔

تعبیر اس وقت آپ غصہ میں ہیں۔۔ ہم بعد میں بات کریں گے۔۔" اسے تعبیر کا گریبان پکڑنا "
نہایت ناگوار گزرا تھا۔ لیکن نرمی سے ہاتھ ہٹا کر وہ ایک بار پھر نظر انداز کیے پیچھے ہوا۔

ہم کیوں بعد میں بات کریں گے۔ بات ابھی ہو گی۔۔۔ تم اچھے سے جانتے ہو۔ مجھے وہ لڑکی اس دن ہی "
کتنی زہر لگی تھی۔۔ اور تم نے آج اسے میرے کمرے میں بھیج دیا۔ تا کہ مجھے پھر سے تکلیف پہنچا
سکو۔۔ اور تو اور تم نے اس کی وجہ سے مجھے ڈانٹا۔۔۔"

تعبیر ایک بار پھر گریبان جکڑ کر غرائی تھی۔

میری غلط اٹینشن نہیں تھی۔۔ صرف آپ کی مدد کے لیے بھیجا تھا وز بزی تھی۔۔ اس لیے بھیجا "
تھا۔ لیکن آپ کے رویے نے مجھے سخت مایوس کیا ہے۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولا جبکہ چہرے پر سرد تاثرات تھے۔

مایوس تم نے مجھے کیا ہے۔۔ ہر بار۔ نہیں چاہیے مجھے کسی کی مدد۔۔ تمہاری بھی نہیں چاہیے۔ اور تم "
نے اس لڑکی کی وجہ سے مجھے اتنا سنایا، تو ٹھیک ہے۔ چلی جاؤں گی میں آج یہاں سے، وہاج کے ساتھ
پھر لگا کر رکھنا اس شہرین کو اپنے سینے سے۔۔۔ کچھ نہیں لگتی میں تمہاری۔۔ مجھ سے زیادہ تمہیں یہ
لوگ عزیز ہیں۔۔ جھوٹی تھی تمہاری محبت فریب تھا یہ سب۔۔۔"

تعبیر کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا جبکہ آگ اگلتے لفظوں پر نوفل نے اسے بازو سے جکڑا۔

جانا چاہتی ہیں تو چلی جایئے گا۔۔ نہیں روکوں گا میں آپ کو۔۔ بالکل بھی نہیں روکوں گا۔ لیکن میری " محبت کو فریب کہا تو میں آپ کا لحاظ بھی نہیں کروں گا۔۔

ایک ایک لفظ اس نے نہایت کرختگی سے کہا۔ جبکہ وحشت زدہ آنکھوں میں مزید خون آشام تاثر تھا۔

تعبیر کا چہرہ سفید پڑا۔۔ جبکہ نیم واہ لبوں اور بھیگی آنکھوں سے اس نے نوفل یزدان کو دیکھا۔ جیسے یقین نہ آیا ہو کہ یہ سب نوفل یزدان نے کہا ہے۔۔

تم مجھے رلا رہے ہو۔۔" تعبیر نے بھیگی آنکھیں جھپکی۔"

رونے کی وجہ میں نہیں آپ خود ہیں۔"وہ ایک بار پھر نظر چرا گیا تھا۔ جبکہ تعبیر کو اس کا نظر چرانا " نہایت ناگوار لگا تھا۔

ٹھیک ہے چلی جاؤں گی۔۔ ہمیشہ کے لیے چلی جاؤں گی۔۔اور پھر کبھی لوٹ کر نہیں آؤں گی۔۔ تم لینے " بھی آؤ گے تو تب بھی نہیں آؤں گی۔۔ڈھونڈو گے نہیں ملوں گی۔۔ کبھی بھی کہیں بھی نہیں ملوں گی۔۔"

رندھی آواز اور اس کے سینے ہاتھ مارتی وہ دور ہٹی۔۔نوفل نے بھی بازو چھوڑ دیے۔۔دل پر جیسے مزید قہر ڈھا کر اس نے تعبیر کو رونے کی وجہ فراہم کی۔

سسکی بھرے وہ نم آنکھوں کو سختی سے رگڑے کمرے کی طرف بھاگی زور سے دروازہ بند کیا۔ گویا اس انسان کو جتایا ہو کہ اس نے شدید رنج تکلیف اور غم پہنچایا ہے۔۔

وہ مٹھیاں بھینچ کر دیوار پر ہاتھ مار کر رہ گیا۔

اس کے آنسو بے چین کرنے لگے تھے۔۔ جبکہ دل بے قراری سے دھڑک رہا تھا۔ کہ جا کر اسے چپ کروادے۔ لیکن وہ مٹھیاں بھینچ کر نیچے چلا گیا۔۔ دل کی فریاد پر پاؤں رکھ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔۔

جبکہ وہ کمرے میں چیزیں تباہ کرتی آنسو بہاتی اس کے انتظار میں تھی کہ وہ آئے گا۔۔ لیکن پانچ منٹ گزرے پھر دس منٹ وہ نہیں آیا سب برباد کیے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

وہ ایسی نہیں تھی۔۔ وہ تو تحمل مزاج تھی۔۔ بہت کم غصہ کرتی تھی۔۔ پھر یہ چند دنوں میں کیا کایا پلٹ ہوئی تھی۔۔ اسے اپنے دل دماغ کی سمجھ ہی نہیں آرہی تھی۔۔ نہ ہی اس نقطے پر وہ سوچ رہی تھی۔

آج وہ وہاج کے ساتھ ہر حال میں یہاں سے جانے کی ٹھان چکی تھی۔

"بھائی۔۔!! آپ نے یہاں کیوں بلایا؟اور کب یہاں شفٹ ہوئے؟؟"

سندری سا گرولا میں داخل ہوئی جہاں شایان لاؤنج میں بیٹھا سامنے سکرین کو گھور رہا تھا۔

وہ پوچھتے ہوئے وہیں آگئی تھی۔

تم نے یہ کیا حلیہ بنایا ہے؟ کیا گاؤں کی یاد یہاں بھی تازہ کرنا چاہتی ہو؟ یا پھر آج کی وہاں جانے کی "
تیاری کرلی ہے؟" وہ سندری کو دیکھتا حیران ہوا جو گہری نیلی فراک کے ساتھ کیپری اور کندھوں ڈوپٹہ
پھیلائے ہوئے تھی۔ جبکہ بالوں کو ہالف کیچر کیے وہ گاؤں کی ہی سندری لگ رہی تھی۔

وہ گھبرائی تھی۔اسے امید نہیں تھی کہ شایان اس پر غور کرے گا۔ باسط پر اسے شدید طیش آیا۔ صد شکر
تھا کہ وہ اپنے فلیٹ پر موجود نہیں تھا۔۔

ویسے ہی بھائی۔ لیکن آپ نے یہاں کیوں بلایا۔۔؟" وہ حیرانگی سے بولی۔ "

تمہیں اپنی پسند سے ملوانا تھا۔۔اور آج کی تفصیل سے اگاہ بھی کرنا تھا" وہ پراسراریت سے بولا۔ جبکہ "
سندری کو شدید حیرانگی ہوئی۔

پسند؟؟اب تک یہ چوتھی لڑکی ہے جو آپ کی پسند بن چکی ہے۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ آپ کرنا کیا "
"چاہتے ہیں؟؟

وہ طنز کیے بنا نہ رہ پائی۔ دوسری بات کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

"میں زرفشاں سے شادی کرنے میں انٹرسٹڈ تھا۔ یہ تم بھی جانتی ہو۔۔۔"

کرخت لہجے اور شہد رنگ آنکھوں میں تاسف لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اس کا ذکر بھی مت کریں۔۔ آئی ہیٹ ڈیٹ گرل۔" سندری کو شدید طیش آیا۔ "

"یہاں تمہیں اوورری ایکٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔یہاں ہماری خبر کوئی بھی باہر نہیں پہنچا سکتا۔۔"

"ایسا نہیں ہے بھائی، مجھے اس پر شدید غصہ ہے وہ جیسے آپ کو دھوکہ دے کر بھاگی اور زین سے شادی کرلی۔۔مجھے اس معصوم لڑکی سے اتنی چالاکی کی امید نہیں تھی۔

وہ سنجیدگی سے بولی۔

امید تو مجھے بھی نہیں تھی۔۔"وہ بڑبڑایا تھا۔"

سندری نے شایان کو سوالیہ نگاہ سے دیکھا۔

کہیں تم سچ میں تو زین کو پسند کرنے نہیں لگ گئی تھی؟"شایان نے گہری نظر اس کے چہرے پر ڈالی۔"

"کم آن بھائی۔۔آپ نے مجھے ایک مقصد کے تحت سب کرنے کو کہا تھا، میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔نہ ہی وہ شخص مجھے کبھی پسند آسکتا ہے۔ایون میں نے سوچا ہوا کہ محبت کبھی نہیں کروں گی۔۔کیونکہ اس کے انجام میں اچھے سے دیکھ چکی ہوں۔لیکن مجھے ایسے لگتا ہے کہ وہ مجھے پسند کرتا تھا۔۔"

وہ شایان کو دیکھتے پرسوچ ہوئی۔

اگر وہ تمہیں پسند کرتا تو زرفشاں کو اب تک اپنے ساتھ نہیں رکھتا۔۔"شایان بوکھلایا تھا۔"

"پر وہ تو بھاگ گئی ہے،آپ نے ہی مجھے بتایا تھا۔۔"

"بھاگی نہیں ہو گی، ضرور وہ زین چوہدری کے پاس ہی ہے۔وہ محض تمہیں آزما رہا ہے۔۔"

شایان نے فوراً بات سنبھالی۔

"پر بھائی وہ دوبارہ میرے پاس نہیں آیا نہ مجھے کال کی۔آزماتا تو تب اگر اسے مجھ پر یقین نہیں ہوتا۔۔وہ مجھ پر نظر رکھتا۔لیکن میں آزاد گھوم رہی ہوں۔۔اتنے دنوں میں کبھی بھی مجھے الگ طرح سے محسوس نہیں ہوا کہ کوئی مجھ پر نظر رکھ رہا ہے یا پھر میرا پیچھا کر رہا وہ شخص مجھے کہیں نہ کہیں سچا لگتا ہے۔۔"

سندری کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کس پر یقین کرے۔باسط کا ذکر وہ خود چھپا چکی تھی۔

"تم اپنے بھائی پر شک کر رہی ہو؟؟"

شایان نے ماتھے پر بل لیے اسے دیکھا۔

"نہیں بھائی بھلا میں آپ پر شک کیسے کر سکتی ہوں۔۔"

وہ اس کے بازو پر ہاتھ رکھے بولی۔

"تو پھر مجھے ایسے کیوں لگ رہا ہے کھیل کھیل میں تمہیں وہ شخص اچھا لگنے لگا ہے۔۔"

شایان نے ایک بار پھر سوال دہرایا۔

ایسا کچھ نہیں ہے بھائی۔۔۔" وہ زچ ہوئی۔"

"تو پھر اس دن وہ آنسو وہ رونا، وہ سب کیا تھا؟؟"

شایان نے طنزیہ انداز میں اسے دیکھا۔

آپ بہتر جانتے ہں س۔۔ وہ ملازمہ زین کی حویلی کی ہی تھی۔۔اور اس دن وہ سب دیکھ چکی تھی۔ اگر" میں وہ سب نہ کہتی تو شاید۔۔" سندری نے بات ادھوری چھوڑے شایان کو دیکھا۔۔

میں جانتا ہوں۔۔ان لوگوں نے ہمارا بہت نقصان کیا ہے۔ جس کی بھرپائی وہ بہت جلد کریں" گے۔۔ایک بار مجھے میرا بھائی مل جائے۔۔ پھر ان لوگوں کو میں اپنی طاقت کا اچھے سے احساس دلواؤں گا۔ کہ شایان ساگر کس بلا کا نام ہے۔"اس کی لہجے میں شدید جنونیت تھی۔

"آپ پریشان نہ ہوں۔۔مجھے سب یاد ہے۔۔ بھائی ضرور ملیں گے۔۔"

بھائی کے ذکر پر اس کی آنکھیں بھیگی تھیں۔

تم پریشان نہ ہو۔۔میں کبھی بھی تمہیں اس سب میں شامل نہ کرتا لیکن بعض اوقات۔۔۔کچھ تلخ فیصلے " کرنے پڑتے ہیں۔۔"

آپ کا فیصلہ کبھی بھی غلط نہیں تھا۔۔اور مجھے تو خوشی ہے کہ میں آپ کے کام آئی۔آپ میرے "
آئیڈیل ہیں۔مجھے آپ جیسا بننا ہے سٹرونگ نڈر سب کی عزت کرنے والا۔اپنے کردار کو مضبوط رکھنے
"والا۔

وہ اس کے ساتھ لگی بولی تو شایان لب بھینچ کر رہ گیا۔

"تم میرا ہی عکس ہو میری گڑیا۔۔اپنا مقصد کبھی مت بھولنا۔۔"

اس کے بال سہلائے وہ مضبوط لہجے میں بولا۔

جی بھائی مجھے بس اپنا مقصد اچھے سے یاد ہے۔مجھے اپنی بہن کا انتقام لینا ہے، جیسے میری بہن رسوا ہوئی "
تھی ویسے ہی وہ بھی رسوا ہوں گے۔۔جس کے لیے میں نے اتنے سال صبر کیا ہے۔۔۔اور اب میرا
"صبر بس کچھ عرصے کے لیے ہے۔۔

اس کے لہجے میں ایک عزم تھا۔۔جبکہ آنکھوں میں شدید حقارت طیش اور آگ سی سمٹی تھی۔۔اس
وقت وہ معصوم سی سندری کہیں سے بھی نہیں لگ رہی تھی۔

شایان ساگر کو فتح مندی کا احساس ہوا تھا۔۔جیسا وہ چاہتا تھا اس کی بہن اس سے بھی زیادہ جنونی نکلی
تھی۔

بھائی ایک بات پوچھوں؟"وہ دماغ میں پلتے سوال کو زبان پر لائی۔"

سو سوال پوچھو، اس کی چھوٹی سی ناک دبائے وہ شرارت پر آمادہ ہوا۔"

کیا آپ کو پورا یقین ہے کہ آریان بھائی، زین چوہدری کے پاس ہیں۔پتہ نہیں کیوں مجھے اب بھی وہ "
" شخص ایسا نہیں لگتا کہ وہ بھائی کو اغوا کر سکتا ہے۔؟

وہ اس نہج پر کئی بار الجھی تھی۔اور آج وہ اپنی الجھن شایان کو کہہ چکی تھی۔

"میں ہنڈرڈ پرسنٹ شیور ہوں کہ آریان اسی کے پاس ہے۔اور وہ کوئی عام انسان نہیں ہے۔۔"

"بھائی ہو سکتا ہے کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو۔زین چوہدری کی آخر بھائی سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے؟؟"

"چھوڑو سب باتیں۔۔تم پریشان مت ہو۔۔اب تم زین سے کبھی نہیں ملو گی۔۔"

شایان نے اس کی توجہ بھٹکائی، وہ مزید سوال پوچھنا چاہتی تھی، لیکن شایان کی عادات سے بھی وہ اچھے سے واقف تھی۔جو زیادہ سوالات پسند نہیں کرتا تھا۔

آؤ تمہیں اس لڑکی سے ملواتا ہوں۔۔" وہ سندری کا دھیان بٹائے بولا تو وہ حیران ہوئی تھی۔

"وہ یہاں کیسے؟؟"

"اس کا میری گاڑی ایکسڈنٹ ہوا تھا۔۔تو میں اسے یہی لے آیا۔،"

بھائی آپ ایسے کیسے کسی بھی لڑکی کو لے آئے۔اس کے گھر والے اسے ڈھونڈ رہے ہوں گے۔اور" اس طرح آپ کی جان کو خطرہ بھی ہو سکتا ہے۔۔"وہ گھبرا گئی تھی۔

بھائی کی جان کچھ نہیں ہو گا۔۔وہ لڑکی بہت معصوم اور پیاری ہے۔فلحال بیہوش ہے۔جیسے ہی ہوش" آئے گا میں اس کی فیملی کے بارے میں پتہ لگوالوں گا۔

"اب آؤ۔۔مجھے پورا یقین ہے،۔تم میری پسند پر مجھے داد ضرور دو گی۔آؤ میرے ساتھ۔۔۔

وہ ہاتھ پکڑے اوپر بڑھا جبکہ دل ایک بار پھر شدت سے دھڑکنے لگا تھا۔۔دل ہی دل میں وہ یہ بھی چاہ رہا تھا کہ وہ نشان اس کے چہرے سے غائب ہو جائے۔۔ورنہ وہ خود پر قابو نہیں رکھ پائے گا۔۔

سر۔۔۔"ملازمہ کی پکار پر وہ سیڑھیوں پر ہی رکا۔۔جبکہ سرخ آنکھیں میچ کر کھولی تھیں۔۔اسے کسی کا ٹوکنا کبھی پسند نہیں رہا تھا۔

سندری کا خیال کیے وہ چہرے پر نرمی پھیلائے مڑا۔

"باہر پولیس آئی ہے۔۔اور ان کے ساتھ ایک آدمی بھی ہے۔۔گارڈز نے انہیں روکا بھی ہے لیکن۔۔"

ملازمہ سہمے انداز میں بولی۔

پولیس۔۔کیوں بھائی۔؟سب خیر ہے، کہیں وہ لڑکی؟سندری گھبرائی تھی۔"

"تم پریشان مت ہو۔۔میں دیکھتا ہوں۔۔"

اتنے میں پولیس آفیسر زاور زین چوہدری اندر آ چکے تھے۔

شایان ساگر کا رنگ ایک پل کے لیے زرد ہوا جبکہ زین کو وہاں دیکھے سندری کے ہوش بھی اڑے تھے،۔جو اپنی بارعب ساحرانہ شخصیت میں کھڑا اس وقت گاؤں کا چوہدری ہی لگ رہا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟"شایان نے جبڑے بھینچے، سامنے کھڑے شخص کو دیکھا جبکہ زین کی نظر" سندری پر گئی تھی۔

میری بہن پچھلے تین دن سے لاپتہ ہے، اور مجھے شک ہے کہ وہ یہاں ہے اسی گھر میں موجود" ہے۔جس دن اس کا ایکسڈنٹ ہوا تھا اس دن تمہاری گاڑی کا بھی ایکسڈنٹ ہوا تھا۔۔"شایان ساگر کے ذہن میں پل میں جھماکہ ہوا۔

یعنی اوپر لیٹی لڑکی اس کے سب سے بڑے دشمن کی بہن تھی۔اور وہ اتنے دن بے خبر رہا تھا۔۔اس نے طیش سے مٹھیاں بھینچ لی۔۔اس شخص کی اتنی بڑی کمزوری اس کے پاس تھی۔پر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔سندری بھی تذبذب کا شکار تھی۔کہ زین کی بہن یہاں کیسے ہو سکتی ہے؟اس نے شایان کو دیکھا جو زین کو قہر آلود نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔

آفیسرز آپ تلاشی لیں۔۔"زین نے حکم دیا۔

"رکو۔۔ایسے میرے گھر کی تلاشی نہیں لے سکتے۔۔سرچ وارنٹ دکھائیں۔۔"

سندری کی موجودگی کی وجہ سے وہ فلحال بے بس ہو چکا تھا ورنہ اس لڑکی کو کمرے سے غائب کرنا اس کے لیے دو سیکنڈ کا کام تھا۔اور ان آفیسرز کو وہ پل میں خرید سکتا تھا۔

زین نے پیپرز اس کی طرف بڑھائے،اور آفیسرز کو اشارہ دیا۔

شایان نے دانت پر دانت جمائے وہ آج سندری کو یہاں بلا کر اپنا نقصان خود کر چکا تھا۔

لیڈی کانسٹیبلز بھی گھر کا ایک ایک کونا چیک کرتی اوپر کی طرف بڑھی۔سندری اب بھی زین کو دیکھ رہی تھی۔جس کے چہرے پر اس کے لیے مکمل بے اعتنائی پھیلی تھی۔پل بھر کے لیے دونوں کی نظر ملی،لیکن زین نے ہی نظر چرائی تھی۔

URDUNovelians

شایان طیش سے زین کی طرف آیا،جو ایک طرف سینے پر ہاتھ باندھے چہرے پر سنجیدگی سجائے کھڑا تھا۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔۔میرے گھر میں پولیس کو لا کر تم نے میری عزت کو اچھالنا چاہا ہے۔۔اس کا انجام تو تمہیں بھگتنا ہی ہو گا۔۔"

زین تمسخر سے مسکرایا، جبکہ شایان مٹھیاں بھینچے مڑا تھا۔

سندری اوپر جاؤ۔۔ان کے ساتھ۔۔" وہ سندری کو اشارہ دیے بولا۔۔ "

وہ زین کو دیکھتی اوپر کی طرف چلی گئی۔

" تمہیں کیا لگا تھا کہ بازی کھیلنا تمہیں ہی آتی ہے؟؟"

زین نے ابرو اچکائے شایان کا سرخ چہرہ دیکھا، جہاں بمشکل ضبط پھیل گیا تھا۔زین تنفر سے مسکرایا۔

" میری بہن کے ساتھ تم نے ہی کھیل کھیلا تھا۔اور آج بھی تم چالاکی سے یہاں آئے ہو۔۔ "

شایان اس وقت غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔جو پہلی مرتبہ دل کی وجہ سے مات کھا گیا تھا۔

میں یہاں گڑھے مردے اکھاڑنے نہیں آیا، مجھے میری بہن واپس کر دو، میں دوبارہ تمہاری راہ میں نہیں آؤں گا۔۔اور نہ ہی تمہاری بہن کو مڑ کر دیکھوں گا۔"زین اطمینان سے بولا۔

تم میری بہن کو اب حاصل بھی نہیں کر سکتے کیونکہ میری بہن تم سے شدید نفرت کرتی ہے۔۔۔"وہ" انگلی اٹھائے غرایا۔

"زین صاحب۔۔۔اوپر ایک لڑکی موجود ہے آپ آکر چیک کرلیں۔کہ وہی آپ کی بہن ہے ؟۔"

آفیسر کی آواز پر وہ شایان پر گہری تمسخر بھری نگاہ ڈالے اوپر بڑھا۔۔ جبکہ شایان اس وقت اپنے آپ کو ہتھکڑیوں میں جکڑا محسوس کر رہا تھا۔

دروازہ کھولے وہ اندر آیا۔

نیم بیہوش شجیہ کو بیڈ پر دیکھے زین کا سانس رکا تھا۔۔ جبکہ شجیہ کو دیکھ کر سندری بھی حیران تھی۔

تم جانتی تھی ناں میری بہن یہاں ہے۔۔ لیکن تم نے ایک بار بھی مجھے بتانا گوارا نہیں کیا۔۔ اپنی " نفرت کا ایسا بدلہ لو گی مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔ "

زین نے آگے بڑھ کر شجیہ کا گال تھپتپایا۔ اور سندری پر ایک تلخ نگاہ ڈالی۔

مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ کی بہن یہاں ہے۔۔ اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں آپ کو اسی دن اطلاع کر دیتی، " لیکن میں آج ہی یہاں آئی ہوں۔۔ "

سندری نے بھی تلخی سے جواب دیا۔

شجیہ۔۔اٹھو گڑیا۔۔"زین اس کی طرف متوجہ ہوا۔،جو شاید انجیکشن کے زیرِ اثر تھی۔چہرے پر" پژمردگی چھائی تھی۔

اسے گود میں اٹھائے وہ سندری کو تیز نگاہ سے گھورتا باہر کی طرف بڑھا تھا۔

"سر تعبیر بھابھی کے بھائی آگئے ہیں۔۔

نوفل کو باسط نے اطلاع دی تو دل شدت سے دھڑکا۔

وہ اسے کہہ تو چکا تھا کہ چلی جائے، لیکن کیا وہ رہ سکتا تھا؟؟ابھی چند دن ہی تو ہوئے تھے اسے نوفل یزدان کے سکون کی وجہ بنے ہوئے،اور اتنی جلدی وہ اس سے دور جا کر پھر سے وحشتوں میں دھکیل دیتی۔

"اسے ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ۔۔اور زرفشاں کی طبعیت کیسی ہے؟؟

" سوئی ہوئی ہے۔۔کافی رو رہی تھی۔۔زین سر کو ایک بار اس سے ملنے آنا چاہیے تھا"

"وہ اپنی بہن کی گمراہی کی وجہ سے کافی مصروف ہے۔ خیر اس بارے میں بعد میں بات کریں گے۔۔"

بازؤں کے کف فولڈ کیے وہ سیاہ کرتے کے شکن درست کرتا ڈرائنگ روم کی طرف بڑھا جہاں وہاج کڑے تیور لیے موجود تھا۔

"مجھے امید نہیں تھی کہ تم اس حد تک گر جاؤ گے کہ ایک لڑکی کو ہماری دشمنی میں استعمال کرو گے۔۔"

اس کے زہر خند لہجے پر مضبوط ہاتھوں کی رگیں ابھر آئی تھیں۔

"کیا سالے صاحب، بنا کسی سلام دعا کہ تم سیدھا میرے دل پر وار کر رہے ہو۔۔"

وہ سرد نگاہ اس کے چہرے پر ڈالے بظاہر شوخ پن سے بولا تھا۔

"میری بہن کو بلاؤ میں تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتا۔۔"

اس کی بات کو سرعت سے نظر انداز کیے وہ بیزاری سے بولا۔

نوفل کروفر سے کاؤچ پر دراز ہوا۔

اتنے میں تعبیر اندر آچکی تھی۔نوفل نے اسے دیکھا جو سیاہ گھیر دار فراک میں ہلکے پھلکے میک اپ میں اسے دل میں اترتی محسوس ہوئی۔

بھائی کو دیکھ کر آنکھوں میں آنسو ابھرے جبکہ دل اس شخص کی موجودگی میں شدت سے دھڑکا۔جس نے غلطی سے سیاہ کرتا پہنا تھا۔اس کا وجیہہ سراپا اس میں مزید نمایاں ہو رہا تھا۔وہ کن آنکھوں سے اسے دیکھتی بھائی کی طرف بڑھی۔

بھائی۔۔۔"وہ دلگیر انداز میں بولتی اس کے سینے سے لگی۔۔"

تعبیر۔۔۔"وہ سینے سے لگائے آنکھیں موند گیا۔۔جو سرخ ہو چکی تھیں۔"

تم ٹھیک ہو۔۔اس نے تمہیں کچھ کہا تو نہیں؟ کوئی نقصان؟؟"اس کا چہرہ بے قراری سے دیکھتا وہ" نوفل پر قہر آلود نگاہ ڈالنا نہیں بھولا تھا۔

نہیں۔۔۔"اس کے یک لفظی جواب پر نوفل نے ابرو اچکائے اس کو دیکھا۔جبکہ وہ اسے بری طرح" نظر انداز کر چکی تھی۔

تم سچ کہہ رہی ہو۔۔کہیں اس آدمی کا خوف تو نہیں ہے۔۔دیکھو مجھے بتاؤ تعبیر۔۔تمہیں اس سے " ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

نہیں بھائی ایسا کچھ نہیں ہے۔۔آپ کی بہن اتنی کمزور لڑکی نہیں ہے جو کسی کا بھی ظلم برداشت" کرلے۔۔"

اسے اپنے ہی الفاظ بیگانے سے لگے تھے۔۔جتنے ظلم اس نے برداشت کیے تھے۔شاید ہی کسی نے کیے تھے۔

"اتنی دلیری دکھا کر ناجانے کیا ثابت کرنا چاہتی ہیں؟۔۔"

وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔

تم یہاں نہیں رہو گی تم چلو میرے ساتھ۔۔۔" وہاج اس کا ہاتھ تھامے بولا۔وہاج نے نوفل پر جتاتی" نگاہ ڈالی۔

تعبیر کا دل سست پڑا اس نے نوفل کی سرخ آنکھوں اور وحشت زدہ چہرے کو دیکھا۔اس کے لفظ شدت سے یاد آئے تھے۔وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا لیکن اس نے اپنی دونوں مٹھیوں کو سختی سے بھینچ لیا۔جیسے بمشکل ضبط کر رہا ہو۔۔

تعبیر کو شدت کا رونا آیا۔۔اس ستمگر انسان نے پھر اسے نظرانداز کیا تھا۔۔لیکن وہ دل پر پتھر رکھے وہاج کی طرف مڑی۔

"نہیں بھائی میں نہیں جاؤں گی۔۔۔"

نوفل کا دھڑ دھڑ کرتا دل ایک دم رکا۔۔اس نے اچھنبے سے تعبیر کا دلکش بھیگا چہرہ دیکھا جہاں کوئی تاثر نہیں تھا۔

"تم جانتی بھی ہو کیا کہہ رہی ہو۔۔تم اس قاتل کے ساتھ رہنا چاہتی ہو۔۔؟"

وہاج کا چہرہ خون چھلکانے لگا۔۔جبکہ درشتگی سے بولتا وہ تعبیر کو سہما چکا تھا۔

جب وہ کہہ رہی ہیں کہ نہیں جانا چاہتی تو تم کیوں زبردستی کر رہے ہو۔۔میں چاہتا تو تمہیں تمہاری بہن سے ملنے نہ دیتا لیکن پھر بھی ملنے دیا۔۔پر اب تم اپنی مرضی اس پر مسلط کر کے اسے لے کر نہیں جا سکتے۔۔"

نوفل نے قریب آئے سرد انداز میں اسے باور کروایا۔

پیچھے ہٹو تم۔۔یہ میرا اور میری بہن کا معاملہ ہے۔میں جانتا ہوں تم نے ہی اسے دھمکایا ہے۔۔"اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اس نے نوفل کو دور دھکیلا۔

نوفل نے مٹھیاں بھینچ کر ایک زوردار پنچ اس کے منہ پر مارنا چاہا، لیکن پھر پنچ ہوا میں روک کر اسے آگ اگلتی نگاہ سے دیکھا۔

بھائی۔۔۔" وہ شدت گریہ سے چیخی۔نوفل کا بھاری ہاتھ کچھ فاصلے پر ہی تھا۔

وہ یہ سب ہرگز نہیں چاہتی تھی۔

تعبیر تم باہر جاؤ۔۔اس انسان کو میں آج چھوڑوں گا نہیں۔۔" وہاج دھاڑا تھا۔ "

نہیں بھائی رک جائیں۔" تعبیر شدت سے روتی وہاج کا ہاتھ تھام چکی تھی۔ "

تعبیر۔۔۔ باہر جاؤ۔۔۔" وہاج کی مزید بلند آواز پر نوفل کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔ "

میری بیوی سے میں اونچی آواز میں بات نہیں کرتا تو تم کون ہوتے ہو۔۔اسے سہمانے والے؟"اس " بار اس نے اپنا ہاتھ نہیں روکا تھا۔۔اور ایک پنچ اس کے جبڑے پر مارا۔۔وہاج ایک جانب جھکا تھا۔

یزدان پلیز تم ہی رک جاؤ۔" وہ بے بسی سے بولی تھی۔اور وہی یزدان نے اس کا گریبان چھوڑ کر اسے " دور پھینکا اور تعبیر کی طرف آئے اس کے سامنے کھڑا ہوتا اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام لیا۔۔وہاج کی نظر سے اس نے تعبیر کو اوجھل کر دیا تھا۔

"رک گیا ہوں۔۔۔کچھ نہیں کہا آپ کے بھائی کو۔۔آپ رونا بند کریں۔ورنہ آپ کے رونے کی سزا اس آدمی کو دوں گا۔اور ایسی دوں گا کہ ساری عمر نوفل یزدان کا ہاتھ نہیں بھولے گا "

اس کا چہرہ قریب کیے وہ پہلے نرمی اور پھر سرد لہجے میں بولا۔کچھ پل پہلے کی سختی کا ہلکا سا شائبہ بھی نہیں تھا۔جبکہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"پیچھے ہٹو میری بہن سے۔۔یہ اپنی گھٹیا ہمدردی مت دکھاؤ۔۔وہ میرے ساتھ ضرور جائے گی۔"

وہاج نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے پیچھے کرنا چاہا۔جبکہ نوفل کے جبڑے تنے تھے۔۔دانت پر دانت جمائے اس نے تعبیر کو دیکھا۔جس نے بھیگی آنکھوں سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

جائیں اس کے ساتھ۔۔"وہ تعبیر کا چہرہ چھوڑے رخ موڑ گیا۔۔اور وہاج کا ہاتھ کندھے سے جھٹکا۔"

"بھائی آپ جائیں یہاں سے میں ابھی آپ کے ساتھ نہیں جاسکتی۔۔۔"

وہاج ساکت ہوا تھا۔۔جبکہ سن تو نوفل بھی رہا تھا۔۔کہ وہ کیوں ہر بار اس کی طرفداری کر رہی تھی۔

مجھے پر ترس کھا کر رکنا چاہ رہی ہیں؟؟"نوفل نے وحشت زدہ چہرے کے ساتھ اسے دیکھا۔"

بھائی۔۔آپ جائیں۔۔"تعبیر نے سرعت سے اس کی بات نظرانداز کیے حساب برابر کیا۔"

وہ کڑھ کر رہ گیا۔۔

"تم اس شخص کی خاطر اپنے بھائی کو انکار کر رہی ہو۔۔بہت پچھتاؤ گی تم، میں بابا سے تمہاری خاطر لڑ کر یہاں آیا تھا۔۔کہ میری بہن کی زندگی کیوں برباد کی لیکن مجھے کیا پتہ تھا تم نے خود اپنی زندگی برباد کی ہے،"

وہاج کے لفظوں میں درد سمٹ آیا تھا۔

"ایسا نہیں ہے بھائی۔۔۔"وہ نفی میں سر ہلائے آنسو رگڑتی وہاج کا ہاتھ پکڑنے کے لیے آگے بڑھی جب وہاج نے ہاتھ کھڑا کیا۔

"ایسا ہی ہے تعبیر۔۔یہ آدمی تمہیں مار دے گا۔۔اس شخص کے دل میں رحم نہیں ہے۔۔درندہ ہے یہ۔درندہ۔پھر بھی تمہیں اس کے ساتھ رہنا ہے تو رہو۔لیکن آج کے بعد تمہیں میں اپنی شکل بھی نہیں دکھاؤں گا۔"

تعبیر نے تڑپ کر بھائی کو دیکھا جبکہ زبان کنگ ہوئی تھی۔

"اور تم۔۔۔تمہیں تو میں بہت جلد میں پھانسی کے پھندے تک پہنچاؤں گا۔کہ تمہاری پاور تمہارا نام تمہاری کوئی پہنچ تمہیں بچا نہیں سکے گی۔۔"

وہاج ان پر قہر آلود نگاہ ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اپنے غصے پر قابو رکھنا اسے شروع سے نہیں آتا تھا لیکن آج وہ بری طرح بکھرا تھا۔

بھائی۔۔"وہ روتے ہوئے وہی زمین پر گری۔۔نوفل نے آگے بڑھ کر اسے اپنی بانہوں میں بھرا۔۔وہ شہزادوں سی آن بان والا شخص آج اس لڑکی کی خاطر زمین پر اس کے برابر بیٹھے اسے سمیٹ چکا تھا۔

تمہاری وجہ سے۔۔صرف تمہاری وجہ سے آج میرا بھائی ناراض ہو گیا۔۔تمہاری وجہ سے میں نے "
"ان کا دل بری طرح توڑ دیا۔۔میں نفرت کرتی ہوں تم سے شدید نفرت۔۔

اپنے ہاتھوں سے اس کے کشادہ سینے پر تھپڑ مارتی وہ شدت گریہ سے روئی تھی۔

نوفل کو اس کے انداز پر انتہائی سنجیدہ حالت میں بھی ہنسی آئی۔جو سارا الزام اس کے سر پر ڈال کر اب بھائی کے غم میں آنسو بہا رہی تھی۔

میرا کیا قصور ہے؟"وہ معصومیت سے بولتا تعبیر کو مزید رونے کی وجہ دے گیا۔۔"

تمہارا ہی قصور ہے۔۔"وہ ایک بار پھر ہاتھوں کا قہر سینے پر ڈھاتی رو دی تھی۔۔"

"اچھا بس کریں۔۔میری ہی ساری غلطی اور قصور ہے۔پر اب رو کر اپنی طبعیت مت بگاڑیں۔"

اسے شدت سے خود میں چھپائے وہ پوری دلفریبی سے مسکراتا اس کی پشت سہلا رہا تھا۔اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی، جیسے ابھی کسی کا سہارا چاہتی ہو۔جبکہ وہ تعبیر کے بالوں کی سحر انگیز خوشبو سانسوں میں بھرے مسرور ہوا۔جس نے آج یہاں سے نہ جا کر اسے دوبارہ وحشتوں میں جانے سے روک لیا،

اس کے دل کی ویران دنیا کو پھر سے رونق بخش دی تھی۔اور اب اس کے سینے سے لگی۔۔وہ بے خبری میں بھی دل کے زخموں کو بھرتی جا رہی تھی۔

رکو زین۔۔۔"شایان نے اسے روکا۔وہ ایک بار پھر دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا اس لڑکی کا چہرہ دیکھنا" چاہتا تھا۔

"تم مجھے روکنے کے پابند نہیں ہو۔"

زین نے شجیہ کاؤچ پر لٹایا۔۔اس کی پیلی پڑتی رنگت اسے دہلا رہی تھی۔

روک سکتا ہوں تمہیں یہاں سے جانے بھی نہیں دے سکتا اور یہ تمہارے چند محافظ بھی میرا کچھ "
"نہیں بگاڑ سکتے۔

شجیہ۔۔۔"وہ شجیہ کی جانب متوجہ ہوا جو شاید درد سے کراہ رہی تھی۔

شجیہ آنکھیں کھولو۔۔۔"زین نے اس کے گال تھپتپائے۔۔جبکہ شایان نے سینے کو مسلا۔۔اس لڑکی" کا کراہنا اسے بے چین کر رہا تھا۔

سندری بھی اوپر سے نیچے آچکی تھی۔

بب بھائی۔۔۔۔"وہ بوجھل آنکھیں کھولتی کراہی تھی۔۔

ہاں میں شجیہ آنکھیں کھولو، بتاؤ کہاں درد ہے؟؟"اس کی آواز بھاری ہو رہی تھی جب کہ آنکھیں " بمشکل کھل رہی تھیں۔۔لاسٹ ڈوز اسے کافی تیز دی گئی تھی۔

کیا کیا تم نے میری بہن کے ساتھ ؟؟"زین دھاڑا تھا۔ "

شایان نے اپنی اوٹ میں دیکھا جہاں سندری کھڑی تھی۔

میں نے تمہاری بہن کو کچھ نہیں کیا بلکہ اس کی جان بچائی ہے۔اور یہ دوائیوں کی وجہ سے بیہوش " "ہے۔۔مجھے اگر پتہ ہوتا یہ تمہاری بہن ہے تو میں اسے یہاں نہیں رکھتا۔۔۔

وہ سنجیدگی سے بولے اب بھی شجیہ کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔جو پل پل اس کی دھڑکنوں سے کھیل کر اسے پاگل کر دینا چاہتی تھی۔

جھوٹے انسان۔۔۔مجھے تم پر ایک پرسنٹ بھی یقین نہیں ہے۔۔اگر میری بہن کو کچھ ہوا تو تمہیں " "میں ایسا سبق سکھاؤں گا کہ کوئی تمہیں بچا نہیں سکے گا۔۔

آپ میرے بھائی سے ایسے بات نہیں کر سکتے۔۔آپ کی بہن ٹھیک ہے لے جائیں اسے یہاں " سے۔۔۔"سندری کو زین پر شدید تاؤ آیا۔

زین نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا تھا۔۔شجیہ نے بوجھل ہیزل آنکھیں کھول کر حواس بحال کرنے چاہے۔اس نے سامنے دیکھا جہاں شایان ساگر کھڑا تھا۔جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔شجیہ نے آنکھیں پھیر کر بھائی کو دیکھا تو جان میں جان آئی۔۔

تم ٹھیک ہو؟؟"زین نے اس کے چہرے ہاتھوں کو دیکھا۔"

جی۔۔۔"وہ بدقت بولتی پھر سے نڈھال ہوئی تو شایان نے ایک قدم آگے بڑھایا لیکن پھر خود کو" بمشکل روکا۔۔

گھر چلیں۔۔"زین نرمی سے بولا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔"

شایان کا دل بے اختیار ہونے لگا تھا۔۔وہ مٹھی بند کرتا اور پھر کھولتا, جیسے خود کو روک رہا ہو۔۔اس کی میڈیسن بھی اس وقت اس کے پاس نہیں تھی۔

اپنے سینے میں بھڑکتی آگ پر بمشکل اختیار قائم کیا۔

زین نے شجیہ کو کھڑا کیا تو وہ لڑکھڑائی تھی۔۔اس کی برداشت جواب دے گئی تھی۔ تیزی سے آگے آئے اس نے شجیہ کو بازو سے تھاما۔

شجیہ گھبرا کر زین کی شرٹ جکڑ گئی۔ جبکہ زین نے اس کا ہاتھ جھٹک کر تیز نگاہ اس پر ڈالی۔

سندری بھی بھائی کی بے اختیاری دیکھتی حیران ہوئی تھی۔

یہ چل نہیں پا رہی۔۔"شایان دانت پر دانت جمائے بولا۔"

شجیہ کا رنگ اڑا تھا۔۔اس نے زین کو دیکھا جس نے نفی میں سر ہلائے اس کی پیشانی کو چوما, جیسے پچکارا ہو کہ ایسا کچھ نہیں ہے۔

آپ سب کا بہت شکریہ۔۔آپ نے میری مدد کی۔۔اور تمہارا بھی شکریہ کہ تم نے میری بہن کا خیال رکھا" وہ آفیسرز سے مخاطب ہوئے اور شایان کو جتائے شجیہ کو سنبھالتا باہر نکلا تھا۔اس نے ایک نظر بھی اس پر نہ ڈالی تھی۔۔جو کب سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔گویا اس کے تاثرات جانچنا چاہتی ہو۔

شایان پورچ کی طرف بڑھا۔۔جبکہ سندری بھی بھائی کے پیچھے گئی جو بے قراری سے اس لڑکی کو جاتے دیکھ رہا تھا۔ جیسے زین لے جارہا تھا۔وہ پل پل دور ہونے لگی۔۔تو اس کا دل بھی سن ہونے لگا، رگوں میں بے چینی پھیلی ،پیشانی پر پسینہ نمایاں ہوا۔

کچھ ہی دیر میں مین گیٹ سے اسے تین گاڑیاں اوجھل ہوتی اس کی ساری حسیات کو سن کر گئی۔

بھائی!! سندری نے اس کا بازو تھاما۔وہ چونکا تھا۔"

تم جاؤسندری۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔" وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرے سانس کھینچے بولا۔"

بھائی اس وقت آپ کی طبعیت۔۔۔" وہ بوکھلائی تھی جس کا چہرہ سرخ ہوئے خون چھلکانے لگا تھا۔"

تمہارا اس وقت وہاں جانا بہت ضروری ہے۔۔پریشان مت ہو میں ٹھیک ہوں۔۔اپنا خیال " رکھنا۔۔ایسی چھوٹی موٹی باتوں کی ٹینشن نہیں لیتے۔اور ایک عام سے نقصان پر بڑے فائدے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔"

شایان نے اس کے گال تھپتپائے کہا اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔

وہ کئی پل وہیں کھڑی زین کے بارے میں سوچتی ایک بار پھر الجھ گئی۔۔وہ شخص ایک بار پھر اسے اپنے بھائی کا مجرم نہیں لگا تھا۔

وہ گھڑی دیکھے چونکی ،ایک نظر دروازے کو دیکھے جہاں شایان گیا تھا۔وہ ڈوپٹہ شانوں پر درست کرتی باہر نکل گئی تھی۔شایان بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔اپنے انتقام کی راہ میں فلحال وہ کوئی رکاوٹ حاوی نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔

شجیہ کا چیک اپ کروا کر وہ گاؤں روانہ ہوا تھا۔گارڈز کی دو گاڑیاں اس کے ساتھ تھی۔۔اور ان سب آفیسرز کو بھی وہ بھیج چکا تھا۔۔

ڈاکٹر کی باتیں اب بھی دماغ میں گونج کر اسے طیش دلا رہی تھی۔۔شایان سا گر سے وہ حساب جلد ہی لینے کا سوچ چکا تھا۔

گاڑی حویلی کے پورچ میں رکی تو سامنے ہی صدیقہ بیگم موجود تھیں۔

سفیر کو وہ راستے میں ہی اطلاع کر چکا تھا۔جس پر اس کا تشکر اب بھی یاد تھا۔

وہ سیدھا اسے اس کے کمرے میں لایا۔

میری بیٹی۔۔اللہ تیرا شکر ہے۔۔زین یہ ہوش میں کیوں نہیں آرہی؟؟" شجیہ کو سینے سے لگاتی " صدیقہ بیگم شدت گریہ سے رو دی۔

اماں وہ ابھی بے ہوش ہے۔۔میں نے ڈاکٹر کو کال کردی ہے۔۔وہ کچھ دیر میں آتی ہے تو پھر ہی پتہ " لگے گا۔۔"

زین۔۔۔" سفیر کی آواز پر وہ مڑا تھا۔۔آج پہلی مرتبہ تھا کہ وہ شجیہ کے کمرے میں آیا تھا۔اور جس ضبط سے آیا تھا یہ اس کا دل ہی جانتا تھا۔

آجاؤ۔۔"زین نے اسے اندر آنے کو کہا تو اس کی بے قرار نظر اس کے خوبصورت مرجھائے سے " چہرے پر گئی۔

ایک پل کے لیے تو وہ اسے بے حس و حرکت پڑے دیکھ کر لب بھینچ کر رہ گیا۔۔آنکھوں کے گوشے سرخ ہونے لگے تھے۔

پر اس کا واپس آنا دل میں جیسے ٹھنڈک اور سکون، پھیلا گیا۔۔وہ بنا کسی کا خیال کیے نظروں کی پیاس بجھاتا باقی کی کسک مٹا رہا تھا۔

دل تو بے چین تھا، کاش کہ وہ اختیار رکھتا تو اس وقت وہ اس کی بانہوں میں ہوتی۔۔،اور وہ اپنی بکھری الجھی حالت اسے بتاتا لیکن وہ حدود جانتا تھا۔

ٹھیک ہے وہ۔۔"زین نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہا۔لیکن وہ سر اثبات میں بھی نہ ہلا پایا۔"

"ہوش کر۔۔تو مجھے بھی گھر سے نکلوائے گا۔۔بہن ہے وہ میری۔۔۔"

زین نے تنبیہ کی،

تو میری منگیتر ہے۔۔منکوحہ بننے میں تین بول ضروری ہیں۔۔پھر تو کوئی نہیں روک پائے گا۔۔" "

سفیر سنجیدگی سے بولا۔۔جبکہ صدیقہ بیگم بمشکل اسے وہاں برداشت کر رہی تھیں۔

کمینہ ہے ایک نمبر کا۔۔۔"زین نے دانت پیسے ایک مکہ کندھے پر مارا۔تو سفیر منہ بگاڑ کر رہ گیا۔"

کب تک ہوش آئے گا اسے ؟؟" سفیر نے اسے دوبارہ دیکھا۔۔کسی بھی طرح وہ اسے ٹھیک دیکھنا چاہتا "تھا۔

باہر آ میرے ساتھ ۔۔۔" وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے باہر نکلا۔اور نیچے مردانے میں بڑھ گیا۔"

وہ بھی تیزی سے نیچے آیا۔۔

سب خیر ہے؟؟ کہیں شایان نے؟؟" سفیر کی بے قراری عروج پر تھی۔"

"اگر میں کہوں کہ شجیہ چل نہیں پائے گی تو؟؟"

زین نے بنا تمہید باندھے بات کا آغاز کیا تو سفیر کے چہرے پر سایہ آکر گزرا۔۔ لیکن خود کو کمپوز کیے اس نے اپنے براؤن گھنے بالوں کو پیچھے کیا۔

تو میں تیری ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔" سفیر نے سپاٹ پن سے کہا۔۔"

واہ، لیکن میرا اس میں کیا قصور؟" زین نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔ "

تیرا ہی قصور ہے۔۔اگر شجیہ کو کچھ ہوا تو شایان ساگر کو میں ہر قانون توڑے موت کے گھاٹ اتارنے "میں ایک منٹ نہیں لگاؤں گا۔۔

سفیر کی دیوانگی اس کے لفظوں سے عیاں تھی۔

"کچھ نہیں ہوا وہ ٹھیک ہے۔۔ میں چیک اپ کروا کر آیا ہوں۔۔ لیکن اماں سے ذکر نہیں کیا۔ کچھ دن وہ شاک کی وجہ سے اپنی ٹانگوں پر کھڑی نہیں ہو پائے گی۔ اور شایان نے اسے شاید ہیوی ڈوز دیے ہیں جس سے اس کی ٹانگوں پر اثر ہوا ہے۔۔ پر۔ آہستہ آہستہ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔"

تو مجھے آزما رہا تھا۔۔" سفیر نے زین کو دیکھا جس نے نفی میں سر ہلایا۔"

"تجھے میں بہت آزما چکا ہوں۔۔"

"میں جانتا تھا شایان ساگر اپنی درندگی سے باز نہیں آئے گا۔ اب اسے قابو کرنا ضروری ہو گیا ہے زین ورنہ وہ تباہی مچانے پر آیا تو ہم کچھ نہیں کر پائیں گے۔۔"

سفیر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ شایان ساگر کو ایک پل میں موت کے گھاٹ اتار دیتا۔ جس نے شجیہ کو تکلیف پہنچائی تھی۔

"اسے یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ شجیہ میری بہن ہے۔۔ اور یہی اس کی سب سے بڑی بے وقوفی ثابت ہوئی۔۔"

"لیکن اب وہ جان گیا ہے۔۔ اب وہ کچھ نہ کچھ کرے گا۔۔ اور میں اب نہیں رک سکتا۔۔"

تو کچھ نہیں کرے گا۔۔ایک بار میری مسٹر سہگل سے ملاقات ضروری ہے۔۔اسے چاروں طرف "
" سے کمزور کرنا ضروری ہے۔۔اور یہ کام مسٹر سہگل کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔۔

وہ بعد کے معاملات ہیں میں چاہتا ہوں تو میرا اور شجیہ کا نکاح کروادے۔۔میں مزید رسک نہیں لے "
سکتا۔۔" سفیر نے گویا ضدی انداز اپنایا۔

اسے ٹھیک ہونے دے، پھر بات کرتا ہوں۔میں بھی چاہتا ہوں کہ شجیہ کی شادی ہو جائے۔۔۔"زین "
نے اسے تسلی دی۔

"جو بھی کرنا جلدی کر میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔۔"

وُہ مزید وہاں نہیں رکا تھا ورنہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ دوبارہ اس کے کمرے میں چلا جاتا۔اور ایک بار پھر وہ دشمنِ جان اس پر الزام عائد کر کے اس سے متنفر ہو جاتی۔جو وہ قطعی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

سیاہ تار کول کی سڑک پر گاڑی بھگاتا وہ آج اپنے خساروں کو سوچ رہا تھا۔۔پہلے کمال ملک اور پھر تعبیر نے اسے بری طرح توڑ دیا تھا۔

گاڑی سے ٹیک لگائے وہ مخدوش حالت میں سگریٹ کے گہرے کش لگائے آسمان کو دیکھنے لگا۔۔

اس وقت جیسے وہ کوئی سہارا چاہتا تھا۔

موبائل کی سکرین کئی بار بجھتی جلتی رہی، لیکن اس نے توجہ نہیں دی۔۔ جانتا تھا کہ نوفل اس کا مزید دل خراب کرنے کے لیے فون کر رہا ہو گا۔ وہ اس وقت ہر ایک سے بیزاری محسوس کر رہا تھا۔ ہر رشتہ کھوکھلا سا لگ رہا تھا۔

سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔

موبائل پاور اوف کیے وہ گھر کی طرف روانہ ہوا۔ فلیٹ کے آگے گاڑی روک کر اس نے سٹیرنگ کو گرفت میں لیا۔ جیسے اب بھی اندر ایک جنگ چل رہی ہو۔

گارڈ کو گاڑی کی چابی پکڑا کر وہ اوپر کی طرف بڑھا۔۔

سیڑھیاں چڑھ کر وہ جس وقت اوپر آیا۔۔ سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر ماتھے پر شدید بل نمایاں ہوئے۔۔ اتنی رات کو وہ لڑکی تنہا اس کے فلیٹ پر تھی۔۔ جو وہ قطعی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ صنم کو اپنے فلیٹ کے سامنے کھڑے دیکھ کر مزید غضب کا شکار ہوا۔ "

مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔" صنم کی آنکھیں سرخ تھی۔"

تمہیں اتنا بھی نہیں پتہ کہ رات کو کسی مرد کے گھر پر نہیں آتے، اور اس کے گھر پر تو کبھی نہیں جسے تم " نے رسوا کیا ہو۔۔ "

وہ چبا چبا کر بولتا لاک کھولنے لگا۔

جاؤ یہاں سے۔۔ آج کے بعد یہاں کبھی نہ آنا"۔ "

انابیہ تمہیں پسند کرنے لگی ہے۔۔" صنم کے آواز میں چھبن سی تھی۔"

وہاج مڑااور تیز نظر سے اسے دیکھا۔

"اس سے دور رہو۔۔وہ اچھی لڑکی ہے اسے اپنی سنگت میں مت بگاڑو۔۔"

واہ وہ ل-ڑکی اچھی ہو گئی،۔اور جو کئی سالوں سے تمہاری محبت میں تڑپتی اپنی جان سے گئی وہ ایک گھٹیا" لڑکی تھی۔۔" صنم کی آواز میں ایک کاٹ تھی۔

جا کر اپنے بھائی سے سچائی پوچھو۔۔کیا سچ تھا کیا جھوٹ۔۔۔اپنے گھر پر گندی نظر رکھنے کی میری نہیں" " تمہارے بھائی کی عادت تھی،۔اور وہ عادت شاید آج بھی نہیں بدلی۔

ایک پل کے لیے تو صنم بھی تھمی تھی۔۔وہاج کی عادات ہمیشہ منفرد رہی تھی۔

جاؤ یہاں سے۔۔اور کوشش کرنا اکیلی مت رہو۔۔تم کل بھی میری بہنوں جیسی تھی،اور آج بھی " "تمہیں بہن سے بڑھ کر کچھ نہیں سمجھتا۔۔

"لیکن میں کل بھی تمہیں قاتل سمجھتی تھی اور آج بھی سمجھتی ہوں۔۔"

"یہ تمہارا کنسرن ہے تم کیا سمجھتی ہو کیا نہیں۔۔اب دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔"

وہاج نے اب حساب برابر کیا تھا۔

جانتے وہ انابیہ۔۔ کس قدر تم پر مرتی ہے، بالکل اس کی طرح۔۔، جس طرح میری بہن مرتی "
" تھی۔۔ کہہ رہی تھی کہ تمہیں ہر حد پار کر کے حاصل کرے گی۔۔

صنم نے تمسخر اڑایا۔

میں وہاج سلطان ملک ہوں۔۔شاید تم مجھے بھول گئی ہو کہ میں اپنے ماں کی باپ کی پسند کو ٹھکرا چکا"
" ہوں، تمہاری گھٹیا سازش کے باوجود تمہیں نہیں اپنایا تو پھر اسے کیسے اپناؤں گا۔۔

صنم کی انا کو جیسے تسکین پہنچی تھی۔

جبکہ اسے انابیہ نامی لڑکی سے اسے بیزاری سی محسوس ہوئی تھی۔جو عام لڑکیوں جیسی ہی نکلی تھی۔

"وہ تمہارے معاملے میں کافی جنونی ہو چکی ہے، کچھ بھی کر گزرے گی۔"

جو بھی کر گزرے۔ مجھے پرواہ نہیں ہے۔۔وہاج سلطان کوئی عام شے نہیں ہے کہ کوئی ضد کرے اور "
"اسے مل جائے۔۔

اس کا لہجہ اٹل اور مضبوط تھا۔

"جاؤ یہاں سے، ورنہ میں تمہیں یہاں سے دھکا دے دوں گا۔۔"

وہ غرایا تھا۔جبکہ صنم کا چہرہ سفید ہوا اس آدمی سے کوئی بعید بھی نہیں تھی۔

اسی وقت موبائل پر بپ ہوئی تھی۔

"انابیہ کا مسیج ہے دیکھنا چاہو گے،،"

اس نے سکرین سامنے کی۔۔جبکہ وہاج کو ایک پل کے لیے اس لڑکی کی فکر ہوئی تھی جو صنم جیسی لڑکی کی باتوں میں آکر اپنا نقصان کروانا چاہ رہی تھی۔

وہاج نے موبائل پکڑ کر سیڑھیوں سے نیچے پھینکا۔

صنم کا منہ حیرت سے کھلا تھا۔اسے امید بھی نہیں تھی کہ وہ ایسی حرکت کرے گا۔

یہ کیا حرکت تھی۔۔میرا موبائل کیوں پھینکا۔۔"وہ ریلنگ پر جھکی تھی۔جہاں گول سیڑھیوں سے نظر" آتے لوگوں کو دیکھ کر اس کا رنگ فق ہوا۔۔اسے امید نہیں تھی کہ وہ لوگ اتنی جلدی پہنچ جائیں گے۔

اس نے وہاج کو مڑ کر دیکھا جو اندر جا چکا تھا۔اور دروازہ بند کر رہا تھا۔

صنم تیزی سے اندر داخل ہوئی۔۔وہاج ایک پل کے لیے حیران ہوا۔۔

صنم دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔"وہ دھاڑا تھا۔"

لیکن وہ دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوئی۔

"کس قدر گھٹیا لڑکی ہو۔۔مجھے مجبور نہ کرو میں تم پر ہاتھ اٹھا دوں۔۔جاؤ یہاں سے۔۔۔"

"پلیز وہاج میری بات سنو۔۔پلیز۔۔ایسے ایسے مت کرو۔ایک بار میری طرف دیکھو۔۔"

اس کی شرٹ پکڑتی وہ فریاد گو ہوئی۔ جبکہ اس کے کایا پلٹ پر وہ حیران ہوا تھا۔۔ باہر کیا حرکت کر رہی تھی، اور اب چپکے جا رہی تھی۔

"ابھی کے ابھی میرے گھر سے نکلو۔۔ ورنہ میں تمہارا عورت ہونے کا بھی لحاظ نہیں کروں گا۔۔"

اس کے ہاتھوں سے شرٹ آزاد کرواۓ اس نے دور دھکیلا۔

اس کی گھٹیا حرکات اس کا دماغ مکمل گھما چکی تھی۔

"کیوں نکلوں۔۔ اس دن بھی تم نے مجھے ٹھکرایا تھا، آج بھی تم مجھے اسی طرح ٹھکرا رہے ہو۔۔"

وہ چیختی اس کی شرٹ کو دوبارہ پکڑا کہ اوپری دو بٹن ٹوٹتے اس کا چوڑا سینہ نمایاں کر گئے۔۔ اور ناخن کی خراشیں گردن پر لگی تھیں۔

وہاج کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے، جبکہ آنکھوں میں سرخی بھڑکی تھی۔

وہاج کا ہاتھ اٹھا تھا۔ اور ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا۔۔

وہ زمین پر گری تھی، اس کے بھاری ہاتھ کے تھپڑ سے دماغ گھوم کر رہ گیا۔۔ چہرے پر ہاتھ رکھے اس نے شرر بار نگاہوں سے وہاج کو دیکھا۔

وہاج نے شدت سے مٹھیاں بھینچیں۔۔ وہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتا تھا، لیکن اس کی گھٹیا حرکات نے دماغ گھما کر رکھ دیا۔

تم بھی پھر اپنی بہن کی طرح ہی گھٹیا ہو۔۔ بلکہ مجھے تو لگ رہا ہے تم نے اسے بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ تو " پھر بھی سدھرنا چاہتی تھی لیکن۔۔۔ تم شاید۔۔ پر تم جیسی بیہودہ لڑکی کو کچھ کہنا ہی فضول ہے۔۔ "

میری بہن کے بارے میں بکواس کی تو تمہاری جان لے لوں گی۔۔اسے برباد کر کے بھی تمہیں سکون "
"نہیں آیا، جواب بھی اس کی روح کو تکلیف پہنچا رہے ہو۔۔

بھپری شیرنی بنی وہ غرائی تھی۔۔اور اٹھ کر دوبارہ اس کے مقابل آئی۔

وہاج نے اسے بازو سے جکڑا اور فلیٹ کے دروازے کو کھولا۔

چھوڑو مجھے کمینے انسان۔۔۔میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔" وہ چیختی چلاتی وہاج کی گرفت میں "
پھڑ پھڑا رہی تھی۔

بنا اس کی کسی بات کا اثر لیے اسے باہر دھکیلا تھا۔

لیکن سامنے نظر پڑتے ہی اس کے چہرے پر سختی نمایاں ہوئی۔۔اور آنکھوں کی سرخی میں اضافہ ہوا تھا۔

سامنے کمال ملک، سلمان موجود تھے۔

تایا ابا۔۔" صنم نے بھیگی آنکھوں اور سرخ ہوتے گال پر ہاتھ رکھے انہیں دیکھا، جن کے چہرے پر غضب ناکی پھیلی تھی۔

تایا ابا۔۔وہاج بھائی۔۔انہوں نے۔۔مجھے پھر سے۔۔" روتی ہوئی وہ ان کے سینے سے لگی تھی۔ جبکہ "
کمال ملک نے آگ اگلتی نگاہ اس پر ڈالی۔

مجھے لگا تھا کہ میں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے۔ تمہیں تمہاری بہن کے نکاح پر نہیں بلایا، اور تمہاری غلطی کو معاف نہیں کیا۔ تبھی آج یہاں آیا تھا کہ اپنے بیٹے کو مناسکوں۔ لیکن میں غلط تھا۔۔میں غلط تھا کہ بگڑے ہوئے آوارہ لوگ کبھی نہیں سدھر سکتے۔۔"

انہوں نے صنم کو گھیرے میں لیا۔۔ جبکہ سلمان سپاٹ نظروں سے وہاج کو دیکھ رہا تھا۔۔ جس کی آنکھوں میں سرخی تھی، جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔ لیکن گھبراہٹ کا ایک تاثر بھی نہیں تھا۔

مجھے آپ کی کسی بھی ہمدردی کی پرواہ نہیں ہے۔ نہ ہی میں کوئی صفائی دوں گا۔۔ یہ لڑکی کل بھی مکار تھی آج بھی اس نے وہی گھٹیا حرکت کی ہے۔۔ اسے بھی اپنے ساتھ لے کر جائیں۔۔"

وہ اندر بڑھنے لگا۔

رکو وہاج۔۔۔" کمال ملک دھاڑے تھے۔"

میں نہیں رکوں گا۔۔" وہ ہٹ دھرمی سے گویا ہوا۔ "

"تمہیں میری بات سننی ہوگی۔۔"

آپ آج بھی اپنے الفاظ ضائع کریں گے۔۔اس لڑکی میں مجھے نہ کل دلچسپی تھی، نہ آج دلچسپی ہے۔۔اور آج بھی اپنے الفاظ ضائع کریں گے کہ میں اس سے نکاح کرلوں اسے اپنالوں۔۔۔" وہ لاپرواہی سے بولے صنم پر قہر آلود نگاہ ڈالنا نہیں بھولا تھا۔۔

نکاح کا سن کر صنم کا رنگ بھی اڑ گیا تھا۔

وہاج تم اس حد تک ہٹ دھرم کیوں ہو؟۔ کیا گناہ ثواب کا فرق بھول چکے ہو۔۔اپنی حدود بھول چکے ہو؟؟"

کیسی حدود۔۔ کونسی حدود۔۔جس کے دل میں چور ہو وہ ایسے اکڑ کر کھڑا نہیں ہوتا۔۔اس کی آنکھوں میں شرمندگی ہوتی ہے۔۔لیکن میری آنکھوں میں نہ شرمندگی ہے اور نہ ہی کوئی پچھتاوا۔

"اس لڑکی سے پوچھے کہ یہ میرے فلیٹ پر خود آئی تھی یا میں نے بلایا تھا۔۔؟

تایا ابا۔۔" وہ روتی ہوئی وہاج کو مزید طیش دلا گئی۔"

"اس کے آنسو جھوٹ نہیں ہوسکتے۔۔۔ تمہیں آج اسے ہر حال میں اپنانا ہوگا۔۔"

"میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی کہا کہ آپ اپنے الفاظ ضائع کریں گے۔۔"

وہاج کیوں اتنی ضد دکھا رہے ہو؟اپنا گناہ مان لو۔۔اسے اپنالو۔۔دوسری مرتبہ تم اسے رسوا کرنے " والے تھے۔"

کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں ایک پولیس آفیسر ہونے کے ناطے آپ سب کو اندر کردوں، جو بلاوجہ مجھ " پر الزام لگا کر ایک بدکردار لڑکی سے نکاح کا دباؤ ڈال رہے ہیں۔۔؟"

وہ دونوں بھنویں سکیڑے ازلی انداز میں بولا۔

وہاج۔۔"وہ صدمے سے بولے۔

پر وہ بنا تاثرات کے کھڑا رہا۔

"اتنے بدلحاظ ہوگئے ہو کہ اپنے باپ کو اندر کرواؤ گے۔۔"

کمال ملک کو صدمہ ہی ہوا تھا۔

بد کردار، نافرمان، تو پہلے ہی ہوں اب بدلحاظ ہونے میں کیا مضائقہ ہے؟؟اسے لے جائیں ورنہ میں "
"اسے یہی سے دھکا دے دوں گا۔۔

وہاج کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ صنم کی جان لے لیتا۔

ٹھیک ہے پھر تیار رہنا کل کوٹ میں ملاقات ہوگی۔اگر تم بے غیرت بن کر باپ کو اندر کر سکتے ہو تو "
میں بھی تم پر ایک لڑکی سے زیادتی کی کوشش کرنے کے جرم پر کیس کر سکتا ہوں۔" وہ سفاکیت سے بولے۔

تایا۔۔ابا۔۔نہیں۔۔۔" صنم کا رنگ پھیکا پڑا تھا۔"

تم پریشان مت ہو۔۔اس آدمی نے بہت ہٹ دھرمی دکھادی۔۔اور میں اپنی بچی کو کچھ نہیں ہونے "
"دوں گا۔۔اسے تم سے نکاح کرنا ہی ہوگا۔
کمال ملک نے صنم کے سر پر ہاتھ رکھا۔

رکیں یہ کارڈ رکھ لیں۔یہاں آپ کا کیس ہر کوئی ہاتھوں ہاتھ لے گا۔پھر جو بھی گھٹیا الزام لگانا ہو "
"شوق سے لگالینا۔۔

وہاج نے پاکٹ سے کارڈ نکال کر سلمان کے ہاتھ پر رکھا۔ جبکہ سلمان اس کی دلیری پر سر پکڑ رہ گیا۔

"تم پاگل ہو چکے ہو وہاج۔۔۔اپنی غلطی کو مان کر صنم کو اپنا کیوں نہیں لیتے۔۔۔"

کمال ملک دانت پیسے غرائے تھے۔ جبکہ صنم بھی اس سر پھرے آدمی کو دیکھ رہی تھی۔

معاملہ انہیں بگڑتا محسوس ہوا تو وہ بے بسی سے بولے۔

"ٹھیک ہے مان لی غلطی۔۔ کرلیا اپنا گناہ قبول۔۔ نکاح کروانا چاہتے ہیں؟ تو ٹھیک ہے کل کروائیں نکاح ،ت اس لڑکی کو اپنانے کے لیے میں تیار ہوں۔۔ بلائیں اس کے بھائی باپ اور ماں کو۔۔۔سب کی موجودگی میں نکاح ہوگا۔ یہ مت سمجھیے گا کہ میں آپ کی دھمکیوں سے ڈر گیا ہوں بلکہ کل ہی سچ ثابت ہو جائے گا کہ کون سچا کون جھوٹا تھا۔۔اس نے خود انکار نہ کیا تو میرا نام بھی وہاج سلطان ملک نہیں۔۔"

وہ صنم کی آنکھوں میں ابھرتا خوف بھانپ گیا تھا۔ وہ لڑکی صرف اپنی بہن کی وجہ سے اس سے بدلہ لینا چاہتی تھی۔

صنم نے وہاج کی جانب گلابی پڑتی آنکھوں سے دیکھا۔۔ جس میں اسے واضح تمسخر محسوس ہوا تھا۔

وہ سر جھٹکتا اندر جاکر دروازہ ان کے منہ پر بند کرتا وہ انہیں جتا چکا تھا کہ وہ یہاں سے چلے جائیں۔

اپنی بازی الٹی پڑتی دیکھ کر وہ لب کاٹ کر رہ گئی تھی۔۔

وہ خوش تھی،۔زین کے آنے کی خبر میں وہ خود کو نکھارتی اب اس کے انتظار میں ریلنگ کے قریب آچکی تھی۔۔وہ آنے ہی والا تھا۔جبکہ اس کے لبوں کے گوشے کھلے کھلے سے تھے۔

لیکن پھر منظر بدلنے لگا۔۔اور سامنے کا منظر اس کی آنکھوں کی جنبش کو روک گیا تھا۔۔اس کی مسکراہٹ تھمی۔۔جبکہ آنکھوں میں بے یقینی ابھری۔

کل تک محبت کے دعوے کرنے والا دیوانوں کی طرح زری زری کرنے والا آج اسی کے سامنے کسی اور کا ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔

زین کی نظر اس پر گئی۔ لیکن اس نے سندری کا ہاتھ نہیں چھوڑا۔اور اسے دیکھ کر نظریں چرا گیا۔

زین۔۔ ! ! وہ دلخراش انداز میں اس کا نام لیے چیخی تھی۔ جبکہ گلابی عارضوں پر آنسو بہہ نکلے۔

سندری کی نظر سامنے گئی تو وہ بھی زری کو دیکھتے حیران ہوئی۔اس نے کلائی آزاد کروانا چاہی، لیکن زین نے گرفت مزید سخت کی۔

چکنے فرش پر پاؤں جماتی وہ اپنی فراک سنبھالے سیڑھیاں اترتے اب بھی انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔ پاؤں میں جوتا نہیں تھا۔۔

وہ ان دونوں کی طرف آئی تھی۔اور بے قراری سے زین کا ہاتھ آزاد کروانے پر کوشاں ہوئی۔

"زین اس کا ہاتھ چھوڑیں،۔ چھوڑیں اس کا ہاتھ۔۔آپ نے اس کا ہاتھ کیوں پکڑا ہے۔۔"

وہ ہذیاتی انداز میں ہاتھ چھڑوانے کے درپر تھی۔

زرفشاں رک جاؤ۔۔"زین نے اسے سنجیدگی سے روکنا چاہا۔۔

"نہیں آپ اس کا ہاتھ چھوڑیں زین۔اس کا ہاتھ چھوڑ کر مجھ سے بات کریں۔۔"

زین کی شرٹ جکڑے وہ بھیگی آواز میں بولی۔

زرفشاں چھوڑو۔۔" وہ کرختگی سے بولا۔۔"

نہیں میں نہیں چھوڑوں گی۔۔آپ اس کا ہاتھ چھوڑیں۔۔آپ میرے ہیں صرف میرے"

" ہیں۔۔آپ کو اسے دیکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے تو آپ نے اس کا ہاتھ کیوں پکڑا ہے۔۔

وہ دیوانی بنی ہاتھ آزاد کروانے کی تگ ودو میں پاگل ہوئی۔جبکہ اس کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

زین نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے دور جھٹکا۔

"خبردار جو تم آگے بڑھی۔۔اپنی اوقات میں رہو۔۔"

وہ دھاڑا تھا، جبکہ اس کی آنکھیں ساکت ہوئی۔۔

یہ زین کا لب ولہجہ تو ہرگز نہیں تھا۔۔پھر وہ کیسے اس سے بات کر سکتا تھا۔

"یہ میری ہونے والی بیوی ہے۔"

زین۔۔۔نہیں۔۔۔"وہ تڑپی تھی۔۔لیکن وہ ستمگر لب بھینچے قہر آلود نگاہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔"وہ کھڑی ہوئے پیچھے ہونے لگی۔۔"

زین اسے خود سے دور ہوتے دیکھتا رہا لیکن سندری کا ہاتھ نہیں چھوڑا۔۔وہ بوجھل پلکوں سے یہ منظر دیکھتی حواس کھونے لگی تھی۔اور پھر زمین پر گرتی آنکھیں موند گئی۔وہ اس کے بے جان وجود پر سے سندری کا ہاتھ تھامے گزر گیا تھا۔

" زین۔۔۔آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔زین۔۔آپ سندری کو نہیں۔اپ ایسا نہیں کر سکتے"

وہ بھیانک خواب دیکھتی ڈر کر اٹھی تھی۔۔جبکہ ہاتھ سامنے کیے وہ اب بھی جیسے اس کا ہاتھ چھڑوا لینا چاہتی تھی۔لیکن نہیں چھڑوا پائی تھی۔۔خواب ٹوٹ گیا۔۔وہ حواسوں میں لوٹنے لگی۔

سانس بری طرح پھولی ہوئی تھی۔

زین۔۔۔"آنکھیں کھول کر اس خالی ویران کمرے کو دیکھا۔ سسکی کی طرح اس کا نام لیے وہ لب کاٹ کر رہ گئی۔

پاؤں میں ٹیسیں اٹھنے لگی جبکہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

اب بھی نہیں آئے آپ۔۔۔" وہ بڑبڑائی تھی۔"

انتظار انتظار ہی رہا تھا۔

وہ تھک ہار دوبارہ تکیے پر سر گرائے سسکتی آنسو بہانے لگی۔

اور رونا چاہتی ہو؟؟" بھاری گھمبیر آواز کانوں سے ٹکرائی اس کی بہتی آنکھیں ساکت ہوئیں جبکہ حلق " خشک ہوا تھا۔ چند پل وہ حرکت بھی نہیں کر پائی تھی۔

وہ چند پل ایسے ہی رہی۔ جب آواز دوبارہ نہیں آئی تو وہ بے قرار ہوئی۔ ہمت نہیں تھی کہ وہ کمرے میں نظر ڈال لیتی، جیسے خواب ٹوٹ جائے گا۔

اس نے سانس کھینچی تو کمرے میں اس شخص کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اور دل شدت سے دھڑک گیا۔ وہ آگیا تھا۔ وہ زرفشاں کو نہیں بھولا تھا دل خوش گمان ہونے لگا تھا۔

وہ کاؤچ پر شان سے دراز، دونوں ہاتھوں کو کو جک-ڑے چہرے پر سرد تاثرات سجائے اس کے دونوں پاؤں کو ہی نگاہ میں رکھے ہوئے تھا۔جب جب وہ پاؤں دیکھتا اسے دل تکلیف محسوس کیے شدت سے دھڑکنے لگتا۔

"آپ مجھے ستارہے ہیں ناں۔۔۔" وہ بھیگتی آواز میں بولی، اور وہی زین کا ضبط ٹوٹ گیا۔۔ تیزی سے اس کی جانب آئے اس نے سخت نظروں سے اسے دیکھا اور پھر دونوں بازوؤں سے جکڑ کر اسے اپنے مقابل کیا۔

"اتنی بے اعتباری؟؟" وہ شکوہ کیے بنا رہ نہیں پایا۔"

زرفشاں نے خوف سے آنکھیں بند کی، جیسے ایک بار پھر اس کے خواب کی مانند گم ہو جانے کا ڈر ہو۔

"آنکھیں کھولو۔۔" وہ دبا دبا غرایا۔اس وقت وہ اس لڑکی کو مکمل دیکھنا چاہتا تھا۔"

"میں آنکھیں کھولوں گی تو آپ چلے جائیں گے۔۔اس کے پاس۔۔اور میں پھر اکیلی، تنہا سسک سسک کر مر جاؤں گی۔"

وہ بند آنکھوں سے سسکتی اسے بری طرح تڑپا گئی تھی۔

اس کے لفظوں پر اس مزید طیش آیا جب وہ ہی فاصلے پر دراز ہوئے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام گیا۔ گرفت شدت لیے ہوئی تھی،۔

آنکھیں کھولو زر فشاں۔۔" اس نے حکم دیا تھا۔اور وہ دیوانی کیسے حکم ٹال دیتی۔۔

اس نے آنکھیں کھول کر اس ستمگر کو دیکھا۔جس کے خوبرو چہرے پر کرب پھیلا تھا۔داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔۔چہرے پر تھکان تھی۔لیکن وہ پھر بھی حدر درجہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے نگاہ کی تشنگی مٹاتے تھم سے گئے تھے۔

تمہیں مجھ پر رحم نہیں آیا۔؟" وہ رنجیدگی سے بولا تھا۔جبکہ زری کو اب غصہ آیا۔جو اسے رحم کا کہہ رہا تھا۔۔حالانکہ قہر تو وہ ڈھا رہا تھا۔

آپ ظالم بنے تھے،۔آپ نے ستایا مجھے،۔میں تو اب بھی سراپا انتظار تھی۔آپ نے ہی رحم نہیں کیا۔۔"

وہ نظر جھکائے لب کاٹتی بولی، دل شدت سے اس کے سینے میں چھپ کر رونے کو چاہ رہا تھا۔لیکن وہ اب کم از کم خود اپنے ہاتھوں خوار نہیں ہونا چاہتی تھی۔

زین نے جیسے اس کی سوچ پڑھ لی۔۔اسے شدت سے خود سے لگایا اور گرفت کمر پر سخت کیے، اپنی سرخ آنکھوں کو بھی بند کیا۔۔گویا ان میں چھپی تکلیف چھپالی ہو۔

اور وہ محبوب تر پناہ میں پھوٹ پھوٹ کر روتی چلی گئی۔زین نے اسے بالکل نہیں روکا۔۔بس نرمی سے اس کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھے بالوں پر لب جمالیے۔

"تم نے میرے ساتھ بہت برا کیا ہے۔۔میں چند دن نہیں آیا تو تم اپنی من مرضی پر اتر آئی خود کو تکلیف پہنچالی کہ اسی بہانے ہی میں آجاؤں گا۔۔تم ایک بار پکارتی تو سہی پاگل لڑکی۔"اس کے لہجے میں تڑپ ہی تڑپ تھی۔

"پکارا تھا میں نے۔شدت سے بھی پکارا پر آپ نہیں آئے۔۔آپ بھول گئے۔۔بھول گئے ایک پاگل سی ل-ڑکی تھی جس سے میرا زبردستی نکاح ہوا تھا۔لیکن وہ آپ کو اچھی نہیں لگتی تھی۔اس لیے بھول گئے۔اور ناجانے کہاں کس کے ساتھ۔"

اس کی نم بھیگی پر شکوہ آواز پر زین نے گرفت سخت کی۔

جیسے اس کے لفظوں پر شدید غصہ آیا ہو۔

مصروف تھا میں لیکن آج سارے کام چھوڑ کر صرف تمہارے لیے آیا ہوں۔۔"اس کے کان کے قریب جھکے وہ سرگوشیانہ سرد پن سے بولا۔

تو کیوں آئے، رہتے مصروف۔۔۔اب بھی کیوں آئے یہاں سیدھا میری قبر پر فاتحہ پڑھنے آجاتے"۔"

وہ شکوہ کناں ہوئی۔جبکہ زین نے لب بھینچ لیے۔۔جیسے اپنا غصہ دبایا ہو۔

"پھر میں فاتحہ پڑھنے نہیں آتا۔۔"

افسوس کرنے آتے، کہ ایک دیوانی تھی جو اپنے شوہر پر مرتی تھی۔"وہ مزید تلخ ہوئی۔"

نہیں"۔اس نے یک لفظی جواب دے کر جیسے اسے بے چین کیا تھا۔"

"پھر۔۔۔؟

پھر یہ کہ میں اپنی دوسری بیوی کو ساتھ لاتا جسے میں تمہاری دیوانگی کی داستان سناتا، پھر میں اور وہ" تمہاری قبر پر پھول پھیلاتے فاتحہ پڑھتے اور تمہیں الوداع کہہ کر اپنی زندگی میں مگن ہو جاتے۔

زین۔۔۔"ایک بار پھوٹ پھوٹ کر روتی اس کی شرٹ ہاتھوں میں تھام گئی۔جیسے وہ سچ میں یہ کر گزرے گا۔

"دل جلا رہے ہیں میرا۔۔ایسے کون کرتا ہے؟"

"تم نے بھی تو کچھ دیر پہلے دل کاٹنے والے الفاظ کہے ہیں۔کیا میں حساب بھی نہ برابر کروں۔؟"

وہ ظالم بنا تھا۔جبکہ وہ پھر آنسو بہانے لگی۔

چپ کر جاؤ، ورنہ ایک زور سے لگاؤں گا۔پہلے ہی مجھے شدید غصہ آرہا ہے۔۔"اس نے واضح دھمکی دی" تو وہ پل میں رونا بھول گئی۔

ظالم ہیں آپ۔۔"وہ شرٹ کے بٹنوں سے کھیلتی الزام عائد کر گئی۔"

صرف تمہارے معاملے میں رحمدل ہوں۔۔"اس نے زری کے لفظوں کا جواب تسلی سے دیا۔"

آپ سندری کے پاس تھے ناں،۔اس نے مجھ سے چھین لیا آپ کو۔آپ اب مجھے چھوڑنے آئے ہیں" ناں۔۔"وہ اپنی ہی قیاس آرائیوں میں تھی۔کچھ پل پہلے کا خواب حواسوں پر سوار ہو رہا تھا۔

تمہیں کیسے پتہ میں اس کے پاس تھا؟؟"زین نے جیسے اس کا ضبط آزمایا۔"

جبکہ زرفشاں کا سانس تھما تھا۔

مطلب آپ۔۔۔"وہ سفید پڑتے چہرے سے بول ہی نہ پائی۔اور"

مطلب یہ کہ میں ہر ایک رکاوٹ کو ہٹائے صرف تمہارے لیے یہاں موجود ہوں۔۔"وہ بنا کسی وضاحت کے ایک جملے میں بات سمیٹ گیا تھا۔

سچ کہہ رہے ہیں۔۔؟"وہ زین کو دیکھتی اب بھی جیسے بے قرار تھی۔"

"اپنی جان کی قسم۔۔"

اس نے جھک کر پیشانی کو چوما۔اسے ایک بار معتبر کیے وہ زری کا جلتا دل کچھ ٹھنڈا کر گیا۔اور بنا کسی لفظی تسلی کے وہ اسے جتا گیا تھا کہ وہ اسی کا ہے، وہ کبھی بھی اس کا نہیں ہو گا۔لیکن وہ لفظوں سے بھی چاہتی تھی کہ اس کی بے چینی دور کر دے۔اور کچھ دیر بعد یہ خواہش بھی پوری ہو گئی۔

آنسوؤں کی لکیر عارض پر بکھری تو اس نے نم آنکھوں پر تشنہ لب رکھے۔۔اسے ساکت کیا۔

URDUNovelians

کبھی مت سوچنا کہ تمہارے علاوہ کسی کو دیکھوں گا یا کسی کا بنوں گا۔یا کسی کے پاس جاؤں گا۔"

"تمہیں اپنا لیا تو سمجھ لو زین چوہدری کے لیے ہر لڑکی حرام ہو گئی۔

زری کا تڑپتا دل ٹھنڈا ہوا۔

"میرا دل چاہ رہا ہے تمہیں ایسی سزا دوں کہ دوبارہ تم ایسی حرکت نہ کرو۔۔"

اس نے خم کو انگوٹھے سے سہلایا اور ہلکا سا دباؤ ڈالا۔ لیکن چھونے کی جسارت نہیں کی۔ جبکہ زری کا دل اس بار حلق میں دھڑکتا محسوس ہونے لگا۔

اب بھی سزا دیں گے۔۔" وہ لرزتی پلکوں سے بولی۔ جبکہ وجود کانپ گیا تھا۔"

ہاں اس خم کو بھی آج سزا ملے گی۔" اس نے توجہ مخمور بھیگی آنکھوں کی جانب کیے اس خم کو نظرانداز " کیا تو زرفشاں دھک رہ گئی۔ یعنی اس کی سزا کا انداز بھی دوسرا تھا۔ خم جیسے ناراض ہوا تھا۔

آپ۔۔۔" وہ دانت بھینچے بولی۔"

کیا میں؟؟" ابرو اچکائے اس نے دل بری طرح جلایا۔"

وہ خفگی بھری نظروں سے اسے دیکھتی دوبارہ سینے میں منہ چھپا گئی۔ جبکہ زین اس کو سمیٹے اب آسودہ سا مسکرایا۔

ان سب لمحوں کے دوران وہ پاؤں کا درد بھولے بیٹھی تھی جبکہ زین کو تو وہی درد از بر رہا تھا لیکن پہلے دل کے مرہم کا سامان کرنا چاہتا تھا۔

زخم کیسے آئے؟"اس کے لہجے میں شدید سرد مہری تھی۔ "

" وہ میری غلطی نہیں تھی۔۔وہ ملازمہ سامنے آگئی تھی۔۔سچ کہہ رہی ہوں میں نے نہیں۔۔۔"

زین نے گلابی لبوں پر انگلی رکھے اسے سرخ پڑتی آنکھوں سے دیکھا۔تو زرفشاں پھیلی آنکھوں سے اس کی بے باک جسارت پر سانس تک روک گئی تھی۔

"غلطی اگر ملازمہ کی تھی تو تم کیا کر رہی تھی اس وقت؟؟اور جوتے کہاں تھے؟؟"

زین نے اس کی غلافی آنکھوں میں جھانکتے سرد پن سے کہا۔۔ہونٹوں پر اب بھی اس کی انگلی جمی تھی۔زرفشاں کے حلق سے گھٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

زین نے انگلی ہٹائے جواب چاہا۔

میرا جوتا گم ہو گیا تھا۔۔اور میں نیچے تھی۔وہی ڈھونڈنے گئی تھی کہ۔۔۔"زرفشاں کو جھوٹ بھی ڈھنگ سے بولنا نہیں آرہا تھا۔۔

"جوتا کیوں گم ہوا تھا۔اور جوتا کیا نیچے جاکر گم ہو گیا تھا۔؟"

زین نے انگوٹھے سے گال سہلائے پوچھا تو زرفشاں نے لب کا کونا دانتوں میں دبایا۔

"مم مجھے کیا پتہ۔۔بس میں جوتا ڈھونڈ رہی تھی۔ملازمہ آکر مجھ سے ٹکرا گئی،اور پھر زخم ہو گئے۔"

لہجے میں ہلکی سی جنجھلاہٹ سمٹ آئی تھی۔

کہیں تم سنڈریلا کی کہانی تو نہیں دہرا رہی؟ ناجانے کیوں گمان سا ہو رہا ہے کہ کہانی بنا کر تم مجھے بہلا رہی ہو"زین نے طنز کیا۔

آپ کو زخم سے مطلب ہونا چاہیے،کہانی کا کیا ہے۔اور وہ کہانی ایسے نہیں تھی۔؟"وہ پلکیں جھکائے بولی تھی۔

کتنے جوتے ہیں تمہارے پاس؟؟"زین نے جیسے ہر بات نظر انداز کی۔"

زری نے گھنیری پلکیں اٹھا کر اس ساحر کو دیکھا۔۔تو ایک پل کے لیے ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔

پپ پتہ نہیں۔۔۔"زری نے نفی میں سر ہلایا۔"

آپ کہاں جارہے ہیں۔۔؟"اس کا دور جانا اسے واضح محسوس ہوا۔لیکن اس نے جواب نہیں دیا۔"

زین وارڈروب کی جانب آیا۔اور ایک سلائیڈ ہٹائی۔جہاں لاتعداد جوتے موجود تھے۔

زری کو شرمندگی ہوئی۔جہاں جوتے موجود تھے۔جنہیں اسے استعمال کرنا تو دور کی بات دیکھنا گوارا نہیں کیا تھا۔

جیب سے لائٹر نکال کر اس بے زری کو دیکھا۔اس کے خیالات کی رو سمجھنے پر ایک سرد لہر وجود میں اٹھی،آنکھیں خوف سے پھیلیں۔۔جبکہ وہ اٹھنے کی کوشش میں ہلکان ہوئی۔

وہیں بیٹھی رہو۔۔"اس نے لبوں سے سرد سرگوشی کی۔"

"آگ لگادوں انہیں۔۔جب انہیں استعمال نہیں کرنا؟؟"

اس نے لائٹر کا شعلہ بھڑکایا۔۔اور زری کی وہی جان جلی۔اس کی سرد سی سیاہ آنکھوں میں بھی شعلے کا عکس تھا۔

نہیں۔۔۔آپ۔۔آپ ایسا نہیں کریں گے۔۔ مم میں غلطی مان رہی ہوں۔۔مجھے آپ یاد آرہے تھے " بہت۔۔میں آپ کے پاس آنا چاہتی تھی۔۔ بابا سے ملنا چاہتی تھی، ناجانے وہ کیسے ہو گے۔انہیں سب کو سوچتے میں نیچے ننگے پاؤں چلی گئی۔۔اور میرے پاؤں پر کانچ لگ گیا۔۔اب پلیز۔۔انہیں مت "جلائیے گا۔۔

وہ ایک سانس میں تفصیل بتاتی شعلے کو ہی دیکھ رہی تھی۔جیسے کسی بھی پل زین وارڈروب کو آگ لگادے گا۔

"دل یہ تو کہہ رہا ہے کہ انہیں آگ لگادوں۔۔کیونکہ تم نے انہیں پہننا گوارہ تو کرنا نہیں ہے۔۔ "

اس کے درشتگی بھرے لفظوں پر وہ خجالت سے چہرہ جھکا گئی۔

آپ پاس ہو گے تو یہ بے جان چیزیں بھی مجھے اچھی لگیں گی، وگرنہ یہ چیزیں تو میرے لیے ثانوی " سی حیثیت رکھتی ہیں۔اس دل کو تو صرف آپ کی طلب ہے، جب وہی طلب پوری نہ ہو تو کیونکر ان " چیزوں پر توجہ دوں

وہ یہ باتیں صرف سوچ سکی تھی، کہہ کر اپنی شامت نہیں بلوا سکتی تھی۔

زین نے لائٹر کو آف کیے جیب میں ڈالا اور اس کی جانب آیا۔ جبکہ اس کا دل شدت سے دھڑکا تھا۔

کئی پل وہ لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔اور پھر پاؤں کے قریب بیٹھا اور سفید پٹی کو ہلکا سا سہلایا۔

اب ٹھیک ہے۔۔آپ ہاتھ۔۔ مم مت لگائیں۔۔" وہ بوکھلائی لیکن اس کی سرد سرخ روسی نگاہ نے " زبان کو کنگ کیا۔

مم میں تو ایسے ہی کہہ رہی تھی۔۔آپ کو دیر نہیں ہو رہی۔۔" وہ سٹپٹائی۔ "

اسے سمجھ نہیں آیا کہ زین کو کیسے پاؤں چھونے سے منع کرے۔۔وہ شہنشاہوں جیسا شخص پاؤں چھونے کے لیے نہیں بنایا گیا تھا،وہ تو حاکم تھا۔ حکم دیتے اچھا لگتا تھا۔

اس وقت میں تمہیں ایسی سزا دینا چاہتا ہوں کہ دوبارہ تم اپنی حفاظت میں کوتاہی کرنے کا سوچ بھی نہ " سکو۔۔کرنا تو دور کی بات۔۔۔

"آپ کب سے سزا ہی دے رہے ہیں۔اس سے اچھا نہ ہی آتے۔۔۔رہ جاتی میں اکیلی۔۔اور پھر۔۔۔"

وہ منہ بگاڑے روہانسی ہوئی۔

زرفشاں۔۔تم مجھے مجبور کررہی ہو کہ میں تمہاری نازک جان پر ظلم ڈھاؤں۔۔اور پھر خود کو بھی "
"اذیت پہنچاؤں۔۔

وہ شدت پسندی سے بولا تو زری نے سہم کر نفی میں سر ہلایا۔اس کی آنکھیں بھیگی۔۔لب کا کونا دبائے اس نے بمشکل سسکی روکی۔۔جو پاؤں پر اس کے دباؤ کی وجہ سے ابھری تھی۔

جیسے جیسے وہ پٹی جدا کررہا تھا اس کے دل میں بھی درد سا بڑھنے لگا۔

جس انداز میں دونوں پاؤں پر پٹی کی گئی تھی اس کے مطابق یہ زخم کم از کم پانچ چھ دن تک بہتر ہونے والے تھے۔۔اور اتنے دن وہ دوسروں کی محتاج رہتی۔اور جو تکلیف وہ برداشت کررہی تھی اس کا الگ ہی اسے طیش آرہا تھا۔

بہت برا کیا زرفشاں۔۔بہت برا۔۔وہ تاسف سے سر ہلائے بولا۔ "

آپ مت دیکھیں۔۔میں آپ کو ایسے نہیں دیکھ سکتی۔۔" وہ بے بسی سے بولی تھی۔ "

تمہیں دیکھنا پڑے گا۔تا کہ تمہیں بھی پتہ چلے کہ من پسند شخص کو اذیت میں دیکھنا کیسا لگتا ہے۔اس" وقت میں خود کو اتنا بے بس محسوس کر رہا ہوں۔اور میری یہی بے بسی تمہیں کچھ بھی سخت کہنے سے روک رہی ہے۔"

وہ زین کی لاچارگی دیکھتی لب کاٹ کر رہ گئی۔

دونوں پاؤں سے بینڈیج جدا کیے، وہ زخم دیکھنے لگا۔کٹ اس کی سوچ سے کافی گہرے تھے۔۔اس کے سفید بے داغ نازک پاؤں کی جلد پر سرخ نشان پڑ چکے تھے۔

اس کی آنکھوں کی رنگت بھی جیسے سرخ ہونے لگی تھی۔۔اور زری جان گئی تھی کہ وہ ضبط کر رہا ہے۔

مجھے درد ہو رہا ہے۔۔"وہ نم سا بولی تو زین چونکا۔۔"

سائیڈ پر پڑے باکس کو اٹھا کر اس نے دوبارہ زخموں کو صاف کیا۔۔اور بینڈیج کرنے لگا۔

زری کو جیسے آج اپنے زخم حد درجہ پیارے لگے۔۔جن کی بدولت وہ روح کا مکین شخص اس کے پاس تھا۔

بینڈیج کیے کئی پل اس کے بینڈیج نما پاؤں سہلاتا کسی سوچ میں مگن ہوا۔

زین۔۔مجھے درد۔۔ہو رہا ہے۔۔" وہ اس شخص کو مزید اپنے قدموں میں بیٹھے برداشت نہیں کر سکتی تھی لیکن درد بھی بڑھ رہا تھا۔

وہ دونوں پاؤں احتیاط سے تکیے پر رکھے واش روم کی جانب گیا۔۔اور ہاتھ دھوئے واپس آیا۔اور باکس سے میڈیسن نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھے گلاس کو لبوں کے قریب کیے اسے میڈیسن کھانے پر اکسایا۔

زری نے دوا منہ میں ڈالی، اس نے جھٹ سے گلاس لبوں سے لگا دیا۔۔اس پورے عمل کے دوران وہ ایک لفظ بھی نہ بولا۔

زرفشاں کو اس شخص کی فکر ہونے لگی۔۔جو ڈارک بلیو شرٹ اور بلیک جینز میں کف فولڈ کیے رف ٹف سے حلیے میں تھا۔

آپ ٹھیک ہیں؟"زری نے اس کی الجھی سی حالت اور چہرے پر تھکن دیکھے پوچھا۔"

ہمم وہ محض یہی کہہ پایا۔۔اور اس کے پاس آئے دوسری جانب لیٹ گیا۔

زری تھم کر سانس روک گئی۔

زین نے اس کا سر اپنے بازو پر رکھا اور اس کا نرم ملائم ہاتھ اپنے دل پر۔۔تاکہ وہ چند پل کے لیے پر سکون ہو سکے۔اس لڑکی کو محسوس کیے اپنی تھکن اتار سکے۔۔ تین راتوں سے وہ ادھوری سی نیند لے

رہا تھا۔اور آج بھی وہ زری کا خیال کیے یہاں آگیا تھا۔۔زخموں کا اسے نوفل نے ہی بتایا تھا۔جس پر وہ آج کی میٹنگ کو ایک طرف کیے صرف زری کے پاس تھا۔

آپ کا سر دبا دوں۔۔"وہ ہاتھ ہٹانے کی وجہ تلاشنے لگی۔"

نہیں بس پاس رہو۔۔"وہ ہاتھ پر دباؤ ڈالے بولا تو زری نے سرخ پڑتا چہرہ جھکایا۔"

تین لوگ تمہارے آنسوؤں کی وجہ بن گئے ہیں ، کیا خیال ہے ؟تینوں کو سزا دے دوں ؟؟"کچھ پل بعد وہ بولا تھا۔"

تت تین کون؟؟اس نے سراسیمگی سے پوچھا۔"

"وہ نئی دلہن، ملازمہ اور تم۔۔۔"

میں نے کیسے ؟؟"زری جلدی سے بولی۔"

"تم نے لاپرواہی کر کے، خود کو رلا دیا۔یعنی کہ میری زندگی کو رلا دیا۔۔"

اس کی الگ سی منطق پر وہ دنگ رہ گئی۔لیکن اس کا میری زندگی کہنا جیسے دل کے ہر زخم پر مرہم ثابت ہوا۔۔آنکھیں فرطِ جذبات سے بھیگی۔۔اس شخص نے اسے زندگی قرار دے دیا تھا۔۔اس سے بڑھ کر زرفشاں کے لیے کیا انعام ہوتا؟؟

دے دیں سزا۔۔۔میں اب ہر سزا قبول کرلوں گی۔۔"وہ گھنیری پلکو کو جھکائے بولی۔"

زین بوجھل سا مسکرایا۔۔اور جھک کراس کے خم کو نرمی سے چوم لیا۔زری حق دق رہ گئی۔اس کے لمس میں نہایت نرمی تھی۔

یعنی وہ اقرار چاہتا تھا کہ وہ سزا کا خود کہے۔۔جب اس نے یہ اقرار کیا تو وہ سزا کو جزا میں بدل گیا تھا۔

"آپ۔۔۔"

ہاں یہ خم ناراض ہو گیا تھا۔۔اسے نظرانداز کر کے میں کافی سزا اسے دے چکا ہوں۔۔اب جزا کا وقت " تھا۔اس لیے اس کی ناراضگی دور کر دی۔۔اب یہ خم مجھے مسکراتے ہوئے محسوس ہو رہا ہے۔۔"اس نے انگوٹھے کی پور سے خم دبایا،زری نے اس کے سینے میں منہ چھپایا۔۔جبکہ لبوں پر دلفریب مسکراہٹ تھی۔

میں کچھ دیر سونا چاہتا ہوں۔۔"اس نے بوجھل سے لہجے میں کہا۔جبکہ زری کو اس کی حالت پر رحم " آیا،

"میں آپ کا سر دبا دیتی ہوں۔۔آپ کو اچھا لگے گا۔مجھے لگ ہی رہا ہے کہ آپ تھکے ہوئے ہیں۔۔" زری پریشانی سے بولی۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔میں یہاں چار بجے تک ہوں۔پورے چار بجے تک تم مجھے جگا دینا۔۔"اس نے " گھڑی پر نظر دوڑائے مصروفیت سے کہا۔۔جہاں ایک بج رہا تھا۔جبکہ زری کی ساری خوشی اڑنچھو ہو گئی۔

پھر چلیں جائیں گے؟؟" وہ بھیگی نم آواز میں شکوہ کرتی زین کو پشیمان کر گئی۔"

"جا کر اس بار جلد واپس آؤں گا۔۔یوں سمجھ لو کہ تمہارے زخم واپس لائیں گے۔۔۔"

اس نے ایک بار پھر خم کو سہلایا۔

پھر تو یہ زخم کبھی ٹھیک ہی نہ ہوں۔۔"اس کے لبوں سے بے اختیارانہ یہ الفاظ نکلے جس پر زین نے " نرمی بھرے خوبرو چہرے پر کرختگی پھیل گئی۔

وہ میں تو ایسے ہی۔۔"وہ ایک بار پھر اس کی گھوری پر سٹپٹائے وضاحت دے گئ۔"

اس کے تاثرات نرم ہوئے تو اسے تھوڑی تسلی ہوئی۔

ہم کب تک ایسے رہیں گے ؟"وہ اپنے دل کے خیالات زبان پر لے آئی۔"

چند دن۔۔"وہ سرگوشیانہ بولتے گہری نیند میں چلا گیا۔۔لیکن زری کی نیندیں اڑ گئی تھیں۔۔وہ نہایت " قریب تھا۔۔ایک بازو استحقاق سے اس پر رکھے ہوئے وہ اپنی گرم سانسوں سے اس کا چہرہ جھلسا رہا تھا۔وہ اس کی نیند کے خیال سے زرا بھی مزاحمت نہیں کر سکتی تھی۔

اس کی سانسوں کی آواز بڑھنے لگی تھی۔جبکہ تعبیر کی نظر سامنے گھڑی پر ٹھہر گئی۔جیسے وہ وقت روکنے کے لیے کوئی منتر پھونک دینا چاہتی ہو۔تاکہ وقت رک جائے اور گھڑی کی سوئی چار کا ہندسہ کبھی عبور نہ کرے۔۔لیکن وقت کب کہاں کسی کے لیے رکا تھا۔۔جو اس دیوانی کے لیے رک جاتا۔۔

پر وہ خود تو رک سکتی تھی اس شخص کے لیے اپنی نیند قربان کر سکتی تھی۔۔اس کی چند پل کی موجودگی کو وہ زہن میں قید کر سکتی تھی،۔ تبھی آنکھیں نہیں موندی تھی۔

تم سوئی نہیں ؟؟"زین نے زری کو جاگتے دیکھا تو حیران ہوا۔۔اس کی آنکھ پورے چار بجے کھلی تھی۔اور وہی زری کا دل بے چین ہو گیا تھا

مجھے نیند نہیں آرہی تھی۔۔"اس کی آواز زکام زدہ تھی۔"

اگر ایسے کرو گی تو میں جا نہیں پاؤں گا۔۔اور تم جانتی ہو میرا جانا بہت ضروری ہے۔۔"زین نے اٹھ" کر اسے بھی بٹھایا تھا۔۔اور بیڈ سے نیچے اتر واش روم میں فریش ہونے بڑھا۔

کچھ دیر بعد وہ گیلے چہرے اور ہلکے نم بالوں کے ساتھ باہر آیا۔۔تو زری سوجن زدہ آنکھوں سے بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

وہ ڈریسر کی جانب بڑھا اور بال سیٹ کرتا کن آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔جو نا جانے کن سوچوں میں غرق تھی۔

زری نے اس کے براؤن بلیک بال جمے دیکھے تو نظر اتارے بنا رہ نہ پائی۔۔وہ ذرا سے بال جما لینے پر حد درجہ خوبرو لگ رہا تھا۔۔زری کا دل کیا اس کے بال بگاڑ دے۔تا کہ کوئی اس کو نظر بھر کر نہ دیکھ سکے۔۔

"تم مجھے ان حرکتوں سے روک رہی ہو زر فشاں۔۔۔"

وہ متبسم ہوا قریب آ کر بیٹھا۔۔

کتنی بے بس ہوں میں؟؟ کہ آپ کو روک نہیں سکتی آپ کو ناشتے کا نہیں پوچھ سکتی۔۔آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکتی۔۔" وہ ایک بار پھر رو دی۔

غلط بات۔۔۔آنسو صاف کرو۔۔" وہ آنسو صاف کیے مصنوعی رعب سے بولا تو زری نے اپنی ہتھیلیوں کو دیکھے لب دبایا، اور آنسو روکنے کی ناکام کوشش کی۔

تم بے بس نہیں ہو، بااختیار ہو جو مجھے آسانی سے سمیٹ گئی۔،ان چند گھنٹوں کی پر سکون نیند میری ساری زندگی کی نیند سے پیاری تھی۔جہاں تم میرے قریب تھی۔۔اس سے بڑھ کر مجھے کسی کی طلب نہیں۔۔اور فکر مت کرو۔۔جس دن تمہیں میں یہاں سے لے گیا۔۔بہت کام کرواؤں گا۔۔کیونکہ مجھے کھانے پینے کے معاملے میں تمہارا یہ شوہر بہت موڈی ہے۔۔"

اس کی ننھی ناک کھینچے وہ شرارت پر آمادہ ہوا تھا۔

موڈ ٹھیک کرو لڑکی۔۔۔"وہ مصنوعی سنجیدگی سے بولا تو زری پل میں سہمی۔اور انگلیاں چٹخا کر رہ گئی۔"

بہت نازک ہو۔۔۔پر دوسرے ہی پل شیرنی بھی ہو۔"وہ کہے بغیر رہ نہیں پایا۔۔"

خیال رکھنا اپنا۔۔اگر مجھے زرا بھی خبر ہوئی کہ تم نے احتیاط نہیں کی تو بہت بری سزا دوں گا۔۔اور "

" میری سزا کا عالم تم جانتی نہیں ہو۔۔

گال سہلائے وہ گھمبر تا سے بولے زری کی جان ہلکان کر گیا،۔

اس کی شفاف ہتھیلیوں پر لب رکھے وہ ماتھے کو چومے بالکنی کی جانب بڑھا۔۔زری جو اس کے لمس پر آنکھیں میچ گئی تھی۔،کمرے میں اس کی خوشبو میں سانس بھرتی آنکھیں کھول گئی۔وہ کمرے میں نہیں تھا۔۔دل بے قرار ہو گیا۔۔لییکن وہ بے بسی تھی۔ تھکن زدہ سی بیڈ پر لیٹ گئی،اور اس کے تکیے پر اپنا سر رکھ کر اسے سوچتی آنکھیں موند گئی تھی۔

یہ ایک جدید طرز کا بورڈ روم تھا۔۔جہاں دیوار کے ساتھ کاؤچ اور سینٹر میں چیئرز وغیرہ سیٹ تھی۔ایک طرح سے یہ لیونگ روم بھی تھا۔جہاں ایک شخص آرام سے رہ سکتا تھا۔

مرر سکریز تینوں جانب تھیں۔جبکہ ایک دیوار پر گن کا بڑا سا پورٹریٹ چسپاں تھا۔۔

نوفل کاؤچ پر دراز زین کا ہی منتظر تھا۔

کیسے ہو؟"زین روم میں داخل ہوااور نوفل یزدان کی جانب آیا۔۔جو سیاہ کرتا شلوار میں کافی خوبروہ" لگ رہا تھا۔بال ترتیب سے سیٹ تھے۔۔جبکہ مضبوط بازو میں ایک موٹا بریسلٹ اور گھڑی تھی۔

"بیوی کے آنے کے بعد تمہاری ڈریسنگ سینس بھی کافی اچھی ہو گئی ہے۔۔"

زین نے میٹھا سا طنز کیا۔نوفل اس کے شانے پر پنچ مار کر رہ گیا۔

باسط ایک جانب سنجیدہ چہرے کے ساتھ کھڑا تھا۔

زین نے خود آگے بڑھ کر مصافحے کے لیے ہاتھ آگے کیا۔

جسے باسط نے ضبط سے تھاما۔

"باسط بیٹا یہ میرے باس ہیں۔۔تم انہیں نخرے مت دکھاؤ۔۔"

نوفل نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔زین کے معاملے میں وہ باسط کو بھی اجازت نہیں دے سکتا تھا کہ وہ اس کی حکم عدولی کرے،یا اس کی بات کا ٹھیک طریقے سے جواب نہ دے۔

کم آن یار۔۔اس وقت میں کوئی باس نہیں ہوں۔لیکن ٹھیک دو منٹ بعد میں تم سب کا خطرناک" ترین باس ہوں۔"

اس کے کندھے پر تھپکی دیے وہ ماسٹر چئیر پر دراز ہوا۔

باسط نے آگے بڑھ کر ایک فائل اس کی جانب بڑھائی۔

زین کے چہرے کے نرم تاثرات ، سنجیدگی میں بدل چکے تھے۔

وہ فائل کے ورک بدلنے لگا۔۔ جبکہ نوفل بھی سنجیدگی سے زین کو دیکھ رہا تھا۔

شایان ساگر کے لیے اس وقت سب سے زیادہ ضروری آریان ساگر کی آزادی ہے۔۔ وہ اپنے سب کام فلحال پسِ پشت ڈالے ہوئے ہے۔۔ تو اسی بات سے ہم فائدہ اٹھائیں گے۔۔ آریان ساگر کی بھاگنے کی خبر کو منظر عام پر لائیں گے۔۔ اور اسی دوران ہم دوسرا کام سرانجام دیں گے۔۔ اس وقت اس کی بہن کی حفاظت بھی بہت ضروری ہے۔۔ وہ جب تک گاؤں میں تھی۔۔ تب تک ٹھیک تھا۔ لیکن اب وہ یہاں ہے، اور شایان بھی یہیں ہے۔ اوع وہ شخص اپنے فائدے کے لیے ہر حد تک جا سکتا ہے۔۔ "زین کے تفصیل پر نوفل نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔۔

وہ ٹھیک ہے۔۔ اس پر میری ہر وقت نظر ہے۔۔ " باسط کے لبوں سے بے اختیارانہ نکلا۔ تو نوفل اور " زین نے چونک کر اسے دیکھا۔

وہ۔۔ آپ نے ہی کہا تھا۔۔ " باسط بوکھلایا تھا۔۔ جبکہ زین اس کی بوکھلاہٹ کی وجہ ایک پل میں سمجھ " چکا تھا۔ لیکن زین اور نوفل نے کوئی خاص تاثر نہیں دیا۔ اور دوبارہ فائل کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

وہ کُرتے کے کف درست کیے پچھلی جانب سے آگے آیا۔ تاکہ اپنے کمرے کی جانب جا سکے، لیکن ایک نظر وہ تعبیر کو بھی دیکھنا چاہتا تھا۔ تبھی عجلت میں موبائل جیب میں ڈالے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

اس کی چھٹی حس نے اسے لاؤنج کی جانب توجہ دلوائی تھی،۔اور وہی رکا۔

لاؤنج میں اسے ایک سائے کا گمان ہوا تھا۔

اس نے گن پر ہاتھ رکھا۔۔ لیکن اسے بنا نکالے وہ مڑا اور لاؤنج میں دیکھا۔

کون ہے وہاں؟" وہ سرد پن سے بولا۔"

کوئی آواز نہ آنے پر ماتھے پر تیوری چڑھی۔

میں دوبارہ اپنے الفاظ نہیں دہراؤں گا۔۔" وہ درشتگی سے بولا آگے آیا تو لاؤنج میں موجود تعبیر نیم اندھیرے سے نکل کر آگے آئی تو سامنے تعبیر کو دیکھ کر چہرے کے تنے اعضلات نرمی و فکر میں ڈھل گئے۔"

"آپ تو سو گئی تھیں پھر اب اتنی رات کو کیوں جاگ رہی ہیں، طبعیت ٹھیک ہے آپ کی؟؟"

وہ فکر سے آگے آئے تعبیر کو دیکھے بولا۔

"جس کا شوہر رات کے آخری پہر گھر لوٹتا ہو، وہ بیوی کیسے ٹھیک ہو سکتی ہے؟؟"

نوفل کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی۔اس تعبیر کے شک پر فلحال ہنسی ہی آئی تھی۔

ابھی کچھ دیر پہلے اس کے چہرے پر سرد وحشت زدہ تاثرات تھے اگر تعبیر جان لیتی تو کبھی یہ سوال نہ کرتی۔

کاش میں آپ کو آپ کے بھائی کے ساتھ زبردستی بھیج دیتا، تو آپ اس وقت پر سکون نیند سو کر مجھے " بھی پر سکون کر رہی ہوتیں۔ "

وہ رات کی بات دہرائے اسے ریلیکس کرنا چاہ رہا تھا۔

ہاں تاکہ تم عیاشی سے ہر لڑکی کے ساتھ گھومتے پھرتے۔۔اور راتیں گزارتے"۔ "

نوفل کی مسکراہٹ تھم گئی۔۔ مٹھیاں بھینچ کر اس نے بمشکل طیش پر قابو پایا۔۔ لیکن لبوں سے ایک لفظ بھی نہ کہا۔

اگر تمہیں ایسے ہی رنگین زندگی پسند تھی تو کیوں مجھ سے نکاح کیا، کیوں مجھے یہاں لا کر مجبور کر دیا کہ " میں کچھ بھی نہ کر پاؤں۔ میری زندگی کو برباد کر دیا۔۔" وہ دبا دبا چیخی تھی۔

"آج آپ کا بھائی آیا تھا میں نے اجازت بھی دے دی تھی۔۔ پھر اب ان سب باتوں کا مقصد۔۔۔"

مقصد ہی تو جاننا چاہتی ہوں، کیوں نکاح کیا کیوں چند دن قید میں رکھ کر۔اب جانے کا کہہ رہے تھے" "تاکہ تم دنیاوالوں کے سامنے سرخرو ہو سکو کہ ایک بڑی عمر کی لڑکی کو اپنایا تھا۔۔

نوفل کا جی چاہا اپنے سر دیوار میں مار دے۔۔اتنی بے تکانہ باتیں وہ کیسے سوچ لیتی تھی۔

کمرے میں چل کر بات کرتے ہیں۔" وہ اس کی پشت پر ہاتھ پھیلائے نرمی سے بولا۔"

پیچھے ہٹو، جھوٹے مکار آدمی۔ "روز" کو بھیج کر مجھے بے بس کیا۔تاکہ میں نہ جاؤں۔۔پھر بھائی کے" سامنے بڑی شان سے جانے کا کہہ دیا۔۔تاکہ میں انکار کر دوں۔اور تم بھائی کی نظر میں اچھے بن سکو۔" وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے دور دھکیلے پھنکاری۔۔

تعبیر۔۔کیا ہو گیا ہے؟؟اتنا کیوں سوچ رہی ہیں۔۔آپ کی طبعیت خراب ہو جائے گی۔۔" وہ اس کا" چہرہ جکڑے اب بھی نرمی سے بولا۔اور لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔جو گالوں پر تھیں۔

جبکہ دل تو چاہ رہا تھا۔۔وہ سب تہس نہس کر دے۔۔، لیکن وہ اس لڑکی کے سامنے اپنی درندگی کا ایک پہلو بھی نمایاں نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

"کیوں نہ سوچوں۔۔ بولو۔۔ جس کی بیوی کا شوہر بد کردار ہو۔ بھانت بھانت کی لڑکیوں سے تن تنہا میٹنگز کرتا ہو۔۔ وہ عورت تو دن میں سو بار مر کر جیتی ہے۔۔"

تعبیر۔۔۔" اس نے دونوں کندھوں کو سختی سے جکڑے، اپنی سرخ وحشت زدہ آنکھوں سے اسے گھورا۔

آج میں پہلی اور آخری مرتبہ۔۔ اپنے کردار کی وضاحت دوں گا۔۔ یاد رکھیے گا پہلی اور آخری بار۔" " اس نے اپنے لفظوں پر زور دیا۔۔ جبکہ تعبیر ایک پل کے لیے سہم گئی۔

پہلی بار اس کا لہجہ اتنا درشت ہوا تھا۔

آپ کے علاوہ۔۔۔ کبھی بھی کوئی بھی نہیں۔۔ "اس نے بھوری سرد آنکھوں سے اس کی بھیگی آنکھوں " میں جھانکا تو تعبیر نے نگاہ پھیر لی۔۔

عورت زات صرف وقت گزاری یا بستر کے لیے نہیں بنی۔۔ ان سے اور بھی کئی واسطے ہوتے " ہیں۔۔ بہن بیٹی ماں یہ سب رشتے بھی اسی دنیا میں موجود ہیں۔ جن پر آپ کم از کم الزام نہیں لگا سکتیں۔"

وہ تلخ لفظ کہے تعبیر کو جیسے شرمندہ سا کر گیا۔

آیئے میرے ساتھ ۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ تھامے کمرے کی طرف بڑھا۔اس لڑکی کو وہ اس کے اپنے" سخت لفظوں کی سزا دینے کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔

تعبیر بہتی آنکھوں سسکی لبوں میں دبائے اس کے ساتھ کھینچتی چلی گئی۔مزاحمت کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

آج وہ پہلی بار اکٹھے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔نوفل یزدان کا دل چاہا وہ لمحہ قید کر لے، لیکن تعبیر کی حالت کے پیشِ نظر وہ خاموش رہا تھا۔

کمرے میں لا کر اس نے بیڈ پر بٹھایا۔اور اس کے دونوں ہاتھ تھام کر دو زانوں زمین پر بیٹھا۔

"آپ کو کیوں لگتا ہے کہ میں نے اتنی بڑی عمر کی لڑکی سے شادی کر کے کوئی نیکی کی ہے؟"

تعبیر نے اسے گھوری سے نوازا۔وہ پل میں اس کی گھوری کا مفہوم سمجھ گیا تھا۔

اوپس۔۔!! اس نے ہاتھ کھڑے کیے۔۔" میرے کہنے کا مطلب ہے کہ چار سال بڑی لڑکی، جو دیکھنے" میں مجھ سے چھوٹی ہی لگتی ہے۔

نوفل کی وضاحت پر وہ کچھ ٹھنڈی ہوئی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جب محبت ہو جائے تو ذات پات عمر رنگ کا فرق معنی نہیں رکھتا، معنی رکھتی ہے تو محبوب کی طلب، محبوب کی چاہت۔۔۔" وہ دلفریبی سے بولتے تعبیر کو جیسے ایک پل کے لیے ساکت کر گیا۔

تم مجھے باتوں سے نہیں بہلاسکتے۔۔۔" وہ ہاتھ چھڑوانے کے لیے کوشاں ہوئی، لیکن نوفل نے اس کے دونوں ہاتھ دبائے روک لیا۔

یہ محض باتیں نہیں ہیں۔ میرے جذبات میرے خیالات ہیں۔۔جو میں آپ کے حوالے سے سوچتا ہوں۔۔"

اس نے پرزور انداز میں کہے اس کی بھیگی متورم آنکھوں کو دیکھا۔۔ ناجانے وہ کب سے جاگ رہی تھی۔

"آپ کو افسوس ہے ناں کہ میں نے آپ کے بھائی کو آپ سے ناراض کر دیا۔،؟"

تعبیر کو جیسے اسی سہارے کی ضرورت تھی،۔اس وقت تو وہ چپ کر گئی تھی۔۔ لیکن پھر کمرے میں آنے کے بعد وہ روتے روتے کب سوئی اسے خبر نہیں ہوئی،۔ لیکن پھر اسے اپنا دل گھبراتا محسوس ہوا۔وہ اٹھی تو کمرے میں تنہا تھی۔۔اسے تنہائی سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔اس وقت وہ بے خیالی میں ہی، نوفل یزدان کو سوچتی باہر نکل آئی۔۔

مینشن میں کسی معصوم سی راہ بھول جانے والی شہزادی کی مانند گھومتی وہ اسی شخص کو تلاش کرتی اسے وقت بے بسی کی انتہا پر تھی۔ جس سے وہ بقول اپنے دل کے وہ شدید نفرت کرتی تھی۔

اور پھر وہ جب پچھلی جانب نکل کر آگے آیا تو تعبیر کو لگا وہ آج خود پر ضبط نہیں کر پائے گی۔۔ وہ جامد لبوں سے آنسو بہاتی اس شخص کو سیڑھیوں پر چڑھتا دیکھنے لگی۔۔ لیکن اس شخص کی حسیات کافی تیز تھی۔۔ تبھی وہ وہاں رک گیا تھا۔

تعبیر۔۔ "اسے کھوئے دیکھ کر نوفل نے دوبارہ پکارا تو اس نے چونک کر اس کی بھوری سی آنکھوں میں دیکھا۔ جس میں اس کے لیے نرمی ہی نرمی تھی۔۔ اور یہی نرمی جیسے دل پر جمی برف کو ہٹائے اس سے اپنا غم کہنے کی ہمت دے گئی تھی۔

نوفل اٹھ کر اس کے برابر آبیٹھا۔۔ اس کی ذہنی کیفیت وہ پل میں سمجھ گیا تھا۔ اور وہی اس کا ضبط ٹوٹا اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

وہ ناراض ہو گئے۔۔ وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔۔ میں نے ان کا دل توڑ دیا۔ کیا تھا جو میں چلی " جاتی۔۔ تمہیں نظر انداز کر دیتی۔۔ تمہیں ہرا دیتی۔۔ لیکن میں نے انہیں ہرا کر جیت تمہارے حوالے

کر دی۔۔اس بھائی کو ہی دکھ دے دیا۔۔جو ہر بار میرے آنسو صاف کرتا تھا۔کیوں کیا میں نے یہ۔۔۔یزدان۔۔میں نے کیوں ان کو اتنا دکھ دے دیا۔۔ بابا اماں کی ہر محبت، ہر شفقت میں نے ان سے پائی تھی۔لیکن پھر میں اتنی خود غرض کیسے ؟؟"

اور یہاں نوفل کا ضبط چھلک گیا۔۔وہ اسے خود کو موردِ الزام نہیں ٹھہرانے دے سکتا تھا۔

تعبیر۔۔۔ادھر دیکھیں۔۔آپ خود غرض نہیں ہیں۔خبردار جو ایسا کہا۔۔ بعض اوقات ہمارے غلط فیصلے بھی ہمارے حق میں صحیح ثابت ہو جاتے ہیں۔اور بہت جلد آپ کو اس کا احساس بھی ہو جائے گا۔۔لیکن خیر کل ہم خود جائیں گے وہاں۔۔اور آپ کہیں گی تو میں سالے سے معافی بھی مانگ لوں گا۔۔۔"وہ منہ بگاڑے آخری لفظ بمشکل کہہ پایا۔

سالہ نہیں ہے وہ۔۔۔بھائی ہے میرا۔۔"اس نے اس کی شرٹ کو سختی سے دبوچے دانت پیسے کہا تو نوفل کے عنابی لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

آپ کا بھائی میرا سالہ ہی ہے۔۔" مضبوط پوروں سے اس کے آنسو صاف کرتے اس نے تعبیر کو جواب دیا۔

"اب آپ سو جائیں۔۔ کل ہم ضرور جائیں گے۔۔"

اپنی شرٹ آزاد کروا کر وہ کھڑا ہونے لگا۔

تعبیر نے شرٹ کو آزاد کیے اسے سراسیمگی سے دیکھا۔

لیٹ جائیں۔" وہ اسے بیڈ پر لٹائے ہلکا سا جھکا۔۔ اور کمفرٹ اس پر درست کیا۔۔ تعبیر کو اس کی "سٹرونگ پرفیوم نے ایک بار پھر اپنا اسیر کیا تھا۔

وہ جانے کے لیے مڑا۔۔ تعبیر کے ذہن میں ایک بار پھر اس کے حوالے سے خوف جاگنے لگا۔

کہاں جا رہے ہو۔۔؟" وہ پکارے بنا رہ نہیں پائی تھی۔"

نوفل چہرے پر حیرت پھیلی۔۔ لیکن پھر اپنی حیرت پر قابو پائے اس نے تعبیر کو دیکھے جواب دیا۔

میں اپنے کمرے میں اس وقت آرام ہی کروں گا۔۔" نوفل نے اسے جتایا تو وہ گھنیری پلکوں کو جھکاتی "سٹپٹائی۔

"تمہارا روم کہاں ہے؟ میرے خیال سے یہی تمہارا روم ہے۔ جو تم مجھے دے چکے ہو۔"

بڑی جلدی خیال آگیا۔" میٹھے طنز پر تعبیر نے اسے گھورا۔"

"اس کے کمرے سے آگے چوتھا کمرہ میرا ہے۔۔فلحال وہی رہ رہا ہوں۔۔"

مم مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔" تعبیر نے جیسے اسے آزمایا تھا۔۔نوفل نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔جس کے چہرے پر اس وقت خوف پھیلا تھا۔

مجھے اس وقت آپ سے بھی زیادہ لگ رہا ہے۔۔"وہ پیشانی مسلے بولا۔دل جیسے شدت سے دھڑک گیا تھا۔۔

تعبیر نے اسے دیکھ کر کروٹ بدل لی،

جبکہ نوفل یزدان سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے؟ وہ منہ سے کبھی بھی اقرار نہیں کر سکتی تھی۔۔ تبھی رخ بدل کر اپنی کیفیت چھپا چکی تھی۔

اس کا دل اب بھی اس کے جانے سے بے چین تھا۔

لیکن یہ خیال چند پل میں ہی غلط ثابت ہوا۔

وہ تذبذب کا شکار تھا۔۔ایک بار تو دل چاہا کہ وہ اسے چڑائے، اور اس کے دل کا حال جان سکے کہ وہ اس پل کیا چاہتی ہے؟ لیکن پھر اس کی بکھری حالت پر وہ خاموش رہا۔

نوفل اپنے دل کو سنبھالے دوسری جانب آکر دراز ہوا۔اور سر کے نیچے بازو رکھے تعبیر کو دیکھا، جس نے اس کی موجودگی کو محسوس کیے آنکھیں میچ لیں۔

اس کی یہ پیاری سی ادا نوفل یزدان کا قرار لوٹ گئی تھی۔ ہاتھ بڑھا کر اس نے تعبیر کو اپنی طرف کھینچا۔۔کٹی ڈال سے وہ اس کے سینے سے آ لگی۔۔

یہ۔۔۔غلط "وہ بولنا چاہتی تھی۔ لیکن نوفل اس کی سماعت کے قریب جھکا۔

آپ جب جب مجھے بلائیں گی۔۔ہرجانہ ادا کرنا ہوگا۔۔یاد تو ہوگا آپ کو۔۔"اس نے وہی الفاظ " دہرائے، اور تعبیر کی بولتی بند ہوئی، جبکہ ایک پل کے لیے وہ شدید شرمندہ ہوئی، اپنے باغی دل پر اسے حد درجہ غصہ آیا تھا۔ کیا وہ اتنی کمزور تھی کہ اپنے خوف کو اپنے اوپر حاوی ہونے دے رہی تھی۔

اس نے تعبیر کو خود میں جیسے قید کر لیا کہ وہ کوئی مزاحمت کرنے کے قابل نہیں رہی۔۔

بہت بڑے جھوٹے ہو تم۔۔ میری کمزوری کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو۔۔دور ہٹو۔ "وہ چڑ کر " بولی،۔نوفل کا قہقہ بے ساختہ تھا۔ اور اس کی یہ مسکراہٹ

بخدا کبھی بھی نہیں فائدہ اٹھاؤں گا۔ لیکن ہرجانہ ضروری ہے۔ وہ کیا ہے ناں، میں اپنی معاہدوں سے " پیچھے نہیں ہٹتا۔۔۔بے شک آپ بھی ہرجانہ کی ادائیگی کر دیجیے گا۔۔جب میں آپ کو اپنے پاس بلاؤں گا۔۔سیریسلی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا "وہ ذو معنی سرگوشی کیے بولا۔

کانوں کی لوؤں تک سرخ پڑتی وہ اس کے سینے پر ہاتھ مار کر رہ گئی۔ نوفل نے گرفت مزید سخت کر لی۔ تاکہ وہ اب بولے نہ پائے۔

اس کی مضبوط بازوؤں میں وہ کسی چھوٹی بچی کی طرح سمٹ سی گئی۔ کہ اس کی کوئی مزاحمت بھی کام نہیں آئی۔ وہ شخص ٹھیک کہتا تھا۔۔وہ صرف عمر میں اس سے بڑی تھی۔۔ باقی ہر چیز میں وہ اس سے بڑا تھا۔۔اس کی بانہوں میں سمٹی تو ساری نفرت سارا غصہ اڑنچھو ہو گیا۔۔دل دماغ پر سکون ہونے لگا۔اسے اپنی کیفیت ایک بار پھر سمجھنے میں دشواری ہوئی۔۔ پلکیں بوجھل ہونے لگی۔۔ تو اس نے آنکھیں موند لی۔ نوفل کے ہاتھ اس کے بالوں میں گھومنے لگے۔

کچھ ہی پل میں وہ گہری نیند میں چلی گئی۔۔اس کی سانسوں کی تپش اسے سینے پر محسوس ہوئی تھی۔ لیکن نوفل کی آنکھوں سے نیند غائب ہوئی۔۔اس کا نرم نازک وجود اسے کسی امتحان سے کم نہیں لگا۔۔ وہ مضبوط اعصاب کا مالک شخص اس وقت بہکتے جذبات پر بمشکل بند باندھ پا رہا تھا۔

اس نے آنکھیں بند کیے اس کے سر پر لب رکھے۔ وہ لڑکی آج اگر من مرضی سے قریب آ گئی تھی تو وہ اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کی گستاخی ہرگز نہیں کر سکتا تھا۔

اگلی صبح اس کی آنکھ کھلی تو کمرے میں روشنی پھیلی تھی۔

اس نے آنکھیں مسل کر گھڑی کی جانب دیکھا تو وہاں بارہ بج رہے تھے۔۔وہ جھٹکے سے اٹھی۔۔اتنی دیر وہ کیسے سوئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔اس نے پہلو میں دیکھا۔۔جہاں نوفل موجود نہیں تھا۔۔اس کا چہرہ پل میں سرخ ہوا۔رات کی اپنی حرکت اور پھر اس کی شریر ذومعنی سرگوشیوں کا رنگ چہرے پر پھیلنے لگا۔۔

صد شکر تھا کہ وہ کمرے میں نہیں تھا ورنہ وہ اس سے نظریں بھی نہ ملا پاتی۔وہ پاؤں بیڈ سے اتارتی دوپٹہ چپل پاؤں میں پہنے اٹھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔اس کا دل شدت سے دھڑکا تھا نوفل کا سامنا قطعی نہیں کر سکتی تھی۔

ایک پل میں کئی دعائیں مانگ چکی تھی۔

گڈ نون میم۔۔۔"روز اندر داخل ہوئی تو اس کا دل پر سکون ہوا۔۔بوجھل سانس خارج کیے وہ بال سمیٹتی وہیں بیٹھ گئی جو ایک بار پھر پشت پر بکھر گئے۔

میم آج آپ نوفل سر کے ساتھ اپنے بھائی کے گھر جا رہی ہیں تو باس نے کہا ہے کہ ریڈی" ہو جائیں۔۔یہ ڈریس۔۔۔میں لائی تھی۔۔اگر آپ چاہیں تو اپنی مرضی سے بھی۔۔۔"وہ تعبیر کا غصہ بھولی نہیں تھی۔ تبھی وضاحتی ہوئی۔

"نہیں یہی ٹھیک ہے۔"

اس نے وہ مہرون پاؤں کو چھوتا فراک دیکھا، جو سمپل پلین مہرون تھا لیکن بازو اور نیچے گھیر پر فرل تھی۔جو اس کی خوبصورتی کو بڑھا رہی تھی۔

اوکے میم!!آپ چینج کریں۔پھر ناشتہ کر لیجیے گا۔ناشتہ کمرے میں لاؤں یا ڈائننگ ہال میں کریں گی۔۔"

نہیں میں ہال میں ہی کروں گی۔یزدان نے کر لیا ناشتہ۔۔؟"اسے جھجھک تو ہوئی لیکن اس نے پوچھ لیا تھا۔

"نو میم۔۔وہ ناشتہ کم ہی کرتے ہیں دراصل وہ گھر پر نہیں ہیں۔ایک بجے آجائیں گے۔۔"

اوہ۔۔۔!!اب تو ویسے بھی کھانے کا وقت ہے۔۔" تعبیر نے ہونٹ سکوڑے۔۔لیکن یزدان کا ناشتہ نہ کرنا اسے ایک پل کے لیے بے چین کر گیا تھا۔

URDUNovelians

"جی میم۔۔میں آپ کی ضروری چیزیں ڈریسر پر رکھتی ہوں۔۔"

روز کو دیکھ کر وہ مسکرائی تھی۔۔اتنے دن میں اسے پہلی بار احساس ہوا تھا کہ وہ یہاں قید میں نہیں بلکہ شہزادیوں جیسی زندگی بسر کر رہی ہے۔۔روز سائے کی طرح اس کے ساتھ تھی۔اسے ایک ایک چیز

فراہم کرتی تھی۔۔اس کا ہر حکم وہ سر جھکا کر مان رہی تھی،۔اس شاندار حویلی میں جہاں اس کو منحوسیت کی وجہ سے کمرے میں رہنا پڑتا تھا۔۔اپنا ہر کام خود کرنا پڑتا تھا۔پر یہاں وہ ہر کام ایک حکم پر کرواسکتی تھی۔

یہی سوچ اسے مسرور کر گئی تھی۔۔وہ لب پھیلائے واش روم میں بند ہوئی۔

شاور لے کر وہ پندرہ منٹ بعد باہر آئی تو ڈریسر پر اس کی چیزیں موجود تھی۔۔اس کے متناسب سراپے پر وہ فراک حد درجہ کھل گیا تھا۔۔گیلے بالوں کی موٹی لٹیں کمر پر بکھری تھیں۔اس نے اپنا عکس کئی دن بعد آئینے میں دیکھا تو ایسا لگا وہ وہی تعبیر ہے جو چار سال پہلے ہوا کرتی تھی۔۔جو ہر وقت مسکراتی تھی جس کی سیاہ آنکھیں روشن سی لگتی تھیں۔

اسے نوفل یزدان کی شریر سرگوشیاں ایک بار پھر پوری شدت سے یاد آئی اور پھر آج وہاج کے پاس لے کر جانے کی خبر نے اسے مسکرانے پر مجبور کر دیا تھا۔

یعنی شخص اپنی بات کا مان رکھا تھا۔

اطمینان سے تیار ہو کر وہ نیچے گئی تا کہ ناشتہ کر کے جلدی سے جاسکے،۔

یزدان کہاں ہے؟؟"اس نے ایک بار پھر پوچھا تو روز مسکرادی۔جبکہ تعبیر جھینپ کر رہ گئی۔"

"وہ باہر ہیں آپ ناشتہ کر لیں۔۔"

روز نے اس کی سرخ رنگ کی نفیس کام والی چادر چئیر پر رکھی تا کہ وہ جاتے ہوئے اوڑھ سکے۔

وہ پورچ میں آئی تو نوفل گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ تعبیر کی نظر اس پر ٹھہر سی گئی۔

جو مردانہ وجاہت کا اعلیٰ نمونہ لگ رہا تھا۔

سفید شرٹ جس کے اوپری دو بٹن کھلے تھے۔

مسٹرڈ جینز پہنے وہ آنکھوں پر سیاہ گاگلز لگائے فون پر مصروف تھا۔

دھوپ میں اس کے گھنے بال مزید چمک رہے تھے۔۔

اس کے مضبوط چوڑے بازو اسے تحفظ کا احساس دلاتے محسوس ہوئے۔ تعبیر کو وہ ایک نہایت ہینڈسم شخص لگا۔۔

تبھی لڑکیاں اس کے آگے پیچھے گھومتی ہیں۔۔ڈریسنگ ہی اتنی غضب کی کرتا ہے۔۔اوپر سے پیارا بھی اتنا ہے۔۔۔" وہ ناک چڑھائے بولی تھی۔۔

نوفل نے نگاہ کی تپش محسوس کی تو اس کی جانب دیکھا۔۔اس نے سٹپٹا کر نگاہ پھیری اور چادر کندھوں پر درست کرتے دھیمے قدم لیے آگے آئی۔۔نوفل کی نگاہ اس کے سفید پاؤں میں پہنی ڈارک میرون سینڈلز پر گئی۔

سج سج کر چلتی وہ نازک سی لڑکی نوفل کی دھڑکنیں منتشر کر گئی۔

ایک گہری سی نگاہ اس کے نازک سراپے پر ڈال کر اس نے دل کو راحت پہنچائی۔۔

وہ چپ چاپ آکر گاڑی کے پاس کھڑی ہو گئی۔

مسمرائزنگ۔۔۔"وہ بوجھل سرگوشی کیے وہاں سے ہٹا تو تعبیر کے گالوں پر گلال پھیلا۔

اس ایک لفظ میں اس کے سارے جذبات تھے۔۔جو آج نا جانے کیوں اسے اچھے لگے۔

گارڈز کو اس نے وہاں سے ہٹنے کا کہا۔۔اور خود دوسری جانب سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

نوفل تمام راستے اس کا چہرہ دیکھتا اس کے بولنے کا منتظر رہا لیکن شاید وہ زبان کسی کو ادھار دے آئی تھی، باہر کے مناظر وہ بلیک شیشوں سے بمشکل دیکھ پا رہی تھی۔۔لیکن اتنے دن بعد خود کو باہر محسوس کیے وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔نوفل کا دل بھی جیسے پر سکون ہوا تھا۔

فلیٹ کی بلڈنگ کے آگے گاڑی رکی تو اس کے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔

کچھ نہیں ہو گا۔۔وہ آپ کو کچھ نہیں کہے گا۔۔"نوفل نے گود میں رکھا اس کا ہاتھ تھام کر دبایا تو اس " نے بدقت مسکرا کر سر ہلایا۔

دونوں اندر کی جانب بڑھے۔کچھ ہی دیر میں وہ لفٹ کے ذریعے وہاج کے فلیٹ کے سامنے کھڑے تھے۔۔جہاں لگا لاک ان کا منہ چڑا رہا تھا۔

بھائی شاید ڈیوٹی پر ہوں گے۔۔تم کال کرو نہیں۔۔" تعبیر نے بے قراری سے کہا۔"

کال نہیں اٹھائے گا۔۔اتنا مجھے پتہ ہے۔۔"وہ منہ بگاڑے بولا۔"

میں ان سے پوچھتا ہوں۔۔"دوسرے فلیٹ کے دروازے سے نکلتے شخص پر نظر پڑی تو وہ اس کی " جانب بڑھا۔۔

"یہ ایس پی وہاج کب واپس آتے ہیں؟آپ کو کچھ پتہ ہے؟؟"

اپنا لہجہ حد درجہ نرم رکھے اس نے تعبیر کو دیکھا۔۔جو تذبذب کا شکار تھی۔جبکہ وہ شخص اس کو دیکھ کر ایک پل کے لیے مرعوب ہوا۔

وہ تو آج صبح ہی نکل گئے تھے۔۔بلکہ رات ان کے فلیٹ کے باہر کافی تماشہ ہوا،وہ کافی بول رہے " تھے۔پھر دو آدمی اور ایک لڑکی تھی۔۔جو یہاں آئے۔۔اس کے بعد وہ انہیں کافی باتیں سنائے اندر چلے گئے۔۔وہ بھی روتی ہوئی لڑکی کو ساتھ لے گئے اور پھر وہ صبح ہی نکل گئے تھے،وہ یونیفارم پہن کر نہیں "گئے تھے۔۔

کمال ہے بہت نظر رکھی ہوئی ہے۔۔"نوفل نے طنزیہ اس شخص کو دیکھا تو وہ گھبرایا تھا۔"

"وہ آپ نے پوچھا تو بتادیا۔۔"

دوسروں کے گھر میں کم نظر رکھا کرو۔۔جاؤ۔۔اب۔۔"نوفل نے سنجیدگی سے تنبیہہ کی۔ جبکہ وہ" شخص تو اس کے چہرے پر پھیلے رعب اور اٹل سنجیدگی کو دیکھتے پہلے ہی گھبرایا ہوا تھا۔

وہ تعبیر کی جانب مڑا۔۔تاکہ اسے تفصیل بتا سکے۔۔لیکن وہ پہلے ہی سرخ پڑتے چہرے اور سیاہ آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔ساری نرمی ایک بار پھر تلخی میں بدل گئی تھی۔

مجھے کیوں ایسے دیکھ رہی ہیں؟"نوفل سمجھ گیا تھا کہ یہ الزام بھی اب اس کے سر پر عائد ہوگا۔"

یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔میرا بھائی نا جانے کہاں ہوگا۔۔اور تم یہاں۔۔۔مزے سے " کھڑے ہو۔۔"وہ بھڑک اٹھی۔۔جبکہ نوفل کا دل چاہا آج تو دیوار میں اپنا سر مار ہی دے۔

میری کیا غلطی ہے؟؟"وہ چڑ گیا تھا۔۔"

تمہاری ہی غلطی ہے۔۔نفرت کرتی ہوں میں تم سے۔۔۔تم نے میرے بھائی کا سکون برباد کر کے " رکھ دیا۔۔"اس کے سینے پر ہاتھ مار کر اسے دور کرتی وہ نیچے کی طرف بڑھی۔

جبکہ نوفل دانت پیسے بال جکڑ کر رہ گیا جس کی تان آج پھر وہی آکر ٹوٹی تھی۔۔

نفرت کرتی ہوں میں تم سے۔۔۔بس یہی تو کہنا آتا ہے۔۔"وہ نقل اتارے دیوار پر پنچ مار کر رہ گیا تھا۔"

بہت ہی کمینہ سالا ہے میرا۔۔"وہ وہاج کے فلیٹ کو گھورتا اس کے خیال سے نیچے بڑھا کہیں وہ غصے " میں نقصان نہ کروالے۔۔

گاڑی فلیٹ کی بلڈنگ کے سامنے پنی قسمت کا فیصلہ وہ آج اس پاک ذات پر چھوڑ چکا تھا۔کمال صاحب کے کئی فون آئے جنہیں وہ نظرانداز کرتا رہا۔۔ لیکن پھر تھک ہار کر ایک کال پر دو لفظی جواب دیے اس نے موبائل سیٹ پر پٹخ دیا تھا۔

وہ پولیس اسٹیشن سے سیدھا یہاں آیا تھا۔

اب بلڈنگ کے آگے گاڑی میں بیٹھا وہ اپنے خالی دل کو ٹٹول رہا تھا، کیا وہ صنم کے ساتھ ساری زندگی گزار سکتا تھا؟وہ مخلص سنجیدہ مزاج انسان تھا۔ایک دھوکے باز لڑکی کے ساتھ کیسے نکاح کی حامی بھر گیا تھا۔پر ایک بار وہ اس لڑکی کو سبق بھی سکھانا چاہتا تھا۔۔ لیکن اس کے لیے کیا نکاح کرلیتا۔۔؟

وہ گاڑی سے اترنے لگا جب اس کا موبائل ایک بار پھر رنگ ہوا۔اس نے فرمان علی کا نمبر دیکھا تو حیران ہوا۔۔

انابیہ تو شاید اس کا نمبر اپنے بابا کے فون سے بلاک اور ڈیلیٹ کر چکی تھی۔۔پھر وہ اسے کیسے کال کر رہے تھے۔۔

سب سوچیں جھٹکے اس نے کال اٹینڈ کی۔

"میری بیٹی کہاں ہے ایس پی وہاج سلطان۔۔؟"

دوسری جانب سے فرمان علی کی سنجیدگی سے پر آواز پر اس کے صبیح ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

یہ سوال مجھ سے آپ کس حیثیت سے کر رہے ہیں؟" وہ کرخت لہجے میں گویا ہوا۔"

کیونکہ میری بیٹی پچھلے چند دنوں سے تمہاری محبت کا روگ لیے بیمار تھی،۔اور آج وہ صبح سے غائب " ہے۔۔اور وہ تمہارے پاس آنے کے علاوہ کہیں نہیں جاسکتی۔۔۔"

آپ کا دماغ ٹھیک ہے۔۔میں آپ کی بیٹی کو ٹھیک سے جانتا نہیں ہوں۔۔اور آپ کہہ رہے ہیں وہ " میرے پاس ہے۔۔؟" ماتھے پر مزید بل نمایاں ہو چکے تھے۔۔

مجھے میری بیٹی چاہیے۔۔ورنہ میں کیا کروں گا تم سوچ بھی نہیں سکتے "۔ان کے لہجے میں واضح دھمکی " تھی۔

آپ جانتے بھی ہیں آپ کسے دھمکی دے رہے ہیں؟ ایک پولیس آفیسر ہونے کے ناطے آپ کو یہ " دھمکی مہنگی بھی پڑ سکتی ہے۔۔اور اہم بات ایک عام انسان ہونے کے ناطے بھی میں اپنی ذات پر الزام برداشت نہیں کر سکتا۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولے فون کاٹنے لگا تھا جب دوسری جانب سے اسے فرمان علی کی آواز سنائی دی تھی۔

"پلیز۔۔ میری بیٹی کو ڈھونڈ لاؤ۔۔ وہ نا جانے کہاں چلی گئی ہے۔۔ اگر وہ تمہارے پاس ہے تو بتا دو۔۔ ہمیں اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پر پلیز۔۔ میری بیٹی کے ساتھ یہ سب مت کرو۔۔" ان کے لہجے میں التجا سمٹ آئی تھی۔

"آپ ہوش میں تو ہیں۔۔ آپ کی بیٹی میرے پاس نہیں ہے۔۔ اور ہو بھی کیسے سکتی ہے۔۔ میرا اس سے ایسا کوئی تعلق نہیں ہے۔۔ نہ میں ایسی گھٹیا حرکت کر سکتا ہوں، کیونکہ مجھے اپنے پیشے سے بہت پیار ہے ، اس کے علاوہ مجھے کسی سے محبت نہیں ہے۔ اور شاید نہ ہو گی۔۔ آپ کی بیٹی کی میں نے ایک پولیس آفیسر ہونے کے ناطے ہی جان بچائی تھی۔ اس میں میرا کوئی بھی ذاتی مقصد نہیں تھا۔۔"

فرمان علی کے لہجے پر وہ کچھ نرم پڑا تھا۔

"میں اس وقت بہت پریشان ہوں، پلیز ایک سچے آفیسر ہونے کے ناطے ہی میری مدد کر دیجیے۔۔۔" وہ فریاد گو ہوئے۔

"آپ اس وقت کہاں ہیں ؟؟" انابیہ فرمان کا مسکراتا چہرہ ایک پل کے لیے اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔ تبھی وہ فوری حامی بھر گیا تھا۔

میں گھر پر ہی ہوں،"فرمان علی کے جواب پر اس نے دو انگلیوں کو پیشانی پر مسلا۔"

"او کے کچھ دیر میں آتا ہوں۔۔آپ کسی کو اطلاع مت کیجیے گا۔"

اگنیشن میں چابی گھما کر اس نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔اس وقت وہ سب کچھ بھول چکا تھا، یاد رہا تو صرف وہ مسکراتی آنکھوں والی لڑکی۔جس سے چند ملاقات میں ہی اسے انسیت سی ہوئی تھی لیکن کل رات کے بعد وہ انسیت بھی ختم ہو گئی تھی، پر اب انسیت کی جگہ بے قراری آچکی تھی جس پر اس نے خود بھی غور نہیں کیا تھا۔

مین روڈ سے اس نے گاڑی چھوٹے راستے پر ڈالی۔۔جب گاڑی کا ٹائر برسٹ ہوا تھا۔۔وہ فوری طور پر چوکنا ہوا۔اور بیک مرر سے پیچھے دیکھا۔جہاں ایک سیاہ رنگ کی گاڑی اس کے تعاقب میں تھی۔۔گاڑی بری طرح لڑکھڑائی تھی، سٹیرنگ سنبھالے اس نے ڈیش بورڈ سے اپنی گن نکالی۔

اسی وقت موبائل رنگ ہوا تھا۔لیکن وہ گاڑی سنبھالتا اب دوبارہ پیچھے دیکھنے لگا۔تاکہ دشمن کو منہ توڑ جواب دے سکے۔

اس سے پہلے وہ فائرنگ کرتا، دوسرا ٹائر بھی برسٹ ہوا اور اس کی گاڑی بری طرح لڑکھڑا کر درخت سے جا ٹکرائی تھی۔

سیٹ بیلٹ کی وجہ سے بمشکل اپنا سر سٹیرنگ پر لگنے سے بچایا، اور دروازہ کھولے باہر نکل کر فائر کیا۔ لیکن گاڑی دھول اڑاتی واپس مڑ کر اوجھل ہو چکی تھی۔ یعنی یہ اچانک حملہ صرف اسے الجھانے کے لیے کیا گیا تھا۔

شٹ۔۔۔" وہ گاڑی پر ٹانگ مار کر رہ گیا۔ "

تمہیں میں چھوڑوں گا نہیں۔۔" وہ دھواں بھری فضا دیکھے دانت پیسے غرایا تھا۔ اس پل وہ سمجھ چکا تھا" کہ یہ حرکت کس نے اور کیونکر کی ہے؟؟

موبائل کی طرف توجہ گئی تو اس نے یس کر کے فون کان سے لگایا۔

"ایس پی صاحب نکاح کی خوشی میں اتنی بے خبری کہ اپنے دشمنوں کو ہی بھول گئے۔۔ "

دوسری جانب سے کرخت ناگوار سی آواز سنے وہ چونکا تھا۔

رانا شاکر بات کر رہے ہو ناں۔۔۔" وہ پل میں پہچان گیا تھا۔ "

"واہ یاداشت تو کافی تیز ہے۔۔" دوسری جانب سے اس کا قہقہ گونجا۔

بکواس بند کرو۔۔" وہاج دھاڑا تھا۔ "

میرا ایک بیٹا مارا ہے۔۔ ابھی تو اس کا بدلہ باقی ہے۔ اور تم میرے دوسرے بیٹے پر نظر ڈالے " بیٹھے۔۔ اود اگر میرے دوسرے بیٹے پر نظر رکھو گے تو تمہاری ہستی میں جڑ سے مٹانے کا انتظام کرنا ہی ہو گا۔۔" اس کی واضح دھمکی پر وہاج تمسخر سے مسکرایا۔

اپنی حفاظت تو تم کر نہیں سکتے۔۔جس کے حکم کے غلام ہو پہلے اسے تو جان لو کہ وہ تمہارے ساتھ " مخلص ہے یا نہیں۔۔اور ہاں کیا کہہ رہے تھے۔میری ہستی مٹاؤ گے۔۔پہلے اپنے بیٹے کا پتہ کرو کہ اس وقت کہاں ہے؟؟"

"کیا کہہ رہے ہو۔۔کہاں ہیں میرا بیٹا۔۔۔اگر میرے بیٹے کو کچھ کیا تو میں تمہاری جان لے لوں گا۔"

رانا شاکر بوکھلایا تھا۔

یہ مجھ پر حملہ کروانے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔اس کے نمبر پر کال کرنے کی کوشش نہ کرنا۔۔کال تو " تم کر لو گے، لیکن وہ کبھی سننے کے قابل نہیں رہے گا۔۔۔"

ایس پی تم میرے بیٹے کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔۔۔"رانا شاکر کی چنگاڑتی آواز پر وہاج تمسخر سے " مسکرایا۔

جان کے بدلے جان کا ہی اصول ہے۔۔شاکر صاحب!!۔بیٹھ کر انتظار کریں کہ دوسرے بیٹے کا" جنازہ کس دن پڑھانا نصیب ہو گا۔۔یا نصیب میں ہے بھی یا نہیں۔۔اس کا حال بھی کہیں۔۔بڑے بیٹے جیسا نہ ہو جائے۔۔"

اس نے کال کاٹ کر موبائل جیب میں ڈالا۔اور گاڑی لاک کی،۔اس وقت اس کا فرمان علی کے گھر جانا زیادہ ضروری تھا۔

اس روڈ پر کیب ملنا بھی مشکل تھا۔ لمبے قدم لیتا وہ آگے کی طرف چلنے لگا تاکہ کسی گاڑی سے لفٹ لے سکے۔

کیب میں بیٹھا وہ فرمان علی کے گھر کی جانب روانہ ہوا۔

ذہن میں کچھ دیر پہلے کا حادثہ چل رہا تھا۔۔اتنا تو وہ سمجھ چکا تھا کہ یہ صرف اس کا دھیان بھٹکانے کے لیے کیا گیا تھا۔۔اور اس سب میں کس کا ہاتھ تھا وہ سب سمجھ چکا تھا۔رانا شاکر کو تو ایک مہرے کی طرح استعمال کیا گیا تھا۔تاکہ وہ یہاں مصروف رہے۔۔

اس میں صنم اور اس کے بھائی کی ہی چال تھی۔

تمہاری گھٹیا حرکات کا جواب تو میں تمہیں دے کر رہوں گا۔تم اور تمہارے بھائی کا کھیل بھی دیکھتا ہوں کتنے دن چلتا ہے م" وہ عہد بھرے انداز میں بولتا اندر کی طرف بڑھا، جہاں فرمان علی پریشانی سے سر ہاتھوں میں تھامے بیٹھے تھے۔

"آفیسر میری بیٹی کا کچھ پتہ چلا۔؟"۔" وہاج کو دیکھتے ہی وہ کھڑے ہوئے۔"

"کب سے گھر سے غائب ہے۔۔؟"اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔ جبکہ ایک طائرانہ نگاہ اس نے گھر پر ڈالی۔

"مالی بابا کہہ رہے تھے کہ وہ صبح چھ بجے گھر سے نکلی تھی۔"

"اور آپ اس وقت کہاں تھے؟؟اور گارڈز کہاں تھے؟"

"میں اور میری بیوی اپنے روم میں تھے، دراصل انابیہ نو بجے یونیورسٹی جاتی ہے۔۔اسی لیے ہم سب آٹھ بجے اٹھتے ہیں۔اور وہ اکثر واک کے لیے صبح کو جاتی ہے۔۔ لیکن اب بارہ بج چکے ہیں لیکن اس کا کچھ پتہ نہیں،اس کا نمبر بھی بند جا رہا ہے۔۔"

"یعنی آپ کی بیٹی گھر سے نکلی اور آپ کو پتہ ہی نہیں چلا؟"

وہ طنزیہ بولا۔

"نہیں۔۔"

سی سی ٹی وی کیمرہ لگوایا ہے آپ نے؟" وہاج نے ایک بار پھر طنزیہ پوچھا۔ "

جی آیئے۔۔۔" وہ اسے لیے باہر بڑھے تھے۔۔ جبکہ وہاج عادل کو بھی میسج کر چکا تھا۔ "

سی سی ٹی وی فوٹیج سے تو یہی ظاہر ہے کہ وہ واک کے لیے گھر سے نکلی تھی۔ لیکن اس کے چہرے سے "
"ظاہر ہے کہ وہ کسی الجھن میں ہے۔۔۔

وہاج تجزیہ درست تھا۔

اس کی کسی دوست کو آپ نے فون کیا؟؟" وہاج نے تبسم بیگم سے استفسار کیا۔ "

میرے پاس اس کی کسی دوست کا نمبر نہیں ہے، وہ اپنی پرائیویسی میں کسی کی دخل اندازی کرنا پسند "
"نہیں کرتی تھی۔۔

تبسم بیگم شرمندگی سے بولی،۔

کیا؟ وہ بھونچکا کر رہ گیا۔ "

"عجیب لوگ ہیں آپ؟؟ وہ آپ بیٹی اور آپ اس کے والدین ہیں۔۔ لیکن یہاں تو ہر چیز ہی الٹ ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ آپ کی بیٹی نہیں آپ اس کی اولاد تھے۔۔ اتنی آزادی کہ حد ہے؟؟" وہ اپنے طیش پر قابو نہیں رکھ پایا۔۔

"آفیسر ہماری ایک ہی بیٹی ہے۔۔ اس لیے میں اس کی کسی خواہش کو کبھی رد نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس کی زندگی گھٹن زدہ بنانے کا کبھی سوچا تھا۔۔۔"

"فارڈ گاڈ سیک۔۔ مسٹر فرمان۔۔۔ اب تو میری بات کا مطلب سمجھیں۔۔ یہ گھٹن زدہ زندگی نہیں ہوتی کہ آپ نے اس پر نظر رکھی۔ اس کے دوستوں پر نظر رکھی۔ بلکہ یہ ماں باپ کی اپنی اولاد کے لیے حفاظت ہوتی ہے۔۔۔ جسے آپ جیسے ایلیٹ لوگ گھٹن کا نام دیتے ہیں۔۔"

فرمان علی کچھ بول ہی نہ پائے۔۔ وہاج کا ایک ایک لفظ سچا تھا۔

"آپ کے مطابق آپ اپنی بچی کو گھٹن والی زندگی نہیں دے سکتے تھے، تو پھر آج جو یہ سب ہوا ہے ناں کہ آپ کی بیٹی کا کچھ اتا پتہ نہیں، نہ اس کا کوئی سراغ مل رہا ہے۔۔ یہ آپ کی نام نہاد گھٹن کا ہی نتیجہ ہے۔۔" فرمان علی کچھ بول ہی نہ پائے۔

"عادل تم ان کے پورے ایریا میں ناکہ بندی کرواؤ، اور ہائی وے پر بھی پتہ کرو۔۔ ہاسپٹلز میں بھی چیک کرواؤ۔۔ لیکن سب خاموشی سے ہونا چاہیے۔۔ کسی رپورٹر کے ہاتھ فلحال یہ خبر نہیں آنی چاہیے۔ ایک لڑکی کی عزت کا سوال ہے۔۔"

انسپکٹر عادل نے حیرت سے وہاج کو دیکھا، جو آج ایک لڑکی کے لیے اتنی احتیاط کا کہہ رہا تھا۔

جاؤ!! یہاں کیوں کھڑے ہو؟؟" وہ کر ختگی سے بولا۔"

"اگر آپ اجازت دیں تو کیا میں مس انابیہ کا کمرا چیک کر سکتا ہوں۔۔؟"

جی آئیں۔۔۔"فرمان علی بلاتامل بولے تھے۔"

وہاج ان کے ساتھ انابیہ کے کمرے کی جانب بڑھا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو ایک تیز خوشبو کا جھونکا اس کی ناک سے ٹکرایا، یہ وہی خوشبو تھی جو انابیہ فرمان علی استعمال کرتی تھی۔۔وہ لڑکی شاید خوشبو کی دیوانی تھی۔

فرمان علی نے لائٹس اون کی تو کمرے میں رکھے دو بڑے ٹیڈی بئیرز پر اس کی نظر گئی۔۔جو دیوار کے ساتھ رکھے گئے تھے۔پورے کمرے میں ہی مختلف بے بی گرلز کی چیزیں موجود تھی۔۔وہ لڑکی اپنی عمر سے کافی چھوٹے شوق رکھتی تھی۔۔لیکن شاید وہاج کے معاملے میں وہ اپنی عمر سے کافی بڑی ہو گئی تھی۔

یا محبت کی خواری"

"آپ چیک کریں شاید مس انابیہ نے کوئی نوٹ وغیرہ نہ چھوڑا ہو؟؟

وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس لڑکی کے کمرے کی چیکنگ کرے، نا جانے کیوں اس کا دل اس معاملے میں آکر بے چین سا تھا۔

"اگر آپ چاہیں تو میں لیڈی کانسٹیبل کو بلا لیتا ہوں۔ کیونکہ اب کافی وقت ہو گیا ہے۔۔۔"

نہیں سر۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ کوئی بھی خبر لیک ہو۔۔ میرے ہاسپٹل کی ریپوٹیشن خراب "
"ہو جائے گی۔۔اور میری بیٹی بھی اس سب سے کافی ڈپریس ہو گی۔۔

فرمان علی کی تفصیل پر اس نے لب بھینچے۔۔۔ ناجانے کیوں اسے فرمان علی پر شدید تاؤ آرہا تھا۔

وہ ملے گی تو ڈپریس ہو گی ناں۔"وہ طنز کیے بنا رہ نہیں پایا۔"

تبسم بیگم کمرے کی ایک ایک چیز چیک کر رہی تھیں۔ جبکہ وہاج کے ذہن میں ایک بار پھر صنم کا خیال آیا تھا۔

"میں کچھ دیر میں آتا ہوں۔ اگر انابیہ کی کوئی خبر آئے تو فوری مجھے کال کیجیے گا۔۔۔"

وہ وہی سے واپس مڑا تھا۔

وہ سرخ فراک پہنے، ماتھے پر بندیا اور کانوں میں آویزے پہنے اور ہلکے پھلکے میک اپ کیے سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی۔

صنم کے والد میکال ملک اور اس کی والدہ زینت بھی وہی موجود تھے جن کے چہرے پر سنجیدگی پھیلی تھی۔

آپ کے بیٹے کی وجہ سے ایک بار پھر میری بچی کی ذلت ہوئی ہے۔۔ بھائی صاحب۔۔ !! چارج چکے "
"ہیں۔۔ لیکن وہ نہیں آیا نہ ہی اس نے کال کی۔۔ کون اپنائے گا میری بیٹی کو؟؟

میکال میں جانتا ہوں میری اولاد نے ہر بار مجھے شرمندہ کیا ہے۔۔۔ لیکن آج یہ نکاح ہو کر رہے "
"گا۔۔ وہاج کو میں فون کر رہا ہوں لیکن وہ نہیں اٹھا رہا۔۔ لیکن اب میں خود وہاں جاؤں گا۔

صنم کے چہرے پر تمسخر بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔

اور پھر اٹھ کر وہ تایا ابو کے قدموں میں بیٹھی۔

وہ نہیں اٹھائیں گے تایا ابو۔۔ کیونکہ انہیں مجھ سے شدید نفرت ہے۔۔ وہ صرف مجھ سے تعبیر آپی اور "
"انعم آپی کی وجہ سے بدلہ لینا چاہتے تھے۔۔ جو وہ کل رات لے چکے ہیں۔۔

اس نے گال کی جانب توجہ دلوائی۔ جو ہلکا سا سوجن زدہ تھا۔ اور اس پر انگلیوں کے نشان ثبت تھے۔ لیکن میک اپ کی وجہ سے اب کم ہی نمایاں ہو رہا تھا۔

مجھے معاف کردو میری بچی میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکا۔۔ایک بار پھر میری اولاد نے مجھے "
"شرمندہ کر دیا۔۔۔

کمال ملک اس وقت نظر اٹھانے کے قابل نہیں رہے تھے۔

تایا ابو۔۔آپ شرمندہ مت ہوں۔۔شاید میری قسمت بھی آپی کی طرح ہی ہے۔" وہ ان کے ہاتھ "
تھامے رنجیدگی سے بولی۔

اللہ نہ کرے میری بچی۔۔میں اپنی بیٹی کے لیے اتنا اچھا لڑکا ڈھونڈوں گا۔جو میری بیٹی کو شہزادیوں کی "
طرح رکھے گا "اس کے سر پر ہاتھ رکھے وہ صنم کے گال کو ہی دیکھ رہے تھے۔

نہیں تایا ابا۔۔۔"وہ رنجیدہ ہوئی۔ "

اسی وقت وہ جھٹکے سے دروازہ کھولے اندر داخل ہوا۔جبکہ صنم کا رنگ فق ہوا تھا۔دروازے کی دھاڑ پر
سب ہی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے۔

وہاج کا سرخ چہرہ دیکھے سب ایک پل کے لیے گھبرائے تھے۔

کہاں ہے وہ لڑکی۔۔کیا کیا تم نے اس کے ساتھ ؟؟" وہ جارحانہ تیور لیے صنم کی جانب بڑھا۔۔جو "
کھڑی ہو چکی تھی۔

وہاج۔۔۔"میکال اور کمال ملک بھی اچانک افتاد پر کھڑے ہوئے،۔"

"وہی رہیے۔۔۔آج میرے اور اس کے درمیان کوئی نہیں آئے گا۔۔۔"

اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں آگے بڑھنے سے روکا۔

بولو کیا بکواس کی تھی اس لڑکی سے اور کہاں ہے وہ؟؟" وہ دھاڑا اور ایک بار پھر اس کی بازو جکڑا تھا۔"

وہ درد سے کراہی تھی۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟؟ وہاج بھائی۔۔؟" دل ہی دل میں اسے کچھ تسلی ہوئی تھی۔یعنی اس کا تیر" عین نشانے پر لگا تھا۔

بکواس مت کرو۔۔بتاؤ۔۔کہاں ہے انابیہ۔۔ تمہاری ہی گاڑی صبح ان کے گھر کے پاس دیکھی گئی" ہے۔۔۔" صنم کو اگلے ہی پل اپنی بے وقوفی کا احساس شدت سے ہوا تھا۔

مم میں تو گھر پر تھی۔۔آپ تایا ابو سے پوچھ لیں۔۔میں کہیں بھی نہیں گئی۔اور میرا موبائل بھی آپ" توڑ چکے ہیں۔۔"

"یہ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔وہاج چھوڑو اسے۔۔۔"

کمال ملک نے آگے بڑھ کر اس کا بازو جھٹکا۔

"یہ ایک نمبر کی جھوٹی لڑکی ہے۔۔۔کب کیا کر جائے کسی کو پتہ بھی نہ چلے۔۔میری بات کان کھول کر سن لو۔۔۔اگر اس لڑکی پر ایک بھی کھرونچ آئی تو میرے غضب سے بچانے والا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔"

"وہاج۔۔۔کیا کہے جا رہے ہو۔۔نشے میں تو نہیں ہو۔۔میری بیٹی کے ساتھ اتنا گھٹیا رویہ اختیار کرنے کی تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔۔؟"

میکال ملک نے اسے دور دھکیلا۔

"یہ اسی قابل ہے۔۔اور تم خواب سجائے بیٹھی ہو ناں کہ نکاح ہو گا تو کوئی نکاح نہیں ہو گا۔۔تمہارے سب خواب چکنا چور ہوں گے۔۔۔اس معصوم لڑکی کو بھی تم نے اپنے جال میں پھنسا لیا۔۔تم اور تمہارا بھائی جو کھیل کھیل رہے ہیں۔۔جلد ہی وہ سامنے لاؤں گا۔۔بس اب تم الٹی گنتی گننا شروع کرو۔۔۔"

انگشت دکھا کر اس نے چٹکی بجائی، جبکہ صنم کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا۔۔ایک جا رہا تھا۔

"وہاج نکاح ہو گا۔۔اگر تم نے ایسا کچھ کیا تو تم میرا مرا منہ دیکھو گے۔۔" کمال ملک دھاڑے تھے۔

وہ تھما تھا۔۔اور پھر ان کی جانب مڑا۔

یہ دھمکی آپ تعبیر پر آزما چکے ہیں۔۔مجھ پر کام نہیں کرے گی۔۔کیونکہ یہ نام کا بیٹا پہلے ہی آپ کے " لیے مر چکا ہے۔۔پھر اسے کسی کی موت سے کیا فرق پڑے گا۔۔ "

وہ تلخی سے بولا۔۔جبکہ آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔

وہاج۔۔۔"وہ غضب ناک ہوئے۔"

اس وقت میری ڈیوٹی اہم ہے۔۔یاد رکھنا صنم۔۔اسے کچھ ہوا تو میں تمہیں زندہ زمین میں گاڑ دوں " گا۔۔"

اسے بازو سے دور دھکیلے وہ واپس مڑا تھا۔اور آندھی طوفان کی طرح وہاں سے نکلا۔

URDUNovelians

جبکہ زینت نے آگے بڑھ کر اسے گرنے سے بچایا تھا۔

صنم۔۔"کمال ملک گھبرا کر آگے آئے۔۔جو ماں سے لگی رو رہی تھی۔"

تایا ابا۔۔آپ کا بیٹا ایک بار پھر میرے ساتھ زیادتی کر چکا ہے۔میں اسے معاف نہیں کروں گی۔۔امی ۔۔مجھے گھٹن ہو رہی ہے۔۔مجھے یہاں سے لے چلیں۔۔پلیز۔۔ورنہ میں مر جاؤں گی۔۔"

وہ آنسو بہاتی ایک بار پھر کمال ملک کو پشیمان کر گئی تھی۔

صنم میری بچی۔۔اپنے تایا کو معاف کر دو۔ تمہیں اب کوئی تنگ نہیں کرے گا۔میری بچی جو چاہے گی اب وہی ہو گا۔۔"

کمال ملک نے اس کے سر پر ہاتھ رکھے کہا۔

پلیز۔۔تایا ابو۔۔۔"وہ نفی میں سر ہلاتی بوجھل قدموں سے اندر بڑھی۔۔"

جبکہ زینت بیگم بھی اس کے پیچھے گئی تھیں۔

URDUNovelians

کمال ملک نے میکال کے سامنے ہاتھ جوڑے اور سلمان کے ساتھ باہر نکل گئے۔۔

میکال ملک وہی اطمینان سے بیٹھ گئے تھے۔

"یہ سب بہت غلط ہے صنم۔۔۔تم اس نیک لڑکے کو بلاوجہ بدنام کرنے پر تلی ہو۔۔۔"

زینت بیگم کمرے میں داخل۔ہوئے بولی۔۔جہاں صنم گنگناتے ہوئے، جیولری اتار رہی تھی۔

امی آپ کو اب بھی وہ گھٹیا شخص نیک لگتا ہے۔جس کی وجہ سے انعم آپی ہمیں چھوڑ کر چلی گئی۔بھائی ہم سے جدا ہوگئے۔۔ہمارا گھر بکھر گیا۔صد شکر ہے کہ میری جان بچ گئی۔ورنہ وہ جلاد انسان میری زندگی برباد کر کے رکھ دیتا۔"

وہ بھڑکی تھی۔

تم نہیں جانتی۔۔صنم۔۔تم کچھ بھی نہیں جانتی۔۔تم خود کو برباد کر رہی ہو۔۔ایک دن پچھتاؤ گی تم۔۔۔"

وہ تھک ہار کر وہی بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

امی مجھے کچھ جاننا بھی نہیں ہے۔۔۔"وہ لاپرواہی سے بولتی انابیہ کے بارے میں سوچنے لگی۔۔جس نے اس کا کام آرام سے مکمل کر دیا تھا۔

زینت بیگم اپنی لاڈلی بیٹی کو دیکھے ایک بار پھر روئی تھیں۔۔

ان عورتوں کو اتنا اختیار بھی نہیں تھا کہ وہ سچائی اپنے منہ سے نکال سکتی۔۔کمال ملک اور میکال ملک فطرتاً ایک جیسے تھے۔۔عورت کو دبا کر رکھنے سے ان کی انا کی ناجانے کونسی تسکین ہوتی۔

صنم ماں کو روتے دیکھ کر جیولری اتارے ان کے پاس آکر بیٹھی۔

"آپ رو کیوں رہی ہیں۔۔۔؟"

"تو کیا کروں۔۔ میری بیٹی ناجانے کن راہوں پر چل پڑی ہے۔۔اور تمہارا بھائی جو شاید اپنی ماں کو مرا ہوا ہی سمجھ چکا ہے۔اولاد ہونے کے باوجود میں تنہا ہوں۔۔"

"امی بھائی کا ابھی یہاں آنا ٹھیک نہیں تھا۔ تبھی وہ نہیں آئے۔۔اور شکر کریں کہ میرا نکاح ہونے سے بچ گیا۔ورنہ آپ بھی کچھ دن بعد اپنی بیٹی کو دفنا رہی ہوتی۔۔۔"۔وہ تلخی سے بولی۔

صنم۔۔"وہ اسے سینے میں بھینچے چیخی تھیں۔ماں کی تڑپ پر اس کی آنکھیں بھی بھیگی تھیں۔"

شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے، لیکن انابیہ سلطان کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا۔

ہر طرف سے انہیں ناکامی کا سامنا ہوا تھا۔وہاج ارد گرد کا ہر ایریا چھان چکا تھا۔عادل سے بھی وہ مسلسل رابطے میں رہا تھا۔لیکن خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

مسٹر فرمان اب ایک ہی حل ہے۔۔اگر اسے کسی نے کڈنیپ کیا ہوتا تو اب تک کال آچکی ہوتی۔ لیکن " ایسا

کچھ نہیں ہوا۔۔اور نہ ہی وہ اپنی گاڑی لے کر گئی ہے جس سے ہم کوئی سراغ لگا سکیں۔۔مزید بے وقوفی "اس نے اپنا موبائل پاور آف کر کے کی ہے۔۔

ٹھیک ہے انسپکٹر صاحب جیسا آپ کو مناسب لگے۔ لیکن میری بچی مجھے ہر حال میں چاہیے۔۔"فرمان " علی صوفے پر ڈھے سے گئے تھے۔۔بیٹی کی جدائی نے ایک دن میں ہی انہیں برسوں کا بوڑھا بنادیا تھا۔

سر۔۔۔"انسپکٹر عادل عجلت میں اندر داخل ہوا۔ "

کیا ہوا عادل کوئی سراغ ملا۔۔" وہ موبائل آف کیے اس کی جانب متوجہ ہوا۔ لیکن نظر سامنے گئی تو دل " میں جیسے چھبن سی ہوئی۔ وہ لڑکی ماتم زدہ سی سامنے ہی موجود تھی۔۔سفید لباس میں وہ کوئی اداس پری کی مانند تھی۔ فرنٹ سے کٹے ہوئے بال پن اپ کیے۔۔وہ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ مردہ قدموں کے ساتھ اندر لاؤنج میں ہی آرہی تھی۔ اس نے عادل کو باہر جانے کا اشارہ دیا تو وہ چپ چاپ باہر نکل گیا۔

وہاج نے اپنے چہرے ہر ہاتھ پھیرا۔۔اور اپنے تاثرات فوری چھپا لیے۔جو اس لڑکی کو دیکھ کر آئے تھے۔

آپ کہاں تھی مس انابیہ۔۔۔۔"وہ کر ختگی لیے اس کی جانب آیا۔جبکہ فرمان علی بھی بیٹی کو صحیح " سلامت دیکھتے پھر سے جی اٹھے۔

انابیہ۔۔۔۔"وہ تیزی سے اس کی جانب آئے اور اسے خود سے لگالیا۔۔"

کہاں چلی گئی تھی۔۔اپنے بابا کا خیال بھی نہیں آیا۔۔"اس کا سر چومتے وہ دلگیر سا بولے۔جبکہ وہ تو " سامنے کھڑے اس دشمن جان کو دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر ضبط کی سرخ پھیلی تھی۔تبسم بیگم نے اسے گلے لگایا تو وہ شخص بالکل سامنے آچکا تھا۔۔انابیہ کی ویران آنکھیں اس پر سے ہٹنے سے انکاری ہوئی۔

اپنے کسرتی وجود اور چہرے پر تنے تاثرات سجائے انابیہ کے دل کی ایک بیٹ مس کر گیا۔

آپ۔۔۔کا نکاح تھا ناں۔۔آج۔۔"وہ سر سراتے لبوں سے بولتی اس کی جانب بڑھی۔"

آپ کہاں تھی؟مس انابیہ۔۔اور آپ کا فون کیوں بند تھا؟؟"

وہ سنجیدگی سے بولا۔۔اس کی بات کو سرعت سے نظر انداز کیا۔

"آپ بتائیں۔۔آپ کا نکاح تھا۔۔آج تو آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

آنسو گال پر بہہ کر اس کے دل کا راز کھولنے لگے۔۔

"یہ میرا انتہائی پرسنل میٹر ہے۔۔میں نکاح کروں یا نہ کروں۔۔آپ کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔۔"

وہ صاف لفظوں میں اسے باور کروا گیا تھا۔

"یہ۔آپ کا پرسنل میٹر نہیں ہے۔۔آپ بتائیں۔۔آپ نے نکاح کر لیا ناں۔۔کر دیا ناں انابیہ کو برباد۔۔چھین لی گئی میری محبت۔۔"

وہ ضدی پن سے بولتی وہاج کو مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر گئی۔وہ حد درجہ بے باک تھی۔

"آپ کی بیٹی آپ کو مل چکی ہے۔۔ضروری کاروائی میں کل آ کر کر لوں گا۔۔اس وقت ان کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔"

وہ فرمان علی سے مخاطب ہوا۔جو بیٹی کی وجہ سے شدید شرمندگی میں ڈھلے لگ رہے تھے

"وہاج آپ ایسے نہیں جائیں گے۔۔آپ کو جواب دینا ہو گا۔۔"

وہ مزید آگے بڑھتی اس کی شرٹ جکڑے بولی۔وہاج کے ماتھے کی رگیں تنی تھیں۔

"انابیہ۔۔۔!! فرمان علی دھاڑے تھے۔ان کی بے جا آزادی کا نتیجہ انہیں آج انابیہ کی ہٹ دھرمی کی صورت میں صاف نظر آ رہا تھا۔

انابیہ کی نظر اس کی گردن پر گئی جہاں خراشوں کے نشان تھے۔۔صنم کی کہی گئی ہر بات کی تصدیق ہو چکی تھی۔۔یعنی وہ شخص عزت کا لٹیرا ہی تھا۔ صنم جھوٹی نہیں تھی۔وہ ایک پل کے لیے ساکت ہوئی۔ لیکن شرٹ نہیں چھوڑی۔۔اور نہ ہی وہاج کو سمجھ آیا تھا۔

تبسم اسے کمرے میں لے کر جاؤ۔۔"فرمان علی غضب سے بولے تو تبسم بیگم نے اسے تھاما تھا۔۔"

"انابیہ چلو یہاں سے۔۔"

ماما انہیں کہیں مجھے بتادیں کہ انہوں صنم سے نکاح نہیں کیا۔۔ورنہ میں مر جاؤں گی ماما۔۔۔"وہ اب بھی بضد تھی۔

مس انابیہ !!اپنی عزت کا خیال کریں۔۔آپ شاید تمیز تہذیب بھول چکی ہیں آج کے بعد میری شرٹ پکڑنے کی جرات مت کیجیے گا۔۔اور ہاں مسٹر فرمان علی آپ کی بیٹی اب اگر کہیں جاتی ہے یا غائب ہوتی ہے تو مجھے کال کرنے کی کوشش بھی مت کیجیے گا۔۔میں اپنے کردار پر ایک چھینٹا بھی برداشت نہیں کر سکتا۔۔

اور ہاں اپنی نام نہاد گھٹن کو تھوڑا کم کر کے اس پر قابو پا لیے، تاکہ آپ کی بیٹی آپ کے قابو میں رہ سکے۔۔۔"

وہ انابیہ کو جھٹکتا وہاں سے لمبے ڈگ بھرتا نکلتا چلا گیا تھا۔

فرمان علی اپنی جگہ شرمندہ سے کھڑے رہ گئے۔۔اور وہ دیوانی ماں کی گرفت میں جکڑی۔۔اب بھی اس شخص کو جاتے دیکھتی آنسو بہا رہی تھی۔

جو اس کا دل بری طرح توڑ کر ظالم سفاک بنا چلا گیا تھا۔

" موڈ ٹھیک کریں۔اپنا۔۔آئی تھنک اب تو ٹھیک ہو ہی جانا چاہیے۔ صبح سے ہر جگہ میں آپ کو لے کر گیا ہوں۔ جہاں آپ نے کہا، جہاں میں جانا نہیں چاہتا تھا۔۔" وہ گاڑی تار کول کی سڑک پر سپیڈ سے بھگاتا سنجیدگی سے بولا۔۔

تو تمہارا فرض ہے۔۔" وہ لاپرواہی سے بولی۔۔"

ہم سارے فرض میرے ہی ہیں۔۔" وہ سر نفی میں ہلائے بولا۔"

میرا بھائی نا جانے کہاں ہو گا؟؟" وہ ایک بار پھر روہانسی ہوئی۔"

تعبیر وہ کوئی چھوٹا بچہ نہیں ہے۔۔جو آپ ایسے پریشان ہو رہی ہیں۔وہ ایک پولیس آفیسر ہے۔ لیکن " آپ نے تو اسے گود کا بچہ سمجھ لیا ہے۔۔اور صبح سے ہزار بار یہ بات جتا کر آپ نے مجھے پاگل کر دیا ہے۔"

وہ چڑ گیا تھا۔

یزدان۔تم میرے ساتھ۔۔" وہ صدمے سے چور اسے دیکھتی بڑبڑائی۔"

میں آپ کے ساتھ روڈ نہیں ہو سکتا۔۔"،وہ اب بھی سامنے دیکھ رہا تھا۔"

مجھے گھر جانا ہے۔۔نہیں رہنا تمہارے ساتھ۔۔۔"وہ بضد ہوئی"

اب ہم کچھ دیر میں گھر ہی جائیں گے۔۔۔لیکن ابھی ایک اور جگہ آپ میرے ساتھ جائیں" گی۔۔"دوبدو جواب دیے وہ گاڑی کی سپیڈ بڑھا گیا تھا۔

"یزدان تم زبردستی کر رہے ہو۔۔"

زبردستی۔۔۔سیریسلی؟"وہ گاڑی کی سپیڈ کم کیے یکدم اس کے قریب جھکا،تو وہ سیٹ سے ٹیک لگاتی " سانس روک گئی۔۔

یہ۔۔کک کیا کر رہے ہو۔۔؟"وہ سہمی تھی۔"

زبردستی۔۔۔"اس کی پر تپش سانسوں سے چہرہ جھلستا محسوس ہوا۔فاصلہ کافی حد تک کم تھا۔زرا سا اگر" وہ قریب ہوتا تو چہرہ چھو لیتا۔

تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔وہ بڑبڑائی تھی۔جبکہ چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔"

"جس دن کر لی ناں زبردستی۔۔عقل ٹھکانے آجائے گی۔۔"

وہ آنکھیں گھما کر دور ہٹا تھا۔جبکہ تعبیر نے سانس بحال کیا تھا۔وہ شخص ایک پل میں اسے گھما دیتا تھا۔

"آئس کریم کھائیں گی۔۔لڑکیوں کو خاصی پسند ہوتی ہے۔؟"اس نے تعبیر کو دیکھا جواب بھی انگلیاں چٹخائے کچھ دیر پہلے لمحے کے زیرِ اثر تھی۔

"مجھے پسند نہیں ہے،۔"وہ دانت پیسے غرائی۔

"پسند تو مجھے بھی نہیں ہے۔۔لیکن آج ٹرائی کرنے میں حرج نہیں ہے۔۔"وہ گاڑی روکے بولا۔سامنے ہی آئسکریم شاپ تھی۔۔اور اس سے آگے سنسان علاقہ تھا۔

"میں نہیں کھاؤں گی۔۔"وہ بضد ہوئی۔

"اور آج آپ ضرور کھائیں گی۔۔"ایک بار پھر اس نے تعبیر کی بات کی نفی کی۔

"ہنہہ۔۔"وہ سر جھٹکتی رخ موڑ گئی۔

"دروازہ مت کھولیے گا۔۔۔"وہ اس کی جانب آیا اور واضح حکم دیتا سامنے شاپ کی جانب بڑھا۔

تعبیر نے سر نیچے کیا۔رات کی وجہ سے وہاں رش نہ ہونے کے برابر تھا۔بلکہ ان کی ہی گاڑی اب وہاں موجود تھی۔

ٹھنڈا موسم وجود پر چھائی قنوطیت ہٹانے لگا تو اس نے بھی سر تھوڑا سا باہر نکالا اور نوفل کو دیکھنے لگی جو اسے ہی مڑ کر دیکھ رہا تھا۔تعبیر نے نگاہ چرائی۔پر شاید یہ نگاہ چرانا آج غلط ثابت ہوا تھا۔۔

ایک سیاہ ہاتھ اس کی نازک کلائی پوری شدت سے جکڑ چکا تھا۔

یزدان۔۔۔"اسے لگا یزدان نے شرارت کی ہے۔"

تعبیر نے فوراً نظر پھیری سامنے ایک کرخت ہیبت ناک شکل کا آدمی دیکھے اس کی آنکھیں پھٹی تھیں۔ جبکہ سانس حلق میں اٹک گیا۔ وہاں یزدان نہیں تھا۔

دروازہ کھول۔۔اس شخص نے دروازہ کھولنے کو کہا۔ لیکن نوفل شاید گاڑی لاک کر کے گیا تھا۔۔"

چچ چھوڑو۔۔کک کون ہو تم۔۔" تعبیر کلائی میں بڑھتے درد سے تڑپی۔۔"

اس شخص نے پسٹل اس کے سر پر رکھی۔ تعبیر کا سانس حلق میں اٹکا۔

بکواس نہیں کرنی۔۔چپ چاپ باہر آ۔۔"اس کی غراہٹ نما آواز پر تعبیر نے بمشکل اپنی سسکی روکی۔"

ویسے تو تو سوچ سے بھی زیادہ پیاری نکلی۔"اس نے ایک گہری غلیظ نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی۔"

باہر آ چل۔۔۔"اس نے پسٹل کا دباؤ اس کے سر پر بڑھایا۔۔ وہ گاڑی کی ونڈو کے بالکل سامنے" تھا۔۔جس کے باعث کوئی اسے دیکھ نہیں پایا تھا۔

گگ گاڑی لاک ہے۔۔"وہ بھیگی آواز میں بولی۔"

جھوٹ بولتی ہے۔۔"اس نے گن سر پر ہلکی سی ماری تو وہ درد سے کراہی تھی۔ جبکہ دل ہی دل میں وہ" نوفل یزدان کو پکارتی سسکی۔

وہ جھوٹ نہیں بولتی جب وہ کہہ رہی ہے کہ گاڑی لاک ہے۔۔۔تو گاڑی لاک ہی ہے۔" اپنے کان کے" قریب روح سنسناتی آواز سنتا وہ شخص ایک پل کے لیے تھم گیا۔

یزدان۔۔۔وہ بھیگے چہرے سے سسکی۔۔وہ نظر تو نہیں آیا لیکن اس کی آواز اسے پرسکون کر گئی تھی۔

تم تو آئسکریم۔۔۔"وہ شخص کمر پر چھبتی نال محسوس کیے بولا۔"

گن ہٹا اس کے سر پر سے۔۔"نوفل کا لہجہ حد درجہ سرد تھا۔"

میں ماردوں گا اس لڑکی کو۔۔۔"وہ خوف کے زیر اثر بولا۔نوفل یزدان کے قہر سے وہ اچھے سے واقف" تھا۔

"اتنا آسان نہیں ہے۔"

نوفل نے ٹانگ سے اس کی ٹانگ پر وار کیا۔وہ شخص لڑکھڑایا تھا۔اور اسی پل اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اس نے تعبیر سے دور کر دیا۔گن اس کے ہاتھ سے نیچے گری، جسے اس نے پاؤں سے گاڑی کے نیچے کر دیا۔۔اپنی پھرتیلی سے وہ دشمن کو ایک پل میں قابو کرنا اچھے سے جانتا تھا۔ تبھی آج اس ہٹے کٹے آدمی کو بھی مات دے گیا تھا۔

تعبیر نے رکا سانس بحال کیا۔

اس نے طائرانہ نگاہ ایک پل میں چاروں طرف ڈالی اور اس شخص کی گردن پر مزید دباؤ ڈالا۔

یزدان۔۔۔" تعبیر کی آواز پر اس نے م۔ڑ کر اسے دیکھا جو خوف سے سفید پڑ چکی تھی۔"

زندہ رہنا چاہتا ہے تو سیدھا چل۔۔ورنہ تو مجھے اچھے سے جانتا ہے۔۔۔رمیض بٹ۔۔۔"اس کا اصل" نام لیے وہ اس شخص کے ماتھے پر پسینہ لانے کا موجب بنا۔

"تت تم میرا نام کیسے جانتے ہو۔۔؟"

سیدھا چل۔۔باقی باتیں وہی کریں گے۔۔"وہ قریب ہی موجود سنسان ایریا کی طرف.بڑھا تھا۔"

یزدان۔۔۔" تعبیر نے مدھم آواز میں پکارا۔"

دو منٹ میں آتا ہوں۔۔باہر نہیں نکلنا۔۔"اس نے مڑ کر تنبیہ کی۔لیکن وہ تنہائی کے خوف سے لرزی" تھی۔

اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر نظر دوڑائی تاکہ باہر نکل سکے۔۔

چابی پر لگے ریموٹ سے اس نے سب بٹن دبائے بمشکل دروازہ کھولا۔اور وہی بھاگی جہاں یزدان گیا تھا۔۔

تو نے غلط کیا۔۔رمیض بٹ۔۔میری بیوی کے سر پر تجھے گن نہیں رکھنی چاہیے تھی۔۔اور اس کی "
" کلائی پکڑ کر تو نے اپنی موت کو آواز دی ہے۔۔

وہ نفی میں سر ہلائے ایک دیوانہ سا لگا تھا۔۔

"میں۔۔۔نے۔۔"

اس کے چہرے پر بنا رکے کئی پنچ مار کر اس نے مقابل کی شکل بگاڑ کر رکھ دی تھی۔اور ہاتھ پکڑ کر بری طرح مروڑا کہ اس کی ہڈی چٹخی تھی۔

مم مجھے چھوڑ دو پلیز۔"نوفل نے گال پر دوبارہ پوری قوت سے مکہ مار کر اس نے زمین پر گرایا۔

اب اس پر پاؤں جمائے کھڑا تھا۔

دیکھو میں نے بس اسے ڈرانا تھا۔۔میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا۔۔تت تم اچھے سے جانتے ہو۔کہ میں "
" یہاں کیوں آیا تھا۔

یزدان۔۔"اپنے پیچھے تعبیر کی آواز سن کر اس نے آنکھیں میچ کر کھولی۔اس کے منع کرنے کے باوجود وہ یہاں آچکی تھی۔

جاؤیہاں سے۔۔"وہ کرختگی سے گویا ہوا۔لیکن وہ اس کی پشت پر چپکے شرٹ مٹھی میں جکڑ گئی۔"

"نن نہیں۔"

کس نے بھیجا تھا تمہیں؟؟نوفل کی سرد آواز پر وہ شخص حیران ہوا تھا، کیونکہ نوفل اسے اچھے سے" جانتا تھا۔

جبکہ تعبیر اس کی بازو سے چپکی، کندھے پر منہ چھپائے سسکنے لگی۔

مجھے جانے دو۔۔۔"وہ شخص درد سے کراہا۔۔جس کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔"

پانچ سیکنڈ ہے تمہارے پاس بول دو گے۔۔تو شاید۔۔۔"اس نے بھاری بوٹ پر دباؤ بڑھایا تو اس" شخص کے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات نمایاں ہوئے۔۔

نوفل۔۔پچ۔۔چھوڑ دو۔۔" تعبیر بازو شدت سے جکڑے بولی۔"

گاڑی میں جا کر بیٹھیں۔۔"اس نے تعبیر کو حکم دیا۔

نہیں۔۔۔میں اکیلی نہیں۔جاؤں گی۔تم بھی چلو میرے ساتھ۔۔۔"وہ خوف سے مزید قریب" ہوئی۔۔۔جبکہ یزدان نے سختی سے لب بھینچے۔

سنائی نہیں دے رہا کہ گاڑی میں جا کر بیٹھیں۔۔۔" وہ پوری شدت سے چیخا تھا۔اور تعبیر کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔اس شخص نے آج پہلی بار حد درجہ بلند آواز کا استعمال کیا تھا۔

اس نے تعبیر کو بازو سے جدا کیا۔۔اور خود سے دور دھکیلا۔

تاکہ وہ وہاں سے جا سکے۔

"اگر آپ چاہتی ہیں کہ اگلی کئی راتیں آپ سکون سے سو سکیں تو جا کر گاڑی میں بیٹھ جائیں۔۔اور مجھے آپ باہر دیکھتے ہوئے نظر نہ آئیں۔۔"

تعبیر کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا۔نوفل کے لفظ اس کی جان پل پل نہایت تکلیف سے نکال رہے تھے۔

یعنی وہ اس شخص کو مار دینے والا تھا۔

URDUNovelians

"تت تم۔یہ نہیں کرو گے نوفل۔۔۔میری خاطر۔۔ایک بار پھر رک جاؤ۔۔اس دن بھی رکے تھے۔۔آج بھی رک جاؤ ناں۔۔اس کو پولیس کے حوالے کر دو پلیز۔۔" وہ بے بس ہوئی تھی۔

اس شخص نے موقع سے فائدہ اٹھائے اٹھنا چاہا تھا۔ لیکن اس نے ایک کک مار کر اسے دوبارہ زمین پر گرایا۔

"جو بات میں ماننا ضروری سمجھتا تھا وہ مان گیا تھا۔۔اب نہیں۔۔اگر اب نہ آپ گئیں تو میں آپ کے سامنے اسے نہایت بے دردی سے ماروں گا۔۔"

وہ پاکٹ میں ہاتھ ڈالے ایک چاقو نکالتا جھکا۔ تعبیر نے اس کے ہاتھ میں تھاما وہ (Raptor_claw) نامی چاقو پھٹی آنکھوں سے دیکھا۔۔اس کے کارنر پر ایک چین لٹک رہی تھی۔ جس پر لکھا (این) اسے واضح لٹکتا نظر آیا۔ سنہری رنگ کا وہ این رات کے گہرے اندھیرے میں بھی ہلکا سا چمک رہا تھا۔

"نہیں۔۔نوفل۔۔نہیں۔۔تم ایسا نہیں۔۔رکو۔۔۔" وہ مزید بولتی کہ چاقو اس نے سیدھا اس کے دل کے مقام پر پوری شدت سے پیوست کر دیا۔ خون کے کئی چھینٹے اس کی شرٹ کو داغدار کر گئے تھے۔نہ اس کا ہاتھ کانپا اور نہ ہی اس شخص نے حرکت کی۔ پہلے ہی وار سے وہ موت کو گلے لگا گیا تھا۔

وہ ساکت سی خوف سے سرد پڑی۔۔اور ہچکی لبوں سے نکلی،۔۔پل میں پورا وجود پسینے میں نہا گیا تھا۔

"یہ۔۔۔کک کیا۔۔کیا۔ نن نہیں۔۔یہ۔"

وہ اپنا سر تھامتی۔۔بمشکل خود کو سنبھال پا رہی تھی۔جبکہ نوفل کے سر پر جنون سوار تھا۔۔چاقو نکال کر اس نے دوبارہ پوری شدت سے اس کے دل پر گاڑا۔

"تو مجھ پر وار کرتا تو میں بخش دیتا، لیکن تو نے تو میری بیوی کے سر پر گن رکھی۔۔اس کی کلائی کو اپنے غلیظ ہاتھ سے چھوا تھا۔پھر تیرے زندہ رہنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔۔"

دانت بھینچے، خون چھلکاتی آنکھوں سے اس نے اس آدمی کو دیکھا۔۔جو تعبیر کو نقصان پہنچانے والا تھا۔اور اس کے ہاتھوں جان سے گیا تھا۔

اس نے چاقو پوری درندگی سے کھینچا تھا۔

آہہہ۔۔" تعبیر کی چیخ نکلی، نوفل نے مڑ کر اسے دیکھا۔اس کی سرخ آنکھوں اور وحشت ناک چہرے کو دیکھنے کی سکت اس میں نہیں رہی تھی۔

اس وقت وہ ایک خونی وحشی درندہ لگا تھا۔۔

"قاتل۔۔۔تت تم نے قتل کر دیا۔۔میں نہیں رہوں گی۔۔میں تمہارے ساتھ۔۔۔ن نہیں جاؤں گی۔۔"وہ قدم پیچھے لیتی بڑبڑا رہی تھی۔۔جبکہ تعبیر کی آنکھوں کی پتلیاں اب تک نارمل نہیں ہوئی تھی۔اس کے قدم جیسے زمین نے جکڑ لیے تھے۔

نوفل نے جیب سے رومال نکال کر چاقو نہایت آرام سے صاف کیا رومال وہی پھینکا اور اپنا چاقو پاکٹ میں ڈالتا وہ تعبیر کی جانب بڑھا، جو خوف سے پیچھے جا رہی تھی۔۔ وہ اس کے پاس سے گزر گیا۔ نہ اسے پکڑا نہ روکا۔ ڈگی سے پانی کی بوتل نکال کر ہاتھ دھوئے، اور دوبارہ اس کی جانب آیا۔

اسے یقین تھا کہ وہ یہاں سے ہلے گی بھی نہیں تبھی اطمینان سے اپنا کام کیا تھا۔۔

دور رہو۔۔ تم نے مار دیا۔۔ تم نے میری بات نہیں مانی۔۔۔" تعبیر کی نظر اس کی شرٹ پر گئی جہاں" خون کے چھینٹے تھے۔

میں نے آپ کو کہا تھا کہ آپ گاڑی میں بیٹھ جائیں۔ لیکن آپ نہیں مان رہی تھیں۔۔ اور اس آدمی" نے اس دوران تین بار آپ پر اپنی گندی نظر ڈالی تھی، جو میں چوتھی بار برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ صرف آپ کے خیال سے میں نے اس آدمی کو نہایت آسان موت دی ہے۔۔ ورنہ نوفل یزدان "کی درندگی آپ کی آنکھوں سے نیند نوچ لیتی۔۔

وہ کان کے قریب غرایا، اور اسے سختی سے بازوؤں میں دبوچ لیا۔ جو بری طرح کانپتی حواس کھو رہی تھی۔

"چھوڑو۔۔۔ مجھے۔۔ قاتل۔۔۔ ہو تم چھوڑو۔۔۔"

وہ بری طرح چیختی نوفل کی گرفت سے آزادی چاہنے کے لیے تڑپی۔۔ شور کے خیال اس نے تعبیر کے منہ پر ہاتھ جمایا۔ اور اسے گود میں بمشکل سنبھالتے گاڑی کی طرف آیا۔۔

اسے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بٹھاتا جھکا تھا۔"

اب آپ کی آواز نہیں آنی چاہیے۔۔"اس نے تعبیر کی بکھری لٹوں کو سنوارے نرمی سے کہا۔۔ جبکہ " اس کا نرم انداز، بھی سر د روح کو منجمند کرنے والا تھا۔اس وقت وہ مکمل اجنبی شخص تھا نہ ہی وہ شخص نوفل تھا نہ ہی اس کا یزدان تھا۔

کئی آنسو ٹوٹ کر گالوں پر بکھرے۔ جنہیں اس نے نرمی سے صاف کر کے دروازہ بند کیا۔

باسط ایڈریس بھیج رہا ہوں۔۔لاش ٹھکانے لگا دینا۔۔۔"اسنے فون کان سے لگائے نہایت سنجیدگی سے " کہا۔۔ تعبیر مزید برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔۔ ہوش کھو کر وہ سیٹ پر گری تھی۔ لبوں سے اب بھی اس شخص کے لیے قاتل لفظ نکلا تھا۔

آدھی رات کا پہر شروع ہو چکا تھا پر وہ اب بھی ویران آنکھوں سے بالکنی میں کھڑی وہاج سلطان کو سوچ رہی تھی۔اس کی گردن پر لگی خراشیں نگاہ سے اوجھل نہیں ہو رہی تھی۔۔اسے زرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس کے گھر میں موجود ہو گا۔۔شاید بابا نے ہی اسے بلایا تھا۔وہاج کا نمبر وہ اسی دن ان بلاک کر چکی تھی۔کہ شاید بابا اس سے بات کر سکیں۔۔کیونکہ تبسم بیگم نے بھی فرمان علی کو سب بتادیا تھا۔۔اس کے بعد وہ کئی دن بوجھل طبعیت کی وجہ سے گھر پر ہی رہی تھی۔۔اور کل ہی تو بابا نے اسے تسلی دی تھی۔۔وہ خوش تھی لیکن پھر صنم کی کال نے جیسے اس جنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔

وہ صنم کی بات پر یقین نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اس کا سوجا گال اور گردن پر نشان چیخ چیخ کر سچائی بیان کررہے تھے۔اور پھر وہاج کا یہاں ہونا۔۔سب ظاہر کر گیا تھا۔

ایک بار پھر اس کے ذہن میں صنم کی باتیں گونجنے لگی،ایک بار پھر وہ ان لمحوں میں گم ہو چکی تھی۔

صبح اس کی آواز موبائل کی رنگ سے کھلی۔۔ان نون نمبر دیکھ کر اس نے کال اٹھانا مناسب نہیں سمجھا لیکن کال بار بار آئی تو اس نے فون کان سے لگایا۔

انابیہ میں صنم بات کر رہی ہوں، تم جلدی سے اپنے سوسائٹی کے پارک میں آؤ۔۔اور ہاں اس نمبر پر " دوبارہ کال مت کرنا۔۔میں آدھے گھنٹے میں پہنچ رہی ہوں۔۔"اس کی آواز میں گھبراہٹ نمایاں تھی۔

تم ٹھیک ہو۔۔؟"انابیہ اٹھ کر بیٹھی۔ "

" میں وہاں آتی ہوں۔۔لیکن تم اس نمبر پر کال نہیں کرو گی۔ "

ٹھیک ہے میں نہیں کروں گی۔۔"وہ کال بند ہونے پر فریش ہونے کے لیے بڑھی۔ "

سفید ایمبرائیڈڈ کرتا اور گھیر دار شلوار پہنے وہ گھر سے نکلی تھی۔اور کچھ ہی دیر بعد صنم وہاں موجود تھی جس نے اپنا چہرہ چادر سے چھپایا ہوا تھا۔

اتنی صبح یہاں کیوں بلایا۔۔"انابیہ فکر مندی سے گویا ہوئی، تو اس نے چادر ہٹا کر سوجی آنکھوں سے " اسے دیکھا۔اس کا سوجا گال اور گردن پر نظر آتی خراشوں نے انابیہ کا رنگ فق کیا۔

یہ سب کیا۔۔؟کس نے کیا؟؟"اس نے چھونا چاہا لیکن ہمت نہیں ہوئی تھی۔"

وہاج سلطان نے۔۔"وہ بہتی آنکھوں پر قابو پائے بولی۔"

وہاج نے۔۔"انابیہ کے لبوں سے سرکتے نام پر صنم نے سر ہلایا تھا۔"

۔نن نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔"انابیہ نفی میں سر ہلائے اب بھی اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

آج میرا اس سے نکاح ہے۔۔"اس نے ایک اور روح فرسا خبر اسے سنائی تھی۔"

انابیہ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا جیسے سانس لینا چاہا ہو۔۔

میں کل رات اس سے تمہارے حوالے سے بات کرنے گئی تھی لیکن اس نے میرے ساتھ۔۔۔"وہ گلے لگتے پھوٹ کر رو دی تھی۔

انابیہ کی حالت تو کاٹو تو بدن میں لہو جیسی نہیں تھی۔۔

میں یہ نکاح نہیں کرنا چاہتی۔۔میں اس شخص سے محبت نہیں کرتی۔۔وہ عزت کا لٹیرا آدمی۔۔۔مجھے "برباد کر دے گا۔۔"

نہیں ایسا نہیں ہو گا۔۔ صنم تم کچھ کرو۔۔ میں مر جاؤں گی۔۔"انابیہ اس کے ہاتھ گرفت میں لیے" سسکی تھی۔

صنم ٹھٹک سی گئی۔۔اس کی غلافی آنکھوں میں اب بھی وہاج سلطان کا عکس تھا۔

میں کیا کروں۔۔؟"وہ بے بسی سے بولی۔"

ہو سکتا ہے صنم وہ ایسا نہ کرنا چاہتے ہوں۔۔ تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔۔" صنم نے جھٹکے سے اس" کے ہاتھ چھوڑے تھے۔

تمہیں اب بھی اس شخص پر یقین ہے۔۔ میرا یہ سوجا چہرہ یہ نشانات جھوٹ ہیں۔۔ ٹھیک ہے اگر" تمہیں یقین نہیں تو جا کر وہاج سلطان کی گردن پر دیکھنا۔۔اس کی گردن پر چمکتے وہ میرے بچاؤ کے نشانات سچ پر مہر لگانے کے لیے کافی ہوں گے۔"۔وہ آنسو رگڑتی درشتگی سے بولی۔

اب تم کک کیا کرو گی ؟؟کیا تم سچ میں نکاح کر لو گی؟؟"انابیہ نے تڑپتے دل سے بمشکل سوال کیا تھا۔"

شاید۔۔کیونکہ تایا ابو کا بھی یہی فیصلہ ہے۔۔۔" صنم نے بوجھل سانس خارج کیے کہا۔۔اور انابیہ وہی" بینچ پر بیٹھتی سن ہوئی۔۔

وہ شخص اتنی جلدی دسترس سے دور ہو جائے گا اسے یقین نہیں تھا۔

تمہیں لگتا تھا ناں کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں۔۔آج یہی سچائی تمہیں بتانے آئی تھی۔پر انابیہ اس" شخص کو میں کبھی خود پر حاوی نہیں ہونے دوں گی آج وہ نکاح تو کرلے گا۔۔لیکن مجھے کبھی حاصل نہیں "کر پائے گا۔۔۔

صنم تم نکاح مت کرو۔۔تم انکار کردو۔۔۔وہ شخص میری روح میں سمایا ہے۔۔اگر وہ مجھ سے دور چلا" "گیا تو میں مر جاؤں گی۔کچھ کردو ناں۔۔

وہ آج اپنے ہی لفظوں کو جھٹلائے اسی کے سامنے فریاد گو ہوئی تھی۔

میں کچھ نہیں کرسکتی۔کیونکہ اس شخص نے مجھے حاصل کرنے کے لیے یہ سارا کھیل کھیلا ہے۔۔شاید" "یہ میری تم سے آخری ملاقات ہے۔

وہ پلو سے آنکھیں رگڑتی اسے چھوڑے پارک سے نکل گئی۔۔جبکہ انابیہ وہی بیٹھی رہ گئی۔اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ کچھ کر پاتی یا اسے روک پاتی۔۔سارا دن وہ موبائل آف کیے آنسو بہاتی بھوکی پیاسی نڈھال سی بینچ پر بیٹھی رہی۔لوگ اسے عجیب نظروں سے دیکھتے گزر جاتے لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔۔ارد گرد کا ماحول موسم سب جیسے نظر انداز کیے وہ آج وہاج سلطان کے لیے دل کھول کر رو لینا چاہتی تھی۔

دن روشن ہوا تو وہ پارک سی نکلتی سڑک کے کنارے چلنے لگی۔گھر سے کافی دور وہ سڑکوں کی خاک چھانتی رہی۔

کئی بار دل چاہا کہ وہ صنم کے گھر جا کر نکاح ہونے سے روک دے۔ لیکن اس وقت دماغ سن ہو کر رہ گیا تھا۔

شام کے سائے گہرے ہوئے تو قدموں نے مزید چلنے سے انکار کر دیا۔۔ سسکتے دل کے ساتھ وہ دوبارہ گھر جانے کے لیے مڑی تھی۔۔آج وہاج سلطان کو وہ کھو چکی تھی۔۔اب تا عمر اس نے ماتم ہی تو کرنا تھا۔۔تو گھر جا کر کھل کر رو لیتی تو شاید دل کو سکون آجاتا۔۔ لیکن شاید اس کی دعائیں قبول ہو گئی تھی۔۔وہاج سلطان اسی کے گھر میں موجود تھا۔ جسے دیکھ کر اس کا تڑپتا دل مزید شدت سے دھڑکا تھا۔۔ لیکن ایک سکون بھی تھا جو وجود میں پھیلا تھا۔

اگلی صبح وہ کافی لیٹ اٹھی تھی۔فرمان علی ہاسپٹل جا چکے تھے جبکہ تبسم بیگم ناراض سی تھیں۔

وہ مگ کے کنارے پر انگلی پھیرتی لایعنی سوچوں میں مگن تھی۔

بی بی جی آپ کی دوست آئی ہے۔۔۔" تبسم بیگم نے انابیہ کو ایک نظر دیکھا اور دوبارہ کباب بنانے میں " مگن ہو گئیں۔انابیہ نے ماں کو دیکھا۔۔اور کھڑی ہوئی۔

روم میں بھیج دو۔۔ میرے۔۔"وہ اٹھ کر کمرے میں بڑھ گئی۔"

کچھ ہی دیر میں صنم اوپر آئی تو وہ بیڈ کے کنارے پر ہی بیٹھی تھی۔

کیسی ہو؟؟" صنم نے اسے گلے سے لگایا۔تو وہ ایک بار پھر رو دی۔ "

تم سچ کہہ رہی تھی۔۔ان کے گردن پر نشان تھا۔اور تمہارا گال۔۔۔" وہ روتے ہوئے اس کا گال چھو " کر بولی۔

اٹس او کے۔۔۔ شکر کرو، اس نے مجھ سے نکاح نہیں کیا، ورنہ تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ کیا" "ہو سکتا تھا۔ میں اور وہ۔۔۔

اللہ کا شکر ہے ایسا کچھ نہیں ہوا۔۔۔" وہ فوراً بولی۔ جبکہ صنم نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔ "

آر یو آل رائٹ؟؟" صنم نے پوچھا تو اس نے نظر چرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ "

مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تم اب بھی اسے اس شخص سے شادی کرنا چاہتی ہو۔۔؟" صنم نے بمشکل " " پوچھا۔۔اتنے تماشے کے بعد بھی وہ لڑکی سدھری نہیں تھی۔

ہاں۔۔!! شاید۔۔۔" وہ انگلیاں چٹخاتے بولی۔۔ "

لیکن کیوں کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ وہ۔۔۔؟" وہ لب دباتی بمشکل اُمڈ آتا غصہ دبا گئی تھی۔ "

کیونکہ میں ان سے محبت کی ہے۔۔ ہر شے سے ماورا ہو کر بالکل خالص محبت اور میری یہی محبت انہیں "بدل دے گی۔۔ مجھے پورا یقین ہے۔۔"

وہ آنسو صاف کیے پر اعتمادی سے بولی۔

"وہ وحشی ہوس پرست انسان ہے۔۔ تم ابھی ان پولیس والوں کی حقیقت نہیں جانتی، ایک نمبر کے نظر باز بد کردار ہوتے ہیں۔۔ اور سب سے بڑی مثال تو تمہارے سامنے ہے۔۔"

"ایسا ہوتا ہے ناں صنم۔ کہ ہم کسی کو دل سے چاہیں۔ اور اس کے لیے سچے دل سے دعا کریں تو اللہ اس شخص کو بدل دیتا ہے۔۔ پتہ نہیں کیوں پر وہاج ایسے نہیں لگتے۔۔ ہاں تمہارے ساتھ انھوں نے غلط کیا۔۔ اس کا حساب ان سے اللہ لے گا۔۔ لیکن میں نے کل رات بہت دعائیں کی۔۔ کہ وہاج کو میرا کر دیں۔۔ اور انہیں ایک اچھا انسان بنا دیں۔۔ میری محبت اگر سچی ہے تو وہ میرے ضرور ہوں گے۔۔۔ اور پھر میں ان کی ہر بری عادت کو ختم کر دوں گی۔۔"

اور وہ تمہارے کیسے ہوں گے ؟؟" وہ طنزیہ گویا ہوئی۔"

کل میں انہیں پرپوز کرنے والی ہوں۔۔اور وہ میرا پرپوزل ضرور قبول کریں گے۔۔۔اتنا مجھے یقین ہے۔۔"

انابیہ کی تفصیل پر صنم نے اسے سخت نظروں سے گھورا۔دل تو چاہا اس لڑکی کے منہ پر دو تھپڑ لگائے۔جو پاگلوں کی طرح اس شخص پر اپنی زندگی وار بیٹھی تھی۔

"پھر اگر تب بھی وہ نہ مانا تو کیا کرو گی۔۔؟"

ایک پل کے لیے انابیہ نظر چرا کر خاموش ہو گئی۔۔جبکہ صنم کے دماغ نے کام کرنا شروع کیا تھا۔۔

پھر میں صبر کرلوں گی۔۔"لہجہ تلخ سا تھا جبکہ ایک آنسو گال پر بہہ گیا۔"

"پھر تم صبر نہیں کرو گی۔۔پھر تم وہ کرو گی جو میں کہوں گی۔۔"

صنم نے اس کا آنسو صاف کیے ہاتھ پکڑا اور بیڈ پر بٹھایا۔۔۔وہ دلنشین نازک سی لڑکی کبھی کبھی صنم کو اچھی بھی لگتی تھی۔لیکن پھر وہاج سلطان کے حوالے سے اس سے نفرت بھی ہونے لگتی تھی۔

URDUNovelians

مطلب۔۔۔؟؟انابیہ نے صنم کو دیکھا۔"

میڈیا پاور۔۔۔!! سمجھتی ہو؟" صنم نے مسکرا کر اسے دیکھا۔"

کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔۔؟"انابیہ سوالیہ نگاہ سے اسے دیکھا۔"

تمہیں چیلنجز بہت پسند ہیں ناں؟؟"صنم نے اس کے دماغ سے کھیلنا چاہا تھا۔۔

ہاں۔۔مجھے اچھا لگتا ہے چیلنجز قبول کرنا۔۔اور پھر جیتنا۔۔"وہ خوشدلی سے بولی۔"

تو اگر وہ کل تمہارا پرپوزل قبول نہ کرے تو تمہیں میں ایک چیلنج دیتی ہوں کہ تم ایک ویڈیو سوشل "

"میڈیا پر اپلوڈ کرو۔۔نیوز چینلز تک پہنچانا میرا کام ہے

ویڈیو کیسی ویڈیو۔۔۔"انابیہ حیرانگی سے اسے دیکھے گئی۔"

ویڈیو میں تم وہاج کو پرپوز کرو گی۔۔اور کہو گی کہ اگر اس نے میرا پرپوزل قبول نہ کیا تو میں خودکشی "

کرلوں گی۔۔"صنم لاپرواہی سے بولی۔

URDUNovelians

تم پاگل ہو کیا کہہ رہی ہو؟؟"انابیہ اپنی جگہ سے اچھلی۔"

ہاں تم نے ایک ویڈیو اپلوڈ کرنی ہے۔جس میں تم اپنی"

محبت کا اقرار کرو گی۔۔اور وہ تصویر تمہیں یاد ہے؟ جس میں تم اور وہاج قریب تھے۔۔بلکہ میں نے ویڈیو بھی بنائی تھی۔۔اسے تھوڑا سا ایڈٹ کر کے اپلوڈ کرنا ہے۔پھر دیکھنا وہاج سلطان کو تمہارا ہونے سے کوئی روک نہیں پائے گا۔بلکہ وہ خود تم سے شادی کرے گا۔۔"

صنم کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔

نیور۔۔یہ کیسا بیہودہ مذاق ہے۔۔میں یہ کبھی نہیں کروں گی۔وہ شخص مجھے ہر طرح سے عزیز ہے۔"اس کے چہرے پر سوچ کر ہی پسینہ چمکا تھا۔

سوچ لو چیلنج دیا ہے۔۔اور وہاج سلطان کو حاصل کرنا ہے تو یہ کرنا پڑے گا۔۔" صنم نے اس کے چہرے کو دیکھے اسے اکسایا تھا۔۔

"نہیں صنم وہاج کی عزت کا معاملہ ہے۔۔میں یہ سب نہیں کر سکتی۔۔"

اوہ کم آن کون سی عزت۔۔۔جو وہ دوسروں کی برباد کرنے پر رہتا ہے۔۔؟" صنم کا تیز لہجہ اس نے بمشکل برداشت کیا۔

"جاؤ یہاں سے میں ایسا ہرگز نہیں کروں گی۔۔یہ غلط طریقہ ہے۔۔"

انابیہ تلخ ہوئی تھی۔اس شخص کے معاملے میں وہ ہر ایک سے لڑ سکتی تھی۔

تم مجھے اپنے گھر سے نکال رہی ہو؟؟" صنم جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔"

"آئی ایم سوری۔۔ایسا کوئی مقصد نہیں تھا۔۔لیکن تم غلط۔۔"

تم بھی وہاج کی طرح ہی نکلی خود غرض۔۔اس نے بھی میری پکار کو رد کیا۔۔تم نے بھی۔۔حالانکہ " تمہاری وجہ سے میں نے اپنی عزت خطرے میں ڈالی تھی۔۔

شاید میں ہی غلط تھی۔۔"وہ آنسو رگڑتی باہر کی جانب بڑھی۔۔جب انابیہ نے اسے بازو سے تھاما تھا۔

تم سمجھ نہیں رہی۔۔"انابیہ بے بس ہوئی۔"

سمجھ تو تم نہیں رہی۔۔میرا دماغ خراب ہے جو میں اس شخص کی عزت پر حرف لاؤں گی۔۔جیسا بھی " ہے وہ میرا کزن ہے۔ویڈیو میں تم نے کچھ بھی نہیں کرنا۔۔صرف اسے پرپوز کرنا ہے۔اور چند باتیں ایموشنلی کہنی ہے۔یقین کرو۔وہ کافی خوش ہوگا۔اور شاید تم سے شادی بھی کرلے۔۔اور ہو سکتا ہے "کل کے پرپوزل کے بعد ویڈیو کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔۔

صنم ٹھہرے لہجے میں بولی۔۔توانابیہ نے بھی بوجھل سانس خارج کیا۔

"مجھے لگا تم چاہتی تھی کہ میں اس پر الزام لگاؤں۔۔"

تمہیں میں ایسی لگتی ہوں۔۔"صنم جنجھلائی تھی۔"

اچھاآئی ایم سوری۔۔۔میں روڈ ہو گئی تھی۔۔لیکن کل تم میری ہیلپ کرو گی۔۔"انابیہ نے اسے گلے" لگائے کہا۔

تمہاری ہر طرح سے ہیلپ کر دوں گی۔۔لیکن مجھے اس شخص کے سامنے آنے کا کبھی نہ کہنا،۔میں" "اپنے زخم ہرے نہیں کرنا چاہتی۔۔۔

تمہارا نام اب کبھی نہیں آئے گا۔۔"وہ ہاتھ دبائے بولی۔جبکہ صنم اس کے گلے لگ چکی تھی۔"

وہ وہیل چیئر پر بیٹھی ٹیرس سے حویلی میں ہوتی چہل پہل کو دیکھ رہی تھی۔

وہ چل نہیں پارہی۔۔یہ حقیقت ہر لمحہ اس کے دماغ کو جیسے اندر سے کھوکھلا کررہی تھی۔

ہیزل براؤن آنکھیں کبھی گھنٹوں خشک رہتی تو کبھی بہتی ہی چلی جاتی۔

صدیقہ بیگم اور زین اس کا کافی خیال رکھ رہے تھے۔تھراپسٹ کا انتظام بھی ہوچکا تھا۔۔لیکن وہ گم صم ہوگئی تھی۔کبھی جو مسکراتی تھی۔آج بس چہرے پر ویرانی لیے وہ اس حادثے کو سوچ رہی تھی۔

خیالات کی رو بہہ کر پھر اس شخص کی جانب چلی گئی۔

اسے وہ حواسوں پر چھاجانے والا شخص آج دوسری مرتبہ یاد آیا تھا۔جس نے اس کی جان بچائی تھی۔

اور دھڑکنیں جیسے بڑھی تھیں۔

اسے لگا جیسے وہ حصار پھر اسے سمیٹ رہا ہے۔۔اس نے اپنے بازو مسلے جیسے اس لمحے سے نکل جانا چاہا ہو۔۔لیکن بازوں پر وہ لمس مزید شدت سے محسوس ہونے لگا۔۔وہ خوف سے آنکھیں موند گئی۔وہ نہیں اسے سوچ سکتی تھی۔

بند آنکھوں سے بھی وہی اسے نظر آنے لگا۔جس کا چہرہ اسے قریب محسوس ہوا۔لیکن اگلے ہی پل وہ دور ہوگیا۔۔

اس کی شہد رنگ آنکھیں اسے اپنی آنکھوں سے ہم رنگ محسوس ہوئی، اس نے آنکھیں کھولنا چاہی لیکن جیسے وہ بند آنکھوں سے نظر آتا اسے قید کر رہا تھا۔دل ہی نہیں چاہا کہ آنکھیں کھول کر حقیقت میں لوٹ آئے۔

مجھے اسے نہیں سوچنا۔۔وہ ایک ساحر ہے۔جو مجھ پر اپنا سحر طاری کر رہا ہے۔" وہ بڑبڑاتی اسے بند" آنکھوں سے اپنی جانب بڑھتا دیکھتی محسوس کرنے لگی۔

شجیہ کے دل کی حالت بگڑنے لگی۔دھک دل کی دھڑکن جیسے ساعتوں میں رقص کرنے لگی تھی۔

ہاتھ بڑھالو۔۔میری طرف۔۔تمہارا مسیحا ہوں میں "اس کی گھمبیر آواز گونجی تو اس نے اپنے ہاتھوں " کو شدت سے ایک دوسرے میں جکڑ لیا۔کہ کہیں وہ زبردستی اس کا ہاتھ نہ تھام لے۔۔وہ الجھنے لگی تھی۔۔وہ مسیحا تھا یا پھر ساحر۔۔؟

کیا وہ شخص اس کی جان بچا کر اس کے حواسوں پر سوار ہوئے وقتی کشش کا باعث تھا۔یا پھر اس کا سلجھا انداز، دھیما مگر بارعب پرکشش لہجہ اسے اسیر کیے محبت جیسے سنگین جرم کے لیے تیار کر چکا تھا۔

اس نے خوف سے جھٹ آنکھیں کھولی، کہ کہیں وہ اس پر اپنا سحر نہ پھونک دے۔اور وہ جرم نہ کر بیٹھے۔

پر اگلے ہی پل اس کا سانس سینے میں اٹکا تھا۔

سامنے سفیر خان موجود تھا۔۔اپنے ازلی حلیے میں جو بقول شجیہ کو ناگوار لگتا تھا۔۔سفید شلوار قمیض میں، اس کے گندمی چہرے اور گہری براؤن آنکھوں میں ایک بے باکی سی سمٹی تھی۔

شجیہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔اس کی آنکھوں کا رنگ گہرا براؤن تھا۔۔لیکن روشنی میں وہ ہلکی بھوری لگ رہی تھی۔۔شجیہ کی آنکھوں سے ملتی ہوئی۔۔ان آنکھوں کو دیکھے وہ شایان ساگر کی شہد رنگ آنکھوں کو سوچنے لگی۔

کیا ہوا؟؟"اس نے دھیمے لہجے میں استفسار کیا۔۔پر وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔سفیر کا دل خوش گمان ہونے لگا۔

گھنے براؤن لمبے بالوں کو ہاتھ سے سیٹ کیے۔اس نے کھلے گریبان کا ایک بٹن بند کر لیا۔لیکن ایک کھلا رہنے دیا۔۔شاید اسے پسند تھا۔

شجیہ۔۔۔"اس نے دوبارہ پکارا۔اور وہ چونکی تھی۔

وہ پاس آیا تو سگریٹ کی مہک نتھنوں سے ٹکرائی۔شجیہ کو جیسے ایک اور وجہ مل گئی تھی۔اس کو ناپسند کرنے کی۔وہ پاس آیا تھا تو نہایت منفرد قیمتی پرفیوم کی مہک تھی۔

اس نے آج پہلی بار اس کا حلیہ پھیلی آنکھوں سے مکمل جانچا۔۔اور پھر ناجانے کیوں اس کی توجہ اس منفرد شخص کی جانب گئی۔۔وہ ناچاہتے ہوئے بھی موازنہ کرنے لگی تھی۔

وہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔لیکن وہ باغی دل کو سنبھال نہیں پائی۔

کیا دل نہیں بھر رہا؟۔"وہ آنکھیں ترچھی کیے بولا تو شجیہ کو لگا فسوں ٹوٹ گیا ہے۔"

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔مجھے اندر جانا ہے۔۔"وہ وہیل چئیر کے ہینڈلز پر ہاتھ رکھے بولی۔"

ہمم۔چلی جانا۔۔بس ایک کام تھا۔۔"وہ بھاری آواز سے بولا۔"

کیسا کام؟؟شجیہ نے بدقت لہجے پر قابو پایا۔"

آجاؤ۔۔"اس نے بلند آواز میں کہا۔تو ایک درمیانی عمر کی عورت چھوٹا سا باکس لیے اندر آئی۔"

"یہ کون ہے؟؟"

عورت۔۔۔" سفیر نے یک لفظی جواب دیا۔"

تو یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟؟" وہ چڑی تھی۔"

"تمہارے کان پر ایک چھوٹا سا سوراخ کر کے میری پسند کا ایک موتی سجانا چاہتی ہے۔۔"

شجیہ حیران ہوئی۔

"مطلب۔۔۔ائیر۔۔۔پریسنگ۔۔۔"

ہمم "اس نے ہنکارا بھرا۔"

پر کیوں۔۔ میرے کانوں میں یہ بالیاں موجود ہیں۔اس نے بال پیچھے کر کے سنجیدگی سے کہا۔۔"

لیکن میں چاہتا ہوں۔ کہ میں اپنی پسند کا ایک موتی تمہارے کان میں سجادوں۔۔"اس نے لٹ کو مکمل کان کے پیچھے کر کے گھمبیر تا سے کہا۔۔اس کے لمس پر وہ سمٹی تھی۔

"آپ مجھ پر ابھی حق نہیں رکھتے جو میں آپ کی بات مان کر خود کو تکلیف پہنچاؤں۔۔۔"

تمہیں محسوس بھی نہیں ہوگا۔۔آجاؤ، تم اپنا کام کرو "اس نے سرعت سے اس کی دونوں کلائیاں جکڑ لی کہ وہ مزاحمت بھی نہ کر پائی۔

سفیر چھوڑیں۔۔یہ نہایت غلط حرکت ہے۔"وہ جھٹپٹائی جبکہ وہ اسے سنبھالنے کے قریب آیا تواب "سیگریٹ سے زیادہ کلون کی خوشبو محسوس ہوئی تھی۔

اس کے دماغ نے جیسے دل کو جتایا تھا کہ وہ شخص اتنا بھی برا نہیں ہے۔جتنا تمہارا دل سمجھ لیتا ہے۔

سفیر۔۔۔وہ زچ ہوئی۔۔جبکہ وہ بولتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔"

اس عورت نے دو پل میں اپنا کام کیا۔۔اسے سوئی کی مانند کچھ چھبا تھا۔۔اس کے کان کی اوپری سطح پر ایک نیلے رنگ کا چھوٹا سا چکور نما ٹاپس سجایا۔اس نے سسکی روکنے کے لیے لب دبایا تو سفیر نے اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالا۔جیسے اس کے درد پر مرہم رکھنا چاہا ہو۔

تمہیں یہ تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔۔لیکن سمجھ لو ضروری تھا۔۔اس کی معذرت میں حق رکھنے کے " بعد نہایت تسلی سے کروں گا۔۔"اس کا شہد آمیز لہجہ شجیہ کو حد درجہ کڑوا لگا۔

اس نے بھیگی ہیزل آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔جس نے نگاہ جھکا لی۔۔جیسے اپنے جذبات چھپا لیے ہوں۔۔ہاتھ آزاد ہوئے تو اس نے اپنے کان کو چھوا۔جبکہ سفیر نے بھی کی اس کے ہاتھ کو چھوا جس سے وہ کان سہلا رہی تھی۔

کان کی اوپری سطح سرخ ہو چکی تھی۔جو اس کی گلابی پوروں سے مچھ کھا رہی تھی۔اس کا رنگ روپ پٹھانوں جیسا لگتا تھا۔۔گالوں پر اگر زرا سی دھوپ پڑتی تو وہ گال سرخ پڑ جاتے تھے۔۔جیسے اس کا کان سرخ ہو رہا تھا۔ناک الگ گلابی پڑ چکی تھی۔

میں اسے اتار دوں گی۔۔"وہ بضد ہوئی۔سفیر نے وہیل چیئر کے ہینڈلز پر اپنے ہاتھ جمائے اور ایک " بار پھر اس کے قریب ہوا۔

تم اگر اس کو اتارنے کا سوچو گی تو پھر میں تم پر پھر رحم نہیں کھاؤں گا۔"اس نے سرد بے رحم سے لہجے " میں کہا۔

شجیہ ٹھٹکی تھی۔۔وہ کبھی بھی سخت لہجے میں بات نہیں کرتا تھا۔۔پر آج ایک عام موتی نما ٹاپس کی وجہ سے وہ سختی برت گیا تھا۔

رکھی۔۔۔"وہ چیخی تھی۔"

سفیر پیچھے ہٹ گیا۔۔جانتا تھا اب وہ غصے سے چیخے گی۔

رکھی۔۔مجھے اندر جانا ہے۔۔۔"وہ پوری شدت سے چیخی۔اور سخت گھورتی نگاہ اس پر ڈالی جواب " اطمینان سے اس کا غصہ ملاحظہ کر رہا تھا۔

"میری بات یاد رکھنا۔۔میں رحم نہیں کروں گا اگر ایسا سوچا بھی تو۔۔"

اس نے گہری براؤن آنکھوں کو چھوٹا کیے واضح دھمکی دی، جبکہ شجیہ نے سر جھٹکا، کان میں اب درد ہونے لگا تھا۔

رکھی۔۔۔"وہ پھر سے چیخی، جبکہ سفیر سے سیڑھیاں اترتے وہی سے نظر آیا۔جو گرل کی خالی جگہ سے اسے دیکھتا مسرور سا مسکرایا اور اپنے بٹن کو کھولتا وہ نگاہ سے اوجھل ہو گیا۔

شجیہ نے دانت پیس کر اس کی حرکت کو ضبط کیا۔

آ گئی بی بی جی۔۔۔"وہ ہانپتی ہوئی آگے آئی تھی۔"

شجیہ ایک بار کان کو چھو کر جیسے سفیر کو کئی القابات سے نوازتی ناک سکوڑ کر رہ گئی تھی۔

کل کے واقعے کے بعد وہ اپنے فلیٹ پر آدھی رات کو ہی واپس آیا تھا۔

تھکن وجود پر بری طرح حاوی تھی۔ لیکن نیند آنکھوں سے دور تھی۔۔اس لڑکی کا گریبان جکڑ کر سوال کرنا اسے حد درجہ ناگواریت کا احساس دلا گیا۔۔صنم کے حوالے سے وہ لڑکی اسے مزید بری لگی تھی۔۔وہ زندہ دل لڑکی، کبھی جو اسے اچھی لگی تھی،۔آج اس لڑکی کے لیے بس ناپسندیدگی تھی۔ لیکن دل اب بھی کہہ رہا تھا کہ وہ اتنی بری بھی نہیں ہے۔۔ محض صنم کی وجہ سے وہ لڑکی اسے بری لگنے لگی تھی۔

ایک پورا دن پرسکون گزرا تھا۔۔نہ صنم نہ کمال ملک کسی کی بھی کوئی کال نہیں آئی تھی۔

کچھ آج وہ حد درجہ مصروف رہا تھا۔۔رانا ساجد کے کیس پر وہ بہت محنت کر رہا تھا۔کسی طرح اس کی گرفتاری ہو جاتی تو وہاج کے دل کو سکون آ جاتا۔

وہ ڈیوٹی سے واپس آیا کھانا کر وہ جس وقت اپنے بیڈ پر دراز ہوا تو ایک بار پھر پرسوں کے واقعات تازہ ہونے لگے۔۔۔

وہ لڑکی اور اس کی باتوں نے دماغ جو جکڑنا شروع کر دیا تھا۔۔کل بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔اور آج بھی وہ لڑکی حواسوں پر زبردستی سوار ہو رہی تھی۔۔وہ جھنجلا کر اٹھا۔

نہیں میں تمہیں نہیں سوچنا چاہتا انابیہ فرمان۔۔۔اور نہ اب میں کبھی تم سے ملنا نہیں چاہوں گا۔۔"وہ بے یقینی سے بولتا آنکھیں موند گیا تھا۔۔لیکن شاید وہ لڑکی کسی آسیب کی طرح اس سے کر چپک گئی تھی۔

صبح میں ہی اس کی کال آنا اسے کسی منحوسیت سے کم نہ لگا۔۔

لب بھینچ کر اس نے سخت سنانے کے لیے کال پک کی۔

وہاج۔۔۔"وہ سانس کھینچتی بمشکل اس کا نام لے پائی۔وہ ہمیشہ اسے آفیسر کہتی تھی، لیکن اس آج نام لینا وہاج سلطان کو کچھ پل کے سن کر گیا۔۔اسے افسوس ہوا تھا کہ اس نے کال کیوں اٹھائی۔۔شاید یہ اس کی بے اختیاری تھی یا پھر آخری بار وہ اس سے بات کر کے اسے سمجھانا چاہتا تھا۔

"اتنے تماشے کے بعد آج کال کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے؟؟" وہ ازلی انداز سرد اکھڑ سے انداز میں بولا۔

آخری بار مجھ سے مل لیں۔۔" وہ فریادی ہوئی تھی۔"

"مس انابیہ۔۔آپ کے بابا کو میں کل صاف اور واضح لفظوں میں بتا چکا ہوں کہ مجھے آپ کی بیٹی میں ایک پرسنٹ بھی دلچسپی نہیں ہے۔۔پھر ملنے کا کیا جواز بنتا ہے۔۔"

انابیہ کا دل گویا کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔۔وہ شخص حد درجہ بے رحم سنگدل تھا۔

"آخری بار۔۔اس کے بعد کبھی آپ کو کال نہیں کروں گی۔۔نہ آپ کو نظر آؤں گی۔۔" وہاج کو وہ بکھری سی لگی تھی۔

"کس سلسلے میں ملنا چاہتی ہیں۔۔؟" وہاج نے جیسے اس سانس لینے کی وجہ فراہم کی۔۔

وہ میں آپ کو مل کر ہی بتاؤں گی۔" وہ اب خوشدلی سے بولی۔"

پھر میں نہیں آسکتا۔۔مجھے ملنے کا جواز بتایئے، "وہ وجہ جاننا چاہتا تھا۔۔"

ایک مرتی ہوئی لڑکی کی آخری خواہش سمجھ لیں۔۔"اس کا لہجہ پھر سے مایوس کن ہو چکا تھا۔"

کئی پل وہ بول ہی نہیں پایا۔۔

ایڈریس بھیج دیجیے گا۔۔ پانچ منٹ سے زیادہ میں اپنا وقت نہیں دے سکتا۔۔"اس نے حاکمانہ فیصلہ " سنایا تھا۔جبکہ انابیہ پھر سے جی اٹھی تھی۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں؟؟"انابیہ کو یقین ہی نہیں آیا تھا۔""

"میں نے کسی الگ زبان کا انتخاب تو نہیں کیا۔۔یا پھر میرے لفظوں میں کوئی تضاد نہیں تھا۔۔"

نن نہیں ٹھیک ہے میں کردوں گی۔آپ کا بہت بہت شکریہ۔آپ نے آج مجھے نئ زندگی کی نوید دے " دی ہے۔

وہ فرطِ جذبات سے بولتی وہاج کو پشیمان سا کر گئی تھی۔۔

وہ پولیس اسٹیشن میں بیٹھا سامنے رکھی فائلز کی ورک گردانی کر رہا تھا۔جب انسپکٹر عادل اندر داخل ہوا۔

اسے سلیوٹ کیے وہ وہاج سلطان کی طرف آیا۔۔

سر ! ! یہ راناشاکر کے بیٹے ساجد شاکر کے ریپ کیس اور قتل کی ویڈیو سی ڈی ہے۔۔اور یہ تصاویر۔۔اوراس کے فنگر پرنٹس کی ڈیٹیل بھی اسی میں ہے۔۔

اس نے ایک سی ڈی اور باقی چیزیں وہاج کی طرف بڑھائی۔

واہ یہ تواچھی خبر ہے۔۔لیکن یہ کس نے پہنچائی ہے ؟؟" وہاج کے چہرے پر خوشگواری سی پھیلی۔"

"سراپنے خبری فضلو نے۔آپ نے اس کے ذمے ہی یہ کام لگایا تھا۔"

اوہ ہاں میں بھول گیا تھا۔۔اسے کچھ دے دینا۔۔خوش ہو جائے گا۔اور یہ ویڈیو کل ہمارے بہت کام آئے گی۔۔اب اسے گرفتار ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔۔"

جی سر۔۔۔"انسپکٹر عادل نے بھی مسکرا کر وہاج سلطان کو دیکھا جو سال میں ایک بار مسکراتا تھا۔

یہ سی ڈی میں گھر لے جارہاہوں۔۔اور باقی تم سنبھال لو۔۔ایک گھنٹے میں واپس آؤں گا۔تب تک تم سب پیپرز ریڈی رکھنا آج اسے اچھے سے آرام کرنے دو۔کل کا دن اس کی زندگی کا سب سے بھیانک دن جو ثابت ہونے والا ہے۔۔"

وہ موبائل اور گاڑی کی چابی اٹھائے پولیس اسٹیشن سے نکلا۔جب اس کا موبائل رنگ ہوا تھا۔

چہرے پر اب بھی خوشگواری پھیلی تھی۔۔اس کیس پر اس نے بہت محنت کی تھی۔۔اور کل اس کے لیے انعام کا دن تھا۔

وہ بنا دیکھے کال پک کیے موبائل کان سے لگا چکا تھا۔

خوشی جیسے غارت ہوتی محسوس ہوئی۔۔ جبکہ سماعت میں اس گھٹیا لڑکی کی ناگوار آواز کسی کڑواہٹ کی طرح گھلتی محسوس ہوئی۔

کیسے ہیں وہاج بھائی؟؟"اس نے بھائی پر خاصہ زور دیے کہا۔"

کیوں کال کی ہے۔۔؟؟" وہ دانت بھینچے غرایا۔"

ایسے ہی کال کی تھی۔آپ کا حال جاننے کے لیے۔۔اور کچھ بھی نہیں۔۔اب مجھے کچھ بھی نہیں " چاہیے، کیونکہ میں بہت خوش ہوں کہ میری آپ سے جان بھی بچ گئی،اور آپ کی عزت کی دھجیاں بھی اچھی خاصی بکھر گئیں۔۔سارے خاندان میں ہاٹ ٹاپک وہاج سلطان کی ذات بنا ہوا ہے۔۔مزے مزے کے چٹکلے سننے کو مل رہے ہیں۔یقین کریں میں بہت انجوائے کر رہی ہوں۔اوراس سب کے لیے "آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے بنا کہے میرا ہر کام آسانی سے کر دیا۔۔۔

وہاج کی برداشت جواب دیتی محسوس ہوئی۔۔اس نے موبائل کان سے ہٹا کر کال کاٹنی چاہی، کیونکہ وہ اس لڑکی سے بحث کر کے مزید الجھنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اس کی کال سے ابھرتی تیز آواز پر اس نے دوبارہ موبائل کان سے لگایا۔ لیکن وہ ریکارڈنگ کا بٹن دبانا نہیں بھولا تھا۔

رکیے کال مت کاٹیے گا۔۔ بلکہ میں نے تو آپ کی مدد کرنے کے لیے کال کی ہے۔۔۔وہ آپ کی دیوانی، " انابیہ فرمان علی،۔دنیا کی سب سے معصوم پلس بے وقوف ترین لڑکی۔۔آنکھوں میں آپ کی ہمراہی کے خواب سجائے، اور پلکوں کو راہوں میں بچھائے آپ کا بے صبری سے انتظار کر رہی ہے کہ آپ آئیں گے۔۔اور اس کے پرپوزل کو قبول کر کے اسے باہنوں میں بھر لیں گے۔اور پھر ہمیشہ ساتھ رہنے لگے گے۔۔

اور جانتے ہیں اسے آپ کے بدکردار، ہوس پرست اور عیاش ہونے سے بھی کوئی مسلہ نہیں ہے۔۔وہ تو آپ سے شادی کے بعد آپ کو سدھارنے کی بھی ساری تیاری کر چکی ہے۔اسے پورا یقین ہے کہ آپ نے مجھ جیسی معصوم سیدھی سادھی لڑکی سے زیادتی کی کوشش کی ہے۔۔ تبھی وہ عظیم لڑکی بن کر آپ سے شادی کرنا چاہتی ہے۔۔کیونکہ اسے لگتا ہے، کہ اس کی خالص محبت آپ کو سر تا پاؤں بدل دے گی۔کتنی پاگل ہے ناں وہ۔۔اتنا بھی کوئی پاگل ہوتا ہے۔؟ "

اس کی تمسخرانہ آواز پر وہاج نے بمشکل اُمڈتا طیش دبائے کال کاٹی۔اور ایک ٹھوکر ٹائر کو رسید کی۔

موبائل کو ہاتھ میں دبائے، وہ کئی پل لب بھینچے وہی کھڑا رہا۔ اسے انابیہ سلطان پر شدید غصہ آیا تھا۔ پھر سے وہ کوئی بے وقوفی کرنے والی تھی۔

اور آج وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ کتنی بڑی بے وقوفی کر رہی ہے۔۔ تبھی گاڑی میں بیٹھے وہ اس کے بتائے گئے ایڈریس پر روانہ ہوا تھا۔

اس نے سامنے موجود گارڈن کو دیکھا جس کا ایڈریس اسے انابیہ نے سینڈ کیا تھا۔ یہ ایک خوبصورت فلاور گارڈن تھا جو ایونٹس کے لیے بک کروایا جاتا تھا۔

شام کے بڑھتے سائے کی وجہ سے وہ حصہ کافی روشن تھا، تبھی وہاج کی نگاہ وہاں ٹھہر سی گئی۔

وہ آگے بڑھا تو منظر مزید صاف ہوا، اور اس کے چہرے پر ناگواری پھیلی۔۔ ٹیبل کے آمنے سامنے دو چیئرز تھیں۔

ٹیبل پر کچھ گفٹس اور اوپر ایک کرسٹل مچلنار کھا ہوا تھا۔۔

۔جبکہ فینسی لائٹس اور پھولوں کے حسین امتزاج سے ہوئی ڈیکوریشن اسے نا جانے ایک آنکھ نہ بھائی تھی۔

صنم کی باتیں جیسے سچ ہوتی محسوس ہوئی۔۔اور بیزاریت بڑھنے لگی۔

اس وقت وہ صنم کے حوالے سے ہر چیز کو جانچ رہا تھا۔

وہ ارد گرد دیکھتا اس لڑکی کو تلاشنے لگا۔۔تاکہ اسے سے جواب طلبی کر کے وہاں سے جا سکے۔۔۔اسے ڈی آئی جی صاحب سے بھی ملنا تھا۔ذہن میں بس ساجد شاکر گونج رہا تھا۔ان سب سجے لوازمات سے اسے رتی برابر بھی دلچسپی نہیں تھی۔

اپنے پیچھے اسے آہٹ محسوس ہوئی، لیکن وہ مڑا نہیں تھا۔اسے اپنی پشت پر دو بانہیں قریب آتی محسوس ہوئی تو وہ جھٹ سے مڑا۔انابیہ پل میں پیچھے ہوتی بازو پہلو میں گرا گئی۔

جبکہ گلابی گالوں کی لالی گواہ تھی کہ وہ جھجھک رہی ہے۔

یہ کیا حرکت تھی؟؟" پیچھے اس اپسرا کو دیکھے وہ ناگواریت سے بولا۔۔لیکن پھر اس کا سراپا دیکھتے وہ" بمشکل نظر چرا پایا۔۔جو ہوش ربا حسن کی عملی مثال بنی کھڑی تھی۔

جوڑے میں بندھے بال، سفید لانگ میکسی، جس کا گلا ہلکا سا ڈیپ تھا۔۔اور باریک نیکلس صراحی دار گردن کی زینت بنا ہوا تھا۔اور آستینوں ن کے کٹ سے اس کے دودھیا بازو چھلکتے اس کے حسن کی اچھی

خاصی نمائش کر رہے تھے۔ معصوم چہرے پر میک اپ کی تہہ نے جیسے معصومیت کو چھپا کر اسے ایک بے باک لڑکی ظاہر کیا تھا۔ وہ اس ماحول کا پوری طرح حصہ لگ رہی تھی۔

آپ نے کہا تھا کہ آپ مجھ سے کچھ ضروری بات کرنا چاہتی ہیں۔۔ تو پھر یہ سب کیا ہے؟؟" وہاج نے " نہایت سنجیدگی سے پوچھا۔

صنم کی گھٹیا حرکات کے بعد وہ اب اپنے کردار پر ایک ہلکا سا چھینٹا بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

یہی ضروری بات تھی۔۔ وہ منمنائی تھی۔ "

بہت غلط حرکت ہے۔۔ وہ اسے شرمندہ کیے بولا لیکن اس کا اگلا عمل اسے کچھ پل کے لیے خاموش " کر گیا۔

کیا آپ مجھ سے شادی کریں گے؟؟" وہ زمین پر بیٹھے اس کے سامنے ایک رنگ نمایاں کیے دلفریبی " سے بولی، وہ سلور گولڈ کا خوبصورت رنگ نما چھلا تھا۔۔ جس پر تین باریک سٹونز فاصلے پر تھے

وہاج حیران ہوا تھا۔۔ ایسے لمحے کو تو اس نے کبھی گمان بھی نہیں کیا تھا۔

"مس انابیہ۔۔یہ فضول حرکات کر کے آپ میرا اور اپنا وقت ضائع کر رہی ہیں، کیا اسی لیے آپ نے مجھے یہاں بلایا تھا۔۔"

وہ وقت دیکھتا ازلی اکھڑ لہجے میں بولا۔

"میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں، وہاج۔۔۔ایک بار میری طرف دیکھیں تو سہی۔۔میں صنم کے ساتھ کی گئی آپ کی زیادتی کو نظر انداز کیے بھی آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔کیونکہ میں نے آپ سے سچے دل سے محبت کی ہے۔۔"

وہاج کی پیشانی پر بل نمایاں ہوئے۔

"آپ کا دماغ خراب ہو چکا ہے۔۔آپ کو اپنی عزت کی پرواہ ہو نہ ہو لیکن مجھے اپنی عزت کی بہت پرواہ ہے۔۔کل جو الزام مجھ پر لگا ہے،ابھی میں وہ نہیں ہٹا پایا تو دوسرا الزام کیسے میں اپنی ذات پر برداشت کرلوں۔۔"

یہ الزام نہیں ہے۔۔۔وہاج۔۔یہ میری محبت ہے۔" وہ روہانسی ہوئی دبا دبا سا چیخی تھی۔

تہمت ہو گی میرے لیے۔۔۔"اس نے سرخ پڑتی نگاہ سے گہرے لہجے میں گویا اسے باور کروایا تھا۔"

کیسی تہمت۔؟"وہ بھیگی متورم آنکھوں سے بمشکل پوچھ سکی تھی۔"

کل ہی میں نے تمہارے باپ کو کہا تھا کہ مجھے آپ کی بیٹی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔اور انہیں یقین" بھی ہو چکا ہے۔۔۔اور اگر آج میں تمہارا ہاتھ تھام کر ان کے سامنے جاؤں گا تو، میں تو خود اپنی نظر میں گر جاؤں گا۔جو میں قطعی نہیں چاہوں گا۔وقت ہے سنبھل جاؤ۔۔کیونکہ مجھے شادی جیسے تعلق میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔اور میں اپنے دل سے کھیلنے کی اجازت بھی اب کسی کو نہیں دوں گا۔"

وہ اپنے ایک ایک لفظ کو نہایت درشتگی سے کہے

جانے کے لیے مڑا۔

"ہاں آپ کو کیوں دلچسپی ہوگی شادی میں کیونکہ آپ تو بنا کسی بندھن کے بھی۔۔۔"

اس لڑکی کے تند چھری جیسے لفظوں پر وہ رکا۔

اپنی بکواس بند کرو لڑکی۔۔ورنہ میں تمہاری زبان کاٹنے میں ایک منٹ نہیں لگاؤں گا"اس کی بات" پوری ہونے سے پہلے ہی شدت سے دھاڑا تھا۔اور ہاتھ فضا میں بلند کیا۔۔

جبکہ انابیہ اتنی بلند آواز سنتی بری طرح سہمی تھی۔

وہ اونچے سرد سفاک لہجوں کی عادی ہی نہیں تھی۔وہ تو پھولوں کی طرح نرمی کے قابل تھی۔

"آج کے بعد میری راہ میں مت آنا۔۔ورنہ آج یہ ہاتھ رک گیا ہے۔۔آج کے بعد نہیں رکے گا۔تم جیسی لڑکیاں کسی ہمدردی کے لائق بھی نہیں ہوتی۔"

وہ ایک تیز گھورتی نگاہ ڈالے وہاں سے جانے لگا۔۔جب انابیہ نے آگے آکر اس کا بازو جکڑا تھا۔

"آپ میرا دل توڑ کر اچھا نہیں کر رہے۔۔میں آپ کی سب بری عادتوں، کو بھلائے آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں تو پھر آپ کیوں منہ موڑ رہے ہیں۔؟"

انابیہ کا بازو پکڑنا اور محبت کی بھیک مانگنا ایک بار پھر صنم کی حرکتوں کو ذہن میں تازہ کیے اس کے حواسوں پر بری طرح وار کرنے لگا۔اسے انابیہ فرمان علی میں صنم کا سیاہ چہرہ نظر آتا محسوس ہوا۔۔اس نے شرٹ جکڑ کر روکا تھا تو اس لڑکی نے بازو جکڑ کر بے حد پار کی تھی۔۔اوپر سے اس کا گناہ کی دعوت دیتا سراپا،۔وہ جھنجا کر رہ گیا۔

"گو ٹو ہیل ود یور سو کالڈ محبت۔۔۔"وہ دبے دبے غرایا،اور ایک جھٹکے میں اس کا بازو چھوڑتے وہاں سے تیز قدموں سے نکلا۔انابیہ کا وجود جیسے سن ہو گیا۔

پھیلی آنکھوں سے وہ اس شخص کے لفظوں پر تڑپی تھی۔۔اسے امید نہیں تھی وہ اتنے سنگین لفظ کہے گا۔

وہ شخص نگاہ سے پل پل دور ہوتے اس کی سانسیں روکنے لگا۔ضبط کا دامن چھوٹا تو آنسو سفید گالوں پر بکھر گئے، ٹیبل پر سجی ترتیب سے چیزیں اس نے ایک پل میں زمین بوس کی، جو فرش پر قالین ہونے کی وجہ سے ٹوٹنے سے بکھر گئی۔

وہ کرسٹل مچلنا لڑھکتا ہوا اس کے قدموں میں آٹھہرا۔۔ بھیگی سرخ آنکھوں سے اس نے جھک کر وہ کرسٹل مچلنا ہاتھوں میں تھاما،۔اور پوری شدت سے کچھ دور موجود پتھریلی روش پر مارا۔فضا میں چھنا کے کی آواز گونج کر معدوم ہو گئی،۔کانچ ارد گرد بکھرا۔۔وہ زمین بوس ہوتی۔۔ان بکھرے ٹکروں کو دیکھنے لگی۔۔اور پھر ان ٹکروں کو مخروطی انگلیوں سے تھامتی شدت سے رودی۔ان ٹکروں کی نوکیلے پن نے انگلیوں کو بری طرح زخمی کیا۔۔

انگلیوں پر خون بہنے لگا تھا۔درد بڑھنے لگا تھا۔۔ لیکن جو درد دل میں بڑھ رہا تھا اس درد کے آگے یہ انگلیوں پر پڑتے زخموں کا درد کچھ نہیں تھا۔

وہاج۔۔۔"وہ شدت سے چیختی روئی تھی۔۔پہلی مرتبہ وہ بلند آواز میں پھوٹ پھوٹ کر روئی" تھی۔۔

کل کے آنسوؤں سے زیادہ آج کے آنسو زیادہ درد والے تھے۔۔کل اس شخص نے دھتکارا نہیں تھا۔۔ لیکن آج وہ دھتکارتا بری طرح دل کے ٹکرے کر کے گیا تھا۔

وہ پھولوں سی نازک لڑکی۔ جس کی کوئی بھی خواہش کبھی بھی رد نہیں کی گئی، جس کے ایک چھوٹے سے آنسو پر اس کے ماں باپ بوکھلا جاتے تھے۔اور اس کی خواہش کردہ چیز لا کر قدموں میں ڈھیر کر دیتے تھے۔۔پر آج وہ یہاں تن تنہا بری طرح سسک کر رو رہی تھی۔اسی سفاک بے رحم ہرجائی شخص کی قدموں کی خاک کے پاس ہی تو بیٹھی تھی۔

آپ نے اچھا نہیں کیا وہاج۔۔آپ نے میرے ساتھ بالکل اچھا نہیں کیا وہاج۔"وہ لب کاٹتی اس ستمگر" سے مخاطب ہوئی جو جا چکا تھا۔

شٹ۔۔۔"وہ گاڑی میں بیٹھے تیز سانسیں لیتا اندر بھڑکتے الاؤ پر قابو پا رہا تھا۔

صنم۔۔۔"اس نے سٹیرنگ پر زور سے دونوں ہاتھ مارے۔اور بری طرح غرایا تھا۔

منتشر دھڑکنیں سنبھلنے پر ہی نہیں آ رہی تھی۔

اس نے پانی کی بوتل منہ سے لگائی اور ایک سانس میں خالی کر دی۔۔بال جکڑے وہ کئی پل تیز سانسیں لیتا غصہ بحال کرنے لگا۔چہرہ حد درجہ سرخ ہو چکا تھا۔۔جبکہ آنکھوں کا سرخ پن بڑھ چکا تھا۔

کچھ دیر بعد سانس بحال ہوا،اور غصہ کم ہوا تو جیسے اعصاب بھی کنڑول میں آنے لگے۔اور ذہن بھی جیسے سوچنے سمجھنے کے قابل ہوا۔

مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔"اس نے پیشانی مسلی تھی۔ جیسے اپنے رویے پر شدید افسوس ہوا ہو۔"

کم از کم وہ صنم جیسی نہیں تھی۔اس کی ہمراہی میں تو رہی تھی۔،لیکن پھر بھی اسے مختلف لگی تھی۔۔پر غصے میں وہ اسے صنم جیسا سمجھ چکا تھا۔اور نہ چاہتے ہوئے اتنا کچھ اسے کہہ چکا تھا۔

نہیں مجھے اس کے پاس جانا چاہیے۔۔،وہاں کوئی تھا بھی نہیں ہے کہیں وہ لڑکی خود کو نقصان نہ پہنچا لے۔۔۔"وہ گاڑی سے اترنے لگا۔۔لیکن پھر رک گیا۔جیسے تذبذب میں گرا ہو۔

اس کی باتیں اس کی بھیگی آنکھوں نے جیسے وہاج سلطان کو شدید پشیمانی میں دھکیلا تھا۔

کل بھی وہ لڑکی جس بے قراری سے اس کی طرف آئی تھی۔

وہاج کو وہ ایک دیوانی لگی تھی،۔اس کی دیوانی۔

اور یہ سوچ ہی وہاج سلطان کا دل پل میں بدلنے لگی۔۔

وہ اتنی بھی بری نہیں ہے۔۔ایز آ لائف پارٹنر اگر اسے چوز کر لیا جائے تو شاید میرے لیے مشکل " نہیں ہو گا۔زندگی اچھی گزر سکتی ہے۔۔ "

اسے اپنی سوچ پر حیرت بھی ہوئی، جبکہ دل بھی اسے اس لڑکی کے حق میں دلائل دیتا نظر آیا۔

پر ابھی میں اس کے پاس نہیں جاؤں گا۔۔وہ شدید صدمے میں ہے۔۔نہیں مجھے جانا چاہیے۔۔"وہ " دوبارہ گاڑی سے اترنے لگا تھا۔۔پر پھر وہ رک گیا۔

افففف۔۔۔" اپنا سر تھام کر آنکھیں میچتے وہ سٹیرنگ سے سر ٹکا گیا۔

نہیں کل میں اس سے معافی مانگوں گا۔۔۔ہاں میں اس لڑکی سے معافی مانگ لوں گا۔۔۔" وہ انا پرست " شخص جیسے خود کو یقین دلا رہا تھا کہ وہ اس لڑکی سے معافی مانگ لے گا۔

ذہن میں وہ لائحہ عمل طے کرنے لگا تھا۔

وہ گارڈن کو دیکھتا گاڑی سٹارٹ کیے وہاں سے نکلا تھا۔کیونکہ اگر وہ رکتا تو شاید خود کو روک نہ پاتا۔

" روز!! تعبیر کیسی ہیں؟کچھ بہتری ہوئی؟

اس کی آواز کا بھاری پن روز کو شدت سے محسوس ہوا۔اس کو نوفل پر ترس سا آیا۔جو کسی معاملے میں کبھی اس حد تک نہیں الجھا تھا۔۔

ہوا میں پھیلتے دھویں کے مرغولے دیکھتی وہ بمشکل نوفل یزدان کو جواب دے پائی تھی۔

"سر اسی طرح جیسے کل تھیں۔۔"

ان کا خیال رکھو۔۔ایک پل کے لیے بھی تنہا نہیں کرنا۔میں اپنے بعد صرف تم پر بھروسہ کر سکتا"

"ہوں،۔۔

وہ جس ضبط سے یہ سب بول رہا تھا۔۔یہ اس کا دل جانتا تھا۔،ورنہ دل تو بری طرح تڑپ رہا تھا۔۔اسے سمیٹ لینے کے لیے اس کے خوف کو سکون میں بدل دینے کے لیے،۔اسے اپنے عمل پر شدید پشیمانی ہوئی تھی،جس کی سزا وہ کل رات خود کو دے چکا تھا۔

اپنے خاص روم میں موجود خاص پنچنگ بیگ پر بنا کسی گلوز کے اس نے اپنا سارا طیش بری طرح اتارا تھا۔۔اپنے غصے کو بہا دیا تھا۔۔اپنی جلد بازی کا سارا افسوس اس نے کل رات جاگ کر منایا تھا۔۔کاش کہ وہ اپنے غصے پر قابو پا لیتا،کاش وہ تعبیر کے سامنے اسے قتل نہ کرتا،لیکن اس شخص نے تعبیر کو تکلیف دینی چاہی تھی۔۔جس نے اس کا دماغ گھما دیا تھا۔۔سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیت سلب ہو چکی تھی، تبھی غصے اور جنونیت میں وہ اس لڑکی کو تکلیف پہنچا چکا تھا۔

آج دوسرا دن تھا اس لڑکی کی بگڑتی حالت نوفل یزدان کو پاگل کر رہی تھی۔

ایک پل کا بھی اسے چین نہیں تھا۔

دو بار وہ آج کمرے میں گیا تھا۔۔ لیکن دونوں مرتبہ وہ بری طرح چیختی چلاتی ہوش کھو چکی تھی۔۔وہ دوبارہ ہمت نہیں کر پایا تھا کہ وہاں جاتا۔

"روزا سے خود کو نقصان مت پہنچا دینا۔۔وہ بہت جنونی ہے۔۔ کہیں غصے میں خود کو کچھ کر نہ لے۔"

باس آپ پریشان نہ ہوں۔۔وہ ٹھیک ہو جائیں، بس ان کا تھوڑا مائنڈ سیٹ کرنا ہو گا۔۔"روز نے نوفل کو سمجھانا چاہا تھا۔

فلحال کچھ بھی نہیں جیسا وہ کہتی ہیں ویسا کرو۔ان کی کسی بات کو رد نہیں کرنا۔۔سوائے یہاں " سے جانے کے۔۔" وہ اپنے لفظوں پر زور دیتا، سگریٹ بوٹ تلے مسلے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

بلیک بٹن شرٹ کے ساتھ بلیک جینز زیب تن کیے، وہ اب کوٹ پہن رہا تھا۔۔کیونکہ آج خاص میٹنگ کے لیے اسے بلایا گیا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ اسے وہاں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔۔۔ لیکن وہ ہر معاملہ سنبھالنا جانتا تھا۔۔وقت سے "پہلے وہ کسی کو حق نہیں دے سکتا تھا کہ اسے قید کر لیا جاتا۔۔۔

وہ مینشن سے نکل کر پچھلی جانب بڑھا اور پھر بیسمنٹ میں گم ہو گیا۔

دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو زین چوہدری اسے ٹہلتا ہوا نظر آیا۔اس نے نوفل یزدان کی طرف سرخ پڑتی نگاہ سے دیکھا۔۔

اور ٹیبل سے کچھ تصویریں اٹھا کر اس کی طرف اچھالی۔۔

تم جانتے ہو تم نے کیا کیا ہے؟؟" وہ دھاڑا تھا۔"

ہاں قتل کیا ہے۔۔۔جس پر مجھے کوئی افسوس نہیں۔۔"وہ ہٹ دھرمی سے بولا۔"

نوفل یزدان تمہیں اس قتل کی وجہ سے گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے۔۔۔"زین نے ایک ایک لفظ" نہایت چبا کر کہا۔۔

" تمہارا مشن تم بہتر سمجھتے ہو، "میجر زین چوہدری،"

اس نے پہلی مرتبہ آج زین کو اس کی اصلی پہچان سے بلایا تھا۔

لیکن۔۔۔ میرا مقصد جب تک پورا نہیں ہوتا، مجھے کوئی بھی گرفتار کیا، ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔اور جس نے بھی ایسا سوچا وہ میرے ہاتھوں جان سے جائے گا۔۔۔"وہ انگلی اٹھائے تنبیہہ کیے غرایا تھا۔

URDUNovelians

اتنے طاقتور ہو چکے ہو۔۔اتنے بااختیار، اور اس حد تک پاگل کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی" کھو بیٹھے۔وہ تمہیں بھڑکانے آیا تھا، تم بھڑک کر دشمن کو چوکنا کر گئے۔۔جس کا بھگتان اب ہم سب کو بھگتنا پڑے گا۔"

زین مکہ اس کے گال پر مارے دھاڑا تھا۔

اس نے اپنی گن نکال کر شیشیے کی میز پر اکٹھے چار فائر کیے کہ، وہ ٹیبل پل میں چکنا چور ہوا۔اور روم میں شور و غل سے زمین لرزتی محسوس ہوئی۔

دو گولیاں اس نے وہاں رکھے قیمتی واز پر ماری، در و دیوار جیسے لرز کر رہ گئے تھے۔ جبکہ زین چوہدری نے اس کی جنونیت کو نہایت اطمینان سے دیکھا۔جواب گن زور سے پھینک چکا تھا۔

طاقتور با اختیاری سب بعد کی باتیں ہیں۔اس نے میری بیوی کو چھوا۔۔اس کے سر پر گن " رکھی۔۔کیوں ؟۔اسے کس نے اجازت دی تھی۔۔کہ وہ میری بیوی پر گندی نظر ڈالتا۔۔اس کے سر پر گن رکھتا، یا اس کی کلائی پکڑتا۔اس کی کلائی پر اب بھی نشان ہیں، جو مجھے پل پل تکلیف اذیت دے رہے ہیں۔

۔وہ دھاڑا تھا پوری شدت سے کہ، اس کی آنکھوں لہو ٹپکانے لگی۔۔جبکہ چہرے پر وحشت پھیلتی۔۔اسے خوفناک ترین انسان بنا رہی تھی۔اس کے لفظوں میں ایک دیوانگی تھی۔اس کے ماتھے کی رگ بری طرح پھڑک رہی تھی۔

زین خاموش رہا تھا۔جانتا تھا وہ غصے میں ہے۔۔جب تک اندر کی گھٹن کم نہیں ہو گی وہ ٹھیک نہیں ہو گا

وہ موت کے ہی قابل تھا۔ لیکن مجھے افسوس بلکہ شدید افسوس ہے کہ میں نے یہ جو چھ گولیاں آج ضائع کی ہیں۔۔ میں اس کے وجود میں نہیں اتار سکا۔ کاش وہاں تعبیر نہ ہوتی تو میں اسے تڑپا تڑپا کر نہایت درندگی سے مارتا۔ تاکہ وہ مرنے کے بعد بھی نوفل یزدان کی درندگی کو یاد رکھتا۔۔ اسے پتہ چلتا کہ اس نے میری بیوی کو چھونے کا گناہ کیا ہے۔" اس نے ٹوٹے ادھورے واز کو بری طرح ٹھوکر ماری، ایک بار پھر کانچ کی آواز فضا میں گونجی تھی۔

صوفے پر بیٹھے تیز سانس لینے لگا۔۔ تنفس بری طرح پھول گیا تھا۔۔ وہ لمحے ایک بار پھر تازہ ہوئے تھے۔۔

زین اس کو سانس لیتے دیکھنے لگا۔

"جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو رابطہ کر لینا۔۔، لیکن اس سے پہلے مجھے اپنی شکل بھی مت دکھانا۔۔"

وہ سرد پن سے بولا تھا۔

نوفل نے کوئی تاثر نہیں دیا۔۔

"آج شام کو میں زرفشاں کو یہاں سے لے جاؤں گا۔۔"

ؤہ حکم دیتا باہر نکلنے لگا۔۔جب نوفل نے آنکھیں شدت میچ کر سے کھولیں۔کم از کم اسے زین چوہدری کو ناراض نہیں کرنا چاہیے۔۔مٹھیاں بھینچتا وہ اٹھا۔

اس سب میں زرفشاں کا کیا قصور ہے،۔اسے کیوں سزا دو گے۔؟؟" وہ ایک بار پھر دبا دبا غرایا۔"

وہ میری بیوی ہے۔جیسے تم اپنی بیوی کے معاملے میں جنونی ہو۔ویسے ہی میں بھی اس کے لیے بہت حساس ہوں۔۔میں نہیں چاہوں گا کہ وہ تمہارا وحشی روپ دیکھ کر خوف سے مر جائے۔۔۔"زین کا دبا دبا سرد لہجہ نوفل یزدان کو پشیمان کر رہا تھا۔

زین۔۔۔وہ آگے بڑھا تھا۔جب زین نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔"

میں اس وقت صرف تمہارا باس ہوں۔۔۔"دوٹوک انداز میں کہتا وہ باہر نکل گیا۔"

نوفل نے چئیر کو ٹھوکر مار کر جیسے اپنا غصہ نکالا تھا۔

میں یہ کبھی نہیں ہونے دوں گا۔"وہ نفی میں سر ہلائے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرے باہر نکلا تھا۔"

وہ اپنے فلیٹ میں واپس آیا۔۔توانابیہ کی بھیگی آنکھیں پھر سے بے چین کرنے لگی۔

کل میں اپنے ہر برے رویے کی تم سے معافی مانگ لوں گا۔کیونکہ میں تمہارے ساتھ کچھ زیادہ ہی زیادتی کر چکا ہوں۔۔"وہ جیسے خود کو زیادہ یقین دلا رہا تھا۔

وہ عادل کا نمبر ڈائل کرتا ترتیب سوچنے لگا تھا۔۔اس کا کوئی دوست نہیں تھا۔نہ وہ دوست بنانے میں دلچسپی رکھتا تھا۔لیکن عادل اور جاوید نامی دو لوگ تھے جن سے وہ پھر بھی کچھ لمحوں کے لیے نارملی بات کرلیتا تھا۔

"عادل۔۔کیسے ہو؟" وہ دو انگلیوں سے پیشانی کو سہلائے گویا لفظ اکٹھے کرنے لگا۔

"سر ابھی تھوڑی دیر تو پہلے آپ گئے ہیں۔۔" عادل حیران ہوا تھا۔

"ہاں۔۔وہ مجھے ایک کام تھا۔۔" وہ مدعے کی بات پر آیا، پر جھجک مزید بڑھی۔

"جی جی سر آپ حکم کریں۔۔"

"کل دو بجے اس کی گرفتاری ہے۔۔رانا ساجد۔۔کی تو تم ایک کام کرو۔۔کل پانچ بجے ایک ہوٹل میں ٹیبل بک کروادو۔۔بلکہ کیبن ہاں۔۔کیبن بک کرواؤ۔۔نہیں نہیں

بلکہ وہ پورا فلور بک کروادو۔ڈیکوریشن بھی کروانا۔سرخ سفید پھولوں سے۔۔کیک بھی ریڈی ہونا چاہیے۔۔۔"

پہلی مرتبہ وہ بوکھلایا تھا۔اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیسے عادل کو سمجھائے۔۔

"سر سب ٹھیک ہے؟؟" عادل کی حیرت بجا تھی۔

ہاں سب ٹھیک ہے۔۔تم کسی اچھے سے ریسٹورنٹ میں ارینج منٹ کروانا بلکہ سب ٹاپ کلاس "
"ریسٹورنٹ کے نام اور ایڈریس مجھے سینڈ کرو۔۔میں تمہیں سب سمجھاتا ہوں۔

جی سر میں ابھی کرتا ہوں۔۔۔"عادل نے مزید جاننا مناسب نہیں سمجھا تھا۔"

اور ہاں ڈیکوریشن آئیڈیاز کی پکچرز بھی مجھے سینڈ کرو۔۔میں خود سلیکٹ کروں گا۔۔"وہ

ٹھیک ہے سر۔۔۔"عادل کے جواب پر اس نے کال کاٹی اور اس کے میسج کا ویٹ کرنے لگا۔۔

میں جانتا ہوں کہ تم حیران ہو جاؤ گی۔۔کی آخر مجھ جیسے پتھر کا دل کیسے پگھل گیا، لیکن میں صنم سے "
"تمہیں ہمیشہ کے لیے دور لے جاؤں گا۔۔کیونکہ تم بہت معصوم ہو۔۔اور وہ نہایت چالاک مکار لڑکی۔

وہ انابیہ کے اداس عکس سے مخاطب ہوا تھا۔

عادل نے اسے ریسٹورنٹ اور ڈیکوریشن کے آئیڈیاز سینڈ کیے تو وہ ان میں سے سلیکٹ کرتا مسکرا دیا تھا۔۔

شاید دل بھی اس کے فیصلے پر خوش ہوا تھا۔

بس کل کا دن۔۔"وہ ایک بار پھر دہرائے وہ سب دیکھنے لگا تھا۔تاکہ ان میں بہتر سے بہتر چوز " کر سکے۔۔

ایس پی وہاج سلطان ویل ڈن۔۔ تمہاری کارگردگی سے میں کافی متاثر ہوا ہوں۔یعنی میرا فیصلہ غلط "نہیں تھا۔"

ڈی آئی جی صاحب نے وہاج کے کندھے پر ہاتھ رکھے اس شاباش بھری تھپکی دی تھی۔وہ آج ڈی آئی جی صاحب کے آفس میں موجود تھا۔جہاں بقیہ آفیسرز بھی موجود تھے۔جنہوں نے اس مشن میں اس کا کافی ساتھ دیا تھا۔

رانا شاکر کے بیٹے ساجد شاکر کو وہ آج پورے ثبوت کے ساتھ گرفتار کرچکا تھا۔جو تین تین ریپ کیس اور قتل کے بعد بھی آزادانہ گھوم رہا تھا۔اور چار لڑکیوں کو بھی اس کی قید سے آزاد کروالیا گیا تھا۔

ہر چینل پر اس کی جرات مندی کی خبر چل رہی تھی۔وہ آج خوش تھا۔دل مسرور تھا۔۔اب بس اسے اپنی غلطی کا اعتراف کرکے اس لڑکی کا ہاتھ تھامنا تھا۔۔جس کا دل وہ کل بری طرح توڑ چکا تھا۔

وہ کچھ دیر بعد ہی وہاں سے نکلنے والا تھا۔۔بے تابی تھی کہ بڑھتی ہی جارہی تھی۔

سر یہ سب آپ کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔۔وہ ڈی آئی جی صاحب کا مشکور ہوا تو وہ بھی مسکرائے تھے۔"

نہیں اس میں تمہاری محنت ہے۔۔اور مجھے فخر ہے کہ میں نے ایک بہادر جرات مند شخص کا انتخاب کیا" تھا۔"

وہ متبسم ہوا۔

اس خوشی کے موقع پر ایک پارٹی تو ہونی چاہیے۔۔"ڈی آئی جی صاحب نے باقیوں سے تائید چاہی تو سب نے سر اثبات میں ہلایا۔

شام کو تو میں مصروف ہوں۔۔سر ایک ضروری کام ہے۔۔لیکن کل کی پارٹی ڈن ہے۔۔"اسے انابیہ یاد آئی تھی۔۔آج اس کا دن تھا۔۔وہ سب نظر انداز کیے بس اس کی جانب جانا چاہتا تھا۔

"تو ٹھیک کے کل شام وہاج سلطان کے نام۔۔۔"

پر آج کی شام انابیہ فرمان علی کے نام۔۔"اس نے دل میں دہرایا تھا۔جبکہ پل پل بھیگی آنکھیں سامنے آکر بے چین کر رہی تھیں۔

سب خوش گپیوں میں مصروف ہوئے تو اس نے بھی چائے کا کپ تھاما۔

سر آج تو نیوز چینلز پر آپ ہی چھائے ہوئے ہیں۔ایک آفیسر نے مذاقاً کہا تو وہ مسکرادیا۔۔جبکہ اس" نے حیرت سے ایس پی وہاج سلطان کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے حد درجہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔

"یہ تو آپ ہیں سر پر یہ خبر؟ کیسی ہے؟"

ایک آفیسر نے اس کی توجہ سامنے دلوائی تو وہ حیران ہوا۔اور سامنے دیکھا۔۔جہاں ایک ویڈیو کے ساتھ اس کی تصویر دکھائی جارہی تھی۔

نیوز چینل دیکھتے اس کے پھیلے لب سکڑ گئے جبکہ چہرہ ایک پل میں ہی سرخ ہوا تھا۔۔وہ انابیہ سلطان ہی تھی۔۔جس کی آنکھوں میں آنسو جبکہ چہرہ سرخ تھا۔اس نے آنکھیں میچ کر کھولی۔

اسے بے چینی ہوئی کہ وہ آخری سکرین پر کیا کر رہی ہے،اس کی پژمردہ سی حالت پر وہ گھبرایا تھا،۔

والیوم بڑھاؤ۔۔"اس نے سرسری سا کہا۔جبکہ دل سلگنے لگا تھا۔"

ناظرین آپ کو ایک انوکھی خبر سے اگاہ کرتے ہیں، یا یوں سمجھ لیجیے کسی کے ٹوٹے دل کا حال بیان" کرتے ہیں۔کچھ دیر پہلے ہی آپ کو ایس پی وہاج سلطان کی کارکردگی کا جشن منایا جارہا تھا۔۔اب زرا ان کی زندگی کا بھیانک پہلو بھی دیکھ لیجیے۔ لیکن اس سے پہلے یہ ویڈیو ملاحظہ کریں، باقی کا خلاصہ بعد میں ہوگا۔۔نیوز کاسٹر کی آواز پر اس نے مٹھیاں بھینچ لی۔۔ویڈیو سٹارٹ ہو گئی تھی۔

کیسے ہیں آپ سب۔۔۔؟میں ٹھیک ہوں۔۔ہاں میں ٹھیک نہیں ہوں۔۔اس کی آنکھیں سرخ" تھی۔۔جبکہ چہرے پر گہرا حزن تھا۔۔جو ویڈیو میں صاف نظر آرہا تھا۔

وہاج سلطان کا چہرے پر ناقابل فہم تاثرات ابھرنے لگے۔۔

آپ سب لوگ سمجھ رہے ہوں گے کہ ایک پاگل سی لڑکی ناجانے کیا کہنا چاہتی ہے؟؟لیکن میں آج " ساری دنیا کو بتانا چاہتی ہوں کہ دل ٹوٹتا ہے تو کیسا محسوس ہوتا۔ایسا محسوس ہوتا ہے۔۔میرا چہرہ

دیکھیں۔۔میں اپنی یونیورسٹی کی سب سے خوش اخلاق لڑکی تھی۔۔ مسکراہٹیں بکھیرتی تھی۔۔ لیکن میری مسکراہٹ چھین لی گئی۔برباد کردی گئی میں۔۔

ایک شخص نے بری طرح میرا دل توڑ دیا۔اور جانتے ہیں وہ شخص کون تھا۔ہمارے ملک کا ایک رکھوالا جیسے ہم پولیس کے نام سے جانتے ہیں۔۔وہی رکھوالے جب دلوں کا خون کرتے ہیں تو ایک بار بھی نہیں سوچتے کہ اگلا انسان جی پائے گا یا نہیں۔جیسے اس شخص کو بھی نہیں پتہ کہ میں جی رہی ہوں یا نہیں۔۔انسپکٹر وہاج سلطان۔۔آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔مجھ سے محبت کا دعوی کیا۔۔میرے جذبات سے کھیلا۔۔اور پھر آپ مکر گئے۔مجھے رسوا کردیا، لیکن آپ کا عمل آپ کے ساتھ تھا۔۔پر میں آج آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ اگر میں مر گئی تو میری موت کے ذمہ دار آپ ہوں گے صرف اور صرف آپ۔۔

ویڈیو ختم ہو چکی تھی۔۔اب سکرین پر مال کی ویڈیو چل رہی تھی۔۔جس میں وہ وہاج کی بازوؤں میں" تھی۔اور پھر چند تصاویر سکرین پر دکھائی جانے لگی۔۔

وہاج کو لگا اس سے بڑھ کر ذلت کا مقام کوئی نہیں ہو گا۔۔تمام تر آفیسرز جو ابھی اسے عزت اور رشک کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔۔اب ان کی آنکھوں میں سوالات تھے۔۔ تمسخر تھا۔۔اس نے سب کی جانب لہو ٹپکاتی آنکھوں سے دیکھا۔

یہ سچ نہیں ہے۔۔"اسے خود پر منوں وزن محسوس ہونے لگا۔۔زمین نے جیسے اس کے پاؤں جکڑ لیے تھے۔وہ سب کو دیکھتا،آج پہلی مرتبہ گھبرایا تھا۔

وہاج سلطان۔۔۔ان بلیوایبل۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے ایک مجرم کو آپ ریپ کیس کے سلسلے میں ہی گرفتار کر کے لائے تھے۔۔اور اب یہ سب۔"

یہ ڈی آئی جی صاحب کی آواز تھی۔

میں اپنی ذات کی صفائی میں کچھ نہیں کہوں گا۔۔"۔وہ ہمت کیے بمشکل اٹھا تھا،نیوز کاسٹر کے تلخ لفظ" اس کی سماعت میں نوکیلے کانٹوں کی طرح چبھنے لگے۔

ایس پی وہاج سلطان۔۔"ڈی آئی جی صاحب کی کرخت آواز گونجی۔۔

"سر اس وقت میں کسی بھی سوال وجواب کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔۔۔"

وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرے وہاں سے نکلا۔

پورے پولیس اسٹیشن کی سکرینز پر جیسے یہی خبر چل رہی تھی۔۔جہاں جہاں سے وہ گزر رہا تھا۔وہ آوازیں اسے بری طرح جکڑ رہی تھی۔۔

چہرے پر پسینہ چمکنے لگا تھا۔۔اسے لگا وہ کسی بھی لمحے گر جائے گا۔۔وہ باہر آیا تو وہاں ایک مجمع موجود تھا۔۔نیوز رپورٹر کیمرے سب اس کی جانب مڑنے لگے۔

چند پل پہلے وہ جس خوش اسلوبی سے لوگوں کو جواب دے رہا تھا۔جو اس کی تعریف کیے نہیں تھک رہے تھے۔۔وہی رپورٹرز اور بقیہ لوگ اسے سوالیہ، حقارت بھری نظروں سے دیکھتے اس کی جانب بڑھنے لگے۔۔

ایس پی وہاج سلطان۔۔آپ خبر تو دیکھ ہی چکے ہوں گے۔۔تو بتایئے اس میں کتنی سچائی ہے؟؟کیا آپ "

"اس لڑکی کو جانتے ہیں؟کیا آپ نے سچ میں اس لڑکی کو یوز کیا ہے۔؟کیا وہ زندہ ہے۔۔؟

اپنی بکواس بند کرو۔۔۔۔" وہ یکلخت پوری شدت سے دھاڑا اور کیمروں پر ہاتھ مارا۔

سر۔۔۔۔"انسپکٹر عادل اور جاوید آگے بڑھے بمشکل اس کو سنبھال پائے۔

جھوٹ ہے یہ سب۔۔ایک ایک لفظ جھوٹا ہے۔۔۔جھوٹ ہے یہ۔۔۔"وہ بری طرح چیختا ان کی " گرفت میں ٹھہر پایا تھا۔

سر پلیز۔۔آیئے ہمارے ساتھ۔۔۔"انسپکٹر عادل اسے کسی بھی طرح وہاں سے لے جانا چاہتا تھا۔ "

یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔وہ لڑکی جھوٹی ہے۔۔۔ایسا کچھ نہیں کیا میں نے۔۔۔" وہ جیسے خود کو یقین " دلا رہا تھا۔۔اس پل اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کا اپنا وجود اس کے ساتھ نہیں ہے۔۔

رپورٹرز طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرنے لگے۔۔اور کچھ روح چیرتے تلخ لفظوں سے اس کے کردار کی دھجیاں بکھیرنے لگے۔۔۔اس نے آگے بڑھ کر ایک لڑکے کا سر پوری شدت سے کچھ دور دیوار پر مارا۔

اس کے سر سے خون کا فوارا نکلا تھا۔۔ جبکہ باقی سب خوف سے دور ہوئے۔

جھوٹ ہے۔یہ۔۔میں کہہ رہا ہوں،۔۔ جھوٹ ہے یہ۔۔۔" سرخ آنکھوں سے محض لہو ٹپکنا باقی تھا۔

جبکہ حلق خشک ہو چکا تھا

جاوید سر کو لے کر چلو۔۔" جاوید اور عادل زبردستی اسے کھینچ کر لے جا کر گاڑی میں بٹھا چکے تھے۔"

عادل کے نمبر پر آئے میسج پر اس نے جاوید کو مدد طلب نظروں سے دیکھا۔جس نے اشارہ دیا تھا کہ اسے سب کچھ بتا دیا جائے۔

"سر وہ لڑکی ہاسپٹل میں داخل ہے۔۔اس نے اپنی دونوں کلائیاں کاٹ لی ہیں۔۔"

اس نے ہمت کیے آخر کہہ ہی دیا تھا۔وہاج کو لگا یہ اس کی ذات کی آخری بربادی ہے۔۔اس کے بعد صرف وہ موت کو ہی گلے لگا سکتا تھا۔

اس نے گویا ہر بات سچ ثابت کردی تھی۔

وہاج نے خالی پڑتی نگاہ سے ان دونوں کو دیکھا۔

میرا اسپینڈ لیٹر میرے گھر پہنچا دینا۔۔اس نے گن اس کے ہاتھ پر رکھی،۔"

سر۔۔۔" جاوید اور عادل جیسے اس کے عمل پر حیران ہوئے تھے۔

وہ تلخ سا مسکرایا، گاڑی کی سپیڈ بڑھاتا وہ تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔

تم مجھے اب بتا رہے ہو؟؟" نوفل اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور ایل ای ڈی کو آن کیا۔ "

سامنے چلتی نیوز دیکھ کر اس نے اپنی پیشانی مسلی تھی۔

کتنی دیر ہوئی ہے اس خبر کو؟؟" اس نے فون کان سے لگائے پوچھا۔

"تو اب کیوں بتا رہے ہو؟؟ جب شہر شہر میں پہنچ کر پرانی ہوتی تو تب بتاتے۔ "

وہ دانت پیسے غرایا تھا۔

خبر پھیلی ہے یا نہیں۔۔اس لڑکی کا پتہ کرو، وہ کیسی ہے؟ اور ہاں میڈیا کو اس لڑکی سے دور رکھنا۔۔اور "

"یہ خبر جلد از جلد نیوز چینل سے ہٹاؤ۔ اور اہم بات پتہ کرو یہ ویڈیو وائرل کرنے والا کون ہے۔۔؟

باسط۔۔۔" وہ موبائل ٹیبل پر رکھے چلایا تھا۔"

جی باس۔۔۔" وہ اندر آیا۔"

تم ایک کام کرو۔۔وہاج سلطان پر جس لڑکی نے الزام لگایا ہے۔۔وہ فرمان علی ہاسپٹل میں ایڈمٹ " ہے۔۔اس لڑکی کا پتہ کرو کہ وہ سچ بول رہی ہے یا جھوٹ، یا پھر یہ دشمن کی کوئی چال ہے۔اور خیال "رکھنا کہ دشمن کو خبر نہ ہو۔

"جی سر۔۔۔میں ابھی جاتا ہوں۔۔"

روز۔۔۔" وہ لاؤنج میں آیا، اور پھر اوپر کی طرف بڑھا تاکہ تعبیر کو دیکھ کر تسلی کر سکے۔

زرفشاں اور روزا اپنے روم کے سامنے ہی کچھ فاصلے پر رکھی چیئرز پر بیٹھی تھیں۔وہ زخموں کی وجہ سے وہیل چئیر پر

روز۔ "اس نے روز, کو پکارا۔

جی باس۔۔۔"وہ نوفل کا بوکھلایا انداز دیکھتی فکر مند ہوئی۔

تعبیر کو کمرے سے باہر مت آنے دینا۔اور شام تک ان کے روم کا ٹی وی آف رکھنا۔اور گھر کے سب ٹی "وی بند رکھنا۔اور زری گڑیا، آپ بھی باہر نہیں آؤ گی۔۔

اسے تعبیر کی فکر تھی کہیں وہ نیوز نہ دیکھ لے۔۔اس نیوز کو وائرل ہوئے بھی ایک گھنٹہ ہو چکا تھا۔

دو انگلیوں سے پیشانی مسل کر اس نے ارد گرد دیکھا تو آنکھیں ہلکی سی پھیل کر دوبارہ معمول پر آئی۔۔

گرل کی دوسری طرف زین چوہدری دونوں ہاتھ جمائے قدرے جھک کر خطرناک تیور لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔پلر کی وجہ وہ روزا اور زری کو نظر نہیں آ پا رہا تھا۔

یعنی وہ زرفشاں کو لینے آ پہنچا تھا۔۔اس کی ناراضگی ہنوز قائم تھی۔

زرفشاں۔۔۔گڑیا آپ روم میں جاؤ۔۔"اس نے نرمی سے کہا تو وہ وہیل چئیر لیے اندر بڑھی۔

روز تعبیر کے کمرے کی طرف گئی تو وہ زین کی طرف آیا۔جو پہلے ہی زری کے کمرے کے پاس پہنچ چکا تھا۔

مجھے اندازہ ہے کہ میں تمہیں کافی پریشان کر چکا ہوں۔۔"پہلی مرتبہ وہ اپنے عمل پر پشیمان ہوا تھا۔"
وہ مغرور سر پھرا سا شخص اس وقت زین کو حد درجہ الجھا لگا۔لیکن وہ اسے سبق بھی سکھانا چاہتا تھا
میں آج زری کو لے جاؤں گا۔۔اور کوشش کروں گا کہ آج کے بعد ہماری ملاقات نہ ہو۔۔"وہ سنجیدگی سے بولا۔
تم اگر اسے لے کر گئے تو میں تمہارے سارے راز اسے بتادوں گا۔"نوفل نے آگے بڑھ کر اس کا" گریبان جکڑے دھمکی دیتے کہا۔۔
زین نے غصیلی نگاہ سے اسے دیکھے اس کا گریبان جکڑا۔

اور تم کیا بتاؤ گے۔۔؟"تاثرات حد درجہ سرد تھے۔لیکن گرفت سخت تھی۔"

"یہی کہ سندری کے تم کتنے قریب تھے۔اس سے شادی کا بھی سوچ چکے تھے۔۔"

دوست کے بھیس میں چھپے دشمن۔۔۔زین نے پنچ مارنا چاہا۔۔لیکن نوفل نے اس کا پنچ مٹھی میں جکڑا۔اور نفی میں سر ہلایا۔

"کل کا پنچ مجھے ابھی بھی یاد ہے۔۔اور ادھار ہے۔۔"

تمہاری بیوی تم پر اعتبار نہیں کرتی نوفل یزدان۔۔اور میری بیوی کو مجھ سے زیادہ کسی پر اعتبار نہیں ہے۔۔"اس نے ابرو اچکائے لبوں پر قاتلانہ مسکراہٹ سجائے نوفل کی کمزوری پکڑی تھی۔

دھوکے باز آدمی۔۔۔"نوفل اور وہ دونوں بری طرح ایک دوسرے پر جھپٹے تھے۔

روز تعبیر کے کمرے سے باہر آئے زری کی کمرے کی طرف بڑھی تو سامنے کا منظر دیکھ کر اس نے بمشکل اپنی ابھرتی چیخ روکی تھی۔صد شکر تھا کہ وہ زری کے کمرے سے دور ہو چکے تھے۔۔ورنہ باہر کا منظر دیکھ کر وہ ہوش کھو دیتی۔اس نے دونوں ہاتھ اپنے لبوں پر جمائے۔۔

دونوں کی حالت بگڑ چکی تھی۔نوفل کے ہونٹ کے کنارے سے خون نکل رہا تھا۔۔جبکہ زین کے گال پر نشان پڑ گیا تھا۔

جاکر اپنے سالے کی مدد کرو۔۔ناجانے کہاں خوار ہو رہا ہوگا۔۔اس پر الزام بہت بڑا لگایا گیا ہے۔اور اس کو اس وقت سہارے کی ضرورت ہے۔۔"

اسے دور دھکیلتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

نوفل نے ایک غصیلی نگاہ اس پر ڈالی اور نیچے کی طرف بڑھا۔ لیکن پھر مڑا تھا۔

"روزا اپنے باس کو سمجھا لینا، اگر یہ زرفشاں کو یہاں سے لے کر گیا تو۔۔اچھا نہیں ہوگا۔۔"

زین سے تو روز کی ویسے ہی جان جاتی تھی۔۔وہ شخص ہر وقت سنجیدہ سرد مہری چہرے پر سجائے رکھتا تھا۔

زین نے روز کو دیکھا تو اس نے جھٹ نفی میں سر ہلایا، جبکہ چہرے پر پسینہ چمکا تھا۔۔

مم میں کچھ نہں میں کہوں گی۔۔" وہ ہکلا کر مخصوص لب و لہجے میں بولتی وہاں سے رفو چکر ہوئی تھی۔"

آپ۔۔۔" وہ ہمیشہ کی طرح سہی تھی۔ جبکہ زین نے مسکرا کر اس کا چہرہ دیکھا۔"

اب تو عادت ڈال لو۔۔" وہ قریب آیا۔اور دوزانوں بیٹھے اس کے نرم وملائم ہاتھ تھام گیا۔"

مجھے بیڈ پر بیٹھنا ہے۔۔" وہ جھٹ بولی تو زین سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے۔۔"

اسے گود میں اٹھائے اس نے بیڈ پر بٹھایا، اور پاؤں کو تکیوں پر رکھا۔

اور خود بھی قریب دراز ہوا، اب وہ پر اطمینان تھی۔

"اس بند کمرے میں تمہارے اور میرے علاوہ کوئی نہیں ہوتا، نہ کوئی مجھے دیکھ سکتا ہے کہ میں اپنی بیوی کے قدموں میں بیٹھا ہوں تو پھر تم کیوں گھبرا جاتی ہو، ؟ویسے کیا فرق پڑے گا کہ مجھے تم سے بات کرنے کے لیے جھکنا پڑے ؟۔"

آس نے مذاقاً کہا۔۔ جبکہ زری نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھا۔

"میں داسی ہوں۔۔اور آپ حاکم ہیں۔ میرے حاکم۔۔۔آپ پر جچتا نہیں ہے کہ آپ داسی کے قدموں میں بیٹھیں۔۔ہاں داسی بیٹھ جائے تو یہ داسی کے لیے انتہائی خوشی کا مقام ہوگا۔"

وہ نہایت دلفریبی سے بولتی زین کے دل کی بے قراری کو قرار دے گئی تھی۔

"اتنی بڑی بڑی باتیں کہاں سے لاتی ہو؟؟" اس نے انگلیاں کو لبوں سے مس کیا۔۔اور اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔ جہاں آج تازہ پھولوں سی تازگی پھیلی تھی۔

بالوں کی اونچی پونی ٹیل کیے فرنٹ پر دو پنز لگائے وہ گڑیا سی لگ رہی تھی۔۔ جبکہ لباس وہ بلیو کیپری کے ساتھ بلیو ہی شارٹ شرٹ پہنے ہوئے تھی۔ گول گلے سرخ موتیوں کا باریک کام تھا۔

نیلے رنگ میں اس کی سفید گلابی رنگت مزید کھلی سی تھی۔ لبوں پر ہلکا سا لپ گلاس لگایا ہوا تھا جبکہ سیاہ آنکھوں میں کاجل کی لکیر تھی۔

زین کو آج وہ چھوٹی سی گڑیا لگی۔۔جس کی خوبصورتی دل کو لبھا رہی تھی۔اس کے دامن سے اٹھتی دلفریب مہک زین کو اس کے مزید قریب لائی تھی۔

وہ لجائی سی نظر جھکا گئی،اس کی گھنیری پلکوں کو دیکھے وہ قریب ہوا۔۔اور گہرے سے لہجے میں سوال کیے اس کے چہرے گلال بکھیر گیا۔

تمہیں پتہ تھا ناں میں آنے والا ہوں، تبھی ہر ہتھیار سے لیس ہوئے مجھے بہکانے کی ساری تیاری کیے " بیٹھی تھی۔

اس کے لب سماعت کو چھونے لگے۔

نن نہیں تو۔۔"اس کی چوری پکڑی گئی تھی۔۔ "

ہاں۔۔تو۔۔۔"اس نے ناک سے ناک سہلائے شرارت کی تو زری نے جھٹ کندھے میں سر چھپایا۔"

زین بوجھل سی سانس, خارج کیے رہ گیا،وہ لڑکی اس کے لیے امتحان گاہ کی طرح تھی۔۔کبھی بھی اسے آزمانے کو تیار رہتی تھی۔جیسے اب اسی کی پناہوں میں چھپے آزما رہی تھی

" پاؤں کا درد کیسا ہے۔۔؟"

اس نے اپنی توجہ کا رخ پاؤں کی جانب کیا۔جہاں اب بھی پٹی بندھی تھی

ٹھیک ہے۔" وہ کیسے کہہ دیتی اب تو یہ زخم ٹھیک نہیں ہونا چاہتے۔۔کیونکہ وہ شخص ان زخموں کے " بہانے روز مرہم رکھنے آنے لگا تھا۔اگر کہہ دیتی تو ڈانٹ متوقع تھی۔

گڈ۔۔۔"زری مسکرادی تھی۔"

کچھ کہنا چاہتی ہو؟؟"زری کے چہرے کو دیکھے اس نے سوال کیا۔۔"

اس نے نفی میں سرہلایا۔جبکہ دل تو کہہ رہا تھا کہ بس یہ چہرہ ہر دم قریب چاہتی ہوں۔اپنی دسترس میں چاہتی ہوں۔پر ہمیشہ کی طرح ہمت نہیں تھی۔

"اگر میں کچھ کہوں تو؟؟"

آپ اجازت مت لیں۔۔"وہ نگاہ جھکا گئی تھی۔اس کی بولتی نگاہیں سہنا زری کے لیے محال تھا۔"

"تمہیں اگر میں یہاں سے لے جانا چاہوں تو چلو گی میرے ساتھ؟؟"

وہ زری کے دونوں ہاتھ تھامے سنجیدگی سے بولا۔

"جہاں کہیں گے چلی جاؤں گی۔۔لیکن۔۔۔"

وہ حلق تر کیے نظر جھکا کر رہ گئی۔

"لیکن کیا زری؟؟ڈرو مت۔۔۔"

زین نے ہاتھوں پر دباؤ ڈالے کہا۔

مجھے حویلی نہیں جانا، آپ کی اماں بہت ظالم ہیں۔۔ وہ مجھے اب دیکھیں گی تو مار ڈالیں گی۔اور مجھے ابھی " مرنا نہیں ہے۔۔" زین ایک پل کے لیے ٹھٹکا پر اگلے ہی پل قہقہ لگائے ہنسا تھا۔

زری نے حیرت سے اس کو دیکھا جو قہقہ لگائے زری کو ہونق زدہ کر گیا تھا۔پر آنکھیں اس کے مسکراتے چہرے پر جم سی گئی تھیں۔

کیا میں نے کچھ غلط کہا ہے؟؟" وہ معصومیت سے بولی۔ "

زین نے ہنسی پر قابو پائے نفی میں سر ہلایا۔

اتنی معصومیت سے میری ماں کو ظالم کہہ کر تم نے بجائے مجھے غصہ کرنے کے ہنسنے پر مجبور کر دیا "
"ہے۔۔

اس کی گردن کے گرد بازو حائل کیے اس نے ساتھ لگا کر ریشمی ملائم بالوں کو چوما تو وہ کچھ حد تک ریلکس ہوئی تھی۔

ان کا ہاتھ بہت بھاری تھا۔۔" وہ نم سی آواز میں بولی جبکہ ہاتھ گال پر گیا تھا۔ "

زین کی مسکراہٹ سمٹی دل بے قرار ہوا۔

میں اتنی مرتبہ ازالہ تو کر چکا ہوں۔اگر چاہو گی تو روز کر دوں گا۔۔" اس نے نرم گال سہلایا تھا۔ "

"نن نہیں۔۔"

میں تو حویلی ہی لے کر جانا چاہتا تھا۔۔اب تم جانے سے انکار کر رہی ہو تو سوچ لو جدائی کے دن لمبے " ہو جائیں گے۔۔۔" زین نے انگلی سے چہرہ بلند کیے اس کی سیاہ گھنگھور سی آنکھوں میں جھانکا۔

جہاں اب اداسی کے رنگ بکھر گئے تھے۔

آپ تو بہت کم حویلی میں رہتے تھے۔۔پھر اب کیوں مسلسل رہ رہے ہیں؟" وہ زبان پر قابو نہیں رکھ " پائی تھی۔۔جبکہ زین ٹھٹک گیا تھا۔۔

"تم کیسے جانتی ہو؟؟"

وہ۔۔۔میں نے تو ایسے ہی۔۔۔" اس نے نظر چرانا چاہی۔ "

سچ بولو۔۔۔" زین نے جبین کو گرفت میں لیے اسے چہرہ جھکانے سے روک دیا۔ "

وہ۔۔۔سندری نے بتایا تھا۔۔اسے آپ کے آنے جانے کی خبر ہوتی تھی۔تو وہ مجھے بھی بتاتی " تھی۔۔۔ "

وہ اس لڑکی کا نام لے کر زین کی ذرا سی بھی توجہ بھٹکانا نہیں چاہتی تھی۔۔یا پھر اب بھی دل میں خوف بیٹھا تھا کہ کہیں سندری کا نام ان دونوں کے درمیان فاصلے نہ لے آئے۔

ہمم۔۔" وہ ہنکارا بھرتے اٹھا۔ "

پھر ہم کب جائیں گے۔۔۔" وہ حسرت سے سوال کیے زین کو روک چکی تھی۔"

ابھی چلیں۔"زین نے آنکھوں میں جھانکا۔جیسے مرضی جاننا چاہی ہو۔"

ابھی تو میں آپ کے ساتھ چل نہیں پاؤں گی۔۔پاؤں پر زخم ہیں ناں۔۔۔"وہ معصومیت سے بولتی" ایک بار پھر زین کے دل کی تاروں کو چھیڑ گئی تھی۔

"اتنی معصومیت سے باتیں مت کیا کرو۔۔بخدا بہکنے پر اکسادیتی ہو۔۔۔"

وہ دوبارہ پاس بیٹھتا اس کی پیشانی پر لب جما گیا تھا۔

زری نے سہم کر اس کی مضبوط بازوؤں کو جکڑا، مبادہ وہ بہک ہی نہ جائے۔

فکر مت کرو۔۔اتنی جلدی نہیں بہکوں گا۔۔"زری نگاہ اٹھانے کے قابل نہیں رہی تھی۔"

ہم اپنی زندگی کی شروعات اپنے نئے گھر میں بہت جلد کریں گے۔۔کیونکہ میں اپنے خاص لمحوں کو"
"اپنے ہمیشہ یادرکھنا چاہتا ہوں۔۔

وہ بوجھل ہوتے اسے بھی کپکپانے پر مجبور کر گیا تھا۔

صبح کا قہر برساتا سورج اب شام کی ٹھنڈی روشنی میں بدل گیا تھا۔

تہمت کا شر ہر جانب پھیل گیا تھا، جبکہ وہ اب بھی نیم غنودگی میں تھی۔ایک شخص پوری ذات سے برباد ہوا تھا جبکہ وہ اب بھی اپنے ٹوٹے دل کا غم لیے مدہوش تھی۔

وہاج۔۔۔آپ۔۔۔نے اچھا نہیں کیا۔۔۔" وہ بڑبڑانے لگی تو تبسم بیگم اٹھ کر اس کی جانب آئی۔"

آنکھیں کھولو۔۔انابیہ۔۔۔" تبسم بیگم نے اس کی ہارٹ بیٹ چیک کر کے اسے جگانا چاہا۔"

وہ تاریکی سے روشنی کی جانب بڑھنے لگی، وہی ایک شخص روشنی سے تاریکی کی جانب بڑھ گیا تھا۔

انابیہ۔۔۔" اسے ہوش آیا تو سامنے فرمان علی اور تبسم بیگم موجود تھیں۔

اس کی کلائیوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

تبسم بیگم کی آنکھیں بھیگی اور سوجی تھیں۔

جبکہ فرمان علی سنجیدہ کھڑے تھے۔

اس نے انکار کر دیا پاپا۔۔اس نے میری محبت کا بھرم نہیں رکھا۔۔وہ سوکھے لبوں سے بمشکل بول پائی۔"

جبکہ آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

"یہ کیا کیا تم نے انابیہ۔۔اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو ہمارا کیا ہوتا؟؟"

تبسم بیگم اس کو گلے لگاتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی، جبکہ فرمان علی اسے غضب ناک نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

تم نے اچھا نہیں کیا انابیہ۔۔۔" وہ نہایت صدمے سے بولے۔۔ "

میں نے پاپا پا اس شخص نے۔۔۔آپ جانتے ہیں۔۔وہ کہتا ہے کہ میں اس کے لیے تہمت بن جاؤں " گی۔۔"

اور تم نے وہ سچ کر دیا۔۔اس کی جاب اس کا کیریئر سب داؤ پر لگ گیا ہے۔۔وہ شخص نا جانے کہاں کس " حال میں ہے کچھ پتہ نہیں چل رہا

فرمان وہ ابھی ہوش میں آئی ہے، اور آپ اسے ڈانٹ رہے ہیں۔اس کے زخموں کا تو تھوڑا خیال " رکھیں۔۔" تبسم بیگم دبا دبا چیخیں۔

کچھ نہیں ہوا۔۔ معمولی کٹ ہیں، لیکن اس نے ہماری اور اس شخص کی عزت معمولی سی بھی نہیں " رہنے دی، جانتی ہو آج اس نے ایک غنڈے کو گرفتار کیا۔۔جو نا جانے کب سے آزادانہ گھوم کر کئی لڑکیوں کی زندگی برباد کر رہا تھا۔

تمہاری وجہ سے وہ دوبارہ رہا ہو گیا ہے۔۔ تمہاری اس گھٹیا ویڈیو کی وجہ سے لوگ میرے ہاسپٹل آکر طرح طرح کے نہایت گھٹیا سوال کر رہے ہیں، بولو میں کسے جواب دوں، بتاؤ کیا کہوں کہ میری بیٹی کی ضد نے سب برباد کر دیا۔۔ہماری بے جا آزادی کی صورت میں یہ تمہات ہماری زندگی کا حصہ بن گئی "۔وہ شخص صحیح کہہ کر گیا تھا۔۔ہم نے تمہیں بے جا آزادی دے کر بہت بڑا نقصان کیا ہے۔

پاپا۔۔۔!! وہ صدمے سے بول ہی نہ پائی تھی۔

فرمان علی نے سر جھٹک کر آنکھوں کے کونے انگوٹھے سے رگڑے۔

"میں تو وقت رہتے سب سنبھال لوں گا انابیہ۔۔ لیکن وہ شخص اب کبھی نہیں سنبھل پائے گا۔۔اس کی عزت ساکھ مرتبہ سب برباد ہو چکا ہے۔۔اسے جاب سے فارغ کر دیا گیا ہے، جس سے وہ بے انتہا محبت کرتا تھا۔کیونکہ تم نے جو گھٹیا الزام لگائے ہیں وہ تمہارے ان چند آنسوؤں کی وجہ سے سچ ثابت ہو چکے ہیں۔اور وہ مال کی ویڈیو تصاویر سب کی سب اس کے کردار کے خلاف چیخ چیخ کر گواہی دے رہے ہیں کہ ایس وہاج سلطان ایک بد کردار آدمی ہے۔۔"

انابیہ کے سامنے زمین آسمان گھوم کر رہ گئے۔اس نے تڑپ کر باپ کو خالی پڑتی نگاہ سے دیکھا۔

وہ ایسا تو نہیں چاہتی تھی۔۔ایسا پھر کیونکر ممکن ہو گیا تھا۔

اپنے غصے میں وہ رات ہی ویڈیو ریکارڈ کر چکی تھی۔

ویڈیو تو وہ ریکارڈ کر چکی تھی۔۔ لیکن زیادہ رونے وجہ سے آنکھوں میں جلن بڑھ گئی تھی۔

۔انگلیوں میں درد اٹھنے لگا تھا۔تو وہی بیڈ پر گرتی ایک بار پھر آنسو بہانے لگی تھی۔ نیند کب آنکھوں پر حملہ آور ہوئی اسے خبر نہیں ہوئی۔

فرمان علی اور تبسم بیگم ہاسپٹل میں ایک میجر آپریشن کی وجہ ڈیوٹی پر تھے تبھی جان نہیں پائے تھے کہ انابیہ کے ساتھ کیا ہوا ہے۔؟ان کی واپسی بھی آدھی رات میں ہی ہوئی تھی۔۔ملازمہ اسے انابیہ کے متعلق استفسار کرتے وہ سونے جاچکے تھے۔

رات کے بعد دن کا اجالا پھیلا تو صنم گھر میں داخل۔ہوئی۔۔دو دن سے وہ اسی کے ساتھ یونیورسٹی جارہی تھی۔

وہ سیدھا ملازمہ کے ساتھ انابیہ کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

اس کی بگڑی حالت دیکھے وہ پل میں سمجھ چکی تھی کہ وہاج سلطان اپنی انا پرستی میں اسے کا دل بری طرح توڑ چکا ہے۔اس نے موبائل سٹینڈ کی جانب دیکھا۔تو ایک پل کے لیے چہرہ چمکا تھا۔یعنی وہ ویڈیو ریکارڈ کر چکی تھی اس کی الجھی بکھری حالت گلابی چہرے پر آنسوؤں کے نشانات اس کی اندرونی کیفیت ظاہر کرنے لگے۔

انابیہ ! ! وہ فکر سے آگے آئی۔۔اور اسے جگانا چاہا۔"

جو بے سدھ پڑی تھی۔

صنم نے پانی کے چھینٹے اس پر مارے تو وہ ہوش میں لوٹنے لگی۔

صنم۔۔۔! !اس نے آنکھوں کو دو بار میچا۔۔جیسے آنسوؤں کو ابھرنے سے روکا ہو۔"

URDUNovelians

کیا ہوا انابیہ اور یہ سب؟" وہ بے قراری سے حال جاننا چاہتی تھی"

تم نے سچ کہا تھا وہ شخص محبت کرنا نہیں جانتا۔۔وہ دل توڑنا جانتا ہے۔۔اسے نے۔۔۔اس نے میری"
"ہر فریاد رد کردی۔۔کیا وہ اتنا پتھر دل ہے۔۔

غم گسار کو سامنے پائے وہ بری طرح بکھری تھی۔

انابیہ سنبھالو اپنے آپ کو۔۔اس طرح تمہاری حالت خراب ہو جائے گی۔۔ادھر دیکھو میری"
"طرف۔۔

اس کا چہرہ سنبھالے وہ اس کا رخ اپنی طرف موڑ گئی۔

"تم نے ویڈیو اپلوڈ تو نہیں کی۔۔"

انابیہ نے صنم کو دیکھا۔۔جو فکر مندسی اسے دیکھ رہی تھی۔وہ بے تاثر رہی۔

تھینک گاڈ۔۔۔"اس نے بوجھل سانس لیا۔۔

"یہ غلط ہو گا انابیہ۔۔کل میں اسی بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔"

اس نے صنم کے ہاتھ جھٹکے تھے۔

کیا سوچ رہی تھی تم؟یہی کہ میں مر جاؤں۔۔اور وہ شخص پھر بھی خوش رہے۔۔میں برباد ہو جاؤں اور"
وہ آباد رہے۔۔۔وہ شخص پتھر دل ہے۔اسے کسی کے آنسو نہیں پگھلا سکتے۔۔۔اب میں بھی نہیں پگھلوں
"گی۔۔

وہ اپنے موبائل کی طرف بڑھی۔

انابیہ رک جاؤ۔۔"صنم نے اسے بری طرح جکڑا اور موبائل اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر دور کیا۔"

وہ نڈھال سی بیڈ پر گری تھی۔۔وجود بے جان تھا تبھی اٹھ نہیں پائی۔۔

"میں یہ ویڈیو ڈلیٹ کرنے لگی ہوں،۔تم ابھی غصے میں ہو، سوچنے سمجھنے کی حالت میں نہیں ہو۔۔"

وہ موبائل کی سکرین دیکھے بولی۔اور ایک آپشن سے ویڈیو اپنے نمبر پر سینڈ کر دی۔

رکو۔۔۔صنم۔۔" وہ چیخی تھی۔

نہیں انابیہ۔۔وہ اب موبائل کی طرف متوجہ ہوئی۔"

تم ایسا کچھ نہیں کرو گی اگر تم نے ایسا کیا تو۔۔میں۔۔۔"وہ ارد گرد دیکھتی بولی۔۔"

فروٹ باسکٹ کی طرف نظر گئی تو وہاں پڑی چھری پر اس کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔

انابیہ۔۔۔رک جاؤ۔۔" صنم گھبرائی تھی۔"اگر تم نے میرا موبائل واپس نہ کیا تو میں اپنی کلائی کاٹ لوں گی۔۔"۔اس نے سرخ آنکھوں سے صنم کو دیکھا۔

انابیہ سٹاپ۔۔۔" وہ تھم گئی تھی،۔"

دو میرا موبائل واپس۔۔۔"وہ ہذیاتی ہوئی چیخی تھی۔"

اسے زرا اندازہ نہیں تھا کی معاملہ اس حد تک بگڑ جائے گا۔

میں انکل آنٹی کو بلاتی ہوں "وہ موبائل ہاتھ میں تھامے باہر بھاگی تھی۔"

صنم۔۔۔" وہ چیخی اور کلائی پر چھری سے گہرا کٹ لگا یا۔

صنم نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو خون کلائی سے گرتا اس کی رہی سہی ہمت بھی ختم کر گیا تھا۔

انکل آنٹی۔۔وہ زور سے چلائی۔جبکہ بہتا خون اس کی بھی جان نکال رہا تھا۔"

اسے انابیہ کا پاگل پن اچھا خاصہ سہا چکا تھا۔۔

"میرا موبائل دو صنم۔۔ورنہ میں دوسری۔۔کلائی بھی۔۔"

بند کھلتی آنکھوں سے وہ دھندلاہٹ نما صنم کو دیکھے چیخی۔۔لیکن حواس اب سن ہو رہے تھے۔۔

شور کی آواز سنتے وہ دونوں انابیہ کے کمرے کی طرف بڑھے۔

اسے کہے۔۔۔مم مجھے۔۔"وہ بولنا چاہتی تھی۔۔لیکن لفظ بکھرنے لگے۔"

انابیہ۔۔۔ تبسم بیگم تڑپی تھیں۔

"انابیہ۔۔۔نیچے پھینکو چھری۔۔"

فرمان علی، دھاڑے۔انابیہ نے آدھ کھلی آنکھوں سے اپنے ماں باپ کو دیکھا۔۔

جو اس کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔اس نے نفی میں سر ہلائے دوسری کلائی پر بھی کٹ لگا یا،اور زمین بوس ہوئی تھی۔۔اس کے بعد اسے کچھ ہوش نہیں رہا تھا۔

فلیٹ کی بکھرتی حالت گواہ تھی کہ وہاج سلطان آج کیا کچھ کھو چکا ہے۔ایک بھی چیز اپنی جگہ سلامت نہیں تھی۔کانچ کے ٹکرے اپنی بے بسی پر رو رہے تھے۔۔نیم اندھیر کمرا اس کی ذات کی طرح تاریک تھا۔

گہری جامد موت سے سناٹوں کی مانند ہر طرف خاموشی تھی۔

سرخ لہو ٹپکاتی آنکھیں۔سگریٹ کے اٹھتے مرغولے۔سیاہ پڑتے لبوں سے وہ کاؤچ پر نیم دراز وہ چھت کو گھور رہا تھا۔

صبح سے پانی کا ایک گھونٹ بھی حلق سے نہیں اترا تھا۔۔لیکن پرواہ نہیں تھی۔

عزت گئی تو لگ رہا تھا سب چلا گیا۔۔

وہاج سلطان کا نام و نشان مٹ گیا تھا۔

ہوٹل میں ہوئی بکنگ کا وقت گزر گیا۔۔بربادی اس کے در پر آ پہنچی تھی۔سر شام ہی اس کا سسپینڈ لیٹر آچکا تھا۔۔اور وہ یہ جانتا تھا کہ کس کی وجہ سے یہ ممکن ہوا تھا۔جس قاتل کو اس کے انجام تک پہنچانا تھا وہ بھی آزاد ہوئے ناجانے کہاں جشن منا رہا تھا۔کون کہاں تھا۔کیا کر رہا تھا۔

پرواہ نہیں رہی تھی۔۔

بیڈ پر پڑا موبائل سو مرتبہ تو بلنک کر چکا تھا۔لیکن وہ اپنی جگہ جما بیٹھا رہا۔۔

تہمت۔۔۔"وہ بڑبڑایا تھا۔۔اور سیگریٹ کا گہرا کش لیا۔کہ دھواں اندر بھرنے لگا۔۔

اس وقت وہ شرٹ لیس تھا۔۔گھٹن اس حد تک تھی کہ اسے لگ رہا تھا کہ وہ اس گھٹن میں مر جائے گا۔۔

اس کے چوڑے سراپے پر پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں۔

میں نے کہا تھا،انابیہ سلطان تمہاری محبت میرے لیے تہمت ہو گی۔۔میں نے کہا تھا۔۔تم نے مجھے "برباد کر دیا۔۔تہمت کا تاج سر پر سجا دیا۔۔"

ایک بار پھر وہ ہذیاتی ہونے لگا۔۔سیگریٹ کو اس نے دور پھینکا،اور اپنے بال جکڑ لیے۔۔۔اس وقت اس کی ساری رگیں تنی ہوئی تھیں۔۔چوڑے بازؤں سے ابھرتی نیلی رگیں اس کے غم وغصے کی گواہ تھیں۔

تم نے مجھے رسوا کر دیا۔۔انابیہ۔۔۔اب تم بھی اسی طرح رسوا کی جاؤ گی۔تم میرے سائے سے بھی "پناہ چاہو گی۔۔تم میرے قہر سے دور بھاگنا چاہو گی لیکن تمہیں رہائی نہیں ملے گی۔۔"

اس نے بھڑکتی شرر نگاہوں سے سامنے دیکھے عہد بھرے انداز میں کہا۔ جیسے سامنے انابیہ سلطان کا عکس ہو، اور وہ آگ اگلتی آنکھوں سے ہی اس کا عکس جلا رہا ہو۔۔

عکس جلنے لگا تھا تپش بھی بڑھنے لگی۔ اس وجود بھی جل کر خاک ہونے کو تھا۔۔ اس نے ایک بار پھر سگریٹ نکال کر لبوں میں دبائی، اور گہرے کش لینے لگا، فضا میں بکھرتے دھویں کے مرغولوں سے وہ وعدے وعید کرنے لگا۔۔ اپنے ہر مجرم کو وہ بھیانک سزائیں دینے کے عہد۔۔ انہیں تڑپانے کے عہد۔ اور سب سے بڑھ کر انابیہ سلطان کی بربادی کا عہد۔۔ جس کے بعد کوئی آبادی نہیں تھی۔

تہمت کا تاج اگر اس کے سر پر سج گیا تو وہی تاج اس لڑکی کا مقدر بھی وہ بنانے والا تھا۔

صبح کا آغاز نہایت ہنگامہ انگیز ہوا تھا۔

باہر موجود میڈیا کا رش ایک بار پھر اس کو ذہنی اذیت سے دوچار کر گیا تھا۔ وہ فلیٹ کا لاک لگائے بمشکل وہاں سے نکلا تھا۔ جبکہ وجود الگ جھلس رہا تھا۔

غم و غصے کی کیفیت بڑھنے لگی تو نا جانے کیوں وہ اپنا رخ اس جگہ کی جانب کر گیا، جہاں کبھی جانے کا سوچا بھی نہیں تھا۔ جن چیزوں سے کبھی نفرت تھی۔ آج انہیں جگہوں پر آ پہنچے وہ اپنے دل کی ہر فریاد کو نظر انداز کیے ہوئے تھے۔۔

بار میں داخل ہوا تو سامنے تھرکتے وجود اسے الگ بیزاری میں مبتلا کرنے لگے۔۔وہ کاؤنٹر کے قریب آئے وہاں بیٹھے ویٹر کو اشارہ دیئے سیگریٹ سلگا چکا تھا۔

آنکھوں میں جیسے جلن بڑھ کر آنکھیں موندنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔وجود میں الگ چھبن بے چینی پھیلی تھی۔ یہاں تک آتے جیسے لوگ اسے حقارت بھری نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔۔اس کے فلیٹ کے آگے موجود لوگوں نے اس سے جس طرح کے سوال کیے تھے۔اس کا دل چاہ رہا تھا، زندہ زمین میں دفن ہو جائے۔ جہاں کوئی سوال کوئی تلخی نہ ہو۔

دماغ کی بھٹکتی الجھی سوچیں اسے یہاں گناہ کے مقام پر لے آئی تھی۔۔جہاں ہر طرف شر پھیلا تھا۔

اس کے سامنے رکھے گلاس اسے اکسا رہے تھے کہ وہ اپنا غم ان کو پی کر کم کر لے۔

تیز میوزک رنگ و بو کا سلسلہ سب گم ہو گیا، بس وہ ویڈیو کی باتیں۔۔اور وہ ذلت بھرے لمحے۔۔۔دماغ پر چھانے لگے۔

ایس پی وہاج سلطان اب مر گیا۔۔انابیہ۔۔مار دیا تم نے ایس پی وہاج سلطان کو۔۔"

اب جو ہے صرف وہاج سلطان ملک ہے۔ایک وڈیرہ ہے۔۔

اب تم کبھی بھی ایس پی وہاج سلطان سے نہیں مل پاؤ گی، اب تمہارا سامنا جب بھی ہو گا ایک وڈیرے سے ہو گا۔ جس کے دل میں زرا برابر بھی کسی کے لیے رحم نہیں ہے۔ یہ سفاک وڈیرہ تمہیں تباہ و برباد کرے گا۔۔ صرف آنسو تمہارے مقدر میں ہوں گے۔ "

وہ ہاتھ آگے بڑھاتا گلاس اٹھائے بڑبڑایا۔ اس میں چمکتا محلول وہ بوجھل آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ اور پھر گلاس لبوں کے قریب لایا۔۔ وہ غم و غصے میں ایک حرام محلول اپنے اندر اتار کر اپنے رب کو بھی ناراض کر دینے والا تھا۔

پر کسی نے گلاس پوری شدت سے چھین کر دور پھینک دیا۔۔ وہ ہڑبڑایا۔۔ اور چہرے پر غضب سجائے سامنے دیکھا۔۔ جہاں نوفل یزدان چہرے پر گہری سنجیدگی سجائے تیز نگاہ سے اسے گھور رہا تھا۔

وہاج کا چہرہ پل میں سرخ ہوا۔۔ وہ اس پر جھپٹنا چاہتا تھا۔۔ لیکن ہمت ہی باقی نہیں رہی تھی۔

کیا بکواس حرکت کرنے والے تھے؟؟ کچھ اندازہ بھی ہے۔۔؟ ایک الزام کی وجہ سے خود کو پوری برباد کرنا چاہتے ہو۔" وہ اس کا گریبان جکڑے اسے اٹھا چکا تھا۔۔ وہاج نے سرخ پڑتی آنکھوں سے بمشکل اس کا گریبان پکڑنا برداشت کیا۔ "

تم۔۔۔ یہاں۔۔۔ کیوں آئے۔۔ ہو" وہ نظر چرائے بولا۔ اس وقت کسی سے بھی لڑنے کی سکت اس میں باقی نہیں تھی۔ اور اس الزام کے بعد وہ کسی سے بات بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ "

سالے ہو تم میرے۔۔ تمہاری بہن نے حفاظت کی ذمہ داری دی ہے۔" وہ اب بھی طنز سے باز نہیں " آیا۔

وہاج نے کرخت چہرے سے اسے دیکھا کر دور دھکیلا اور باہر نکلنے لگا۔۔ قدموں میں گہری شکستگی تھی۔

اور یہ شکستگی کم از کم نوفل یزدان نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ شخص بہادری سے مقابلہ کرتے اچھا لگتا تھا۔

رکو وہاج۔۔۔ "نوفل اس کے پیچھے بڑھا۔ "

" مجھے تمہارے منہ نہیں لگنا؟"

وہ گاڑی میں بیٹھے نوفل یزدان کو ایک بار پھر نظر انداز کر گیا۔ نوفل دروازے کے درمیان کھڑا ہوا،

" شوق تو مجھے بھی نہیں ہے۔۔ لیکن تمہیں تنہا کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔" وہ ڈھٹائی سے بولا تھا۔۔

میں تنہا رہنا چاہتا ہوں۔۔۔ اب میری راہ میں نہ آنا۔۔" وہ گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔ لیکن یزدان نے " دروازہ بند کرنے سے پہلے ہی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور گاڑی میں سوار ہوا۔ اور اپنے گارڈز کو وہاں سے جانے کا کہا۔

تم کیوں میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہے، میں تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتا۔۔ سمجھ نہیں آ رہی تمہیں؟" وہ زچ ہوا تھا۔

ایسے تنہا رہنے سے معاملات حل نہیں ہوں گے۔اور اپنی جاب جس سے تم نے بے انتہا محبت ہے اسے بھی چھوڑ دو گے۔۔ایس پی وہاج سلطان۔۔؟

میں ایس پی وہاج سلطان نہیں۔۔اس وقت محض ایک وڈیرہ ہوں۔آج کے بعد میری یہی پہچان ہو گی۔"۔

وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔

پہچان وہی رہتی ہے جو انسان بناتا ہے۔۔اور تمہاری پہچان تمہیں جلد واپس مل جائے گی۔۔"نوفل کے جواب پر اس نے شعلہ بار نگاہوں سے اسے دیکھا۔

مجھے بھیک نہیں چاہیے۔۔۔"

بھیک نہیں تمہاری محنت ہے وہ۔۔۔"نوفل نے دوبدو جواب دیا۔

"میں اپنی بہن کو بیوہ نہیں کرنا چاہتا۔نہ میں تم سے لڑنا چاہتا ہوں میرا پیچھا چھوڑ دو۔۔۔"

وہ سٹیرنگ پر ہاتھ مارے دھاڑا۔

اب نہیں چھوڑ سکتا۔۔ سیدھی طرح بولو کیا چاہتے ہو؟ مرد ہو تم۔۔ اگر الزام آیا ہے تو اسے ہٹاؤ"

"اپنے اوپر سے عورتوں کی طرح چھپ کیوں رہے ہو؟

نوفل یزدان۔۔۔ تم شاید میرے ہاتھوں مرنے کے لیے آئے ہو، وہ پیچھے مڑا اور اس پر جھپٹا تھا۔"

اب سالے رک جا۔۔ کیا کر رہا ہے؟؟" وہ اپنے بچاؤ کے لیے اس کے دونوں ہاتھ جکڑے اسے روک "
چکا تھا۔

چھوڑو۔۔ مجھے نوفل یزدان ورنہ میں تمہیں مار ڈالوں گا۔۔ اس وقت میں اپنے حواسوں میں نہیں "
ہوں۔" وہ غرایا تھا۔

آخر تم چاہتے کیا ہو؟؟ باہر سے کوئی ہمیں دیکھ لے تو سمجھے گا کہ۔۔۔" نوفل نے لب کا کونہ دبائے،"
اسے مزید زچ کیا تھا۔

وہاج نے فوری ہاتھ چھڑوائے اور اسے دھکیل کر دوبارہ سیٹ پر بیٹھا۔۔

"پلیز۔۔ چلے جاؤ۔۔۔ میں کسی سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔"

بات نہیں کرو گے تو مسئلہ حل نہیں ہوگا۔۔ جاب گئی ہے تو واپس بھی آسکتی ہے۔۔ لیکن جو تم آج "
"کرنے والے تھے وہ بالکل بھی ٹھیک نہیں تھا۔۔

"یہ میری زندگی ہے۔ میری مرضی ہے۔۔ تم کوئی بھی نہیں ہو میرے۔۔ بلکہ یہ دنیا یہ لوگ کوئی بھی میرا نہیں ہے۔۔۔ "اس کے لفظوں کی شکستگی پر نوفل یزدان کو اس پر رحم آیا تھا۔

" سب تمہارے ہیں ایک بار یہ نفرت کی پٹی ہٹا کر تو دیکھو"

"جاؤ یہاں سے۔۔ اب کی بار میں ہاتھ کا استعمال کروں گا۔۔"

کر لو اجازت ہے۔ لیکن یہ سب مت کرو۔۔ اس طرح تم ایک کمزور آدمی لگ رہے ہو۔۔ جو اس تہمت کو سچ مان چکے ہو۔۔"

تو کیا کروں میں۔۔۔ بولو۔۔" وہ ایک بار پھر زچ ہوا۔"

"جو تم چاہو۔ تم سب کر سکتے ہو،۔"

وہ شاہانہ انداز میں اب پچھلی سیٹ پر پھیلا تھا۔

مجھے ایک ہفتے کے اندر اندر اس لڑکی سے شادی کرنی ہے بولو کرواؤ گے؟؟" وہاج کا سرد سنجیدگی بھرا لہجہ سنتا وہ ٹھٹک گیا تھا۔

انتقام لینا چاہتے ہو؟؟"یزدان نے بھی سنجیدگی سے کہا۔۔"

"اس سے تمہیں مطلب نہیں ہونا چاہیے، بولو لا کر دو گے مجھے وہ لڑکی۔۔۔"

ہاں۔۔۔" وہ نہ چاہ کر بھی سر اثبات میں ہلائے وہاج کے تاثرات جانچنے لگا۔۔"

جبکہ ٹھٹک تو وہاج بھی گیا تھا۔ لیکن پھر تلخ سا مسکرایا۔۔

کوئی کچھ نہیں کر سکتا جو تہمت مجھ پر لگ گئی ہے وہ کوئی نہیں ہٹا سکتا۔۔۔ کوئی بھی نہیں، تم بھی نہیں " "وہ انابیہ بھی نہیں، اور وہ صنم بھی نہیں۔

وہاج شکست خوردہ سا بولے نوفل کو پشیمان کر گیا تھا۔۔وہ شخص کبھی جھکا نہیں تھا۔،اس کے بلند کردار کی پورے پولیس اسٹیشنز میں گواہی دی جاتی تھی۔۔اس کی جرات مندی کی مثالیں مشہور تھیں،۔ لیکن آج ایک لڑکی کے لگائے گئے الزام کی وجہ سے وہاج سلطان کی پہچان کھو گئی تھی۔

" ٹھیک ایک ہفتے بعد وہ لڑکی تمہارے نکاح میں ہو گی۔"

نوفل گاڑی سے اترے بولا تھا۔۔

مجھے کسی کی کوئی مدد نہیں چاہیے۔۔ نہیں چاہیے تمہاری ہمدرری۔۔۔" وہ ایک بار پھر ڈھاڑتا چلایا" تھا۔۔ لیکن نوفل یزدان جا چکا تھا۔

نہیں میں خود انابیہ سلطان کو سزا دوں گا۔ کوئی دوسرا ہرگز نہیں دے گا۔۔"اس نے گاڑی کی سپیڈ " بڑھائی تھی۔۔

آپ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟"سامنے کمال ملک اور نجمہ کو دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

وہ اس وقت وہ فرمان علی کے گھر کے باہر موجود تھا۔۔جہاں پہلے سے کھڑی گاڑی دیکھ کر اس کا غصہ بڑھا تھا۔وہ گاڑی کمال ملک کی تھی۔

وہ کل رات ہی سوچ چکا تھا کہ اسے اب کیا کرنا ہے؟ تبھی آج یہاں موجود تھا۔تاکہ ان سے انابیہ سلطان کا ہاتھ مانگ سکے۔

وہاج۔۔۔" نجمہ بیگم آگے بڑھی۔۔جب اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روکا۔

مر گیا ہے وہاج۔۔"وہ تلخی سے بولا جبکہ نجمہ بیگم کا دل تڑپا تھا۔۔"

اپنی ماں کی ایک مرتبہ بات سن لو۔۔۔"کمال ملک خلافِ توقع نرم پڑے۔۔"

مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں،۔۔"وہ دبا دبا غرایا تھا۔۔"

وہاج۔۔۔"کمال ملک آگے بڑھے۔۔"

وہ ویڈیو نہیں دیکھی آپ نے۔۔اس میں لگائے گئے الزام کی تصدیق کرنے یہاں آئے ہیں تو میں" بتادیتا ہوں۔۔اس لڑکی کو میں نے برباد نہیں کیا۔۔ لیکن اب ضرور کروں گا۔۔" وہ سفاکیت سے بولتا کمال ملک کو دہلا گیا تھا۔

"ایک لڑکی سے انتقام لو گے، ؟"

ایک پل کے لیے وہ تھم گیا تھا۔۔

عزت کردار جب برباد ہو جائے تو پھر یاد نہیں رہتا کہ سامنے کون ہے جسے ہم نے برباد کرنا" ہے۔۔اب یہی سمجھ لیں کہ یہ وڈیرہ وہاج سلطان ملک ہر سوچ سمجھ سے ماورا بس اپنا انتقام لینا چاہتا "ہے۔۔

اس کے لہجے کی سفاکی پر کمال ملک کو پہلی مرتبہ اس سے ڈر لگا تھا۔

اگر آپ لوگوں نے میرے خلاف کچھ بھی ایسا ویسا کیا ناں یا اس لڑکی کے ساتھ زرا سی بھی ہمدردی" کرنے کی کوشش کی۔۔وہاج سلطان ملک وہ تباہی مچائے گا کہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا،نہ میں باقی "رہوں گا،نہ وہ لڑکی زندہ بچے گی۔۔۔

ہم یہاں ہمدردی کے لیے نہیں تمہارا رشتہ مانگنے آئے ہیں"۔"

کمال ملک سنجیدگی سے بولے۔۔

کس نے کہا،آپ کو یہاں آنے کے لیے۔؟" اس کا دماغ گھوم چکا تھا۔"

میں نے کہا تھا۔۔"نوفل یزدان کی آواز پر اس نے پیچھے دیکھا تو رگوں میں خون کی گردش تیز ہوئی۔جو "
چہرے پر سنجیدگی لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کمینے۔۔۔انسان۔۔"وہ جارحانہ تیور لیے اس کی جانب بڑھا۔۔جب کمال ملک نے اسے بری طرح "
جکڑ لیا۔

"تمہیں اپنی ماں کی قسم وہاج۔۔۔تم کچھ نہیں کرو گے ،۔"

اس نے زخمی نگاہ سے باپ کو دیکھا جن کی آنکھیں سرخ تھی۔وہاج کا دل چاہا ان کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔۔لیکن وہ مرد تھا۔۔اتنا کمزور نہیں تھا کہ اپنا غم دنیا کے سامنے عیاں کر دیتا۔اور اس باپ کے سامنے تو کبھی نہیں جس نے ہمیشہ اسے اور تعبیر کو دھتکارا تھا۔

تمہارا یہ خود غرض باپ اپنی ہر غلطی کا ازالہ کرے گا۔۔ایک بار مجھ پر اعتبار کر کے دیکھ لو۔۔"انہوں "
نے اس کے چوڑے شانوں پر ہاتھ رکھے رنجیدگی سے کہا۔

وہ تو ان سے بھی بلند قد کا ہو گیا تھا۔۔انہوں نے کبھی غور ہی نہیں کیا تھا۔کبھی سمجھنے کی کوشش نہیں کی تھی کہ وہاج سلطان ملک آخر چاہتا کیا ہے؟

اعتبار ہی تو نہیں رہا، اب تو لوگ سونے کے بن کر بھی میرے سامنے آجائیں تو مجھے فرق نہیں پڑے "گا۔۔ کیونکہ یہ وڈیرہ اپنا دل پتھر کر چکا ہے۔۔"

اس کی سرخ نگاہوں میں الگ ہی ماتم تھا۔

"اپنے کم ظرف باپ پر آخری بار کرلو، ایک باپ تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتا ہے۔۔"

کمال ملک نے ہاتھ جوڑنے چاہے۔ جب اس نے سرعت سے ان کے ہاتھ جکڑ کر پتھریلے تاثرات سے انہیں دیکھا۔

ہاتھ چھوڑے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔ اس نے ایک تیز گھوری سے نوفل کو نوازا تھا۔

کمال ملک کو کچھ تسلی ہوئی تھی، اگر وہ اندر جاتا تو یقیناً بات بگڑ سکتی تھی۔

پورا دن وہ سڑکوں پر گاڑی گھماتا، الجھی بکھری سوچوں پر جلتا کڑھتا وہ پھر فلیٹ پر آچکا تھا۔۔ اپنا وجود اسے بوجھ لگنے لگا تھا۔

انسپکٹر عادل، جاوید دونوں نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ انہیں بھی دھتکار چکا تھا۔

بلڈنگ کی سیڑھیاں چڑھتے وہ اوپر اپنے فلیٹ کی طرف آیا تو سامنے موجود افراد کو دیکھ کر اس کا خون کھولتا محسوس ہوا۔

وہ بری طرح رانا ساجد پر جھپٹا تھا۔۔جو لبوں پر شاطرانہ فتح مند مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا۔

تیری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔۔" وہ اس کے منہ پر پنچ مارتے دھاڑا جب اس کے گارڈز نے "
وہاج سلطان کو جکڑا۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔۔"وہ ان کی گرفت میں شیر کی طرح دھاڑا۔ "

ہمت تھی تو یہاں آیا ہوں،۔"وہ شاہانہ چال چلتا اس کے قریب آیا۔ "

وہ بیوٹی کافی یونیک تھی، جس نے تیرے خلاف وہ ویڈیو وائرل کی اوپس تیرے دھوکے کی ویڈیو "
۔۔کہاں رہتی ہے وہ لڑکی؟" رانا ساجد کے چہرے پر چمکتی ہوس پر خون جیسے دماغ میں ٹھوکریں مارنے
گا۔۔

بکواس بند کر۔۔۔"اس نے ٹانگ اس کے پیٹ میں ماری، وہ چند قدم پیچھے جاکر گرتا کراہا تھا۔ "

گارڈز کی گرفت سے اس نے اگلے ہی پل اپنی طاقت، اور پھرتیلے جسم سے آزادی اس طرح دلوائی کہ وہ
سمجھ نہیں سکے،۔اور آگے بڑھ کر وہ رانا ساجد پر پُل پڑا۔

اسے بری طرح مارتا وہ دو دن کا غصہ نکالے جنونی ہوا تھا۔

ساجد کے منہ سے نکلتے خون کو دیکھ کر گارڈز نے دوبارہ اسے بری طرح جکڑا تھا۔

"میں تیرا خون پی جاؤں گا۔۔اگر تو نے اس لڑکی پر نظر بھی ڈالی۔۔ "

رانا ساجد نے چہرے سے خون صاف کیے قہر آلود نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

"نظر تو پڑ چکی ہے۔۔اب بس چھونا باقی ہے۔۔وہ تو دیکھ کر ہی سانس روکنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔۔اگر چھو لوں گا تو ناجانے۔۔۔" لبوں کا کونا دبا کر اس نے ایک غلاظت بھرا اشارہ دیا۔

"تو اس پر نظر ڈالے گا تو تیری یہ دو آنکھیں تیرے پاس نہیں رہیں گی۔۔اگر اسے چھونے کی کوشش کرے گا تو تیرے یہ ہاتھ باقی نہیں رہیں گے۔وہ وہاج سلطان کی منظورِ نظر ہے۔ تجھ جیسے درندے اس کا عکس بھی نہیں پا سکتے۔"

اس کے پر یقین لہجے پر رانا ساجد ایک پل کے لیے ڈگمگا یا تھا۔

"ٹھیک ہے دیکھتے ہیں کون جیتتا ہے۔وہ تیری منظورِ نظر ہے تو اب تو اس کو دیکھنے اور چھونے میں زیادہ دلچسپی محسوس ہو رہی ہے۔کل ملتا ہوں پھر اس سے تنہائی میں، یا اپنے کمرے کی زینت بنا لیتا ہوں۔"
رانا ساجد نے اس کی سرخ آنکھوں میں جھانکتے کہا۔جبکہ چہرے سے غلاظت ٹپک رہی تھی۔

وہاج کی برداشت جواب دے گئی تھی۔

اس نے ایک بار پھر اس پر بری طرح حملہ کیا تھا۔اس بار وہ انتہائی جنونی ہوا تھا۔

تو اسے اپنے کمرے میں بلائے گا۔۔اتنی عام ہے عورت ذات، کہ تو جس کو چاہے گا نوچ لے گا۔۔تو" زندہ رہے گا تو وہ لڑکی حاصل کر پائے گا۔"اس کے منہ کی حالت بگاڑتا وہ بری طرح اس پر حاوی تھا۔

اس کی انگلیوں کو بری طرح مروڑے اس نے رانا ساجد کی چیخیں نکالی تھیں۔اور پھر کلائی بھی بری طرح مروڑی تھی

سر۔۔"گارڈز اسے رانا ساجد کے اوپر سے ہٹانا چاہتے تھے لیکن۔۔وہ کسی کے قابو میں نہیں آ پا رہا تھا۔

رکو وہاج۔۔" بھاری بارعب آواز سماعت سے ٹکرائی لیکن اس نے کوئی اثر نہیں لیا۔وہ شخص اب" بے ہوش ہونے کے قریب پہنچ چکا تھا۔

ایس پی وہاج سلطان۔۔۔"ڈی آئی جی صاحب کی آواز پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔"

رانا ساجد کے وجود کو آخری ٹھوکر رسید کیے وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

جاب کے بعد آپ یہ غنڈہ گردی کریں گے۔۔"وہ سنجیدگی سے بولے۔"

اٹھا کر لے جاؤ اسے سانسیں باقی ہیں ابھی اس کی لیکن ایک ہفتے تک یہ اٹھ نہیں پائے گا۔اگر یہ دوبارہ " میرے گھر کے آس پاس بھی نظر آیا پھر اس کی لاش لے کر جاؤ گے۔ "

وہ ڈی آئی جی صاحب کو دیکھے لاپرواہی سے بولا۔جیسے ان کی موجودگی سے کوئی فرق نہ پڑا ہو۔

وہاج۔۔۔" وہ حیرانگی سے سے انہیں دیکھنے لگے۔۔جو کبھی نظر جھکا کر ادب سے بات کرتا تھا آج ان کے سامنے ایک خونخوار غنڈہ بنا ہوا تھا۔

جاب گئی سب ادب وآداب بھی گئے۔۔۔"اس نے تمسخرانہ مسکان سجا کر ڈی آئی جی صاحب کو دیکھا" اور اپنے فلیٹ میں بند ہوا تھا۔

ڈی آئی جی صاحب دروازے کو گھور کر رہ گئے تھے۔

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ہاتھ میں وہاج سلطان کے نام کی انگوٹھی سج چکی ہے۔۔اس نے پٹی بندھی کلائیوں کو دیکھ کر اس انگلی طرف دیکھا، جہاں ڈائمنڈ کی رنگ موجود تھی۔اس نے نرم لبوں سے اس انگوٹھی کو چوم لیا۔

وہ اپنے کمرے میں نڈھال سی لیٹی تھی جب تبسم بیگم نے اسے تیار ہونے کا کہا، اور وہاج سلطان کے والدین کے آنے کا بتایا۔

زندگی جیسے پھر سے سانس لیتی محسوس ہوئی۔

مام۔۔آپ انکار تو نہیں کریں گی،۔ پلیز مام مجھے وہ شخص چاہیے۔۔ پلیز۔۔انکار مت کیجیے گا۔۔" وہ فریادی ہوئی تھی۔

تم نے ہمارے پاس انکار کا کوئی جواز نہیں چھوڑا۔۔ جس طرح تمہارے پاپا نے سب سنبھالا ہے۔۔اور " جس طرح وہ ویڈیو ریموو کروائی ہے، اس کا تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے۔۔۔اس کی جاب اسے مل تو " جائے گی۔۔ لیکن مجھے نہیں لگتا وہ دوبارہ جوائن کرے گا۔۔وہ ایک خود دار شخص ہے۔

وہ ٹھیک ہی کہہ رہی تھیں۔۔ویڈیو اسی رات ہر جگہ سے ریموو کروا دی گئی تھی۔ لیکن وہاج سلطان کا کسی کو کچھ پتہ نہیں تھا۔۔ویڈیو تو ریموو ہو گئی تھی۔ لیکن میڈیا والوں کے منہ بند کرنا بھی آسان نہیں تھا۔فرمان علی کی مدد کرنے والا شخص نوفل یزدان ہی انہیں قائل کر کے اس رشتے کے لیے حامی بھرنے کا کہہ کر گیا تھا۔۔ تبھی آج یہ ممکن ہوا تھا۔

انابیہ نے کئی بار نیوز چینلز چیک کیے لیکن کوئی وہاں ایسی کوئی خبر نہیں تھی۔اس کا موبائل ٹیب لیپ ٹاپ سب فرمان علی کے پاس تھا۔۔ صنم سے اس کا دوبارہ کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔نہ ہی وہ دوبارہ آئی تھی

مام۔۔۔" وہ ان کے ہاتھ تھامنا چاہتی تھی لیکن وہ ایک تلخ نظر ڈالے باہر نکل گئی۔۔ لیکن اسے تیار ہونے کا حکم دے گئی تھی۔

اور پھر سب معاملات کے بعد وہ مسرور سی کمرے میں موجود تھی۔

میں جانتی ہوں میں نے آپ کے ساتھ بہت برا کیا ہے۔۔ لیکن میں آپ کو منالوں گی۔۔آپ کی "
ہر سزا مجھے قبول ہو گی وہاج۔۔ لیکن آپ کو میں خود سے دور جانے نہیں دوں گی۔۔۔ میری محبت آپ کا
"دل پگھلادے گی۔

وہ اب بھی خود غرضی کی انتہا پر تھی اب بھی اپنے ہی بارے میں سوچ کر مسکراتی باہر کے مناظر دیکھنے لگی۔۔ لبوں پر پھیلی مسکراہٹیں جلد سمٹ جانے والی تھی۔ جس کا اسے زرا سا بھی اندازہ نہیں تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو نظر اس دلنیشن لڑکی پر گئی، جو نڈھال سے نیم دراز تھی۔

سائیڈ ٹیبلز پر میڈیسن باکس موجود تھا۔ جبکہ پانی اور دودھ کا گلاس ایسے ہی ایک طرف پڑا تھا۔

تت تم۔۔۔"وہ خوف سے سفید پڑی،اور مٹھیاں بیڈ پر جمائے پیچھے کھسکی۔

نوفل لب بھینچے آگے بڑھنے لگا۔

مم میرے پاس نہ آنا۔۔ مجھے تم سے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔ رک جاؤ،وہیں۔۔۔" وہ بے بسی سے "
چیخی جبکہ یزدان تھم گیا تھا۔ اتنے دن بعد بھی اس کا ڈر کم نہیں ہوا۔

گھرے سانس لیتی وہ لڑکی ہاتھ بلند کیے خود کو اس کے عکس سے بھی بچالینا چاہتی تھی۔

کم از کم وہ اس لڑکی کو خود سے ڈرتے نہیں دیکھ سکتا تھا، وہ تو لڑتی جھگڑتی، تیر برساتی اچھی لگتی تھی۔

تعبیر۔۔!! نوفل یزدان کے لبوں سے سرسراہٹ کی مانند اس کا نام نکلا تھا۔"

تعبیر نے سہمی آنکھوں سے اس کے سرخ چہرے کو دیکھا۔

پاس مت آنا۔۔ورنہ میرا دم گھٹ جائے گا۔۔" وہ کمفرٹ جکڑتی ایک بار پھر فریاد گو ہوئی، جبکہ وہ" مٹھی بھینچ گیا تھا۔

اس کی نظر کلائی پر گئی، جہاں نہایت مدھم نشان تھے، لیکن کمرے میں پھیلی مختلف روشنیوں کی وجہ سے وہ نشان واضح ہو رہے تھے۔

وہ نشان دیکھتے ہی اس کو اپنے کیے قتل پر افسوس کی بجائے فخر ہونے لگا۔

دل چاہا آگے بڑھ کر اس کلائی سے کسی طرح وہ غلیظ نشان مٹا دے۔۔ لیکن وہ تو کمرے میں برداشت نہیں کر رہی تھی، اگر قریب چلا جاتا تو نا جانے اپنی کیا حالت کر لیتی۔۔وہ دہکتی نگاہ سے اسے کئی پل دیکھتا رہا۔۔

ایک بار ہم بات کر لیں تو کیا اچھا نہیں ہو گا؟؟" وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔"

مجھے تم سے صرف خوف آرہا ہے، ایسا لگ رہا ہے کبھی بھی کسی بھی لمحے تم اپنے غصے میں میرا بھی قتل کردو گے۔"

نوفل تیزی سے آگے بڑھا اور اسے کھینچ کر کھڑا کیا۔

خبر دار جو اگر ایسا سوچا۔۔۔"اس کی بازو جکڑے وہ درشتگی سے بولا۔ جبکہ چہرے پر سمٹے شدت پسندی بھرے تاثرات تعبیر کو مکمل سہما گئے۔

ساری دنیا کو مار سکتا ہوں، لیکن آپ کو ایک خراش بھی نہیں دے سکتا۔"اس کا لہجہ جنونیت لیے ہوئے تھا۔

مجھے جانے دو یہاں سے نوفل۔۔ورنہ میں مر جاؤں گی۔۔۔مجھ پر تھوڑا سا رحم کھالو۔۔"وہ بھیگی آواز میں بولتی اس کا دل مٹھی میں جکڑ گئی تھی۔

ایک معمولی سے قتل کی وجہ سے آپ نے میرا نام ہی بدل دیا۔۔؟"اس نے کسی بات پر غور نہیں کیا تھا،اس نے صرف تعبیر کے نام لینے پر غور کیا تھا۔۔

معمولی سا قتل۔۔" وہ بڑبڑائی، جبکہ سانس کسی نے بری طرح روکی تھی۔۔اس کا معمولی سا قتل، کسی" کی حالت بگاڑ گیا تھا۔۔وہ موت کے دہانے سے واپس زندگی کی طرف لوٹی تھی، اور وہ کہہ رہا تھا معمولی سا قتل۔۔۔؟

یزدان ہوں میں آپ کا۔۔ صرف یزدان۔۔ خبردار جو آپ نے آج کے بعد نوفل کہا، ورنہ پھر مجھ سے " برا کوئی نہیں ہوگا۔ "

اس نے انگلی اٹھائے تنبیہاً کہا، تعبیر پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔جس پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

مجھے جانے دو۔۔" وہ دوبارہ بڑبڑائی۔ جبکہ اس بار لہجے میں خوف وہراس شدت لیے ہوئے تھا۔نوفل " نے اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹا اور چہرے پر نرمی بحال کی۔۔ایک سرد لہر تعبیر کے وجود میں دوڑی۔اس کی نرمی بھی اس وقت کسی دلفریب دھوکے سے کم نہیں تھی۔اس نے بوجھل سانس خارج کیا۔

ٹھیک ہے کل آپ اپنے گاؤں جارہی ہیں۔۔" اس نے پشت پر جمے دونوں ہاتھوں سے اپنے مزید" قریب کیا،

تعبیر کی حیرت بجا تھی۔۔وہ اتنی جلدی مان گیا تھا۔۔اسے یقین ہی نہیں آیا۔

"سچ۔۔۔"

بالکل سچ۔۔۔"وہ دو لفظی جواب بھی بمشکل دے پایا۔"

لیکن میری ایک شرط ہے۔۔۔"وہ اگلا حکم نافذ کیے تعبیر کی ایک پل کی خوشی غارت کر گیا۔"

مجھے یہاں واپس آنے کا مت کہنا۔۔۔"اس کے قریب اسی کے سہارے کھڑے وہ چہرہ بلند کیے بضد" ہوئی۔

عورت کا اصلی گھر اس کے شوہر کا گھر ہوتا ہے۔"اس نے بات ہی رد کر دی تھی۔"

تعبیر کے بے بسی سے آنسو بہہ نکلے۔ جنہیں وہ سمیٹ گیا تھا۔اس کا عمل چہرے پر لالی بکھیر گیا۔

بوجھل سانسوں کی تپش اسے چہرے پر محسوس ہوئی تو ایک بار پھر آنسو بہے۔۔وہ شخص جانتا تھا تعبیر آج مزاحمت کرنے کی حالت میں نہیں ہے، تبھی اپنی من مرضی چلا رہا تھا۔

وہاج کی شادی ہے۔۔ہفتے کو نکاح اور رخصتی ہے۔۔" وہ تعبیر کے ماتھے سے پیشانی ٹکائے روح فرسا" خبر اسے سناتے ہونق زدہ کر گیا۔

"بب بھائی کی شادی۔۔۔ مگر کس کے ساتھ ؟"

"حویلی سے آپ باہر نہیں نکلیں گی۔۔ کسی پر اعتبار نہیں کریں گی۔اپنے کمرے تک محدود رہیں گی۔۔"

وہ حکم نامہ سنائے تعبیر کو حق دق کررہا تھا۔۔۔اپنے درمیان وہ کسی کا ذکر نہیں چاہتا تھا, لیکن اسے بتانا بھی ضروری تھا۔

"کس سے ہو رہی ہے وہاج بھائی کی شادی، تم جھوٹ تو نہیں بول رہے۔۔"

آپ جانتی ہیں میں جھوٹ نہیں بولتا۔۔" وہ اسے جتا گیا تھا۔ جبکہ تعبیر سر د پڑی تھی۔وہ بھیانک رات کا منظر آنکھوں کے سامنے تازہ ہونے لگے۔

وہ مر گیا ہے۔۔ لیکن آپ اس جانور کو یاد کرکے، ہم دونوں کے زرا سے سمٹے فاصلے کو پھر ایک بار "بڑھا رہی ہیں۔جو کسی کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔۔ لیکن مجھے پاگل ضرور کر دے گا۔۔۔

تم۔۔۔" وہ بولنا چاہتی تھی لیکن اس کی تنگ گرفت میں وہ سسک کر رہ گئی۔"

"ہاں میں آپ کے معاملے میں ایک خود غرض سفاک درندہ ہوں، جو اپنی من پسند چیز کے لیے ایک تو کیا کئی قتل نہایت سکون سے کردے گا۔اور یقین کریں مجھے ایک پرسنٹ بھی پچھتاوا نہیں ہوگا۔۔"

نوفل کی سرد مہری اور ایک قتل کے بعد کی لاپرواہی تعبیر کو احساس دلا گئی تھی، کہ اس شخص پر کسی بھی بات کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

اس نے سہمے سے انداز میں اس کی شرٹ کو بری طرح جکڑ لیا۔

"اگر مجھے زرا سی بھی خبر ہوئی کہ آپ نے اپنا خیال نہیں رکھا۔یا کسی بھی بات کا زرا سا بھی سٹریس لیا تو ایک لمحہ بھی میں آپ کو وہاں رکنے نہیں دوں گا۔اسی لمحے آپ میرے مینشن میں واپس آئیں گی۔۔۔"اس کے انوکھے حکم نامے پر تعبیر نے لب دبا کر ابھرتی سسکی روکی۔۔وہ کچھ بھی کہنا نہیں چاہتی تھی۔۔اس شخص سے فلحال دور جانا،اس کے حواسوں پر سوار تھا۔

میں کبھی بھی واپس نہیں آؤں گی۔۔"وہ ہمت کرتے دبا دبا سا چیخی۔۔"

تو پھر میں آپ کو زبردستی لا کر یہاں قید کر دوں گا۔۔"اس نے چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیے " نہایت سفاکیت سے کہا۔۔اس کی سرخ آنکھوں میں جنونیت رقم تھی۔۔جو تعبیر کی نازک جان پر بہت بھاری تھی۔

روز سب تیاری کر دے گی۔" وہ اسے لیے بیڈ کی جانب بڑھنے لگا۔جب تعبیر نے اپنے قدم مضبوط " سے زمین پر جمائے۔جیسے آگے نہ بڑھنا چاہتی ہو۔

آج میری ہی من مرضی چلے گی۔۔۔"اس نے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اسے باہوں میں اٹھالیا۔"

یزدان۔۔۔ چھوڑو۔۔۔وہ بری طرح جھٹپٹائی، لیکن اپنے مضبوط بازوں میں سنبھالے وہ اسے بیڈ پر لٹا " چکا تھا۔وہ جھٹ سے اٹھ کر بیٹھی تو نوفل نے کلائی پکڑ کر اسے حیل وحجت سے روکا۔

اور دوسرے ہاتھ کے استعمال سے دودھ کا گلاس پکڑے اس کے لبوں سے لگا دیا۔۔یعنی وہ دودھ اسے ہر حال میں پینا تھا۔ تعبیر نے بمشکل دودھ حلق سے اتارا تھا۔

وہ خالی گلاس ٹیبل پر رکھتے اس کی کلائی کو تھامے قریب آیا، اور اسے دوبارہ لٹائے قریب لیٹ گیا۔

اور اپنا مضبوط ہاتھ اس پر رکھے اسے قید کر لیا۔

تعبیر کا سانس حلق میں اٹکا تھا۔

چھوڑو مجھے۔۔۔" وہ جھٹپٹائی،۔"

ہرگز نہیں۔۔" وہ سماعت کے قریب جھکے بولا۔"

یزدان مت کرو۔۔ تمہاری قربت اذیت دے رہی ہے۔۔" وہ روتے ہوئے چیخی۔۔"

آج یہ اذیت بھی آپ کو برداشت کرنی ہو گی۔۔" وہ مزید اسے قریب کھینچے، خود میں سمیٹ گیا۔اس" کے آنسو اس کی شرٹ بھگونے لگے۔۔ لیکن وہ لب بھینچے بنا تاثر لیٹے رہا۔نہ اس کے آنسو صاف کیے نہ ہی اس کے ہاتھوں کو روکا۔۔جو مسلسل اس پر چلا کر آزادی کے لیے سسک رہی تھی۔

وہ جانتا تھا کہ وہ صرف مزاحمت کر رہی ہے،۔اسے تڑپانے کے لیے قربت کو اذیت کہہ رہی، حالانکہ وہ جانتی تھی، کہ نوفل یزدان ہی اس کا واحد سکون تھا۔۔

اب اگر اب آپ خاموش نہ ہوئیں تو پھر میں دوسرا طریقہ استعمال کروں گا۔" وہ اس کے کان کے" قریب جھکے ذو معنی انداز میں بولا۔۔

تعبیر کی حرکت پل میں رکی تھی۔جبکہ اس کے لب جو کئی دن سے مسکرائے نہیں تھے۔۔اب پھیلے سے تھے۔

کل اسے چلے جانا تھا۔۔اور پھر یہ سکون آمیز وجود کئی دن میسر نہیں آنا تھا۔۔وہ اپنی بڑھتی وحشتوں کے لیے کچھ تو قرار چاہتا تھا۔

اس کا وجود اگر سکون کا نام تھا تو دہکتی آنکھیں روح کی راحت تھی۔اس کے گلابی لب جن سے وہ تلخ لفظ بولتی تھی۔۔نوفل کی سماعت کو مٹھاس کی طرح لگتے تھے۔۔اور جب وہ غصے میں اپنے ہاتھوں کا استعمال کرتی تھی۔اس کے وہ نرم ملائم ہاتھ دل میں سلگتی آگ کو ٹھنڈا کر دیتے تھے۔

اس کی حرکت تھمی،اور بوجھل سانسوں کی تپش سینے پر محسوس ہوئی تو وہ سمجھ گیا کہ وہ سو چکی ہے۔۔تین راتوں سے وہ ادھوری نیند لے رہی تھی،خوف سے وہ جاگ جاتی تھی۔ تبھی آج وہ یہاں آیا تھا۔۔تاکہ وہ پر سکون سو سکے۔

وہ سوئی تو ذہن میں پنپتے خیالات اسے الجھانے لگے تھے۔

وہ تو اس کے ایک قتل سے ہی اتنا ڈر کر دور ہو گئی تھی۔۔اگر وہ اس کے بقیہ قتل کے بارے میں جان لیتی تو شاید اگلا سانس ہی نہ لے پاتی۔۔

وہ ان دنوں جتنی مسرور جتنی خوش تھی،آج اسے اپنی خوشی غارت ہوتی محسوس ہوئی۔وہاج سلطان کی بدنامی کا جشن تو اس نے خوب منایا تھا لیکن،اب یہ خبر اسے حواس جنجھوڑ گئی تھی۔

بھائی وہ شادی کر رہا ہے۔۔اتنی کوششوں کے بعد بھی وہ۔کیسے کر سکتا ہے" وہ صدمے سی کی کیفیت میں بولی تھی۔

"کم آن صنم۔۔ جتنی اس کی بدنامی ہو چکی ہے۔۔وہ کافی تھی اب وہ شادی کرے یا نہ کرے، تمہیں کوئی مسلہ نہیں ہونا چاہیے۔۔ تم نے کہا تھا کہ تم وہاج کی بدنامی چاہتی ہو۔۔وہ ہو گئی، بلکہ بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ تواب کیوں تم اتنا سوچ رہی ہو۔اور اب تمہیں وہ کام کرنا ہے۔جس کے لیے ہم نے اتنا انتظار کیا ہے۔اور تمہیں دی گئی مہلت بھی اب ختم ہو چکی ہے تو اب وہاج کا چیپٹر کلوز کرو اب۔۔"

"پر بھائی۔۔۔" وہ کہنا چاہتی تھی۔۔پر شایان ساگر نے اس کی بات سرعت سے کاٹی۔"

"کیا تم رایان کی آزادی نہیں چاہتی،۔اگر تم نہیں چاہتی تو میں خود یہ کام کرلوں گا۔۔"

اس کے ذہن میں زین چوہدری کا عکس گھومنے لگا۔وہاج سلطان کے ساتھ دشمنی تھی،انتقام تھا جو وہ لے چکی تھی۔پر زین سے محض بھائی کی خاطر محبت کا دعویٰ اور ڈھونگ کرنا اب اسے مشکل لگ رہا تھا۔

"تم سن رہی ہو ناں؟؟"

جج جی بھائی۔۔ میں سن رہی ہوں،۔"وہ بڑبڑائی تھی۔"

"کل تم مجھ سے آکر ملو گی۔۔اور اب تم وہاج کو کوئی کال کوئی میسج نہیں کرو گی۔وہ اس وقت زخمی شیر ہے،کب کیا کر جائے کسی کو نہیں پتہ چلے گا۔۔"

" مگر بھائی اگر انابیہ نے مجھے شادی پر انوائٹ کیا تو؟؟ "

ہم کچھ اور بات کریں۔۔ صنم۔"شایان ساگر کی سرد آواز پر وہ سمجھ چکی تھی شایان مزید اس بارے میں" بات کرنا نہیں چاہتا،۔

تم ساگر مینشن میں کل ٹھیک آٹھ بجے ملو۔۔اور میں شجیہ سے حوالے سے بھی تم سے بات کرنا چاہتا" ہوں۔میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

شش شادی۔۔۔پر وہ تو سفیر کی۔۔۔۔ منگیتر ہے۔۔۔"زین کی سرد سرخ آنکھیں یاد آئی تو وجود میں" کپکپی بڑھی تھی۔

مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا،"اس نے کال کاٹ دی۔۔جبکہ صنم۔۔بوجھل سانس لیے پیچھے " مڑی۔

سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کی چیخ نکلی تھی۔جبکہ دل اچھل کر حلق میں آیا۔

چہرے پر کرخت نہایت نفرت آمیز تاثرات سجائے وہ شخص باسط خان تھا۔

تت تم۔۔آپ۔۔۔یہاں کیا کر رہے ہیں" حلق تر کرتی وہ بمشکل بولی۔۔جب آگے بڑھ کر اس نے "
ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔۔

صنم کے تور پھور ہل گئے تھے۔اسے امید نہیں تھی کہ وہ شخص اس پر ہاتھ اٹھائے گا۔۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھے صدمے سی کی کیفیت میں کھڑی اس شخص کی سفاکیت دیکھتی رہ گئی۔گال جل اٹھا
تھا۔۔جبکہ لبوں پر خون کی بوند تھی۔

مجھے آج افسوس بلکہ شدید افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے ایک گھٹیا کمظرف لڑکی سے محبت کی۔۔جس "
" نے محبت نامی چیز کا مطلب ہی بدل دیا۔۔۔

صنم خوف سے پیچھے کھسکی۔۔جب اس نے گولڈن بال مٹھی میں جکڑ کر اسے اپنے قریب کھینچا۔۔وہ اس
کے سینے سے لگی تھی۔۔پر ایک ہاتھ سے فاصلہ بناتی دوسرے سے وہ بال آزاد کروانا چاہتی اس کے
دوبارہ قریب ہوئی۔اس کی آنکھوں مین جھانکے وہ سرد مہری سے بولا۔

"اب دور کیوں جا رہی،اپنی حقیقت تو سنو۔۔اور نظر مت چرانا،کیونکہ تمہارے بارے میں اب جو
" بھی کہوں گا سچ کہوں گا۔۔۔

چچ چھوڑیں۔۔وہ لب کا کونا دباتی بمشکل بولی۔جب"

باسط نے بالوں پر گرفت سخت کی۔۔ صنم کو لگا اس کے بال جڑ سے اکھڑ جائیں گے۔۔ جبکہ بھیگی آنکھیں گلابی ہونے لگی۔۔

"ہو گیا تمہارا انتقام پورا؟ کر دیا ایک بے گناہ کو بدنام۔ جس کا کوئی قصور نہیں تھا۔۔ جو تمہاری بہن کو بچانے والا تھا۔۔ اسی کو تم نے بدنام کر دیا۔۔"

صنم کا رنگ فق ہوا۔۔ وہ شخص سب کیسے جانتا تھا۔

"ہاں میں وہی باسط خان ہوں، جس نے تمہاری بہن کا نہایت درندگی سے قتل کیا تھا۔ مجھے پہلی ہی ملاقات میں اندازہ ہو گیا تھا کہ تم مجھے بہت جلد پہچان جاؤ گی۔"

وہ پتھریلے تاثرات اور گہری پراسراریت سے بولا کہ صنم کو اپنا دل رکتا محسوس ہونے لگا۔

"آپ۔۔۔ آپ جھوٹ۔۔۔"

"سچائی سن پاؤ گی؟؟" باسط نے چہرے پر جھکے بے تاثر لہجے میں کہا۔۔ صنم کا دل حلق میں دھڑکنے لگا۔ جبکہ اس کی بالوں پر گرفت اب کم تھی۔۔ لیکن اب بھی وہ اس کے سہارے کی کھڑی تھی۔

تمہاری بہن وہاج سلطان کو نہیں مجھے پسند کرنے لگی تھی۔۔وہ وہاج سلطان سے اس کی محبت کی نہیں " میری محبت کی بھیک مانگ رہی تھی۔۔وہ سچائی جان گئی تھی۔اور اگر تم وہ سچائی جان لو تو کبھی نظر نہ اٹھا پاؤ۔تم خود اپنی نظر میں اس بری طرح گر جاؤ گی کہ اپنا چہرہ آئینے میں دیکھنے کے قابل نہیں رہو گی۔۔تم نے ایک نیک باکردار شخص کو اس حد تک رسوا کیا ہے ناں صنم کہ وہ شخص زندگی کا مقصد بھول کر اندھیروں میں جا چکا ہے۔۔"

وہ ایک جھوٹا مکار دھوکے باز آدمی ہے۔۔اور وہ اسی قابل ہے۔"وہ اس کی گرفت میں جھٹپٹائی تھی۔"

اور تم کس قابل ہو، تم نے بھی تو فریب دھوکے جھوٹ سے اس کے سر پر تہمت سجا دی اب میں بھی " یہ کر دوں تو کیسے رہے گا۔۔ تمہارے سر پر تہمت لگا کر تمہیں برباد کر کے جتنا میں خوش اور مسرور ہو جاؤں گا۔۔اس کا تمہیں اندازہ بھی نہیں "اس کے چہرے پر گہری نظر ڈالی وہ بہکے سے انداز میں بولے ہلکا سا جھکا تھا۔صنم کی جان لبوں پر آئی۔

URDUNovelians

دونوں کے درمیان بس ایک دو انچ کا فاصلہ تھا۔۔صنم کو اس کی سانسوں کی تپش چہرے پر پڑتی محسوس ہوئی تو ایک سرد لہر وجود میں دوڑی۔۔

یہ۔۔غغ غلط ہے۔۔۔آپ ایسے نہیں کر سکتے۔چچ چھوڑیں۔۔" وہ پھیلی آنکھیں سے بری طرح تڑپے " آزادی چاہنے لگی۔۔لیکن باسط کی سرد جمود طاری کرتی آنکھیں اب بھی اس پر جمی تھی۔۔

کردوں تمہیں برباد۔۔لے لوں تم سے کسی کی تہمت کا بدلہ۔۔" اس نے بالوں کو جھٹکا دیا تو وہ درد " سے کراہی۔۔

" مجھے چھوڑ دیں۔۔ورنہ میں شور مچادوں گی۔۔ "

اس طرف میرا اور تمہارا ہی فلیٹ ہے۔۔جو تیسرا فلیٹ ہے وہاں کے لوگ گھر پر نہیں ہے۔۔بقیہ " فلیٹ میں تمہاری آواز نہیں جائے گی۔۔تو اگر چیخنا چاہتی ہو تو شوق سے چیخو۔۔۔" وہ تمسخرانہ، انداز میں بولا

صنم کی جان جیسے لبوں پر آئی۔۔خشک لب، جامد آنکھوں سے اس نے باسط کا سفاک چہرہ ایک بار پھر دیکھا۔

صنم عرف سندری۔۔اپنی بہن کی موت کی سچائی جاننا چاہتی ہو تو اپنے بھائی سے ایک بار پوچھنا کہ اس " کی موت کیسے کب اور کہاں ہوئی تھی۔

صنم نے تڑپ کر اسے دیکھا۔جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہاج سلطان نے بھی تو یہی کہا تھا۔ صنم کے ذہن میں وہاج سلطان کے لفظ گھوم رہے تھے۔

پر وہ تو تمہیں کچھ نہیں بتائے گا۔"

پر میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں، کہ ایک بلند کردار بے گناہ شخص کو تم نے اپنی غلط فہمی میں بد نام کیا ہے۔اور یہ غلط فہمی اب ساری عمر تمہیں کسی نوک دار خنجر کی طرح زخمی کرے گی۔۔

صنم کا پورا وجود جیسے ساعت بن رہا تھا۔۔وہ شخص ناجانے کیا کہنا چاہتا تھا۔

وہاج سلطان نے تمہاری بہن کو بچایا تھا، تمہارے درندہ صفت بھائی سے۔۔ تمہاری بہن کو مارنے والا "کوئی اور نہیں۔۔"

وہ چند پل رکا تو صنم بے چین ہوئی۔

تمہارا اپنا بھائی شایان ساگر تھا۔۔"اس نے سرگوشیانہ کہہ کر اسے صوفے پر پھینکا۔۔"

صنم کے حواس جنجھنا اٹھے تھے۔۔جبکہ باسط کے لبوں سے نکلا نام اس کی آدھی جان نکال گیا تھا۔

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔وہ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔"

"تمہارا بھائی سب کچھ کر سکتا ہے۔۔سب کچھ۔۔"

اس نے آگے بڑھ کر صنم کا منہ دبوچا۔

کاش کہ میں تم سے محبت نہ کرتا۔۔کاش صنم ملک۔۔مجھے زرا بھی اندازہ ہوتا کہ تم کتنی سفاک اور ظالم " ہو۔تو میں اپنے دل کو پہلے ہی روک لیتا۔۔"

اس کا لہجہ ٹوٹا بکھرا سا تھا

صنم کی آنکھوں سے آنسو بے اختیارانہ بہے۔جبکہ اس کے آنسو دیکھ کر وہ تمسخر سے مسکرایا۔

یہ آنسو اپنے کیے گئے گناہوں پر بہانا۔اور میری فیملی سے اب دور رہنا۔۔میرے بھائی کی محبت پر اگر " تم اور تمہارے بھائی نے بری نظر ڈالی تو میں تمہارے بھائی کی آنکھیں نوچ لوں گا۔

اور تمہیں میں اپنے ہاتھوں سے گلا دبا کر ماروں گا۔تاکہ تمہیں اندازہ ہو کہ محبوب مارتا ہے تو کیسا محسوس ہوتا ہے۔۔اور یقین کرو مجھے زرا بھی افسوس نہیں ہو گا۔۔"

صنم کا سر نفی میں ہلا۔۔وہ شخص تو جب بھی ملتا تب تب اسے اپنے احساس سے جکڑ لیتا تھا۔۔لیکن آج وہ اس کا بے رحم ستمگر بنا ہوا تھا۔۔۔جس کے دل میں صنم کے لیے زرا رحم نہیں تھا۔

اس نے صنم کی آنکھوں میں اپنی سرخ پڑتی آنکھوں سے دیکھا تو نا جانے کیوں دل میں چھبن محسوس ہوئی۔ باسط نامی شخص کی محبت کی پہلی چھبن،۔

وہ اس کا چہرہ چھوڑے دور ہٹا تو صنم بہتی آنکھیں رگڑتی اٹھی۔

دوبارہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔۔" وہ آنگوٹھے سے آنکھ کا کونا رگڑے باہر نکل گیا۔۔ صنم وہی زمین پر گرتی سن ہوئی تھی۔

وہ اس کو آگے بڑھتے دیکھنے لگی۔

دل چاہا ایک بار اسے روک لے پر ذہن کو جکڑتے سوالات نے ایسا ممکن نہیں ہونے دیا تھا۔

گہرے گلابی رنگ کے گھیر دار فراک کے ساتھ وہ پاؤں میں نازک کھسہ پہنے، بالوں کو آگے سے ٹوئسٹ دے کر باقی بالوں کو اس نے چوٹیا میں باندھ لیا۔۔

کانوں میں بھاری جھمکیاں، اور گلے میں نازک سا نیکلس پہنے وہ مکمل تیار تھی۔۔اب بس اسے یہاں سے جانا تھا۔

خلافِ توقع وہ آج کچھ زیادہ ہی تیار ہوئی تھی۔اس کا یہ حسین روپ سروپ یقیناً نوفل یزدان کے دل کے تار چھیڑ جاتا۔۔۔

لبوں پر آج کئی دنوں بعد مسکراہٹ پھیلی تھی۔

روز مجھے زرفشاں کے کمرے میں لے جاؤ۔" گولڈن اور آتشی کامدار ڈوپٹہ شانے پر پھیلاتی وہ اس سے " مخاطب ہوئی۔۔

اس کا سامان گاڑی میں رکھ دیا گیا تھا۔اب اسے صرف یہاں سے جانا تھا۔۔نوفل یزدان سے دور بالکل دور۔

روز کی ہمراہی میں وہ باہر نکل کر زری کے کمرے کی طرف بڑھی۔پر نجانے کیوں اس کی نگاہ ارد گرد دیکھ کر اسے تلاش رہی تھی۔اسی شخص کو جس سے دور جانا تھا۔

زرفشاں بالکنی کے قریب بیٹھی کوئی کتاب پڑھنے میں مگن تھی۔۔

آپی۔۔۔" وہ تعبیر کو دیکھے مسکرائی۔۔ "

ہم میں۔۔آج جارہی ہوں تو تم سے ملنا چاہتی تھی۔۔" اس کا معصوم چہرہ دیکھتی وہ خوشدلی سے بولی۔ "

جبکہ زری کو اس کا لہجہ ہضم کرنا مشکل ہوا۔جبکہ تعبیر اس کے معصوم حسن کو دیکھے ٹھٹھکی

تھی۔۔نوفل کی بھنوراصفت طبعیت جھٹ سے یاد آئی۔۔پر وہ جھرجھری لے کر رہ گئی۔۔وہ اس کی بہن تھی۔۔اسے اپنی ہی سوچ پر غصہ آیا تھا۔

آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں،۔۔"زری نے دلی تعریف کیے اسے دیکھا۔"

اور تم سب سے خوبصورت۔۔،" تعبیر نے آگے بڑھ کر اس کے خم زدہ تھوڑی کو چھوا تو وہ شرمائی" تھی۔۔جبکہ زین چوہدری سرعت سے یاد آیا۔۔اور اس کی خم کے حوالے سے کی گئی سرگوشیوں پر دل شدت سے دھڑک گیا۔ تعبیر کو بھی شاید اس کے خم نے ہی متوجہ کیا تھا۔

اپنا خیال رکھنا۔۔بس دو دن مزید لگے گے پھر تمہارے زخم بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔"اس نے" دونوں ہاتھوں کو گرفت میں لیے کہا۔۔

پچھلے دنوں کے رویے پر میں معذرت کرتی ہوں۔۔"وہ لب دباتی بمشکل بولی تھی۔"

نن نہیں آپی۔۔"سدا کی نازک نرم دل وہ پگھل چکی تھی۔"

اپنا خیال رکھنا۔۔ چلتی ہوں مجھے دیر ہو جائے گی۔کاش میں تمہیں اپنے بھائی کی شادی پر انوائٹ" کر سکتی۔۔پر اس مینشن کے اصول۔۔۔"وہ منہ بسورے بولی تو زری کھلکھلائی تھی۔

"نوفل بھائی سب کا بہت خیال کرتے ہیں۔۔اور اس معاملے میں وہ باسط بھائی کی بھی نہیں سنتے۔۔۔"

ہمم۔۔نوفل کے ذکر پر وہ کچھ بول ہی نہیں پائی ،اور اپنا ڈوپٹہ سنبھالے اٹھی تھی۔"

الوداعی کلمات کے بعد وہ کمرے سے نکلی۔۔روز کے چہرے پر اداسی چھائی تھی۔

وہ نیچے بڑھتی نوفل یزدان کو نہ چاہ کر بھی تلاشنے لگی۔۔ لیکن وہ کہیں نہیں تھا۔

وہ لاؤنج سے آگے بڑھتی پورچ میں آئی جہاں ایک گاڑی کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔

تعبیر کو پرانی یادیں بری طرح جکڑنے لگی۔۔جب وہ یہاں اس کا انتظار کر رہا تھا۔اور اس کا وہ ایک محبت سے پُر لفظ اب بھی سماعت میں تازہ تھا۔۔

پر آج وہ نہیں تھا۔ تعبیر کا وجود بے چین بے قرار ہونے لگا تھا۔۔

یزدان کہاں ہیں؟" اس نے روز کو دیکھ کر پوچھ ہی لیا۔"

وہ صبح ہی چلے گئے تھے۔۔" روز نے نگاہ چرائے کہا جبکہ اس کا دل ایک پل کے لیے ساکت رہ گیا۔"

وُہ اس کے جانے سے پہلے ہی جا چکا تھا۔ محبت کا دعویدار وہ شخص اسے آخری بار ملنے سے پہلے ہی چلا گیا۔

تعبیر کو اپنی آنکھوں میں نمی کا احساس ہونے لگا۔۔ جبکہ دل عجیب اداس ہو رہا تھا۔

وہ آنسو حلق میں اتارتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔اس نے گاڑی میں نگاہ دوڑائی، کہ شاید وہ مذاق کے موڈ میں ہو اسے ستا رہا ہو، لیکن وہ سچ میں نہیں تھا۔

گاڑیاں آگے بڑھنے لگی تو اس نے پھر ایک بے قرار نظر ہر طرف ڈالی۔۔ لیکن وہ نہیں تھا۔۔ کہیں بھی نہیں تھا۔اس نے جانے کا کہا تھا۔۔اور جانے بھی دیا تھا۔لیکن اپنی ایک ادھوری جھلک بھی نہیں دکھائی تھی۔یعنی وہ اس کے یہاں سے جانے کت حق میں نہیں تھا۔۔ تبھی اسے سزا دے گیا تھا۔وہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتی۔۔رکے آنسوؤں کو بہانے لگی۔۔ جتنی خوشی جانے کی تھی۔۔اب ساری خوشی غارت ہو چکی تھی۔

شجیہ۔۔۔"زین کی گھمبیر آواز پر وہ مسکراتی مڑی۔

بھائی۔۔۔" وہ خوشی سے اٹھنے لگی۔۔ لیکن اب اتنی جلدی وہ کھڑی نہیں ہو پائی تھی۔۔ لیکن پھر بھی " وہ بہتری محسوس کر رہی تھی

کل ہی اس کا چیک اپ ہوا تھا۔جو سفیر کی بدولت ممکن ہوا تھا۔۔وہ اور صدیقہ بیگم اسے ہاسپٹل لے کر گئے تھے۔ڈاکٹر کی تفصیل کے مطابق وہ جلد ہی چل سکتی تھی۔۔

کیسا محسوس کر رہی ہو۔۔"اس کے قریب اس کی صبیح پیشانی چومے وہ نرمی سے بولا۔۔"

بہت اچھا۔۔اب لگ رہا ہے۔کہ میں زندہ ہوں۔۔"فرطِ جذبات سے آواز بھی بھیگی تھی۔۔"

ایسے نہیں کہتے۔۔۔انشاء اللہ جلد ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔"اس کے سر پر ہاتھ پھیرے وہ ازلی نرمی سے "بولا۔

جی بھائی۔۔وہ اپنے شفاف ہاتھ دیکھے بولی۔۔"

تم سے ایک اہم بات کرنا چاہتا تھا۔میں جانتا ہوں بابا کبھی اس حوالے سے بات نہیں کریں گے نہ "
"انہیں پسند ہو گا۔۔وہ بس اپنی مرضی مسلط کرنا جانتے ہیں۔

کیسی بات بھائی؟؟"اس نے حیرانگی سے زین کو دیکھا۔"

تمہارا نکاح۔۔۔سفیر کے ساتھ۔۔۔"زین نے اس کے چہرے کو دیکھا۔۔۔شجیہ کا رنگ سفید "پڑا۔۔۔جبکہ دل جامد ہوتا محسوس ہوا۔۔

نکاح۔۔۔۔وہ بڑبڑائی۔۔"

"ہاں صرف نکاح۔۔۔رخصتی جب تم چاہو۔۔تب ہو گی۔۔"

شجیہ کا وجود ایک پل میں پسینے میں نہا گیا۔۔

وہ تو اس شخص سے دور جانا چاہتی تھی۔اور زین اسے قریب لانا چاہتا تھا۔

"بھائی۔۔اتنی جلدی نکاح؟؟"

کوئی جلدی نہیں ہے۔۔ سفیر چاہتا ہے کہ نکاح ہو جائے۔۔اور میں بھی یہی چاہتا ہوں۔۔ بابا کا میں" بالکل اعتبار نہیں کر سکتا۔۔وہ سفیر سے بے فضول چڑتے ہیں۔۔حالانکہ اس جیسا سنجیدہ مخلص اور بہتر شخص تمہارے لیے کوئی نہیں ہو گا۔۔ "

شجیہ کا دل چاہا وہ ایک بار زین کو کہہ دے وہ شخص مخلص ضرور ہو گا۔۔پر شخصیت کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔۔اسے تو بارعب پر کشش،۔اور نفیس طبعیت مرد پسند تھے۔ جیسے اس کا بھائی تھا۔۔ہمیشہ منفرد حلیے میں ہوتا تھا۔۔ نفیس اور بہترین لباس کا انتخاب کرتا تھا بہترین خوشبو استعمال کرتا تھا۔۔جو حواس پر اچھا تاثر چھوڑتی تھی۔پر وہ شخص تو الجھا بکھرا حلیہ بنائے اسے ہر بار مایوس کر دیتا تھا۔

اس کا ذہن بھٹک کر ایک بار پھر شایان ساگر کی جانب جانے لگا۔اور ایک بار پھر وہ سفیر پر حاوی ہوتا محسوس ہوا۔۔

وہ صورت اور سیرت کے فریب میں الجھی تھی۔۔شاید وہ سفیر کی محبت سے بڑھ کر اس کی صورت بہتر چاہتی تھی۔اور وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ سیرت اور صورت کے درمیان الجھی اپنا کتنا بڑا نقصان کر رہی تھی۔

پریشان ہو۔۔" نوفل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔"

آپ بھی تو تعبیر میم کے جانے سے اداس ہیں۔۔" باسط نے نوفل یزدان کی جانب دیکھا۔جس کا چہرہ" مرجھایا ہوا تھا۔۔ہر وقت جو سنجیدگی چہرے پر طاری رہتی تھی،اب وہاں پژمردگی پھیلی ہوئی تھی۔۔داڑھی مزید بڑھ گئی تھی۔جس سے وہ مزید ہینڈسم لگ رہا تھا۔

میری چھوڑو اپنی سناؤ۔۔" وہ سامنے آکر بیٹھا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔"

"بیٹھ جاؤ یار۔۔آج تو ہم دونوں کا غم ایک جیسا ہے۔باقی رشتے ایک طرف رکھ دو۔۔"

نوفل نے ہاتھ پکڑ کر اسے دوبارہ بٹھایا اور سگریٹ نکال کر اس کی جانب بڑھائی۔

جسے وہ لبوں میں دباتا سلگا چکا تھا۔

باس میری وجہ سے سب نقصان ہوا ہے۔۔کاش میں لاپرواہ نہ رہتا۔اور وہ لڑکی اس حد تک نہ" جاتی۔۔مجھے زرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس حد تک گر چکی ہے۔۔"

باسط خود کو روک نہیں پایا تھا۔

"تمہاری کیا غلطی، بلکہ میری غلطی تھی۔ تمہیں میں نے اپنے کام میں الجھا دیا تھا۔اور فلیٹ پر بھی تم نہیں جا سکے۔۔تو پھر۔۔۔خود کو موردِ الزام ٹھہرانا کہاں کا انصاف ہے۔اور یہ سب رمیض بٹ کی وجہ سے ہوا ہے۔اس کی ساری غلطی تھی۔"

نوفل نے اسے سمجھانا چاہا۔

"دل۔۔باس۔۔دل الزام دے رہا ہے۔۔"اس نے گہرا کش لیا اور چہرہ بلند کر کے دھواں چھت کی طرف چھوڑا۔

"دل تو کمینہ ہے۔۔دل کی نہ سنا کرو۔۔"وہ تلخ سا مسکرایا۔

"باس۔۔۔آپ بھی تو دل کی سنتے ہیں۔۔"باسط نے اسے لاجواب کیا۔

"اب کب سن رہا ہوں وہ جانا چاہتی تھیں۔۔۔جانے دیا۔۔وہ میری شکل نہیں دیکھنا چاہتی تھیں۔ میں نے نہیں دکھائی۔اب جب چاہیں گی واپس لے آؤں گا۔۔"

"اور جو آپ کی حالت ہے اس کا کیا کریں گے۔۔؟"باسط کے سوال پر ایک لمحے کے لیے رک کر اس نے جواب دیا۔

حالت سنبھل جائے گی۔۔اس وقت اس کا جانا ہی ٹھیک ہے۔آئی جی صاحب کو بھی زرا سبق سکھانا"

"تھا۔۔اگر تعبیر یہاں ہوتی تو شاید ممکن نہیں ہوتا۔۔

باس وہ آپ کے بابا ہیں۔۔" باسط نے اس کے ہاتھ دبایا۔"

نوفل یزدان چار سال پہلے مر گیا تھا۔اب صرف ایک غنڈہ آوارہ بدمعاش ہے۔جس کا کسی سے کوئی"

"رشتہ نہیں ہے۔۔۔

"باس۔۔۔"

"چھوڑو یار تم بتاؤ۔۔۔کرنی ہے اس لڑکی سے شادی، یا سزا سنادی ہے۔۔ ؟؟"

باسط کا دل ایک پل لیے دھڑکا۔۔

"سزا سنادی ہے باس۔۔۔اب کوئی محبت باقی نہیں۔۔"

"محبت اتنی کمزور نہیں ہے۔۔اور ایک غلطی کی اتنی بڑی سزا نہیں دیتے۔۔۔"

غلطی نہیں گناہ تھا۔۔پہلے اس کے بھائی نے کیا۔،پھر بہن نے اب جس کو شدت سے چاہنے لگا" تھا۔۔وہ بھی دھوکے باز مفاد پرست نکلی۔۔۔"اس نے لہجے میں تھکن سمٹی تھی۔

شاید تمہاری محبت اسے سدھار دے۔۔اور وہاج سلطان پر لگی تہمت بھی ہٹ جائے۔۔ایک بار دل کی" "سن کر دیکھو۔۔

آپ نے کہا تھا دل کمینہ ہے دل کی نہ سنو۔۔"نوفل ایک بار پھر لاجواب ہوا۔"

اب سن لو دل کی اگر کہہ رہا ہوں تو۔۔"اس کے شانے پر پنچ مارے۔وہ مسکرایا تھا۔"

باسط نوفل یزدان کو دیکھے مسکرا بھی نہ سکا۔۔جس کے چہرے پر گہری شکستگی پھیلی تھی۔

حویلی کو دیکھتی وہ آسودہ سا مسکرائی۔۔سب ویسا ہی تو تھا۔۔کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔بس وہ بدل گئی تھی۔۔آباد ہو گئی تھی،بے شک اس کو نہ بتاتی لیکن آج وہ سر اٹھا کر حویلی میں داخل ہوئی تھی۔۔سب نے اس کا دیدہ زیب لباس اس کا خوبصورت سراپا نہایت حیرانگی سے دیکھا تھا۔

ہمیشہ سادہ سی رہنے والی تعبیر کمال ملک آج تعبیر یزدان بنی مختلف رنگوں میں رنگی، سب کی نگاہ میں ستائش لا رہی تھی۔۔ایک جانب کھڑی اروشے کا دل جل کر خاک ہوا۔وہاج سلطان کی شادی نے الگ دل غمزدہ کر دیا تھا۔۔اب تعبیر کا خوبصورت چہرہ دل پر لگے زخموں پر نمک گرا رہا تھا۔

ماں کے گلے لگی تو آنسو خود بخود بہہ نکلے۔

کمال ملک نے بھی آج اس کے سر پر ہاتھ نہایت شفقت سے رکھا تھا۔

"امی بھائی کہاں ہیں؟؟اور یہ شادی اتنی اچانک۔۔سب کیسے ہوا۔"

ہاں اسے بس لڑکی پسند آگئی تھی۔۔اچھے گھر سے ہے۔۔اور وہ جاب کی وجہ سے ابھی شہر میں ہی ہے "

"،ایک دو دن میں لوٹ آئے گا۔۔آؤ تم کمرے میں چلو۔۔

کمال ملک کے اشارے پر وہ تعبیر کو اس کے کمرے کی جانب لے گئی۔

کیسی ہے میری بیٹی،اور وہ تمہارا خیال تو کرتا ہے ناں۔؟؟ نجمہ بیگم نے ہاتھوں کے پیالوں میں اس کا " چہرہ بھرا اور پیشانی کو چوم لیا۔

میں ٹھیک ہوں امی۔۔وہ بھی ٹھیک ہیں۔۔"اس پل وہ نوفل یزدان کو بالکل بھی یاد نہیں کرنا چاہتی " تھی۔ لیکن وہ تھا کہ زبردستی یاد آ رہا تھا۔

تعبیر۔۔!!تم خوش ہو بیٹا؟؟"ماں کی فکر بجا تھی۔"

آپ کو میرے چہرے سے نہیں لگتا؟؟" اس نے ماں کا ہاتھ لبوں سے لگایا۔ "

"چہرہ تو میری بیٹی کا مزید خوبصورت ہو گیا ہے۔۔اللہ نصیب بھی ایسے ہی اچھے کر دے۔۔۔ "

تعبیر کو چہرہ گلابی پڑا تھا۔

ایک بات پوچھوں۔۔" نجمہ بیگم نے پراسراریت سے پوچھا۔۔ "

"امی آپ پریشان کیوں ہو رہی ہیں۔۔اس وقت بھائی کی تیاریوں کی فکر کرنی چاہیے۔۔ "

شادی سادگی سے ہو رہی ہے۔۔۔اس لیے زیادہ تیاریاں نہیں ہیں۔۔بس اس کا کمرہ ترتیب دینا ہے۔ "
"جو سلمان کی نگرانی میں ہو جائے گا۔۔

امی بھائی ناراض تھے۔۔مجھ سے۔۔اور وہ تو شادی بھی نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔پھر اب یہ سب مجھے " بتائیں سب ٹھیک ہے؟" وہ چہرہ جھکائے بولی۔

اب مان جائے گا۔۔اور شادی بھی اس کی اپنی پسند سے ہو رہی ہے۔۔تم فکر مت کرو۔" انھوں نے " سنجیدگی سے کہا۔ جبکہ دل و دماغ میں چلتے جکڑ انہیں الجھا رہے تھے۔۔ نا جانے وہاج حویلی آتا بھی یا نہیں۔؟

تعبیر۔۔۔" انھوں نے دوبارہ اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "

پوچھ لیں امی آپ کیا پوچھنا چاہتی ہیں؟؟" ان کے چہرے پر پھیلی فکرمندی پر وہ مسکرائی تھی۔ "

"وہ تمہیں مارتا تو نہیں، ذلیل تو نہیں کرتا۔؟ خوش ہو ناں تم؟ دیکھو اپنی ماں سے کچھ مت چھپانا۔۔ "

تعبیر نے حیرت سے ماں کو دیکھا۔اور جس شخص کو یاد نہیں کرنا تھا۔۔اسی کی یادوں نے بری طرح حملہ کیا تھا۔

اس نے تو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔۔جب بھی مارا تھا تعبیر نے اسے مارا تھا۔۔جب بھی کچھ الٹا سیدھا کہا تھا تعبیر نے کہا تھا۔اور خوشی کے معنی اس کی ہمراہی میں ہی سمجھ آئے تھے۔۔وہ اسے مارنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن اس کی خاطر کئی قتل کر سکتا تھا۔اسے وہ قتل یاد آنے لگا۔۔ لیکن اب اس وقت ڈر نہیں تھا۔۔اس وقت آنکھوں کے سامنے نوفل یزدان کا جنون تھا۔جو اسے سہا نہیں رہا تھا۔بلکہ اچھا لگ رہا تھا۔

تعبیر۔۔۔!!اس کی امی نے بازو ہلایا۔"

نن نہیں امی۔۔۔وہ بہت اچھے ہیں۔۔ایک سخت نظر بھی مجھ پر ڈالنا وہ گناہ سمجھتے ہیں۔اور مجھ سے " "زیادہ وہ میرا خیال رکھتے ہیں۔پھر وہ شخص مجھے کیسے مار سکتا ہے؟

پوری سچائی سے بولتی وہ نجمہ بیگم کی پریشانی رفع دفع کر چکی تھی۔انہوں نے اسے گلے سے لگایا۔

اگر نوفل یزدان تعبیر کے لبوں سے نکلتے اس کی محبت کے پھولوں کی داستان سن لیتا تو شاید دل تھام لیتا۔اپنی سماعت پر اسے کبھی بھی یقین نہیں آتا کہ یہ سب کہنے والی تعبیر ہے۔

مام یہ کیسا ہے؟" اس نے تبسم بیگم کی توجہ سامنے ڈریس پر دلوائی۔ جو بلیک کلر کا سکرٹ اور ٹاپ تھا۔

"ٹرائی کرلو۔۔اگر فٹ ہے تو لے لینا۔۔"

تبسم بیگم نے مسکرا کر اسے کہا۔۔اور خود بقیہ ڈریسز دیکھنے لگی۔ کافی ڈریسز وہ لے چکی تھی۔

وہ ڈریس لیتی ایک بار پھر ٹرائل روم کی جانب بڑھی۔۔جب اس کی چیخ بے ساختہ نکلی جس کو اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کے دبایا تھا۔

سامنے کھڑے وہاج سلطان کو دیکھ کر اس کا حلق مکمل خشک ہو چکا تھا جو کڑے تیوروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ چہرے پر سفاک پن اور آنکھوں میں سرخی حائل تھی۔۔

انابیہ کو وہ اس وقت ایک پراسرار خوفناک شخص لگ رہا تھا۔

اس نے قدم پیچھے لینے چاہے۔۔

وہاج نے اسے اندر کھینچ کر دروازہ بند کیا تو وہ جیسے خوف سے سرد پڑی۔۔اتنی جلدی وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔اپنی شادی والے دن ہی اسے منانا چاہتی تھی۔ پر وہ تو خود ہی آگیا تھا۔

"آپ۔۔۔یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟"

تم سے ملنے آیا تھا۔۔" وہ لاپرواہی سے بولا۔۔ جبکہ انابیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔ "

اتنی رحمدلی کی امید ہی کہاں تھی اسے۔۔؟

مم مجھ سے مگر کیوں۔۔" وہ بڑبڑائی۔ "

"ایسے ہی۔۔دل چاہا تھا۔۔"

وہاج وہ میں آپ سے۔۔ معافی۔۔۔ "انابیہ کو اس سے بہتر موقع نہیں لگا تھا۔ "

شش۔۔۔ "وہاج نے اس کے لبوں پر انگلی رکھی۔ "

اس بارے میں ہم کوئی بات نہیں کریں گے۔۔۔ "اس نے گھرے لہجے میں کہہ کر اسے مزید کچھ بھی " کہنے سے روک دیا۔۔

انابیہ کے گال تپے۔۔ اس بے باک حرکت کی اسے امید نہیں تھی۔ جبکہ اس کی اگلی حرکت نے سانس حلق میں روکا۔

وہاج نے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کیا تھا۔

"یہ۔۔۔کک کیا کر رہے ہیں وہاج۔۔۔؟" اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر فاصلہ بنانا چاہا۔جبکہ وجود میں چھبن ہونے لگی تھی۔

"قریب آ رہا ہوں۔اتنا قریب جتنا تم چاہتی تھی۔۔" وہاج نے اس کے ملاحت بھرے چہرے پر انگلی ٹریس کی۔اور خماری سے کہا۔

انابیہ کے وجود میں سرد لہر دوڑی تھی۔۔جبکہ اس نے تھوڑی دبوچ کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔۔اس کی گرفت میں کافی سختی تھی۔

"کافی خوبصورت ہو تم؟میں ایسے ہی تم سے نظریں چرائے رہتا تھا۔۔" وہ چہرے پر جھکتے پر اسراریت سے بولا۔

"وہاج۔۔وہ اسے دور ہٹانے کے لیے جھٹپٹائی۔جب وہاج نے اس کی نازک کمر پر گرفت سخت کرلی۔" درد سے اس کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔

"کیا ہوا؟میرا قریب آنا برا لگ رہا ہے؟" وہ نہایت فکر مندی سے بولا۔۔جبکہ انابیہ کو اس کا یہ انداز سمجھ سے باہر کا لگ رہا تھا۔

"آپ جائیں یہاں سے۔۔۔" وہ بھیگی سی آواز میں بولی۔"

"یہ ٹرائی کرنے آئی تھی۔۔؟"

انابیہ کا رنگ فق ہوا۔

مجھے ایسے ڈریسز بالکل بھی پسند نہیں ہیں،۔"انابیہ کی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں ڈالے وہ سنجیدگی سے بولا۔

"مم میں بس ٹرائی۔۔۔"

"ٹرائی بھی نہیں کرو گی۔۔"

نن نہیں کرتی۔۔آپ پلیز جائیں۔۔"وہ کچھ حد تک ریلکس ہوئی تھی۔"

وہاج نے اس کی دنوں کلائیاں تھام کر سامنے کی تو وہ درد سے کراہی۔زخم پر چھوٹی چھوٹی بینڈ تیج تھی۔درد زخم کی وجہ سے نہیں اس کی گرفت کی وجہ سے ابھرا تھا۔

"وہاج مجھے درد ہو رہا ہے۔۔"

وہ روہانسی ہوئی تھی۔۔

ہمم۔ درد تو ہو گا۔۔ زخم جو اتنا گہرا ہے۔۔" وہاج کی گرفت مزید سخت ہونے لگی۔۔انابیہ کو لگا اس کی کلائیاں ٹوٹ جائیں گی۔اس نے لب کا کونا سختی سے دانتوں تلے دبا کر سسکیوں کو روکا۔

شادی تک ٹھیک ہو جائیں گے یہ زخم۔۔۔؟" وہاج نے دونوں کلائیاں دبا کر چھوڑیں،انابیہ نے بھیگی پر شکوہ آنکھوں سے اسے دیکھا۔

وہاج نے ابرو اچکائے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"ہاں ہو جائیں گی۔۔اب جایئے یہاں سے۔۔"

اپنا خیال رکھنا انابیہ۔۔۔اتنا خیال رکھنا کہ آگے جا کر تمہیں کبھی افسوس نہ ہو کہ تم نے اپنا خیال نہیں رکھا۔" اس کے گال پر انگوٹھا پھیرے وہ پر اسراریت سے بولا۔

آپ مجھے ڈرا رہے ہیں۔" وہ سہمی سہمی سی گویا ہوئی۔جبکہ وہاج کا دل چاہا کس بھی لمحے اس کا گلا دبا دے۔۔پر آنکھیں میچ کر کھولے اس نے انابیہ کو کندھوں سے تھاما۔

نہیں میری جان ڈرا نہیں رہا۔ تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ میں زرا لاپرواہ قسم کا شخص ہوں۔۔ صنفِ نازک " سے کبھی پالا نہیں پڑا۔۔اور تم تو نازک سی کانچ کی گڑیا لگتی ہو۔۔اگر میرے سخت ہاتھوں کی گرفت میں ٹوٹ گئی تو نقصان تو میرا ہو گا۔ "

نہیں ہو گا۔۔۔وہ نگاہ جھکائے بولی۔۔ "

ہو جائے گا انابیہ۔۔۔بہت بڑا نقصان۔۔جس کی بھرپائی بھی نہیں ہو سکتی۔۔تم ایک پھول اور میں " ایک پتھر ہوں۔۔پتھر کا تو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ہاں پھول ضرور اس پتھر کی سنگدلی سے مرجھا جائے گا۔جبکہ میں اس پھول کو ہمیشہ شاداب کھلا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔"وہ فسوں خیزی سے بولے جھکا تھا۔

انابیہ کا چہرہ سرخ پڑا۔۔اس حد تک بے باک لفظوں کی اسے امید نہیں تھی۔

دوبارہ کہہ رہا ہوں اپنا بہت خیال رکھنا۔۔"اس کا گال تھپتپائے وہ اسے دوسری جانب کرتے دروازہ " کھولنے لگا۔۔

ایسے ڈریسز مت لینا۔۔"اس نے مڑ کر دوبارہ سیاہ آنکھوں میں سردپن بھرے کہا۔۔اور باہر نکل گیا۔ "

انابیہ نے بمشکل اپنا رکا سانس بحال کیا تھا۔اپنے دل پر ہاتھ رکھے۔۔وہ دھڑکنوں کو بمشکل سنبھال پائی تھی۔۔جس شخص نے ہمیشہ سخت سنگدلانہ لفظ کہے تھے۔۔آج اس کی نرمی انابیہ سلطان کو حیران پریشان کر گئی تھی۔یہ سب اسے حقیقت سے بہت دور بھی لگ رہا تھا۔جیسے یہاں وہاج سلطان کے بجائے کوئی اور تھا۔۔

وہ اپنی ہی سوچ پر مسکراتی باہر نکلی تھی۔

اب سے وہاج سلطان کی پسند کی ہر چیز لینی تھی۔

"امی بھائی اب تک نہیں آئے۔۔نہ ہی ان کا نمبر آن ہے۔"

تعبیر کی پریشانی بجا تھی۔۔کل اس کی بارات تھی۔اور وہاج سلطان کی کوئی خبر نہیں تھی۔نا جانے وہ کہاں گم تھا۔

"تمہارے بابا سے بات ہوئی ہے۔۔وہ کہہ رہا تھا کل وہ وہیں سے آئے گا۔"

مطلب بھائی حویلی بھی نہیں آئیں گے۔۔اور بھابھی کہاں رہیں گی؟؟" تعبیر کے چہرے پر ناقابلِ فہم تاثرات پھیلے۔۔

وہ یہیں آئے گی۔۔پر وہ کہہ رہا تھا کچھ ضروری کام ہیں۔۔وہ نبٹا کر آ جائے گا۔۔۔تم جاؤ۔۔اوپر دیکھو " وہاج کے کمرے میں اس کی دلہن کے کپڑے سیٹ ہوئے یا نہیں،ملازمہ کو کہا تھا۔اروشے بھی ہے اب تم دیکھ لو۔۔ "۔

ایک ہفتہ تیاریوں میں کیسے گزرا پتہ ہی نہیں چلا تھا۔۔لیکن تعبیر ایک بار بھی ان کے ساتھ نہیں گئی تھی۔۔نوفل نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ روز اس کی سب تیاری کر دے گی، فنکشن کے لحاظ سے ہر قیمتی ڈریس اس کے سوٹ کیس میں موجود تھا۔۔دوسرے سوٹ کیس میں میچینگ آئیٹمز ہر چیز ترتیب سے موجود تھی۔۔کہ وہ کچھ بھی آرام سے فنکشن پر پہن سکتی تھی۔سب کچھ تھا اس کے پاس لیکن نوفل یزدان نہیں تھا۔۔اور یہ کمی اسے جس شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔۔شاید وہ خود سے بھی چھپا رہی تھی۔

کل بارات تھی۔۔مہندی کی رسم چونکہ ممکن نہیں تھی وہاج ہی موجود نہیں تھا۔۔اس لیے ڈائریکٹ نکاح اور رخصتی تھی۔

وہ اوپر بڑھتی وہاج کے کمرے میں گئی جہاں کھڑی اروشے نے اسے حقارت بھری نگاہ سے دیکھا۔

لونگ پرنٹڈ شرٹ اور پلازو میں بالوں کو چوٹیا میں مقید کیے وہ کانوں میں ڈائمنڈز کے چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہنے ہوئے اروشے کو ایک آنکھ نہیں بھا رہی تھی۔

اس کے لبوں پر پھیلا گلابی رنگ اسے نوچ لینے کے لیے اکسا رہا تھا۔

کافی سجنے سنورنے لگی ہو۔۔"وہ طنز سے باز نہیں آئی۔"

تعبیر کا رنگ فق ہوا۔زبان جیسے تالو سے چپکی۔

"تمہارا شوہر تمہیں چاہتا بھی ہے یا پھر تمہارے بڑھاپے کی وجہ سے وہ بھی تمہیں دھتکارتا ہے۔؟"

میں تم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔"وہ وارڈروب کی طرف بڑھی۔"

ہاں بات کرنے کو کچھ ہو گا نہیں۔۔جن کے دامن میں محبت نہ ہو۔۔وہ ایسے ہی سج سنور کر اپنی عمر" اور اپنی دھتکار چھپالیتے ہیں۔۔"

تعبیر کی آنکھیں بھیگنے لگی۔۔لیکن لبوں پر قفل ڈالے وہ کانپتے ہاتھوں سے ڈریسز ترتیب سے سیٹ کرنے لگی۔۔

شوہر تو تمہارا کافی ہینڈسم تھا۔بلکہ اس حویلی میں وہاج کے بعد وہ سب سے خوبرو شخص لگا تھا۔۔پتہ" نہیں کیسے تمہیں اپنالیا۔۔؟"

تم نے اسے اتنی غور سے دیکھا تھا۔۔۔؟"تعبیر نے مڑ کر چھوٹی آنکھیں کیے اسے دیکھا۔"

ہاں کافی غور سے دیکھا۔۔ کیونکہ وہ تھا ہی اتنا پیارا اتنا ہینڈسم کہ میری نظر ہی اس پر سے نہیں ہٹ رہی " تھی۔کاش کہ ممکن ہوتا کہ تمہاری جگہ میں اس سے نکاح کر لیتی۔۔۔

وہ اپنے خیالات اسے سناتی اس کا چہرہ نہیں دیکھ پائی تھی۔

تعبیر تیکھے چتون لیے اس کی جانب بڑھی۔اور اسے پیچھے دھکا دیا، صد شکر تھا کہ وہ بیڈ پر گری تھی۔ورنہ اس کا سر ضروری زخمی ہو جاتا۔

کیا بد تمیزی ہے یہ؟؟" اروشے گھبرائی مگر لہجہ کاٹ دار تھا۔"

آج کے بعد اگر اسے دیکھا تو میں تمہاری اس خوبصورت شکل کا ایسا حال کروں گی کہ کوئی تمہیں دیکھنے " کے قابل نہیں سمجھے گا۔وہ صرف میرے ہیں۔مجھ سے محبت کرتے ہیں۔اتنی محبت کہ تم سوچ بھی نہ " پاؤ۔اور تم جیسوں کو تو وہ دیکھیں بھی ناں۔کیونکہ میرے یزدان صرف مجھے دیکھنا پسند کرتے ہیں۔

اس کا منہ دبوچ کر اس پر جھکی تعبیر ایک خونخوار بلی کی مانند لگ رہی تھی۔جو کسی بھی لمحے اس کا چہرہ بگاڑ دیتی۔

اروشے کی آنکھیں حیرت سے پھٹی۔۔ تعبیر کا یہ روپ اس سے ہضم کرنا مشکل ہوا تھا۔

تعبیر۔۔۔" اپنے پیچھے آواز سنتی وہ سیدھی ہوئی تو سامنے حریم کو دیکھ کر مسکرائی۔۔ جبکہ حریم متعجب سی تعبیر کو دیکھ رہی تھی۔

آپی۔۔۔آپ کب آئی؟" ، وہ اٹھ کر اس کے گلے جا لگی تھی۔ "

تم دونوں کیا کر رہی تھیں؟؟ حریم کی نظر اروشے پر گئی جواب اٹھ چکی تھی،۔ "

"کچھ نہیں آپی، مستی مذاق بس یہی۔۔آئیں میرے کمرے میں چلتے ہیں۔۔ "

وہ حریم کو بازو سے تھامے آگے بڑھی لیکن چہرہ موڑ کر اس نے اروشے پر قہر آلود نگاہ ڈالی جیسے اسے تنبیہہ کی ہو کہ میرے شوہر سے دور رہنا۔

اروشے جھرجھری لے کر رہ گئی تھی۔

سرخ کامدار بھاری لہنگا اس کے نازک مرمریں وجود پر الگ ہی جھپ دکھلا رہا تھا۔۔جوڑے میں بندھے بالوں میں اس نے ڈوپٹہ اوڑھا تو جیسے زیبائش مکمل ہوئی تھی۔

اس کے معصومانہ نقوش میک اپ کی وجہ سے نمایاں ہوتے انابیہ فرمان علی کو آسمان سے اتری حور سے تشبیہ دے رہے تھے۔۔کٹاؤدار گلابی لب اس وقت گہرے سرخ رنگ سے سجے مزید دوآتشہ لگے۔۔

اس نے مہندی لگے دونوں ہاتھ دیکھے۔

دونوں ہاتھوں کی شفاف ہتھیلیوں پر وہاج سلطان کا نام لکھوایا تھا۔اس کا بس چلتا تو اس کا نام ہمیشہ کے لیے ان ہاتھوں پر لکھ دیتی جو کبھی نہ مٹتا۔

آج وہ مکمل اس کا بننے والا تھا۔اس سے بڑھ کر انابیہ کے لیے کوئی خوشی نہیں تھی۔اب چاہے وہ وہاج کی بانہوں میں دم توڑ دیتی تب بھی اسے ملال نہیں تھا۔

اپنی خوشی کا وہ آج تنہا جشن منا رہی تھی۔

اس نے صنم کو کئی کالز کی تھی لیکن اس کا نمبر بند تھا۔فرمان علی نے بہت ہی کم لوگوں کو انوائٹ کیا تھا۔۔فرمان علی بمشکل اس سے راضی ہوئے تھے۔۔اب وہ کسی کی بھی ناراضگی مول نہیں لینا چاہتی تھی۔

اپنے ہر عمل کی معافی وہ دلفریبی سے مانگنے کا سوچ چکی تھی۔

"میں آپ کو منالوں گی وہاج۔آپ اپنی انابیہ سے منہ نہیں موڑ پائیں گے۔۔۔"

وہی دوسری جانب وہ شخص اندھیروں میں بیٹھا خود کو اس نکاح کے لیے تیار کر رہا تھا۔

دل میں کوئی جذبہ کوئی امنگ نہیں تھی۔۔انتقام محض انتقام تھا۔۔اس پورے ہفتے وہ خود کو اس حد تک مصروف کر چکا تھا کہ وہ نوفل یزدان کو بھی میسر نہیں آیا تھا۔جو ہر بار اس سے ملنے آتا رہا تھا۔

اب اسے دل کی نہیں دماغ کی سننی تھی۔۔اپنا انتقام لینا تھا۔۔اور اس انتقام کی پہلی حقدار انابیہ فرمان علی تھی،۔پھر صنم اور پھر باقی سب۔۔۔لیکن پہلا حق انابیہ کا تھا جس نے اس کے کردار پر سب سے بڑی تہمت سجائی تھی۔

"آج تم برباد ہو گی انابیہ فرمان علی اور تمہاری بربادی کا جشن وہاج سلطان بہت دھوم دھام سے تمہارے ساتھ منائے گا۔۔۔"

وہ عہد کرتا اٹھا تھا۔۔سیاہ کرتا شلوار پر اس نے سیاہ ہی ایمبرائڈڈ کوٹ پہننا تھا۔۔

بالوں کو ترتیب سے سیٹ کیے وہ پاؤں میں کھیڑی نما شوز پہنے گھنی داڑھی مونچھوں میں وہ ایک وڈیرہ ہی لگ رہا تھا۔اس نے مونچھوں کو ہلکا سا تاؤ دیا اور فلیٹ سے باہر نکل آیا۔

نیچے بڑھتا وہ دل ہی دل میں آج کے پلان کو ترتیب دے رہا تھا۔۔نیچے کمال ملک اور باقی سب اس کا انتظار کر رہے تھے۔۔

وہ نیچے آیا تو تعبیر اور حریم دونوں اس کی جانب بڑھی۔۔اس نے تعبیر کو زخمی نگاہ سے دیکھا۔ تعبیر کا سنہری روپ مرجھانے لگا تھا۔وہ وہی رک گئی جبکہ حریم بھائی کے سر پر ہاتھ پھیرے اس کے سینے سے جالگی۔۔

پہلے نوفل یزدان کی غیر موجودگی بے اعتنائی۔۔جو اس پورے ہفتے وہ محسوس کرتی رہی، اور اب بھائی کا منہ موڑلینا۔سب جیسے اسے اداس کرنے لگا۔۔

اس نے آنکھوں کی نمی کو رگڑا۔۔جب اسے اپنے قریب ایک حصار محسوس ہوا۔۔ تعبیر کا دل بنا دیکھے بھی شدت سے دھڑک گیا۔اس کی سٹرونگ پرفیوم کی مہک ہی اس کی موجودگی کا احساس دلا دیتی تھی۔

اس خوشبو کو اب وہ لاکھوں لوگوں کی موجودگی میں پہچان لیتی تھی۔۔

اس سے نظر اٹھا کر دیکھنا مشکل ہونے لگا تھا۔۔وجود الگ کپکپانے لگا۔

جبکہ نوفل یزدان سکن کرتا اور وائٹ شلوار میں بنا کسی کی پرواہ کیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔جس کی پلکیں جھکی ہوئی تھی۔

ہفتہ بھر کی ہی تو دوری تھی۔۔لیکن اسے ایسے لگ رہا جیسے وہ صدیوں بعد اسے دیکھ رہا ہے۔

وہ تعبیر کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ لے جاتا۔۔اسے حق دق کر گیا۔

مم مجھے بھائی کی گاڑی میں ان کے ساتھ جانا ہے۔۔"آج وہ پہلی مرتبہ گھبرائی تھی۔۔"

آپ کا بھائی تنہائی چاہتا ہے۔۔" اس نے نرم ہاتھ مزید گرفت میں لیے کہا۔۔ تعبیر سست پڑی تھی۔"

وہاج سر جھٹکتا اپنی گاڑی میں سوار ہوا تو کمال ملک بھی آکر فرنٹ سیٹ پر سوار ہوئے۔۔

اس نے اچھنبے سے انہیں دیکھا۔ جبکہ وہ شانے اچکا کر رہ گئے۔ وہ لب بھینچتا گاڑی سٹارٹ کر گیا تھا۔

گاڑیاں آگے بڑھنے لگی تھی۔۔ لیکن نوفل یزدان کی گاڑی وہی رکی رہ گئی تھی۔

سب جا چکے ہیں۔" وہ دبا دبا بولی۔۔ جبکہ نظر اٹھانا محال ہو رہا تھا۔ وہ شخص تشنہ نگاہوں سے اسے جس" طرح دیکھ رہا تھا۔ تعبیر کو لگ رہا تھا کہیں وہ اسے قید کیے لے ہی نہ جائے۔

میرے بغیر کافی اچھا لگا ہوگا۔۔ نہ کوئی ڈر نہ کوئی پابندی۔۔۔" اس نے تعبیر کی مخروطی انگلیوں کو" چھوئے شکوہ کیا۔

یزدان۔۔۔" وہ جھجھکی تھی۔"

"یہ میری سماعت ترس گئی تھی۔آپ کے لبوں سے یہ نام سننے کے لیے۔۔ "

اس نے دل پر ہاتھ رکھے آنکھیں بند کی۔

تم نے بھی تو کافی آزادی محسوس کی ہو گی۔۔آزادانہ میٹنگز کی ہوں گی۔خوب انجوائے کیا ہو گا۔"

تعبیر نے دل میں دبے خیالات عیاں کیے۔"

یزدان نے مسکرا کر آنکھ دبائی تو وہ ناک سکوڑے رخ موڑتی اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔

اس نے کوئی وضاحت نہیں دی۔جس سے وہ مزید سلگ کر رہ گئی۔

"اتنا تیار ہونے کی کیا ضرورت تھی۔۔؟"

نوفل یزدان کے اگلے سوال پر تعبیر نے جھکی پلکیں اٹھا کر اسے گھورا۔۔لیکن اپنی بے وقوفی کا شدت سے احساس ہوا۔

جو اسے ہی گہری نگاہوں سے دیکھے خود میں بسا رہا تھا۔اور اس کے انتظار میں ہی تھا کب وہ چہرہ اٹھائے اور کب وہ اسے مکمل آنکھوں میں جذب کر لے۔

اس نے نوفل کے کرتے کی جانب دیکھا۔۔جو سکن کلر کا تھا۔اسے یہ کلر اچھا نہیں لگتا تھا۔۔لیکن اس کی بارات کا ڈریس بھی اسی کلر کا تھا۔پر وہ الگ دیدہ زیب اور چمکدار سنہری تھا۔اسے اب سمجھ آیا تھا کہ اس پر بارات کا ٹیگ کیوں لگا تھا۔۔وہ چاہتا تھا وہ دونوں میچنگ کلر پہنیں۔اور وہی سکن کلر جو اسے کبھی اچھا نہیں لگتا تھا آج اس شخص پر سب سے زیادہ جچ رہا تھا۔

اچھا لگ رہا ہوں میں۔۔" وہ جھک کر بولا تو تعبیر پیچھے کھسکی۔"

دیر ہو رہی ہے۔۔۔"اس کی ایک ہی ضد تھی۔"

پر دل ضرور بے تاب ہوا تھا۔۔اس خوبرو مگر بدتمیز شخص کو سب دیکھیں گے۔

اور وہ کچھ نہیں کر پائے گی۔سوائے جلنے کے۔۔۔

یاد تو نہیں کیا ہو گا مجھے بالکل بھی۔۔۔"یزدان کا شکوہ سن کر دل نے الگ فسانہ ترتیب دیا تھا۔۔کہ اس" کے علاوہ کسی کا خیال چھو کر نہیں گزرا تھا۔

ہاں نہیں یاد کیا۔۔اب چلو۔۔ میرے بھائی کا دن اگر تمہاری وجہ سے خراب ہوا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

اس نے انگشت اٹھائے دھمکی دی۔

نوفل نے وہی انگلی تھام کر اس میں ایک رنگ نما چھلا پہنایا۔ تعبیر کو حیرانگی ہوئی تھی۔

پہلی انگلی میں سجا وہ باریک سٹونز والا چھلا از حد نفیس سا تھا۔

بہت ہی پتھر دل ہیں۔۔ایک دن اتنا یاد آؤں گا کہ آپ رو رو کر کہیں گی۔۔یزدان آ جاؤ۔ لیکن نہیں آؤں گا۔۔"

تعبیر نے پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔اور پھر اگلے ہی لمحے جھپک سے آنسو گال پر بہہ گئے۔۔اسے خود بھی اپنے بہتے آنسوؤں کا پتہ نہیں چلا تھا۔۔

نوفل گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔ جبکہ وہ اب بھی بے آواز آنسو بہائے اسے دیکھتی رہی۔

یزدان نے بے اختیار اسے دیکھا۔۔اور اگلے ہی پل نوفل یزدان کا دل شدت سے تڑپ اٹھا۔

تعبیر۔۔۔"اس نے ہاتھ بڑھا کر آنسوؤں کی موجودگی محسوس کرنا چاہی۔۔لیکن اس نے ہاتھ پر بری طرح ہاتھ مارا۔۔

آئی سوئیر میں صرف مذاق۔۔۔!! وہ بریک پر پاؤں رکھے اس کی طرف مڑا تھا۔"

تمہارے لفظوں پر آنسو نہیں بہہ رہے اتنے خوش فہم مت ہو۔۔لینز کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔۔"اس نے بہانہ بنا کر ٹشو سے آنسو رگڑے۔۔جبکہ دل اب بھی ان لفظوں پر سسک رہا تھا۔

"کونسے لینز۔۔۔سیاہ آنکھوں پر سیاہ لینز کون لگاتا ہے۔۔۔؟"

اس نے قریب کھینچ کر اسے سینے سے لگایا، جیسے ان آنسوؤں کا مداوا کیا ہو۔

تعبیر حیران ہوئی اتنی سی دیر میں کیا وہ اس کی ساری تیاری دیکھ چکا تھا۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔"وہ خفگی سے بولتی آج پھر اپنے ہاتھ نہیں روک پائی۔"

یقین کریں۔۔یہ ہاتھ میں نے بہت مس کیے تھے۔۔۔" تعبیر کے ہاتھ تھم گئے۔۔وہ شخص آج اسے بری طرح زچ کر رہا تھا۔"

بخدا رلانا نہیں چاہتا تھا۔۔ایک چھوٹا سا مذاق تھا۔اتنے دن کی جدائی نے دماغ ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔ تبھی " ایسے لفظ منہ سے نکلے۔۔آپ بھی چاہیں گی تو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔۔"

اس کے سیدھی مانگ پر لب رکھے اس نے گھمبیرتا سے کہا کہ دل کی حالت کچھ حد تک بحال ہوئی۔

"میری ساری تیاری خراب ہو جائے گی یزدان۔۔"

وہ چڑ کر بولی تو یزدان نے مسکرا کر اسے گرفت سے آزاد کیا۔

ارادہ تو یہی ہے سب خراب کر دوں۔۔" وہ گھمبیرتا سے بولا۔"

منہ کے زاویے بگاڑتی وہ اپنے بال درست کرنے لگی۔

اور ٹشو سے دوبارہ چہرہ صاف کیا۔

آج سفر خوبصورت لگ رہا ہے۔"یزدان نے سرگوشیانہ کہہ کر ساعت کو چھوئے گاڑی کی سپیڈ " بڑھائی تھی۔۔ جبکہ وہ سرخ پڑتے چہرے سے سامنے دیکھنے لگی تھی۔۔

سفر واقعتاً خوبصورت ہو چکا تھا۔یہ اس کے دل کا خیال تھا۔۔نوفل یزدان کو وہ کبھی نہیں بتانا چاہتی تھی۔۔

بارات کا ارینج سبزہ زار والے حصے میں گھر پر ہی کیا گیا تھا۔

وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

یہ سب سجاوٹ روشنیاں اس کے لیے زرا بھی اہمیت کے حامل نہیں تھیں۔دل مردہ تھا جذبات سرد تھے۔۔آج محض انتقام نامے پر سائن کرنے تھے۔

فرمان علی نے شرمندگی سے اسے دیکھا لیکن اس نے کوئی تاثر نہیں دیا۔

چپ چاپ وہ سٹیج پر بیٹھ گیا جہاں کی سجاوٹ سب کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔

"میں نکاح ہوتے ہی یہاں سے نکل جاؤں گا۔۔مزید مجھ سے اچھائی کی امید مت رکھیے گا۔۔۔"

کمال ملک کو دیکھے وہ سپاٹ پن سے بولا۔

تمہیں اپنا وعدہ یاد ہے؟؟" انہوں نے جھک کر اسے جتایا۔"

وہ محض انہیں دیکھتا مٹھیاں بھینچ گیا۔

کمال ملک اسے اس شادی کے لیے بمشکل منا پائے تھے۔ایک وعدہ انہوں نے کیا تھا کہ وہ تعبیر کو اس کا جائز حق ،اور عزت دیں گے۔بدلے میں وہ شادی کرے گا۔اسے اب بھی نوفل یزدان پر یقین نہیں تھا۔۔نہ وہ فلحال کسی پر کر سکتا تھا۔۔لیکن تعبیر سے اسے الگ ہی محبت چاہت تھی۔

تبھی وہ ان حالات میں بھی اسی کو سوچ رہا تھا۔اور کمال ملک نے شادی کے بعد اسے حویلی چلنے کے لیے بمشکل منایا تھا۔فلحال وہ بھی یہی چاہتا تھا۔ تبھی حامی بھر چکا تھا۔

نکاح کی تقریب شروع ہونے کا شور ہوا تو ایک پل کے لیے سب تہمتیں سب اذیتیں اس کا ذہن بھٹکانے لگی۔

اس کا دل چاہا یہاں سے بھاگ جائے۔۔۔ کہیں دور جہاں ذہن کو جکڑتی یہ آوازیں نہ ہوں۔

اس کی نگاہ سامنے گئی، جہاں وہ اس کی مجرم اس کی مسکراہٹوں کی قاتل اپسرا کسی حور کی طرح سج سج کر آگے بڑھ رہی تھی۔

اس کا حسین روپ وہاج سلطان کی وحشتیں بڑھانے لگا۔۔سب کی ستائش بھری نگاہ اس پر جمی تھی۔ لیکن اس کی نگاہوں میں انتقام تھا۔۔ محض انتقام۔اس حسین روپ کو برباد کر دینے کا انتقام۔۔

نوفل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ہوش دلانا چاہا۔۔ تب جا کر وہ تھوڑا سا چونکا۔

انابیہ نے مسکرا کر سامنے اپنے ساحر کو دیکھا۔اور وجود شکر کرتا سمٹا تھا۔۔۔وہاج مسکرا بھی نہیں سکا تھا۔

اسے کچھ فاصلے پر بٹھایا گیا۔وہاج کا دل چاہا وہاں سے اٹھ جائے۔

نکاح خواں الفاظ دہرانے لگا۔ جبکہ وہاج سلطان کو وہ لفظ تازیانے لگ رہے تھے۔۔دنیا کی تمسخر بھری نظریں وہ لفظ لفظ اذیت وہ تہمت سب آنکھوں کے گرد ناچنے لگے۔اس نے مٹھیاں بھینچ لی۔

جبکہ وہ نکاح کے الفاظ سنتی بے اختیارانہ ڈوپٹے کی اوٹ سے مسکرانے لگی۔۔وہ لفظ لفظ اسے وہاج سلطان کا کر رہے تھے۔۔اور وہ لفظ لفظ شکر ادا کر رہی تھی اپنے رب کا شکر ادا جس نے وہاج سلطان اسے دے دیا تھا۔

اس نے ایجاب و قبول کے بعد بنا کسی جنبش کے دستخط کیے۔

جبکہ دل نے چپکے سے کہا تھا۔

"آپ میرے ہی تھے وہاج سلطان۔۔اور آج آپ مکمل میرے ہو گئے۔۔

اب وہاج سلطان سے قبولیت کا پوچھا جانے لگا۔

اس نے بنار کے قبول کیا۔اور چپ چاپ دستخط کر دیے۔۔نہ دل بدلا نہ جذبات۔۔ہاں انتقام ضرور بڑھا تھا۔

اب یہ انتقام ہی تھا جو انابیہ سلطان کو تاعمر رلانے والا تھا۔

اس سے عشق کی صورت میں لگائی گئی تہمت اسے اس حد تک خوار کرنے والی تھی کہ وہ خود موت کو گلے لگا لیتی۔

سب خوش مطمئن مسکرا رہے تھے۔۔لیکن وہ نہ خوش تھا نہ اداس نہ غمزدہ،اس کا صرف وجود وہاں تھا۔روح بھٹکی ہوئی تھی۔

وہ بس اس لڑکی کو اپنے نام کرنے آیا تھا، وہ کام ہو چکا تھا۔۔اب مکمل بیزاریت کا سایہ تھا۔

انابیہ ریلکس سی بیٹھی سب سے مبارکباد سمیٹ رہی تھی اب دل شدت سے دھڑک کر رہ گیا۔کیونکہ اب اسے بالکل وہاج کے پہلو میں بٹھایا تھا۔وہ شخص لب بھینچے بنا کسی تاثر کے بیٹھا رہا۔۔اس نے ڈوپٹے کی اوٹ سے وہاج کو دیکھا، جس کا اجنبیت بھرا رویہ اسے بے چین کیے ہوئے تھا۔ایک طرح سے موجودگی وہاں نہ ہونے کے برابر تھی۔انابیہ کا دل مزید بے چین ہوا۔اس نے ہی ہر بار مڑ کر اسے دیکھا تھا۔

وہاج سلطان سے مزید برداشت کرنا مشکل ہوا تو وہ اٹھ کر باہر نکل گیا۔

سب نے اس کی حرکت واضح نوٹ کی تھی لیکن کسی میں کہنے کی ہمت نہیں تھی۔ایک پل کے لیے انابیہ بھی زرد پڑ گئی تھی۔

"پریشان مت ہو۔ابھی آجائے گا، بس اب تو رخصتی ہونے والی ہے۔۔تم ہی ہمارے ساتھ جاؤ گی۔"

حریم نے اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالے کہا تو وہ دھیما سا مسکرائی۔

تعبیر کے ساتھ کھڑے نوفل نے وہاج کی بے مروتی واضح جذب کی تھی۔

آپ کا بھائی ایک نمبر کا سڑیل بے مروت انسان ہے۔جو اپنی شادی والے دن بھی نہیں مسکرا رہا،اور " ایک میں تھا جس کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔۔۔"نوفل یزدان کوئی موقع چھوڑ دے،ایسا ناممکن تھا۔

یزدان!! وہ تھک گئے ہیں۔،اب ویسے بھی رخصتی ہونے والی ہے۔۔تو بھائی پہلے چلے گئے،اس میں " کیا بڑی بات ہوئی۔؟تم کوئی موقع نہیں۔میرے بھائی کی غلطی پکڑنے کا۔۔" وہ چڑ کر بولی۔

آپ کا بھائی تو بہت مواقع فراہم کرتا ہے،ایک آپ ہیں جو فرصت کے لمحات فراہم نہیں " کرتیں۔۔"وہ گھمبیر تا سا بولے اس کی جانب جھکا۔

دیر ہو رہی ہے۔۔۔"وہ بوکھلا کر جانے لگی۔ "

بہت جلد میں ہم دونوں کے درمیان فرصت کے لمحات چاہتا ہوں۔تاکہ مزید دیر نہ ہو۔"اس نے " سرگوشیانہ کہہ کر کلائی دبا کر چھوڑی۔

تعبیر کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔۔وجود الگ اس کی ذومعنی بات پر کپکپایا تھا۔

" مجھے کوئی لمحات نہیں چاہیے۔۔"

وہ نظر جھکائے بدقت بولی تھی۔۔کیونکہ اس کی بولتی نگاہیں بنا دیکھے بھی احساس دلا رہی تھیں۔

وہ لڑکیاں مجھے دیکھ رہی ہیں۔۔ تعبیر۔۔ پھر مجھ پر الزام مت لگائیے گا۔۔ کہ میں تو ہوں ہی ٹھر کی، "
لڑکیوں کا دیوانہ۔۔۔"اس نے اگلے ہی پل بات کا اثر زائل کرنے کے لیے اسے چڑایا تھا۔

تعبیر نے نگاہ کے تعاقب میں دیکھا۔۔ جہاں کھڑی دو لڑکیاں، ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔ بلکہ وہ
یزدان کو دیکھ کر ہی آپس میں سرگوشیاں کر رہی تھیں۔

تمہاری نظر ان پر کیسے گئی؟؟" وہ ماتھے پر بل لیے مڑی، جب یزدان نے سنہری تاروں والے بال پیچھے "
سیٹ کیے۔۔

اب کوئی مجھے دیکھے اور میں مڑ کر نہ دیکھو تو یہ تو مقابل کی توہین ہے۔۔" وہ لاپرواہی سے بولا۔ "

توہین کے کچھ لگتے، جو تم میری توہین کر رہے ہو۔۔ کیوں وہاں دیکھ رہے ہو ادھر میری طرف "
دیکھو۔" تعبیر ملک کا غصہ پل میں ہی انتہا پر پہنچا۔اس کا چہرہ اس نے بے اختیاری میں اپنی جانب
موڑا۔۔ جبکہ اس کے عمل پر وہ دنگ ہوتا بھوری براؤن آنکھوں سے مسکرایا تھا۔۔ تعبیر نے فوری ہاتھ
پیچھے کر کے لب کاٹا۔

آپ دیکھنے نہیں دیتی۔ ورنہ یہ دو آنکھیں تو تا عمر آپ پر جمی رہنا چاہتی ہیں۔۔" وہ شانے اچکائے "
معصومیت سے بولا۔

اس پوری تقریب میں تم مجھے ہی دیکھ رہے تھے۔اور پھر بھی مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔۔" وہ دانت پیسے غرائی۔

یعنی آپ محسوس کر رہی تھیں۔پر انجان بنی مجھے سلگاتی رہی ہیں۔"یزدان جھک کر مصنوعی ناراضگی " سے بولا۔اپنی چوری پکڑے جانے پر وہ خفت زدہ ہوئی۔

یزدان۔سب جا رہے ہیں،۔اور مجھے بھی اپنی بھابھی کو لے کر جانا ہے۔۔"اس نے سامنے توجہ " دلوائے کہا۔

میراا انتظار کرنا۔۔" وہ سرگوشیانہ بولے باہر کی طرف ب-ڑھ گیا۔۔جبکہ تعبیر نے ان دو لڑکیوں پر " گہری قہر آلود نگاہ ڈالی تھی۔اس کی نگاہ کا تاثر ہی ایسا تھا کہ وہ گڑبڑا کر رخ موڑ گئی تھیں۔

یزدان نے پیچھے مڑ کر تعبیر کو دیکھا۔

دل مسرور سا گنگنایا تھا۔

محبت نہ کرنے کے باوجود یہ حال ہے تو اگر اس لڑکی کو مجھ سے محبت ہو گئی تو نا جانے نوفل۔یزدان کا " "کیا ہو گا۔۔

وہ دلفریبی سے سوچتا باہر نکل گیا تھا۔

وہ اس شور شرابے سے بچ کر گاڑی میں آ بیٹھا تھا۔اس سے زیادہ اس میں برداشت کا مادہ باقی نہیں تھا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟" نوفل کو گاڑی میں بیٹھے دیکھ کر اس کے ماتھے کے بل میں مزید اضافہ ہوا۔ "

تمہارے ساتھ جاؤں گا۔۔" وہ شانے اچکائے بولا۔"

میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔اترو دیر ہو رہی ہے۔۔۔" وہ سپاٹ پن سے بولا۔"

اتاولا پن جچتا بھی ہے۔۔آخری لڑکی جو اتنی پیاری ہے۔۔" وہ بے باکی سے بولے آنکھ دبا گیا۔۔"

مجھے ایسا مذاق ہرگز بھی پسند نہیں ہے۔۔اترو گاڑی سے۔۔" وہ دبا دبا غرایا۔۔"

سالے بہنوئی کا مذاق تو چلتا ہی رہتا ہے۔۔" وہ ازلی ڈھیٹ شخص تھا جو وہاج کو زچ کرنا نہیں چھوڑ سکتا" تھا۔۔

سرخ پڑتے چہرے کو دیکھنے لگا۔

نوفل اترو گاڑی سے۔۔۔" وہ زچ ہوا تھا۔"

انتقام اتنا لینا جتنا تم بھی برداشت کر پاؤ۔۔۔" اگلے ہی پل وہ سنجیدہ ہوا اور وہاج ٹھٹک گیا۔"

" تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔۔اپنی بیوی پر دھیان دو اترو گاڑی سے۔۔۔"

URDUNovelians

وہ نظر چرائے بولا۔

عورت ذات انتقام کے لیے نہیں بنی وہاج سلطان۔اور عورت سے انتقام لینا بھی کوئی مردانگی نہیں" ہے۔۔اس کی غلطی کی اسے اتنی سزا دینا کہ بعد میں تمہیں پچھتاوا نہ ہو۔۔اور تم خود سے بھی نظر ملا پاؤ, اس وقت تمہارے سر پر لگی تہمت نے تمہاری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر دی ہے۔۔ تمہارے

سر پر جنون سوار ہے اسے برباد کرنے کا، اسے اذیت دینے کا۔وہ ٹریپ کیا گیا۔۔اس کے چہرے سے چھلکتی معصومیت جتارہی ہے کہ وہ اتنی بری نہیں ہے۔جتنا وہ بنادی گئی ہے۔۔ "

" اپنی اوقات میں رہو نوفل۔۔۔" وہ دانت پیسے غرایا۔۔انابیہ کے حسن کے قصیدے وہ قطعی نہیں سننا چاہتا تھا۔

" اوقات کی باتیں ایک طرف رکھو۔اس وقت میں تم سے لڑنے کے موڈ میں نہیں ہوں ورنہ تمہیں تمہاری اوقات ایک پل میں بتادیتا۔۔ "

" تم حد سے بڑھ رہے ہو۔۔" وہاج کا ضبط جواب دے رہا تھا کسی بھی پل وہ بھینچی مٹھیاں کھولے اس پر جھپٹ پڑتا لیکن وہ تماشہ نہیں چاہتا تھا۔

" یاد رکھنا، وہ اب تمہارے نکاح میں ہے تمہاری عزت ہے، تم چاہو تو اسے اپنا غرور بنالو یا پھر اسے بری طرح روند ڈالو۔۔دونوں چوائسز تمہارے پاس ہے۔آج اگر تم ایک لڑکی سے انتقام لو گے تو یاد رکھنا تمہاری بیٹی کے ساتھ بھی۔۔۔ "

بکواس بند کرو۔۔۔ مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی۔ جاؤ یہاں سے۔" وہ سرخ پڑتی آنکھوں سے " غرایا تھا۔۔ جبکہ دل اس کی آخری بات پر شدت سے دھڑک کر رہ گیا تھا۔

تم سنو گے وہاج سلطان۔۔۔ آج تم نوفل یزدان کی ہی سنو گے۔۔۔ اگر تم نے اس لڑکی کے ساتھ " "کچھ ایسا ویسا کیا تو میں تمہاری جان اپنے ہاتھوں سے نہایت دردناک طریقے سے نکالوں گا۔۔۔

اس کی جانب جھکے وہ سرد پن سے بولا۔

اتنی جرات ہے کہ تم مجھے ہاتھ بھی لگا سکو۔۔۔" وہاج نے اس کا گریبان جکڑا۔۔ جبکہ آنکھوں میں مزید " طیش سمٹ آیا۔

"جرات تو تم میری اچھے سے جانتے ہو۔۔ چار قتل بنا ڈرے کر سکتا ہوں تو پھر تم کیا چیز ہو۔؟؟"

نوفل نے تمسخرانہ کہہ کر اگلے ہی پل وہاج کو ساکت کیا تھا۔ وہ کیسے بھول گیا تھا؟ کہ وہ عام انسان نہیں تھا۔۔ وہ بیس سال کی عمر میں چار چار قتل کیے جیل سے آزاد بھی ہو چکا تھا۔۔۔ اور کوئی اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکا تھا۔

وہاج نے قہر آلود اس اس کی چمکتی آنکھوں میں ڈالی جہاں الگ ہی جنون سمٹا تھا۔

اس جنون کو دیکھے وہاج کچھ بول نہیں پایا۔

نوفل آنکھ دباتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

وہ تعبیر کے ساتھ ہی جانا چاہتا تھا۔تا کہ اسے بحفاظت حویلی پہنچا سکے۔۔۔لیکن موبائل پر ہوئی بپ نے اس کی توجہ کھینچی۔۔وہ فرمان علی کے گھر سے کافی دور آچکا تھا۔۔جب اس نے سامنے دیکھا۔اس کی رگیں پل میں تنی تھیں۔فشار خون بلند ہونے لگا تھا۔اس نے ایک نمبر ملا کر موبائل کان سے لگایا۔

زین چوہدری، پانچ منٹ ہے تمہارے پاس۔۔پھر مجھے مت کہنا کہ میں نے قانون کو ہاتھوں میں لیا "ہے۔۔"

اس نے تنے جبڑوں سے بمشکل کہا۔

اپنے پیچھے دیکھو۔۔" دوسری جانب سے جواب سنتا وہ پیچھے مڑا۔۔جہاں وہ سیاہ لباس میں سیاہ رات کا " ہی حصہ لگ رہا تھا۔چہرہ بلیک ماسک سے چھپا ہوا تھا۔۔

نوفل وہی کھڑا رہا۔۔نہ چہرے پر حیرانگی پھیلی نہ کوئی تاثر،بس اس دشمن پر نظر جمائے کھڑا رہا۔۔

کیونکہ وہ جانتا تھا زین چوہدری ایک چھلاوا تھا،جو کبھی بھی کہیں بھی پہنچ سکتا تھا۔ زین اس کے پاس سے گزرتا آگے بڑھا۔۔اور سامنے موجود شخص کی پشت پر گن رکھی۔

وہ ل-ڑکی جسے وہ گھسیٹ کر لے جا رہا تھا۔۔بندھے منہ کے ساتھ سسکتی تڑپی تھی۔لیکن وہ بے دردی سے اس کے بال جکڑے اسے کھڑا کرنے لگا۔

زین دبے قدموں سے اس کی جانب آیا۔۔اس شخص کا نوفل پچھلے دو ہفتوں سے تعاقب میں تھا۔ وہ سجاد بٹ تھا۔۔ جیل میں اس کی نوفل یزدان سے شروع سے ہی دشمنی چلتی آرہی تھی۔ جس پر دونوں کی اچھی خاصی جھڑپ ہوئی تھی۔ تبھی اپنے بھائی رمیض بٹ کو اس نے نوفل یزدان کی بیوی کو اغواء کرنے کے لیے بھیجا تھا جس کی وجہ سے وہ جان سے گیا تھا۔

اور سجاد بٹ نامی اس شخص کا تعلق شایان ساگر سے بھی تھا۔ جس کے کئی خفیہ اڈوں کو وہ سنبھال رہا تھا۔۔اب اس کی جڑوں کو ہلانے کے لیے اس کی موت ضروری تھی۔۔

پشت پر نال محسوس کیے اس شخص کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔ "

رمیض بٹ کو تم نے بھیجا تھا۔۔ہاں یا نہ میں جواب دینا۔۔؟"زین نے جھک کر سرگوشیانہ کہا۔۔"

"وہ۔۔باس۔۔۔"

ہاں یا نہ۔۔۔"زین نے دباؤ ڈالے پوچھا۔۔

ہاں۔۔۔"اسی پل سائلنسر لگی پسٹل سے اس نے سر کی پچھلی جانب سے نشانہ لیا۔۔گولی سر کی پشت" کو چیرتی پیشانی سے نکلی،اور وہی اس شخص کا کام تمام ہوا تھا۔

نوفل نے اس کو نیچے گرتا دیکھا تو جلتا دل جیسے پرسکون ہوا تھا۔

زین نے اس لڑکی کو دیکھا جو اب پھیلی آنکھوں سے اس کی لاش کو دیکھ رہی تھی۔

اپنی مرضی سے بھاگی تھی؟؟زین نے اس لڑکی کو دیکھے سنجیدگی سے سوال کیا۔۔جس کا بھیگا چہرہ شرم" سے جھک گیا تھا۔

وہی ازلی کہانی تھی۔۔فریبِ محبت کی، جس کے جھانسے میں وہ لڑکی بھی آگئی تھی۔اور اب وہی محبوب اسے سجاد بٹ نامی درندے کے ہاتھوں بیچ چکا تھا۔

"گھر جانا چاہتی ہو یا پھر؟؟کسی دارالامان میں؟"

اس نے جھک کر منہ سے ٹیپ ہٹائی۔تو الجھی سانسیں خارج کرتی وہ بری طرح رونے لگی۔۔

زین کئی پل اسے دیکھتا رہا، وہ لڑکی اپنے قریب ایک سایہ محسوس کرتی سہمی۔

گھبراؤ نہیں۔۔تم اب محفوظ ہو۔۔"زین نے اسے ڈھارس دی۔"

جبکہ نوفل نے نے زین کو دیکھا۔

تم اگر اجازت نہیں بھی دو گے تو اس آدمی کو میں اپنے ہاتھوں سے بقیہ گولیاں ضرور ماروں "گا۔۔کیونکہ اس شخص کو میں اپنا ہاتھوں سے مارنا چاہتا تھا۔

نوفل قدم لیتے آگے آیا، اور لاش کو دیکھ کر بے تاثر لہجے میں بولا۔

کھڑی ہو جاؤ۔۔۔"زین نے اس لڑکی کو کھڑا ہونے کا اشارہ دیا۔۔اور اسے لیے اپنی گاڑی کی طرف" بڑھا۔جو سہمی سی اس کے ساتھ چلے جا رہی تھی۔

نوفل نے اسکی لاش کو سرد پن سے دیکھا اور بنار کے چھ فائر اس کے سینے پر کیے۔۔ تب بھی دل میں بھڑکتی آگ سرد نہیں پڑی تھی۔۔یہ آگ تب تک سرد نہیں پڑتی جب تک وہ اصل مجرم کو انجام تک نہ پہنچا دیتا۔

زین اس کی جنونی طبعیت کو اچھے سے جانتا تھا۔ تبھی اسے بالکل بھی نہیں روکا تھا۔

وہ پورے ایریا میں نظر دوڑاتی بے چین ہوئی تھی۔ لیکن یزدان کہیں بھی نہیں تھا۔۔اس کی بے قراری بڑھنے لگی۔۔پوری تقریب میں اس نے بری طرح بوکھلائے رکھا تھا۔اور حویلی ساتھ جانے کا بھی کئی بار جتایا تھا۔ لیکن اب عین وقت پر خود غائب ہو گیا تھا۔

نجمہ بیگم کو بھی اس نے کہہ دیا تھا کہ وہ یزدان کے ساتھ حویلی آئے گی۔پر اب اسے خود پر افسوس ہو رہا تھا۔

میم !! ڈرائیور کی آواز سن کر وہ پیچھے مڑی۔۔جو مودب سا سر جھکائے کھڑا تھا۔"

آپ تو چلے گئے تھے۔۔وہ عمر رسیدہ ڈرائیور کو دیکھتی حیران ہوئی۔"

"سر کا آرڈر ہے۔کہ آپ کو بحفاظت حویلی پہنچا دیا جائے۔۔"

تعبیر کا چہرہ غصے کی زیادتی سے سرخ پڑا۔۔"دھوکے باز آدمی۔۔۔"وہ بڑبڑائی تھی۔

عین وقت پر وہ دغا دیے نا جانے کہاں چلا گیا تھا۔

وہ کچھ بتا کر گئے ہیں، مجھے تو انہیں کے ساتھ جانا ہے۔؟؟" وہ بضد ہوئی تھی۔ "

" نو میم۔۔ بس آپ کو لے جانے کا کہا ہے۔۔ سب جا چکے ہیں، آپ بھی آ جائیں۔۔ "

ڈرائیور اب گھبرایا تھا۔۔۔ تعبیر کے معاملے میں کوتاہی ان کو اچھی خاصی سزا دلوا سکتی تھی۔

ہمم چلو۔۔" وہ ایک طائرانہ نگاہ پورے ایریا میں ڈالے وہ پاؤں پٹختی آگے بڑھی۔۔ دل تو چاہ رہا تھا وہ " کسی طرح سامنے آ جائے اور اسے خوب سنائے۔۔ لیکن وہ شخص اسے بھول کر نا جانے اب کس میٹنگ میں مصروف تھا۔ یہ خیال آتے ہی جیسے دل پر چبھن ہوئی تھی۔۔ ایک پل کے لیے اس کا من چاہا مینشن لوٹ جائے۔۔ لیکن بھائی کی خوشی بھی حد درجہ عزیز تھی۔

پورا راستہ خاموشی سے کٹا، انابیہ نے کئی بار اس سے بات کرنا چاہی، لیکن وہ فاصلے پر بیٹھا بیگانہ بنا رہا تھا۔ اس کی بے اعتنائی دل میں وسوسے ڈال رہی تھی۔

پر کچھ حد تک وہ مطمئن بھی تھی۔ کہ وہاں سے تنہائی کا احساس نہیں ہو گا۔۔ حریم کا اپنائیت بھرا لہجہ دل میں پھیلے ڈر کو کچھ پل کے لیے زائل کر گیا تھا۔

فضا میں سگریٹ کا دھواں بڑھا تو وہ کھانسی تھی۔ لیکن وہاج نے کوئی تاثر نہیں دیا۔

وہاج انابیہ کی طبعیت خراب ہو جائے گی۔۔" حریم نے اس کی توجہ دلوائی۔۔"

اب تو اسے عادی ہو ناپڑے گا۔۔" وہاج تلخی سے بولا۔انابیہ اپنی ہتھیلیاں دیکھتی رہ گئی۔"

وہاج کے لفظ سادہ تھے لیکن اس میں پنہاں تلخی وہ بھانپ کر بھی نظر انداز کر گئی۔

وہ شخص سراپا سکون تھا۔۔ تلخ بولتا یا میٹھا، انابیہ ہر حال میں خوش تھی۔

حریم کی موجودگی میں وہ مناسب بھی نہیں سمجھ رہی تھی کہ کوئی سوال کرے، یا حویلی کے بارے میں پوچھ لے۔۔

گاڑی پتھریلی روش سے گزرتی اندر رکی تو حریم نے اگلی سیٹ سے اٹھ کر اس کے لیے دروازہ کھولا۔

"مجھے آنے میں دیر ہو جائے گی۔۔انابیہ کو کمرے میں پہنچا دیجیے گا۔۔ میرے کچھ دوست آئے ہیں۔۔"

وہ گاڑی سے اترتا باہر کی طرف بڑھا۔۔ جبکہ انابیہ کا حلق خشک ہوا تھا۔

وہاج کا ساتھ پھر بھی ڈھارس دے رہا تھا۔۔ لیکن وہ تو اسے تنہا کیے چلا گیا تھا۔

گھبراؤ نہیں۔۔ حویلی میں سب تمہارا بہت خیال رکھیں گے۔۔ بلکہ سب تمہاری معصومیت دیکھ کر " تمہارے گرویدہ ہوگئے ہیں۔امی تو ہتھیلی کا چھالا ہی بنالیں گی۔۔ "

حریم مسکراتی اس کا لہنگا ٹھیک کیے باہر لائی۔۔جب تعبیر نے بھی اسے دوسری جانب سے آکر اسے تھاما۔

حویلی کے آگے کھڑی عورتوں کی آنکھوں میں ستائش، واشتیاق ابھرا تھا۔

اس کی ہتھیلیاں بھیگنے لگی۔ حویلی کے لاؤنج میں بٹھا کر نجمہ بیگم نے اس کے ہاتھ میں کنگن پہنائے اسے کئی دعاؤں سے نوازا۔۔ان کا انداز سادہ تھا۔۔پر انابیہ کو اس میں شدید خالص پن محسوس ہوا تھا۔

لبوں پر مسکراہٹ چپک سی گئی تھی۔۔

پر نظریں بے قرار سی وہاج کو تلاش رہی تھیں۔

تعبیر حریم بہو کو کمرے میں لے جاؤ، وہاج بس آتا ہی ہو گا۔" نجمہ بیگم نے ساری رسوم کے بعد اس کا" تھکا تھکا چہرہ دیکھے کہا، تو وہ ایک پل کے لیے لرزی تھی۔۔ تنہائی میں وہاج سلطان کا سامنا اس کی نازک جان سے بڑھ کر تھا۔

وہاج بھائی تھوڑے کھڑوس تو ہیں۔ لیکن دل کے بہت اچھے ہیں۔۔اور ویسے بھی آپ تو ان کی پسند " ہیں۔اور کچھ آپ پیاری ہی اتنی ہیں کہ آپ کے معاملے میں تو سارا غصہ سارا کھڑوس پن وہ ایک طرف " رکھ دیں گے۔

تعبیر کا شرارتی لہجہ سنتی وہ شرمائی تھی،۔

براؤن منقش دروازہ کھلا تو تازہ پھولوں کی مہک نتھنوں سے ٹکرائی۔۔ ٹھنڈی سی لہر وجود میں دوڑی تھی۔۔اس نے نگاہ اٹھا کر کمرے کی جانب دیکھا۔۔جو وہاج سلطان کی شاندار شخصیت جیسا ہی نفیس طریقے سے سیٹ تھا۔۔

ہر چیز دیدہ زیب تھی۔وہ شخص منفرد تھا۔۔تو کمرے کی سجاوٹ بھی منفرد ترین تھی۔

سرخ سفید پھولوں کی سجاوٹ، خوشبو سانسوں، اور آنکھوں پر بھی اچھا تاثر چھوڑ رہی تھی۔

آجاؤ۔ تم تھک گئی ہو گی۔۔ بھائی تو مجھ سے بڑے ہیں لیکن تم ان سے کافی چھوٹی ہو تو میں بھابھی" بالکل نہیں کہوں گی۔" انابیہ کا گلاب چہرہ دیکھے وہ خوشگواری سے بولی تھی۔

انابیہ بھی دھیمے سے مسکراتی سر ہلا گئی۔اس کی مسکراہٹ قاتلانہ تھی۔ تعبیر کو وہاج کی پسند پر رشک آیا تھا۔دل اب اطمینان میں تھا کہ اس کا بھائی اس لڑکی کی ہمراہی میں اپنے غم بھول جائے گا۔

تعبیر نے آگے بڑھ کر اسے بیڈ پر بٹھایا۔اور اس کا لہنگا سیٹ کیا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں کمرے سے نکل گئی تھیں۔۔

وہ اب سجی سنوری بیڈ پر اپنا لہنگا پھیلائے بیٹھی تھی۔

اس کی دلی مراد پوری ہو چکی تھی۔اس نے وہاج سلطان کو آخر حاصل کر ہی لیا تھا۔اب بس اپنے عمل کی معافی مانگنی تھی۔

آنے والے لمحات کا سوچتی وہ گلابی پڑتی کبھی پسینے سے بھری ہتھیلیاں سہلاتی تو کبھی پیشانی پر چمکتے پسینے کو صاف کرتی۔۔اس وقت وہ گھبرائی سی انابیہ وہاج سلطان لگ رہی تھی۔

تعبیر اور حریم اسے خوب تسلی دے کر گئیں تھی۔

انتظار کرتے وہ اب تھکنے لگی تو اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔

جب واش روم کا دروازہ کھلا اور وہ ڈر کر اچھلی۔

آنکھوں کی پتلیاں پھیل سی گئیں۔

"وہاج!! آپ۔۔۔آپ تو باہر تھے۔ پھر اندر کیسے آئے؟"

اسے عام سے حلیے میں دیکھ کر اسے کس انہونی کا احساس ہوا۔

ہاں میں باہر ہی تھا اب بھی سب لوگوں کے مطابق باہر ہی ہوں۔ لیکن میں تمہارے پاس ہوں، "
" تمہارے گناہ کی سزا دینے کے لیے،،

وہ جارحانہ تیور لیے اس کی جانب بڑھا، جب وہ خوف سے سفید پڑتے پیچھے کھسکی۔

اس نے بازو سے جکڑ کر اپنے قریب کھینچا۔

"!! وہاج۔۔

وہ سینے سے ٹکرائی بمشکل فاصلہ بنا پائی تھی۔

"تم نے میری عزت کا تماشہ بنا کر اچھا نہیں کیا مسز انابیہ سلطان۔

لیکن اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ عزت کا جنازہ نکالنا کیا ہوتا ہے۔؟

سب کے مطابق میں اپنے دوستوں کے ساتھ ہوں۔ لیکن تم اغواہ ہو چکی ہو اور جب کچھ دن بعد تم میرے بچے کی ماں بنے لٹی پٹی گھر واپس آ ؤ گی تو سب سے پہلا ہمدرد تمہارا میں ہوں گا۔

تم سب کو یقین دلاتی رہو گی کہ یہ بچہ میرا ہے لیکن کوئی یقین نہیں کرے گا کہ یہ بچہ وہاج سلطان ملک کا ہے۔ کیونکہ تم ایک اغوا شدہ لڑکی کہلائی جا چکی ہو گی۔ اور میں بے قراری سے تمہیں اتنے دن سے تلاش کر رہا ہوں گا۔

"دیکھو کتنی سولڈ سٹوری ہے۔

وہ طنزیہ مسکرایا جبکہ وہ اس کا سفاک سرد چہرہ دیکھ کر ساکت رہ گئی۔

"نن نہیں وو وہاج آپ۔۔۔ ایسا نہیں کریں گے۔۔"

وہ سہمتی بمشکل کہہ پائی۔

وڈیروں سے کبھی اچھے کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔ وڈیرے ظالم ہوتے ہیں، وہ محبت کے معنی نہیں "

" جانتے۔ اور جو ان کی عزت پر حرف لے آئیں ان کو برباد کر دیتے ہیں۔

اس نے چہرہ قریب کیے کہا اور ایک دم اس کی مخصوص نس کو دبا دیا۔

وہ اس کی بازوؤں میں تڑپتی جھول گئی۔وہاج سلطان نے اس کے سجے سنورے سراپے کو بانہوں میں بھر کر باہر کی جانب قدم بڑھائے۔۔

یقیناً وہ اسے پچھلے دروازے سے باہر لے جانے والا تھا۔

اس جانب کا دروازہ بہت کم ہی استعمال کیا جاتا تھا۔۔

وہ حویلی سے نکل کر باہر آیا،اوراس کا بیہوش وجود گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹایا،۔ایک نفرت آمیز نگاہ اس نے انابیہ کے چہرے پر ڈالی تھی۔۔دل تو چاہا کہ ابھی اسی وقت اسے بے دردی سے مار دے۔۔لیکن سوئی ہوئی وہ معصوم لڑکی اسے ناجانے کیسے روک گئی تھی۔۔

اس نے انجیکشن نکال کراس کی بازو میں انجیکٹ کیا۔۔تاکہ وہ ہوش میں نہ آسکے۔۔اس پل اسے یہی بہتر لگا تھا۔وہ اپنا کام کیے فوری دور ہوئے گاڑی کا دروازہ بند کیے گہرے سانس لینے لگا۔وگرنہ اس کا چہرہ اسے ضبط کھودینے پر مجبور کر دیتا۔۔

وہ فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھا۔اور گاڑی سٹارٹ کیے سپیڈ بڑھا چکا تھا۔

وہاج سلطان کی غیر موجودگی پر سب حیران پریشان بڑے ہال میں موجود تھے۔

تعبیر الگ فکر مند سی کھڑی تھی۔اسے تو اب بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ وہاج کمرے میں نہیں ہے۔

مجھے لگ ہی رہا تھا کہ وہ ایسی حرکت ضرور کرے گا۔۔پر اس حد تک۔۔۔جائے گا سوچا بھی نہیں تھا۔" " کمال ملک ضبط سے بولے۔۔

نجمہ بیگم کا چہرہ الگ ستا ہوا تھا۔

پر ابو بھائی نے یہ حرکت کیوں کی۔۔جب شادی ان کی پسند سے ہوئی تھی تو پھر وہ بھابھی کو کیوں لے گئے ؟؟" وہ آج پہلی مرتبہ باپ سے سوال کرتے گھبرائی نہیں تھی۔

تمہیں نہیں پتہ وہاج بھائی کے کارناموں کا؟؟" اروشے نے تمسخر سے اسے دیکھا، جس کے چہرے پر حیرانگی سمٹی تھی۔

اروشے۔۔۔بڑوں کی باتوں میں نہیں بولتے" سلمان ملک نے اسے جھڑکا تھا۔"

بڑوں کی بات کہاں سے آئی۔۔سارا شہر بلکہ مجھے تو لگتا ہے ساری دنیا نے وہاج بھائی کے محبت چرچے دیکھے ہوں گے۔۔"

کیا کہہ رہی ہو۔۔؟" تعبیر کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔"

تمہارے شوہر نہیں بتایا؟؟" اروشے مصنوعی حیرانگی سے بولی۔"

اروشے اندر دفعہ ہو جاؤ۔۔۔" سلمان ملک نے ثمینہ کو اشارہ کیا۔"

وہ کیسے بتائے گا۔۔۔اسی نے تو سارا معاملہ سنبھالا تھا۔ورنہ تم اور تمہارا بھائی آج منہ دکھانے کے قابل نہ ہوتے۔۔"

اروشے۔۔"ایک زوردار تھپڑ جمال ملک نے اس کے منہ پر مارے اس کی زبان کو روکا تھا۔"

اس نے حیرت سے اپنے باپ کو دیکھا جو نا جانے کب وہاں آئے تھے۔

"دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔"انہوں نے بازو پکڑے اسے دور کیا۔وہ منہ پر ہاتھ رکھے تن فن کرتی وہاں سے نکلی تھی۔

"ابو اروشے کیا کہہ رہی ہے؟؟" تعبیر کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔انہونی کا احساس وجود میں سرایت کر رہا تھا۔"

"کچھ نہیں ہوا تم پریشان مت ہو۔۔"کمال ملک نرمی سے بولے۔۔"

"ابو بھائی بھابھی گھر پر نہیں ہیں مہمان حویلی میں موجود ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں پریشان نہ ہوں، خدارا مجھے بتادیں۔۔ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔"اس کا دل بری طرح گھبرا رہا تھا۔

انہوں نے سلمان ملک کی طرف دیکھا۔۔جس نے بنا تمہید باندھے ساری سچائی تعبیر کے گوش گزاری۔۔اس کا بے ساختہ منہ پر گیا۔

اتنی تلخ حقیقت، اتنا بڑا ہنگامہ ہو گیا تھا۔اور وہ لاپرواہ بے خبر رہی تھی۔۔یہاں تک نے نوفل یزدان نے اسے بتانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

اس کا بھائی اتنا کچھ برداشت کر چکا تھا۔۔اور وہ اپنے ہی غم کو روتی بیمار پڑی تھی۔شاید اس نے خود غرضی کی انتہا کی تھی۔

اسے نوفل یزدان پر اس وقت شدید تاؤ آیا۔۔ پہلے رات اس کا بنا بتائے جانا۔۔ پھر اب یہ حقیقت۔اس کا دل چاہا خود کو کچھ کر لے۔۔یا پھر نوفل یزدان کا گریبان پکڑ اس سے ہر سوال کا جواب لے۔۔پر وہ یہاں ہوتا تو کچھ کرتی ناں۔۔وہی ایک کاؤچ پر بیٹھتی وہ سر تھام کر رہ گئی۔

مختلف سوچیں اسے سہانے لگی تھیں۔۔پہلے اپنی وجہ سے بدنامی اور اب وہاج پر لگی تہمت دنیا والوں کو عزت کی بقیہ دھجیاں اڑانے کا مواقع فراہم کر گئی تھی۔

بیڈ پر شرٹ لیس لیٹا وہ سیگریٹ کے گہرے کش لے رہا تھا۔

وہ نرم نازک وجود اب بھی بیہوش نیند کی وادیوں میں گم تھا۔۔پر اب شاید نشہ اتر رہا تھا۔۔اور حواس جاگ رہے تھے۔۔

اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تو پلکوں پر بھاری وزن محسوس ہوا۔جبکہ گلے پر چھبن بڑھ رہی تھی۔

سر تھام کر وہ اٹھنا چاہتی تھی لیکن جسم پر بوجھ اور ٹانگیں جکڑی ہوئی محسوس ہوئی۔

آنکھیں مسل کر اس نے بمشکل کھولی۔۔اور کئی بار جھپکی تاکہ بہتر محسوس کر سکے۔

دماغ گمان سے حقیقت کی جانب پلٹا تو شعور بھی بیدار ہوا، رفتہ رفتہ حواس بحال ہوئے تو سب یاد آنے لگا۔ کل ہی تو اس کی شادی ہوئی تھی۔اور پھر اسکا حویلی آنا، پھر وہاج سلطان کا کمرے میں آنا۔اور پھر۔۔اس سے آگے وہ سوچ نہیں پائی۔۔ حلق مکمل۔خشک اور جسم وجان میں ایک خوف کی لہر پھیلی۔فق ہوتے چہرے سے اس نے دائیں جانب خوف سے دیکھا۔۔اور۔۔پھر جیسے ہر سوچ ہر حرکت سے وہ ماورا ہوتی تھم گئی۔آنکھیں پھیل گئی۔

وہاج۔۔۔" اسے اپنی ہی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

وہ اب بھی چت لیٹا سگریٹ کے گہرے کش لے رہا تھا۔ایک بازو سر کے نیچے رکھے وہ اپنی ٹانگ کو دوسری پر رکھے پاؤں کو ہولے ہولے حرکت دے رہا تھا۔جیسے کمرے میں تنہا ہو۔

جاگ گئی تم؟؟" اس نے آخری کش لے کر سگریٹ پھینکا۔۔اور دوسرا جھٹ سے جلایا، جیسے اس " شغل میں رکاوٹ نہیں چاہتا ہو۔

وہاج جو آپ نے۔۔۔رات۔۔۔۔کہا تھا۔" وہ اپنے وجود کی جانب خوف سے دیکھے اٹھنے لگی۔۔جب " ٹانگوں پر بندھی رسی دیکھ کر اس کی چیخ نکلتے نکلتے رکی۔

اس نے اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھا۔جو خوف سے بے ساختہ لبوں پر گیا تھا۔

وہاج۔۔۔یہ سب کیا۔۔۔یہ آپ ؟؟" وہ اپنے جسم کو بمشکل حرکت دے پائی۔لیکن رسی سختی سے " باندھی گئی تھی۔

رات تم کافی پیاری لگ رہی تھی۔۔مجھے زرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ تم اتنی خوبصورت بھی لگو گی۔اور " سب سے بڑھ کر تمہارے ہاتھوں کی مہندی,جو میں کئی لمحے دیکھتا رہا۔۔اور تمہاری ہتھیلیوں پر لکھا میرا نام کافی بچ رہا تھا۔ایک پل کے لیے میرا دل چاہا,وہ نام ہمیشہ کے لیے تمہارے ہاتھوں پر اس بری طرح ثبت کردوں کہ تم مٹانہ پاؤ,لیکن میں تمہیں ہر اذیت ہر سزا تمہارے ہوش میں آنے کے بعد نہایت " تسلی سے دینا چاہتا تھا۔

اس کا پراسرار خشک لہجہ آنکھوں میں خوف بھرنے لگا۔

وہاج۔۔!!اس گھٹن سی محسوس ہونے لگی تھی۔۔کمرے میں شاید حبس بڑھ رہا تھا یا پھر اس کے لفظ " کی تپش اس کا دم نکال رہی تھی۔

اس کے وجود پر وہی برائیڈل ڈریس تھا۔۔لیکن جیولری چوڑیاں۔کنگن سب ندارد تھے۔ایک اور جھٹکا اسے نہایت بری طرح لگا تھا۔

یہ سب۔۔۔وہاج آپ نے۔۔۔" وہ کپکپاتے لبوں سے بولی۔"

کیسا محسوس کر رہی ہو؟؟" وہاج اب بھی چت لیٹا کش لے رہا تھا۔۔جب انابیہ کے ضبط کی طنابیں" ٹوٹی۔

آپ نے۔۔۔کیا۔۔۔کیا مم میرے ساتھ۔۔۔" وہ حلق کے بل چلائی۔"

ششش۔۔۔وہ جھٹ سے اٹھتا مڑا اور اس کا جبڑا اس ہاتھ سے دبوچا جس میں سیگریٹ تھا۔زرا سی بھی" حرکت اس کا سفید گال جلا سکتی تھی۔

آواز بلند مت کرنا۔۔" اس نے خونی آنکھوں سے اسے گھورے۔۔قریباً اس کے اوپر جھکے کہا۔"

URDUNovelians

وہاج مم میں جل جاؤں گی۔۔۔" وہ بھیگی متورم آنکھوں سے بولی۔۔جبکہ وہاج کی نظر بھی سیگریٹ پر گئی ۔،

اتنے سے شعلے سے کیا جلو گی؟؟ جو آگ میرے اندر بھری ہے۔۔اس کی حدت زرا سی بھی تم پر پڑ گئی" "ناں انابیہ سلطان،اگلے ہی پل جل کر خاک ہو جاؤ گی۔

اس نے شعلے پر نظر جمائے کاٹ دار لہجے میں کہا۔

وہاج۔۔آپ کو ہو کیا گیا ہے؟؟۔۔۔یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟" وہ بھیگی صدمے سے پر آواز میں بولی۔"

"تمہیں نہیں پتہ۔۔۔انابیہ جان۔۔کہ مجھے کیا ہوا ہے؟۔"

اس نے تمسخر سے اسے دیکھا۔۔انابیہ کا دل بری طرح لرزا۔اس کا جان کہنا جان ہی تو نکال رہا تھا۔

اس کا انگوٹھا اب گال سہلانے لگا۔جبکہ سگریٹ کا شعلہ بڑا ہوتا جا رہا تھا۔۔کس بھی لمحے راکھ اس کے چہرے پر گر جاتی۔اور گال پر نشان پڑ جاتا۔

تم یہی تو چاہتی تھی۔۔کہ تمہیں سراہا جائے۔۔ تبھی تو وہ ڈیٹ ارینج کی۔۔وہ ویڈیو، وہ سب کیا" ہے۔۔اب جب سراہ رہا ہوں تو گھبرا کیوں رہی ہو۔۔؟"

وہاج مم مجھے ڈر لگ رہا ہے۔پلیز۔۔ایسے نہ کریں۔" وہ پھڑ پھڑاتے لبوں سے بولتی وہاج کو قہقہ لگانے" پر مجبور کر گئی۔

"ڈر۔۔۔

وہ سیدھا ہوتا قہقہ لگائے انابیہ کو حیران پریشان کر گیا۔

اس کی الجھی حالت کسی نفسیاتی شخص سے کم نہیں تھی۔

بھاڑ میں گیا تمہارا ڈر انابیہ بی بی۔۔ میری عزت سے بڑھ کر تمہارا ڈر نہیں ہو گا۔۔ جسے تم نے اپنی اس " گھٹیا محبت کی خاطر روند ڈالا۔ "

یکلخت دھاڑ کر اس نے سیگریٹ زمین پر پھینکی۔اور خود اس کی جانب آیا، اور منہ دوبارہ سختی سے دبوچا۔درد سے لبوں سے کراہ نکلی،اس کے آنسو کنپٹی میں جذب ہونے لگے۔۔

"اب تو تمہارا ہر پل سامنا ڈر، درد اور مجھ سے ہو گا۔عادی بنالو خود کو میری جان۔۔ "

وہ چہرے پر جھکتے بولا جبکہ انابیہ نے خوف سے آنکھیں میچ لی۔ کھلی آنکھوں سے وہ خود کو پامال ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

کم آن بے بی۔۔آنکھیں کھولو۔ تمہارے ٹوٹے دل کو جوڑنے کا سامان کر رہا ہوں یہی تو تم چاہتی " تھی۔۔تو پھر آنکھیں کیوں بند کر رہی ہو؟" وہاج کا سلگتا لہجہ اس کا وجود جھلسا گیا۔

آنکھیں کھولو۔۔۔"اس نے جبڑے پر دباؤ بڑھائے حکم دیا۔ "

URDUNovelians

وہاج پلیز۔۔۔رک جائیں۔۔ مم میں مر جاؤں گی۔۔۔" وہ ہچکیوں سے روتی بے بس ہوئی۔۔بندھی" ہوئی ٹانگوں میں الگ درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

تو مر جاؤ۔۔بلکہ میں خود مار دوں گا۔۔۔"اس نے گردن کی جانب ہاتھ بڑھایا، جیسے کسی بھی پل گلا دبا" دے گا۔۔اس نے اپنے مضبوط ہاتھ سے اس کی صراحی دار گردن جکڑی۔

وہاج۔۔۔نن نہیں۔۔"وہ گرفت میں بری طرح تڑپنے لگی۔

نہیں۔۔اتنی آسانی سے نہیں۔۔ابھی تو تم نے بھی اسی طرح بدنام ہونا ہے۔۔اسی طرح اپنے بے نام" "وجود کو لے کر خوار ہونا ہے۔۔میڈیا پاور کا استعمال کرنا ہے۔

وہ اس کے اعصابوں پر لفظوں کے تازیانے مارتا اسے خوار کرنے لگا۔

بتاؤ کروگی ناں میڈیا پاور کا استعمال وہاج سلطاج کی جان انابیہ فرمان علی۔۔اب جب پامال ہونے کے " "بعد مجھے رسوا کروگی ناں تو مجھے کوئی دکھ کوئی افسوس نہیں ہوگا۔بلکہ فخر ہوگا کہ میرا انتقام جیت گیا۔

اگلے ہی پل اس کا لہجہ عجیب بے تاثر سرد ہو چکا تھا۔ جبکہ انابیہ کو سمجھ آچکا تھا کہ وہ شخص یہ سب کیوں کر رہا ہے؟

"مم مجھے معاف۔۔۔ کک کر دیں۔۔ مم میں نے۔۔۔"

"بکواس بند کرو۔۔ تمہاری زبان کھینچ لوں گا۔۔ اگر معافی کا لفظ بھی منہ سے نکالا۔۔"

اس نے جبڑا چھوڑ کر اسے بازوؤں میں جکڑے بمشکل بٹھایا تھا۔

پلیز۔۔ وہاج رک جائیے"۔ وہ فریادی بنی تڑپی تھی۔۔ لیکن اس ستمگر پر انتقام کا جنون سوار تھا۔۔ سب" اچھائی بھلائے اس وقت وہ صرف درندہ بن جانا چاہتا تھا۔

نہیں انابیہ۔۔۔ آج نہیں۔۔ آج تو تمہارا دن ہے۔۔ اور تم رو کیوں رہی ہو؟ چلو آنسو صاف کرو۔۔۔" " اس نے بے دردی سے آنسو رگڑ کر لاپرواہی سے کہا۔

ٹانگیں بندھی ہونے کی وجہ سے وہ بیٹھ بھی بمشکل پا رہی تھی۔

اب ہم ویڈیو ریکارڈ کریں گے، ٹھیک اسی طرح جیسے تم نے ریکارڈ کی تھی۔۔ کلائی تم نے کس وقت" کاٹی تھی؟؟" وہاج نے ابرو اچکائے پوچھا۔ انابیہ نے لب کاٹ کر سسکی بھری تھی۔ وہ لمحے تازہ ہونے لگے۔۔

"بولولڑکی۔۔۔" وہ ایک بار پھر دھاڑا تھا۔"

"صبح۔۔۔۔ صبح کاٹی تھی۔۔۔ صنم۔۔۔۔"

جسٹ شٹ اپ۔۔۔اپنے کیے گئے گناہ کا الزام کسی کے سر پر مت ڈالنا۔۔ورنہ۔ میں تمہیں اگلا سانس " لینے کی مہلت نہیں دوں گا۔" وہ اس کی جبین دبوچے شدت پسندی سے بولا۔

انابیہ کے رونے میں شدت آئی تھی۔

اوپس میں تو بھول گیا۔۔ چلو چہرہ صاف کرو۔۔ میں کیمرہ سیٹ کرتا ہوں۔۔ تم نے آج اپنے اوپر ہوئے " ظلم کی داستان نہایت رو رو کر سنانی ہے۔۔ عورت کا واحد ہتھیار آنسو۔۔ ہمم۔اس کا بے دریغ استعمال "کرنا، کیونکہ ان کو بہانے کی وجہ تو میں تمہیں بے حساب دے سکتا ہوں۔

اس کے بال دونوں ہاتھوں سے سمیٹ کر اسے پچکارے بولا۔ جبکہ انابیہ کو اس کے ہاتھوں کا لمس تکلیف دیتا رگوں کو بری طرح کاٹ رہا تھا۔

وہ خوف سے سمٹی تھی۔۔ چہرہ رونے کی وجہ سے سرخ ہو چکا تھا۔اس نے سہمی نگاہ وہاج سلطان پر ڈالی۔

جو اب بیڈ سے اتر کر اس کی جانب آ رہا تھا۔

اس کے قدموں کی چاپ اوراس کے خطرناک تیور اسے جتا گئے تھے کہ آج اس کی بربادی مکمل طے ہے۔۔اس نے پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

پلیز۔۔رک جایئے۔۔آپ کو اللہ کا واسطہ ہے وہاج۔۔ پلیز۔۔ مجھے برباد مت کیجیے۔" وہ دونوں " ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپاتی شدت سے چیخی تھی۔

وہاج وہی رکتا چند پل تھم سا گیا۔

اس نے انابیہ کا گھٹری نما وجود سرخ شعلہ بار نگاہوں سے دیکھا۔۔اسی پل وہ لفظ وہ ہدایات یاد آئیں،۔جس کو وہ بالکل نہیں سوچنا چاہتا تھا۔۔

نوفل یزدان کے لفظوں نے جیسے دماغ میں اپنی تاثیر چھوڑی تھی۔اسی شخص کے لفظوں نے اس کے قدم روک دیے تھے۔۔

اس نے مٹھیاں بھینچ کر جیسے ضبط کرنا چاہا لیکن وہ لفظ وہ تہمت جان کا روگ بنے اسے اندر ہی اندر کھا رہے تھے۔

اس نے سائیڈ ٹیبل سے گلاس اٹھا کر پوری شدت سے زمین پر مارا، جیسے اپنی فرسٹریشن نکالنی چاہی ہو۔

کانچ کی آواز فضا میں بکھری تو وہ مزید سہم کر اپنا چہرہ چھپا گئی۔ کہیں کانچ اس کے چہرے کو زخمی نہ کر دے۔۔

انابیہ کا سہما وجود اس کا دل بری طرح جکڑ گیا تھا۔وہ شکست خوردہ سا وہیں بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گیا۔

کئی پل وہ ابلتے خون کو اعتدال پر لانے کے لیے گہری سانسیں لیتا رہا۔ا

اس سے زیادہ درندگی کا ثبوت وہ کم از کم نہیں دے سکتا تھا۔شاید ابھی ضمیر زندہ تھا۔یا پھر اپنے دشمن کے لفظوں نے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی تھیں۔

کمرے کی جامد فضا میں انابیہ کی سسکیاں، اور اس کی سانسوں کی رفتار کا شور تھا۔

عزت مرد اور عورت دونوں کی برابر ہوتی ہے۔۔۔ لیکن تم اس چیز سے ناواقف تھی۔ تبھی مجھے رسوا" "کرنے سے پہلے نہ تم نے اپنے بارے میں سوچا اور نہ میرے بارے میں۔

اس کا تھکن سے پُر لہجہ سنتے اس نے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر آواز کے تعاقب میں دیکھا تھا۔

وہ چہرہ جھکائے اس کی جانب پشت کیے بیٹھا تھا۔اسے ڈھیروں رونا آیا۔اور اب احساس شدت جاگا تھا کہ وہ اپنی محبت کو حاصل کرنے کی پاداش ایک گناہ کر چکی ہے۔

وہاج۔۔مم میں۔۔۔" وہ بولنا چاہتی تھی لیکن آنسوؤں نے یہ کوشش بھی ناکام بنادی تھی.بری طرح" پھوٹ پھوٹ کر روتی وہ وہاج سلطان کی آنکھوں میں بھی نمی لے آئی۔۔جسے اس نے انگوٹھے سے دبا کر رگڑ دیا۔

وہ اس ظالم لڑکی کے سامنے اپنا ایک آنسو بھی بے مول نہیں کرنا چاہتا تھا۔

انابیہ کی رونے کی آوازوں پر لب بھینچے وہ اٹھا۔

انابیہ کی ہچکی گلے میں ہی رکی۔۔وہ پیچھے کھسکنے کے لیے مٹھیاں بیڈ پر جماتی وہاج کو اپنی جانب بڑھتے دیکھنے لگی۔

جو ٹانگوں پر بندھی رسی کو کھولے بنا ایک نظر اس پر ڈالے کمرے سے نکلے دوسرے کمرے میں بند ہوا۔

انابیہ شدت سے دروازہ بند ہونے کی آواز پر اچھلی تھی۔

کئی پل وہ خوف کے زیرِ اثر رہی۔۔لیکن یکلخت اپنے کیے گئے گناہ کا ادراک ہوا تو وجود بری طرح لرزا۔۔اس نہج پر جا کر تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔اپنی بے وقوفی کا آج اسے شدت سے احساس ہوا تھا۔

اور پھر نہ تھمنے والے آنسو بہاتی وہ بال جکڑتی چیخ چیخ کر روئی تھی۔ کہ ان آنسوؤں کو رگڑنے والا کوئی مسیحا میسر نہیں رہا تھا۔

شام ہو چکی تھی، نہ وہاج روم سے باہر آیا نہ انابیہ نے اپنی جگہ سے حرکت کی، وہی جمی بیٹھی وہ اب تھکنے لگی تھی، جسم میں الگ درد سے ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔ لیکن جو درد دل میں تھا۔۔ وہ اس سب سے بڑھ کر تھا۔

مخمور آنکھوں کے گوشے سوجے تھے۔۔ جبکہ چہرے پر گلابی پن حائل تھا۔ پر اب نہ آنکھوں میں آنسو اور نہ ہی کوئی تاثر تھا۔

دوسرے کمرے کے دروازہ کھلنے کی آواز پر بھی کوئی حرکت نہیں کی۔

سارا دن کافی سوگ منا چکی ہو گی۔۔ اب اٹھ کر چلنے کی تیاری کرو۔" وہ اندر آتے طنزیہ بولا۔۔"

انابیہ نے ویران آنکھوں سے وہاج کو دیکھا جو سرخ پڑتی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کھڑی ہو۔۔ اور حلیہ درست کرو۔۔" وہاج نے بے تاثر انداز میں کہا۔"

وہ چپ چاپ کھڑی ہوئی،اس کی جانب بڑھنے لگی۔ وہاج اپنی جگہ جما کھڑا رہا۔اتنی فرمانبرداری کی اسے امید نہیں تھی۔

وہ اس کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔۔ایک نظر اس کے سپاٹ چہرے پر ڈالے وہ جھکی اور نیچے بیٹھتی اس کے قدموں کو تھام گئی۔

نہ کوئی لفظ نہ کوئی آنسو، بنا کچھ کہے وہ اس کا وجود کیا پوری دنیا ہلا گئی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے ہل نہ پایا۔۔وہ شہزادیوں کی طرح جینے والی جس کے قدموں میں ہر چیز ڈھیر کر دی جاتی تھی ،آج وہی شہزادی اس ساحر ستمگر کے پاؤں تھامے بیٹھی اس کی معافی کی طلبگار تھی۔

اس نے سختی سے آنکھیں میچ لی۔۔مٹھیاں بھینچ کر اس نے جھٹکے سے پاؤں چھڑوائے۔۔

وہ وہی زمین پر ڈھے سی گئی۔

یہ فالتو ڈھکوسلوں میں وقت ضائع نہ کرو۔۔وہاں جا کر اچھے سے اپنی یہ چالبازیاں دکھانا۔"۔وہ پتھر کی مورت بنا غرایا۔

انابیہ وہی زمین پر بیٹھی آنسو بہانے لگی۔، چند پل جو آنکھیں خشک تھیں وہ اب دوبارہ بھیگی تھیں۔

بند کرو ڈرامہ۔۔اٹھو۔دیر ہو رہی ہے۔۔" وہ زچ ہوئے بولا۔"

ماردیں، مجھے وہاج،۔۔خدارا میرا اگلا دبا دیں۔۔۔پر یہ سب مت ۔۔" وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔"

اس نے بازو جکڑ کر اسے کھڑا کیا۔۔

کس حیثیت سے یہ نہ کروں۔۔بولا کیا نہ کروں، کوئی وجہ چھوڑی ہے کہ میں یہ سب تمہارے ساتھ نہ " کروں ؟" وہ چہرے پر جھکے غرایا تھا۔

اس کی گھنیری پلکیں مکمل بھیگی تھیں۔

شکر کرو انابیہ سلطان کہ میں نے کچھ نہیں کیا۔کیونکہ تمہاری طرح میں اتنا نہیں گر سکتا۔۔ورنہ " " تمہاری تو لاش بھی کسی کو نہ ملتی۔۔

اب اجازت دے رہی ہوں۔۔مار دیں۔۔" وہ اذیت سے بولی۔ "

اجازت۔۔۔" وہ تمسخر سے بولا۔ "

انابیہ نے ابھرتی سسکی روکنے کے لیے لب سختی سے دبا لیا۔۔

تمہیں اپنے طریقے سے پل پل ماروں گا۔اس کے لیے تمہاری اجازت تو کیا تمہاری کوئی فریاد مجھے " نہیں روک سکے گی۔" اس نے سختی سے انگوٹھے سے آنسو رگڑے جتایا تھا۔اس کی سختی چہرے پر جلن کا موجب بنی، پر وہ سسک بھی نہ سکی۔

ولیمہ کے بعد اگر تم نے اپنے ماں باپ سے جانے کی، یا زرا سے بھی آنسو بہانے کی زرا سی بھی " " کوشش کی تو،، وہی کھڑے کھڑے طلاق دے دوں گا۔۔۔

انابیہ نے تڑپ کر نفی میں سر ہلائے اس کے بازو جکڑ لیے۔وہاج نے فوری اس کے دونوں بازو جھٹکے۔

نن نہیں۔۔مم میں بالکل بھی نہیں جاؤں گی۔۔۔نہ آنسو بہاؤں گی۔۔بلکہ ابھی ابھی صاف کر لیے "
"ہیں میں نے آنسو۔۔پر طلاق نہیں۔

وہ اپنا چہرہ صاف کرتی، خوف سے وہاج سلطان کو بھی دیکھ رہی تھی۔۔مبادہ وہ شخص ابھی ہی اسے نہ چھوڑ دے۔۔

وہاج نے تلخی سے اس کی حالت دیکھی۔

جوتا پہنو۔۔اور چلو۔۔"اس نے سختی سے ہدایت دی۔۔

"ہاں میں چلوں گی۔۔جہاں کہیں گے چلی جاؤں گی۔"

URDUNovelians

وہ فوری بیڈ کے قریب رکھی ہیلز پہننے لگی۔اس جوتے کے علاوہ اور اس لباس کے علاوہ جو زیب تن کیا تھا، کوئی لباس اسے نظر نہیں آیا تھا۔۔وہ بھاری لہنگا اب وجود پر اذیت کی مانند چھبن دے رہا تھا۔پر پرواہ نہیں تھی۔۔بس اسے وہاج سلطان کا حکم ماننا تھا۔اس کی خاطر تپتے صحرا میں برہنہ پاؤں بھی چلنا پڑتا تب بھی چلنے کو تیار تھی۔

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اس کی جانب آئی۔

جب وہ آگے بڑھا۔۔وہ اس سے دو قدم پیچھے رہی۔انابیہ نے ارد گرد بھٹکی سی نگاہ ڈالی۔یہ دو منزلہ خوبصورت گھر تھا۔۔پر ابھی کچھ بھی دیکھنے کا وقت نہیں تھا۔بس وہاج سلطان کے ساتھ جانا تھا۔

وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے لاؤنج سے گزر کر باہر پورچ میں آئے۔۔جہاں سیاہ گاڑی کھڑی تھی۔

بیٹھو گاڑی میں،۔۔اس نے دو لفظوں میں حکم دیا۔"

وہ چپ چاپ دوسری جانب سے آکر بیٹھ گئی تھی۔

سفر شروع ہونے لگا۔۔سو کی سپیڈ سے گاڑی بھگاتا وہ جلد از جلد حویلی پہنچنا چاہتا تھا۔

URDUNovelians

انابیہ کو رات کی تاریکی اور ارد گرد کا علاقہ سہانے لگا تھا۔۔وجود الگ ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔وہ بہادر لڑکی، جو اپنے چیلنجز کی وجہ سے تنہا ہر جگہ چلی جاتی تھی، آج ایک ہی دن میں اپنی ساری بہادری، سارا شوخ پن کھو چکی تھی۔

دل چاہا وہاج کا بازو جکڑ کر چھپ جائے، پر ایسی گستاخی وہ مر کر بھی کرنے کا سوچ نہیں سکتی تھی

اپنی بے بسی، اور احساسِ ندامت نے ایک بار پھر آنکھوں کو بھگا دیا۔۔

تم شاید بھول رہی ہو۔۔ابھی تھوڑی دیر پہلے کچھ بکواس کی تھی۔۔"اس نے ناک کی سیدھ میں دیکھے " سپاٹ پن سے کہا کہ انابیہ بوکھلا کر آنکھیں رگڑنے لگی۔

جبکہ دل چاہ رہا تھا۔ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔۔اتنا روئے کہ عرش تک اس کی چیخیں پہنچے۔۔پر بے بسی تھی کہ انتہا پر تھی۔

گھنٹے کے سفر کے بعد اس نے ایک سیلون کے آگے گاڑی روکی۔۔وہ حیرانگی سے وہاج کو دیکھنے لگی۔

بھاگنے کی کوشش نہ کرنا۔۔پاتال سے بھی تمہیں نکال کر لانا میرے لیے مشکل نہیں ہوگا۔۔اور اگر " تم پھر بھی بھاگ گئی۔۔تو پھر اپنا انجام سوچ لینا۔۔اس بار میں رحم نہیں کھاؤں گا۔۔"اس نے بازو جکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا۔سفاکیت سے بولا۔۔

وہ سسکی لیتی اس کے قریب ہوئی۔پر نفی میں سر ہلانا نہیں بھولی۔

اندر جا کر اسے کہنا، کہ اس مہارت سے تمہارا میک اپ کرے کہ تمہاری یہ سوجی آنکھوں میں سجا یہ " مکار پن اور اس دلفریب چہرے کی ساری گھناؤنیت چند پل کے لیے چھپ جائے۔۔ "

اس کے چہرے پر انگوٹھے کا سخت لمس پھیرتا وہ کاٹ داری سے بولے اگلے ہی پل اسے بری طرح جھٹک چکا تھا۔

وہ ونڈو سے لگتی لب کاٹ کر رہ گئ۔ پشت پر درد ابھرا تھا۔۔

اترو۔۔اور جاؤ، پورے تیس منٹ بعد میں تمہیں واپس لینے آؤں گا۔۔اور اگر زرا سی بھی دیر ہوئی تو" "میں یہی چھوڑ جاؤں گا۔

اس کے لفظوں کو سرد پن اس کے رونگھٹے کھڑے کر چکا تھا۔

مردہ قدموں سے اترتی وہ رخ موڑتی آگے بڑھنے لگی۔لب کا کونا دانتوں تلے دبا کر اس نے آنسو کا گلہ گھونٹا تھا۔جو بے تابانہ بہنا چاہتے تھے۔

وہاج اس کے اندر جانے تک وہی کھڑا رہا، فلحال وہ اس لڑکی کا بھروسہ بالکل بھی نہیں کر سکتا تھا۔

رات کی تاریکی میں روشنیوں سے سجا یہ حسین باغ الگ ہی سماں باندھے ہوئے تھا۔

دھیمے سروں میں بجتا میوزک،۔اور پھولوں کی حسین سجاوٹ سے سجا سٹیج، سب کی آنکھوں میں اشتیاق بھر رہا تھا۔

تقریب شروع ہو چکی تھی۔۔سب جو صبح سے پریشان حال تھے۔۔وہاج سلطان کی ایک کال سے مطمئن ہو چکے تھے۔اس نے ٹھیک آٹھ بجے پہنچنے کا کہا تھا وہ ٹھیک آٹھ بجے یہاں ضرور پہنچتا، پھر چاہے، جو مرضی ہو جاتا۔۔وہ اپنے قول کا سچا شخص تھا۔سب انتظامات وہ فون پر ہدایات دے کر مکمل بھی کروا چکا تھا، جس کا ثبوت یہ نہایت نفاست سجا ہال نما باغ تھا۔

حویلی میں موجود مہمانوں کو یہ کہہ کر مطمئن کیا گیا تھا کہ رات، انابیہ کو حویلی اور گاؤں کی فضا سوٹ نہیں کی تھی، تبھی وہ واپس وہاج کے ساتھ اس کے فلیٹ جا چکی تھی،اب سر شام ہی وہ واپس وہی سے تیار ہو کر پہنچنے والے تھے۔

تعبیر کی بے قرار نظریں اینٹرس کی طرف ہی جمی تھی۔وہ نوفل یزدان سے سوال جواب کرنا چاہتی تھی۔اپنی ہر الجھن سلجھانا چاہتی تھی۔۔لیکن وہ شخص رات سے ناجانے کہاں تھا۔۔اس کو سب چیزیں فراہم کرنے والا شخص ایک موبائل اسے نہیں دے سکا تھا اس بات کا الگ ہی تاؤ تھا۔جو ذہن پر حاوی تھا۔آج اگر وہ شخص سامنے آجاتا تو یقیناً ایک آدھ قتل وہ اس کا کر ہی دیتی۔۔وہ الگ بات تھی کہ اپنی سوچوں میں الجھی یہ بھی نہیں سمجھ پائی تھی کہ ایک آدھ قتل کے بعد وہ زندہ کیسے بچ جاتا؟

بلیک پیروں کو چھوتی فراک، جس پر ہوا کا پر ورک، بالوں کو آج اس نے جوڑے میں قید کیا تھا۔کانوں میں بھاری آویزے تھے۔۔جبکہ شفاف چہرے پر وہ سموکی آئی میک اپ اور لبوں پر ڈارک ریڈ کلر لگائے ہوئے۔آروشے کی آنکھوں میں بری طرح چبھ رہی تھی۔

تعبیر سے اس کی خاص دشمنی نہیں تھی۔۔ایک وقت تھا جب وہ اسے تھوڑی سی اچھی لگتی تھی۔پر پھر سلمان بھائی، کے بعد اس کے ہونے والے شوہر کی وار فتگی بھری چاہت، جو کامیاب تو نہیں ہوئی تھی، اور پھر اس کے بدلے اس شاندار سے شخص نوفل یزدان سے شادی کا ہونا اس کے دل میں حسد بھر گیا تھا۔

مزید جلتی کسر وہاج سلطان کی شادی نے کی تھی۔اس کے دل میں یہی خیال پنہاں تھا کہ وہ وہاج سلطان کی ہو گی۔پر اس کی شادی نے جیسے حسد کی آگ کو بھڑکا کر رکھ دیا تھا

تعبیر کی بے بے قراری کو بھی وہ اچھے سے سمجھ رہی تھی،۔وہ یقیناً نوفل یزدان کا ہی انتظار کر رہی تھی۔

جمال ملک اور ان کی بیوی بھی ولیمہ کی تقریب میں موجود تھے۔۔وہ صرف کمال ملک کے کہنے پر ہی آئے تھے۔جبکہ صنم نے آنا مناسب ہی نہیں سمجھا تھا۔

شایان ساگر بقول جمال ملک کے اس ملک میں موجود ہی نہیں تھا۔۔اور صنم اپنے ہاسٹل میں ہی تھی۔

تبسم بیگم اور فرمان علی بھی پہنچ چکے تھے،اب صرف سب کو انتظار ان دونوں کا جبکہ تعبیر کو نوفل یزدان کا تھا۔

باہر گاڑی کے ہارن پر سب فوٹو گرافرا ینٹر س کی جانب بڑھنے لگے۔

وہاج نے گاڑی روک کر ایک ادھوری تلخ نظر اس کے سوگوار روپ پر ڈالی۔

مرر اور سٹونز ورک سے سجی وہ پیچ میکسی اس کے نازک سراپے کے حساب سے کافی بھاری تھی۔۔جسے وہ بمشکل سنبھال پا رہی تھی۔

وہ بھاری ملبوسات کم ہی پہنتی تھی۔۔کل کی نسبت آج ڈریس کچھ زیادہ ہی ہیوی تھا۔

جوڑے میں بندھے بالوں کے کی چند لٹیں اطراف میں بکھری تھیں، گلے میں نفس سا نیکلس اور ہیج ہیلز میں وہ کسی پرستان کی پری جیسی ہی تو لگ رہی تھی۔۔پر دل کا حال اجڑی بیوہ جیسا تھا۔۔جو سسک سسک کر عنقریب ختم ہو جانے والا تھا۔

وہاج گاڑی سے اترنے لگا جب اس نے ہمت کیے اس کا مضبوط بازو جکڑا۔۔وہ غضب سے اس کی جانب مڑا۔

"میں مام ڈیڈ کے ساتھ بالکل نہیں جاؤں گی۔۔اور نہ ہی آنسو بہاؤں گی۔۔ لیکن آپ۔۔۔آپ پلیز دوبارہ یہ لفظ مت کہیے گا۔۔"

وہ بھیگی متورم آنکھوں سے التجائی ہوئی۔

"یہ وقت طے کرے گا کہ ان لفظوں کو میں دہراؤں یا نہیں۔۔پر اس وقت تم آخری سانس لیتے ہوئے بھی کوئی التجا کوئی فریاد کرو گی۔۔تب بھی میرا دل اتنا سا بھی نہیں پگھلے گا۔۔"

اس نے ہاتھ اور انگلی کو جوڑے مثال دی۔۔اور اس کی کلائی جکڑ کر بری طرح اپنے بازو سے ہٹایا۔۔ ہاتھ میں پہنے چوڑے بریسلٹ کے دباؤ کی وجہ سے کلائی میں شدید درد اٹھا۔پر وہ ضبط کر گئی تھی۔اس کا ہر ستم اسے اب ہر حال میں قبول تھا۔

وہ گاڑی سے اتر چکا تھا۔

کل جتنا وہ خوش تھی۔۔ مسکرا رہی تھی۔۔ لوگوں سے مل رہی تھی۔۔ آج سب کا سامنا کرنا اسے پل صراط پر چلنے جیسا لگ رہا تھا۔۔ وہ اپنی ہی نظر میں اس بری طرح گر گئی تھی۔ کہ اب سر اٹھانے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔

حریم اور تعبیر دونوں باہر آئی تھیں۔ حریم انابیہ کی جانب بڑھی جبکہ تعبیر وہاج سلطان کی جانب آئی۔

جس کے چوڑے سراپے پر وہ بلیک اور سلور امتزاج کا پینٹ کوٹ کافی پیارا لگ رہا تھا۔۔ اس کے چہرے کے سپاٹ پن نے الگ اس کی ساحرانہ شخصیت کو چار چاند لگایا تھا۔

بھائی۔۔۔!! وہ آج خود پر قابو نہیں رکھ پائی۔۔ اور وہاج سلطان کے سینے سے لگی۔ کسی بھی حال میں "بھائی کو منا لینا تھا۔

آج مجھ سے ناراضگی مت جتایئے گا۔ صرف اپنی اس نادان بہن کی معافی قبول کر لیں۔۔ میں کتنی " نادان تھی۔۔ کتنی بے خبر رہی۔۔ اپنے باپ جیسے بھائی کو تکلیف دی۔۔ اور آپ پر اتنی مصائب آئی اور میں اپنے ہی غم کا سوگ مناتی رہی۔ "اس کی بھیگی آواز پل میں دل کو پسیچ گئی تھی۔

تعبیر۔۔ "اس نے نرمی سے اسے خود سے جدا کیا۔۔ جو شرمندہ سی نظر جھکائے ہوئے تھی۔ "

میں ناراض نہیں ہوں۔۔ تم سے تو کبھی نہیں ہو سکتا۔ بس تھوڑا سا خفا تھا۔ جواب باقی نہیں رہی۔ " " اس کے سر پر نرمی سے ہاتھ رکھے وہ ساری کلفتیں پل میں دور کر گیا۔۔

تعبیر کی سیاہ آنکھوں میں جگنو روشن ہوئے۔تو وہاج بھی کچھ مطمئین ہوئے مسکرایا۔پر یہ مسکراہٹ اگلے ہی پل سمٹ گئی، جب انابیہ اس کے برابر لائی گئی۔

تعبیر نے ایک تلخ نگاہ اس کے معصومیت بھرے چہرے پر ڈالی۔

انابیہ کا دل دھک سارہ گیا۔۔یعنی وہ کل اس کی سچائی سے انجان تھی۔۔اور جان چکی تھی۔ تبھی آج نگاہوں میں کڑواہٹ بھری تھی۔

تعبیر تم دوسری جانب آجاؤ۔۔" حریم نے اس ٹہوکا دیا تو وہ چونکتی وہاج سلطان کے برابر کھڑی ہوئی۔۔اب وہ دونوں بالکل ساتھ ساتھ کھڑے تھے۔۔انابیہ کا پہلو میں ساکت پڑا دل دھڑک اٹھا، جب وہاج سلطان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے شدت سے اسے جکڑا۔اس کے لبوں سے دبی دبی چیخ بمشکل نکلتے رکی تھی۔۔جس نفرت آمیزی کا مظاہرہ اس کے لمس میں تھا۔۔وہ وہاج سلطان کے لفظوں سے بھی بڑھ کر تھا۔

وہ آنسوؤں اندر اتارے گھنیری پلکیں جھپکتی خود پر قابو رکھ پائی۔

فوٹو گرافرز یہ مناظر قید کرتے دونوں کو مسکرانے کا کہہ رہے تھے۔۔پر دل میں کوئی جذبہ ہوتا تو مسکراہٹ عیاں ہوتی۔۔وہاج نے یہ بھی زحمت نہیں کی۔۔جبکہ حریم کی سرگوشی پر ایک زخمی سی مسکراہٹ اس نے لبوں پر سجالی۔۔منظر قید ہونے لگے۔۔جبکہ دل مزید سسکنے لگا۔۔

لوگوں کی رشک بھری نگاہیں اسے چبھتی محسوس ہونے لگی۔۔شاید یہ اپنی لگائی گئی تہمت کا احساس تھا جو آج وہ نظریں چبھن دے رہی تھیں۔وگرنہ یہی نظریں کل اسے اترانے پر اکسارہی تھیں۔

"تم تو کافی اچھی ایکٹرس ہو انابیہ سلطان۔۔۔کب کس وقت مسکرانا ہے کس وقت رونا ہے۔۔کافی آرام سے سب کر سکتی ہو۔۔"

وہ ایک بار پھر دل جلا گیا تھا۔

وہ انابیہ کو تھامے سٹیج پر بڑھنے لگا۔۔کمر کے گرداب بھی ہاتھ موجود تھا۔جس میں سختی بڑھتی جارہی تھی۔۔اسکی نظر اپنے ماں باپ پر گئی، جن کے چہرے پر اس کی جدائی پر غم کی پرچھائی تھی۔۔

اکلوتی بیٹی کے چہرے کا حزن فرمان علی پل میں بھانپ گئے۔۔باپ کا دل تڑپ اٹھا تھا۔

وہ سٹیج پر وہاج کے ہمراہ کھڑی ہوئی تو ایک بار پھر لوگوں نے ان کی جوڑی کو دیکھا۔اور پھر کئی سر گوشیاں ہوئیں۔کئی لوگوں کے لبوں پر دبے قصے کا حوالہ تھا، تو کئی اس خبر سے انجان ان کی جوڑی سراہ رہے تھے۔

"تمہارے ماں باپ آرہے ہیں۔چلو شاباش شروع ہو جاؤ۔۔اور میری بات کو ذہن میں اچھے سے بٹھالینا۔"

اس نے کمر پر دباؤ ڈالے اسے جھٹکے سے چھوڑا تو لڑکھڑائی، پر خود کو سنبھال ہی لیا۔

فرمان اور تبسم بیگم سٹیج پر آئے تو وہ جھٹ باپ کے سینے سے لگی۔۔آنسو بہنے کو تیار ہوئے پر وہاج سلطان کی دھمکی نے سانس کے ساتھ آنسو بھی خشک کرڈالے۔۔اس نے باپ کے سینے سے لگے نگاہ اپنے ستمگر پر ڈالی۔۔جو اسے ہی اپنی سرخی بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

انابیہ نے سہم کر نفی میں سر ہلادیا۔۔وہ طنزیہ مسکرائے رخ موڑ گیا

فرمان علی،آسودہ سے مسکراتے بیٹی کا سر تھپک کر رہ گئے۔ تبسم بیگم نے بھی آگے بڑھ کر بیٹی کو سینے سے لگایا۔

اتنی جلدی وہ ان سے دور چلی گئی تھی، کہ ان کو یقین کرنا مشکل لگ رہا تھا۔

"ماما آپ مجھے بالکل بھی جانے کا نہیں کہیں گی۔کچھ بھی نہیں وگرنہ۔وہاج ناراض ہو جائیں گے۔۔ہم دونوں ہنی مون پر جارہے ہیں۔ان کو میں نے بہت مشکل سے منایا ہے۔"

بھیگی آواز پر قابو پائے، وہ بمشکل بولی۔۔ تبسم بیگم نے حیرت سے اسے دیکھا۔جس نے ماں کا ہاتھ تھام کر دباؤڈالے انہیں کچھ بھی کہنے سے روکا اور پلکیں جھپک کر آنسو چھپائے۔۔ کیسی بے بسی تھی نہ روسکتی تھی نہ ماں باپ کو اپنا غم کہہ سکتی تھی۔اس شخص نے کوئی راہ ہی نہیں چھوڑی تھی۔۔ادھر اس کا ایک آنسو گرتا اور وہ پل میں اسے اپنے لفظوں سے بے دردی سے قتل کر دیتا۔

وہی کونے میں کھڑی تعبیر ان دونوں پر سے نظر ہٹاتی باہر دیکھنے لگی۔

کہ شاید وہ آچکا ہو، محض اسے ستانے کے موڈ میں ہو۔

بھائی سے ناراضگی بحال ہوئی تو اس شخص کا خیال آیا۔۔اب چہرے پر فکرمندی پھیلی تھی۔

ناجانے وہ شخص کہاں تھا۔۔

کہیں کسی مصیبت میں نہ ہو۔ایک تو قتل کیے آرام سے گھوم رہا تھا، کہیں کسی نے۔۔"وہ جھرجھری" لے کر رہ گئی۔۔

یااللہ وہ ٹھیک ہو۔اسے اپنی امان میں رکھنا۔"اس کے لبوں سے بے ساختہ دعا نکلی تھی۔"

مجھے پورا یقین ہے، کل کے لفظوں کا بدلہ لے رہا ہے یہ شخص۔۔۔کہا تھا اس نے پکاروں گی تو بھی" نہیں آؤں گا۔۔پتہ چل گیا ہوگا میں پکار رہی ہوں، اب تو بالکل بھی نہیں آئے گا"آنکھ کا کونا رگڑتی وہ خود سے ہی شکوہ شکایت کرنے میں مگن تھی۔

حریم اس کی طرف آئی تو بھیگی آنکھیں اس نے سختی سے رگڑی،۔ سٹیج پر قدم بڑھائے وہ دو بار پیچھے مڑ کر دیکھ چکی تھی۔

تقریب اختتام کو پہنچنے والی تھی۔۔اس کا انتظار انتظار ہی رہا تھا۔اس شخص نے جیسے نہ آنے کا عہد باندھ لیا تھا۔

بھائی۔!!! وہ شایان ساگر کو پورے ہفتے بعد دیکھتی حیران ہوئی تھی۔پر اگلے ہی پل غصہ عود آیا تھا۔

"پچھلے ایک ہفتے سے مجھے اس گھر میں قید کیے آپ کونسی دنیا میں گم ہو گئے تھے؟؟"

وہ تیکھے چتون لیے شایان کی طرف بڑھی۔

کیسی ہو؟؟" شایان ہر بات نظر انداز کیے اس کو ساتھ لگا گیا۔۔"

بات مت کریں مجھ سے۔۔" وہ خفگی سے بولی۔۔"

میں بزنس میٹنگ کے لیے آؤٹ آف کنٹری گیا تھا۔۔ تم جانتی ہو، کہ میں اپنے کام کے معاملے میں"

"لاپرواہی نہیں کرتا۔

اس کا سر تھپکے وہ نرمی سے بولا۔۔ جبکہ صنم کے ذہن میں باسط کے لفظ گھوم کر رہ گئے۔

بھائی مجھے آپ سے کچھ پوچھنا تھا۔۔۔" وہ سیدھے ہوئے بولی۔"

ابھی نہیں، ابھی میری ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے۔۔ وہ اٹینڈ کر کے ہم آج شام ہی گاؤں کے لیے"

"نکلیں گے۔۔ تم بھی میرے ساتھ چلو گی۔۔

اس نے سرعت سے بات کی نفی کی تھی۔

صنم کا رنگ فق ہوا۔۔

گاؤں جانا مطلب۔۔ زین چوہدری، وہ جھرجھری لیتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"صنم کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔۔ بس مجھے آریان بھائی کو آزاد کروانا ہے۔۔"

"بھائی ہم پولیس کی مدد سے بھی تو۔۔۔"

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟؟اتنے سالوں سے میں کیا جھک مار رہا ہوں۔؟"

وہ پل میں بگڑا تھا۔۔جبکہ صنم اپنے نفیس طبیعت بھائی کا اونچا لہجہ بمشکل ہضم کر پائی۔

اس کا سہما چہرا دیکھ کر شایان نے چہرے پر ہاتھ پھیرے اپنے تاثرات چھپائے۔

"سوری۔بس آریان کی وجہ سے روڈ ہو گیا تھا۔"

وہ ایک بار پھر ساتھ لگائے بولا

اس وقت میرا جانا ضروری ہے۔۔تم پیکنگ کر لینا۔فلیٹ پر اکیلی مت جانا،وہاج سلطان نامی تلوار اب "
" بھی تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے۔گارڈز کو ساتھ لے کر جانا۔

اس کا گال تھپک کر وہ تیزی سے اوپر بڑھا،جبکہ وہ وہی کھڑی خود کو گاؤں جانے کے لیے تیار کرنے لگی تھی۔

"سہگل صاحب!!آج آپ خود یہاں کافی حیرت طلب بات ہے۔۔"

شایان چہرے پر پھیلی ناگواری بمشکل اوجھل کیے سامنے موجود شخص سے مخاطب ہوا۔۔جو آج بھی اپنا چہرہ چھپائے ہوئے تھا۔

آپ کے نقصان پر افسوس کرنے آیا تھا، سجاد بٹ کی بھیانک موت پر کافی افسوس ہوا ہے۔"وہ" مصنوعی تاسف سے بولا۔

"ان چھوٹے موٹے نقصانات پر میں غور نہیں کرتا،۔۔"

شایان نے اندر کی حالت چھپائے سامنے موجود پراسرار شخص کو دیکھا۔جبکہ وہ جانتا تھا اس شخص کے قتل سے اس کا کس حد تک نقصان ہوا تھا۔

" نقصان تو نقصان ہوتا ہے۔۔چھوٹا نقصان بڑا بھی ہو سکتا ہے۔"

اس نقصان کی بھرپائی میں بہت جلد کرلوں گا۔۔"شایان لاپرواہی سے بولا۔"

میٹنگ کا مقصد جاننا چاہتا ہوں، کیونکہ ہمیشہ یہ کام میں سرانجام دیتا ہوں۔۔اگر ماسٹر ہی میٹنگ ارینج" "کروائے تو کافی حیرت طلب بات ہے۔۔

وجہ جانتے ہو تم، کیا دہرانا ضروری ہے؟؟" مسٹر سہگل نے شایان ساگر کی شہد رنگ آنکھوں میں" دیکھا، جہاں چھپی جلد بازی وہ بھانپ چکا تھا۔

پچھلی مرتبہ کی ڈیل میں کافی نقصان ہوا ہے۔۔" شایان کے خاص آدمی نے فائل سامنے رکھی تو مسٹر" سہگل نے وہ اپنی جانب کی۔

اپنے آدمیوں پر نظر رکھیں، مجھے لگتا ہے دشمن اندر کا ہی ہے۔۔" سہگل نے اس کی آنکھوں میں دیکھے" اسے جتایا تھا۔

شایان ساگر بھیڑیے نہیں پالتا۔۔وہ ہمیشہ پالتو وفادار کتے پالتا ہے۔۔" شایان کی بات پر اس شخص کی" آنکھیں مسکرائی۔۔

"کبھی کبھی کتے باؤلے ہوئے اپنے مالک کو ہی کاٹ ڈالتے ہیں۔۔"

شایان نے چونک کر اسے دیکھا۔۔جس کی آنکھوں کا تاثر ہی سب جتا دیتا تھا۔

اس کی بات کے حوالے پر شایان نے سرخ انگارہ چہرے سے اسے دیکھا۔

قابو رکھیے ساگر صاحب،۔ہر بار کوشش کامیاب ہو جائے ضروری تو نہیں۔۔" اس نے مغروریت" سے کہہ کر اپنی آنکھوں کو چھوٹا کیا۔

کام کی بات پر آتے ہیں" وہاں موجود سب کی موجودگی میں وہ اپنا ضبط نہیں کھونے دینا چاہتا تھا۔"

پچھلی مرتبہ بیس کا ہندسہ مارک کیا گیا تھا۔۔جس میں آپ سب جانتے ہیں کہ کتنا فیصد ہمیں فائدہ ہوا" ہے۔اور کتنا نقصان؟؟"۔

سب نے تائیدی انداز میں سر ہلایا تو مسٹر سہگل نے کھڑے ہو کر فائل پر مارک کرنے لگا۔

"اگر اس مرتبہ بھی نقصان ہوا تو پھر سب کو کسی بھی طرح اس کی بھرپائی اپنے طور پر کرنی ہو گی۔۔"

شایان جانتا تھا اس نقصان کی بھرپائی بہت مشکل ہوتی تھی۔۔ذاتی بھرپائی، یعنی ان کے قریبی لوگوں کی قربانی، جس کا وہ ابھی بالکل بھی متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔

"اس مرتبہ ہمارا ٹارگٹ ہو گا۔۔اکیس سے چوبیس تک"

"یہ تمام ان علاقوں کا ایڈریس ہے، جہاں ہم اپنا شکار آرام سے کر سکتے ہیں۔

سہگل نے اس کی توجہ فائل کی جانب دلوائی تو ایک بار پھر شایان کے آنکھوں میں قہر بڑھا۔لیکن فائل پر نظر پڑتے ہی اس نے سہگل کو دیکھا۔

اس نے چونک کر وہاں موجود ایڈریس کو دیکھا۔

ایک بار پھر اتنے برس بعد انہیں جگہوں کا انتخاب کیا گیا تھا۔۔جہاں اس نے حد درجہ تباہی پھیلائی تھی۔

سب لوگ اپنے سامنے موجود فائلز پر سائن کرنے لگے۔شایان ساگر نے ایک نظر مسٹر سہگل کو دیکھا۔۔اور چپ چاپ سائن کر دیے تھے۔۔

اس نے گھڑی میں وقت دیکھا تو رات کے دو بج رہے تھے۔۔ولیمہ کے بعد وہاج انابیہ کو اپنے ساتھ ہی لے جا چکا تھا۔اور وہ بھی حویلی آ گئی تھی۔ڈرائیور سے بھی اس نے یزدان کے بارے میں پوچھا لیکن اس نے بھی لاعلمی کا اظہار کر کے دل مسوس کیا تھا۔اب مختلف سوچیں اس کا دماغ جکڑے ہوئے تھی۔

اسے نوفل یزدان کی باتوں نے سونے نہیں دیا تھا یا پھر اس کا آج نہ آنا،اور نہ ہی کچھ بتانا اس کی بھوک پیاس نیند سب اڑا گیا تھا۔

اس کے پاس تو نوفل یزدان کا نمبر بھی نہیں تھا کہ کم از کم کال کر لیتی۔۔ایک بار پھر اسے شدت سے غصہ آنے لگا۔۔کیا تھا اگر وہ ایک موبائل اسے دے دیتا۔

وہ قتل بار بار آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا۔تو وجود بے چین ہوا وہ اٹھ کر بیٹھتی اپنا چہرہ صاف کرنے لگی جو پسینے سے بھیگ چکا تھا۔

میرا دل کیوں اتنا گھبرا رہا ہے۔،سب ٹھیک ہو۔۔وہ جہاں بھی ہو بس محفوظ رہے۔۔" وہ بیڈ سے " اتر کر فریش ہونے بڑھی تا کہ نوافل پڑھ سکے۔

الماری سے جائے نماز نکالتی وہ نوافل ادا کرتی اس شخص کے لیے دعا گو ہوئی تھی، جس کے لیے کبھی مر جانے کی دعا کرتی تھی۔

کئی پل وہ بھیگے چہرے سے دعائیں مانگتی اس شخص کے گرد حصار باندھتی رہی۔

کچھ دیر بعد بوجھل دل ذرا پر سکون ہوا تو وہ جائے نماز الماری میں رکھنے کے لیے اٹھی تاکہ کچھ دیر حویلی کے سبزازار میں ننگے پاؤں چل سکے۔

اس کی نگاہ اپنے پرانے ملبوسات کی طرف گئی تو ایک خیال کا کوندا ذہن میں آیا۔۔اسے وہ چھوٹا سا موبائل یاد آیا۔۔جو وہاج نے اسے دیا تھا۔

وہ چھوٹا سا موبائل وہ یہی چھوڑ گئی تھی۔اب بھی وہ موبائل یہی ہونا چاہیے تھا۔۔اسے اچھے سے یاد تھا ایک بار یزدان نے اسی نمبر پر کال کی تھی۔

اس نے اپنے کپڑے ہٹانے شروع کیے، اور دل ہی دل میں دعا گو ہوئی تھی کہ وہ موبائل یہی ہو۔۔اس میں یزدان کا نمبر ضرور ہو گا۔

کچھ دیر بعد ہی وہ موبائل اسے ملا تو چہرے پر کچھ تسلی پھیلی۔

وہ بند تھا۔۔اس نے جلدی سے بٹن دبا کر اسے آن کیا تو چارجنگ بہت کم تھی۔۔پر ایک کال وہ اسے کر ہی سکتی تھی۔

وہ کال لاگ میں گئی جہاں موجود دوسرا نمبر اس دشمنِ جان کا تھا جس کے لیے وہ پہلی مرتبہ جاگتی بے حال ہو رہی تھی۔

اس نے کانپتے ہاتھوں لرزتے دل پر قابو پائے اس نمبر پر بٹن دبایا۔

اور فون کان سے لگایا۔۔اگلے ہی پل اس کا پورا وجود جیسے سماعت بن گیا تھا۔۔کال جا رہی تھی۔۔یعنی یزدان نے اپنا نمبر چینج نہیں کیا تھا۔۔اس نے پیشانی پر چمکتے پسینے کو ایک بار پھر صاف کیا۔۔جو آج صرف اس شخص کے خیال سے بار بار چہرے پر آ رہا تھا۔

یکلخت اس کا دل تھما۔۔ تعبیر کو لگا اس کا گلا خشک پڑ گیا ہو۔۔وہ ایک لفظ بولنے کی متحمل نہیں کر پا رہی تھی۔۔ایک جھجھک تھی جو آڑے آ رہی تھی۔۔ لیکن اگلے ہی پل وہ دھک سی رہ گئی۔

نسوانی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔ باریک سی شوخ آواز،۔۔

ہیلو۔۔یزدان۔۔" اس کا دل ڈوب کر ابھرا۔اس نے تسلی چاہی کہ وہ اسی کا نمبر ہے یا پھر وہ غلط کال نمبر کر چکی ہے۔

صبوحی۔۔۔غلط بات ہے" یکلخت بھاری گھمبیر آواز اسے سنائی دی، اور ساتھ ہی اسی شوخ آواز کا" قہقہ۔۔ تعبیر ساکت چہرے سے وہی بیٹھی رہ گئی۔

وہ آواز نوفل یزدان کی تھی۔۔پر صبوحی کون تھی؟ وہ اور نوفل اکٹھے۔۔۔اس سے آگے وہ سوچ نہیں پائی۔

یعنی دل ویسے ہی نہیں گھبرا رہا تھا۔۔ کوئی تو وجہ تھی۔۔اور یہ وجہ اتنی بھیانک ہو گی، اسے زرا بھی اندازہ نہیں تھا۔

اس کا چہرہ اگلے ہی پل آنسوؤں سے بھیگا۔۔ قطار در قطار آنسو بہے۔۔

فون کان سے لگائے وہ بے حس وحرکت بیٹھی رہی۔۔جب سماعت سے اس کی آواز ٹکرائی۔۔وہ اسے ہی پکار رہا تھا۔۔

تعبیر کو وہ آواز باریک سوئیوں کی مانند کانوں میں چھبنے لگی۔۔برداشت اگلے ہی پل جواب دے چکی تھی۔ااس نے پوری شدت سے موبائل دور پھینک کر مارا۔اور اپنے کانوں پر سختی سے ہاتھ جما کر آنکھیں سختی سے بند کرلی۔۔

جیسے وہ آواز اس کی سماعت میں گھس کر اسے مار ڈالے گی۔

یعنی اس کا دل ایسے ہی نہیں کہتا تھا کہ وہ بے وفا نہیں ہے۔؟ وہ جھوٹا۔ دغا باز فریب کار آج سب ثابت ہو چکا تھا۔۔

اپنے کپڑے سوٹ کیس میں بری طرح رکھتی وہ اپنی آنکھیں بھی بار بار رگڑ رہی تھی۔

نہیں وہ کیسے کسی لڑکی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔۔وہ مجھے دھوکا نہیں دے سکتا۔۔میں اس کی جان لے لوں گی، اگر اس نے مجھ سے بے وفائی کا سوچا۔"

کیس بند کر کے وہ تیزی سے نکل کر امی کے کمرے طرف آئی۔

فجر کی اذانیں ہونے میں کچھ وقت باقی تھا۔۔وہ بری طرح دروازہ دھڑ دھڑاتی ماں کو پکارنے لگی۔

نجمہ بیگم گھبرائی تھیں۔ابھی تو وہاج کی وجہ سے وہ ریلیکس نہیں ہوئی تھیں۔۔اب اتنی بری طرح دروازے پر دستک وہ دہل کر اٹھیں۔

کمال ملک بھی اٹھ چکے تھے۔۔

دروازہ کھولو۔۔"وہ حکم دیتے سیدھے ہوئے۔"

سامنے تعبیر کا بھیگا چہرہ انہیں انہونی کا احساس دلا گیا تھا۔

امی، میں جا رہی ہوں۔۔وہ یزدان۔۔۔وہ میں نے بس جانا ہے۔۔" وہ پل میں بری طرح روئی۔

اللہ خیر، سب ٹھیک ہے ناں، یزدان بیٹا ٹھیک ہے۔۔؟""

ان کا ہاتھ بھی دل پر پڑا۔۔

ہاں وہ ٹھیک نہیں ہے بس مجھے جانا ہے۔۔" وہ اپنا چہرہ رگڑتی مڑ گئی۔۔دل تو چاہ رہا تھا۔اڑ کر پہنچ جائے۔

میں بھی چلتی ہوں۔۔" نجمہ بیگم مڑی تھیں۔"

نہیں امی۔۔ صرف میں جاؤں گی۔۔ڈرائیور نیچے ہی ہے۔۔آپ فکر نہ کریں۔۔ بس مجھے جانا" ہے۔۔" وہ بھیگی نم آواز میں بے تابی سے بولی۔

"تو جاؤ میری بچی۔۔اتنا رومت وہ ٹھیک ہو گا۔۔"

نجمہ بیگم نے اسے ساتھ لگائے کہا تھا۔

ہاں وہ ٹھیک ہو گا۔۔ابو کو بتا دینا۔۔ میں بس جا رہی ہوں۔۔" خود سے بڑبڑاتی وہ اپنے کمرے کی طرف" بھاگی تھی۔

دل اس حد تک بے قرار ہو چکا تھا کہ اسے لگ رہا تھا کس بھی لمحے وہ ہوش گنوا کر گر جائے گی۔

تمہاری جان میں اپنے ہاتھوں سے لوں گی یزدان۔۔۔ تم۔۔کیسے۔۔" ایک بار پھر وہ روتی آنکھیں" رگڑنے لگی۔

وہ سوٹ کیس گھسیٹتی نیچے بڑھی۔۔۔ بھاری سوٹ کیس وہ بمشکل نیچے لائی اور باہر پورچ کی طرف آئی تھی۔

ناجانے آج اتنی ہمت وہ کہاں سے جمع کر چکی تھی۔

ڈرائیور اور گاڑی دیکھ کر اسے تسلی ہوئی تھی۔

مجھے جانا ہے۔۔" وہ مرر پر دستک دیتی بلند آواز سے بولی۔اور دوبارہ مرر پر دستک دی۔"

ڈرائیور ہڑبڑا کر اٹھا۔۔

میم اس وقت؟؟"اس نے کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالے حیرت سے تعبیر کو دیکھا۔"

بس مجھے جانا ہے۔ مینشن ابھی اسی وقت۔۔آپ یزدان سے کچھ نہیں پوچھیں گے۔۔آپ کو کوئی "
"کچھ نہیں کہے گا بس آپ میرے ساتھ چلیں۔۔

وہ جانتی تھی ڈرائیور نہیں جائے گا۔۔ تبھی اسے تسلی دلا رہی تھی۔

"میم۔۔میں باس کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔۔"

آپ کو میں کہہ رہی ہوں انہوں نے کہا تھا کہ میں جب جہاں جانا چاہوں لے جائیں گے تو لے کر "
"چلیں مجھے۔۔۔

وہ دبا دبا چیخی۔آنکھوں پھر سے بہہ جانے کو تیار ہوئی

اوکے میم!! وہ تذبذب کا شکار تھا۔۔ لیکن پھر بھی وہ ہاں کہہ چکا تھا۔"

تعبیر کی سانس بحال ہوئی، جھٹ سے پچھلی طرف بیٹھی۔۔ڈرائیور سوٹ کیس ڈگی میں رکھے فرنٹ سیٹ پر سوار ہوا اور گاڑی حویلی سے باہر نکلی۔

مم مجھے جلدی جانا ہے۔۔۔" وہ بے تابی سے بولی تو ڈرائیور نے سپیڈ بڑھائی تھی۔"

گاڑی کو سپیڈ پکڑتے دیکھ کر وہ اپنا ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رو دی تھی۔

دوسری جانب وہ بے قرار سا سیدھا حویلی کے لیے نکلا تھا۔۔وہ نمبر پہچان چکا تھا۔۔اور وہ یہ بھی سمجھ چکا تھا کہ تعبیر بے اعتباری کی راہ میں ایک بار پھر قدم رکھ گئی ہے۔۔جو وہ قطعی نہیں چاہتا تھا۔

کہیں خود کو کچھ نہ کرلیں۔ہیں بھی سر پھری سی۔۔صبوحی بیٹا آپ نے اچھا نہیں کیا۔" وہ بڑبڑاتا گاڑی کی سپیڈ بڑھا چکا تھا۔

حویلی میں وہ کمال ملک سے بھی نہیں پوچھ سکتا تھا ورنہ معاملہ پل میں بگڑ جاتا، وہ بس حویلی پہنچ جانا چاہتا تھا۔۔

آدھا راستہ وہ طے کر چکا تھا۔۔جب ڈرائیور کے نمبر سے ایک میسج موصول ہوا۔۔ تبھی اس کی گاڑی جھٹکا کھا کر بری طرح رکی۔

شٹ!!اس نے سٹیرنگ پر ہاتھ مارا۔"

وہ میسج دیکھتا مزید پریشان ہوا تھا۔

تعبیر مینشن ہی جا رہی تھی۔وہاں کا راستہ کافی سنسان تھا۔جو اس کے دل کو دہلا گیا تھا۔

وہ اتر کر بونٹ کھولے گاڑی چیک کرنے لگا۔۔شاید کوئی تار اپنی جگہ سے ہل چکی تھی۔۔اس نے ڈرائیور کو میسج کرنا چاہا پر سگنل ڈراپ ہو چکے تھے۔

گاڑی کی تار سیٹ کرتا وہ کافی دیر خوار ہوتا رہا۔۔ذہن میں محض تعبیر تھی۔کسی بھی طرح وہ لمحے بھر میں اس کے پاس پہنچ جانا چاہتا تھا۔

یزدان۔۔۔!! وہ مینشن میں داخل ہوئے چیخی تھی۔۔چہرہ مکمل سرخ اور آنکھوں کے سوجے گوشوں نے ملاحت بھرے چہرے پر الگ ہی حزن پھیلایا تھا۔

یزدان کہاں ہو تم؟" وہ لاؤنج کے درمیان میں آتے چیخی تھی۔۔ صبح کا پہر تھا زری روز باسط سب اپنے" اپنے کمروں میں محوِ استراحت تھے۔۔ایسے میں تعبیر کا چیخنا چلانا، سب کو دہلا گیا تھا۔

سب سے پہلے باسط اپنے کمرے سے باہر آیا تھا۔

میم آپ اس وقت؟؟" وہ حیرانگی بھرے انداز میں اسے دیکھتا رہ گیا، جس کا ڈوپٹہ کندھے پر جھول رہا" تھا۔۔آدھ بندھے بال چوٹیا میں بمشکل مقید تھے۔۔ جبکہ چہرہ چیخ چیخ کر الگ سب بیان کر رہا تھا۔

یزدان کہاں ہیں؟" وہ باسط کے قریب آئے بولی۔"

"وہ۔۔۔"

جھوٹ مت بولنا۔۔وہ کس کے ساتھ ہے۔۔ صبوحی کون ہے؟؟ بتاؤ مجھے وہ اتنی رات کو اس کے "
"ساتھ کیا کر رہا تھا؟

تعبیر بے قراری سے گویا ہوئی، جبکہ لہجہ حددرجہ سخت تھا۔

. میم آپ ریلکس ہو جائیں۔۔" باسط نے ہاتھ کھڑا کیے کہا۔۔ جیسے اسے بیٹھنے کا اشارہ دیا"

بھاڑ میں گیا میرا آرام۔۔ یہاں میرا شوہر بے وفائی کیے کسی اور کے ساتھ وقت گزار رہا ہے۔۔اور تم" "کہتے ہو آرام سے بات۔۔۔ میری پوری زندگی داؤ پر لگی ہے۔اور تم کہہ رہے ہو آرام کروں۔

وہ شدت سے چیخی تھی۔

تت تم کچھ نہیں بتاؤ گے۔۔پر روز سچ بتائے گی۔۔ہاں روز بتا دے گی۔۔" وہ چہرہ رگڑتی اوپر کی طرف" بھاگی۔۔ جبکہ حالت عجیب دیوانوں جیسی تھی۔

روز۔۔۔" وہ سیڑھیوں پر اسے پکارنے لگی تھی۔"

باسط وہی کھڑا اس دیوانی کو دیکھتا رہ گیا۔۔جو بقول اسی کے یزدان سے شدید نفرت کرتی تھی۔۔ مگر اس کا بے قراری بھرا انداز تو کچھ اور ہی حال سنا رہا تھا۔

میم آپ آ گئی۔۔" وہ آنکھیں ملتی باہر آئی اور آگے بڑھ کر تعبیر کے گلے جا لگی۔"

روز۔۔۔اپنے سامنے واحد سہارا پاتے وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔"

میم۔۔۔!! آپ رو کیوں رہی ہیں؟یزدان سر نے کچھ کہا ہے اور آپ اتنی رات کو؟" روز نے سوالات کی بوچھاڑ کی۔

روز مجھ سے کچھ مت پوچھو۔۔ مجھے یہ بتاؤیزدان کہاں ہے؟اتنی رات کو وہ کہاں گیا ہے۔ تم میری" "اچھی دوست ہو ناں۔۔ مجھے سچ بتاؤ گی۔۔

تعبیر نے روز کے دونوں ہاتھ تھامے، حسرت سے پوچھا۔

میم۔۔۔ وہ آپ آئیں۔۔ پہلے پانی پی لیں۔۔یزدان سر کسی کام کی وجہ سے گئے ہیں۔۔" باسط کے " اشارے پر وہ کچھ بول نہیں پائی تھی۔

پھر جھوٹ۔۔ بتاؤ مجھے۔۔۔ کہاں ہے وہ؟؟بری طرح جنجھوڑتی وہ غرائی تھی۔ "

میم!! روز اس کے سرخ چہرے بکھری حالت سے ڈر گئی تھی۔"

تم جانتی ہو میں واپس نہیں آنا چاہتی تھی۔۔ لیکن اس شخص نے مجھے کہا کہ وہ میرے ساتھ حویلی" جائے گا۔۔وہ دغاباز آدمی مجھے وہاں چھوڑ کر چلا گیا۔۔اور پھر کل بھی نہیں آیا۔۔ میں انتظار کرتی رہی۔۔ میری نظر اینٹرس پر جمی رہی کہ وہ آئے گا۔۔اس نے کہا تھا میں آؤں گا۔۔اور پھر جب نہیں آیا تو میں نے اسے کال کی۔۔۔ جانتی ہو کسی لڑکی نے فون اٹھایا تھا۔رات کے اس پہر جس کے شوہر کا فون ایک لڑکی کے پاس ہو۔۔اور لڑکی استحقاق سے کال رسیو کرلے اس کا مطلب سمجھتی ہو؟ مجھے ایسے لگ رہا ہے میں مرتے مرتے بچی ہوں۔ وہ فریبی شخص مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔۔ یہ اس کی محبت ہے

کہ میرے جانے کے بعد وہ کسی اور کے ساتھ۔۔۔" تعبیر اس کے آگے بول ہی نہیں پائی۔۔گلے میں الگ پھندا لگا تھا۔زمین بوس ہوتی وہ بری طرح روئی۔

میم۔۔!! ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ باس کی میٹنگ تھی۔۔اسی لیے وہ گئے تھے۔آپ کے ساتھ وہ دھوکا کبھی نہیں کر سکتے۔۔"

اس کی ٹوٹی بکھری حالت پر روز کے ہاتھ پاؤں پھولے تھے۔

زری بھی اپنے دروازے کے پاس کھڑی سب دیکھ رہی تھی۔۔ تعبیر کے پاس جانے کی اس کی ہمت نہیں تھی۔

میٹنگز۔۔ میٹنگز۔۔۔ کیا ہے یہ میٹنگز۔۔۔ کیوں وہ میرے ساتھ ایسا کرتا ہے۔۔اگر یہی سب کرنا تھا تو کیوں شادی کی۔۔ کیوں مجھے اپنا پابند بنایا۔۔رہتا آزاد۔۔۔کیوں مجھ سے ہمدردی کی۔۔ کیوں مجھے اپنا عادی بنادیا۔"

ایک بار پھر وہ چیختی چلاتی سب کو دہلا گئی تھی۔پر روز کے چہرے پر ناقابلِ فہم تاثرات پھیلے تھے۔

میم!! آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔"روز اس کے قریب جھکی۔

اسے کہو آ جائے روز ورنہ مجھے کچھ ہو جائے گا۔۔ مم مجھے سانس لینے میں مشکل ہو رہی ہے۔ میرا دل تڑپ رہا ہے۔۔۔" وہ روز کے ہاتھ تھامے فریادی بنی تھی۔

روز کو اسے سنبھالنا مشکل لگا۔۔ جس کی حالت پل پل بگڑ رہی تھی۔

تعبیر۔۔۔!! یزدان کی آواز نے جیسے روح میں جان پھونکی تھی۔ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔۔ جہاں وہ پھولی سانسوں کے ساتھ کھڑا تھا۔۔ جبکہ چہرے پر وحشت پھیلی تھی۔

تم نے دھوکا دیا مجھے۔۔ تم نہیں آئے وہاں۔۔ کسی کے ساتھ تم۔۔ کک کیسے۔۔" وہ کھڑی ہوئے پیچھے" ہونے لگی۔۔

تعبیر بات سنیں۔۔"یزدان کو قدم بڑھانا مشکل لگ رہا تھا۔۔ وہ تو اب بھی اس لمحے کے حصار میں" تھا، کہ کہیں اس نے تعبیر کو کھو دیا ہو۔

نہیں سنوں گی۔۔ ساری عمر نہیں سنوں گی۔۔ یزدان۔ تم نے مجھے آج بہت ستایا بہت رلایا" ہے۔۔۔ میں مرنے والی ہو گئی تھی۔ پر تمہیں رحم نہیں آیا۔۔ تم مجھ سے محبت کرتے تھے۔۔ پھر اس " کے ساتھ کیسے؟؟

وہ آنسو رگڑتی پیچھے قدم لینے لگی۔۔اور پھر تیزی سے بھاگتی کمرے میں بند ہوئی۔

یزدان تیزی سے بھاگا تھا۔صد شکر کے اس نے لاک نہیں لگایا تھا۔۔

تعبیر!!!وہ اندر داخل ہوتے اسے بازوؤں سے جکڑ گیا۔"

چھوڑو مجھے۔۔کچھ نہیں سننا۔۔تم فریبی دھوکے باز ہو۔۔کیوں مجھ سے شادی کی تھی۔کیوں خود کو "

"بلند ثابت کرنے کے لیے مجھے اپنایا,ویسے بھی تو تم۔۔۔

بس!!!وُہ بری طرح دھاڑا تھا۔

"خبردار جو ایک لفظ بھی کہا۔۔"

اس کے بازو سختی سے جنجھوڑے اس نے سرخ پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

تعبیر بری طرح سہم گئی تھی۔

جانتی ہیں کتنا ڈر گیا تھا۔۔مجھے لگا میں نے۔۔۔آپ کو کھو دیا ہے۔۔کیوں آئی وہاں سے ،میں خود آنے "

والا تھا۔"اس کے چہرے پر اپنی نظر جمائے وہ شدت پسندی سے بولا۔

اسے خود میں بھینچتا وہ سب لفظ دبا گیا تھا۔

اسے خود میں چھپائے وہ اب آنکھیں موندے اسے محسوس کرتا روح کو پر سکون کر رہا تھا۔۔ جبکہ تعبیر ساکت پڑی محض یہی سوچ رہی تھی کہ ایک شخص اتنا فریبی کیسے ہو سکتا ہے۔آج پہلی مرتبہ دل ساکت رہا تھا۔۔ ورنہ وہ جب بھی قریب آتا تھا۔۔ ایک الگ ہی لے پر دھڑک اٹھتا تھا۔

تم نے دھوکا دیا یزدان۔۔ اور اب تم اس دھوکے کو اپنی فریبی محبت سے چھپانے کی کوشش کر رہے ہو۔۔" وہ بے تاثر بولتی اسے ساکت ہی تو کر گئی۔اس نے تڑپ کر کر اسے خود سے الگ کیا۔۔

میری محبت دھوکا ہے ؟؟"یزدان نے تلخی سے سوال کیا۔"

ہاں تم بھی دھوکے باز تمہاری محبت بھی فریبی۔۔ جس نے مجھے کہیں کا نہ چھوڑا۔۔" وہ انگشت اس کے سینے پر رکھتی ہذیاتی ہوئے چلائی۔

"اتنی بدگمانی، صرف ایک فون کال کی وجہ سے۔۔"

وہ فون کال نہیں تھی۔۔ نوفل یزدان، وہ شوخ آواز میری موت کا پروانہ لائی تھی۔۔ اتنی رات کو" تمہارا فون کوئی لڑکی اٹھائے،اس سے کیا مراد ہو گا۔۔ یہی کہ وہ تمہارے کتنے قریب تھی۔۔۔ خود کو میری جگہ رکھ کر سوچو۔۔ میرا فون کوئی مرد اٹھائے گا تو کیا کرو گے۔۔۔" وہ درشتگی سے بولتی اس کے غضب کو بڑھا گئی تھی۔

تعبیر۔۔۔!! اس نے سختی سے اسے کندھوں سے جکڑ لیا وہ اپنی بڑھتی وحشت پر بمشکل قابو رکھ پایا۔

میں آپ کی جان لے لوں گا۔۔اگر دوبارہ ایسا کہا۔" اسے بری طرح جنجھوڑ کر دور کیا اور خود رخ موڑے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔لب سختی سے بھینچ لیے۔۔کہیں مزید گستاخ تلخ لفظ نہ نکلیں۔۔وہ پیچھے ہوتی بیڈ پر گری تھی۔

کئی پل کمرے میں جمود طاری رہا۔۔جب تعبیر کی بھیگی آواز کمرے میں گونجی۔

"تم یہ مت سوچنا یزدان کہ میں تمہارے دھوکے کے بعد بھی تمہارے ساتھ رہوں گی۔۔"

وہ ٹھٹک گیا۔۔اور آنکھیں کھول کر اس کی جانب مڑا۔وہ بیڈ پر بیٹھی۔۔سرخ گلابی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

پھر کہاں جائیں گی۔۔۔؟" وہ وہی کھڑے ہوئے دونوں بازو سینے پر لپیٹ گیا۔۔"

"اتنی دور چلی جاؤں گی کہ تم مجھے ڈھونڈ بھی نہیں پاؤ گے۔۔"

تعبیر!! ایسا کچھ نہیں ہے۔۔آپ کیوں نہیں سمجھ رہی۔۔۔" وہ گہرا سانس لیے اس کے برابر آکر بیٹھا" اور اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔۔جسے اس نے چھڑوانے کی زحمت نہیں کی۔۔دل میں اس وقت کوئی جذبہ ہی نہیں تھا کہ وہ حرکت کرتی۔

تم اگر دھوکا دو گے تو تمہیں کیا لگتا ہے میں روتی رہوں گی۔ نہیں یزدان۔۔!! میں مرتے مرتے " تمہیں ایسی بددعا دے کر جاؤں گی کہ ساری عمر تم تعبیر ملک کو تلاشتے رہو گے۔۔ لیکن وہ۔۔۔وہ تمہیں کہیں نہیں ملے گی۔۔ تمہیں میری بددعائیں رلائیں گی۔"نوفل کا دل چاہا اس کو ایک لگا دے۔۔جو اپنے لفظوں سے اس کا دل بری طرح زخمی کیے جا رہی تھی۔

مل جائے گی۔۔اسے میں جانے ہی نہیں دوں گا۔۔" وہ ڈھٹائی سے بولتا۔۔اسے مزید سلگا گیا تھا۔"

تمہیں دھوکا دیتے زرا سی بھی شرم نہیں آئی۔۔؟" تعبیر گردن ترچھی کیے اسے دیکھتی حسرت زدہ " ہوئی۔۔

جب دھوکا دیا ہی نہیں تو شرمندگی کیسی ؟؟"یزدان نے چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔۔"

جھوٹ۔۔۔" وہ بڑبڑائی تھی۔۔

" بالکل سچ۔۔۔وہ ایک تیرہ سال کی چھوٹی سی لڑکی ہے۔۔"

مجھے یقین نہیں ہے۔۔" اس نے یزدان کے ہاتھ جھٹکنے چاہے۔۔پر وہ گرفت سخت کر گیا۔"

"کل یقین دلوا دوں گا۔۔"

"اب کس کو خرید و گے ؟؟"

"کسی کو نہیں۔۔"

تم مجھے پاگل کر رہے ہو۔۔خدارا مجھ پر رحم کھاؤ۔۔مجھے بتاؤ وہ کون تھی۔کیوں تھے تم اس کے " ساتھ۔۔یہ سوچیں میری نسوں کو بری طرح جکڑ رہی ہیں۔۔مجھے لگ رہا ہے میں کسی بھی لمحے مر جاؤں گی۔۔۔"اس کے ٹوٹے لفظوں نے یزدان کی جان ہلکان کی تھی۔

تعبیر !! وہ تھک ہار کر اسے خود میں سمیٹ گیا۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔بخدا میں کیوں دھوکا دینے لگا۔کیوں نہیں سمجھ رہی۔۔آپ یہ سب کہہ کر میری " اور اپنی دونوں کی تکلیف بڑھا رہی ہیں۔۔"

کاش میں تم سے شادی نہ کرتی۔۔۔کاش کہ میں تب انکار کر دیتی تو آج میں اس دھوکے پر نہ رو رہی " ہوتی، کاش وہ سب نہ ہوتا۔۔جو صرف تمہاری وجہ سے ہوا تھا۔" وہ نوفل کے بات پر دھیان دیے بنا اپنی بے اعتباری اسے سناتی سن ہی تو کر گئی تھی۔

اس نے پل میں اسے آزاد کیا اور اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ اسے تعبیر ملک کے وجود سے وحشت ہوئی تھی۔

اتنی سی بات پر وہ لڑکی اس حد تک سوچ رہی تھی۔اسی کے پہلو میں اسی کے سامنے وہ دیدہ دلیری سے اس شخص کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔نوفل کا دل چاہا، خود کو ہی ختم کر ڈالے۔

آپ کیسے وہ سوچ سکتی ہیں میرے پہلو میں بیٹھ کر آپ وہ لمحات ،اور اس کے بارے میں سوچ رہی" ہیں۔۔کیسے سوچ لیا آپ نے تعبیر۔۔"اس نے اپنا لہجہ حتی المکان دھیما رکھا پر اس میں پچھلی شدت پسندی نے تعبیر کو مزید طیش آیا۔

"جیسے تم میری غیر موجودگی میں۔۔۔"

آئی سے شٹ اپ۔۔ تعبیر ملک صاحبہ۔۔۔" وہ یکلخت جنونی ہوئے دھاڑا اور سائیڈ پر رکھا واز پوری" شدت سے ٹھوکر مارے دور اچھالا۔

آج کئی دنوں بعد اس نے تعبیر کو اس کے اصل نام سے پکارا تھا۔ تعبیر کو اندازہ ہوا تھا کہ وہ کچھ زیادہ بول چکی ہے۔۔ذہنی بھٹکی رو جیسے بحال ہوئی تو وہ

سہم کر بیڈ کراؤن سے چپکی۔۔

بے اعتباری۔۔۔ صرف اور صرف بے اعتباری۔۔۔ہر مرتبہ اعتبار دلواتا رہوں گا تب بھی بے" "اعتباری ہی رہے گی۔۔۔اس لیے بھاڑ میں جھونکتا ہوں اعتبار کو۔

وہ اس کے قریب آئے اسے بازوؤں سے دبوچے جھکا، اپنی سرخ وحشت بھری آنکھوں سے اس نے تعبیر کو دیکھا۔۔جہاں اب اس کی وجہ سے خوف سمٹا تھا۔

اب اعتبار نہیں دلواؤں گا۔۔ بالکل بھی نہیں دلواؤں گا۔۔، میں نے کہا تھا۔۔کہ ایک بار اپنے کردار کی " گواہی دوں گا۔وہ میں دے چکا ہوں۔پر اب نہیں۔۔اب کبھی بھی نہیں۔۔ساری عمر بھی بے اعتباری میں گزاریں گی تو فرق نہیں پڑے گا۔۔آپ نے میرے پہلو میں بیٹھ کر جو خیانت کی ہے۔۔اس کے بدلے اب آپ کی اپنی بے اعتباری آپ کی سب سے بڑی سزا ہو گی۔ہاں میں گزارتا ہوں لڑکیوں کے ساتھ وقت۔۔اور میری یہ روش کبھی نہیں بدلے گی۔۔نہ میں کبھی بدلنا چاہتا ہوں۔اور آج کے بعد مجھ سے میرے کردار کے حوالے سے بات مت کیجیے گا۔۔۔اس کے کندھے چھوڑے وہ لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔

آنکھوں کو سرخ گوشوں کو اس نے انگلی اور انگوٹھے سے دبایا تھا۔

تعبیر سانس روکے اس شخص کو جاتا دیکھنے لگی۔جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو، کہ وہ شخص آج اسے بری طرح جھڑک کر اس کا سارا مان پل میں توڑ گیا تھا۔

زرفشاں!! اسے کمرے میں بے سدھ بیٹھے دیکھ کر زین کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

آپ آگئے ؟؟" زرفشاں کو لگا اب بھی وہ دن بعد ہی آئے گا۔۔پر وہ تو صبح ہی پہنچ چکا تھا۔ "

رات کے بعد سے وہ ڈر کر کمرے سے ہی نہیں نکلی تھی۔

" تمہیں کیا لگا میں مذاق کر رہا تھا۔۔اور تم نے پیکنگ بھی نہیں کی۔۔ "

مم مجھے نہیں جانا۔۔" وہ وہی بیٹھے بولی، پر اب چہرہ جھکا لیا تھا۔ "

" ٹھیک ہے میں خود تمہاری پیکنگ کرتا ہوں جانا تو تمہیں میرے ساتھ ہی ہے۔۔ "

وہ وارڈروب کھولتا ایک خانے میں سے سوٹ کیس نکال چکا تھا۔۔

زری کا سانس حلق میں اٹکا۔۔یعنی وہ ساتھ لے جا کر ہی اس کا دم نکالنے کی ٹھان چکا تھا۔

آپ مت کریں ایسا۔۔میں کر لوں گی۔۔لیکن مجھے جانا بھی نہیں ہے۔۔" زین نے ایک سرد نگاہ اس پر " ڈالی اور وارڈروب سے اس کے ہینگ کپڑے نکال کر سوٹ کیس میں رکھنے لگا۔

وہ تعبیر آپی کافی پریشان ہیں۔یزدان بھائی بھی غصے میں ہیں ایسے میں اگر میں چلی جاؤں گی تو کتنا غلط " ہو گا۔۔ "

معصومیت سے بولتی وہ زین کا دھیان بٹانا چاہتی تھی۔

وہ دونوں تمہارے مطابق جتنا لڑتے ہیں۔۔میں نہیں چاہتا کہ تمہاری معصومیت بھی ختم ہو جائے اور "تم بھی ایسے ہی میرے ساتھ لڑائی کرنا شروع کردو۔۔

توبہ کریں۔۔۔میں تو کبھی نہیں لڑوں گی۔۔۔" وہ جھٹ سے بولی تو زین نے ایک نظر اسے مسکراتی" آنکھوں سے دیکھا۔

اب تو رک جانے دیں۔۔۔" وہ زین کی خاموشی دیکھے بولی۔ "

"ہرگز نہیں، اب چاہے جو مرضی ہو تم میرے ساتھ ہی جاؤ گی۔ "

زین کی وہی ضد تھی۔

آپ ٹھیک نہیں کر رہے۔۔آپ کی ماں جی مجھے مار دیں گی۔۔اور اب تو گاؤں والے بھی یقین کر چکے" ہوں گے میں پہلے بھی بھاگ رہی تھی۔۔اب بھی آپ کو دھوکا دیکھ کر بھاگ گئی تھی۔۔تو پھر مجھے کیوں ساتھ لے جا کر اپنی عزت داؤ پر لگا رہے ہیں۔۔"وہ تھک ہار کر بولتی زین کے غضب کو بڑھا گئی تھی۔

رات ہی تو اس نے جانے کی خبر سنائی تھی۔۔اور آج وہ آ پہنچا تھا۔

زرفشاں!!اس کی آواز میں ایک الگ ہی غصہ پنہاں تھا۔جبکہ وہ لرزتی پیچھے کھسکی۔ "

کس نے فتور ڈالا تمہارے دماغ میں؟؟" وہ قدم بڑھائے اس کی جانب آیا۔۔"

"کک کسی نے نہیں،۔۔"

پھر ایسا سوچا کیسے؟" اس نے دیوار پر ایک ہاتھ رکھے اس کے جانے کی راہ مسدود کر دی۔

سوچنے سے کیا ہوتا ہے؟ کیا آپ نہیں جانتے سب کو، میں تو عام لڑکی تھی، ایک مزدور کی بیٹی، اور آپ " اس مزدور کے مالک بلکہ پورے گاؤں کے مالک۔۔ میری وجہ سے آپ کے کردار پر کوئی بات کرے "گا۔۔ میں تو اپنی نظر میں گر کر مر جاؤں گی۔۔

مرنے کا زیادہ شوق ہے میں خود ہی نہ مار دوں۔۔" وہ اس کے نرم ملائم گال پر ہلکے سے چپت مارے " خفگی بولا۔۔ جبکہ اس کے لفظوں میں محبت کی ترجمانی زین چوہدری کے دل میں سرور بھر گئی تھی۔

"آپ کے ہاتھوں خوشی خوشی مر جاؤں گی۔۔"

وہ زرا بھی نہ جھجکی تھی۔

زری۔۔۔" وہ جذبوں کی آنچ لیے اسے پکارتا بے خود ہوا۔"

تم مجھے اتنا دیوانہ مت بناؤ کہ میں سب کام بھول کر بس تمہارا ہو کر رہ جاؤں۔۔ اگر ایسا ہو گیا تو میرا " بہت نقصان ہو جائے گا۔ پھر بھرپائی بھی تم کرو گی۔" اس کی بکھری لٹوں کو نرمی سے کانوں کو پیچھے اڑستا وہ گھمبیرتا سے بولا۔

زرفشاں کا چہرہ گلابی پڑا تھا۔

میں تو آپ کو دیوانہ نہیں بنا رہی،۔۔" اس کی بڑبڑاہٹ پر زین کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔"

ہاں اپنا بنا رہی ہو۔۔تاکہ میں کسی کا بھی نہ رہوں۔۔" زرفشاں نے جھٹ سے سر اٹھا کر اسے دیکھا" جس کا ایک ایک لفظ درست تھا۔

حیران مت ہو۔۔اب تو اتنا عرصہ ہو گیا ہے ہمارے نکاح کو۔۔اب تو تم کیا چاہتی ہو وہ بھی میں" سمجھنے لگا ہوں" وہ خفت زدہ سی ہوئی۔

" پیکنگ میں میری مدد کرو۔ کیسی نکمّی بیوی ہو جو شوہر سے کام کروا رہی ہو۔۔۔"

"مم میں نے تو نہیں کہا تھا آپ خود پیکنگ کر رہے تھے۔۔بلکہ میں تو جانا بھی نہیں چاہتی۔۔"

زری روہانسی ہوئی، وہ وہ بوجھل سا مسکرایا۔

میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی؟" زین کے سوال پر حلق میں گلٹی ابھری۔"

" آپ کے ساتھ ہی تو رہنا چاہتی ہوں۔۔پر"

پر ہم حویلی میں ہی رہیں گے۔۔میری بیوی کا مقام میرے جتنا ہی بلند ہونا چاہیے۔۔جو تمہارا شوہر" حویلی میں خود متعین کرے گا۔

"یہاں تمہیں احتیاط کے طور پر رکھا تھا۔۔ورنہ کبھی تمہیں تنہا نہ کرتا۔۔

آپ سمجھ نہیں رہے۔۔" وہ کندھے جھکاتی اداسی سے بولی۔ "

میں سب سمجھ رہا ہوں۔۔"اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اس نے سیاہ مخمور آنکھوں میں اپنا عکس بسایا۔ "

پھر نہ لے کر جائیں۔۔ڈر لگتا ہے مجھے۔۔وہ بہت ظالم ہیں۔۔مجھے کبھی کسی نے نہیں مارا تھا۔۔انہوں "
نے اتنی زور سے مارا تھا۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

زین پل میں بوکھلایا تھا۔

زرفشاں۔۔اتنی سی بات پر رو کر تم مجھے پریشان کر رہی ہو۔"اس کے گرد حصار باندھتا وہ اسے سہارا "
دے گیا تھا۔

"اتنی سی بات نہیں ہے۔۔آپ کھا کر دیکھیں ان کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ، پھر آپ کو پتہ چلے گا۔۔ "

اگلے ہی پل وہ مسکرایا۔۔پر مسکراہٹ قہقے میں بدل گئی۔

زرفشاں نے ہتھیلی سینے پر جما کر اسے دور کیا اور روئی روئی گلابی گھورتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

ادھر وہ رو رہی تھی۔۔اور وہ مسکرا رہا تھا۔

اتنی معصومانہ باتیں کرتی ہو کہ مجھے بھی اپنے ساتھ بچہ بنا دیتی ہو۔۔کوئی دیکھ لے تو یقین نہ کرے کہ "
میں وہی زین ہوں جس کو مسکرانا نہیں آتا۔۔اور تمہاری ہمراہی میں میرے قہقے ہی نہیں تھمتے۔" وہ
مسکراہٹ پر قابو پائے بمشکل گویا ہوا۔

زین۔۔۔" وہ چڑی تھی۔۔آج پہلی بار اس نے نام لے کر اسے پکارا تھا۔زین پلک جھپکنا بھول گیا۔"

قربان۔۔۔" وہ پر مدھم سا بولتا اسے بوکھلا گیا تھا۔

یہ مم میں نے۔۔کک کیا؟ وہ میں لینا نہیں چاہتی تھی۔۔بس ایسے ہی لبوں سے پھسل گیا۔۔ سچی میں" نے آپ کا نام نہیں لینا تھا۔" وہ جھٹ منہ پر اپنا ہاتھ جما گئی تھی۔

ایک بار پھر زین کا قہقہ پھوٹا۔۔یہ لڑکی شاید اس کے قہقوں کی ساری وجہ جانتی تھی۔

ریلکس زرفشاں۔۔ میرا نام ہی لیا ہے، کچھ انوکھا گناہ نہیں کر دیا" اس کے لبوں پر جمی ہتھیلی کو اس نے" مضبوط ہاتھوں میں جکڑی۔

اماں جب زندہ تھیں انہوں نے ایک بار کہا تھا شوہر کا نام نہیں لیتے گناہ ملتا ہے۔۔" اس کا وضاحتی انداز" سنتا وہ مسکراہٹ بمشکل سمیٹ پایا۔

"ایسا کچھ نہیں ہوتا۔۔وہ پرانا زمانہ تھا، اب نیا دور ہے۔۔لڑکی۔۔اتنا نہیں سوچتے۔" اس کے سر پر چپت لگائے وہ اسے ریلکس کرنا چاہتا تھا۔

وہ خجل سی ہوئی۔

آجاؤ ورنہ ہنس کر میرے پیٹ میں درد شروع ہو جائے گا۔۔اور تمہیں نہ جانے کا بہانہ مل جائے " گا۔۔"اس کی ناک کی پھنگ کو چٹکی میں دبائے وہ ہاتھ جکڑے اسے دوبارہ سوٹ کیس کے قریب لایا ،۔زری کے لب آسودہ سے مسکرائے۔۔پر جانے کا خیال پھر سے بے قرار کرنے لگا۔

"اگر آپ کی اماں نے مارا تو میں چھت سے کود جاؤں گی۔۔اور مر جاؤں گی۔"

پاگل لڑکی۔۔" وہ جھٹ سے مڑتا اسے خود میں سمو گیا۔دل بری طرح جکڑ سا گیا تھا۔۔کئی پل اسے خود " کا بحال کرنے میں لگے تھے،.بڑی سے بڑی مصیبت سے نہ گھبرانے والا وہ شخص اس لڑکی کی بے وقوفی بھری بات پر گھبرا گیا تھا۔

خبردار جو خود کو نقصان پہنچایا۔۔ایسا حال کروں گا کہ تم دوبارہ ایسا سوچو گی بھی نہیں۔۔"۔اس کے " لہجے میں سموئی شدت پر زری بھی دنگ رہ گئی تھی۔

آج جیسے اسے یقین ہوا تھا کہ وہ اس محبت کی راہ میں اکیلی نہیں ہے۔وہ محبت کا ہمراہی ہو گیا تھا۔۔

جس کی کبھی وہ چاہ کر بیٹھی تھی۔کہ وہ بھی اس سے ایسی ہی محبت کرے۔

تمہیں اگر یہاں سے لے کر جا رہا ہوں تو تم پر لگی تہمت ہٹانے کی، تمہیں عزت مقام دینے کی، " تمہاری حفاظت کرنے کی ذمہ داری میری، یعنی تمہارے شوہر زین چوہدری کی ہے۔تمہارے آگے میں کھڑا ہوں۔گرم ہوا بھی اگر تمہیں چھوئے گی تو پہلے مجھ سے ٹکرائے گی۔اور جہاں تک میری ماں کا سوال ہے۔اس بار وہ تم تک نہیں آئیں گی۔۔میں ہر وجہ ہی ختم کر دوں گا کہ وہ تمہارے سامنے نہ آ پائیں۔"

اسے سامنے کیے وہ زری کا سرخ چہرہ دیکھے اپنے ہر لفظ پر زور دیے بولا۔

آپ کو مجھ پر یقین ہے۔۔"اس نے حسرت سے پوچھا۔"

"خود سے زیادہ۔۔۔"

"پر میں تو بھاگ رہی تھی۔۔بھاگی ہوئی لڑکی پر کون یقین کرتا ہے؟؟"

میں کرتا ہوں۔۔صرف تمہارا زین۔۔۔"اس نے جیسے ہر وجہ ہی جھٹلا دی تھی۔"

"میں آپ کو مزید یقین دلواؤں تو کریں گے یقین؟؟"

"تم کچھ بھی نہ کہو تب بھی یقین ہے۔۔تم کسی کے ساتھ نہیں اپنی جان بچا کر بھاگی تھی۔۔"

اس کی آنکھیں پھیلی،۔جبکہ چہرہ مکمل سفید پڑ گیا۔

"آپ۔۔آپ کیسے جانتے ہیں؟؟"

تمہیں خود سے زیادہ جان گیا ہوں۔۔"اس نے خم پر دباؤ ڈالے اسے لاجواب ہی تو کر دیا تھا۔"

میں اتنی خاص تو نہیں ہوں۔۔نہ ہی کوئی ایسی نیکی کی ہے کہ آپ مجھ پر اس حد تک یقین کریں۔۔اتنا" مجھے سمجھیں۔۔"وہ چاہ کر بھی نہیں کہہ پائی تھی کہ اتنا مجھے چاہیں۔

تم خاص الخاص ہو۔اور بہت جلد بتاؤں گا کہ تم میرے لیے کتنی خاص ہو؟؟اب بس باتیں نہیں کرنی" ہمیں جانا ہے۔۔جہاں تم اور میں ہمیشہ ساتھ رہیں۔۔نہ تمہیں میرے انتظار میں تڑپنا پڑے۔۔اور نہ میں جدائی کے لمحات ہمارے درمیان حائل ہونے دوں۔۔تم جب چاہو مجھے بلا جھجھک پکار سکو۔۔اور میں تمہاری ہر پکار پر تمہارے پاس آ جاؤں۔اب بتاؤ چلو گی ناں؟؟"۔

اس نے بھیگی آنکھیں بند کیے اثبات میں سر ہلا دیا۔اس نے اس اعتماد سے پوچھا تھا کہ وہ انکار نہیں کر پائی تھی۔

تو چلو پھر۔۔میری مدد کرو۔۔"وہ اب مصنوعی رعب سے بولا۔

آپ بیٹھ جائیں میں کرلوں گی۔۔"زری نے دور ہونا چاہا پر وہ اسے تھام کر روک گیا۔۔"

نہیں!!آج ہمارا پہلا سفر ہے۔۔جس کا آغاز ہم ساتھ مل کر کرنے والے ہیں۔تو تیاری بھی ساتھ " کریں گے۔۔تاکہ یہ سفر اور سفر کی تیاری ہمیشہ یادگار رہے۔۔"

زری نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔

کل رات کی واپسی کے دوران کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔اس کے دوآتشہ حسن پر بھی اس نے نظر ڈالنا گوارہ نہیں کیا تھا۔

وہاج اسے دروازے کے قریب چھوڑے اوپر اپنے کمرے میں بڑھ گیا تھا۔ جبکہ وہ خود کمرہ تلاشتی اوپر آئی ۔وہ تو شاید اسے وہاں لایا ہی مشکل سے تھا۔ سارے راستے وہ مختلف دعائیں پڑھتی رہی کہ کہیں وہ اسے وہی اتار کر نہ چلا جائے۔

پر صد شکر تھا کہ وہ گھر لے آیا تھا۔ اس کا بیگ کمرے میں موجود تھا۔ جسے دیکھ کر اسے تسلی ہوئی تھی۔

اب اسے ایک ملازمہ نے آکر بتایا تھا، کہ اسے نیچے بلایا جا رہا ہے۔۔ ورنہ خوف سے وہ کمرے میں بند تھی۔

"تم کون ہو؟؟"

میں آج ہی کام پر آئی ہوں،۔اس پورے ایریا میں میری فیملی کام کرتی ہے۔۔ تو انھوں نے ساتھ والے "گھر میں بات کر کے مجھے کام پر آنے کا کہا ہے۔۔

مطلب وہ شروع سے یہاں نہیں رہتے تھے؟؟" انابیہ کے وجود میں خوف پھیلا تھا۔۔ "

"نہیں بس کبھی کبھار یہاں آتے تھے۔۔ صفائی ستھرائی کے لیے جو اکثر میں ہی کرتی تھی۔"

انابیہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

آپ کی نئی شادی ہوئی ہے؟؟" ملازمہ نے اس کے سنہرے روپ اور ہاتھوں کی جانب دیکھا۔ "

ہاں ! ! انابیہ بمشکل کہہ پائی۔۔ورنہ دل تو کہہ رہا تھا۔۔برباد ہوئی ہوں۔اور بربادی خود طے کی تھی۔ "

آپ کی جوڑی تو بہت پیاری ہے باجی۔۔اور آپ تو بہت پیاری بہت معصوم سی ہیں۔" ملازمہ نے اسے دیکھا۔

انابیہ تلخ سا مسکرائی۔۔

اچھا وہ صاحب آپ کو نیچے بلا رہے ہیں۔۔میں تو بھول ہی گئی تھی۔۔" ملازمہ سر پر ہاتھ مارے بولی تو "

انابیہ کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔

وہاج نے بلایا ہے؟؟" اس نے جیسے تسلی چاہی تھی۔ "

جی جی آپ کے شوہر ہی تو ہیں اس گھر میں، ویسے آپ تو بہت شرمیلی ہیں۔" ملازمہ کافی باتونی تھی۔ "

چلو۔۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ "

ایسے جائیں گی۔۔" ملازمہ نے اس کے سادہ سرخ لباس کو دیکھا، جو رات اس نے چینج کیا تھا۔ "

ہمم چلو۔۔! ! وہ بالوں کو کمر پر پھیلاتی ڈوپٹہ کندھے پر ڈالے باہر نکل گئی تھی۔ "

قدم جیسے من من کے ہو چکے تھے۔۔گلابی چہرہ ویسے ہی سفید پڑا تھا کہ ناجانے وہ شخص اب اسے کیا سزا سنائے گا۔۔

وہ ڈائننگ ہال میں آئی تو آنکھوں کی بجھتی جوت جل اٹھی تھی۔۔وہ سامنے ہی تو سنجیدگی کی اعلیٰ مثال بنا بیٹھا تھا۔

جاؤتم۔۔۔" اس نے ملازمہ کو جانے کا کہا۔انابیہ نے اپنا ڈوپٹہ مٹھی میں دبوچا۔

بیٹھو!! وہاج نے اب بھی اسے نہیں دیکھا تھا پر اسے حکم ضرور دیا تھا۔

وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے کرسی پر بیٹھی۔

آج پہلی اور آخری بار ہم دونوں اس ٹیبل پر اکٹھے ناشتہ کریں گے۔۔یہ مت سمجھنا کہ مجھے تم پر رحم آگیا ہے یا پھر میں تمہیں معاف کرچکا ہوں۔۔ایسا کبھی بھی نہیں ہوگا۔۔نہ میں تمہارے منہ سے معافی کا لفظ سننا چاہتا ہوں۔۔تمہارا وجود میرے نام سے بندھا ہے۔۔اس کے علاوہ میرے اور تمہارے درمیان کوئی تعلق نہیں،ایسے سمجھ لو کہ یہ کاغذی رشتہ اس گھر میں تمہارے رہنے کی وجہ ہے۔۔ورنہ تمہیں دیکھ کر مجھے وہ تہمتیں وہ سب الزامات یاد آجاتے ہیں۔"

وہاج ایک بار میری بات سن لیں،۔۔خدارا میں ایسا ہرگز نہیں چاہتی تھی۔۔" وہ روہانسی ہوئی تھی۔۔اس کے لفظ لفظ اسے کسی زندان میں قید کررہے تھے۔

ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی،۔" اس نے نظر اٹھا کر اس کا سرخ چہرہ دیکھا۔پر فوری نظر بھی پھیر گیا تھا۔

انابیہ کا دل جیسے ٹکروں میں بٹنے لگا۔وہ دیکھ کر جب اس سے نظر پھیرتا تھا۔۔وہ اپنی نگاہ میں مر جانے والی ہوجاتی تھی۔

"تم جب چاہو گی میں تمہیں اس رشتے سے آزاد کر دوں گا۔اتنی میں تمہیں آزادی ضرور دے سکتا ہوں۔۔"

"نن نہیں مجھے نہیں چاہیے آزادی۔۔ بالکل نہیں چاہیے۔۔۔" وہ کھڑی ہوئی تھی۔"

وہاج نے ماتھے پر بل لیے اسے دیکھا۔کیسی ڈھیٹ لڑکی تھی جواب بھی اس کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔

"پھر کوشش کرنا کہ میرے سامنے مت آنا، کیونکہ تمہیں دیکھ کر میرا ضبط کھونے لگتا ہے۔۔جو میں اب کبھی نہیں کھونا چاہتا۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔میں آپ کے سامنے نہیں آؤں گی۔آپ کو میرا وجود اس گھر میں ہوتے ہوئے بھی نظر نہیں آئے گا۔۔پر مجھے چھوڑیے گا مت۔۔ کبھی بھی نہیں چھوڑیے گا۔۔" وہ ہمت مجتمع کیے بمشکل بولی جبکہ دل تو اب بھی اس کے آزادی والی بات پر ڈوب رہا تھا۔

"ناشتہ کرو۔۔!!" وہاج نے جیسے بات ختم کی۔۔وہ چپ چاپ چیئر پر بیٹھی۔۔دو دن سے خالی پیٹ تھی۔۔پر اب بھی جیسے بھوک بالکل نہیں تھی۔وہ تو اس شخص کی محبت میں پہلے ہی سب بھول بیٹھی تھی۔۔اور اب وہ جب اسے ملا تھا۔۔اس کے بعد کسی شے کی طلب ہی باقی نہیں رہی تھی۔چپ چاپ آنسو بہاتی وہ ٹیبلز پر پڑے لوازمات دیکھنے لگی۔

ناشتہ کرو۔۔"اس نے سرد پن سے دوبارہ کہا تو وہ ایک سلائس اٹھائے پلیٹ میں رکھتی نوالہ لینے لگی۔آنکھیں گلابی اداس سی تھیں۔دل تڑپ کر فریاد کر رہا تھا۔۔کہ ایک بار میری بات سن لو۔۔پر جانتی تھی وہ شخص اس کی سانس کھینچنے میں ایک منٹ لگائے گا۔اس کی خاموشی اور اس کے وجود کی غیر موجودگی اگر اس کے ساتھ رہنے کی وجہ تھی تو وہ کبھی بھی اس وجہ کو ختم نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

اسے وہاج سلطان چاہیے تھا۔۔ہر حال میں، پھر چاہے وہ اسے جتنی مرضی اذیت دیتا، جتنا مرضی ستاتا۔۔اس کا نام اس کے لیے سانسوں کی وجہ تھا۔وہ رگ رگ میں بسا شخص اپنی ہر ستمگری کے ساتھ اسے قبول تھا۔

آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں ؟؟"زرفشاں نے دھواں دھواں چہرے سے زین اور نوفل کو " دیکھا۔تو دونوں پل کے لیے مسکرائے۔پر نوفل نے فوری اپنی مسکراہٹ سمیٹ کر زرفشاں کو دیکھا۔جس کے چہرے پر تعجب پھیلا تھا۔پر نوفل کی سرد نگاہ پر وہ سہمی تھی۔

نوفل بھائی میں آپ، کو میں بتانے والی تھی۔۔یہ۔"اس کے تنے تاثرات دیکھتی وہ حلق تر کیے بولی۔ "

"کیا بتاؤ گی۔۔ مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔؟"

وہ مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔ جبکہ زرفشاں کا سرخ چہرہ گواہ تھا کہ وہ کسی بھی پل رو دے گی۔

میری بیوی کو ڈرانے کی کوشش مت کرنا نوفل یزدان۔۔۔" زین کی سرد گھمبیر آواز پر یزدان نے " سر جھٹکا۔

جبکہ زرفشاں ایک بار پھر پھیلی آنکھوں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

جن کی بے تکلفی اسے سب سمجھا گئی تھی۔

یہ باسط کی گڑیا ہے۔۔اور مجھے تم سے زیادہ عزیز ہے۔۔اسے ڈرانے اور سمجھانے کا حق میں رکھتا "

"ہوں۔۔اس معاملے میں زین چوہدری کو بھی دخل اندازی کی اجازت نہیں ہے۔

اس کے صاف جواب پر زری جھینپی تھی۔

گھبراؤ نہیں۔۔ میں پہلے دن سے ہی سب جانتا تھا۔۔" اس نے زری کو مسکرا کر دیکھا۔"

پر آپ کیسے جانتے ہیں۔۔ مطلب یہ میرے شوہر ہیں۔اور میں یہاں اتنے دنوں سے تھی پر آپ نے " کوئی ذکر نہیں کیا۔۔اور باسط بھائی بھی، خاموش رہے۔بلکہ مجھے دھمکاتے رہے۔کہ یہاں سے بھاگنا نہیں ہے۔" اسے جھجھک تو ہوئی پر سوال کر چکی تھی۔

وہ اس لیے کہ نوفل یزدان ایک محافظ ہے۔اور تم تحفظ ہی چاہتی تھی۔اور اس مینشن سے زیادہ "
" تمہارے لیے محفوظ جگہ کوئی نہیں تھی۔اس لیے تمہیں ہر بار دھمکایا گیا۔۔اور یہ بھی میرا ہی حکم تھا۔

زین نے نوفل یزدان کو فخر سے دیکھے جواب دیا۔۔ جبکہ زری کو اپنی بے وقوف بن جانے پر افسوس ہوا تھا۔

" تمہاری بیوی تو ناراض کمرہ بند کیے بیٹھی ہے۔اس لیے ہمیں جانے کی اجازت دو۔۔"

وہ زرفشاں کا ہاتھ تھامے بولا۔یزدان نے گھور کر اسے دیکھا۔۔

مجھے تعبیر آپی سے ملنا تھا۔۔"زری نے جھجک کر کہا۔۔تو زین نے اس کا ہاتھ چھوڑ کر روز کو اشارہ" دیا۔جو اس کے جانے سے اداس کھڑی تھی۔

اس نے زین کو دیکھے اجازت چاہی۔۔اس کی معصومیت بھری ادا پر وہ متبسم ہوئے سر ہلا گیا۔۔

URDUNovelians

زری اور روز کے جاتے ہی وہ یزدان کے قریب آیا۔

اسے اعتبار دلواؤ گے تب ہی تمہارا رشتہ مضبوط ہو پائے گا۔سب کو تم عورت ذات پر درس دیتے "
" رہتے ہو۔۔اور خود کیا کر رہے ہو؟؟

زین نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"ابھی میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔"

تم اپنے باس کی بات کو ٹال رہے ہو نوفل یزدان۔۔" وہ مصنوعی گھوری سے نوازے بولا تو یزدان" نے سرخ پڑتی نگاہ اس پر ڈالی۔ جیسے جتایا ہو کہ میں نے کیا کیا ہے؟

سمجھ سکتا ہوں۔۔پر عورت اپنے من پسند شخص کو کبھی کسی دوسرے کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی۔ وہ وفا" دار ہوتی ہے تو مقابل شخص سے بڑھ کر وفاداری چاہتی ہے۔۔ تمہارے کام کی نوعیت ہم سب جانتے ہیں وہ تو نہیں جانتی۔۔اور وہ اپنی جگہ بالکل درست ہے۔"زین نے رسانیت سے کہا۔

ابھی میں کچھ بھی نہیں بتانا چاہتا۔۔کچھ سزا کی وہ حقدار ہے۔اور اب میں اس بارے میں کوئی بات" "نہیں کرنا چاہتا۔۔

تعبیر کی گئی خیانت نے اس کا دل فلحال سخت کر دیا تھا۔جس کا وہ زین کو نہیں بتا پایا تھا۔

تمہاری مرضی۔۔خیال رکھنا کہیں کسی دن مجھے یہ کال نہ آئے کہ مشہور کریمنل پلس غنڈے نوفل" یزدان کی بیوی نے اپنے شوہر کی بے وفائی پر اس کا قتل کر کے اسے اسی کی مینشن میں دفنا کر بڑی "دلیری کا کام کیا ہے۔۔

اس کے چہرے پر پھیلی طنزیہ مسکراہٹ پر۔یزدان نے دانت پیسے۔۔

"تم جیسے دوست ہوں تو دشمنوں کی کمی محسوس نہیں ہوتی۔۔"

دوست نما دشمن زیادہ خاص ہوتے ہیں۔۔"اس کے کندھے پر پنچ مارتے وہ یزدان کے گلے لگا۔"

وہ اپنی سرخ آنکھیں میچ کر کھولے گرفت مضبوط کر گیا تھا۔جانتا تھا زین چوہدری جیسا دوست ہر کسی کی قسمت میں نہیں ہوتا۔

حویلی کے آگے گاڑی رکی تو زرفشاں نے ایک بار پھر لب دبائے چہرے پر ہراس لیے مقابل بیٹھے زین کو دیکھا۔

یقین ہے ناں؟؟"زین نے چند لفظی سوال پوچھا۔۔زری نے فوری اثبات میں سر ہلایا، جیسے ایک پل" کی دیری بھی یقین کو ڈگمگا نہ دے۔۔

تو آؤ پھر۔۔۔!!"گاڑی سے اتر کر اس نے زری کی جانب کا دروازہ کھولا۔"

ملازم گارڈز سب حیرت سے اس شخص کو دیکھنے لگے،۔جو ہمیشہ گاڑی سے اتر کر بنا کسی جانب دیکھے اندر بڑھ جاتا تھا۔ملازم اور گارڈز ہی گاڑی کو لاک وغیرہ کرتے تھے۔

لیکن آج وہ خود دروازہ کھولنے کے لیے دوسری جانب آیا تھا۔

میں کھولتا ہوں۔۔" ملازم آگے آیا لیکن وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے روک چکا تھا۔ "

تم سب جاؤ۔۔۔"اس نے سب کو جانے کا حکم دیا۔ "

زری کا ہاتھ تھامے اس نے اس کے گرد لپٹی چادر کو شانوں پر درست کیا۔

تمہارا زین ہر پل تمہارے ساتھ ہے۔۔۔"اس کا نازک ہاتھ مضبوطی سے جکڑے وہ قدم لیتا اندر " بڑھنے لگا۔ جبکہ وہ دل ہی دل میں ورد جاری کیے ہوئے تھی۔

توقع کے عین مطابق جس وقت وہ اسے حویلی کے لاونج میں لایا، وہاں دراز صدیقہ بیگم اور باقی سب افراد بھی جھٹکے سے کھڑے ہوئے۔

حیران کن تاثرات مخدوم چوہدری کے چہرے پر تھے۔

جو اگلے ہی پل غضب میں بدلنے لگے۔

اس کا خوبصورت پیراہن، اور بدلہ بدلہ حلیہ جتا گیا تھا کہ وہ زین چوہدری کے پاس ہی تھی۔

URDUNovelians

یہ لڑکی، ؟؟ وہ بڑبڑائے جبکہ وہ زین کے پیچھے چھپنے لگی۔۔ "

رکھی۔۔!!! زین نے بلند آواز میں ملازمہ کو پکارا۔۔ جو فوری باہر آئی تھی۔ اس کے چہرے پر ہونق " پن پھیلا۔

زرفشاں کو میرے کمرے میں لے جاؤ۔۔اور ملازم سے کہو اس کا سامان اوپر پہنچاؤ، میرے ساتھ والی "
"وارڈروب میں اس کا سامان میرے اوپر آنے سے پہلے ترتیب سے رکھ دینا۔۔

اس کے حکمیہ سرد انداز پر رکھی اپنا منہ بند کیے اثبات میں سر ہلا گئی۔

جاؤ زرفشاں ! ! اس کی جانب مڑتے وہ نرمی سے بولا۔۔وہ نرمی جو زین چوہدری کے چہرے پر کم ہی نظر "
آتی تھی۔آج سب حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

وہ بھیگی آنکھوں سے دیکھتی اب بھی جمی رہی

جاؤ۔۔ ! ! " وہ دوبارہ اسی انداز میں بولا۔۔

زین ! ! یہ لڑکی اس حویلی میں کیا کر رہی ہے ؟؟ " اس کا نرم انداز مخدوم چوہدری کو سر تا پاؤں جھلسا گیا "
تھا۔

زری نے سہم کر اس کا کرتا جکڑا۔۔

میری بیوی ہے یہ تو اسی گھر میں رہے گی۔۔ " وہ آنکھیں بند کیے کھولتا مڑا اور پر اعتمادی سے بولا۔ "

تم شاید بھول گئے ہو کہ یہ لڑکی بھاگ گئی تھی۔اور نا جانے اب کس کے ساتھ منہ کالا کیے واپس "
" تمہارے پاس آ گئی ہے۔۔۔

رکھی۔۔۔زرفشاں کو لے کر جاؤ۔۔" وہ پوری شدت سے دھاڑے۔۔ مخدوم چوہدری کو بھی دنگ "کر گیا تھا۔وہ سمجھ گئے تھے کہ اس نے کسے جتایا ہے۔

یہ تم کس انداز میں بات کر رہے ہو؟اور خبردار جو تم نے اس لڑکی کو اپنے کمرے میں بھیجا۔۔یہ لڑکی " آج ابھی اسی وقت اس حویلی سے باہر دفعہ ہوگی۔اس جیسی بہتان لگی لڑکی ہم اپنے سر پر نہیں سجا "سکتے۔

وہ جارحانہ تیور لیے زری کی جانب بڑھے۔۔تاکہ زرفشاں کو حویلی سے نکال سکے۔

"اگر آپ نے اسے ہاتھ بھی لگایا تو بابا آپ اپنے بیٹے کی دوبارہ شکل نہیں دیکھ پائیں گے۔۔"

اس کا مضبوط دبنگ لہجہ سنتے وہ وہی تھم گئے۔

"تم اس لڑکی کے لیے میرے مقابل کھڑے ہو کر مجھے دھمکی دے رہے ہو۔۔"

دھمکی نہیں بابا،آپ کو بتا رہا ہوں۔۔آپ جانتے ہیں میں کر گزرتا ہوں۔۔اور میں آپ کو کیسے " اجازت دوں کہ آپ اس لڑکی کو حویلی سے نکال دیں۔۔حالانکہ اس سے نکاح کروانے والے آپ ہی "تھے۔۔

تم شاید بھول رہے ہو۔۔ تم نے ہی تو کہا تھا کہ تم اس لڑکی کو خود حویلی سے نکال باہر کرو گے۔ بلکہ "
"طلاق دے کر اسے مروادو گے۔۔اور اب تم اسے ناجانے کہاں سے اٹھالائے ہو۔

زری اس کا کرتے کو چھوڑتی تھمی تھی۔۔اس ایک وجہ سے ہی تو بھاگی تھی۔اور اس ایک وجہ کا جواب تو وہ زین چوہدری سے ہر حال میں چاہتی تھی۔پر کبھی ہمت نہیں کر پائی تھی۔

جب آپ اس کی زندگی کی ڈور اپنے خاص آدمی کے ہاتھ میں تھماکر خود کو بری الزمہ کرنے کی ٹھان " چکے تھے تو پھر میں بھی آپ کے ساتھ بازی کھیل کر اس لڑکی کی حفاظت کر سکتا تھا۔اور میں نے وہی "کیا۔۔آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں تھا مجھے آپ پر نہیں ہے۔

وہ ابرو سکوڑتے اس نے حساب برابر کیا۔

مخدوم چوہدری کے ساتھ صدیقہ بیگم کا بھی رنگ فق ہوا۔انہیں وہ دن یاد آیا تھا۔۔جب انہوں نے زری کو حویلی سے نکالنے کی ساری تیاری کر لی تھی۔پر عین وقت پر زین نے آکر بازی پلٹی تھی۔

زرفشاں کا دل چاہا زمین پھٹے اور اس میں سما جائے۔ جسے شدت سے چاہتی تھی۔ جس کی خاطر اپنی جان مان سب خطرے میں ڈالا تھا۔۔اسی پر اعتبار نہیں کیا تھا۔۔ادھوری بات سنے ایک بار پھر خود کو اسی تہمت کا حصہ بنا گئی تھی۔ جس کی خاطر وہ بھاگی تھی۔اور زین کو بھی ہر مرتبہ غلط سمجھا تھا۔

اب تو ہر سوال کا جواب مل گیا ہو گا۔۔تو جاؤ اوپر، اور بالکل بھی مت ڈرنا۔۔میں ہر وقت ہر لمحہ تمہاری "ڈھال بنا کھڑا ہوں۔۔"

اس کی جانب مڑے وہ نرمی سے بولا۔۔ جبکہ زری نظر اٹھانے کے قابل نہیں رہی تھی۔ وہ زری کو معتبر کرنا اچھے سے جانتا تھا۔

تمہاری معافی تلافی نہایت تسلی سے سنوں گا۔۔ابھی جاؤ۔۔" وہ قریب جھکے فسوں خیزی سے بولے " سب کو نظرانداز کر گیا تھا۔

"م میں۔۔آپ کو۔۔"

زری نے بھیگی سی آنکھیں اٹھائے زین کو دیکھا۔ جیسے اپنی پر سوچ کی معافی چاہ رہی ہو۔۔زین نے آنکھوں سے کچھ بھی نہ کہنے کا اشارہ دیا۔ تو وہ بہتی آنکھوں سے بدقت مسکراتی رکھی کے ساتھ اوپر بڑھی تھی۔

سب کی چھبتی نگاہوں کا اسے بھرپور احساس ہو رہا تھا۔۔ لیکن اس شخص کی موجودگی اس کو طرف اٹھی ہر چھبتی نگاہ کا اثر زائل کر رہی تھی۔

سفیر سے ملاقات کیے وہ جس وقت کمرے میں آیا، زری اسی کے انتظار میں کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی۔اسے حیرت ہوئی پر دل سرور میں ڈوبا تھا کہ وہ آج اس کے کمرے میں استحقاق سے موجود ہے۔ جبکہ زرفشاں کمرے کو اب حفظ کر چکی تھی۔۔ کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا۔سب ویسا ہی تھا۔۔اس کے جانے کے بعد۔۔پر رکھی نے اس کے ملبوسات اس کی چیزیں روز کی طرح ہی سیٹ کی تھی۔ پر ان سب چیزوں میں فلحال اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ فکر تھی تو بس زین کی۔۔جس پر بے اعتباری کر کے اس نے ناراضگی مول لی تھی۔

تم سوئی نہیں۔۔؟"زین ڈریسر کی جانب آئے گھڑی اتارتے ہوئے بولا۔"

آپ ناراض ہیں۔۔"

وہ خاموش رہا تو زری کا دل ڈوبا۔

مجھے پتہ چل گیا ہے آپ ناراض ہیں۔۔" وہ اس کے پیچھے آکر کھڑی ہوئی تو زین نے آئینے میں اس کا گھبرایا چہرہ دیکھا۔

تمہیں کیسے پتہ چلا؟؟" وہ اب کرتے کے بٹن کھولنے لگا۔"

مطلب آپ سچ میں ناراض۔۔۔" اس کی آنکھیں جو کب سے بہنے کو تیار تھیں۔۔اب چھلکی تھیں۔"

ہاں تھوڑا سا ہوا تھا، جب تم مجھ پر بنا اعتبار کیے گھر سے بھاگ گئی تھی۔۔نہ مجھے مہلت دی کہ میں" تمہیں کچھ سمجھا سکوں۔۔حالانکہ میں اس روز تمہیں کہہ کر گیا تھا میرا انتظار کرنا۔۔، لیکن تم تو مجھے بے اعتباری دے کر چلی گئی۔۔صد شکر ہے کہ تمہیں میں اس بس میں دیکھ چکا تھا۔۔ورنہ جانتی ہو، میں اپنی ہی نظر میں گر جاتا کہ میں نے تمہاری حفاظت کا وعدہ کیا تھا۔۔ تمہیں ہر مصائب سے بچانے کی ٹھان چکا تھا۔" شکوہ لبوں پر آ ہی گیا تھا۔

ایسا نہیں تھا۔ میں ڈر گئی تھی۔ مم مجھے لگا میں آپ کو کھو دوں گی۔۔اور پھر جب آپ نے وہ سب" "کہا۔۔میں مرنا نہیں چاہتی تھی۔۔مم مجھے جینا تھا۔۔

"ہاں میرے ساتھ جینا چاہتی تھی۔۔پر اعتبار نہیں کر سکتی تھی۔۔"

اس کے آنسو رومال سے صاف کیے اس نے زری کی بات کو درستگی سے کہا۔ پر اپنا شکوہ بھی کہہ سنایا تھا۔

"کرنا چاہتی تھی۔پر ڈر گئی تھی۔آپ کی حویلی تو ویسے بھی ظلم وستم کے معاملے میں مشہور تھی۔"

مجھ سے پہلے مشہور ہو گی۔۔لیکن میرے بعد تو حویلی والوں نے کوئی ظلم نہیں کیا۔۔"زری لاجواب ہوئی۔

وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔۔جب سے وہ سرداری سنبھالے ہوئے تھا۔کسی کا حق نہیں مارا گیا تھا نہ ہی کسی غریب پر بے جا ظلم ہوا تھا۔

زین چوہدری سے نکاح کے وقت وہ خود کو ہر ظلم کے لیے تیار کر چکی تھی۔پر اس شخص نے تو پھولوں کی چھڑی سے بھی اسے چھونے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔ایک غیر مرد کی تہمت اس پر تھی۔۔لیکن اس نے صرف ایک مرتبہ اس کے بارے میں پوچھا تھا۔تب بھی اس نے حقارت سے نہیں دیکھا تھا نہ بے جا ظلم، نہ کوئی مار پیٹ، پھر کیونکر کہہ دیتی کہ اب بھی ظلم باقی ہے۔

کن سوچوں میں ڈوب گئی؟"اس نے چٹکی بجائے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کی۔"

اب اگر گاؤں میں کوئی لڑکی بھاگے گی یا پھر ایسا کوئی حادثہ ہو گا، تو کیا اس کا نکاح بھی آپ سے "
ہو گا۔۔"زری کے سوال میں خوف سمٹ آیا تھا۔

ہاں بالکل !! اب سردار ہوں، تو ظاہر ہے اب یہ رسم و روایات، اصول نسل در نسل چل رہے ہیں تو"
" نبھانے تو پڑیں گے۔۔اور تم بھی تو مجھ پر اعتبار نہیں کرتی۔

زری کا حلق خشک ہوا۔ جبکہ وجود بے جان ہونے لگا۔

مطلب آپ ہمیشہ مکمل میرے نہیں رہیں گے۔ کسی اور کو بھی مل جائیں گے۔۔۔ کہیں وہ "
"سندری۔۔۔

تمہارا ہو سکتا ہوں۔۔اگر تم چاہو تو۔۔۔"زین نے ہر بات رد کیے، گھمبیر تا سے کہا۔"

مگر کیسے ؟"زری کا لہجہ بھیگا تھا۔"

"مجھ پر مکمل اعتبار کر کے، اور اپنا اعتبار مجھے سونپ کر۔۔"

اس کی سماعت کے قریب آنچ دیتی سر گوشی پر زری سر تا پاؤں کانپی تھی۔اس نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔۔جس کا چہرہ لفظوں کی ادائیگی کا عکس لیے ہوئے خماری میں ڈھلا ہوا تھا۔

"مم مجھے نیند آرہی ہے۔۔" جھرجھری لیے وہ بیڈ پر جا کر لیٹتی کمفرٹ اوڑھتی دونوں ہتھیلیاں لبوں پر جما گئی تھی۔ گویا منتشر سانسوں کو روانی پر لانا ہو۔

"سو جاؤ۔۔ پھر شکوہ نہ کرنا۔۔ کہ میں نے رسم و روایات کو مان کر کسی اور سے شادی کر لی۔۔ اور پھر مجھے سارا وقت بھی اسے دینا پڑے گا، تم پھر حویلی کی مالکن بنو گی۔۔ اور وہ پھر میرے دل کی ملکہ، جیسے تمہیں بنایا تھا۔۔ پر تم بننا ہی نہیں چاہتی تو میں اب کیا کر سکتا ہوں۔ اور تم نے تو مجھے منایا بھی نہیں ہے۔۔"

زین لب دبائے بھاری پن سے بولا۔

زرفشاں جھٹ سے اٹھتی زین کو دیکھتی روہانسی ہوئی۔

"اتنی جلدی بدل گئے آپ نے کہا تھا میرے لیے تمہارے بعد ہر لڑکی حرام ہے۔۔ اور آپ اب اپنے قول سے پھر رہے ہیں اسی لیے لائے تھے ناں۔ تاکہ دوسری شادی کر لیں"۔

بھیگتا لہجہ کب رونے میں بدلہ اسے پتہ ہی نہیں چلا۔

وہ ٹس سے مس نہ ہوا بلکہ دلچسپی سے اس کو روتا دیکھنے لگا۔ جبکہ کی زری سماعت اس کے قدموں کی آہٹ پر ٹھہر گئی تھی۔۔ جبکہ بھیگتی پلکوں کو جھپکتی وہ منتظر تھی کہ وہ اس کے رونے پر آج بھی اسے فوری سمیٹ لے گا۔ اور بے چین ہو جائے گا۔

"رولو، اس کے علاوہ تم کیا کر سکتی ہو۔۔ اب سردار ہوں تو فیصلہ تو ماننا پڑے گا۔ پنچایت اسی لیے تو لگائی جاتی ہے۔۔ ہاں میں اتنا تم پر رحم کروں گا کہ تم سے اس کمرے کو نہ چھینوں۔"

"نہیں چاہیے۔۔ مجھے یہ کمرہ یہ شان و شوکت۔۔۔ مجھے آپ صرف آپ چاہیے۔ آپ میرے ہیں، صرف میرے، ہر لڑکی آپ کے لیے حرام ہے۔ سمجھیں ہر لڑکی۔ اگر آپ نے کسی پنچایت کے اصول رسم کو مانا تو میں آپ کو سب سے دور لے جا کر چھپا دوں گی۔"

بے اختیاری بھرے انداز میں شیرنی بنی دھاڑتی وہ زین چوہدری کو آج پھر قہقہ لگانے پر مجبور کر گئی تھی۔ زری رونا بھولے نتھنے پھیلائے زین کو دیکھنے لگی۔ اس کا خم بھی ناراض ہوتا محسوس ہوا تھا۔

"چھٹانک بھر کی ہو تم۔ اور مجھ جیسے اتنے بڑے اونچے لمبے شخص کو چھپانے کی بات کر رہی ہو۔ ویسے کہاں چھپاؤ گی؟"

وہ اپنے قہقہے پر قابو پائے اس کی طرف آیا، زری نے جھٹ سے دوبارہ کمفرٹ میں منہ چھپایا اور رونے کا شغل جاری کیا۔

چھپالوں گی۔۔ جیسے بھی چھپاؤں۔۔" سوں سوں کیے وہ کمفرٹ میں ہی بولی تھی۔"

لڑکی بس کرو۔۔ کتنا روتی ہو۔۔ ادھر کوئی مکھی بھی مرتی ہے تو تم رونے لگتی ہو، کسی دن کسی بھیڑیے "کو مارنا پڑ گیا تو کیا کرو گی؟؟"

اس کے چہرے سے کمرٹ ہٹائے وہ اسے سیدھا بٹھائے خود بھی سامنے بیٹھ گیا۔۔ زری نے زرا بھی مزاحمت نہیں کی، پر بھیگی ناراض آنکھوں سے دیکھنا نہیں بھولی۔

"آپ ہوں گے تو اسے بھی ماردوں گی۔ پر آپ کے بغیر اس کے ہاتھوں مر جاؤں گی۔۔"

اس کی دیوانگی پر وہ دنگ ہوا تھا۔۔ ایک پل کے لیے زین کا دل رک کر دھڑکا تھا۔

زرفشاں!! اس نے بھاری پڑتی آواز سے اسے پکارا تو زری نے بوجھل پلکیں اٹھائے اسے دیکھا۔۔ پر" اگلے ہی پل نظر جھکاتی وہ پیچھے کھسکی۔۔ اس کی آنکھوں میں سوالات سمٹے تھے۔

"مجھ سے کچھ بھی مت پوچھیے گا۔۔"

میری آنکھوں میں سمٹے ہر سوال کا جواب تم دے سکتی ہو۔۔ کیا مجھ سے بہت پہلے سے محبت کرتی" "ہو؟ پہلے سے مجھے جانتی ہو۔؟

اس نے زری کے دونوں ہاتھ جکڑے اس کی ہر مزاحمت نظرانداز کی۔

"بولوزری۔۔میری خاطر بھاگی تھی؟؟"

زری کا رنگ سفید پڑنے لگا۔اس راز کو تو وہ خود سے بھی چھپائے ہوئے تھی۔

"زری، مجھے انتظار کرنا بالکل بھی نہیں پسند۔۔"

زین نے سرد پن سے کہہ کر اسے مزید ہلکان کیا۔

ہاں!! میں آپ کو بہت پہلے سے پسند کرتی تھی۔۔۔پر۔۔مم میں ایسے بھاگ۔۔۔بھاگنا نہیں چاہتی" تھی۔۔مم میں آپ کو حاصل کرنا چاہتی تھی۔۔بس اپنا بنالینا چاہتی تھی۔۔کہ آپ سندری کے نہ "ہو پاتے۔

اس کی آواز بھیگنے لگی۔زین اس کے دونوں ہاتھ چھوڑے اٹھنے لگا جب زرفشاں نے اس کے کف کا کونا جکڑا۔اس کی ناراضگی کا احساس شدت سے ہوا تھا۔

"!!چھوڑدوزرفشاں"

مم میں آپ سے سندری سے بھی زیادہ محبت کرتی ہوں۔۔سندری آپ سے محبت نہیں کرتی میں،" "صرف میں کرتی ہوں۔۔آپ میرا یقین کرلیں۔اور مان جائیں مجھے کسی کو منانا نہیں آتا۔

زین کے چہرے پر پھیلا سرد پن زائل ہونے لگا،اس کا معصومانہ انداز ہر مرتبہ الگ طریقے سے اس پر اثرانداز ہوتا تھا۔پر وہ زرفشاں کو اس کی غلطی کا تھوڑا احساس دلانا چاہتا تھا۔۔تاکہ آئندہ زندگی میں وہ بے اعتباری نہ کرے۔

کیسے کروں یقین؟ تم نے بھی تو نہیں کیا تھا۔۔اور اپنی جان مصیبت میں ڈال لی،اور تو اور مجھ سے " "شادی کرنے کے لیے اپنی عزت کی بھی پرواہ نہیں کی۔۔اور پھر بعد میں بھی بھاگ گئی۔

وہ تڑپ ہی تو گئی تھی۔

ایسا نہیں ہے زین۔۔میں نے پرواہ کی تھی۔۔میں اپنی عزت،زندگی ہی تو بچا کر بھاگ رہی تھی۔وہ " عزت جو صرف آپ کی امانت بننا چاہتی تھی۔۔اور وہ زندگی جو میں صرف آپ کے ساتھ گزارنا چاہتی " تھی۔۔

اس کا روہانسا لہجہ سنتے وہ سرد پن سے اس کی جانب مڑا۔بھیگا بھیگا گلابی چہرہ سرد پڑے جذبات کو پگھلا رہا تھا۔

زری کی جان حلق میں آئی۔شاید وہ کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی۔

اب اگر تمہاری عزت میری امانت بن چکی ہے۔۔اور تمہاری زندگی اگر میرے ساتھ گزر رہی ہے تو " میں بھی تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔۔" وہ فسوں خیزی سے بولتے زرفشاں کے مزید قریب آیا تو زری نے لب تر کیے۔

زین کی زندگی کا نام جانتی ہو؟؟" اس نے زرفشاں کی مخروطی انگلیوں میں اپنی مضبوط انگلیاں پھنسائی " اور اس کی غلاف آنکھوں میں دیکھا۔

زرفشاں کے چہرے پر ایک سایہ سا آکر گزرا۔پر

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

زین کی زندگی کا نام زرفشاں ہے۔۔" اس نے ہولے سے سرگوشی کیے اس کی سماعت دل دماغ کو جکڑ " لیا۔

وجود میں سرسراہٹ دوڑی، جبکہ مضبوط انگلیوں کا لمس اسے قید کرنے لگا تھا۔

پر اگلے ہی پل وہ حیران ہوئی تھی۔۔جب اس نے پاکٹ میں سے ایک کیس نکال کر سامنے کیے کھولا۔

اس میں مقید قیمتی کنگن اس کی نازک کلائی کے لیے ہی بنائے گئے تھے۔جسے وہ زرفشاں کو تصور کیے لایا تھا۔

زین نے اس کی خالی کلائیوں میں وہ سلور گولڈ کے چمکدار کنگن پہنا کر ان پر اپنا لمس مہکایا۔

آپ مان گئے ؟؟"زری تفکر میں ڈوبی۔ "

کیا میرا لمس کافی نہیں تھا؟؟"اس کی بوجھل آواز سماعت سے ٹکرائی۔ "

زرفشاں کی حد یہی تک تھی۔۔اس کے لفظوں نے تو پل بھر کے لیے اس کی دھڑکنوں کو روک دیا تھا۔۔پراس کا قریب آنا انہیں دھڑکنوں کو بڑھا گیا تھا۔اور پھر اس کا یہ کنگن پہننا ہر بات کو واضح جتا گیا تھا۔کہ وہ راضی بہ رضا ہے۔

اس کے سینے میں منہ چھپاتی وہ اپنا دھڑ دھڑ دھڑکتا دل سنبھالنے کی سعی کرنے لگی۔ جبکہ اس کے چند لفظی اظہار نے سارے جہان کی خوشی اس کے قدموں میں ڈھیر کردی تھی۔اج وہ معتبر ہو گئی تھی۔۔جس بے مان طریقے سے وہ اس حویلی سے نکل گئی تھی آج وہی مان زین چوہدری اسے واپس تھما رہا تھا۔

وہ زین کی زندگی کا نام تھی۔۔اس سے بڑھ کر اس کے لیے خوش نصیبی کیا ہوتی؟یعنی وہ اسی کا تھا صرف اور صرف زرفشاں کا۔

میں سو جاؤں، مم مجھے بہت نیند آرہی ہے۔" وہ زین کی سخت ہوتی گرفت میں پھڑ پھڑائی تھی۔ "

سو جاؤ، ورنہ مجھے لگ رہا ہے اگر میں مزید زرا سی بھی تمہارے قریب آیا تو تم بے ہوش ہو جاؤ گی۔۔۔"اس کے ذو معنیت بھرے پر مزاح انداز پر زرفشاں نے منہ بسورا۔

میں اتنی بھی نازک نہیں ہوں۔۔" وہ فاصلے پر ہوئے نروٹھے پن سے بولی۔"

دیکھ چکا ہوں تمہاری نازک مزاجی۔۔" وہ اس کے نازک سراپے اور پل پل رونے پر چوٹ کیے زری کو مزید دہکا گیا۔

وہ روٹھی دلربا اب زین کو اپنی جانب متوجہ کیے ہر شے سے ماورا کرنے لگی تھی۔

پر میرے لیے تم کانچ کی گڑیا ہو، جسے میں بہت احتیاط سے اپنے قریب تر رکھنا چاہتا ہوں،اسی لیے تو" تمہیں واپس یہاں لے آیا ہوں تاکہ یہ کانچ کی نازک گڑیا اپنی خوبصورتی بالکل نہ کھو سکے۔۔بلکہ وہ اس شخص کے قریب رہ کر مزید نکھر جائے، جو اس کانچ کی گڑیا کو چند دنوں میں جنون کی حد تک چاہنے لگا ہے۔"

اس کی صندلی پیشانی پر لب رکھے وہ اٹھا۔زری کا چہرہ دہک اٹھا،

وہ اس کی جانب سے سائیڈ لیمپ بند کیے دوسری جانب آکر دراز ہوا۔۔وہ تو اس گمان میں تھی کہ آج بھی وہ چلا جائے گا۔پر وہ تو قریب تر آگیا تھا۔

زرفشاں نم ہوتی پیشانی سے کنارے پر ہوئی جب زین نے بازو سے اپنی جانب کھینچا،۔

گر جاؤ گی، زر فشاں ،۔" وہ فسوں خیزی سے بولا۔"

نن نہیں گرتی۔۔" وہ فاصلہ بنانے لگی۔ بولنا اس کے لیے محال ہو رہا تھا۔"

پھر قریب آجاؤ۔۔ کہ گر ہی نہ پاؤ۔۔"اس کی بولتی نگاہوں میں عجب ہی سحر تھا۔"

زین نے اس کی نازک کلائی میں چمکدار کنگن کو آگے کیا۔ زری کی جھجھک بڑھنے لگی۔

تمہارا روٹھا روٹھا خم مجھے آج پھر چڑا رہا تھا۔ یہاں آکر پھر سے شوخ ہو رہا تھا۔۔اور مجھے جتا رہا تھا کہ میں " اسے نہیں چھو سکتا پر یہ ابھی زین چوہدری کو نہیں جانتا۔ کہ وہ اپنی ملکیت کے معاملے میں کتنا جنونی ہے۔اسی لیے اب اس خم کو خوبصورت سی سزا ملے گی۔"اس کی خماری بھری نیم اندھیر میں کی گئی سرگوشی نے اسے سرتاپاؤں سرخ کیا تھا۔ فاصلے سمٹ کر قربتوں میں ڈھل گئے۔

اپنے خم پر اس کے لمس نے آنکھیں میچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

زین!! وہ پر مزاحمت ہوئے بڑبڑائی۔"

زین کی زرفشاں!!" یہ آخری میٹھی سرگوشی تھی جو اس کے روم روم میں چاشنی پھیلائے اسے زین " چوہدری کا مکمل اسیر کر گئی تھی۔اس کی مزاحمتوں کو مقید کیے وہ زرفشاں پر بادل بن کر چھایا اسے سمیٹ گیا تھا۔

"تمہاری بی بی جی نے کھانا کھایا؟اور وہ سارا دن کیا کرتی رہی تھیں؟؟

اس نے سامنے رکھے کھانے کو نظر انداز کیے، ملازمہ کو دیکھا۔۔یہ ملازمہ کی بڑی بیٹی تھی، جسے وہ کُل وقتی ملازمہ کے طور پر رکھ چکا تھا۔

"وہ جی۔۔آپ کے کمرے میں تھیں۔۔"

مطلب۔۔۔وہاج نے ماتھے پر بل لیے ملازمہ کو دیکھا۔جو گھبرائی تھی۔

"صاحب میں اتنے دنوں سے دیکھ رہی ہوں، آپ الگ الگ رہتے ہیں۔۔تو بس۔۔۔"

آگے بولو۔۔" وہاج نے اس کی خاموشی پر اسے دیکھا۔"

وہ سارا دن آپ کے کمرے میں آپ کی الماری میں کپڑے سیٹ کرتی رہیں۔۔مجھے لگتا ہے انہیں کچھ بھی نہیں آتا۔۔چار بار انھوں نے آپ کی الماری سیٹ کی۔۔ایسے لگ رہا تھا وہ مطمئن ہی نہیں ہو رہی تھیں۔۔"

وہاج کے چہرے پر سختی بڑھی۔

اور کھانا کتنی مرتبہ کھایا؟؟"اس نے نہایت سنجیدگی سے پوچھا۔"

"ناشتے میں انہوں نے صرف جوس پیا تھا۔پھر دوپہر کو کافی پی تھی۔۔ "

توآپ کو میں کیا کہہ کر گیا تھا؟؟کہ بی بی کا خیال رکھنا۔۔ان کو کھانا ٹائم پر دینا۔۔"اس کی آواز میں" برہمی بڑھی تھی۔

"صاحب جی میں جب بھی کھانے کا پوچھتی ہوں وہ ٹال دیتی ہیں۔۔"

میں نے آپ کو انابیہ کا خیال رکھنے کے لیے ہی یہاں رکھا ہے۔وہ اگر نہیں کھاتی تو انہیں زبردستی" کھلائیں۔۔یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔۔اگر آپ یہ کام نہیں کرسکتی تو میں کسی نئی ملازمہ کو رکھ لیتا ہوں۔۔"

اس کے واضح جواب پر ملازمہ نے سر نفی میں ہلایا۔

توجائیں پھر اس کے لیے کھانا لے کر جائیں۔۔اور ہاں ہم الگ کمرے میں اگر رہتے ہیں تو آپ کو اس" سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔۔وہ ہمارا نہایت ذاتی معاملہ ہے۔"اس کے لہجے میں تنبیہ تھی۔

جی میں جاتی ہوں۔۔"وہ تیزی سے کچن کی طرف گئی۔جبکہ وہاج کا کھانے سے دل اچاٹ ہوا" تھا۔۔اپنی کیفیت اسے عجیب لگنے لگی تھی۔

پلیٹ دور کیے وہ اٹھتا اوپر بڑھا۔۔انابیہ کے کمرے کے قریب سے گزرتے وہ ایک لمحے کے لیے رکا تھا۔

وہ لڑکی اپنے قول کی سچی نکلی تھی۔۔وہاج کے آنے سے پہلے ہی وہ کمرے میں چلی جاتی تھی۔لیکن جس وقت وہ گھر میں داخل ہوتا تھا۔اس وقت وہ اسے ریلنگ کے قریب کھڑی محسوس ہو جاتی تھی۔لیکن وہ نظر اٹھا کر اس لڑکی کو دیکھنا گوارا نہیں کرتا تھا۔

وہ سر جھٹکتا آگے بڑھا۔۔جب ہینڈل کی حرکت پر وہ رکا اور تھوڑا سا اوٹ میں ہوا۔

انابیہ نہایت پراسراریت سے دروازہ کھولتی باہر آئی اور سی۔ڑھیوں کے قریب جا کر کھڑی ہوئی۔

پیچھے مڑ کر اس نے دیکھا نہیں تھا۔

اس کے انداز پر وہاج کو تعجب ہوا۔

آج کئی دنوں بعد وہ اسے دیکھ رہا تھا۔۔شارٹ آف وائیٹ ایمبرائڈڈ شرٹ کے ساتھ کیپری پہنے وہ مہرون ڈوپٹہ گلے میں ڈالے۔۔بالوں کو کیچر میں مقید کیے ہوئی تھی۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟" وہاج کی گھمبیر آواز پر وہ خوف سے اچھلی۔اور اس کی جانب مڑی۔"

آپ۔۔۔!!وہ خوف سے پیچھے سرکی۔"

انابیہ!!بے اختیارانہ لبوں سے اس کا نام نکلا۔

وہاج سرعت سے آگے آیا، اس کا ہاتھ جکڑے اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔۔ورنہ اگلے ہی لمحے وہ سیڑھیوں سے نیچے ہوتی۔

وہ سیدھا اس کے سینے سے ٹکرائی۔۔

اپنی بڑی بڑی آنکھیں سختی سے میچے وہ وہاج کے حصار میں سمٹی اس کے گرد بانہیں حائل کر گئی۔

وہاج کے ساکت پڑے دل میں ہلکی سی لرزش ہوئی تھی۔وہ خوشبو بکھیرتا نرم نازک سراپا دل کی حالت ایک پل کے لیے بدل ہی گیا تھا۔

جبکہ اس کا دل حلق میں دھڑک اٹھا تھا۔۔وہ شخص اس کے بے انتہا قریب اس کو تھامے کھڑا تھا۔۔پل میں وہ خوش گمان ہوئی تھی کہ وہ شخص اتنا بھی ظالم نہیں ہے۔۔

کیا کر رہی تھی تم؟؟ وہ ازلی سرد پن سے بولتا اسے اگلے ہی پل سامنے کیا۔جیسے دل کی حالت چھپا لینا" چاہی ہو۔

انابیہ نے آنکھیں کھول کر وہاج کے خوبرو چہرے کی جانب دیکھا۔۔جہاں سنجیدگی کی گہری پرچھائی تھی۔

وہ میں۔۔۔" انابیہ کو سمجھ نہیں آئی کیا جواب دے۔

"آئندہ خیال رکھنا۔۔نیچے گر گئی تو اپنا ہی نقصان کرو گی۔۔"

وہ بنا اس کی سنے رخ موڑے آگے بڑھا۔پر سلگانا نہیں بھولا تھا۔خوش فہمی ختم ہوئی تھی۔

وہاج ! !

انابیہ بے ساختہ بھیگی آواز میں پکارتی اس کے قدم روک گئی تھی۔ وہ لب بھینچے کھڑا رہا۔ لیکن مڑا نہیں۔۔

بولو جلدی مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔" وہ سرد پن سے بولا۔"

کچھ نہیں۔۔ ! ! خالی ہاتھوں کو دیکھے وہ آنسو حلق میں اتارے کھڑی رہ گئی۔ "

کھانا وقت پر کھایا کرو۔ یقین کرو مجھے ان حرکتوں سے زرا فرق نہیں پڑتا، کیونکہ تم نے کوئی وجہ "
" چھوڑی ہی نہیں کہ مجھے تمہارے وجود سے کچھ فرق پڑے۔۔

وہ تلخی سے بولے طنزیہ مسکرایا۔

آنسو رگڑتی وہ اس ستمگر کو دیکھتی رہ گئی۔

"ہاں میں جانتی ہوں۔۔ آپ کو میرے مرنے پر بھی فرق نہیں پڑے گا۔۔ "

شٹ اپ۔۔ فضول گوئی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔" وہاج پل میں مڑے درشتگی سے بولا۔ "

انابیہ نے گھنیری پلکیں اٹھائے اسے دیکھا۔ دونوں کی نگاہ پل میں الجھی تھی۔ جبکہ انابیہ تو اس کی ری ایکشن پر ہی دنگ تھی۔۔ کیا اس کے مر جانے والی بات پر اس کے دل میں جنبش ہوئی تھی۔

انابیہ کی بھیگی آنکھیں مسکرائی۔اور وہاج نے اپنے لہجے کی بے اختیاری پر لب بھینچے۔انابیہ کی نگاہیں دیوانہ وار اس کے چہرے پر طواف کرنے لگی۔کم از کم وہ اس کی جانب مڑا تو تھا۔۔یہ تسلی ہی اسے آج اتنے دنوں بعد مسکرانے کی وجہ دے گئی تھی۔اور اب وہ اسے ان چند لمحوں میں جی بھر کر دیکھ سکتی تھی۔

باجی۔۔!! ملازمہ اوپر آتی ٹھٹکی تھی۔

"وہ صاحب آپ نے کہا تھا کھانا لانے کو تو وہی لائی ہوں۔۔"

اس نے ٹرے سامنے کیے وضاحت دی۔۔انابیہ نے خوشگواری لیے وہاج کو دیکھا۔۔جس نے ایک نظر اسے دیکھا اور اپنے کمرے میں بڑھ گیا۔

ارد گرد پھیلی اس کی خوشبو معدوم ہونے لگی۔۔لیکن انابیہ سلطان آج جیسے پھر سے اس خوشبو میں جی اٹھی تھی۔جو صرف اسے قریب محسوس ہو رہی تھی۔

"زرفشاں حویلی واپس آچکی ہے۔۔اور تم بھی اسی دن واپس آئے ہو؟؟ کیا یہ محض ایک اتفاق ہے یا پھر سوچی سمجھی سازش؟؟"

مقابل بیٹھے شخص نے شایان ساگر کو دیکھا۔جس کے چہرے پر گہری سوچوں کی پرچھائی تھی۔

"یہ اتفاق ہے یا سوچی سمجھی سازش، یہ تو میرا اگلا وار ہی ظاہر کردے گا۔پر اس وقت مجھے وہ لڑکی ہر حال میں چاہیے۔۔اگر وہ نہ ملی تو اس کا بھگتان سب کو بھگتنا پڑے گا۔"

لمبا سا گھونٹ بھرے وہ شجیہ کے عکس سے مخاطب ہوا۔

"کمال ہے اس بار تمہارے انداز میں کافی شدت پسندی ہے کیا کوئی خاص لڑکی ہے۔۔جس کے نہ ملنے پر تم سب کو سزا دو گے۔؟"

"ہمم بہت خاص جس کے چھونے کی طلب نے مجھے اس حد تک خوار کیا ہے کہ میں دوبارہ یہاں واپس آیا ہوں"

"وہ اسی گاؤں کی ہے؟؟"اس کے انداز میں حیرت تھی۔"

"ہمم بہت قریبی اور خاص لڑکی ہے۔۔"اپنی شہد رنگ آنکھوں کو اس نے مقابل شخص پر جمایا۔"

"توزرفشاں کا کیا کرو گے؟؟"

جو آج تک میں ہر ل۔ڑکی کا کرتا آیا ہوں۔۔"اس نے شانے اچکائے اور سیگریٹ کا گہرا کش لیے " دھواں فضا میں بکھیرا۔

وہ شیر کے اس پنجرے میں قید ہے۔۔جہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔اور اس پنجرے کو چھونے پر " "ہی تمہارے ہاتھ کٹ سکتے ہیں۔۔

اس کے طنزیہ انداز پر شایان کی شہد رنگ آنکھوں میں قہر بڑھا۔۔مقابل کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا۔پر دیر ہو چکی تھی۔۔اس نے آگے بڑھ کر اس کا گریبان جکڑا تھا۔وہ شخص اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

تم بھول گئے ہو تم کسے کہہ رہے ہو؟؟شایان ساگر کو۔۔جانتے ہو شایان ساگر کون ہے؟"اس کی " گردن کی ہڈی پر اپنا انگوٹھا رکھے وہ غرایا، جبکہ وہ شخص درد سے کراہ اٹھا۔۔

میرے ہاتھ کاٹنے والا ابھی پیدا نہیں ہوا۔اور یہ ملک کے وفادار کتے جتنی مرضی کوشش کر لیں میرا " "کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔۔۔

اس کی گرفت پر وہ اب پھڑ پھڑانے لگا تھا۔جبکہ وہ انگوٹھے بڑھائے چلا جا رہا تھا۔

مم مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔ مم میرا گریبان چھوڑو۔آئندہ ایسے نہیں کہوں گا۔مم میں مر جاؤں گا "شایان۔۔۔ "اس سرپھرے وحشی انسان کی بدد ماغی سے وہ اچھی طرح واقفیت رکھتا تھا پر شاید آج زبان کی دغا بازی اسے پکڑ چکی تھی۔

تم کیوں گھبرا رہے ہو۔۔ یار تم میرے بڑے بھائی جیسے ہو۔۔ مجھے تم سے ڈرنا چاہیے۔۔الٹا تم مجھ " سے ڈر رہے ہو۔۔ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔۔اس لیے بے فکر رہو۔ " اگلے ہی پل اس کا انداز نرم ہوا اور اس نے اپنا انگوٹھا ہٹایا۔۔وہ بری طرح کھانستا اپنی سانس بحال کرنے لگا تھا۔

"آئی ایم سوری۔۔ یہ مجھ سے کیا ہو گیا؟ "

شایان ساگر کا یہ عجیب انداز اس نے بمشکل ہضم کیا۔

مقابل شخص جانتا تھا وہ کتنا بڑا درندہ ہے، کب کس پل کسے چیر پھاڑ دے پتہ بھی نہیں چلتا تھا۔

شایان واپس اپنی جگہ پر جا کر بیٹھا اور گلاس بھر کر دوبارہ لبوں سے لگا گیا تھا۔ایک جھٹکے میں اس نے گلاس خالی کیا، اور گہرے سانس لینے لگا۔

اس کی شہد رنگ آنکھوں میں آگ بھڑکنے لگی تھی۔پر اگلے ہی پل وہ جناتی قہقہ لگائے ہنسنے لگا۔۔

مقابل شخص نے اپنی گردن کی ہڈی کو سہلایا جو بری طرح درد کر رہی تھی۔

لبوں پر کھیلتی مسکراہٹ کسی شیطانیت کا پتہ دے رہی تھی۔

"انجوائے کرو یار، ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔بس غصہ میرے قابو میں نہیں رہتا۔"

وہ جامد لبوں پر مصنوعی مسکان سجائے بولے اسے بچوں کی طرح پچکارتا اس شخص کو ایک پاگل ہی لگا تھا۔۔دل ہی دل میں وہ اسے کئی گالیوں سے نوازتا پانی کا گلاس لبوں سے لگا گیا تھا۔جو شایان نے ہی اس کی طرف بڑھایا تھا۔

کیچر میں مقید بال، اور دھلا ہوا چہرہ، جس پر حزن وملال پھیلا تھا۔۔آنکھیں ہر آہٹ پر دروازے پر جم جاتی تھی۔۔پر اس مرتبہ وہ شخص ایسا ناراض ہوا تھا، کہ اپنی شکل تو کیا اپنی مینشن میں موجودگی کا بھی احساس اسے ہونے نہیں دیا تھا۔

وہ گھنٹوں لاؤنج میں بیٹھی اس کی منتظر رہتی، لیکن وہ شاید اب کم ہی گھر میں موجود ہوتا تھا۔۔یا پھر یہ بھی اس کی سزا تھی۔

اس نے ٹھیک ہی کہا تھا وہ اب اعتبار نہیں دلائے گا۔۔کبھی جو اس کی پکار پر وہ ہر کام نظر انداز کر دیتا تھا۔اب جب اس نے کئی بار دل سے پکارا تھا وہ نہیں آیا تھا۔

وہ انہیں سوچوں میں غلطاں تھی، جب روم کے دروازے پر دستک ہوئی۔

وہ آنسو رگڑتی کھڑی ہوئی۔۔پر بھیگی آنکھیں گلابی پڑتی ناک گواہ تھی کہ وہ رو رہی تھی۔

روز کو بے ساختہ اس پر ترس آیا۔پر باس کا حکم وہ کیسے ٹال دیتی۔

آؤ روز!! وہ دوبارہ اپنا چہرہ صاف کیے بولی۔

یہ لڑکی کون ہے؟" تعبیر نے سامنے موجود چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا۔۔جو بمشکل تیرہ چودہ سال کی " تھی۔ شکل وصورت سے وہ کافی خوبصورت تھی۔

میم یہ آپ سے ملنے آئی تھی۔۔"روز نے اس لڑکی کو دیکھا، جس کے چہرے پر اب بھی دبی دبی " شرارت بھری مسکراہٹ تھی۔بے بی پنک ہڈی کے ساتھ وائٹ کیپری جینز پہنے وہ لڑکی کسی اچھے گھرانے کی لگ رہی تھی۔اس کے گولڈن بال ٹیل پونی میں مقید تھے۔

"مجھ سے مگر کیوں؟؟"

میرا نام صبوحی ہے۔۔"اس کی شوخ باریک آواز پر وہ ٹھٹکی۔۔پل میں چہرہ سفید پڑا۔یہی آواز تھی جو " اس روز اس نے سنی تھی۔

اس دن نوفل بھائی کا فون میں نے ہی ریسیو کیا تھا۔ مجھے پتہ تھا آپ کی ہی کال ہوں گی۔ پر آپ ناراض ہو جائیں گی مجھے پتہ نہیں تھا۔۔" وہ ہونٹ باہر نکالے کندھے جھکائے اداسی سے بولی۔۔ جبکہ تعبیر ان لمحوں کے زیرِاثر کھڑی رہ گئی۔

تت تم یزدان کی کیا لگتی ہو۔۔" اس نے آگے بڑھ کر اسے کندھوں سے تھامے بے قراری سے پوچھا، " روز اس کے عمل پر حیران ہوئی۔

میم !! روز نے اسے صبوحی سے دور کیا، جس کے چہرے پر خوف پھیل گیا تھا۔ "

میم صبوحی ہارٹ پیشنٹ ہے۔۔" روز نے سرگوشیانہ کہے، اسے ساکت کیا تھا۔ "

ہارٹ پیشنٹ۔۔۔ اتنی سی بچی؟؟" ایک اور جھٹکا تھا۔۔ جو اسے دہلا گیا تھا۔۔ اس نے صبوحی کو بھیگی " پڑتی نگاہ سے دیکھا۔

"جی میم !! پلیز آپ نرمی سے بات کریں۔۔

ہاں۔۔۔ میں نرمی سے بات کروں گی۔۔" وہ روز کو دیکھے جلدی سے بولی۔ "

صبوحی آپ یہاں بیٹھو، مجھے بتاؤ، یزدان آپ کے کیا لگتے ہیں،۔۔" وہ اپنی آنکھیں سختی سے رگڑتی بے " قرار ہوئی۔ جو ایک بار پھر بہہ گئی تھیں۔

وہ بھائی ہیں۔" صبوحی کی مسکان واپس لوٹ آئی تھی۔ "

"بب بھائی، مطلب آپ سب ایک گھر میں رہتے ہو،اور آپ کے بابا کا نام کیا ہے؟؟" اس کے تکانہ سوال پر روز کو افسوس ہوا۔پر اسے تعبیر پر رحم بھی آیا۔۔جسے نوفل یزدان کی بے رخی، بے اعتباری نے توڑ کر رکھ دیا تھا۔

"نہیں وہ کبھی کبھی آتے ہیں، بلکہ سب ان کو بھائی ہی کہتے ہیں۔۔وہ جب آتے ہیں تو ہمیں سب کو چھٹی مل جاتی ہے۔۔وہ بہت اچھے ہیں۔۔"

"ہمیں سب کو مطلب؟؟"

صبوحی نے روز کو مدد طلب نظروں سے دیکھا۔"

"میم اس دن نوفل سر صبوحی کو ہاسپٹل لے کر گئے تھے۔۔یہ بہت شرارتی بچی ہے، مجھے بھی اکثر تنگ کرتی ہے۔۔"

صبوحی منہ پر ہاتھ رکھے جھینپی تھی۔

اس کا معصومانہ انداز تعبیر کو اس پریشانی میں بھی نہایت دلچسپ لگا۔

"گو صبوحی۔۔ڈرائیور آپ کا ویٹ کر رہا ہے۔۔۔" اس نے صبوحی کو جانے کا کہا۔۔"

"مم مجھے اس سے اور بھی کچھ پوچھنا ہے روز تم اسے کیوں بھیج رہی ہو۔۔"

آپ روزی سے پوچھ لیں،۔وہ آپ کو سب بتائے گی۔۔یہ نوفل بھائی کی سپیشل والی سسٹر ہیں۔۔" "
صبوحی چھوٹی سی ناک سکوڑتی دونوں کو ازحد پیاری لگی۔۔ تعبیر بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔

ناٹی گرل۔۔۔ناؤ گو۔۔"اس کی ناک کو چٹکی بھرے روز مسکرائی۔"

وہ شرارت سے زبان چڑاتی باہر بھاگ گی تھی۔

روز مجھے سب جاننا ہے۔۔تم اسے مت جانے دو۔۔" تعبیر کی بے قراری پر روز بھی پشیمان ہوئی۔"

میم وہ اور فن گرل ہے۔۔ایک او فنیج میں رہتی ہے، اور ہارٹ پیشنٹ ہے۔جس کی وجہ سے میں نے "
"اسے بھیجا ہے۔۔سر نے منع کیا تھا زیادہ سوال وجواب نہیں کرنے سے۔

تو مطلب اسے یزدان نے بھیجا تھا۔۔اس نے مان نہیں توڑا تھا۔" تعبیر نے روز سے تسلی چاہی۔جبکہ "
دل تو پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ اسے یزدان نے ہی بھیجا ہے۔

جی میم !! روز نے اثبات میں سر ہلایا۔۔وہ وہی زمین پر تھکی ہاری سی بیٹھی۔۔"

وہ شخص سچا تھا۔۔پر وہ آج جھوٹی پڑ گئی تھی۔

میم آپ ٹھیک ہیں ؟؟"روز تفکر سے بولی۔۔"

میں کیسے ٹھیک ہوسکتی ہوں ؟؟ مم میں ہر بار۔اسے دھتکار کر بے اعتبار کر دیتی ہوں۔اور وہ ہر مرتبہ " مجھ سے بلند ہو کر میرے سامنے آکھڑا ہوتا ہے کہ میں نظر بھی نہیں اٹھا پاتی۔۔"

"میم !! پلیز اٹھیں آپ کی طبعیت خراب ہو جائے گی۔"

روز !! اسے کہو مجھ سے بات کرے۔۔۔مم مجھ سے ایک بار تو بات کرے۔۔اگر اس نے مجھ سے " بات نہیں کی تو میں۔خود کو کچھ کرلوں گی۔۔اور تم جانتی ہو،میں ایسا کر گزروں گی۔"

بہتی آنکھوں سے وہ روز کا ہاتھ تھامے شدت پسندی سے بولی۔

میم باس ایک ہفتے کے لیے آوٹ آف کنٹری گئے ہیں۔۔وہ یہاں نہیں ہیں۔۔" تعبیر کی آنکھیں حیرت " سے پھٹی۔

وہ مجھ سے بنا ملے،بنا بتائے چلا گیا۔۔پر کیوں ؟؟ کیوں گیا وہ؟؟ کیا وہ نہیں جانتا کہ مجھے اس کے بغیر " رہنے کی عادت نہیں ہے؟اور اب تو وہ ناراض تھا۔اس نے ایک بار بھی مجھے مخاطب کرنا گوارا نہیں کیا۔۔کہاں گئی اس کی محبت؟؟"

شدت گریہ سے چیختی وہ روز کو ہلکان کر گئی تھی۔

میم ان کا جانا بہت ضروری تھا، ان کی مام ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہیں۔۔"روز کی روح فرسا خبر نے اسے "
بری طرح جنجھوڑا تھا۔

تعبیر کو اپنا دماغ گھومتا محسوس ہوا۔۔

کیا وہ اتنی بے خبر تھی۔۔اپنی ہی انا پرستی، اور بے جا اعتباری سے اس نے نوفل کو ناراض کیا تھا۔پر ایک بار بھی پکارنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

تعبیر کو لگا وہ اب کبھی بھی نظر اٹھا کر کھڑی نہیں ہو پائے گی۔

وہ شخص نا جانے کن الجھنوں میں تھا۔۔نا جانے کتنی اذیت سے گزر رہا تھا۔۔اور وہ نہ اچھی ہمدرد اور نہ اچھی بیوی بن سکی تھی۔

اسے زرفشاں کی باتیں یاد آنے لگی۔۔اس نے بھی تو کہا تھا۔کہ ایک بار اعتبار کر لے۔۔اسے وہ لفظ یاد آنے لگے۔۔لیکن اس وقت اس کی آنکھوں پر بے اعتباری کی ایسی پٹی بندھی تھی کہ اس نے معصوم سی لڑکی کا بھی دل توڑ دیا تھا۔

اس کے جانے کی خبر سن کر وہ بے چین تو ہوئی تھی۔لیکن اس نے کوئی خاص تاثر نہیں دیا تھا۔

وہ لفظ لفظ دماغ کو جکڑنے لگے تھے۔

تعبیر آپی نوفل بھائی بہت اچھے ہیں۔۔ وہ آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔ ایک بار ان سے ناراضگی ختم کر کے انہیں اعتبار کی نظر سے دیکھیں۔۔ وہ مان جائیں گے۔۔ ان کی آنکھوں میں ہمیشہ آپ کے لیے محبت نظر آتی ہے۔ میں نہیں جانتی آپ کی لڑائی کی وجہ کیا ہے۔۔ لیکن میں نے بھی بے اعتباری کر کے خود کو نقصان میں ڈالا ہے۔۔ میری بے اعتباری اب بھی قائم ہے۔۔ لیکن میں اس شخص کے ساتھ اس مان کے ساتھ جا رہی ہوں کیونکہ میں زین سے بہت محبت کرتی ہوں۔ اور میری محبت مجھے برباد نہیں ہونے دے گی۔۔ "زرفشاں کی آواز کے سوز میں وہ ایک پل کے لیے کھوئی پر یزدان کا تلخ لہجہ اس کا بے مان کر کے چھوڑ جانا اسے پھر سے پتھر بنا گیا۔

تم ابھی چھوٹی اور معصوم ہو زری۔۔ تم اس شخص کو نہیں جانتی وہ دھوکے باز ہے۔ وہ اپنی نرمی سے اپنی ساحرانہ شخصیت سے سب کو اپنا اسیر کر دیتا ہے۔۔ جیسے اس نے تمہیں کیا کہ تمہیں بھی وہ صحیح اور میں غلط لگ رہی ہوں۔ اس نے ہر بار مجھ سے دغا بازی کی ہے۔ بے وفائی کی۔۔"

تعبیر کی سسکی نکلی۔۔ جبکہ آنسو اس نے سختی سے رگڑے۔

تعبیر آپی آپ غلط سوچ رہی ہیں۔۔ وہ ایک اچھے انسان ہیں، انہوں نے ہمیشہ بہنوں کی طرح سمجھا ہے۔۔ آپ ان سے ایک بار بات تو کریں۔"

تم جاؤ تمہیں دیر ہو رہی ہے۔۔" تعبیر نے گویا بات ہی ختم کی۔"

زرفشاں اداسی سے کھڑی ہوئی۔ جبکہ روز بھی تعبیر کی کیفیت پر افسوس کر کے رہ گئی۔۔

زرفشاں چپ چاپ کمرے سے نکل گئی تھی۔ نہ تعبیر نے جنبش کی، اور نہ زرفشاں وہاں رکی تھی۔

زرفشاں کی ہر بات بھلائے وہ اتنے دن اپنی انا پرستی میں رہی تھی۔

پر آج صبوحی کا آنا اور پھر یزدان کی ماں کا بیمار ہونا جس کے بارے میں اس نے کبھی جاننے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔۔اسے یہ سب پاگل کر رہا تھا۔۔وہ شخص اس کے ہر رشتے کا خیال کرتا آیا تھا۔پر اس نے اپنے رشتے کا بھی خیال نہیں کیا تھا۔۔اس سے بڑھ کر تعبیر کو اپنا گناہ کوئی نہیں لگا تھا۔

وہ ہینڈ بیگ کو کندھے پر درست کرتی باہر پورچ میں آئی، چہرے پر اس وقت سنجیدگی پھیلی تھی۔۔

جیسے بہت ضبط کر رہی ہو۔

قدم اب زمین پر مکمل ٹھہرنے لگے تھے۔۔ تبھی آج وہ زرفشاں کے ساتھ جا رہی تھی۔

یکلخت اسے ایک ہاتھ اپنی جانب کھینچتا اس کے منہ پر جمائے اس کی چیخ کو دبا گیا تھا۔

شجیہ نے پھیلی آنکھوں سے سامنے سفیر کو دیکھا۔۔پل میں چہرے پر ناگواری پھیلی۔۔اپنی سفید مومی ہاتھ سے اس نے سفیر کا گندمی ہاتھ جھٹک کر منہ سے ہٹایا۔

یہ کیا حرکت تھی؟؟" وہ تلخی سے بولی۔اور اپنے لبوں کو رگڑا۔۔"

تمہیں دیکھنے کی چاہ تھی۔۔اگلے دو ہفتے تم میسر نہیں ہو گی، اور نہ تمہارا بھائی حویلی میں بھٹکنے دے گا، "

"اسی لیے آج موقع سے فائدہ اٹھا کر تمہارے دیدار کو چلا آیا۔۔

اس کے ریشمی گھنیرے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑس کر اس کو چوکور ٹاپس کو دیکھنا چاہا۔

میں نے اسے جدا نہیں کیا۔۔" وہ ایک بار پھر سفیر کا ہاتھ بری طرح جھٹکے ناگواری سے بولی۔۔"

جب سے نکاح کی تیاریاں شروع ہوئی تھی۔۔اس کا دل بے چین تھا۔جبکہ چڑچڑا پن بڑھنے لگا تھا۔

اچھی بات ہے تم نے اسے نہیں اتارا۔۔ورنہ پھر۔۔۔انجام بہت بھیانک ہوتا۔۔"۔اس کی سرد "

سرگوشی پر شجیہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑی۔

آپ مجھے دھمکا نہیں سکتے۔۔یہ میری اپنی مرضی تھی نہ اتارنے کی۔" بظاہر وہ مضبوطی سے بولی، پر اس "

کی براؤن آنکھوں میں پھیلے سرد پن کو وہ واضح بھانپ گئی تھی۔

میرے علاوہ یہ کام کوئی کر نہیں سکتا۔۔۔" سفیر نے مطلب کی بات پکڑی تھی۔ "

جانے دیں مجھے۔۔ بھابھی میرا ویٹ کر رہی ہے۔۔۔" وہ نظر چراتی وہاں سے ہٹنے لگی۔۔مزید وہ اس "شخص کو اپنے قریب برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔حسب معمول اس کا بکھرا حلیہ شجیہ کی نفاست پسند طبعیت پر گراں گزرا تھا۔

اور جو میرا انتظار ہے، اس کے بارے میں کیا کہو گی۔اس کے حساب کون پورے کرے گا۔؟"۔وہ "اب اس ٹاپس کو اپنی مضبوط پوروں سے چھوئے گھمبیر تا سے بولا۔

سفیر آپ حد سے بڑھ رہے ہیں ابھی نکاح نہیں ہوا جو مجھ پر اس طرح حق جتا رہے ہیں۔۔" وہ چڑ کر "بولی۔

ہائے سفیر کی جانم !! کتنا پیارا لگتا ہے تمہارے منہ سے میرا نام۔۔"اس کے شفاف گول چہرے گہری "نگاہ ڈالے وہ شجیہ کی جان حلق میں لایا۔

بہت چھچھورے انسان ہیں آپ۔۔۔" وہ اسے جھٹکتی رخ موڑ گئی۔ جبکہ بیزاریت وجود میں پھیلنے لگی۔"

صرف تمہارے معاملے میں" اس کے کان کے قریب جھکے وہ سرگوشیانہ بولا۔"

شجیہ پاؤں پٹختی آگے بڑھی، جبکہ سفیر نے اس کی کلائی جکڑ کر اپنی جانب گھمایا۔۔، کہ وہ سیدھا سینے سے ٹکرائی۔۔پر ہاتھ جماتی وہ اگلے ہی پل فاصلے پر ہوتی اسے شعلہ بار نگاہوں سے گھورتی لب دبا گئی۔

"نکاح کا جوڑا میں پسند کر چکا ہوں۔۔بس تم نے اپنی پسند کی مہر لگانی ہے۔۔"

یہ نکاح میری پسند کا نہیں ہے تو میں نکاح کے جوڑے پر مہر کیسے لگاؤں۔۔" بنا کسی لحاظ کے بولتی وہ" سفیر کو ایک پل کے لیے ساکت کر گئی۔

اس نے شجیہ کے دونوں بازوؤں کو شدت سے جکڑے جنجھوڑا۔

جانتی بھی ہو کیا بول رہی ہو؟؟" اس کی براؤن آنکھیں سیاہ ہونے لگی۔۔ جبکہ لال ڈورے ابھرتے" شجیہ کو سہما گئے تھے۔

سفیر۔۔۔مم مجھے چھوڑیں۔۔" وہ سہمی سی بولی، جبکہ وہ اپنی گرفت مزید سخت کر گیا،۔"

کیوں چھوڑوں۔۔جو بکواس کی ہے۔۔اس کا حساب کون دے گا؟؟"اس کے جارحانہ تیور شجیہ کو" گھبراہٹ میں مبتلا کر رہے تھے۔

آ گئے ناں اپنی جاہل پن پر۔۔" وہ درد برداشت کرتی طنزیہ بولے ایک بار پھر اس کا غضب بڑھا گئی۔"

یہ جاہل پن ہے تو ہے۔۔پر اگر تم نے کوئی الٹی سیدھی حرکت کرنے کی کوشش کی تو پھر میری" جہالت کا وہ روپ دیکھو گی کہ تمہاری روح بھی تڑپ جائے گی۔اور تم یہ اچھے سے جانتی ہو کہ جاہل "جب اپنی جہالت پر آ جائے تو پھر مقابل بھی نہیں دیکھتا کون ہے؟

سفیر کا آگ اگلتا لہجہ شجیہ کو جتا گیا تھا کہ وہ شخص کتنا بڑا جنونی ہے۔

چھوڑیں سفیر۔۔آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔۔" اس کے چہرے پر کراہیت پھیلی، جو سفیر کو جنجھوڑ " گئی تھی۔

ناجانے مجھے ایسا کیوں لگتا ہے؟ جب سے تم شایان ساگر کے پاس سے آئی ہو۔۔ تمہارے دل میں " " میرے لیے ناگواری مزید بڑھ گئی ہے۔؟

یہ چیز اس نے کئی بار محسوس کی تھی۔اور آج وہ دل میں پنپتی سوچوں کو زبان پر لے آیا تھا۔

شجیہ کا رنگ فق ہوا، اس راز کو وہ خود سے چھپائے، ہوئے تھی کہ کہیں اس کا دھیان دوبارہ اس ساحر پر نہ چلا جائے۔۔پر سفیر ایسا کہے گا اس کے گمان میں بھی نہیں تھا۔

تمہاری خاموشی مجھے احساس دلا رہی ہے کہ میری سوچ بالکل ٹھیک ہے۔۔" اس نے اگلے ہی پل شجیہ " کو چھوڑا۔۔جو اپنی بازو سہلاتی نظر جھکا گئی تھی۔

یعنی میں ٹھیک سوچ رہا ہوں۔۔ تم اس شایان ساگر، " سفیر مٹھی بھینچے بمشکل ضبط کر پایا۔ "

آپ بے جا شک کر رہے ہیں۔" اس کا کمزور لہجہ سفیر کو واضح محسوس ہوا۔ "

مر جاؤ گی تم میرے ہاتھوں۔۔بے وفائی کی سزا بہت بری ہوتی ہے شجیہ۔۔، تم اگر میری نہیں تو کسی " " کی بھی نہیں۔ تمہیں اگر مجھے زندہ دفن بھی کرنا پڑا تو وہ بھی کر گزروں گا۔۔۔

اس کو بازو سے دوبارہ جکڑے اس نے اس حد تک قریب کیا کہ فاصلہ چند انچ کا باقی رہا تھا۔

شجیہ کے لبوں سے کراہ نکلی۔ جبکہ سفیر کا تڑپتا دل مزید سلگا۔

اسے بری طرح خود سے دور کیے اس نے سرخ پڑتی آنکھوں اور غضب بڑھاتے چہرے سے انگشت بلند کیے شجیہ کو دیکھا۔ جو بری طرح دیوار کے ساتھ لگی تھی۔

یاد رکھنا۔۔مار دوں گا تمہیں۔۔" وہ جاتے جاتے بھی دھمکی دینا نہیں بھولا تھا۔"

وہ درد برداشت کرتی وہی سہمی کھڑی رہ گئی۔ سفیر کا غضب اس کی درست سوچ اسے اندر تک جنجھوڑ کر رکھ گئی تھی۔۔

زین شجیہ انتظار کر رہی ہے۔۔" وہ معصومیت سے بولتی مدد طلب نظروں سے زین کو دیکھنے لگی۔۔ جو" نہایت مگن سے ناشتہ کر رہا تھا۔

"جب تک میں ناشتہ مکمل نہیں کروں گا تم یہاں سے ہلو گی بھی نہیں۔۔"

زین یہ ناشتے کا وقت نہیں تھا۔۔" وہ روہانسی ہوئی۔ صدیقہ بیگم کی گھوریاں برداشت کرتے وہ جس" طرح ناشتہ روم میں لائی تھی۔ یہ وہی جانتی تھی۔ لیکن وہ ان چند دنوں میں خود کو سمجھا گئی تھی کہ وہ زین کو بالکل بھی پریشان نہیں کرے گی۔

شجیہ کے نکاح کی وجہ سے گھر میں تیاریاں شروع تھیں۔۔ ایسے میں وہ اپنی چھوٹی پریشانی ایک طرف کر چکی تھی۔

ہمم جانتا ہوں۔۔ یہ وقت کھانے کا ہے۔۔ اسی لیے میں ناشتہ اور لنچ اکٹھا کر رہا ہوں۔ "

زین کی لاپرواہی عروج پر تھی۔

آپ نے ٹھیک کہا تھا کہ آپ کھانے کے معاملے میں بہت موڈی ہیں۔۔" وہ نفی میں سر ہلائے زین کو" مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

صرف تمہارے معاملے میں میرا موڈ زرا نہیں بدلتا۔" ذو معنیت سے بولتے وہ زرفشاں کے چہرے پر " گلال بکھیر گیا۔

"پلیز جانے دیں شجیہ انتظار کر رہی ہے۔۔اور آپ کو بھی تو جانا تھا۔۔"

اب دل نہیں چاہ رہا کہ تم جاؤ، "اس کے پشت پر پھیلے ریشمی بالوں ،اور گلابی چہرے پر پر تپش نگاہ" ڈالے وہ گھمبیر تا سے بولا۔

کیوں اب کیا ہوا؟آپ کی طبعیت ٹھیک ہے ؟؟" صدا کی معصوم وہ گھبرائی تھی۔"

ہاں سر میں درد ہے۔۔ایسا کرو میرا سر دبا دو۔۔" وہ جوس کا گلاس ٹرے میں رکھے تھکن زدہ سا بولا۔۔"

جبکہ نگاہ اب بھی دوسرے کاؤچ پر دراز زرفشاں پر تھی۔

زری جھٹ سے اٹھ کر اس کی جانب آئی، جب اس نے ہاتھ بڑھائے زرفشاں کو اپنے قریب کھینچا۔

وہ بمشکل خود کو سنبھالے اس کے قریب بیٹھی تھی۔

زین!! اس نے اٹھنا چاہا لیکن زین نے اس کی پشت کے گرد ہاتھ پھیلا کر اسے حصار میں قید کیا۔

زین!! آپ کا سر درد تھا۔۔" وہ اب بھی سر درد میں ہی اٹکی تھی۔ جبکہ گلنار ہوتا چہرہ اس کی قربت پر دہک اٹھا تھا۔

ہمم میرے درد کی دوا دو بیٹھی تھی، تو سر درد ٹھیک کیسے ہوتا۔۔قریب رہو گی تو درد بھی نہیں ہوگا۔۔"

وہ شجیہ انتظار کر رہی ہے۔۔ پلیز۔۔ جانے دیں۔۔" بڑھتی دھڑکنوں کو سنبھالے وہ بمشکل بولی۔"

جاؤ۔۔" وہ اسے آزاد کرتا دوبارہ جوس کا گلاس لبوں سے لگا گیا۔"

آپ ناراض ہو گئے۔۔۔؟" وہ روہانسی ہوئی۔"

ہاں تمہیں کیا پرواہ کہ تمہارا شوہر ناراض ہے یا نہیں؟" وہ پلیٹ دور کرتا مصنوعی ناراضگی سے بولا۔"

مم مجھے کیوں پرواہ نہیں ہو گی۔۔ آپ کی ہی تو پرواہ ہے۔۔" وہ زین کو دیکھے روہانسی ہوئی، جو نگاہ موڑے اب موبائل میں مگن ہو گیا تھا۔

جاؤدیر ہو جائے گی تمہیں۔۔" وہ سرد پن سے بولا۔"

زین ! ! زرفشاں کی آواز بھیگنے لگی۔۔"

کیازین؟؟" وہ ابرو اچکائے مڑا۔"

میں نہیں جاؤں گی۔۔جب تک آپ نہیں کہیں گے۔۔پر ایسے ناراض نہ ہو۔ورنہ۔۔۔مجھے کچھ "
"ہو جائے گا۔۔

اس دیوانی کی حالت دیکھے زین دنگ ہوا تھا۔۔کیا تھی وہ چھوٹی سی لڑکی۔۔جو اس حد تک سادہ دل اور شفاف تھی کہ اس کی مصنوعی سی ناراضگی کو بھی نہیں سمجھ پائی تھی۔

"سچ کہہ رہی ہو۔۔؟"

"مم میں آپ کے ساتھ کبھی جھوٹ نہیں بولتی۔۔"

تو باقیوں کے ساتھ بولتی ہو۔۔"اس کی گلابی پڑتی ناک کو دیکھا۔"

نن نہیں زین ! ! میں جھوٹ نہیں بولتی۔۔" وہ فوری نفی میں سر ہلاتی بے قرار ہوئی۔"

تو پھر کیوں نہیں بتایا کہ اماں تمہیں پریشان کرتی ہیں۔وہ تمہیں ڈراتی ہیں۔۔"اس کا چہرہ ہاتھوں کے " پیالے میں بھرے وہ قریب ہوا۔

آپ کو کیسے پتہ چلا۔؟"وہ سہم گئی تھی۔"

تم میری روح میں بسی ہو۔۔مجھے نہیں پتہ ہو گا تو پھر کسے پتہ ہو گا۔۔"اس کا سلگتا دل جیسے ان لفظوں " پر پر سکون ہوا تھا۔

آپ مصروف تھے۔۔زین۔۔اور شجیہ کی شادی بھی ہے۔۔تو اسی لیے میں نے آپ کو کچھ نہیں " بتایا۔" وہ گھنیری پلکیں عارض پر جھکائے زین کا دل جکڑ گئی۔

"تم میری اول ترجیح ہو۔۔باقی سب میرے لیے بعد میں ہیں۔"

"وہ آپ کی اماں بھی ہیں۔۔"

اور تم میری بیوی ہو۔۔"زین کے جواب پر وہ چپ رہ گئی۔"

"وہ مجھے مارتی نہیں ہیں۔۔میرے لیے یہی کافی ہے۔بس۔۔مجھے مار سے بہت ڈر لگتا ہے۔"

زین اسے کندھے سے لگاتا آنکھیں موند گیا۔

"وہ اب تمہیں کبھی نہیں ماریں گی۔۔کیونکہ وہ اپنا بیٹا کھونا نہیں چاہتیں۔۔"

اس کا کندھا سہلائے وہ زری کے تفکرات ختم کرنے لگا۔

اب جاؤں میں۔۔؟؟"زری نے دھیمے پن سے پوچھا مبادہ وہ دوبارہ ناراض نہ ہو جائے۔۔"

"دل نہیں چاہ رہا تمہیں بھیجنے کا۔۔پر تمہیں مجھ سے زیادہ نند پیاری ہے۔۔"

وہ اس کے گال کو سہلائے وہ بوجھل پن سے بولا۔

مجھے آپ سے جڑا ہر رشتہ پیارا ہے۔۔" وہ جھجھک کر اٹھتی اس کا مان بڑھا گئی تھی۔"

اس کا ہاتھ تھامتا وہ اسے لیے نیچے بڑھا تھا۔۔

شجیہ سفیر بھائی نے آپ کا ڈریس پسند کر لیا تھا۔۔" وہ شجیہ کا سنجیدہ چہرہ دیکھے بمشکل بولی،۔"

پر مجھے وہ نہیں لینا۔۔" اس کے سیدھے جواب پر زرفشاں خاموش ہوئی۔"

شجیہ بے مقصد گھومتی اب بھی انہیں لمحوں کے حصار میں تھی۔۔ سفیر اس کے دل میں چھپا راز جان گیا تھا۔اسے اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔۔اس کا شدید ری ایکشن، اس کی باتیں سب دماغ کو جکڑنے لگی۔

ناجانے وہ شخص اب کیا کرتا؟؟

اپنی آنکھیں جھپکتی وہ آگے بڑھی جب مقابل سے ٹکرائی تھی۔۔ہاتھ میں پکڑے دو بیگ زمین بوس ہوئے جبکہ اس کے پیچھے کھڑی زرفشاں کا رنگ سفید پڑا۔

آئی ایم سوری!!! شجیہ ماتھا سہلائے نیچے جھک کر بیگ اٹھائے سیدھی ہوئی۔"

پر سامنے صنم عرف سندری کو دیکھتی حیران ہوئی۔

تم!! شجیہ کے چہرے کی ناگواری ملاحت میں بدلنے لگی۔۔"

وہ ماضی میں اس کی کافی اچھی دوست تھی۔ جس سے رابطے زرفشاں اور زین کے نکاح پر ختم ہوئے تھے۔

صنم اس کے گلے لگی زرفشاں پر قہر آلود نگاہ ڈالنا نہیں بھولی تھی۔

زرفشاں کا سانس پھولنے لگا، جبکہ ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئی۔۔

وہ قدم پیچھے لیتی وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔ جب پیچھے موجود شخص سے ٹکرائی۔ زرفشاں نے سہم کر پیچھے مڑنا چاہا۔۔ لیکن وہ شخص اس کو دونوں کندھوں سے تھامے اسے روک گیا تھا۔

گھبراؤ نہیں تمہارا بھائی تمہارے ساتھ ہے۔۔" باسط کی آواز پر اس کی سانس بحال ہوئی۔"

جبکہ شجیہ کے گلے لگی صنم کا رنگ بھی باسط کو دیکھے فق ہوا۔

سامنے اس شخص کو دیکھے اس نے شجیہ کے ہاتھ میں چھوٹی سی چٹ تھما کر مٹھی کو دبا دیا۔

شجیہ نا سمجھی سے دور ہوئی۔ اس نے مٹھی کھولنا چاہی۔۔ پر صنم باسط کو دیکھتی اس کا ہاتھ دوبارہ دبا گئی تھی۔

باسط کی سرد نگاہیں اسے سامنے کھڑی شجیہ کے باجود اپنے وجود میں پیوست ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔

وہ زین کو لے جائے گی۔۔ باسط بھائی۔۔،!! "دل میں دباڈر وجود کو بھی جکڑنے لگا تھا۔"

تمہارا بھائی ایسا ہونے سے پہلے اس لڑکی کو قید کر لے گا۔۔ایسی قید میں جہاں اسے رہائی نہیں ملے "گی۔تم شجیہ کے ساتھ رہو۔پر اسے کچھ بھی احساس مت دلانا۔

باسط نے زر فشاں کا ڈوبتا حوصلہ بڑھایا۔

اور اس کی طرف بڑھا۔

میں تم سے جلد ملوں گی۔۔" وہ شجیہ کا ہاتھ دباتی مڑی۔۔اور تیز قدموں سے لفٹ کی طرف بھاگی۔"

سندری !! "شجیہ نے اسے پکارا پر وہ لفٹ میں بند ہو چکی تھی"

شجیہ اب بھی حیران پریشان کھڑی رہی۔جبکہ زر فشاں حلق تر کرتی اس کے برابر کھڑی ہوئی۔

باسط بنا شجیہ کو احساس دلائے اس کے پاس سے گزرتا آگے بڑھ گیا۔۔اس کے ہاتھ میں دبی چٹ باسط کی نظر سے اوجھل رہی تھی۔

اپنے گرد ڈوپٹہ اچھی طرح لپیٹ کر وہ چہرہ چھپاتی لفٹ سے باہر نکل کر بائیں جانب بھاگی۔۔تا کہ باسط کی نظر میں نہ آ سکے۔دل خوف سے.بری طرح لرز رہا تھا۔

اس دن بھی وہ اسے پکڑ چکا تھا۔۔پر آج ہر حال میں اسے اپنی حفاظت کرنی تھی۔

سامنے سے آتے باسط کو دیکھ کر اس کا رنگ فق ہوا۔پر صد شکر تھا کہ اس نے دیکھا نہیں تھا۔

وہ جلدی سے شاپ میں بھاگی۔۔اور شاپ کی دوسری جانب سے نکل کر وہ ایگزیسٹ ڈور کی جانب آ چکی تھی۔

دوسری جانب باسط آج اس کی تیزی پر حیران تھا۔نوف لکی غیر موجودگی کی وجہ سے اس پر کام کا لوڈ.بڑھ گیا تھا۔پر اس نے صنم پر اب اچھی طرح اپنی نظر رکھی ہوئی تھی۔

"ایک بار تم میرے ہاتھ آ جاؤ۔۔تمہارے یہ پر تو میں اچھے سے کاٹوں گا۔۔"

وہ طیش سے.بڑ.بڑا کر رہ گیا۔

وہ دوبارہ اوپر کی طرف.بڑھا تا کہ زرفشاں کو بحفاظت گھر پہنچا سکے۔۔

سیڑھیوں پر چڑھ کر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا جب اسے مین مرر ڈور سے صنم کا آنچل نظر آیا۔جو روڈ کراس کرنا چاہتی تھی۔

وہ سب نظرانداز کیے تیزی سے باہر بھاگا۔۔پر سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کے قدم رکے۔ جبکہ وقت بھی اسے اپنے لیے تھمتا محسوس ہوا تھا۔

وہ شایان ساگر تھا۔۔جو شاہانہ انداز میں گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا۔اس کی نگاہ باسط پر تھی۔ جس میں واضح تمسخر اسے اتنی دور سے بھی محسوس ہوا تھا۔یعنی وہ اسے پہچانتا تھا۔۔

صنم دروازہ کھولے پیچھے بیٹھی، اور باسط کو سہمی نگاہ سے دیکھا۔پر اس کی نگاہ تو شایان ساگر پر تھی۔

وہ اذیتیں وہ الزامات، وہ دھتکار باسط خان کے جسم و جان کو جکڑ گئی تھی۔۔پر اگلے ہی پل اسے لگا اس کی اذیت مزید شدت اختیار کر گئی ہے۔۔

اس سے پیچھے موجود گاڑی سے سفیر اترا تھا۔جو کہنے کو تو اس کا سگا بھائی تھا۔۔لیکن اس نے بھائی ہونے کا ایک فرض بھی نہیں نبھایا تھا۔

دونوں اذیت نما وجود ایک دم ہی اس پر حملہ آور ہوئے تھے۔۔

باسط نے مٹھیاں بھینچ کر قدم پیچھے لیے۔اور پل میں اس نے رخ موڑ لیا۔ سفیر سے وہ قطعی الجھنا نہیں چاہتا تھا۔نہ اسے اپنی شکل دکھانے کا روادار تھا۔

سفیراس کے قریب سے ہوتا آگے بڑھ گیا۔۔اس کی خوشبو اسے اپنے گرد محسوس ہوئی۔۔پر وہ لب دباتا اپنی سانس تک روک گیا۔۔کہیں اس کا باغی دل بھائی کی محبت میں تڑپ نہ جائے۔۔اور وہ سب اذیتیں بھلائے اسے معاف کردے۔۔وہ سفیر خان کو کبھی معاف نہیں کرنا چاہتا تھا۔

سانس بحال کر کے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو شایان ساگر کی گاڑی وہی کھڑی تھی۔

اسے اجازت نہیں تھی ورنہ وہ ابھی جاکر اس درندے نما شخص کو قتل کردیتا۔۔پر اپنے ان دیکھی زنجیر میں جکڑے ہاتھ اسے روک چکے تھے۔

شایان ساگر نے اپنی دو انگلیوں کو اپنی آنکھوں سے سامنے کیے، اس کی جانب موڑا، اور ڈرائیور کو گاڑی بڑھانے کا کہا۔

اس کا اشارہ وہ سمجھ گیا تھا۔

میں بھی اسی پل کے انتظار میں ہوں شایان ساگر کہ کب تمہارا اور میرا باضابطہ سامنا ہو۔۔" وہ بڑبڑایا تھا۔

پچھلی سیٹ پر بیٹھی صنم نے ایک نظر اسے دیکھا تھا۔پر مقابل شخص کی آگ اگلتی نگاہ اسے اندر تک سہما گئی تھی۔

وہ برائیڈل بوتیک میں داخل ہوا۔ جہاں اس نے شجیہ کے نکاح کا آرڈر دیا تھا۔

توقع کے مطابق، شجیہ اس شاپ پر آئی ہی نہیں تھی۔

اس کے شک پر یقین کی مہر لگنے لگی تھی۔

شایان ساگر، اگر تم میری محبت پر بری نظر ڈالی ہے ناں تو اس کا انجام اب تم اس حد تک بھگتو گے کہ "
"کوئی راہ تمہیں بچا نہیں سکے گی۔۔

وہ ڈریس پیک کرواتا وہاں سے باہر آیا۔

شجیہ کی لوکیشن چیک کیے وہ ڈریس گاڑی میں رکھ کر اوپر بڑھا۔

اسے زیادہ خواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ وہ جیولری شاپ میں موجود تھی۔

قدرے خوشگواری سے وہ ایک ایک چیز دیکھ رہی تھی۔۔

سفیر کو اس کا مسکراتا چہرہ کافی بھلا لگا تھا۔

وہ گلا کھنکھارتا اندر داخل ہوا جبکہ زرفشاں جو سہمی سہمی کھڑی تھی۔۔ سفیر کو دیکھ کر اسے ڈھارس ہوئی۔

اتنے مہینوں بعد اسے سامنے دیکھ کر اس کا ضبط کا پیمانہ چھلکا۔۔ وہ بھاگ کر اس کی جانب آئی۔ جبکہ سفیر اس کی ملاحت بھری صورت دیکھے مسکرایا تھا۔۔۔ زرفشاں کو اب تک اسے ارد گرد سندری کی چھبتی نگاہ محسوس ہو رہی تھی۔ جس کے باعث وہ سفیر کا ہاتھ تھام گئی تھی۔

کیسی ہو؟؟" سفیر نے نرمی سے پوچھا، جبکہ آنکھوں میں گزرے دنوں کا ملال تھا۔ جب اس نے سب" کے سامنے زرفشاں کو زین چوہدری کے نکاح میں دیا تھا۔ ملال نکاح کا نہیں اپنے رویے کا تھا۔ جو اس نے بھرے مجمعے میں اختیار کیا تھا۔

شجیہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔ اسی پل اس کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔ اسے زرفشاں پر حیرت ہوئی۔ نا جانے اسے زرفشاں کا سفیر کے قریب ہونا عجیب لگا تھا۔

سفیر اسے ساتھ لگائے آگے لایا۔ جبکہ شجیہ کی نگاہ ان دونوں پر جم گئی تھی۔

بیٹھو زرفشاں ! ! سفیر نے ادھوری سی نگاہ بھی اس پر نہیں ڈالی۔۔شجیہ کو ایک اور جھٹکا لگا تھا۔"

آپ یہاں کیوں آئے ؟؟" زرفشاں شجیہ کو دیکھ کر گھبرائی، جس کے چہرے پر سنجید گی پھیلی تھی،۔"

" تمہارے لیے۔۔اور تم یہاں سے میرے ساتھ جاؤ گی۔۔"

یہ آپ کے ساتھ کیسے جائے گی۔۔کیونکہ یہ میرے ساتھ آئی ہے۔۔اور ویسے بھی یہ کس حق سے " جائے گی؟ یہ میری بھابھی اور میرے بھائی کی بیوی ہے۔"

ہم گھر پر نہیں کسی شاپ پر ہیں،۔اپنا لہجہ درست کرو۔۔جو لینا ہے لو۔۔زرفشاں جس بھی حق سے " جائے اس سے تمہیں مطلب نہیں ہونا چاہیے۔۔۔"

کاٹ دار لہجے میں بولتا وہ زرفشاں کو دنگ کر گیا۔جبکہ اس کا لہجہ شجیہ کو بھی چبھا تھا۔

مم میں شجیہ کے ساتھ چلی جاؤں گی۔۔" وہ صلح جوئی سے بولی۔"

"میں ہی چلی جاتی ہوں۔۔"

وہ اشتعال سے بیگ اٹھاتی کھڑی ہوئی اور تیز قدموں سے باہر نکل گئی۔۔لیکن یہ تیز قدم اس کے لیے نہایت تکلیف کا باعث بنے تھے۔وہ شاپ کے دروازے سے باہر نکل کر دیوار کے ساتھ کھڑی ہوئی۔۔

مزید چلنے کی اس میں سکت نہیں تھی۔

کافی دیر سے وہ مال میں پھر رہی تھی۔جس کی وجہ سے اب ٹانگوں میں درد ہونے لگا تھا۔اور اب یک دم جھٹکا لگنے کی وجہ سے اسے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔

تم پریشان مت ہو،زین چوہدری مجھے کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔" سفیر نے زرفشاں کا گال تھپتپایا۔"

بھائی شجیہ کہیں چلی جائے گی۔۔"زرفشاں ہلکان ہوئی تھی۔"

وہ کہیں نہیں جائے گی۔۔" چلو آؤ۔۔" وہ ایک ہاتھ میں بیگ سنبھالے دوسرے سے اس کا ہاتھ " پکڑے شاپ سے نکل گیا۔

شجیہ دیوار کے ساتھ ہی کھڑی تھی۔

سفیر اس پر طنز بھری نگاہ ڈالے لفٹ کی جانب بڑھ گیا۔۔

اس کی بے رخی پر آج پہلی مرتبہ اس کی آنکھیں بھیگی تھی۔۔دل چاہا آگے بڑھ کر اسے روکے،پر ٹانگوں کا بڑھتا درد اسے بے حال کر رہا تھا۔۔

وہ زرفشاں کو لفٹ سے نیچے لایا۔۔اور اسے گاڑی میں بٹھایا۔

"تم سیدھا گھر جاؤ گی۔۔ شجیہ میرے ساتھ آجائے گی۔۔۔"

اس نے ڈرائیور کو اشارہ کیا۔۔اور گارڈز کو بھی گاڑی آگے بڑھانے کا کہا۔

زرفشاں کے جاتے ہی وہ اوپر بڑھا،اس مرتبہ قدموں میں تیزی تھی۔

توقع کے مطابق وہ وہی کھ-ڑی تھی۔ جبکہ ارد گرد لوگ اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

سفیر کے چہرے پر سرد پن بڑھا۔۔وہ ناک کی سیدھ میں چلتا اس کی جانب آیا۔۔اور وہاں سے گزرتے لوگوں پر ایک گہری تلخ نگاہ ڈال کر انہیں جتایا۔

ایک شخص جو کب سے ٹکٹکی باندھے شجیہ کو دیکھ رہا تھا۔ہڑبڑا کر وہاں سے رفو چکر ہوا۔

انسان کو اتنی اکڑ تب ہی دکھانی چاہیے، جب اس میں اکڑ برداشت کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔۔" وہ طنز سے شجیہ کو دیکھے بولا۔اس کا اشارہ اس کے قدموں کی جانب تھا۔

جس کا سفید چہرہ درد برداشت کرتے گلابی ہو چکا تھا۔

اس نے بھیگی ہیزل آنکھوں سے سفیر کو دیکھا۔

یہاں میں تمہیں باہنوں میں تو اٹھا نہیں سکتا۔۔، نہ میرا ایسا ارادہ ہے۔اور نہ میں اتنا حق رکھتا ہوں "
،۔خیر حق کی بات تو ایک طرف تمہیں اگر میں نے ہاتھ بھی لگایا تو تمہی کافی ناگواری محسوس
ہو گی۔۔"

وہ تلخی سے بولا تو شجیہ کو شدت سے رونا آیا تھا۔اسے درد ہو رہا تھا۔۔اور وہ شخص اپنی ہی کہے جا رہا تھا۔

مجھے درد ہو رہا ہے، کسی بھی لمحے میں گر جاؤں گی۔۔۔"۔وہ لفظ چبا کر بولی۔"

یعنی تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں سنبھالوں۔۔" سفیر کا دل بے چین تھا لیکن وہ اس لڑکی کو تھوڑا احساس "
تو ضرور دلوانا چاہتا تھا۔

سفیر میں درد سے مر جاؤں گی۔۔پلیز مجھے کہیں بٹھا دیں۔۔" شجیہ کی آنکھوں کے گرد اندھیرا چھاتا "
محسوس ہوا۔جبکہ بوجھل لہجہ سفیر کو تڑپا گیا تھا۔

شجیہ !! وہ سب ناراضگی پسِ پشت ڈالے اس کے قریب ہوا۔"

اگلے ہی پل سفیر نے اسے دونوں کندھوں سے تھام کر اپنے ساتھ کا سہارا دیا۔کہ اس کا آدھا وزن سفیر
پر آیا تھا۔

شجیہ تھوڑی ہمت کرو۔۔"اس نے نرمی سے کہہ کر اس کا گال تھپتھپایا۔"

مم مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔۔ پلیز مجھے کہیں بٹھادیں،۔ میری ٹانگوں میں جان باقی نہیں ہے۔"اس کی ایک ہی رٹ سے پریشان ہوئے اس نے جیولری شاپ کا دروازہ کھول کر شاپ کیپر کو چئیر باہر لانے کا کہا۔۔

وہ چئیر باہر لایا تو سفیر نے اسے چئیر پر بٹھایا تھا۔

اس کے پاؤں سے شوز اتار کر اس نے اس کے پاؤں کو رگڑا۔۔

شجیہ کی آنکھیں بند ہونے لگی تھی۔

شجیہ!! سفیر بے قراری سے اسے پکارتا اس کے پاؤں کو سہلانے لگا تاکہ اس کے حواس بحال ہو سکے۔"

دل اس کی تکلیف پر شدت سے دھڑکے اس رب کے آگے فریادی ہوا تھا۔

آپ پلیز لفٹ خالی کروائیں۔۔ مجھے میری وائف کو یہاں سے لے کر جانا ہے۔۔۔" سفیر نے اپنا کارڈ" نکال کر سامنے کیا۔

اس شخص نے فوری سر اثبات میں ہلایا اور گارڈز کو لفٹ اور نیچے کا ایریا خالی کروانے کو کہا۔

بنا دیر کیے اس نے شجیہ کے گداز وجود کو بانہوں میں بھرا تھا۔۔ وہ درد برداشت کرتے بے ہوش ہو چکی تھی۔

اس کا سر پیچھے کی جانب ڈھلک گیا۔۔اور اسی لمحے سفیر کو اپنے دل بھی بے جان ہو تا کسی جانب ڈھلکے محسوس ہونے لگا۔

شجیہ کچھ نہیں ہو گا۔۔ ہوش کرو شجیہ۔۔" وہ لفٹ میں بھی اسے دیوانہ وار پکارے بے حال ہو رہا تھا۔"

وُہ اسے لفٹ سے نیچے کی جانب لایا۔ارد گرد کا خالی ایریا، اسے پر سکون کر گیا تھا۔

اسے گاڑی میں لٹا کر اس نے ڈیش بورڈ سے پانی کی بوتل نکال کر اس کے چہرے پر چھڑکاؤ کیا۔

شجیہ !! "اسے بے قراری سے پکارتا وہ خود بھی بے قرار تھا۔"

اس لڑکی میں اس کی جان بستی تھی۔۔ پھر اس کی تکلیف پر وہ کیسے نہ تڑپتا۔بھلے ناراضگی غصہ ہنوز قائم تھا۔۔پر اس وقت اس کی تکلیف اس کی بھیگی بند آنکھیں اس کے دل کو جکڑ کر ہر شے پر حاوی تھی۔

پانی۔۔" وہ بڑبڑائی تھی۔ سفیر نے فوری اس کے لبوں سے پانی کی بوتل لگائی۔ "

ایک جانب کھڑا باسط یہ منظر دیکھے ہولے سے مسکرایا تھا۔۔ناجانے یہ مسکراہٹ کیوں پھیلی تھی۔۔وہ سمجھ نہیں پایا۔اس کا دل چاہا آگے بڑھے، سب رنجشیں بھلا دے پر اگلے ہی پل وہ تھم گیا،۔خود کو روکتا وہ وہاں سے رخ موڑ گیا۔

ٹھیک ہو تم؟؟"اس کے چہرے پر چپکے بال پیچھے کیے وہ نرمی سے بولا۔"

شجیہ نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اس شخص کو دیکھا۔۔اور کئی پل ان بھوری آنکھوں نے اسے بری طرح جکڑے رکھا تھا۔۔اس کی آنکھوں میں پنپتی شدت بھری محبت، اس کے لیے بڑھتی بے چینی، وہ اس دگرگوں حالت میں بھی جانچ گئی تھی۔

ٹھیک ہو تم؟؟" وہ پیچھے ہوتے بولا، پر اس کی شرٹ جکڑتی وہ اسے روک چکی تھی۔"

"کیا ہوا شجیہ؟؟" وہ قریب ہوئے بڑبڑایا۔"درد زیادہ ہو رہا ہے۔۔؟"

مم مجھے بب بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔پپ پلیز۔۔مجھے ہاسپٹل لے جائیں۔۔"درد برداشت کرتی وہ" سسکی تھی۔

ہاں ہم ابھی جائیں گے۔۔تمہیں کہا تھا کہ ابھی تم باہر نہ نکلو۔۔اتنا مت چلو۔۔پر تم کسی کی سنتی کب" ہو؟؟" اگلے ہی پل وہ درشتگی سے بولا۔۔جبکہ شجیہ اس تکلیف میں بھی مسکرا دی۔دل پر لگے اس کی نفرت کی چھالے نا جانے کیوں سے ہٹتے محسوس ہوئے۔

سفیر دوسری جانب آکر بیٹھا۔۔اور گاڑی کی سپیڈ بڑھاتا وہاں سے نکلا تھا۔

شجیہ نے اپنی ہیزل براؤن آنکھوں میں چمکتی نمی کے ساتھ اس کا دھندلا ہوتا چہرہ دیکھا۔

کیا نہیں تھا اس کے چہرے پر فکر، پریشانی، اس کے لیے تڑپ۔۔۔؟اس سے بڑھ کر وہ کیا چاہتی تھی۔۔ محض ایک پرفیکٹ شخصیت کی خاطر وہ اسے رد کررہی تھی۔شایان نے بھی اس کی حفاظت کی تھی پر سفیر جیسی فکر و حفاظت تو اس نے بالکل نہیں کی تھی۔

دل بدلنے پر آیا تو ایک لمحہ بھی نہ لگا تھا۔

سفیر!!اس نے سرگوشیانہ اس کا نام لیا۔۔اس کی سرگوشی اسے بھی خود بھی بامشکل سنائی دی تھی۔پر وہ سن چکا تھا۔

سب ٹھیک ہوجائے گا۔۔درد بھی ٹھیک ہوجائے گا۔۔بس تم خود کو سنبھال لو۔۔میں ہر پل تمہارے " ساتھ تمہارے پاس ہوں" وہ اس کا ہاتھ جکڑ کر ہولے سے دباتا شجیہ کے دل پر آخری مہر بھی لگا گیا تھا۔

شجیہ نے اطمینان سے آنکھیں موند لی جیسے اب وجود میں کوئی درد، اور ذہن میں کوئی فکر حاوی نہیں تھی۔

وہ اپنے کمرے میں چت لیٹی نیم غنودگی میں تھی۔جب اسے کھڑکی کے قریب سرسراہٹ سی ہوتی محسوس ہوئی۔

اس کی آنکھ جھٹ سے کھلی۔۔اس نے کمفرٹ کو اپنے اوپر تک لیا۔۔ جیسے خود کو چھپا لینا چاہا ہو۔

کئی پل سکوت سا پھیلا رہا۔۔

آنکھیں کھولے دوبارہ سرسراہٹ محسوس کرنا چاہا۔۔پر اب دوبارہ آہٹ ہوئی تھی۔انابیہ کا سانس حلق میں رکا۔

کمفرٹ میں خود کو بری طرح گم کرتی وہ سختی آنکھیں میچ گئی۔

"ونڈو تو لانڈری کی جانب ہے اتنی رات کو وہاں کوئی کیسے آسکتا ہے۔۔؟

کھڑکی پر یکلخت مدھم دستک ہوئی۔۔اور انابیہ کا چہرہ پسینے سے بھیگا۔

یااللہ کوئی چور تو نہیں آگیا۔؟پر وہاج تو گھر میں ہیں پھر یہاں کوئی کیسے آسکتا ہے؟؟" وہ سوچوں کے تانے بانے بننے لگی۔۔جبکہ خوف وہراس چہرے پر پھیلا تھا۔

اس نے کمفرٹ کی جھری سے پورے کمرے میں نظر دوڑائی،۔لیکن نیم اندھیر کمرے نے مزید اس کو سہمایا۔

یہ اقصی (ملازمہ) کو بھی لائٹ بند کر کے جانا تھا۔"۔خوف سے اس کی حالت بری ہونے لگی تھی۔پر "ایک تجسّس بھی تھا کہ آخر کھڑکی کے پاس کون ہے؟؟۔

وہ کمفرٹ ہٹاتی بیڈ سے اتری۔۔پر اگلے ہی پل اس نے پاؤں دوبارہ اوپر کیے۔۔

اس مرتبہ زرا دستک زور سے ہوئی،اور وہی اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔

کک کون؟؟" وہ ہولے سے بڑبڑائی۔۔جب دستک شدت سے ہوئی تھی۔"

انابیہ کی ہمت اب جواب دینے لگی تھی۔

قدم لیتی وہ کھڑکی کی جانب آئی، تاکہ باہر دیکھ سکے۔یہ اطمینان تھا کہ کھڑکی پوری طرح لاک ہے۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے پردہ ہٹایا۔۔اور اسی پل اس کی چیخ نکلی تھی۔

سامنے چمکتی دو آنکھوں اور خوفناک چہرے نے اس کی چیخوں کو بڑھایا تھا۔

وہاج!! وہ پیچھے کی طرف قدم لیتے فل سپیڈ سے باہر بھاگی تھی۔"

وہاج مجھے بچالیں۔۔"اس کے دروازے کو بری طرح پیٹتی وہ چیخ وپکار جاری رکھے ہوئے تھی۔"

وہاج۔۔۔"اس نے مزید شدت سے دروازہ بجایا۔جبکہ پوراوجود پسینے میں بھیگ گیا تھا۔

وہ گہری نیند میں تھا۔۔جب دروازے کی دستک نے اس بوکھلایا تھا سرعت سے اٹھ کر اس نے دروازہ کھولا۔۔

"وہ میرے کمرے میں کوئی ہے۔مم میں نے دیکھا وہاج۔۔۔مم مجھے اندر آنے دیں۔۔"

وہ وہاج کو دھکیلتی ایک طرف سے اندر بھاگی ۔۔اور اس کے کمفرٹ میں خود کو چھپاتی گہرے سانس لینے لگی۔ حلق مکمل خشک ہو چکا تھا۔ جبکہ جان تو لبوں پر آ ٹھہری ہوئی تھی۔

اس اچانک افتاد پر وہاج کو ایک لمحے کے لیے کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔پر اگلے ہی پل ماتھے پر بل نمایاں ہوئے تھے۔

انابیہ ! ! وہ بلند آواز میں دھاڑا۔ جبکہ وہ اب بھی خوف کے زیرِ اثر بولنے سے قاصر تھی۔ "

باجی کیا ہوا؟؟" ملازمہ بھی چیخ سنتی اوپر آئی تھی۔ "

پر وہاج کو دیکھ کر وہ رکی تھی۔

صاحب بی بی جی کی آواز آرہی تھی سب ٹھیک ہے؟؟" "

ملازمہ کا اڑتا رنگ اس نے بغور دیکھا۔

وہ لانڈری میں کوئی تھا۔۔اقصی وہاں تھا کوئی، بہت خوفناک تھا۔۔وہاج میں سچ بول رہی ہوں۔۔مم "
" میں قسم کھاتی ہوں میں جھوٹ نہیں بول رہی۔

دو افراد کی موجودگی نے حوصلہ تھوڑا بڑھایا تھا۔ وہ اٹھ کر اس کے پاس کھڑی ہوئی۔

لانڈری میں باجی؟؟" اقصی نے حیرت سے پوچھا۔ "

ہاں وہی تھا۔۔وہاج میں سچ کہہ رہی ہوں " وہ یکلخت پھوٹ پھوٹ کر روتی وہاج کے بازو سے لگی۔۔ "

انابیہ ! ! اس کے اچانک یوں چیکنے پر وہ اقصی کی موجودگی پر وہ خفت زدہ ہوا۔ "

" صاحب میں دیکھتی ہوں کون تھا لانڈری میں۔۔ آپ بی بی جی کو سنبھالیں۔۔۔ "

نہیں تم اس کے پاس رکو۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔ "اس نے انابیہ سے اپنا بازو آزاد کروایا۔ "

نن نہیں آپ نہیں وہاج۔۔ وہ آپ کو مار دے گا۔۔ وہ بہت خوفناک ہے۔۔ مم میں آپ کو جانے نہیں دوں گی۔۔ " وہ مزید شدت سے بازو جکڑتی اب سر بھی اس کی بازو پر رکھتی خود کو چھپانے لگی تھی۔

ریلکس انابیہ ! ! میں ایک پولیس آفیسر ہوں۔۔ "اس نے نرمی سے اس کا سر سہلایا۔۔ گویا ڈھارس دینا چاہی ہو۔

وہاج نن نہیں۔۔ آپ کے پاس گن نہیں ہے۔۔ " وہاج کا سر سہلاتا ہاتھ تھما۔۔ اپنی پہچان اسے شدت سے یاد آئی تھی۔

سنبھالو اسے میں دیکھ کر آتا ہوں۔۔ " اگلے ہی پل اسے خود سے جدا کیے وہ کر ختگی چہرے پر سجائے " لانڈری کی جانب بڑھا۔

اقصی وہاج کو کچھ ہو جائے گا۔۔ وہ مار دے گا وہاج کو۔۔ " انابیہ کا رونا بڑھنے لگا تھا۔ "

بی بی جی۔۔وہ ایک بہادر ونڈر آدمی ہیں۔۔آپ کیوں اتنا ڈر رہی ہیں۔۔"اقصی اسے پچکارتی بیڈ پر بٹھا گئی تھی۔

مم مجھے جانا ہے۔وہاج۔۔۔"وہ اقصی کو دور کرتی اٹھی اور لانڈری کی جانب بھاگی۔ "

جو لانڈری کو چیک کر کے واپس آ رہا تھا۔۔سامنے انابیہ سے ٹکرایا، اسکے زمین بوس ہونے سے پہلے ہی وہ اسے سنبھال گیا تھا۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو؟؟"

"وہاں تھا کوئی۔۔آپ نے دیکھا ناں۔۔"

"کوئی نہیں ہے وہاں۔۔ چھت کا دروازہ کھلا تھا۔۔شاید کوئی بلی ہو گی۔"

وہ سنجیدگی سے بولا۔

"وہاج بلی نہیں تھی۔۔کوئی تھا۔۔ بھوت جیسا۔۔۔"

"انابیہ سٹاپ اٹ۔۔ فضول تماشہ مت کرو۔۔"

وہاج نے اسے بری طرح جھڑکا اور بازو سے جکڑ کر لانڈری سے باہر لایا۔

تم جاکر سو جاؤ۔۔۔"ملازمہ کو کھڑا دیکھ کر اس نے انابیہ کا بازو چھوڑا۔"

"وہاج مم میں جھوٹ نہیں بول رہی۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔اس نے ونڈو پر دستک دی تھی۔۔"

اگر یہ میرے قریب آنے کی کوئی سازش ہے تو نہایت بکواس ہے۔۔ایسے کئی سازشوں کا میں شکار ہوا "
"ہوں،۔بلکہ پولیس آفیسر اس گھٹیا بہانوں کو اچھے سے سمجھتے ہیں۔

وہ اس کی ایک ہی رٹ سے چڑ کر طیش میں آیا۔

وہاج!! وہ رونا بھولے اس پتھر دل آدمی کو دیکھتی رہ گئی۔

آج پھر وہ بے اعتبار ہوئی تھی۔آج پھر وہ شخص اس کا اعتبار نہیں کر رہا تھا۔

جاؤ اپنے کمرے میں۔۔" وہ بازو آزاد کیے اسے دور دھکیلے بولا۔"

نہیں میں نہیں جاؤں گی۔۔خدا کا واسطہ ہے۔۔مجھ پر تھوڑا یقین کر لیں۔مم میں ایک طرف بیٹھ "
جاؤں گی۔۔مم میں آپ کو اپنی شکل نہیں دکھاؤں گی، بس مجھے آج اپنے کمرے میں رکنے دیں۔۔ورنہ
"آج میرا سانس رک جائے گا۔

بے اعتباری کے صدمے پر ڈر پوری طرح حاوی ہوا تھا۔

اس کے سامنے ہاتھ جوڑے وہ فریادی ہوئی۔۔جبکہ وہاج اس کی بہتی آنکھوں گلابی ناک کو دیکھے تھما تھا۔۔وہ لڑکی جھوٹی ہو سکتی تھی پر اس کے آنسو تو جھوٹے نہیں ہو سکتے تھے۔

وہاج نے بے اختیاری میں اس کے ہاتھ جکڑے، گویا اس کا ہاتھ جوڑنا پسند نہ آیا ہو۔

آجاؤ اندر۔۔۔" وہ سر جھٹکے اندر بڑھا۔۔جبکہ وہ تیزی سے اندر آئی۔"

بیڈ کو دیکھ کر اس نے انابیہ کو سرد نگاہ سے دیکھا جس کا پھولا ہوا سانس اس کی حالت جتا رہا تھا۔

"بیڈ پر لیٹ جاؤ، میں کاؤچ پر لیٹ جاؤں گا۔۔"

انابیہ سر ہلاتی بیڈ پر جا کر لیٹی اور کمفرٹ میں خود کو بری طرح چھپالیا۔۔

وہاج چند پل اس کا کمفرٹ میں کپکپاتا وجود دیکھتا رہا۔

اتنے دن سے وہ اس گھر میں تھے انابیہ اس کے سامنے آنے سے اجتناب کرتی تھی۔ پھر آج اس کا یوں ڈر جانا بے معنی نہیں تھا۔۔نہ ہی اس کی کوئی سازش ہو سکتی تھی۔

وہ دبے قدم لیے باہر کی جانب بڑھا۔جب اس کی آواز نے قدم جکڑ لیے۔

مت جائیں۔۔ مم مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔میں جھوٹ نہیں کہہ رہی۔۔"وہ معصومیت سے بولتی " وہاج کو آج پرانی انابیہ لگی۔۔جس کی معصومیت کا وہ کبھی اسیر ہوا تھا۔

میں کہیں نہیں جارہا، تم سو جاؤ۔۔۔"وہ واپس مڑتا بیڈ پر دوسری جانب آکر بیٹھا۔۔انابیہ سرعت سے " اٹھی تھی۔

لیٹ جاؤ تم۔۔۔"اس کا اٹھنا وہ محسوس کر چکا تھا۔

آپ کو مجھ پر یقین ہے۔۔۔"انابیہ نے مان سے پوچھا۔"

وہ خاموش رہا۔۔،پر چند لمحوں بعد وہ اسے سونے کی تاکید کر چکا تھا۔

آپ باہر تو نہیں جائیں گے۔۔"انابیہ نے تسلی چاہی تھی۔"

وہ چپ چاپ بیڈ کے کنارے پر لیٹا۔اور اپنے چہرے پر بازو رکھ لیا۔۔انابیہ کا دل شدت سے دھڑکا۔اسے امید بھی نہیں تھی کہ وہ اس کے برابر دراز ہو جائے گا۔

چھوٹے سے کاؤچ پر اس کا لمبا چوڑا سراپا پورا نہیں آسکتا تھا۔۔اور بیڈ پر وہ انابیہ کی وجہ سے دراز ہوا تھا۔ تاکہ وہ مزید ڈر کر اسے زچ نہ کرے۔۔

سو جاؤ۔۔" وہ سرد پن سے بولا۔۔انابیہ کمفرٹ جکڑے سمٹی تھی۔"

سہمی سی وہ دوسرے کنارے پر آلیٹی۔۔پر نظر وہاج سلطان کے چوڑے سراپے پر جمی تھی۔۔وہ بلیک ویسٹ میں اس سے تھوڑے سے فاصلے پر دراز تھا۔

اس کا ڈر اس شخص کی موجودگی میں غائب ہونے لگا تھا۔۔جبکہ بحال ہوتے حواس اس کی دھڑکنوں کو بڑھا گئے تھے۔

آج انابیہ وہاج سلطان کا ڈر اسے وہاج سلطان کے کمرے میں لے آیا تھا۔

وہ چمکتی سیاہ آنکھیں اور وہ خوفناک چہرہ اب نگاہ سے اوجھل ہونے لگا تھا۔۔اب نگاہ اس کے شاندار چوڑے سراپے پر جمی تھی۔

وہاج نے رخ موڑا تو اس کا دل دھک سے رکا۔۔

یعنی وہ اس کی نظروں کی تپش کو بخوبی محسوس کر چکا تھا۔

وہ آہستگی سے کنارے پر دراز ہوئی۔۔اور اس کی جانب کروٹ لی۔۔اس کی پشت کو دیکھتی وہ کب آنکھیں موند گئی اسے پتہ نہیں چلا تھا۔

کل رات سے وہ یہاں قید تھی۔شایان ساگر اتنی جلدی اس کے دل میں چھپی سچائی کا راز جان جائے گا۔۔اسے زرا بھی اندازہ نہیں تھا۔

وہ توشجیہ کو بچانے کے لیے گئی تھی۔۔پر شایان ساگر کو وہاں دیکھ کر اس کا رنگ فق ہوا تھا۔۔پر اسے باسط سے بھی اپنی حفاظت کرنی تھی۔ تبھی وہ چپ چاپ شایان کی گاڑی میں بیٹھ چکی تھی،۔اور وہ یہ بھی جانتی تھی اس سب کے بعد باسط اسے غلط سمجھے گا۔

پورے راستے وہ خاموش رہا تھا۔۔لیکن حویلی میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ دیا تھا۔جو اسے بنا سوچنے سمجھنے کا موقع دیے یہاں تہہ خانے میں بند کر کے دوبارہ واپس نہیں آئے تھے۔

اور اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ شایان جان گیا ہے کہ وہ انعم کے قاتل کو جان چکی ہے۔۔

کوئی ہے،۔۔امی !! مجھے بچائیں "وہ ایک بار پھر بری طرح مچلتی خود کو آزاد کروانے کے لیے چیخی" تھی۔جبکہ گلا بری طرح خشک ہو چکا تھا۔

فجر کی اذان سماعتوں میں گونجنے لگی تھی۔جب دروازے پر آہٹ ہوئی۔

اس کا پورا وجود خوف وحراس میں جکڑ گیا تھا۔

دروازے پر نظر جمائے وہ اپنا سانس تک روک گئی۔

پر سامنے اپنی ماں کو دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔پر رکا سانس بحال ہوا تھا۔

امی!!آپ۔۔"وہ بڑبڑائی تھی۔"

چپ صنم۔۔بولنامت۔۔"انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔"

ان کا رنگ اڑا ہوا تھا۔

امم امی۔۔وہ بھائی۔۔۔آپ جانتی ہیں۔۔انعم آپی کا قتل کس نے کیا ہے,مم میں جان گئی ہوں "امی۔۔"

تم نے بہت دیر کردی جاننے میں۔۔"وہ بے بسی سے بولی۔"

جبکہ ان کے کپکپاتے ہاتھ رسیاں کھولنے میں مصروف تھے۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟؟"اس نے حیرت سے آنکھیں پھیلائی تھیں۔"

وہی جو کہنا چاہتی تھی۔۔ لیکن تم نے کبھی سننا گوارا نہیں کیا۔۔ ہمیشہ بھائی کی آنکھوں سے دیکھا۔ بھائی" "کا کہا سنا، اور بھائی کا کہا مانا۔۔ میں تمہاری ماں تھی صنم۔۔۔ لیکن تم نے مجھے ہمیشہ اپنا دشمن سمجھا تھا۔۔

ظاہر ہے سی بات ہے یہ میری بہن تھی میرا کہا ماننا اس پر فرض تھا۔۔"۔"

شایان ساگر کی سرد آواز پر صنم کا دل خوف سے لرزا تھا، جبکہ ان کا بھی رنگ فق ہوا تھا۔ اس نے ماں کا ہاتھ شدت سے جکڑا۔ جو وہ کھول چکی تھیں۔

!! امم امی"

کم آن صنم کیوں ڈر رہی ہو۔ بھائی ہوں تمہارا۔۔" شایان ساگر آگے بڑھا اور نرمی سے صنم کے" ہاتھ ماں سے آزاد کروائے تھے۔

بب بھائی۔۔۔ م۔مجھے امی کے ساتھ جانا ہے۔۔" وہ خشک ہوتے گلے سے بولی۔"

شایان صنم کو چھوڑ دو بیٹا۔ یہ معصوم ہے۔۔" وہ فریادی ہوئی تھیں۔"

میری ماں کو آرام سے ان کے کمرے میں لے کر جاؤ۔۔" اس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ دیا۔"

امی۔۔۔ وہ ماں سے چپکی تھی۔"

صنم ضد نہیں کرتے۔۔ تم تو بڑے بھائی کی بات کبھی نہیں ٹالتی تھی۔۔ پھر اب کیوں ضد کر رہی" "ہو؟؟

شایان نے اس کو کندھوں سے جکڑ کر ماں سے دور کیا۔

وہ صنم کو بھیگی آنکھوں سے دیکھتی چپ چاپ باہر نکل گئیں۔۔وہ جانتی تھی شایان سا گر اس وقت ایک بیٹا نہیں ایک درندہ تھا۔

امی ! ! وہ جھٹپٹائی تھی۔"

صنم کیوں ڈر رہی ہو۔۔۔بھائی ہوں میں تمہارا۔۔" وہ دانت پیستا اس کے کندھوں پر بھی گرفت سخت " کر گیا تھا۔

آپ بھائی نہیں ہے۔۔آپ ظالم درندے ہیں۔۔جانے دیں مجھے۔" وہ چیخی تھی۔ جبکہ شایان نے اس " کا رخ موڑ کر قہر آلود نگاہ سے اسے دیکھا۔اس کی ایک گھوری اسے بری طرح خوف زدہ کر گئی تھی۔

بب بھائی مم مجھے جانے دیں۔۔۔" وہ اب سہم کر بڑبڑائی تھی۔"

تمہیں مجھ سے دغا بازی نہیں کرنی چاہیے تھے صنم۔۔" اس نے صنم کو دیکھے نفی میں سر ہلایا۔ جبکہ اس " کا سرد مگر نرم انداز صنم کا خون خشک کرنے لگا۔

"مم میں نے کچھ نہیں کیا بھائی۔۔۔آپ کیوں مجھ پر شک کر رہے ہیں۔۔"

میں نے تم پر شک تو نہیں کیا صنم۔۔مجھے تو پورا یقین ہے۔۔"اسکا لہجہ اب بھی نرم تھا۔۔پر صنم جانتی تھی۔اس کا نرم انداز کیا تباہی لائے گا۔

تم میرے کمرے میں جاؤ گی۔۔ میری وارڈروب، میرے لاکرز چیک کرو گی۔۔مجھے پتہ نہیں چلے گا۔۔مجھے تم پر اسی دن شک ہو گیا تھا۔جب تم یہاں میرے ساتھ واپس آئی تھی۔ تمہارا کھویا کھویا انداز۔۔۔ تمہارا سہم جانا۔۔کیا میں نہیں جان پاؤں گا۔۔کیا مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے۔۔؟"

صنم کا پورا وجود سن ہوا تھا۔۔پھیلی آنکھوں سے اس نے شایان کو دیکھا۔۔جس کے چہرے پر چھایا سرد پن اسے حلق تر کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔

چپ چاپ بات مانو گی تو تم پر رحم کر لوں گا۔۔ورنہ تمہیں مارنے کا مجھے زرا سا بھی افسوس نہیں ہو گا۔۔"

وہ اسے چیئر پر بٹھائے سرد پن سے بولا جبکہ صنم حرکت کرنے کے قابل بھی نہیں رہی تھی۔

تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم شجیہ کے پاس خود گئی تھی؟"اس نے ابرو اچکائے صنم کو دیکھا۔ "

"نہیں بلکہ بھیجی گئی تھی،۔اور تمہیں بھیجنے والا میں تھا۔۔

بب بھائی پپ پلیز۔۔مم مجھے جانے دیں۔۔۔مم میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔۔۔" وہ التجائی ہوئی۔"

نو صنم۔۔اچھے بچے ضد نہیں کرتے۔۔۔"اس نے صنم دونوں ہاتھوں کو قید کیے اپنے دوسرے ہاتھ " سے پاکٹ سے انجیکشن نکالا تھا۔

"بب بھائی۔۔۔نن نہیں۔۔آپ۔۔۔ایسے۔۔۔"

مزید بولنے سے پہلے ہی وہ انجیکشن اس کی گردن کے قریب بری طرح انجیکٹ کر چکا تھا۔

اگلے ہی پل اس کے حواس معطل ہونے لگے تھے۔۔جبکہ گردن ایک جانب لڑھکی اور وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوئی تھی۔

الارم کی تیز چنگھاڑتی آواز نیند میں ڈوبے وجود کی سماعت سے ٹکرائی تو وہ کسمسایا تھا۔پر اگلے ہی پل اسے بازو جکڑی محسوس ہوئی۔

جس سے نیند میں ڈوبے حواس بھی بیدار ہوئے۔

آنکھیں کھول کر اس نے دائیں جانب دیکھا تو وہ بازو سے چپکی,اس کے کندھے میں منہ چھپائے ہوئے تھی۔

اس کے گولڈن لئیرز بالوں نے اس کا چہرہ چھپایا ہوا تھا۔جبکہ کچھ بال اس کے کندھے پر تھے۔

وہ چند لمحے سمجھ ہی نہیں پایا کیا تاثر دے؟

اسے تنفر سے جھٹک دے یا پھر اس کو اسی طرح سونے دے۔۔رات وہ کس لمحے اس کے اتنے قریب آئی تھی وہ جان ہی نہیں پایا تھا۔

گومگو سی کیفیت کا شکار وہ الارم کی آواز پر چونکا تھا۔

نرمی سے اس کا سر کندھے سے تکیے پر رکھے اس نے انابیہ کا ہاتھ بھی بمشکل اپنے بازو سے آزاد کروایا۔

"وہ یہی ہے۔۔۔وہ آجائے گا۔۔وہ بلی نہیں تھی۔۔بب بھوت تھا۔۔"

وہ گرفت مزید سخت کیے بڑبڑانے لگی۔وہاج کو کوفت ہوئی تھی۔ایک بار پھر شاید اس کا ڈرامہ شروع ہو چکا تھا۔

انابیہ میرے سر میں درد ہونے لگ گیا ہے۔۔پلیز چپ کر جاؤ۔" وہ اسے بری طرح دور جھٹکتا اٹھ بیٹھا تھا۔

وہاج۔۔۔وہاں۔۔۔تھا کوئی۔۔وہاج" وہ شاید کسی برے خواب کے زیرِ اثر تھی۔۔چیخ کر اٹھتی وہ" کمفرٹ ایک بار پھر دبوچ گئی تھی۔گہرے سانس لیتی اور سہمی نگاہ کمرے میں ڈالتی وہ وہاج کو بیزار کر چکی تھی۔

انابیہ سٹاپ دس نان سینس۔۔!! وہ بلند آواز سے دھاڑا۔"

انابیہ کی ایک بار پھر چیخ نکلی تھی۔

"مم میں۔۔!!

جاؤ میرے کمرے سے۔۔"اس نے انگشت دکھائے اسے باہر جانے کا کہا۔"

ہاں؟؟اس نے پھیلی آنکھوں سے وہاج کو دیکھا۔جو زرا بھی رحم کھانے کے موڈ میں نہیں تھا۔"

ہاں جاؤ۔۔ورنہ میں خود تمہیں پھینک آؤں گا۔۔" وہ جارحانہ تیور لیے اس کی جانب بڑھا۔جب وہ" تیزی سے بیڈ سے اتری۔۔پر شاید آج اس لڑکی کے ہاتھوں وہاج کی موت پکی تھی۔

کمفرٹ میں الجھتی وہ سیدھا وہاج پر گری تھی۔جو بمشکل اسے سنبھال پایا۔۔

ایک بار پھر اس کی چیخ نکلی تھی۔

انابیہ۔۔!! وہ دانت پیسے غرایا تھا۔"

قسم سے میں نے جان کر نہیں کیا۔۔ کمفرٹ " بمشکل آواز حلق سے نکلی تھی۔ "

وہاج کی نیند سے بوجھل سرخ آنکھیں اسے اس وقت قہر برساتے محسوس ہوئی تھی۔

"آپ کو یقین بھی نہیں آرہا۔۔اور میں پھر بھی یقین دلا رہی ہوں۔۔ کتنی بے وقوف ہوں میں ،۔۔"

اگلے ہی لمحے وہ دبا دبا سا رو دی تھی۔

ہاں سب سے بڑی بے وقوف۔۔جس نے اپنے ہاتھوں اپنی محبت کو برباد کر دیا۔۔جنت کے بدلے " جہنم خرید لی۔

وہ طنز کرنے سے باز نہیں آیا۔۔

کیا تھا وہ لڑکی اگر ایک دن صبر کر لیتی۔۔وہ تو اس کی زندگی کو جنت بنانے کا سوچ چکا تھا۔پر اس نے بے صبری دکھائے جہنم خرید لی تھی۔

وہاج کے قریب اسی کے سہارے کھڑی وہ شش و پنج میں مبتلا ہوئے بولی تھی۔

"ایک بار اگر آپ معاف کر دیں گے تو شاید میں اپنی نظر میں تھوڑا اٹھ سکوں گی۔"

شٹ اپ۔۔۔!! اگلے ہی پل اس نے انابیہ کا جبڑا دبوچا۔

"تمہیں اس دن بھی کہا تھا کہ معافی کا لفظ اپنے منہ پر مت لانا۔۔"

انابیہ کے آنسو اس کی انگلیوں پر گرے۔۔اگلے ہی پل اس نے انابیہ کو دور جھٹکا جو کمفرٹ میں الجھتی بیڈ پر گری۔

میرے دل میں اگر تھوڑی سی نرمی باقی ہے تو خدا کا واسطہ ہے انابیہ فرمان علی، اسے سختی میں نہ" بدلو۔کہ تم اپنے ہاتھوں موت کو گلے لگا لو۔آج کے بعد میرے سامنے نہ آنا، دوبارہ کہہ رہا "ہوں۔۔اور اب اگر ایسی ویسی کوئی حرکت تم نے کی تو اس گھر میں دوبارہ واپس نہیں آ سکو گی۔۔

اس کی دل چیرتی دھمکی پر آج پھر وہ سہم کر اپنا سانس تک روک گئی تھی۔

وہاج!! وہ تڑپ کر سیدھی ہوئی تھی۔"

میرا دل پتھر ہے انابیہ۔۔ساری عمر بھی سر پٹکو گی تو خود کو ہی زخمی کرو گے۔۔ لیکن پتھر کبھی نہیں "ٹوٹے گا۔۔"

اس پر آخری زخمی نگاہ ڈالے وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔انابیہ کو اس کی آنکھیں ٹوٹے دل کی غمازی کرتی محسوس ہوئی۔

دروازہ حسب معمول اس نے زور سے بند کیا تھا۔

وہ بہتی آنکھوں کو رگڑتی سیدھی ہوئی۔ کمفرٹ کو ہٹاتی وہ خود کو کوستی ملامت کرتی سسکی تھی۔

کاش میں صبر کرلیتی۔۔وہاج۔۔۔میں نے واقع یہ جہنم خود خریدی ہے۔۔آپ ٹھیک ہی تو کہہ رہے " ہیں،

"پر اگر میں کوشش کروں گی تو اس جہنم کو جنت میں ایک دن ضرور بدل دوں گی۔۔

اس نے بند دروازے کو دیکھا۔۔

اگر میں آپ پر الزام لگا سکتی ہوں تو اس الزام کو مٹا بھی تو سکتی ہوں۔ہاں صرف میں۔۔۔میں ہی تو مٹا" سکتی ہوں۔۔" وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی تھی۔ جیسے کوئی امید کی نئ ملی ہو۔

"آپ لگایا گیا ہر الزام میں خود مٹاؤں گی۔آپ کی جاب اب میں ہی واپس دلواؤں گی۔۔ "

خود سے عہد باندھتی وہ ایک بار شاید اس بے وقوفی کرنے کا سوچ رہی تھی۔

اس نادان لڑکی کی محبت ابھی شاید مزید امتحان چاہتی تھی۔

ہاسپٹل کی شفاف راہداری کے ایک جانب سرخ آنکھوں کے ساتھ کھڑا وہ شخص نوفل یزدان تھا۔ جو ماں کی خاطر آج یہاں موجود تھا۔

جو آپریشن تھیٹر میں موجود تھیں۔ جن کی بگڑتی حالت اسے سب شکوے، سب ناراضگی بھلائے یہاں لندن لے آئی تھی۔

قریب ہی آئی جی ایاز احمد موجود تھے۔

جو بقول ان کے نوفل یزدان کے باپ تھے۔ مگر نوفل یزدان کے لیے تو وہ ایک عام شخص تھے۔۔

وہ اکا دکا نگاہ اپنے ناراض بیٹے پر ڈال لیتے۔۔ جو آج اتنے سال بعد ان کے سامنے موجود تھا۔ وجہ بھی آج ان کی بیوی یعنی نوفل یزدان کی ماں تھی۔

پر آج بھی اس نے ایک روٹھی سی نگاہ بھی باپ پر نہیں ڈالی تھی۔

وہ ضبط کیے کافی دیر بیٹھے رہے۔۔ لیکن پھر نا جانے کیا ہوا، یکلخت اٹھ کر نوفل یزدان کے قریب کھڑے ہوئے۔۔

نوفل نے پھر بھی کوئی تاثر نہیں دیا۔۔ان کو بے چینی ہونے لگی۔۔کل بھی وہ انہیں نظر انداز کیے چلا گیا تھا۔

اتنے برس بعد اگر تمہیں ماں کی تکلیف کی وجہ سے تھوڑا خیال آہی گیا ہے۔تو باپ کا بھی تھوڑا خیال کرلو۔۔" وہ بڑبڑا کر رہ گئے۔

یزدان نے اب بھی کوئی تاثر نہیں دیا۔

"میں تم سے مخاطب ہوں۔۔مسٹر نوفل یزدان۔۔۔"

اندر میری ماں کا آپریشن چل رہا ہے۔۔مسٹر ایاز احمد صاحب۔۔۔اس وقت میں کسی سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔میری ماں کی خیر کی خبر آئے گی تو دوبارہ یہاں سے چلا جاؤں گا۔۔"

بے شرم!! باپ ہوں میں تمہارا۔۔۔"انہوں نے اس کے کندھے پر پنچ مارا۔"

یزدان نے اپنی بھوری براؤن آنکھیں نمایاں کیے انہیں گھورا۔

باپ ہوں میں تمہارا۔۔۔"انہوں نے بھی اپنی آنکھوں کو پھیلایا۔"

پر میں آپ کا بیٹا نہیں ہوں۔۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔"

پھر یہاں کیوں موجود ہو۔۔جاؤ چلے جاؤ۔۔"انہوں نے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کیا۔"

"چلا جاؤں گا۔۔ایک بار میری ماں کو ہوش آجائے چلا جاؤں گا۔۔۔"

"اور اگر باپ کو کچھ ہو گیا تو کیا کرو گے؟"

اس نے دہل کر ایاز احمد کی جانب دیکھا۔

"اور کتنا تڑپاؤ گے یزدان۔۔۔"

"آپ پریہان کو لادیں۔۔میں آپ کے پاس واپس آجاؤں گا۔۔۔"

یزدان!! وہ شدت گریہ سے پکارتے زبردستی اسے جکڑ گئے تھے۔۔"

بیٹے کو سینے سے لگانے کے لیے اتنے برس وہ تڑپے تھے۔۔اب اسے سینے سے لگایا تو جیسے ٹھنڈک سی وجود میں اتری تھی۔

یزدان بے حس و حرکت کھڑا رہا۔۔پر آنکھیں لہو ٹپکانے لگی تھی۔

وہ میری بھی بیٹی تھی۔تم سے زیادہ میں تڑپا ہوں۔۔میں نے بھی ناکردہ گناہ کی سزا کاٹی ہے۔۔ تمہاری "تو بہن تمہیں چھوڑ گئی تھی۔۔اور مجھے تو میری بیٹی کے ساتھ ساتھ بیٹے کے لیے بھی تڑپنا پڑا ہے۔۔

"تو کیوں اپنا فرض نہیں نبھایا۔۔کیوں آپ نے پریہان کی حفاظت نہیں کی۔۔۔"

وہ دبا دبا غرایا۔۔۔وہ اپنا ضبط نہیں کھونا چاہتا تھا۔

"فرض کی راہ میں ہی تو بیٹی کو کھو دیا تھا۔۔اور بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی چلا گیا۔۔"

وہ سیدھے ہوئے یزدان کی آنکھوں میں دیکھتے بے بسی سے بولے۔۔

مجھے مزید اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔۔" وہ رخ موڑ گیا تھا۔"

ایاز احمد نے اس کی چوڑی پشت کو دیکھا۔

یزدان !! انہوں نے اسے دوبارہ پکارا تھا۔پر اسی لمحے ڈاکٹر کا باہر آنا انہیں روک گیا تھا۔"

ڈاکٹر کو دیکھتا وہ بے قراری سے آگے بڑھا۔

میری مام کیسی ہیں ؟؟" اس نے وہاں کے لب و لہجے میں پوچھا۔"

شی از فائن !! "ڈاکٹر نے مسکرا کر جواب دیا۔"

یزدان نے مڑ کر ایاز احمد کو دیکھا تھا۔۔جن کی بھیگی آنکھیں اسے نظر چرانے پر مجبور کر گئی تھی۔

بیڈ پر لیٹی وہ اپنے موبائل کو گھورتی سفیر کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔

لبوں پر کب مسکراہٹ پھیلی وہ جان ہی نہیں پائی۔

کل اس کا مکمل چیک اپ کروائے وہ اسے لنچ کرواکر گھر واپس لایا تھا۔اور اس دوران اس شخص کا خیال رکھنا۔ محبت کا نرم انداز، فکر سب اسے پل پل لایعنی سوچوں سے آزاد کر گیا تھا۔

پہلی مرتبہ وہ لاپرواہ سا شخص اسے نا جانے کیوں بھایا تھا۔

اس کی ہمراہی اسے تحفظ کا احساس دلا رہی تھی۔اس کی جنونیت، اس کی شدت بھری محبت سے وہ اکثر چڑتی تھی۔پر کل اسے پہلی مرتبہ ایسا لگا تھا وہ محبت شفاف تھی۔۔اس محبت میں ہوس نہیں تھی۔۔اس محبت میں شجیہ کو جیت جانے کی جستجو تھی۔۔حاصل کرنے کی نہیں۔۔اس سے بڑھ کر ایک لڑکی کیا چاہتی تھی۔

جس قدر بد تمیزی کا مظاہرہ اس نے کیا تھا۔۔اس کے باوجود وہ شخص سراپا محبت بنے قدم قدم پر اس کو اپنے ہونے کا احساس دلاتا رہا تھا۔

اس نے موبائل کی سکرین پر چمکتی سفیر خان کی تصاویر کو دیکھا۔جو وہ خود اسے اکثر و بیشتر سینڈ کرتا رہتا تھا۔جسے وہ ایک نظر بھی نہیں دیکھتی تھی۔اس کے موبائل میں شجیہ سے زیادہ سفیر کی تصاویر تھیں۔۔جن سے اکثر اسے کوفت ہوتی تھی۔پر آج اس کی ہر تصویر کو وہ کافی غور سے دیکھے مسکرا رہی تھی۔

وہ خوبرو شخص تھا۔۔بس تھوڑا سا خود کو سدھار لیتا تو وہ شایان ساگر کو بھی اپنی شخصیت سے مات دے دیتا۔۔،

اس نے سوائپ کیا تو شایان ساگر کی تصویر سامنے آئی۔اور اس کا ہاتھ وہی رک گیا۔۔

ایک بار پھر وہ شایان ساگر اور سفیر خان کا موازنہ کرنے لگی تھی۔

"اگر سفیر، شایان ساگر جیسا بن جائے تو پھر تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

وہ خود سے مخاطب ہوئی، تصور کی آنکھ سے شایان کو سفیر اور سفیر کو شایان کا خاکہ پہنائے مسکرادی۔۔

پر یکلخت ہی اسے اپنی سوچ پر افسوس ہونے لگا۔

نہیں !! سفیر الگ شخص ہے۔۔اور شایان الگ۔۔پر حرج ہی کیا ہوگا اگر سفیر شایان جیسا ڈیسنٹ " پرکشش اور پر مدھم نفیس طبیعت بن جائے۔بس ایک شخصیت کا ہی تو فرق ہے۔۔جب شخصیت بدل جائے گی تو وہ میرے ہمراہ کھڑے ہوئے سب سے پیارا لگے گا۔"

اپنے خیالات کے تانے بنتی۔۔شاید وہ اپنے رب کی بنائی گئی تخلیق میں نقص نکال رہی تھی۔یا پھر بہتر شخصیت کی چاہ میں وہ لڑکی ہیرے کو چھوڑ کر ایک کوئلے کو بہتر قرار دے رہی تھی۔

اور اس کی یہ بے تکانہ چاہت اس کی زندگی کو جلا کر راکھ کر سکتی تھی۔جس کا اسے فلحال زرا بھی اندازہ نہیں تھا۔

وہ سفیر کی تصویر کے ساتھ شایان ساگر کی تصویر جوڑتی موبائل میں پوری طرح مگن ہوئی۔

یہ تصویر اس نے شایان ساگر کے سوشل اکاؤنٹ سے لی تھی۔

دونوں کی تصویر کو وہ ایک برابر لے آئی۔

پر اگلے ہی پل اس کی نظر شایان ساگر پر ٹھہر گئی۔

وہ بے انتہا خوبرو لگ رہا تھا۔۔اتنا کہ شجیہ کو سفیر پسِ منظر میں جاتا محسوس ہونے لگا۔

شجیہ!! زین کی آواز پر وہ خوف سے اچھلی۔۔موبائل اس نے فوری ایک طرف کر دیا۔۔جیسے چھین جانے کا ڈر ہو۔۔

پھیکے پڑتے چہرے کے تاثرات بحال کرنے کے لیے وہ بدقت مسکرائی۔

تم سندری سے ملی تھی کل؟؟"زین نے اندر آتے بنا کوئی تمہید باندھے سوال کیا۔"

"سندری؟؟"

جھوٹ نہیں بولنا۔۔"زین اس وقت کافی سنجیدہ تھا۔"

بھائی سب ٹھیک ہے؟؟"شجیہ نے اٹھنا چاہا۔۔پر زین نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔"

"تم بتاؤ مجھے۔۔"

بھائی میں جھوٹ کیوں بولوں گی۔؟ وہ مال میں ٹکرائی تھی۔۔ بس مجھ سے مل کر عجلت میں چلی" "گئی۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ وہاں ہو گی۔ پر وہ کافی سہمی ہوئی لگی تھی۔۔

شجیہ کا انداز بالکل نارمل تھا۔

"کیا کچھ کہا تھا اس نے؟؟"

شجیہ کو وہ چٹ یاد آئی، جو وہ بھول گئی تھی۔

" نہیں کچھ بھی نہیں، بس یہ کہ جلد وہ مجھ سے ملنے آئے گی۔"

"آج کے بعد وہ اگر تم سے ملنا بھی چاہے، تب بھی تم اس سے نہیں ملو گی۔۔"

جی بھائی۔۔" اس نے بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔"

زین شجیہ کا گھبرایا چہرہ دیکھے اپنے چہرے کے تاثرات بھی چھپا گیا تھا۔

اور تم نے ضد کیوں لگائی تھی۔۔ میں نے منع کیا تھا۔ تمہیں لہنگا اور جیولری لے کر واپس آنا تھا۔۔ پھر" "تم نے کیوں خود کو اتنا خوار کیا۔؟

"بھائی !۔۔مجھے ان کی پسند کا لہنگا نہیں پہننا تھا۔۔۔۔"

"تم نے اس کی چوائس کو دیکھا تھا؟؟"

شجیہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"لا رہی ہے رکھی۔۔دیکھ کر بتانا کیسا ہے؟؟"

زین نے شجیہ کو جتایا تھا۔وہ خاموشی سے نظر چرا کر رہ گئی تھی۔

کچھ دہی دیر میں رکھی ایک باکس اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی۔

زرفشاں بھی کمرے میں داخل ہوئی تو زین قدم لیتا اس کے.برابر آ ٹھہرا۔

اس کے چہرے پر اداسی کا رنگ چھایا ہوا تھا۔

جسے وہ پھیکی مسکان سے چھپانا چاہ رہی تھی۔

زین نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا تو اس نے نظر چرائی۔

رکھی نے باکس میں سے لہنگا نکال کر بیڈ پر پھیلایا۔

شجیہ کی ہیزل آنکھوں میں فوری ستائش ابھری تھی،۔

گولڈن وائٹ کلر کا وہ نفیس سا لہنگا، کسی تعریف کا محتاج نہیں تھا۔اور اس کا سرخ کامدار ڈوپٹہ لہنگے کی خوبصورتی کو مزید بڑھا گیا تھا۔

زین نے شجیہ کے چہرے کو دیکھا۔ جہاں ابھرتے تاثرات اسے بتا گئے تھے کہ سفیر کی چوائس حد درجہ خوبصورت ہے۔۔

اس نے تمہیں پسند کر کے اپنے اعلیٰ انتخاب کا بخوبی احساس دلایا ہے۔تو کیا وہ تمہارے لیے کسی عام چیز " "کا انتخاب کر سکتا تھا۔۔اور کیا تمہیں اپنے بھائی کی پسند پر بھروسہ نہیں ہے؟؟

اس نے زرفشاں کو میٹھی سی نگاہ سے دیکھا۔

بھائی مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ اتنا خوبصورت ہو گا۔۔"اس نے لہنگے کو نرم گلابی پوروں سے چھو کر " محسوس کیا۔

اپنے بھائی کی پسند پر بھروسہ تو کرو۔۔"اس نے زرفشاں کے کندھے کے گرد بازو حائل کیا۔"

جی بھائی۔۔آپ کی پسند پر شک بھی نہیں کر سکتی۔۔زرفشاں بھابھی کی مثال سامنے ہے۔۔"وہ اپنی " خفت چھپائے بولتی لہنگے کو دیکھنے لگی۔پر دل میں بھی اس نے اعتراف کیا تھا۔

میں آپ کی پسند تو نہیں تھی۔۔"زرفشاں نے شکوہ کن انداز میں کہا۔"

میں تو تمہاری پسند تھا۔۔ پھر کیا فرق پڑتا ہے؟؟" اس نے سرگوشیانہ کہہ کر زری کو سمٹنے پر مجبور کیا" ۔پر تفکرات اسے بری طرح جکڑے ہوئے تھے۔

بھائی میں یہی لہنگا پہنوں گی۔۔" شجیہ نے زین کو دیکھے کہا تو وہ مسکرایا تھا۔"

"مجھے پتہ تھا تم اس کی پسند کو رد نہیں کر سکو گی۔۔"

"اور اب اسے ٹرائی مت کرنے لگ جانا۔ خبردار جو تم زیادہ چلتی پھرتی مجھے نظر آئی۔۔

وہ تنبیہ کیے زرفشاں کا ہاتھ پکڑے کمرے سے نکلا۔

شجیہ لہنگے کو دیکھتی ایک بار پھر سفیر کی پسند پر مسکرادی تھی۔

"رکھی یہ سب جاکر شجیہ کے کمرے میں رکھ کر آ۔۔

انہوں نے مختلف ملبوسات کے پیکٹ کی جانب اشارہ کیا۔

اور ہاں تم کیا کہہ رہی تھی دکھاؤ زرا لڑکیوں کی تصویر۔۔۔؟" رکھی کو حکم دیتی وہ دوسرے کاؤچ پر " بیٹھی عورت کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔جو زین چوہدری کے لیے اونچے گھرانوں کی لڑکیوں کی تصاویر لائی تھی۔

شجیہ کی رخصتی بھی ساتھ ہی طے تھی۔۔جس کے بارے میں سفیر نے شجیہ کو بتانے سے منع کیا تھا۔

صدیقہ بیگم راضی تو نہیں تھیں۔پر زین کی وجہ سے اس پر بمشکل راضی ہوئی تھیں۔اور اب وہ چاہتی تھی کہ زین کا رشتہ بھی کہیں طے ہو جائے۔۔

بڑی چوہدرائن !! یہ میں اکیلی کیسے لے جاؤں ؟؟" وہ رکھی کی آواز پر مڑی تھیں۔۔ "

کیوں ہاتھوں میں دم نہیں ہے ؟؟" وہ کرختگی سے بولی تھیں۔وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔ "

کافی سارے پیکٹ اٹھائے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔۔جب سامنے سے آتی زرفشاں اس سے ٹکرائی تھی۔پل میں سارے پیکٹ زمین بوس ہوتے ارد گرد بکھرے۔۔جبکہ زرفشاں کا ہاتھ اپنے منہ پر گیا تھا۔

"مم میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔"

ستیاناس !! منحوس لڑکی کیا کیا تونے؟" صدیقہ بیگم کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔۔ تیز قدموں سے " اس کی طرف آتی وہ اس کا بازو بری طرح جنجھوڑتی غرائی تھیں۔ جبکہ زرفشاں کا رنگ فق ہوا۔ اتنے دن سے وہ ان سے بچ رہی تھی۔۔ پر آج لگ رہا تھا۔ اس کی شامت پکی ہے۔۔

"مم ماں جی !!! مم میں نے جان کر نہیں کیا۔۔"

بکواس کرتی ہے۔۔ "انہوں نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔۔ زرفشاں نے خوف سے اپنا چہرہ چھپایا۔ صدیقہ " بیگم نے بمشکل اپنا ہاتھ روکا۔ اور اسے خود سے دور جھٹکا کہ وہ وہی سیڑھیوں پر ڈھے گئی۔ کہنی زور سے سفید سنگ مرمر کی سیڑھیوں سے ٹکرائی تھی۔

منحوس ماری۔۔ تو آئی ہی کیوں نیچے۔۔ میں تو تجھے زین کے کمرے میں بمشکل برداشت کرتی "
"ہوں۔۔ اور تو اپنا یہ منحوس چہرہ لیے پوری حویلی میں دندناتی پھرتی ہے۔۔

انہوں نے زرفشاں کے ریشمی بال مٹھی میں جکڑے۔ اس کے منہ سے درد سے کراہ نکلی تھی۔

ماں جی۔۔۔ مم میں کمرے میں چلی جاتی ہوں۔۔" وہ درد برداشت کیے بمشکل کہہ پائی۔"

"تو اس حویلی سے بلکہ میرے بیٹے کی زندگی سے چلی جا۔۔ تجھ جیسی کم ذات، کہیں سے بھی میرے بیٹے کے قابل نہیں ہے۔۔ سارا کام خراب کر دیا۔۔ ایک ہی بیٹا تھا میرا، اسے اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر اسے اپنا دیوانہ بنا دیا۔ خون جلتا ہے تجھے دیکھ کر دل کرتا ہے اپنے ہاتھوں سے گلا دبا کر تجھے جان سے مار دوں۔"

"مم ماں جی۔۔۔ مم میں نے کچھ نہیں کیا۔۔"

اس کی بھیگی آواز پر انہیں مزید طیش آیا۔

وہ عورت بھی اب کھڑے ہوئے تماشہ دیکھ رہی تھی۔

"بکواس بند کر۔ تجھ جیسی چھوٹے گھر کی لڑکیوں کو اپنی ادائیں دکھانی ہی تو آتی ہیں۔ اسی سے قابو کیے اب معصوم بن رہی ہے۔۔ کاش تجھے پنچایت میں ہی قتل کر دیا ہوتا تو آج میرا بیٹا کسی اونچی ذات کی لڑکی سے شادی کر کے مجھے پوتے کی خبر بھی سنا چکا ہوتا۔۔ پر اس کا دل بھی آیا تو تجھ جیسی کم ذات بدکردار تہمت لگی لڑکی پر۔۔ ارے اس کے لیے تو شہزادی آنی چاہیے تھے۔۔ بلکہ وہ سندری ہی اچھی تھی۔۔ جو کم از کم ہمارے برابر کی تو تھی۔ جس کی خوبصورتی اور دولت تیری اس شکل سے لاکھ گناہ بہتر ہے۔۔ نا جانے کیا جادو کیا ہے تو نے زین پر کہ وہ کسی کو دیکھتا ہی نہیں ہے۔۔"

زرفشاں کو چوہدرائن کے لفظ دل چیرتے محسوس ہوئے تھے۔رکھی اور اس عورت کے سامنے تذلیل کا احساس چہرہ سرخ کرنے لگا تھا۔

"ماں جی میں۔۔۔ چچ چلی جاؤں۔گی۔۔۔ مم مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔"

بھیگی آنکھوں کو جھپکتی وہ درد برداشت کیے تڑپی تھی۔

ہاں جائے گی تو۔۔۔ مجھے مار کر تو اس حویلی پر راج کرنے کا سوچے بیٹھی ہے۔سب جانتی ہوں کم" ذات۔۔۔ پر تیری کوشش ناکام ہونے والی ہے۔۔دیکھ رہی ہوں۔۔میں اپنے بیٹے کے لیے ایک "خوبصورت لڑکی۔۔اور تیرا پتہ میں ایسا کاٹوں گی کہ وہ خود تجھے حویلی سے باہر نکالے گا۔۔

ان کے لہجے میں حقارت بھانپتی وہ بمشکل خود کو رونے سے روک پائی۔جبکہ دل چاہ رہا تھا خود کو ختم کردے۔۔اتنی نفرت۔۔۔اتنی ذلالت کب سہی تھی اس نے۔۔۔

چوہدرائن جی !! چھوٹے مالک آنے والے ہیں، چھوڑدیں۔۔۔" رکھی سہم کر بولی۔اگلے ہی پل" انہوں نے بال کو ہلکا سا کھینچ کر اسے دور دھکیلا۔۔

اپنی منحوس شکل یہاں سے گم کر۔۔اور خبردار جو تو نے میری بیٹی کی کسی چیز کو ہاتھ لگایا۔۔تیرے" "ہاتھ کاٹنے میں مجھے ایک منٹ نہیں لگے گا۔۔

اس کا نازک ہاتھ بری طرح مروڑ کر دباتی وہ اس کی چیخ نکال گئی۔۔

دفعہ ہو جا یہاں سے۔۔" وہ پھنکاری تھی۔۔"

زرفشاں ہاتھ کا درد برداشت کرتی اوپر بھاگی تھی۔

حقارت، دھتکار جیسے اسے اپنے دامن سے لپٹ کر پل پل مارنے لگی تھی۔

آنسو رگڑتی وہ چھت پر بھاگی، اور یہاں آتے ہی ضبط ٹوٹا تھا۔

ایک جانب رکھے سفید جھولے پر آکر بیٹھے وہ خود پر ضبط نہ کر پائی تھی۔اور پھوٹ پھوٹ کر روتی چلی گئی۔

یہاں اس چھت پر وہ چیخ چیخ کر بھی روتی تو کسی کو خبر نہ ہوتی۔۔اور زین بھی گھر نہیں تھا۔اچھا تھا وہ گھر نہیں تھا۔۔ورنہ یہ آنسو اس کا دم گھونٹ دیتے۔

کتنی حقارت تھی صدیقہ بیگم کے انداز میں۔کاش کہ وہ محبت جیسا سنگین گناہ نہ کرتی۔۔رہ لیتی تا عمر سسکتے ہوئے، کم از کم آج رسوا ہوئے یوں غلیظ الفاظ نہ سن رہی ہوتی۔۔

ہواؤں کا رقص بڑھا تھا۔اس کے سنہری ریشمی بال اڑتے لہرائے تھے۔۔لیکن اس وقت ہر چیز نظرانداز کیے وہ اپنے غم پر رو رہی تھی۔

سفید چہرہ رونے کی وجہ سے گلابی ہو چکا تھا۔۔ جبکہ ان غلاف آنکھوں سے بہتے موتی تھم ہی نہیں رہے تھے۔

"بابا!! مجھے لے جائیں۔۔آپ کی زری مر جائے گی۔۔میں نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ایک بار تو مجھے پکاریں۔مجھے یہاں سے لے جائے۔۔"

بے ساختہ اسے بابا شدت سے یاد آئے تھے۔ان سے ملنے کے لیے وہ کب سے تڑپ رہی تھی۔۔ لیکن زین کو خفا کرنے کی گستاخی وہ ہرگز نہیں کر سکتی تھی۔۔پر آج اسے لگ رہا تھا کہ وہ اگر یہاں سے چلی گئی تو ہی اچھا ہو گا۔

وہ آنسو رگڑتی اٹھ کر چھت کی ریلنگ کے پاس آکھڑی ہوئی۔جہاں سے پچھلا باغ نظر آتا تھا۔۔

اس دن وہ اسی راہ سے بھاگی تھی۔۔اب بھی دل چاہ رہا تھا وہ یہاں سے اسی طرح بھاگ جائے اور زین اب کی بار ڈھونڈ ہی نہ پائے۔۔

"مم میں چلی جاؤں گی۔شجیہ کی شادی ہو جائے پھر میں آپ کو چھوڑ کر چلی جاؤں گی زین۔۔آپ کی اماں مجھے پسند نہیں کرتی۔۔وہ آپ کو خوش دیکھنا چاہتی ہیں اور مجھے بھی ایسے لگتا ہے آپ اس شادی کو پنچایت کی وجہ سے نبھا رہے ہیں۔آپ سندری کو پسند کرتے تھے۔۔سندری ہی آپ کے قابل ہے۔"

اس نے دونوں ہاتھ ریلنگ پر جما لیے۔اور ایک بار پھر آنسو بہانے لگی۔

اگلا پل اس کے لیے بھاری ہوا تھا جب اپنی پشت پر کسی وجود کی موجودگی کا احساس ہوا۔جان تو تب ہوا ہوئی۔۔جب اس کی پشت مقابل کے چوڑے سینے لگی۔

اس نے مڑنا چاہا تھا پر اس نے ریلنگ پر رکھے اس کے ہاتھوں پر اپنے مضبوط ہاتھ رکھے۔۔کہ اس کے نازک ہاتھ چھپ سے گئے۔

اس کی مخصوص خوشبو نے احساس دلا دیا تھا کہ وہ زین چوہدری ہے۔۔

مجھے چھوڑ جانے کا سوچو گی اور مجھے خبر بھی نہیں ہو پائے گی۔۔" وہ سماعت کے قریب جھکے سرد پن "سے بولا۔

زرفشاں کا چہرہ سفید پڑا جبکہ آنسو پلکوں پر ہی ٹھہر گئے۔پر اگلے ہی پل صدیقہ بیگم کے لفظوں نے پھر آنسوؤں کو رواں کیا۔

اچھا ہے آپ کو خبر ہو جائے، تاکہ اب جانے کے بعد آپ مجھے ڈھونڈیں مت، کیونکہ اس مرتبہ میں" اپنی مرضی سے جاؤں گی۔۔"۔

اور تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں جانے دوں گا۔۔اس نے زرفشاں کے ہاتھوں پر دباؤ ڈالا۔"

زین!! میں اچھی نہیں ہوں، غریب گھر کی لڑکیاں اچھی نہیں ہوتی۔۔اور آپ نے سردار ہونے کی " وجہ سے اپنایا تھا۔ورنہ کہاں آپ اور کہاں میں۔۔زمین اور آسمان کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔۔

آپ کے لیے تو کسی ریاست کی پری کو آنا چاہیے تھا۔۔جیسے سندری ہے۔۔"اس نے یکلخت زرفشاں کے ہاتھوں کو اسی کے گرد باندھے اسے مزید شدت سے اپنے سینے سے لگائے بھینچ لیا۔

اس کی گرفت کافی سخت تھی۔۔پہلی مرتبہ وہ شخص اس اس شدت سے جکڑے ہوئے تھا۔۔اور اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ کچھ غلط بول چکی ہے۔۔اسے اپنا سانس گھٹتا محسوس ہونے لگا تھا۔کیونکہ گرفت ہنوز سخت سے سخت ہو رہی تھی۔

زین!! اس نے لب دبائے اسے پکارا، جس کا چہرہ خون چھلکا رہا تھا۔اگر مڑ کر دیکھ لیتی تو شاید اپنے " لفظوں پر سو بار پچھتاتی۔

تم معصوم سی چھوٹی چھوٹی باتوں پر سہمے ہوئے اچھی لگتی تھی۔۔مجھے لگتا ہے تم حویلی آکر معصوم " "زرفشاں سے سنگدل زری بن گئی ہو۔۔۔مجھے تمہیں یہاں لانا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔

میں نے آپ کو روکا تھا۔۔کہ مجھے نہیں جانا۔۔آپ بضد تھے۔۔وہیں چھوڑ جاتے۔۔وہاں عزت تو" تھی۔محبت کے بغیر آہستہ آہستہ رہنا سیکھ ہی لیتی۔۔۔اور آپ کسی امیرزادی سے شادی کر کے مطمئن "ہو جاتے۔

وہ شکوہ کناں ہوئی۔

زرفشاں اتنا بولو جتنا بعد میں برداشت کر سکو۔۔"اس کا لہجہ حد درجہ سرد تھا۔۔وہ کانپ کر رہ گئی۔۔" مم مجھے سانس نہیں آرہا زین۔۔۔"وہ گرفت میں مچلی تھی۔جو وہ غصے سے سخت کر گیا تھا۔"

اور تم میرے دل کو بری طرح زخمی کیے سانسوں سے کھیل رہی ہو۔۔اس کا حساب کون دے" "گا۔۔؟

اس نے گرفت ہلکی سی ڈھیلی کی۔۔مگر اسے آزاد نہیں کیا۔۔

خود کو بہت سمجھدار سمجھنے لگی ہو۔تمہیں کس نے حق دیا ہے کہ تم زین چوہدری کے زندگی کے فیصلے" "کرو۔تم میری بیوی ہو میری مرضی تمہیں یہاں لاؤں یا نہیں۔۔

اس کی توقع کے برعکس جواب پر زرفشاں کو مزید شدت سے رونا آیا۔

"آج میں بالکل بھی چپ نہیں کرواؤں گا۔۔، تم نے خود اپنے ہاتھوں سے میرا دل بری طرح زخمی کیا ہے۔۔اب اس کے بدلے تم تھوڑے آنسو بہا بھی لو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔۔"

"زین۔۔۔!! وہ مزید شدت سے پکارتی مڑی تھی۔اور اس کے سینے میں منہ چھپاتے رو دی تھی۔"

"زین میں آپ کے بغیر مر جاؤں گی۔۔آپ کی اماں مجھے پسند نہیں کرتی۔پر اس میں میرا کیا قصور ہے کہ میں غریب ہوں۔اور حویلی میں آنا نہیں چاہتی تھی۔آپ ہی لائے تھے۔۔اور وہ کہتی ہیں میں کمی کمین کو اپنی بہو نہیں مانتی۔۔ تبھی وہ آج آپ کے لیے نئی لڑکی دیکھ رہی تھیں۔وہ بھلے آپ کے لیے لڑکی دیکھ لیں کیونکہ مجھے پتہ ہے میں کبھی بھی آپ کے قابل نہیں ہو سکتی۔۔آپ نے اس دن کہا تھا ناں کہ پنچایت کے فیصلے ماننا میری مجبوری ہے آپ مان لیں پنچایت کا ہر فیصلہ۔۔اور اگر آپ کی اماں کہتی ہیں ناں کہ آپ کی شادی کروانی ہے آپ کر لیں۔۔مم میں آپ کو نہیں روکوں گی۔"

اس کی بے تکانہ باتیں اس کا دماغ گھما گئی۔۔اسی کے سینے سے لگی، وہ کس دھڑلے سے اس کے دل پر اپنے لفظوں کے وار کیے جا رہی تھی۔

ہاں صحیح کہا تم غریب ہو تو تمہارا کیا قصور ہے ؟اور اگر میری ماں یہ چاہتی ہے کہ میں کسی ریاست کی "
" شہزادی سے شادی کرلوں تو اس میں حرج نہیں ہے۔۔

اس نے آنکھیں میچ کر کھولی اور سنجیدگی سے کہا۔

زرفشاں کا وجود سن ہوا تھا۔۔وہ بھیگی آنکھوں سے رونا بھول گئی۔

میں نیچے جاکر اماں کو اجازت دے کر آتا ہوں کہ وہ شجیہ کے نکاح تک میرے لیے کسی اونچے گھرانے "
کی لڑکی پسند کرلیں۔۔اور اسی دن نکاح اور ر خصتی بھی ہو جائے گی، اور باقی پنچایت کے فیصلے کی بات،
اب جب بھی کوئی لڑکی بھاگے گی یا پھر کوئی ایسا ویسا گناہ کرے گی۔۔اسے بھی اپنے نکاح میں لے آؤں
گا۔۔پر اس کے لیے تمہیں تھوڑا انتظار کرنا ہوگا۔اور شجیہ کے نکاح تک تم ایسا کرو کہ کال کوٹھری میں
" چلی جاؤ۔۔تاکہ میرے کمرے سے تمہاری منحوسیت تمہاری غربت کے آثار مٹ سکیں۔۔

اس کے لفظ اس کی سماعت کو جنجھوڑ گئے تھے۔

زرفشاں نے دہل کر اس سے دور ہونا چاہا پر زین نے اس کی کوشش ناکام بنادی۔

زین چھوڑیں مجھے۔۔۔آپ ایسے کیسے۔" وہ بری طرح تڑپی تھی۔وہ کسی ڈھارس کسی پیار بھرے میٹھے" بول کی امید لگائے ہوئے تھی۔جو دل کا درد کم کر دیتا پر وہ شخص الٹا بے انتہا درد دے رہا تھا۔

زرفشاں!!! کیا ہوا ہے؟ تم یہی تو چاہتی ہو۔۔"اس کا کھلا طنز زرفشاں کو جتا گیا تھا۔"

اگلے ہی پل اس نے زرفشاں کو آزاد کیا تھا۔

جبکہ اس کا سرخ پڑتا چہرہ گہری سیاہ آنکھوں میں چھلکتی بر ہمی اسے بری طرح سہا گئی تھی۔

زین۔۔!! وہ روہانسی ہوئی۔۔"

میرے پیچھے مت آنا۔۔اور کمرے میں تو بالکل بھی مت آنا۔۔ورنہ میرے قہر سے بچ نہیں پاؤ" گی۔۔"انگشت اٹھائے اس نے زرفشاں کو اپنی سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں سے روکا تھا۔مزید کسر اس کے تیز لہجے نے پوری کی تھی۔

زین رخ موڑے آگے بڑھا۔۔جبکہ وہ وہی جمی رہ گئی۔

اس پل اسے اپنا دل بری طرح رکتا محسوس ہوا۔وہ آگے بڑھ رہا تھا جبکہ زرفشاں کو اپنا دل کسی بوجھ تلے دبا محسوس ہونے لگا،

وہ سیڑھیوں کے دروازے کے قریب پہنچا، اس نے نفی میں سر ہلایا۔

جب وہ بھاگ کر اس کی پشت سے لگتی بازو سینے پر حائل کیے پھوٹ کر رو دی۔۔ وہ تھم سا گیا۔۔ جبکہ چہرے پر مزید سختی پھیلی۔

ہواؤں میں تیزی بڑھی تھی۔۔ بادل ہلکے سے گرجے تھے۔۔

چھوڑو۔۔۔ زرفشاں ! ! اس نے اپنے وجود کو جھٹکا۔۔ پر زرفشاں مزید شدت سے اس کا کرتا جکڑ کر رونا جاری رکھا۔

یہ رو دھو کر تم مجھے میرے ارادوں سے روک نہیں سکتی۔۔ اماں انتظار کر رہی ہیں۔۔ دکھائی تھی انہوں نے ایک لڑکی، پہلے غور نہیں کیا۔ پر اب لگ رہا ہے غور کرنا پڑے گا۔۔

وہ ستمگر بنا بولا تو زری نے زور سے ہچکی لی تھی۔

خبردار جو ایسا کیا۔۔ میرے ہیں آپ۔۔ صرف میرے۔۔ کسی اور کے ہونے سے پہلے ہی میں اس کی جان لے لوں گی۔۔

ایسا کرو میری جان لے لو۔۔۔" وہ خفگی بھری سنجیدگی سے بولا۔ اور اس کے بازو سینے سے زبردستی ہٹائے۔۔ جو اتنے قریب آئے، دھڑکنوں سے کھیل رہی تھی۔۔ مزید جان لیوا احساس اس کے رونے کا تھا۔

وہ فوری سامنے آئے کھڑی ہوئی۔ جیسے جانے کی راہ روک دی ہو۔

" آپ کو کیوں کچھ کہوں،۔۔آپ کی خاطر سب کو مار دوں گی۔"

"کندھے تک میرے آتی نہیں ہو۔۔مار دو گی میرے لیے سب کو۔۔"

اس کا لہجہ صاف مذاق اڑاتا محسوس ہوا۔

"کندھے تک نہیں آتی، پر ہمت سب سے زیادہ رکھتی ہوں۔۔"

" ٹھیک ہے یہ ہمت میرے نکاح کے وقت دکھانا۔دیکھتا ہوں کتنا دم ہے؟؟"

زین!! وہ ایک بار پھر اس کا نام لیے روئی۔۔پر اس بار پکار میں شدت، چڑچڑا پن تھا۔"

اگلے ہی پل اس نے نگاہ کا رخ موڑ کر اپنی انگلیاں چٹخائی تھیں۔

جب میری ناراضگی برداشت نہیں کر سکتی تو ایسی حرکتیں کرتی کیوں ہو،۔اب دیکھو میری "طرف۔۔۔

اس نے جبین تھام کر اس کا چہرہ بلند کیا،۔

اسی پل بارش کی بونداس کے چہرے پر آکر گری۔۔جس پر اس نے جھر جھری لی، اگلے ہی پل کئی بوندیں اس کے چہرے پر برسی اور وہ آنکھیں بند کیے سر جھٹکتی زین کی دھڑکنوں میں حشر برپا کر گئی۔اس کا ہاتھ وہی رک گیا۔۔

اس کے شفاف چہرے پر بوندیں پھسلنے لگی تھیں۔

زین جبین چھوڑے فاصلے پر ہوا۔جیسے اس چاند سے چہرے پر بہتا پانی اسے بہکا نہ دے۔

بارش!!اچانک کیسے ہو گئی۔۔"زرفشاں نے حیرت سے آسمان کی جانب دیکھا۔اور پھر زین کو۔۔جو فاصلے پر ہوا تھا۔اپنا چہرہ صاف کرتی وہ زین کے قریب آئی۔

بارش ہو رہی ہے زین!!آپ بھیگ جائیں گے۔۔"وہ اس کا مضبوط بازو پکڑے بولی تاکہ وہ دونوں" شیڈ کے نیچے چلے جائیں۔

ہمم اچھا ہے میرا دماغ تھوڑا ٹھنڈا ہو جائے۔۔کیونکہ تمہارے وہ پر تپش لفظ مجھے اب بھی دل دماغ" میں آگ بھڑکا رہے ہیں۔" وہ خفگی بھری نگاہ سے اسے دیکھے بولا۔بوندیں اس کے چہرے پر گرتی اس کے بال اور داڑھی بھگو گئی۔

زرفشاں نے لب باہر نکال کر اسے دیکھا۔۔اور اگلے ہی لمحے اپنے دونوں کانوں کو پکڑا۔

زین چوہدری کی دھڑکن رک کر چلی تھی۔۔اس کا یہ معصومانہ دلفریب سا انداز ساری ناراضگی رفع دفعہ کر گیا تھا۔

اسی پل بادل شدت سے گرجا۔اور بارش تیزی سے برسنے لگی۔۔زرفشاں کا دل بھی شدت سے دھڑکا تھا جو بادلوں کی وجہ سے تو نہیں اس شخص کی آنکھوں میں سموئے خمار کے بدولت دھڑک رہا تھا۔

" کبھی اتنی معصومانہ باتیں کرتی ہو کہ مجھے افسوس ہونے لگتا ہے کہ میں نے ایک چھوٹی سی بچی سے شادی کرلی۔۔اور کبھی کبھی اتنے بڑی بڑی دل جلا دینے والی باتیں کہ مجھے لگتا ہے کہ میں نے کسی ظالم لڑکی کو اپنی زندگی میں جگہ دے دی ہے۔۔"

اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے کانوں کو چھوتے ہاتھوں کو ہٹایا اور ہاتھ قید کر لیے۔اس کی بھیگی پلکیں لرز گئی تھی۔۔

" جانتی ہو اس وقت تم مجھے چھوٹی سی معصوم بچی لگ رہی ہو۔۔جو اپنی غلطیوں پر معصوم بنے معافی مانگ رہی ہے۔۔" وہ بنا بارش کا خیال کیے بولا۔جو ان پر برس کر اپنے ہونے کا احساس دلا رہی تھی۔پر وہ تو ایک دوسرے میں گم تھے۔

میں چھوٹی بچی نہیں آپ کی بیوی ہوں۔۔" وہ چڑ کر بولے ہاتھ چھڑوائے شیڈ کے نیچے چلی گئی۔"

زین نے ماتھے پر آئے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کیا اور ہلکا سا سر جھٹکا۔ بوندیں بکھر گئی تھیں۔۔

"اب نیچے کیسے جائیں گے۔۔اتنی تیز بارش ہو رہی ہے۔۔"

زرفشاں اپنا بھیگا آنچل پھیلائے برستی بارش کو دیکھنے لگی۔

مجھے بارش نہیں پسند۔۔نہ اس میں بھیگنا پسند ہے۔ لیکن آج میں اس پیاری مگر بے وقوف سی اور" تھوڑی سی ظالم لڑکی کے ساتھ بھیگنا چاہتا ہوں۔۔تاکہ اس لڑکی کے چھوٹے سے دماغ میں سے میرے حوالے سے ہر خوف نکل جائے۔۔"۔وہ اس کی نازک کلائی تھامتے اسے عین درمیان میں لے آیا تھا۔

بارش اب تیزی پکڑے انہیں پوری طرح بھگونے لگی تھی۔۔

زین!!آپ کو بخار ہو جائے گا۔اور آپ کے کپڑے بھی گندے ہو جائیں گے۔۔ویسے بھی آپ ان" سب کے عادی نہیں ہوں گے۔۔۔" وہ فکر سے بولتی اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔جس کا سفید کرتا بھیگ چکا تھا۔ بال بھی بکھرے بکھرے چوڑی پیشانی پر تھے۔

"میں تو تمہارا عادی بھی نہیں تھا۔۔اب بن گیا ہے۔۔۔تو کوئی نقصان ہوا ہے میرا؟؟"

اس نے اگلے ہی پل زرفشاں کو ہاتھ پکڑ کر گھمایا تھااس کی بھیگی لٹیں زین کے چہرے سے ٹکراتی لہرائی تھیں۔

ان کا ٹھنڈا ٹھنڈا اسا احساس روح کو فرحت بخش گیا تھا۔

زین!! اس کی پکار میں مدھروں سروں سی مٹھاس تھی۔"

"فکرمت کرو۔۔اس مرتبہ بیمار ہو بھی گیا تو تم میرے پاس دوا کی صورت میں ہو۔۔"

اس کی پشت پر دونوں بازو پھیلائے وہ ان آنکھوں میں دیکھتا تھم گیا تھا۔زری کو لگا زین چوہدری کی آنکھوں نے اس کی نگاہ کو جکڑ لیا ہے۔وہ حصار میں آگئی ہے۔۔ بارش کی وجہ سے عکس دھندلا تھا۔۔پر روح کے لیے شفاف ترین تھا۔

ان آنکھوں نے باندھ لیا ہے مجھے، زرفشاں۔۔اب اگر تم بھی کہو گی، تب بھی یہ سحر نہیں ٹوٹے " گا۔۔کسی کا جادو نہیں چلے گا۔۔ہاں تم جادو کرو تو وہ ضرور کام کرے گا۔اور مجھے تمہارا مزید اسیر کردے گا۔"

ان آنکھوں کو نرمی سے چھوئے اس نے ان بوندوں کو بھی مان بخش دیا تھا۔کچھ پل پہلے جو نگاہیں غم سے بھیگ رہی تھیں اب خوشی سے بھیگی تھیں۔

یقین کرلو زرفشاں کہ تمہیں اپنایا ہے تو دل سے اپنایا ہے۔۔ محبت کی امانت میں خیانت نہیں کی "
" جاتی۔۔اور تمہارا زین تمہارے معاملے میں بہت ایماندار ہے۔۔

اس نے فسوں خیزی سے کہہ کر اس نے بھیگی آنکھوں کو رگڑا۔ وہ اگلے ہی پل حیران ہوئی تھی۔

"آپ کو کیسے پتہ چلا؟؟"

جیسے تمہیں پتہ چل جاتا ہے۔۔"اس کے جواب پر وہ لجائی تھی۔۔اس نے ایک بار پھر زرفشاں کی "
پشت کو سینے سے لگایا اور اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ پر رکھے سامنے پھیلایا۔ بارش کا پانی اس کی ہتھیلی میں جمع ہونے لگا تھا۔

بارش کے قطروں کو اپنی شفاف ہتھیلی پر ٹھہرائے مجھ سے وعدہ کرو، کہ تم میری صرف میری رہو "
"گی۔ مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔

زرفشاں نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔۔جس کی آنکھوں میں آس تھی۔۔اس نے محض سر اثبات میں ہلایا۔ پر پھر جواب دیا تھا۔

میں ان بارش کے قطروں کو ہتھیلی میں لیے وعدہ کرتی ہوں۔کہ میں ہمیشہ آپ کے پاس رہوں "
"گی۔۔۔

زین نے اطمینان سے اپنا سر پیچھے گرا کر چہرہ اوپر کر لیا۔۔زری نے بھی اس کا عمل دہرایا۔۔اس کے کندھے پر سر ٹکائے اس نے چہرہ بلند کیا۔۔۔ابرِ رحمت دونوں پر برس کر، بادل کو ایک بار پھر گرجنے کی نوید دے گئی تھی۔

بادل گرجا تھا۔۔جیسے ان دو شفاف روحوں کو دیکھ کر خوشی سے جھوم گیا ہو۔

اقصی آج کا کھانا میں بناؤں ؟؟" وہ کچن میں کھڑے ملازمہ سے مخاطب ہوئی، سارا دن وہ خوف سے , اپنے کمرے میں نہیں رکی تھی۔۔اگر گئی بھی تھی تو اقصی کو ساتھ لے کر گئی تھی۔

وہاج ناجانے کس وقت گیا تھا۔اب بڑھتے سائے اسے پریشان کرنے لگے تھے۔دل ہی دل میں وہ روز کی دعائیں مانگتی کچن میں آئی۔۔تاکہ اقصی کے ساتھ رہ سکے۔۔

نہیں بی بی جی !! صاحب تو میرا قتل ہی کر دیں گے۔۔"ملازمہ نے جھرجھری لی تھی۔"

کیوں؟؟"انابیہ متعجب ہوئی۔"

"آپ کو نہیں پتہ بی بی جی۔۔صاحب نے کہا تھا کہ آپ کا بہت خیال رکھوں۔۔آپ کو کسی کام کو ہاتھ نہ لگانے دوں کیونکہ آپ کو کوئی کام کرنا ہی نہیں آتا۔۔یہ بات انہیں بھی پتہ ہے۔۔مجھے یہ تو نہیں پتہ آپ دونوں میں کیا ناراضگی ہے۔۔پر مجھے ایسے لگتا ہے وہ آپ سے بس اوپر اوپر سے ناراض ہیں، دل سے وہ آپ کو بہت چاہتے ہیں۔"

انابیہ کے چہرے پر خوشگواری پھیلی تھی۔

"وہاج نے کہا تھا ایسا، اور تمہیں بھی ایسے لگتا ہے؟"اقصیٰ کے سانولے ہاتھوں پر اپنے گورے ہاتھ رکھے وہ اس سے تسلی چاہتی تھی۔

"بی بی جی کیا ہو گیا ہے۔۔ہم ملازم ہیں بی بی جی۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔؟"وہ حیران ہوئی۔

"مطلب آپ ایسے میرے ہاتھ پکڑ رہی ہیں۔۔آپ کے ہاتھ بھی گندے ہو جائیں گے۔۔"

"کیوں تمہارے ہاتھ تو صاف ہیں۔۔؟"

پر اگلے ہی پل وہ ٹھٹکی تھی

"پاگل لڑکی۔۔تم کتنی اچھی ہو۔اور یہ بڑا چھوٹا کچھ نہیں ہوتا۔بلکہ۔تم نہیں جانتی تم نے آج میرے دل پر پڑے بوجھ کو ہٹایا ہے۔۔"اگلے ہی پل وہ اس کے گلے جا لگی تھی۔

بی بی جی ! ! اقصی دہل ہی گئی تھی۔"

"اچھا چھوڑو، یہ سب بتاؤ کھانا کیسے بناتے ہیں ؟"

وہ اقصی کو ہکا بکا چھوڑے سٹو کے پاس کھڑی ہوئی۔

"جاگ جاؤ۔۔۔ایسا بھی کوئی بڑا کام نہیں کیا میں نے۔۔۔"

وہ منہ بگاڑے بولی تو اقصی شرمیلی مسکان بھرا چہرہ لیے اس کی جانب مڑی۔

"پاگل لڑکی۔۔ ! ! اب بتاؤ ناں ورنہ وہاج آجائیں گے۔۔۔"

وہ جار چیک کیے مصروفیت سے بولی تھی۔

بی بی جی،۔۔ایسا کریں۔۔آپ ناں یہ ٹماٹر کاٹیں۔۔میں پیاز کاٹتی ہوں۔۔پھر یہ چکن دال بنائیں "گے۔

پر مجھے تو لزانیہ بنانا ہے۔۔اور ساتھ میں چائینز سیلڈ۔۔۔اور چیزی سا پاستہ " انابیہ دونوں ہاتھ رگڑے خوشدلی سے بولی تھی۔

"وہاج صاحب تو یہ نہیں کھاتے۔۔۔انہیں تو دیسی کھانے پسند ہیں۔۔"

آج کھالیں گے۔۔بس تم انہیں بالکل نہ بتانا۔۔" وہ اب کیبنٹ کھولے چیزیں چیک کرنے لگی۔"

پاستہ بھی موجود تھا۔۔اور بقیہ لوازمات کی موجودگی بھی اسے جتا گئی تھی وہاج اس کی جانب سے غافل نہیں ہے۔۔اتنے دن سے وہ بے رونق مردہ سی زندگی گزار رہی تھی۔۔کل کا وہ خوفناک حادثہ اس کا آج اتنا خوشگوار بنا دے گا اسے زرا بھی اندازہ ہوتا تو وہ اس خوفناک شکل والے کو خود انوائیٹ کرتی۔

بی بی جی آپ بیٹھ جائیں۔۔ورنہ صاحب مجھے بہت ڈانٹیں گے۔۔

انابیہ کو کچن بگاڑتے دیکھ اب وہ روہانسی ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں ہوگا اقصیٰ، تم یہ باقی سبزیاں دھو کر لاؤ۔میں بس یہ شملہ مرچ کاٹ لوں۔۔"

اگلے ہی پل اس کی چیخ نکلی تھی۔۔

بی بی جی کیا ہوا؟؟"وہ سبزیاں چھوڑتی اس کی جانب آئی۔"

"کچھ نہیں ہوا۔۔تم بس پٹی لاؤ۔۔میں باندھ لوں گی۔۔"

اپنا وائٹ ڈوپٹے کو اس نے بے ساختہ انگلی اور انگوٹھے پر لپیٹ لیا۔

میں کہہ رہی تھی۔۔ہائے اب صاحب بولیں گے۔۔" وہ گھبرائی تھی۔"

پاگل!!انہیں کون بتائے گا۔؟""

بی بی جی اتنا بڑا زخم ہے۔۔انہیں خود پتہ چل جائے گا۔۔آپ کمرے میں آئیں۔۔" اقصی گھبرا چکی تھی۔

وہ مجھے نہیں دیکھتے تو زخم کیسے دیکھیں گے۔۔"آنکھوں کی جوت بجھ گئی تھی۔"

"بی بی جی۔۔۔! ! "

افففف اتنا بھی نہیں ہے۔۔تم پریشان مت ہو۔۔اس نے ڈوپٹہ کھول کر زخم دیکھا۔۔تو خون مزید "نکلا۔جس کی بدولت اس نے ایک بار پھر انگلی پر تھوڑا ڈوپٹہ لپیٹ لیا۔

ڈوپٹہ سنبھالنا اسے اکثر نہیں آتا تھا۔۔پر وہاج سے شادی کے بعد وہ خاصی احتیاط کرنے لگی تھی۔اور اب جلد بازی میں وہی ڈوپٹہ خون سے خراب کر رہی تھی۔

"بی بی ڈوپٹہ خراب ہو جائے گا۔۔"

اوہ یہ میں نے دیکھا نہیں۔۔۔وہ ڈوپٹہ سائیڈ پر رکھے اب نل کے نیچے ہاتھ کیے خون روکنے " لگی۔ڈوپٹے پر خون کے بڑے بڑے داغ پھیل سے گئے تھے۔جو ڈوپٹہ بد نما بنا رہے تھے۔

درد سے زیادہ اس وقت کھانا بنانا ذہن پر حاوی تھا۔

"بی بی ! ! آپ کو درد ہو رہا ہے۔۔ایسا کریں آپ پٹی کر لیں پھر کھانا بنا لینا۔۔"

اچھا ٹھیک ہے۔۔" وہ باہر نکلنے لگی۔۔جب دروازے سے اقصی کی والدہ اندر داخل ہوئی۔ جن کے چہرے پر گھبراہٹ تھی۔

اماں۔۔"اقصی ماں کے گلے جا لگی تھی۔۔"

"اماں آپ گھبرائی ہوئی کیوں ہے؟؟"

باجی اقصی کے ابا کی طبعیت خراب ہو گئی ہے۔۔وہ اقصی کو بلا رہے ہیں۔۔اسے تھوڑی دیر کے لیے بھیج دیں۔"

ملازمہ نے انابیہ سے اجازت چاہی تھی۔

اماں صاحب بولیں گے۔۔" وہ انابیہ کا ہاتھ دیکھے بولی۔"

نہیں تم جاؤ انہیں میں کہہ دوں گی۔۔بس تم جلدی آجانا۔۔"اس نے اقصی کا پھیکا پڑتا چہرہ دیکھا تھا۔"

"جاؤ میں وہاج کو کہہ دوں گی۔۔اور اس پر میں بینڈیج کر لیتی ہوں۔۔"

اقصی تذبذب کا شکار ہوئی مگر وہ اس نے بھیج کر ہی دم لیا تھا۔

اور خود کمرے کی طرف گئی تھی تا کہ ہاتھ پر پٹی کر سکے۔۔

"کب تک وہاج خود کو دو کشتیوں کا سوار رکھو گے۔۔؟" ,

اس نے سرخ پڑتی نگاہ اپنے باپ پر ڈالی۔

"کیا مطلب؟؟"

تم اچھے سے جانتے ہو۔۔" کمال ملک نے اشارتاً سمجھایا تھا۔۔"

وہ اب زیادہ تو نہیں مگر تھوڑا بہت ان سے ملنے لگا تھا، ان کی عادتوں میں بھی کافی فرق آگیا تھا۔۔ پہلے جو وہاج کو فون نہیں کرنا پسند کرتے تھے، اب اکثر اسے آنے کا کہہ دیتے۔۔ ان کی برسوں کی چھپی محبت عیاں ہوئی تھی تو وہ بھی کچھ حد تک ان کے ساتھ گھل مل گیا تھا۔۔ ماضی کی وہ کوئی بات نہیں کرتے تھے۔۔ نہ وہاج نے مناسب سمجھا تھا۔۔ گڑھے مردے اذیت کے سوا اور دے ہی کیا سکتے تھے؟

پولیس جاب جانے کی وجہ سے وہ اپنا آفس سیٹ کروا رہا تھا۔ اپنی خودداری پر وہ کوئی سودے بازی نہیں کر سکتا تھا۔

آج بھی وہ کمال ملک کے کہنے پر حویلی آیا تھا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں؟"

میں چاہتا ہوں۔تم انابیہ بہو کو حویلی لے آؤ۔۔اسے کس گناہ کی سزا دے رہے ہو؟نوفل نے مجھے سب بتا دیا تھا۔۔وہ معصوم لڑکی ہے۔۔بس صنم کے ہاتھوں بے وقوف بن گئی۔

"میں اتنے سال آپ کو یقین دلاتا رہا بابا۔۔لیکن آپ نے یقین نہیں کیا۔۔ایک غیر شخص کی باتوں پر آپ کیسے یقین کر سکتے ہیں۔۔"اس کے لہجے میں پھیلا درد انہیں پشیمان کر گیا تھا۔

"شاید بھائی کی محبت کی پٹی بندھی تھی۔یا پھر ٹھوکر لگنے پر ہی مجھ جیسے شخص کو عقل آنی تھی۔۔"

"نہیں بابا۔۔آپ کو نوفل یزدان نے ثبوت لا کر دیے تھے۔تب آپ یقین کر پائے تھے۔۔ورنہ میں آپ کے سامنے سچ بولتے اپنی جان بھی دے دیتا تو بھی آپ یقین نہ کرتے۔۔۔"اس کے لفظوں میں اذیت سمٹ آئی تھی۔

نہیں ایسا نہیں ہے وہاج!!"وہ پر ملال ہوئے تھے۔

"ایسا ہی ہے بابا!!اور صنم یا انعم دونوں میں مجھے کبھی بھی دلچسپی نہیں رہی تھی۔۔یہ صرف اور صرف آریان کی وجہ سے ہوا تھا۔ایک غلط فہمی نے ہمارا گھر برباد کر دیا۔اور اس سب کی وجہ آریان تھا۔پہلے آریان اور پھر شایان ساگر۔۔"اس نے سر جھٹکا تھا۔

مرنے والوں کو برا نہیں کہتے۔۔۔" کمال ملک نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔"

وہاج لب بھینچ کر رہ گیا۔۔چاہ کر بھی وہ یہ حقیقت عیاں نہیں کر سکتا تھا کہ وہ شخص زندہ فوج کی قید میں ہے۔۔ورنہ شایان ساگرا گر یہ راز جو تباہی مچاتا اس کے بعد سب برباد ہو جاتا۔

پر وہ کیونکر یہ راز عیاں کر کے اس درندے نما شخص کو تباہی کا موقع دیتا۔۔

میں چلتا ہوں۔۔وہ کیز اٹھائے کھڑا ہوا۔"

گرے سکائے شرٹ جس کے اوپری دو بٹن اس نے کھولے ہوئے تھے۔ساتھ وہ گرے پینٹ پہنے اپنے لمبے چوڑے سراپے کے ساتھ باپ کو حد درجہ پیارا لگا۔سچائی سامنے آئی تو بیٹے کی صورت اب بھلی لگنے لگی تھی۔

اس کے آدھے بال پیچھے کی جانب سیٹ تھے جبکہ آدھے ماتھے پر گرے تھے۔۔بڑھی داڑھی اور گھنی مونچھیں اس کی وجاہت مزید بڑھا گئی تھی۔

اللہ تمہاری حفاظت کرے۔اپنا بہت خیال رکھا کرو۔اور۔ایک بار انابیہ کی طرف سے اپنا دل ضرور نرم کرنا۔ہوسکے تو ایک بار اسے سب سے ملوادو۔۔اس کے ماں باپ کو کس بات کی سزا دے رہو۔۔وہ تو تم پر اپنی بیٹی سے زیادہ یقین کرتے ہیں۔"

کوشش کروں گا۔" چند لفظ کہہ کر وہ باہر نکلے گھر کی جانب روانہ ہوا۔"

وہ کہہ ہی نہیں پایا تھا کہ کیسی معافی۔۔روز وہ کئی لوگوں سے ملتا تھا۔۔اور روز ہی کوئی ایک شخص اس کی جاب کے بارے میں پوچھ کر زخم ہرے کر دیتا تھا۔پولیس کی جاب اس کا جنون تھی۔۔اس عشق تھا پیشے سے۔۔اور ایمانداری اس کی رگ رگ میں تھی۔۔پر آج اسے ایک بددیانت شخص کے طور پر جانا جاتا تھا۔ایک کرپٹ پولیس آفیسر کا ٹھپہ اس کے نام پر لگا دیا گیا تھا

۔اس ایک ویڈیو کی وجہ سے ملک کا سب سے بڑا دشمن اور اس سے جڑے لوگ آزاد گھوم رہے تھے۔۔پر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

روز کوئی نہ کوئی ہوتا حادثہ اسے جکڑ لیتا تھا۔کئی بار وہ حادثات والی جگہ پر موجود پولیس آفیسرز کو دیکھ کر وہ خود پر بمشکل قابو رکھ پاتا تھا۔وگرنہ دل چاہتا تھا کہ وہ خود دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارے۔

اسے اندازہ تھا کہ وہ یہ سب خود نہیں کر سکتا۔۔پر وہ عادل اور جاوید کے زریعے اب تک تین مجرموں کو سزا دلوا چکا تھا۔

اب ان سب کا کیا فائدہ۔۔میرا جنون، مجھ سے چھین لیا گیا ہے۔۔اب تو شاید تا عمر میں نے یہ زخم " ناسور کی طرح اپنے سینے پر لیے جینا ہے۔ "

وہ تلخی سے سامنے دیکھنے لگا۔۔

اس نے گاڑی گھر کے رستے پر ڈالی تو شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔اسے گھر کی فکر ستانے لگی۔۔کل کے حادثے کے بارے میں وہ ایک بار پھر سوچنے لگا۔

موبائل پر ہوتی بیل نے اس کی توجہ کھینچی۔

ان نون نمبر دیکھ کر اس کا دل تو نہیں چاہا کہ وہ کال رسیو کرے،پر مسلسل بیل نے اسے بیزار کیا تھا۔

فون کان سے لگا تو بیزاری کی جگہ ناگواری ساعت میں پھیلی۔۔جبکہ خون بری طرح کھول اٹھا تھا۔

کال کیوں کی مجھے ؟؟" وہ سرد پن سے بولا۔"

"ایس پی صاحب۔۔۔اتنا بھی کیا غصہ۔۔پرانے یار ہیں ہم۔۔ بلاوجہ کال بھی نہیں کر سکتا۔۔ "

رانا شاکر کی آواز میں نمایاں شوخی اس کے چہرے پر سرخی بڑھانے لگی تھی۔

"وجہ بتاؤ کیوں کال کی ہے ؟؟"

کمال ہے ایس پی صاحب۔۔ارے نہیں نہیں اب تو تم صرف وہاج سلطان ملک ہو۔۔ عام سا وہاج "

" سلطان ،جس کی ساری پاور ،ایمانداری اس کی اپنی اعلیٰ کارگردیوں کی وجہ سے ختم ہو گئی۔۔

اپنی بکواس بند کرو۔۔۔" وہ دھاڑا تھا۔"

ابے غصہ کیوں کرتے ہو۔ خیر فالتو باتوں میں وقت ضائع نہیں کرتے۔۔ وہ مجھے تم سے تمہاری بیوی کا" پوچھنا تھا۔ وہاج کا خون کھولنے لگا۔۔۔

" میرے بیٹے کو وہ کافی پسند آ گئی ہے۔۔اور جب تک وہ اسے حاصل کر کے یوز نہیں کر لے گا۔۔۔

وہاج کی کنپٹی کی رگ بری طرح پھڑکی تھی، جبکہ وجود میں کسی نے آگ بھڑکائی تھی۔

"بکواس بند کر۔۔ میں تیرا خون پی جاؤں گا۔ سالے۔۔۔"

ابے یار۔۔وہ تیری بیوی نہیں تیری بربادی ہے۔۔ چھوڑ اسے دے دے۔ میرے بیٹے کو۔۔۔" دوسری جانب سے شاکر نے گویا نمک چھڑکا تھا۔۔

وہ میری بیوی ہے۔۔ میری بیوی۔۔ وہاج سلطان کی عزت۔۔۔۔اس کی طرف دیکھنے کی کوشش بھی کی تو تیری اور تیرے بیٹے کی آنکھیں نوچ لوں گا۔اور اپنے بیٹے کی حالت تو شاید بھول گیا ہے۔ پر اب لگتا ہے دوبارہ وہ یاد تازہ کرنا پڑے گی۔۔ تو نے اپنی گندی زبان سے میری بیوی کا نام اپنی موت کو آواز دی ہے۔۔اب بس تو اپنی دردناک موت کا انتظار کر، پہلے تو میرے ہاتھ قانون کی وجہ سے بندھے تھے پر "اب میں آزاد ہوں۔اور آزاد شیر زیادہ خونخوار ہوتا ہے۔

دوسری جانب سے اس کا جناتی قہقہ اسے مزید اشتعال دلا گیا تھا۔۔

اس نے کال کاٹ کر گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔اور یکلخت بری طرح دھاڑا تھا۔۔اس کی آواز کی گونج ویران سڑک پر کئی ساعت پھیلی تھی۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس شخص کے ٹکرے کر دے۔یا پھر اس کی آنکھیں ابھی کے ابھی نوچ لے۔۔جس لڑکی کو وہ خود آنکھ بھر کر نہیں دیکھتا تھا۔اس لڑکی پر وہ اور اس کا بیٹا گندی غلیظ نگاہ ڈالے بیٹھے تھے۔وہ لاکھ بری سہی،۔۔لیکن وہ اس لڑکی کے ساتھ اس حد تک کبھی نہیں جا سکتا تھا۔

اس نے زور سے سٹیرنگ پر ہاتھ مارا۔

"میری خاموشی کا ناجائز فائدہ اٹھا کر تو نے اچھا نہیں کیا۔۔اب وہاج سلطان تجھے خود اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتارے گا۔۔۔اور تیرے سامنے تیرے بیٹے کی آنکھیں نکالوں گا۔یہ وعدہ ہے وہاج سلطان ملک کا۔۔"

ایک گھنٹے کا سفر وہ آدھے گھنٹے میں طے کیے اپنے ایریے میں داخل ہوا،۔اسی پل اسکا دل بری طرح دھڑکا تھا۔

دل بے اختیار اس کی حفاظت کی دعا مانگنے لگا تھا۔

مین گیٹ کھلا دیکھ کر اس کا خوف بری طرح ابھرا تھا۔۔

گارڈ بھی گیٹ پر موجود نہیں تھا۔

وہ گاڑی بند کرتے تیزی سے اندر بھاگا۔۔ صبیح پیشانی پر پسینہ چمکنے لگا۔۔

گھر سنسنان تھا۔۔ جبکہ کچن سے پانی کی آواز آرہی تھی۔ابھاری پڑتے قدموں سے وہ کچن کی جانب آیا۔۔وہاں چئیر پر پڑا ڈوپٹہ اس کو سن کر گیا۔ قدموں سے زمین سرکتی محسوس ہونے لگی۔۔ سفید ڈوپٹے پر لگے خون کے دھبوں پر اس کی نظر جم گئی۔

اسے انابیہ کی رات کی فریاد، اس کا یقین دلانا شدت سے یاد آیا تھا۔

"وہ جھوٹ نہیں کہہ رہی تھی۔۔۔وہ سچ۔۔"

اس نے الٹے قدم لیے۔۔اور اوپر بھاگا۔

انابیہ۔۔۔!!!اس نے شدت سے انابیہ کو پکارا۔دل بری طرح دھڑک رہا تھا، جبکہ سفید چہرہ لہو چھلکانے لگا۔۔

اس کے کمرے کے آگے وہ رکا۔۔ جیسے خود کو ہر طرح کی سیچویشن کے لیے تیار کر رہا ہو۔

پل پل اسے اپنے اوپر بھاری لگنے لگا تھا۔۔

اس نے پوری قوت سے دروازہ کھولا۔۔اور سرعت سے آنکھیں میچ لیں۔گویا وہ سامنے کا منظر دیکھنا ہی نہ چاہتا ہو۔۔جبکہ سانس دھونکنی کی مانند چلنے لگا۔۔وہ آج بری طرح گھبرایا تھا۔۔اس حد تک کہ وہ اپنے آپ کو کمزور ترین شخص تصور کرنے لگا کہ انابیہ کو اگر خون آلود دیکھ لیا تو اسی پل اس کا دل مردہ ہو جائے گا۔۔

وہاج!! خاموش فضا میں اس کی آواز کا کنکر گرا تھا۔"

وہاج نے سرعت سے آنکھیں کھولی اور سامنے کھڑی اس دشمن جان کو دیکھا۔۔

جو ییلو شارٹ فراک اور وائٹ ٹائٹس میں اپنے پاکیزہ روپ میں کھڑی تھی۔گلابی شفاف چہرے پر کوئی داغ کوئی زخم نہیں تھا۔

اس نے اوپر سے نیچے تک اس پر بھرپور نگاہ ڈالی۔۔جیسے جانچ رہا ہو کہ وہ ٹھیک ہے۔۔پر اگلے ہی پل وہ تیز قدم لیے اس کی جانب آیا،۔اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔اور اس کے چہرے کو ٹٹولتے وہ بے قرار ہوا۔

تم ٹھیک ہو۔۔وہ خون۔۔تمہارے ڈوپٹے پر خون تھا۔۔وہ خون کیسے، کہاں سے آیا۔۔؟؟وہ اب چہرہ" چھوڑے اس کے ہاتھ دیکھنے لگا۔۔اور اگلے ہی پل وہ ٹھٹکا تھا۔

یہ زخم ۔۔۔ یہ کیسے آئے ۔۔۔ ؟؟" انگوٹھے اور انگلی پر بندھی پٹی کو دیکھتے وہ اس کے چہرے پر سرخ نگاہ ڈالے بولا ۔۔ جو سن سی کھڑی اس کا یہ انداز ہضم کر رہی تھی ۔۔

بولو انابیہ ۔۔ یہ کٹ کیسے لگے ۔۔۔ !!! وہ اسے بازو سے پکڑ کر بری طرح جنجھوڑ چکا تھا۔ "

یہ مم مجھے چھری لگ گئی تھی ۔۔۔ " وہ وہاج کے لہجے سے خوفزدہ ہوئی تھی ۔۔ بے ساختہ اس کی ہچکی " ابھری تھی ۔، اور اسے لگا لمحہ ، دل اور دماغ سب اس کے لیے رک گیا ہے ۔۔

اس نے شدت سے انابیہ کو خود میں بھینچ لیا ۔۔ اس کی گرفت اس حد تک سخت تھی کہ انابیہ کو اپنی ہڈیاں چٹختی محسوس ہوئی ۔۔

پر دل تھما ہوا تھا۔ وہ خود تھم گئی تھی۔ یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس ستمگر کے سینے سے لگی کھڑی اس کے حد درجہ قریب تھی ۔۔ کہ اس کی دھڑکنوں کو سن سکتی تھی ۔۔

اس نے اپنے پہلو میں گرے بازوؤں سے اس کا سہارا لیا کہیں وہ گر ہی نہ جائے ۔۔

وہ نازک سی چھوٹی لڑکی بری طرح وہاج کے حصار میں جکڑی درد سے سسکی تھی ۔۔

وہاج ۔۔۔ مم میں ۔۔ " وہ حواس بحال کیے بولی ۔۔ پر اس نے مزید گرفت سخت کی ۔۔ جبکہ انابیہ کا چہرہ " سرخ پڑا۔ گال بری طرح تپ اٹھے تھے۔

اس کی سرگوشی نے اسے بری طرح دہلایا تھا۔۔اسے لگا اگر انابیہ کو اس نے زرا سا بھی خود دور کیا تو وہ کھو جائے گی۔۔رانا شاکر اور اس بیٹا درندوں کی طرح اس پر جھپٹ پڑیں گے۔۔

خبردار جو تم کچھ بولی۔۔چپ رہو تم۔۔مم مجھے یقین کر لینے دو تم ٹھیک ہو۔۔کوئی تمہیں میرے علاوہ " چھو نہیں سکتا کوئی بھی نہیں۔۔"اس بکھرا الجھا لہجہ انابیہ سلطان کا دل شدت سے دھڑکا گیا۔۔وہ حساس پن کی حد پر آ گیا تھا۔

کیسی تڑپ تھی، اسے یقین کرنا مشکل لگا تھا کہ وہ وہی وہاج سلطان تھا، جو سنگدل ہرجائی بنا اسے دیکھتا بھی نہیں تھا۔۔اور اب اس شدت سے اسے خود میں سموئے ہوئے تھا کہ وہ کھل کر سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔

کمرے کی خاموش فضا میں اس کی تیز چلتی سانسوں کی آواز گونج کر انابیہ کو احساس دلا رہی تھی وہ کسی خوف سے لڑ کر اس تک آیا ہے۔

لمحے سرکنے لگے نہ اس نے آنکھیں کھولی۔ نہ گرفت ڈھیلی کی۔۔اور انابیہ تو پہلے ہی بے جان تھی۔۔بس فرق یہ تھا کہ اب آنکھیں بھیگنے لگی تھی۔ جو اس کی گرے شرٹ پر نشان چھوڑنے لگی۔

اس کی نمی نے وہاج سلطان کو ہوش کی دنیا میں پٹک دیا۔۔ گرفت ہلکی سے ڈھیلی ہوئی۔ فسوں ٹوٹنے لگا تھا۔

اس نے اپنی میچی آنکھیں کھولی۔۔اور کمرے میں نگاہ دوڑائی۔۔اور پھر نرمی سے انابیہ کو سامنے کیا کہ وہ کانپ کر فاصلے پر ہوئی۔

وہ کچھ زیادہ ہی دبلی پتلی سی تھی۔۔اور قد میں بھی وہاج سے چھوٹی تھی۔آج اسے خود کے قریب کیا تو محسوس ہوا تھا کہ وہ کافی نازک جان تھی۔۔

انابیہ سے پلکوں کا بوجھ اٹھانا مشکل ہوا،لب کا کونا دباتی وہ وہاج کے لفظوں کی منتظر ہوئی۔

پر اس نے اگلے ہی پل اسے خود سے دور کیا اور اپنا چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

وہ خود کو کوس کر رہ گیا۔۔اور پھر انابیہ کے بھیگے سرخ چہرے کو دیکھ کر رخ موڑ گیا۔۔ایک بار پھر لمحے سرکنے۔پر دونوں اپنی جگہ خفت زدہ سے جمے رہے۔۔پر انابیہ کو مزید کھڑا ہونا مشکل لگا تو وہ وہی بیڈ پر بیٹھ گئی پر اب لرزتی انگلیوں کو وہ ایک دوسرے میں چھپانے لگی۔کہ کہیں وہاج نہ دیکھ لے۔۔وجود کی کپکپاہٹ الگ کم نہیں ہو رہی تھی۔

"وہ میں اقصی کو کہہ رہی تھی کہ مجھے لزانیہ کھانا ہے تو وہ ضروری سامان لینے چلی گئی تھی۔اور پھر میں ویجی ٹیبلز کاٹنے لگی تھی۔۔"انابیہ نے جھوٹ کا سہارا لینا ضروری سمجھا تھا۔

گارڈ کہاں تھا۔؟؟"اس کی سرد گھمبیر آواز پر اس نے سر اٹھایا۔۔پر وہ رخ موڑے ہوئے تھا۔۔انابیہ " نے شکر ہی کیا تھا۔

"وہ مم مجھے نہیں پتہ۔۔۔"

"میں خود دیکھ لیتا ہوں۔اور اگر تم جھوٹ بول رہی ہو گی تو پھر مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

اسے کمرے سے جانا ہی بہتر لگا تھا۔۔اپنے پر شدت بے اختیار عمل پر اسے اب شدید افسوس ہو رہا تھا۔پر جاتے ہوئے بھی وہ اسے دھمکی دینا نہیں بھولا تھا۔

انابیہ اپنی جگہ پر لرزی تھی۔ جھوٹ تو اس نے بولا تھا۔جس پر نا جانے وہ شخص اتنی حسین قربت کے بات کونسی سنگین سزا سناتا؟؟

مام!! وہ روم میں آیا جہاں مسز ایاز آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔۔گلے پر پٹی بندھی تھی۔"

اس کی پکار میں شدت تھی۔۔ایک درد سا تھا۔۔

URDUNovelians

یزدان کی آواز پر انہوں نے آنکھیں کھولی تو لب خود بخود مسکرائے۔۔آنکھوں کی ٹھنڈک سامنے آئی تو" درد بھی کم ہوا تھا۔

جبکہ ایاز صاحب نے بیٹے کو دیکھ کر رب کا شکر ادا کیا۔کہ وہ آگیا تھا۔۔۔وہ آج ہر حال میں بیٹے کی ناراضگی دور کر دینا چاہتے تھے۔

کیسی ہیں؟؟" وہ بیڈ کے قریب چئیر پر بیٹھے ان کا ہاتھ تھامے لبوں سے لگا گیا۔"

"بول نہیں سکتی فلحال تمہاری ماں۔۔۔"

ایاز صاحب نے یزدان کے ساتھ والی کرسی سنبھالے کہا تو وہ ماں کو دیکھے دانت پر دانت جما گیا۔اس کی خاموشی انہیں بری طرح کھلی تھی۔

"اتنی بھی ناراضگی اچھی نہیں ہوتی یزدان۔۔"

ان کی نم آواز پر اس کا دل پگھلا تھا۔

"مام میں آپ سے ملنے آیا ہوں۔ مل کر چلا جاؤں گا۔۔مزید میں کسی بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا۔۔"

"کیوں بات نہیں کرو گے۔۔ کس حق سے نہیں کرو گے۔۔ باپ ہوں تمہارا۔۔دولگاؤں گا۔"

اس نے زخمی نگاہ ماں پر ڈالی۔جس نے بھیگی پلکوں کو جنبش دی۔یزدان نے نفی میں سر ہلایا۔۔ جیسے کہا ہو کہ مجھ میں سکت نہیں ہے۔

"تمہاری ماں بھی یہی چاہتی ہے۔۔آؤ میرے ساتھ۔۔۔"

وہ زبردستی اس کا ہاتھ پکڑے کھڑے ہوئے۔ تو اس نے ماں کا ہاتھ تھام لیا۔۔

"روٹھے بچوں کی طرح ماں کے دامن سے نہ لپٹو۔۔"

مسز ایاز مسکرائی تھیں۔ جبکہ آنکھوں سے وہ ایک ہی بات کہہ رہی تھیں کہ اپنے بابا سے راضی ہو جاؤ۔۔

"صرف آپ کی وجہ سے میں جارہا ہوں، ورنہ ان کو دیکھنے کا بھی میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔"

"تمہارے سب ارادوں کی ایسی تیسی۔۔"

ماں کی پیشانی چوم کر وہ دور ہوا تو انہوں نے بھی اس کی پیشانی چوم کر عمل دہرایا۔

سرخ پڑتی آنکھوں سے وہ باہر آیا۔ جہاں ایک طرف رکھی کرسیوں پر ان کے ساتھ بیٹھا۔

"زیادہ تمہید نہیں باندھوں گا نہ ماضی کریدنا چاہتا ہوں۔۔ پر اپنے بابا کو اب معاف کردو۔"

انہوں نے ہاتھ جوڑنے چاہے پر وہ فوری ان کے ہاتھ پکڑے انہیں خود سے لگا گیا۔

ناراضگی تو وہ اب خود بھی نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ ان سے ملنے کے لیے وہ بھی ترستا تھا۔۔ اب جب وہ ملے تھے تو ساری رنجشیں ختم ہوگئی تھیں۔۔ بس انا تھی جو بھرم رکھے ہوئے تھی۔ پر اب انا بھی وہ بھاڑ میں جھونک چکا تھا۔

کئی پل وہ ان کے گلے لگے رہے۔۔ یزدان ان کی پشت سہلاتے اپنے ساتھ کا مان دیتا رہا۔

غم ہلکا ہوا تو وہ دور ہوئے اور بیٹے کو دیکھا۔۔جس کی سرخ نگاہیں جتا گئی تھی، کہ وہ ضبط کی انتہاؤں پر تھا۔

کیا یاد نہیں آئی کبھی؟ کبھی دل میں رحم نہیں آیا؟؟"ان کا شکوہ بجا تھا۔یزدان کو توقع بھی تھی کہ وہ "شکوہ ضرور کریں گے۔۔

یاد اور رحم سے زیادہ خوف آتا تھا۔وہ اپنے جوتوں کو گھورے بولا۔جیسے نظر اٹھانے کے قابل نہ رہا "ہو۔

خوف کیوں؟"ایاز صاحب حیران ہوئے تھے۔"

"خوف اس لیے کہ مر گیا تو اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا؟؟"

اللہ نہ کرے میرے بیٹے۔۔میری عمر بھی تمہیں لگ جائے۔"وہ دہل گئے تھے۔"

مرنا سب نے ہے بابا۔۔اللہ آپ کی عمر دراز کرے۔۔"اس نے مسکرا کر بابا کو دیکھا۔"

بس ڈر یہ تھا کہ مر کر اللہ کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں گا۔کہ ماں باپ کو بڑھاپے میں پایا۔۔اور "خدمت نہ کی۔۔"

وہ ساکت ہوئے۔۔اس کے لفظوں میں ایک سحر تھا۔امید نہیں تھی کہ وہ اس نہج پر بھی سوچتا ہوگا۔وہ ان کا وہ لاابالی سا نوفل نہیں تھا۔وہ تو کوئی سمجھ دار شخص تھا۔ان کی آنکھیں دوبارہ بھیگی تھیں۔

"تمہارے جیسی خدمت بھی کسی اولاد نے نہیں کی ہوگی،۔۔۔"

"وہ فرض تھا،۔۔جو نبھایا تھا۔۔خدمت تو کی ہی نہیں۔۔"

میں اس لائق نہیں تھا میرے بیٹے۔۔"ان کو رنجیدہ لہجہ دل جکڑ گیا۔۔"

لائق تو میں بھی نہیں تھا۔"وہ تلخی سے کہے آنکھ کا کونا رگڑ گیا۔۔"

میرے بچے مجھے تم سے کبھی کوئی شکوہ نہیں رہا۔میں جب بھی تمہیں دیکھتا تھا، تو دعا کرتا تھا کہ اللہ" نوفل یزدان جیسا بیٹا سب کو دے۔ایسی اولاد جس نے ماں باپ کی اتنی بڑی لاپرواہی کے بعد بھی انہیں تنہا نہیں کیا۔۔میرا بس چلے میرے بیٹے میں دنیا والوں کو بتاؤں کہ نوفل یزدان نامی شخص ہیرا ہے ہیرا ۔۔" وہ اس کو خود سے لگائے سسکے تھے۔

بابا!! بہت گناہ کیے ہیں۔ بہت پر، آپ کو اپنی شکل نہ دکھانے کا، آپ کو تڑپانے کا گناہ سب سے زیادہ "
تکلیف دیتا ہے۔۔اتنا کہ کئی بار راتوں کو ڈر کر اٹھ جاتا تھا۔ خود سے خوف آنے لگتا تھا۔ دل چاہتا تھا
بھاگ کر آپ کے پاس آ جاؤں۔۔پر پریہان کا وجود نگاہ کے سامنے آ جاتا تھا۔۔ کتنی تکلیف سہی
" تھی۔ میں کیسا بھائی تھا۔ بابا۔۔؟

تم سب سے اچھے بیٹے اور بھائی ہو۔۔ تمہارے جیسا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ مجھ جیسا باپ تو اس لائق "
" بھی نہیں تھا۔۔

"شرمندہ نہ کریں بابا۔۔ معاف کر دیں اپنے بیٹے کو۔۔ایک بار بس معاف کر دیں۔۔۔"

وہ ان کی گرفت میں سسکا تھا۔ وہ اونچا لمبا شخص باپ کی پناہوں میں چھوٹے سے بچوں کی طرح سسک رہا تھا۔ ایاز احمد نے اسے فوری سمیٹ لیا تھا۔۔ جو بکھرا بکھرا سا تھا۔

کئی پل ایسے ہی گزر گئے۔۔

یزدان!! میرے بچے،۔۔وہ ٹھہرے تھے۔ جیسے الفاظ جمع کر رہے ہوں۔۔"

"واپس آ جاؤ۔۔اپنے بابا کے پاس۔۔ "

نہیں بابا۔۔۔!! واپسی کا نہ کہنا۔۔اپنے اصل مجرم کو انجام تک نہ پہنچادوں، تب تک واپس نہیں آؤں گا۔جس نے ناجانے کتنے گھر اجاڑے ہیں۔"وہ فوری سیدھا ہوا تھا۔

انہوں نے لب بھینچ کر بیٹے کو سرخ آنکھوں سے دیکھا۔۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔۔وہ کس منہ سے انہیں واپس کا کہہ رہے تھے۔۔انہیں کی وجہ سے تو وہ مجرم آزاد گھوم رہا تھا۔

اس جنگ میں اپنے باپ کو بھی شامل کرلو۔"یزدان نے چونک کر انہیں دیکھا۔۔جن کے چہرے پر شرمندگی پنہاں تھی۔

نہیں بابا۔۔اب آپ کا بیٹا اتنا طاقتور ہوچکا ہے کہ اکیلا سو لوگوں کا مقابلہ کرسکتا ہے۔۔اب میں اپنے پیاروں کو تکلیف نہیں دوں گا۔"۔

یزدان!! ان کی پکار میں شدت سی تھی۔"

"چھوڑیں بابا کوئی اور بات کریں۔۔۔"

انہوں نے گہری سانس کھینچی۔

یزدان نے ان کے گرد ہاتھ پھیلا کر سر کندھے پر رکھا،اور آنکھیں موند لی۔برسوں کی تھکن پل میں دور ہوئی تھی۔۔وہ ماں سے زیادہ باپ کے قریب رہا تھا۔اس کا سر کندھے پر رکھنا ایاز صاحب کے جلتے تڑپتے دل پر ٹھنڈک برسا گیا تھا۔

آنکھیں بند ہوئی اور اس لڑکی کا سراپا چھم سے بند آنکھوں کے پردے پر لہرا گیا۔۔

تمہاری ماں بہو سے ملنا چاہتی ہے۔"انہوں نے بات کا آغاز کیا۔"

ہمم وہاں آتے ہی آپ کے پاس لے آؤں گا۔۔"اس نے بنا آنکھیں کھولے جواب دیا۔۔"

وہ صرف ملنا نہیں چاہتی۔۔سب تیاری کیے بیٹھی تھیں۔۔بس طبعیت بگڑی تو ارجنٹ یہاں آنا پڑا"
"تھا۔۔ورنہ اب اس سے صبر نہیں ہو رہا تھا۔

"کل جا رہا ہوں ، پھر آپ سے ملوانے لے آؤں گا۔۔"

کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہم سب ایک ساتھ جائیں۔"ایاز صاحب اب بھی احتیاط برت رہے تھے۔"

منزل قریب ہے بابا۔۔اور اس منزل کو پانے میں اتنا عرصہ انتظار،بے انتہا صبر کیا ہے۔اب جذبات"
"میں بہہ کر سب تباہ نہیں کر سکتا۔۔

"اللہ تمہیں کامیاب کرے گا۔۔اس جنگ میں جیت اب تمہاری ہو گی۔۔"

آپ کی دعائیں ساتھ ہونی چاہیے۔۔"وہ گرفت سخت کیے بولا۔"

ہمیشہ ساتھ ہوں میرے بچے۔۔۔"انہوں نے گھنے بالوں پر لب رکھے۔۔"

"تمہاری ماں چھوٹی سی تقریب کرنا چاہتی ہے۔اس کا تو بس نہیں چل رہا ابھی واپس چلی جائے۔۔"

کل میں جارہا ہوں۔۔اگلے ہی دن میں ماں کو بھی ڈسچارج کر دیں گے۔۔پھر جب آپ واپس آئیں "

" گے۔اسی دن آ جاؤں گا۔۔ فنکشن بعد میں رکھ لیتے ہیں۔

"تمہاری ماں سے وعدہ کیا تھا ایک ہفتے میں واپس جائیں گے۔۔"

"ڈاکٹرز کیا کہتے ہیں؟"

وہ سیدھا ہوا۔

وہ بھی ان کی ضد کے آگے ہار مان چکے ہیں۔۔اور ویسے بھی زیادہ سیریس کنڈیشن نہیں ہے۔۔ چھوٹی "

" سی گلے کی سرجری تھی۔بس تمہاری وجہ سے تھوڑا سا بڑا جھوٹ بولنا پڑا۔ورنہ تم نہ آتے۔۔

یزدان نے خفگی بھری نگاہ سے باپ کو دیکھا تو انہوں نے شانے اچکا دیے۔۔

"یعنی واپسی کنفرم ہے۔۔"

ہمم!! "انہوں نے پلکوں کو جنبش دی۔تو وہ بھی ریلکس ہوا تھا۔"

بیوی میری زرا الٹے دماغ کی ہے۔۔ماں برداشت کرلیں گی؟۔" تعبیر کا سراپا نگاہ میں گھوما۔"

"میں تمہاری ماں کو برداشت کر رہا ہوں تو وہ بہو کو کیوں نہیں برداشت کر سکتی؟؟"

میری ماں ہیں وہ، جنہیں آپ ایسے کہہ رہے ہیں۔" وہ مصنوعی گھوری سے نوازے ایاز احمد کو" مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

مجھے پورا یقین ہے۔۔وہ ایک اچھی سمجھدار لڑکی ہے جس نے میرے سر پھرے بیٹے کو کافی دبا کر" "رکھا ہے۔۔

یعنی ملے بغیر ہی اتنا یقین۔۔بیٹا تو پھر نام کا ہوا۔ بہو ایسے ہی بازی لے گئی۔۔" وہ آنکھیں گھمائے بولا۔"

بیٹا تو اپنا ہے۔بیٹے کو جانتا بھی ہوں۔۔پر بہو کو بنا ملے سمجھ گیا ہوں کہ وہ کتنی صبر والی ہے۔۔اور کا" "شکریہ ضرور ادا کروں گا۔۔جو تم جیسے الٹے دماغ کے ساتھ گزرار کر رہی ہے۔۔

وہ نہیں میں گزارا کر رہا ہوں۔۔دنیا کی نظر میں غنڈہ میں ہوں۔۔گھر میں غنڈی وہ بنی رہتی" "ہے۔۔ایسے مشکوک نظروں سے دیکھتی ہے۔کہ مجھے ہی خود پر شک ہونے لگتا ہے۔۔۔

تعبیر کی آخری گفتگو یاد آئی تو چہرے پر بلاوجہ خفگی پھیل گئی۔

ایاز احمد قہقہ لگاتے اس کے کندھے پر چپت رسید کر گئے تھے۔

وہ بابا کو دیکھے پہلے خفا ہوا پھر خود بھی مسکرا دیا تھا۔

اقصی کو اچھی خاصی سنا کر وہ تیکھے چتون لیے اوپر بڑھا۔۔کل ساری رات وہ اپنی ذات میں الجھا رہا تھا۔رانا شاکر اور اس کے بیٹے کو وہ اب ہلکا نہیں لے سکتا تھا۔

گارڈ کو اس نے رات ہی کال کی تھی۔۔جس پر اس نے بتایا تھا کہ وہ اقصی اور اس کی والدہ کے ساتھ گیا تھا۔۔جس وجہ سے اس کا قہر مزید بڑھا تھا،اسے وہ جاب سے فارغ کر کے آج نئے دو گارڈز سوسائٹی کے انتظامیہ سے کہہ کر ارینج کروا چکا تھا۔

اور پھر صبح ہی وہ نکل گیا تھا۔۔عادل اور جاوید سے باضابطہ ملاقات کر کے وہ اب گھر واپس آیا تھا۔۔اقصی بھی گھر آگئی تھی۔۔اس سے تفصیل سن کر وہ اب انابیہ کی کلاس لینا چاہتا تھا۔

دھاڑ سے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔

انابیہ کاؤچ پر بیٹھی تھی۔وہاج کو دیکھ کر زرا سا سہمی پر اپنی جگہ جمی رہی۔

"اتنی جھوٹی لڑکی میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔تمہارے ایک جھوٹ سے جانتی ہو کتنا نقصان ہو سکتا ہے۔۔"

وہ طنزیہ بولے اسے خونخوار نگاہ سے گھور رہا تھا،جبکہ انابیہ کو آج اس سے ڈر نہیں لگا تھا۔۔بلکہ وہ تو کل کے لمحے کے زیرِ اثر تھی۔

وہ اس کے بابا کی طعبیت خراب تھی۔۔اور مجھے پتہ تھا آپ کو غصہ آ جائے گا۔۔اس لیے جھوٹ کا "سہارا لیا۔۔اور میں نے ٹھیک ہی کیا تھا۔"

اس کی زبان درازی پر وہاج نے ابرو سکوڑے اس کا انداز بھانپا ایک پل کے لیے اسے یقین نہیں آیا تھا۔۔یہ وہی انابیہ ہے۔۔جس کی زبان اس کے سامنے رک جاتی تھی۔

اور چہرہ خوف سے سفید پڑ جاتا تھا۔

"بہت زبان چل رہی ہے تمہاری۔۔؟" وہ کر ختگی سے گویا ہوا۔

زبان نہیں چلا رہی، بس آپ کو جواب دیا ہے۔۔وہاج۔۔۔اور انسان کو صفائی کا موقع دینا "چاہیے۔۔جو آپ کبھی نہیں دیتے۔۔"

اس کی دلیری پر وہاج کے چہرے اور طیش پھیلا۔

وہ اس کی جانب آیا تو انابیہ بھی سہم کر کھڑی ہوئی۔

وہاج اقصی کی ماما بہت رو رہی تھیں۔۔اس لیے بس میں نے جانے کا کہا تھا۔۔" لفظ بمشکل زبان سے " ادا ہوئے تھے۔

وہ پیچھے دیوار کے ساتھ لگی۔۔جبکہ وہاج اس کی جانب بڑھتا دیوار پر ہاتھ ٹکائے اس کی جانب جھکا تھا۔اس کی تیز مہک جو کل سے اس کے دامن سے لپٹی تھی۔۔ایک بار پھر سانسوں میں پھیلی تو دل دھڑکتا اس کے چہرے پر لالی بکھیر گیا۔اس نے تو کل سے لباس نہیں بدلا تھا۔۔کہیں وہ متاثر کن، حواس کو مہکاتی خوشبو اس سے جدا نہ ہو جائے۔۔

کس خوش فہمی میں ہو؟ کس دلیری سے زبان چلا رہی ہو؟ ایک دن میرے کمرے میں رہ کر تم سمجھ " رہی ہو کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔اور اب سب ٹھیک ہو گیا۔اب ہم ہیپی فیملی کی طرح رہیں گے۔۔تمہارا جو دل چاہے گا وہ کرو گی۔تو یہ تمہاری سب سے بڑی غلط فہمی ہے۔۔نہ مجھے تمہارے وجود " میں کل دلچسپی تھی نہ آج نہ کبھی ہو گی۔۔۔

اس کے کھلے طنز و تضحیک زدہ انداز پر گلال بکھیرتا چہرہ تضحیک سے سرخ ہوا تھا۔۔جبکہ ڈبڈباتی آنکھوں پر بندھ باندھنے کی اس نے ناکام کوشش کی۔

کیا وہ اس تک اس کے وجود سے نفرت کرتا تھا۔۔کیا وہ وہاج سلطان کی ایک بھرپور نگاہ کے بھی قابل نہیں تھی۔دل کا درد بڑھنے لگا۔۔کل سے جس خوش گمانی میں تھی، آج وہی خوش گمانی اس کا تمسخر اڑا رہی تھی۔

آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔" وہ یاسیت سے گویا ہوئی۔۔"

بالکل ٹھیک سمجھ رہا ہوں۔۔ تم غلط سمجھ رہی ہو۔ بھول گئی تم کون ہو انابیہ فرمان علی، تمہارا گناہ کیا" ہے؟"

میں کس خوش فہمی میں نہیں ہوں۔۔ مم میں جانتی ہوں۔۔ وہاج کہ میں کون ہوں، اور میں نے کیا گناہ" کیا ہے؟ اور یہ حقیقت میں تاعمر نہیں بھول سکتی۔"

تم کیسے جانتی ہو گی انابیہ؟ تمہاری نظر میں تو مجھے اب بھی کوئی شرمندگی کوئی افسوس نظر نہیں" آرہا۔ بلکہ ایسا لگتا ہے تمہیں اپنے عمل پر کوئی پچھتاوا نہیں ہے۔۔" اس نے تلخی سے کہہ کر انابیہ سلطان کو ایک بار پھر اپنی نظر میں گرایا تھا۔

"اتنے سنگدل بھی نہ بنے وہاج۔۔ اگر میں نے گناہ کیا ہے تو کفارہ بھی پل پل ادا کر رہی ہوں،۔"

اس نے نہایت ضبط سے کہا۔

کفارہ واہ؟ وہ طنزیہ ہنسا۔ "تم اگر کفارہ ادا کر رہی ہو۔۔ تو میں پھر کس گناہ کی سزا کاٹ رہا ہوں۔؟ دنیا" والے تمہارے کفارے کو نہیں مجھے دیکھتے ہیں۔ میری بدکرداری کو دیکھتے ہیں جو میں مر کر بھی نہیں کر سکتا تھا۔"

اس کے لہجے کی تلخی انابیہ کو تڑپا گئی تھی۔

اپنی صفائی کا موقع تو مجرم کو بھی دیا جاتا ہے۔۔اس نے مان سے کہا۔"

تم مجرم نہیں قاتل ہو قاتل۔۔۔ میرے پاکیزہ کردار کی قاتل، میرے جنون کی قاتل، میرے "
"خوابوں کی قاتل۔۔

اگے ہی پل وہ ہذیاتی انداز میں بولتے اسے بازؤں سے پکڑ کر جنجھوڑ چکا تھا۔

وہاج!! وہ سہمی سی اسے پکارتی اس کے بازو تھام گئی۔"

میں نے گناہ نہیں کیا تھا وہاج۔۔ویڈیو میں نے اپلوڈ نہیں کی تھی۔۔ صنم نے اپلوڈ کی تھی۔۔ایک بار "
میرا یقین تو کریں۔"وہ تھکی تھکی بولتی اس کے سہارے بمشکل کھڑی ہوئی تھی۔

چپ۔۔!! بالکل چپ۔خدارا اپنی غلطی مانو۔اپلوڈ اس نے کی تھی۔۔زبان تو تمہاری تھی لفظ تمہارے "
تھے۔۔تہمات تمہاری لگائی گئی تھی۔اس نے اپلوڈ کر کے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔بلکہ اصل گناہ گار تم ہو
تم۔۔سب کچھ تم نے کیا تھا۔۔اسے موقع تم نے دیا تھا۔تم نے خود کو رسوا کیا تو کیا۔۔مجھے پوری طرح
برباد کر دیا۔۔آج میرے ہاتھ اس طرح بندھے ہیں کہ میں اپنی مجرموں کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔جو
میری عزت پر نظر گاڑھے بیٹھے ہیں ان کی میں آنکھیں نہیں نوچ سکتا۔۔صرف تمہاری وجہ
سے۔۔"وہاج کا تنفر سے بھرا ایک ایک لفظ سچ تھا۔۔انابیہ کا ضبط ٹوٹنے لگا۔اپنی غلطی مان تو رہی تھی۔پر
وہ سمجھتا ہی نہیں تھا۔۔

کل رات سے انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔۔وہ لڑکی نادانی میں غلطی کر گئی تھی۔۔پر وہ اسے بھلے بیوی کا مقام کبھی نہ دیتا۔پر اس کی غیرت کبھی گوارہ نہ کرتی کہ کوئی اس پر بلاارادہ بھی نظر ڈالے جبکہ وہ دو گدھ نماانسان اس ل۔ڑکی کو نوچنے کو تیار بیٹھے تھے۔اس کے وجود میں جو جکڑ چل رہے تھے۔۔انابیہ زراسا بھی واقف ہوتی تو آج یوں اس کے سامنے نہ کھڑی ہوتی۔

"خبر دار جو تم نے آنسو بہائے، ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

اسے رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ کر وہ دھاڑا۔اور زور سے ہاتھ دیوار پر مارا۔

انابیہ نے خوف سے اپنا چہرہ چھپالیا۔۔کہیں وہ شخص اپنا ضبط کھو کر اس پر ہاتھ نہ اٹھالے۔

"برباد کر دیا تم نے سب۔۔۔سب برباد۔کاش کہ میں کبھی تم سے نہ ملتا۔۔کاش اس دن میں تمہیں اس حملے سے نہ بچاتا۔۔کاش۔۔۔وہ ویڈیو اپلوڈ نہ ہوتی کاش کہ تم پر کسی کی نظر نہ پڑتی۔۔یہ کاش میری زندگی کا سب سے بڑا ناسور ہے۔" وہ دانت پر دانت غرایا۔۔جیسے ضبط ٹوٹ رہا ہو۔جبکہ آنکھیں لہو رنگ ہوئے شعلے بھڑکانے لگی تھی۔

وہ بری طرح سسکتی آنسو روکنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

وہاج تاسف سے سر ہلائے مڑا تھا۔

انابیہ کے کمرے کی کھڑکی پر ہوتی دستک پر وہ چونکا تھا۔

جبکہ انابیہ نے بھی رونا بھول کر سہمی نگاہ وہاج پر ڈالی۔ جس کی زیرک نگاہ کھڑکی پر جمی۔ وہ فوری دبے قدموں سے اس جانب بڑھا۔ تاکہ پردہ ہٹا کر دیکھ سکے۔

"میں جھوٹ نہیں کہہ رہی تھی۔۔ دستک ہوئی ہے ناں ؟ آپ کو اب یقین کرنا پڑے گا۔۔"

وہاج تیزی سے اس کی جانب آئے اس کے منہ پر ہاتھ جما گیا تھا۔

چپ کرو پاگل لڑکی۔۔۔" وہ سماعت کے قریب جھکے غرایا تھا۔"

انابیہ کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔

جبکہ اس کی کنپٹی کی رگ پھڑکنے لگی۔

اگر وہاں رانا شاکر یا اس کا کوئی آدمی موجود ہوا تو وہ آج خود کو خون خرابے سے روک نہیں پائے گا۔۔

آؤ میرے ساتھ ۔۔" وہ دبے قدموں کے ساتھ اسے لیے کمرے سے نکل آیا۔"

وہ اگر ونڈو سے دیکھتا تو دشمن بھاگ بھی سکتا تھا۔ اس لیے وہ لانڈری میں جا کر ہی اسے پکڑنا چاہتا تھا۔

تم یہاں سے ہلی تو تمہاری خیر نہیں۔۔۔" وہ اسے اپنے کمرے کے پاس کھڑا کیے لانڈری کے " دروازے کی طرف گیا۔ پر وہاں لگا لاک اس کو حیران کر گیا۔

یہ لاک کس نے لگایا۔۔" وہ دانت پیستا اس کی طرف آیا۔۔ جس کے چہرے کا رنگ ہی اڑا ہوا تھا۔"

مم مارنا نہیں۔۔۔ مم میں نے لگایا تھا۔۔ صبح آپ جب نکلے تھے۔۔۔ مم مجھے ڈر لگ رہا تھا۔۔ مم میں نے "آپ کے روم میں لاک دیکھ کر اس دروازے پر لگا دیا۔۔

شٹ پاگل لڑکی۔۔۔!! کیا کروں میں تمہارا۔۔" وہاج مٹھیاں بلند کیے بولا۔۔ دل چاہا اپنے ہی بال نوچ لے۔

آپ چلے گئے تھے وہاج مم مجھے ڈر لگ رہا تھا۔۔ تبھی لاک لگایا تھا۔" وہ روہانسی ہوئی بولی۔۔ جبکہ گلابی پڑتی ناک کے نتھنے ہلکے سے پھولے تھے۔ جیسے غصہ اور رونا ایک دم عود آیا۔۔

اب کھڑی رہو گی کہ چابی بھی لاؤ گی۔۔۔" ایک پولیس آفیسر پر والی ساری حسیات الرٹ ہو چکی تھی۔"

مم میں لاتی ہوں" وہ بوکھلا کر اندر بھاگی۔۔ پر آگے بڑھ کر وہاج نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔ وہ سیدھا اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔ انابیہ اس کی حرکتوں پر بوکھلاتے بمشکل خود کو سنبھال پائی۔

"مجھے بتاؤ کہاں رکھی تھی چابی۔۔؟"

مم میرے ڈرا میں سائیڈ والے ڈرا میں۔۔" وہ بمشکل بولی۔۔ جبکہ دل بری طرح لرز رہا تھا۔۔ ابھی ایک مزید کارنامہ وہاج کے منتظر تھا۔

یہاں سے ہلنامت۔۔" وہ اسے ایک طرف کیے اندر بڑھا۔اور دبے قدموں سے چابی لیے واپس آیا۔وہ دل ہی دل میں آج زندہ بچ جانے کا ورد کرنے لگی۔

اتنی دیر میں وہاں جو بھی ہوگا۔۔بھاگ گیا ہوگا۔صرف اور صرف تمہاری اس بے وقوف حرکت کی وجہ سے۔۔۔" وہاج اس پر طنز کے تیر برسائے لاک کھولنے لگا۔

لاک کھول کر وہ لانڈری میں داخل ہوا۔۔اور اسے شدید حیرت ہوئی تھی جب چھت کی طرف جاتی سیڑھیوں کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔وہ خود یہ دروازہ بند کر کے گیا تھا۔۔پھر کیسے کھل سکتا تھا؟

اس کی سوچ کے عین مطابق وہاں کوئی نہیں تھا۔

اقصی نے تو نہیں ؟؟" وہ لب سکوڑ کر بھینچے واپس مڑا۔۔اور بلند آواز میں اقصی کو پکارا۔"

کک کیا ہوا؟" انابیہ نے دہل کر وہاج سے پوچھا۔"

اقصی نے چھت کا دروازہ کھولا تھا؟" اس کا سرد انداز سنتی وہ سہمی۔"

"وہ۔۔۔مم میں۔۔نے۔۔"

سچ بولو۔۔۔" اس کی بلند دھاڑ کر وہ خوف سے لمبے سانس لیتی دیوار سے لگی۔۔"

وہ آپ کو یقین نہیں آیا تھا۔۔ مم۔۔ مجھے آپ کو یقین دلوانا تھا۔۔اب تو آپ نے خود دستک سنی" "تھی۔۔ کوئی تھا ناں وہاں۔۔۔

آہمہ ! ! وہ اپنے بال جکڑتا دانت پر دانت جمائے بمشکل خود پر قابو رکھ پایا۔۔ورنہ دل شدت سے چاہ" رہا تھا۔۔ایک زوردار تھپڑ اس کو لگائے تاکہ اس کی عقل تھوڑی ٹھکانے پر آئے۔۔

ایک نمبر کی پاگل بے وقوف ترین لڑکی۔۔ ہو لانڈری کا لاک لگا کر بہت سمجھداری کی ہے۔۔اس نے" "اندر آنا ہوتا ناں شیشہ توڑ کر بھی اندر آ جاتا۔۔۔پر تم جیسی کم عقل لڑکی ایسا کیوں سوچے گی۔

ایک بار پھر وہ اسے بازوؤں سے پکڑ کر جنجھوڑ چکا تھا۔

" "وہاج ونڈو پر گرل لگی ہے۔۔وہ کیسے اندر آتا۔۔اور میں نے دیکھا تھا وہ کافی بڑا تھا۔

انابیہ درد برداشت کیے بمشکل کہہ پائی۔

وہاج نے اپنے بال جکڑے۔۔اس کی الگ منطق اسے مزید غصہ دلا گئی تھی۔

چلو تم۔۔۔تم اگر میرے ساتھ مزید رہی تو میں پاگل ہو جاؤں گا۔۔تمہارا بھوت نامہ اور یہ سمجھداری" "والے کام میرا الٹا نقصان ہی کروائیں گے۔۔

وہ اسے بازو سے پکڑے نیچے لے جانے لگا۔۔

نہیں جاؤں گی۔۔ میں چھوڑیں۔۔ مجھے۔وہاج نہیں جانا مجھے۔۔"وہ اس کی گرفت میں بری طرح مچلتی" چیخی تھی۔اپنے گلے میں اسے خراشیں پڑتی محسوس ہوئی۔

وہاج قہر آلود نگاہ ڈالے مڑا اور مزید سختی سے بازو جکڑ کر اسے قریب کر گیا تھا۔انابیہ نے سختی سے لب دبایا۔

"مجھے آج بتا دو کیوں رہنا چاہتی ہو میرے ساتھ ؟ بتاؤ مجھے۔۔سوائے دھتکار نفرت کے مل کیا رہا ہے تمہیں۔؟۔"اس کی خاموشی پر وہ مزید بھڑکا۔

" انابیہ۔۔بولو۔۔۔ورنہ میرا سر پھٹ جائے گا۔"

اگر بولوں گی تو آپ کو میرا بولنا دھوکے بازی جھوٹ لگے گا۔۔تو بتائیں کیا بولوں میں۔۔۔"اسے " بری طرح رونا آیا تھا۔۔اور اگلے ہی پل وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی زمین پر بیٹھی۔اس کی نرم بازو وہ خود چھوڑ چکا تھا۔جیسے اپنی سختی کا ادراک ہو گیا ہو۔

تنے جبڑوں انگارہ نگاہ سے وہ اسے روتا دیکھنے لگا۔اس کے آنسو پہلی مرتبہ دل پر گرتے محسوس ہوئے۔۔پہلے ہر بار اس کا رونا اسے بیزار کرتا تھا۔۔پر آج چبھن دے رہا تھا۔دل پر گہری چبھن۔

وہ ضبط کیے وہاں سے جانے لگا۔۔جب اس کے لفظوں نے قدم زنجیر کیے تھے۔

آپ کو مجھے معاف نہیں کرنا نہ کریں۔مجھ سے نفرت کرنی ہے کرتے رہیں۔۔مجھ پر ظلم و ستم " کریں۔۔مجھے دھتکاریں ماریں۔۔سب کریں۔۔پر مجھے خود سے جدا نہ کریں۔۔میں نے دیوانگی کی آخری حد تک آپ سے محبت کی ہے وہاج۔۔اتنی محبت کہ اپنا کوئی نفع نقصان نہیں سوچا۔اور اسی محبت میں

آپ کو بھی برباد کر دیا۔۔آپ کو پالینے کے لیے میں نے خود کو برباد کیا ہے، سب چھوڑ دیا۔۔سب کچھ۔ بس ایک ضد ہے آپ کے ساتھ رہنا ہے ہر حال میں رہنا ہے

مر گئی تو بے شک پھینک دینا میری لاش کہیں۔ بھی۔ یا پھر اپنی وصیت لکھ کر مروں گی کہ میری لاش کو دفنانے کا حق بھی وہاج سلطان کو ہے۔۔"

اس کے لفظوں کی کی بازگشت فضا بھی سن کر گئی تھی۔

وہاج کا دل بری طرح گھبرایا تھا۔۔اسے انابیہ سلطان کی دیوانگی سے خوف محسوس ہوا تھا۔

ایسی محبت ایسی دیوانگی کب کہاں کسی نے دیکھی ہو گی۔ جو وہ دیکھ رہا تھا۔وہ لڑکی کیا اتنی پاگل تھی۔

کیا تھا وہ شخص ؟ایک عام انسان ہی تھا۔۔ایک سخت گیر انسان۔۔اس پتھر سے اسے کیا حاصل ہونا تھا۔۔؟ پھر بھی وہ چاہے چلی جارہی تھی۔اتنا بھی کوئی کسی کو چاہ سکتا تھا،

اس نے بری طرح اپنا سینہ مسلا اور قدم پیچھے لیے۔

جیسے اگر وہاں رکا تو اس دیوانی کی محبت اسے باندھ لے گی۔۔قید کر لے گی۔

جو وہ کبھی نہیں ہونا چاہتا تھا۔انابیہ دھندلی آنکھوں سے اسے دور جاتا دیکھتی رہی۔اور پھر گھٹنوں میں منہ چھپائے سسکی تھی۔۔

روز میری دھڑکنیں بڑھ رہی ہے۔۔میں کیسے اس کا سامنا کروں۔۔وہ ناراض ہو گا۔۔اسے کیا پسند ہے " " مطلب اگر کبھی وہ تم سے ناراض ہو تو کیسے مانتا ہے۔؟

روز کا ہاتھ پکڑے وہ بے قراری سے گویا ہوئی۔

جب سے اس کی آنے کی خبر سنی تھی، وہ بوکھلائی سی تھی

" میم آپ میرا مذاق تو نہیں بنائیں گی۔؟"

روز نے ترچھی نگاہ سے تعبیر کو دیکھا جس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

" بتاؤ ناں۔۔۔؟

" میم وہ ناراض ہونے پر سزا دیتے تھے۔۔۔"

مطلب وہ تمہیں بھی سزا؟" چہرے پر پھیلی فکر اب طیش میں بدلی۔"

میم !! اب آپ کو غصہ نہیں کرنا۔۔۔"روز نے زور سے اس کا ہاتھ دبایا۔ جیسے سمجھانا چاہا ہو کہ " باس سے صلح کرنی ہے نہ کہ لڑائی۔ ورنہ اس کے پورے ہفتے کی محنت ضائع ہو جائے گی۔

نہیں۔۔میں غصہ نہیں کر رہی۔۔ بالکل بھی نہیں کر رہی۔۔"وہ کھیسانا سا مسکرائی۔"

وہ مجھے دروازے کے پاس کھڑا کر کے کان پکڑوا دیتے تھے۔اور سارا دن کھڑا رکھتے تھے۔۔" روز خفت سے بولی۔ جبکہ تعبیر پھیلی آنکھوں سے اس کی سزا سنتی تھمی پر اگلے ہی پل اس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

روز نے خفگی بھری نگاہ تعبیر پر ڈالی جو منہ پر ہاتھ رکھے ہنستے چلی جا رہی تھی۔

مجھے لگا اس کی سزا اففف۔۔۔یزدان۔۔۔" ہنستے ہوئے اس کی آنکھیں بھیگنے لگی تھی۔ "

میم آپ نے کہا تھا، آپ میرا مذاق نہیں اڑائیں گی۔۔۔" روز اپنے خفگی بھرے اپنے مخصوص لب و لہجے میں بولی تو تعبیر بمشکل اپنا قہقہہ سمیٹ پائی۔

سوری روز۔۔۔!! وہ منہ پر ہاتھ رکھے بولی تو۔۔روز نے آنکھیں گھمائی۔ "

ہاؤ کیوٹ روز۔۔" تم نے تو مجھے بھی اپنے جیسا بولنا سکھا دیا ہے۔۔" وہ روز کے پھولے گالوں کو کھینچے " اسے بھی مسرانے پر مجبور کر گئی۔

آپ بہت جلدی سیکھ گئی ہیں میم۔۔۔" روز نے کھلے دل سے کہا۔ "

اس پورے ہفتے کے دوران اس نے روز کی ہمراہی میں کچھ لفظ سیکھے تھے۔۔تا کہ اب یزدان روز سے کچھ بات کرے تو وہ کچھ کچھ سمجھ جائے۔۔

اس نے میٹرک تک پڑھائی کی تھی۔۔اس کے بعد اسے اجازت نہیں ملی تھی۔

اسے کبھی اپنے آگے پڑھنے پر افسوس نہیں ہوا تھا، پر یہاں یزدان کو فر فر انگلش بولتے دیکھ کر اسے پہلی مرتبہ افسوس ہوا تھا۔ لیکن افسوس کے بعد وہ متجسس ہوئی تھی۔یزدان کے جانے کا اسے غم تو تھا۔ لیکن وہ اس پورے ہفتے خود کو بھرپور طریقے سے بدل گئی تھی۔۔جب سے صبوحی مل کر گئی

تھی۔گویا اس کے دل و دماغ کی تنگ سوچوں کو وسیع کر گئی تھی۔روز کے ساتھ یزدان ہر روز بات کرتا تھا۔۔اور وہ پاس ہی رہتی تھی۔۔اس نے ایک بار بھی اس کا حال نہیں پوچھا تھا۔۔ تعبیر کا دل دکھتا تھا پر وہ صبر کرنا چاہتی تھی۔۔اور یہ صبر رائیگاں نہیں گیا تھا وہ آج آ رہا تھا۔۔اور آج وہ ہر ناراضگی ہر غلط فہمی ختم کر دینا چاہتی تھی۔

میم باس بہت اچھے ہیں۔۔" روز کے لہجے میں یزدان کے لیے عزت و احترام سمٹا تھا۔"

ہاں وہ واقع بہت اچھا ہے۔۔" تعبیر نے دروازے کی جانب دیکھا۔جیسے وہاں یزدان کھڑا اسے دیکھ کر مسکرا رہا ہو۔۔"

اسی لمحے گاڑی کا ہارن فضا میں گونجا تھا۔اور ایک بار پھر اس نے روز کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

روز وہ سیدھا روم میں آئے گا۔۔ میں کہاں جاؤں،۔ میں کہاں چھپوں۔؟"اس کی بے قراریوں پر روز حیران ہوئی تھی۔"

میم ! ! کالم ڈاؤن ! !یزدان سر ابھی نہیں آئیں گے۔اور آپ اتنا گھبرا کیوں رہی ہیں،وہ پہلی مرتبہ تو نہیں آئے۔۔"

تمہیں کیا پتہ روز کہ اب اس کا آنا کیسا ہے؟اب کی مرتبہ وہ میرے بدلے ہوئے دل کا راز جان لے گا۔۔وہ جان لے گا کہ تعبیر یزدان اس سے محبت کرنے لگی ہے۔اس کی چند دنوں کی جدائی۔۔ میرے احساسات جذبات بدل گئی ہے۔۔"

میم !! روز نے چہرے پر خوشگواری لیے اسے دیکھا۔جو شرم سے نگاہ جھکا گئی تھی۔۔روز خوشی سے " اس کے گلے لگی تھی۔

تعبیر کی آنکھیں بھیگنے لگی۔پر وہ پلکیں جھپک کر آنسو اندر ہی اتار گئی۔اس وقت اسے رونا نہیں صرف مسکرانا تھا۔

میم !! میں آئی ایم سو ہیپی۔۔۔یزدان سر دیکھنا بہت خوش ہوں گے۔وہ آپ سے بہت محبت کرتے " ہیں۔۔اب سے نہیں بہت پہلے سے۔۔" تعبیر نے پلکیں جھکا کر سر اثبات میں ہلایا۔

میم میں جاتی ہوں۔۔باس کو اپڈیٹ نہ دی تو پھر مجھے سزا دیں گے۔۔"روز جھر جھری لیتی باہر " بھاگی۔وہ روز کی پھرتی دیکھتی مسکرائی۔۔اور خود دیوار گیر آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

اپنا عکس آئینے میں دیکھا تو حیا سے چہرہ سرخ ہوا۔

کھے سیدھے بالوں کو ہلکا سا کرل دیے اس نے کندھے پر پھیلایا،اور کان میں موجود آویزے کو چھوا۔جیسے خود کی تیاری کو مزید سنوار رہی ہو۔

تمہارا دل بہت بری طرح دکھایا تھا۔دل کے زخموں پر تمہاری تعبیر اپنی معافی سے مرہم رکھے " گی۔۔"

اسے آئینے میں بھی یزدان کی بولتی نگاہیں محسوس ہونے لگی تھی۔۔دل بدلا تھا تو وہ شخص ہر جانب نظر آرہا تھا۔اپنے پاگل دل پر اسے غصہ بھی آنے لگا تھا۔وہ زچ ہوئے بیڈ پر بیٹھی۔

کیا ہے یزدان؟؟ایسے بھی کوئی کسی کو اپنی محبت میں پاگل کرتا ہے۔۔ٹھیک کہتی ہوں میں۔۔تم ایک " نمبر کے چالاک انسان ہو۔کیسے کسی کو اپنی محبت میں پاگل کرنا ہے۔۔یہ تمہیں اچھے سے آتا ہے۔۔لڑکیاں ایسے ہی تمہارے پیچھے نہیں آتی, تمہاراانداز تمہاری پرسنالٹی تمہارا یہ پرمدھم سنجیدہ لہجہ۔۔کوئی کیسے نہ اسیر ہو۔۔ان کا بھی کوئی قصور نہیں۔۔قصور تو صرف تمہارا ہے۔جو تم اتنے پیارے "ہو۔۔پر صرف میرے ہو, میرے, زرا سے بھی کسی کے نہیں۔

گلابی پڑتے لبوں کی مسکراہٹ پھیل کر اتنے دنوں کی کسلمندی کو ختم کر رہی تھی۔

اپنا آنچل چہرے پر ڈالے وہ بیڈ پر لیٹ گئی۔جیسے یزدان کی نگاہ اسے جکڑ لے گی۔

اففف!!اگلے ہی پل وہ اپنا چہرہ چھپاتی یزدان کا ری ایکشن سوچتی شرم سے لال ہوئی تھی۔۔

!! سر!!ویلکم بیک"

روز کی مسکان پر وہ بوجھل سا مسکرایا۔اس وقت اسے صرف تعبیر کو دیکھنے کی طلب تھی۔۔پر روز کی بھی وہ کلاس لینا چاہتا تھا۔

اس لیے پہلے سیدھا نیچے اپنے روم میں آیا تھا۔

کیسے ہیں آپ ؟؟"

میں ٹھیک ہوں۔پہلے زرا تم یہاں میرے سامنے کھڑی ہو۔۔اور تم بھی یہاں آؤ۔۔"اس نے باسط " کو انگشت سے سامنے آنے کا کہا۔وہ چہرے پر تندہی لیے سامنے آیا۔

جبکہ روز بھی اچھے بچوں کی طرح سامنے آکھڑی ہوئی

صنم کی دو دن سے کوئی خبر نہیں اور تم یہاں آرام کر رہے ہو۔۔جانتے بھی ہو وہ لڑکی کس حد تک " "ہمارے لیے ضروری ہے۔۔

"میں نے پتہ کروانے کی کوشش کی ہے۔۔پر کوئی خبر نہیں آئی۔۔"

باسط مجھ سے مار مت کھالینا۔۔"نوفل دانت پیسے غرایا تھا۔"

باس!! وہ خفگی سے نوفل یزدان کو دیکھ کر رہ گیا۔"

آج ہی وہاں جاؤ۔۔اور صنم کا پتہ کرو۔۔اس دن اگر وہ مال میں آئی تھی ضروری نہیں کہ کسی غلط مقصد " "سے آئی ہو۔۔اس کے بعد وہ کہیں بھی نظر نہیں آئی۔۔۔

"توزین سر نے آپ کو بتا دیا۔۔؟"

زین سے میں نے خود پوچھا تھا۔۔اور مت بھولو وہ ہم سب کا باس ہے۔۔اس کا حکم ماننا ہمارا فرض ہے۔۔"

باسط نے آنکھیں گھمائی جیسے جتایا ہو کہ آپ کتنا حکم مانتے ہیں، اور کتنا انہیں باس مانتے ہیں،

فضول حرکتیں نہ کرو۔اور ابھی کے ابھی نکلو۔۔کسی بھی طرح اس لـڑکی کا پتہ کرواؤ۔میری نرمی کا سب ناجائز فائدہ اٹھانے لگے ہیں۔۔" اس نے روز کو دیکھے کہا جو سٹپٹائی تھی۔

جی باس۔۔وہ لب بھینچے وہاں سے نکلا تھا۔جبکہ روز کا رنگ اڑا تھا۔۔اب اس کی شامت پکی تھی۔"

"روز !! بہت سمجھدار ہو گئی ہیں۔۔میری غیر موجودگی کا کافی ناجائز فائدہ اٹھالیا ہے۔۔"

نو باس۔۔۔وہ تعبیر میم۔۔!! وہ ہر وقت پاس ہوتی تھیں۔اسی لیے بس میں نے ان کی تھوڑی سی ہیلپ کر دی۔۔"

"میری بیوی اگر مجھے بگڑی ہوئی ملی تو تمہاری خیر نہیں۔۔"

نیور ایور باس۔۔وہ اب بہت اچھی ہو گئی ہیں۔آپ خود ان میں چینج دیکھیں گے۔۔" روز نے نفی میں سر ہلا کر وضاحت دی تھی۔

"دیکھ لوں گا۔۔اگر زرا سی بھی بگڑی نظر آئی تو سزا کے لیے تیار رہنا۔۔"

روز جھینپی تھی۔

پرسوں صبح چار بجے ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے۔۔اور تم بھی وہاں موجود ہو گی۔اور کوشش کرنا اپنے "حواس قائم رکھنا۔۔"

مطلب؟؟"اس نے حیرانگی سے یزدان کو دیکھا۔"

پتہ چل جائے گا۔۔بس خود کو ہر طرح سے ریڈی کر لینا۔۔کل شام مجھے تعبیر کے ساتھ جانا ہے۔۔پر "اسے ابھی مت بتانا۔"

جی باس!!وہ الجھی تو تھی پر پھر سر جھٹک گئی تھی۔"

اب زرا پورے ہفتے کی ڈیٹیل بتائیں۔۔"نوفل نے طنزیہ کہا تو وہ خفت زدہ سی اسے تعبیر کے پورے "ہفتے کی روٹین بتانے لگی تھی۔

جسے سنتا وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ پر قابو رکھ پایا تھا۔

یزدان۔۔!!اسے دروازے کے فریم میں دیکھ کر تعبیر سرعت سے اٹھی۔۔جبکہ دل کی دھڑکنیں "کانوں میں سنائی دینے لگی۔

کب سے یہی سوچیں حاوی تھیں کہ وہ کمرے میں آئے گا تو بے قراری سے اس جانب بڑھے گی۔۔اس سے اپنے عمل کی معافی مانگی،پر سب تدبیریں الٹی ہو گئی تھیں۔۔وہ سامنے آیا تو قدم ہی زمین نے جکڑ لیے تھے۔۔

ہمم!! کیسی ہیں؟؟" وہ اس پر ایک نگاہ ڈالے کاؤچ پر جا بیٹھا۔"

ٹھیک۔۔۔ تم،۔ تم کیسے ہو؟؟" وہ لب کا کونا دباتی بمشکل بولی۔"

ہمم ٹھیک۔۔ پہلے سے بہت بہتر۔۔۔" شانے اچکا کر اس نے تعبیر کو جتایا تھا۔"

اچھی بات ہے۔۔" تعبیر کو اس کا انداز بیگانہ سے لگا تھا۔ وہ ایسا تو نہیں تھا۔"

اور کیا مصروفیت تھی۔۔ کسے تنگ کیا کس پر شک کیا؟ روز نے بتا تو دیا تھا کہ میں اپنی مام سے ملنے گیا" تھا۔" یزدان کا سنجیدہ لب و لہجہ اس کی جان ہوا کرنے لگا۔

یزدان۔۔۔ ایسا بھی نہیں ہے بس میں غلط فہمی۔" یزدان نے فوراً ہاتھ بلند کر کے اسے بولنے سے " روک دیا

آپ ملنا چاہتی تھیں۔۔ اس لیے یہاں آ گیا، اگر کوئی خاص کام ہے تو بتا دیں۔ اس وقت میں صرف " آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔"

وہ اپنی پیشانی رگڑے بیزاری سے بولا۔

یزدان!! اس کی بیگانگی پر اس کا دل اب بے چین ہوا تھا۔۔ پر وہ اج اسے ہر حال میں منا لینا چاہتی تھی۔"

ہمم بولیں۔۔" وہ موبائل کی سکرین میں خود کو مصروف کر چکا تھا۔"

تعبیر کو اس نظر اندازی کا شدت سے احساس ہوا۔اس نے خونخوار نظروں سے اس موبائل کو دیکھا جو اس وقت نوفل یزدان کو تعبیر سے بھی زیادہ ضروری لگ رہا تھا۔

"تمہاری ماما کیسی ہے؟؟اور کیا ہوا تھا انہیں۔۔؟"

ہاں؟؟"یزدان نے ابرو اچکائے پوچھا۔۔جیسے اس کی آواز ٹھیک سے سن نہ پایا ہو۔۔"

میں نے تمہاری ماما کا حال پوچھا ہے۔۔۔" وہ دانت پیس کر اس نے لبوں پر جبری مسکان سجائی۔"

ان کے گلے میں انفیکشن تھا۔۔کافی پھیل گیا تھا۔۔تو ایک چھوٹا سا آپریٹ تھا۔۔اب وہ ٹھیک " ہیں۔۔ایک دو دن میں واپس آجائیں گی۔

"تو تم اتنے دن کہاں تھے؟؟"

"انہیں کے پاس تھا۔اور ایک دو میٹنگز تھیں۔۔"

اس کا انداز سادہ تھا پر تعبیر کو خطرے کی گھنٹی کی طرح لگا تھا۔

میٹنگز۔۔۔!!" وہ بڑبڑائی۔۔یزدان نے بری آنکھوں کا سرد تاثر اس پر ڈالا۔"

نہیں۔۔میں تو کچھ نہیں کہہ رہی۔۔۔" وہ کندھے اچکائے کھسیاہٹ کا شکار ہوئی۔"

جاؤں میں؟؟" وہ بیزاری سے بولا۔تو تعبیر سنجیدہ ہوئی۔"

"تم اب بھی ناراض ہو۔۔اس دن میں بلاوجہ۔۔۔شک۔۔فضول بول گئی۔۔"

ہاتھوں کی انگلیوں کو چٹخاتی وہ یزدان کو حد درجہ پیاری لگی۔پر دل پر اس کے لفظ اب بھی بری طرح نقش تھے۔

ضرورت نہیں ہے۔۔۔"وہ اٹھا تو تعبیر فوری اس کے سامنے آئی۔"

بیٹھ جاؤ۔۔مم مجھے کچھ کہنا تھا۔۔"یزدان چپ چاپ بیٹھ گیا۔۔جبکہ تعبیر کی دھڑکنیں ایک بار پھر" بے اختیار ہونے لگی۔۔اس کی سٹرونگ پرفیوم جس نے اسے ہر لمحے ستایا تھا۔۔آج محسوس ہوئی تو دل خوشی سے جھوم گیا تھا۔

بولیں۔۔تعبیر۔۔۔!!"اس نے تعبیر کو پکارا تو وہ بال کان کے پیچھے اڑستی خود کو تیار کرنے لگی۔"

یزدان کی نظر اس کے آویزے اور اس کی نازک کلائی پر گئی،اتنے دنوں بعد اسے دیکھا تھا۔دل کی خواہشات کچھ اور تھیں۔۔جبکہ دماغ سرد مہر بنا ہوا تھا۔

وہ مجھے کہنا تھا۔۔"اس نے تمہید باندھی۔۔پر زبان بری طرح لڑکھڑائی۔۔"

میں تھک گیا ہوں، تعبیر۔۔آرام کرنا ہے مجھے۔۔"یزدان کا بیزار لہجہ اسے واضح محسوس ہوا۔۔"

کہنا چاہتی ہوں پر کہا نہیں جارہا۔۔"وہ روہانسی ہوئی تھی۔"

ایک تو رونا آگے ہی رہتا ہے۔۔"وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔۔جانتا تھا اس کا ایک آنسو گرا اور وہیں اس کا دل" پگھل جائے گا۔

جو بھی کہنا ہے کہہ دیں۔۔"اس کی ڈھارس پر وہ پھیکا سا مسکرائی۔۔"

مجھے لگتا تھا تم آؤ گے تو میں تمہارے قدموں میں معافی نامہ لیے بیٹھ جاؤں گی۔۔پر تمہیں سامنے دیکھ کر تو میری دھڑکنیں ہی رواں نہیں ہو رہی، معافی کیا خاک مانگوں گی۔

اس کا انداز خفت زدہ تھا۔

اچھا ایسا بھی کیا ہوا ہے کہ آپ کی دھڑکنیں رواں نہیں ہو پا رہی۔۔میں وہی نوفل یزدان ہوں، جس سے آپ کو ہمیشہ نفرت رہی ہے۔اب چند دنوں میں نفرت کہاں چلی گئی۔؟

اس نے گھمبیر تا سے کہہ کر اپنے لبوں پر ہاتھ رکھا۔۔جیسے تاثرات چھپا لینا چاہتا ہو۔پر آنکھوں کی سرد مہری تعبیر کو حواس باختہ کر گئی تھی۔

تت تم اب بھی۔۔۔" تعبیر کی پھیلی آنکھوں میں حزن پھیلنے لگا۔۔"

کل بات کریں گے۔۔تھکا ہوا ہوں بہت۔۔۔" تھکن زدہ سا بولتا وہ کمرے سے نکل گیا۔ تعبیر نے یاسیت سے ہاتھ بڑھایا۔پر پھر پہلو میں گرا لیا۔۔وہ کمرے سے جا چکا تھا۔

اس کی بے رخی پر آنسو گالوں پر بہے۔۔ساری تیاری جیسے غارت ہوتی محسوس ہوئی۔

یقین کرنا اسے مشکل لگ رہا تھا۔۔پر وہ چلا گیا تھا۔بنا اس کی تیاری دیکھے۔بنا اسے سراہے۔۔؟وہ وہی کھڑی رہ گئی تھی۔

لمبے ڈگ بھرتا وہ اپنے کمرے میں بند ا ہوا۔اور زوردار پنچ دیوار پر مارا، جیسے اپنے عمل کی خود کو سزا دی ہو۔اور پھر مسکرا کر بیڈ پر چت لیٹ گیا۔اپنے گھنے بالوں کو پیچھے کیے اس نے مٹھی مسکراتے لبوں پر جمالی۔

بس ایک دن تعبیر!! تھوڑی سزا تو اور ملے گی۔۔۔"وہ کل کے بارے میں سوچتا آنکھیں موند گیا" تھا۔

"سفیر!!آریان ساگر کو ہوش آگیا ہے۔۔

زین اندر آتے پرجوشی سے بولا۔۔جبکہ سفیر کے چہرے پر یہ خبر تازگی لائی تھی۔

وہ خوشی سے اس کی جانب بڑھا۔

"مطلب اب باسط پر لگا الزام ہٹ جائے گا۔"

بالکل اب سب ٹھیک ہو گا۔اور جلد وہ یہاں گاؤں میں عزت سے واپس آئے گا۔۔پر ابھی اس کا نوفل " کے پاس رہنا زیادہ مح۔فوظ ہے۔لیکن تم نہیں جانتے کہ آریان کا ہوش میں آنا کتنی بڑی کامیابی ہے،۔

" بالکل اب شایان ساگر کی موت پکی ہے۔۔"

انشاءاللہ اب شایان ساگر پر گھیرا تنگ کرنے کی باری ہے۔جتنی تباہی اس نے مچائی تھی مچالی، اب س " کا اصل ماسٹر مائنڈ بھی سامنے آئے گا۔۔پھر اس کے سب خفیہ اڈوں، سب گناہوں کا کچا چٹھا میں عیاں کروں گا کہ کوئی سیاسی یا سماجی پاور اسے گرفتار ہونے سے روک نہیں پائے گی۔۔اس غدارِ وطن کا "انجام بہت بھیانک ہونے والا ہے۔

انشاءاللہ ! ! اور اب اگر اس کی گرفتاری کسی نے روکنے کی کوشش کی تو میں اس شخص کو خود اپنے " "ہاتھوں سے گولی ماروں گا۔

سفیر کے لہجے میں جنون سمٹا تھا۔زین مسکرایا تھا۔

" ایک بات کہوں۔"

زین کو اس نے حیرت سے دیکھا جو پہلی مرتبہ تذبذب کا شکار ہوا تھا۔

اگر تو شادی آگے کرنے کی بات کرنا چاہتا ہے تو ایسا ممکن نہیں ہے یہ ایک ہفتہ میرے لیے اس قدر بھاری ہے کہ تو سوچ بھی نہیں سکتا۔پل پل میرے لیے صدیوں جیسا ہے۔ "

سفیر کی بے قراری اس کے لفظوں سے عیاں ہوئی تھی۔

نکاح کے بعد تو جو کہے گا وہ ہو گا پر ایک ہفتہ ٹھہر جا۔شجیہ کو میری دلہن بنے دیکھنا میرے ماں باپ کی خواہش تھی۔جیتے جی تو میں انہیں سکھ نہیں دے پایا۔لیکن مرنے کے بعد ان کو یہ خوشی ضرور دوں گا بے شک پھر میں اپنی زندگی کی بازی کیوں نہ ہار جاؤں۔۔ "

بکواس مت کر۔۔اللہ تجھے میری عمر بھی دے۔۔"زین اس کے کندھے پر مکہ جڑے ساتھ لگا گیا تھا۔"

زین!! سفیر نے اسے خود میں سختی سے بھینچے پکارا۔"

"اگر ماسٹر مائنڈ کوئی تیرا اپنا ہوا تو؟؟"

زین ٹھٹک گیا تھا۔

تو مجھے صاف صاف بتا۔۔"زین دور ہوا تھا۔"

"وقت بتائے گا زین۔۔۔بس مجھ سے مت پوچھ۔۔"

یعنی تو جانتا ہے۔۔؟"زین نے ابرو اچکائی۔"

"نہیں بس شک ہے۔۔دل کہتا ہے میں غلط ہوں۔۔"

"اگراس ملک کا غدار اگر میرا سگا باپ بھی ہوا تب بھی سزا دوں گا۔۔کیونکہ زین چوہدری اپنے اللہ رسول ﷺ کے بعد اپنے وطن سے محبت کرتا ہے۔

اس کا مضبوط لہجہ سفیر کے چہرے پر مسکراہٹ لایا تھا۔

مجھے پتہ ہے میرے دوست۔۔۔" سفیر نے اس کا کندھا تھپتپایا تھا۔"

"ابھی میں حویلی جارہا ہوں۔زرفشاں سے مل کر نکلوں گا۔۔اور آج شایان سا گر کو ایک بہت بڑا جھٹکا لگنے والا ہے۔یوں سمجھ لے اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکنے والی ہے۔۔تم ٹھیک چار بجے پہنچ جانا۔وہاں"

اللہ ہمیں کامیاب کرے گا۔" سفیر شدت گریہ اس کے گلے لگا تھا۔"

چٹ ہاتھ میں تھامے وہ تیسری مرتبہ اس تحریر کو پڑھ رہی تھی۔جس پر صنم نے اسے اس نمبر پر کال کرنے کو کہا تھا۔

لیکن زین کی تنبیہ بھی اسے روکے ہوئے تھی۔

"ہو سکتا ہے کہ، سندری کسی مصیبت میں ہو، مجھے ایک بار اسے کال کر لینی چاہیے۔۔

نمبر موبائل پر ٹائپ کر کے اس نے موبائل کان سے لگایا۔

ابھی ایک بیل گئی تھی۔جب اس نے کال کاٹ دی۔

"میسج کرلیتی ہوں اگر بھائی کو پتہ چل گیا تو میری خیر نہیں۔۔"

اس نے سکرین پر میسج ٹائپ کرنا شروع کیا۔ہاتھ ہلکے سے کپکپا رہے تھے۔

ہیلو میں شجیہ ہوں۔۔تم مجھ سے کیا بات کرنا چاہتی تھی؟"اس نے میسج سینڈ کیا،اور موبائل کو دیکھنے لگی،۔جہاں میسج سینڈ ہو چکا تھا۔

شجیہ!! صدیقہ بیگم کی آواز پر وہ سیدھی ہوئی۔"

اسے نا جانے کیوں وہم سا ہوا تھا۔۔جب بھی وہ شایان ساگر کی جانب بڑھنا چاہتی تھی کوئی نہ کوئی آکر اس کی راہ میں خلل ڈال دیتا تھا۔

پہلے سفیر پھر زین کا اور آج صدیقہ بیگم کا آنا۔۔اسے کسی بھٹکی راہ سے درست راہ پر لانے جیسا لگا تھا۔

"کیا حال بنایا ہوا ہے۔۔۔ایسے تو میری بیٹی شادی پر زرا بھی پیاری نہیں لگے گی۔۔"

یہ درد جان نہیں چھوڑتا۔پھر کچھ بھی کرنے کو دل نہیں چاہتا۔۔مجھے تو ڈر لگتا ہے امی۔۔کہیں سفیر" تنگ نہ آجائے۔" وہ نم سی آواز میں بولی۔

میری بچی یہ بھی جلد ٹھیک ہو جائے گا۔پر خود کا خیال رکھ۔کچھ دن تو باقی ہیں۔اور سفیر کی تو فیر نہ " کر۔۔سفیر بھلے مجھے پسند نہیں تھا۔پر اب میرا دل مطمئن ہے۔۔تیرے ساتھ اتنا بڑا حادثہ ہوا۔کوئی اور شخص ہوتا اتنی ب۔ڑی کمی کے بعد تجھے چھوڑ دیتا۔پر اس نے تو قدم قدم ساتھ نبھایا۔۔" صدیقہ بیگم

کے درست تجزیے پر شجیہ بوجھل سا مسکرائی۔۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھیں وہ۔۔ سفیر جیسا شخص ہی تو تھا جو اس جیسی نک چڑھی بد تمیز لڑکی کو سنبھال سکتا تھا۔

ایک بار پھر اس کے ذہن میں سفیر نے اپنا قبضہ جمایا تھا۔

"میں نے شہر سے ایک بیوٹیشن کو بلایا ہے۔۔ وہ تیرا رنگ روپ سنوار دے گی۔۔

میرا دل نہیں چاہ رہا۔۔ "اس نفی میں سر ہلایا۔۔ بیزاریت اور کسلمندی وجود میں طاری ہونے لگی تھی۔ "

فضول باتیں نہ کر۔۔ بس کچھ دن ہیں۔۔ پھر تو میری بیٹی پرائی ہو جائے گی۔۔ "اس کی پیشانی چومے وہ" نم آنکھوں سے مسکرائی۔

ابھی صرف نکاح ہو رہا ہے اماں۔۔۔ " وہ گھبرائی تھی۔ "

ہاں۔۔ نکاح ہی ہو رہا ہے۔۔ " صدیقہ بیگم نے خود کو سنبھالا تھا۔ "

"اماں۔۔ بابا کیوں نہیں آتے میرے کمرے میں۔۔؟"

شجیہ کے سوال پر ان کا رنگ اڑا تھا۔ جبکہ شجیہ تلخ سا مسکرائی۔

ایسے ہی، کام میں کافی مصروف ہیں۔ آج کل پنچایت کے فیصلوں میں خود کو مصروف کیا ہوا ہے، میں "
" کہوں گی کہ تجھ سے مل لیں آکر۔۔

میں جانتی ہوں۔ اماں۔۔ وہ نہیں آئیں گے۔ "وہ صدیقہ بیگم کو نظر چرانے پر مجبور کر گئی تھی۔ "

شجیہ!!! اندر آتی زرفشاں صدیقہ بیگم کو دیکھ کر گھبرائی تھی۔۔ جبکہ ان کو بھی شدید ناگواریت نے گھیرا تھا۔

اس کا کھلا کھلا سا روپ انہوں نے واضح محسوس کیا۔ زین کی ہمراہی اس کے حسن کو مزید نکھارنے لگی تھی۔

میں بعد میں آجاتی ہوں۔۔ "زرفشاں انہیں قدموں واپس ہوئی۔"

جانے دے اسے۔۔، اس لڑکی کو دیکھ کر میرا خون جلتا ہے۔۔ "شجیہ نے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔ پر صدیقہ" بیگم اسے روکتی ناگواری سے بولی۔

وہ چہرے پر آیا پسینہ صاف کرتی اپنے قدم آگے بڑھانے لگی۔۔ جب سامنے سے آتے زین سے ٹکرائی تھی۔

اس کے ہاتھ میں موجود موبائل زمین پر گرا تھا۔

زری چند قدم پیچھے ہوئی۔ جبکہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے وہ موبائل کو دیکھنے لگی۔۔ ایسے ہی تو اس سے پیکٹ گر گئے تھے۔ اور صدیقہ بیگم نے اسے کافی ذلیل کیا تھا۔۔ اب ناجانے زین کتنا غصہ کرتا۔۔

میں نے جان بوجھ کر نہیں گرایا۔۔، مجھے تو پتہ بھی نہیں تھا آپ آرہے ہیں۔ "اس کی روہانسی آواز پر" زین چونکا تھا۔

"زرفشاں کچھ بھی نہیں ہوا۔"

اس کا ہاتھ پکڑے وہ اسے قریب کر گیا تھا۔

زین آپ کا موبائل خراب ہو گیا۔۔اب آپ کیا کریں گے۔۔"اس نے جھک کر موبائل اٹھایا۔جو بند ہو چکا تھا۔زری مزید گھبرائی تھی۔۔

"کچھ بھی نہیں۔۔۔"

وہ زری کا گلابی سادہ چہرہ دیکھتا بولا۔جس پر خوف پھیلا تھا۔

"میری وجہ سے ہوا ہے۔۔میں کتنی پاگل ہوں۔۔دھیان پتہ نہیں کہاں رکھتی ہوں۔"

اسے رونے کی تیاری پکڑے دیکھ کر وہ اس کی کلائی تھامے کمرے میں لے آیا۔

زرفشاں کی سوں سوں شروع ہو چکی تھی۔

یہ دیکھو بالکل ٹھیک ہے میرا موبائل۔۔"اس نے سکرین سامنے کی تو زری نے بھیگی آنکھیں رگڑ کر دیکھا۔جہاں زرفشاں کی تصویر موجود تھی۔۔اس کی بے خبری میں لی گئی تصویر،جہاں وہ اپنے بالوں کو کان کے پیچھے کرتی نگاہ جھکائے ہوئے ہلکا سا مسکرا رہی تھی۔تصویر کافی خوبصورت تھی۔زرفشاں کو یقین نہیں آیا یہ اس کی تصویر ہے۔

یہ کب لی آپ نے؟"رونا بھولے وہ متعجب ہوئی تھی۔"

بس لے لی تھی۔۔اور یہ اتنی پیاری لگی کہ میرا دل چاہا یہ ہر وقت میری نگاہ کے سامنے رہے۔۔اور" اس طرح سے میری یہ نادان سی معصوم بیوی بھی ہلکان نہ ہو کہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔۔اب تو خوش

ہو جاؤ لڑکی۔۔ کہ تم نے زین چوہدری کو بدل کر اپنے رنگ میں رنگ دیا ہے کہ ہر وقت وہ تمہارا چہرہ سامنے دیکھنا چاہتا ہے۔اتنا بھی کوئی کسی کو اسیر کرتا ہے کیا؟"اس کی پیشانی پر ہلکی سی ٹھونک لگائے گھمبیر تا سے بولا۔

زری جھجھکی تھی،۔پریشانی سب کچھ رفع دفع ہوتی محسوس ہوئی۔دل کی کلی کھلنے لگی تھی۔

اس کی مسکراہٹ پر وہ بھی ریلکس ہوا۔

میں ایک ضروری کام سے جا رہا تھا۔پر تمہارا رونا گھبرانا مجھے روک گیا۔۔ایسا ہی رہا تو جانتی ہو کیا" ہو گا۔۔؟"وہ فسوں خیزی سے بولے جھکا تھا۔

نہیں میں تو نہیں رو رہی۔۔آپ جائیں۔"اس نے فوری اپنا چہرہ صاف کیا تھا۔"

مطلب بھیجنا چاہ رہی ہو۔۔؟"زین کا لہجہ خفا خفا تھا۔"

"نہیں بالکل بھی نہیں۔۔میں کیوں آپ کو کہیں بھیجوں گی۔۔؟"

"پھر کیوں کہا؟ جائیں؟"

آپ نے ہی تو کہا تھا کہ ضروری کام سے جا رہا ہوں۔پر میں نے آپ کو روک دیا۔۔"زین کو اس کی " گھبراہٹ مزہ دے رہی تھی۔

تم نے پوری بات تو سنی ہی نہیں۔۔"زین مزید قریب ہوا۔"

جانتی ہوں،۔آپ کو کسی کام کا نہیں رہنے دوں گی۔۔"زین کا قہقہ پھوٹا تھا۔اور زری جانتی تھی وہ وہ" ایسے ہی مسکرائے گا۔

آج میں بہت خوش ہوں،۔ایک بہت بڑی کامیابی میرے حصے میں آئی ہے،جو شاید تمہاری وجہ سے" ممکن ہوئی ہے۔۔سوچا تھا شام کو آکر تمہیں اپنی خوشی کا عالم اچھے سے بتاؤں گا،۔پر تم پہلے ہی میری منتظر تھی۔ تبھی سیل فون گرایا۔۔اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ اچھا ہی ہوا ہے۔۔اب تمہارا چہرہ دیکھ کر "جاؤں گا تو میری خوشی مزید بڑھ جائے گی۔

میں اتنی بھی خاص نہیں ہوں۔"اس کی محبت اس کے لفظ زرفشاں کو مغرور بنانے لگے تھے۔۔"

آکر بتاؤں گا تم کتنی خاص ہو۔"اس کے گال سہلائے وہ دلفریبی سے بولا۔اس کا ذومعنی انداز اسے" بوکھلانے پر مجبور کر گیا۔

آج میں تھوڑا لیٹ آوں گا۔اپنا خیال رکھنا۔۔رکھی کو تمہاری حفاظت کا ذمہ دیے جا رہا ہوں۔۔جو کہنا" "ہو اسے کہنا۔اپنے آپ کو کسی کام کے لیے ہلکان مت کرنا۔۔

اس کی پیشانی کو چومے وہ اسے ہدایات دینے لگا۔۔

زری نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

وہ مطمئن ہوئے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھا۔۔پر نا جانے دل میں ایک دم ہلچل سی ہوئی۔۔اس نے اپناہاتھ سینے پر رکھا تو دھڑکنیں تیز تھیں۔وہ اس کی جانب آیا۔۔زری نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا۔۔؟

زری!! اپنا خیال رکھنا۔ میرے لیے۔۔اپنے زین کے لیے۔۔" اسے سینے سے لگائے وہ بے قراری سے گویا ہوا۔

میں رکھوں گی۔۔" اس سے نگاہ اٹھانا مشکل ہوا۔اس کی قربت ہر اکثر ہی وہ گھبرا جاتی تھی۔"

میری آنکھوں میں دیکھو۔۔" اس نے زری کا چہرہ بلند کیا تو وہ لرزتی پلکوں کے ساتھ اس کے خوبرو بارعب چہرے کو دیکھنے لگی۔

زین کا دل مزید بے قرار ہوا تھا۔

" میرا دل نہیں چاہ رہا کہ تمہیں چھوڑ کر جاؤں۔۔"

"نہیں آپ جائیں،۔۔ میری فکرمت کریں۔۔میں اپنا خیال رکھوں گی۔"

زین نے بمشکل سر اثبات میں ہلایا۔دل کہہ رہا تھا کہ نہ جائے۔۔پر آج جانا بھی ضروری تھا۔

فرض بھی تو ضروری تھا۔اور کبھی کبھی فرض کی خاطر اپنوں سے دور بھی جانا پڑتا ہے۔۔آج زین کو پہلی مرتبہ یہ احساس ہوا تھا کہ وہ اپنی زندگی کو خطروں کے درمیان چھوڑ کر جا رہا تھا۔

اسے ہوش آیا تو خود کو بیڈ پر محسوس کیے وہ حواس بحال کرنے لگی۔۔ زہن بیدار ہوا تو سب کچھ یاد آنے لگا تھا۔۔ گردن میں شدید درد تھا جبکہ سر اس سے بھی زیادہ بھاری تھا۔

جسم بے جان محسوس ہو رہا تھا۔ پر ہمت مجتمع کیے وہ کہنیوں کے بل اٹھنے لگی۔۔ پر شایان کو دیکھ کر اس کی چیخ نکلی تھی۔

" تمہارا بھائی ہوں صنم۔۔۔ اتنا کیوں ڈر رہی ہو۔۔؟"

شایان فکر سے بولے اس کے پاس آیا۔۔

میرے پاس مت آئیں۔۔" وہ پیچھے کھسکی تھی۔"

" میں کچھ نہیں کہوں۔ گا۔۔ بس مجھے شجیہ لا دو۔ وہ لے آو گی تو تمہیں آزاد کر دوں گا۔۔ "

بھائی آپ اچھا نہیں کر رہے۔۔ وہ معصوم ہے۔۔ پلیز۔۔ یہ سب مت کریں۔۔ اس کی شادی ہونے والی ہے۔۔

شایان کو سامنے فرعون بنے کھڑے دیکھ کر وہ تھکن زدہ سی بولی تھی۔ کل کے بعد اس کی ہمت ہی ختم ہو گئی تھی۔

تمہیں اپنے بھائی سے زیادہ اس لڑکی کی پرواہ ہے۔کیا تمہیں اپنے بھائی کی محبت کا اندازہ نہیں ہے، میں" اسے دل و جان سے چاہتا ہوں۔۔جنون بن گئی ہے میرا۔اور تم اپنے بھائی کا دل توڑ کر اسے درندہ بنا دینا چاہتی ہو۔؟"

شایان ساگر لاچارگی سے بولا۔

صنم کو اس کے انداز پر کراہیت محسوس ہوئی تھی۔

کیا تھا وہ شخص وہ کبھی سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔اور جب پتہ چلا تو خود پر افسوس کرنے کے علاوہ اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔

آپ درندے ہی ہیں۔آپ نے انعم آپی کو مار ڈالا اپنی بہن کو مار دیا۔۔آپ سے بڑا درندہ کوئی نہیں ہو سکتا۔۔"

تم اپنے بھائی پر شک کر رہی ہو۔۔اسے درندہ کہہ رہی ہو صنم۔۔!! وہ معصومیت سے بولا۔"

شک نہیں یقین ہے اب۔۔۔میں جان گئی ہوں کہ آپ نے کیا گناہ کیا ہے؟؟" وہ چیخی تھی۔"

صنم بری بات۔۔بڑا بھائی ہوں تمہارا۔۔اور چھوٹے موٹے گناہ، او پس غلطیاں تو انسان کرتا ہی رہتا" ہے۔" عام انداز میں بولتے اس نے شانے اچکائے۔

وہ آپ کی بہن تھی بھائی۔اور آپ نے غلطی نہیں گناہ کیا ہے۔اپنی ہی بہن کو۔۔۔!!!" صنم کے " آنسو بہے تھے۔

"اس نے غلط راہ کا انتخاب کیا تھا۔۔جس کی سزا موت تھی،۔"

"کیا آپ کو زرا بھی رحم نہیں آیا تھا۔۔؟"

"تم اگر میرا کام بگاڑو گی تو میں تم پر بھی رحم نہیں کھاؤں گا۔۔"

صنم نے تنفر سے سر جھٹکا۔

اچھا ہے کہ میں مر جاؤں، کیونکہ جو گناہ میں کر چکی ہوں اس کے بدلے تو مجھے دردناک موت ملنی " "چاہیے۔۔۔

ہمم یہ کام میں بہت جلد کروں گا۔۔تم پریشان مت ہو۔"

ویسے ماں نے اچھا نہیں کیا تمہیں سچ بتا کر۔۔کاش کہ وہ میری ماں نہ ہوتی تو آج وہ بھی انعم کے پاس "ہوتی۔۔

بھائی وہ آپ کی ماں ہے۔۔" صنم اس کی سفاکیت پر ایک بار پھر چیخی تھی۔اس کا دل جیسے خوف سکڑا" تھا۔

شایان نے آگے بڑھ کر صنم کے سرخ چہرے کو دیکھا۔وہ خوف سے پیچھے کھسکی۔۔

شکر کرو وہ میری ماں اور تم میری بہن ہو۔۔ورنہ شایان سا گروہ درندہ ہے۔۔جس کے دل میں اپنے" لیے بھی رحم نہیں ہے۔۔اور تم تو پھر میری بہن ہو۔اب تک تم سلامت ہو تو اس کے پیچھے بھی میرا "ایک مقصد ہے۔ورنہ اب تک تمہارے ٹکرے کر کے میں کتوں کو کھلا چکا ہوتا۔۔

اس کے بال بری طرح جکڑے وہ وحشت سے غرایا تھا۔

"میں اب آپ کے کسی مقصد کو کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔۔"

شایان نے اس کے بالوں کو مزید شدت سے جکڑا۔۔

صنم کی خوف و درد سے چیخ نکلی تھی۔ایک پل کے لیے اسے لگا بال جڑ سے اکھڑ جائیں گے۔

"تو پھر تم اپنی ماں کو کھونے کے لیے تیار رہنا۔۔"

شایان نے اس کے بال چھوڑ کر اسے دور جھٹکا۔۔اس کا سر بری طرح کراؤن سے لگا تھا۔

وہ درد سے کراہ کر رہ گئی تھی۔آنکھوں کے گرد ایک بار پھر اندھیرا چھانے لگا تھا۔

نہیں بھائی آپ کچھ نہیں کریں گے۔۔۔" وہ سر پر ہاتھ رکھے فریادی ہوئی تھی۔"

پر شایان اسے نظر انداز کیے اس کا موبائل چیک کرنے لگا۔

"ویسے مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ اس نے اب تک میسج کیوں نہیں کیا؟؟"

اب اس کے وجود بھی بے چینی بڑھنے لگی تھی۔لیکن وہ صنم کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اللہ کرے وہ کبھی بھی میرے نمبر پر میسج نہ کرے۔۔آپ جیسے درندے سے اللہ اس کی حفاظت ضرور "کرے گا۔۔"

شایان ساگر کا قہقہ گونجا تھا۔

URDUNovelians

پاگل لڑکی،!! تمہیں کیا میرے چہرے پر بے وقوف لکھا نظر آ رہا ہے۔۔؟ دیکھو غور سے دیکھو اپنے " بھائی کا چہرہ۔۔۔،چار سال سے آزادانہ گھوم رہا ہوں۔۔آج تک کسی کی جرات نہیں ہوئی کہ شایان ساگر کو پکڑ سکے۔دو بار جیل گیا تھا۔۔دونوں بار عوام نے وہ تباہی مچائی کہ فورس کو مجھے چھوڑنا پڑا تھا۔

اور تم میری بہن، جو بقول تمہارے اپنے بھائی کو اچھے سے جانتی ہے، اسے بھی پتہ نہیں چل سکا کہ میں کیا ہوں۔؟ تو باقی دنیا کیسے میرا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔اور شجیہ چوہدری کو حاصل کرنے کا ذریعہ یہ موبائل بنے گا۔۔ قطعی نہیں، چاہوں تو ابھی اسی وقت اسے اٹھوالوں۔۔پر مجھے اس کے دل سے کھیلنا ہے۔اس کے بھائی کو تڑپانا ہے۔۔

اسے خود سے محبت پر مجبور کرنا ہے۔۔ جتنی محبت میں اس سے کرتا ہوں اس سے زیادہ وہ مجھے چاہے گی۔اور چاہتے چاہتے جان سے چلی جائے گی۔۔اور اس کام کے لیے تھوڑا صبر تو کرنا پڑے گا۔۔"

اس کا انداز عام تھا۔۔پر اس میں سفاکیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

بھائی اللہ آپ کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔کبھی بھی نہیں۔۔" وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھے بوجھل بند ہوتی آنکھوں سے شایان کو دیکھ رہی تھی، جس کے چہرے پر درندگی صاف نمایاں تھی۔

صنم کی بند آنکھوں کا اطمینان کیے وہ باہر نکلا جب موبائل پر ہوتی بیپ نے اسے حیران کیا۔اور پھر اس کی پریشانی خوشی میں بدلنے لگی تھی۔

شام کو ساگر ولا لے جانا اسے۔۔اور ہاں پہرا سخت کر دینا۔۔کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے کہ صنم کہاں ہے؟؟"۔

اپنے خاص آدمی کو حکم دیے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

اسے یزدان کی بے رخی نے اندر سے بے چین کیا ہوا تھا۔آج سارا دن وہ کمرے سے نہیں نکلا تھا۔پر روز کو حکم دیا تھا کہ شام تک تعبیر کو اچھے سے ریڈی ہونے میں مدد کرے۔اور اب وہ ڈریس اور ضروری لوازمات لے کر حاضر تھی۔

پیچ پنک کلر کا یہ ڈریس سلور سٹون ورک سے سجا کافی قیمتی اور دیدہ زیب تھا۔

تعبیر کو حیرت ہوتی تھی۔۔اس کے لیے یزدان ایسے ایسے ڈریسز لاتا تھا جو اس نے کبھی اپنی زندگی میں نہیں دیکھے تھے۔

اس کی وارڈروب میں بھی ایک سے ایک الگ طرز کے ملبوسات تھے۔۔جنہیں ابھی اس نے چھوا بھی نہیں تھا۔

اس سے میچنگ ہر چیز حد درجہ منفرد اور قیمتی ہوتی تھی۔کیا تھا وہ شخص اس کے معاملے میں اتنا منفرد کیسے سوچ لیتا تھا۔

وہاج کی شادی پر اس کے ملبوسات وہاں سے سب الگ تھے۔کئی لوگوں نے اسے برانڈ کا بھی پوچھا تھا۔۔پر اسے پتہ ہوتا تو بتاتی۔۔؟

اب بھی وہ ڈریس دیکھ کر خوشگواری میں ڈھلی تھی۔جس کے ساتھ ہیلز اور نازک جیولری بھی موجود تھی۔

"میم !! باس نے خاص ہدایت دی ہے کہ آج آپ کی تیاری میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے۔۔"

ایسا یزدان نے کہا ہے۔۔" تعبیر نے آنکھیں پھیلائے تسلی چاہی۔"

"جی میم!! آپ ان کے ساتھ آج ڈنر پر جانے والی ہیں۔۔"

ڈنر۔۔یعنی وہ آج مان جائے گا۔۔"اس نے دل میں سوچا تھا۔

ویسے وہ کہاں ہے؟؟" تعبیر اپنی مسکراہٹ چھپائے بولی۔"

"باسط کے ساتھ گئے ہیں۔ کہیں۔۔شام ہونے سے پہلے آجائیں گے۔۔"

"ہمم ٹھیک ہے۔۔میں فریش ہو کر آتی ہوں پھر میرا میک اوور کر دینا۔۔

روز نے مسکرا کر سر ہلایا تھا وہ گنگناتی ہوئی واش روم کی جانب بڑھی تھی۔

اس نے آئینے میں خود کو دیکھا تو پلکیں جھپکنا بھول گئی۔

روز نے آج اسے ٹوٹلی چینج لک دی تھی۔ مسکارا آئی لائنر سے سجی آنکھیں مزید قاتلانہ لگ رہی تھیں۔

آج کچھ زیادہ اوور میک اپ ہو گیا ہے۔ ہم ڈنر پر جا رہے ہیں کتنا عجیب لگے گا ناں،۔۔میں تو بالکل "
دلہن لگ رہی ہوں۔۔"

نو میم!! سر کا آرڈر تھا۔۔"

اس کے کانوں میں ائیر رنگ درست کرتی روز نے جواب دیا۔

مم مجھے تو ابھی سے عجیب لگ رہا ہے پتہ نہیں یزدان کہاں لے کر جانا چاہتا ہے۔"

" میم باس آپ کو کسی خاص جگہ پر ہی لے کر جائیں گے،۔۔"

تعبیر محض مسکرائی تھی۔

چلیں میم۔۔ میں آپ کا ڈوپٹہ سیٹ کر دوں۔۔" وہ اس کی تیاری کو آخری ٹچ دے کر اس کے کندھے پر ڈوپٹہ سیٹ کرنے لگی اور پھر اسے لیے نیچے بڑھنے لگی۔

جہاں ملازمہ نے اسے یزدان کے آنے کا بتایا۔

" باس آگئے ہیں میم۔۔ آپ جائیں باہر۔۔ اور باس کو مکمل منا لیجیے گا۔۔

اس کی چہرے پر سرخی پھیلی تھی۔ یزدان کا سامنا کرنا اسے مشکل لگا۔

وہ قدم لیتی باہر آئی۔۔ تو وہ آج گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔

وہ دل مسوس کر کے رہ گئی لیکن آج اسے ہارنا نہیں تھا۔ اس لیے ڈوپٹہ سنبھال کر وہ قدم اٹھاتی گاڑی کا دروازہ کھول کر چپ چاپ بیٹھ گئی۔

یزدان نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔اور پھر گویا پلک جھپکنا بھول گیا۔ تعبیر نے بھی اسے دیکھا۔جس نے پیچ بالکل مدھم سا ملتا جلتا کرتا شلوار پہنا تھا۔پر اگر دونوں ساتھ کھڑے ہوتے تو وہ شاندار لگتے۔

یعنی نواب صاحب ناراض بھی ہیں لیکن میچنگ کرنا نہیں بھولے۔۔

تعبیر نے تھوڑا سا اترا کر اسے دیکھا جیسے باور کروایا ہو کہ آج میں ناراضگی دور کر دوں گی۔۔

چلیں دیر ہو جائے گی " تعبیر نے اپنی چوڑیوں والی کلائی سامنے کیے گویا اس کا فسوں توڑا تھا۔"

ہمم ! ! وہ گلا کھنکھارے گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔"

تعبیر کو اس کے ہمم پر شدید غصہ آیا۔۔پر پھر لبوں پر مسکراہٹ سجالی۔۔

آدھا سفر خاموشی سے کٹا،وہ گاہے بگاہے اس پر نظر ڈال لیتی۔۔اور جب بھی اسے دیکھتی دل پر سکون ہونے لگتا۔۔پر وہ خاموشی سے سفر نہیں کاٹ سکتی تھی وہ نہیں بول رہا تو اسے ہی کوئی بات کرنی تھی۔

URDUNovelians

ہم کہاں جا رہے ہیں یزدان ؟؟

مسکراہٹ آج اسکے لبوں سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔

شادی پر "اس نے مختصر جواب دیا تھا۔

شادی پر ؟ مگر کس کی شادی پر یزدان، اور تم نے مجھے بتایا بھی نہیں ؟۔۔"وہ اب مصنوعی ناراضگی سے بولے یزدان کی جانب مڑی۔

آپ کو اپنی تیاری سے اندازہ نہیں ہوا تھا۔؟یزدان نے ترچھی نگاہ اس پر ڈالی۔"

مم مجھے لگا تم مجھے ڈنر پر لے جا رہے ہو۔۔"وہ لب دباتی جھجک زدہ ہوئی۔۔"

"ظاہر ہے شادی کا فنکشن رات کو ہے تو، ڈنر بھی ہو گا ناں۔۔"

میں اس ڈنر کی بات نہیں کر رہی"۔وہ اب چڑ کر بولی تھی۔"

ڈنر تو ڈنر ہوتا ہے۔جیسا بھی ہو۔۔"اس نے شانے اچکائے۔جبکہ تعبیر کو اس کے انداز پر حیرت ہوئی۔"

اچھا چھوڑو یہ بتاؤ شادی کس کی ہے۔؟کیا میں اسے جانتی ہوں۔اور اگر وہاں مجھے اکیلا پن محسوس ہوا تو میں کیا کروں گی۔۔پر تم نے وہاں میرے ساتھ رہنا ہے۔اس نے بات کا رخ بدلا۔"

اس نے مسکرا کر تعبیر کو دیکھا۔اور پھر یک لفظی جواب دے کر تعبیر کے سر پر دھماکہ کیا تھا۔

" میری۔۔۔۔"

تمہاری شادی؟؟ مگر تمہاری شادی تو ہو گئی ہے۔۔" تعبیر کو اپنی ہی آواز بیگانی لگی تھی۔"

اس شادی کو آپ مانتی ہیں؟"اس نے گردن موڑ کر تعبیر کو دیکھا جس کی آنکھیں کسی بھی پل بہہ جاتی۔"

"اگر مانتی نہ ہوتی تو یہاں تمہارے ساتھ آتی؟؟"

یہ تو کوئی وجہ نہیں ہوئی۔۔"اس نے نفی میں سر ہلایا۔"

کیا وجہ بتاؤں بولو؟ کیا چاہتے ہو کیوں کر رہے ہو شادی؟؟" وہ اب دبا دبا سا چیخی۔۔جبکہ آنکھوں کے کنارے بھیگے تھے۔۔"

"شادی کیوں کرتے ہیں؟"

تمہاری شادی مجھ سے ہوچکی ہے نوفل یزدان،۔۔" وہ اب اپنے لہجے پر قابو نہیں رکھ پائی۔اور ہاتھ " کی پشت سے آنسو رگڑے۔

کیسی شادی۔۔ کونسی شادی۔۔ کبھی مان رکھا ہے شادی کا ایسی ہوتی ہے شادی؟ یہ شادی نہیں سمجھوتا " ہے۔۔"

وہ اب پھٹ پڑا تھا۔

میں تمہاری جان لے لوں گی۔یزدان۔۔۔"اس کے لفظوں پر تعبیر کا دماغ گھوم گیا تھا۔"

یزدان نے بھوری آنکھوں سے تعبیر کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھا۔۔اور پھر اس کی گود میں اپنی گن رکھی۔ تعبیر کا سانس حلق میں اٹکا تھا۔

یہ کیا حرکت ہے؟ ہٹاؤ اسے۔۔۔" وہ سہم گئی تھی۔ چہرے پر گھبراہٹ پھیلنے لگی تھی۔پر۔یزدان بے " حس بنا نیچے جھکا۔

اگلا لمحہ اس کے لیے مزید بھاری تھا۔

اپنا خاص چاقو سیٹ کے نیچے سے نکال کر اس کی گود میں رکھ دیا۔۔اس پر لٹکتا این تعبیر کو کسی سانپ کی طرح لگا تھا۔۔جو اسے ڈس لے گا۔

یزدان۔۔۔" وہ خوف سے چیخی تھی۔۔ جبکہ اب سانسیں پھولنے لگی تھی۔۔وہ اسی پر نہیں رکا۔۔ایک تیز دھار کٹر بھی ڈیش بورڈ سے نکال کر اس کی گود میں رکھا۔

کٹر کی ہیبت کافی عجیب تھی۔

"تم پاگل ہوگئے ہو۔۔یہ ہٹاؤ۔۔۔مم مجھے خوف آرہا ہے۔۔گن ہٹاؤ یزدان"

تعبیر کی پھولی سانسیں گواہ تھی وہ ڈر گئی ہے۔اس کی حالت بگڑ رہی تھی۔

تعبیر نے ان چیزوں کو نیچے گرانا چاہا۔

خبردار جو انہیں نیچے پھینکا۔جان لینا چاہتی تھی تو لیں۔۔۔"اس کی واضح دھمکی اس کی حالت مزید "خراب کر گئی تھی۔

یزدان تمہیں ہو کیا گیا ہے؟تم کیوں کر رہے ہو۔۔ایسا؟مجھے تم سے خوف آرہا ہے۔۔مم مجھے گھر جانا " ہے۔۔واپس موڑو گاڑی۔۔" وہ خوف سے بری طرح کانپ کر اب گود میں رکھے ان آلات کو دیکھنے لگی تھی۔

کتنا ڈر لگ رہا ہے؟؟"یزدان نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔"

یزدان۔۔۔یہ کیسا سوال ہے۔اور یہ تم کیا کر رہے ہو؟؟"اس کی بھیگی خوفزدہ آواز پہ یزدان نے سپیڈ " مزید تیز کی۔۔

"گاڑی کیا چاہتے ہو تم۔۔۔مارنا چاہتے ہو۔۔مار دو۔۔پر یہ سب کیوں کر رہے ہو۔۔روکو یزدان۔۔گاڑی روکو۔۔مم مجھے ڈر لگ رہا ہے یزدان۔۔" وہ بری طرح ہانپنے لگی۔۔اگلے ہی پل یزدان نے گاڑی بریک لگائے روکی۔۔گاڑی کے ٹائر بری طرح چرچرائے تھے۔۔

وہ آگے کو گری تھی۔پر یزدان نے اپنا ہاتھ رکھ کر اس کا سر ڈیش بورڈ سے لگنے سے بچا لیا۔۔

تعبیر اپنے چہرے کو چھپائے چیخی تھی۔

"چیخیں مت۔۔۔" وہ تعبیر کے ہاتھ چہرے سے ہٹاتا دھاڑا تھا۔۔وہ صدماتی انداز میں اسے دیکھتی تھی۔پر اس کا پھولا تنفس جتا گیا تھا کہ وہ بری طرح ڈری ہوئی ہے۔

"ڈر لگا تھا۔۔دل لرز گیا تھا۔۔ناں۔۔۔ایسا لگ رہا تھا کسی بھی پل آپ کی جان نکل جائے گی۔۔اس کی بھوری سرخ آنکھوں میں ایک آگ تھی۔

"ایسے ہی میری جان نکلی تھی۔۔میرا دل لرز گیا تھا۔۔جب میرے پہلو میں بیٹھ کر آپ نے وہ سب سوچا تھا۔۔اس شخص کو اپنے دماغ میں لائی تو لائی کیسے ؟؟ بولیں۔۔کس حق سے لائی تھیں ؟؟"

اس نے سٹیرنگ پر زور سے ہاتھ مارا۔

اس کی دہشت پر تعبیر ڈر سے اچھلی تھی۔

کیا وہ شخص اس حد تک اس کے معاملے میں پاگل تھا۔

آپ کی خاموشی کو کیا سمجھوں یعنی ؟؟؟"

مم میں نے جان کر نہیں۔۔وہ اچانک۔۔۔"اگلے ہی پل پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی کہ جملہ مکمل ہی نہیں ہو پایا تھا۔

آنسو نہیں بہنے چاہیے۔۔ورنہ اس گن سے میں خود کو شوٹ کرلوں گا۔۔۔"وہ گن گود سے جھپٹ کر اپنی کنپٹی پر رکھے دھاڑا تھا۔اس کے مضبوط ہاتھوں کی پھولی رگیں۔۔لہو رنگ آنکھیں تعبیر ماتھے پر پڑے بلوں نے جتادیا تھا کہ وہ اس پر شک کرنے سے نہیں بلکہ اس ایک جملے کی وجہ سے ناراض تھا۔۔اور اس حد تک ناراض تھا کہ وہ تعبیر کو اس کی سزا بھی دے گیا تھا۔

یزدان۔۔ہٹاؤ۔۔۔!! وہ بری طرح تڑپ کر چیخی تھی۔۔ہٹاؤ یزدان۔"اور اس کی جانب مڑتی گن کو اس کی کنپٹی سے دور جھینکتی۔۔اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑتی چیخی تھی۔

گن نیچے گر کر اس کی نگاہ سے اوجھل ہوگئی تھی۔

کیا حرکت تھی۔۔اگر گولی چل جاتی تو۔۔۔کیا ہوتا۔۔میرا۔کہاں جاتی۔۔سوچا ہے میرا۔۔اپنی جنونیت میں تم اپنی نہیں میری جان لینے والے تھے۔۔مجھے مارنے والے تھے۔۔"اس کے سینے پر دونوں ہاتھ مارتی وہ ہذیاتی ہوئی تھی۔

اور آپ نے مجھے پل پل مارا ہے تعبیر۔۔ہر پل۔اور اس دن مار ہی تو دیا تھا۔۔"یزدان کی دھاڑ پر اس کے چلتے ہاتھ رکے اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

یزدان۔۔۔ مم میں نے جان کر نہیں کہا تھا۔ بخدا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا تم کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔" "
تعبیر کو اپنا ہی لہجہ بیگانہ لگ رہا تھا۔

میرے نکاح میں ہیں آپ۔۔۔ میرے علاوہ کسی کو دیکھنے کا سوچنے کا حق نہیں آپ کو۔۔ پھر کیسے سوچا" تھا۔۔اور ہمت دیکھیں میرے پہلو میں بیٹھے اس شخص کو سوچا۔۔ کیا زرا بھی ڈر نہیں لگا؟؟ نہیں لگا ہو گا۔ کیونکہ آپ کو مجھ سے ڈر نہیں لگتا۔۔وہ خود ہی رائے قائم کیے تمسخرانہ بولا۔

پر اب لگے گا آپ کو ڈر۔ اتنا ڈر کہ سوتے ہوئے بھی یزدان کا خیال آپ کو بے چین کرے گا۔۔"اس " کی پراسرار آواز اس کی جان ہوا کر رہی ے

یزدان۔ پلیز۔۔۔"وہ فریادی ہوئی تھی۔ "

آپ کے دل دماغ وجود پر نوفل یزدان کا عکس ہونا چاہیے۔۔ صرف نوفل یزدان کا۔ اگر آج کے بعد " اس شخص کا ذکر یا خیال بھی ذہن میں آیا۔۔اسی لمحے اپنی جان خود لے لوں گا۔۔ پھر اچھے سے اس شخص سوچ لیجیے گا۔۔ میں صرف دھمکی نہیں دے رہا۔۔ کر گزروں گا۔ "

تعبیر کو اب اس کی جنونیت سے خوف آنے لگا تھا۔ وہ دور ہوتے ونڈو سے جا لگی۔۔ جبکہ سانس لینے میں اسے مشکل ہونے لگی تھی۔

یزدان نے وحشت بھری نگاہ اس پر ڈالی۔۔ تعبیر نے سہم کر سانس بھی روک لیا۔۔اس نے چاقو اور کٹر جو اس کی گود سے گر گئے تھے۔اٹھا کر سیٹ کے نیچے رکھے۔ تعبیر مزید ونڈو سے جالگی۔

وہ سیدھا ہوا۔۔اور آنکھیں سختی سے بند کر کے کچھ دیر بعد کھولی۔۔اور گہرا سانس لیا۔۔ جیسے خود پر قابو پا رہا ہو۔

تعبیر کا دل چاہا یہاں سے بھاگ جائے۔۔یہ اس کا یزدان نہیں تھا۔۔آج دوسری مرتبہ اسے یزدان سے بے انتہا خوف آیا تھا۔جس کی شدت پہلے سے بھی زیادہ تھی۔

اس نے پانی کی بوتل باکس سے نکالی اور پوری خالی کر کے ونڈو سے باہر پھینکی۔۔

اور پھر گاڑی سے ہی باہر نکل گیا۔۔ جیسے اپنے عمل پر پچھتایا ہو۔دروازہ بند ہوا تو اس کی دبی دبی سی چیخ نکلی تھی۔

آنکھوں کی بڑھتی نمی نے اسے بری طرح رونے پر مجبور کر دیا تھا۔

اپنا ڈوپٹہ لبوں پر رکھتی وہ ابھرتی سسکیوں اور چیخوں کو بمشکل دبا پائی۔ جیسے اگر ذرا سی بھی آواز اس شخص تک پہنچی تو وہ خود کو کچھ نہ کر لے۔۔

باہر آئیں۔۔"اس نے دروازہ کھول کر اسی کی کلائی پکڑ کر کھینچا۔اس کا انداز نرم تھا پر تعبیر کو اب بھی" وہ سرد سا لگا۔

"نہیں۔۔۔مم میں نہیں آؤں گی۔۔"

"تعبیر باہر آئیں۔۔۔"

"یزدان۔۔ میں اسے نہیں سوچوں گی۔اس کا ذکر نہیں کروں گی۔۔ بلکہ کسی کا نہیں کروں گی۔۔ پر تم خود کو کچھ نہیں کرنا۔۔ مم میں مانتی ہوں اپنی غلطی۔۔مان رہی ہوں ناں میں۔۔" تعبیر کی فریاد پر یزدان کو بے ساختہ اس پر ترس اور خود پر غصہ آیا تھا۔

وہ سر پھری سی لڑکی اس کی فکر میں روتے ہلکان ہو رہی تھی۔اس سے زیادہ اس کی محبت کی کیا گواہی ہوتی؟؟

"بس کریں۔۔!! وہ اس کی بھیگی آنکھیں صاف کیے نرمی سے بولتا۔اسے خود سے لگا گیا۔"

"میں ایسا نہیں چاہتا تھا۔۔پر آپ کے لفظ مجھے پل پل اذیت دے رہے تھے۔۔اتنے دن گزر جانے کے بعد بھی وہ لفظ مجھے پہلے دن کی طرح چھبن دے رہے تھے۔۔میں مینشن سے اس شہر سے بلکہ اس ملک سے چلا گیا تھا، کہ وہ لفظ میری جان چھوڑ دیں۔۔۔لیکن وہ خیانت مجھے اس حد تک جکڑ چکی تھی کہ میں خود پر قابو نہیں رکھ پایا۔آپ نہیں جانتی تعبیر کہ میں آپ کے معاملے میں کتنا جنونی ہوں۔۔جان جائیں گی تو شاید اگلا سانس بھی نہ لے پائیں۔۔"

اس کی جنونیت تعبیر کی ہچکیاں بڑھا گئی تھیں۔

تعبیر!! اس نے سامنے کیے تعبیر کو دیکھا جس کی گھٹی گھٹی سسکیاں اسے بے قرار کر گئی تھیں۔

"بس اب نہیں رونا۔۔جانتا ہوں اور ری ایکٹ کر گیا تھا۔"

اوور ری ایکٹ۔۔،، وہ بمشکل خود پر ضبط کر پائی۔۔ورنہ دل تو چاہ رہا تھا۔۔وہ اسکا گلا دبا دے۔۔

پر پھر سڑک پر ہونے کا خیال اسے دور ہونے پر اکسا گیا تھا۔

ارد گرد دیکھیں۔۔ہم کہاں ہیں؟ اتنا بھی لاپرواہ نہیں ہوں۔"اس نے دیکھا تو یہ بڑا سا گراؤنڈ تھا۔اور" تاحد نگاہ پر ایک گھر نظر آ رہا تھا، جہاں پر مدھم روشنیاں جلی ہوئی تھیں پر اتنی بھی روشن نہیں تھیں کہ ان دونوں کا وجود نمایاں کر دیتیں۔اسے ویرانے سے خوف تو آیا تھا۔پر یزدان کا خوف ہر شے پر حاوی تھا ۔

شاید مجھے زیادہ غصہ آ گیا تھا۔۔"اس نے دوبارہ تعبیر کو قریب کیا۔۔اور کمر کے گرد ہاتھ ڈالے قید" کر لیا۔جیسے وہ پھر دور ہو جائے گی۔

تعبیر چپ چاپ اس کے حصار میں کھڑی رہی۔جیسے اس کے قریب کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑا ہو۔

تعبیر۔۔!!یزدان کی پکار میں شدت تھی۔"

تمہارا نکاح ہے دیر ہو جائے گی۔۔"وُہ دانت پر دانت جمائے بولی۔چہرہ جھکا ہوا تھا۔پر لہجہ سب جتا گیا" تھا۔

یزدان جو اس کے لڑنے کی توقع کیے کھڑا تھا۔اس کے بر عکس جواب پر وہ حیران ہوا اور پھر اس کا قہقہ اُمڈ آیا تھا۔۔ تعبیر کو ڈھیروں رونا آیا۔۔پر خود پر بندھ باندھے وہ اپنی مٹھی سختی سے بھینچ گئی کہ ناخن اس کا ہاتھ زخمی کرنے لگے۔۔

غصہ آرہا ہے یا خوفزدہ ہیں؟؟"وہ سماعت کے قریب جھکے بولا۔"

گھر جانا ہے مجھے۔۔۔۔"وُہ ضبط سے بولی۔"

چلیں پھر۔۔۔"وہ اس کی مٹھی کھولے بولا،۔جو وہ اب زخمی کر چکی تھی۔

پتہ تھا مجھے۔۔ڈر کر خود کو ہی نقصان پہنچائیں گی۔۔"اس نے سرخ ہتھیلی کو چھوا تھا۔پر تعبیر پر کوئی" اثر نہیں ہوا۔

یزدان مجھے گھر جانا ہے۔۔"اس کی غراہٹ پر وہ اسے لیے آگے بڑھنے لگا۔۔"

کہاں لے جارہے ہو۔۔۔"وہ گاڑی سے کچھ دور ہو گئے تھے۔"

گھر۔!!"اُس نے یک لفظی جواب دیا۔"

" یہ ہمارا گھر نہیں ہے۔۔۔"

"یعنی آپ اس مینشن کو اپنا گھر سمجھتی ہیں۔۔؟"

میرا فضول باتیں کرنے کا کوئی موڈ نہیں ہے۔۔۔مجھے جانا ہے تو بس جانا ہے۔۔"وہ ضدی ہوئی تھی۔"

"لے کر تو جارہا ہوں یہ ہمارا اپنا گھر ہے۔۔"

تعبیر حیران ہوئی تھی۔اور اس جانب مڑی تو وہ اس کے بھیگے چہرے کو رومال سے صاف کرنے لگا۔۔ تعبیر جھٹپٹائی تھی۔

"فیس خراب ہو چکا ہے اگر روشنی میں یہ چہرہ مجھے ڈرا گیا تو میں معصوم بچہ کیا کروں گا۔۔"

یزدان۔مجھے جانا ہے۔۔۔"اس کی ایک ہی رٹ پر مسکرایا تھا۔"

"یہ میرے ماما بابا کا گھر اور آپ کا سسرال ہے۔۔۔"

مم مجھے نہیں جانا۔۔"اس کا دل بری طرح گھبرایا تھا۔ایک تو پہلے ہی وہ یزدان کے وحشی روپ سے خوفزدہ تھی۔۔اوپر سے وہ بنا بتائے یہاں لے آیا تھا جنہیں وہ زرا بھی نہیں جانتی تھی۔

کیوں نہیں جانا۔۔؟"یزدان رکا تھا۔"

"بس نہیں جانا تو نہیں جانا۔۔گھر جانا ہے مجھے۔۔۔"

"اندر چلیں گی تو رونا بھول جائیں گی۔۔اور جو مجھ پر شدید غصہ آرہا ہے وہ پیار میں بدل جائے گا۔۔"

وہ دلفریبی سے بولا۔

"مجھے کچھ نہیں دیکھنا۔۔مجھے اس وقت بس تم سے دور ہونا ہے۔"

وہ بھیگی آنکھوں کو رگڑتی تھکی ہاری سے بولی تھی۔

تعبیر یار۔۔غصہ آگیا تھا۔۔بس!! وہ اس کی کندھوں کے گرد ہاتھ جمائے اسے تھام گیا تھا۔"

غصہ۔۔تمہارا غصہ میری جان لے جاتا۔۔جانتے ہو ایسا لگ رہا تھا کسی بھی پل تم مجھے مار ڈالو گے۔۔""

وہ ہاتھ جھٹکتی فاصلے پر ہوئی

"تعبیر۔۔۔!!

میرے پاس مت آنا یزدان۔۔ورنہ میں ہر لحاظ بھول جاؤں گی۔۔"وہ چہرے پر پتھریلے تاثرات سجاتے اسے انگشت دکھاتی روک چکی تھی۔

پورے دو ہفتے۔۔۔مجھے اپنے لفظوں پر پشیمانی ہوئی تھی۔۔افسوس ہوا تھا۔۔کل معافی مانگنا چاہتی تھی۔۔اور اعتراف بھی کرنا چاہتی تھی کہ ہاں میں نے وہ سب جو بھی کہا غلط کہا۔پر تم نے سننے کے بجائے اپنی تھکن کا بہانہ بنایا اور چلے گئے۔۔آج بھی خوشی خوشی تمہارے ساتھ چلی آئی تھی کہ جہاں لے جاؤ گے جو کہو گے کروں گی پر تم نے۔۔۔تم نے یہ کیا۔گن چاقو اور نا جانے کیا کیا میری گود میں

سجا دیا۔۔یہ کیسا انتقام تھا۔۔۔خوف آتا ہے مجھے گنز سے۔۔اور تم نے گن ہی سے ڈرایا۔۔میں نے آج تک وہاج بھائی کی گن کو نہیں دیکھا۔وہ کبھی میرے سامنے اپنی گن نہیں نکالتے تھے۔

پر تم نے دو بار مجھے گن سے ہی ڈرایا ہے۔۔پھر کہتے ہو مجھ سے محبت کرتے ہو۔۔یہ تمہاری محبت ہے کہ تمہیں پتہ ہی نہیں تمہاری بیوی گن سے ڈرتی ہے۔۔اور پھر تم نے وہ گن اپنے ماتھے پر رکھ لی۔قسم کھا کر کہتی ہوں یزدان اگر تم وہ گن نہ ہٹاتے تو وہ چاقو میں اسی وقت اپنی کلائی پر پھیر لیتی۔۔"۔

اپنا دبا غبار نکالتی وہ یزدان کو دہلا گئی تھی۔

خبردار جو ایسا کیا۔۔"فوری آگے آئے اس کا چہرہ ہاتھوں کی پیالے میں بھرا۔"

کیوں پھر ایسے کیا۔۔بولو۔۔"وہ ایک بار پھر رو دی تھی۔"

یزدان کچھ نہیں بولا۔۔بس سختی سے خود میں بھینچ لیا۔

تعبیر کی ہچکیاں بڑھنے لگی تھیں۔

یزدان کے آسودہ لب مسکراہٹ میں ڈھلنے لگے تھے۔جیسے بھی سہی پر اس نے آج اظہار کر ہی دیا تھا۔

ویسے کافی رونا دھونا ہو گیا ہے ہم اب اندر چلیں۔۔" اس کے گھمبیر تا سے کہنے پر وہ تڑخ کر دور ہوئی۔"

اب اس حلیے میں جاؤں گی؟؟" اس نے دونوں ہاتھ اپنی جانب موڑے اسے گھورا۔غصے کی جگہ اب" اندر جانے کی فکر حاوی ہوئی تھی۔

"کیوں اس حلیے کو کیا ہوا ہے؟ اتنی پیاری تو لگ رہی ہیں۔"

تعبیر کے بکھرے کاجل مدھم لپ سٹک سے سجے ہونٹوں کو دیکھ کر لب دبائے شرارت سے کہا۔

میں تمہیں کب پیاری نہیں لگتی، فضول میں ہر بار کہتے رہتے ہو بہت پیاری لگ رہی ہوں،۔مجھے پتہ " ہے رونے کے بعد کوئی پیارا نہیں لگتا۔اور جس طرح تم نے مجھے ڈرایا دھمکایا اور رلایا ہے اس کے بعد "میرا حلیہ خوفناک ہی لگ رہا ہو گا۔۔

یزدان مٹھی لبوں پر جمائے بمشکل اپنی مسکراہٹ سنبھال پایا۔

تم ہنس کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو۔۔ یہ مت سوچنا کہ میں تم سے ناراضگی ختم کر دی ہے۔۔ تمہارے ساتھ یہاں آتو گئی ہوں۔۔ لیکن مینشن جانے کے بعد میرے کمرے میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔اور نہ میرا موڈ ہے تم سے صلح کرنے کا۔۔" اگلے ہی پل یزدان کی مسکراہٹ سمٹی۔

وہ میرا مینشن ہے۔۔ میرا کمرا ہے میڈم جہاں آپ اپنا حق جمائے بیٹھی ہیں۔اور ایسے کیسے صلح نہیں "کریں گی۔آپ کے تو اچھے بھی کریں گے۔۔ "

وہ چڑ کر گویا ہوا۔

میرے اچھوں سے کرلو جا کر اور وہ مینشن چاہوں تو آج ہی اپنے نام لکھوالوں۔۔ پھر بتاؤ کیا کرلو " گے۔؟ "

تعبیر نے دوبدو جواب دیا۔۔یزدان اس کی دلیری پر آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگا۔

"اور وہ آپ کیسے اپنے نام لکھوائیں گی۔۔؟ "

یزدان نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔۔جہاں چیلنج آمیز تاثر تھا۔

"وقت آنے پر بتادوں گی۔ جیسے تم بتاتے ہو۔فلحال مجھے تھکن کی وجہ سے نیند آرہی ہے۔۔"

وہ اسے جھٹکتی گاڑی کی طرف بڑھی۔

تھکن کی وجہ سے نیند۔۔"؟وہ بڑبڑایا لیکن پھر سمجھ آنے پر تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا۔"

"میڈم اب یہ طعنہ کب تک ملے گا۔۔"

جب تک میرا دل چاہے گا۔۔"وہ دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔"

مجھے گھر جانا ہے، اور جو یہ تم نے کیا ہے ناں اس کے بعد تو میں کبھی بھی تمہارے ساتھ وہاں نہیں جاؤں گی۔۔پتہ نہیں کیا سوچیں گے کہ کتنی عجیب لڑکی ہے۔جسے ڈھنگ سے تیار ہونا بھی نہیں آتا۔"

"پھر کیسے جائیں گی؟؟"

یزدان میرا حلیہ دیکھ لو۔۔۔"اس نے لائٹ آن کیے اب بھرپور توجہ اس پر دلوائی۔

کچھ بھی نہیں ہوا حلیہ کو۔۔دومنٹ میں آپ کا یہ پھیکا چہرہ گلاب رنگ میں رنگ سکتا ہوں۔۔بس اجازت دیں۔۔"

وہ اس کی جانب جھکتا تعبیر کا دل بری طرح دھڑکا گیا تھا۔

خبر دار یزدان،۔میرے قریب آئے "وہ انگلی اٹھائے اسے وارن کرتی ونڈو سے چپکی۔"

آچکا ہوں قریب۔۔روک کر دکھائیں۔۔"اس کا لہجہ خمار آلود تھا۔"

تعبیر نے فوری اپنا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں چھپایا مبادہ وہ بے باک آدمی موقع سے فائدہ نہ اٹھالے۔

پر کافی دیر کوئی آہٹ نہیں ہوئی تو اس نے ہاتھوں کی جھری سے یزدان کو دیکھا۔۔جو باہر دیکھ رہا تھا۔اس نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ ہٹایا۔۔پر اگلے ہی پل وہ بری طرح بوکھلائی تھی۔۔اس کے گال پر پر شدت سا لمس چھوڑے وہ فوری سیدھا ہوا۔کہ تعبیر سمجھ ہی نہیں پائی کہ یہ کیا ہوا ہے؟پر گال پر ہوتے احساس نے چہرے پر گلال پھیلایا تھا۔

چیٹر آدمی۔۔۔!! تعبیر چڑ کر بولتی اس کو مارنے کو بڑھی۔۔پر یزدان دونوں ہاتھ قید کر چکا تھا۔"

مجھے ابھی مینشن جا کر آپ سے بہت کچھ کہنا ہے ،۔اس لیے باقی لڑائی ہم اپنے کمرے میں کریں گے۔۔"یزدان نے آنکھ ونک کیے کہا۔تو تعبیر کا چہرہ بنا کسی میک اپ کے بھی سرخ ہوا تھا۔

یزدان نے پیچھے جھک کر ایک باکس اس کی گود میں رکھا تو سرخ پڑتا چہرہ سفید ہوا۔۔

" اب اس میں کیا بلا ہے۔۔پھر سے اگر ڈرایا تو تمہاری اب جان میں لے کر رہوں گی۔"

تعبیر اپنی گود میں پڑے باکس سے دیکھ کر بولی،۔

اس میں میرے ڈرنے کا سامان ہے۔۔" تعبیر نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر اس باکس کو کھولا تو" اندر میک اپ پراڈکٹس تھی۔ تعبیر نے گھورتی تیز نگاہ اس پر ڈالی تو وہ مصنوئی سا ڈرتا کندھے اچکا گیا۔

URDUNovelians

روز نے مجھے اتنا اچھا ریڈی کیا تھا۔۔پر تمہارے فضول مذاق کی وجہ سے سب بر باد ہو گیا۔اب میں پہلے " جیسی تو نہیں لگوں گی۔۔

عورت کا ازلی غم جاگ گیا،۔وہ بڑبڑایا۔

ہاں عورت کا ازلی غم ہی ٹھیک پر بالکل درست غم ہے۔اور یہ جو تم نے میرے ساتھ آج کیا ہے میں " تمہارے ماما بابا کو ضرور بتاؤں گی۔" وہ منہ بناتی اب چہرہ وائپ سے صاف کرنے لگی۔

یعنی ابھی آپ ملی بھی نہیں ، اور پہلے ہی شکایت شروع ، "وہ حیران ہوا تھا۔"

ہاں بالکل۔۔!! وہ کندھے جھٹکتی اب اپنا چہرہ سنوارنے لگی،۔ پر یزدان نے گہری بے باک نگاہیں اس" کے کام میں خلل ڈال رہی تھی۔

واپس چلی جاؤں گی میں "اس نے مسکارا اس کی جانب موڑے اسے دھمکایا۔"

یزدان نے فوری ہاتھ کھڑے کیے۔اور چپ چاپ باہر نکل گیا تاکہ وہ اپنا حلیہ بنا کسی خلل کے اچھے سے درست کر سکے۔

اس کے باہر نکلنے پر تعبیر نے سکون کا سانس لیا تھا۔

"بدتمیز آدمی۔۔کیسے کسی کی جان لینی ہے اچھے سے جانتا ہے۔۔"

منہ کے زاویے بگاڑتی وہ یزدان کو کوسنے لگی تھی پر پھر اس کی حرکت پر شرمگیں مسکراہٹ لبوں پر پھیل گئی تھی۔

باہر کھڑا وہ سیگریٹ کے گہرے کش لیے ایک بار پھر تعبیر کے انوکھے سے اظہار پر مسکرا دیا تھا۔

اس کی ذہنی رو جیسے بھٹکی ہوئی تھی۔

کبھی بیٹھے بیٹھے وہ مسکرا دیتی، تو کبھی ایک دم رونا آنے لگتا۔۔

کل سے مستقل یہی کیفیت تھی۔۔ایسا لگ رہا تھا۔زندگی ایک مقام پر ٹھہری سی ہے۔نہ وہاج آیا نہ وہ اپنے غم سے باہر نکلی۔

ایک جمود طاری تھا ہر جانب۔۔۔پر کب تک اب جیسے خود سے ہی تھکی تھکی سی تھی۔ بیزاری بڑھنے لگی تو وہ

شاور لینے کا سوچتی وہ وارڈ روب کی جانب آئی۔وہاں لٹکتے قیمتی ملبوسات کو دیکھ کر ایک بار غم تازہ ہونے لگے۔

کتنے ارمانوں سے اس نے یہ سب لیا تھا۔۔وہاج کا تصور ہر وقت حاوی رہتا تھا۔اس کے حوالے سے خواب بنتی وہ ایک ایک لباس نہایت شوق سے لیتی رہی تھی۔۔پر آج وہ سب اسے نوکیلے کانٹوں کی طرح چبھنے لگے۔ چبھن کے ساتھ اب جیسے فضا میں حبس سی بڑھنے لگی۔اس نے جلدی سے وارڈ روب بند کی اور خود ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیے گہرے سانس لینے لگی۔ایک بار پھر وہاج کے لفظوں نے دماغ پر اپنا قبضہ جما کر اس کے اعصاب سے کھیلنا شروع کیا تھا۔

انابیہ ! ! وہاج کی پکار پر اس نے دہل کر آنکھیں کھولی۔۔سامنے اپنے خوف کی وجہ دیکھ کر وہ سن ہوئی۔ "

پلکیں جھپک کر اس نے وہاج کو دوبارہ دیکھا وہ وہی کھڑا تھا۔ سفید کرتے میں بالوں کو اوپر جمائے پاؤں میں بلیک سینڈلز تھے۔ وہ کہیں جانے کے لیے تیار لگ رہا تھا۔ کہیں وہ اس کی موت کا پروانہ نہ لے آیا ہو۔

آپ۔۔ کیوں آئے ہیں؟ مجھے چھوڑنے کے لیے۔۔ اتنی منتوں کے بعد بھی چھوڑ دیں گے۔۔ نہیں میں" آپ کے سامنے نہیں آؤں گی۔ میں نہیں۔۔ "وہ وارڈروب سے لگی بری طرح ہانپتی وہاج کو حیران کر گئی تھی۔

وہ تیزی سے اس کی جانب آیا۔

وہاج میں آپ کے سامنے نہیں آؤں گی۔۔ پلیز۔۔ مجھے مت چھوڑیے گا۔۔ پلیز۔۔ وہاج۔۔ وہ ہاتھ " جوڑتی ایک بار پھر کل والی کیفیت میں ڈھلنے لگی۔ پر آج اس نے پہلے ہی انابیہ کو کندھے سے تھام کر سنبھال لیا تھا۔

میں صرف تم سے بات کرنے آیا ہوں۔ "اس نے انابیہ کے کندھوں پر گرفت جمائے سنجیدگی سے " کہا۔

انابیہ نے سہمی سہمی سی نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی۔

نیچے تمہارے ماما بابا آئے ہیں۔۔ "وہ اس کے چہرے کو آج پہلی مرتبہ بنا کسی رکاوٹ کے دیکھے بولا۔ "

مام ڈیڈ۔۔"اس کے سوکھے لبوں سے سرسراہٹ سی نکلی۔۔پھر چہرے کی اداسی خوشگواری میں بدلنے لگی۔" میرے مام ڈیڈ۔۔۔"وہ یقین چاہتی تھی۔۔اور وہاج نے ہنوز سرد مہری سے سر ہلا کر اسے یقین دلایا۔

پر اگلے ہی پل اسکے چہرے پر خوف پھیلنے لگا۔۔

" اس کا مطلب آپ مجھے ان کے ساتھ بھیجنا چاہتے ہیں۔۔؟؟"

کیا مطلب؟؟"وہاج حیران ہوا تھا۔"

آپ مجھے ان کے ساتھ بھیج کر ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیں گے۔۔جب میں کہہ چکی ہوں کہ آپ کے ساتھ رہنا ہے پھر بھی آپ مجھے بھیج رہے ہیں۔۔"وہ وہاج کا گریبان جکڑ چکی تھی۔

وہاج کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

کیا بکواس ہے۔۔کیا چھوڑنے چھوڑنے کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔۔کان پک گئے ہیں میرے۔۔اگر تمہیں چھوڑنا ہوتا تو کب کا چھوڑ چکا ہوتا۔۔یہ میرے لیے مشکل نہیں ہے۔۔اب اگر تمہارے دماغ سے یہ فتور نہ نکلا تو تمہیں میں خود گھر سے باہر پھینک دوں گا۔۔پھر اچھے سے چھوڑنے پر ماتم کرتی رہنا۔"

اسے بری طرح جنجھوڑتے وہ غرایا تھا۔

نن نہیں۔۔" اس نے فوری نفی میں سر ہلایا۔پر درد سے لب کا کونا بھی دبایا۔وہاج کو اپنی گرفت کی " شدت کا احساس ہوا۔کل بھی تو اس نے کافی زور سے اس کے کندھوں کو جکڑا تھا۔وہ نازک جان کہاں اس حد تک جارحیت کی عادی تھی۔

بے ساختہ اس کے ہاتھ کندھے سہلانے لگا۔جیسے اپنے جارحانہ لمس کا اثر مٹا رہا ہو۔

اس کی ذرا سی نرمی دل پر پڑے بوجھ کو ہٹانے لگی تھی۔

اس نے ان چند دنوں میں یہ چیز برابر محسوس کی تھی کہ وہ اس پر سختی کرتا تھا یا پھر جب بھی اسے بری طرح جھڑک کر دھتکارتا تھا، اگلے ہی لمحے وہ پیشمان بھی ہو جاتا تھا۔۔اس دن جب اس نے کمرے میں رہنے کے لیے ہاتھ جوڑے تھے وہاج نے ہاتھوں کو تھام لیا تھا۔اور آج بھی وہ یہی کر رہا تھا۔وہ درد گرتو تھا پر مداوا بھی کرتا تھا۔۔بنا احساس دلائے بنا لفظوں سے۔۔

"جلدی سے ریڈی ہو جاؤ۔۔ان سے اچھے سے ملو۔۔اور۔۔۔۔"

وہ رکا تھا جیسے وہ لفظ جمع کر رہا ہو۔

انابیہ نے گلابی پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

اور یہ یقین کر لو کہ میں تمہیں اب نہیں چھوڑوں گا۔۔نہ آج نہ کبھی۔۔"اس نے نظر چرائے " کہا۔۔جیسے یہ لفظ دل پر جبر کر کے کہہ رہا ہو۔۔کبھی جو کہتا تھا کہ چھوڑ دوں گا۔۔آج کہہ رہا تھا نہیں چھوڑوں گا۔یقین کرتی تو کس بات پر کرتی۔؟

وہاج۔۔کس پر یقین کروں۔؟!! انابیہ نے بے یقینی سے اسے پکارا۔اور اس نے انابیہ کو دیکھا، "

اور پھر کوئی شک باقی نہیں رہا۔۔آج کہے گئے لفظ سچے اور اٹل تھے۔۔۔انابیہ کو لگا جیسے وہ پھر سے جی اٹھی ہے۔کہنے کو چند لفظ تھے۔پر اس کے لیے جینے کی وجہ بن گئے تھے۔

اس کی روتی آنکھیں مسکرانے لگی تھی۔

"ریڈی ہو جاؤ۔۔کوشش کرنا شاور لے کر فریش ہو کر نیچے آؤ۔۔"

اس کے ملگجے حلیے پر نظر ڈالتا وہ انابیہ کو بو کھلانے پر مجبور کر گیا۔۔تین دن سے اس نے وہی فراک پہنا ہوا تھا۔یعنی وہاج کو اس کا حلیہ گندا مندا برا سا لگ رہا تھا۔۔اسے خود پر شدید افسوس ہوا۔وہ نا جانے کیا سوچ رہا ہو گا۔وہ نکھرا نکھرا سا خوشبوؤں میں بسا ہوا تھا۔

جبکہ وہ تین دن پرانے لباس میں تھی۔

وہ مجھے یاد ہی نہیں رہا چینج کرنے کا۔بس وقت۔۔ہاں وقت نہیں ملا۔۔" وہ کھسیاہٹ سے "مسکرائی۔جبکہ دل چاہ رہا تھا یہاں سے بھاگ جائے۔۔ایسی خفت کا سامنا بھی کبھی ہو گا اسے زرا بھی اندازہ نہیں تھا۔

کوئی بات نہیں اب کرلو۔۔" وہ نرمی سے بولے دور ہوا، انابیہ فوری تیز قدموں سے واشروم میں" بھاگی۔جیسے وہاں رکی تو نا جانے کچھ ہو ہی نہ جائے۔

وہاج اس کی پھرتی پھیلی آنکھوں سے دیکھی پر اگلے ہی پل اس کے سنجیدہ لب پھیلنے لگے۔وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر وارڈروب سے ٹیک لگاتا واشروم کی جانب دیکھنے لگا۔۔پر انابیہ کو دوبارہ باہر آتے دیکھ کر حیران ہوا۔

وہ میں ڈریس۔۔لے لوں۔"اس نے انگلی سے وارڈروب کی جانب اشارہ دیا۔"

"ہمم؟؟"

ڈریس۔۔وہاج!!آپ وارڈروب کے سامنے ہیں۔۔تو میں لے لوں۔"انابیہ کی وضاحت پر وہ وہاں سے ہٹا۔۔

ہاں!!ضرور۔۔جلدی آنا نیچے۔۔"وہ اس کے پاس سے گزرا تو کندھا بے ساختہ اس کے چوڑے بازو" سے مس ہوا۔ایک برقی سی انابیہ کے وجود میں دوڑی۔وہاج کو بھی اس کا لمس ایک پل کے لیے واضح محسوس ہوا تھا۔پر وہ دل کو ڈپٹے کمرے سے نکل گیا۔

انابیہ کو اپنے ارد گرد اس کی خوشبو شدت سے محسوس ہونے لگی۔اس نے ہاتھ بڑھا گہرے گلابی رنگ کا لونگ شرٹ اور ہم رنگ کیپری وارڈروب سے نکالی۔اگلے ہی پل وہ خوشی سے جھومتی مڑی۔۔پر دروازے پر وہاج کو دیکھتی اچھلی تھی۔جو حیرانگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ میں۔۔جا رہی تھی۔۔فریش۔۔ہونے۔جا رہی تھی۔۔"اور پھر وہ رکی نہیں تھی۔۔واش روم میں جا کر ہی دم لیا تھا۔

وہاج اس کی بے وقوفی پر نفی میں سر ہلا کر رہ گیا تھا۔

تعبیر نے پھیلی آنکھوں سے وہ بڑا سا گھر دیکھا جو کسی تعریف کا محتاج نہیں تھا۔

"یہاں صرف تمہارے ماما بابا رہتے ہیں۔" وہ یزدان کا ہاتھ تھامے بولی، جو اس نے خود ہی تھاما تھا۔ یزدان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"ہاں۔ ! ! میں شروع سے ہی باہر رہا تھا۔۔ تو ماما بابا اور۔۔۔" اگلے ہی پل اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ دل کا درد شدت ابھر کر معدوم ہوا تھا۔

"اور کون یزدان؟؟"

اور ملازمین رہتے تھے۔۔" اس نے بات ٹال دی۔"

وہ پورچ سے آگے بڑھا۔

"یزدان وہ ناراض تو نہیں ہوں گے۔۔ نا جانے انہیں میں پسند آؤں بھی یا نہیں۔۔"

تعبیر کے دل میں وسوسے پھیلنے لگے تھے۔

"اندر چلیں ہر جواب مل جائے گا۔۔"

دو سیڑھیاں چڑھ کر وہ اندر آیا۔جہاں لاونج میں مدھم روشنیاں تھیں۔۔جیسے کوئی وہاں موجود نہ ہو۔

تعبیر کا دل مایوس ہوا۔

یہاں تو کوئی نہیں ہے۔۔کہیں تم مجھے بے وقوف تو نہیں بنا رہے۔۔؟" تعبیر کی شکی طبعیت عود آئی" تھی۔

یزدان نے اس کی جانب دیکھا اور فضا میں اپنا ہاتھ بلند کر کے چٹکی بجائی۔۔

تعبیر نے حیرانگی سے یزدان کو دیکھا۔اگلے ہی پل روشنیاں پھیلی اور اس پر اور یزدان پر پھولوں کی برسات ہوتی اسے حواس باختہ کر گئی تھی۔

سکڑے لب پھیلے اور آنکھوں میں گویا جگنو چمک سے گئے۔اس نے بے اختیارانہ ہاتھ پھیلایا تو پھول کی پتیاں اس کے ہاتھوں پر جمع ہونے لگی۔۔اتنا حسین استقبال اسے توقع نہیں تھی۔

یزدان۔۔"خوشی غمی کوئی بھی لمحہ ہوتا وہ بے ساختہ یزدان کو پکارتی تھی۔اس کی زبان پر پہلا لفظ پہلا نام اس شخص کا آتا تھا۔

اور آج بھی ایسے ہی تو ہوا تھا۔۔اسے اپنی خوشی کا عالم سمجھ نہیں آیا تھا۔

ہر بار شک کرتی ہیں۔۔" وہ مصنوعی خفگی سے بھولا تو تعبیر نے مسکان نمایاں کر کے جیسے معذرت کی" تھی۔

ویلکم مائے سن اینڈ میری پیاری سی بہو!! ایاز احمد کی پر شوخ آواز پر اس نے سامنے دیکھا۔۔ان کے" ساتھ کھڑی مسز ایاز نے محض مسکرانے پر اکتفا کیا تھا۔

ان کی متاثر کن شخصیت نے تعبیر کو مسمرائز کیا، جبکہ ان کے ساتھ کھڑی خوبصورت سی عورت کہیں سے بھی یزدان کی ماما نہیں لگتی تھیں۔دونوں کی جوڑی سراہے جانے کے قابل تھی۔

یہ مجھے جانتے ہیں یزدان۔۔" وہ یزدان کے پہلو میں چھپی۔"

بالکل میرا بیٹا!! آپ میرے اکلوتے لاڈلے بیٹے کی بیوی پلس ہمارے خاندان کی خاص الخاص بہو" "ہو۔۔آپ کو کیسے نہیں جانتے ہوں گے؟۔

انہوں نے آگے بڑھ کر تعبیر کے سر پر ہاتھ رکھا۔ تعبیر کی آنکھیں خوشی سے بھیگی تھیں۔

یزدان باپ کے گلے سے لگا تھا۔ جبکہ وہ بھی شدت سے اسے خود میں بھینچ گئے۔ تعبیر نے بھیگی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا۔

اندر آؤ۔۔" وہ ان دونوں کو ساتھ لیے آگے بڑھے۔۔یزدان مسز ایاز کو خود سے لگا گیا تھا۔ تعبیر کو "ان سب کے درمیان الگ سی گھبراہٹ ہونے لگی۔ کچھ وہ بالکل بھی پر اعتماد نہیں تھی، اور معاملہ بھی آج یزدان کے ماں باپ سے ملنے کا تھا۔ رہا سہا اعتماد بھی ہوا ہونے لگا تھا۔

پر ماحول ایک دم پر خوشگوار سا ہو چکا تھا۔

یزدان کو دیکھ کر وہ پھیکا سا مسکرائی۔

تعبیر بیٹا کیوں گھبرا رہی ہو۔آج آپ اپنوں کے درمیان آئی ہو۔۔؟" ایاز احمد نے فوری اس کی " گھبراہٹ بھانپی تھی۔

نہیں انکل۔!! اسے سمجھ نہیں آیا وہ انہیں کیا کہہ کر مخاطب کرے۔

"انکل نہیں بابا کہو۔۔ جیسے یزدان کہتا ہے بلکہ یہ تو مسٹر ایاز کہتا ہے۔۔۔"

انہوں نے ایک مصنوعی گھوری سے بیٹے کو نوازا۔

تعبیر بے ساختہ مسکرائی تھی۔ جبکہ یزدان بھی جھینپا تھا۔اور اس کا جھینپنا تعبیر کو مزہ دے گیا تھا۔

مسز ایاز خاموشی سے اس کی جانب بڑھی اور اس کی پیشانی چومتے اسے خود سے لگا گئی۔۔ تعبیر کا اتنی محبتوں پر دل بھر بھر آرہا تھا۔۔کب ملی تھی اسے اتنی محبت، اتنی عزت اتنی چاہت۔؟

یزدان نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ کہ یہاں آکر اسے یزدان پر پیار ہی آئے گا۔۔اور ایسا ہی تو ہوا تھا۔۔ان کے ساتھ لگی وہ غلافی مخمور آنکھوں سے یزدان کو دیکھ رہی تھی۔ جس نے آنکھ دبا کر اسے سٹپٹانے پر مجبور کیا۔

"تعبیر ! ! مام کا فلحال بولنا بند ہے۔۔ورنہ مام آپ کے ساتھ کافی باتیں کرتی، کیونکہ میری مام ایک باتونی عورت ہیں۔۔ "

یزدان انہیں ساتھ لگائے شرارت سے بولا تو انہوں نے اس کے بازو پر ہلکی سی چپت لگائی۔اور پھر ٹیبل پر رکھے باکس کی طرف یزدان کی توجہ دلوائی۔ان کا اشارہ سمجھ کر اس نے باکس اٹھا مسز ایاز کو دیا۔

انہوں نے باکس کھول کر دو کنگن باہر نکالے اور پھر یزدان کو دیکھا۔

مطلب آج آپ کے حصے کا میں بولوں ؟؟"یزدان کی شرارت پر انہوں نے سر ہلایا۔"

"تعبیر یہ مام کی خاندانی کنگن ہیں جو انہوں نے اپنی بہو کے لیے سنبھال کر رکھے تھے۔۔تو اب یہ آپ کے ہوئے۔۔ "

تعبیر نے یزدان کو سوالیہ نگاہ دیکھا جس کی آنکھوں میں جواب موجود تھا۔۔ایاز احمد یہ منظر دیکھتے مسلسل مسکرا رہے تھے۔

اس کے دونوں ہاتھوں میں کنگن پہنا کر انہوں نے ایک بار پھر پیشانی چومی۔اتنی محبت پر وہ رب کی شکر گزار ہونے لگی تھی۔

سب لاؤنج میں بیٹھ کر باتوں میں مشغول ہوئے تھے۔ تعبیر بھی ماحول میں ڈھلنے لگی تھی۔

پر۔یزدان کا مسلسل اسے دیکھنا بے چین کر رہا تھا۔

بیٹا!! یزدان آپ کو تنگ تو نہیں کرتا۔۔آج موقع ہے۔بتادو۔؟" ایاز احمد کے سوال پر وہ چونکی اور " اسے کچھ دیر پہلے کی گئی یزدان کی حرکت شدت سے یاد آئی۔۔

یزدان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر جیسے تعبیر کو روکنا چاہا۔

جی!! اس نے بے ساختہ کہا۔یزدان نے اپنی جگہ پہلو بدلا۔یعنی تعبیر اس کی کلاس لگوانے کی ٹھان چکی " تھی۔

کیا؟؟ حیران تو ایاز صاحب اور ان کی بیوی بھی ہوئی تھی۔"

" میرا مطلب ہے انکل یزدان بہت اچھے ہیں۔مجھے بالکل بھی تنگ نہیں کرتے۔۔"

اس کے طرزِ تخاطب پر۔یزدان کی آنکھیں پھیلی۔۔ تعبیر اور اسے عزت سے مخاطب کرے۔۔کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

" بچ گئے ہو بیٹا۔۔ورنہ تعبیر بیٹی کو زرا سا بھی تنگ کیا تو مجھ سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔۔"

جی بابا میری توبہ جو میں آپ کی تعبیر بیٹی کو تنگ کیا۔۔" وہ کان کی لو سہلائے بولا اور شکرانے کے " طور پر تعبیر کو دیکھا۔جس نے اترا کر ٹانگ پر ٹانگ رکھی گویا جتایا ہو کہ اب کر کے دکھاؤ۔اس کے ناز و انداز پر۔یزدان حیران ہوا۔

آج تعبیر کو اسے ستانے میں مزہ آیا تھا۔کچھ بدلہ تو اسے بھی لینا تھا۔اور پھر بدلہ اس نے بھرپور لیا تھا۔۔مسز ایاز کے ساتھ وہ باتوں میں ایسے مشغول ہوئی تھی کہ یزدان کو اس نے دوبارہ دیکھا بھی نہیں تھا۔۔حالانکہ وہ بول نہیں سکتی تھیں پر تعبیر ان کے اشاروں کو بھی سمجھ رہی تھی۔

اور اسے بڑی نوفل یزدان کے لیے کوئی سزا نہیں تھی کہ اس کی اکلوتی پلس لڑاکا بیوی اسے بڑے آرام سے نظر انداز کر رہی تھی۔

گھنے گیلے بال سلجھا کر اور ڈرائے کر کے اس نے پشت پر پھیلائے،آج کئی دنوں بعد اس کی نظر سامنے سے کٹے بالوں پر گئی تھی۔۔جو کافی بڑھ گئے تھے۔۔اس کے بالوں کی لئیرز بھی اب بڑھی ہوئی تھیں۔

اس نے بالوں کو کیچر میں مقید کر لیا۔۔اور پھر موئسچر لگا کر ڈریسر کے ڈرا سے لپ سٹک نکالی۔

شادی کے بعد آج پہلی مرتبہ وہ ان لبوں پر کچھ لگانے والی تھی۔۔آج اس کا دل بھی چاہا تھا کہ وہ رنگ کو سجا لے۔۔آج دو خوشیاں ایک ساتھ میسر آئی تھیں۔ماں باپ کا آجا اور وہاج کے چھوڑ دینے کے خوف سے رہائی دینے کا اذن۔۔" پھر وہ کیوں نہ خود کو نکھارتی م۔

شوخ گلابی رنگ کپڑوں سے ملتا جلتا تھا۔اس نے مسکراہٹ سجائے وہ گلابی رنگ لبوں پر پھیلا لیا۔۔وہ رنگ سجا تو چہرے کا سفید رنگ اب دہکنے لگا تھا۔اسے مزید دو آتشہ بنا گیا تھا۔

ڈوپٹہ کندھوں پر جمایا اور کانوں میں لونگ ائیر رنگز پہن کر ایک ہاتھ میں بریسلٹ اور ایک میں چند چوڑیاں ڈالی۔زرا سا سنگھار اسے آج پھر نئی سہاگن بنا گیا تھا۔چند لفظ ہی تو کہے تھے۔۔اور تھوڑی سی نرمی برتی تھی کہ وہ پھر سے خوش گمان ہو گئی تھی۔

پاؤں میں اس نے دوپٹی گولڈن کلر کر چپل پہنی اور کمرے سے باہر نکل آئی۔

اب قدموں میں تیزی تھی وہ نیچے آئی تو اسے ڈرائنگ روم سے باتوں کی آوازیں آئی۔۔

اندر داخل ہوئی تو ایک لمحے کے لیے دل رک سا گیا۔وہاج مسکرا رہا تھا۔۔بالکل مدھم سا۔اس کی ماما بھی مسکرا رہی تھی یعنی وہ شخص عزت و مان رکھنا جانتا تھا۔اس نے کم از کم انہیں رسوا و ذلیل نہیں کیا تھا۔رسوا تو اسے بھی نہیں کیا تھا، بس ناراض تھا، الجھا ہوا تھا۔اور اسے بھی الجھاتا تھا۔

گلے میں نمکین پانی گولہ بننے لگا تھا۔

وہ سیدھا باپ کے سینے سے لگی۔جو اسے دیکھ کر پہلے ہی کھڑے ہو چکے تھے۔۔

اور پھر دنوں کا غبار بہنے لگا تھا۔۔ تبسم بیگم بھی اس کے پاس آ چکی تھیں، وہاج نے اپنی سیاہ سرد آنکھوں سے وہ منظر دیکھا۔آنکھوں کا سرد پن خود بخود زائل ہونے لگا تھا۔

کافی دیر فضا میں نمی سی گھلی رہی تھی۔

وہ کاؤچ پر اپنے ماں باپ کے درمیان بیٹھ گئی تھی۔اور ایک ادھوری سی نگاہ نہایت جھجھک سے وہاج کی طرف ڈالی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔آج نہ اس نے رخ بدلا تھا۔۔نہ ہی کوئی حقارت یا دھتکار ظاہر کی تھی۔

اس کی نگاہ اس کے گلابی ہوتے چہرے پر تھی۔

اور انابیہ کو اپنا سنگھار مکمل ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔

محبوب کی نگاہ نے دل کی بنجر زمین پر پھول کھلائے تھے

اور پھر یہ نگاہ ہر دوسرے لمحے اسے محسوس ہوتی رہی پر اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اس کو دیکھ لیتی۔۔اس کا دل تو اس گہری نظر سے رک رک کر چل رہا تھا۔

کھانے کی ٹیبل پر اس نے اپنی نگاہ کو نہیں روکا۔۔اور وہاج نے اب نگاہ چرائی تھی۔۔وہ چپ چاپ پلیٹ پر جھک گیا۔۔اور انابیہ سمجھ چکی تھی کہ اس نے کیوں نگاہ چرائی ہے۔

آخری ناشتے کے بعد آج پہلا ڈنر وہ ساتھ کر رہے تھے۔یہ اس کے صبر کا انعام تھا۔۔کبھی جو اس نے کہا تھا کہ ہم ساتھ نہیں رہیں گے۔۔آج ساتھ تھا۔بھلے فاصلے تھے پر سامنے تو تھا،اور اب تو وہ نہ چھوڑنے کا بھی کہہ چکا تھا۔

اور وہ اپنے رب کی پل پل شکر گزار ہوئے جا رہی تھی۔جس نے ناممکن کو ممکن بنا دیا تھا۔

جس وقت وہ گھر پہنچے رات کے بارہ بج رہے تھے۔

تعبیر تھکن سے سوگئی تھی پر یزدان گاہے بگاہے اس پر نظر ڈالتے دل کو راحت پہنچاتا رہا۔۔ جیسے آنکھوں کی دوا کا انتظام کر رہا ہو۔ جو سامنے کا منظر دیکھتے تھک گئی تھیں پر جیسے ہی تعبیر کا سویا ہوا معصوم چہرہ دیکھتا تھکن غائب ہونے لگتی۔

اس نے مینشن میں داخل ہو کر گاڑی روکی اور اسے جگایا۔

تعبیر نے بوجھل آنکھیں بمشکل کھولی۔

یزدان دوسری جانب سے آتا دروازہ کھول کر ہاتھ بڑھا چکا تھا۔

تھک گئی ہوں میں یزدان۔۔" وہ نیند کے خمار میں تھی۔"

ہمم میں بھی۔۔۔" تعبیر کے گرد ہاتھ پھیلائے جھکا تو اس نے پٹ سے آنکھیں کھول کر یزدان کو" دیکھا جس کی آنکھوں میں جلتی اگن اسے واضح احساس دلا گئی تھی کہ وہ کیا سوچے بیٹھا ہے۔

میں چلی جاتی ہو اندر جا کر تم بھی اپنے روم میں جا کر سو جاؤ "اس نے بہانہ گڑھ کر دور ہونا چاہا پر " یزدان نے اسے بالکل ساتھ لگا یا۔

میں اندر اپنے روم میں ہی جانے والا ہوں۔۔"یزدان سنجیدگی سے بولے آگے بڑھا جبکہ تعبیر کو بھی " اس کے ہمراہ ہونا پڑا تھا۔

پورا ہال سنسنان تھا۔۔ جیسے جیسے وہ قدم آگے بڑھا رہی تھی۔اس کا دل بری طرح لرز رہا تھا۔ایک الگ سی تپش تھی جو وجود میں پھیل رہی تھی۔

وہ اس کے یعنی اپنے اور تعبیر کے کمرے کے پاس رکا تو تعبیر نے دونوں بھنویں اچکائی ؟ جیسے پوچھا ہو کہ یہاں کیوں رک گئے جاؤ ناں۔۔

" آج میں آپ کے پاس بہت پاس رہنا چاہتا ہوں۔ "

یزدان نے آنکھوں کے سوال کا جواب لبوں سے دیا تھا۔

آج ہم پاس ہی تھے۔۔اب جاؤ۔۔ "اس سے نظر اٹھانا محال ہونے لگا تھا۔۔ "

"ہر گز نہیں آپ دروازہ کھولیں۔۔ "

تعبیر نے بے بسی سے اسے دیکھا اور پھر ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر دروازہ کھول دیا۔

سکڑی پتلیاں پھیلیں۔۔اور اس نے یزدان کو دیکھا جس کے لب پھیلے پھیلے تھے۔۔جس پر اس نے مٹھی جما کر اس مسکان کو چھپا دیا ہو۔

یہ سب تم نے کب ؟؟ "اس کا ہاتھ بے ساختہ لبوں پر گیا تھا۔جملہ مکمل ہی نہیں کر پائی تھی۔ "

سامنے کا منظر تھا ہی اس قدر خوبصورت اور روشنیوں سے بھرپور کے وہ روشنیاں اس کی آنکھوں میں بھی جلنے لگی تھیں۔

کمرے میں ہوئی تازہ سرخ سفید پھولوں کی سجاوٹ اور جلتی گلاس کینڈلز نے ماحول کو کافی خوابناک بنادیا تھا۔بنا کسی لائٹ کے بھی کمرہ حددرجہ روشن تھا۔۔وجہ وہاں جلتی بے شمار کینڈلز تھی۔جو ہر جانب تھی۔۔ڈریسر پر ٹیبل پر کاؤچ کے گرد اور کارپٹ پر بھی،۔پھولوں سے زیادہ وہاں ان روشنیوں نے اپنا تاثر جمایا ہوا تھا۔اور تعبیر جان گئی تھی جس لمحے سے بھاگ رہی تھی وہ لمحہ آ ٹھہرا تھا۔

اتنا ستانے پلس رلانے کے بعد یہ سب تو بنتا تھا ورنہ ساری عمر آپ کے طعنے سننے کو ملتے،۔۔کہ کیسا " ہسبنڈ ملا ہے جسے وائف کو منانا نہیں آتا۔" فسوں خیز

ماحول کا تاثر اس کی آواز نے توڑا تھا۔

ایسا بھی نہیں ہے۔۔یزدان۔۔میں اتنی بھی لڑاکا نہیں ہوں۔"اس نے منہ بگاڑا تو یزدان پر مدھم سا " مسکرایا۔

اتنی نہیں پر تھوڑی سی تو ہیں۔" وہ قریب ہوئے بولا تو تعبیر نے قدم پیچھے لیے۔ "

اندر نہیں جانا کیا؟"اس کے جھجکنے پر وہ عام سے انداز میں بولا تھا۔ "

"ہمم جانا تو ہے۔۔میں چلی جاؤں گی، تم بھی اپنے روم میں جاؤ۔۔ "

واٹ؟؟ کس خوشی میں جاؤں۔۔یعنی اب بھی میں اپنے روم میں جاؤں۔۔" وہ چڑ ہی تو گیا تھا۔"

"یزدان۔۔۔اتنا غصہ کیوں کر رہے ہو۔۔۔؟"

غصہ نہ کروں تو اور کیا کروں؟ شادی کے بعد بھی کنواروں والی زندگی گزاری ہے۔۔اور آج بھی میڈم چاہتی ہیں۔۔۔۔" تعبیر فوری اس کے لبوں پر ہاتھ رکھا۔

روز باسط سب مینشن میں ہی ہیں۔۔" تعبیر نے آنکھیں دکھائی۔"

اسی لیے تو کہہ رہا ہوں اندر چل کر تفصیل سے بات کرتے ہیں۔۔"اس نے ذومعنیت سرگوشی پر" تعبیر نے گھنیری پلکیں جھکائی تھی۔

تم زیادہ پھیل رہے ہو۔۔زرا سی معافی کیا مانگ لی تم سر چڑھ گئے ہو۔۔" تعبیر کی گھبراہٹ عروج پر" تھی۔

"معافی پلس اظہارِ محبت بھی کیا تھا۔۔ تعبیر ملک صاحبہ۔۔۔"

یزدان۔۔۔!! خبردار جو تم نے مجھے تعبیر ملک صاحبہ کہا۔۔"اس نے شہادت کی انگلی نمایاں کی۔۔تو" یزدان نے اس کی انگلی کو جکڑا۔

"اور کیوں نہ کہوں؟؟"

مجھے اتنا بڑا بڑا فیل ہوتا ہے۔ایک تو پہلے ہی میں تم سے چار سال بڑی ہوں اوپر سے تم صاحبہ کہتے ہو " ایسا لگتا ہے کہ میں تم سے دس بارہ سال ب-ڑی ہوں۔۔۔"اس کے لہجے میں اداسی سمٹ آئی تھی۔

تو کیا ہوا اگر آپ کو ایسا محسوس ہوتا ہے۔میں پھر بھی آپ کو چاہتا رہوں گا۔ایک بار پہلے بھی کہا تھا" آج بھی کہتا ہوں۔آپ بیس سال بڑی بھی ہوتی تب بھی میری ہوتی۔۔ محبت کے معاملوں میں عمر "رنگ روپ ذات سب نظر انداز ہو جاتی ہے۔۔

اس کے گال کو چھوتی لٹ کو اس نے بائیں ہاتھ سے کان کے پیچھے اڑسا اور نرمی سے اس کے گال کو چھو لیا۔

تعبیر کا چہرہ دہک اٹھا تھا۔وہ انگشت چھڑوانا چاہتی تھی پر یزدان نے اسے روک دیا تھا۔

یہ اب آزاد نہیں ہو گی۔۔"نرمی سے اس کے ہاتھ کی پشت کو چومے اس نے تعبیر کی ذات کو معتبر کیا" تھا۔

میں آزاد ہی کب کروانا چاہتی ہوں۔۔"وہ دل میں بولی۔۔یزدان اس کی خاموشی کو بھی سمجھ گیا تھا۔"

اب چلیں اندر۔۔۔"اس نے دائیں جانب ہوئے تعبیر کی پشت پر ہاتھ پھیلایا۔"

وہ چپ چاپ آگے بڑھی،۔سانسوں میں پھولوں کی مہک اپنا جادو دکھانے لگی تھی پر اس پر تو یزدان کی خوشبو حاوی تھی۔وہ مہک جو وہ استعمال کرتا تھا وہ دنیا کی ہر قیمتی سے قیمتی خوشبو سے زیادہ اسے پسند آنے لگی تھی۔جب جب وہ اس کے قریب ہوئی تھی۔۔وہ خوشبو اس کے دامن سے لپٹ کر اسے بھی حصار میں لے گئی تھی۔

اندر آئے تو تعبیر کی گھبراہٹ حیا میں بدلنے لگی۔

اندر پھیلی کینڈلز کی روشنی اس کے چہرے پر پڑتی اسے بھی دہکا سی رہی تھی۔۔کچھ دہک اس شخص کی بھوری آنکھوں کی تھی۔جن میں جذبات کا طوفان تھا۔

میں چینج کر لوں۔۔" وہ اس کی بولتی نگاہوں سے گھبراتی بڑبڑائی تھی۔ "

پہلے دیکھ تو لینے دیں۔کہ آپ اس ڈریس میں کیسی لگ رہی ہیں؟"یزدان نے اس پر بھرپور نگاہ ڈالی۔ "

جبکہ تعبیر کی حیا پر چڑ غالب آئی۔

آئی تھنک جتنا تم نے آج مجھے اس ڈریس میں دیکھا ہے۔۔مجھے نہیں لگتا کہ مجھے کبھی کسی اور ڈریس "میں اتنے غور سے دیکھا ہو گا۔۔اب تو مجھے اس ڈریس سے ہی جیلسی ہونے لگی ہے۔"

ڈریس سے جیلس؟؟"یزدان نے آنکھیں پھیلائی۔"

ہاں ڈریس سے۔۔اب یہ اتنا بھی پیارا نہیں ہے۔۔کل بھی میں نے تمہاری پسند کا ڈریس پہنا تھا، پر تم "نے دیکھنا گوارا نہیں کیا۔۔الٹا کہہ کر بھاگ گئے" مجھے نیند آ رہی ہے کل بات کریں گے۔۔۔"اس کی نقل اتارتی وہ یزدان کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی۔

"اففف!! لگتا ہے یہ طعنہ اب تا عمر میرا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔۔"

"ہاں۔۔نہیں چھوڑے گا۔۔کل تم نے میرے ساتھ بالکل بھی اچھا نہیں کیا تھا۔۔دل تو چاہ رہا تھا۔۔"

ہاں دل چاہ رہا تھا بے رخی کی وجہ پوچھوں۔۔اور پھر دھمکی دوں کہ نوفل یزدان تم تعبیر کو نظر انداز "کر رہے ہو انجام اچھا نہیں ہو گا۔اور پھر آپ کی تان وہاں آ کر ٹوٹے گی۔۔دیکھ لی ہو گی کوئی خوبصورت لڑکی۔۔ تبھی میں نظر نہیں آئی۔۔"۔

یزدان نے اس کے جملے کو مکمل کیا تو اس نے ہمیشہ کی طرح اس کے سینے پر چپت لگائی تھی۔

یزدان نے فوراً اس کا ہاتھ قید کیا۔۔

"یہ جو آپ آج فالتو باتیں کیے جا رہی ہیں سب سمجھ رہا ہوں۔۔"

تعبیر سے نظر اٹھانا محال ہوا۔

"تم ناں بہت فضول بولتے ہو۔۔ چھوڑو ہاتھ ۔۔اتنی رات ہو گئی ہے۔مجھے اب سونا ہے۔۔ "

رات تو روز ہی ہوتی ہے۔۔اور آپ کو تو میں اکثر میرے لیے جاگتے دیکھا ہے۔۔کبھی متجسس ہوئے تو کبھی شک کی نگاہ سے تو کبھی فکر سے، آج اگر یہاں آپ کے قریب ہوں تو مجھے ہر تجسّس ہر شک ہر فکر سے ماورا ہو کر دیکھیں کہ میرا عکس آپ کے روم روم میں بس جائے۔ "

یزدان ! ! تعبیر کی پکار میں ایک جاذبیت تھی۔ "

"حکم تعبیر یزدان۔۔ "

تم اتنا مجھے کیسے جان گئے ہو؟؟اتنا تو میں خود کو نہیں جانتی۔۔جتنا تم مجھے جانتے ہو سمجھتے ہو۔۔مجھے سنبھال لیتے ہو۔ "

جواب نہیں ہے میرے پاس۔۔"یزدان کی آواز خمار آلود ہو رہی تھی۔۔اس کا ملکوتی حسن بے داغ روشن چہرہ مدھم روشنی میں کچھ زیادہ ہی نمایاں تھا۔جو نا جانے کیوں اسے بہکائے چلا جا رہا تھا۔اور اب اسے اپنے جذبات اختیار سے باہر لگ رہے تھے۔

جھوٹ بول رہے ہو۔۔" تعبیر نے اسے گھورا۔ "

"اس وقت جواب نہیں ہے۔۔۔ "

اس کی گہری سی نگاہ بھانپے وہ مڑنے لگی۔۔ جبکہ یزدان نے اس کی کلائی ہلکی سی مروڑی۔

چھوڑ دو یزدان۔۔" وہ پر مزاحمت ہوئی۔"

"بالکل بھی نہیں بڑی مشکل سے یہ گھبرائی شرمائی سی تعبیر میسر آئی ہے۔۔ موقع کیوں جانے دوں؟"

وہ کلائی کو جھٹکا دیتے دوبارہ قریب کر چکا تھا۔۔

"میں کب گھبرا رہی ہوں اور شرمانا کیوں؟ ایسا تو کچھ خاص نہیں ہے۔۔؟ "

"ہاں کچھ بھی تو خاص نہیں ہے۔"

بالکل کچھ بھی تو نہیں۔۔" تعبیر دوبدو بولی۔۔"

جیسے اس کی نگاہوں سے اس کی پناہوں سے اوجھل ہوئے چھپ جائے۔

آپ کے لیے کچھ خاص ہو یا نہ ہو میرے لیے آج کا دن بہت خاص ہے۔۔ آج مجھے میری لڑاکا پلس "" سڑیل بیوی نے مجھ سے اظہارِ محبت کیا۔ بھلے ہی غصے میں کیا۔۔ پر خاصہ دلفریب اور انوکھا سا تھا۔ پر اس "سے بھی خاص بات کیا تھی۔؟ جانتی ہیں؟

وہ تعبیر کا رخ موڑ کر بازو اس کے گرد حائل کرتے اسے قید کر گیا تھا۔

کیا؟؟ تعبیر کو اپنی دھڑکنیں اختیار سے باہر لگ رہی تھیں۔ وہ اسے اپنے سحر میں جکڑ رہا تھا۔۔ اور تعبیر " بنا کچھ کہے بھی اسے اجازت دیے جا رہی تھی کہ وہ آج تعبیر یزدان کو ہمیشہ کے لیے باندھ لے۔۔

میرے ماما بابا کو عزت مان دینے کے لیے۔۔ان کے سامنے ادب سے جھک جانا۔۔اور پھر مجھے ان "
"سب کے سامنے آپ کہہ کر مخاطب کرنا۔۔

تعبیر کے لب بے اختیار پھیلے تھے۔

اس وقت میرا دل چاہ رہا تھا۔۔کہ میں "آپ" لفظ اپنے لیے مختص کر لوں، "اس کی انوکھی ناممکن "
سی خواہش پر وہ مزید کھلکھلائی تھی۔

"یزدان۔۔! !

بار بار نام لے کر کیا کہنا چاہتی ہیں۔؟؟ "اس نے فوری لفظ پکڑا۔اس کا گھمبیر تا سے کہنا تعبیر کو "
احساس دلا گیا تھا۔

کچھ بھی ثابت نہیں کرنا چاہتی۔۔تم تو پٹری سے اترنے کے بہانے ڈھونڈ رہے ہو۔۔زیادہ بھی مت "
پھیلو۔" وہ نخوت سے بولی۔

واہ مطلب بیوی پہلی مرتبہ اظہار کرے تب بھی بندہ نہ بہکے۔نہ پٹری سے اترے۔خاصی ناانصافی "
"ہو گی۔۔

اس نے گال پر ہلکی سی ناک رگڑی تو تعبیر کو لگا جیسے گال جل اٹھا ہو۔پر دل میں وہم سا پھیلنے لگا، وہ
کسمسانے لگی تھی۔

آج اسے یزدان کے قریب ہوئے پہلی مرتبہ کسی کا خیال آیا تھا۔۔اور وہ خیال اروشے کا تھا۔اس کے
لفظ ذہن کو بغاوت پر اکسانے لگے۔۔

اس کے گریز کو محسوس کرتے وہ دو ہوا تھا۔وہ اس کی من مرضی کو اہمیت دینا چاہتا تھا وہ لڑکی اس کی تھی۔ یہ اطمینان ہی اس کے لیے کافی تھا۔۔وہ آج بھی اپنی بات پر قائم تھا کہ اس نے تعبیر کے نام سے اس کی روح سے محبت کی ہے۔وجود کی طلب تو کافی بعد میں آتی تھی۔

ریسٹ کر لیں۔۔آج کا دن خاصہ تھکا دینے والا تھا۔مزید کسر میں پوری کر رہا ہوں۔" سر پر لب رکھے " وہ اپنی گرفت سے آزاد کیے باہر نکلنے لگا۔ تعبیر کو لگا وہ اس کے گریز پر برا مان گیا ہے۔دل کے واہمے سچ ہونے لگے تھے۔۔

"رکو یزدان۔۔"

ہمم کیا ہوا؟؟" وہ ازلی نرمی و مسکان سجائے اس کی جانب مڑا۔۔ تعبیر کو اپنی سوچ پر افسوس ہوا۔"

"تم برا مان گئے ہو۔؟"

ہرگز نہیں، "یزدان نے فوری نفی کی۔۔"

"میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔پہلے مجھ سے وعدہ کرو یزدان۔۔کہ تم غصہ نہیں کرو گے۔"

سب ٹھیک ہے؟؟"یزدان کو اس کی فکر ہوئی تھی۔"

ہاں ٹھیک ہے۔۔وعدہ کرو۔۔اس نے ہتھیلی پھیلائی۔"

"بنا وعدہ کیے بھی میں غصہ نہیں کروں گا۔۔"

اسے یقین و مان تھا یزدان پر کہ وہ وعدہ نہ بھی لے تب بھی وہ تعبیر پر غصہ نہیں کر سکتا تھا۔

زیادہ مت سوچیں،۔۔میں منتظر ہوں۔۔"وہ پیچھے ہاتھ باندھے اس کی جانب جھکا۔"

کیا میں چاہے جانے کے قابل ہوں؟"یزدان کو لگا جیسے کسی نے دل بری طرح مسل دیا ہو۔"

وہ اپنے حوالے سے بے اطمینانی کا شکار تھی۔اور وہ جان ہی نہیں پایا تھا۔کتنا لاپرواہ تھا وہ،اتنی چاہت دی پر اسے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ وہ چاہے جانے کے قابل ہے۔۔جبکہ دل میں دبے ایک راز نے بھی کافی عرصے بعد سر اٹھا کر اپنا احساس دلایا۔

یزدان کے ماتھے پر پسینہ چمکا تھا۔

پر وہ سر جھٹکتا بنا اسے احساس دلائے پیشانی رگڑ گیا تھا۔

یہ کیسا سوال ہے تعبیر۔۔اور یہ خیال آپ کو میری ہمراہی میں آیا کیسے؟؟اور میرے کس عمل سے "

"آپ کو لگتا ہے کہ آپ چاہے جانے کے قابل نہیں ہیں۔۔

اس نے سوالات کی بوچھاڑ کی تھی۔

ایسا نہیں ہے یزدان۔۔میری بدتمیزیوں کے باوجود تم نے مجھے کبھی کچھ نہیں کہا۔۔"

کہا تھا دو مرتبہ کہا تھا۔۔جس پر شدید افسوس ہے۔۔"اس کی پشیمانی پر تعبیر نے فوری اسے روکا تھا۔۔"

"میری غلطی تھی ناں۔۔ چھوڑو بس ہم وہ بات کرتے ہیں جو میں کرنا چاہتی ہوں ۔۔"

بندہ حاضر ہے۔۔بولتی جائیں، بلکہ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔،" وہ اسے لیے بیڈ پر بیٹھا، کافی دیر سے وہ کھڑی تھی۔

"بتاؤ قابل ہوں یا نہیں۔۔"

"اس وقت لفظ نہیں کہیں جائیں گے۔۔ عمل سے بتا سکتا ہوں۔۔"

اس کی بے باکی پر وہ سرخ پڑی تھی۔اس کی شرم وحیا یزدان کو مزید اس کا اسیر کر رہی تھی۔

"خیر چھوڑیں۔بتائیں کیوں متفکر ہیں؟۔کیوں لگتا ہے کہ آپ چاہے جانے کے قابل نہیں ہے۔؟"

تم اتنے پیارے ہو۔اتنے کہ لڑکیاں تمہیں مڑمڑ کر دیکھتی ہیں، تمہارے ساتھ کی خواہش کرتی ہیں۔پر تم نے مجھ سے شادی کی۔ایک سے ایک لڑکی تمہیں مل جاتی پھر میرا انتخاب کیوں کیا؟۔میں تو خوبصورت بھی نہیں ہوں، عمر بھی بڑی ہوں۔اور چند سالوں میں میرا یہ عام سا چہرہ بھی ڈھل جائے گا۔"

ایک بار پھر جیسے دل میں دبے رازوں نے اسے جکڑا تھا۔

وہ لڑکی شاید جانتی ہی نہیں تھی، اس کا یہ لاپرواہ حسن کیسی کشش رکھتا ہے۔۔اس کے تیکھے تیکھے نین نقش کس کا بھی دل جکڑ سکتے تھے۔اور وہ جکڑ بھی چکی تھی، پہلے اس شخص کو نگاہ کو اور پھر یزدان کے دل کو جکڑ لیا تھا۔۔

دونوں کی چاہ میں زمین آسمان کا فرق تھا پر وہ کبھی اس راز کو عیاں نہیں کر سکتا تھا کبھی بھی نہیں۔۔

"آپ کی بے اعتباری سمجھ گیا ہوں۔۔یعنی آپ کو میری محبت پر شک ہے۔۔"

"کبھی نہیں یزدان۔۔بس ڈر لگتا ہے۔"

ڈر کو دل دماغ سے نکال دیں۔۔اور اگر ایسا کبھی ہوا اول تو کبھی ہو گا نہیں۔اور اگر آپ کو ایسا محسوس " ہوا کہ میں آپ کو چھوڑنا چاہتا ہوں۔۔کھلے دل سے اجازت دیتا ہوں اسی لمحے میری جان لے لیجیے گا۔"

یزدان۔۔!! وہ فوری اس کے سینے سے لگی۔"

" ایسامت کہنا۔۔تمہیں کھو کر تو تعبیر کہیں کی نہیں رہے گی۔"

یزدان کی دھڑکنیں بڑھنے لگی تھی۔

اور آج مجھے لگ رہا ہے۔۔یزدان کہیں کا نہیں رہے گا۔۔"اس نے تعبیر کا ہاتھ لبوں سے چھو کر اسے " باور کروایا تھا۔

وہ ہنوز اس کے سینے سے لگی۔۔اس کی دھڑکنیں سنتی رہی۔ تعبیر کا انداز اس کا قرار لوٹنے لگا تھا۔

"اگر میں۔۔میری تب بھی تعریف کرو۔ جب میں تھوڑی بوڑھی بوڑھی لگنے لگوں، میں چاہتی ہوں، بیمار ہو جاؤں تب بھی تم میرا ایسا ہی چھوٹے بچوں کی طرح خیال رکھو۔ مجھے سنبھالو مجھ سے کبھی نہ لڑو۔۔بس میرے رہو۔۔صرف میرے۔۔۔"

تعبیر کی بوجھل آواز میں ایک حسرت تھی۔

"آپ کا تھا آپ کا ہی رہوں گا۔۔"اس کے لب کچھ کہے رہے تھے جبکہ چہرہ کچھ اور پر وہ جو بھی کہہ رہا تھا صدقِ دل سے کہہ رہا تھا۔

یزدان کی یقینی پر اس نے آنکھیں موند لی۔کمرے کی فضا میں تعبیر کی بوجھل سانسوں کی آواز بڑھنے لگی تھی۔

وہ سو چکی تھی۔اور وہ اس کے آرام میں خلل ڈالتا۔۔نا ممکن تھا۔

اس کا خیال کیے وہ اسے سیدھا لٹائے کمفرٹ درست کرتا روم سے نکلنے لگا۔۔جب تعبیر نے ہاتھ تھام کر اسے روک دیا۔

"میرے پاس رہو۔۔صرف میرے ہو کر۔۔" تعبیر نے سرگوشی کی اور پھر کمفرٹ میں خود کو چھپا لیا۔اور یزدان کو مزید کسی وضاحت نہیں رہی تھی۔اس کے لب بوجھل سا مسکرانے لگے۔ایک بار

پہلے جب روکا تھا، تب اس کے لفظوں میں اقرار نہیں محض ڈر تھا۔۔پر آج کے لفظوں میں اقرار اجازت سب کچھ تھا۔۔

آج قسمت مہربان ہوئی تھی تو وہ یہ موقع گنوانا نہیں چاہتا تھا۔

اس کے برابر آئے وہ اسے سمیٹ چکا تھا بنا کچھ کہے بنا کچھ سنے۔۔اور نہ اس نے مزاحمت کی،۔پر مدھم سی سرگوشی تھی جس میں وہ یزدان کو پکار رہی تھی۔۔اور وہ اس پکار پر لبیک کہہ چکا تھا۔

کمرے کے خواب ناک ماحول میں کینڈلز کی جلتی لو جیسے ایک لمحے کے لیے پھڑ پھڑائی اور پھر مزید روشن ہوئی تھیں۔جیسے کسی نے مزید جلنے کی نوید دے دی ہو۔

وہ ٹیرس میں کھڑی تھی۔۔رکھی سے کہہ کر وہ یہاں آتو گئی تھی۔۔تاکہ طبعیت بہتر ہو جائے،۔پر اب بے چینی بڑھ رہی تھی۔۔رات کا اگلا پہر شروع ہوا تو اس کا دل گھبرانے لگا تھا۔

کچھ موسم کی تبدیلی فضا میں ٹھنڈک بھرے ہوئے تھی۔

پوری حویلی میں گہرا سناٹا تھا۔۔اور بالکل مدھم روشنی تھی۔جس سے تھوڑا بہت سامنے کا منظر دیکھا جاسکتا تھا مین گیٹ پر دو چار گارڈ پہرہ دے رہے تھے۔۔جو اتنی دور سے چھوٹے چھوٹے لگ رہے تھے۔

اس کا دل بے قرار ہونے لگا۔

آجائیں۔۔زین!!اس نے تھک ہار کر اس شخص کو پکارا تھا۔اور پھر وہاں رکھی ایک چئیر پر بیٹھ گئی۔۔"

ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی جب ٹیرس کے دروازے پر آہٹ ہوئی۔اور عین اسی وقت فضا میں فائرنگ کی تیز آواز گونجی تھی۔اور پھر یہ فائرنگ رکی ہی نہیں تھی۔

اس نے سہم کر کانوں پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

فضا میں یکلخت شور بڑھا۔۔اور حویلی کے بند دروازے کھلنے لگے تھے۔

وہ ڈر کی چیخ رہی تھی۔۔پر گولیوں کے شور میں اس کی چیخیں کون سنتا؟

اگلے ہی پل پوری حویلی اندھیرے میں ڈوبی۔۔جس سے مزید خوف وہراس پھیلا تھا۔

وہ لڑکھڑا کر اٹھی۔اور دیوار کے سہارے ٹیرس کے دروازے کے پاس تاکہ اندر جاسکے۔۔زین بھی نہیں تھا جو اسے بچالیتا۔

پر وہاں کھڑے چار اونچے لمبے ہیبت ناک مردوں کو دیکھ کر اس کی حالت ابتر ہوئی۔۔جن میں سے ایک کے ہاتھ میں ٹارچ تھی، جس کی روشنی میں وہ ان مردوں کو دیکھتی بالکل ٹھنڈی پڑ گئی تھی۔

ایک خوف کی لہر تھی جو چہرے سے اس کے وجود میں پھیلی۔۔اور اسے پوری طرح لپیٹ میں لے گئی تھی۔

اس نے حلق تر کر کے قدم بے ساختہ پیچھے لیے۔پر ایک نے آگے بڑھ کر بری طرح اس کے بالوں کو جکڑا اور اس کے منہ پر اپنی سیاہ ہتھیلی جما دی۔

زری بری طرح پھڑ پھڑا کر چیخ بھی نہیں پائی تھی۔

وہ شخص اسے بری طرح قابو کر چکا تھا۔

لے چلو اسے۔۔۔اور نکلتے ہی دوبارہ فائرنگ شروع کر دینا۔۔۔"۔"

ان میں سے ایک شخص بولا تھا۔

وہ آواز جیسے اس کے لیے موت کا سندیسہ لائی تھی۔

اس نے اپنے ناخن بری طرح اس کی ہتھیلی کی پشت پر مارے۔اور ایک بار پھر اس کی گرفت میں پھڑ پھڑائی تھی

ابے کتنی جنگلی لڑکی ہے۔۔۔!!!اس نے ہتھیلی ہٹا کر ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔وہ" اوندھے منہ نیچے گری تھی۔دماغ گھوم کر رہ گیا جبکہ آنکھوں کے گرد اندھیرا پھیلا تھا۔گال سنسنا اٹھا تھا۔

اس نے ایک بار پھر اس کے بال مٹھی میں جکڑے اور اسے بالوں سے ہی پکڑ کر کھڑا کیا تھا۔زرفشاں درد سے تڑپی تھی۔۔

"زین!!۔۔۔۔۔"

وہ یکلخت چیخی۔پکار میں بھی اس شخص کا نام تھا۔

تم سے چھٹانک بھر کی لڑکی نہیں سنبھالی جارہی۔۔۔"وہی ایک شخص دبا دبا غرایا تھا۔"

صاحب لڑکی چھوٹی ہے پر بڑی ہی تیز دھار ہے۔۔۔"اس نے اب رخ موڑ کر اس کے منہ پر بھاری" ہاتھ جمایا۔اور کمر میں ہاتھ ڈال کر پیٹ پر رکھے اسے بری طرح جکڑتے آگے بڑھا۔زرفشاں بری طرح پھڑپھڑا رہی تھی،پر وہ دیو ہیکل مرد اسے بری طرح قابو کیے ہوئے تھا۔۔اسکا غلیظ لمس اسے بن پانی مچھلی کی طرح تڑپا گیا تھا۔

صاحب یہ شور مچادے گی۔۔بڑی تیکھی ہے۔۔۔"اس شخص نے کہا۔"

"ہتھیلی مت ہٹانا۔۔۔"

صاحب بے ہوش کر دیتے ہیں۔۔۔"وہ شخص ایک بار پھر بولا تھا۔"

"نہیں اسے بے ہوش بالکل بھی نہیں کرنا۔۔زین صاحب ہماری جان لے لیں گے۔۔۔"

وہ شخص اب گھبرا کر بولا تھا۔پر اس کا لہجہ اب کی بار تھوڑا بلند تھا۔

زین۔۔۔!!اس کی آنکھیں پھیلی۔

زرفشاں کی جیسے ہر حرکت رک گئی تھی۔ایک پل کے لیے ایسے لگا جیسے وہ بے جان ہو گئی ہو۔

ایک بار پھر وہ بے وقوف بنائی گئی تھی۔۔اور وہ بنتی چلی گئی تھی۔

وہ شخص اب پُراسرار سا مسکرایا تھا۔۔یعنی اس کا تیر نشانے پر لگا تھا۔وہ لڑکی ہر حرکت روک چکی تھی۔

"ابے یہ تو حرکت نہیں کر رہی کہیں بے ہوش تو نہیں ہو گئی۔۔۔"

ایک شخص نے پیچھے مڑ کر اس کے چہرے پر ٹارچ لائٹ کی،تو اس کی گلابی پڑتی آنکھوں سے آنسو بہے رہے تھے۔۔جبکہ خود بے حس و حرکت اس شخص کی گرفت میں تھی۔اس نے اسے چھوڑا تو وہ زمین پر گر گئی۔جیسے ہمت باقی نہ ہو۔

زندہ ہے۔۔"اس نے قہقہ لگایا تھا۔"

اور دو مردوں نے اسے بازوں سے جکڑ کر ساتھ لیجانے لگے تھے

وہ زرفشاں کو خفیہ راستے سے نہیں لے کر جا رہے تھے۔۔جس سے اس کا یقین مزید پختہ ہو کر ٹوٹا تھا۔۔یعنی سب چال تھی۔۔اسے استعمال کیا گیا تھا۔۔سب وعدے وعید محبت جھوٹی تھی۔۔فریب تھا۔

اس کے بعد وہ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہی تھی۔۔ایک مردہ کی طرح وہ اسے گھسیٹ کر لے جا رہے تھے۔

شجیہ۔۔۔!! صدیقہ بیگم اندھیرے میں پکارتی گرتی پڑتی اوپر بھاگی تھی۔

پر اوپر موجود چار مردوں کو دیکھ کر ان کی چیخ نکلی تھی۔اور قدم پیچھے ہوئے تھے۔

کک کون ہو تم؟؟ وہ بری طرح گھبرائی تھی،۔

مخدوم چوہدری مردانے میں تھے۔۔جبکہ قیوم چوہدری اور ان کی اہلیہ شاپنگ کے سلسلے میں شہر گئے ہوئے تھے،۔

زرفشاں۔۔۔!! انہوں نے زرفشاں کو دیکھا جو نیم مردہ سی تھی۔۔اور دو مردوں نے اسے بازوؤں سے جکڑا ہوا تھا

ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ زین چوہدری نے بھیجا ہے ہمیں۔۔اس لڑکی کو لانے کے لیے۔۔" ان " میں سے ایک آدمی نے کہا تھا۔

"جج جھوٹ بول رہے ہو،۔تم کون ہو۔اور زین۔۔ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔۔۔"

اے بڑھیا۔۔زبان مت چلا۔۔۔"ایک نے آگے بڑھ کر صدیقہ بیگم پر گن تانی۔۔زرفشاں کے " ناتواں وجود میں حرکت ہوئی تھی۔

امی۔۔۔!! شجیہ کی آواز گویا ان دونوں کی جان نکال گئی تھی۔۔"

"باس معاملہ خراب ہو جائے گا۔۔۔"

ایک نے نہایت مدھم سرگوشی کی۔لیکن زرفشان سن چکی تھی۔ناجانے کیوں اسے وہم ہوا تھا کہ یہ سب چال بھی ہو سکتی ہے۔۔اگر انہیں زین نے بھیجا تھا تو انہیں صدیقہ بیگم کیسے نہیں جانتی تھی۔

کہیں۔۔یہ چال تو نہیں۔۔۔۔!! اس کی دماغ کے سرزنش کی۔۔اور یہ سرزنش جیسے اسے پوری طرح ہلا چکی تھی۔

چھوڑو مجھے کمینے انسان۔۔۔چھوڑو۔۔وہ بری طرح تڑپی تھی۔۔پر ان کی گرفت حد درجہ سخت تھی۔"

اور اس جناتی مرد کو جیسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

ارے واہ لڑکی تو خاصی پیاری ہے۔۔"ایک مرد پیچھے مڑا تھا جہاں شجیہ دیوار کا سہارا لیے کھڑی تھی۔اس کے لہجے سے ٹپکتی خباثت زرفشاں کو دہلا گئی تھی۔

نن نہیں زین ایسے نہیں ہیں۔وہ مجھے میری حفاظت کا کہہ کر گئے تھے۔۔

وہ بری طرح ان کی گرفت میں جھٹپٹاتی اب بس آزادی چاہتی تھی۔

بکواس بند کر لڑکی۔۔۔"اسی شخص نے اس کے بال بری طرح جکڑ کر اسے جنجھوڑا تھا۔"

شجیہ !! بھاگ جاؤ یہاں سے۔۔"وہ چیخ کر بولی۔۔جبکہ صدیقہ بیگم بھی سمجھ چکی تھیں کہ یہ دشمن کی چال ہے۔۔

"دیکھو ہم نے تمہارا کچھ نہیں بگاڑا۔۔ہمیں جانے دو۔۔۔"

صدیقہ بیگم کی پکار میں فریاد تھی۔

بگاڑا کسی نے کچھ نہیں ہے۔۔۔"اس نے صدیقہ بیگم کو دیکھا اور پھر اپنے آدمی کو حکم دیا تھا۔"

"سجاد قابو کر پچھلی لڑکی کو۔۔۔"

"شجیہ بھاگ جاؤ یہاں سے۔۔خدا کا واسطہ ہے بھاگ جاؤ۔۔۔"

زرفشاں پھر سے چیخی تھی۔

واہ !! زین سر کی بیوی تو کافی سمجھدار اور رحم دل ہے۔۔اپنے سے زیادہ سر کی بہن کی فکر ہے۔۔""
ایک نے اس کے بال مٹھی میں دبوچے قہقہ لگایا۔

شجیہ غیر محسوس طریقے سے قدم پیچھے لینے لگی تھی۔

جاؤشجیہ یہاں سے۔۔۔" صدیقہ بیگم نے بھی جیسے زرفشاں کی تائید کی تھی۔"

شجیہ کی جانب بڑھتے مرد نے اس کے چہرے پر ٹارچ سے روشنی ڈالی شجیہ اپنے کمرے کے پاس ہی تھی۔فوری بھاگ کر اندر بند ہوتی وہ لاک لگا چکی تھی۔

اس نے بری طرح دروازہ دھڑدھڑایا تھا۔

اتنے میں دو گارڈ حویلی میں آ چکے تھے۔

صدیقہ بیگم کی جیسے جان میں جان آئی تھی۔

ہمیں صرف زرفشاں کو لے کر جانے کا کہا گیا ہے اگر تم لے جانے دو گے تو تمہارے لیے بہتر " ہو گا۔۔۔"

ان تینوں نے دونوں گارڈز پر گن تانی تھی،۔۔اور پھر تڑتڑ گولیوں کی سماعت چیرتی آوازوں نے ان دونوں کو ہوش و حواس سے بیگانہ کر دیا تھا۔۔

تین گاڑیاں تار کول کی سڑک پر تیزی سے رواں دواں تھیں۔

درمیان والی سفید گاڑی میں وہ پچھلی سیٹ پر بندھی بے بس تھی۔منہ پر ٹیپ لگی تھی۔جس کے باعث وہ چیخ بھی نہیں سکتی تھی۔ہاتھ پیچھے کو باندھے تھے۔۔وجود میں درد کی لہر اٹھ رہی تھی۔۔

دل اس وقت ایک ہی فریاد کر رہا تھا اللہ شجیہ کی حفاظت کرے، شایان سا گر کبھی اس تک نہ پہنچ پائے۔۔

آج جیسے سب کی زندگی کے ستارے گردش میں تھے۔۔ایک دوسرے سے جڑے وہ لوگ مختلف جگہوں پر مختلف مصائب میں گرے ہوئے تھے۔

سیدھی سڑک کے بعد انہیں اب موڑ مڑ کر شہر کی حدود میں داخل ہونا تھا۔

پہلی گاڑی مڑتے ہی درمیانی گاڑی کا ٹائر برسٹ ہوا تھا۔

گاڑی لڑکھڑا کر دوسری سمت مڑی۔۔جبکہ پیچھے موجود گاڑی میں بیٹھے دو لوگ ہڑبڑائے تھے۔۔لیکن ایک شخص دوسرے کے ماتھے پر گن تان چکا تھا۔پہلی گاڑی کی جیسے کسی کو خبر بھی نہیں ہوئی تھی۔کہ وہ کہاں گئی؟

گارڈ کی حیرت بجا تھی۔

تم مجھ پر گن کیوں تان رہے ہو۔۔ساگر صاحب کو نہیں جانتے کیا تم، وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔۔؟؟"

اور اگر تمہیں زندہ چھوڑ دیا تو میری موت پکی ہے۔۔۔"اس نے کہتے ہی اس کے دماغ میں فائر کیا تھا۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا شخص فوری موت کی وادی میں جا چکا تھا۔۔۔

اس کی موت کنفرم کر کے وہ باہر نکلا۔اور دوسری سمت مڑتی گاڑی کی طرف بھاگا جو درخت سے ٹکرا چکی تھی۔

باہر نکلو جلدی۔۔"اس نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھے دونوں آدمیوں کو باہر نکلنے کا کہا۔۔اور پچھلی سیٹ پر نظر ڈالی

صنم کا دل بری طرح گھبرایا تھا۔ ناجانے اب قسمت کونسا امتحان لینے والی تھی۔

میں ساگر صاحب کو بتاتا ہوں۔۔"ایک گارڈ موبائل نکالنے لگا جب اس کے ہاتھ پر کسی نے فائر کیا، "موبائل ہاتھ سے نیچے گرا،اس کی چیخ فضا میں گونجی تھی۔۔

اور عین اسی وقت باہر کھڑے گارڈ نے دوسرے گارڈ کے سینے میں گولی اتاری تھی۔

خون کے چھینٹے بری طرح گاڑی میں بکھرے۔

صنم کی آنکھیں پھیلی۔۔اور بند منہ سے چیخنے لگی تھی، لیکن بے بسی تھی کہ انتہا کو پہنچ چکی تھی۔

اس کی جانب کا دروازہ کھولا گیا،اور کسی نے اسے باہر کھینچ کر سیدھا کیا تھا۔

گاڑی کی جلتی لائٹوں میں اس نے سامنے موجود شخص کو دیکھا۔اور پھر وہ کہیں دیکھنے کے قابل نہیں رہی تھی۔

سرد آنکھوں بھینچے لبوں سے وہ شخص صنم کو دونوں کندھوں سے جکڑ کر کھڑا کر چکا تھا۔۔اس کی گرفت بہت سخت تھی، صنم کو اپنے کندھے میں اس کی انگلیاں گھڑتی محسوس ہوئی تھ ء۔۔

باسط خان اس کی موت کا پروانہ لے کر آ چکا تھا۔

باسط نے اس کا رخ موڑا۔۔اور اس کی گردن کے گرد بائیں بازو ڈال دائیں ہاتھ سے سامنے کھڑے شخص پر گولی چلائی۔

گولی سامنے موجود شخص کے دماغ میں جا کر لگی، اسے وہی ڈھیر کر گئی۔

موت کا یہ خوفناک کھیل اسے پاگل کرنے لگا۔

صنم کی گھٹی گھٹی چیخیں دبی رہ گئی تھیں۔۔بندھے ہاتھوں کے ساتھ وہ مکمل اس کے رحم و کرم پر تھی۔جس کا مضبوط بازو اس کی گردن کے گرد تھا۔

سب تیاریاں مکمل ہو چکی تھی، اب بس انہیں دونوں ٹرک کا انتظار تھا۔جو اس کھلے میدان میں آ کر رکنے والے تھے۔

یہاں کا پورا ایریا فوج پہلے ہی اپنے قبضے میں لے چکی تھی۔۔اور وہاں کے باسیوں کا روپ دھارے دشمن کو دھول چٹانے کے لیے ہر دم تیاری تھی۔۔

سب سپاہی پوزیشن سنبھالے ہوئے تھے۔

زین درخت کی اوٹ میں تھا،جب اس کا موبائل تھر تھرایا تھا۔

اس نے پاکٹ سے موبائل نکال کر کان سے لگایا جہاں سے سنائی گئی خبر اس کا دل مٹھی میں جکڑ گئی۔

جبکہ چہرے پر کرب آمیز تاثرات پھیل گئے۔یعنی یہاں آتے اس کا دل اگر گھبرایا تو بلا مقصد نہیں گھبرایا تھا۔

اس کی محبت اس کی زندگی خطرے میں جا چکی تھی۔

عین اسی وقت دور سے آتی روشنی نے اس کی توجہ کھینچی پر جو خبر اس شخص نے سنائی تھی۔وہ اس کو پل پل کمزور بنانے لگی تھی پر اس وقت وہ کمزور نہیں پڑ سکتا تھا۔اسے ہمت نہیں ہارنی تھی۔

فرض اور محبت یوں مقابل آئیں گے اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

پر اسے ایک راہ کا انتخاب کرنا تھا۔اور پھر وہ کر چکا تھا۔

اتنی سیکیورٹی کے بعد وہ لوگ اندر کیسے آگئے؟؟" وہ دبا دبا غرایا۔۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر" وہاں پہنچ جائے۔

دوسری جانب سے جو کہا گیا تھا وہ محض دانت پر دانت جما کر رہ گیا۔۔آنکھیں کرب سے لہو ٹپکانے لگی تھیں۔جو اگر کوئی دیکھ لیتا تو اس کے دل کا درد جان لیتا۔

جہاں تک ہو سکتا ہے۔لڑو۔ باقی سب میں اپنے اللہ پر چھوڑتا ہوں۔ میرا اللہ میرے گھر والوں کی " حفاظت کرے گا۔"۔

اس نے فون کان سے ہٹا دیا۔۔اور پوزیشن سنبھالی تھی۔

وہ اپنی جگہ سے آگے سرکا،جب ایک سیاہ لباس میں لپٹا وجود اس سے بری طرح ٹکرایا تھا۔

دونوں کا دھیان شاید اپنے ٹارگٹ کی طرف تھا۔ تبھی ٹکراؤ ہوا تھا۔

زین نے سرعت سے اس کو پکڑا۔پر وہ اس کو سینے پر کہنی مارتا آگے کو بھاگا تھا زین نے ایک بار پھر اسے پکڑا،۔

اپنی جگہ سے مت ہلنا۔۔ورنہ گولی ماردوں گا۔۔۔"اپنی گن اس نے پشت پر جمائی۔۔"

گولی سے ڈرتا ہوتا تو یہاں موجود نہ ہوتا،جو تم کرنے آئو وہی میرا مقصد ہے۔۔"اس کی گھمبیر آواز " شناسا سی لگی تھی۔

کون ہو تم؟؟"زین کی آواز سرد ہوئی تھی،۔"

"فلحال یہ جاننا ضروری نہیں ہے۔۔دشمن سامنے ہے۔اور مقابلہ سب سے زیادہ ضروری ہے۔"

اس نے زین کو جھٹکتے ہی فائرنگ شروع کی تھی۔۔ٹرک سے نکلتے چند لوگ اس حملے کے لیے زرا بھی تیار نہیں تھے۔۔ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔کہ آج انہیں اتنی بڑی شکست کا سامنا کرنا پڑتا۔

باقی فوجی جوان بھی فائرنگ کرتے انہیں موت کے گھاٹ اتارنے لگے تھے۔

ایک فتح اگر زین کے حصے میں آئی تھی تو دوسری شکست وہ قبول کرنے کے لیے اپنے آپ کو ہر طرح سے تیار کر چکا تھا۔

اس کی بانہوں میں معصومیت سے سوئی وہ لڑکی اس کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھیر گئی۔

یزدان نے اس کی پیشانی کو چھوا اور پھر اس کا سر تکیے پر رکھا۔۔

تعبیر نے اس کا بازو جکڑا تھا۔۔وہ نیند میں بھی اسے خود سے دور ہونے نہیں دینا چاہتی تھی۔۔اور یزدان جیسے ایک بار پھر بوجھل سا مسکرا کر فوری تھم گیا۔۔تاکہ وہ جاگے مت۔۔اور پھر نرمی سے بازو آزاد کروایا۔اور بیڈ پر رکھا۔

"جانا ضروری نہ ہوتا تو کبھی یوں تنہا نہ چھوڑتا۔۔"

اس کی سرگوشی بہت مدھم سی تھی۔

اس کے چہرے پر آئے بالوں کو اس نے نرمی سے ہٹایا۔اس کا گلابی سا چہرہ جس پر اس کی محبت کے رنگ پھیلے تھے۔اسے سرور بخشنے لگا تھا۔

اس نے جھک کر ایک بار نرمی سے اس کا چہرہ چھوا تو وہ کسمسائی تھی۔

یزدان فوری دور ہوئے بیڈ سے اترا۔اور پھر اس کی جانب آیا۔

ڈراسے ایک چوکور باکس اور ایک چھوٹی سی

(Diy board_book)

نکال کر ٹیبل پر رکھی۔

بک پر محض تصاویر بنی ہوئی تھیں۔جو اسے سب آسانی سے سب سمجھا دیتی۔

اور وہ آج چاہتا بھی تھا کہ سمجھ جائے۔۔سب جان جائے۔۔اس کی محبت کی انتہا کو سمجھ جائے۔۔

چند پل وہ تذبذب میں گھرا رہا۔۔پر پھر بوجھل پن سے مسکراتے کمرے سے نکل گیا تھا۔

اپنے کمرے میں آکر وہ پہلے فریش ہوا،اور پھر دو رکعت شکرانے کے نفل ادا کیے۔۔جس میں اس کی ہمراہی کی تا عمر دعا مانگی تھی،۔

دروازے پر دستک ہونے لگی تو وہ منہ پر ہاتھ پھیرتے اٹھا تھا۔

ایک بار پھر وہ آئینے کے سامنے کھڑا ہوا،۔

بلیک پینٹ اور بلیک شرٹ میں وہ اپنی ساحرانہ شخصیت کے ساتھ حد درجہ خوبرو لگ رہا تھا۔۔پر آج چہرے پر الگ ہی سکون اور الگ ہی وجیہہ پن پھیلا تھا۔جو شاید اس لڑکی کی محبت بدولت ممکن ہوا تھا۔

اسے ایک بار پھر تعبیر کی معصومانہ پُر فکر سی باتیں اس کے لبوں کو پھیلانے کا موجب بنی۔۔

دستک پر وہ چونکا تھا۔اور پھر سر جھٹکتا باہر نکلا تھا۔

"سر آپ نے کہا تھا چار بجے میٹنگ ہے۔۔۔"

روز کے گھبرایا چہرہ دیکھ کر وہ مسکرایا تھا۔

"تو اتنا گھبرائی ہوئی کیوں ہو۔۔؟"

"نہیں سر وہ آج آپ نے کہا تھا، کہ خود کو اچھی طرح تیار کر کے آنا۔۔"

سلی گرل!!!نوفل نے بے ساختہ اس کے بال بکھیرے اور پھر آگے بڑھ گیا۔"

روز جھینپتی اس کے ہم قدم ہوئی تھی۔

کم آن روز۔۔۔!! وہ اسے لیے نیچے بڑھا اور پھر طویل راہداری سے گزرتے آخری کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔سب کمرے بند تھے کوریڈور سنسان تھا۔جیسے وہاں کوئی موجود نہ ہو پر وہاں زندگی بستی تھی کون جانتا تھا وہاں کون رہتا تھا۔سوائے اس مینشن میں رہتے چند افراد کے۔۔

اس نے دروازے کا لاک کھولا تھا۔تا کہ اندر داخل ہو سکے۔۔

پر عین اسی وقت اس کا فون تھر تھرایا تھا۔۔یہاں موبائل کو سائیلنٹ پر رکھا جاتا تھا۔۔جس کے حکم کی پاسداری یزدان بھی کرتا تھا۔بلکہ سب ہی کرتے تھے۔

یزدان نے موبائل نکالا۔اور وہاں موجود نمبر دیکھا۔۔۔سفیر خان کا فون آنا یعنی کسی بری خبر کا اندیشہ بھی ہو سکتا تھا۔

یہاں بات کرنے کی ہر گز اجازت نہیں تھی۔۔

"!! روم لاک کر کے واپس آ جاؤ روز۔۔۔"

وہ روز کا لاک لگانے کا کہتا مڑ گیا تھا۔۔

روز کی نظر سامنے گئی۔۔جہاں چھوٹا سا مرر لگا ہوا تھا۔اندر بیڈ پر لیٹے شخص کو دیکھ کر اس کی نگاہ پتھرائی تھی۔

آنکھوں میں خوف ابھرا تھا۔۔ہاتھ بری طرح کپکپائے تھے۔۔اور جسم سے جیسے کسی نے خون نچوڑ لیا تھا۔ماضی کی دردناک یاد اسے بری طرح قابو کر چکی تھی۔

"باس۔۔۔!! وہ خشک پڑتے گلے سے بڑبڑائی۔۔یزدان نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں روز کی پھیلی آنکھیں اسے احساس دلا گئی تھی کہ وہ کس لمحے کے زیرِ اثر ہے۔۔

یزدان تیزی سے اس کی جانب آیا۔۔

روز!! اس نے فوری طور پر اسے کندھوں سے تھام لیا۔۔جو نیچے گرنے والی تھی۔

روز نے زخم خوردہ نگاہ سے اپنے مسیحا کو دیکھا اور گویا جتایا ہو کہ آپ نے اچھا نہیں کیا۔۔یزدان نے سختی سے لب بھینچ لیے تھے۔

!!! ماضی

خٹک کا یہ گاؤں نہایت پسماندہ تھا۔ جہاں کے لوگ نہایت سادہ تھے۔۔اس آگے بڑھتے دور میں بھی وہ ابھی بہت پیچھے اپنے بزرگوں کی بنائی گئی روایات اور اصولوں پر زندگی بسر کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے

تعلیم، شعور کیا تھا؟ لوگ نہیں جانتے تھے۔کچھ چوہدری حویلی کے خوف نے ان کو کبھی آگے بڑھنے ہی نہیں دیا تھا۔زندگی نہایت تلخ اور ظلم و ستم سے بھرپور تھی۔

مخدوم اور قیوم چوہدری کے والد منظور چوہدری ایک عیاش اور ظالم ترین آدمی تھے۔

گاؤں کی ہر خوبصورت لڑکی ان کی منظورِ نظر ہوتی تھی۔۔اور جو زرا بھی بغاوت کرتا تھا یا پھر آواز اٹھاتا تھا اسے دردناک موت دے دی جاتی۔اور انصاف کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

عدالتی قانونی نظام یہاں سب منظور چوہدری کے اختیار میں ہی تھا۔

وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ ظلم و ستم بھی بڑھنے لگے تھے۔۔اور پھر ایک خاندان اس ظلم سے تنگ آکر شہر جا بسا تھا۔ جنھوں نے وہاں قانونی مدد کے زریعے گاؤں میں قانون نافذ کروایا۔۔پر یہ بھی چند دن ہی باقی رہا تھا۔ منظور چوہدری اس انسپکٹر کو بھی خرید چکے تھے، لیکن شاید منظور چوہدری کا برا وقت شروع ہونے والا تھا۔ تبھی انہیں ایک لڑکی کے قتل کی وجہ سے جیل جانا پڑا۔۔پر چند دن بعد ہی اپنے رسوخ استعمال کر کے وہ رہا ہو چکے تھے۔۔ جیل جانا اور پھر وہاں سے رہا ہونا گاؤں والوں کے لیے ایک اور مستقل عذاب لایا تھا۔۔ان کے شر آمیز دماغ نے یہ فرسودہ رسم بنائی تھی۔ جس میں ان کے ساتھ ان کے برابری کے لوگ بھی راضی ہوئے تھے۔۔

ایک اور دردناک ظلم و ستم کا آغاز ہوا تھا۔

گاؤں کی کمزور کم عمر لڑکیوں کو چوہدری، اور باقی وڈیرے اپنی اجاہ داری سمجھتے تھے۔۔

جو بھی لڑکی انہیں پسند آتی۔۔ایک سازش کے تحت اسے نکاح میں لیا جاتا۔۔اور پھر چند دن کی قربتوں بعد وہی خوبصورت ترین لڑکی ان کے لیے ایک گھٹیا بدکردار لڑکی بن جاتی۔۔اور ہمیشہ کے لیے کال کوٹھری میں پھینک دیا جاتا۔

مخدوم چوہدری بھی باپ کا عکس تھے، ظلم و ستم عیاشی گویا وہ بھی اپنا حق سمجھتے تھے پر قیوم چوہدری کا ان سب سے دل خراب ہوتا تھا۔۔ تبھی وہ شہر جا بسے تھے۔۔

فرق صرف یہ تھا کہ مخدوم چوہدری بد نظر نہیں تھے۔

ساتھ والے گاؤں کے سرپنچ کی بیٹی صدیقہ بیگم ان کی واحد اکلوتی محبت تھی۔۔ جن سے شادی کے بعد وہ کسی کے نہیں ہوئے تھے۔۔

زین اور شجیہ ان کی دو اولادیں تھی۔

ان کے نکاح میں چار عورتیں آئی تھیں۔ لیکن وہ سب کی سب مختلف طریقے سے قتل کر دی گئی تھیں،۔

اور یہ سب منظور حسین کی بدولت ہوا تھا۔

پر مخدوم چوہدری ان دنوں صدیقہ بیگم کے اسیر تھے۔۔ تبھی ان سب سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

منظور حسین کی ساری توجہ ہمیشہ سے مخدوم چوہدری کی جانب تھی۔۔ قیوم چوہدری اپنی یونیورسٹی کی لڑکی کو ہی پسند کر کے وہی اپنا گھر بسا چکے تھے۔ جن سے ان کے دو بیٹے تھے۔۔

ایک بیٹا کچھ عرصہ بعد ہی فوت ہو گیا تھا۔۔ پر اس کی موت کیسے اور کب ہوئی کوئی نہیں جانتا تھا وہ اپنی بیوی اور چھوٹے بیٹے اظفر کو لیے گاؤں واپس آ گئے تھے۔۔

وہی دوسری جانب اس گاؤں سے اگلے دو چھوڑ کر ملک خاندان کا راج تھا۔

لیکن وہاں معاملات بالکل الگ تھے۔

کمال ملک کے والد احسان ملک ایک سمجھدار آدمی تھے۔ اور یہاں بڑھتی ترقی ان کی ذہانت اور بردباری کا منہ بولتا ثبوت تھی۔۔

احسان ملک اور منظور چوہدری کہنے کو تو دوست تھے لیکن بہت کم دونوں ایک دوسرے سے ملے تھے۔

احسان ملک کے تین بیٹے تھے۔

کمال ملک جمال ملک اور میکال ملک۔۔

میکال ملک سب سے بڑے تھے۔ جن کے دو بچے سلمان ملک اور اروشے تھے۔

جمال ملک سب سے چھوٹے تھے لیکن وہ کمال ملک سے پہلے شادی کر چکے تھے۔

ان کے دو بیٹے آریان ساگر اور شایان دونوں میں ایک سال کا فرق تھا۔

احسان ملک نے کمال ملک کی شادی اپنی پسند سے کروائی تھی۔۔ نجمہ بیگم ان کی پسند کبھی نہیں رہی تھی پر باپ کے سب سے فرمانبردار بیٹے ہونے کی وجہ سے وہ چپ چاپ نباہ کرتے رہے۔

حریم کی پیدائش ان کا دل مزید نجمہ بیگم سے برا کر گئی تھی۔

شایان اور آریان حددرجہ ان کے لاڈلے تھے۔۔اور تین سال تک ساری محبت انہوں نے ہی سمیٹی تھی۔۔ پھر وہاج کی پیدائش نے جیسے ان کا دل نجمہ بیگم کے لیے نرم کر دیا۔۔پر جو محبت وہ شایان آریان سے کرتے تھے وہ انہیں وہاج سلطان سے بھی نہ ہوئی تھی۔

جمال ملک کا زیادہ رجحان شہر کی طرف تھا۔ لیکن تینوں بھائیوں کو باپ سے حددرجہ محبت تھی۔۔اس لیے کبھی جانے کا نہیں سوچا تھا۔۔پر وہ آریان اور شایان کا ایڈمیشن وہ شہر کے سب سے اچھے سکول میں کروا چکے تھے۔

شایان آریان کی پیدائش کے چار سال بعد انعم پیدا ہوئی تھی۔وہ بھی کمال ملک کی لاڈلی تھی۔

نجمہ بیگم کی گود میں بھی تعبیر آچکی تھی۔لیکن کمال ملک کو اپنے بچوں سے خاص لگاؤ شروع سے ہی نہیں تھا۔

سلمان ملک گھر کا بڑا پوتا تھا۔لیکن ہر جانب رایان اور شایان کی تعریفیں ہوتی تھی۔

وہاج سلطان اپنے نام کی طرح بادشاہوں کی مانند تھا۔۔اس کی ٹھہری ہوئی ذات اور ذہانت کی قدر صرف اس کے بوڑھے دادا کرتے تھے۔،جو چند سال ہی زندہ رہ پائے۔۔پھر وہ صرف ماں کے قریب رہا تھا۔

جوانی میں قدم رکھتے وہ دونوں بھائی سب کی آنکھوں کا تارا تھے۔

آریان تھوڑا سا نٹ کھٹ پر شایان ہمیشہ سے کھڑوس جنونی اور انا پرست گھمنڈی رہا تھا۔

وہاج کی اور شایان کی کبھی نہیں بنی تھی۔آریان سے بھی جھڑپ ہو جاتی تھی لیکن شایان کی فطرت شر پسند تھی۔جس کا خمیازہ بھی وہاج کو بھگتنا پڑتا تھا۔۔

جمال ملک باپ کی موت کے بعد جیسے مزید کھل کر سامنے آئے تھے۔لیکن کمال ملک کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔وہ اپنی حویلی الگ بنوا چکے تھے۔

آریان اب پڑھائی مکمل کر کے پروفیسر بن چکا تھا۔

انعم بھی میٹرک کے بعد شہر میں بھائی کے ساتھ رہنے لگی تھی۔

جبکہ شایان ساگر کی اپنی ہی الگ دنیا تھی۔۔جس میں کسی کو دخل اندازی کی اجازت نہیں تھی۔

فجر کی اذان ہو چکی تھی، ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی۔ حویلی کے قریب آ کر اپنی گاڑی روکتا خود بھی جیسے اپنے آپ کو کسی بھی برے خیال کو روک رہا تھا۔

وہ ایک فوجی تھا، فرض کی راہ میں اگر قیمتی چیز بھی قربان کرنی پڑتی تو اسے کھو کر کمزور نہیں پڑنا تھا۔ پر یہاں معاملہ اپنوں کا تھا۔۔ محبت کا تھا۔ وہ محبت جو اس کے رگوں میں سما گئی تھی۔

وہ گاڑی کا دروازہ کھولے باہر آیا۔ تو قیوم چوہدری بھی حویلی پہنچ چکے تھے، فوری زین کی طرف بڑھے۔

"زین!!

کوئی بری خبر مت سنایئے گا چچا۔۔!!" اس نے کندھے پر ہاتھ جمایا۔۔اور نظر حویلی کے طویل پورچ میں ڈالی جہاں گارڈز خون میں لت پت بے سدھ پڑے تھے۔

زین زرفشاں!! ہاسپٹل میں ہے۔۔" اس نے چچا کے کندھے پر گرفت سخت کر لی۔۔ جیسے مزید سننے کی ہمت نہ رکھتا ہو۔۔اندر کہیں ٹوٹ پھوٹ ہونے لگی تھی۔ پر چہرہ سختی سے اٹا وحشت زدہ تھا۔ وہ

زرفشاں کی حفاظت نہیں کر پایا تھا۔۔وہ زرفشاں کے سامنے نظر اٹھانے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔ناجانے وہ چھوٹی سی لڑکی کس حد تک تکلیف میں تھی۔

"ہمت کرو زین!!

ہمت باقی نہیں ہے۔۔"اس نے محض یہی کہا تھا۔اور اپنے بھاری قدم اندر کی طرف بڑھائے۔۔"

تم کہاں تھے؟ان کی آواز پر زین نے اپنے قدم روکے۔پر بولا کچھ نہیں تھا۔

"تم سے پوچھ رہا ہوں۔۔"

وہ اب اس کی خاموشی سے زچ ہوئے تھے۔

"یہ وقت ان سوالات کا نہیں ہے۔۔میرے پیارے اندر ناجانے کس حال میں ہیں؟؟"

"وہ میرے بھی اپنے ہیں،۔لیکن یہ جو آج ہوا ہے صرف تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔"

میری وجہ سے؟"وہ حیرانگی سے مڑا۔"

ہاں تمہاری وجہ سے۔۔تمہاری باغی فطرت کی وجہ سے۔۔۔تم نے مخالف گاؤں کے سردار سے ضد لگائی۔۔اور آج جو ہوا ہے وہ اسی ضد کا نتیجہ ہے۔۔"

زین ٹھٹکا تھا پر اگلے ہی لمحے وہ خود کو نارمل کر چکا تھا۔۔جیسے قیوم چوہدری سچ کہہ رہے ہوں،۔

"تو آپ معاملے کی طے تک پہنچ چکے ہیں۔"

تو کیا میں بے خبر رہتا؟؟" انہوں نے سر جھٹکا۔"

وہ انہیں دیکھے اندر بڑھا۔ قیوم چوہدری بھی اس کے پیچھے آئے تھے۔۔

جہاں صدیقہ بیگم شجیہ کو ساتھ چپکائے بیٹھی تھی۔اس نے جگہ جگہ بکھرے خون کو دیکھا۔ لہو کا رنگ اس کی آنکھوں میں بھی اپنا رنگ چھوڑ رہا تھا۔

زین کو دیکھتے ان کے آنسو بے اختیار ہوئے۔۔پر کھڑے ہونے کی ہمت نہیں تھی۔

اماں !! اس کی پکار بہت مدھم تھی۔ وہ قدم لیتا ان کے پاس زمین پر بیٹھا تھا

زین !! تمہارے بابا۔۔!! صدیقہ بیگم کے لبوں سے بمشکل یہ نکلا۔۔ان کے آنسوؤں نے گلے میں" پھندا ڈالا تھا۔

وہ ٹھیک ہیں بھابھی۔۔!! قیوم چوہدری کی آواز پر وہ سیدھا ہوا۔"

"کتنے لوگ آئے تھے؟؟

"چھ لوگ تھے۔۔"

حویلی کے اندر کتنے لوگ آئے تھے؟ اس نے قیوم چوہدری کو دیکھ کر سرد انداز میں پوچھا۔

مجھے کیا پتہ؟ مجھے گارڈ کا فون آیا تھا اور میں فوری وہاں سے نکلا تھا۔"

زین وہ چار لوگ تھے۔۔اور وہ کہہ رہے تھے کہ انہیں تم نے بھیجا ہے۔اور انہوں نے زرفشاں کو پکڑا ہوا تھا۔ "

"میں نے؟؟" وہ حیران ہوا تھا۔"

ہاں وہ تمہارا نام لے رہے تھے۔" صدیقہ بیگم پُر یقین تھی۔"

اتنے میں پولیس کی ٹیم اندر آئی تھی۔زین نے قیوم چوہدری کو دیکھا۔

انہیں میں نے بلایا ہے۔۔"ان کی وضاحت پر وہ تلخی سے مسکرایا۔جیسے جتایا ہو لاکھوں لوگ بنا کسی" انصاف کے بے موت مارے گئے۔اور گاؤں کے کئی لوگ ظلم ڈھائے بے فکری سے رہ رہے تھے۔۔ لیکن آج معاملہ اپنوں کا آیا تھا تو پولیس بھی آگئی تھی

چوہدری صاحب آپ کے ملازم اور گارڈ کے بیان کے مطابق تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔۔کہ حملہ آور بس" "آپ کو ڈرانے آئے تھے۔۔اگر انہوں نے جان لینی ہوتی تو وہ کسی کو بھی نہ چھوڑتے۔۔

ہاں یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں، وہ زرفشاں کو لینے آئے تھے۔۔انہوں نے زرفشاں کو لانے پر زور دیا" "تھا۔۔اور زین جیسے ہی زرفشاں کو گولی لگی وہ لوگ گھبرا کر بھاگ گئے تھے۔۔

صدیقہ بیگم کی زبان میں کوئی جھول نہیں تھا۔۔یعنی وہ سچ بول رہی تھیں۔

زرفشاں سے کسی کی کیا دشمنی ہوسکتی ہے؟" قیوم چوہدری بڑبڑائے تھے۔"

"انسپکٹر صاحب آپ کے تعاون کا شکریہ، ہمیں کسی پر کوئی کیس نہیں کرنا۔۔نہ ہی کوئی تفتیش کروانی ہے۔لیکن یہ معاملہ اب میں خود حل کرلوں گا۔۔"

"زین ہوش میں ہو۔۔؟" قیوم چوہدری کو اس کی ضد پر غصہ آنے لگا تھا۔

"ہوش میں ہی ہوں۔اور ایک سردار کی بات ماننا آپ پر فرض ہے۔"

زین!! قیوم چوہدری اس کی ضد پر الجھے تھے۔

"مجھے کچھ نہیں سننا چچا۔۔میں اپنی بیوی پر ظلم ڈھانے والوں کو خود بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتاروں گا۔۔"

قیوم چوہدری اس سے پہلے کچھ بولتے ملازم نے آکر انہیں شایان ساگر کے آنے کی اطلاع دی۔

"میں دیکھتا ہوں۔۔" قیوم چوہدری باہر بڑھنے لگے۔۔لیکن زین خود باہر نکل گیا۔

"رکو زین۔۔!!" وہ اسے روکنا چاہتے تھے پر اس کے سر پر خون سوار تھا۔

باہر کھڑے شایان ساگر کو اس نے گریبان سے جکڑا۔

"یہ سب تو نے کروایا ہے۔، جان چکا ہوں میں،۔اپنی دشمنی میں تو نے میرے خاندان والوں کو لاکر اچھا نہیں کیا۔،۔"

"اپنی بکواس بند کر اور میری بہن کہاں ہے؟"

شایان نے بھی اس کا گریبان جکڑا تھا۔

گھٹیا انسان اب اپنی بہن کو بیچ میں لائے گا۔۔"زین نے ایک زوردار پنچ اس کے منہ پر مارا۔پر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہلا تھا۔اس نے بھی جواباً اُس کے جبڑے پر مکہ مارنا چاہا۔۔پر زین اس کا ہاتھ جکڑ کر اسے دور دھکیلے جارحانہ تیور لیے اس کی طرف آیا۔

زین!! قیوم چوہدری نے آگے بڑھ کر زین کو بمشکل قابو کیا۔"

"میری بہن کہاں ہے زین چوہدری۔۔اگر اسے کچھ ہوا تو تیری عزت بھی سلامت نہیں رہے گی۔۔"

شایان کی شہد رنگ آنکھوں میں ایک الگ ہی جنون تھا۔جبکہ زین قیوم چوہدری کی گرفت میں جھٹپٹایا تھا۔

میری عزت کی طرف نگاہ بھی اٹھائی تو تیری آنکھیں نوچ لوں گا۔۔"اس کی دھاڑ پر سلمان ملک بھی کانپا تھا۔جو شایان کے ساتھ زبردستی آیا تھا۔

شجیہ اور صدیقہ بیگم بھی شور سن کر باہر آئی تھیں۔

شایان ساگر کی نگاہ بے ساختہ اس لڑکی پر گئی، جس کے چہرے پر خوف وہراس پھیلا تھا۔جبکہ وہ بھی شایان کو دیکھ رہی تھی۔ نگاہ کا ٹکراؤ شدید تھا۔

وہ سیدھا ہوا،اور اس کی جانب بڑھا۔۔شجیہ کا دل بری طرح لرزا تھا۔

اتنے دنوں بعد ان کا سامنا ہوا تھا۔

چچا چھوڑیں مجھے۔۔،۔۔"وہ بری طرح جھٹپٹاتا شایان کی طرف بڑھا۔۔اور اسے شجیہ سے دور دھکیلا۔"

"شجیہ چوہدری اسے کہو میری بہن کا بتادے۔۔ورنہ اس کے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔۔"

اس کی نگاہ اب بھی شجیہ پر تھی۔زین کے جھٹکنے پر اسے زرا بھی فرق نہیں پڑا تھا۔اسے آج پھر اپنا دل قابو سے باہر محسوس ہوتے لگ رہا تھا۔۔اس کی روئی روئی ہیزل آنکھوں نے جکڑ لیا تھا۔

اور وہ تو جیسے ساکت ہوئی تھی۔

کس دلیری سے وہ اس سے مخاطب ہوا تھا۔۔نہ زین کا خیال کیا تھا۔نہ کسی اور کا۔،وہ مزید ماں کے پہلو میں چھپی تھی۔

حیران تو زین بھی ہوا تھا۔

تو میری بہن کو کس حیثیت سے پکار رہا ہے۔۔؟" شایان کے منہ پر مکے مار کر وہ جنونی ہوا تھا،۔"

شجیہ کی چیخ نکلی تھی۔

شایان کے چہرے سے خون نکلنے لگا پر شجیہ کو لگا جیسے اس کی جان نکل رہی ہو۔

اندر جاؤ تم۔۔۔" وہ شجیہ پر دھاڑا تھا۔"

تم دونوں پاگل ہو چکے ہو۔۔کسی تیسرے نے ہمارے ساتھ کھیل کھیلا ہے۔۔اور تم لوگ آپس میں لڑ رہے ہو۔۔"

قیوم چوہدری نے زین کو شایان سے دور کیا۔۔اور زین کو جنجھوڑا۔

اسے کہے میری بہن کا پتہ بتا دے۔۔میں دوبارہ اس کے راستے میں نہیں آؤں گا۔۔" وہ سلمان ملک کی گرفت میں جھٹپٹایا تھا۔

تمہاری بہن کہاں ہے میں نہیں جانتا۔۔لیکن جو میرے گھر والوں کے ساتھ تم نے کیا ہے۔اس کا انجام بھگتنے کے لیے تیار رہنا۔۔"

وہ شجیہ کا بازو تھام کر اندر بڑھا تھا۔۔صدیقہ بیگم بھی گھبراتے ہوئے ان کے پیچھے لپکی تھی۔

"اماں شجیہ اپنے کمرے سے باہر نہیں آنی چاہیے۔۔۔"

وہ وارن کرتا باہر نکلا۔۔جہاں شایان اپنی گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔

جسے قیوم چوہدری نے بامشکل سمجھایا تھا۔اس وقت اسے صنم کو تلاش کرنا تھا۔اگر وہ کسی کے ہاتھ لگ جاتی تو اس کا بنا بنایا پلان خراب ہو جاتا۔۔

"شایان ! ! مجھے لگتا ہے صنم کو کسی اور نے اغواہ کیا ہے۔۔کیونکہ یہاں تو پہلے ہی قیامت برپا ہے۔۔"

اس نے سلمان ملک کو دیکھا۔

"یقین کرو سلمان اگر اس میں تمہارا ہاتھ ہوا تو میں تمہیں بہت دردناک موت دوں گا۔۔۔"

اس نے سلمان کا گریبان جکڑے سرد انداز میں کہا۔۔

وہ بری طرح خوفزدہ ہوا تھا۔

"مم میرا ہاتھ کیسے۔۔میں چچی سے ملنے آیا تھا۔۔اور صنم کو میں کیوں اغواہ کرنے لگا۔۔"

"وہاج سلطان کی وجہ سے۔۔تم مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے۔۔۔"

"میرا اس سے شادی کے بعد کوئی رابطہ نہیں ہوا تم چاہو تو میرا فون چیک کر سکتے ہو۔۔"

اس نے فون سامنے کیا۔۔لیکن شایان قہر آلود نگاہ ڈالے گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔

ہاسپٹل کی شفاف راہداری میں داخل ہوئے اس کے چہرے کے عضلات مزید تن گئے۔

مخدوم چوہدری دوسری وارڈ میں تھے۔۔ان کے کندھے اور بازو پر دو فائر کیے گئے تھے۔جبکہ زرفشاں کے پیٹ میں گولی لگی تھی۔۔اور آئی سی یو میں وہ زندگی اور موت سے لڑ رہی تھی۔

جبکہ زندگی توزین کی بکھر گئی تھی۔۔

وہ آئی سی یو کے قریب آکر ٹھہرا،اور مرر سے اندر جھانکا۔۔جہاں وہ مختلف میشینوں میں جکڑی پیلے پڑتے چہرے کے ساتھ بے سدھ تھی۔منہ پر آکسیجن ماسک تھا۔۔اس کی سرخ آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔

کب سوچا تھا کہ یہ سب ہو جائے گا۔۔اس کا دل اسے جانے سے پہلے روک رہا تھا۔پر وہ نہیں رکا تھا۔۔ایک فتح مکمل کر کے اب اپنی شکست کے سامنے کھڑا تھا۔

اس نے دروازے پر اپنا ہاتھ رکھا، جیسے زرفشاں کے چہرے کو چھونا چاہا ہو۔

وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور چلتے ہوئے زرفشاں کے پاس آ کر ٹھہرا۔

وہ پہلے ہی کمزور سی تھی۔اور اب اس کا نحیف سا سراپا زین چوہدری کے دل کو کاٹ رہا تھا۔

زرفشاں!!اس کی آواز بھاری نمی سے پُر تھی۔"

یہ ابھی بیہوش ہیں۔۔کچھ نہیں بولیں گی۔۔"نرس اس کے بیڈ کے پاس آکر کھڑی ہوئی تھی۔۔"

میں کچھ دیر اپنی بیوی کے پاس اکیلے رہنا چاہتا ہوں۔"اس کی سرد مہری پر نرس چپ چاپ گلاس ڈور" سے باہر نکل گئی۔

اس کے چہرے پر ہوئے زخم اس کا فشارِ خون بلند کرنے لگے۔کرب سے اس نے لب دبایا۔۔

زین نے اس کا بے جان ڈرپ لگا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا۔ایک بھولا بھٹکا آنسو ہاتھ کی پشت پر ٹھہر کر کہیں گم ہوا تھا۔

میں حفاظت نہیں کر پایا تمہاری۔۔میں نے اپنا کوئی وعدہ نہیں نبھایا۔۔خالی محبت کے دعوے کیے اور" پورا ایک بھی نہیں کیا۔"اس کے لفظوں میں ایک درد پنہاں تھا۔

زری کی پلکوں میں لرزش سی ہوئی۔ جیسے یہ لفظ اسے پسند نہ آئے ہوں۔ لیکن وہ انجان رہا تھا۔

میں حفاظت نہیں کر پایا۔۔اور اس کے لیے میں چاہوں گا تم مجھے معاف نہ کرو۔۔ لیکن میں وعدہ کرتا" ہوں۔۔کہ تم پر ہوئے ہر ظلم کا حساب میں سود سمیت لوں گا۔ تمہیں چھونے والے غلیظ ہاتھ خود کاٹوں گا۔"اس نے ایک بار پھر پشت کو عنابی لبوں سے چھو کر اسے اپنا احساس دلایا۔ جیسے وہ اس کے بہت پاس ہے۔

اسے یہاں مزید نہیں رکنا تھا۔۔اب معاملہ گھمبیر ہو چکا تھا۔۔ حویلی میں اتنی سیکیورٹی کے ساتھ کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔۔یہ کام کسی اپنے کا تھا۔اور وہ اپنا کون تھا، یہ سچائی وہ اب بہت جلد سامنے لانے کی ٹھان چکا تھا۔

اور شایان ساگر نے یہ حملہ نہیں کروایا تھا۔۔نوفل سے یہ کنفرم کر چکا تھا۔۔ کیونکہ سلمان ملک کو انہوں نے کہا تھا کہ وہ شایان ساگر کی حویلی جائے اور صنم کا پتہ کرے۔۔اسی کی مدد سے باسط صنم کو آزاد کروا کر اب اپنی قید میں لے چکا تھا۔

لیکن حویلی پر حملہ کوئی عام حملہ نہیں تھا۔۔اب بس معاملے کہ تہہ تک پہنچ کر وہ دشمن کو پاتال سے بھی نکال کر لے کر آنے والا تھا۔

وہ کمرے میں آیا تو روشنی نیم مدھم تھی۔

بازو میں درد سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔وہ لب بھینچے درد دبانے لگا۔

لیکن آج کی فتح ہر شے پر بھاری تھی۔۔اتنے دنوں بعد وہ پھر سے جی اٹھا تھا۔۔آج وہ اور اس سے جڑے ملک کے نایاب ہیرے دشمن کا غرور اور ان کے گندے ارادے مٹی میں ملا چکے تھے۔

لائٹس آن کی تو نظر سامنے گئی اور پھر جیسے وہی جم گئی۔

وہ لڑکی اسی کی سائیڈ پر اسی کے تکیے پر سر رکھے۔وہی کشن جیسے وہ بازوؤں میں دبوچ کر سوتا تھا۔۔بالکل اسی انداز میں دبوچا ہوا تھا۔سیاہ بھنورا جو ہمہ وقت شکوہ کناں ہوتی تھیں اس وقت بند تھی۔۔لب ہلکے سے نیم واہ تھے۔۔

وہاج کے درد سے بھینچے لب تھوڑے سے کھلے تھے۔وہ اسی کے انداز میں سونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

وہ ایک جانب کاؤچ پر بیٹھ گیا۔بازو پر لگے کٹ جیسے کچھ پل کے لیے بھول سے گئے تھے۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔۔ پہلی مرتبہ وہ انابیہ کو نہایت کسی روک ٹوک کے بنا دل کی سرزنش کے محض دیکھ رہا تھا۔ وہ سوتے ہوئے کافی پیاری لگتی ہے۔۔ اس کے دل نے چپکے سے کہا تو وہ پہلو بدل کر رہ گیا۔۔ جیسے دماغ کی نفی پر بدمزہ ہوا ہو۔

وہ گہری نیند میں تھی۔ پر نگاہ کی تپش محبوب کی تھی کیسے نہ کسمساتی۔۔؟

وہاج نے اس کے رخ بدلنے پر فوری نظر کا بھی رخ بدلا اور شرٹ اتارنے لگا۔

ایک بار پھر کندھے کے پاس درد کی شدید لہر محسوس ہوئی۔ اور لبوں سے کراہ نکلی۔۔ ایک جگہ پر دو مرتبہ کٹ لگے تھے۔۔ جس کی وجہ سے زخم کافی گہرا ہو گیا تھا۔

شرٹ اتار کر وہ اب ویسٹ بھی جدا کیے ڈریسر کے سامنے کھڑا ہوا۔

انابیہ بالکل اس کے کنارے پر تھی۔۔ اور وہی سائیڈ ٹیبل میں اس نے باکس رکھا تھا۔

وہ دبے قدم لیے اس کی جانب آیا۔۔ تاکہ اس کی نیند میں زرا سا بھی خلل نہ پ-ڑے۔

نیچے جھک کر اس نے ڈرا کا لاک کھولا۔ عین اسی وقت انابیہ نے کروٹ بدلی تھی۔

اس کا ہاتھ وہاج کے بازو پر لگا۔۔ ٹھنڈا سا تاثر اس کے ہاتھ کی پشت پر لگا اور وہاج سلطان کو اس کی ہاتھ کا لمس ہلکا سا گرم لگا تو جیسے ساکت پڑا دل دھڑک اٹھا تھا۔ دل چاہا اس کا نرم گرم سا ہاتھ اپنے دل پر رکھ کر اسے پرسکون کر دے،۔ جو اسے سامنے دیکھ کر ہر بار غم تازہ کر دیتا تھا، وہ تہمت یاد دلا دیتا تھا۔ اگر زخم اس کے دیے گئے تھے تو مرہم بھی تو اس کی ذات ہی رکھ سکتی تھی۔

ناجانے کس احساس کے زیرِ اثر انابیہ کا وجود بے چین سا ہوا تھا۔

یہ شاید وہاج سلطان کی بدلتی نگاہ بدلتے دل کا اثر تھا۔

اس نے بوجھل آنکھیں بمشکل کھولی، اور قریب بیٹھے وہاج کو دیکھے وہ حیران ہوئی۔۔ حیرانگی خوف میں بدلی۔۔اور پھر اس کی چیخ نکلی۔۔اچانک ردِ عمل، جو وہاج کو سامنے دیکھ کر ہوا تھا۔ وہاج اس کی کیفیت سمجھے فوری لبوں پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔

چیخو مت۔۔۔!! تمہارے ماما بابا دوسرے روم میں ہیں۔۔۔"اس کا لہجہ نہایت دھیما تھا۔ پر اس میں " کی گئی سرزنش گہری تھی۔

اس نے پھیلی آنکھیں پھیلا کر بمشکل سر ہلایا۔ تو وہاج نے ہاتھ ہٹایا۔

آپ۔۔ کک کب آئے۔۔اور یہاں کیا کر رہے تھے؟۔" وہ ہتھیلیوں کو بیڈ پر جماتی فاصلے پر ہونے " لگی۔۔ پر نگاہ اس کے شرٹ لیس وجود پر گئی۔ انابیہ کا حلق جیسے خشک ہوا تھا۔ اسے اپنا سوال نہایت بے تکانہ لگا تھا۔

تم شاید میری جگہ پر سو رہی تھی۔۔" وہاج نے ازلی سرد انداز میں جواب دے کر ڈراسے باکس نکال کر " اوپر رکھا۔ اور خود کھڑا ہوا۔

وہ میں۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ کیا وضاحت دے۔۔؟"

آپ نے ہی تو کہا تھا کہ آج میں یہاں سو جاؤں۔۔کیونکہ میرے روم میں تو ماما بابا سو رہے !! " ہیں۔۔آپ نے منع کیا تھا کہ انہیں گیسٹ روم میں نہیں ٹھہرانا۔۔اور پھر آپ ہی تو کہہ کر گئے تھے۔۔"

وہاج نے ہاتھ اٹھا کر مزید وضاحت سے اسے روکا۔

آپ نے پوچھا تھا وہاج۔۔۔ تبھی میں آپ کو بتا رہی ہوں۔۔"اس کے چہرے پر پھیلی سنجیدگی پر وہ " روہانسی ہوئی تھی۔۔

جانتا ہوں میں۔۔ تمہیں کہہ کر گیا تھا۔۔پر میری سائیڈ پر کوئی لیٹے تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔۔"اس نے " جتاتی نگاہ انابیہ پر ڈالے جھک کر باکس اٹھایا۔

وہاج !! وہ بولنا چاہتی تھی۔پر اس کے مضبوط مسلز والے بازو پر رینگ کر نیچے آتی خون کی ایک لائن " نے اس کی زبان گنگ کی تھی۔اس نے پھیلی خوفزدہ آنکھوں سے اس کی بازو سے نگاہ کندھے پر دوڑائی۔۔پر کندھا تو ٹھیک تھا۔۔کچھ وہ کھڑا ہوا تھا۔اور وہ بیٹھی تھی۔اس لیے خون کی لکیر ہی نظر آئی تھی۔

خخ۔۔خون۔۔۔وہاج آپ کے بازو پر۔۔"انابیہ فوراً کمفرٹ ہٹا کر اٹھی۔"

ہمم کٹ لگ گیا تھا۔۔"اس کے لیے جیسے عام سی بات تھی۔"

کٹ نہیں وہاج۔۔کچھ اور ہوا ہے۔۔ایسے خون نہیں نکلتا دیکھیں بازو اپنا۔۔اس نے بازو کی طرف " توجہ دلوائی۔

آپ کہاں گئے تھے۔بتائیں مجھے۔اور کہاں سے نکل رہا ہے خون؟"اس کے انداز پر وہاج کے ماتھے پر " بل نمایاں ہوئے،۔

حد میں رہو اپنی۔۔کس حق سے پوچھ رہی ہو؟ میری مرضی جہاں مرضی جاؤں؟؟"اس نے بری " طرح انابیہ کو جھڑکا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے زخموں کو دیکھ کر پریشان ہو جائے۔۔ابھی تو اس نے کٹ نہیں دیکھے تھے۔ناجانے پھر کیا حالت ہوتی۔؟۔

وہاج آپ کا خون نکل رہا ہے۔۔میں بس آپ سے پوچھ رہی ہوں" وہ پھولی سانسوں پر قابو پائے " بمشکل بولی۔جبکہ دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

نکلنے دو خون۔۔" وہ کہتا ہوا چند قدم پیچھے ہوا لیکن مڑا نہیں تھا۔تاکہ وہ نہ دیکھ سکے۔ "

انابیہ سرعت سے بیڈ سے اتری۔

بیٹھو بیڈ پر۔"اس نے انابیہ کو تنبیہ کی لیکن وہ بنا اس کا حکم مانے دوسری طرف سے اتر کر اس کی پشت کی طرف آ کر کھڑی ہوئی۔

اور صرف کھڑی نہیں ہوئی۔۔منہ پر ہاتھ جمائے گہرے سانس لیے وہ پھٹی آنکھوں سے اس کے کندھے پر لگے گہرے زخموں کو دیکھا۔۔

وہاج نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی۔۔

بہت ڈھیٹ لڑکی ہو۔جس کام سے منع کرتا ہوں وہی تم نے ضرور کرنا ہوتا ہے۔"۔

وہ دانت پر دانت جمائے بولا۔۔جب اسے اپنے زخم پر اس کی نرم پوروں کا احساس ہوا۔

انابیہ!!! وہ فوری مڑا۔

اس کی انگلیوں پر خون لگ چکا تھا۔۔

کیوں چھوا تم نے زخم کو۔۔۔"اس نے کلائی جکڑ کر اس کی پوریں دیکھی۔جو اس کے خون سے بھری ہوئی تھیں۔

آپ کو درد ہو رہا ہے۔کتنا درد ہو رہا ہو گا۔۔"اس کے الجھے سے انداز پر وہاج نے تعجب سے اسے دیکھا۔

کچھ نہیں ہوا۔۔ابھی میں پٹی کر لوں گا۔۔"اس نے نرمی سے پچکارا"

کیسے کچھ نہیں ہوا۔۔اتنی بری طرح کٹ لگے ہیں۔۔آپ کہہ رہے ہیں۔۔۔"وہاج کی گھورتی نظر پر وہ نفی میں سر ہلاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔اور وہاج کو کوفت ہوئی تھی۔بجائے مرہم کرنے کے وہ رونا شروع کر چکی تھی۔۔ہر بات پر وہ روتی تھی۔زرا سی بات ہوتی نہیں تھی وہ رونا شروع کر دیتی تھی۔

تم نے رونے کا پرمٹ لیا ہے؟؟ جب دیکھو آنسو بہاتی رہتی ہو۔زخم مجھے آئے ہیں۔اور رو تم ایسے رہی " تمہارا کندھا زخمی ہے۔ "

"ہاں میرا کندھا نہیں میرا دل زخمی ہو رہا ہے۔۔مجھے درد ہو رہا ہے۔۔ "

وہ چڑ کر مزید رونے لگی۔۔

سٹاپ اٹ انابیہ، یہ فالتو باتیں نہ کرو۔کوئی کسی کا درد نہیں سہتا۔۔سب اپنا اپنا درد برداشت کرتا " ہے۔۔اس نے ہاتھ کھڑا کیا۔۔اور باکس لے کر ڈریسر کے پاس جا کھڑا ہوا۔۔

انابیہ نے اس ستمگر کی پشت کو دیکھا۔دل تو چاہا ایک بار جتادے کہ اگر کوئی کسی کا درد نہیں سہتا تو پھر " اس دن وہ بے قرار کیوں ہوا تھا؟اسکی تو بس انگلیاں زخمی ہوئی تھی۔

وہ بمشکل اپنے کندھے سے بہتے خون کو صاف کر پا رہا تھا۔۔جیسے جیسے وہ زخم پر کاٹن پھیر رہا تھا۔۔انابیہ کا دل دہل رہا تھا۔

وہاج لب دانتوں تلے دباتا اب مزید ہاتھ پیچھے لے جا کر زخم صاف کرنے لگا۔۔پر اب تھوڑی مشکل ہو رہی تھی۔اس نے ایک ادھوری نگاہ بھی اس پر نہ ڈالی جو کب سے اس کے زخموں کو اشک بہاتے تک دیکھ رہی تھی۔پر اب اس کی ہمت جواب دے گئی تھی

نہایت بے دردی سے کر رہے ہیں وہاج۔۔میں بابا کو بلاتی ہوں، وہ ٹھیک سے کر دیں گے۔۔" وہ کہہ " کر دروازے کی جانب بڑھنے لگی۔۔

خبردار جو تم نے انہیں بلایا۔۔"وہ کاٹن پھینکے غرایا تھا"

وہاج اتنا خون اتنا گہرا زخم پلیز۔۔اس وقت اپنا غصہ اپنی ناراضگی ایک طرف کر دیں۔۔زخم خراب ہو جائے گا۔"

"ہو جانے دو۔۔ناسور بھی بنتا ہے تو بن جانے دو۔۔اور اگر اتنی ہمدردی جاگ رہی تو خود کر دو۔۔۔ہمیشہ اپنے کام کے لیے دوسروں کو کیوں زحمت دیتی ہو؟"

اس کے طنز پر اس نے وہاج کو دیکھا پھر قدم لیتی آگے آئی۔

"ادھر ہی کھڑی رہو۔۔" وہاج نے اسے ٹوکا۔اسے امید نہیں تھی کہ وہ اتنی جلدی مان جائے گی۔۔"

"اگر آپ مجھے نہیں صاف کرنے دیں گے تو میں ڈیڈ کو بلالوں گی۔۔"اس کی واضح دھمکی پر وہاج کو سخت طیش آیا۔

"مجھ سے بحث کر رہی چیلنج دے رہی ہو مجھے۔۔" وہ جارحانہ تیور لیے اس کی طرف بڑھا۔

"وہاج میں آپ سے بحث کیوں کروں گی۔ صرف ڈریسنگ کرنے کا کہہ رہی ہوں آپ کا زخم بہت بڑا ہے۔۔" وہ صفائی امیز لہجے میں بولی۔جبکہ نگاہ جھکی ہوئی تھی۔

"تمہارے دیے گئے زخم سے بڑا نہیں ہے۔۔" وہ طنزیہ مسکرایا۔

"طنز کے تیر بعد میں برسا لیجیے گا۔۔اس وقت آپ کی ڈریسنگ ضروری ہے۔۔" حلق تر کر کے وہ کہہ تو چکی تھی۔پر وہاج کے غصے سے بھی اچھے سے واقف تھی۔

"آؤ کرو۔۔ میری ڈریسنگ۔۔۔اور خبردار جو تمہارے ہاتھ کانپے یا تم روئی۔۔۔۔"

اس کی کلائی پکڑ کر وہ اسے ڈریسر کی طرف لے آیا۔۔اور خود پشت سامنے کیے کھڑا ہو گیا۔سب کچھ اتنی جلدی ہوا کہ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔پر اس کی پشت کو لگے زخموں پر اس کا بری طرح تڑپا۔۔

ناجانے کس نے اس بری طرح اس کے وجود پر اپنا قہر برسایا تھا۔

انابیہ!!!!اس کی سرد آواز میں ایک سرزنش تھی۔"

کپکپاتے ہاتھ اس نے ایک دوسرے میں جکڑ لیے۔۔جیسے وہاج سے چھپانا چاہتی ہو۔

"کاٹن اٹھاؤ اور جلدی سے زخم صاف کرو۔۔"

انابیہ نے کاٹن اٹھا کر اس کے زخم پر لگائی۔

جس حساب سے کر رہی ہو۔۔مجھے نہیں لگتا تم سے ہو گا۔"وہ کاٹن لیتا اسے تیز نظر سے گھورے" بولا۔۔

انابیہ لب کاٹ کر رہ گئی۔۔اس کے زخم اس کی حالت بری کر رہے تھے۔۔پر وہ پتھر دل سمجھ ہی نہیں رہا تھا۔

وہاج نے آئینے میں دیکھ کر زخم صاف کیا۔۔پر ایک تھوڑا فاصلے پر تھا۔۔جہاں وہ ٹھیک سے صاف نہیں کر سکتا تھا

وہاج آرام سے صاف کریں۔۔"وہ اس کی جارحیت پر وہ ٹوکے بنا نہیں رہ پائی۔"

یہ زخم ہم جیسے مرد روز ہی کھاتے ہیں،۔"اس نے ہاتھ پشت پر کیا پر درد کی وجہ سے مشکل ہوا تھا۔"

میں اب کرتی ہوں پوری کوشش کروں گی۔۔۔ کہ آرام سے کروں۔۔" اس نے اپنی مخروطی انگلیوں میں کاٹن پکڑی۔۔وہاج خاموش ہو گیا تھا۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی وہ انابیہ کا محتاج تھا۔

کاٹن سے زخم صاف کر کے اس نے وہاج کے ہاتھ سے پائیوڈین والی بینڈیج لی جو وہ تیار کر چکا تھا۔ جتنا گہرا ایک زخم تھا اس پر سٹیچز لگنے تھے۔پر وہاج کبھی نہیں مانتا۔

اس کے زخموں پر بینڈیج کرتے اس کی ٹھنڈی ٹھنڈی سی انگلیاں کندھے سے ٹکرائی۔وہاج کو زخموں میں ٹھنڈک اترتی محسوس ہونے لگی۔۔بے اختیارانہ وہ آنکھیں بند کیے اس کے ہاتھ کا لمس محسوس کرنے لگا۔وہ لمس جیسے دوا بن رہا تھا۔۔ایسی دوا جو رفتہ رفتہ نشے کی طرح اسے اپنا عادی کر لیتی۔

جبکہ وہ مسلسل آنسو بہاتی اب بھی اس کی پشت کو دیکھ رہی تھی۔

وہاج !! اس کی پکار نہایت مدھم تھی۔"

ہمم !! وہ اب بھی آنکھیں بند کیے ہوئے تھا۔"

ایک بار انجیکشن لگوالیں، زخم بہت۔۔۔" اس کے لفظ منہ میں ہی رکے جب وہ اس کی جانب مڑا۔اس کے چہرے کی کرختگی اسے بولنے سے روک چکی تھی۔

زیادہ سر نہ چڑھو۔۔چپ چاپ جا کر ہاتھ دھو کر بیڈ پر لیٹو۔۔ابھی سب کے اٹھنے میں کافی وقت ہے۔۔۔اور میں بھی سونا چاہتا ہوں۔"

پہلے سختی اور پھر نرمی بھرا لہجہ اسے اس کی بات ماننے پر مجبور کر گیا تھا۔

وہ واشروم سے ہاتھ دھوتی باہر آئی۔۔

وہاج اب بیڈ پر لیٹ چکا تھا۔۔پیٹ کے بل لیٹے وہ کشن اپنے کندھے کے نیچے رکھ کر آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

"وہاج!! آپ کو پین کلر دے دوں۔۔آپ کو نیند اچھے سے آجائے گی۔۔"

اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

ہاں دے دو۔۔۔"اس نے بحث کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔"

اس کی حامی نے جیسے ہمت دلائی تھی۔۔

وہ ڈریسر پر رکھے باکس میں سے دو ٹیبلٹ نکال کر اس طرف آئی۔

پانی کا گلاس اس نے ٹیبل سے لیا تھا۔

وہاج یہ لیں۔۔"اس نے جھک کر پکارا۔پر وہ آنکھیں موندھے لیٹا رہا۔۔اتنی جلدی سو گئے۔۔

انابیہ بڑبڑائی تھی۔

وہاج میڈیسن لے لیں۔۔اس نے بمشکل۔اس کا کندھا ہلایا۔۔اب اسے زیادہ خفت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔۔

انابیہ سونا ہے مجھے۔۔۔"وہ تکیے میں منہ دبائے بڑبڑایا۔۔"

پلیز دوا لے لیں اس کے بعد سو جائیے گا۔۔ بالکل بھی آپ کو تنگ نہیں کروں گی۔۔" انابیہ کسی بھی طرح اسے دوائی کھلانا چاہتی تھی۔

وہ خمار بھری بوجھل آنکھوں کو جھپکتا بمشکل اٹھا۔۔ دوا کھا کر اس نے انابیہ سے گلاس لینا چاہا پر وہ خود اس کے لبوں سے لگا گئی تھی۔

وہ بنا آنکھیں کھولے پھر سے لیٹ گیا۔

وہ پانی کا گلاس رکھ کر لائٹس آف کیے دوسری جانب آ کر دراز ہوئی۔۔ لیکن نظر ان زخموں پر جما لی۔ جیسے ان زخموں کو کسی بھی طرح ٹھیک کر دینا چاہتی ہو۔ اس کا جلاد پن پھر سے یاد آنے لگا۔

کتنے جلاد ہیں۔۔ کیسے زخم صاف کر رہے تھے۔۔ ایسے بھی بھلا کرتا ہے۔۔" وہ بڑبڑاتی آنسو صاف کرنے لگی۔

اب تمہاری آواز نہ آئے۔۔" اس نے کروٹ بدل کر سر بالکل اس کے تکیے کے پاس رکھا۔۔ اور انابیہ " دل جیسے حلق میں اٹکا تھا۔ اتنے پاس تھا وہ کہ وہ اسے آرام سے بنا کسی زحمت کے چھو سکتی تھی۔ پر ساری بات ہی ہمت کی تھی۔

انابیہ کا اس کے ماتھے کے بل الجھن دینے لگے۔ اس کی بھاری بوجھل سانسیں اسے اپنے کان پر محسوس ہونے لگی۔۔

وہ اس کے پاس تھا۔۔ نہایت پاس۔ کسی بھی لمحے وہ اسے حصار میں لے سکتا تھا۔ پر جانتی تھی ایسا نہیں ہو گا۔ وہ اسے اس کی مرضی کے بغیر کبھی نہیں چھو سکتا تھا۔۔ انابیہ کی سوچوں کا رخ بدلنے لگا تھا۔

صنم کہتی تھی وہ ہوس پرست مرد ہے۔۔ لیکن اتنے دن ہو گئے تھے۔۔ وہ تو اسے ٹھیک سے دیکھتا نہیں تھا۔۔ نہ اس کی نظر میں کوئی انوکھا جذبہ محسوس ہوتا تھا۔ جو اسے محسوس ہوتا کہ وہ ہوس پرست مرد ہے۔ وہ لوگ تنہا رہتے تھے۔۔ لیکن تنہائی میں بھی اسے وہاج سے کبھی خوف نہیں محسوس ہوا تھا۔۔ وہ شوہر تھا اس کا حق رکھتا تھا۔

پر حق رکھتے ہوئے بھی وہ حق استعمال نہیں کرتا تھا۔ بلکہ اس کی آنکھوں میں کبھی انابیہ کے وجود کی طلب نظر ہی نہیں آئی تھی۔

آہستہ آہستہ وہاج کی ہمراہی میں وہ جاننے لگی تھی کہ وہ شخص کس طرح کا تھا۔

اور آج جیسے رائے قائم ہو چکی تھی۔۔ وہ ایک باعزت، باوقار بارعب، اور بہترین مرد تھا۔۔ جو عورت کی غلطی کی سزا اسے مار پیٹ کر نہیں دے سکتا تھا۔

انابیہ کے گناہ کے باجود اس نے انابیہ کو کبھی تکلیف نہیں دی تھی۔۔ ورنہ اپنی حرکت کی وجہ سے وہ وہاج کے قدموں میں بیٹھنے کے لائق بھی نہیں تھی۔ لیکن اس شخص نے اسے اپنے برابر بٹھایا تھا۔۔ ہاں دل میں جگہ نہیں دی تھی۔

پر دل کا معاملہ اب پیچھے رہ گیا تھا۔

اس نے انابیہ کے کسی حق میں کوتاہی نہیں برتی تھی۔

اس نے وہاج کی بھاری سانسوں سے اندازہ لگایا کہ وہ سوچکا ہے۔۔ تبھی ہاتھ بڑھا کر اس کے ماتھے کے بلوں کو سیدھا کرنے لگی۔یکلخت وہاج نے اس کا ہاتھ پیشانی سے ہٹائے تکیے پر رکھا اور اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا،انابیہ کی چیخ نکلتے نکلتے رکی۔

وہاج نے آنکھیں نیم واہ کی اور انابیہ کو دیکھا جو اس کی کھلتی آنکھوں کو دیکھ کر سختی سے اپنی آنکھیں میچ گئی تھی۔

میری نیند میں کوئی خلل ڈالے مجھے زرا اچھا نہیں لگتا۔۔"اس نے گھمبیر تا سے کہہ کر انابیہ کا ہاتھ " مزید قید کرلیا۔۔ جیسے ہاتھ چھوڑ نا نہ چاہتا ہو۔۔انابیہ خاموش تماشائی کی طرح سن رہ گئی تھی۔اس نے آج ہاتھ خود تھاما تھا۔۔تو وہ کیسے آزاد کروالیتی۔۔؟

کمفرٹ ہٹا کر اس نے بوجھل آنکھیں کھولی۔رات کے بیتے لمحوں نے چہرے کو دہکتا گلاب بنایا تھا۔

یزدان کمرے میں نہیں تھا۔۔اس نے گھڑی کی طرف نظر ڈالی تو وہاں دس بج رہے تھے۔اس نے پہلو میں دیکھا تو اسے خود سے حیا آنے لگی۔۔پر صد شکر تھا وہ وہاں نہیں تھا۔پر اس کی خوشبو ہر شے پر حاوی تھی۔

وہ چپل پہن کر اٹھی،تو نظر سائیڈ ٹیبل پر گئی جہاں ایک باکس اور ایک بک تھی۔

اس نے باکس کو اٹھایا اور اسے کھولا جس میں ایک چٹ تھی۔۔اسے حیرت ہوئی تھی۔

جانتا ہوں یہ چھوٹا سا گفٹ ہے۔۔آپ کے غریب سے شوہر نے اپنی حلال کمائی سے خریدا " ہے۔۔رات میں آپ کو یہ نہیں دے سکا۔۔نہ میں دینا چاہتا تھا۔کیونکہ یہ میں صبح صرف آپ کو پہنے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں،رات اگر یہ آپ پہنتی تو آپ کی ناک سرخ ہو جاتی۔جو میرے صبر کا امتحان تھی۔اسی لیے میری غیر موجودگی میں اسے پہن کر اپنی ناک کی سرخ چھپا کر میرے سامنے آئیے " گا۔۔تاکہ تعریف کرنے میں کوئی الجھن نہ ہو

اس کی پلکوں میں لرزش ہوئی جبکہ لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔۔

اس کی محبت اسے اب مغرور بنا رہی تھی۔

اس نے بک کو نظر انداز کر دیا۔اور باکس اٹھا کر ڈریسر کے سامنے کھڑی ہوئی۔

پرپل ڈائمنڈ کی وہ نوز رنگ حد درجہ خوبصورت تھی۔اس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔اس نے ناک سے نوز رنگ نکال کر وہ نوز پن سجائی۔

نوز رنگ سے زیادہ وہ نوز پن خوبصورت لگ رہی تھی۔اور اس کی ناک سرخ ہو چکی تھی۔۔

یہ شخص ساری خبر رکھتا ہے۔۔" وہ ناک سکوڑے بولی۔اور کھلکھلا دی تھی۔یزدان کو دکھانے کا" خیال زور پکڑنے لگا۔۔اس لیے فریش ہونے بڑھی۔

فریش ہو کر وہ جس وقت باہر آئی۔اسے روز کی کمی شدت سے محسوس ہوئی وہ صبح ہی بوتل کی جن کی طرح حاضر ہو جاتی تھی۔پر آج وہ آئی ہی نہیں تھی۔۔

آج تو روز بھی نہیں آئی۔۔سب نے اکٹھے غائب ہونے کی ٹھان لی ہے۔۔" وہ بڑبڑا کر بال سلجھانے لگی ،۔گھنیرے بال سلجھا کر پشت پر پھیلائے۔

اسے روز سے ملنے کی جلدی تھی۔اسے بتانے کی جلدی تھی ، کہ وہ یزدان کو منا چکی ہے۔

سرخ ڈوپٹہ اوڑھ کر وہ باہر نکلی اور سیدھا روز کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

مینشن آج اسے سنسنان سا محسوس ہوا۔

وہ روز کے کمرے میں آئی تو وہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔

روز ! ! تم آج آئی نہیں میرے روم میں اور یزدان کہاں ہے ؟" تعبیر کی آواز پر وہ چونکی ،۔جبکہ چونکی تو تعبیر بھی تھی۔

روز کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو؟؟" وہ فوری اس کی طرف آئی۔"

کک کچھ نہیں میم۔۔۔آپ اتنی صبح یہاں سب ٹھیک ہے ؟؟"اس نے آنکھیں رگڑے استفسار کیا۔"

تت تم بتاؤ۔۔کیا ہوا ہے یزدان نے کچھ کہا ہے۔۔۔؟"۔اس کے دونوں ہاتھ تھامے وہ بے قرار " ہوئی۔

"نو میم۔۔۔!!ایسے فلو کی وجہ سے ،۔"

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔۔بتاؤ مجھے۔۔ "

میم!!وہ اس کے گلے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔"

پہلی مرتبہ اس نے روز کو روتے ہوئے دیکھا تھا۔اسے سنبھالنا مشکل ہوا تھا۔

روز!!!یزدان کی سرد آواز پر وہ اپنا رونا بھول کر تعبیر کے کندھے میں منہ چھپا گئی۔جیسے روز سے " چھپنا چاہا ہو۔

یزدان!!! تعبیر نے یزدان کو دیکھا جس کا چہرہ نہایت سنجیدہ تھا۔"

"یزدان روز کو کچھ ہوا ہے۔۔دیکھو یہ کیسے رو رہی ہے؟؟"

آپ کمرے میں جائیں۔۔"یزدان نے کہہ کر اسے دیکھا۔۔اور پھر وہ اسے دیکھتا رہ گیا جس کی ناک " میں وہ پرپل چھوٹا سا ڈائمنڈ سج چکا تھا۔

اس نے فوری رخ بدلا۔۔تعبیر کے چہرے پر بھی حیا آلود تاثر تھا۔۔پر روز کی فکر سب سے زیادہ تھی۔

"یزدان روز۔۔"

اسے میں سنبھال لوں گا۔آپ جائیں یہ دو منٹ میں آپ کے پاس آئے گی۔۔"یزدان نے روز کو " گھور کر کہا۔۔جواب چھپنے کی راہ تلاش کر رہی تھی۔

وہ آج بحث نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔اس لیے چپ چاپ کھڑی ہو کر باہر نکلی پر یزدان کی سرگوشی اسے بو کھلانے پر مجبور کر گئی۔۔اس نے خفت بھری نگاہ اس پر ڈالی۔

مسمرائز!!اس نے آج پھر کہا تھا۔۔یہ لفظ اس کا مطلب کیا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔۔پر یزدان نے دو بار کہا تھا اور دونوں مرتبہ اسے وہ لفظ کر لفظ ہر احساس سے بڑھ کر لگا۔۔

یزدان نے گہری سانس کھینچ کر اس کے وجود سے اٹھتی خوشبو کو سانسوں میں بسایا اور آگے بڑھ گیا۔اس کا یہ بے باک عمل تعبیر کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر گیا تھا۔

تعبیر کے جانے کے بعد وہ روز کی طرف آیا۔

تمہیں میں نے اتنے سال اس لیے اپنے ساتھ نہیں رکھا کہ تم اپنے سامنے اپنے دشمن کو دیکھ کر کمزور "پڑ جاؤ۔۔

وہ روز کو دیکھتا کر خفگی سے گویا ہوا۔

اس کی سفید رنگت اس وقت مکمل گلابی ہو چکی تھی۔۔

باس میں نے ہر معاملے میں آپ کا ساتھ دیا ہے،اور آگے بھی دوں گی۔پر مجھے اس شخص کے سامنے " "نہیں جانا۔مجھے اس سب سے دور رکھیں۔

"خبر دار روز!!جو الٹا سیدھا بولی۔۔ایک زور سے تھپڑ لگاؤں گا۔۔اور میرا ہاتھ بھی تم جانتی ہو۔۔۔"

"باس آپ ماریں یا جو مرضی کریں۔۔ مگر مجھے آریان ساگر کے سامنے کبھی بھی نہیں جانا۔۔"

وہ ضدی لہجے میں بولی تھی۔

"شٹ اپ روز۔۔اب میری بات غور سے سنو۔۔"

اس نے تنبیہ کی تو اس نے منہ بنایا۔ لیکن یزدان کو پرواہ نہیں تھی۔

ایک اور لڑکی کی ذمہ داری تمہارے سپرد ہے۔۔ تھوڑی الٹے دماغ کی ہے۔۔ لیکن تمہارے سامنے کسی "
" کی نہیں چلتی۔ جیسے تعبیر کو ہینڈل کیا ویسے ہی اسے کرنا ہے۔

"پر سر وہ۔۔۔"

"اس بارے میں کل بات کریں گے۔۔ابھی زرفشاں ہاسپٹل میں ہے۔۔"

کیا ہوا اسے۔؟؟"روز گھبرائی تھی۔"

"گولی لگی ہے۔۔ تعبیر کے سامنے اپنا رویہ نارمل رکھنا اسے فلحال کوئی ٹینشن نہیں دینی۔۔۔"

پر باس زرفشاں کو کیسے کوئی۔۔"اسے اب زرفشاں کی فکر ہونے لگی تھی۔"

یہ تو میں بھی نہیں جانتا۔۔"اس نے پیشانی رگڑی۔"

وہ ٹھیک تو ہے ناں۔۔۔"یزدان نے محض سر ہلایا تھا۔"

تیسری مرتبہ وہ اسے کمرے میں چیک کرنے آچکی تھی۔ لیکن وہ ہنوز گہری نیند میں ڈوبا ہوا تھا۔

شبنم بیگم اور فرمان علی کے ساتھ اس نے ناشتہ کیا اور پھر انہیں رخصت کر کے وہ دوبارہ کمرے میں آتے ہی سو گیا تھا۔۔اب شام کے سات بج چکے تھے۔۔ لیکن اس کی نیند نہیں ٹوٹی تھی۔اور انابیہ بھی چاہتی تھی وہ آج مکمل آرام کرے۔

لیکن اب اسے فکر ستانے لگی تھی۔ تبھی کمرے میں داخل ہوئی، اور وہاج کو ہلانا چاہا تاکہ وہ کھانا کھا کر میڈیسن لے سکے،۔

وہاج۔۔۔!! اس نے بمشکل اس کا بازو ہلایا۔ لیکن پھر چہرے پر تفکر پھیلا۔۔زخموں کی وجہ سے اس کو " بخار ہو چکا تھا۔

وہاج۔۔!! اٹھیں۔۔آپ ٹھیک ہیں۔۔" وہ وہی اس کے قریب بیٹھے ہلکان ہوئی،۔ "

سونے دو مجھے۔۔۔" وہ بوجھل سی آواز میں بولا۔ "

وہاج آپ کو بخار ہو رہا ہے۔۔آپ کچھ کھالیں ناشتہ بھی آپ نے بالکل تھوڑا سا کیا تھا ورنہ میں آپ " کو میڈیسن دے دیتی۔۔" وہ گھبرا چکی تھی۔

جاؤ انابیہ ڈسٹرب مت کرو۔۔میڈیسن لے چکا ہوں تبھی اب تک سو رہا تھا۔۔اب پلیز جاؤ۔۔۔" اس " کی آواز میں اب چڑچڑا پن تھا۔

میں کیسے جاؤں وہاج۔آپ کو اتنا تیز بخار ہے۔۔پلیز۔۔ایک بار اٹھ کر ڈاکٹر کے پاس چلے " جائیں۔۔۔" وہ اب زخموں پر بندھی پٹی کو دیکھے بولی۔

کیوں میرے سر پر سوار ہو رہی ہو۔۔نہیں چاہیے مجھے تمہاری ہمدردی۔۔۔کیوں نہیں سمجھتی۔ " " کروٹ لیے وہ سیدھا بیٹھا اور اسے بازوؤں سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔اس نے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بمشکل فاصلہ بنایا۔

وہاج کو اس کا گریز واضح محسوس ہوا تھا۔ تبھی اسے فاصلے پر کر گیا تھا۔لیکن انابیہ کی گرتی اٹھتی پلکوں کی وجہ سے کندھوں پر ہاتھ جمے رہ گئے تھے۔

بہت ڈھیٹ ہو گئی ہو۔۔"اس نے طنز کیا، جیسے اکسایا ہو کہ وہ اس کا چہرہ دیکھ سکے۔ "

"نہیں وہاج صرف آپ کی فکر ہے۔۔"

بے ساختہ اس کا ہاتھ وہاج کی بڑھی داڑھی پر گیا۔ جبکہ آنکھوں میں بے قراری سمٹی تھی۔۔اس کا لمس وہاج کو ساکت کر گیا۔اس نے تو صرف چہرہ دیکھنے کی تمنا کی تھی۔۔

فضول کے ناٹک۔۔"اس نے انابیہ کا دل جلایا۔"

اس کی سرخ سرخ آنکھیں انابیہ کو رلانے لگی۔۔بخار سے ستا چہرہ مزید سنجیدہ لگ رہا تھا۔

رونا مت۔۔۔ورنہ باہر پھینک دوں گا۔۔"اس نے آنکھیں میچ کر کھولی۔۔اور ہاتھ جھٹکا۔"

پھینک دیں باہر۔۔پر پہلے کچھ کھا لیں" وہ نچلا لب باہر نکالے بولی، وہاج کو اس کے انداز پر بے ساختہ" ہنسی آئی۔پر وہ فوراً سمیٹ گیا۔درد اس وقت جیسے کہیں جا سویا تھا۔سب باتیں جیسے وہ بھول سا گیا تھا۔۔ اسے بیویوں والی فکر کرتے دیکھ اسے اچھا محسوس ہو رہا تھا۔

"ناچاہتے ہوئے بھی آج میں تمہارا محتاج ہو گیا ہوں جو میں کبھی نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔"

اس کے تاسف سے کہنے پر اسے ڈھیروں رونا آیا۔

ایسے محتاج اللہ کبھی کسی کو نہ دے۔۔" اس نے بے ساختہ کہا۔وہاج نے حیرت سے اسے دیکھا۔"

"وہ میرا مطلب تھا کہ اللہ کبھی آپ کو تکلیف نہ دے،۔آپ کو کبھی کسی کا محتاج نہ کرے۔۔"

تم اتنی سمجھدار ہو۔۔پھر تم وہ حرکت کیسے کر گئی۔۔؟" وہاج یاسیت سے گویا ہوا۔ذہن کے پردے پر تلخ ماضی اپنا تاثر چھوڑتا اسے پھر سے اپنے خول میں سمیٹ گیا۔۔

" !!وہاج۔۔۔"

جاؤ یہاں سے۔۔" ایک بار پھر وہ بیگانہ ہوا۔

"کک کھانا کھالیں۔۔"

جاؤ انابیہ۔۔۔۔!! اس نے درشتگی سے کہا۔"

وہ فوری وہاں سے کھڑی ہوئی۔

وہ بیڈ سے اٹھا لیکن کندھے میں ہوتے درد سے لب بھینچ گیا۔

وہاج آپ کو درد ہو رہا ہے۔۔ ناں۔۔آپ بعد میں جتنا مرضی غصہ کر لیجیے گا لیکن اس وقت مجھے اپنے پاس رہنے دیں۔۔ پلیز وہاج۔۔" وہ آج جان بوجھ کر ہاتھ جوڑ گئی تھی۔۔ جانتی تھی وہ اس کی فریاد پر پگھل جائے گا۔اور ایسے ہی ہوا تھا۔

ہاتھ کیوں جوڑتی ہو۔۔ نہایت بکواس حرکت لگتی ہے مجھے۔۔۔" وہ چڑ کر گویا ہوتا اس کے ہاتھ جھٹک گیا۔

اب نہیں جوڑوں گی۔۔" وہ فوری راضی ہوئی۔"

"جاؤ لے کر آؤ کھانا اور پھر مجھے دوبارہ یہاں نظر نہیں آنا۔۔"

انابیہ کی چہرے پر خوشگواری کا تاثر ابھرا تیزی سے باہر بھاگی تھی۔اس کی پھرتی پر وہ ایک بار پھر حیران ہوا۔۔صرف ایک گناہ تھا اس کا اس کے بدلے وہ پل پل ازالہ بھی تو کر رہی تھی۔آج اس کی فکر نے دل میں مزید جگہ ہموار کی تھی۔

وہاج فریش ہونے کے لیے بڑھا لیکن موبائل پر آتی کال نے اسے روکا۔

سیل فون اٹھا کر اس نے نمبر دیکھا۔۔پہلے دل کیا کہ کاٹ دے لیکن پھر نا جانے کس جذبے کے تحت اٹھا چکا تھا۔۔

ابتدائی کلمات ادا کر کے دوسری جانب شخص مدعے کی بات پر آیا۔۔اور وہاج کے ماتھے پر تیوری بڑھی۔لیکن وہ انکار نہیں کر سکتا تھا۔اس لیے چپ چاپ حامی بھر گیا تھا۔

"مسٹر شایان ساگر یہ آج جو نقصان ہوا ہے صرف اور صرف تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔ہمارے سب آدمی مارے جا چکے ہیں۔"

آج پھر میٹنگ تھی۔۔اور آج پھر میٹنگ مسٹر سہگل نے ارینج کی تھی۔ کیونکہ جو نقصان ان کا ہوا تھا۔۔وہ انہیں بری طرح ڈبونے والا تھا۔

میری وجہ سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔۔میں نے سیکیورٹی ڈبل کروائی تھی۔۔۔ہر چیک پوسٹ پر اپنا" ایک آفیسر کھڑا کروادیا تھا۔" وہ ٹیبل پر ہاتھ مار کر کھڑا ہوا۔

مسٹر سہگل بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں،۔بے شک آپ نے جو بھی حفاظتی انتظامات کیے تھے لیکن چھ " سو کے قریب لڑکیاں تھیں۔۔جو ہمارے ہاتھ سے گئی ہیں۔ جانتے ہیں کتنا نقصان ہوا ہے؟۔۔پورے دوسال کی محنت تھی جو صرف تمہاری وجہ سے برباد ہوچکی ہے۔۔اس کی ذمہ داری تمہیں دی گئی تھی تمہارے ایریا کا انتخاب اس لیے کیا گیا تھا کہ وہاں تمہارے مطابق کوئی سیکیورٹی کوئی قانون نہیں ہے۔"

ایم این اے صاحب نے مسٹر سہگل کے فیصلے کو درست کہا تھا۔ "

اپنی اوقات میں رہو۔۔" شایان ایم این اے کا گریبان جکڑے دھاڑا۔۔"

مسٹر سہگل نے نہایت اطمینان سے شایان ساگر کا انداز دیکھا۔

ہم یہاں اپنی جنگ کے لیے نہیں آئے۔۔"اس کا انداز نہایت ٹھنڈا اور ٹھہرا ہوا تھا۔ پر اس میں کی گئی" سرزنش شایان ساگر کی کنپٹی کی رگ پھڑکا گئی تھی۔

شایان نے فوری اس کے گریبان سے ہاتھ ہٹایا اور مسٹر سہگل کی چمکتی گہری آنکھوں کی طرف دیکھا۔

اس نے گہرا سانس لیا اور پھر بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنی کرسی پر جا بیٹھا۔۔

اس مرتبہ حملہ فوج کی طرف سے ہوا ہے۔اور پاک فوج پر ہاتھ ڈالنا آسان نہیں ہے۔اگر پولیس کی" طرف سے ہوتا تو معاملہ چٹکیوں میں حل ہو سکتا تھا۔۔لیکن اب ہمارے ہاتھ سے مال جا چکا ہے۔۔اور پیسہ بھی۔۔اس کی بھرپائی آپ لوگوں کو کس طرح کرنی ہے یہ میں نہیں جانتا۔۔" مسٹر سہگل اب ٹیک لگائے بیٹھے شایان کو دیکھ رہا تھا۔

شایان کو اس کی نظر واضح اپنے اوپر محسوس ہوئی۔

ایک طرف صنم کی گمشدگی۔۔اور دوسری طرف یہ نقصان وہ الجھ کر رہ گیا تھا۔پر اب بھرپائی کرنے کے لیے اسے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی تھا۔

میں جانتا ہوں کہ یہ حملہ کس نے کروایا ہے۔۔"اس نے مسٹر سہگل کو دیکھا جس کا انداز اب بھی" نارمل ہی تھا۔ہوا میں تیر چلانے کا نقصان تو وہ جانتا تھا لیکن اب اسے مسٹر سہگل سے پرانے بدلے بھی لینے تھے۔

کون ؟؟" میٹنگ ہال میں چہ میگوئیاں ہونے لگی تھیں۔"

زین چوہدری۔۔۔"اس نے نہایت اطمینان سے کہا۔سب کے چہرے پر حیرانگی پھیلی۔"

جس گاؤں سے آخری دس لڑکیاں اغواہ کی گئی ہیں اسی گاؤں کا سردار ہے زین چوہدری۔۔لیکن میں" "نے خفیہ زرائع سے معلوم کروایا ہے کہ وہ شخص پاک فوج کا آدمی ہے۔۔

مسٹر سہگل کے ماسک سے ڈھکے چہرے پر ایک تلخ مسکراہٹ پھیلی۔

اور اگر یہ جھوٹ ہوا تو؟؟" مسٹر سہگل نے دونوں ہاتھ کی انگلیاں ایک دوسرے میں الجھائی۔"

جھوٹ نہیں سچ ہے۔۔میں نے اپنی بہن کو اسی کام میں لگایا تھا۔وہ اپنے مقصد میں کامیاب تو نہیں "ہوئی لیکن اتنا وہ جان گئی تھی کہ وہ شخص کوئی عام آدمی نہیں ہے۔۔

شایان مسلسل سامنے بیٹھے مسٹر سہگل کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے جانچنا چاہ رہا ہو کہ وہ شخص کیسا تاثر دیتا ہے۔۔لیکن اس کا انداز ہمیشہ کی طرح نارمل تھا۔اور یہی شایان ساگر کو پہلو بدلنے پر مجبور کر رہا تھا۔

"اور اس وقت تمہاری بہن کہاں ہے؟ ہو سکتا ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔"

ایم این اے ایک بار پھر دخل اندازی کی۔

شایان نے خونخوار نگاہ اس پر ڈالی۔

ایم این اے صاحب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔کہاں ہے تمہاری بہن؟" سہگل نے ایک بار شایان "کو جھلسایا تھا۔

وہ بھاگ چکی ہے۔۔" شایان نظر چرائے بولا۔"

واٹ بھاگ چکی ہے؟؟ مسٹر شایان ساگر وہ کوئی عام لڑکی نہیں تمہاری بہن ہے اور تم نہایت آرام " سے کہہ رہے ہو وہ بھاگ چکی ہے۔۔"۔

یہ میرا پرسنل میٹر ہے۔۔" وہ درشتگی سے بولا۔"

"اس دھندھے میں آنے کے بعد کوئی پرسنل میٹر نہیں رہتا۔"

شایان کا دل چاہا وہ اس ایم این کا سر پھاڑ دے جو آج کچھ زیادہ ہی بول رہا تھا۔

بہر حال جو بھی معاملہ ہے۔۔اپنی بہن کا پتہ کرواؤاور نقصان کی بھرپائی کیسے کرنی ہے اس کا سوچ کر ہی "

" مجھے یہاں بلایا جائے۔۔

مسٹر سہگل کھڑا ہو چکا تھا۔

اپنی مخصوص چال چلتے وہ بورڈ روم سے باہر نکل گیا۔۔جبکہ ایم این اے تمسخرانہ مسکرائے مسٹر سہگل کے بعد باہر نکلا تھا۔

شایان خونخوار نگاہ سے اسے گھورتا وہی ٹھہر گیا تھا۔

!!ماضی

میرے کمرے میں کون گیا تھا۔۔" صحن میں آتے ہی وہ دھاڑا تھا۔"

بائیس سالا وہاج نے نہایت بیزاری سے اسے دیکھا۔وہ آج ہی شہر سے واپس آیا تھا۔اوراب تعبیر کے ساتھ بیٹھا تھا۔

کیا ہوا شایان ؟؟" کمال ملک بھی وہی آئے تھے۔ "

تایا جان میں نے ہزار مرتبہ منع کیا ہے کہ میرے کمرے کی صفائی میری موجودگی میں کی جائے۔ لیکن " شاید کچھ لوگ نہایت ڈھیٹ ہوتے ہیں "اس نے تعبیر پر قہر آلود نگاہ ڈالی جو سہم گئی تھی۔

شایان بھائی میں چچی کے کہنے پر ہی آپ کے کمرے میں گئی تھی۔۔" تعبیر کی وضاحت پر وہاج نے " مٹھیاں بھینچی۔

جب انعم اور صنم ہیں اس کے کاموں کے لیے تو تم کیوں گئی شایان کے کمرے میں۔۔۔"اس نے " تعبیر کی کلاس لی۔

"وہاج غصہ کیوں کر رہے ہو؟ میرے کچھ پیپرز وہاں پڑے تھے۔۔اسی وجہ سے مجھے غصہ آگیا۔۔"

پچیس سالہ شایان نے حتی المکان اپنا لہجہ دھیما کیا۔

"وہاج تمہارا اس معاملے میں بولنا بنتا ہی نہیں ہے۔"

کمال ملک نے بھی جیسے شایان ساگر کی تائید کی تھی۔ کہنے کو یہ چھوٹی سی بات تھی لیکن کمال ملک نے ہمیشہ وہاج سلطان کو غلط کہا تھا۔اور شایان ساگر حاوی رہا تھا۔

وہ باپ پر ایک نگاہ ڈالے اندر بڑھ گیا۔

شایان اب شہر میں اپنا امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس شروع کر چکا تھا۔جو شروع جمال ملک نے کیا تھا لیکن شایان اسے بلندیوں پر پہنچا رہا تھا۔اور وہاج پولیس کا شعبہ جوائن کر چکا تھا۔جس کے کمال ملک ہمیشہ کی طرح مخالف تھے،۔شایان ساگر کی اپنے گاؤں کے لوگوں سے محبت ڈھکی چھپی نہیں تھی۔۔اپنے فائدے میں سے وہ اکثر لوگوں کے گھر میں راشن ڈلوا دیتا تھا اور مالی مدد کرتا تھا۔اور کمال ملک اس کی اس عادت سے اس کے مزید معترف ہوئے تھے۔مزید اس کی خوبی گاؤں میں بڑا ہاسپٹل بنوا کر ابھری تھی۔

رایان ساگران دنوں شہر کا ہو کر رہ گیا تھا،اسے شروع سے ہی درس وتدریس میں دلچسپی تھی۔۔اور انعم کا ایڈمیشن بھی وہ اپنے ہی کالج میں کروا چکا تھا۔

صنم ابھی کافی چھوٹی تھی جو ماں کے پاس رہتی تھی۔۔

جمال ملک کی بیوی ثنا بیگم گاؤں میں ہی ہوتی تھی،۔نہ بیٹوں نے کبھی اہمیت دی تھی،اور نہ شوہر نے۔ پھر حویلی میں ان کی حیثیت کیا معنی رکھتی۔؟۔

احمد ہاؤس میں اس وقت کافی گہما گہمی تھی۔۔مسز ایاز بارہ سالہ پریہان کو ناشتہ کروانے میں مگن تھی۔جو ماں باپ کی لاڈلی تھی۔اپنے ہاتھ سے کھانا اسے آتا ہی نہیں تھا۔

گڈ مارننگ ، ! ! یہاں آؤ سعدان ! ! ایاز احمد نے سیڑھیوں کے قریب کھڑے سعدان کو اپنے پاس " آنے کا کہا۔ جو گرے ہائی نیک شرٹ اور گرے جینز کے ساتھ بلیک سلیولیس جیکٹ پہنے کافی خوبرو لگ رہا تھا۔ گرے آنکھوں میں آج الگ ہی تاثر تھا۔

سعدان انہیں ایک ایکسڈنٹ کے دوران ملا تھا جس کا حلیہ اسے کسی اچھے گھرانے کا پتہ دے رہا تھا۔۔ اس کے ماں باپ موقع پر ہی دم توڑ گئے تھے۔ تبھی سعدان کو وہ اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ اس کے بھورے بال اور سرخ و سفید رنگت انہیں نوفل جیسی ہی لگتی تھی۔ کبھی کبھی انہیں وہ یزدان کا عکس ہی لگتا تھا۔۔ جسے لندن گئے چھ سال ہو گئے تھے۔

دس سال کی عمر میں وہ اسے سٹڈی کے لیے یہاں سے بھیج چکے تھے۔ ان کے شعبے کی وجہ سے وہ نوفل کی جان خطرے میں نہیں ڈال سکتے تھے۔۔ اور پریہان کے لیے انہوں نے خاص سیکیورٹی رکھی تھی۔

بیس سالہ سعدان پچھلے چھ سال سے ان کے ساتھ رہ رہا تھا۔

وہ اسے بھی اپنی طرح ایک کامیاب آفیسر بنانا چاہتے تھے تبھی اس کا ایڈمیشن ایک اچھے کالج میں کروایا تھا۔ انہوں نے اسے بیٹا کہا ہی نہیں تھا سمجھا بھی تھا۔ نوفل یزدان کی اور اس کی حیثیت ایک برابر تھی۔

نوفل سے انہوں نے یہی کہا تھا کہ وہ اس کا کزن ہے۔۔ اور سات سمندر دور ہونے کے باوجود دونوں کافی ایک دوسرے سے اٹیچ تھے۔۔ ایک پریہان تھی جو اس سے ڈرتی تھی۔

سعدان بہت سنجیدہ طبعیت کا مالک تھا۔ کم بولنا، ہمہ وقت گرے آنکھوں میں غصہ بھرے رکھنا۔ اپنی چیزوں کے معاملے میں کسی پر بھروسہ نہ کرنا۔ غرض ہر معاملے میں پریہان کو ڈرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔

سعدان ناشتے کی ٹیبل پر آکر بیٹھا اور بریڈ کا پیس نفاست سے اپنی پلیٹ میں رکھا۔

کہاں جا رہے تھے آج؟؟" ایاز احمد نے اس کی تیاری کو دیکھے استفسار کیا۔ "

"فرینڈز کے ساتھ ایک پارٹی تھی انکل،۔۔وہاں جا رہا تھا۔۔ "

اتنی صبح پارٹی؟" وہ حیران ہوئے تھے۔۔ "

" لنچ پارٹی ہے انکل۔ پر ہمارے گروپ کو وہاں جلدی جانا تھا۔ اس لیے میں جلدی تیار ہو گیا۔ "

تو مطلب آج تم میرے ساتھ نہیں جاؤ گے۔۔" ایاز احمد مسکرائے۔ "

آپ کہیں گے تو آپ کے ساتھ چلا جاؤں گا۔۔ پارٹی میرے لیے آپ سے ضروری نہیں ہے۔۔۔" " اس نے پریہان کو دیکھا جواب کھڑی ہو چکی تھی۔

ارے نہیں بیٹا۔۔ ہم پھر کبھی چلیں گے۔۔ ویسے بھی اب تو ساری عمر تم نے ملک کی خدمت کرنی" ہے۔۔ ابھی خود کو وقت دو پھر ملک کو۔۔ "

جی انکل۔۔!! پریہان ناشتہ کرو گڑیا۔۔" اس نے پریہان کو دیکھتے کہا۔ "

نو میں کر چکی ہوں۔۔ ماما میں جا رہی ہوں۔۔" پریہان کا سکول سردی کی وجہ سے نو بجے شروع ہوتا تھا" تبھی وہ سب کے ساتھ ٹیبل پر موجود ہوتی تھی۔۔

ہیوآ گڈ ڈے مائے پرنسز۔۔۔!!" ایاز احمد نے اس کی پیشانی چومی۔۔"

او کے انکل میں بھی نکلتا ہوں۔۔" وہ کھڑا ہو چکا تھا۔"

ہمم اچھے سے انجوائے کرنا۔۔"وہ بھی کھڑے ہو چکے تھے۔"

سعدان بیگ لیتا باہر نکلا جہاں پر یہان گاڑی کے پچھلے دروازے کو کھول کر بیٹھ چکی تھی۔

سعدان نے ڈرائیور کو روکا اور خود دوسری طرف سے اس کے پاس آکر بیٹھا۔وہ خوف سے اچھلی تھی،۔

"آئندہ اگر اس لڑکے نے تم سے کوئی الٹی سیدھی بات کی تم مجھے بتاؤ گی۔۔"

اس کی گرے آنکھوں میں قہر بھرا ہوا تھا۔

"سعدان بھائی اس نے مجھ سے پین لے کر تھینکس کہا تھا۔۔اور کچھ بھی نہیں کہا۔۔"

اب وہ بھی نہیں کہے گا۔اور تم مجھے اس کے پاس بالکل بھی نظر نہ آؤ۔۔" سعدان نے انگلی اٹھا کر تنبیہ " کی اور گاڑی سے نکل گیا۔اس نے اٹکا سانس بحال کیا تھا۔

پر یہان کا خاص خیال رکھا کرو۔۔انکل نے تم لوگوں کو ذمہ داری دی ہے تو اس ذمہ داری کو اچھے سے " نبھاؤ۔" وہ ڈرائیور اور گارڈز کو حکم دیے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

پریہان کی گاڑی کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے دوبارہ اسے تنبیہ کی تھی۔اور پریہان خوف سے سفید پڑ گئی تھی۔

سب کو میں سنبھالوں۔۔مجھے کوئی نہ سنبھالے۔۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی، تعبیر کی وارڈروب سیٹ کر رہی تھی۔

"کیا ہوا روز تم کل سے کافی الجھی الجھی ہو۔۔"

تعبیر دھلے چہرے کے ساتھ باہر آئی تو روز کی بڑبڑاہٹ پر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

نتھنگ میم!! اس نے منہ بگاڑ کر کہا۔"

یزدان سے بھی میں نے پوچھا تھا۔۔اس نے بھی نہیں بتایا۔۔اور رات میں نواب صاحب مووی لگا کر بیٹھ گئے کہ مووی دیکھو۔۔" تعبیر نے آنکھیں گھمائی تو روز کو مزید غصہ آیا۔

" میری زندگی مووی بنا کر خود مووی انجوائے کر رہے تھے۔"

روز!!" تعبیر نے اسے تنبیہ کی تھی۔"

میم آپ نہیں جانتی سر کیا کرنا چاہتے ہیں؟" روز روہانسی ہوئی تھی۔"

تم بتادوناں۔۔مجھے تم دونوں پاگل کرکے رہو گے۔۔" تعبیر الجھ گئی تھی۔ "

پلیز میم آپ پریشان مت ہوں۔۔میں آپ کو نہیں بتاسکتی کہ میں کیوں پریشان ہوں۔اور نہ ہی یہ کہ " میں کیا چاہتی ہوں۔۔؟"وہ خود بھی الجھ گئی تھی۔

میں بتاتا ہوں تعبیر کہ روز کیا چاہتی ہے؟"یزدان اندر آیا تو روز نے خفگی سے اسے دیکھا جس کے " چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ تھی۔

ہاں بتاؤیزدان کیا ہوا ہے روز کو؟اور روز کیا چاہتی ہے؟" تعبیر بھی جاننے کو بے قرار ہوئی تھی۔ "

روز چاہتی ہے اس کی شادی کردی جائے۔۔اور وہ بھی اپنی ہیپی میرڈ لائف گزارے۔۔اپنا شوہر " سنبھالے بچے پالے۔ "

باس!! وہ چڑکر چیخی تھی۔جبکہ تعبیر کی بھی آنکھیں پھیلی تھی۔ "

کیا باس،،ہاں۔سب جانتا ہوں میں۔۔"یزدان نے تعبیر کی موجودگی کا فائدہ اٹھایا تھا۔ "

میم سر ایسے ہی کہہ رہے ہیں۔میں ایسا کیوں چاہوں گی۔"روز کو ڈھیروں شرم آئی تھی۔ "

ایسا چاہنا غلط بھی تو نہیں ہے۔۔زرفشاں تم سے بھی چھوٹی ہے۔۔وہ بھی شادی شدہ ہے۔۔پھر تو " تمہاری شادی ہو جانی چاہیے۔۔اور تمہاری سوچ بھی غلط نہیں ہے۔ "

روز کا منہ کھلا تھا۔جبکہ یزدان سینے پر بازو باندھے روز کی حالت انجوائے کرنے لگا تھا۔

میم باس آپ کے ساتھ ساتھ مجھے بھی تنگ کر رہے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔میں کبھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔ "

سب ایسے ہی کہتے ہیں لیکن شادی ہو کر رہتی ہے۔۔مجھے تو لگتا ہے یہ لڑکیاں بس سب کو بناتی ہیں۔" اس نے تعبیر کو فوکس میں رکھے کہا۔۔ تعبیر نے نا سمجھی سے اسے دیکھا لیکن پھر سمجھ آنے پر اس کے چہرے کے زاویے بگڑے تھے۔

یزدان نے شانے اچکائے۔جبکہ روزاب نتھنے پھلائے یزدان کو دیکھ رہی تھی۔

"پھر بتاؤ روز؟؟ تمہارے لیے دیکھوں کوئی لڑکا۔ "

میم!! روز چڑ کر رونے کی تیاری پکڑتی تعبیر کے کندھے سے لگی۔ "

میم کی چمچی، تمہیں میں نے پالا ہے۔۔اور کرتی تم میم میم ہو۔"یزدان نے منہ بگاڑا۔ "

پالا؟؟ مطلب؟؟" تعبیر حیران ہوئی تھی۔ "

ہاں تو بیٹی کی طرح پالا ہے۔۔" تعبیر نے حیرانگی سے یزدان کو دیکھا۔جو کہہ تو مصنوعی ناراضگی سے رہا تھا۔لیکن اس کے لفظ سچے تھے۔

مطلب تم اس کے بابا ہو۔۔" تعبیر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے معصومیت سے سوچا۔ "

بابا؟؟ واٹ؟؟ میں بابا۔استغفار۔"یزدان نے گویا جھرجھری لی تھی۔۔جبکہ تعبیر اور روز کا قہقہ پھوٹا تھا۔روز کو ہنستے دیکھ کر وہ بھی تھوڑا ریلکس ہوا تھا۔

تم کیا سمجھتے ہو؟تم میری روز کو تنگ کرو گے۔اور میں تمہیں تنگ کرنے دوں گی۔۔؟" وہ روز کے ساتھ لگتی یزدان کو چڑانے لگی۔

زیادہ سر نہ چڑھیں، یہ نہ ہو دونوں کو ہمیشہ کے لیے ساتھ جوڑ دوں۔اور پھر دونوں لڑتی رہیں۔"اس نے روز کو دیکھے کہا۔۔اور روز سمجھ گئی تھی کہ اس کا اشارہ کس طرف ہے۔۔اس کا سانس حلق میں اٹکا تھا۔

میم!!سر مجھے پھر چڑا رہے ہیں۔"وہ تعبیر کا سہارا پاتے ہی رو دی۔۔"

چپ کر جاؤ روز۔۔یزدان تم بھی چپ کرو۔۔خبردار جو روز کو تنگ کیا اگر وہ شادی نہیں کرنا چاہتی تو "تم مت کرواؤ۔۔

"شادی تو اس کے اچھے بھی کریں گے۔۔کیوں مس روزینہ۔۔۔"

روزینہ کون؟؟" تعبیر حیران ہوئی تھی۔۔اور روز کا ایک اور غم جاگا تھا۔۔"

میم!!آپ کو پتہ ہے سر نے میرا نام کیا رکھا تھا۔؟"اس کا لب ولہجہ ویسے ہی تعبیر کو مسکرانے پر مجبور کر دیتا تھا۔۔کچھ اب وہ شکوہ کناں مزید اسے ہنسا رہی تھی پر وہ روز کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔اس لیے فوری اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

روزینہ!!کتنا عجیب نام ہے۔۔ایسے جیسے کسی اولڈ لیڈی کا ہو۔۔"اس نے ناک سکوڑے یزدان کو دیکھا۔

تبھی سب تمہیں روز کہتے ہیں۔۔" تعبیر کی درست سوچ پر روز نے فوری سر ہلایا۔"

میں نے بہت سوچ کر تمہارا نام رکھا تھا۔ جو معصومیت میں نے تم میں دیکھی تھی۔اس معصومیت نے " ہی مجھے بتایا تھا کہ تم ایک گلاب کے پھول جیسی ہو۔ جو بہت معصوم ہوتا ہے۔۔ جسے لوگ مسل دیتے ہیں۔ لیکن میں نے تمہیں گلاب جیسا نہیں پتھر جیسا بنایا ہے اتنے چھوٹے چھوٹے معاملوں میں گھبراؤ گی تو بڑے مقابلوں می ہار جاؤ گی۔ اور تمہاری ہار میری ہار ہے۔۔"یزدان نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر چپت لگائی۔

باس!! روز نے جھینپ کر یزدان کو دیکھا۔"

"اب بالکل مت رونا، اور فکر مت کرو تمہارے لیے کبھی غلط فیصلہ نہیں کروں گا۔۔"

اس کی تسلی پر روز تشکر سے مسکراتی باہر نکل گئی۔

یزدان مسکراتے ہوئے اسے جاتا دیکھنے لگا۔

کسی لڑکی کی اتنی تعریف نہیں کرنی چاہیے کہ بیوی جیلس ہو جائے۔۔" تعبیر کی ٹھنڈی ٹھار سی " سرگوشی پر وہ حیرت سے مڑا۔ جس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔اور چہرہ کیوں سرخ تھا وہ سمجھ گیا تھا۔

یزدان نے اس کا چہرہ دیکھا اور اگلے ہی پل اس کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا۔

اففف!! مجھے لگتا ہے میری یہ بیوی اپنے بچوں سے بھی جیلس ہو جایا کرے گی۔۔"اسے بری طرح " بازوں میں بھینچتا وہ ایک بار پھر ہنستا چلا گیا۔

"ہاں ہو جاؤں گی۔۔خبردار جو تم نے مجھ سے بڑھ کر کسی کی تعریف کی۔۔" اس نے یزدان کی بازو پر چٹکی کاٹی۔

"وہ ہمارے بچے ہوں گے تعبیر۔۔!!" یزدان نے تاسف سے سر ہلائے کہا۔۔"

"ہاں ہوں گے ہمارے بچے۔۔۔لیکن۔۔" یکلخت سمجھ آنے پر اس کا چہرہ حیا سے سرخ ہوا جبکہ خفت سے اس نے زبان دانتوں تلے دبا کر آنکھیں میچی۔۔صد شکر تھا کہ وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا ورنہ اسے مزید چڑانے کا موقع مل جاتا۔اسے خود پر تاؤ آیا جو بولتے ہوئے زرا خیال نہیں کرتی تھی۔

"کیا ہوا تعبیر ؟آپ چپ کیوں ہو گئی؟ ہمارے بچے ہیں تو شرمانا کیسا "اس کی شوخ آواز پر تعبیر جھٹپٹائی۔

"تنگ مت کرو یزدان۔۔"اس نے نروٹھے پن سے کہا۔

"تو پھر کیا کروں؟؟"اس کی سماعت کو چھوئے وہ شریر ہوا۔۔"

"جا کر اپنا کام کرو۔۔"اس نے کہنی پسلی میں مارے اس کی گرفت سے آزادی چاہی لیکن یزدان کی گرفت سے نکلنا آسان نہیں تھا۔

"اب تو سارے کام سارے مطلب آپ سے ہیں۔۔جب سے آپ سے بندھا ہوں دوسری لڑکیاں منہ ہی نہیں لگاتی۔۔"اس کے انداز میں سمٹی اداسی تعبیر کا پارہ ہائی کر گئی تھی۔

"میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔۔اگر تم کسی اور کے منہ لگے۔۔"۔فوری گھومتی وہ یزدان کی شرٹ کا کالر سے جکڑتے غرائی تھی۔

بہت بری طرح مس کر رہا تھا یہ انداز۔۔یہ جیلسی "اس کی کمر کے گرد دونوں بازو جوڑے وہ پاس کیے " گھمبیر تا سے بولا۔

سیدھی طرح کہو، پیاری پیاری لڑکیوں کو مس کر رہا ہوں، اب مجھے بس منانے کے لیے مکھن لگاؤ" گے۔۔" ناک سکوڑے اس نے ہونٹ بھی موڑا۔

مکھن سے بیوی راضی ہوتی ہے تو مکھن ہی ٹھیک ہے۔۔"اس کی چمکتی ڈائمنڈ پن کو فوکس کیے یزدان " نے نرمی سے اسے چھوا۔ تعبیر نے اس کے کالر پر گرفت سخت کی۔ لیکن چہرے پر ہنوز غصہ سجائے رکھا۔

لگتا ہے مکھن بھی کام نہیں آئے گا۔۔"اس کی ناک سے ناک ٹکرائے وہ سرگوشیانہ بولا۔اور تعبیر میں " مزید اس کے دہکتے جذبوں بھری آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔اس کے کندھے میں منہ چھپائے وہ حیا سے سرخ ہو چکی تھی۔

یزدان لب دبائے مسکراتا اسے خود میں بھینچ گیا تھا۔

اگر صنم کہیں جانا چاہتی تھی تو اس نے مجھے کیوں نہیں بتایا، اور اس نے توزین بھائی کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔؟

شجیہ کی الجھن تھی کہ بڑھ چکی تھی۔

وہ صنم سے بات کرتی رہی تھی، جس میں اس نے بتایا تھا کہ شایان اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔اپنے بھائی کی بے قراریوں کی ایک طویل داستان تھی جو وہ میسج کے ذریعے بتائے اسے الجھا گئی تھی۔

اس نے اسے ٹالنا چاہا لیکن جب اس نے شادی کا ذکر کیا،

تب تو وہ کوئی جواب نہیں دے سکی تھی، لیکن پھر نا جانے کس جذبے کے تحت اس نے کہا تھا کہ وہ سفیر کو پسند کرتی ہے اسی سے شادی کرے گی۔

اور پھر حادثے کے بعد سے وہ اس قدر بوکھلا گئی تھی کہ کسی چیز کا ہوش نہیں رہا تھا۔آج زرا حواس بحال ہوئے تو اس نے صنم کا کنٹیکٹ دیکھا تھا۔

وہاں کوئی میسج نہیں آیا تھا۔ لیکن اب وہ صنم کو ہیلو کا میسج کر چکی تھی۔

اور اس کی حیرت بجا تھی۔۔اس کا نمبر آن تھا۔۔

اگر صنم کے ساتھ کچھ حادثہ ہوا ہے تو اس کا نمبر کیوں آن ہے؟اور شایان اس کے نمبر کو ٹریس کیوں نہیں کروا رہا۔؟"

میسج سین ہو چکا تھا لیکن کوئی رپلائے نہیں آیا تھا۔

"میں شایان ساگر بات کر رہا ہوں۔۔"

شجیہ کا دل بری طرح دھڑکا اور موبائل ہاتھ سے چھوٹ گیا جیسے وہ موبائل سے نکل کر سامنے آ جائے گا۔۔اس نے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا۔۔اور کپکپاتے ہاتھوں سے موبائل اٹھا کر میسج کو دوبارہ دیکھا۔۔اگر صنم کا پتہ کرنا تھا تو اسے شایان سے بات کرنی ہی تھی۔

"صنم کا موبائل آپ کے پاس کیسے ؟؟"

"کیا ہم کال پر بات کرسکتے ہیں ؟؟" دوسری جانب سے سوالیہ میسج پڑھے اس کا دل ایک بار پھر لرزا تھا۔

"نہیں میں نہیں کرسکتی۔۔اور پلیز اگر صنم کا پتہ چلے تو مجھے ضرور بتائیے گا۔۔"

"صنم تو مل ہی جائے گی۔۔ لیکن اگر شایان سا گر کھو گیا تو دوبارہ نہیں ملے گا۔۔"

اس کا توقع کے بر عکس میسج پر شجیہ کا رنگ پھیکا ہوا۔

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"اس نے بے بسی سے ٹائپ کیا۔۔"

میں کہنا نہیں پانا چاہتا ہوں ، لیکن شاید میں محبت کے معاملے میں بہت پیچھے رہ گیا ہوں۔۔اور جیت "سفیر خان کی ہو چکی ہے۔۔۔"

اس کا میسج جیسے اس کے بے بسی کا گواہ تھا۔"

شجیہ کی آنکھوں میں نمی آئی۔

اسے شایان کا وہ خون آلود چہرہ نہیں بھول رہا تھا۔

نکاح بہت مبارک ہو۔۔"اس نے جیسے شجیہ کے جذبات کے ساتھ کھیلنا چاہا تھا۔۔"

ابھی نکاح نہیں ہو رہا۔۔"شجیہ بے اختیاری میں کہہ تو گئی لیکن پھر پچھتائی تھی۔"

ہمم!!دوسری جانب سے محض یہی کہا تھا۔اس نے بھی اٹکا سانس بحال کیا۔"

اس نے موبائل رکھا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی۔

شایان جیسا نفیس شخص اس کی قسمت میں نہیں تھا شاید۔۔اس نے زین سے مار بھی کھائی تھی لیکن بدلے میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔۔پھر کیسی دشمنی تھی؟کیوں زین اسے صنم سے ملنے نہیں دیتا تھا۔؟کیوں زین اس کے اتنے خلاف تھا۔

کیا ایک بار آپ مجھ سے مل سکتی ہیں۔صرف ایک بار۔۔اس مسیحائی کا قرض اتارنے کے لیے مجھ "
سے مل لیجیے،جو کبھی میں نے آپ پر کی تھی۔"

میسج ٹون پر وہ سیدھی ہوئی۔اور موبائل پکڑا،شایان کا میسج اس کی ہتھیلیاں پسینے سے تر کر گیا تھا۔

ہیزل آنکھوں میں تذبذب تھا۔وہ سفیر اور زین کو بتائے بغیر اس سے قطعی نہیں مل سکتی تھی۔۔وہ شخص اسے اچھا لگتا تھا۔۔لیکن اس کے لیے اب سفیر کی مرضی زیادہ ضروری تھی۔۔سفیر اس کا ہونے والا شوہر تھا۔۔اور شایان سا گر کچھ بھی نہیں،؟کیا واقعی وہ کچھ نہیں تھا؟؟"

اس نے موبائل ایک طرف رکھ دیا۔۔ جیسے جواب نہ دینا چاہتی ہو، لیکن چند لمحے گزرے، اس کا دل باغی ہوا۔ایک بار مل کر میں اس کا قرض اتار دوں گی۔اور وہ اسے ملنے کا عندیہ دے چکی تھی۔

دو دن سے زرفشاں ایک سی حالت میں تھی۔۔ نیم بیہوش۔۔ کل اسے ہوش تو آچکا تھا لیکن وہ چند لمحے ہی آنکھیں کھول پائی تھی۔اور پھر وہی گہری خاموشی، جو زین کے دل کو کاٹ رہی تھی۔

"آپ کے پیشنٹ کو مکمل ہوش آگیا ہے۔۔اور انہیں روم میں شفٹ کر دیا ہے۔"

زین کے ساتھ بیٹھا سفیر اور زرفشاں کے بابا کے چہرے پر خوشگواری پھیلی۔

زین بے ساختہ سفیر کے گلے لگتا اندر بڑھا۔

زرفشاں!! وہ اس کے بیڈ کے قریب ہوئے بے ساختہ پکار اٹھا۔۔اس کی آنکھیں کھلی اور گویا زین کو جیسے مسکرانے کی وجہ مل گئی۔۔ دو دن سے سولی پر لٹکی جان واپس بحال ہونے لگی۔

بے ساختہ جھک کر وہ اس کی پیشانی چھو چکا تھا۔اور پھر کئی لمحے وہ اس کی پیشانی پر لب جمائے ٹھہرا رہا۔۔وہ بے تاثر لیٹی رہی۔۔ نہ لمس نے کوئی امنگ جگائی نہ اس کی آواز نے دل میں کوئی ہلچل مچائی۔

"مجھے پورا یقین تھا کہ میرا اللہ مجھے زیادہ نہیں آزمائے گا۔۔"

اس نے زرفشاں کا ہاتھ تھاما۔اور وہی بیٹھ گیا۔

اس نے خالی ویران آنکھوں سے زین کو دیکھا۔۔اور پھر اپنا ہاتھ آزاد کروالیا۔

وہ متعجب ہوا تھا۔

کیا ہوا زرفشاں؟؟"اس کے لب و لہجے میں بے قراری بھری تھی۔"

مم میں بابا کے پاس جانا چاہتی ہوں۔۔بب بابا سے ملنا ہے مجھے۔۔"اس کے سوکھے لبوں سے بمشکل" یہ لفظ ادا ہوئے۔

اور میرے پاس؟؟"زین کو یہ سوال سب سے مشکل لگا تھا۔وہ چند لمحے خاموش رہی تھی۔۔اور یہ" خاموشی زین کو گھنٹوں پر محیط لگی۔

"آپ کے پاس نہیں رہنا۔۔"

کیوں نہیں رہنا۔۔بتاؤ مجھے؟"زین یکلخت سرد مہری سے بولا۔ابھی تو وہ ہوش میں آئی تھی۔۔ابھی تو" وہ خوش ہوا تھا اور وہ اس سے خوشی کی وجہ خود چھین رہی تھی۔۔وہ اسے اپنی تڑپ کا عالم بتانا چاہتا تھا۔ بتانا چاہتا تھا کہ وہ دو دن حال سے بے حال تھا۔

زری خاموش مت ہو۔۔بولو؟؟"اس نے زری کا ہاتھ پکڑا تو اس کے لبوں سے درد سے کراہ نکلی۔۔"

اندر آتا سفیر فوری اس کی جانب آیا۔

"زین اس کی حالت خراب ہو جائے گی۔۔"

نہیں ہو گی میں اس کے ساتھ ہوں اسے کچھ نہیں ہو گا۔۔"اس نے سفیر کو صاف نظر انداز کیا۔"

آپ کے ساتھ رہ کر میں کبھی ٹھیک نہیں رہ سکوں گی۔۔"زین کے دل میں جیسے چھن سے کچھ ٹوٹا" تھا۔اس نے فوری ہاتھ چھوڑا۔

زرفشاں گڑیا ایسا کیوں کہہ رہی ہو؟؟" سفیر بھی اب جیسے حیران ہوا تھا۔"

بابا چاہیے مجھے۔۔۔ بابا کے پاس جانا ہے۔۔"اس کی آنکھیں بھیگنے لگی۔اور زین کا دل ان آنسوؤں" سے تڑپا تھا۔وہ اس لڑکی کو روتے ہوئے کیسے دیکھ سکتا تھا۔

ہاں وہ یہی ہیں، میں بلاتا ہوں انہیں۔۔۔" سفیر نے نرمی سے کہا اور باہر بڑھا۔"

زرفشاں میں جانتا ہوں کہ میں تمہاری حفاظت نہیں کر پایا اور اس کی سزا مجھے ملنی بھی چاہیے، پر یہ سزا" "میرے لیے بہت بڑی ہے۔۔کیوں کر رہی ہو ایسا؟؟

وہ شخص بے قرار ہو چکا تھا۔

وہ خاموش رہی تھی۔۔دل تڑپ رہا تھا لیکن وہ اس پر خول چڑھائے اسے سخت کسی بھی احساس سے عاری بنانے کی ٹھان چکی تھی۔

اسے وہ منظر نہیں بھول رہا تھا، جب گولی اسکے پیٹ میں پیوست ہوئی تھی۔۔وہ درد سے تڑپی چیخی تھی۔۔لیکن کوئی آگے نہیں بڑھا تھا۔اس نے زین کو پکارا تھا لیکن وہ نہیں آیا تھا۔۔درد اسے اندر ہی اندر کاٹے جا رہا تھا، اسے موت کی طرف لے جا رہا تھا۔ لیکن اس کی پکار اس کی تڑپتی حالت پر بھی وہ شخص نہیں آیا تھا۔۔وہ بند ہوتی آنکھوں سے پہلے اس کا چہرہ دیکھنا چاہتی تھی لیکن اس کی آنکھیں بنا دید کے بند ہو گئی تھی۔

پھر وہ کیوں اس کی پکار پر فوراً جواب دیتی۔۔اس کا مان ٹوٹا تھا۔۔اس شخص سے لگائی گئی ساری امیدیں ٹوٹ گئی تھیں۔۔اب وہ اس شخص سے کوئی امید نہیں لگانا چاہتی تھی۔

زری کے بابا اندر آئے تو وہ کھڑا ہو گیا۔۔جیسے ان کو جگہ دینی چاہی ہو۔۔انہوں نے جھجک کر زین چوہدری کو دیکھا۔۔وہ داماد سے پہلے ان کا مالک تھا۔

زین نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ بیٹی کے پاس بیٹھے تھے۔۔آنکھوں میں گرم سیال تھا جو بیٹی کو اتنے دنوں بعد دیکھ کر نکل آیا تھا۔۔پر ایک سکون آگیا تھا کہ ان کی بیٹی ٹھیک تھی زندہ تھی۔ زری کا ضبط ٹوٹا تھا۔۔اور وہ آنسو بہاتی باپ کا ہاتھ آنکھوں سے لگا گئی۔ یہ دلگیر سا منظر سفیر کو بھی غمزدہ کر گیا تھا۔

اس کی خاموشی، اس کے آنسوؤں نے زین کو مزید وہاں ٹھہرنے نہیں دیا۔۔

اپنی سیاہ آنکھوں میں اس کا عکس بھرتا وہ الٹے قدم لیے وہاں سے نکل گیا۔۔اس کے مڑتے ہی زرفشاں نے اس کی پشت کو دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لی۔ گویا جیسے اپنے دل کی تڑپ سے نظر بند کر لی ہو۔

مجھے لے جائیں اپنے ساتھ بابا۔۔میں آپ کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔۔"اس نے بھیگی آنکھوں سے " مان سے کہا۔اور وہ انکار نہیں کر سکے۔۔

چلیں گے میری گڑیا،۔پر ابھی تو یہی رہنا ہے۔۔جب تک تیرا زخم ٹھیک نہیں ہوتا، "انھوں نے بیٹی " کی پیشانی چومی۔

پر مجھے ابھی جانا ہے بابا۔۔"زرفشاں کی ایک ہی ضد تھی۔"

ماموں ٹھیک کہہ رہے ہیں، زری، ابھی یہی رہنا ہے۔کچھ دن، پھر میں تمہیں ہم لے جائیں گے۔" " سفیر نے بھی اسے سمجھایا تھا۔اور پھر باہر نکل گیا تھا۔

زین شکستہ قدموں سے آگے بڑھ رہا تھا۔

سفیر فوری اس کی طرف آیا۔

وہ صدمے میں ہے۔۔اس نے تکلیف سہی ہے۔۔اور اس وقت اگر تو ضد لگائے گا تو وہ تجھ سے ڈر " جائے گی۔۔اور ہو سکتا ہے وہ خود کو نقصان پہنچالے۔۔"

سفیر نے اسے سمجھانا چاہا۔

وہ صدمے میں نہیں ہے۔۔وہ غلط فہمی کا شکار ہو چکی ہے۔۔اور جس نے غلط فہمی ہمارے درمیان پیدا" کی ہے۔۔اب اس کی زندگی کے دن بہت تھوڑے ہیں۔۔میں نہیں جانتا وہ کون ہے۔۔لیکن اب وہ خود بولے گا کہ وہ کون ہے؟اس نے زین چوہدری کی زندگی کو نقصان پہنچایا ہے۔۔اب اس کی زندگی تباہ و برباد ہو گی۔"

اس نے سفیر کا ہاتھ کندھے سے ہٹایا اور وہاں سے نکل گیا، اب اسے وہاں جانا تھا۔ جہاں وہ حملے سے جڑے ایک شخص کو پر غمال بنا چکا تھا۔

کل ہمیں ایک ڈنر پر جانا ہے۔۔ "وہ ڈائننگ روم میں تھے۔۔ جب وہاج نے اسے کہا تھا۔

ڈنر میں۔۔۔ مم میں نے اور آپ نے۔۔۔؟ "انابیہ کے ہاتھ سے چمچ پلیٹ میں گری۔۔ اور پلیٹ دو حصوں میں ٹوٹی،۔ وہ خوف سے کھڑی ہوئی۔

یہ پلیٹ کیسے ٹوٹی؟؟" پھٹی آنکھوں سے اس نے پہلے وہاج کو اور پھر پلیٹ کو دیکھا۔ "

ڈنر کا سن کر ٹوٹ گئی ہوگی۔۔ "اس کے طنزیہ سرد انداز پر انابیہ نے کھلا منہ بند کیا، جبکہ دل میں وہاج کے حوالے سے ایک سوچ مزید پختہ ہوئی تھی کہ طنز کرنے میں اس شخص نے پی ایچ ڈی کر رکھی ہے۔۔

وہاج۔۔۔ ! ! میں نے نہیں توڑی۔۔ "اس کی وضاحت پر وہ وہاج نے شانے سکوڑے۔۔"

"جس طرح تم نے چمچ پھینکی ہے اس نے ٹوٹ ہی جانا تھا۔۔"

یہ ڈنر سیٹ ہی خراب اور ہلکے پتھر کا تھا۔ "اس نے ناک سکوڑے اس سیٹ کی ہی غلطی نکالی۔"

"اپنی غلطی ماننا سیکھو۔۔۔"

میں کب نہیں مان رہی، چمچ سے لگ کر ٹوٹ گئی ہوگی۔۔۔ "وہ زچ ہوئی تھی۔"

وہ محض سر جھٹک کر رہ گیا۔ کیونکہ وہ اب بھی نہیں مانی تھی۔

میں یہ کچن میں رکھ آتی ہوں۔۔" وہ پلیٹ کے ٹکرے اٹھاتی کچن میں گئی۔ لیکن دروازے پر کہنی لگنے " کے باعث وہ ٹکرے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرے تھے۔

انابیہ ! ! وہ تیزی سے اٹھ کر اسے بازو سے پکڑ کر ان سے دور کر چکا تھا۔

تم ٹھیک ہو۔۔؟" وہ اس کے ہاتھ پاؤں دیکھے بے قرار ہوا۔"

پتہ نہیں کیسے گر گئی؟" انابیہ کی حالت رونے والی ہو چکی تھی۔"

"کوئی بات نہیں۔۔؟" تم یہاں بیٹھو بتاؤ کانچ تو نہیں لگا۔۔؟"

وہ اب اس کے شفاف پاؤں کو پکڑے دیکھ رہا تھا۔۔

وہاج ! ! میں ٹھیک ہوں۔۔" وہ فوری کھڑی ہوتی پاؤں آزاد کروا چکی تھی۔ اسے امید نہیں تھی وہ " ستمگر اتنا فکر مند ہو جائے گا۔۔ اور پھر اس کا پاؤں چھونا اسے کرنٹ کی طرح جھٹکا دے گیا تھا۔

"بچوں جیسی حرکتیں کرتی ہو۔۔ کب بڑی ہو گی۔۔ اگر کانچ لگ جاتا تو میرا ہی نقصان ہوتا۔۔"

آپ کا نقصان کیسے ہوتا؟؟" اس کا دل جیسے خوش گمان ہوا تھا۔"

ظاہر ہے ہم نے کل ایک ڈنر پر جانا ہے۔۔ اور تمہیں بہانہ مل جاتا کہ کانچ لگ گیا ہے اب نہیں " جاسکتی۔" انابیہ کی خوش گمانی ہوا ہوئی۔

اس انسان کے سینے میں دل تو ہے مگر اس میں جذبے نہیں ہیں۔۔" وہ محض سوچ ہی سکی۔

اب کس سوچ میں ڈوب گئی ہو؟ بتاؤ ٹھیک ہو؟" وہاج نے بیزاری سے پوچھا۔"

"کیا تھا وہاج آپ کہہ دیتے، کہ انابیہ تمہارے زخموں سے مجھے زیادہ نہیں پر تھوڑا سا فرق پڑتا ہے۔۔"

وہاج نے اس کی بھیگی آنکھیں دیکھی۔اور پھر مٹھی بند کر کے اپنی پیشانی پر جمائی۔گویا افسوس کیا ہو۔

تم اور تعبیر بالکل ایک جیسے ہو۔۔ہر دم رونے کو تیار چھوٹی سی بات ہوئی نہیں رونا شروع۔۔اب تو" میں نے تمہیں کچھ کہا بھی نہیں ہے۔۔"وہ چڑ ہی تو گیا تھا۔۔لیکن پھر تعبیر کا ذکر دل کو شاد بھی کر گیا تھا۔

پہلے نہیں روتی تھی وہاج۔۔پر اب بہت آتا ہے۔۔"اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھے اس نے نہایت" رنجیدگی سے کہا۔

اور وہاج کو سمجھ نہیں آیا وہ کہے بھی تو کیا کہے۔۔وہ لڑکی کبھی کبھی اس جیسے پُراعتماد شخص کو بھی چپ کروا دیتی تھی۔

اور اب کیوں آتا ہے۔۔؟"اس نے ہلکا سا شانوں کو جھٹکا۔۔گویا خود اپنی کیفیت چھپائی ہو۔"

آپ کی وجہ سے وہاج۔۔"اس نے اب بھی نظر جھکائے رکھی۔۔"

اور میری وجہ سے کیوں؟؟" وہاج قریب ہوئے گھمبر تا سے بولا۔"

کیونکہ آپ کو بہت ستایا ہے۔۔گناہ کیا ہے وہاج۔۔۔آپ مرد ہیں رو نہیں سکتے۔۔لیکن آپ کی جگہ " کوئی اور ہوتا تو شاید رو کر خود کو تباہ کر لیتا۔۔اور مجھے بھی۔"اس کے بھیگا لہجہ کسی بھی مکر و فریب سے پاک تھا۔لیکن وہاج کو پھر بھی چبھن ہوئی تھی۔۔اور وہ چبھن کسی اور کے ہونے کی ہوئی تھی۔

بس کرو۔۔چھوڑو یہ ذکر،اور میری جگہ کوئی اور کیسے ہو سکتا تھا؟کیونکہ یہ تہمت میرے حصے کی تھی " ۔"اس نے ٹال دیا تھا۔۔کیوں ٹالا تھا وہ خود نہیں جان پایا۔۔کیا وہ انابیہ سلطان کا اسیر ہو رہا تھا،یا پھر اس کی وہ باتیں وہ دیوانگی دل میں زبردستی جگہ بنا چکی تھیں۔

وہاج!!اس نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو پہلے ہی اس کا منتظر تھا۔۔"

کھانا کھالو یا پھر وہ بھی میں کھلاؤں۔۔؟"وہ بات بدل گیا۔۔پر انابیہ خفت زدہ ہوئی۔طنز کرنا وہ " تا عمر نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

میں خود کھالوں گی۔۔"وہ جا کر چئیر پر بیٹھی۔"

تمہیں کافی بنانی آتی ہے؟؟"اس نے وہی کھڑے پوچھا۔۔"

انابیہ پھر کھڑی ہوئی تھی۔کھڑی کیسے نہ ہوتی حیرت ہی بے انتہا تھی۔

افف بس ایک سوال پوچھا ہے"۔"

وہ مجھے لگا آپ کہیں گے کہ میں خود بنالوں گا۔۔" اس کے کچھ دیر پہلے طنز کا جواب دیے وہ دونوں مٹھیاں بند کر گئی۔ وہاج نے گھور کر اسے دیکھا۔۔اور پھر سر جھٹکا۔۔

پہلے کھانا کھاؤ اور پھر کافی بنا کر میرے کمرے میں لے آنا، اور احتیاط سے بنانا۔۔" اس نے احتیاط کی تاکید کی ، اور انابیہ کی آنکھیں اس مرتبہ خوشی سے بھیگی۔اس نے زور و شور سے سر ہلایا۔۔

روتولڑکی۔۔۔" وہ سر نفی میں ہلائے وہاں سے نکل گیا۔۔"

جبکہ انابیہ دوبارہ چئیر پر بیٹھی۔۔اس کی چھوڑی گئی پلیٹ کو دیکھا۔ جہاں تھوڑے سے چاول باقی تھے۔۔گو کہ وہ ٹھنڈے ہو چکے تھے۔ لیکن اس کے لیے وہ بہترین کھانے سے بڑھ کر تھے۔

اس نے دروازے کی جانب دیکھا کہیں وہ آ نہ جائے لیکن پھر اطمینان کیے وہ اسی کے چمچ سے نوالہ منہ میں ڈالا۔۔اس مرتبہ اس نے اپنے آنسوؤں کو نہیں روکا۔انہیں بہہ جانے دیا۔۔خوشی کے آنسو تھے ۔جو اتنے عرصے بعد میسر آئے تھے۔

آج آپ کی غیر موجودگی میں آپ کی پلیٹ سے کھا رہی ہوں۔۔ لیکن مجھے میرے اللہ پر یقین ہے کہ " ایک دن میں آپ کے ساتھ آپ کے ہاتھوں سے کھاؤں گی۔اور تب کوئی ڈر کوئی خوف نہیں ہوگا ۔"اس نے پر یقینی سے کہہ کر اس کا گلاس لبوں سے لگایا جس میں پانی باقی تھا۔

پانی حلق سے اتارے وہ کھڑی ہوئی اور باہر نکل گئی۔

اسے وہاج سلطان کے لیے اپنے ہاتھ سے کافی بنانی تھی۔ اور وہ اب مزید دیر نہیں کر سکتی تھی۔

ایک تو یہ لڑکی۔ کتنا بولتی ہے، کتنا چیختی ہے۔؟؟" وہ صنم کی چیخ وپکار سن کر اب بیزار ہو چکا تھا۔ دو دن سے وہ اس کے قبضے میں تھی۔ زبردستی اس نے ملازمہ کے زریعے کھانا کھلایا تھا۔ پر وہ بھی اس نے بمشکل کھایا تھا۔ ابھی اسے آرڈر نہیں آئے تھے کہ وہ اسے مینشن لے جاتا، تبھی اسے اس گھر میں قید کر رکھا تھا۔

اس کی چیخوں کو سنتے وہ اب زچ ہوئے اندر گیا۔

چپ نہیں کر سکتی تم؟؟ کان پک گئے ہیں میرے۔۔۔" وہ اندر آئے دھاڑا۔"

مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔ جانا ہے مجھے یہاں سے۔۔۔" وہ خونخوار نگاہ سے باسط کو دیکھے چیخی تھی۔"

جانا ہے تمہیں۔۔؟"وہ غرایا۔۔"

ہاں جانا ہے۔۔ یہاں نہیں رہنا۔۔ آزاد کرو مجھے۔۔۔" وہ بالکل بھی نہیں ڈری تھی۔"

"تم اپنے ابا کے گھر ہو ناں جو تمہاری باتیں مانوں گا۔۔۔"

"آپ کو میری بات ماننی ہو گی۔۔ ورنہ میں۔۔"

ورنہ کیا۔۔؟ باسط نے ابرو اچکائی۔"

ورنہ میں آپ کی جان لے لوں گی۔۔۔" باسط نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر ہنستا چلا گیا۔"

"چھٹانک بھر کی لڑکی میری جان لے گی۔۔ واہ کیا دلیری ہے۔؟"

صنم نے قہر آلود نگاہ سے اسے دیکھا۔

اپنی حالت دیکھو میڈم۔۔بڑی آئی میری جان لینے والی۔۔"اس نے سر جھٹک کر اسے دیکھا جو کرسی سے بندھی اب جھٹپٹا رہی تھی۔

"ایک بار مجھے آزاد کرو۔۔پھر تمہیں بتاؤں گی کہ میں کیا کر سکتی ہوں۔۔"

اکڑ نہیں ٹوٹی ناں تمہاری۔۔۔بہت ڈھیٹ ہڈی ہو۔۔لیکن کوئی بات نہیں مجھے ڈھیٹ لوگوں کو سدھارنے میں بہت مزہ آتا ہے۔۔"اس کی تھوڑی پر گن رکھے اس نے صنم کا چہرہ بلند کیا۔

صنم کا رنگ فق ہوا۔گن کی ٹھنڈی نال اس کے وجود میں ایک ٹھنڈی لہر دوڑائے رونگھٹے کھڑے کر گئی تھی۔

باسط۔۔۔ہٹاؤ اسے۔۔۔"اس کے کپکپاتے لہجے نے جیسے باسط کو مزے سے دوچار کیا۔"

ڈر لگ رہا ہے؟؟" باسط نے پراسراریت سے کہا۔"

"پلیز ہٹاؤ اسے۔۔۔"

مار دوں تمہیں گولی؟دل کر رہا ہے مار دوں۔۔پر ابھی نہیں،۔۔ابھی تو بہت سے بدلے باقی ہیں۔""

اس نے فوری اپنا ارادہ بدلا۔

اس نے گن ہٹائی۔

اور خود دوبارہ سامنے چئیر پر جا کر بیٹھ گیا۔صنم نے گہرے سانس لیے۔۔

آج ہمارا نکاح ہے۔۔"اس نے گویا صنم پر بم پھوڑا۔اور بحال ہوتی سانسیں پھر کسی نے بری طرح "روکی۔

!!نکاح۔۔۔"

ہاں نکاح تاکہ میں اپنی صنم جانم کو ہمیشہ اپنے پاس قید کر سکوں۔۔"اس نے تمسخر سے کہہ کر آنکھ "دبائی۔۔

"مجھے جانے دیں۔۔مجھے نہیں کرنا آپ سے نکاح۔۔۔"

وہ رسی میں جکڑے ہاتھوں کو بمشکل ہلا پائی۔۔جبکہ چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

اگر جانے دینا ہوتا تو لاتا ہی کیوں؟"باسط نے سامنے کرسی پر بیٹھے ٹانگ پر ٹانگ رکھے،ادائے بے "نیازی سے صنم کو دیکھا۔

مجھے آپ جیسے قاتل سے نکاح نہیں کرنا۔۔"وہ ایک بار چیخی تھی۔"

واہ قاتل؟؟"وہ قہقہ لگائے صنم کو دیکھنے لگا۔"

"چلو میں قاتل سہی، تم نے کیا کیا؟کسی کے کردار پر داغ سجادیا۔۔یہ جرم قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔۔"

وہ اب قدرے آگے جھکے بولا۔

پلیز۔۔یہ سب مت کریں۔آپ بہت پچھتائیں گے۔"وہ بھیگی آواز میں بولی اب نرم پڑی تھی۔"

تم نے کیوں کیا۔۔۔تم یہ سب کر کے پچھتائی رہی ہو؟؟نہیں ناں؟تو میں کیسے پچھتا سکتا ہوں۔میں" نے کہا تھا صنم ملک کہ اگر تم نے میری فیملی کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھا تو میں تمہاری جان اپنے "ہاتھوں سے لوں گا۔۔۔

وہ تیزی سے اٹھ کر اس کا جبڑا دبوچے غرایا تھا۔

اس کے گالوں میں درد سے ٹیسیں اٹھی تھیں۔

تم جیسی گھٹیا لڑکی سے نکاح کرنا میرے لیے خود سر پر ایک عذاب کی طرح ہے۔۔لیکن اپنی فیملی کے " لیے میں یہ عذاب سر پر لینے کو تیار ہوں۔۔کیونکہ تمہیں آزاد چھوڑنا اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے جیسا "ہے۔

صنم کا دل بری طرح تڑپا تھا۔۔کبھی جو محبت کا دعویٰ کرنے والا آج اسے عذاب کہہ رہا تھا۔

اس کے عارض پر بے ساختہ آنسو بہے۔۔

بہالوان آنسوؤں کو جتنے بہانے ہیں۔ مجھے ایک پرسنٹ بھی فرق نہیں پڑے گا۔۔ تمہاری وجہ سے "
"اتنے لوگوں نے تکلیف بھگتی ہے۔۔اب تم بھی تھوڑی سی بھگت لو۔۔

باسط نے اس کے آنسوؤں کو تمسخر سے دیکھا۔

مت کریں ایسا۔۔ میں رسوا ہو جاؤں گی۔"وہ انتہائی بے بسی سے بولتی باسط کو دیکھ رہی تھی۔"

دوسروں کو رسوا کرنے والوں کے منہ سے ایسی باتیں اچھی نہیں لگتی۔اس نے صنم کی آنکھوں میں "
جھانک کر اسے جتایا تھا۔کہ وہ نظر چرا کر رہ گئی۔

"چلو شاباش مولوی صاحب آنے والے ہیں، نکاح کی حامی بھرو۔۔"

وہ پتھر بنتا اس سے دور ہوا۔

"نہیں کروں گی۔۔ مر بھی جاؤں گی تب بھی آپ سے نکاح نہیں کروں گی۔۔"

میں تمہارے مردہ وجود سے نکاح کر کے تمہیں دفنا دوں گا۔"وہ ڈھٹائی سے کہتا صنم کو سہما گیا تھا۔"

" شجیعہ کا نکاح ہو گیا ہے۔۔" شایان ساگر کے لیے یہ خبر جیسے قیامت لائی تھی۔۔ جھٹکے سے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" کیا بکواس کر رہے ہو؟؟ اگر یہ مذاق ہے تو نہایت بیہودہ مذاق ہے۔۔۔" وہ اس کا گریبان جکڑے بولا۔

" میرا تمہارا مذاق کب سے ہونے لگا۔۔" اس نے گریبان چھڑواتے کہا۔۔ لیکن آج پھر شایان اس کا گلا بری طرح دبا چکا تھا۔

"تم جھوٹ بول رہے۔ ہو۔۔ بولو جھوٹ ہے ناں یہ۔۔۔"

" میں کیوں جھوٹ بولوں گا۔۔ نکاح ہوا ہے۔۔۔ میں نے خود شجیعہ اور سفیر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔ اور وہ کافی خوش تھے۔۔۔ سفیر کی گاڑی حویلی میں آئی تھی۔۔ اور پھر وہ شجیعہ کو چھوڑنے اندر بڑھا تب ہی میں نے اس کی گاڑی کی تلاشی لی، شاید مجھے اس کی اصلیت کا پتہ چل جائے لیکن مجھے وہاں ان دونوں کا نکاح نامہ ملا تھا۔"

" نکاح ہو گیا اور تم نے مجھے خبر نہیں ہونے دی۔۔ کیوں آخر۔۔۔" اس کی دھاڑ میں بھی جیسے شکست تھی۔ جبکہ وہ شخص اب بری طرح تڑپنے لگا تھا۔۔

اس نے پوری طاقت لگا کر شایان کو دور دھکیلا اور بری طرح کھانستے پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔اس کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔

جبکہ شایان اپنا غصہ روم کی قیمتی چیزوں پر اتارنے لگا۔۔اس کا دماغ گھوم چکا تھا۔۔اتنی بڑی شکست۔۔وہ کیسے کھا سکتا تھا۔۔فتح کے قریب آ کر اس نے آج دوسری مرتبہ شکست کھائی تھی۔

کیسے ہوا یہ؟ تم نے مجھے اس بارے میں کیوں نہیں بتایا۔۔" وہ بری طرح دھاڑے اس کو مارنے پر" در پر ہوا۔

لیکن وہ کھڑا ہو چکا تھا۔

اور تم جو اس سے مل رہے تھے۔ مجھے خبر ہونے دی۔ ہونے بھی کیسے دیتے تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں" ہے۔۔مجھے بتاتے میں خود اسے تمہارے پاس لے آتا لیکن تم نے مجھے بتانا گوارہ نہیں کیا۔۔بے شک وہ " مجھے عزیز ہے لیکن پھر بھی میں شجیعہ کو تمہیں دے دیتا۔۔۔

"ایسا نہیں ہو سکتا، میں ایسا نہیں ہونے دوں گا اسے میرا ہونا ہو گا۔۔"

شایان گلاس بھرتا حلق سے اتارے بولا، جبکہ وہ شخص شایان کی دیوانوں سی حالت پر کڑ کر رہ گیا۔

اب میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔ان سب کا سکون میں برباد کردوں گا۔۔ میری شجیعہ کو مجھ سے چھین کر اس دو ٹکے شخص کو دے دیا گیا۔ یہ زین چوہدری نے بالکل بھی اچھا نہیں کیا۔۔اس کی سزا سب بھگتیں گے۔۔سب کے سب۔۔۔ چند دن خوشیاں منالیں۔۔ پھر ان کو ایسا دھچکا ملے گا کہ رونے کے علاوہ کسی کے پاس کچھ نہیں بچے گا۔ شجیعہ میری ہے صرف اور صرف میری۔۔۔"

شایان کی حالت بگڑنے لگی تھی۔۔ تبھی جمال ملک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔۔

وہ شخص جمال ملک کو دیکھ کر اپنا چہری فوری چھپا چکا تھا۔

شایان!! یہ کمزور پڑنے کا وقت نہیں ہے۔۔ صنم کا کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ ہر طرف پتہ کروا چکا ہوں لیکن کچھ بھی خیر طلب خبر نہیں ملی، تم جانتے ہو تمہاری ماں صنم کی وجہ سے کتنی پریشان ہے اور وہ تمہاری سچائی بھی جانتی ہے اگر وہ فورس کے ہاتھ چڑ گئی تو تم اچھے سے جانتے ہو کیا ہوگا۔؟ "

مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔۔ مجھے شجیعہ چاہیے ہر حال میں۔۔ چاہیے۔۔"اس نے گلاس اٹھا کر سامنے دیوار پر مارا۔ کانچ کے ٹکرے فضا میں بکھر کر زمین بوس ہوئے تھے۔

"کیا ہو گیا ہے ساگر وہ ایک عام سی لڑکی ہے۔۔۔"

وہ عام سی لڑکی آپ کے بیٹے کا سکون ہے۔۔۔ سکون ہے وہ میرا اس کا وجود اس کا چہرہ سب مجھے میری وحشتوں میری درندگی کو ختم کر دیتا ہے۔۔ مجھے ایک اچھا انسان ایک اچھا شایان ساگر بنا دیتا ہے۔ جو میں بننا چاہتا ہوں۔۔ "

بدحواس ہوا وہ ایک بار پھر توڑ پھوڑ پر اتر آیا۔۔ جبکہ جمال ملک بیٹے کی حالت پر دنگ رہ گئے تھے۔

وہ شخص چپ چاپ دوسرے دروازے سے نکل چکا تھا۔جمال ملک اب شایان کو اچھے سے سنبھال سکتے تھے۔

یہ صحیح نہیں ہے شایان۔"انہوں نے شایان کو سمجھانا چاہا جب وہ ان کی بات کاٹ گیا تھا۔"

"کیا صحیح ہے کیا غلط مجھے پرواہ نہیں ہے مجھے شجیعہ چاہیے تو بس چاہیے۔۔۔"

اس نے ٹیبل کو ٹھوکر ماری اور خود کرسی پر گر کر ہانپنے لگا۔۔

جمال ملک اس کی طرف بڑھے تھے۔اس کی جیب سے میڈیسن نکال کر وہ زبردستی اس کے منہ میں ڈالتے وہ پر سوچ ہوئے تھے۔۔بیٹے کی حالت انہیں بہت کچھ سمجھا چکی تھی۔

"باجی آج تو صاحب جی کا موڈ بہت اچھا ہے۔۔"

اقصیٰ کی بات پر وہ مسکرائی تھی۔

وُہ اقصیٰ کے ساتھ کچن میں چائے بنا رہی تھی۔سنڈے ہونے کی وجہ سے آج وہاج گھر پر تھا۔۔اور ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا نیوز دیکھتے وہ فون میں بھی بزی رہا تھا۔۔لیکن خوشی کی بات یہ تھی کہ آج ماتھے پر بل نہیں،بلکہ ایک متبسم سا تاثر تھا۔

جاؤ تم چائے دے آؤ۔۔" وہ وہی کرسی پر بیٹھ گئی۔اور کل کے بارے میں سوچنے لگی۔"

کل کے ڈنر کے بعد وہ جس وقت گھر واپس آئے تھے تب بھی وہاج کا موڈ اچھا تھا۔۔ لیکن انابیہ تھکن کی وجہ سے گاڑی میں سو چکی تھی۔

اس کی نیند کا خیال کیے وہ اسے بانہوں میں اٹھائے کمرے میں چھوڑ کر اپنے کمرے کی طرف گیا تھا۔

صبح خود کو بیڈ پر محسوس کیے وہ جیسے شرم سے سرخ اناری ہوئی تھی،۔سب سمجھ آگیا تھا کہ وہ یہاں کیسے آئی ہے؟

وہاج کا سامنا اسے مشکل لگا تھا۔ لیکن پھر فریش ہوئے وہ باہر نکل کر نیچے آتے ہوئے بھی وہاج کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

دھیرے دھیرے وہ شخص بدل رہا تھا۔۔اس کی خاموشی اس کی سرد مہری بدلنے خوش مزاجی میں بدلنے لگی تھی۔ لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سجائے وہ نیچے آئی۔

لاؤنج میں وہاج کو موجود دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

انابیہ نے وجہ پوچھنا مناسب نہیں سمجھا،۔ کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے۔اور وہاج نے بھی اس پر ایک گہری نظر ڈالی جو آج بالوں کا تھوڑا بلند میسی جوڑا بنائے، سکن سیدھی شلوار اور شارٹ برگنڈی ایمبرائیڈ ڈ کرتی میں ملبوس شادی سے پہلے والی انابیہ ہی لگی تھی۔ چہرے پر میک اپ کے نام پر موئسچرائزر اور گلوس لگا یا ہوا تھا۔

وہ چند لمحے اس کے چہرے میں کھو سا گیا تھا لیکن پھر واپس نیوز کی طرف متوجہ ہوا۔ جیسے اس کے سراپے سے نظر چرا لینا چاہتا ہو۔وہ بھی چپ چاپ کچن میں آ گئی۔

پھر وہ اقصی کے ساتھ آج کچن میں ہی موجود رہی تھی، تاکہ کوکنگ میں اس ہی ہیلپ کر سکے۔ اقصی آج مختلف آئٹمز بنا رہی تھی،۔۔انابیہ چند گھنٹوں کے لیے روم میں بند ہوئی اور پھر کچن میں واپس آگئی۔ تب بھی وہاج وہی موجود تھا۔اب شام کے سائے پھیل رہے تھے۔

اقصی کھانے میں کتنا وقت ہے؟" وہ انابیہ کو کچن میں گم ہوئے دیکھ کر جنجھلا سا گیا تھا۔ تبھی اقصی کو" پکارتا وہ انابیہ کا منتظر تھا۔

"بس صاحب جی!! دس منٹ لگے گے۔۔"

اقصی باہر آتے بولی، جبکہ وہاج بدمزہ ہو کر رہ گیا۔

بیل کی آواز پر وہ دروازے کی طرف متوجہ ہوا۔

میں دیکھتا ہوں اور کھانا لگاؤ۔۔میں نے لنچ بھی نہیں کیا تھا۔۔" وہ بلند آواز میں بولتا باہر نکل گیا۔۔ جبکہ " انابیہ کچن میں کھڑی فکر مند ہوئی تھی۔

وہ پورچ سے نکل کر گیٹ کی طرف آیا اور جھری سے باہر دیکھا۔

باہر کسی ذی روح کو نہ دیکھ کر وہ چونکا۔ پر پھر دراوازہ کھول کر باہر نکلا۔

سامنے ہی نوفل۔یزدان کو دیکھ کر اس کا حلق کڑوا ہوا تھا جو اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے لب دبائے کھڑا تھا۔۔اس کے چہرے پر کمینگی بھری مسکراہٹ کا تاثر تھا۔جیسے جتا رہا ہو کہ میں نہیں جان سکوں گا کہ تم کہاں رہتے ہو؟؟

وہ واپس مڑا، تاکہ اندر جا سکے۔وہ اس شخص کو اپنے گھر میں قطعی نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔

بھائی!! تعبیر کی آواز پر کڑوا ہوتا حلق جیسے مٹھاس میں بدل گیا۔۔"

وہ فوری مڑا اور تیزی سے تعبیر کی طرف آیا۔

یزدان دانت کچکچا کر رہ گیا۔

عجیب آدمی ہے بہن کو دیکھ کر محبت ابھر آئی اور بہن کے شوہر کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے قتل ہی کر دے گا۔اور مزید کمینگی تو دیکھو مجھے دیکھ کر اپنا دروازہ بھی بند کرنے والا تھا۔۔"وہاج اسے گھور کر رہ گیا۔۔

تم یہاں کیسے آئی؟"اس کے سر پر لب رکھے وہ گھمبیر تا سے بولا۔"

بھائی آپ دوبارہ ملنے نہیں آئے تو مجھے ہی آنا تھا۔اور یزدان ہی مجھے یہاں لائے ہیں۔"۔وہ تھوڑا خفگی" سے بولی۔

اندر آؤ، باہر کیوں کھڑی ہو؟"وہاج نے گویا ٹالا تھا۔"

وہ تعبیر کو لیے اندر بڑھنے لگا، جبکہ اپنی نظر اندازی پر وہ یزدان نے مٹھیاں بھینچ لی۔بیوی، بھائی کو سامنے دیکھ کر شوہر کو ہی بھول گئی تھی۔

دروازے کے قریب پہنچے تعبیر نے یزدان کو سوالیہ نگاہ سے دیکھا تو وہ منہ بگاڑ تا رخ موڑ گیا۔

"بھائی یزدان کو بھی تو بلائیں اندر۔۔۔"

آجاؤ تم بھی۔۔۔" وہ بمشکل کہہ پایا۔ جبکہ یزدان وہی جما رہا۔"

تعبیر اسے گھورتی واپس آئی اور اس کا ہاتھ پکڑے اندر بڑھی۔ جبکہ وہاج کا دل پر سکون ہوا تھا۔۔۔

تعبیر کے چہرے پر پھیلا اطمینان وہ بھانپ گیا تھا۔وہ اس شخص کی ہمراہی میں کافی خوش تھی۔

دونوں لاؤنج میں آئے تو انابیہ اور اقصی ڈائننگ روم میں کھانا لگا رہی تھی۔

انابیہ تعبیر کو دیکھتے چونکی۔۔اور پھر جھجک کر آگے آئی۔ تعبیر کی آخری وہ نفرت سے اٹی نگاہ بھولی نہیں تھی۔

تعبیر نے آگے بڑھ کر اسے خود گلے سے لگایا تو وہ حیران ہوئی تھی۔اس نے وہاج کو دیکھا جس کی آنکھوں میں ٹھنڈا سا تاثر تھا۔انابیہ سٹپٹا کر رہ گئی۔

کیسی ہو؟؟" تعبیر نے ہی پہل کی۔۔ جبکہ یزدان وہی لاؤنج میں موجود کاؤچ پر بیٹھ چکا تھا۔"

سالے صاحب پانی ملے گا۔۔"یزدان نے وہاج کو کھڑے دیکھ کر بات کا آغاز کیا۔ جبکہ تعبیر نے مڑ کر " یزدان کو دیکھا جو ٹانگ پر ٹانگ رکھے نہایت شاہانہ طریقے سے بیٹھا تھا۔

"انابیہ،!! اقصی سے کہو، پانی لائے۔۔"

اسے کہے وہ دوسرے کاؤچ پر آ بیٹھا۔۔ جبکہ تعبیر بھی بھائی کے پہلو سے چپکی تھی۔

"تمہاری بہن کو بہت خوش رکھا ہوا ہے چاہو تو پوچھ سکتے ہو۔۔"

یزدان نے تعبیر کو دیکھے جتایا تھا۔

وہاج نے تعبیر کو سوالیہ نظر سے دیکھا۔

جی بھائی یزدان میرا کافی خیال رکھتے ہیں، بس کبھی کبھی لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے۔۔وہ بھی یزدان کی طرف سے۔۔"

وہ لب دانتوں تلے دبائے شرارت پر آمادہ ہوئی جبکہ وہاج نے قہر آلود نگاہ یزدان پر ڈالی۔۔جو تعبیر کو استفہامیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

بھائی کی چند منٹ کی سنگت میں تو آپ کے رنگ ڈھنگ ہی بدل گئے۔۔پتہ تھا مجھے میرا سالا مجھے کبھی خوش نہیں رہنے دے گا۔۔"وہ مصنوعی افسوس سے بولے سر جھٹک کر رہ گیا۔

یزدان بھائی نے تو تمہیں کچھ نہیں کہا۔۔"اب حیران ہونے کی باری تعبیر کی تھی۔"

آپ اس کی آنکھیں دیکھ لیں سمجھ جائیں گی۔۔"یزدان معصومیت کی دکان بنے بولا۔"

"میں نے اسے کچھ نہیں کہا۔"

انابیہ بھی لاؤنج میں آچکی تھی۔ جبکہ اقصی ضروری لوازمات سجا کر بیٹھ چکی تھی۔

انابیہ بھابھی!!!اپنے شوہر کو سمجھالیں، میری بیوی اگر زرا سی بھی بگڑی تو پھر آپ کے شوہر کی خیر نہیں۔"

مم میں کیسے سمجھاؤں؟؟"وہ منمنا کر رہ گئی۔"

"میری بیوی کو درمیان میں نہ لاؤ۔۔"

وہاج نے انگشت نمایاں کیے کہا۔۔

"تم میری بیوی کو لاؤ وہ ٹھیک ہے کیا؟؟"

یزدان کیا ہو گیا ہے؟" تعبیر گھبرا کر کھڑی ہوئی۔جب یزدان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو میں" کھینچ لیا۔ایک دم وہ یزدان کے برابر کھڑی ہوئی تھی۔

بھابھی آپ بیٹھیں وہاج کے پاس،۔۔" تعبیر پل میں سمجھ گئی تھی کہ وہ کیوں بلا تکان شروع ہو گیا" تھا۔وہاج کے سامنے وہ خفت سے شرمندہ ہوئی۔جبکہ دل چاہا اس شخص کا سر پھاڑ دے۔

میں!!" انابیہ نے حلق تر کیے کہا۔جس پر یزدان نے سر ہلایا۔"

سمجھ تو وہاج بھی گیا تھا کہ وہ انابیہ اور اسے ساتھ بٹھانا چاہتا ہے تاکہ تعبیر اس کے پاس رہے۔

میں کھانا ٹیبل پر لگاتی ہوں۔۔" وہ منمنائی تھی۔۔وہاج کے پاس بیٹھنے کی اس میں زرا بھی ہمت نہیں" تھی۔

"نہیں ہم کھانا نہیں کھائیں۔آج ہمارا ڈنر باہر ہے۔۔"

اور یہ کب ڈیسائیڈ ہوا؟" تعبیر نے دانت پیس کر قدرے مسکرا کر پوچھا۔"

ابھی ڈیسائیڈ ہوا ہے۔۔"اس نے شانے اچکائے تھے۔"

" بالکل بھی نہیں۔۔۔میں آج یہیں رہوں گی۔۔"

وہ بھائی کے پہلو سے ایک بار پھر چپکی۔

اب یہ کب ڈیسائیڈ ہوا۔یزدان کی آواز میں چڑ واضح تھی۔امید نہیں تھی کہ تعبیر ایسا کچھ کہے گی۔"

"ابھی اسی وقت ڈیسائیڈ ہوا ہے۔۔کل واپس آجاؤں گی۔۔"

یہ میرا سالا ایک نمبر کا کمینہ آدمی ہے۔۔تجھے میں چھوڑوں گا نہیں۔"یزدان تو گویا لڑنے کے بہانے" ڈھونڈ رہا تھا۔

یزدان آپ نے وعدہ کیا تھا۔۔" تعبیر روہانسی ہوئی وہاج کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔"

وعدہ؟؟" وہاج بڑبڑایا تھا۔"

"اپنی بہن سے پوچھ لو۔۔پھر میڈم ناراض ہوجائیں گی کہ میں ان کے راز کھول دیئے۔۔"

یزدان۔۔۔" تعبیر دبا دبا غرائی۔ جبکہ یزدان نے ابرو اچکائی تھی۔ جسے جتایا ہو کہ میں نے اب کیا" کیا؟؟

" تعبیر یہ کس وعدے کی بات کر رہا ہے جو تم مجھے نہیں بتانا چاہتی۔"

انابیہ نیم واہ لبوں سے آنکھوں میں حیرت سموئے ان کی لڑائی دیکھ رہی تھی۔

" بھائی یزدان ایسے ہی کہہ رہے ہیں۔۔"

" بتاؤ تعبیر۔۔۔"

وُہاج متجسس ہو چکا تھا۔

وہ بھائی میں نے یزدان سے وعدہ لیا تھا کہ وہ آپ سے بالکل لڑائی نہیں کریں گے۔۔" تعبیر اپنی انگلیاں چٹخاتے بولی جبکہ یزدان مسکراہٹ چھپانے کے لیے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

وہاج نے یزدان کو دیکھا جو اب پانی کا گلاس لبوں سے لگا چکا تھا۔

"ایسے شخص سے وعدے نہ لیا کرو کیونکہ یہ نبھانے کا زرا بھی اہل نہیں ہے۔۔"

وُہاج نے بھی حساب برابر کیا۔

نہیں بھائی! !یزدان وعدے نبھانا جانتے ہیں۔۔"

تعبیر فوری بولی، وہاج کی بات مذاق میں بھی اس بات کا اعتراف نہیں کر سکتی تھی۔۔جبکہ وہاج تعجب سے تعبیر کو دیکھنے لگا۔۔

وہ میں ایسے ہی کہہ رہی تھی۔۔" وہ خجل ہو کر رہ گئی۔"

انابیہ کی حیرانگی حسرت میں بدلنے لگی، ان کی نوک جھوک اس کی آنکھوں میں نمی لائی، حسرت تھی کہ وہ بھی کبھی وہاج سے ایسے ہی نوک جھوک کر سکے گی۔۔

مجھے اچھا لگا کہ تم اس شخص کی طرف داری کر رہی ہو۔۔بے شک یہ شخص مجھے زرا بھی پسند نہیں ہے" لیکن تمہارے حوالے سے اس شخص کی تھوڑی عزت میں کر سکتا ہوں۔۔اور ہماری لڑائی کی تم فکر مت "کرو۔۔اسے میں سدھارنا جانتا ہوں۔۔

اس نے تعبیر کے سر پر مان سے ہاتھ رکھا۔جبکہ یزدان فرضی کالر کھڑے کیے تعبیر کو جلنے کڑھنے پر مجبور کر گیا تھا

تعبیر اور انابیہ کھانا کھانے کے بعد اوپر جا چکے تھے، جب یزدان نے کوٹ کی پاکٹ سے پیپر نکال کر سامنے رکھے۔۔

"رانا شاکر کے تمام اڈوں کا پتہ اس میں ہے۔۔"

اس نے ایک فولڈ کی ہوئی فائل وہاج کے سامنے رکھی۔ جبکہ وہاج کے ماتھے پر سوچ کی لکیریں تھیں۔

میں جانتا ہوں تم کسی کا احسان نہیں لیتے لیکن اب جنگ ہم سب کی ہے۔۔اور اس جنگ کو ہم نے مل کر لڑنا ہے۔۔اور اس کے لیے ہمیں اپنی دشمنی دوستی ایک طرف رکھنی ہو گی۔۔"

"میں تمہاری مدد بالکل بھی نہیں لے سکتا۔۔کیونکہ مجھے تنہا کام کرنے کی عادت ہے۔"

تو اب مل کر کر لیں گے۔۔ہو سکتا ہے اس دوران ہماری دوستی بھی ہو جائے۔۔"یزدان نے بات کو مذاق کا رنگ دیا۔

میں کبھی بھی تمہیں اپنا دوست نہیں بنانا چاہتا تمہیں بہنوئی کے حوالے سے بمشکل برداشت کر رہا ہوں۔۔یہی میرے لیے کافی رہنے دو۔ "

وہ سر جھٹکے بولا جبکہ یزدان کا قہقہ گونجا تھا۔

تمہارے جوک مجھے بہت پسند ہیں۔۔" وہاج تعجب سے اس سر پھرے شخص کو دیکھنے لگا, جس پر اس کی بات کا الٹا اثر ہوا تھا۔

خیر باقی باتیں ایک طرف رکھتے ہیں کل تم مینشن آؤ گے۔۔باقی معاملات ہم وہی ڈسکس کر لیں گے۔ "

میں کیوں آؤں ؟" وہاج نے اچھنبے سے پوچھا۔"

تمہیں کچھ راز دکھانے ہیں۔بلکہ کھولنے ہیں۔جو دب گئے تھے لیکن اب انہیں عیاں کرنا ضروری ہو چکا ہے۔۔"

وہاج پر سوچ سا یزدان کو دیکھنے لگا۔

"تم نے آئی جی صاحب کو فورس کیا ہے ناں کہ مجھے یہ جاب دوبارہ دی جائے۔۔"

نہیں میں اتنا رحمدل نہیں ہوں۔۔"یزدان پوری سچائی سے بولا۔"

جبکہ وہاج لب بھینچ کر رہ گیا۔اتنا تو اسے نوفل یزدان پر یقین تھا کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا۔

"پر اچھا ہی ہے تمہیں جاب واپس مل گئی۔۔"

اچھا کیوں؟" وہاج نے ابرو اچکائی۔"

جو مزہ تمہیں پولیس کی وردی میں دیکھ کر تنگ کرنے میں آتا ہے۔۔وہ مزہ کسی شے میں" نہیں۔۔"یزدان دونوں ہاتھ مسلے کمینگی سے بولا۔۔جبکہ وہاج دانت پیس کر رہ گیا۔اس نے یہاں سے اٹھنا ہی بہتر سمجھا تھا۔

"!!ماضی"

بھائی!!! شایان بھائی تو ہمیں بالکل ہی بھول گئے ہیں،"۔

آریان ساگر نے مڑ کر انعم کو دیکھا۔جو منہ بنا کر بیٹھی تھی۔

کیوں کیا ہوا؟آج گاؤں جا رہے ہیں تو تمہیں شکوے یاد آ گئے۔۔"آریان نے اس کے بالوں کو بگاڑا،۔

نات فئیر بھائی۔۔بال اتنی مشکل سے سیٹ کیے تھے۔۔اور آپ نے پھر بگاڑ دیئے۔۔۔"وہ سلکی بالوں کو دوبارہ سیٹ کیے بولی۔

"اتنی بڑی ہو گئی ہو حرکتیں اب بھی بچوں جیسی ہیں۔۔"

آریان نے اب اس کا گال کھینچا تو وہ مزید چڑی تھی۔۔وہ شروع سے ہی نک چڑھی تھی۔کسی کو اپنے آگے جیسے ٹھہرنے ہی نہیں دیتی تھی۔لیکن آریان سے وہ کافی حد تک اٹیچ تھی۔۔ تبھی آریان نے اسے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا تھا۔

رات کے پہر اس وقت سڑک پر بہت خاموشی تھی۔وہ گاڑی کی سپیڈ بڑھائے جلد از جلد پہنچ جانا چاہتا تھا۔

لیکن آگے کھڑی جلتی بجھتی گاڑی کی لائٹس نے اسے گاڑی روکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

انعم موبائل دیکھنے میں مصروف تھی۔

"انعم گاڑی سے مت اترنا۔۔میں دیکھتا ہوں کیا ہوا ہے؟"

آریان اپنی جیکٹ درست کرتا باہر اترا۔اور تیز قدموں سے آگے بڑھا۔گاڑی کے قریب آکر وہ اندر جھانکنے لگا جب نظر سامنے گئی۔

اس کے قدم بری طرح لڑکھڑائے تھے۔ تین لاشیں خون مین لت پت زمین پر گری تھیں جبکہ دو افراد جن کے ہاتھوں میں تیز دھار چاقو تھے۔۔جبکہ ایک شخص ان کے آگے گڑگڑا رہا تھا۔اس کی گڑگڑاہٹ پر وہ دونوں لوگ قہقہ لگاتے جیسے اسے تڑپا رہے تھے۔

آریان کے چہرے پر اتنی ٹھنڈ میں بھی پسینہ چمکا تھا۔۔وہ واپس پیچھے قدم لینے لگا لیکن وہ گڑگڑاتا شخص اسے دیکھ چکا تھا۔۔

بب بچاؤ مجھے۔۔۔"اس کا کہنا جیسے آریان پر قیامت ڈھا گیا تھا۔خوف کی ایک شدید سرد لہر آریان "ساگر کے وجود میں پھیلی۔۔یہ خوفناک منظر اس کی آنکھوں کی ہیبت بدلنے لگا تھا۔

اس کے قدم زمین پر جم گئے۔اس سے پہلے وہ پیچھے مڑ کر بھاگتا،ایک شخص اسے قابو کر چکا تھا۔۔اور اس کی کنپٹی پر گن رکھ کر اس نے آریان کو احساس دلا دیا تھا کہ موت اس کا تعاقب کرتے آن پہنچی ہے۔وہ درندوں کے درمیان پھنس چکا ہے۔

" اگر ایک لفظ بھی زبان سے نکالا اسی وقت تیرا یہ بھیجا اڑا دوں گا۔۔۔"

کرخت آواز آریان ساگر کی سماعت سے ٹکرائی،جس میں زرا بھی رحم نہیں تھا۔

جو شخص گڑگڑا رہا تھا۔اس کی گردن پر چاقو پھیر دوسرے شخص یعنی قاتل نے آخری قتل بھی کر دیا تھا۔۔آریان کا پورا وجود ایک دم کانپ گیا۔۔

جس بے دردی سے اس کا گلا کاٹا گیا تھا وہ منظر اچھے خاصے بہادر انسان کو بھی لرزنے پر مجبور کر دیتا۔۔وہ تو پھر نرم دل تھا۔ہمیشہ نرمی برتتا آیا تھا۔

انسان تو ایک طرف جانوروں کی تکلیف بھی وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

"اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا یہ حال نہ ہو تو اپنی زبان بند رکھنا۔۔"

ہاں میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔۔پر مجھے جانے دو۔ "آریان ہمت مجتمع کیے بولا۔۔جبکہ دل" پھڑ پھڑا رہا تھا۔

وہ شخص قہقہ لگائے آریان کو مزید دہلا گیا تھا۔

تیرا دماغ ٹھیک ہے؟؟ تو نے یہاں گڈے گڑیا کا کھیل نہیں قتل ہوتے دیکھا ہے۔۔اور تو کہہ رہا ہے" تجھے جانے دیا جائے۔۔۔"

کیا ہوا شوکت کونسا بکرا پکڑا ہے؟" دارم سہگل اپنے ہاتھ رومال سے صاف کیے آگے آیا،اور ایک پل" کے لیے ٹھٹک گیا تھا۔

ساگر۔۔۔!!! وہ اس کا چہرہ دیکھتے بڑبڑایا،"

مم میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا مجھے جانے دو۔پلیز۔۔"اس کی آواز سن کر دارم سہگل کو اندازہ ہو گیا" تھا کہ وہ شایان ساگر نہیں ہے۔

آریان کو اس وقت انعم کی فکر تھی،۔جو گاڑی میں بیٹھی تھی اور وہ یہی دعا کر رہا تھا کہ وہ باہر نہ آئے، لیکن ہر دعا قبول ہو جائے ضروری تو نہیں،۔

گاڑی میں بیٹھی انعم سامنے دیکھے حیران ہوئی تھی۔اندھیرے کی وجہ سے وہ دیکھ نہیں پارہی تھی کہ آخر آریان وہاں کیا کر رہا ہے۔۔پر تین چار لوگ اس کے گرد کھڑے تھے۔

وہ اپنی شرٹ درست کر کے چھوٹی سی شال اپنے گرد لپیٹے باہر نکل آئی۔

" باس گاڑی میں لڑکی بھی ہے۔۔۔"

دارم سہگل کے آدمی نے اس کی توجہ پیچھے دلوائی۔اور آریان نے سختی سے آنکھیں بند کیے کھولی۔

" میری بات سنو۔۔مجھے مارنا چاہتے ہو مار دو۔۔لیکن اسے کچھ مت کہنا۔۔وہ معصوم ہے۔۔پلیز اسے کچھ مت کہنا۔۔"ایک بس ہاتھ جوڑنے کی کسر باقی تھی۔۔وہ بھی کر گزرتا لیکن وہ دو افراد اسے جکڑ چکے تھے۔

" بکواس بند کر۔۔ورنہ ابھی تیرے سامنے اس لڑکی کو دفن کر دیں گے۔۔"دارم سہگل نے بھاری ہاتھ اس کے منہ پر مارا۔

انعم تیزی سے آگے آئی تھی۔۔ جبھی ایک شخص اسے پکڑ کر منہ پر ہاتھ جما چکا تھا۔

اچانک افتاد پر وہ ہڑبڑا کر رہ گئی تھی۔۔اس شخص نے نہایت سختی سے اس کے منہ پر ہاتھ جمایا تھا کہ انعم کو سانس لینا مشکل ہوا تھا۔

"پلیز میری بہن کو چھوڑ دو۔۔مجھے جو کہنا ہے کہو۔۔لیکن میری بہن کو کچھ مت کہو۔۔۔"

وہ ان کی گرفت میں جھٹپٹا رہا تھا۔جبکہ بے بسی لفظوں سے نمایاں تھی۔

"چھوڑ دیں گے تیری بہن کو فلحال تو ہمارے ساتھ چل۔۔۔"

میں نہیں جاؤں گا۔۔"آریان چیخا تھا۔"

اگر ضد کرے گا تو تیری بہن کے ساتھ وہ ہو گا جو تجھ جیسا غیرت مند آدمی برداشت نہیں کر پائے گا۔۔"دارم سہگل نے اس کا منہ دبوچ کہا جبکہ آریان مر جانے کو ہوا۔چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا۔اس سے بڑھ کر کیا اذیت ناک لمحہ اس کے لیے ہوتا کہ اس کی بہن کے بارے میں وہ شخص غلیظ بکواس کر رہا تھا اور وہ کچھ کر نہیں پا رہا تھا۔

انعم کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں نے اسے جیسے ٹھٹکا دیا تھا۔

ڈالو دونوں کو گاڑی میں۔۔"دارام سہگل حکم دیتے اپنی گاڑی میں سوار ہوا۔"

"شوکت اس کی گاڑی تو لے کر آ۔۔اور کوئی ثبوت نہیں رہنا چاہیے۔۔۔۔"

اپنی تمام تر کوششوں کے بعد بھی وہ ان کی گرفت سے آزاد نہیں ہو پایا تھا۔

"آریان پہنچا نہیں ابھی تک۔۔فون کرواسے۔۔۔"

جمال ملک نے شایان ساگر کو کہا جو کاؤچ پر بیٹھا لیپ ٹاپ میں مصروف تھا۔

ان کے کہنے پر اس نے آریان کا نمبر ڈائل کیا۔ بیل جارہی تھی۔

ہیلو آریان۔!!۔"ایک پل کے لیے اس کے چہرے کی کیفیت بدلی تھی جبکہ جمال ملک اور باقی سب کی نظر بھی جیسے شایان پر ٹھہر گئی تھی۔

اس نے چاروں جانب نظر دوڑائی اور چہرے کے تاثرات بہتر کیے۔۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے یہاں سب تمہارا انتظار کررہے تھے۔۔"

اس نے چند باتوں کے بعد فون رکھ دیا تھا۔

"کیا ہوا شایان؟ کیا کہہ رہا ہے آریان؟؟"

بابا وہ فلحال نہیں آرہا، کہہ رہا ہے کہ اس کے سٹوڈنٹس ایکسٹر کلاس کے لیے اسے فورس کررہے تھے۔۔یونیورسٹی میں پیپرز سٹارٹ ہورہے ہیں۔۔تو کہہ رہا ہے دس پندرہ دن میں آجاؤں گا۔۔۔"

"لو یہ کیا بات ہوئی انعم بھی تو آرہی تھی۔۔اب کیسے آئے گی وہ؟"

کمال ملک سخت بدمزہ ہوئے جبکہ صنم اب تایا کے پاس جا بیٹھی۔

تایا ابو میں بھی تو ہوں۔۔جب انعم آپی آئے گی تب آپ اس سے باتیں کرلیجیے گا۔"۔ صنم کے لاڈ پر وہ مسکرا کر اس کی پیشانی چوم چکے تھے۔۔جبکہ ایک طرف کھڑی تعبیر دل مسوس کر کے رہ گئی۔

"ویسے آج میں ایک ضروری بات بھی کرنے آیا تھا۔۔

کمال ملک نے تمہید باندھی تھی۔۔

بھائی صاحب خیریت ہے؟" جمال ملک سیدھے ہوئے جبکہ شایان کے چہرے پر تفکر پھیلا تھا۔"

"میں انعم اور وہاج کی بات طے کرنا چاہتا تھا اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو؟؟"

تعبیر کا رنگ فق ہوا تھا۔اس نے نجمہ بیگم کی طرف دیکھا جن کے چہرے پر تفکر پھیلا تھا۔

تایا ابا آپ کا فیصلہ سر آنکھوں پر۔۔ لیکن وہاج اور انعم کی موجودگی میں یہ بات ہو تو اچھا ہے۔۔اور " آریان کو بھی آجانے دیں۔۔ پھر سب کی موجودگی میں بات ہوگی۔۔اور ساتھ ہی منگنی بھی کردی جائے گی۔"

جمال ملک کی بجائے جواب شایان کی طرف سے آیا تھا۔جواب گھر کے فیصلے لینے لگا تھا۔

بالکل تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔" کمال ملک کو بھی جیسے شایان کا فیصلہ پسند آیا تھا"

جبکہ تعبیر اپنے بھائی کا سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی۔

وہ چپ چاپ وہاں سے نکل گئی، جیسے اپنا وجود فالتو لگا ہو۔

بھائی صاحب بات تو میں بھی کرنا چاہتا ہوں۔۔" جمال ملک نے شایان کو دیکھا جو آنکھوں ہی آنکھوں " میں انہیں اشارہ دے چکا تھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ شایان اور تعبیر، باقی جو آپ کی رائے ہو۔۔"

بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟" وہ فوری بولے۔ جبکہ شایان نے بوجھل سانس خارج کیا جیسے ایک معرکہ سر ہوا ہو۔

نجمہ بیگم اپنے بچوں کی قسمت طے ہوتے دیکھتی بالکل خاموش تھیں۔

کہاں وہ نازک سی ل۔ڑکی، اور کہاں شایان ساگر جیسا سخت پتھر دل شخص، بلاشبہ شایان ساگر ایک خوبرو مرد تھا، لیکن اس کی جارحیت پسندی حکمانہ انداز تعبیر جیسی لڑکی کو توڑ کر رکھ دیتا۔

، بنا کچھ بولے وہ بس مسکراتی رہی لیکن اندر ہی اندر کمال ملک سے شکوے مزید بڑھ گئے تھے۔

دارم یہ تم نے ٹھیک نہیں کیا، آریان کو کیوں اس سب میں لائے ہو۔؟" اگلے دن ہی وہ دارم کے " خفیہ اڈے پر پہنچ چکا تھا جہاں آریان کو قید کیا ہوا تھا۔۔ شیشے کے اس پار کا منظر صرف شایان اور دارم دیکھ سکتے تھے۔۔

قتل ہوتے دیکھا ہے اس نے۔۔، اور یہ تو تیرے جیسا بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔" دارم نے اپنی " داڑھی کھجائے شایان کو دیکھا جو صرف رایان کو دیکھ رہا تھا نہ آنکھوں میں ترحم تھا نہ ہی کوئی اور جذبہ۔۔

تو کیا تم اسے مار ڈالو گے؟" شایان نے ماتھے پر بل لیے پوچھا۔۔ "

"تیری بہن بڑی خوبصورت ہے۔۔۔"

توقع کے برعکس جواب پر شایان کے ماتھے کی رگ بری طرح پھڑک اٹھی۔۔آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے دارم کو جکڑا اور پے در پے پنچ اس کے منہ پر دے مارے۔

"تو نے میرے بھائی کو پکڑا میں نے تجھے کچھ نہیں کہا لیکن تو میری بہن کو اس سب میں لائے گا۔۔مجھے تیرے جیسے گھٹیا شخص سے گھٹیا پن کی امید تو تھی لیکن اتنی نہیں تھی۔۔"

"شایان تو حد سے بڑھ رہا ہے۔۔اپنے ہاتھ قابو میں رکھ۔۔۔"

"میری بہن کو ابھی اسی وقت میرے حوالے کر۔۔میں اپنے ہاتھ اپنے قابو میں کر لوں گا۔۔"۔اس سے پہلے وہ مزید اسے مارتا دارم کے آدمی اسے قابو کر چکے تھے۔۔

شایان کی آنکھوں میں قہر بڑھنے لگا تھا۔دارم کے آدمیوں نے اسے بری طرح جکڑا ہوا تھا۔۔

"تو نے دوسری مرتبہ مجھ پر ہاتھ اٹھایا اور مجھے ذرا برا نہیں لگا کیونکہ جو بہادری تجھ میں آج تک میں نے کسی میں نہیں دیکھی۔تجھے اگر جنگل کا بادشاہ کہا جائے تو غلط نہیں ہے۔۔۔"

وہ منہ سے خون صاف کیے بولا۔

"میرے پاس فالتو باتوں کا وقت نہیں ہے۔۔مجھے میری بہن چاہیے۔۔۔"

وہ اس کے آدمیوں کی گرفت میں پھڑپھڑائے بری طرح دھاڑا تھا۔

"تیری بہن کو میں تیرے حوالے کر دوں گا۔۔لیکن بدلے میں تجھے اپنے بھائی کی جان گروی رکھنی ہو گی۔۔"

"کیا بکواس ہے یہ؟"

راجہ بننا ہے یا نہیں؟" دارم نے ایک ڈرار سے پیپر نکال کر اس کے سامنے رکھے۔۔"

مجھے تیرے ساتھ کام ہی نہیں کرنا۔۔"اس نے جیسے آفر ٹھکرائی۔"

ٹھیک ہے تو نہ کر کام، لیکن تیری بہن صنم ابھی بہت چھوٹی ہے۔۔ تیری ماں ثناء بیگم ایک سادہ خاتون " ہے۔اور تیرا باپ ابھی مارکیٹ میں قدم جمارہا ہے۔۔۔اگران سب کو تیری حقیقت پتہ چلی تو شاید ان کی لیے بہت مشکلات ہوں گی۔۔۔"

"تو مجھے دھمکا نہیں سکتا۔۔"

میں تجھے دھمکا نہیں رہا، پر وہ تیرا ہاسپٹل جہاں سے تو نے ہیو من آرگنز کی سپلائی کا دھندا شروع کیا" ہے۔وہ رک جائے گا۔۔ تیری کمپنی خسارے میں پڑ جائے گی۔۔ غرض تو پوری طرح سے تباہ ہو جائے گا۔ سڑک پر بھیک مانگنت کے قابل بھی نہیں رہے گا۔۔"اس کے سارے راز کھولتا وہ جیسے شایان کو پل پل چونکا رہا تھا۔آج پہلی مرتبہ وہ گھبرایا تھا۔پہلی مرتبہ شایان ساگر کو کسی سے خوف محسوس ہوا تھا۔

"دارم تو اپنی بات سے مکر رہا ہے۔۔"

"کب مکر رہا ہوں؟۔اپنا بھائی اور بہن مجھے دے، تو آزاد ہے۔۔۔"

تو مرے گا میرے ہاتھوں۔ایک بار اپنے آدمیوں کو کہہ مجھے چھوڑ۔۔۔"وہ ایک بار پھر غرایا۔"

ایک منٹ۔۔شاید تجھے لگتا ہے میں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔" دارم سہگل نے ریموٹ اٹھا کر سکرین" روشن کی جہاں وہ دو غیر ملکی لوگوں کے ساتھ ایک میٹنگ میں تھا۔۔جس میں وہ واضح تھا کہ وہ ان سے کس چیز کی ڈیل کر رہا ہے۔۔اور یہ ثبوت اگر کسی بھی فورس کے ہاتھ چڑ گئے تیرا بچنا ناممکن ہے۔"

شایان کا دماغ گھوم کر رہ گیا تھا۔وہ شخص اس قدر اس کی زندگی میں داخل ہو گیا تھا کہ وہ جان ہی نہیں پایا تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم؟"

شایان نے محض سوال کیا جس پر دارم سہگل مسکرایا تھا

میں چاہوں تو ابھی تجھے جان سے مار دوں، اور تیرے بہن بھائی کے ساتھ کیا ہو گا یہ بھی تو اچھے سے" جانتا ہے،۔۔لیکن میں چاہتا ہوں کہ تو اس کالی دنیا میں اپنے دل کو بھی کالا کر کے مکمل طور پر داخل ہو جا۔اس طرح سے اپنے پاؤں جمالے کہ کوئی تیرے پاؤں اکھاڑنے سے پہلے خود ختم ہو جائے۔۔یہاں کام سے مطلب ہونا چاہیے، کوئی رشتہ کوئی تعلق اہمیت کا حامل نہ ہو۔اور جس دن ایسا ہو گیا تو اس کالی دنیا کا بادشاہ بن جائے گا۔۔اونچی کرسیوں پر بیٹھے یہ افسران تیرے آگے جھکنے لگیں گے۔تیری راہ کی ہر رکاوٹ کو خود مٹا دیں گے۔۔بس تو خود کے بے حس بنالے۔۔" شایان ان آدمیوں کی گرفت میں تھم گیا تھا۔

چھوڑ دو اسے۔۔" دارم کے حکم پر اس کے آدمیوں نے اسے چھوڑا تو وہ وہی کھڑا رہ گیا۔"

دارم سہگل کی باتوں نے گویا اس کا دماغ جکڑ لیا تھا۔کہ وہ کسی حرکت کے قابل نہیں رہا تھا۔

آؤ تمہیں میں اپنے خاص لوگوں سے ملواتا ہوں۔۔" وہ شایان ساگر کو لے کر باہر نکلا، شایان چپ چاپ وہاں اس کے پیچھے بڑھنے لگا۔

مختلف سیکورٹی رومز سے گزر کر وہ اسے ایک تہہ خانے میں لایا، شایان تو ان بھول بھلیوں میں گھوم سا گیا تھا۔

جہاں کی وحشت ناک خاموشی اسے واضح محسوس ہوئی۔ایک پل کے لیے اس کا دل چاہا کے واپس مڑ جائے۔پر دارم سہگل کے گارڈز پیچھے ہی موجود تھے۔

اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا تو اندر ایک شخص نہایت خستہ خالت میں تھا۔۔اسے انسان کہنا غلط تھا۔۔دیکھنے میں وہ ایک ڈھانچہ لگ رہا تھا۔

"یہ آئی ایس آئی کا ایجنٹ ہے۔۔"

پچھلے دو سال سے یہ یہاں پر پڑا ہے۔۔یہ میرے خفیہ اڈوں کا راز جاننے آیا تھا لیکن دوبارہ یہاں سے نہیں جا سکا۔۔اس سے پہلے بھی دو ایجنٹ آئے ایک ایس پی، سب کے سب مارے گئے۔۔کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔میں اپنا کام اس محتاط انداز میں کرتا ہوں کہ کوئی مکھی بھی پر نہیں مار سکتی۔لیکن نا جانے تمہارے ساتھ میری قسمت جڑی تھی۔جو میرا اور تمہارا مال بدلا گیا۔

خیر یہ ہو گئی فالتو باتیں، آؤ تمہیں میں ایسی لڑکیوں سے ملواتا ہوں۔ جنہوں نے مجھ سے ضد لگانی چاہی۔اور ان کا انجام کیا ہوا۔

وہ اسے لیے آگے بڑھا، جہاں موجود لڑکیوں کو دیکھ کر شایان کو ابکائی آئی تھی۔۔وہ بے ساختہ اپنی ناک دبا گیا۔

مٹی سے اٹی وہ لڑکیاں نہایت دگرگوں حالت میں تھیں۔کسی کی ٹانگ نہیں تھی تو کسی کی بازو نہیں تھی۔چہروں پر جگہ جگہ زخم تھے۔

کئی لڑکیاں زنجیر سے باندھی گئی تھیں۔وہاں پھیلی بو نے شایان جیسے نفاست پسند شخص کے اعصاب پر گہرا اثر چھوڑا تھا۔اور سب سے دل دہلا دینے والا منظر ان کے زخموں کی نہایت دردناک حالت،۔جو بیان سے باہر تھی۔

وہ آرگنز ضرور سپلائی کرتا تھا لیکن اس نے کبھی خود اس میں ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔اسے وحشت ہوتی تھی۔ اپنی ایک ٹیم تھی جو اس نے متعین کی تھی۔وہ صرف ڈیل کرتا تھا۔باقی کام ٹیم کرتی تھی لیکن آج شایان ساگر خود کو نہایت تنہا بے بس محسوس کر رہا تھا۔

وہ خود کو طاقتور سمجھنے لگا تھا لیکن آج اس نے خود کو پہچانا تھا کہ وہ ایک کمزور شخص تھا جو دارم سہگل کا شکار بن گیا تھا۔

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری بہن کی یہ حالت نہ ہو تو اپنی بہن مجھے دے دو۔۔اور تمہیں یہ فکر ہے کہ "
اس کے ساتھ کچھ ایسا ویسا نہ ہو۔تو اس کی آن سلامت رہے گی۔۔اس کی گارنٹی میں دیتا ہوں، اسے میں
"اپنے کاموں کے لیے رکھوں گا۔۔

مجھے اب بھی تم پر بھروسہ نہیں تم مکر گئے، تم نے کہا تھا میں یہاں سے جا سکتا ہوں۔۔لیکن تم نے "
"میرے ساتھ گیم کھیلی۔۔

نہ نہ گیم نہیں کھیلی، وہ تیرا بھائی تھا مجھے بالکل نہیں پتہ تھا۔میں تو اسے اسی وقت قتل کر دینے والا تھا"
لیکن مجھے ایک پل کے لیے گمان ہوا تھا کہ وہ تو ہے۔۔ تبھی میں اسے مار نہیں سکا تھا۔اور وہ تیرا بھائی
"نکلا۔۔کیا حسین اتفاق ہے ناں؟

میں گارنٹی دیتا ہوں کہ رایان کسی کو کچھ نہیں بتائے گا۔اسے جانے دو۔اور انعم بھی کسی کو کچھ نہیں "
"بتائے گی۔۔

"ایک شخص کا معاملہ ہوتا تو میں مان بھی جاتا لیکن یہاں تو دو دو لوگ چشم دید گواہ ہیں کیسے چھوڑ دوں؟"

وہ مصنوعی افسوس سے بولا۔

تو اب تم کیا چاہتے ہو کیا کروں میں بولو؟" وہ ایک بار پھر بے بسی سے دھاڑا تھا۔"

"ایک ہاتھ دو ایک ہاتھ لو۔۔"

مجھے ایک دو دن سوچنے کے لیے دو۔" شایان نے وقت مانگا تھا۔"

مہینہ لے لو لیکن وہ یہی رہیں گے۔۔اور بے فکر رہو انہیں کبھی پتہ نہیں چلے گا کہ تم یا میں ایک "دوسرے کو جانتے ہیں۔۔بلکہ کبھی کسی کو پتہ ہی نہیں چل پائے گا کہ وہ دارم سہگل کے قبضے میں ہیں۔

شایان نے تعجب سے اسے دیکھا۔

یقین رکھو۔۔انہیں کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا اور ویسے بھی اب چند سال تو میں خود انڈر گراؤنڈ ہونے " والا ہوں۔کیونکہ میرا ایک اصول ہے۔۔میں اپنا کام خاص وقت میں کرتا ہوں۔ابھی تو ان کی ٹریننگ شروع ہو گی۔پھر وہ اس کالی دنیا میں داخل ہوں گے۔ابھی تم بھی آرام سے رہو میں بھی رہتا "ہوں۔"شایان نے بھی ان دنوں محسوس کیا تھا کہ وہ کام نہایت ترتیب سے کرتا تھا۔

"شوکت لگتا ہے شایان کو یقین نہیں آرہا۔۔تو ہی بتادے۔۔۔"

"مالک بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں،انہوں نے ہر کام ایک ترتیب سے کیا ہے۔۔"

اب تو مان لو،۔۔دارم نے اپنا ہاتھ سامنے پھیلایا۔"

شایان چند پل تذبذب کا شکار دارم کو دیکھتا رہا۔

اور پھر اس نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر گویا انعم اور رایان ساگر کی زندگی کی ڈور اس درندے کے ہاتھ میں تھمادی تھی۔جو جب چاہے انہیں زندگی سے آزاد کر سکتا تھا۔اور جیسے چاہے ان کی زندگی سے کھیل سکتا تھا۔۔

'______________'

وقت اپنی رفتار سے گزرنے لگا تھا۔۔زین چوہدری ایک مشن کے سلسلے میں پہاڑی علاقوں کا رخ کر چکا تھا۔

باپ کو یہی بتایا تھا کہ وہ مزید پڑھائی کے لیے ملک سے باہر جا رہا ہے۔۔

اس سارے عرصے میں تعبیر اور وہاج کی زندگیاں بھی پر سکون تھی۔جبکہ حریم کی شادی ہو چکی تھی جو ان کے برابری کے لوگوں میں ہوئی تھی۔

اور تعبیر اب تک انجان تھی،کہ اس کے بابا نے اس کی زندگی کا فیصلہ کس کے ساتھ جوڑا ہے۔۔

چونکہ شایان بھی ان دنوں ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔اور آریان ساگر اور انعم بھی ملک سے باہر جا چکے تھے۔جہاں وہ سٹڈی میں مصروف تھے۔۔اس لیے معاملہ جیسے دب سا گیا تھا۔۔آریان کی زندگی جیسے مکمل دنیا والوں سے کٹ گئی تھی۔اس کی بہت کم گھر والوں سے بات ہوتی تھی۔۔جو دارم سہگل کے آدمیوں کی موجودگی میں ہوتی تھی۔

وہاج اپنی جاب کی وجہ سے کافی مصروف ہو چکا تھا۔

جمال ملک نے فیکٹری کا کام سنبھالا ہوا تھا جبکہ کمال ملک اپنی زمینوں کو وقت دیتے تھے۔

وہی دوسری جانب پر یہان کی حالت مزید بگڑنے لگی تھی کئی سائیکاٹرسٹ کو چیک کروایا گیا۔لیکن اس کا مسلہ جیسے سمجھ سے باہر تھا۔

اپنی پڑھائی کی وجہ سے نوفل بھی نہیں آسکتا تھا۔ لیکن وہ ویڈیو کال پر گھنٹوں اس سے بات کرتا، لیکن پریہان پڑھائی کے ساتھ باقی ایکٹوٹیز سے بھی دور ہوتی چلی گئی۔۔

ایاز صاحب بھی ان دنوں بیٹی کی وجہ سے پریشان تھے۔۔

جبکہ سعدان اپنی پڑھائی میں مصروف ہو گیا تھا۔۔

وہ پریہان کے ساتھ اس وقت سبزہ زار میں بیٹھے تھے جب سعدان کی گاڑی اندر داخل ہوئی۔۔

گزرتے وقت کے ساتھ اس کی وجاہت اور سنجیدگی میں مزید اضافہ ہوا تھا۔ لیکن پریہان کو اس سے محض خوف آتا تھا۔

اس کی گاڑی دیکھتی پریہان سہمی تھی۔

"کیا ہوا پریہان؟"

کک کچھ نہیں پاپا۔۔" وہ پھیکے پڑتے چہرے کے ساتھ بمشکل بول پائی۔"

گڈ ایوننگ انکل!! سعدان پریہان کو دیکھے وہی آگیا۔"

گڈ ایوننگ پریہان کیسی ہو؟" اپنی گرے آنکھیں اس پر جمائے وہ نرمی سے بولا۔

"پریہان بس میرے ساتھ باتیں کر رہی تھی، پریہان بتاؤ سعدان بھائی کو کہ کیسی ہو؟"

سعدان کی گرے آنکھوں میں ہلکی سی ناگواری ابھری۔

مم میں ٹھیک ہوں سعدان بھائی۔۔۔" وہ اٹکتے ہوئے بولی۔"

انکل آپ کا فون رنگ ہو رہا ہے۔۔"اس نے ایاز انکل کے فون کی طرف توجہ دلوائی۔"

ایاز احمد کال کی طرف متوجہ ہوئے تو سعدان نے پریہان کو دیکھا جو ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی۔

میں کال سن کر آتا ہوں۔۔"وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔"

جبکہ پریہان کا رنگ سفید پڑنے لگا۔۔

پریہان کانپنا بند کرو۔۔۔"اس نے گویا تنبیہہ کی۔"

"آپ جائیں۔۔۔سعدان بھائی،۔۔"

میں جانتا ہوں، تمہاری یہ حالت میری وجہ سے ہے۔۔لیکن کیا میں نے کبھی تمہیں نقصان پہنچایا۔۔یا" "تمہارے پاپا ماما کو کچھ کہا؟

"پر آپ نے اسے مارا تھا سعدان بھائی، میں پاپا کو بتا دوں گی۔۔۔"

اتنے سال گزر گئے ہیں۔۔اب تو بھول جاؤ۔پری۔۔اور اس کو میں مار نہیں رہا تھا بس اسے سبق سکھانا" "چاہتا تھا۔

بھائی آپ نے اس کا گلا کاٹ دیا تھا۔۔"وہ وحشت سے دبا دبا چلائی۔"

نو پری۔۔بہت غلط بات ہے۔کسی سیکرٹ نہیں کھولتے۔۔اور میں نے اس کا گلا نہیں کاٹا بلکہ دوسرے" "آدمی نے کاٹا تھا۔اور وہ جیل میں سزا بھی کاٹ رہا ہے۔

"سعدی بھائی آپ نے اسے کیوں مار دیا۔۔؟"

"وہ تمہیں ہراس کر رہا تھا۔۔ تبھی میں نے اسے مار دیا۔۔اس میں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔۔"

"وہ ہراس نہیں کر رہا تھا سعدان بھائی وہ میرا فرینڈ تھا۔۔"

وہ آنسو رگڑتی شدت گریہ سے بولی۔

پری !! سعدان نے گرے آنکھوں سے اسے گھورا تو وہ بری طرح سہمی تھی۔"

کچھ دن میں یزدان آنے والا ہے۔۔اور میں نہیں چاہتا کہ وہ تمہیں دیکھ کر پریشان ہو، اس لیے جلدی" سے ٹھیک ہو جاؤ۔۔ورنہ جانتی ہو ناں یزدان کے ساتھ کیا ہو گا؟"اس کا گال تھپکے بولا۔جبکہ پریہان کو وہ لمحات ایک بار پھر وہ سیاہ رات یاد آنے لگی تھی۔

وہ سعدان کے ساتھ مال میں گئی تھی۔۔جب وہاں اس کے سکول کا دوست بھی موجود تھا۔اتفاقاً وہ اس سے آکر ملا تھا۔اس کے بابا پولیس آفیسر تھے۔

سعدان کو دارم سہگل کی طرف سے اس کو مارنے کا حکم ملا تھا۔ تبھی اس نے اپنے ساتھی کے ساتھ مل کر اسے قتل کر دیا تھا۔اور اسی جرم کی پاداش میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے تھا، جہاں سے دارم سہگل اسے کچھ سالوں میں باعزت بری کروالیتا۔

اس دن سے پریہان دن بہ دن نفسیاتی ہوتی چلی گئی۔۔وہ قتل اس کو راتوں کو بے چین رکھتا تھا۔لیکن سعدان کی سرد آنکھوں نے اس کی زبان پر قفل ڈال دیا تھا۔کچھ اس کی دھمکی جو اس نے یزدان کے

حوالے سے دی تھی،۔ غرض ہر طرف سے پریہان ذہنی دباؤ کا شکار ہوئے بالکل ہی کند ذہن بیمار ہو گئی تھی۔ لیکن یزدان کا آنا اس کے لیے خوشگوار ہوا کا جھونکا لایا تھا۔۔وہ پھر سے جی اٹھی تھی۔ سعدان کا خوف یزدان کی موجودگی میں کہیں کھونے لگا تھا۔

ویلکم بیک آریان ساگر۔۔۔" وہ ائیر پورٹ سے نکل کر گاڑی میں آکر بیٹھا جب دارم سہگل نے اس سے ہاتھ ملایا۔۔ وہ چپ چاپ بنا کچھ کہے اس سے ہاتھ ملا چکا تھا۔

سٹون مین!!۔۔یہ کہنا غلط نہیں ہو گا۔ کیونکہ جیسا میں چاہتا تھا ویسا ہی تم بن کر لوٹے ہو۔"۔"

گزرے وقت نے دارم سہگل کو مزید پاور فل بنا دیا تھا۔ جبکہ آریان ساگر کو کوئی دیکھ لیتا تو پہچان نہ پاتا۔

اس کے وجیہہ چہرے پر سپاٹ تاثرات۔۔اس کے ہاتھوں کی مضبوطی جہاں پر کئی زخموں کے نشانات مندمل ہوئے اپنے آثار چھوڑ چکے تھے۔۔اس کے توانا بازو۔ غرض وہ آریان ساگر کا ایک نیا روپ تھا۔ ایک جذبات احساسات سے عاری شخص۔ جسے دیکھ کر ہی مقابل سہم جائے۔

ان چند سالوں مین وہ گن چلانا۔۔ چاقو استعمال کرنے کے طریقے، قتل کے کئی طریقے، غرض جرم کی دنیا کا ہر کام سیکھ کر اور سب سے بڑھ کر خود کو سخت جان بنائے لوٹا تھا۔ وہ نرم دل انسان سے ایک پتھر دل رایان ساگر بن چکا تھا۔ جو مقابل کو اپنے ایک وار سے خاک میں ملا سکتا۔۔۔اور واپس آنے کا مقصد صرف انعم کی رہائی تھی۔

اس دن کے بعد ان کی کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔پل پل وہ بہن کی صورت اس کی خیریت جاننے کے لیے تڑپا تھا۔۔یہ ساری ٹریننگ اس نے صرف انعم کی رہائی کی وجہ سے لی تھی۔اپنی بہن کی حفاظت کے لیے اس نے اپنے جسم پر ہر زخم ہر وار سہا تھا ہر تکلیف کاٹی تھی۔آنسو بہائے تھے۔۔اور پھر انہیں آنسوؤں کو اپنی آنکھوں میں جما دیا تھا کبھی نہ بہنے کے لیے۔۔کبھی نہ کمزور پڑنے کے لیے۔۔

اور آج وہ پروفیسر آریان ساگر، نہیں دارم سہگل کا بنایا گیا آریان ساگر تھا۔ایک ربورٹ جو صرف حکم کی تعمیل کرنا جانتا تھا۔

مجھے میری بہن سے ملنا ہے۔۔"اس کے دوٹوک انداز پر دارم طنزیہ مسکرایا تھا۔"

مل لینا لیکن ابھی تم اپنی فیملی کے ساتھ وقت گزارو۔۔کچھ دن انجوائے کرو پھر تمہیں دوبارہ واپس آنا "ہے کبھی نہ جانے کے لیے۔۔۔"گاڑی کی رفتار کافی تیز تھی۔۔لیکن دارم اور رایان کو جیسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔اسے خود سے وحشت سی ہونے لگی۔۔

آج میں تمہیں اپنے بیٹے سے ملوانے والا ہوں۔۔جو عمر میں تو تم سے کافی چھوٹا لیکن دماغ میں تم " سے کئی سال بڑا ہے۔۔اور جانتے ہو تمہاری ایمانداری نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں تمہیں اپنے بیٹے سے ملواؤں۔۔آج تک میں نے اپنے کسی پارٹنر کو اپنے بیٹے کا نہیں بتایا لیکن اب میرا تم پر اعتبار کرنے کو "دل کرتا ہے۔

گاڑی ایک ولا کے سامنے رکی تو وہ چپ چاپ باہر نکل آیا۔۔دارم کی باتوں میں اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔وہ تو چند سال پہلے ہی اپنا سب کچھ دان کر چکا تھا۔۔پرواہ تھی تو ایک بہن کی، جو نا جانے کس اندھیر نگری میں قید تھی۔گھر والوں نے بھی کبھی اس کا ذکر نہیں کیا تھا۔

اس نے اپنی سرد جامد آنکھوں سے پورے ولا پر نظر دوڑائی۔

آجاؤ اندر۔۔ "دارم سہگل اندر بڑھا۔آریان اس کے پیچھے چلنے لگا تھا۔"

لاؤنج میں ایک کم عمر شخص کو دیکھ کر وہ دونوں رک چکے تھے۔

سعدان جوان کے انتظار میں تھا، فوری کھڑا ہوا۔

یہ میرا شیر۔۔ میرا بیٹا مسٹر سہگل ہے۔۔! ! دارم سہگل نے بانہیں پھیلائی تو وہ دارم سہگل کے گلے " آلگا۔۔اس کی گرے آنکھوں میں کوئی جذبہ نہیں تھا۔ جیسے ایک ربورٹ ہو جو حکم کا غلام ہو۔یہی حالت تو آریان کی تھی۔

"یہ میرا بیٹا ہے،۔۔ مسٹر سہگل،۔اور یہ آریان سا گر ہے۔۔جسے میں نے کوئلے سے ہیرا بنایا ہے۔۔"

سعدان نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا جو اس نے چپ چاپ تھام لیا۔

یہ پہلی ملاقات تھی جوان دونوں کی ہوئی تھی۔

ایک جاب کی خاطر تم نے سب کچھ برباد کر دیا۔۔آج شایان کو دیکھو جس نے باپ کی ساکھ سنبھال کر " اپنا کاروبار آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیا ہے۔۔ شہر میں اپنا سا گرولا بنا چکا ہے۔۔اور تم وہاج سلطان کیا کمایا ،کتنا نام بنایا؟ سوائے ایک ایس پی کے۔۔اور آریان باہر کے ممالک میں اپنا نام بنا رہا ہے۔۔جو تم جیسے "ایس پی کو جیب میں لے کر گھومتا ہے۔

ہمیشہ کی طرح وہی بحث تھی۔وہی دھتکار تھی جو وہاج کو مزید باغی بنا گئی تھی۔

اس کو پچھتاوا ہونے لگا تھا کہ وہ یہاں کیوں آیا تھا۔جبکہ تعبیر دروازے کے قریب کھڑی تھی۔

لیکن اب میں تمہاری ایک نہیں سنوں گا۔میں نے تمہارا اور انعم کا رشتہ کئی سال پہلے طے کر دیا" "تھا۔اور جلد ہی میں تمہاری شادی کا سوچ رہا ہوں۔۔اسی کے ساتھ تعبیر کو بھی بھگتا دوں گا۔۔

انعم کے ساتھ ؟ایسا آپ سوچ بھی کیسے سکتے ہیں؟ جانتے بھی ہیں وہ نک چڑی لڑکی مجھے ایک آنکھ نہیں" " بھاتی۔۔اور امریکہ جانے کے بعد اس کا دماغ مزید خراب ہو چکا ہوگا۔۔

وہ برداشت نہیں کر پایا تھا,ایک زندگی کا اہم فیصلہ تھا جو کمال ملک بنا سوچے سمجھے بنا اسے بتائے کر چکے تھے۔

تابی آپی کیا ہوا آپ۔۔۔؟"اس سے پہلے صنم کچھ بولتی تعبیر نے اس کو خاموش ہونے کا اشارہ دیا۔"

"جو آپ سوچ رہے ہیں وہ کبھی نہیں ہوگا اور اس بد تمیز بد دماغ لڑکی سے شادی کبھی نہیں کروں گا۔۔"

آگے کونسا تم نے کبھی میری بات مانی ہے؟ تم اور تعبیر ہمیشہ سے میرے خلاف رہے ہو۔۔حریم کی" شادی پر بھی تم بیگانوں کی طرح شامل ہوئے تھے۔۔تب بھی میں خاموش رہا اور اب انعم کے رشتے پر بھی تمہاری ہٹ دھرمی ضد نے مجھے یہ جتا دیا ہے کہ میرا فیصلہ تمہارے لیے بالکل بھی اہمیت کا حامل "نہیں ہے۔۔

کسی اچھی لڑکی کا انتخاب کرتے تو میں مان بھی جاتا لیکن باہر کی آب وہوا میں وہ مزید بگڑ گئی ہوگہ اور "مجھے تو حیرت ہوتی ہے چچا چچی کو تو جیسے بیٹی کی پرواہ ہی نہیں ہے۔۔اور میرا باپ سب فکریں پالے بیٹھا ہے۔

تعبیر صنم کے سامنے شرمندہ ہو کر رہ گئی تھی۔

تابی آپی وہاج بھائی ایسا کیوں کر رہے ہیں؟اتنے سال ہو گئے ہیں انعم آپی تو یہاں آئی بھی نہیں پھر وہاج "بھائی کیوں ایسا کہہ رہے ہیں؟

صنم کے انداز میں ناگواری تھی۔

بھائی انعم سے شادی نہیں کرنا چاہتے۔۔اس لیے کہہ رہے ہیں۔۔" تعبیر نے اسے سمجھانا چاہا لیکن وہ "غصیلے تاثرات سجائے وہیں سے واپس چلی گئی۔

جبکہ تعبیر تھکی ہاری سی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ ہی دیر بعد وہاج تعبیر کے کمرے کی طرف آیا تھا۔

بابا نے ہمیشہ میری پڑھائی میری جاب کو ناپسندیدہ نظر سے دیکھا ہے۔۔ناجانے انہیں شایان اور "آریان میں کونسی خوبیاں نظر آتی ہیں جو وہ مجھے ہمیشہ ڈی گریڈ کرتے ہیں۔۔ محض اس وجہ سے کہ وہ "دونوں ہاتھوں سے دولت کما رہے ہیں۔۔اور میں اپنے فرض کو فوقیت دیئے ہوئے ہوں۔۔

بھائی !! صنم نے آپ کی باتیں سن لی تھی۔۔" تعبیر سہمی سی بولی۔"

بھاڑ میں جائے وہ فتنہ پرور لڑکی، وہ کونسا اپنے بہن بھائیوں سے کم ہے۔۔۔اور وہ انعم میں بابا کو " ناجانے کونسے سرخاب کے پر نظر آرہے ہیں جو مجھے اس سے باندھ رہے ہیں۔۔ تمہیں تو شہر میں جاکر پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔۔اور اسے امریکہ بھیج دیا۔۔" وہاج سر جھٹک کر رہ گیا۔

اور ایک بار پھر صنم دروازے میں کھڑی دانت پیس کر رہ گئی۔وہاج مڑا تھا جب اس کی نظر دروازے میں گئی۔

تم ایسے ہی سب کی باتیں سنتی رہتی ہو؟۔" وہ جارحانہ تیور لیے اس کی طرف بڑھا۔۔ وہ وہاں سے " بھاگنے کے پر تولنے لگی، جب وہاج اسے پکڑ چکا تھا۔

" تمیز نہیں ہے تمہیں کہ کسی کی کان لگا کر باتیں نہیں سنتے۔۔"

بھائی چھوڑدیں۔" تعبیر بھاگ کر آگے آئی۔۔اور صنم کو وہاج سے آزاد کروایا تھا۔"

آپ میری انعم آپی کو ایسے نہیں کہہ سکتے وہاج بھائی۔۔۔" وہ چیخ کر بولی جبکہ وہاج کا دل چاہا ایک تھپڑ " اس کے منہ پر مار دے۔۔بے جالاڈ پیار نے اسے کچھ زیادہ ہی سر چڑھا دیا تھا۔۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے، میرے ہاتھوں مر نہ جانا۔۔" وہ اسے دور دھکیلے بولا۔۔اور اپنے بالوں کو " جکڑے وہاں سے نکل گیا تھا۔جبکہ تعبیر بے بسی سے کھڑی رہ گئی تھی۔

کچھ دن پر سکون گزرے تھے جب آریان ساگر نے اپنے آنے کی اطلاع دی تھی۔اور شایان نے شہر میں اپنا ولا بھی مکمل کروالیا تھا۔

گھر میں گویا خوشی کا سماں بن گیا تھا۔

وہ اپنوں میں آتو گیا تھا لیکن دل دماغ جیسے کہیں اور تھا۔

سب خوش تھے لیکن تعبیر کے چہرے پر اداسی پھیلی تھی۔وہاج اس خوشی کے موقع پر موجود نہیں تھا۔

آریان جب واپس آیا تو سب جیسے اس کو دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔۔حیران تو شایان بھی ہوا تھا ہنستا کھیلتا آریان ساگر اس وقت انتہائی سنجیدہ تھا۔۔ان چند سالوں میں وہ آریان سے بات کرتا تھا،لیکن اس سے مل نہیں پایا تھا اور آریان بھی کم ہی بات کرتا تھا۔جو اس کی دارم سہگل کے خاص آدمیوں کی موجودگی میں ہوتی تھی۔

تایا ابا میں آریان کے آنے کی خوشی میں " ولا " میں ایک پارٹی رکھی ہے۔جہاں میرے کچھ دوست احباب بھی آئیں گے۔۔اور انعم بھی وہی آجائے گی۔۔اس کی فلائیٹ کچھ دن بعد کی ہے۔۔اس سے پہلے ہم سب اگر ولا میں چلیں تو کیسا رہے گا؟ "

انعم کی تم سے بات ہوئی ہے ؟ "آریان حیران ہی تو ہوا تھا۔اس نہج پر تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔ "

کیوں کیا ہوا؟ " شایان متعجب ہوا۔ "

نہیں ہوا تو کچھ نہیں لیکن اس نے مجھے آنے سے پہلے بتایا تھا کہ وہ ابھی کچھ دن اپنے پیپرز میں مصروف ہو گی تو نمبر آف رہے گا۔۔" آریان بدقت بولا۔

"ہاں پرسوں ہی بات ہوئی تھی۔۔ پھر اس کا نمبر بند ہے۔۔۔"

آریان حیران رہ گیا تھا یعنی دارم سہگل نے صرف اس سے انعم کی حقیقت چھپائی تھی۔ باقی سب سے وہ رابطے میں رہی تھی۔

وہ اب دارم سہگل سے بات کرنا چاہتا تھا تبھی اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

اندر آتے ہی اس نے دارم سہگل کا نمبر ڈائل کیا۔

میری بہن کہاں ہے اور وہ میری فیملی سے کیسے رابطے میں ہے۔۔ اور تم کہتے ہو کہ وہ تمہارے پاس ہے؟" اس نے یکلخت سوالات کی بوچھاڑ کی۔

فون کال پر تو کوئی بھی بات کر لیتا ہے۔۔ اور تمہیں کیا میں پاگل لگتا ہوں کہ میں تمہاری بہن کی سب سے ملاقات کرواتا رہتا۔۔ یا پھر ان کی بات کرواتا۔۔ اور تمہارے غائب ہونے کی خبر پر تمہاری فیملی خاموش رہتی، وہ تو اسی دن ہی اس کی تلاش شروع کر دیتے جس دن تم لوگوں کو اغواہ کیا گیا تھا۔ انعم نے ان سے بمشکل تین یا چار مرتبہ بات کی ہے وہ بھی تب جب ویڈیو کال کی گئی تھی۔" آریان نے جبڑے بھینچ لیے وہ شخص اس حد تک شاطر تھا۔

"اب تو میری بہن کو رہائی دے دو۔ دارم۔۔ میں ہر وہ کام کروں گا جو تم کہو گے لیکن مجھے میری بہن واپس لوٹا دو۔" وہ آج پھر بے بس ہوا تھا۔۔ انعم کی شکل دیکھنے کو وہ ترس گیا تھا۔ لاڈلی بہن تھی اپنے ہاتھوں میں اس کھیلایا تھا۔۔ کبھی نہیں سوچا تھا، کہ وہ ان اندھیری راہوں میں بھٹک جائے گی۔

"چند دن میں وہ تمہارے پاس ہی آجائے گی فکر مت کرو۔۔ تمہاری فیملی کی میں نے ساری خبر رکھی ہوئی ہے۔۔ انہیں زرا بھی شک نہیں ہوا کہ ان سے انعم نہیں کوئی اور بات کرتا ہے۔۔"

"کب۔۔ اور کیسے۔۔؟" وہ مزید بولتا جب کال کاٹ دی گئی تھی۔۔ وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔ اور واپس مڑا جب شایان کو دیکھے وہ گھبرایا۔

"کیا ہوا ہے آریان تم الجھے الجھے ہو۔۔؟"

"ایسا کچھ نہیں ہے سفر کی تھکاوٹ ہے۔۔۔" وہ اپنی وجہ سے شایان کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ نہ ہی وہ یہ حقیقت کبھی عیاں کرنا چاہتا تھا۔

"تو پھر تم ریسٹ کرو۔ اور کل ہم صبح ہی نکل جائیں گے۔۔ صنم وغیرہ شاپنگ بھی وہی سے کرلیں گی۔۔"

"جیسے تمہاری مرضی میں بالکل تیار ہوں۔۔ جب کہو گے چلا جاؤں گا پھر مجھے دوبارہ اپنی جاب کی وجہ سے جانا پڑے گا۔۔"

"ٹھیک ہے لیکن جب تک یہاں ہو تم ہمیں ٹائم دو گے۔۔۔"

آریان فرطِ جذبات سے اس کے گلے جا لگا تھا۔ جبکہ شایان کا چہرہ سپاٹ ہونے لگا تھا۔

آریان بھائی میں وہ ڈریس لے لوں،۔۔" تعبیر کے معصومانہ سوال پر آریان مسکرایا تھا۔"

پوچھ کیوں رہی ہو اسی لیے تو میں تمہیں یہاں لایا ہوں۔۔" وہ جھینپ گئی تھی۔"

جبکہ صنم اور شایان دوسری طرف جا چکے تھے۔

"ٹھیک ہے میں پھر یہ دیکھ کر آتی ہوں۔۔"

وہ خوشی خوشی آگے بڑھی، جبکہ آریان کی آنکھوں میں نمی بڑھی۔۔ صرف چند دن تھے اس کے پاس پھر وہ اپنے پیاروں سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو جاتا۔ کافی دیر وہ وہی کھڑا رہا جبکہ تعبیر وہ ریڈ ڈریس دیکھنے میں مگن تھی۔

میم یہ آپ ٹرائی کریں گی۔۔؟" سیلز گرل اس کے پاس آئی تو وہ گھبرائی تھی۔ کبھی ان مالز میں آنے کا" اتفاق نہیں ہوا تھا۔

مطلب؟؟ سیلز گرل نے حیرت سے اسے دیکھا۔ حلیے سے تو وہ کسی اچھے گھرانے کی لگ رہی" تھی۔۔ لیکن جس طرح اس نے ڈوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔ وہ سب اسے کچھ الگ ہی بنا رہا تھا۔ اور سیلز گرل سمجھ گئی تھی کہ وہ کسی گاؤں سے آئی ہے۔

مطلب یہ کہ اگر آپ اسے پہن کر چیک کرنا چاہتی ہیں تو آپ چینجنگ روم میں جاسکتی ہیں۔۔ وہاں" "پہن کر آپ سائز وغیرہ چیک کرسکتی ہیں۔۔

سیلز گرل کی بجائے ایک مردانہ گھمبیر آواز سنتی وہ پہلے حیران پھر خوفزدہ اور پھر شرم سے سرخ ہوئی۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اونچے لمبے شخص کو دیکھ کر وہ چند قدم پیچھے کھسکی۔اس کی گرے آنکھوں میں سرد پن تھا۔۔وہ مزید سہمی تھی۔

آپ ان کے ساتھ ہیں؟" سیلز گرل نے بھی حیرت سے اس شخص سے پوچھا۔"

نن نہیں میں ان کے ساتھ نہیں ہوں۔۔بلکہ میں تو انہیں جانتی بھی نہیں ہوں۔" تعبیر بری طرح گھبرا گئی تھی۔جبکہ سعدان کی نظر اس کے سہمے چہرے پر جم گئی۔۔ساکت پڑے دل میں ہلچل تو نہیں ہوئی لیکن نظر اس پر سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی۔شاید اس لڑکی کی معصومیت تھی جو سعدان سہگل کی نظر کو باندھ گئی تھی۔

جی میں ان کے ساتھ نہیں ہوں بلکہ میں اپنی سسٹر کے ساتھ آیا ہوں۔۔وہ ادھر دیکھیں میری سسٹر" وہاں کھڑی ہے۔۔

سعدان نے بازو سیدھا کیے اس کی توجہ پریہان کی طرف دلوائی۔جہاں وہ ایک نوعمر لڑکے کے ساتھ کھڑی تھی۔لڑکے کا رخ دوسری طرف تھا۔

"تو پھر آپ ان سے کیوں؟"

سیلز گرل سوال کرنا چاہتی تھی۔پر پھر رک گئی تھی۔۔

کیا ہوا تعبیر؟؟اتنے میں آریان بھی وہی آچکا تھا،اس نے سعدان کو دیکھا تو ٹھٹکا تھا۔۔جبکہ حیرت زدہ تو سعدان بھی ہوا۔لیکن اگلے ہی پل اس نے اپنے تاثرات درست کر لیے تھے۔

"کچھ نہیں آریان بھائی،۔وہ میں نے یہ ڈریس لینا تھا تو یہ کہہ رہی تھی ٹرائی کرلیں پر مجھے نہیں کرنا۔۔اوراب لینا بھی نہیں ہے۔۔"

گھبراؤ نہیں۔۔۔میں کہتا ہوں اسے۔۔"اس نے تعبیر کو حوصلہ دیا۔"

"آپ ان کے سائز کا پیک کردیں،۔اور تم آؤ میرے ساتھ۔۔۔"

وہ سعدان کی وجہ سے وہاں سے جلدازجلد نکل جانا چاہتا تھا۔

تعبیر سعدان کو دیکھتی آگے بڑھی۔جب سامنے سے آتے یزدان سے ٹکرائی تھی۔اتفاق تھا یا قسمت کا کوئی اشارہ کہ وہ دونوں سے آج ہی کے دن ٹکرائی تھی۔۔لیکن ایک شخص کی نرمی نے بھی اسے سہایا جبکہ دوسرے کی بدتمیز پر وہ کڑھ کر رہ گئی تھی۔

اوپس فولش گرل۔۔۔"بیگز اس کے ہاتھ سے نیچے گرے جبکہ تعبیر کا پاؤں بھی مڑ گیا تھا۔وہ جھنجھلا "کر بولا تھا۔

تعبیر گڑیا کیا کرتی ہو؟"آریان فوری نیچے جھکا۔جبکہ تعبیر کا سارا وزن پاؤں پر آچکا تھا۔درد سے اس" نے لب دبائے جبکہ سیاہ آنکھیں بھیگنے لگی تھی۔

آریان بھائی ان کی غلطی ہے۔۔مم میں تو آپ کے ساتھ سامنے دیکھ کر ہی چل رہی تھی۔وہ بھیگی آواز" میں بولی۔

سٹوپڈ گرل۔۔سارے بیگز گرادیے میرے۔۔۔" وہ بڑبڑاتا بیگ سنبھالتے کھڑا ہوا۔اور تعبیر اپنا" پاؤں دباتی اسی کو دیکھ رہی تھی۔

یزدان کی نظر اس لڑکی کے روتے چہرے پر پڑی۔وہ رک سا گیا تھا۔اس کا رویا رویا چہرہ جیسے نوفل یزدان جیسے کم عمر لڑکے کو بھی جکڑ گیا تھا۔اس کی بھوری آنکھوں میں اس لڑکی کی روئی روئی آنکھیں گڑھ کر رہ گئی۔یزدان کا دل شدت سے دھڑکا تھا۔یزدان کو اپنی کیفیت عجیب لگی تھی۔

تعبیر اب بالکل ہی فلور پر بیٹھ گئی تھی۔

ایکسکیوزمی؟؟کیا میں دیکھ سکتا ہوں ان کا پاؤں۔۔"۔وہ بھاری سی آواز میں بولا۔جبکہ تعبیر نے غصیلی" نگاہ اس پر ڈالی۔۔اس کی بھوری آنکھوں میں پھیلا تاثر اسے سمٹنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔جس شخص سے کچھ دیر پہلے ملی تھی۔اس کی نگاہ میں وہ تاثر نہیں تھا۔لیکن اس شخص کی بھوری آنکھیں ایک بے باکی تھی۔۔ایک تپش تھی جو اس کا چہرہ تپا گئی تھی۔

نہیں میں دیکھ لوں گا۔۔اور آپ پلیز دھیان سے چلا کریں۔۔"۔آریان نے فوری اسے ٹوکا تھا۔"

آئی تھنک زیادہ غلطی ان لیڈی کی ہے۔۔۔" تعبیر نے غصے سے اسے دیکھا تو اس نے شاپنگز بیگز" تھامے ہی ہاتھ بلند کیے۔ جیسے سوری کر رہا ہو۔۔ جبکہ ارد گرد مجمع اکٹھا ہونے لگا تھا۔۔

ویسے میں دو منٹ میں ان کا پاؤں ٹھیک کر سکتا ہوں۔۔ ورنہ یہاں کے لوگ ایسے جمع ہوں گے جیسے " "یہاں کوئی سرکس ہو رہی ہے۔

وہ آریان کی طرف جھکا۔۔ تو آریان نے اس لڑکے کی طرف دیکھا اور پھر سر ہلا دیا۔۔

یزدان مسکراتے ہوئے نیچے بیٹھا, اور تعبیر کی آنکھوں میں دیکھا۔ دونوں کی نظر پل دو پل کے لیے ملی تھی۔۔ یزدان کو اس کی سیاہ آنکھوں نے جیسے ہپٹنائز, کیا تھا۔۔ جبکی تعبیر کو وہ آنکھیں پراسرار لگی تھیں پہلے اسے لگا کہ وہ اس کا وہم ہو گا لیکن اب دوبارہ دیکھنے پر احساس ہو رہا تھا کہ وہ آنکھیں نہایت بے باک تھیں۔

اس کے پاس کھڑی پریہان بھی تعبیر کو دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔ اتنے دنوں بعد اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

یزدان نے جھک کر اس کا پاؤں سینڈل سے نکالا, اس کے ہاتھوں کا لمس تعبیر کو بے قرار کرنے لگا تھا۔ وہ پاؤں آزاد کروالینا چاہتی تھی لیکن شاید وہ شخص ضدی تھا۔۔ اس نے آنکھ دبائی تو تعبیر سٹپٹا کر رہ گئی اور اس وقت وہ اس کا پاؤں ٹھیک کر چکا تھا۔

"ڈاکٹر سے چیک کروالینا لیڈی۔۔۔"

یزدان نے گوہر فشانی کی۔

چھوٹا سالڑکا تھا لیکن حرکتوں میں جیسے سب کا باپ لگ رہا تھا۔ تعبیر ناک سکوڑ کر رہ گئی۔

تھینکیو۔!! آریان نے تعبیر کو اپنے سہارے کھڑا کیا۔"

یزدان کو اس کا آریان کے قریب کھڑے ہونا نہایت ناگوار لگا تھا۔ حالانکہ وہ اسی کے ساتھ آئی تھی۔

اس کی ناگواریت پر تعبیر وہاں سے چلی جانا چاہتی تھی۔

آریان بھائی چلیں۔۔" تعبیر گھبرائی سی بولی جبکہ اس کے لبوں سے بھائی سنتا وہ پراطمینان ہوا" تھا۔ایک بوجھ سرکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

انوسینٹ گرل۔۔"ایک نام اس نے تعبیر کو دیا تھا۔"

آریان کے سہارے وہ آگے بڑھی جب سعدان قدم لیے ان کے پاس آیا۔۔

کون تھی وہ لڑکی؟؟" سعدان کا انداز نہایت چھبتا ہوا سا تھا۔جو نوفل یزدان محسوس نہ کرسکا۔"

آئی ڈونٹ نو۔۔لیکن کافی اچھی تھی۔۔"یزدان کے سفید چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی۔"

ہمم اچھی تو تھی اور مجھے لگتا ہے مجھے اس سے بیٹر لائف پارٹنر نہیں مل سکتی۔۔" سعدان نے گویا" دونوں پر دھماکہ کیا تھا۔

پریہان نے نوفل کی طرف دیکھا۔۔جو سعدان کی بات پر مسکرا بھی نہیں سکا تھا۔۔

بالکل۔۔اب چلیں۔۔دیر ہو جائے گی۔۔"یزدان کہتے ہی مڑ چکا تھا۔وہ سعدان کے سامنے اپنی کیفیت " ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔۔

دوسرا دن گزرا اور پھر تیسرا، لیکن یزدان کی آنکھوں سے وہ چہرہ اوجھل نہیں ہوا۔۔وہ تو یہاں سے واپس جانے کے لیے آیا تھا لیکن ایسا لگ رہا تھا کہ وہ جا نہیں پائے گا۔۔کچھ تو تھا جو اسے جانے کے خیال سے بے چین کر رہا تھا۔دل کی دنیا ہی بدل گئی تھی۔

اور آج وہ اپنی کیفیت پر جھنجھلا گیا تھا۔۔بیڈ سے اٹھ کر وہ بالکنی میں نکل آیا۔

کیا یار لڑکی ہی تو تھی۔۔اور سعدان بھائی کو بھی وہ کافی پسند آئی ہے۔۔"اس کے دماغ نے سرزنش " کی۔

نہیں یہ غلط ہے۔۔میں نہیں سوچوں گا۔۔،۔"پر دل باغی ہوا بیٹھا تھا۔ "

وہ اب یہاں کھڑا بھی بیزار ہونے لگا۔ تبھی وہ کمرے سے نکل کر باہر آیا۔۔تاکہ پر یہان کے ساتھ وقت گزار کر اپنا دھیان بٹا سکے۔جب اس نے سعدان کو لائبریری میں جاتے دیکھا۔

یزدان کا دل ایک پل کے لیے رک سا گیا۔۔یعنی وہ اسی لڑکی کے حوالے سے بات کرنے جا رہا تھا۔۔یزدان کی بھوری آنکھوں میں جلن سی ہونے لگی۔۔

اس لڑکی کی روئی روئی آنکھیں یاد آئی تو ایک بار دل بے قرار ہونے لگا۔پر دماغ کی سرزنش پر وہ سر جھٹک گیا۔اگر سعدان کو وہ لڑکی پسند تھی تو وہ سعدان کو ہی ملنی چاہیے تھی۔اس لیے وہ بھی لائبریری کی طرف آیا۔

انکل میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔" وہ اپنی لائبریری میں بیٹھے تھے جب سعدان وہاں داخل ہوا۔"

"آؤ سعدان اجازت کیوں مانگ رہے ہو۔۔؟"

وہ فائلز ایک طرف رکھتے سیدھے ہوئے۔

خیر ہے آج تم کافی الگ رہے ہو۔کسی پریشانی میں الجھے ہو۔"اس کے چہرے پر کچھ گھبراہٹ تھی۔"

مے آئی کم ان ڈیڈ۔۔۔"یزدان دروازے کی اوٹ سے اندر جھانکنے پر شوخ سا بولا تو سعدان نے پیچھے " مڑ کر اسے دیکھا۔۔جو سعدان کو دیکھ کر آنکھ دبا گیا تھا۔

سعدان سمجھ گیا تھا کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے؟

آ جاؤ میرے بچوں۔۔۔!!"ایاز احمد نے کھلے دل سے خیر مقدم کیا۔"

یزدان تم جاؤ۔۔" سعدان نے دھیمی سرگوشی سے کہا۔"

کم آن سعدان بھائی گھبرا کیوں رہے ہیں شادی کی تو بات کرنی ہے؟" سعدان کا سفید چہرہ پل میں " سرخ ہوا تھا۔

شادی؟؟" وہ سعدان کو دیکھے سوال گو ہوئے۔"

جی بابا، یہ شادی کرنا چاہتے ہیں کچھ دن پہلے انہوں نے مال میں ایک لڑکی دیکھی تھی۔۔ان کو دیکھ "

"کر انہوں نے کہہ دیا کہ مجھے اس سے اچھا لائف پارٹنر نہیں مل سکتا۔۔۔

"کیا سچ میں سعدان۔۔ کون ہے وہ لڑکی؟"

وہ انکل میں آپ کو بتانا چاہتا تھا۔۔"سعدان نوفل کی وجہ سے کچھ کہہ نہیں پایا"

تو میں نے بتادیا۔۔"یزدان نے کندھے پر ہاتھ رکھے کہا۔"

یہ تو اچھی بات ہے سعدان، اور یہی صحیح عمر بھی ہے۔۔یزدان کی مام نے تو بہت پہلے مجھے کہہ دیا "

"تھا۔کہ میں اپنے دونوں بیٹوں کی شادی جلدی یعنی چھوٹی عمر میں کردوں گی۔۔

تو بابا میں بھی کرلوں۔۔"یزدان کی گویا دلی مراد بر آئی تھی۔وہ لڑکی چھن سے نگاہ کے سامنے آگئی۔"

شریر۔۔۔ابھی سعدان کی پسند کو تو جان لینے دو۔۔ تم بتاؤ سعدان وہ کہاں رہتی ہے۔اور کس فیملی سے "

بی لونگ کرتی ہے۔۔"وہ پہلے یزدان اور پھر سعدان سے مخاطب ہوئے۔

لڑکی بڑی پیاری ہے بابا۔۔۔"یزدان مسکرایا تھا۔جبکہ سعدان یکلخت سپاٹ ہوا۔"

انکل کسی گاؤں میں رہتی ہے۔اور والد کا نام کمال ملک ہے۔اور بھائی شاید ایس پی ہیں۔۔ابھی نئی "

"جاب ہی لگی ہے۔

مطلب میں ان کے بارے میں جانتا ہوں۔۔"ایاز احمد جیسے پر سوچ ہوئے۔"

"یہ تو نہیں پتہ انکل۔لیکن جو آپ کی خوشی ہو گی۔۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔بس میں ضروری معلومات لے لوں پھر بات کرتا ہوں۔۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔اور انکل۔میں کچھ دن کے لیے مری جا رہا ہوں۔۔"

میں بھی جاؤں گا سعدان بھائی۔۔۔"یزدان نے ایک بار پھر گوہر افشانی کی۔سعدان کے چہرے پر ایک" سایہ سا لہرایا تھا۔

"نہیں میں ایک سروے کے لیے جا رہا ہوں۔۔۔تو میرے دوست بھی ساتھ ہوں گے۔۔"

"ٹھیک ہے سعدان بھائی میں ویسے بھی اب میں پریہان کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا ہوں۔۔"

وہ مسکراہٹ کے سنگ بولا تھا۔جبکہ سعدان نے بوجھل سانس خارج کیا تھا۔

بابا شایان کے ہاسپٹل میں غیر قانونی کام ہو رہا ہے۔وہ آرگنز کی سمگلنگ کر رہا ہے۔۔اور میں اپنی پوری" انفارمیشن کے ساتھ یہاں آیا ہوں۔پہلے مجھے بھی یقین نہیں آیا تھا پر مجھے انفارمیشن ملی ہے تبھی میں یہ

کام کرنے پر مجبور ہوں۔"اس نے کمال ملک کو وضاحت دی تھی۔جبکہ کمال ملک کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے تھے۔

"وہاج اب تم ایسا کرو گے۔۔یعنی اب تم اپنے ہی بھائیوں پر شک کرو گے۔"

"میرا دماغ خراب نہیں ہے کہ میں ان پر شک کروں۔۔مجھے انفار میشن ملی ہے تو میں یہاں آیا ہوں۔۔"

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔اور یہ میرا حکم ہے۔۔"

"یہ میرا فرض ہے بابا۔۔۔اور اس میں آپ کی بھی نہیں سنوں گا۔"

مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم یہ سب جلن میں کر رہے ہو؟"انہوں نے وہاج کو دیکھ کر طنزیہ کہا تھا۔اس کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔

"میں آپ کا بیٹا ہوں بابا۔اور وہ آپ کا بھتیجا۔۔۔آپ مجھے ایسا سمجھتے ہیں۔؟"

اس کے دل میں گویا درد اٹھا تھا۔باپ اس حد تک اسے غلط سمجھے گا اسے زرا بھی امید نہیں تھی۔

" سمجھنے میں کیا ہے۔۔تمہارے لفظوں سے ظاہر ہو رہا ہے۔کہ تم محض انتقام میں یہ کر رہے ہو۔۔"

کیسا انتقام؟"

"یہی کہ میں نے تمہارا رشتہ انعم سے طے کر دیا ہے۔۔اور تعبیر کی شاری شایان سے۔۔"

"ایسا میں کبھی نہیں ہونے دوں گا۔۔شایان اور تعبیر کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔۔۔"

"اور میں ایسا کر کے رہوں گا۔۔ تم اور تمہاری ماں بھی کچھ نہیں کر سکے گی۔۔"

تو پھر آپ بھی یاد رکھیے گا کہ اگر ایسا ہوا تو میں خود کو ختم کر لوں گا۔۔ میں انعم جیسی لڑکی سے شادی" نہیں کرنا چاہتا تو میں شایان ساگر جیسے گھٹیا شخص کے ساتھ اپنی بہن کی زندگی کیسے برباد ہونے دوں "گا۔۔

آج پھر صنم جیسے سن گن لینے آ پہنچی تھی۔اور آج پھر وہاج اس کے بھائی اور بہن کے خلاف زہر اگلنے میں لگا ہوا تھا۔

ایک تو یہ لڑکی۔۔" وہ دانت پیستا اس کی طرف بڑھا پر وہ وہاں سے بھاگ چکی تھی۔"

اگلا دن جیسے شایان ساگر کی زندگی میں بھونچال لے آیا تھا۔

اس کے ہاسپٹل پر پولیس ریڈ پڑی تھی۔اور اسے گرفتار کیا جا چکا تھا۔

وہاج سلطان اسے ہتھکڑی لگائے خود وہاں سے سب کے سامنے لے کر گیا تھا۔

جو صنم کو اس سے مزید وہاج اور تعبیر سے نفرت کی وجہ دے گیا تھا۔اسے جیل میں آئے کچھ دیر ہی گزری تھی جب اس کے پولیس اسٹیشن کے سامنے دھاوا بول دیا گیا تھا۔

ایس پی وہاج !! عوام نے شور مچایا ہوا۔کہ شایان ساگر کو رہا کرو۔۔اور اگر اسے رہا نہ کیا گیا تو عوام " "توڑ پھوڑ مچانے میں بھی دریغ نہیں کرے گی۔۔

پر سر سب ثبوت بھی اسی کے خلاف ہیں۔۔"وہ سنجیدگی سے بولا۔"

مجھے لگتا ہے یہ کسی کی سازش ہے۔۔شایان ساگر کو پھنسانے کی۔کیونکہ اگر ایسا کچھ ہوتا تو عوام کبھی " بھی ایسے پاگل نہیں ہوتی۔۔اور وہ سب لوگ آپ کے گاؤں سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ظاہر ہے ان سے بڑا گواہ کون ہو سکتا ہے کہ وہاں غیر قانونی کام ہوتا ہے۔۔کوئی ایک تو مخالف ہوتا لیکن یہاں تو سب کے " سب شایان کے رہائی حامی بنے ہوئے ہیں

حیران تو وہاج بھی ہوا تھا۔یعنی اس نے بے بنیاد شک کیا تھا اور جس نے انفارمیشن دی تھی وہ بھی غائب تھا۔وہ کئی بار اس کا نمبر ٹرائی کر چکا تھا۔

وہ دونوں جانب سے دباؤ میں آ چکا تھا۔۔ایک طرف باپ اور ایک طرف عوام،۔لیکن وہ پوری سچائی جان کر ہی اسے رہا کرنا چاہتا تھا۔

اس کے نمبر پر کمال ملک کی کال آنے لگی،فون کان سے لگایا تو کرخت آواز سنتا وہ لب بھینچ گیا۔

شایان کو رہائی دے دو۔۔وہاج۔۔کوئی ایک ثبوت بھی اس کے خلاف نہیں ہے۔۔مت بھولو وہ " " تمہارا ہونے والا بہنوئی ہے۔۔۔

اس وقت میں اپنا فرض نبھا رہا ہوں۔"وہ دوبدو بولا۔"

تو پھر میں بھی اپنے تایا ہونے کا فرض نبھاؤں گا۔۔"انہوں نے فون کاٹ دیا تھا۔"

یہاں بھی دارم سہگل نے بنا نظر میں آئے اس نے انفارمیشن دینے والے شخص کو خرید لیا تھا۔۔اور اس میں بھی سعدان نے ان کی مدد کی تھی۔

چند گھنٹوں میں شایان ساگر جیل سے باہر آ چکا تھا۔۔ لیکن وہ خالی ہاتھ نہیں آیا تھا۔اپنے دل میں وہاج کی نفرت وانتقام بھرے وہ واپس آیا تھا۔

اور ہمیشہ کے لیے یہ گھر چھوڑ کر جانے کا بھی ارادہ وہ کمال ملک پر ظاہر کر چکا تھا۔

"نہیں ! ! ! تم یہاں سے نہیں جاؤ گے۔۔وہاج تم سے خود معافی مانگے گا۔۔"

نہیں تایا ابو۔۔وہاج میرا چھوٹا بھائی ہے۔۔اور اس نے اپنی ڈیوٹی نبھائی ہے۔ مجھے معافی نہیں چاہیے۔۔ لیکن میں کچھ دن یہاں سے دور جانا چاہتا ہوں۔۔جو بھی ہوا وہ ٹھیک نہیں تھا۔

اس کا الجھا انداز کمال ملک کو وہاج پر طیش دلا رہا تھا۔

" ٹھیک ہے تم چلے جاؤ لیکن اس گاؤں سے اس حویلی سے جانے کی اجازت کبھی نہیں دوں گا۔۔" کبھی نہیں جاؤں گا۔" وہ کمال ملک کے ہاتھ تھامے بولا تھا۔

ایک اور گرہ کمال ملک کے دل میں وہاج سلطان کے لیے پڑ چکی تھی۔

آؤ آریان۔۔ ! ! ! دارم اپنے آفس کے روم میں تھا جب آریان وہاں آیا تھا۔"

تمہارے کام سے متاثر ہو کر میں نے تمہیں ایک انعام دینے کا سوچا ہے۔

آریان نے خالی نظروں سے اسے دیکھا۔۔ گویا اس پر زرا اعتبار نہ ہو۔

ساگر ولا میں رکھی گئی پارٹی میں بھی انعم شامل نہیں ہو سکی تھی۔۔ دارم سہگل نے ایک اور امتحان وہاں بھی آریان ساگر کے لیے تیار رکھا تھا۔ وہاں اس کی نظر دروازے پر جمی رہی لیکن انعم نہیں آئی تھی۔ اور ہمیشہ کی طرح اس کی کال آچکی تھی۔ کہ وہ نہیں آرہی۔

چند دن فیملی کے ساتھ گزار کر وہ واپس آچکا تھا۔

اور آتے ہی وہ سہگل کا کام شروع کر چکا تھا۔ اپنا پہلا گناہ وہ انجام دے چکا تھا۔

تین لڑکیوں کو اغواہ کر کے وہ دارم سہگل کے اڈے پر پہنچا چکا تھا۔۔ اور یہ کام اس نے اس صفائی سے کیا تھا کہ دارم سہگل بھی اس کی ذہانت کا قائل ہو گیا تھا۔

"تم اپنی بہن سے ملنا چاہتے تھے ناں تو آج میں تمہیں تمہاری بہن سے ملوادوں گا۔۔"

آریان کے انداز میں کوئی فرق نہیں آیا۔

میں جانتا ہوں تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے۔۔ لیکن آج تمہیں مجھ پر یقین آجائے گا۔۔ آؤ میرے ساتھ۔۔۔"

وہ آریان کو اپنے پیچھے آنے کا حکم دیتے باہر نکل گیا۔ آریان کا دل گویا حلق میں آگیا تھا۔۔ یعنی آج اس کا صبر ختم ہونے والا تھا۔ آج وہ انعم سے ملنے والا تھا۔

یہ ایک خفیہ روم تھا۔۔ جہاں نیم اندھیرا تھا۔ ہر طرف جلتی ریڈ لائٹس جیسے کمرے کو مزید خوفناک بنا رہی تھی۔ دارم سہگل اسے لیے اندر داخل ہوا۔ جہاں ایک سٹائلش سی لڑکی کھڑی تھی۔

آریان کا دل بے قرار ہونے لگا۔۔ جبکہ چہرے پر پیسنہ چمک رہا تھا۔ برسوں کی تڑپ تمام تر ہوئی تھی۔

انعم، تم سے ملنے تمہارا بھائی آیا ہے۔۔" وہ جھٹکے سے مڑی تھی۔ اور آریان کی بے قرار آنکھوں کو گویا" قرار آ گیا تھا۔

ایک پل کے لیے اس کا دل رک گیا تھا۔

شولڈر کٹ بالوں کے ساتھ ٹائیٹ جینز اور چھوٹی سی شرٹ پہنے وہ سہگل کی بنائی گئی انعم تھی۔۔ آریان کی انعم تو جیسے کھو گئی تھی۔

آریان بے قراری سے آگے بڑھتا اسے سینے سے لگا گیا۔ اتنے برس کے جمے آنسو گالوں پر بہتے اس کا چہرہ بھگونے لگے تھے۔۔ جبکہ وہ ساکت تھی۔۔ چہرہ سپاٹ تھا۔ پر دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ آریان کے آنسو بہتے چلے جا رہے تھے۔ اپنے سارے خسارے ایک بار پھر اسے رلا گئے تھے۔۔ جن تین لڑکیوں کو اس نے اغوا کیا تھا ان کی بہتی آنکھیں اسے بے چین کرنے لگی تھی، اپنے پہلے کیے گئے جرم پر ہی وہ پشیمان ہونے لگا تھا۔۔۔ اور انعم کو بھی ان چند سالوں میں اپنے ہاتھوں برباد ہوئے لوگوں کا خیال ستانے لگا۔

اس نے انعم کو مزید شدت سے خود سے لگایا۔۔اور پھر انعم جمال ملک کا ضبط ٹوٹا تھا۔اس کی گھٹی گھٹی سسکیاں بڑھنے لگی۔جسے وہ اب بھی دبانے میں ہلکان ہو رہی تھی۔

جبکہ دارم سہگل ان سب سے بیزار ہونے لگا تھا۔

میں نے بہت تلاش کیا۔۔بہت۔۔ہر جگہ ڈھونڈا تھا۔لیکن مم نہیں تلاش کر پایا مم مجھے معاف" کر دو۔۔مم میں تمہاری حفاظت نہیں کر پایا تھا تمہیں برباد ہونے سے نہیں بچا پایا۔۔تمہارا بھائی کمزور "مرد ہے۔۔ایک کمزور شخص جو مجبور ہو گیا تھا۔۔حالات نے مجبور کر دیا تھا۔

انعم جیسے تڑپ اٹھی۔اس کا بھائی کمزور نہیں بہادر تھا۔جس نے بہن کی حفاظت کے لیے ہر ظلم سہا تھا۔ہر تکلیف کاٹی تھی۔وہ اپنی آنکھوں سے اپنے بھائی پر ہوتا ظلم دیکھتی رہی تھی۔کیسے جھٹلا سکتی تھی کہ اس کا بھائی زخم زخم ہوئے بھی اس کی حفاظت کی دعا کرتا تھا۔

اس نے انعم کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

میں تمہیں یہاں نہیں رہنے دوں گا۔۔تمہارا بھائی تمہیں یہاں سے نکال لے گا۔تم فکر مت" "کرو۔۔میں سب ٹھیک کر دوں گا۔۔

اس نے انعم کے آنسو رگڑے شدت گریہ سے کہا۔

انعم نے سہم کر اپنی سسکیوں کا گلہ گھونٹ لیا۔گویا سہم گئی ہو۔۔

"نہیں میں کہیں نہیں جاؤں گی۔۔مجھے آزادی نہیں چاہیے بالکل نہیں چاہیے۔۔۔آپ جائیں یہاں سے۔۔۔"

وہ فوری آریان سے دور ہوئی۔اور کرختگی سے بولی۔

"انعم میری بات سنو۔۔"

دارم مجھے یہاں سے جانا ہے۔۔" وہ آریان کو نظرانداز کیے بولی۔"

انعم یہ کیا کہہ رہی ہو؟"آریان حیران ہوا تھا۔"

مجھے یہیں رہنا آریان ساگر۔۔ہمیشہ۔۔مجھے دارم سہگل کے لیے کام کرنا ہے۔۔۔مجھے اس گاؤں سے نفرت ہے۔نہ میں واپس جانا چاہتی ہوں۔دارم سہگل ہی میرے سب کچھ ہیں، انہوں نے مجھے یہاں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہونے دی اور میں ان سے غداری نہیں کرسکتی۔۔۔"

آریان!!انعم اب تمہاری بہن نہیں ہے۔۔وہ دارم سہگل کے حکم کی غلام ہے۔۔" دارم سہگل کی آواز پر آریان نے انگارہ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

دارم میں تمہارے لیے ساری عمر کام کروں گا لیکن پلیز اب تو میری بہن کو واپس دے دو۔۔" وہ مجبور ہوتا اس کے قدموں میں جھکا تھا۔

آپ کو سمجھ نہیں آرہا بھائی کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔مجھے نہیں جانا تو نہیں جانا۔۔آپ چلے جائیں یہاں سے سمجھ لیں میں مرچکی ہوں۔۔"وہ چیخی تھی۔

اپنے بھائی کو وہ کم از کم اس درندے کے قدموں میں جھکے نہیں دیکھ سکتی تھی۔اس نے بے شک ظلم سہا نہیں تھا لیکن اپنی آنکھوں سے اتنے سال اس نے جو ظلم اپنی جیسی لڑکیوں پر ہوتے دیکھا تھا۔س پر صرف ایک ظلم کیا گیا تھا۔۔اس کی گردن کے گرد گہرا کٹ لگا کر ایک چپ اس کی گردن کے اندر ڈالی گئی تھی۔۔اور یہ سب اس کے حواس میں ہوا تھا۔پہلے کٹ لگا کر اور پھر چپ ڈال کر جب اس کٹ کو دوبارہ ٹانکوں سے جوڑا گیا تھا۔اس روز انعم کی چیخیں در و دیوار ہلا گئی تھیں۔اور یہی پہلا اور آخری ظلم تھا جو اسے دارم سہگل کا غلام بنا گیا تھا۔اس نے اپنے بھائی پر ہوئے مظالم۔اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔۔اس بھائی کی خاطر اب اسے دارم کا تاعمر غلام بننا پڑتا تب بھی اسے منظور تھا۔

"انعم چپ کرو تم۔۔میں جانتا ہوں اس نے تمہیں ڈرایا ہے۔۔"

آریان دھاڑا تھا۔

دارم میں یہ سب دیکھ کر بور ہو رہی ہوں۔۔مجھے جانے دیں یہاں سے صبح مجھے جانا بھی ہے۔۔"وہ بیزاری سے بولی۔آریان حیران ہی تو رہ گیا تھا۔۔وہ بالکل بدل چکی تھی۔

تم کہیں نہیں جاؤ گی۔"آریان اس کے قریب آئے دھاڑا تھا۔"

جاؤ انعم!!۔۔"دارم نے اسے جانے کا کہا۔آریان جیسے پاگل ہونے لگا تھا۔"

دارم نہیں۔۔پلیز میری بات سنو دارم۔۔"آریان چیخا تھا۔"

انعم آخری نظر اپنے بھائی پر ڈالتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

اور پھر کمرے میں آتی وہ اپنے منہ پر ہتھیلیاں جمائے پھوٹ پھوٹ کر روتی چلی گئی۔۔آنسو گال پر بہنے لگے۔۔اور پھر بہتے ہی گئے۔آنکھیں سوج گئی تھیں۔چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔۔

"میں آپ کو مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی آریان بھائی نہ میں شایان بھائی کو تکلیف میں دیکھ سکتی ہوں۔اور صنم۔۔۔ صنم تو معصوم ہے بھائی۔۔اسے میں کیسے کچھ ہونے دوں۔۔اگر مجھے آپ سب کی حفاظت کے لیے اپنی زندگی قربان کرنا پڑی تو میں وہ بھی کر دوں گی۔شایان بھائی اور صنم کو دارم جیسے درندے سے بچانے کے لیے مجھے مرنا بھی قبول ہو گا۔۔"

وہ صرف سوچ سکی تھی کہہ نہیں سکتی تھی۔۔اس کی گردن کے اندر موجود چپ پل پل کی خبر دارم سہگل تک پہنچاتی تھی۔

انعم کے زریعے سہگل نے کالج یونیورسٹی میں ڈرگز کی سپلائی کا کام لگایا تھا۔۔ہر تین مہینے بعد اس کا ایڈمیشن دارم کی بتائی گئی یونیورسٹی میں ہوتا تھا۔۔مختلف نام مختلف پہچان کے ساتھ اسے مختلف سٹوڈنٹس سے دوستی کر کے انہیں ڈرگز کا عادی بنانا تھا۔۔تین ٹارگٹ وہ ایک سال میں مکمل کر چکی تھی ،۔یہ اس سال کا آخری ٹارگٹ تھا جو اسے ہر حال میں مکمل کرنا تھا۔اور اس سال کا آخری ٹارگٹ ہی اسے زندگی سے رہائی دینے والا تھا۔اور قسمت کی ستم ظریفی یہ تھی کہ یہاں اس کی پہچان انعم جمال ملک ہی تھی۔

تم آج کافی لیٹ ہو گئی ہو۔۔وہ ٹھٹکا تھا۔۔

"تمہاری آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہے؟

باسط یونیورسٹی کے گیٹ کے پاس کھڑا اسی کے انتظار میں تھا۔

اس نے چادر درست کر کے باسط کو دیکھا۔۔جس کی آنکھوں میں اس کے لیے فکر تھی۔

اور آج پہلی بار انعم کا دل کسی کی فکر دیکھ کر بھر آیا تھا۔

انعم کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو؟" وہ بے قرار ہوا تھا۔ "

نہیں میں کیوں رونے لگی۔۔"اس نے آنسو صاف کیے کہا۔۔"

"تم جھوٹ بول رہی ہو انعم۔۔بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

"تم تو کسی سے سیدھے منہ بات کرنا پسند نہیں کرتے پھر مجھ پر یہ مہربانی کیوں کر رہے ہو؟"

باسط نے محض اسے گھورا تھا۔

"میں اپنے گروپ میں ہر کسی کی پرواہ کرتا ہوں۔۔اور بات بھی سیدھے منہ سے کرتا ہوں۔۔

پلان کے مطابق اسے ایک گروپ میں شامل کر دیا گیا جس میں باسط خان بھی موجود تھا۔۔جسے دیکھ کر انعم ملک کا دل دھڑکا تھا۔۔رفتہ رفتہ وہ شخص اسے خود سے باندھنے لگا تھا۔۔کسی سے سیدھے منہ بات نہ کرنے والا وہ انعم سے اچھے سے بات کرنے لگا تھا۔اور یہ بھی انعم کی وجہ سے ممکن ہوا تھا۔

بنومت اچھے سے جانتی ہوں تمہی فیشن ڈیزائننگ میں دلچسپی ہے۔۔اور میرے خیالات بھی تم سے "

" ملتے جلتے ہیں۔اپنے بھائی کی وجہ سے تم بی ایس سی کے لاسٹ ائیر میں اٹکے ہوئے ہو۔

باسط آنکھیں گھما کر رہ گیا۔۔

چلو کلاس میں چلتے ہیں۔" دونوں کلاس کی جانب بڑھنے لگے۔ جبکہ انعم کا دل آج شدت سے چاہ رہا تھا" کہ وہ باسط خان کو بتادے کہ وہ لوگوں کو برباد کرنے کا جرم کرتے کرتے محبت کا جرم بھی کر بیٹھی ہے۔۔

سعدان یہ شادی وادی ہمارے دھندے میں نہیں ہوتی۔۔ تو کیوں نہیں سمجھ رہا۔۔ تو مجھے کہہ میں اسے "ایسے ہی تیرے قدموں میں لاکر پھینک دوں گا۔۔؟

حسبِ توقع دارم سہگل اس کا فیصلہ سن کر بگڑ چکا تھا۔

"نہیں میں اسے ساری دنیا کے سامنے اپنانا چاہتا ہوں۔۔"

"تو پاگل ہو چکا ہے۔۔ کون ہے وہ لڑکی۔؟ بتا مجھے۔۔۔"

آپ کو اس سے کچھ مطلب نہیں ہونا چاہیے"۔

کیوں نہیں ہونا چاہیے باپ ہوں تیرا۔۔ پالا ہے میں نے تجھے اور تجھے جس دل سے میں نے اس آئی" "جی کے پاس بھیجا تھا یہ میرا دل جانتا ہے۔۔

میں آپ بھی بیٹا نہیں ہوں۔۔ جس کا بیٹا ہوں اسے تو پتہ ہی نہیں ہے۔۔۔" وہ طنزیہ گویا ہوا۔"

چپ۔۔۔!! دارم سہگل نے گھبرا کر ارد گرد دیکھا۔ جبکہ وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔"

تو میرا بیٹا ہے تجھے میں نے اپنا نام دیا ہے۔۔ مسٹر سہگل بنایا ہے تجھے۔۔کچھ دن بس انتظار کر پھر میں "

" تجھے اس انڈر ورلڈ میں انٹروڈیوس کروانے والا ہوں۔

"فلحال مجھے اس لڑکی سے شادی کرنی ہے۔ باقی سب بعد میں دیکھیں گے۔۔"

پھر وہی ضد۔۔" وہ زچ ہوئے تھے۔"

آپ کیوں نہیں سمجھ رہے۔اس سے میں اس سے نکاح اس لیے بھی کر رہا ہوں کہ میں ایاز احمد کے "

سامنے اپنی حقیقت عیاں نہیں کرنا چاہتا۔۔اور اب تو اس کا بیٹا یزدان بھی یہیں ہے۔۔اور وہ اس حد تک

شارپ مائنڈ ہے کہ ایک منٹ کے اندر سب جان جائے گا۔۔ کراٹے ایکسپرٹ ہے ،پڑھائی کے ساتھ

وہ ہر ایکٹویٹی میں جتنا آیا ہے۔۔اور ایاز احمد اسے بھی پولیس آفیسر بنانا چاہتے ہیں۔۔اس کی چھٹی حس

" اتنی شارپ ہے کہ میری سوچ بھی اس کے آگے محدود ہو جاتی ہے۔

وہ واپس آگیا تمہاری شادی کی عمر ہو گئی لیکن تم نے ابھی تک تم میرے بابا کو آزاد نہ کروا سکے۔۔کیوں "

" بھیجا تھا میں نے تمہیں وہاں ؟اور تم کیا کر رہے ہو؟

یہ مت بھولیں کہ میں پل پل کی خبر آپ تک پہنچاتا رہا ہوں۔جب جب انہوں نے آپ کے خلاف "

کوئی ایکشن لینا چاہا، ہر بار میں نے آپ کو اطلاع دے کر بچایا تھا۔اور دادا کی رہائی کے لیے میں ہاتھ پر

ہاتھ رکھ نہیں بیٹھا رہا۔۔ہر بار کوشش کی ہے۔۔ لیکن بد قسمتی سے نہیں پتہ چل پایا۔۔اب ان سب بحث کے بجائے آپ میری خوشی میں خوش ہو جائیں۔"

دارم سہگل محض اسے گھور کر رہ گئے۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ چند دن اسے اپنے ساتھ رکھوں گا۔۔پھر جیسا آپ چاہیں گے ، ویسا ہو گا۔ بعد میں اسے طلاق دے دوں گا۔ پھر آپ اسے جہاں بھی پہنچانا چاہیں پہنچا دیں مجھے زرا بھی اعتراض نہیں ہو گا۔۔ میں بس اسے پانا چاہتا ہوں،۔وہ لڑکی میری نظر کو بھا گئی ہے۔۔۔ایسا لگتا ہے اگر اسے حاصل نہ کر سکا تو مجھے کچھ ہو جائے گا۔"

مطلب تم ہمیشہ اسے اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتے۔۔؟" دارم سہگل اب بھی شکوک میں مبتلا تھے۔"

"نہیں۔۔آپ جانتے ہیں کہ مجھے کوئی چیز زیادہ دیر تک اٹریکٹ نہیں کر سکتی۔۔۔"

ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔"انھوں نے جیسے سر جھکا دیا تھا۔"

میں کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہوں۔۔" سعدان نے نظر چرائے کہا۔"

"اگر تم اپنے باپ سے ملنا چاہتے ہو تو یہ میں ہر گز نہیں کر سکتا۔۔تم جانتے ہو کہ میں نے اسے کبھی تمہارے بارے میں نہیں بتایا اور نہ میں بتانا چاہتا ہوں۔۔"وہ فوری انکاری ہوئی۔

پر میں تو انہیں دیکھ سکتا ہوں۔" سعدان نے التجا کی تھی۔"

"جس دن تمہیں میں انڈر ورلڈ میں انٹروڈیوس کرواؤں گا۔۔اس دن تم اس سے مل سکتے ہو۔۔"

دروازے پر ہوتی دستک پر وہ دونوں متوجہ ہوئے تھے۔

آریان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"!!آؤ آریان،۔"

دارم آپ نے بلایا تھا۔"اس کے ازلی انداز پر سعدان اسے دیکھنے لگا۔۔"

مسٹر جیم سے میری بات ہو چکی ہے۔۔، روز نامی لڑکی ہے۔۔ایک مال میں جاب کرتی ہے۔۔اسّی لاکھ " ڈالرز میں ڈیل ہوئی ہے میری۔۔ گو کہ تھوڑی نقصان دہ ڈیل ہے۔پر مینج کر لیں گے۔ تمہیں بس اسے یہاں لانا ہے۔۔یہ ساری ڈیٹیل اس میں ہے۔ تم آج ہی یہاں سے فلائے کرو گے۔۔اور کچھ دنوں میں وہ شپ سے وہ یہاں آئے گی۔۔ مجھ سے کنٹیکٹ میں رہنا۔ایک بزنس مین بن کر تم یہاں سے جاؤ گے۔۔وہاں جاکر مسٹر جیم سارا کام کر دیں گے۔۔

اور تم اسے سیدھا اپنے ولا میں پہنچا دینا۔فارن سے یہ پہلا ٹارگٹ ہو گا ہمارا۔۔یہ لڑکی یہاں آگئی تو سمجھو " باقیوں کو لانے کی وجہ بھی یہی بنے گی۔

آریان مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔۔ایک اور امتحان۔۔۔ایک اور لڑکی اس کے ہاتھوں رسوا ہونے والی تھی۔

اوکے!!!" دل کے خیالات دل میں دبائے وہ محض یہی کہہ پایا۔"

"اس دن جو لڑکی تمہارے ساتھ تھی وہ تمہاری کیا لگتی ہے؟"

سعدان جو خاموش تھا۔اب بول اٹھا تھا۔

آریان کا خون کھول اٹھا تھا۔اس نے سرخ ہوتی نگاہ سے سعدان کو دیکھا۔جبکہ چہرے پر ہنوز سرد تاثرات تھے۔

تایا کی بیٹی ہے۔۔"وہ ضبط سے بولا۔"

"سعدان اب یہ مت کہنا کہ تم نے آریان کی فیملی سے لڑکی پسند کی ہے۔۔"

آپ بالکل ٹھیک سمجھ رہے ہیں۔۔"سعدان نے گویا انہیں ضبط کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔جبکہ آریان کا" دل چاہا وہ ان دونوں کی آنکھیں نوچ لے۔ان کو ایسی دردناک موت دے کہ ان کی روح کانپ جائے۔پر محض سوچ سکتا تھا۔ہمت تو بہت بعد کی بات تھی۔

تم جاؤ آریان۔۔۔"وہ آریان کو جانے کا کہتے دوبارہ سعدان کی طرف متوجہ ہوئے۔جواب کاؤچ پر" بیٹھ چکا تھا۔

یہ میرا بیٹا یزدان اور یہ میرا بیٹا سعدان ہے۔۔۔سعدان میرا سگا بیٹا نہیں ہے۔اور میں یہ حقیقت آپ سے چھپانا بھی نہیں چاہتا۔یہ مجھے ایک ایکسڈنٹ میں ملا تھا۔اور میں نہیں چاہتا کہ میں حقیقت آپ سے چھپاؤں۔۔"

ایاز احمد متانت سے بولے تو کمال ملک کے ساتھ میکال ملک بھی تذبذب کا شکار ہوئے، جبکہ ایک طرف بیٹھا سلمان محض پیچ وتاب کھا کر رہ گیا۔

آج وہ یہاں آچکے تھے۔۔ایاز احمد نے ساری انفارمیشن نکالی تھی۔۔وہ وہاج سلطان سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن مصروفیت کی وجہ سے ان کا رابطہ نہیں ہو پایا تھا۔۔اس لیے وہ ڈائریکٹ یہاں آگئے تھے۔

جہاں اجنبی ہونے کے باوجود ان کا استقبال خوش اسلوبی سے کیا گیا تھا۔

میں تو اپنی بیٹی کا رشتہ طے کر چکا ہوں۔۔" کمال ملک کچھ دیر بعد بولے تو سعدان اور یزدان دونوں جیسے حیران ہوئے۔۔سعدان کی گہری آنکھوں میں قہر بڑھنے لگا اور یزدان جیسے خالی دل سے بیٹھا رہ گیا۔اس نے سعدان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔جیسے اسے حوصلہ دینا چاہا ہو۔۔

ایاز احمد نے سعدان کو دیکھا۔

ان کے پاس کہنے کو کوئی جواز باقی نہیں رہا تھا۔

"انکل، کس سے کی ہے منگنی میں ان سے بات کر سکتا ہوں۔اور کیا وہ سعدان سے بھی پیارا ہے؟"

ایاز احمد کے ساتھ سعدان بھی یزدان کے بولنے پر پہلو بدل کر رہ گئے۔

"نوفل تم چپ کرو۔۔میں بات کر رہا ہوں۔"

بابا مجھے لگتا انکل میرے کہنے پر مان جائیں گے۔۔"اس نے جیسے ایک بار کمال ملک کو دیکھا۔۔جو اس" کے بولنے پر حیران ہوئے تھے۔انہیں امید نہیں تھی کہ وہ بھی کچھ بولے گا۔

یزدان یہ لندن نہیں ہے۔۔" وہ سرگوشیانہ گویا ہوئے تو اس نے اب خاموش رہنا بہتر سمجھا تھا۔"

ثنا بیگم کے ساتھ نجمہ بیگم مختلف لوازمات لیے داخل ہوئی، تو سب کا دھیان بٹ سا گیا۔کمال ملک اٹھ کر باہر بڑھے اور اسی وقت وہاج اندر داخل ہوا تھا۔

ایاز احمد کو دیکھ کر وہ متعجب ہوا تھا۔جبکہ یزدان نے بھی وہاج سلطان کو دیکھا جو سنجیدہ چہرے کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔۔ناجانے کیوں اس کے سنجیدہ چہرے میں اسے تعبیر کی شبیہ دکھائی دی تھی۔

ایس پی وہاج سلطان !!ایاز احمد نے آگے بڑھ کر اس کے گلے لگے۔۔جبکہ وہ سلیوٹ کرنا چاہتا تھا۔"

"یہاں میں آئی جی صاحب کی حیثیت سے نہیں ایک بیٹے کا باپ بن کر آیا ہوں۔۔"

اوہ تو یہ تعبیر ملک صاحبہ۔۔آئی تھنک بڑی لیڈی کو صاحبہ ہی کہتے ہیں۔۔"اس نے سعدان سے" تائید چاہی تو وہ مسکرا کر سر اثبات میں ہلا گیا۔

"مطلب آپ تعبیر ملک صاحبہ کے بگ برادر ہیں۔

وہاج نے سر اثبات میں ہلایا۔

یزدان تعبیر آپی کہو۔۔"ایاز احمد نے اسے ٹوکا تھا۔جبکہ اس نے آنکھیں پھیلائے بابا کو دیکھا۔"

آپی؟ واٹ۔۔۔میں انہیں آپی۔۔۔افف نیور۔۔بابا۔۔"وہ جیسے جھرجھری لیے بولا۔"

وہاج کو اس کا انداز ناگوار گزرا تھا۔

اس کی عادت ہے مذاق کی۔۔"ایاز احمد نے بات سنبھالی تھی۔"

اٹس اوکے،،آئی جی صاحب۔۔۔"وہ کرسی سنبھالے بیٹھا جبکہ یزدان اب تعبیر ملک صاحبہ کو دیکھنا چاہتا تھا۔اور اس کے لیے اسے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی تھا۔

ہاتھ میں پکڑے جوس کو اس نے اپنی شرٹ پر گرایا تھا۔

یکلخت وہ کھڑا ہوا۔۔

"وہ مجھے واش روم میں جانا ہے۔"

وہ شرٹ پر گرے جوس کی طرف اشارہ کیے بولا تو وہاج اسے لیے باہر نکلا۔لاؤنج کے چاروں طرف کمرے تھے۔جبکہ درمیان میں ٹی وی لاؤنج سیٹ کیا گیا تھا۔

وہ اسے ایک روم میں لایا تھا۔

آپ صاف کرلیں۔۔اور پھر وہی آجایئے گا۔"وہ گھمبیرتا سے بولا۔"

یزدان چپ چاپ واش روم کی طرف بڑھا تھا۔

یزدان کی گویا مراد بر آئی تھی۔

شرٹ صاف کیے وہ باہر نکل اور چاروں طرف نظر دوڑانے لگا۔ وہاں جیسے کوئی ذی روح نہیں تھی۔

اسے مایوسی ہونے لگی۔۔ وہ مڑ کر واپس جانے لگا۔۔ جب اسے ایک سبز آنچل کمرے سے نکل کر کچن میں جاتا نظر آیا۔۔یزدان کا مایوسی میں گرا دل خوشگواری میں بدلنے لگا۔۔

تعبیر ملک صاحبہ!! وہ بڑبڑایا۔۔ لیکن وہ شاید خاموشی ہونے کی وجہ سے سن چکی تھی۔

وہ خوف سے مڑی۔۔ جبکہ یزدان لبوں پر شوخ مسکراہٹ سجائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ تعبیر کی اجنبیت سے بھری سوالیہ نظر اس پر گئی تھی۔۔اور پھر اسے یاد آ ہی گیا تھا کہ وہ اس سے مال میں ملی تھی یہ وہی لڑکا تھا جس نے اس کے پاؤں کو ٹھیک کیا تھا۔

مم مجھے لگتا آپ مجھے پہچان گئی ہیں۔۔"یزدان نے اپنے گال کھجائے کہا۔"

آپ میرے گھر میں کیسے آ گئے۔۔۔" اسے اپنا سوال بے تکا نہ ہی لگا تھا۔ کیونکہ وہ بہت اطمینان سے " کھڑا تھا۔

آپ کو ہمیشہ کے لیے لے جانے کے لیے۔۔۔" تعبیر کا رنگ فق ہوا اس نے اپنے گرد لپٹا ڈوپٹہ سختی" سے جکڑ لیا۔ گیلی لٹیں اطراف میں بکھر کر اس کے گلابی چہرے کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔۔یزدان کو وہ لڑکی بہت پاکیزہ سی لگی تھی۔

جائیں یہاں سے۔۔۔" وہ ارد گرد دیکھے بولی۔"

جبکہ یزدان اس کا ڈوپٹے کے ہالے میں لپٹا چہرہ دیکھ کر مسرور ہوا۔اس کی سیاہ بڑی بڑی آنکھیں اسے باندھنے لگی تھی۔۔ناجانے کس جذبے کے تحت اس نے اپنا موبائل پاکٹ سے نکالا۔اور اس کی تصویریں اس تیزی سے اتاری کی کہ وہ سمجھ نہیں پائی۔۔

یہ کیا کیا آپ نے میری تصویر کیسے لی۔۔" وہ مزید خوفزدہ ہوئی تھی۔۔"

جیسے اتارتے ہیں۔" وہ شانے اچکائے بولا۔"

صاحبہ!! بہت پیاری ہیں آپ۔۔پر میرے بھائی کو پسند آ گئی ہیں۔۔اور بہت جلد ہم یہاں سے آپ" کو لے جائیں گے۔" وہ آسودگی سے بولا تو تعبیر پے در پے لگتے جھٹکوں سے ہل کر رہ گئی۔اسے تو خبر بھی نہیں تھی کہ حویلی میں کوئی آیا ہے۔۔وہ فریش ہو کر کچن کی طرف جا رہی تھی تاکہ رات کے کھانے کی تیاری کر سکے۔

نوفل یزدان!! اپنے پیچھے وہ گھمبیر سخت تنبیہ زدہ آواز سنے زبان دانتوں تلے دبا گیا تھا۔"

بب بھائی یہ کون ہیں؟" وہاج کو دیکھے اسے ڈھارس ہوئی تھی۔ تبھی سوال کر بیٹھی تھی۔"

نوفل یزدان نام ہے میرا۔۔میرے بھائی کو آپ پسند ہیں۔اور کچھ کچھ مجھے بھی۔۔اور اسی سلسلے میں ہ" یہاں آئے تھے۔۔"

وہ تعبیر پر ایک گہری نگاہ ڈالتا آنکھ دبا گیا۔۔وہ کرنٹ کھا کر چند قدم پیچھے ہوئی۔۔

آئی جی صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔۔یزدان اس کا سنجیدہ انداز بھانپ گیا تھا۔"

سی یو سون ! ! اس نے اپنے دل پر ہلکا سا پنچ مارے کہا۔۔اور وہاج کو دیکھتا گنگناتے ہوئے اندر بڑھ گیا" تھا۔ تعبیر اب بھی حیران کھڑی اس لڑکے کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

وہ بات تو کر آئے تھے لیکن اب تک وہاں سے کوئی خیر کی خبر نہیں آئی تھی۔اور آج ایاز احمد اسے اور یزدان کو ریڈی رہنے کا کہہ کر گئے تھے۔۔یزدان کی وجہ سے وہ اب دارم سہگل سے کم ہی ملنے لگا تھا۔تاکہ یزدان زرا بھی مشکوک نہ ہو۔۔

کچھ ہی دیر میں ایاز احمد آ چکے تھے۔۔

آج ہم ایک ہی گاڑی میں جائیں گے۔۔" ایاز احمد کے کہنے پر سعدان اپنی حیرت بمشکل چھپا پایا۔"

اور کچھ ہی دیر میں وہ گھر سے نکل چکے تھے۔۔

بابا اور کتنا سفر باقی ہے۔۔وہ جیسے بیزار ہونے لگا تھا۔۔"

یزدان اپنی طبیعت میں ٹھہراؤ پیدا کرو۔۔ بعض کام تحمل مزاجی سے کیے جاتے ہیں۔۔"۔ایاز احمد گاڑی" چلاتے ہوئے بولے جبکہ سعدان مسکرا کر یزدان کو دیکھنے لگا۔۔

یزدان منہ بناتا پیچھے بیٹھ چکا تھا۔۔آج میں تم لوگوں کو اپنے اس راز سے واقف کرنے والا ہوں جو میں نے سب سے چھپا کر رکھا ہے جسے اللہ کے بعد اب تم لوگ جان جاؤ گے۔"

بابا آپ نے دوسری شادی تو نہیں کر لی ؟"یزدان نے گوہر افشانی کی تو ایاز احمد مسکرائے تھے۔"

گاڑی ایک مینشن کے سامنے رکی۔۔ کئی ایکڑ پر پھیلا وہ مینشن سعدان اور یزدان دونوں کو حیران کر گیا تھا۔۔

گھر تو ان کا بھی بڑا تھا۔۔ لیکن اس مینشن کو تو گویا جیسے ان کے چار گھروں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا۔۔

تین فلور پر بنا یہ مینشن لندن سے آئے یزدان کو بھی آنکھیں پھیلانے پر مجبور کر گیا تھا۔

مجھ سے وعدہ کرو سعدان۔۔۔اور یزدان تم بھی کہ تم اس راز کی حفاظت کرو گے۔۔۔ چاہے موت تمہارا تعاقب کیے آ پہنچے۔"

انہوں نے گاڑی سے نکل کر یزدان اور سعدان کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا۔۔

بابا مجھے وعدے لینا پسند نہیں ہے۔۔اور بے فکر رہیں کہ میں بنا وعدے کے بھی اس راز کی حفاظت کروں گا۔۔"

یزدان ہاتھ کھڑا کیے بولا۔ جبکہ سعدان نے ان کے پھیلے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

وعدہ لو سعدان کہ میں اس بات کا گواہ اپنے اللہ کو بناتا ہوں۔"۔انہوں نے سعدان کو دیکھے کہا۔۔اور سعدان کا پورا وجود جیسے ٹھنڈا پڑ گیا۔اس کا ہاتھ ایاز احمد کے ہاتھ میں دبارہ گیا۔۔اور پھر بمشکل بول پایا تھا۔اس نے الفاظ دہرائے تھے۔پر یہ لفظ دہراتے اس کا دل دھڑ دھڑ دھڑ کتا رہا تھا۔

اتنے سال دھوکے بازی سے ان کے ساتھ رہنے والا سعدان سہگل آج پہلی مرتبہ خوفزدہ ہوا تھا۔۔گناہوں سے لتھڑا ہوا کالا سیاہ ہوا دل جہاں شاید تھوڑی کسی کونے میں سفیدی باقی تھی۔۔ایاز احمد اس کا ہاتھ تھامے آگے بڑھنے لگے جبکہ یزدان ارد گرد دیکھ رہا تھا۔

بابا یہ مینشن آپ نے کب بنوایا۔۔اور حیرانگی کی بات ہے کہ آپ نے ذکر بھی نہیں کیا۔۔"یزدان" نے گویا سعدان کے دل میں اٹھتا سوال کیا تھا۔

وہ مین گیٹ کھولتے اندر داخل ہوئے۔۔وسیع لاؤنج میں دیدہ زیب سجاوٹ دونوں کی آنکھوں کو خیرہ کر گئی تھی۔ غرض وہاں زندگی کی ہر آسائش موجود تھی۔

"یہاں کوئی رہتا ہے بابا۔۔۔"

ہاں۔۔۔"انھوں نے مختصر جواب دیا۔"

"مگر کون ؟"

لوگ رہتے ہیں۔۔"یزدان آنکھیں گھما کر رہ گیا۔۔جبکہ سعدان کے لیے آج کا دن حیرت کا دن تھا۔"

وہ لاؤنج کا ایریا پار کر کے آگے بڑھنے لگے۔۔اور ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔۔جہاں

اتنے سالوں سے وہ ان کے ساتھ رہ رہا تھا۔۔نہ کبھی ایاز احمد نے گھر میں ذکر کیا تھا اور نہ کبھی سعدان کو وہ اپنی جاب کے علاوہ کہیں آتے جاتے دکھائی دیئے تھے۔ پھر یہ کب اور کیونکر بنایا گیا تھا۔اور ان کی پراپرٹی میں یہ بھی شامل تھا۔۔وہ جان ہی نہیں پایا تھا۔

یہ تمہارے دادا نے بنوایا تھا۔اور کب بنوانا شروع کیا تھا اس کی داستان مختصر یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پوتے کے لیے بنوایا تھا۔اب بس میں نے اس میں کچھ تبدیلی کروائی ہے۔اور کیوں بنوایا تھا۔اس کا جواب بھی تمہیں مل ہی جائے گا۔۔

وُہ ایک مرر گیٹ پر بنے چھوٹے سے ڈیجیٹل سٹیل باکس پر اپنا ہاتھ رکھتے بولے۔۔

ان کا ہاتھ سکین ہونے لگا تھا۔۔اور پھر کچھ دیر بعد ہی دروازہ دو حصوں میں کھل چکا تھا۔۔وہ اندر داخل ہوئے تو وہاں ایک کمرہ تھا، جو ڈرائنگ روم کی طرز پر سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔

"بابا یہاں تو سوال ہی سوال ہیں۔۔"

یزدان!! انہوں نے تنبیہ کی تو وہ پر انگلی رکھے معصوم بنا۔

ایک کاؤچ کو وہ اپنی جگہ سے سرکانے لگے تھے۔کاؤچ سرکا تو وہاں لگی سینری جو دیوار گیر تھی۔اس کو ہٹایا تو ایک دروازہ نمایاں ہوا تھا۔اس کے لاک جو دروازے پر ہی تھا۔۔اس پر اپنا انگوٹھا چسپاں کیا تو دروازہ اپنی جگہ سے سرکنے لگا تھا۔اندر جیسے ایک نیا گھر ان کا منتظر تھا۔۔گول سیڑھیوں کے گرد چمکتی روشنیاں سارا منظر واضح کر رہی تھیں۔

یہ پہلا خفیہ راستہ ہے جو مینشن کے اندر سے بنایا گیا ہے۔۔اور ایک راستہ باہر کی طرف ہے۔۔جہاں" زیادہ سیکیورٹی نہیں رکھی گئی لیکن وہاں سے بھی کوئی آسانی سے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔۔وہ سیڑھیاں اترتے نیچے بڑھنے لگے۔جبکہ سعدان اور یزدان وہاں کئی تعداد میں مختلف لڑکیوں کو دیکھ کر حیران ہوئے تھے۔۔لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ ان سب کے چہرے پر اطمینان پھیلا تھا۔

بابا یہ سب کون ہیں؟"یزدان نے منہ کھولے سوال کیا۔"

یہ طیفور سہگل کے خفیہ اڈے سے آزاد کروائی گئی وہ لڑکیاں ہیں جنہیں ان کے ماں باپ نے قبول " کرنے سے انکار کر دیا تھا۔۔

یہ سب ایک سلائی سینٹر میں کام کرتی تھیں جہاں کہ مالک نے ہی ان سب کو طیفور سہگل کے ہاتھوں بیچ دیا تھا۔ لیکن ہمارے اعلیٰ افسران نے اپنی جان پر کھیل کر ان کو رہائی دلوائی۔ اور مجھے اس مینشن سے بہتر محفوظ جگہ ان کے لیے کوئی نہیں لگی۔۔

تمہارے دادا نے کئی یتیم خانوں کو اپنے زیر سرپرستی لیا تھا۔۔ کئی اولڈ ہومز میں ان کی عمر کے لوگ پر سکون زندگی گزار رہے ہیں۔ اور اس کے بعد یہ کام میں کرنے لگا۔۔ اور اب میں چاہتا ہوں یہ کام میرے بچے سنبھالیں۔۔ یہ مینشن اس طرح سے بنایا گیا ہے کہ یہاں کسی کو بھنک بھی نہیں پڑ سکتی کہ یہاں زیرِ زمین کوئی رہتا ہے۔۔ ان کو یہاں زندگی کی ہر سہولت دی جاتی ہے۔ ان کے بنائے گئے ڈیزائنز اب انٹر نیشنل لیول پر پسند کیے جانے لگے ہیں۔ جو ان کی کمائی کا ذریعہ ہیں۔ میرے خاص آفیسر یہ کام نہایت ایمانداری سے کر رہے ہیں۔ اور جانتے ہو میں نے ایک ایک آفیسر سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اس راز کا گواہ اللہ کو بنائے گا۔۔ شاید اللہ پاک نے بھی میرے اس راز پر پردہ ڈال دیا ہے۔۔ کہ کوئی بھی جان نہیں پایا۔ وہ لڑکیاں آخر کہاں گئیں۔ اور ان کا سرپرست کون ہے؟ جب تک میری سانس ہے میں اس کام کے ساتھ مخلص رہوں گا۔ اپنی پوری ایمانداری سے یہ فرض نبھاؤں گا۔۔ اور جتنے

سعدان سن کھڑا تھا جبکہ یزدان کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ گال پر ایک آنسو لڑھک آیا تھا۔۔ اس نے تو ہمیشہ زندگی کو انجوائے کیا تھا۔ کبھی اس نہج پر سوچا ہی نہیں تھا۔ اور اس کا باپ شاید رب کا کوئی انعام تھا۔

مجھے آج خود پر فخر ہو رہا ہے کہ میں آپ کا آئی جی ایاز احمد کا بیٹا ہوں۔اور بابا میں اپنی زندگی کا پہلا اور " آخری وعدہ کرتا ہوں۔۔کہ میں اس راز کی حفاظت مرتے دم تک کروں گا۔میری جان میرے لبوں پر بھی آجائے تب بھی اس راز کی حفاظت اور یہ کام انتہائی ذمہ داری سے آپ کا بیٹا نوفل یزدان کرے گا۔۔"اس نے باپ کے گلے لگے شدت گریہ سے کہا۔۔جبکہ سعدان کا دل کس نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔۔کسی بھی پل وہ جیسے گر جاتا۔۔ہمیشہ دارم سہگل کو ظلم کرتے دیکھا تھا۔۔ان کے ظلم کو دیکھ دیکھ کر وہ بڑا ہوا تھا۔۔دھوکے بازی اس کی سرشت میں تھی۔لیکن آج ایاز احمد جیسے فرشتہ صفت انسان کو دیکھ کر اس کا دل بری طرح لرز رہا تھا اس کا چہرہ پسینے سے بھیگ گیا تھا۔اسے خود سے وحشت ہونے لگی تھی۔۔وہ مارنے والوں میں سے تھا۔جبکہ ایاز احمد بچانے والوں میں سے۔۔جنھوں نے اتنے سال اس کی پرورش کی تھی لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔پر آج وہ جیسے ایک لمحے کے زیرِ اثر تھا۔

سعدان تم ٹھیک ہو؟"ایاز احمد اسے دیکھتے بولے۔"

مم میری طبعیت خراب ہو رہی ہے۔"وہ بدقت بولا۔۔"

چلو واپس چلتے ہیں۔۔"یزدان نے اسے سنبھالا تھا۔"

سعدان نے اثبات میں سر ہلایا۔۔وہ یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔۔ہمیشہ کے لیے کبھی نہ آنے کے لیے۔۔لیکن ایک بار تو اسے یہاں آنا ہی تھا۔

اس کی طبعیت خرابی کے باعث وہ پچھلی جانب سے اسے باہر لائے تھے۔۔

ویلکم میجر زین ! ! مجھے پورا یقین تھا کہ آپ یہ مشن بھی پوری ایمانداری سے پورا کریں گے۔۔اور ایک بار پھر آپ نے اپنے ملک کے دشمنوں کو نیست و نابود کر دیا۔۔"

کرنل صاحب نے اپنی سیٹ سے اٹھ کر اسے خیر مقدم کیا۔

زین محض مسکرا سکا تھا۔۔

"ویسے اب تو آپ کے آرام کے دن تھے لیکن قسمت کا لکھا کون ٹال سکتا ہے۔۔"

"سب ٹھیک ہے سر؟"

"ہمم ٹھیک بھی ہے اور نہیں بھی۔۔"

"سر ! ! اگر ایک نیا مشن ایک نیا دشمن اگر خاک میں ملانا ہے تو میں تیار ہوں۔۔"

اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر عاجزانہ کہا تھا۔

"لیکن اس مشن میں تمہارے ساتھ دو لوگ اور کام کریں گے۔۔"

انہوں نے زین کو دیکھا جو حیران کن نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

سر آپ جانتے ہیں میں اپنا اپنے طریقے سے کرتا ہوں۔۔لیکن اس مشن میں اگر کسی اور کو بھی شامل کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن۔۔۔"

میں جانتا ہوں میجر زین چوہدری کہ آپ زرا مختلف طبعیت کے شخص ہیں۔۔لیکن یوں سمجھ لیں وہ خود اس ملک دشمن کا صفایا کرنا چاہتا ہے۔۔"

کیپٹن سفیر خان۔۔!! دروازے سے اندر داخل ہوتے شخص کو دیکھ کر زین کی آنکھیں حیرت سے "
پھیلی۔۔

اس نے مخصوص انداز سے سلام کیا اور ایک جانب کھڑا ہوا۔

یہ کیپٹن سفیر خان ہیں۔اور کیپٹن یہ میجر زین چوہدری ہیں۔۔" سفیر نے اسے بھی سلیوٹ کیا، جبکہ "
چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

انہیں میں جانتا ہوں۔سر۔۔!! زین نے سفیر کو نرم نگاہ سے دیکھا۔۔اس شخص سے دوبارہ ملاقات تو "
نہیں ہوئی تھی۔لیکن آج اسے ایک فوجی کے روپ میں دیکھ کر زین کو بہت خوشی ہوئی تھی۔

یہ میرے پڑوسی ہیں۔۔"زین نے کرنل صاحب کو دیکھا۔"

"تو اس کا مطلب یہ ایک پار پھر آپ کے پڑوسی بننے والے ہیں۔۔"

میں آپ کو سب سمجھاتا ہوں۔آیئے میرے ساتھ" کرنل صاحب اپنے آفس سے باہر نکل گئے تھے۔"

جبکہ وہ دونوں بھی ان کے پیچھے بڑھے۔

ایک بڑے سے روم میں آکر کرنل نے وہاں کھڑے سپاہی کو سکرین روشن کرنے کا اشارہ کیا۔جہاں
ایک شخص کی تصویر نمایاں ہوئی تھی۔

یہ دارم سہگل ہے۔ملک کا سب سے بڑا دشمن کہا جائے تو غلط نہیں ہے۔۔ہر آفیسر تک اس کی پہنچ "
ہے۔اس کے کالے دھندوں اور اور لڑکیوں کی سمگلنگ نے اتنے خاندان اجاڑے ہیں کہ کوئی اندازہ بھی
نہیں لگا سکتا۔۔ہماری پاک فوج کے دو آفیسر اسی کے ہاتھوں مارے گئے۔۔اور بھی نا جانے کتنی

ایجنسیوں کے جوانوں کو اس شخص نے شہید کر دیا۔یوں سمجھ لیں جانتے بوجھتے بھی ہماری تمام ایجنسیاں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکی۔۔ لیکن دو سالوں میں اس نے بہت تباہی مچائی ہے۔ہر پسماندہ علاقوں میں اس کے ظلم کی داستان رقم ہے۔۔اور اس کے ساتھ ناجانے کتنے لوگ جڑے ہیں۔ہمارے اپنے ملک کے محافظ بھی اس کی خاطر غداری کر چکے ہیں۔لیکن اب اس کو نیست و نابود کرنے کا وقت آ چکا ہے۔اور اگر اب اسے نہ روکا گیا تو وہ ہو گا جس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔۔اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ میجر زین چوہدری یہ مشن بھی آپ کے ہاتھوں مکمل ہو گا۔

زین کی چوڑی پیشانی پر بل نمایاں ہو چکے تھے جبکہ سفیر خان چت سیدھا کھڑا ہوا سکرین پر نظر آتے شخص کو اپنی آنکھوں میں جذب کر رہا تھا جبکہ دل و دماغ زین چوہدری کی پہچان چل رہی تھی۔

" سر آج میں آپ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اس ملک کے ہر دشمن کو ہر میلی آنکھ سے دیکھنے والے شخص کو نیست و نابود کروں گا۔۔ "

" یہ کیپٹن شہرین ہیں۔۔" کچھ دیر بعد ایک لیڈی آفیسر اندر داخل ہوئی۔جس نے اندر آتے ہی سیلیوٹ کیا تھا۔

زین سفیر کو دیکھے کرنل صاحب کی طرف متوجہ ہوا تھا جبکہ سفیر یہاں سے نکلتے ہی میجر زین چوہدری کو جواب دینے کا سوچ چکا تھا۔

وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا، جب سفیر نے اس کی گاڑی کا شیشہ ناک کیا۔

زین اسے دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

خیریت کیپٹن سفیر ابھی تو ہم اندر مل کر معاملات طے کیے آئے ہیں اب آپ یہاں؟" سفیر نے سپاٹ " چہرے سے اسے دیکھا۔اور پھر دوسری طرف سے گاڑی میں آ بیٹھا۔زین اس کی بے تکلفی پر مسکرایا تھا ناجانے کیوں یہ شخص اسے اچھا لگا تھا۔

"میں اس مشن میں آپ کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتا۔۔"

اس نے سامنے دیکھے کہا۔

اگلے ہی پل زین چوہدری کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔

" وجہ؟؟"

وجہ میں بتانا ضروری نہیں سمجھتا۔۔" وہ گاڑی سے اترنے لگا جب زین نے اس کا مضبوط بازو پکڑا۔"

"وجہ بتائے بغیر میں تمہیں بالکل نہیں جانے دوں گا۔۔"

وجہ یہ ہے کہ میں ایک قاتل کے بیٹے کے ساتھ کام کرنا نہیں چاہتا۔۔"وہ دانت پیسے غرایا۔۔جبکہ " زین تعجب سے اسے دیکھنے لگا۔لیکن پھر ایک گہرا سانس لیا۔

ہم کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔" وہ گاڑی سٹارٹ کیے بولا تھا۔"

کچھ دور جا کر اس نے ایک کیفے کے سامنے گاڑی روکی۔اور سفیر کی طرف مڑا۔

اندر آؤ گے یا یہیں اپنی نفرت کی وجہ سنانا چاہتے ہو۔۔" زین نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔سفیر لب " بھینچے بیٹھا رہا۔

"تم جانتے ہو مجھے تم سے پہلی ملاقات میں ہی ایک الگ سی کشش محسوس ہوئی تھی۔ایسا لگا جیسے تم اور میں بہت قریب ہیں۔۔"

"میری خالہ تمہارے باپ مخدوم چوہدری کے نکاح میں تھی۔۔یعنی تمہاری سوتیلی ماں۔جسے تمہارے دادا نے بے رحمی سے قتل کروادیا۔۔"

زین سن ہوا تھا۔جبکہ سفیر کے چہرے پر کرب پھیلنے لگا۔

"میری خالہ نے بہت تکلیف برداشت کی تھی۔۔تمہارے دادا نے انہیں زہر دے دیا تھا۔کہ وہ تڑپتی ہوئی۔ان ہاتھوں میں انہوں نے دم توڑ گئی تھیں۔۔

زین کے پاس آج لفظ باقی نہیں رہے تھے۔نہ حوصلے کے لیے نہ ہی اس حقیقت کو جھٹلانے کے لیے کیونکہ اس ظلم و ستم کی وجہ سے تو وہ یہاں آیا تھا۔۔اس شہر میں۔۔لیکن یہاں بھی وہ دردناک تلخ حقیقتیں اس کے سامنے آکر منہ چڑا رہی تھیں۔

"میرے دادا کا انتقال ہو چکا ہے۔اب ان کے بارے میں کچھ کہوں گا تو گناہ کے ساتھ ان کی روح کو بھی تکلیف پہنچے گی۔۔اور۔اگر میرا باپ اس سب میں ملوث ہو گا تو تم انہیں جو سزا دینا چاہو تم دے دینا۔میں تمہیں نہیں روکوں گا۔۔کیونکہ وہ مجرم ہونے سے پہلے میرا باپ ہے۔۔میں اسے کبھی سزا نہیں دے سکتا۔۔"

زین سٹیرنگ پر انگلیوں کو گھمائے بولا۔جبکہ سفیر اسے دیکھتا رہ گیا۔۔اسے تو لگا تھا کہ وہ اس حقیقت کو جھٹلا کر اس کے گلے پڑ جائے گا۔۔لیکن اس نے سفیر کو لاجواب کر دیا تھا۔

سفیر لب بھینچتا گاڑی سے اترنے لگا۔۔جب زین نے ایک بار پھر اس کا بازو پکڑا تھا۔

ہم خاندانی دشمنی میں کی آڑ میں اپنے ملک کا نقصان ہونے نہیں دے سکتے۔۔کیا خیال ہے کہ اس مشن " میں ہم دوست بن جائیں۔۔۔ساری پہچان بھلائے ایک نئ پہچان کے ساتھ ایک دوسرے سے ملیں۔۔"

سفیر کے خوبرو چہرے پر اس وقت تذبذب پھیلا تھا۔ "میں نے آج تک کسی کی طرف دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھایا۔ لیکن تمہاری طرف بڑھاؤں گا۔۔کیونکہ مجھے تم سے انسیت ہونے لگی ہے۔۔ "

وہ عہدے میں ہی اس سے بڑا نہیں تھا۔۔بلکہ وہ سوچ میں بھی بڑا تھا۔۔ سفیر نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر خود آگے بڑھ کر اس کے گلے سے جا لگا تھا۔ یہ آغاز تھا ان کی نئ دوستی نئے مشن کا۔۔جسے وہ دونوں مل کر پایہ تکمیل تک پہنچانے والے تھے۔

تایا ابو میں تعبیر سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔" پاس لیٹی وہ لڑکی حیرت سے اس مغرور شخص کو دیکھتی رہ گئی۔

جی آپ جس سے چاہیں اس کی شادی کر دیں۔۔ویسے بھی بات ہم سب کے درمیان ہوئی تھی باہر والا " کوئی نہیں جانتا" وہ نہایت سپاٹ پن سے بولا۔وہ لڑکی اب شایان کے کندھے سے لگتی بیٹھی جبکہ شایان نے نہایت حقارت سے اسے دور جھٹکا۔

وہ بری طرح لڑکھڑائی تھی۔

شایان فون بند کیے اس کی طرف مڑا۔

"کس حق سے تم میرے قریب آئی کیا میں نے تمہیں اجازت دی۔۔"

وہ اس کے بال جکڑے غرایا۔

رات ہی تو۔۔۔" وہ کہنا چاہتی تھی۔پر شایان ساگر نے بولنے کی اجازت نہیں دی تھی۔"

دفعہ ہو جاؤ میرے کمرے سے۔۔۔"اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنی شرٹ اٹھائی۔۔اور اسے پہنے باہر نکل" گیا۔

اس کا رخ بار کی طرف تھا۔

صرف تمہاری وجہ سے وہاج۔۔آج میں نے تعبیر کو چھوڑ دیا۔۔ تم سے نفرت نے مجھ سے میری" چاہت چھین لی۔۔ لیکن۔ وہ چند لمحے رکا۔

فکر مت کرو، ہر چیز کا حساب سود سمیت لوں گا۔۔ تمہاری بہن کو برباد کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ میرا "ہوگا۔

شراب کے بڑے گھونٹ حلق سے اتارتا وہ تلخی سے بولا۔

وہ کافی دیر سے شراب نوشی کر رہا تھا۔۔ تبھی دماغ سن ہونے لگا اور آنکھیں بوجھل،۔۔وہی کاؤنٹر پر سر رکھے وہ بے سدھ ہوا۔

دارم سہگل اندر آیا تو شایان نشے میں دھت بیٹھا تھا۔

شایان ! ! دارم نے اسے پکارا۔ "

وہ اسے اپنے بیٹے کا آج بتانا چاہتا تھا۔۔اور اس کی شادی کے بارے میں بھی، جو وہ اس کی کزن سے کرنا چاہتا تھا۔

برباد کردوں گا سب کو۔۔سب کی بربادی کی وجہ شایان سا گر بنے گا۔ تعبیر کی شادی ہو جانے دو۔ پھر " " تمہیں بتاؤں گا۔۔

دارم سہگل ٹھٹکا تھا۔اور پرسوچ سا وہ شایان کو دیکھے گیا۔۔پھر باہر نکل گیا تھا۔۔یہ راز کبھی اسے نہ بتانے کے لیے کہ۔ سعدان سہگل اس کا بیٹا ہے۔۔جسے وہ بہت جلد انڈرورلڈ میں انٹروڈیوس کروانے والا تھا۔۔یہ راز وہ اب اسی دن ہی کھولنے والا تھا۔

کیا سچ میں انہوں نے ہاں کر دی؟" نوفل کو جیسے یقین نہیں آیا تھا۔۔پر یہاں وہی ایک طرف بیٹھی " بھائی کا پھیکا پڑتا چہرہ دیکھنے لگی۔۔

مسز ایاز کی خوشی کا جیسے کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔سعدان کا ماتھا چوم کر انہوں نے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔وہ آج پھر بے بس سا ہوا تھا۔

"مجھے یقین تھا کہ وہ مان جائیں گے۔۔ میرے بیٹے کو آخر ریجیکٹ کر کون سکتا ہے؟"

ایاز احمد بھی آگے بڑھے۔اور اس کو سینے سے لگایا۔

"اب میں چاہتا ہوں تم لوگ مینشن شفٹ ہو جاؤ، میرا شادی بھی وہی کرنے کا ارادہ ہے۔۔۔"

یہ تو بہت اچھی بات ہے بابا۔۔" نوفل اب بولا تھا۔"

بالکل اب کل ہی شفٹ ہو جائیں گے۔۔وہاں سب سیٹنگ ہو چکی ہے۔۔بس سب اپنے اپنے کمرے "
پسند کرلیں۔۔"

کچھ ہی دنوں میں مینشن یزدان کے نام ہو چکا تھا، سعدان نے سرعت سے انکار کر دیا تھا۔۔ایاز احمد نے بہت کوشش کی تھی لیکن پھر اس کی ضد کے آگے وہ ہار گئے تھے۔۔اس لیے مینشن یزدان کے نام اور ان کا اپنا گھر پریہان کے نام ہو چکا تھا۔

میں اپنا کمرا پسند کر چکا ہوں۔"یزدان نے پہل کی۔"

"بالکل میرے بیٹے کا مینشن ہے جو کمرہ چاہے وہ لے سکتا ہے۔۔"

باتوں کا سلسلہ شروع ہوا تو پریہان اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔یزدان بھی معذرت کیے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔لاؤنج میں سعدان مسز ایاز اور ایاز احمد رہ گئے تھے۔

وہ اپنے کمرے میں آیا اور تھکا ہارا سا بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"آپ تعبیر آپی کے بارے میں سوچ رہے ہیں؟"

پریہان اس کے برابر آکر بیٹھی۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا۔۔؟"

"مجھے اسی دن پتہ چل گیا تھا جس دن وہ آپ کو مال میں ملی تھی۔"

"وہ سعدان بھائی کو پسند ہیں۔۔ پھر میں کیسے؟"

"میں سعدان بھائی سے تعبیر آپی لے لوں گی۔۔"

وُہ ضدی بنی بولی۔۔یزدان اس کا غصیلا چہرہ دیکھے ہنسا تھا۔

"پاگل لڑکی!! اتنی بھی وہ مجھے پسند نہیں آئی۔۔"

یزدان نے اس کے بال بگاڑے۔

کاش سعدان بھائی اسے نہ دیکھتے۔تو آج وہ آپ کی ہو جاتی۔۔۔" وہ دل مسوس کیے بولی۔"

"ایسے نہیں کہتے سعدان بھائی بہت اچھے ہیں۔۔"

وہ اچھے نہیں ہیں بہت.برے ہیں۔۔وہ سب سے زیادہ.برے ہیں۔۔" پری ایک دم ہذیاتی ہوئی۔جبکہ" یزدان اس کے ردِ عمل پر دنگ ہوا۔

پری اتنی سی بات پر تم انہیں.برا کہہ رہی ہو۔"یزدان نے اس کا ہاتھ پکڑے سمجھانا چاہا۔"

اتنی سے بات نہیں ہے وہ بہت.برے ہیں انہوں نے مار دیا۔۔" پری کا سانس پھولنے لگا جبکہ سعدان" دروازے میں کھڑا گھبرایا تھا۔

پری یہاں کیا ہوا؟" وہ تیزی سے اندر آیا جبکہ پری اسے دیکھتی گھبرائی تھی۔"

دور رہیں مجھ سے۔۔۔برے ہیں آپ بہت برے۔" وہ سعدان کو خود سے دور جھٹکنے لگی۔"

جبکہ یزدان فوری اسے سنبھالے آگے آیا۔

"پری وہ بڑے ہیں۔"

انہیں کہے جائیں۔۔یہاں سے۔۔" وہ تیز ہوتی سانس سے بولی۔ سعدان نے مٹھیاں بھینچ لی۔۔اس" کا گستاخ انداز اور دھتکار جیسے اس کے خون میں فشار بلند کر گئی تھی۔

بھائی پری کی طرف سے میں سوری کرتا ہوں۔۔"یزدان نے معاملہ سنبھالنا چاہا۔۔"

اٹس اوکے۔۔" وہ سنجیدگی سے کہے کمرے سے نکل گیا تھا۔"

اسے گاڑی میں ڈالو۔۔۔" آریان نے اپنے ساتھی کو کہا۔۔جو اسے شپ سے لایا تھا۔آریان ائیرپورٹ" سے یہاں سمندر کنارے پہنچ چکا تھا۔۔

وہ اپنا کام مکمل کر کے آج اسے یہاں لا چکا تھا۔اس دوران وہ پل پل دارم سہگل اور اس آدمی سے رابطے میں رہا تھا۔ جو اس کے ساتھ وہاں گیا تھا۔ وہ بائے ائیر ہی واپس آیا تھا جبکہ روز نامی لڑکی اس آدمی کے ساتھ ، جس کی غلیظ گندی نظریں وہ سارے راستے برداشت کرتی آئی تھی۔

اس کے آدمی نے اسے چھونا چاہا جب اس نے ایک زور دار کک اس کے پیٹ پر ماری۔وہ کراہ کر پیچھے ہوا۔

آریان نے اپنی گلاسز کی اوٹ سے اسے دلیری کو دیکھا اور پھر بازو سے جکڑ کر کھڑا کیا۔۔جب روز نے اس کے منہ نوچنا چاہا۔

لیومی۔۔" وہ بری طرح جھٹپٹائی، جبکہ اس کی گہری نیلی آنکھوں میں آنسو تھے۔پر چہرے پر غضب " پھیلا تھا۔آریان نے ایک زور دار تھپڑ اس کے گلابی گال پر مارا۔وہ دوبارہ زمین پر گری تھی، اور منہ پر ہاتھ رکھے اس نے آریان کو دیکھا۔۔جو قہر آلود نگاہ سے اسے گھور رہا تھا۔

آئی ول کل یو۔۔" وہ ایک بار پھر اس پر جھپٹی جبھی آریان نے اسے بری طرح بازوں میں جکڑ لیا" تھا۔اپنے تھپڑ مارنے پر اسے شدید افسوس ہوا تھا۔اس کے سفید گال پر انگلیوں کے نشان اپنی چھاپ چھوڑ چکے تھے۔

"چپ چاپ چلو۔۔ورنہ یہیں ختم کر کے چلا جاؤں گا۔۔ "

اس کی پھیلی گہری شہد رنگ آنکھوں میں ایک سرد سی دھمکی تھی۔۔

روز نامی اس لڑکی کو اپنا پورا وجود سرد پڑتا محسوس ہوا۔اس شخص کی آنکھوں میں اسے ہوس نظر نہیں آئی تھی۔جو اسے تھم جانے پر مجبور کر گئی تھی۔۔

آریان کے ساتھی نے اس کے ہاتھ باندھنا چاہے جب وہ ایک بار پھر جھٹپٹائی۔

باس بہت کوئی الٹی کھوپڑی ہے۔۔سارے راستے پاس نہیں آنے دیا۔۔"وہ منہ بگاڑے بولا۔۔اور " آریان سمجھ گیا تھا۔۔

آریان نے مڑ کر اسے دیکھا جس کی نظر اس کے نازک سراپے پر جمی تھی۔ بلاشبہ وہ حسن کا مجسمہ تھی۔۔سفید رنگت نیلی چمکدار سی آنکھیں گولڈن بال جو اس کی سفید رنگت پر کافی پیارے لگ رہے تھے۔

ایک زوردار تھپڑ اس نے اپنے ساتھی کو مارا۔اور گریبان سے جکڑا۔۔

اب تو اس کے پاس آیا یا پھر اسے دیکھا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔"اس کی واضح دھمکی اور پر وہ " شخص ہل کر رہ گیا تھا۔

اپنے ساتھی کو جھٹک کر اس نے اسے بیک سیٹ پر پھینکا اور گاڑی سٹارٹ کی۔

اگر مجھے تمہاری زرا سی بھی آواز آئی یا پھر کوئی الٹی سیدھی حرکت کرتے محسوس ہوئی اسی پل میں " تمہیں چلتی گاڑی سے باہر پھینک دوں گا۔۔"

وہ پیچھے مڑتے اسی کے لہجے میں دھمکی دیئے بولا تھا۔

وہ اس کے ایک تھپڑ سے ہی گھبرا گئی تھی۔مزید مزاحمت کرنے کی جیسے ہمت باقی نہیں تھی۔کچھ اس کا اپنے ہی آدمی کو مارنا روز کو تھوڑی دھارس دے گیا تھا۔

گاڑی کی سپیڈ بڑھائے وہ اسے دارم سہگل کے خفیہ اڈے پر لایا۔

گاڑی روک کر وہ اترے پیچھے آیا۔۔دارم کے آدمیوں نے اسے سنبھالنا چاہا جب آریان نے انہیں ہاتھ سے وہی رکنے کا کہا۔

باہر آؤ۔۔" وہ کرختگی سے بولا۔ جبکہ اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔"

آریان نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے جکڑ کر باہر نکالا تھا۔

اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمہارے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کروں تو چپ چاپ چلو یہاں اتنے لوگ ہیں، " پر کوئی بھی تمہارا ہمدرد نہیں ہے۔۔سب کے سب تمہیں برباد کرنے کے لیے تیار ملیں گے۔۔اس " لیے جو کہتا ہوں وہ کرو۔

وہ دھیمے لہجے میں بولا۔اپنا ہی لہجہ اسے بیگانہ لگا تجا۔۔بندھے ہاتھوں کے ساتھ اسے لیے اندر بڑھا۔جہاں دارن سہگل کاؤچ پر موجود تھا۔پاس ہی ایک لڑکی بیٹھی تھی۔ جسے دارم نے وہاں سے کھڑے ہونے کا کہا۔

اس نے روز کو دارم کے قدموں میں پھینکا تھا۔ جبکہ دارم سہگل نے حیرت سے پہلے اس لڑکی کو اور پھر آریان کو دیکھا۔۔جواب ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا۔

آریان تو ہر مرتبہ مجھے خوش کر دیتا ہے۔۔" دارم اٹھ کر آریان سا گر کے گلے سے لگا۔اور پھر روز کی " طرف مڑا۔

تو، تو تصویروں سے زیادہ پیاری ہے۔" دارم سہگل نے جھک کر اس کا گال سہلایا۔۔جو نا جانے کیوں " آریان کو نہایت ناگوار لگا تھا۔

دارم مجھے انعم سے ملنا ہے۔۔۔"آریان نے اس کا دھیان بٹانا چاہا۔۔"

کیا؟؟ وہ سیدھا ہوا۔"

یہ لڑکی لانے کا کہا تھا۔۔اب مجھے میری بہن سے ملنا ہے۔۔"وہ ازلی سپاٹ انداز میں بولا۔"

" فلحال نہیں۔۔اسے کچھ دن تو اپنی سرپرستی میں لے کر کام سکھا۔۔یا پھر انعم اس کی مدد کرے گی۔"

کیا مطلب ؟"آریان حیران ہوا تھا۔"

یہ لڑکی بستر کے لیے نہیں بنی۔۔" دارم کے لفظ اس نے بمشکل برداشت کیے۔جبکہ روز زمین پر گری" ان کی زبان سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

اسے صرف گن چلانا سکھادے۔۔کیونکہ تجھ سے اچھا شوٹر مجھے آج تک کوئی نہیں لگا۔باقی کام انعم " سنبھال لے گی۔۔پھر اسے انعم کے ساتھ لگادوں گا۔بڑے کام کی لڑکی ہے۔"۔دارم نے اس کی نازک کمر پر نظر جمائی تھی۔۔روز کو اس کی چبھتی نظروں نے جیسے اندر تک گھائل کیا تھا۔۔

آریان نے اس کی نظر کا ارتکاز بھانپا۔۔اور پھر جیسے حامی بھر گیا۔

ٹھیک ہے۔۔"اس نے فوری حامی بھری۔۔جبکہ دارم ایک بار پھر حیران ہوا تھا۔"

کیا سچ میں۔۔" دارم نے تسلی چاہی۔۔"

"ہاں میں اسے سکھادوں گا اسے میرے کمرے میں شفٹ کروادیں۔۔"

کیا مطلب زیادہ ہی پسند تو نہیں آگئی؟" دارم نے اس کے چہرے پر نظر جمائے پوچھا۔"

آپ میرا کام جانتے ہیں۔" اس نے بے تاثر انداز میں کہا تھا۔"

" تبھی تو تھوڑے عرصے میں ہی تجھ پر اعتبار کرنے لگا ہوں۔۔"

" مجھے اس سے پہلے اپنی فیملی سے ملنا ہے۔"

ٹھیک ہے انعم کو لے جانا ساتھ۔۔۔" اب حیران ہونے کے باری آریان کی تھی۔"

تجھ پر اعتبار تو ہے لیکن میری اپنی بھی بہت سیکیورٹی ہے۔۔اس لیے لے جاسکتا ہے تو۔۔"آریان" خاموش رہا، گویا کوئی فرق نہ پڑا ہو۔

اس نے ایک طرف کھڑی لڑکی کو روز کو لے جانے کا کہا۔۔

آریان کی نظریں دروازے پر جم سی گئیں۔ جہاں سے وہ آنے والی تھی۔

اور کچھ ہی دیر میں وہ آچکی تھی۔ لیکن اس مرتبہ آریان نے کوئی گرمجوشی نہیں دکھائی۔۔فقط خاموشی سے باہر نکل گیا تھا۔ لیکن اس بار وہ اپنی پوری کوشش کرنا چاہتا تھا۔۔حویلی جاکر وہ اپنی اور انعم کی رہائی کی کوئی نہ کوئی راہ نکالنا چاہتا تھا۔۔اور اس میں وہاج سلطان سے بڑھ کر کوئی اس کی مدد نہیں کرسکتا تھا۔

انعم کا حویلی آنا جیسے سب کے لیے خوشی کی وجہ بنا تھا۔خوشیوں نے رونق بحال کی تھی۔

تعبیر کی منگنی بھی کچھ دنوں میں ہونا قرار پائی تھی۔۔اور شادی مہینے کے آخر میں تھی۔

وہاج بھی ان دنوں حویلی میں ہی تھا۔۔

چست جینز اور چھوٹی سی اولیو گرین شرٹ کے اوپر جیکٹ پہنے وہ وہاج کو ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔۔لیکن اس مرتبہ اس کے چہرے پر کوئی نخوت پن نہیں تھا۔

اس نے وہاج کو حسرت بھری آنکھوں سے دیکھا۔ایک پل کے لیے دل چاہا دارم کی حقیقت اسے بتادے۔۔اس کے چنگل سے رہائی پالے۔۔لیکن گردن میں موجود چپ نے روک دیا تھا۔۔صنم کی معصومیت اور شایان کے مسکراتے چہرے نے اسے روک دیا تھا۔

صنم اس کے پاس ہی بیٹھی تھی۔۔

"آپی بابا چاہتے ہیں آپ کی شادی وہاج بھائی سے ہو جائے لیکن وہ بہت برے ہیں۔ہر وقت شایان اور آپ کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کرتے رہتے ہیں۔۔۔"

"کوئی بات نہیں۔۔"اس نے صنم کو ساتھ لگا کر بہلایا تھا۔

"میں چاہتا ہوں۔کہ اس خوشی کے موقع پر میں وہاج اور انعم کی منگنی بھی ساتھ ہی کردوں۔۔۔"

کمال ملک کی ازلی ضد پر اس نے اپنی ناگواریت بمشکل چھپائی جبکہ انعم بھی اپنی جگہ چور سی ہوئی تھی۔

وہاج جھٹکے سے کھڑا ہوا،۔اور پھر ایک تیز نظر سے انعم کو دیکھے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔اس کی نظر انعم نے بے شک نہ دیکھی ہو پر صنم کو وہ چھبتی نظر مزید وہاج سلطان سے نفرت پر مجبور کر گئی تھی۔

انعم کو بھی اپنا وہاں بیٹھنا بے فضول لگا تھا۔

وہاج ! ! وہ اس کے دروازے پر دستک دیئے اندر آئی۔

وہ شرٹ اتار چکا تھا۔۔انعم کو کمرے میں دیکھے وہ ایک بار پھر طیش میں آیا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

کیسے ہو وہاج؟"اس کے سوال کو نظرانداز کیے وہ بمشکل بولی۔"

انعم تمہارے اور میرے درمیان اتنی دوستی نہیں ہے کہ میں تمہیں اپنا حال بتاتا رہوں۔"وہ بیزاری سے بولا، جبکہ صنم جو انعم کو بلانے آئی تھی۔۔وہاج کے تلخ باتیں سنتی اندر آئی۔

ہر بار آپ آپی کے بارے میں الٹی باتیں کرتے ہیں۔اب وہ اتنے سالوں بعد آئی ہیں تب بھی آپ" "ایسے کہہ رہے ہیں۔

"اپنی زبان بند کرو۔ چھوٹی ہو تو چھوٹی ہی رہو۔۔جاؤ یہاں سے۔۔"

آپی وہاج بھائی آپ کے زرا بھی قابل نہیں ہیں۔۔آپ ان سے شادی ہی نہ کریں۔۔شایان بھائی پر "الزام لگایا تھا انہوں نے۔۔"

صنم!! انعم نے اسے تنبیہ کی تھی۔

اپنی بہن کو لے کر نکلو میرے کمرے سے۔۔" وہاج نے از حد بیزاری سے کہا۔"

وہاج میری بات تو سنو۔۔" انعم اسے اشاروں کنایوں میں بتانا چاہتی تھی پر وہ رخ موڑے کھڑا تھا۔"

انعم مجھے کچھ نہیں سننا اور کوشش کرنا کہ اپنے تایا ابا کو انکار کر دینا۔۔تم جیسی لڑکی سے میں شادی "نہیں کر سکتا۔۔"

کیسی لڑکی ہیں یہ۔۔اور آپ کیسے ہیں؟" صنم تو گویا انگاروں پر لوٹی تھی۔"

تمہیں تو لگتا ہے چچی نے زرا تمیز نہیں سکھائی لیکن قصور ان کا بھی نہیں، تم سب نے کب انہیں اتنی "ویلیو دی ہے۔۔تم بھی تو اپنے بھائی کے نقشِ قدم پر چلو گی۔۔"وہ استہزائیہ بولا۔

معاملہ جیسے بگڑنے لگا تھا۔۔انعم جو اپنی رہائی کے لیے ایک کوشش کرنا چاہتی تھی جیسے ناکام ہو کر رہ گئی تھی۔

چلو یہاں سے صنم۔۔" انعم اسے وہاں سے لے جانے لگی۔۔"

ہم جس بھی نقشِ قدم پر چلے ہیں پر آپ نے ہمیشہ خود کو ٹھیک اور ہمیں غلط سمجھا ہے تو ٹھیک ہے اب "میں آپ کو بتاؤں گی صحیح غلط کیا ہوتا ہے۔۔؟"

دھمکی دے رہی ہو۔۔" دھمکی نہیں آپ کو چیلنج دے رہی ہوں تایا ابو نے خود آپ کو حویلی سے نہ نکالا تو میرا نام بھی صنم نہیں۔"۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔" وہ صنم کو دیکھے دھاڑا۔۔جبکہ انعم اسے زبردستی گھسیٹتی باہر نکل گئی تھی۔"

منگنی کا فنکشن حویلی میں ہی رکھا گیا تھا۔

آریان سمجھ گیا تھا کہ اسے یہاں کیوں بھیجا گیا ہے، صرف سعدان کی وجہ سے۔۔تاکہ وہ اس کی حفاظت کر سکے۔۔اور اسی کے ساتھ واپس آسکے۔پر اسے ایاز احمد سے ملنا تھا۔۔ہر حال میں انہیں وہ چٹ دینی تھی۔۔

سعدان کے ساتھ ہی حویلی سے نکل آنا۔۔"اس نے میسج دیکھا جہاں دارم سہگل نے اسے آنے کا کہا تھا۔

ان سب میں وہ اس لڑکی کو بھول ہی گیا تھا۔۔جو اس کے روم میں رہ رہی تھی۔اور وہ خود یہاں آگیا تھا۔ اب بیزاری سے وہ ارد گرد دیکھ رہا تھا جب اس کی نظر وہاج کے ساتھ کھڑے آئی جی ایاز پر گئی تھی۔

آئی جی ایاز احمد کو دیکھے اسے جیسے امید کی کرن نظر آئی تھی۔۔لیکن سعدان کی موجودگی میں وہ کوئی بات نہیں کر سکتا تھا۔نہ ہی وہ چٹ انہیں دے سکتا تھا۔

پر یہاں خراب طبعیت کی وجہ سے نہیں آئی تھی۔۔اور مسز ایاز بھی اس کی وجہ سے گھر پر تھیں۔

بلیک شرٹ اور بلیک ہی جینز میں وہ اوپر سلیولیس جیکٹ پہنے نوفل یزدان جیسے محفل میں چھایا ہوا تھا۔

سعدان گرے تھری پیس میں تھا۔۔اس کی گرے آنکھوں کی چمک پہلے سے بڑھ کر ہی نمایاں تھی۔

تعبیر کو سٹیج پر لے جایا گیا۔۔جب یزدان اس کی طرف دیکھے مبہوت رہ گیا تھا۔

پیچ کلر کی لونگ میکسی میں اس کے تیکھے نین نقش زیادہ ہی نمایاں تھے۔۔۔کچھ اس کا سلیقے سے کیا گیا میک اپ اس کا حسن مزید نکھار گیا تھا۔

یزدان محفل سے ماورا ہوئے اسے دیکھے گیا۔۔دل جیسے بند سا ہونے لگا تھا۔۔

بیس سالہ وہ ل-ڑکا محبت کے معاملے میں وقت سے پہلے بڑا ہو گیا تھا۔

وہ اسے دیکھتے پیچھے ہونے لگا، سعدان اب اسے انگوٹھی پہنانے والا تھا۔۔اور یہ منظر جیسے نوفل یزدان کے لیے بھاری تھا۔

پیچھے کھڑا آریان جیسے اسی لمحے کے انتظار میں تھا۔۔اس نے نہایت پھرتی سے چٹ اس کی پاکٹ میں ڈالی۔۔

مجھ سے ضرور ملنا نوفل یزدان۔۔"اس نے سرگوشیانہ کہا۔۔۔یزدان جیسے سمجھ نہیں پایا تھا۔"

اس نے آریان کو مخاطب کرنا چاہا۔لیکن وہ فوری وہاں سے سٹیج کی طرف بڑھ گیا تھا۔

انعم اور وہاج کو بھی سٹیج پر بٹھایا گیا تھا۔۔وہاج سلطان نے بنا بحث کے منگنی کی حامی بھر دی تھی۔۔پر شادی کا اس نے فلحال قطعی منع کر دیا تھا۔

تعبیر جو ایک طرف کھڑی تھی۔ سعدان اب آئی جی صاحب کے پاس تھا۔ جہاں کمال ملک بھی کھڑے تھے۔۔اپنے برابر آتے یزدان کو دیکھ کر چند قدم پیچھے ہوئی، پر یزدان اس کی بازو اس انداز میں پکڑ گیا تھا کہ کوئی دیکھ ہی نہیں سکا۔

کافی خوبصورت لگ رہی ہیں۔۔۔" اس نے گھمبیر تا سے کہا۔"

میرا بازو چھوڑیں۔۔آپ۔۔" وہ جھٹپٹائی تھی۔"

کاش کہ یہ رنگ میں پہنا پاتا۔۔" اس کے لفظوں پر تعبیر کو جیسے سب سمجھ آیا تھا۔"

نہایت گھٹیا شخص ہو تم۔۔ تمہیں میں ایک چھوٹا سا لڑکا سمجھتی رہی اور تم۔۔وہ تمہارا بھائی ہے۔۔جس کی ہونے والی بیوی کے ساتھ تم یہ گھٹیا لفظ کہہ رہے ہو۔۔"

بھائی نہیں ہے۔۔صرف میرے بابا نے انہیں اپنے گھر میں رکھا تھا۔ہاں بھائی جیسا دوست ضرور کہہ سکتے ہیں" وہ جیسے ڈھیٹ بنا تھا۔

چھوڑو میرا بازو۔۔" تعبیر جھٹپٹائی تھی۔"

محبت ہو گئی ہے آپ سے۔۔جانتا ہوں میرا یہ جذبہ آپ کو گھٹیا لگے گا۔۔پر ہو گئی ہے ہو گئی ہے۔۔۔ لیکن وہ جو سامنے کھڑا ہے اس کی خوشی بھی عزیز ہے۔۔اور بہت ہی زیادہ عزیز ہے۔۔ تبھی اپنی محبت سب سے چھپا کر دفن کر دی ہے۔ لیکن آج مجھے لگتا ہے محبت چھپی نہیں ہے۔ بلکہ مزید بڑھ کر میرے چہرے سے ظاہر ہونے لگی ہے۔۔ کوشش کرنا شادی تک ہماری ملاقات نہ ہو۔ لیکن پھر آپ کو میرا ہونے سے کوئی نہیں روک پائے گا"۔

اس کے لفظوں نے تعبیر کو خوف سے سہما دیا تھا۔ قدم جیسے زمین پر جم کر رہ گئے تھے۔۔وہ خود تو چلا گیا تھا پر تعبیر کو بہت سے شبہات میں مبتلا کر گیا تھا۔

وہ آخری مرتبہ وہاج سے بات کرنا چاہتی تھی۔اسے اشارہ دینا چاہتی تھی۔۔پر وہ شاید بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

لیکن آج اسے موقع مل ہی گیا تھا۔۔سب ناشتے کی وجہ سے نیچے ہال میں تھے۔۔اور وہاج آج وہاں سے جانے والا تھا۔۔جانا تو سب کو ہی تھا۔

وہ اس کے کمرے کی طرف آئی تو واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔

اس نے ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں ڈالی۔بیڈ پر پڑے وہاج کے فون کو دیکھ کر اس کے دماغ میں ایک کوندا لپکا تھا۔

وہ تیزی سے بیڈ کے قریب آئی اور اپنا نمبر اس میں سیو کرنے لگی۔

کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے یہ سارا عمل کیا جبکہ وہاج واش روم سے باہر نکلتا انعم کو وہاں دیکھے حیران ہوا۔جو آج بھی اونچی کیپری کے ساتھ بمشکل پیٹ کو ڈھانپے شرٹ پہنے ہوئے تھی۔۔

اس کا نازک سراپا،اور یہ بے باک سا لباس کسی کا بھی ایمان ڈگمگانے کا باعث بن سکتا تھا۔۔وہاج کو اس کا یوں اپنا موبائل پکڑنا نہایت طیش میں مبتلا کر گیا۔۔وہ اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔۔جب وہ مڑی تھی۔۔اور اگلے ہی پل اس کی چیخ بے ساختہ تھی۔

تم میرے کمرے میں کیا کر رہی تھی۔۔؟" وہاج کرختگی سے گویا ہوا جبکہ انعم کا رنگ فق ہوا۔۔اس" نے بے ساختہ اپنے دونوں ہاتھ جوڑے۔۔۔اور نفی میں سر ہلایا۔وہ اسے کچھ بھی کہنے سے روکنا چاہتی تھی۔۔جبکہ وہاج اس کے عمل پر حیران ہوا تھا۔

کیا مسلہ ہے؟ کیا کہنا چاہتی ہو؟" وہ ازلی سرد انداز میں بولا۔"

انعم کے آنسو گالوں پر بہنے لگے۔۔جبکہ وہاج اس کی خاموشی اور پھر آنسوؤں پر الجھ کر رہ گیا۔

انعم خدا کا واسطہ ہے میں بہت پریشان ہوں۔اور تم مجھے اور الجھا رہی ہو۔۔میں تم سے شادی نہیں کرنا" چاہتا۔بلکہ میں کسی سے بھی شادی کرنا ہی نہیں چاہتا۔۔پھر بھی تم سے منگنی کی۔۔صرف اپنے بابا کی "وجہ سے۔اب تم یوں میرے کمرے میں آئی ہو۔۔جانتی ہو اس وجہ سے کتنی بدنامی ہو سکتی ہے؟

وہ تلخی سے بولا۔جبکہ انعم کا رنگ فق ہونے لگا۔

انعم آپی۔۔!!انعم جو وہاج کو کچھ کہنا چاہتی تھی۔۔صنم کی آواز پر مڑی۔"

تم کب تمیز سیکھو گی۔؟"اس لڑکی کا چہرہ وہاج کو ہمیشہ غصہ کرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔"

جب آپ سیکھ لیں گے۔۔میری بہن آپ کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے کیا آپ کو اس پر زرا رحم" "نہیں آتا؟

"دفعہ ہو جاؤ یہاں سے صنم !!"

یکلخت انعم چیخی تھی۔۔ جبکہ صنم وہی رک گئی۔۔ اس کے چیخنے پر حیران تو وہاج بھی ہوا تھا۔

"آپی آپ اس کی وجہ سے مجھ پر غصہ کر رہی ہیں؟"

جاؤ صنم !! وہ ایک بار پھر چیخی تھی۔"

یہ سب آپ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ آپ کی وجہ سے تعبیر آپی، شایان بھائی کی نہیں ہو سکی۔۔ آپ کی "
"وجہ سے آج میری بہن آپ کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے۔۔۔

انعم نے آگے بڑھ کر ایک زور دار تھپڑ صنم کو مارا۔۔

جب میں بکواس کر رہی ہوں تو کیوں نہیں سن رہی تم۔۔ کیوں۔۔ "اس کو بری طرح جنجھوڑتی وہ بے "
بسی سے رو دی۔

وہاج کو انعم پر شبہ ہوا تھا۔ جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی تھی پر مجبور تھی۔

اس نے بھیگی گلابی سی آنکھوں سے وہاج کو دیکھا۔ جیسے آخری مرتبہ دیکھ رہی ہو۔ وہاج کو وہ آنکھیں اذیت سے اٹی لگی تھیں۔

انعم !! وہ بے اختیار پکار اٹھا۔۔ لیکن وہ صنم کو لیے وہاں سے نکل گئی تھی۔

URDUNovelians

وہ ایک کوشش تو کر چکا تھا کہ نوفل یزدان وہ چٹ ضرور دیکھے گا۔

پر دو دن گزر چکے تھے نہ اس کی کوئی خبر آئی تھی نہ کال۔۔۔اور وہ واپس آگیا تھا۔اور جیسے وہ مایوس ہوا تھا۔گویا یہاں سے کبھی رہائی نہیں ملے گی۔اس کے ہاتھوں گناہ پر گناہ ہوتے چلے جائیں گے۔۔اور انہیں گناہوں کے بوجھ تلے دب کر وہ مر جائے گا۔۔

آتے ہی ایک اور کام اس کا منتظر تھا۔۔دو کنٹینرز اسے شہر کی حدود سے باہر پہنچانے تھے۔

وہ دارم سہگل سے اجازت لیتا اس کے آفس سے باہر نکلے ،اپنی گاڑی میں جا بیٹھا۔۔وہاج اپنی گاڑی میں پولیس اسٹیشن کی جانب جا رہا تھا جب اس کی نظر آریان کی گاڑی کی طرف پڑی تھی۔۔اور وہ حیران ہی تو رہ گیا تھا۔۔

دارم سہگل کو کون نہیں جانتا تھا لیکن اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لے سکتا کچھ اسے ڈی آئی جی صاحب کی طرف سے ابھی آرڈرز نہیں ملے تھے۔پر آریان ساگر کو یہاں دیکھنا وہ چونک گیا تھا۔۔اس کے ذہن کے پردے جیسے انعم کی روئی روئی آنکھیں اور آریان کا الجھا سا چہرہ گھوم گیا تھا۔وہ دونوں ساتھ ہی تو واپس آئے تھے۔

وہ اپنی گاڑی موڑتا اس کی طرف آیا۔۔ لیکن وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔اس نے آریان کے پیچھے جانا چاہا لیکن موبائل پر آنے والی کال کی وجہ سے اسے پولیس اسٹیشن جانا پڑا تھا۔

پر وہ ایک بار آریان ساگر سے اس بارے میں بات کرنا چاہتا تھا۔

وہ دارم کے آفس سے نکل کر مین روڈ پر آیا تھا۔۔جب گاڑی کے سامنے آتی لڑکی کی وجہ سے اس نے بمشکل بریک لگائی لیکن پھر بھی وہ لڑکی زخمی ہو چکی تھی۔

ڈیم اٹ۔۔!! وہ غصے سے کہتا باہر آیا۔جہاں ایک لڑکی کرتا شلوار پہنے ڈوپٹہ لیے ہوئے تھے۔

آپ ٹھیک ہیں؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔۔جبکہ اس لڑکی نے بھیگی آنکھوں سے اس شخص کو" دیکھا۔اور پھر اپنا پاؤں دیکھنے لگی جہاں سے خون نکل رہا تھا۔

سڑک پر مجمع اکٹھا ہونے لگا تھا۔

آیئے میں آپ کو گھر چھوڑ دیتا ہوں۔۔" نہ چاہ کر بھی اس لڑکی کو کہہ گیا تھا۔"

"مجھ سے چلا نہیں جا رہا۔۔اور مجھے اپنے گھر کا راستہ بھی نہیں پتہ۔۔"

کیا مطلب راستے کا نہیں پتہ ؟" وہ غصے سے بولا تھا۔"

"وہ ایک رکشے والا مجھ سے بد تمیزی کر رہا تھا تو میں وہاں سے بھاگ گئی تھی۔"

آریان نے زیرِ لب جیسے اس رکشے والے کو گالیوں سے نوازا تھا۔۔

"اچھا آپ آئیں،۔ میں پہلے آپ کا چیک اپ کروا دیتا ہوں۔"

وہ اس کا بازو پکڑے اسے گاڑی میں بٹھا چکا تھا۔ جبکہ کچھ فاصلے پر کھڑے سفیر نے زین کو ڈن ہونے کا اشارہ دیا تھا۔

کافی دن سے وہ دارم سہگل کے بارے میں انفارمیشن اکٹھی کر رہے تھے۔۔

آریان کو انھوں نے دو تین مرتبہ دارم سہگل کے آفس سے نکلتے دیکھا تھا۔ جس طرح وہ اندر گیا تھا۔۔ اور پھر باہر آیا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ شخص دارم سہگل کے کافی قریب ہے۔

اور اسی کے ذریعے ہی وہ اب اپنا مشن انجام دینے کی ٹھان چکے تھے۔

وہ دارم کو میسج کرنا چاہتا تھا لیکن وہ درد سے کراہتی اسے اپنی طرف متوجہ کر گئی تھی۔

مم مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔" ہاتھ پر بھی کئی خراشیں تھیں۔ جس سے خون کی لکیریں ابھر رہی تھیں۔

آریان اسے ہاسپٹل بھی نہیں لے جا سکتا تھا۔۔ وہ پر سوچ سا تھا۔ جب دارم کا میسج آیا تھا۔ جس میں اس نے اطلاع دی تھی کہ وہ واپس آ جائے۔

میرے ساتھ ایک لڑکی ہے دارم۔۔۔ اور وہ کافی زخمی ہے۔۔ میں اسے ہاسپٹل بھی نہیں لے جا سکتا۔۔"

لڑکی کا سن کر اس کے کان کھڑے ہوئے۔

دارم نے اسے اپنے ولا لانے کا کہا۔ لیکن اس کی انفارمیشن نکالنے کو بھی کہا تھا۔

تم اپنے گھر کا پتہ بتا سکتی ہو؟" وہ اس لڑکی کی طرف مڑا، ایک اور لڑکی وہ دارم سہگل کے حوالے نہیں" کر سکتا تھا۔

میرے ابا مجھے گھر رکھنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ میری جاب ختم ہو گئی ہے۔ میں سیلز گرل تھی، لیکن" "انہوں نے مجھے نوکری سے نکال دیا۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی آریان کو پشیمان کر گئی تھی۔

"تو اب تم کہاں جاؤ گی؟"

"آپ مجھے تھوڑے سے پیسے دے دیں۔۔ میں اپنی مرہم پٹی کروا کر کسی دارالامان میں چلی جاؤں گی۔۔"

نہیں۔۔!!! "دارالامان میں تو وہ اس لڑکی کو قطعی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔"

النعم!! اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا۔

پر وہ کہاں ہوتی تھی اس کا بھی آریان کو اتنا پتہ نہیں تھا۔

ہر لائحہ عمل سوچ کر وہ مجبور ہو گیا تھا۔۔ اسے دارم کے ولا لے جانے پر۔۔ اس کے علاوہ کوئی حل باقی نہیں بچا تھا۔

وہ باسط کے ساتھ یونیورسٹی سے نکلی تو سامنے دارم سہگل کی گاڑی کھڑی تھی۔

یقیناً آج دارم سہگل نے اس سے ٹارگٹ کے بارے میں پوچھنا تھا۔ جس دن سے وہ آئی تھی۔ دارم سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اور نہ وہاج نے اسے کال کی تھی۔۔ جس سے وہ مزید پرسان حال تھی۔

"یہ کون ہے انعم؟"

میرے بابا نے بھیجی ہے گاڑی۔۔ حویلی جانا ہے مجھے۔۔ کچھ دن بعد ملاقات ہو گی۔۔ اور جو ڈیزائن" تمہیں بنا کر دیے تھے ان کے بارے میں ضرور سوچنا۔۔" وہ باسط کو اشارہ دیئے بولی پر وہ سمجھ ہی نہیں پایا تھا۔

باسط کے ساتھ وہ اپنی زندگی کی چاہ کرنے لگی تھی۔۔ باقی جتنے بھی ٹارگٹ اس نے پورے کیے تھے۔ وہ احساس سے عاری ہوئے کیے تھے۔ لیکن باسط خان نے جیسے ساکت پڑے دل پر اپنا تسلط جمالیا تھا۔ تبھی دو مہینے سے اوپر ہو گیا تھا کہ وہ اپنے ٹارگٹ کو آگے بڑھا نہیں پائی تھی۔

وہ چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ گئی۔ اور خود کو آنے والے لمحات کے لیے تیار کرنے لگی تھی۔

مختصر سفر کے بعد گاڑی ایک ولا کے سامنے رکی۔

وہ بیگ سنبھالتی اندر داخل ہوئی۔۔ جہاں ملازمہ نے اوپر جانے کا کہا۔

وہ بوجھل قدم لیے اوپر بڑھی۔۔ جہاں دارم سہگل اسی کے انتظار میں تھا۔

دارم آپ نے بلایا۔؟" وہ تاثرات بحال کیے بولی۔"

"کچھ دن سے دیکھ رہا ہوں تو کھوئی کھوئی رہتی ہے۔جب سے حویلی آئی ہے۔۔کسی کام میں دھیان نہیں دے رہی؟وجہ بتا۔کیا ایس پی کو دل تو نہیں دے آئی؟"

"ایسا تو کچھ نہیں ہے دارم۔۔۔" وہ بدقت کہہ پائی جبکہ دل الگ ہی الجھا ہوا تھا۔

"کیا چاہتی ہو؟"

دارم نے سکرین پر شایان صنم اور آریان کی تصویر زوم کی۔اور انعم سمجھ گئی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔دارم۔۔جو باسط نامی لڑکا ہے جس کے ساتھ میرا گروپ بنا ہے۔وہ کافی سمجھدار ہے۔اس لیے کام میں دیر ہو رہی ہے۔۔۔" وہ وضاحتی ہوئی۔

"یہی وجہ ہے ناں۔۔۔" دارم نے ابرو اچکائی۔

"جی دارم، یہی وجہ ہے۔۔۔" وہ سر اثبات میں ہلائے بولی۔

"اور کوئی وجہ بھی نہیں ہونی چاہیے۔۔یہ آخری ٹارگٹ ہے تیرا۔۔اس کے بعد میں تجھے ملک سے باہر بھیج دوں گا۔سال بھر عیاشی کرنا۔"

"ٹھیک ہے دارم۔۔"

"اپنے منگیتر کا سنا۔۔شادی کرنی ہے یا نہیں؟"

"جیسا آپ چاہیں گے دارم ویسا ہی ہو گا۔۔پر اسے۔۔۔" وہ بولنا چاہتی تھی پر دارم نے ہاتھ میں موجود گن نے اس کی زبان کو تالا لگایا۔

ایس پی ہے وہ۔۔۔اور سنا ہے دو انکاؤنٹر کر چکا ہے۔" دارم کی باتیں اسے گھبرانے پر مجبور کر رہی تھی۔

"دارم وہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔میں آپ کو یقین دلاتی ہوں۔۔"

" تو اس کی فکر نہ کر۔۔بس مجھے اب جلدی رزلٹ چاہیے"

ٹھیک ہے دارم،" وہ بیگ درست کرتی وہاں سے نکلی اور نیچے آئی تھی۔"

جب شایان ساگر کی گاڑی دیکھے اس کا رنگ فق ہوا۔

وہ فوری دیوار کی اوٹ میں ہوئی۔

شایان بھائی یہاں۔۔۔" جس طرح وہ فون کان سے لگائے مسکراتا ہوا گاڑی سے اتر رہا تھا۔۔انعم کے" لیے وہ نا قابل یقین تھا۔یعنی وہ اور دارم اچھے دوست تھے۔یا پھر وہ دارم کا بزنس پارٹنر ہو سکتا تھا جو اس نے دنیا کو دکھانے کے لیے شروع کیا تھا۔جو بھی تھا شایان ساگر کو وہ دارم سہگل جیسے درندے کے ہاتھ چڑھنے نہیں دے سکتی تھی۔

فکر مت کرو دارم سے تمہاری ہی بات کرنے آیا ہوں۔۔ہاں، ہو جائے گا کام۔۔۔بھیج دے گا وہ اپنا" آدمی۔۔"

شایان فون میں مصروف اندر بڑھا جبکہ انعم نے اپنا سانس بحال کیا تھا۔

بھائی یہاں کیا کر رہے ہیں ؟اور شایان بھائی دارم کو کیسے جانتے ہیں ؟" سوالات تھے جو اس کے دماغ میں ہلچل مچا رہے تھے۔۔

وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتی دبے قدموں سے اندر بڑھی۔

شایان اوپر جاتا اسے نظر آیا تو وہ وہی رکی تھی۔

اس کے جانے کی تسلی کر کے وہ آگے بڑھی تو لاؤنج میں کوئی نہیں تھا۔

اس نے جوتے ایک طرف اتارے اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

"کہیں دارم شایان بھائی کو بھی تو ٹریپ نہیں کر رہے۔؟"

وہ دروازے کے پاس آ ٹھہری۔اندر وہ دارم سے مل رہا تھا۔جبکہ انعم کا دل لرز رہا تھا۔

"تو نے بتایا نہیں آنے سے پہلے۔۔انعم ابھی یہاں سے گئی ہے۔۔ کہیں تجھے دیکھ نہ لیا ہو۔؟"

اچھا نظر نہیں آئی۔" شایان نے لاپرواہی سے کہا۔۔جبکہ انعم کو لگا کسی نے اس کے اوپر سے ٹرین گزار دی ہو۔۔یعنی اسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

URDUNovelians

ویسے تو یہاں۔۔؟" دارم نے گلاس بھر کر اس کی طرف بڑھایا۔"

قتل ہو گیا ہے میرے ہاتھوں۔۔۔" اس نے گلاس لبوں سے لگاتے مختصراً کہا۔اور انعم کے پاؤں کے نیچے سے کسی نے زمین کھینچ لی تھی۔

کس کا کر دیا ہے قتل؟" دارم چونکا تھا۔ لیکن لہجے میں کوئی پریشانی نہیں تھی۔"

اور انعم کے لیے گویا انکشافات کا دن تھا۔ شایان ساگر دارم سہگل کو اچھے سے جانتا تھا۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اپنا موبائل باہر نکالا۔

"ڈیل ہوئی تھی میری۔۔ لیکن وہ مانا ہی نہیں۔۔ دھوکہ دے رہا تھا۔۔ مار دیا میں نے اسے۔۔"

"کیا اتنی سے بات پر مار دیا۔۔ ہوش میں ہے تو۔۔۔"

دارم تم تو ایسے ڈر رہے ہو جیسے میں نے پہلی مرتبہ کسی کو مارا ہے۔۔ مت بھولو کہ تمہاری خاطر میں" نے اپنے بہن بھائی تمہارے حوالے کر دیے۔ چھ چھ قتل کر دیے ہیں۔ اور کیا تم میری خاطر کچھ نہیں کرو گے؟۔" اس کے ہاتھ میں موبائل لرزا تھا۔ جبکہ دماغ سائیں سائیں کرتا محسوس ہوا۔ اب جیسے کسی وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔

اس کا اپنا بھائی ہی سوداگر نکلا تھا۔

سالوں کی اذیت آنکھوں کے گرد گھوم کر رہ گئی۔ جس کی خاطر یہ اذیت سہی تھی۔ وہی سب سے بڑا دشمن تھا۔۔ ڈسنے والا کوئی اور نہیں اس کا اپنے سگا بھائی تھا۔۔ وہ بھائی جسے وہ اپنا سب کچھ مانتی تھی۔ کیا وہ اتنا سفاک تھا۔۔ اتنا بے رحم؟ سگی چھوٹی بہن۔ اور بڑا بھائی تھا۔ جسے اس نے دارم کے پاس بیچ دیا تھا۔۔ اس نے کسی رشتے کا مان نہیں رکھا تھا۔۔ مان ٹوٹ گیا تھا۔ سب جیسے ختم ہو گیا تھا۔

وہ دونوں باتوں میں مصروف ہو گئے تھے جبکہ انعم کا دل کسی نے ٹکروں میں بکھیر دیا تھا۔ وہاں کھڑے رہنے کا جواز ہی باقی نہیں رہا تھا۔ آنکھیں بنجر ہو گئی تھیں۔

اس نے موبائل بیگ میں ڈالا اور تھکے قدم لیتی وہاں سے نکل گئی۔۔ گویا آج سب کچھ ختم ہو گیا ہو۔ سب کچھ۔۔۔

چپ چاپ وہ وہاں سے نکلتی اپنے گھر کی طرف آ گئی جہاں وہ۔۔ باقی لڑکیوں کے ساتھ رہتی تھی۔

اور کمرے میں آتے وہ جیسے ڈھے گئی تھی۔ بیگ وہی دروازے میں گر گیا۔ اپنی جیسے کوئی خبر نہیں تھی۔

آنسو گال پر بکھرنے لگے۔۔ اس نے ضبط سے ہتھیلیاں لبوں پر جما لی۔۔ ادھر وہ روتی اور ادھر دارم کو پتہ چل جاتا۔۔ لیکن آج اسے لگ رہا تھا اس نے سب کھو دیا۔ کچھ بھی باقی نہیں رہا۔۔

ہچکیاں گلے میں رکنے لگی۔۔ آج اسے اندازہ ہوا تھا کہ کوئی اس سے سوال نہیں کرتا تھا کہ وہ کہاں تھی آتی کیوں نہیں تھی۔۔ غرض شایان نے تو کبھی اس سے خاص بات کی ہی نہیں تھی۔۔

اس کا دل چاہا آج خود کو ختم کر لے۔۔ زندہ رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا تھا۔ بے بسی انتہا کو پہنچی تھی نہ رو سکتی تھی نہ چیخ سکتی تھی نہ کسی کو اپنا غم کہہ سکتی تھی۔ کہتی بھی کسے۔ یہاں تو اپنا بھائی ہی سب سے بڑا دشمن نکلا تھا۔۔

زمین پر بیٹھی وہ گھٹنوں پر سر ٹکائے وہ اپنے خساروں کو سوچنے لگی۔۔ ایک بار پھر دل بھر آیا تھا۔ آنسو پھسلتے گئے پر اس نے آہ بھی منہ سے نہ نکالی تھی۔

"مجھے تو لگا تھا دارم سہگل سے ملنا بہت مشکل ہو گا۔۔ لیکن ڈیلر صاحب نے میری یہ مشکل تو بہت جلد آسان کر دی۔"

زین چوہدری نے چیئر سے ٹیک لگائے کہا۔ سفید شلوار سوٹ میں وہ اوپر سکن کوٹ پہنے مکمل چوہدری کا روپ دھارے ہوئے تھا۔

"ایسا بھی نہیں ہے چوہدری صاحب!! اپنے مطلب کے لوگوں سے ملنے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔" وہ ادائے بے نیازی سے بولا۔

"بالکل۔۔!! مجھے بھی آپ سے ملنے کا خاصہ اشتیاق تھا۔۔ مطلب اتنے یونیک آئیڈیاز کے ساتھ آپ نے جس طرح وہ گھر بنوائے ہیں مجھے پہلی نظر میں ہی بھا گئے تھے۔۔" اس

"بس میں اپنے کاریگر اپنی طرح سمجھدار رکھتا ہوں۔"

دارم سہگل پیپر ویٹ گھمائے بولا۔

"مخدوم چوہدری کو تو آپ جانتے ہوں گے۔۔" زین نے بلا تامل کہا۔

جبکہ دارم سہگل چونکا تھا۔ لیکن اگلے ہی پل نارمل ہوا تھا۔

"شاید جانتا ہوں۔۔۔"

وہ میرے والد صاحب ہیں۔انہیں سے مجھے آپ کے بارے میں پتہ چلا تھا۔۔کہ آپ کا کام بہت اچھا ہوتا ہے۔وہ گاؤں میں ہوتے ہیں، لیکن مجھے پڑھائی کی وجہ سے شہر میں رہنا اچھا لگتا تھا۔اب اپنی فیکٹری کا کام جاری ہے۔۔تو اس کے لیے مجھے گھر بھی نزدیک چاہیے تھا۔۔اور دارم سہگل آپ کے بنائے گئے گھروں کی تو میں نے کافی تعریف سنی ہے۔۔"

دارم سہگل سر ہلا کر رہ گیا تھا۔اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتا آریان سا گر اندر داخل ہوا۔پر وہاں بیٹھے لوگوں کو دیکھ کر ایک جانب کھڑا ہوا۔ جبکہ دارم اس کے یوں اچانک آنے پر بوکھلایا تھا پر فوری ٹاثرات بحال کیے۔

" یہ کون ہے؟" زین چوہدری نے عام سا سوال کیا۔۔آریان کا آنا کسی خاصی ایمرجنسی کا نتیجہ تھا۔۔ تبھی وہ اندر آیا تھا۔

"یہ میرے بیٹوں جیسا ہے۔۔آریان۔۔"

"آریان یہ چوہدری صاحب ہیں۔اپنے گاؤں کے ہونے والے سردار، انہیں اپنے ایریا میں گھر پسند آیا ہے۔۔"آریان نے ایک گہری نظر اس شخص پر ڈالی جس کے خوبرو چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

ضروری بات کرنی تھی مجھے آپ سے۔۔۔"آریان نے زین چوہدری کو نظر انداز کیے کہا۔"

" کر لیتے ہیں ضروری بات۔۔ایسا کرو تم انہیں اپنے باقی کے گھر بھی دکھاؤ۔۔شاید ان کو وہ بھی پسند آجائیں۔۔۔"

دارم سہگل نے باتوں کے درمیان ہی اسے اشارہ دیا تھا کہ اس آدمی کی انفارمیشن نکالے۔۔زین چوہدری جیسے زیرک نگاہ والے شخص نے دونوں کا انداز بھانپ لیا تھا۔

آریان نے بحث کرنا ضروری نہیں سمجھا۔

کچھ دیر میں ضروری باتوں کے بعد زین وہاں سے نکل گیا تھا۔

اس کے بارے میں پتہ کروا۔۔ مخدوم چوہدری سے ایک دو بار ہی سرسری سی ملاقات ہوئی "
"ہے۔۔ لیکن پھر بھی اس کے بارے میں سب کچھ پتہ کروا۔اور ہاں اس لڑکی کا کیا بنا؟

"ٹھیک ہے باس۔۔اور وہ فلحال تھوڑا سا ٹھیک ہوئی ہے۔۔

ہاں تم کیا کہنا چاہتے تھے؟" وہ اب موبائل دیکھے بولا۔"

دارم۔۔ شوکت۔۔!! اس کے اڈے پر پولیس نے چھاپا مارا ہے۔۔"آریان نے نہایت آرام سے کہا"
جبکہ دارم سہگل چونکا تھا۔۔

کیا؟؟ کیسے ہوا حملہ؟؟اور یہ سعدان۔۔۔" یکلخت وہ خاموش ہوا تھا۔۔"

"باس شوکت کی اپنی لاپرواہی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔"

"صاف صاف بتا،آریان۔۔۔"

اس کی نظر نئ آئی لڑکی پر ہے۔۔جو فارن سے لایا ہوں۔وہ آج بھی وہی آیا تھا تبھی اس کے اڈے پر"
"پولیس نے چھاپا مارا ہے۔۔۔

اس کی تو میں۔۔"دارم سہگل نے دانت پیسے تھے۔"

تو جا اس لڑکی کو سنبھال۔۔۔ باقی میں اس شوکت کا انتظام کرتا ہوں۔۔دماغ میں زیادہ ہی چربی چڑھ گئی"
"ہے۔۔۔

آریان چپ چاپ باہر نکل گیا تھا۔ایک کام تو وہ کرچکا تھا۔۔اب باقی دارم سہگل خود کرنے والا تھا۔

"اب اگر تم نے صحیح نشانہ نہ لگایا تو آج ساری رات تم یہاں بند رہو گی۔۔اور دارم سہگل سے میں اب تمہیں بالکل نہیں بچاؤں گا۔۔"

اس کی دھمکی پر وہ فوری سیدھی ہوئی۔

وہ سیدھا روز کے پاس آیا۔جواب بھی اس کمرے میں تھی۔جہاں وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا۔

یہ زیرِ زمین خفیہ شوٹنگ روم بنایا گیا تھا۔۔جہاں وہ تین دن سے روز کو نشانہ لگانا سکھا رہا تھا۔

وہ ضدی لڑکی دو بار بھاگنے کی کوشش کرچکی تھی۔۔جس کی وجہ سے وہ دونوں مرتبہ ٹارچر روم میں لے جائی گئی تھی۔اس کی بازؤں پر مارے جانے کے نشان واضح تھے۔اور ناجانے کیوں آریان وہ سب دیکھ کر اپنا آپا کھو بیٹھا تھا۔ تبھی آج اس نے شوکت کے بارے میں دارم سہگل کو بتایا تھا۔کچھ شوکت نے دو تین بار اسے ہراساں کرنے کی کوشش کی تھی۔

وہ دارم سہگل کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا لیکن شوکت کو وہ سبق سکھا سکتا تھا۔

یہ کام اس کی غیر موجودگی میں کیا گیا تھا۔۔ورنہ وہ اس لڑکی پر ایک آنچ نہیں آنے دیتا۔۔

"گن پکڑو۔۔۔!!"اس کے حکم پر روز نے کپکپاتے ہاتھوں سے گن پکڑی۔

نشانہ لگاؤ۔۔" وہ سامنے جا کر بورڈ کے پاس کھڑا ہوا روز نے نشانہ لگایا۔اور پھر اسے دیکھا تھا۔ "

پھر سے غلط نشانہ۔۔" وہ جارحانہ تیور لیے اس کی طرف بڑھا جبھی اس نے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ "

کل سے تم پر محنت کر رہا ہوں مجال ہے کہ تم پر اثر ہو۔"وہ غرایا تھا۔جبکہ اس کی بازؤں پر لگے نشانات " نے اسے ایک بار پھر طیش دلایا تھا۔

"فوراً سیدھی کھڑی ہو جاؤ۔۔"

میں یہاں نہیں رہنا چاہتی جانا ہے مجھے۔۔" وہ آج پھر آریان پر چڑھ دوڑی تھی۔ "

کہیں نہیں جا سکتی تم۔۔ کہیں بھی نہیں۔۔"آریان نے اس کا چہرہ دبوچا اور دوسرے ہاتھ سے اس " کے دونوں بازو کمر سے لگا دیئے۔۔

آئی ہیٹ یو۔۔لیو مائے ہینڈز۔۔۔ تم سب بہت برے ہو۔وہ شخص بہت گھٹیا ہے۔اور تم بھی۔۔۔"وہ " درد سے تڑپی بولی جبھی آریان نے گرفت ڈھیلی کی۔

میں نے اس دن بھی کہا تھا آج بھی کہوں گا۔کہ تمہیں میں بچا سکتا ہوں۔صرف میں۔۔ میرے علاوہ " "تمہارا ہمدرد کوئی نہیں ہے۔۔ سمجھی۔۔

روز کی بھیگی بھیگی نیلی آنکھیں اس کی توجہ بھٹکانے لگی تھی۔۔اس نے سرعت سے نگاہ پھیر کر اسے چھوڑا تو وہ نیچے گر گئی۔۔اس کی سسکیاں فضا میں گونجنے لگی جو آریان کو چبھن دے رہی تھی۔

اگر آج کے بعد کوئی تمہیں پریشان کرے تو مجھے بتاؤ گی۔۔۔ لیکن یہاں سے جانے کا سوچنا بھی "
"مت۔۔ کیونکہ تم اب مر کر ہی یہاں سے نکل سکتی ہو۔۔

وہ سفاکی سے کہتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ جبکہ روز نے خونخوار نظر اس پر ڈالی۔ اور ایک بار پھر شدت سے روئی تھی۔ اس کے رونے کی آواز آریان ساگر کو مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر گئی تھی۔

آج پھر وہ شوٹنگ ایریا میں تھے، جبکہ روز آج خلافِ توقع خاموش تھی۔۔ اور نشانہ بھی ٹھیک لگا رہی تھی۔

کچھ دنوں میں اس کی گردن میں بھی چپ ڈال دی جاتی۔۔ پر آریان نے فلحال منع کیا تھا۔

ناؤ شوٹ!! اس نے روز کو کہا تو اس نے گن سیدھی کی جب پیچھے سے کسی نے نشانہ لگایا تھا۔"

گولی اس کے کان سے چند انچ کے فاصلے سے گزرتی بورڈ میں پیوست ہوئی تو وہ خوف سے مڑتی آریان سے ٹکرائی تھی۔۔اگلے ہی پل وہ اس کے گرد بازو لپیٹ چکی تھی۔

جو گلاسز لگائے اسے ہدایات دے رہا تھا۔یکدم ساکت ہوا۔۔

کیا ہوا؟" اسے سنبھالے اس نے سیدھا کیا۔۔تو نظر پیچھے گئی جہاں شوکت کھڑا تھا۔اور اس کے ساتھ " وہی شخص جو روز کو شپ کے زریعے یہاں لایا تھا۔

"واہ آریان۔۔ کہیں گن چلانا سکھاتے ہوئے تو اس کو محبت کرنا تو نہیں سکھا رہا۔۔؟"

باس مجھے تو لگتا ہے آریان سر کو اس سے محبت ہو گئی ہے۔۔دیکھ تو کیسے باہنوں میں سمٹی کھڑی " ہے۔۔۔"

روزان کی زبان تو نہیں سمجھ سکتی تھی لیکن ان کا انداز اسے بہت کچھ سمجھا رہا تھا۔

تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو؟"وہ ازلی سرد انداز میں بولا۔"

"طوطا مینا کا پیار دیکھنے آئے تھے۔۔"

شوکت دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔" وہ پوری قوت سے دھاڑا تھا۔جبکہ روز نے اس کا بازو پکڑا۔ناجانے " کیوں اسے آریان اپنا واحد ہمدرد لگتا تھا۔

"ابے دیکھ یار۔۔کیسے چپک رہی ہے ہم پاس جائیں تو اس کو نا جانے کیا ہونے لگتا ہے؟"

آریان کو شدید طیش آیا اور روز سے اپنا بازو آزاد کرواتے اس کی جانب بڑھا۔اور ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔۔اور شوکت کو گریبان سے جک-ڑا۔اس شخص کی وجہ سے ہی تو وہ آج یہاں اس دلدل میں تھا۔

"آج کے بعد اگر تو مجھے اس لڑکی کے پاس بھی نظر آیا تو تیری آنکھیں نکال دوں گا۔۔"

" نکالوں گا تو میں تجھے۔۔۔دارم کا بہت خاص بن گیا ہے۔۔ہر فیصلہ وہ تیری مرضی سے کرتا ہے۔۔تجھے اتنے اڈوں کا انچارج بنا دیا۔۔حالانکہ دارم کا رائٹ ہینڈ میں تھا۔۔"

اس نے کہتے ہی ایک پنچ اسے مارا تھا۔آریان کا تھوڑا سا سر ڈھلکا جبکہ نیچے گرا شخص روز کی جانب آیا۔

"اس کی وجہ سے تم نے مجھے مارا تھا۔اس لڑکی کی وجہ سے۔۔اب بچاؤ اس لڑکی کو۔۔"

اس نے روز کی گگرد اپنا بازو جمایا، اور چاقو اس کی گردن پر رکھا۔

"چھوڑ اسے۔۔۔"

آریان دھاڑا تھا۔

"خبردار جو تو نے آگے آنے کی کوشش کی میں اسے مار دوں گا۔۔"

جبکہ شوکت نے ایک اور پنچ آریان کے منہ پر مارا۔۔روز کی چیخ نکلی تھی۔"

دیکھ تیرے لیے کیسے تڑپی ہے؟ سالی لڑکی ہے بڑی آئٹم۔" شوکت نے قہقہ لگایا جب آریان نے لب " کے کونے سے خون صاف کر کے اگلے ہی لمحے بنار کے شوکت کے منہ پر پنچ مارے۔۔

دوسرا شخص گھبرایا تھا۔

شوکت نیچے گرا تو آریان نے اسے ٹھوکروں پر رکھا تھا۔

آریان چھوڑا اسے۔۔" وہ روز کی گردن پر گرفت جمائے سختی سے بولا۔۔ لیکن آریان پر جنون سوار " ہو چکا تھا۔

اس نے گھبرا کر روز کو ایک طرف پھینکا اور آریان کی طرف آیا۔۔وہ چاقو سے اس پر وار کرنا چاہتا تھا۔۔ لیکن آریان نے اس کا ہاتھ بری مروڑا تھا۔

شوکت اٹھ کر اپنی گن سنبھالتا اس کا رخ روز کی طرف کر چکا تھا۔

"چھوڑا سے آریان ورنہ میں اس لڑکی کو مار دوں گا۔۔"

تو ایک کھر ونچ ڈال کر دکھا۔۔ تیری جان لے لوں گا میں۔" آریان اس کی جانب آیا جب اس نے گولی " چلائی،۔سرعت سے وہ سامنے ہوا تھا۔ گولی سیدھا اس کے کندھے سے تھوڑا نیچے لگی تھی۔۔روز چیخی تھی۔۔ جبھی آریان نے بنا درد کی پرواہ کیے اپنی گن نکال کر دونوں پر فائر کھول دیئے۔اگلے ہی پل وہ دونوں موت کی گہری نیند میں جا چکے تھے۔

اس کی سفید شرٹ خون سے بھیگتی لال ہونے لگی تھی۔ وہ روز کی جانب بڑھا۔ تاکہ تسلی کر سکے وہ ٹھیک ہے۔ لیکن روز پہلے ہی اس کی جانب آ رہی تھی۔۔۔ جواب کندھے کو دبائے لب بھینچ گیا تھا۔

روز نے نیلی گہری سی آنکھیں اٹھا کر اس کے کندھے کی جانب دیکھا۔۔ اور پھر اسے چھونا چاہا۔۔ پر آریان اس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔ روز سسکیاں لیتی رونے لگی تھی۔

اب تمہیں کبھی بھی کوئی تنگ نہیں کرے گا۔۔ کبھی بھی نہیں کرے گا۔" وہ اپنے درد کی پرواہ کیے " بولا۔ اس کا یہ مضبوط لہجہ روز کا دل شدت سے دھڑکا گیا تھا۔۔ اس کا بہتا خون اسے دہلا رہا تھا۔

ناجانے اسے کیا ہوا تھا کہ وہ اس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔ وہ جو گولی کے درد سے اتنا بے قابو نہیں ہوا تھا جتنا اس کے یوں سینے سے لگنے سے ہوا تھا۔ دل الگ دھڑک رہا تھا۔

آریان کے لیے گویا وقت رک گیا تھا۔ پر اگلے ہی پل تکلیف پھیلی تھی۔۔ اس نے روز کو خود سے دور کیا تھا۔

آر یو آل رائٹ؟؟" اس نے درد برداشت کیے پوچھا۔۔ جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔ "

کیا ہوا ہے بتاؤ کہیں زخم وغیرہ۔۔۔؟" وہ بے قراری سے گویا ہوا تو روز نے انگلی سے اس کے زخم کی " جانب اشارہ کیا۔

آریان اس تکلیف میں بھی مسکرا دیا تھا۔۔ آسودہ سی مسکان جو آج کئی دنوں بعد اس کے لبوں پر آئی تھی۔

"یہ زخم بہت جلد ٹھیک ہو جائے گا۔۔ لیکن اگر تمہیں کھروںنچ بھی آتی تو بہت نقصان ہو جاتا۔۔"

وہ فسوں خیزی سے بولا۔۔ جس کا اندازہ اسے خود بھی نہیں تھا۔

اس کی بھیگی متورم آنکھوں نے آج اس کا پتھر دل گویا موم کر دیا تھا۔۔ اسے آج یقین ہو چکا تھا کہ وہ اس لڑکی سے محبت کی گستاخی کر چکا ہے۔ جو اسے کبھی نہیں کرنی چاہیے تھی۔

خود اس کا ہاتھ پکڑے وہاں سے نکلا تھا۔

شوکت کی موت کی تصدیق ہو چکی تھی۔ اور وہ بھی ہاسپٹل سے گھر آچکا تھا۔ روز آریان کے کمرے میں تھی۔

اچھا کیا تو نے اسے مار دیا۔۔ وہ کمینہ غداری کرنے لگا تھا"۔ اور ایسے غداروں کی دارم سہگل کے پاس" صرف ایک سزا ہے۔۔

آریان نے ساری سچائی اسے بتائی تھی۔ اور دارم سہگل نے بھی جیسے تائید کی تھی۔ شوکت کی وجہ سے ان کا کافی نقصان ہوا تھا۔۔ جس کی وجہ سے دارم سہگل کو اس کی موت کا زرا بھی افسوس نہیں تھا۔

تو کچھ دن آرام کر۔۔۔ ایسا کر اپنے گھر چلا جا۔۔ اگر کوئی پوچھے تو کہنا ایکسڈنٹ ہو گیا تھا۔۔ اور ہاں یہ " ٹکٹس رکھ ، یہ تو سعدان سہگل کو رخصتی کے وقت دینا" اس نے دو ٹکٹس اس کی طرف بڑھائی تھی۔

پر وہ لڑکی۔۔۔"آریان بے ساختہ پوچھ چکا تھا۔"

"اس کی فکر نہ کر۔۔وہ ابھی ایک طرف پڑی رہے گی۔"۔جو لڑکی ولا میں تھی۔۔اس کا کیا بنا؟"

اس کی جاب لگوادی ہے۔۔اور اس کا باپ نشے کی وجہ سے مر چکا ہے۔کچھ دن جاب کے بعد وہ آپ" کے حوالے کر دی جائے گی۔۔"اس نے سچ جھوٹ کی آمیزش لیے کہا۔

کوئی رشتہ دار وغیرہ۔۔؟"دارم نے کنفرم کرنا چاہا۔"

"مجھے تو ایسا کوئی خاص نظر نہیں آیا۔۔"

" ایسا کر اسے روز کے ساتھ شفٹ کر دے۔۔"

اگر روز نے اسے کچھ بتادیا تو؟"آریان نے مطلب کا سوال کیا۔"

فکر مت کر، میں سنبھال لوں گا۔۔"۔"

ٹھیک ہے دارم۔۔۔"وہ چپ چاپ وہاں سے نکل گیا۔۔لیکن جانے سے پہلے وہ روز کو دیکھنا نہیں بھولا" تھا۔

آریان گھر آیا تو وہاج بھی خلافِ توقع وہاں موجود تھا۔اس کی بازو پر بندھی پٹی نے جیسے اس کا شک یقین میں بدلا تھا۔

تمہیں میں نے دارم سہگل کے آفس سے نکلتے دیکھا تھا آریان۔۔تم وہاں کیا کر رہے تھے؟،،"اس نے" بنا تمہید باندھے سوال کیا تو کمال ملک جو وہاں آرہے تھے انہوں نے سختی سے مٹھیاں بھینچ لی۔

"وہاج تمہاری تفتیش کب ختم ہوگی؟ کبھی شایان اور کبھی آریان۔۔آخر چاہتے کیا ہو تم؟"

منگنی کے بعد سے وہاج کا رویہ مزید روکھا ہو چکا تھا۔

میں صرف اپنی ڈیوٹی نبھا رہا ہوں۔۔انعم میری ہونے والی بیوی ہے۔۔اور وہ آریان کے ساتھ ہی" "رہتی ہے۔۔۔دارم سہگل جیسے غنڈے سے کون واقف نہیں ہے؟

" بھاڑ میں گئی تمہاری ڈیوٹی"

"بابا آپ کا اس معاملے میں بولنا بنتا ہی نہیں ہے۔۔"

"تو تم اپنے باپ کو روکو گے۔۔"

تایا ابو وہاج کو بلاوجہ شک ہوا ہے۔ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے۔۔میں اپنا نیو بزنس شروع کرنے کا ارادہ" کر رہا تھا۔۔اور دارم سہگل سے میں محض مشورے کے لیے ملا تھا۔

تم جھوٹ بول رہے ہو آریان۔۔" وہاج فوری بولا۔"

"میں کیوں جھوٹ بولوں گا۔۔اگر تم انعم سے کنفرم کرنا چاہتے ہو کرلو۔۔"

"اگرایسا ویسا کچھ بھی ہوا تو تمہیں قانون کے ہاتھوں سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔۔"

وہ واضح دھمکی دیئے بولا تھا۔جبکہ آریان سر جھٹک کر رہ گیا تھا۔

مجھے انعم سے ملنا ہے۔۔"اس نے جاتے جاتے جیسے ہوا میں تیر چلایا۔"

آریان ایک پل کے لیے گھبرایا لیکن پھر اس نے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

کچھ دن وہ وہاں رکے واپس آگیا تھا۔اور اب وہ تعبیر کی شادی پر ہی گاؤں جانے والا تھا۔

اس حقیقت کے ساتھ اسے جینا مشکل ترین لگ رہا تھا۔لیکن وہ آریان کو ضرور بتانا چاہتی تھی۔۔لیکن اس سے پہلے باسط کو تمام تر سچائی بتا کر دارم سہگل سے دور بھیجنا تھا تبھی وہ آج یونیورسٹی آئی تھی۔وہ اس شخص کو برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

URDUNovelians

موبائل پر آئے میسج نے انعم کو گویا ایک نئی امید دی تھی۔

وہاج کا مسیج تھا۔۔جس میں وہ اس سے ملنا چاہتا تھا۔اور اس سے بہتر اس کے پاس کوئی موقع نہیں تھا۔

انعم کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا جواب دے۔؟

سامنے سے آتے باسط کو اس نے مدد طلب نظروں سے دیکھا۔۔وہ اپنے موبائل میں مصروف تھا۔۔لیکن اسکی جانب بھی آ رہا تھا۔

"کیا ہوا تم یہاں کیوں کھڑی ہو؟"

وہ بنا کچھ کہے اسے ایک جانب لے آئی۔جہاں قدرے سنسان جگہ تھی۔

تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔۔اپنے ڈیزائن ڈسکس کرنے کے لیے۔۔۔؟"اس نے باسط کے ہاتھ سے اس کا موبائل لیا۔اور ایک میسج ٹائپ کیا۔۔وہاج کے نمبر پر سینڈ کر کے اس نے باسط کو چپ رہنے کا اشارہ دیا۔

"میں؟؟"

"ہاں تم ہی تو کل میسج پر کہہ رہے تھے۔۔"

باسط اس کی بے تکانہ بات پر حیران ہوا۔

اس نے آنکھوں کی جنبش سے اسے اشارہ دیا۔۔تو باسط نے ارد گرد دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔

"ہو کیا گیا ہے تمہیں۔۔؟"

اس نے اپنے موبائل کی سکرین کو سامنے کیا۔۔جہاں اس نے باسط کو سمجھایا تھا کہ وہ جو کہہ رہی ہے۔۔اس پر بحث نہ کرے۔۔

اوہ ہاں۔۔،میں بتانا چاہتا تھا۔۔کل پھر ملتے ہیں۔"اس نے قدرے بلند آواز میں کہا۔۔گو کہ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔پھر بھی وہ انعم کی بات مان چکا تھا۔پر اس کی آنکھوں میں بے چینی پنہاں تھی۔

انعم نے اپنی گردن پر لگے کٹ کی جانب اشارہ کیا۔ باسط نے وہ آج پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔

انعم نے اس نشان کو چھونے کا کہا تو باسط چند قدم پیچھے ہوا۔آج اس کا انداز ہی الگ تھا۔۔ باسط کو وہ کبھی کبھی کچھ عجیب سی لگتی تھی۔۔ لیکن آج کی حرکات اسے ناجانے کیوں دہلا رہی تھی۔

اس نے باسط کا ہاتھ جکڑ کر اس نے انگلی سے اپنے زخم پر دباؤ ڈالا تو باسط کو اس کی گردن میں کسی چیز کی چھبن محسوس ہوئی تھی۔

اس نے باسط کے موبائل پر ایک میسج ٹائپ کیا اور موبائل اس کے ہاتھ میں تھمادیا۔

"میں جو کہہ رہی ہوں تم اس کی حامی بھرلو۔ میری گردن میں ایک چپ ہے۔۔ جو میری لوکیشن اور میری ہر حرکت کو اس شخص تک پہنچاتی ہے جس کا میں مہرہ ہوں،۔ تم کل مجھ سے ہوٹل میں ملنا،اس کی لوکیشن میں کل تمہیں بتادوں گی۔اور اپنا موبائل دے دوں گی۔ جو تم نے ایس پی وہاج سلطان کو دینا ہوگا۔ وہ اس وقت نیچے ہی موجود ہوگا۔اس کے اوپر آنے سے پہلے ہمارا کام ہو جائے گا۔۔"

باسط فق چہرے سے انعم کو دیکھنے لگا جس کے چہرے پر لجاجت پھیلی تھی۔۔ وہ بولنا چاہتا تھا پر انعم نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ دیا تھا۔

اس کے چہرے پر بے یقینی پھیلی تھی۔ باسط کو گویا شک کی امید بھی نہیں رہی تھی۔ لیکن وہ متجسس ہو چکا تھا آخر انعم کے ساتھ ایسا کیا مسئلہ ہے؟ جس کا جواب وہ کل حاصل کرلیتا۔

شہرین کیا رپورٹ ہے؟" سفیر آج اس کی شاپ پر آیا تھا جہاں اس کی جاب بحال ہو چکی تھی۔

"سر وہ آریان ساگر، نامی شخص ویسا نہیں ہے جیسا وہ لگتا ہے؟"

اس نے پرفیومز دکھاتے ہوئے کہا۔

مطلب سر اس نے مجھے دارم سہگل کے حوالے نہیں کیا۔۔اس نے مجھے اس ولا میں تو رکھا ہے۔۔اور "دارم سہگل دو مرتبہ وہاں آیا تھا۔۔ لیکن میرا اور اس کا سامنا نہیں ہوا،۔اس نے مجھے کمرے میں رہنے کو کہا تھا۔اور کافی سختی سے کہا ہے۔۔اور سر اس کی نظر میں، ایک احترام تھا۔

اس کی بات پر سفیر بھی متعجب ہوا۔

وہ دارم سہگل کا رائٹ ہینڈ ہے۔۔" سفیر نے گویا اسے احساس دلایا۔"

جی سر وہ ہے تو رائٹ ہینڈ۔۔ لیکن ان چند دنوں میں مجھے ایسا لگا ہے کہ وہ دارم سہگل کا حکم نہایت بے "دلی سے مانتا ہے۔۔"

"وہ شخص بھروسے کے قابل نہیں ہے۔اور تم بھی اتنی جلدی بھروسہ مت کرنا۔۔"

"ٹھیک ہے سر۔۔۔"

"اور ہاں کوشش کرو کہ جلد از جلد ثبوت نکالو اس دارم سہگل کے خلاف۔۔"

سر وہ ولا میں دو لڑکیاں مزید رہتی ہیں۔۔میں ان سے کچھ جاننے کی کوشش کروں گی۔۔سر حیرت کی " بات تو یہ ہے کہ دارم سہگل کے اس ولا میں جو لڑکیاں ہیں وہ سب نہایت خوش اسلوبی سے رہ رہی

ہیں،۔اور وہ بھی میری طرح مختلف جگہ جاب کرتی ہیں۔اگر دارم سہگل برا آدمی ہے تو پھر وہ لڑکیاں ؟؟

"یہی تو تمہیں جاننا ہے۔۔شہرین کہ آخر وہ شخص کر کیا رہا ہے؟اور وہ جو آریان نامی شخص ہے اس کی انفارمیشن ایک دو دن میں مجھ تک پہنچاؤ۔۔اور زین سر کو پتہ چلا ہے کہ دارم سہگل،اپنے باپ کی آزادی کے لیے آج بھی کوشاں ہے۔۔وہ کوئی چال ضرور چلے گا۔۔زین سر ایک دو دن میں آئی جی صاحب سے ملنے والے ہیں۔۔"

"سر میں کوشش کروں گی کہ جلد دارم سہگل کے خلاف ثبوت اکٹھے کر سکوں۔۔"

"ہمیں صرف دارم سہگل کو ہی گرفتار نہیں کروانا۔۔بلکہ ان سے جڑے سب لوگوں کو سامنے لانا ہے۔" شہرین نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

کچھ دیر بعد ضروری گفتگو کیے وہ شاپ سے نکلا تھا۔

"دارم وہ باسط مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔۔

وہ دارم کے سامنے کھڑی بنا کسی تاثر سے بولی۔

"کیا بات ہے؟؟زیادہ پسند آگیا ہے وہ تجھے؟"

دارم اسے دیکھتے مسکرایا۔

نہیں دارم۔۔دراصل وہ کہہ رہا تھا کہ کچھ ڈیزائنز وہ مجھے دکھانا چاہتا ہے۔۔اور اس طرح وہ مجھ پر "

"مزید اعتبار کرنے لگے گا۔اور ہمارا کام بھی آسان ہو جائے گا۔

"کہیں اسے اعتبار دلاتے ہوئے تو میرا اعتبار برباد نہ کردے۔۔"

انعم سر تا پاؤں لرزی تھی۔

نن نہیں دارم۔۔ایسا نہیں ہوگا۔۔کبھی بھی نہیں ہوگا۔۔"وہ بھولی نہیں تھی ان لڑکیوں کی "

اذیت۔۔ان کی تکلیف ان کے جسم کے کٹے ہوئے حصے۔۔،پر وہ شایان ساگر کے خلاف وہاج سلطان کو

ثبوت ضرور دینا چاہتی تھی۔۔

"تجھ پر اعتبار کرکے بھیج رہا ہوں۔بغاوت کرے گی تو تیرا انجام بہت بھیانک ہوگا۔۔"

اس کی دھمکی سے آج اسے زرا بھی خوف محسوس نہیں ہوا۔جب بھائی ہی سوداگر تھا۔۔اب مر بھی جاتی

تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

دارم!!وہ بے ساختہ پکار اٹھی تھی۔"

"کچھ کہنا چاہتی ہے۔۔؟"

ایک مرتبہ آریان بھائی اور گھر والوں سے بات کروادیں۔"اس کی فریاد پر اس نے اپنی گہری سبز "

آنکھوں میں سرخی لیے اسے دیکھا۔۔

آخری مرتبہ دارم!!"وہ شدت گریہ سے بولی۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔کال کرلے تو انہیں۔۔اور آریان کچھ دیر میں یہیں آنے والا ہے۔۔۔"

میں پہلے آریان بھائی سے ملوں گی۔۔"اس کی جلد بازی پر دارم سہگل حیران ہوا۔۔"

دارم سہگل زیادہ تر اپنے آفس میں ہی ہوتا تھا۔۔اپنے خفیہ اڈوں کا چارج اس نے اپنے اعتبار والے آدمیوں کے حوالے کیا تھا۔۔جس میں سے اب تین اڈوں کا انچارج آریان ساگر بن گیا تھا۔

"بیٹھ جا یہیں پر کچھ دیر میں آجائے گا۔۔"

تیرا ایس پی کے بارے میں کیا خیال ہے؟"آج پھر اس نے وہی بات دہرائی۔"

دارم وہ آپ کے معاملات میں نہیں پڑ رہا۔۔آپ اسے چھوڑ دیں۔۔"اس کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

"مجھے ایسا لگتا ہے وہ آگے جاکر میرے لیے نقصان کا باعث بنے گا۔۔"

"ایسا کبھی نہیں ہو گا دارم۔۔وہ کبھی آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔"

انعم کا دل بری طرح لرز رہا تھا۔

تجھے اتنا یقین کیسے ہے؟"دارم نے ابرو اچکائی۔"

"یقین کی بات نہیں ہے۔بس مجھے ایسا لگتا ہے۔۔"

اس کے پاس گویا وضاحت نہیں تھی۔

خیر تو فکر نہ کر اسے تیرے صدقے چھوڑ دیا۔اور اگر کبھی وہ میرے معاملات میں پڑا تو اس سے میں "

"خود نمٹ لوں گا۔۔

انعم محض اسے دیکھ کر رہ گئی۔

اپنی ملاقات کا آریان کو مت بتانا۔۔"اس نے تنبیہ کی۔۔"

"نن نہیں بتاؤں گی۔۔۔کچھ بھی نہیں بتاؤں گی۔۔"

کچھ ہی دیر میں آریان اندر آیا تھا۔

انعم کی آنکھیں بھیگی تھیں۔

وہ آگے بڑھتی آریان کے سینے سے لگی۔اور لب سختی سے دبا لیے۔۔گویا سسکی روکی ہو۔

آریان کا دل بھر آیا تھا۔اس نے دارم کو دیکھا جو بظاہر موبائل میں مصروف تھا لیکن ساری حسیات ان دونوں کی جانب تھی۔

کیسی ہو؟"اس کی پیشانی چھوئے وہ نرمی سے بولا تو انعم نے سر اثبات میں ہلایا۔جبکہ بھیگی بھیگی آنکھیں " کچھ اور ہی حال سنا رہی تھی۔

میں بہت جلد آپ کے پاس آجاؤں گی بھائی،۔دارم کہہ رہے تھے کہ یہ میرا لاسٹ ٹارگٹ ہے۔۔" " اس نے تفصیل بتائی اور آریان کو دیکھا۔۔جو اس کی باتوں کا مطلب اخذ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔اور اگر اس دوران یہ ایس پی سے شادی بھی کرلے تو کوئی مضائقہ نہیں " "ہے۔۔پھر باقی معاملات بعد میں ڈسکس کرلیں گے۔۔

آریان کو لگا گویا اس کے دل پر پڑا پتھر سرک گیا ہو۔اس نے تشکر سے دارم کو دیکھا۔۔

"یہ سب تیری ایمانداری کی بدولت ہے آریان۔۔ورنہ دارم سہگل کسی پر رحم نہیں کرتا۔۔"

دارم میں کوشش کروں گا کہ میں تمہیں شکایت کا موقع نہ دوں۔۔"وہ رنجیدگی سے بولا۔اس دوران " وہ گویا سب بھول گیا تھا۔۔جبکہ انعم کا دل تڑپ رہا تھا۔۔وہ چیخ چیخ کر بتانا چاہتی تھی کہ یہ سب دارم سہگل نہیں اس کا اپنا بھائی کروا رہا ہے۔۔

آریان اس کی گھر پر بات کروادے۔۔"اسے دارم کی مہربانی کی وجہ سمجھ سے باہر لگ رہی تھی۔"

اس نے انعم کو دیکھا۔۔کو بے تاب سی تھی۔۔کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کہہ نہیں سکتی تھی۔

آریان نے اس کے سر پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔۔اور موبائل اس کی جانب بڑھایا۔۔

وہ ایک جانب جا بیٹھی تھی۔۔ ثناء بیگم سے صنم سے باتیں کرتے وہ کبھی روئی تھی تو کبھی ہنس دی تھی لیکن اس دوران اس نے بالکل بھی شایان کا ذکر نہیں کیا تھا۔۔جو کہ آریان کے لیے حیران کن تھا۔ پر وہ دارم کی موجودگی میں پوچھ بھی نہیں سکتا تھا۔

"سر آپ سے ملنے کوئی زین چوہدری نامی شخص آیا ہے۔۔"

وہ مینشن میں ہی موجود تھے۔جب گارڈ نے آکر انہیں اطلاع دی تھی۔

ایاز احمد حیران ہوئے تھے۔اس مینشن تک کسی کا آنا حیران کن بات تھی۔اور وہ نام سن کر وہ چونکے تھے۔

"اسے ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ۔میں آتا ہوں۔

اس وقت لاؤنج میں صرف یزدان اور ایاز احمد موجود تھے۔

وہ اٹھ کر گئے تو یزدان بھی متجسس سا پیچھے گیا تھا۔

زین چوہدری کو دیکھ کر ان کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟" وہ غصے سے بولے جبکہ یزدان حیران ہوا تھا۔"

یہ کون ہے بابا؟" وہ پوچھے بنا نہیں رہ پایا۔"

تم جاؤ یزدان یہاں سے۔۔" انہوں نے یزدان کو جانے کا کہا۔"

غلطی میرے چچا کی ہے مانتا بھی ہوں۔۔ لیکن وہ آپ کی بہن بھی ہیں جس سے آپ اتنے سالوں سے " تعلق ختم کیے بیٹھے ہیں۔"

زین متانت سے بولا۔

چچا مطلب؟آپ کون ہیں؟"یزدان آگے آیا۔"

دور کا کزن کہہ سکتے ہو۔"۔وہ یزدان سے قریباً چھ سات سال بڑا تھا۔۔ لیکن اس کا انداز بہت نرمی لیے " ہوئے تھا۔۔"

میں رشتے بحال نہیں کرنا چاہتا زین چوہدری۔۔جو ذلالت میں نے برداشت کی ہے۔۔اس کا تمہیں " اندازہ بھی نہیں ہے۔۔"

"جانتا ہوں۔انکل۔۔پر منزہ چچی آپ سے ملنے کے لیے بہت روتی ہیں اگر آپ ایک مرتبہ۔۔۔"

قطعی نہیں۔۔"انہوں نے سرعت سے انکار کیا۔۔"

"یزدان تم جاؤ یہاں سے۔۔۔"

"بابا ایک بار آپ کو ان کی بات مان لینی چاہیے۔۔"

یزدان۔۔۔"انہوں نے سختی سے کہا تو وہ منہ بنائے وہاں سے نکلا۔۔لیکن جاتے ہوئے زین کو دیکھنا" نہیں بھولا تھا۔جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

جبکہ آئی جی ایاز احمد زین کی جانب مڑے تھے۔

اس نے باسط کو لوکیشن بھیج دی تھی۔۔ہوٹل روم بھی دارم نے بک کروایا تھا۔لیکن اب اسے اپنا کام نہایت محتاط انداز میں کرنا تھا۔

بلیو چست جینز کے اوپر چھوٹی سی شرٹ پہنے،وہ چہرے پر ڈارک میک اپ کیے ایک بے باک لڑکی لگ رہی تھی۔۔یہ اس کے کام کا حصہ تھا اپنی انہیں اداؤں کی وجہ سے وہ اپنے ٹارگٹ کو قابو کرتی تھی۔

وہ ہوٹل میں آئی تو رش خلافِ توقع کم تھا۔۔اس کا دل بری طرح لرز رہا تھا۔۔جبکہ ہاتھوں میں نمی پھیلی تھی۔۔

وہ روم کی چابی لیے اوپر آئی۔اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور خود بیڈ کے کنارے بیٹھی۔۔

دارم سہگل کو اس پر شک نہیں ہوا تھا۔اس لیے وہ اب مطمئن تھی۔

اب محض باسط کے آنے کا انتظار تھا۔وقت گزرنے لگا تو اس کی بے چینی بھی بڑھنے لگی۔

کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔۔تو اس کا دل ایک پل کے لیے لرزا۔۔یعنی باسط آ چکا تھا۔

وہ سہمے قدم لیے آگے اور دروازہ کھولا۔سامنے کا منظر اس کی آنکھوں کو پتھرا گیا تھا۔

!! بھائی

سامنے شایان ساگر کھڑا تھا۔۔آنکھوں میں آگ سی تپش تھی۔۔انعم کا گویا دل رکا تھا۔۔جبکہ پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی۔

اس نے سہم کر دروازہ بند کرنا چاہا جب اس کے آدمی آگے بڑھ کر دروازے کو دھکا مارتے اسے کھول چکے تھے۔

انعم پیچھے گری تھی۔۔کمر زمین سے لگی تو وہ درد سے تڑپ اٹھی۔۔پر شایان کا خوفناک روپ وہ لفظ وہ سب اسے پیچھے کھسکنے پر مجبور کر رہے تھے۔

آپ یہاں تک کیا کر رہے ہیں۔۔؟" وہ خوف و ہراس میں لپٹی بولی۔"

"تم اپنے بھائی کو جیل پہنچاؤ گی۔۔اس بھائی کو جو تمہیں دارم سہگل سے بچاتا آیا ہے۔۔۔"

شایان نے اس کے بال مٹھی میں جکڑ کر اسے کھڑا کیا۔۔وہ درد سے لب کاٹتی سسکی تھی۔

بچایا تھا یا بیچ دیا تھا۔۔؟" وہ درد سے چیخی۔"

"بیچا ہی تھا۔۔انعم پر آج لگ رہا ہے میں نے بہت غلط کیا۔۔بہت زیادہ غلط۔۔۔"

اس نے سختی سے بال مٹھی میں جکڑ لیے۔۔جبکہ وہ بری طرح سسکتی بال آزاد کروالینا چاہتی تھی۔

لاؤاس کو اندر۔۔۔جو ہمدرد بنا اس کی مدد کرنے والا تھا۔۔" شایان نے ہاتھ کے اشارے سے " کہا۔۔جبکہ انعم کی سانس حلق میں ہی اٹکی تھی۔۔کیا وہ جان گئے تھے کہ وہ باسط کی مدد سے فرار ہونا چاہتی تھی۔ساری سچائی وہاج تک پہنچانے والی تھی۔

"بھائی اسے چھوڑ دیں۔۔اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔پلیز۔۔بھائی چھوڑ دیں۔۔"

وہ باسط کو دیکھے گڑگڑائی جو ان کی گرفت میں جھٹپٹا رہا تھا۔

اسے چھوڑ دوں۔۔اس فساد کی جڑ کو جس نے تمہیں باغی بنا دیا۔۔جس کے ساتھ مل کر تم وہاج" سلطان کو یہ ثبوت دینا چاہتی تھی"۔۔اس نے انعم کا موبائل اس کی پاکٹ سے نکال کر سامنے کیا۔۔جس میں وہ دارم سے بات کر رہا تھا۔

"ایک بار مجھے چھوڑو پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں۔۔"

باسط غرایا تھا۔۔جب اس کے آدمی نے اسے مارنا چاہا۔

"اسے کھروںچ نہیں آنی چاہیے۔۔۔"

اس نے اپنے آدمی کو حکم دیا جبکہ انعم حیرانگی سے بھائی کو دیکھا۔۔جو سفاک بھیڑیا بنا کھڑا تھا۔۔یہ بھی احساس نہیں تھا کہ وہ اپنی بہن کو تکلیف دے رہا ہے۔۔اس بہن کو جس نے اپنی فیملی کی خاطر خود کو اذیت میں پھینک دیا۔

بھائی میں دارم سہگل کے پاس واپس چلی جاؤں گی۔۔سب ثبوت مٹا دوں گی۔۔پر۔۔ باسط کو "
"چھوڑ دیں وہ بہت معصوم ہے۔۔۔

انعم کی التجا پر بھی شایان ساگر کے چہرے کوئی تاثر نہیں ابھرا۔

نہیں انعم میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑ سکتا۔۔تم نے میرے سب سے بڑے دشمن وہاج سلطان کے " ساتھ مل کر مجھے برباد کرنا چاہا ہے۔۔جو میں قطعی برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔اس کی وجہ سے میں جیل میں گیا میری بدنامی ہوئی۔۔جو ذلت برداشت کی۔۔اس کا تمہیں زرا بھی اندازہ نہیں ہے۔"وہ دانت پیسے غرایا۔

اس نے اگلے ہی پل انعم کے بالوں کو چھوڑا تھا۔وہ سیدھا بیڈ پر گری۔۔پر فوری اٹھتی بیڈ سے نیچے اترتی دیوار سے جا لگی۔

اسے یہاں لاؤ۔۔"اس نے اپنے آدمیوں کو کہا۔"

وہ باسط کو گھسیٹتے انعم کے پاس لائے۔

"بھائی میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔۔ میں دوبارہ دارم سہگل کے پاس۔۔۔"

وہ خوف سے لفظ مکمل نہیں کر پائی تھی۔۔ جبکہ ایک آدمی نے آگے بڑھ کر اس کی کلائی کو جکڑا اور چاقو سے ایک گہرا کٹ لگایا۔ تیز دھار چاقو کی وجہ سے کلائی سے بھل بھل خون بہنے لگا۔۔ جبکہ اس کی آنکھوں کے گرد اندھیرا پھیلا تھا۔

چھوڑ دو اسے۔۔ رک جاؤ۔۔۔" باسط بری طرح تڑپ کر چیخا۔۔ جب اس آدمی نے اپنا چاقو صاف" کیا۔۔ اور باسط کے ہاتھ میں پکڑ کر دبا دیا۔ کہ وہ چاقو چھوڑ ہی نہیں پایا تھا۔

چھوڑو مجھے۔۔۔" باسط کا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ وہ کیا کر گزرے۔"

اچھا نہیں کیا تم نے انعم۔۔ بالکل بھی۔۔ تمہیں مارنا نہیں چاہتا لیکن مجبور ہوں دارم سہگل کے مجھ پر" بہت احسانات ہیں قدم قدم پر اس نے مجھے سپورٹ کیا ہے۔۔ اب اس کے ساتھ میں غداری نہیں کر سکتا۔۔"

تو اپنی بہن کو مار دیں گے۔۔" وہ حسرت سے بولی کہ شایان لب بھینچ کر رہ گیا۔ چہرہ لہو رنگ ہونے" لگا۔

وہ تمہاری بہن ہے شایان۔۔ مت مارو اسے۔ تم چاہتے ہو ناں کہ میں تمہارے خلاف ثبوت پولیس کو" نہ دوں تو نہیں دوں گا۔۔ یہ راز خود میں دفن کر لوں گا۔ پر انعم کو چھوڑ دو۔۔" باسط بے ساختہ فریادی ہوا۔

پکڑو اس کا ہاتھ۔۔" شایان بے حس بنا بولا۔۔ جبکہ اس کے آدمی نے باسط کے ہاتھ سے انعم کی دوسری کلائی کاٹی تھی۔ ایک لمحے کے لیے وہ کانپ اٹھا تھا۔۔ ان کی گرفت میں وہ بری طرح تڑپا۔ لیکن بے سود رہا۔

وہ درد سے چیخی تھی۔۔ سفید شرٹ خون آلود ہو چکی تھی۔۔ وہ زمین پر گری تھی۔

شایان نے رخ موڑ لیا جیسے ہمت نہ ہو بہن کو تکلیف میں دیکھنے کی۔

میں تمہیں کبھی نہ مارتا انعم پر میں مجبور ہوں بہت مجبور۔۔۔" اس نے رخ موڑے آنکھیں بند کیے " اذیت سے کہا۔۔

آپ مجبور نہیں بھائی۔۔ آپ خود مختار ہیں۔ آپ درندے ہیں۔۔ آپ سفاک ہیں۔۔ آپ میرے اور " آریان بب بھائی کے سب سے بڑے مجرم ہیں۔۔ آپ کی وجہ سے ہم نے اتنے سال اذیت سہی۔۔ اچھا ہے میں آج مر ہی جاؤں۔ کیونکہ تا عمر اس غلیظ اذیت کے ساتھ نہیں جی پاؤں گی۔ آپ کو اللہ بھی " معاف نہیں کرے گا۔۔ کبھی بھی نہیں کرے گا۔۔

انعم!! شایان ساگر اس کی جانب مڑا۔"

میں ایسا نہیں چاہتا انعم لیکن تم نے مجھے مجبور کر دیا۔۔ اور جو بھی میرے راستے میں آئے گا، اس کے " ساتھ یہی سب ہو گا۔۔"

بھائی میں آپ کوئی اجنبی نہیں آپ کی بہن ہوں۔۔" وہ ایک بار پھر چیخی۔"

بہن بھائی ماں باپ یہ سب رشتے میرے لیے اب معنی نہیں رکھتے۔۔"اس نے گویا سفاکیت کی انتہا کی تھی۔۔اور انعم کو احساس ہوا تھا کہ اب کچھ کہنا ہی فضول ہے۔

اسے صنم کا خیال آیا تھا۔۔جو چھوٹی تھی اور معصوم تھی۔

"میں تو سب کھو چکی ہوں بھائی لیکن میری دعا ہے کہ صنم آپ کے ظلم سے بچ جائے۔۔اللہ اس کی حفاظت کرے گا۔۔وہ بہت معصوم ہے۔۔اگر وہ آپ کا یہ روپ دیکھ لے۔تو جیتے جی مر جائے گی۔۔لیکن۔مجھے پورا یقین ہے۔کہ اللہ اس کی حفاظت کرے گا۔۔۔میں صنم کو اللہ کے حوالے کرتی ہوں۔"اس کی بھیگی پر سوز آواز شایان کے کانوں میں چبھنے لگی تھی۔

اس وقت بھی وہ اپنا نہیں اپنی بہن کا سوچ رہی تھی۔

"شایان یہ مت کرو۔۔انعم کو بچالو۔۔" باسط کے آنسو بہتے آواز بھی نم کر گئے۔۔لیکن شایان نہیں مڑا تھا۔

"نہیں باسط۔۔اب نہیں۔۔مر جاؤں گی تو اس اذیت سے رہائی مل جائے گی۔۔پھر اور کوئی میرے ہاتھوں برباد نہیں ہوگا۔۔"

"انعم نہیں۔۔ایسا مت کہو۔۔شایان۔۔۔چھوڑ دو انعم کو۔"وہ ایک بار پھر فریادی ہوا تھا۔

میں تم سے محبت کرنے لگی تھی۔۔ باسط۔۔ بہت محبت۔ پر تم میری قسمت میں نہیں۔۔ صنم۔۔۔ کک " کی حفاظت کرنا۔۔ اس کی حفاظت کرنا۔۔۔ "اور یہ انکشاف جیسے باسط کی دنیا ہلا گیا تھا۔ ایک مرتی ہوئی لڑکی اس سے محبت کا اظہار کر رہی تھی۔ فریاد کر رہی تھی۔ اور وہ بے بس تھا۔ ایسا لگا جیسے زنجیروں میں جکڑا ہوا ہو۔ اس کا دل چاہا خود کو ختم کر لے۔

اگلے ہی پل شایان نے اپنے آدمی کو اشارہ دیا۔۔

جب باسط کے ہاتھوں انعم کا گلا کاٹ دیا تھا۔

اللہ آپ کو معاف نہیں کرے گا۔ انعم نے نہایت تکلیف سے کہا۔ "

اور پھر پھٹی آنکھوں سے تڑپتی چند پل میں ہی ٹھنڈی پڑ گئی۔۔ پر باسط کی دلخراش چیخیں فضا میں گونج اٹھی تھیں۔۔۔ اس کے آدمیوں نے فوری اسے چھوڑا۔ وہ بری طرح تڑپتا انعم کے پاس گرا۔۔

انعم۔۔۔ مم میں نے نہیں۔۔ انعم اٹھو۔۔۔ انعم میں نے تمہیں نہیں مارا۔۔۔ " وہ بری طرح انعم کو " جنجھوڑے ہذیاتی ہوا۔۔ اعصاب جکڑے گئے تھے۔

مار دیا تم نے اپنی بہن کو۔۔ تم سے بڑا درندہ کوئی نہیں ہو سکتا۔۔۔ "وہ اٹھ کر اس پر جھپٹنا چاہتا " تھا۔۔ جب ایک بار پھر وہ ان کی گرفت میں آیا تھا۔

"چھوڑو مجھے۔۔ "

وہ چیخا۔

شایان نے اسے دیکھا اور پھر ہاتھ میں پکڑا موبائل شدت سے دیوار پر مارا۔۔موبائل کے ساتھ گویا ثبوت بھی مٹ گئے تھے۔

سارے ثبوت مٹاؤ۔۔اور چاقو پر اس کی انگلیوں کے نشان پکے کرو۔کوئی ایک بھی ثبوت رہا تو مجھ سے " برا کوئی نہیں ہو گا۔"

وہ بنا انعم کو دیکھے سرد پن سے بولا۔۔شہد رنگ آنکھوں میں لہو بھر آیا تھا۔آج اس نے قیامت ہی تو برپا کی تھی۔۔ایک بہن کو مار دیا تھا۔صرف خود کو بچانے کے لیے۔۔اپنی ساکھ بچانے کے لیے دارم کا اعتماد جیتنے کے لیے وہ انسانیت سے گر گیا تھا۔۔اب ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنا کیا گیا گناہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا۔

باسط کی چیخیں تھم گئی تھیں۔

وہ ہوٹل سے نکلتے ہی مینجر کو اشارہ کر چکا تھا۔۔جو اب سارا معاملہ سنبھالنے والا تھا۔

جس وقت وہ وہاں پہنچا۔۔ہوٹل میں معمول سے زیادہ رش دیکھ کر وہ چونکا۔

کیا ہوا ہے یہاں؟"اس نے وہاں موجود ایک شخص سے پوچھا۔"

سر یہاں ایک لڑکی کا قتل ہو گیا ہے۔۔اور قاتل بھی وہی موجود ہے۔۔"۔"

قتل مگر کس کا؟" وہ بے تابی سے اوپر بڑھا۔۔"

"کہیں انعم کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہو۔۔؟

آپ آگے نہیں جاسکتے۔۔" مینیجر نے اسے روکنا چاہا۔جب اس نے اپنا کارڈ نکال کر اسے دکھایا۔"

"سر!! اس لڑکی کا بہت بے رحمی سے قتل کیا گیا ہے۔۔"

وہ اوپر بڑھنے لگا۔جبکہ مینیجر اسے تفصیل بتانے لگا تھا۔

انعم نے جو نمبر دیا تھا۔اس پر وہ کئی مرتبہ۔کالز کرچکا تھا۔۔لیکن آگے سے کوئی ریسو ہی نہیں کررہا تھا۔

وہ روم میں آیا تو سامنے کا منظر اس کی آنکھوں کو پتھرا گیا تھا۔

دونوں کلائیوں اور گلے سے نکلتا خون گویا اس کے گرد خون کا دائرہ سا بن گیا تھا۔۔جبکہ وہ شخص پاس ہی بیٹھا تھا۔چاقو اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔

وہاج نے بے ساختہ دیوار کا سہارا لیا۔۔جبکہ حلق میں کانٹے سے اگ آئے۔اس کی حالت نے گویا دل مٹھی میں جکڑ دیا تھا۔۔آنکھوں میں نمی چمک آئی۔یقین کرنا قاصر تھا کہ وہ لڑکی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی ہے۔

سر اندر سے شور کی آواز سن کر ہی ہم یہاں آئے تھے۔۔اور پھر دوسری چابی سے دروازہ کھولا تو اس "آدمی نے اس لڑکی کا قتل کرچکا تھا۔۔"

میں نے نہیں مارا۔۔نہیں مارا اسے۔۔جھوٹ بول رہا ہے یہ۔۔۔مجھ سے ملنا چاہتی تھی بس۔۔اس نے " "مار دیا انعم کو مار دیا۔۔

باسط جواب تک ساکت بے حال سا بیٹھا تھا۔یکلخت کھڑا ہوئے دھاڑا تھا۔

وہاج نے فوری اپنے آفیسرز کو کال کیے ہوٹل آنے کا کہا تھا۔

اور پھر جمال ملک اور باقی سب کو بھی کالز کی تھی۔۔اور جس ضبط سے اس نے وہ خبر اس تک پہنچائی تھی۔وہ اس کا دل جانتا تھا۔

وہاج اس کی جانب بڑھا جو لوگوں کی گرفت میں جھٹپٹا رہا تھا۔

کیوں مارا تم نے اسے؟" اس نے چہرے پر سختی جمائے کہا۔۔"

میں نے نہیں مارا۔۔" باسط وحشت زدہ سا بولا، وہاج نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا۔"

"کیا بگاڑا تھا اس نے تمہارا؟ کیوں کیا اسے قتل؟"

"میں سچ کہہ رہا ہوں میں نے کچھ نہیں کیا۔۔اس نے مارا ہے اسے۔۔۔"

اپنا الزام کسی اور پر مت ڈالو۔۔۔ گھٹیا آدمی۔۔۔" وہ بھاری ہوتی آواز سے بولا۔۔"

بے ساختہ وہاج کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

بے شک اسے انعم سے محبت چاہت کچھ بھی نہیں تھی۔۔لیکن وہ اس کی کزن تھی۔۔ایک رشتہ تھا دونوں کے درمیان،۔زیادہ تو نہیں تھوڑی سی تو عزیز تھی۔

اس کا یوں بے رحمی سے قتل ہو جانا۔۔اسے اب بھی جیسے بے یقینی میں مبتلا کیے ہوئے تھا۔

کچھ ہی دیر میں باقی آفیسرز بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔۔

باسط نے انعم کی جانب دیکھا۔۔جس پر اب کیڑا ڈالا جاچکا تھا۔۔آج پہلی مرتبہ اسے اپنا آپ نہایت کمزور لگا تھا۔۔سزا کا حقدار تو وہ بھی تھا جس کے زورِ بازو میں اتنی طاقت باقی نہیں تھی کہ وہ ایک لڑکی کو بچا پاتا۔

باسط کو ہتھکڑی لگائی گئی تھی۔اسے گھسیٹتے ہوئے لیجایا جارہا تھا۔اور وہ سن دماغ اور بے جان جسم کے ساتھ ان کے ساتھ گھسٹتا چلا جارہا تھا۔

سفیر خان پر یہ خبر گویا قیامت ڈھا گئی تھی۔۔اس کے والد شرجیل خان بھی گویا یہ خبر سنتے زمین پر بیٹھ گئے تھے۔جبکہ ماں کی حالت مزید بری ہوئی تھی۔

وہ زین کو اطلاع دیے سیدھا جیل پہنچا جہاں اسے بمشکل ملنے کی اجازت دی گئی تھی۔

چاہتا تو اپنی پہچان ظاہر کرلیتا لیکن اسے اجازت نہیں تھی۔

وہ اس کی کوٹھری کے پاس آیا۔۔جہاں وہ چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے بیٹھا تھا۔چہرے سے بہتا خون سفیر کو بھی تڑپا گیا تھا۔

سفیر نے نہایت تنفر سے اسے دیکھا۔

کیوں کیا تم نے اس کا قتل؟" اس نے جس ضبط سے سوال پوچھا تھا، یہ اس کا دل ہی جانتا تھا۔"

باسط کو لگا وہ تو اس کا یقین کرے گا۔۔ لیکن یہاں بھی اسے مات ہی حاصل ہوئی۔ وہ اسے سچائی بتانا چاہتا تھا۔۔ لیکن اس کے بھائی کی آنکھوں میں بے یقینی کی رمق تھی۔ اسے ہر وضاحت فضول لگی تھی۔

جاؤ یہاں سے۔۔" وہ پوری شدت سے چیخا۔ جبکہ سفیر نے اپنی گرفت سلاخوں پر مضبوط کر لی۔ اس کی " ہٹ دھرمی پر اسے طیش آیا تھا۔

" باسط!! کیوں کیا تم نے؟"

ہاں مار دیا اسے۔۔ میں نے مار دیا۔۔ قاتل ہوں میں۔۔ ہاں میں ہی قاتل ہوں۔ " وہ خود کو مارتا ہذیاتی " ہونے لگا،

جب حولدار اندر داخل ہوا تھا۔

اسے قابو کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔ سفیر مزید یہ اذیت دیکھ نہیں پایا تھا۔۔ تھکے قدموں سے وہ پولیس اسٹیشن سے نکلا تھا۔

دارم مجھے اس وقت اکیلا چھوڑ دو۔۔" وہ پھولی سانسوں سے بولا۔۔ جبکہ چہرہ سرخ اور پسینے سے بھرا ہوا تھا۔

ہوا کیا ہے تجھے؟" دارم جیسے آج پہلی مرتبہ گھبرایا تھا۔"

بہن کا قتل کیا ہے میں نے دارم۔۔ کوئی چھوٹا گناہ نہیں کیا۔۔مار آیا ہوں میں اسے۔۔۔" وہ دھاڑا" تھا۔۔جبکہ وجود کپکپانے لگا تھا۔

"وہ تیرے خلاف اس ایس پی کو ثبوت دینے والی تھی۔"

بھاڑ میں گیا سب دارم۔۔وہ مر گئی۔۔ میرے سامنے فریاد کرتے ہوئے مر گئی۔۔۔مار دیا۔کیسا" بد نصیب بے رحم بھائی ہوں میں۔۔" شایان کی آواز میں لرزش بڑھنے لگی تھی۔

تو پچھتا رہا ہے؟" دارم نے پراسراریت سے پوچھا۔"

پچھتاوا تو کچھ بھی نہیں ہے دارم۔۔۔" وہ وہی زمین پر بیٹھ گیا۔شہزادوں سی آن بان والا وہ شخص اس" وقت تھکا ہارا تھا۔۔خود سے ہی بیزار۔۔خود سے ہی نفرت کر رہا تھا۔

"دیکھ وہ تیرا نقصان کرنے والی تھی۔۔تو کیوں نہیں سمجھ رہا۔۔"

تنہا چھوڑ دو مجھے۔۔"اس نے ٹیبل پر رکھی چیزیں زمین بوس کی۔۔اور خود بھی گرنے لگا تھا۔۔جب" دارم نے آگے بڑھ کر اسے بمشکل سنبھالا تھا۔

اس نے فوری اپنے ڈاکٹر کو فون کیا تھا۔۔

کچھ گارڈز کو آواز دے کر اس نے اندر بلایا تاکہ شایان ساگر کو سنبھال سکے۔۔وہ نیم غنودگی میں ایک ہی بات بار بار دہراتا دارم کی سوچوں کے در واہ کر گیا تھا۔

ابھی تو آریان کو خبر نہیں ہوئی تھی نا جانے تب کیا ہو جاتا؟اس کی وجہ سے ہی تو وہاں رکا ہوا تھا۔اس کے کام کر رہا تھا۔۔اور وہی وجہ ختم ہو چکی تھی۔

انعم کی موت کی خبر گویا گھر میں قیامت لے آئی تھی۔۔اس کی لاش کو جب حویلی کے صحن میں رکھی گئی تو درو دیوار گویا چیخوں آہوں سے لرز اٹھے تھے۔

ثناء بیگم کی حالت مردوں جیسی ہو چکی تھی۔

صنم کو جیسے اب بھی یقین نہیں آیا تھا۔۔اس نے وہاج سلطان کو دیکھا جو اس کی لاش کو گھر لایا تھا۔۔

باسط کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔۔ٹارچر سیل میں اس پر بے تحاشہ تشدد کیا گیا تھا لیکن اس کی زبان جیسے بند ہو چکی تھی۔

آپ نے آپی کو مار دیا ناں۔۔" صنم وہاج کی طرف آتے چیخی تھی۔"

وہاج جو ضبط سے کھڑا تھا اس الزام پر جیسے سلگ گیا تھا۔اس نے قہر آلود نگاہ صنم پر ڈالی۔

آپ کی وجہ سے میری آپی مر گئی۔۔مر گئی وہ۔۔آپ نے میری بہن کو مار دیا۔۔" صنم اس پر جھپٹی" تھی۔۔جب شایان نے اسے آگے بڑھ کر پکڑا تھا۔

شایان بھائی!!! انہوں نے آپی کو مار دیا۔۔" وہ بھائی کے سینے سے لگی پھوٹ کر روئی تھی۔

آنسو تو شایان ساگر کے بھی بہے تھے۔۔انعم کی لاش اس نے مجبوری میں ہی اپنی بہن کو قتل کیا تھا۔۔وگرنہ وہ ساری سچائی وہاج سلطان کو بتا دیتی۔۔اپنی ساکھ اپنی عزت کی خاطر وہ درندہ بن گیا تھا۔۔ پر پچھتاوا گویا اب بھی نہیں تھا۔

تم نے اچھا نہیں کیا وہاج۔۔"شایان افسوس سے بولا۔۔جبکہ وہاج نے قہر آلود نگاہ اس پر ڈالی۔"

تماشہ مت بنواؤ، تعبیر کے سسرال والے بھی یہاں ہیں۔میڈیا سے جیسے میں نے یہ خبر چھپائی "

"ہے۔۔اسے راز ہی رہنے دو۔۔

وہ دانت پیستے بولا۔

آریان کو دیکھتے صنم کا رونا شدت اختیار کر گیا تھا۔وہ تیزی سے اس کی جانب آئی۔جو انعم کی لاش کو پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

حویلی میں بڑھتی سسکیاں آہیں گویا اس کے اعصابوں پر تازیانے کی طرح لگی تھیں۔۔وہ وہی زمین پر بیٹھ گیا۔۔جیسے ٹانگوں میں ہمت باقی نہ ہو۔۔اس بہن کی خاطر وہ اس دلدل میں اتر گیا تھا۔تا کہ اسے رہائی دے سکے لیکن وہ تو پہلے ہی ساتھ چھوڑ گئی تھی۔

اس کے دونوں ہاتھ خالی رہ گئے تھے۔۔کچھ بھی باقی نہیں رہا تھا۔۔کچھ بھی۔۔۔

جبکہ وہاج الجھ کر رہ گیا تھا۔۔انعم کی پر اسرار موت اور اس شخص کی خاموشی۔۔ سمجھ سے بالاتر تھی۔۔اور حیران کن بات یہ تھی کہ سی سی ٹی وی کیمرہ بھی خراب تھا۔۔جس کے باعث وہ ثبوت نکال ہی نہیں سکا تھا۔۔پر انعم کے قتل کو عیاں بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔اگر قتل کا راز عیاں ہوتا تو بہت سے معاملات کھل جاتے۔جو وہ کبھی نہیں چاہتا تھا۔گاؤں میں ان کی ساکھ خراب ہو سکتی تھی۔ تعبیر کی شادی بھی کچھ دنوں میں ہونے والی تھی۔۔اب وہ یہ تفتیش کچھ نہایت خفیہ طریقے سے کرنا چاہتا تھا۔۔

میری بہن مر گئی دارم !! تمہاری وجہ سے۔۔۔" اس کی سرخ انگارہ آنکھوں سے گویا خون بہنا باقی تھا۔

" میری وجہ سے نہیں آریان۔۔اس نے ایس پی اور باسط دونوں کو اس ہوٹل میں بلایا تھا۔ مجھے تو خبر بھی نہیں تھی کہ وہ شخص اسے مار دے گا۔ اتنے سال میں نے تیری بہن کو اپنے ساتھ رکھا۔ اسے کبھی کوئی نقصان نہیں ہونے دیا تو اب کیسے مار دیتا۔۔۔"

آریان نے زخمی ہوتی نگاہ سے دارم سہگل کو دیکھا۔ کہہ تو وہ ٹھیک ہی رہا تھا۔ لیکن کہیں نہ کہیں وجہ تو دارم بھی تھا۔

" دیکھ یہ وقت ہوش کھونے کا نہیں اس کے قاتل کو سزا دلوانے کا ہے۔۔۔"

" کیسی سزا دارم۔۔ وہ سزا سہتے سہتے ہی مری ہے شاید۔۔ اور اس کے قاتل کو میں کیا سزا دوں؟ بولو کیا میری بہن واپس آجائے گی؟"

بہن واپس نہیں آئے گی کم از کم تیرا انتقام تو پورا ہو جائے گا۔۔اور یقین کر اس کے جانے کا مجھے بھی "
"بہت افسوس ہے۔۔۔

کوئی افسوس نہیں دارم تمہیں کبھی افسوس نہیں ہوگا۔۔کیونکہ تم نے اپنے رشتے نہیں کھوئے۔۔میں "
"نے کھو دیئے۔۔میری بہن مم مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔۔

وہ دارم کے پاس سے اٹھتا باہر نکل گیا۔۔مزید ضبط وہ اس شخص کے سامنے کھونا نہیں چاہتا تھا۔

وہ وہاں سے نکلتا اپنے روم کی جانب آیا۔۔جہاں روز رہتی تھی۔۔روز کی وجہ سے وہ اپنا کمرا بدل چکا تھا۔۔کچھ وہ کمرا پچھلے راستے کی طرف تھا جس کی وجہ سے وہ آسانی سے باہر جا سکتا تھا۔

روز اس وقت بیڈ پر بیٹھی سامنے ایک کتاب پڑھ رہی تھی جو دارم سہگل نے اس کے لیے بھیجی تھی۔

آریان کو سامنے دیکھے وہ گھبرائی لیکن پھر اس کی سرخ آنکھوں اور ضبط سے سنجیدہ چہرے کو دیکھے اسے انہونی کا احساس ہوا۔

وٹ ہیپنڈ۔۔۔" روز نے معصومیت سے پوچھا۔اور اس کے پاس کھڑی ہوئی۔"

تیز گہری سانسوں کے ساتھ وہ روز کا ملاحت بھرا چہرہ دیکھتا رہا۔۔اور پھر یکلخت اس کو سینے سے لگائے رو دیا تھا۔۔لیکن صرف ایک سسکی اس کے لبوں سے نکلی۔۔بقیہ آنسو بنا کسی آواز کے بہائے وہ روز کو ہلکان کر گیا تھا۔۔ایک بار وہ اس کے سینے سے روتے ہوئے آ لگی تھی۔۔آج وہ شخص رونے کے لیے

اس کے پاس آیا تھا۔اور وہ سہارا نہ دیتی تو ناانصافی ہوتی۔۔روز کو اپنی گردن پر آنسوؤں کی نمی نے بے چین کر دیا تھا۔

ریان۔۔۔!! وہ اپنے مخصوص انداز میں بولی۔۔لیکن آج پہلی بار اس نے آریان کا نام لیا تھا۔۔"

آریان گویا کسی خواب سے جاگا تھا۔

اس کی گہری نیلی سی آنکھوں میں کئی سوالات تھے۔

وہ اسے دیکھے وہاں سے جانے لگا۔۔جب روز نے اس کا مضبوط ہاتھ پکڑا۔۔اور سرگوشیانہ وجہ جاننا چاہی۔۔دونوں میں تعلق برائے نام تھا۔۔لیکن دونوں کے دل ایک دوسرے سے جڑنے لگے تھے۔۔

میری بہن مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔۔اس کا قتل ہو گیا ہے۔۔"اس نے انگوٹھے سے آنکھوں کے کونے رگڑے۔اور دلگیری سے کہا۔

روز نے سہم کر اس کا ہاتھ چھوڑا۔اور اپنے لبوں پر اپنی ہتھیلی جمالی۔

آریان کا دل چاہا کسی جگہ بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر روئے۔جہاں اس کی سسکیاں کوئی نہ سن سکے۔۔جہاں کوئی قید نہ ہو۔

وہ آگے آئی اور اس کے گالوں پر آتا ایک آنسو نرمی سے صاف کیا۔۔

ڈونٹ کرائے!! اس کی معصومیت پر وہ نفی میں سر ہلا گیا۔۔کیا تھی وہ معصوم سی لڑکی اور وہ اسے کیا" بنا رہا تھا لیکن بے بسی تھی کہ انتہا پر تھی۔۔وہ کیسے اب سب چھوڑ سکتا تھا۔۔ایک طرح سے اس کے

دونوں پاؤں دلدل میں پوری طرح دھنس چکے تھے۔۔اور اسی دلدل میں اس کی بہن ڈوب کر مر گئی تھی۔

تم یہاں سے جانا چاہتی ہو؟"آریان نے فاصلے پر ہوئے پوچھا۔"

روز نے فوری سر اثبات میں ہلایا۔۔لیکن اگلے ہی پل اس نے نفی میں بھی سر ہلا دیا۔

آریان حیران ہوا تھا۔

تمہیں اب یہاں میں رہنے نہیں دوں گا۔۔میں اپنی بہن کھو چکا ہوں۔لیکن تمہیں کچھ نہیں ہونے "دوں گا۔تم۔یہاں نہیں رہو گی۔لیکن میرے ساتھ ضرور رہو گی۔۔

وہ سرگوشیانہ بولا روز کو سمجھ نہیں آئی تھی۔۔وہ اردو میں بات کر رہا تھا۔روز پوچھنا چاہتی تھی۔۔پر جیسے زبان خاموش ہو گئی تھی۔

روز نے آگے بڑھ کر اس کے چہرہ تھاما۔۔وہ قد میں اس سے کافی چھوٹی تھی۔۔اور وہ اونچا لمبا تھا۔۔

آریان حیران ہوا لیکن کچھ بولا نہیں۔۔اس نے آریان کے سر سے سر جوڑ لیا۔۔وہ جھکا تھا۔۔ایک تازگی سی جیسے اس کے دل میں پھیلی۔۔جب وہ سرگوشیانہ گویا ہوئی۔۔

"Always stay with me"

اسے ایک لمحے کے لیے لگا وہ اپنی ساری تکلیف بھول گیا ہے۔ بس اس کا یوں قریب آنا راحت آمیز لمحہ بن گیا ہے۔ کئی لمحے پر کیف سے گزرے۔۔آریان ہی دور ہوا تھا۔

اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے ہولے سے دبایا تھا۔ جیسے اپنے ساتھ کا یقین دلا رہا ہو۔۔زبان سے اس نے اقرار نہیں کیا تھا۔

اور پھر وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔ روز اس کی پشت کو دیکھتی دروازے کے قریب ہی رکی رہی تھی۔

تایا ابو میں اب یہاں نہیں رہنا چاہتا۔۔اس آدمی کی وجہ سے میری بہن مر گئی۔۔اب میرا اس گھر میں دم گھٹتا ہے۔۔اگر میں یہاں رہا تو پاگل ہو جاؤں گا۔اور تعبیر کی شادی کی وجہ سے میں کوئی تماشہ بھی نہیں چاہتا۔۔" شایان ساگراب یہاں سے ہمیشہ کے لیے جانے کی تیاری کر چکا تھا۔ جس کا حکم بھی اسے دارم سہگل نے دیا تھا۔

میں نے تمہاری بہن کو نہیں مارا۔۔جس وقت میں وہاں پہنچا باسط نامی شخص اس کا قتل کر چکا تھا۔۔اور" مت بھولو کہ ابھی تک اس نے اپنی زبان نہیں کھولی۔۔اور ہوٹل کا مینجر بھی گواہ ہے کہ میں کس وقت "ہوٹل آیا تھا۔۔

وہاج دھاڑا تھا جبکہ شایان نے قہر آلود نگاہ اس پر ڈالی۔الغم کی موت کا راز وہ میڈیا سے تو چھپا چکا تھا۔لیکن گھر والے اسے موردِ الزام ٹھہرائے ہوئے تھے۔

"ایک پولیس آفیسر ہو کر تم نے آج تک کونسا فرض نبھایا۔۔ تمہارا جوگ لیے وہ مر گئی۔ تمہاری وجہ سے وہ مری ہے جو ہوا ہے تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔کاش تم اس سے شادی کی حامی بھر لیتے۔۔کاش وہ آج زندہ ہوتی۔۔۔"

آریان نے آگے بڑھ کر وہاج کا گریبان جکڑا۔۔ایک طرح سے اس نے بھی اپنی بھڑاس نکالی تھی۔۔

"میں شادی کرنے کے لیے تیار ہو چکا تھا۔۔ تمہارے تایا گواہ ہیں۔۔" اس نے درشتگی سے کہا۔اور اسے خود سے دور دھکیلا پر آریان اس وقت الجھا ہوا تھا۔اپنا تنفر وہ وہاج سلطان پر نکال دینا چاہتا تھا۔

پل میں ہی ماحول میں ہماہمی پھیل گئی تھی۔

کمال ملک اور جمال ملک بمشکل دونوں کو آزاد کر سکے تھے۔

آریان میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں چاہتا۔ چھوڑ دو اسے۔۔" شایان متانت سے بولا۔"

"تم اور تمہارے بھائی تم دونوں نے ہمیشہ میری زندگی میں زہر گھولا میرا باپ مجھ سے چھین لیا اور اب بھی مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔۔"

وہاج آگے بڑھ کر آریان کے منہ پر پنچ مارے دھاڑا تھا۔اگلے ہی پل دونوں گھتم گھتا ہو چکے تھے۔ جبکہ تعبیر منہ پر ہاتھ رکھتی چیخیں دبانے لگی۔۔

شایان نے آگے بڑھ کر آریان کو آزاد کروانا چاہا لیکن وہاج کی گرفت ہنوز سخت تھی۔۔

بھائی!! تعبیر بھاگ کر آگے آئی تھی جب آریان کو اس نے پیچھے دھکا دیا۔۔جس کی بدولت تعبیر" بھی پیچھے کو گری۔اگلے ہی پل اس کا سر دیوار میں لگا اور پچھلے حصے سے خون بہنے لگا تھا۔

وہاج کا رنگ فق ہوا تھا۔جبکہ آریان بھی اٹھ کر اس کی طرف بڑھا۔۔

تعبیر۔۔!!اس نے گال تھپتپایا جبکہ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔۔"

شایان کو زمین پر گرے خون کو دیکھ کر وحشت ہونے لگی تھی۔اس کی حالت خراب ہونے لگی۔۔اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچیں جبکہ پورا وجود پسینے سے شرابور ہوا۔

چھوڑو میری بہن کو۔۔۔"وہاج نے آریان کو تعبیر سے دور کرنا چاہا۔۔پر آریان اسے بانہوں میں" بھرتا باہر نکلا تھا۔۔خون کے قطرے ٹپ ٹپ بہتے سفید پتھر پر نشان چھوڑنے لگے تھے۔

شایان جھٹکے سے مڑتا لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی طرف گیا۔گویا وہاں رکا تو نا جانے کیا ہو جائے گا۔

وہ اور آریان تعبیر کو سیدھا شایان کے ہاسپٹل میں لائے تھے۔سر پر چوٹ گہری ہونے کی وجہ سے اس کے سر پر سٹیچز لگے تھے۔

تعبیر کے ہوش میں آتے ہی آریان اس کی طرف بڑھا۔اس کی فکر پر وہاج مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

جھوٹی ہمدردی مت دکھاؤ۔۔"وہ کر ختگی سے گویا ہوا جبکہ تعبیر خوف سے وہاج سے چپکی۔"

"مت بھولو وہاج کہ مجھے تعبیر سے کبھی بھی جھوٹی ہمدردی دکھانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔۔"

آریان غرایا تھا۔

آپ دونوں لڑنا بند کردیں بھائی خدارا اب میں یہ سب نہیں دیکھ سکتی۔۔۔انعم کی موت کے بعد آپ " کیا چاہتے ہیں میں بھی مر جاؤں ؟" تعبیر درد سے تڑپ بولی تھی۔ جبکہ سر الگ دکھ رہا تھا۔

نہیں لڑرہے تعبیر۔۔۔" وہاج نے فوری چہرے کے تاثرات بحال کیے تھے۔ "

جبکہ آریان اسے دیکھتا باہر نکل گیا تھا۔ تعبیر کے سامنے وہ کچھ بھی کہنا نہیں چاہتا۔۔۔پے درپے ہوئے حادثات نے وہاج سلطان کو شایان اور آریان سے نفرت کرنے پر مجبور کردیا تھا۔

کچھ دن پرسکون گزرے۔۔۔جیل میں باسط کو کچھ دن بعد سزا سنائی جانی تھی۔

وہاج اسی وجہ سے کافی مصروف تھا۔ لیکن تعبیر کے کہنے پر وہ گاؤں آیا تھا۔

وہ تعبیر سے مل کر اپنے کمرے کی طرف آیا۔۔کافی دن سے وہ بھرپور نیند نہیں لے پایا تھا۔ تبھی آنکھیں ملتے وہ کمرے میں آیا۔۔اور بنا لائٹ آن کیے وہ بیڈ پر آکر لیٹ گیا۔ شرٹ اس نے ایک طرف رکھی جب اسے کمرے میں کسی کی موجودگی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔

اس نے سرعت سے بیڈ سے اٹھنا چاہا۔۔پر صنم نے اس کا بازو جکڑا تھا۔اور اگلے ہی پل وہ شور مچاتی، وہاج کو بوکھلانے پر مجبور کر گئی تھی۔

"وہاج بھائی چھوڑیں مجھے۔۔۔"

کیا بیہودہ حرکت ہے یہ صنم؟" اس کا بازو جھٹکے وہ بیڈ سے دور ہوا جبکہ وہ دوسری طرف گری تھی۔پر اگلے ہی لمحے اٹھ کر وہ اس کی طرف آئی۔

وہاج بھائی نہیں۔۔!! آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے، آپ نے انعم آپی کو بھی پامال کرنا چاہا تھا۔"

وہ طنزیہ مسکراہٹ سے بولی اور اگلے ہی لمحے وہ وہاج کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اسے دور دھکیلا۔۔

"آپ نے میری انعم آپی کو مار دیا انہیں ذلیل کیا۔۔اب آپ بھی ویسے ہی ذلیل ہوں گے۔۔۔"

اور خود باہر بھاگی تھی۔

شور کی آواز سنتے کمال ملک بھی ادھر ہی آرہے تھے۔۔پر صنم کو اجڑے بکھرے بالوں اور ڈوپٹے سے ندارد دیکھ کر وہ وہی رک گئے۔

تایا ابو!! صنم سامنے تایا کو دیکھتی سیدھا ان کے ساتھ جا لگی تھی جبکہ وہاج بھی کمرے سے نکل کر باہر آیا تھا۔اس کی سرخ ہوتی آنکھوں اور بغیر شرٹ کے حلیے نے جیسے کمال ملک کو سارا معاملہ سمجھایا تھا۔۔یکلخت ان کا طیش بڑھا تھا۔

تایا ابو وہاج بھائی سے بچالیں مجھے۔۔۔" صنم اگلے ہی لمحے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔"

کیا کیا ہے اس نے؟" انہوں نے صنم کو سیدھا کیا جبکہ تعبیر اور باقی سب بھی کمرے سے نکل آئے تھے۔

انہوں نے۔۔ مم مجھے اپنے کمرے میں بلایا تھا۔ کہتے میری آکر بات سنو۔۔ تو جب میں اندر گئی تو انہوں "
" نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ مم میں نے انہیں روکنا چاہا تو۔۔۔

بابا یہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔ وہاج بھائی تو ابھی کچھ دیر پہلے میرے کمرے سے گئے ہیں۔۔ "اس سے " پہلے وہاج کچھ بولتا تعبیر بول اٹھی تھی۔

تم چپ کرو۔۔۔ تم تو اپنے بھائی کی سائیڈ ہی لو گی۔"۔ وہاں آتا شایان ساگر دھاڑا تھا۔۔ تعبیر گویا دنگ " رہ گئی۔۔ شایان ساگر نے کبھی اس سے بلند آواز میں بات نہیں کی تھی۔

وہ جارحانہ تیور لیے وہاج کی طرف بڑھا۔ جبکہ وہاج جو صنم کی کارستانی کو سمجھ نہیں پایا تھا شایان ساگر کا پڑنے والا پنچ اسے لڑکھڑانے پر مجبور کر گیا تھا۔

اتنا گھٹیا ہو گیا تو کہ پہلے انعم کو برباد کیا اور پھر صنم۔۔، جانتا ہے کتنی چھوٹی ہے یہ؟" وہ اس کا گریبان " جکڑے مارنے کو دوڑا جب وہاج نے بدلے میں اسے مارا اور خود سے دور دھکیلا۔

تمہاری بہن ایک نمبر کی گھٹیا اور جھوٹی ہے۔۔ میں تعبیر سے مل کر اپنے کمرے کی طرف گیا تھا۔۔ یہ "
" پہلے ہی میرے کمرے میں موجود تھی۔

بس وہاج۔۔ ! کمال ملک دھاڑے تھے۔۔ "

بابا میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ " وہ باپ کو دیکھے آج پہلی مرتبہ وضاحتی ہوا جب انہوں نے آگے بڑھ " کر ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔ اگلے ہی پل وہ تضحیک سے آنکھیں میچ گیا۔۔

اتنا گر جاؤ گے۔۔ کہاں تو تم انعم سے شادی نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔اور اب صنم کے ساتھ۔۔؟ شرم آنی چاہیے۔۔ مجھے کہتے میں تمہاری شادی خود صنم سے کرواتا لیکن تم تو۔۔۔"

"بابا بھائی میرے ساتھ تھے۔۔۔" تعبیر ایک بار پھر بولی تھی۔"

جبکہ کمال ملک نے قہر آلود نگاہ اس پر ڈالی۔۔

اس کی شادی کے دن جیسے جیسے قریب آرہے تھے۔۔ حادثات تھے کہ ہوتے چلے جا رہے تھے۔

تمہارا ابھی اسی وقت صنم سے نکاح ہو گا۔۔اور اگر تم نے انکار کیا تو میں تمہیں عاق کر دوں گا۔۔۔"" ان کے فیصلے نے جیسے نجمہ بیگم اور تعبیر پر بم گرایا تھا جبکہ وہاج سلطان کو آج ذات بے مول لگی تھی۔

میں یہ نکاح ہر گز نہیں کروں گا۔۔ یہ لڑکی ایک نمبر کی جھوٹی مکار ہے۔۔اور انعم کے ساتھ میں نے" کچھ نہیں کیا تھا۔۔ پہلے بھی کہتا رہا تھا اور آج بھی کہتا ہوں۔ انعم نے خود مجھے وہاں بلایا تھا۔۔ میں نے اسے نہیں بلایا تھا۔ پر آج کے بعد میں آپ سب کو کبھی وضاحت نہیں دوں گا۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔" وہ تیزی کہتے مڑا تھا۔ اور پھر وہ وہاں رکا نہیں تھا۔۔ تعبیر کی آنسو نہ ماں کی فریاد۔۔ گویا وہاج سلطان آج ایک تہمت کا الزام لیے یہاں سے چلا گیا تھا۔

کمال ملک بھی جیسے روکنے کی حالت میں نہیں تھے۔

شایان نے ان کا احساس کرتے کچھ دور ہی شفٹ ہونے کا سوچا تھا۔کچھ دارم سہگل کے حکم کے مطابق اب وہاں اسے رہنا تھا۔۔اسی گاؤں میں جو زین چوہدری کا گاؤں تھا۔۔ لیکن وہ فلحال انجان ہی تھا۔

شایان نے وہاں کی سب سے بڑی حویلی مخدوم چوہدری سے خریدی تھی۔۔اور چند دنوں میں ہی وہ یہاں شفٹ ہو گیا تھا۔

صنم یہاں آکر کافی خاموش ہو گئی تھی۔خاموش تو وہ انعم کی موت کے بعد ہی ہو گئی تھی۔ وہاج سلطان کا حویلی سے جانا اسے زرا پسند نہیں آیا تھا۔۔وہ اسے اسی طرح رسوا کرنا چاہتی تھی جیسے انعم کی رسوائی ہوئی تھی۔پر ناکام ٹھہری تھی۔

جبکہ شایان حویلی میں شفٹ ہوئے کچھ دن بعد ہی شہر سدھار گیا تھا۔جہاں دارم سہگل اس کا انتظار کر رہا تھا۔

اور وہی آریان ساگر کو دیکھ کر زین چوہدری کو حیرت ہوئی تھی۔۔ سفیر کی انفارمیشن کے مطابق وہ آریان ساگر کی ساری فیملی کے بارے میں پتہ لگوا چکا تھا۔۔گو کہ باسط کی رہائی بھی سفیر ضرور چاہتا تھا۔۔لیکن فلحال ان کا ٹارگٹ آریان ساگر تھا۔اس کی بہن کا قتل ہوا تھا۔۔ان کا یہاں گاؤں آنا زین کو عجیب مخمصے میں ڈال گیا تھا۔

کون ہو تم؟" وہ شہرین کی پشت پر گن رکھے بولا۔شہرین کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔اس نے اپنا موبائل مٹھی میں دبایا۔

وہ آج ولا آیا تھا تاکہ شہرین سے مل سکے۔ کیونکہ دارم نے اسے شہرین کی ذمہ داری بھی سونپ دی تھی۔۔ وہ سیدھا اس کے کمرے میں آیا۔۔ ناک کرنے پر کوئی جواب نہیں آیا تو وہ ہینڈل پر ہاتھ رکھے دروازہ کھولے اندر آیا۔ کمرا خالی تھا۔۔ اس کا سامان ترتیب سے رکھا ہوا تھا۔

وہ کمرے سے باہر نکلا اور دوسرے کمرے کی طرف بڑھا جہاں ایک اور لڑکی رہتی تھی۔۔ وہ سب وہاں پینگ گیسٹ کے طور پر رہ رہی تھیں۔

اس سے شہرین کے بارے میں پوچھ کر وہ اوپر بڑھا۔۔ جو شاید چھت پر تھی۔

آریان کو حیرت ہوئی تھی،۔ رات کے وقت آخر وہ چھت پر کیا کر رہی تھی۔۔

وہ اوپر آیا تو وہ فون پر مشغول تھی،۔ آریان سن تو نہیں پایا لیکن پھر قدم آگے بڑھانے لگا۔۔ شہرین آہٹ سنتے ہی بات کا رخ بدل گئی تھی۔

ہاں کل میں آجاؤں گی۔۔" اس نے قدرے بلند آواز میں کہا۔ جبکہ آریان اگلے ہی پل سمجھ چکا تھا کہ وہ" اس کی آہٹ کو محسوس کر چکی ہے۔

آریان نے اس کی پشت پر گن جمائی تو شہرین کو انہونی کا احساس ہوا۔

بولو کون ہو تم کس سے بات کر رہی تھی؟" وہ کرختگی سے گویا ہوا۔۔"

دوست سے۔۔۔ وہ کل ملنے کا کہہ رہی تھی۔۔"۔"

جھوٹ مت بولو بتاؤ مجھے۔۔اور چھت پر آکر بات کرنا ضروری تھا؟۔"آریان نے مزید درشتگی سے " پوچھا۔۔

نیچے سگنل ٹھیک نہیں آرہے تھے۔اسی لیے میں اوپر آگئی تھی۔آپ یہ گن ہٹائیں۔۔اور۔۔مم مجھے " جانے دیں مم مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔" وہ خوف وہراس میں لپٹی بولی۔۔گویا گن سے بہت زیادہ ڈر گئی ہو۔

آریان نے اس کا بازو پکڑ کر اس کا رخ سامنے کیا۔

اور اس کے ہاتھ سے موبائل لیا۔۔

کس کا بھیجا گیا مہرہ ہو۔سچ بتادو گی تو دارم سہگل سے بچالوں گا۔۔ تمہارا اس دن میری گاڑی کے سامنے " آنا اور بنا کسی فکر کے ولا میں رہنا مجھے بہت کچھ سمجھا چکا تھا۔۔اور ان چند دنوں میں میری تمہاری ہر "حرکت پر نظر رہی ہے۔۔

شہرین کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔۔وہ تو اس سے بھی زیادہ شاطر نکلا تھا۔

میں ایک عام لڑکی ہوں اور میرے پاس رہنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔۔اس لیے میں نے یہاں رہنے " "کی حامی بھری تھی۔۔

جھوٹ مت بولو۔۔سچ بتاؤ کون ہو تم؟۔۔"اس نے پراسراریت سے کہا۔"

شہرین گویا پھنس چکی تھی۔۔اس نے گن شہرین کے ماتھے پر جمائی۔

"اگر تم دو منٹ سے پہلے نہیں بولی تو میں گولی چلادوں گا۔۔"

اس کا موبائل رنگ ہوا تو شہرین کو لگا گویا وہ آج نہیں بچ پائے گی۔

سفیر کی ہی کال تھی۔۔اس کا کنٹیکٹ اس نے اپنی دوست کے نام سے سیو کیا تھا۔

آریان نے کال اٹینڈ کر کے فون کا سپیکر آن کیا۔

"شہرین تم نے کال کیوں کاٹی، کل ہم ملنے والے تھے۔۔۔"

یعنی سفیر سمجھ چکا تھا۔

آریان نے اسے گھورا، اور اسے جواب دینے کا کہا۔

" ۔۔۔م میں آپ سے کل ملوں گی۔۔"

آریان نے فون کال کٹ کی۔۔

"کون ہے یہ؟"

ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔اور ہم شادی بھی کرنے والے ہیں، ابو کی موت کے بعد میرا " کوئی سہارا نہیں تھا۔۔ تبھی یہاں رہنے کے لیے آگئی۔اسے لگتا ہے کہ یہ ولا میرا ہے اور میں شوقیہ جاب کرتی ہوں۔۔" شہرین نے سوچی سمجھی کہانی ترتیب دی۔۔

اگر مجھے زرا بھی لگا کہ تم جھوٹ بول رہی ہو۔۔تو اسی وقت میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔" وہ " تنبیہ کیے اس کا موبائل ہاتھ میں تھماتا نیچے بڑھ گیا تھا۔شہرین نے اپنا الجھا سانس بحال کیا تھا۔

"ویسے تو نے بتایا نہیں کہ وہ آئی جی اس مینشن میں کیوں شفٹ ہوا ہے؟" سعدان کے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔وہ آج کئی دن بعد ان سے ملنے آیا تھا۔

"وہ ایاز انکل کے بابا کا مینشن تھا۔جو کافی عرصے سے بند تھا۔اور میری شادی کی وجہ سے وہ وہاں شفٹ ہوئے ہیں۔"

"ویسے سعدان یہ ایاز احمد کافی بے وقوف آدمی ہے۔۔ تجھ پر اتنا اعتبار کرتا ہے۔۔کبھی تجھ پر نظر نہیں رکھی۔۔کبھی تفتیش نہیں کی۔۔"

سعدان نے دارم سہگل کو دیکھا۔۔جس کا چہرہ اس وقت سعدان سہگل کو نہایت سیاہ دکھائی دیا۔جبکہ اسے ایاز احمد کے چہرے پر ایک نور سا چمکتا دکھائی دیتا تھا۔ایک شفاف پن تھا،جو ایاز احمد کے ساتھ ساتھ یزدان کے چہرے پر بھی پھیلا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"ہاں شاید وہ جلد اعتبار کر لینے والوں میں سے ہے۔۔"

"ہاں جیسے میں کر چکا ہوں۔۔پر اب پچھتا رہا ہوں۔"

"کیا مطلب۔۔؟"

سہگل مجھے انعم کی موت کے بعد کسی پر اعتبار نہیں رہا۔اور اس لیے میں ساری پراپرٹی تیرے نام کرنا "
چاہتا ہوں۔۔"انہوں نے گویا گہرا جھٹکا اسے دیا تھا۔

" میرے نام کیوں ؟ میں تو آپ کا بیٹا بھی نہیں ہوں۔۔ "

سعدان نے حیرت سے دارم سہگل کو دیکھا۔

اس دولت کا اصل حقدار ہی تو ہے۔۔ لیکن یہ راز میں تجھے اس دن بتاؤں گا جب سب کی موجودگی میں "
" تجھے مسٹر سہگل انٹروڈیوس کرواؤں گا۔۔اور کسی کو منہ توڑ جواب بھی دینا ہے۔

آپ کرنا کیا چاہتے ہیں؟" سعدان الجھ سا گیا تھا۔ "

کچھ نہیں بس وکیل آنے والا ہے۔ پھر میں سائن کر دوں گا۔۔تو یہ پیپرز اپنے پاس رکھنا۔۔اگر اپنے "
پاس رکھوں گا تو نقصان ہو جائے گا۔۔اور باقی ساری ڈیٹیل میں تجھے سینڈ کر دوں گا۔۔اپنے پاسکوڈ بھی
تجھے بتا دوں گا۔۔بس ان چند دنوں تو نے میرے ساتھ کنیکٹ رہنا ہے۔۔

شادی کے بعد تو جب تو ہنی مون کے لیے جائے گا وہاں سے واپسی پر اس لڑکی کو وہی چھوڑ آنا۔۔اور
سعدان سے مسٹر سہگل کی طرف تیرا سفر شروع ہو جائے گا۔۔اور بابا کی رہائی کا بھی سارا انتظام ہو گیا
ہے۔۔جس دن تو یہاں سے فلائے کرے گا اسی دن بابا رہا ہو جائیں گے۔۔ایاز احمد تیرے پاس کبھی
" پہنچ بھی نہیں پائے گا۔۔کیونکہ اس کا انتظام میں بھی کر چکا ہوں۔

سعدان گویا کچھ کہہ نہیں پایا تھا۔۔نہ وہ مینشن کا راز عیاں کر پایا تھا۔نہ یہ کہہ پایا تھا کہ وہ فلحال تعبیر کمال ملک کو چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔۔غرض اس کا دل بدل رہا ہے۔۔یا پھر وہ اب خود سے ہی ڈرنے لگا تھا۔

دروازے پر ہوتی دستک پر وکیل اندر آیا تھا۔

اور کچھ ہی دیر میں ضروری کاغذات سائن ہوئے تھے۔

وہ آفس سے نکلا تو ایک لڑکی اس سے ٹکرائی تھی۔سعدان اسے تیز نظر سے گھورتا باہر نکل گیا تھا۔جبکہ وہ ناک کرتی اندر داخل ہوئی تھی۔

وہ گھر آیا تو پریہان لاؤنج میں ہی تھی۔سعدان نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔عموماً اس وقت وہ اپنے کمرے میں ہوتی تھی۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے سعدان بھائی۔۔"

وہ بمشکل بولی جبکہ حلق الگ خشک ہو رہا تھا۔

کیا بات کرنا چاہتی ہو؟" سعدان اسی کے پاس آ بیٹھا۔"

"وہ میں۔۔"

کیا بات ہے پری؟ مجھے بتاؤ۔۔" سعدان نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔ جبکہ پری کا جی چاہا یہاں سے بھاگ " جائے۔

"آپ کون ہیں سعدان بھائی؟"

"کیا مطلب کون؟"

سعدان متعجب ہوا۔

آپ ہمارے گھر کیوں آئے تھے سعدان بھائی؟" اس نے نہایت تلخی سے کہا۔"

پری وہ سوال کرو جو تمہاری عمر کی لڑکیاں کرتی ہیں۔۔اور تم ابھی بہت چھوٹی ہو۔۔تمہاری عمر " "چاکلیٹس کھانے کی ہے نا کہ تفتیش کی۔۔

آس نے کھڑے ہوئے دو چاکلیٹس اس کی گود میں رکھی۔

"نہیں چاہیے مجھے۔۔آپ دشمن ہیں ہمارے۔۔آپ نے سب خراب کر دیا۔۔سب۔۔"

شور کی آواز سنتا یزدان بھی نیچے آیا تھا۔

پری۔۔!! یزدان نے اسے سیڑھیوں سے ہی پکارا۔۔"

پری آپ بہت بدتمیز ہو گئی ہو۔۔"وہ نہایت سرد مہری سے بولا۔"

"یہ سب بدتمیزی آپ کی وجہ سے ہے۔آپ نے ہم دونوں سے ہمارے پاپا کا سارا پیار لے لیا۔ ہر چیز انہوں نے آپ کو دے دی اور یزدان بھائی بیچارے۔۔۔۔"

"پری سٹاپ اٹ۔۔۔!!!یزدان نے آگے بڑھ کر اس کے گال پر تھپڑ مارا تھا۔"

"کیا حرکت تھی یہ۔۔کیوں کہا تم نے ایسا؟ کیوں؟"یزدان دھاڑا تھا۔ جبکہ سعدان اب بھی متجسس تھا کہ آخر وہ کیا کہنا چاہتی تھی۔

"بھائی آپ نے مجھے ان کی وجہ سے تھپڑ مارا۔۔"پری کی بھیگی آواز پر اسے خود پر تاؤ آیا تھا۔"

اس نے سختی سے اپنا ہاتھ بند کیا۔۔

"ان کی وجہ سے مارا۔۔جو آپ کا سب کچھ چھین چکے ہیں۔۔سب کچھ۔۔۔"

وہ کہتے ہی اوپر بھاگی جہاں اس کا کمرہ تھا۔۔ لیکن پھر وہ ریلنگ کے پاس رکی تھی۔

"میں سعدان بھائی کے کسی فنکشن میں شامل نہیں ہونا چاہتی نہ ہی مجھے کوئی فورس کرے۔۔ورنہ میں خود کو کچھ کرلوں گی۔۔"

اس کی دھمکی پر یزدان کا دل دہل گیا تھا۔۔ جبکہ سعدان کا غصہ پری کے لیے مزید بڑھنے لگا تھا۔

نہ پریہان کی ضد ٹوٹی اور نہ ہی یزدان کی کوئی فریاد کام آئی تھی۔

پری کی ضد پر حیران تو ایاز احمد بھی تھے۔۔ لیکن اس کی خراب طبعیت کی وجہ سے مجبور تھے۔ڈاکٹر نے اسے سٹریس لینے سے منع کیا تھا۔

مہندی کا فنکشن چھوٹے پیمانے پر ہی ترتیب دیا گیا تھا۔۔انعم کی موت کی وجہ سے ایاز احمد نے بھی فنکنشن محدود رکھا تھا۔

سفید شلوار قمیض پہنے یزدان بمشکل مسکرائے سب سے ملتا رہا۔

دل جیسے ڈوب سا رہا تھا۔کل وہ لڑکی اس سے ہمیشہ کے لیے دور ہو جانے والی تھی۔۔گو کہ مشکل تھا دل کو سنبھالنا لیکن وہ سعدان کی خوشی کو برباد نہیں کرنا چاہتا تھا۔

رات گئے تک فنکشن ختم ہوا تو وہ پری کے کمرے میں آیا، جہاں وہ آنکھیں موندے لیٹی تھی۔اس کا کمرہ ایک طرف تھا۔جس وجہ سے شور شرابا کم ہی سنائی دیا تھا۔

پری۔۔!! وہ اس کے سرہانے کے قریب بیٹھے اس کے بال سہلائے بولا۔ "

مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔"اس کی بھیگی آواز پر یزدان نے کرب سے آنکھیں میچ لی۔ "

"اتنا ناراض ہو مجھ سے۔۔؟"

وہ اٹھ کر بیٹھی اور یزدان کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

سعدان بھائی اچھے نہیں ہیں بھائی۔۔وہ بہت برے ہیں آپ کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔وہ تعبیر آپی کو " بھی آپ سے لے چکے ہیں پھر بھی آپ کو وہ اچھے لگتے ہیں۔۔آپ کو وہ کیوں برے نہیں لگتے انہوں

نے مجھ سے میرا دوست بھی چھین لیا۔۔سب کچھ ختم کر دیا۔۔۔"یزدان گویا چونکا تھا۔پری کی بگڑی حالت کی ساری وجہ واضح ہونے لگی تھی۔

پری کیا ہوا ہے آپ مجھ سب سچ بتاؤ۔۔"یزدان نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔"

نہیں۔۔"اگلے ہی لمحے وہ گھبرائی تھی۔"

اپنے بھائی پر یقین کرو پری۔۔"یزدان نے گویا حوصلہ دیا تھا۔"

"سعدان بھائی نے میرے دوست کو مار دیا تھا۔اس نے میرے سامنے۔۔۔گ گلا۔۔"

پری کی حالت گویا بری ہونے لگی تھی۔سانس ایک بار پھر پھولنے لگی تھی۔

پر یہان ریلیکس۔۔۔!!"یزدان نے اس کی کمر سہلائی۔۔پر اس کا سر درد بڑھنے لگا تھا۔اس نے سر" دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔۔

پری۔۔!!یزدان گھبرایا تھا۔"

اس نے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھانا چاہا پر وہاں اس کی آج کی دوا موجود تھی۔

اس نے فوری ٹیبلٹ نکال کر اس کے منہ میں ڈالی۔۔اور پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔۔"

دھیرے دھیرے اس کی کمر سہلاتا وہ پری کو اپنے ساتھ لگا گیا۔۔

میں جانتا ہوں۔تم میری وجہ سے زیادہ پریشان ہو رہی ہو۔۔وہ لڑکی مجھے پسند ہے پر اتنی بھی" "نہیں۔۔کہ آپ سعدان بھائی سے میرے لیے لڑنے لگ جاؤ۔۔

اپنے دل کی حالت چھپائے وہ بے بسی سے بولا۔۔

اس کے حواس تھوڑے بحال ہوئے تو نیند کا غلبہ آنے لگا۔۔لیکن فلحال وہ سونا نہیں چاہتی تھی۔وہ ایک آخری بار کوشش کرنا چاہتی تھی۔

پری۔۔!!یزدان کا دل ایک دم بے قابو سا ہوا تو اس نے پریہان کو پکارا۔سرد موسم میں بھی چہرے پر پسینہ پھیلا تھا۔

پری!!یزدان نے ایک بار پھر اسے بے قراری سے پکارا،

سونا ہے مجھے بہت زیادہ۔اتنا زیادہ کہ کوئی مجھے نہ جگائے اس لیے۔جائیں آپ یہاں سے۔۔"۔وہ بوجھل ہوتی آواز میں بولی۔

پری۔کیسی باتیں کررہی ہو۔۔؟"یزدان کا پوراوجود کپکپا گیا تھا۔"

تعبیر آپ کو ضرور ملے گی بھائی۔۔ضرور۔۔۔وہ سعدان بھائی کو کبھی نہیں ملے گی۔تعبیر آپی اچھی ہیں۔۔آپ بھی بہت اچھے ہیں۔۔"وہ نیند میں بولتی یزدان کو مزید دہلا گئی تھی۔

ناجانے کیوں وہ بضد ہوچکی تھی۔۔یزدان اس کی پیشانی کو چومے اس کے پاس سے اٹھا۔

"کچھ چیزیں قسمت میں نہیں ہوتی۔۔پری۔۔اور وہ بھی میری قسمت میں نہیں ہیں۔"

پری کو جی بھر کر دیکھتا وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔دروازے کے قریب کھڑے ہوئے اس نے ایک بار پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔جہاں پریہان گہری نیند میں جاچکی تھی۔

یزدان کے جانے کا یقین کرتی وہ فوری اٹھ کر بیٹھی۔

"میں آپ کے لیے تعبیر آپی کو سعدان بھائی سے چھین لوں گی۔۔"

وہ تلخی سے بولی اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ وہ راہداری سے گزرتی سعدان کے کمرے کی جانب بڑھنے لگی۔

اس کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔۔اس نے ناک کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا لیکن اندر سے آتی آواز نے گویا اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکائی تھی۔

وہ شاید کسی سے بات کر رہا تھا۔

سعدان تو بس کل جیسے ہی گھر سے نکلے گا اسی وقت بابا کو رہائی مل جائے گی۔اور پھر ایاز احمد کو اسی " وقت گولی ماری جائے گی۔۔اور ہاں اس لڑکی کو جتنے دن اپنے ساتھ رکھنا ہے۔۔رکھ لیکن ۔۔بعد میں وہ کینڈا پہنچادی جائے گی۔۔"اس کے آنسو گالوں پر بہہ نکلے۔

وہ دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی۔ جبکہ سعدان جو لیپ ٹاپ پر وڈیو کال پر تھا۔سامنے پریہان کو دیکھے اس کا رنگ فق ہوا۔

"تم میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو؟"

آپ یہ سب ؟۔کک کیوں سعدان بھائی۔؟"اس نے دیوار کا سہارا لیے کہا۔"

جاؤ یہاں سے پری۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔"اس نے نظر چرائے کہا۔"

"کیوں سعدان بھائی۔۔کیوں جاؤں۔۔آپ میرے بابا کو مارنے کا آرادہ کیے ہوئے ہیں میرے بھائی کی محبت چھین لی، مجھے ذہنی بیمار کر دیا۔۔اور اب کہتے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے؟" وہ دبا دبا سا چیخی۔

ہاں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔"اُس نے آنکھیں بڑی کیے سپاٹ پن سے کہا۔"

"سعدان بھائی آپ کیوں کر رہے ہیں ایسا؟ ہم نے آخر آپ کا بگاڑا کیا ہے۔میرے بابا، بھائی ماما سب آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔سب نے کبھی آپ کو پرایا نہیں سمجھا پھر آپ کیوں؟ یہ سب کر رہے ہیں، کیا میرے بابا نے آپ کے ساتھ ہمدردی کر کے غلط کیا؟آپ کو بچا کر غلط کیا؟

سعدان کا دل شدت سے دھڑک اٹھا۔ایک بار پھر اس پر وہی کیفیت طاری ہونے لگی جو اس مینشن میں آتے وقت ہوئی تھی۔

"پری جاؤ یہاں سے۔"اس نے بازو سے پکڑ کر پریہان کو دور دھکیلا۔جو دروازے سے ٹکرائی تھی۔سعدان رخ موڑ کر کھڑا ہوتا آنکھیں سختی سے میچ گیا۔سانس الگ پھول رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی اسے اپنے پاؤں پر کسی کے ٹھنڈے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا۔۔اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تو پری اس کے پاؤں پکڑے بھیگی بہتی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"تعبیر آپی کو یزدان بھائی پسند کرتے ہیں۔۔انہیں تعبیر آپی دے دیں۔۔میرے بابا کی زندگی بخش دیں سعدان بھائی اور چلے جائیں یہاں سے۔۔ہمیشہ کے لیے، اور پھر کبھی واپس نہیں آیئے گا۔"

سعدان کو اپنا دل حلق میں دھڑکتا محسوس ہوا۔

میں کل ہمیشہ کے لیے جانے ہی والا ہوں،۔"اس نے پاؤں آزاد نہیں کروائے، بس سامنے دیوار کو "دیکھے بمشکل کہا۔

پر جاتے ہوئے میرے بھائی اور میرے بابا کی زندگی بخش دیں۔۔"پری کے آنسو اس کے پاؤں پر "گرنے لگے۔۔

تمہارے بابا کو کچھ نہیں ہوگا پری۔۔اب مزید مجھ سے کچھ مت مانگنا۔۔"اس نے تھوڑی رحمدلی "کر کے گویا اسے ہمت دی تھی۔

" تعبیر آپی کو یزدان بھائی بہت چاہتے ہیں۔۔آپ سے پہلے وہ انہیں پسند کر چکے تھے۔۔"

پری جاؤ یہاں سے۔۔"اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچی۔۔وہ لڑکی اس کی نگاہ کو بھا گئی تھی۔۔وہ کیسے "اور کیونکر دے دیتا۔۔؟

پلیز سعدان بھائی۔۔یزدان بھائی کا ہر حق آپ نے لیا ہے۔۔اب کچھ تو بدلے میں انہیں دے دیں وہ "بہت پیار کرتے ہیں۔۔آپ تو ویسے بھی اسے چھوڑ دیں گے۔۔"

پری۔۔"اس نے اپنے پاؤں جھٹکے اور اسے بازوؤں سے جکڑ کر کھڑا کیا"

"آگے ایک لفظ مت کہنا۔۔وہ لڑکی میری ہے۔۔اس سے میں نے محبت کی ہے۔۔"

آپ نے محبت نہیں کی،۔آپ کو صرف کشش ہے بھائی۔۔۔ محبت تو یزدان بھائی کرتے ہیں۔۔آپ " " تو محض حاصل کرنا چاہتے ہیں۔۔اور حاصل کر کے اسے چھوڑ دیں گے۔۔ہمیشہ کے لیے

سعدان نے سرعت سے اس کا گلا دبوچا۔

اسے امید نہیں تھی کہ وہ کچھ ایسا بھی کرے گا۔۔

وہ لڑکی میری ہے۔۔ صرف میری۔۔اسے حاصل کرنا میرا جنون ہے۔۔اس کی خاطر میں نے اپنے " باپ سے جھوٹ بول دیا۔۔سب کچھ چھوڑ کر یہاں سے جانے والا ہوں اور تم چاہتی ہو وہ تمہارے بھائی کی ہو جائے۔۔"اس نے مزید شدت سے اس کا گلا دبایا۔۔ گویا حواسوں میں نہ ہو۔۔اور وہ تعبیر کو زبردستی چھین رہی ہو۔

پری کی آنکھیں پھیلی تھی۔۔اس نے خود کو آزاد کروانا چاہا۔۔ لیکن سعدان نے گرفت ہنوز قائم رکھی۔۔

پری کی آنکھیں باہر کو ابلنے لگی تھیں۔اس کے ہاتھوں سے جان ختم ہونے لگی۔ سعدان پتھریلی آنکھوں سے اس کا گلا دبائے جیسے بے حس بنا کھڑا تھا۔۔چونکا تو تب جب اس کا موبائل رنگ ہوا۔اس نے جھٹکے سے پری کو چھوڑا جو بے جان سی زمین پر گری۔اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھا۔۔اور پھر زمین پر جہاں وہ منہ کے بل گری تھی۔سعدان کا چہرہ پسینے سے بھیگ گیا۔۔اس نے خالی ویران آنکھوں سے پری کو دیکھا۔۔فون کی بیل اب بھی بج رہی تھی۔ لیکن اس کی ساکت و جامد نگاہ اس پر جمی تھی۔۔اپنے غصے میں وہ ایک معصوم لڑکی کو مار چکا تھا۔۔ گویا دارم سہگل کی پرورش نے اپنا رنگ دکھایا تھا۔۔ایاز احمد کی نرمی ہار گئی تھی۔۔اور وحشی کی جیت ہو گئی تھی۔

پری سے مل کر وہ مینشن سے نکل آیا تھا۔ ساری رات وہ سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا،۔۔نہ اس کا دل بہلا نہ اسے سکون آیا تھا۔۔ایک بے قراری سی تھی جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔

فجر کی اذانیں ہوئی تو اس نے مسجد کی جانب رخ کیا۔۔ نماز ادا کی، دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو سمجھ نہیں آیا کہ کیا مانگے۔۔ماں باپ کی سلامتی مانگ کر اس نے اپنے لیے محض صبر مانگا تھا۔۔اور پھر وہی کونے میں ایک جانب لیٹ گیا۔، آنکھ کب لگی اسے خبر نہیں ہوئی تھی۔۔وہ آسائشوں کا عادی شخص اس وقت زمین پر لیٹا گہری پر سکون نیند میں جا چکا تھا۔۔اور یہ زمین پر آئی پر سکون گویا ہر نرم بستر سے بہتر تھی۔۔کیونکہ یہ رب کے در کی پر سکونی تھی۔

امام مسجد جو تلاوت میں مشغول تھے۔۔جس وقت فارغ ہوئے ان کی نظر اس پر گئی جو بازو رکھے سو رہا تھا۔اس کے خیال سے وہ بھی مسجد کا دروازہ بند کرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔

صبح کے روشنی پھیلی اور پھر دن کا مکمل اجالا۔۔ فجر سے ظہر کا وقت آ پہنچا تھا لیکن اس کی نیند نہیں ٹوٹی۔ پر پھر اس کی نیند میں خوابوں کی پرچھائیاں حاوی ہونے لگی۔۔وہ نیند میں بے قرار ہوا تھا۔۔اور پھر یکلخت اٹھ کر بیٹھا۔۔اس کا چہرہ پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔۔ جبکہ سفید رنگت سرخ ہو چکی تھی۔

کئی گہرے سانس لیے وہ ارد گرد دیکھتا حواس بحال کرنے لگا۔۔ منظر سمجھ میں آیا تو پیشانی کو مسلا۔۔وہ مسجد میں ہی سو گیا تھا۔۔خواب میں خون آلود لاشیں تھیں۔۔جس نے اس کو گہری نیند سے جگا دیا تھا۔ اس نے بے ساختہ کلمہ اور آیت الکرسی پڑھی۔

موبائل کی ہوتی بیل نے اس کی توجہ کھینچی تھی۔

اس نے جیکٹ کی جیب سے اپنا موبائل باہر نکالا تو ایک چٹ بھی باہر نکلی۔ فون پر ایاز احمد تھے۔۔اس نے فون کان سے لگایا۔۔اور چٹ کو پکڑ کر کھولا۔

اس پر لکھی تحریر نے اس کو ایاز احمد کی آواز کو مدھم کر دیا تھا۔۔اس نے فون بنا سنے جیب میں ڈالا اور چٹ کر پڑھا۔

"میں جانتا ہوں تم میرا یقین نہیں کرو گے۔۔ لیکن تمہارے گھر میں رہنے والا شخص سعدان سہگل کوئی اور نہیں تمہارے بابا کے سب سے بڑے دشمن دارم سہگل کا بیٹا ہے جنہوں نے دارم سہگل کے باپ کو گرفتار کیا تھا۔اور اسے عمر قید کی سزا ہو چکی ہے۔۔ سعدان سہگل محض تمہارے گھر میں اپنے باپ کی رہائی کے لیے موجود ہے۔۔اور تعبیر سے شادی کر کے وہ اسے ہمیشہ کے لیے بیچ دے گا۔ تم یہ خبر اپنے بابا تک پہنچا دینا۔۔ تمہارے باقی سوالوں کے جواب تم مجھ سے ملاقات کر کے پوچھ سکتے ہو۔۔اس نمبر پر فون کرنا۔ پر اب سب تمہارے ہاتھ میں ہے۔۔۔"

یزدان کا دماغ گھوم کر رہ گیا۔۔وہ شخص آخر کون تھا جس نے یہ چٹ اس کی پاکٹ میں ڈالی تھی۔۔اس دن جب وہ گھر آیا تھا تو کافی تھکا ہوا تھا۔۔اسے خود اپنے کام کرنے کی عادت تھی۔۔اس لیے جیکٹ اس نے خود ہینگ کی تھی۔۔رات سرد موسم کے باعث وہ وہی جیکٹ پہن کر گھر سے نکلا تھا۔۔یہ اتفاق تھا یا قسمت کا اشارہ۔ کہ وہ چٹ آج اس نے دیکھی تھی۔۔

اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے موبائل پکڑا۔۔اور وہ نمبر ڈائل کرنے لگا۔۔

آریان جو روز کے ساتھ شوٹنگ ایریا میں موجود تھا۔ان نون نمبر دیکھ کر اس نے کال ریسیو کرنا مناسب نہیں سمجھا۔۔پر پھر کافی بیلز کے بعد وہ کال ریسیو کر چکا تھا۔۔دوسری جانب سے آواز سنتا اسے لگا سانس لینے کو آکسیجن میسر آگئی ہو۔اس نے روز کی جانب دیکھا جو گلاسز لگائے نشانہ لگا رہی تھی۔

وہ قدرے ایک طرف آگیا۔۔

ٹھیک ہے میں آتا ہوں۔۔"اس نے روز کو دیکھے کہا۔"

"تم روم میں جاؤ۔۔۔اور جب تک میں واپس نہ آؤں تم اپنے روم سے باہر نہیں آؤ گی۔۔ "

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور وہاں سے نکلی تھی۔

"آپ مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے؟؟"

وہ آریان کو دیکھے گویا ہوا۔۔جہاں چاروں طرف تنہائی پھیلی تھی۔

میں تمہیں سچ بتانا چاہتا ہوں۔۔وہ سچ جس نے میری زندگی برباد کر دی۔۔اور میرے ہاتھوں اتنے گناہ" ہوتے چلے جارہے ہیں کہ میرے پاس بچنے کی کوئی راہ باقی نہیں ہے۔۔لیکن میں اب مزید تباہی نہیں پھیلانا چاہتا۔۔مزید اپنے ہاتھوں گناہ نہیں کرنا چاہتا۔۔نہ ہی اس لڑکی کی زندگی برباد ہونے دینا چاہتا ہوں۔"

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟اور تعبیر آپکی کیا لگتی ہے؟"اس نے حیرت سے سوال کیا۔"

وہ میرے تایا کی بیٹی ہے۔اور جو شخص اس سے شادی کرنا چاہتا ہے اور جو تمہارے گھر میں رہتا" ہے۔۔وہ کوئی اور نہیں اس شہر کے مشہور غنڈے اور مافیا کا بیٹا ہے۔۔سعدان سہگل، جس کی اصل پہچان مسٹر سہگل ہے۔۔"

یزدان کے چہرے پر نا قابلِ فہم تاثرات پھیلے۔۔یہ نام تو اس نے اپنے بابا کے منہ سے بھی سنا تھا۔۔ایس پی وہاج اور اس کے بابا کی ملاقات کے دوران وہ بھی اتفاقاً وہی موجود تھا۔

"لیکن وہ ہمارے گھر کیوں رہ رہا ہے۔؟"

طیفور سہگل کی رہائی کے لیے۔۔۔جسے تمہارا بابا نے بہت سالوں پہلے گرفتار کیا تھا۔۔اور جسے سزائے" قید ہو گئی تھی"۔

وہ ل-ڑکا تمہارے بابا کو ایک حادثے کے دوران ملا تھا۔۔جسے وہ اپنا بیٹا بنا کر لے آئے۔۔لیکن وہ بیٹا نہیں بلکہ آستین کا سانپ ہے۔۔"

آریان کی تلخی لفظوں میں سمٹ آئی۔

آپ یہ سب کیسے جانتے ہیں؟"یزدان کو گویا اس پر یقین نہیں آیا تھا۔"

کیونکہ میں وہ بدنصیب ہوں جس نے اپنی ایک غلطی کی وجہ سے خود یہ راہ چنی۔۔"آریان اسے دیکھتا" ساری سچائی بتاتا چلا گیا تھا۔جبکہ یزدان کا دماغ گھوم کر رہ گیا تھا۔

"یعنی آپ کی بہن کی موت بھی اسی وجہ سے ہوئی۔۔"

میں نہیں جانتا اسے کس نے مارا ہے۔۔ لیکن میں ایک دن اس کے قاتل کو ڈھونڈ نکالوں گا۔۔ پر میں "
"اب کسی اور کو مرتے نہیں دیکھ سکتا۔۔

"اب آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟"

تعبیر کی زندگی۔۔ تعبیر کو صرف تم اور تمہارے بابا بچا سکتے ہیں۔۔"یزدان کا دل جیسے بے قابو "
ہوا۔۔اس لڑکی کو وہ جتنا بھولنا چاہتا تھا۔اتنا ہی وہ جیسے اس کے سامنے آتی تھی۔

"مگر وہ تو تعبیر کو اپنی پسند سے اپنا رہا ہے۔۔"

وہ نہیں اپنا رہا۔۔ بلکہ چند دن وہ اپنے ساتھ رکھے گا۔۔اور پھر چھوڑ دے گا۔۔ان راہوں کا مسافر "
بنادے گا۔جہاں سے رہائی ممکن نہیں ہے۔۔اور راہوں میں اتنی اذیتیں اتنی تکلیفات ہیں جس کا اندازہ
بھی تم نہیں کر سکتے۔"یزدان کا دل گویا حلق میں آدھڑکا تھا۔وہ تو محبت

یہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔"اپنے پیچھے بھاری آواز سنتا،آریان کا رنگ فق ہوا۔۔اس نے فوری اپنی "
گن نکالی۔۔ لیکن سامنے زین چوہدری کو دیکھے اس کی آنکھیں پھیلی تھی۔

کون ہو تم؟"اس نے گن اس پر جمائی لیکن زین کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ابھرا تھا۔نہ خوف نہ "
گھبراہٹ۔۔ جبکہ یزدان کے دل دماغ میں تعبیر کا خیال حاوی ہوا تھا۔۔ حقیت کا انکشاف بھی اس دن
ہوا تھا جس دن وہ سعدان کی ہونے والی تھی۔

"وقت آ پہنچا ہے آریان ساگر کہ تمہیں رہائی مل جائے۔۔"

"باتوں میں مت الجھاؤ ورنہ میں گولی چلادوں گا۔۔"

یہ زین چوہدری ہیں۔۔ میرے بابا کے دوست۔۔"یزدان کے تعارف پر آریان نے حیرت سے اسے" دیکھا۔

"پر تم تو دارم کے آفس میں۔۔۔"

وہاں آنے کا بھی ایک مقصد تھا۔۔اور ان چند دنوں میں میری تمہاری ہر حرکت پر نظر تھی جس سے" "مجھے ظاہر ہو گیا تھا کہ تم وہاں سے رہائی چاہتے ہو۔

مم مجھے جانا ہے۔۔ تعبیر کے پاس۔۔اس کی رہائی کے لیے۔۔"یزدان نے زین کو دیکھے کہا۔"

ابھی نہیں۔۔ابھی تم کچھ نہیں کرو گے یزدان۔۔"زین نے اسے روکنا چاہا۔"

بالکل بھی نہیں۔۔ مم مجھے جانا ہے۔اسی وقت وہ لڑکی،۔۔وہ میری دھڑکنوں میں بسی ہے۔۔اسے" "میں کسی کے ظلم کا نشانہ بننے نہیں دوں گا۔

وہ تیزی سے وہاں سے نکلا۔۔جبکہ آریان کے نمبر پر آتی دارم سہگل کی کال اسے ایک پل کے لیے گھبراہٹ میں مبتلا کر گئی تھی۔

زین بھی چوکنا ہوا تھا۔۔اس نے سفیر کو یزدان کے پیچھے جانے کا میسج کیا تھا۔

اسے پتہ چل گیا ہے۔۔"وہ زین کو دیکھے بڑبڑایا تھا۔"

تم کال رسیو کرو۔۔"آریان تذبذب کا شکار ہوا۔"

بھروسا رکھو۔۔ تمہاری بے بسی اور تمہاری رہائی کا ذریعہ بنا کر ہی شاید میرے اللہ پاک نے بھیجا" ہے۔۔"اس نے آریان ساگر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

آریان نے اسے دیکھ کر فون کا سپیکر آن کیا۔

"وہ لڑکی بھاگ گئی ہے آریان۔کیسے بھاگ گئی۔۔؟ تیرے ساتھ تھی وہ۔۔"

پہلے جو گھبراہٹ ہلکی سی مدھم تھی۔۔اب وہ شدت میں بدلی تھی۔

کک کونسی لڑکی۔۔دارم۔۔"ایک پل کے لیے اس کی دھڑکن رکی تھی۔"

وہی لڑکی جس کا تیرے ہاتھوں ایکسڈنٹ ہوا تھا۔"آریان کی دھڑکن رواں ہو گئی تھی۔صد شکر ہے " کہ وہ لڑکی نہیں بھاگی تھی۔

کیسے بھاگ گئی وہ۔؟اسے تو میں نے تمہارے ولا میں رکھا ہوا تھا۔"

تومان یا نہ مان وہ لڑکی کوئی اور تھی۔۔اور وہ میرے ولا سے بھاگ گئی جہاں سے بھاگنا مشکل ہی نہیں " " ناممکن تھا۔۔مجھے وہ لڑکی چاہیے ،اس کے ہاتھ ثبوت لگ گئے ناں تو سب برباد ہو جائے گا۔

"دارم تم نے آج سہگل کے ساتھ جانے کا کہا تھا۔۔"

"تو چھوڑ اسے۔۔۔تو بس کسی بھی طرح اس لڑکی کا پتہ کر۔۔۔"

"پر مسٹر سہگل۔۔؟؟؟"

چھوڑ دے سعدان کو وہ اکیلا بھی محفوظ ہی ہے کیونکہ اس کی سچائی میرے علاوہ صرف تجھے پتہ " ہے۔۔"

ٹھیک ہے دارم میں آتا ہوں وہاں۔۔"اس نے زین کو دیکھا جواب پراسرار سا مسکرا رہا تھا۔"

یہ تم نے کیا ہے۔۔؟"آریان گویا سب سمجھ گیا تھا۔"

مجھے کل ہی مسٹر سہگل کے بارے میں تمام تر معلومات پتہ چل گئی تھی۔۔اور یہ بھی میرے پلان کا"

"حصہ ہے۔

تو اب میں اسے کہاں تلاشوں؟"آریان نے سوالیہ نگاہ اس پر ڈالی"

تم جا کر دارم سہگل کو یقین دلاؤ کہ تم اسے ڈھونڈ لو گے۔۔کیونکہ ابھی تمہارا وہاں جانا ضروری"

"ہے۔۔اور اہم بات میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔۔

زین نے گویا وقفہ لیا تھا۔

"تمہاری بہن کا قاتل بار بار شایان ساگر کا نام لیتا ہے۔۔"

آریان گویا الجھا تھا۔

"شایان کا نام؟"

ہاں وہ بار بار یہی اعتراف کرتا رہا، لیکن تمام تر ثبوت اسی کے خلاف تھے۔۔"۔"

"ہاں وہ انعم کے کہنے پر وہاں گیا تھا۔۔وہ میرا چھوٹا بھائی ہے۔۔"

"تمہارا چھوٹا بھائی؟، تو پھر تم یہاں کیسے، اسے تم نے کبھی کچھ بھی بتانے کی کوشش نہیں کی۔۔؟"

انعم کی وجہ سے۔۔"وہ تفصیل بتانا چاہتا تھا۔۔پر دارم کی دوبارہ کال نے اسے روک دیا تھا۔"

"وہ مجھے گاؤں جانے کا کہہ رہا ہے۔۔"

"تو جاؤ تم۔۔اور فکر نہ کرو۔سب ٹھیک ہو گا۔۔"

عین اسی لمحے زین کے موبائل پر فون آیا تھا۔

مخدوم چوہدری کی کال دیکھ کر اس نے لب بھینچ لیے۔۔لیکن پھر کال رسیو کرتا وہ کان سے لگائے مڑا تھا۔

تمہاری ماں سی۔ڑھیوں سے گر گئی ہے۔۔اور اس کی ایک ہی شرط ہے کہ اس کا بیٹا آئے گا تو وہ ہسپتال "جائے گی۔۔"

انہوں نے بنا کوئی تمہید باندھے کہا تھا۔

زین بے بس ہوا۔اس نے آریان کو اپنی گاڑی میں جاتے دیکھا۔

وہ بھی وہاں سے نکلتا گاؤں جانے کا ارادہ کر چکا تھا۔۔اور ماں سے ملتے ہی وہ سعدان سہگل کو گرفتار کرنے والا تھا۔

یزدان سیدھا مینشن آیا اور سعدان کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔لیکن کمرہ خالی تھا۔یعنی وہ بارات کے لیے نکل چکا تھا۔

اس نے اپنے باپ کو کال کی۔۔

"بابا کہاں ہیں آپ؟اور وہ سعدان وہ، دارم سہگل کا بیٹا ہے۔۔"

میں جان چکا ہوں۔۔تت تم جاؤاس کے پیچھے۔میں بھی بس جیل سے نکل رہا ہوں۔۔ تمہاری ماں "میرے ساتھ ہے پری اپنی کمرے میں تھی۔۔اس کو ساتھ لے کر جانا۔۔طیفور سہگل کو دوسرے جیل میں شفٹ کیا جارہا تھااس کی گاڑی پر حملہ ہوا ہے۔اس کی آزادی ہمارا بہت نقصان کردے گی۔۔"اس نے کال کٹ کی اور پری کے کمرے کی طرف بڑھا۔

پری!! وہ گھبرایا تھا۔

وہ اس کے کمرے کی جانب آیا اور بے قراری سے اندر داخل ہوا۔۔

وہ کہیں بھی نہیں تھی۔واش روم وغیرہ بھی چیک کیا لیکن وہ کہیں بھی نہیں تھی۔۔یزدان نے اس کا سارا کمرا چھان مارا۔۔

وہ سعدان کے کمرے کی جانب آیا جو لاک تھا۔۔

اس کا دل بری طرح گھبرایا تھا۔پورے مینشن میں وہ پری کو پکارتا پاگل ہونے لگا تھا۔

لیکن اس کا کہیں نام ونشان نہیں تھا۔

سعدان!! وہ سرگوشیانہ گویا ہوااور اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا تھا۔اس کا چہرہ پسینے سے بھیگنے لگا تھا۔

سعدان۔۔۔" وہ اپنے بابا کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

وہاں سے اس نے ان کی دوسری گن اٹھائی تھی۔اور گویا سر پر کفن باندھ کر گھر سے نکلا تھا

اس نے سعدان کا نمبر ڈائل کیا۔اور اس سے نارمل طریقے سے بات کی تھی۔اور اسے وہی رکنے کا کہا تھا۔

سعدان ! ! پریہان کہاں ہے۔۔"اس نے گن سیدھا اس کے دل کے مقام پر رکھی تھی۔"

کیا مطلب ؟؟ سعدان کا چہرہ ایک پل کے لیے سیاہ ہوا تھا۔"

مجھے بتاؤ سعدان۔۔ میری بہن کہاں ہے ؟" وہ سرخ پڑتی آنکھوں سے دھاڑا۔"

"مجھے کیا پتہ وہ تو تمہارے ساتھ آنے والی تھی۔۔ پھر اب اس سب کا مقصد ؟"

جھوٹ بول رہے ہو سعدان۔۔۔ مجھے بتادو پریہان کہاں ہے۔۔ کیونکہ اس کے سب سے بڑے دشمن "تم ہی ہو۔میں سچ جان گیا ہوں مجھے بتاؤ۔۔ سعدان۔۔۔ورنہ میں گولی چلادوں گا۔۔

تو تم اپنے بھائی کو مارو گے۔۔"اس نے سٹیرنگ کر اپنی کہنی جمائی اور یزدان کی جانب مڑا۔"

بھائی نہیں ہو تم دشمن ہو۔۔سب سے بڑے دشمن جسے میرے باپ نے آستین میں سانپ کی طرح "پالے رکھا۔۔بتاؤ ورنہ میں تمہاری خوشی مکمل برباد کردوں گا۔۔

"خوشی یا پھر اپنی محبت کو میرا ہوتا نہیں دیکھ سکتے۔۔"

وہ استہزائیہ گویا ہوا۔جبکہ یزدان ایک پل کے لیے نظر چرا کر رہ گیا۔

"میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے۔۔بتاؤ۔مجھے سعدان۔۔"

پہلے تم بتاؤ۔۔کرتے ہو ناں اس ل-ڑکی سے محبت۔۔۔"وہ سچ اگلوانا چاہتا تھا۔"

"مجھے پر یہان کا پتہ بتادو۔میں تمہیں جانے دوں گا۔۔"

بات مت بدلو۔۔۔"سعدان بضد ہوا۔"

سعدان مجھے میری بہن چاہیے۔۔۔"وہ دھاڑا تھا۔"

مر گئی تمہاری بہن مار دیا ہے میں نے اسے۔۔کل رات ہی اسے مار دیا تھا۔"سعدان بے حسی سے گویا" ہوا۔۔نہ کوئی افسوس نہ کوئی ترحم تھا۔۔فقط سپاٹ پن تھا۔جبکہ وہ حق دق سا اسے دیکھتا رہ گیا۔۔گن والا ہاتھ کپکپا رہ گیا۔پر نہ سعدان نے ہٹایا نہ یزدان کو خود سے دور دھکیلا۔

سرخ بھوری سی آنکھوں سے آنسو ٹپک کر گال سے نیچے ہلکی ہلکی داڑھی میں جذب ہوا تھا۔

مار دیا تم نے۔۔۔"یزدان کو اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔۔"

ہاں۔۔مار دیا۔۔۔"سعدان کے لفظ لبوں سے نکلے۔اسی لمحے گولی سیدھا سعدان کے دل میں پیوست" ہوئی۔۔اس کی آنکھیں یکلخت پھٹی تھیں۔

دل سے درد وجود میں پھیلنے لگا۔۔

تم نے مار دیا پر یہان کو۔۔۔اس معصوم نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟ایک اور گولی چلی تھی۔۔جو سینے پر لگی" تھی۔۔سعدان کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ پھیلنے لگی۔

مار نا نہیں چاہتا تھا۔۔پر وہ مجھ سے تعبیر مانگ رہی تھی۔۔ تمہارے لیے۔۔جو میں برداشت۔۔۔ نہیں کر پایا۔۔"

لفظ اذیت سے اس کے لبوں سے نکلے۔

اور تم نے مار دیا۔۔"یزدان کے آنسو قطار در قطار گالوں پر بہہ رہے تھے۔۔آنسو تو سعدان سہگل کے بھی بہہ رہے تھے۔۔جو درد سے نکل آئے۔

ہاں۔۔کیونکہ۔۔۔ مم میں اسے مزید تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔وہ سب جان گئی تھی۔۔سب۔۔۔اور میں انکل کی نظر میں شرمندہ نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔"

یزدان کو لگا وہ آج مر جائے گا۔۔ محض چند وجوہات کی خاطر اس نے اس معصوم لڑکی کو مار دیا تھا۔

اتنی سی وجہ سے۔۔مار دیا تم نے میری بہن کو سہگل۔۔۔مار دیا۔۔جان تو میں بھی گیا ہوں۔تم کون ہو۔۔کیوں آئے تھے۔۔پر اسے کیوں مار دیا۔۔سعدان۔۔۔کیوں۔۔۔اس کے بدلے مجھے مار دیتے۔مجھے۔۔پر اسے کیوں۔"وہ بری طرح سسکا تھا۔

سعدان کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ پھیلنے لگی۔

میں اسے مارنا۔۔نن ن۔۔ نہیں چاہتا تھا۔۔وہ اذیت برداشت کیے بولا۔"

تم بھی مرو گے۔مم میں مار دوں گا تمہیں۔۔۔"اس سے پہلے وہ مزید گولی چلاتا شیشے پر دستک ہونے لگی۔۔اس نے مڑ کر دیکھا جہاں سعدان کے ساتھی تھے۔۔جنہیں وہ دوست کہہ کر ساتھ لایا تھا۔

یزدان نے سعدان کی سفید شیروانی سے بہتے خون کو دیکھا۔۔اور پھر سرخ آنکھوں سے ونڈو سے باہر۔۔

گاڑی اندر سے لاک تھی۔۔

"اللہ تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔سعدان۔۔مم میں پریہان سب تمہیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔۔تت تم انسان نہیں درندے ہو۔۔سب کے سب درندے۔۔۔ایک بار نہیں سوچا تم نے۔۔۔کاش ایک بار سوچ لیتے۔۔وہ معصوم تھی۔۔۔کم۔از کم بابا کا ہی خیال کر لیتے۔۔اپنا بیٹا بنایا تھا انھوں نے۔۔۔اور تم نے انہیں ہی ڈس لیا۔"

یزدان کا جی چاہا دھاڑیں مار مار کر روئے۔۔

سعدان نے لب سختی سے بھینچ لیے۔جیسے درد حلق سے اتارنے لگا۔تکلیف پر یزدان کی باتیں حاوی ہونے لگی۔

"میں یہاں کیوں آیا تھا۔کیوں آیا۔۔۔مجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔کاش سعدان میں نہ آتا۔۔پریہان۔کو کچھ نہ ہوتا۔۔میں نہ جان پاتا کہ تم کون ہو۔۔۔تت تم نے مار دیا۔۔پریہان کو۔"

اس کی چیخیں گاڑی کی فضا میں گونجنے لگی تھیں۔اس کا دل چاہا اپنے بال نوچ لے۔

باہر کھڑے اس کے ساتھیوں نے شیشہ توڑنا چاہا لیکن بلٹ پروف ہونے کی وجہ سے ممکن نہیں ہو پا رہا تھا۔

میں سب کو ماردوں گا۔۔ میں مارڈالوں گا۔۔۔" ایک اور گولی اس کے سینے میں اتارتے وہ اذیت سے " بولا۔۔ سعدان کا وجود بری طرح ہلا تھا۔

تعبیر تمہاری ہوئی یزدان۔۔۔اسے حاصل کرنے کے بعد میں اسے چھوڑ ہی دیتا۔۔ لیکن وہ مجھے " "حاصل نہیں ہوگی۔۔ وہ صرف میری نظر میں جکڑی گئی تھی۔ جبکہ وہ تمہارے دل میں بس گئی ہے۔

سعدان نے نہایت اذیت سے کہا۔ جبکہ یزدان نے زخمی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

پھر پریہان کو کیوں ماردیا۔۔جب اسے چھوڑنا ہی تھا۔۔ تو اگر" وہ دھاڑا تھا۔۔ روتے ہوئے۔درد " رگوں کو کاٹ رہا تھا۔

سعدان نے دانت پر دانت جمائے۔۔ جبکہ ونڈو پر دستک بڑھنے لگی۔

آج تمہارے سب ساتھیوں کو ماردوں گا۔۔ میری پری کو ماردیا۔۔اب سب مریں " گے۔۔سب۔۔۔ وہ آستین سے آنسو رگڑے بولا۔اور گاڑی کا دروازہ کھولے وہ ان پر بری طرح جھپٹا تھا۔۔ایک دھن اس پر سوار تھیں۔۔۔ وہ تعداد میں چار تھے۔ پر وہ اکیلا ان پر بھاری پڑ رہا تھا۔۔ بیس اکیس سالہ وہ لڑکا اس وقت خونخوار شیر بنا ہوا تھا جو سب چیر پھاڑ دیتا۔۔اور اس نے سب کو چیر پھاڑ ہی تو دیا تھا۔۔ گولیاں ان کے سینوں میں اتاری تھی۔۔۔

سعدان درد سے کٹتے وجود کے ساتھ سیٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔

"مار دیا میں نے تمہیں پر یہاں۔۔۔ تت تم نے۔۔۔ مجھ پر اپنے بھائی کو فوقیت دی تھی۔۔ حالانکہ تم میرے قریب رہی تھی۔ بھائی ہونے کا ہر فرض میں نے نبھایا تھا۔۔ اور تم نے یزدان کو اہمیت دی۔۔ یہ تم اچھا نہیں کیا تھا۔۔ تعبیر بھی نہ ملی اور تم بھی چھوڑ کر چلی گئی۔۔ باپ سے بھی نہ مل پایا۔۔۔ سعدان سہگل آج پوری طرح برباد ہوتا اپنے انجام کو پہنچ گیا۔۔" اس نے سٹیرنگ پر اپنے دونوں ہاتھ جما دیے۔ اور سامنے دیکھتے اذیت سے بولا۔ وجود ملنے سے انکاری تھا۔۔ پر اسے اپنا آخری ادھورا کام کرنا تھا۔ وحشی سے انسانیت کی جانب گامزن ہو کر اپنے انجام کو پہنچنا تھا۔۔ چند سانسیں جو باقی تھیں۔ وہ شاید اسی لیے تھیں کہ وہ ادھورا کام اس شخص کے سپرد کر جائے۔۔ اس نے ہمت مجتمع کیے اپنا لیپ ٹاپ پیچھے سے اٹھایا۔۔ اور اس پر سے پاسورڈ ختم کرنے لگا۔۔ جسم سے جان پل پل نکل رہی تھی۔ پر وہ مرتے ہوئے آخری کام کر جانا چاہتا تھا۔

اس نے اپنے لیپ ٹاپ سے پاسورڈ ختم کیا اور پھر سیدھا بیٹھ گیا۔

"تمہارے حوالے کرتا ہوں میں سب۔۔۔ سعدان سہگل درندہ تھا۔ لیکن مرتے مرتے وہ ایک نیک کام کرنا چاہتا ہے۔۔۔" وہ اذیت بھری سرگوشی سے گویا ہوا۔

اور اگلے ہی لمحے ہچکی لیتے وہ دم توڑ گیا تھا۔۔ اپنی تمام تر سفاکی بے حسی کے ساتھ وہ آج اپنے ابدی سفر پر چلا گیا تھا۔ پر نوفل یزدان کے لیے ایک راہ کھول گیا تھا۔ وہ راہ جو شایان سا گردارم سہگل اور اس سے جڑے لوگوں کو اس کے انجام تک پہنچانے والی تھی۔

"بارات ابھی تک نہیں پہنچی، میں فون بھی کر رہا ہوں لیکن کوئی اٹھا نہیں رہا۔۔"

کمال ملک کا دل گھبرانے لگا تھا۔

انعم کی موت کی وجہ سے شادی سادگی سے ہونا قرار پائی تھی۔ لیکن پھر بھی حویلی میں کافی مہمان جمع تھے۔

شایان اپنے کام کی وجہ سے ملک سے باہر گیا ہوا تھا،۔اور آریان سب تیاریاں دیکھتا پر اسرار سا تھا۔

وہ دلہن بنی کمرے میں بیٹھی تھی۔ پاس ہی صنم اور اروشے بھی تھی۔ حریم اپنی گڑیا کے ساتھ مصروف تھی۔۔

اس کا دل ایک پل کے لیے گھبرایا تھا۔ سعدان سے اس کی کوئی خاص ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اس نے ایک دو بار فون پر سرسری سی بات کی تھی۔ جو یزدان نے ناکام بنادی تھی۔

اور جب بھی ملاقات ہوئی تھی اس کی یزدان سے ہی ہوئی تھی۔۔اس شخص سے اسے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔اس کی بولتی پر تپش آنکھیں تعبیر کو ہر بار سہمادیتی تھی۔

پر آج وہ بالکل پرسکون تھی۔۔ سعدان سے شادی کے بعد وہ مینشن میں رہنے والی تھی۔۔اور وہ لندن چلا جاتا پھر اسے کوئی فکر نہیں ہوتی۔

سعدان کو یاد کرتے وہ مسکرانے لگی تھی۔ لیکن اب فکر بھی ہو رہی تھی کیونکہ کافی دیر ہوگئی تھی۔

میں دیکھتی ہوں زرا۔ کہ بارات کب تک آئے گی۔۔؟" حریم تعبیر کو دیکھے باہر نکل گئی۔ جبکہ صنم اور" اروشے بھی حریم کے پیچھے باہر چلی گئیں۔

سلمان ملک تعبیر کے کمرے کو دیکھتا اندر آیا۔

دلہن بنی تعبیر آسمان سے اتری کوئی حور ہی لگ رہی تھی۔ وہ ہمیشہ سادہ ہی رہتی تھی۔۔ تبھی آج اس پر ڈھیروں روپ آیا تھا۔

وہ سلمان کو دیکھے خوفزدہ ہوتی کھڑی ہوئی۔ جبکہ وہ اپنی داڑھی کھجاتا اس کو گہری نظر سے دیکھنے لگا۔

ابھی تک تمہاری بارات نہیں پہنچی۔۔ کہیں بھاگ واگ تو نہیں گیا تمہارا دلہا؟" وہ طنزیہ بولا جبکہ " تعبیر وہاں سے فرار ہونے کا سوچنے لگی۔

کیا خیال ہے ماردوں اسے۔۔شایان نے تو تمہیں اپنایا نہیں، اور جو تم سے شادی کرنا چاہتا ہے وہ " مر جائے گا تو اسی بہانے تمہاری شادی مجھ سے ہو جائے گی۔؟" تعبیر نے خوفزدہ پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

ویسے لگ تم بہت پیاری رہی ہو۔۔" سلمان اس کا ہاتھ پکڑنا چاہتا تھا جب وہ لہنگا سنبھالتی اس سے دور " ہوئی تھی۔

سلمان بھائی!! اپنے پیچھے آریان کی آواز سن کر سلمان کا ہاتھ وہی رک گیا۔"

جبکہ تعبیر کو ڈھارس ہوئی تھی۔

"آپ کو شرم آنی چاہیے۔۔وہ آپ کی چھوٹی بہنوں جیسی ہے۔"

میں صرف اس سے بات کر رہا تھا۔۔" سلمان گھبرا کے مڑا تھا۔"

جائیں یہاں سے۔۔۔" وہ کر ختگی سے بولا۔ جبکہ تعبیر کے آنسو بہہ نکلے۔"

"رومت تعبیر۔۔ تم مجھے انعم جیسی عزیز ہو۔۔ کاش وہ آج زندہ ہوتی۔۔ تو آج وہ بھی۔۔ دلہن بنتی۔۔ وہاج بھائی نے کچھ نہیں کیا۔۔ وہ تو اس کے فون کرنے پر وہاں گئے تھے۔۔ پر پھر کسی نے اس کا قتل کر دیا۔۔"

وہ بمشکل وضاحت دے پائی۔

"میں جانتا ہوں۔۔ بس اس دن جذباتی ہو گیا تھا۔ اللہ تمہیں صبر دے۔۔"

تعبیر نے دہل کر اسے دیکھا۔۔ آریان چپ چاپ باہر نکل گیا۔۔ کافی دیر وہ جیسے آریان کے لفظوں کے زیرِ اثر رہی تھی۔ پر پھر موبائل پر سعدان کا میسج دیکھے وہ مسکرائی۔ جو اس نے کافی دیر پہلے کیا تھا۔۔ پر اس کی نظر اب پڑی تھی۔ جس میں وہ اسے اپنے آنے کا بتا رہا تھا۔

اور پھر سعدان کا خیال اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

مجھے لگتا ہے آج مجھ سے زیادہ خوش قسمت کوئی نہیں ہو گا۔۔ وہ مجھے مل رہا ہے۔۔ سب مشکلات ختم ہو جائیں گی۔۔ میری قسمت کا ستارہ چمک جائے گا۔ میں اس حویلی میں اب کبھی واپس نہیں آؤں گی۔۔ سعدان کے ساتھ پوری دنیا گھوموں گی۔۔ دنیا کو دکھا دوں گی کہ مجھ سے زیادہ خوش قسمت کوئی نہیں ہے۔۔"

وہ موبائل رکھے مسکرائی تھی۔

پر نیچے ہوتے شور سے وہ گھبرائی۔۔ اپنا لہنگا سنبھالتی وہ اپنے کمرے سے باہر نکل آئی۔

اور پھر جیسے سارے خواب چکنا چور ہوئے۔۔حویلی کے صحن میں کسی کی خون آلود لاش آئی تھی۔اور وہ لاش کس کی تھی وہ سمجھ گئی تھی۔۔کچھ دیر پہلے سلمان ملک کا آنا وہ لفظ۔۔پھر آریان کا کہنا سب کا سب تعبیر کو سمجھ آنے لگے۔۔پزل سلجھ گئی تھی۔اور جب پزل سلجھی تو اذیت ناک سچائی سامنے کھڑی تھی۔۔مجمع بڑھنے لگا۔۔جبکہ اس نے سرخ آلود آنکھوں سے اوپر دیکھا۔۔نوفل یزدان نے اس سے ساری خوشیاں چھین لی تھی۔۔

شور بڑھنے لگا تھا۔جبکہ وہ نفی میں سر ہلاتی نیچے بھاگی تھی۔اور پھر صحن میں آتے وہ تھم گئی۔۔سعدان کا سرد سپاٹ چہرہ بند آنکھوں کے ساتھ زمین پر چپ لیٹا تھا۔ تعبیر کی ٹانگوں سے جان نکلنے لگی۔۔چہرے پر آنسو بنا رکے بہتے چلے گئے۔پھر سسکی نکلی اور پھر جیسے وجود میں کسی نے پھریری دوڑائی۔

سعدان۔۔۔!! وہ اس کی لاش کے پاس دوزانوں بیٹھی۔۔اور اس کے چہرے کو چھونا چاہا۔۔جب اس" نے تعبیر کی کلائی چہرہ چھونے سے پہلے جکڑلی۔۔اور اسے سعدان کی لاش کے پاس سے کھڑا کیا۔گویا چھونے بھی نہیں دینا چاہتا ہو۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔" وہ بری طرح تڑپی۔یزدان کی طرف مڑی۔۔جس نے فوری اس کی کلائی چھوڑ دی۔

چھونے کے قابل نہیں ہے یہ۔۔۔" وہ سرد سا بولا۔جبکہ تعبیر کا غصہ رونا تنفر گویا ایک دم بڑھا" تھا۔۔طیش سے اسے تعبیر نے گریبان سے جکڑا۔

تم نے مار دیا۔۔مار دیا۔۔۔ناں۔۔تم یہیں چاہتے تھے۔۔اپنے دوست جیسے بھائی کو مار دیا تم" نے۔۔۔" وہ بذیانی ہوئی اس کے سینے پر ہاتھ مارتی چیخی۔

یزدان کی لہو رنگ آنکھون میں گویا کسی نے قہر بھر دیا تھا۔

ہاں مار دیا۔۔اسے میں نے۔۔۔مار ڈالا۔۔" وہ پوری قوت سے دھاڑا تھا۔ تعبیر نے دہل کر اس کے " سینے سے ہاتھ ہٹائے۔۔

وہاج تیزی سے اس کی جانب آیا اور تعبیر کو سنبھالنا چاہا،

میری ہو تم صرف میری۔۔۔اسی لیے مار دیا۔۔"اس کی دونوں کلائیاں جکڑے وہ بلند آواز میں بولا کہ " حویلی میں اس کی آواز کی گونج کئی ثانیے رہی تھی۔اور لوگوں کو گویا نیا موقع مل گیا تھا۔

چھوڑ میری بہن کو۔۔۔" وہاج نے یزدان کو دور دھکیلا،۔وہ چند قدم پیچھے کھسکا تھا۔"

بھائی اس نے مار دیا۔۔۔سعدان کو۔۔۔مار دیا۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی وہی زمین پر گر گئی تھی۔"

ایس پی وہاج سلطان گرفتار کرو مجھے۔"اس نے تلخی سے کہا۔۔جبکہ وہاج گنگ ہوا تھا۔"

موبائل پر ہوتی بیل پر وہاج نے فون کان سے لگایا۔۔جہاں یزدان کے گرفتاری کے آرڈرز دیئے گئے تھے۔۔جو دینے والا کوئی اور نہیں اس کا اپنا سگا باپ تھا۔

یاد رکھیے گا تعبیر ملک صاحبہ۔۔آپ صرف میری ہیں۔۔صرف اور صرف میری۔۔اگر کسی نے آپ " کے اور میرے درمیان آنے کی کوشش کی اسے جان سے مار دوں گا۔۔" تعبیر خوفزدہ ہوئی تھی۔۔لاش سامنے تھی۔۔اور وہ پھر بھی مرنے مارنے کی باتیں کر رہا تھا۔

وہاج نے آگے بڑھ کر ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔۔

" گھٹیا انسان تمہیں میں چھوٹا سمجھتا تھا لیکن تم اتنے گھٹیا نکلو گے مجھے زرا بھی اندازہ نہیں ہے۔۔۔"

تیری بہن میری ہے۔۔ صرف میری۔۔۔"اس نے جنونیت سے کہا۔ جبکہ وہاج کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا۔۔اس کی ہٹ دھرمی ضد نے گویا اسے مزید اکسایا تھا۔

تھما تو وہ تب تھا جب تعبیر بے ہوش کر گری تھی۔

یزدان اور وہاج دونوں اس کی طرف بڑھے تھے۔

آریان جو ایک جانب کھڑا تھا۔۔وہ فون پر دارم سہگل کو میسج سینڈ کر چکا تھا۔

سعدان سہگل کی موت اس پر گویا بجلی بن کر گری تھی۔

پورے گاؤں میں گویا سنسنی پھیل گئی تھی۔یزدان کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔۔اپنے قتل کا اس نے اعتراف بھی کیا تھا۔۔جس کی وجہ سے مزید کسی ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔

وہ جیل میں تھا جب ایاز احمد اندر داخل ہوئے۔

یزدان یہ تم نے کیا کیا؟؟ "انہوں نے یزدان کو دیکھے پوچھا۔۔جس نے خون آشام نگاہ اپنے باپ پر " ڈالی۔

میں نے جو بھی کیا، بالکل ٹھیک کیا ہے۔۔اس پر مجھے کوئی افسوس نہیں ہے۔۔کیونکہ جو کام آپ کو " کرنا چاہیے تھا وہ میں نے کر دیا۔۔ "

"بہت غلط کیا یزدان۔۔کم از کم قانون تو اپنے ہاتھوں میں مت لیتے۔۔"

ہاں لیا میں نے قانون اپنے ہاتھوں میں۔۔آپ کی وجہ سے میں نے یہ سب کیا۔۔آپ کی وجہ سے " میری بہن مر گئی۔آپ نے ایک درندے کو گھر میں پناہ دیئے رکھی۔۔اتنا اعتبار کیا کہ کبھی آپ کو اس پر شک نہیں ہوا۔اتنے انجان تھے ن بابا۔۔۔ساری دنیا کی حفاظت کرتے رہے۔۔اور ایک اپنی فیملی کی " حفاظت نہیں کر سکے

وہ دھاڑا تھا۔۔جبکہ ایاز احمد اسے بے بسی سے دیکھ کر رہ گئے۔۔

کاش بابا میرے پاس اختیار ہوتا، کاش میں اس کو پہچان لیتا۔۔کاش۔۔" وہ زمین پر بیٹھے رویا " تھا۔ بھرپور شدت سے وہ روتا ہوا وہ ایاز احمد کا دل زخم زخم کر گیا تھا۔

یزدان!! "انہوں نے پکارا جب اس نے ہاتھ کھڑا کیا۔۔"

مجھے اگر سزا ہوتی ہے تو ہونے دینا۔کیونکہ میں اس وقت ایک مجرم ایک قاتل ہوں، نہ میں آپ کا بیٹا" ہوں نہ ہی آپ میرے باپ۔۔۔کیونکہ جو بھی ہوا ہے اس کی وجہ آپ ہے۔آپ کی وجہ سے پری اتنے "سال اذیت سہتی رہی۔۔تڑپتی رہی بابا۔۔۔پر آپ اس کی اذیت نہیں جان سکے۔۔

"یزدان مجھ میں سکت نہیں ہے۔۔ایک بار مجھے سمجھنے کی کوشش تو کرو۔۔"

وہ اس کے قریب بیٹھنے لگے۔۔پر وہ جھٹکے سے کھڑا ہوا۔

آئی جی ایاز احمد آپ جا کر اپنی پوسٹ سنبھالیں۔۔اپنا ملک سنبھالیں۔۔۔پری کے ساتھ سمجھ لیں میں بھی مر گیا،۔مر گیا میں آپ سب کے لیے،آج سے میری پہچان ایک قاتل ایک غنڈے کی ہو گی نوفل "یزدان اب صرف اور صرف ایک مجرم کی طرح جیے گا۔۔۔

"نوفل یہ تم ٹھیک نہیں کر رہے۔۔"

حوالدار،۔۔ہتھکڑی لگاؤ مجھے۔۔۔لے کر جاؤ مجھے کال کوٹھری میں ورنہ میں مزید خون خرابہ بھی مچا سکتا"

"ہوں۔۔

اس نے سرعت سے ایاز احمد کو نظر انداز کیے کہا تھا۔

حوالدار نے آئی جی صاحب کو دیکھا۔۔ جنہوں نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

یاد رکھیے گا ایاز احمد صاحب۔۔اگر آپ نے مجھے یہاں سے نکالنے کی زرا بھی کوشش کی تو میں وہ تباہی "مچاؤں گا کہ ساری دنیا یاد رکھے گی۔۔۔

اس نے انگلی اٹھائے صاف الفاظ میں دھمکی دی تھی۔۔ایاز احمد تڑپ کر رہ گئے تھے۔

سعدان مر گیا۔۔؟" دارم سہگل کی زبان کنگ ہوئی۔۔"

آریان سپاٹ چہرے کے ساتھ ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا آج دارم سہگل کو دیکھ رہا۔۔گویا آج وہ اس کی بے بسی دیکھنا چاہتا ہو۔۔

کیسے مر گیا؟ اسے کس نے مار دیا؟" وہ صدمے کے زیرِ اثر بولے تھے۔۔"

کہا جا رہا ہے کہ اس نے آئی جی ایاز کی بیٹی کا قتل کر دیا تھا۔۔ تبھی اسے مار دیا۔۔اور حویلی آنے سے" پہلے ہی اس کی موت ہو گئی تھی۔"آریان ہنوز سنجیدگی سے بولا۔

اتنی سی بات پر مار دیا۔۔ میرا بیٹا تھا وہ۔۔۔"اس نے ٹیبل پر موجود سب چیزوں کو زمین بوس کیا تھا۔" غم وغصے سے اس کی حالت بری ہونے لگی تھی۔

"دارم وہ آئی جی ایاز کی بیٹی تھی۔۔"

آریان نے گویا اسے جتایا۔جبکہ دارم نے سرخ انگارہ آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔جس کے چہرے پر گہرا سپاٹ پن تھا۔

اور وہ میرا بیٹا تھا۔۔ میرا اکلوتا سہارا۔۔آریان۔۔" وہ غرایا تھا۔"

URDUNovelians

آریان!! میں نے اپنی ساری جائیداد سعدان سہگل کے نام کر دی تھی۔۔ میرے سارے پیپرز،" میرے سارے پاسکوڈز اس کے پاس ہیں۔۔اب اگر وہ آئی جی ایاز کے ہاتھ لگ گئے تو بہت نقصان ہو گا۔۔"

آریان کی حیرت بجا تھی۔

یہ سب آپ نے کب کیا؟" وہ پوچھے بنا رہ نہیں پایا تھا۔دارم نظر چرا کر رہ گیا۔"

مجھے لگا تیری بہن مر گئی تو یہاں سے چلا جائے گا،اسی لیے میں نے سب سعدان کے نام کر دیا تھا۔پر" مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ سب ہو جائے گا۔"دارم نے نظر چرائے کہا۔۔اس کے آنکھوں کی سرخی بڑھنے لگی تھی۔۔سعدان کی موت کا اسے افسوس،دکھ تو تھا لیکن اس کو اس وقت اپنے نقصان کا بھی بخوبی اندازہ تھا۔

یعنی تم میرا اعتبار نہیں کرتے۔۔وہ تلخی سے گویا ہوا۔"

ایسا نہیں ہے۔۔آریان۔۔اعتبار ہے تو سارے اڈوں کا انچارج تجھے بنا دیا۔۔اب بس پولیس کا ڈر" ہے۔۔ویسے کسی مائی کے لال میں اتنا دم نہیں ہے لیکن ابھی سب اڈوں کو بند کر کے سب آدمیوں کو انڈر گراؤنڈ ہونے کا کہہ دے۔۔باقی سعدان کی موت کا معاملہ کیسے سنبھالنا ہے یہ تو اب آئی جی کا اگلا "قدم مجھے سمجھائے گا۔۔

آریان اس کی حاضر دماغی پر محض افسوس کر کے رہ گیا تھا۔

آریان۔۔۔!!تو ایسا کر کہ تو افسوس کے لیے ان کے گھر جا۔۔کسی بھی طرح سعدان کے سارے پیپرز نکال کر لا۔

فلحال وہ صدمے میں ہے۔۔وہ ابھی کچھ نہیں کریں گے۔۔بیٹی مری ہے ان کی۔۔"آریان نے سمجھانا" چاہا تھا۔

"اور یہاں میرا بیٹا مر گیا۔۔وہ لڑکی بھاگ گئی تو جانتا ہے کتنا نقصان ہوا ہے؟"

دارم میں تمہارے کہنے پر ہی گاؤں گیا تھا۔۔اور وہ لڑکی مر چکی ہے۔۔اس کی لاش کو میں دفنا چکا ہوں۔اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا۔۔۔"

"سچ کہہ رہا ہے؟"

آریان نے سر اثبات میں ہلایا۔

"پھنس گیا ہوں میں پوری طرح۔۔ایک نئ مصیبت میں اگر وہ آئی جی جان گیا سعدان میرا بیٹا ہے تو پھر جانتا ہے کیا ہوگا۔"

"فکر مت کرو دارم۔۔ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔" دارم محض اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔اور وہ جانتا تھا کہ آریان سب سنبھال لے گا۔

وہاج سلطان نے یہ کیس اپنے ہاتھ میں نہیں لیا تھا۔وہ اس شخص کی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ تعبیر کی حالت کافی خراب ہو چکی تھی۔۔جس کے باعث وہ ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھی۔وہی دوسری جانب اسنے بنا آنسو بہائے اس نے اپنی بہن کو قبر میں اتارا تھا۔۔لیکن اپنے باپ پر نظر نہیں ڈالی تھی۔

اسے وہاں سے سیدھا جیل لے جایا گیا تھا۔۔اس دوران اس نے کسی سے بھی ملنا گوارا نہیں کیا تھا۔زین چوہدری پسِ پردہ ایاز احمد کے ساتھ رہا تھا۔

"میں سمجھ سکتا ہوں، انکل کہ آپ اس وقت کس برے وقت سے گزر رہے ہیں، پری کی موت اور پھر بیٹے کا جیل جانا، سب بہت اذیت ناک ہے، لیکن اگر اس وقت اگر آپ دارم سہگل کو گرفتار کریں گے

تو بہت سے راز عیاں ہونے سے پہلے ہی چھپ جائیں گے۔۔۔دارم سہگل اکیلا نہیں ہے۔۔ایسا لگتا ہے کوئی اس کی پشت پر بیٹھا سب کام سرانجام دے رہا ہے۔۔سعدان ایک مہرہ تھا۔۔بے شک وہ دارم سہگل کا بیٹا تھا لیکن دارم سہگل مفاد پرست آدمی ہے۔۔اور اس کی پاور کون نہیں جانتا۔۔وہ عوام کی خدمت کرنے والا شخص ہے۔۔۔جس کے گھناؤنے روپ سے عوام انجان ہے۔۔دارم سہگل اس وقت اپنے ہر اگلے قدم کی تیاری کیے ہوئے ہے۔۔وہ اگر پلان اے پر کام کر رہا ہے تو پلان بی پر ہم کریں گے۔اور۔۔۔"

زین نے آئی جی صاحب کی جانب دیکھا۔۔جن کے چہرے پر اذیت ناک تاثرات تھے۔۔کندھے جھکے ہوئے تھے۔

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"سعدان سہگل کے لاکر سے پیپرز اور لیپ ٹاپ غائب ہیں وہ سب یزدان کے پاس ہیں۔۔وہ فلحال ہمیں کچھ نہیں بتائے گا۔۔اس وقت وہ صدمے کے زیرِ اثر ہے۔۔ لیکن اگر دارم سہگل کو تباہ کرنا ہے تو ہمیں تھوڑا صبر کرنا ہوگا۔۔آخری وقت میں جو باتیں ہوئی وہ سعدان اور یزدان کے درمیان ہوئی تھیں۔۔اور مجھے ایسا لگتا ہے یزدان نے وہ پیپرز ایسے ہی نہیں اٹھائے۔۔اس کا لیپ ٹاپ وغیرہ سب کچھ یزدان کے پاس ہے۔۔یعنی کچھ تو ایسا ہے جو فلحال چھپا ہوا ہے۔۔"

ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔لیکن یزدان۔۔۔"انھوں نے تائید کی تھی۔"

"آپ کے نقصان کا مداوا تو نہیں ہو سکتا۔۔ لیکن میرا وعدہ ہے کہ اس سے جڑے سب لوگوں کو اپنے انجام کو پہنچا کر رہوں گا۔۔ اور جب تک مجھ میں دم ہے۔۔ اس ملک کے دشمنوں کو نیست و نابود کر کے رہوں گا۔"

اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھے جوش سے کہا۔

ایاز احمد کی آنکھیں بھیگی تھیں۔

اسے آج سزا سنائی جانی تھی۔۔ ایس پی وہاج سلطان بھی کورٹ میں موجود تھا۔۔ جو تعبیر کے ساتھ آیا تھا۔۔ تعبیر خود زبردستی آئی تھی۔۔ چند ہی دنوں میں وہ کافی کمزور ہو گئی تھی۔

کورٹ میں نوفل یزدان کو سزا سنائی گئی۔۔ وہ خاموش کھڑا رہا، نہ کوئی صفائی دی، نہ کوئی وضاحت، پر وہ اپنی بے باک نظروں سے تعبیر کو ضرور بے چین کرتا رہا۔ تعبیر کو اس کی شکل سے مزید نفرت ہوئی تھی۔

پولیس آفیسرز اس کو ہتھکڑی لگائے کورٹ سے باہر لے جانے لگے۔۔ جب وہ تعبیر کے پاس رکا۔

"آپ میری تھی میری ہی رہیں گی۔۔ جو بھی ہمارے درمیان آنے کی کوشش کرے گا۔۔ اسے ایسے ہی دردناک موت دوں گا۔۔ اور ہاں یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔۔ یاد رکھیے گا جس دن آپ کی فیملی کا

کوئی شخص بھی میرے سامنے آیا، آپ کو میرا ہونے سے کوئی روک نہیں سکے گا۔۔یہ سلاخیں، یہ ہتھکڑیاں میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی۔۔"

تعبیر نے سہم کر اپنے بھائی کا بازو پکڑا۔ وہ جو یزدان کو مارنے کو بڑھا تھا۔ تعبیر کا خیال کیے رک گیا تھا۔۔

سالے صاحب میری ہونے والی بیوی کا خیال رکھنا۔" اس نے آنکھ دبائے وہاج کو مزید سلگایا تھا۔ "
تعبیر کا چہرہ آنکھوں میں بھرتا وہ مسرور سا وہاں سے چلا گیا، گویا سزا ملنے پر کوئی افسوس نہ ہو۔

تعبیر اس کی ہٹ دھرمی پر محض سن رہ گئی تھی۔

"جس دن ہوٹل میں اس لڑکی کا قتل ہوا تھا، اس سے پہلے وہاں کون آیا تھا۔۔؟"

وہاج نے ہوٹل کے مینجر کو دیکھے سنجیدگی سے سوال کیا۔

سر میں نہیں جانتا۔، وہ آدمی ہی آیا تھا۔ جس نے اس کا قتل کیا تھا۔۔اس کے علاوہ تو کوئی نہیں آیا۔"

"یعنی وہی پہلے گیا تھا؟"

"جج جی سر۔۔۔وہ لڑکی کہہ کر گئی تھی کہ ایک شخص آئے گا اسے اوپر آنے دینا۔"

یعنی اس نے تم سے بات بھی کی تھی۔۔؟" وہاج اب بھی سنجیدگی سے سوال کر رہا تھا۔"

"جج جی سر۔۔۔"

"تو مطلب تم سچ بول رہے ہو۔۔؟"

سر میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔۔وہ ل۔ڑکی کہہ کر گئی تھی۔" وہاج نے محض اسے دیکھا۔۔"

"سی سی ٹی وی کیمرہ کیسے خراب ہوا تھا؟"

سر اس بات کو اتنا عرصہ بیت گیا ہے۔۔۔اب اس سب تفتیش کی وجہ۔۔مجھے جانے دیں۔ ہوٹل مین "سب میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔

"کون انتظار کر رہا ہو گا۔۔"

سر سب ورکرز۔۔" مینجر نے بنا گھبرائے کہا۔"

اوہ۔۔۔" وہاج نے ہونٹ گول کیے۔"

"جا سکتے ہو۔۔"

وہ اس روم سے باہر نکلنے لگا جب اس کے کانوں سے ایک آواز ٹکرائی تھی۔

یہ اس کی اپنی آواز تھی۔۔جبکہ دوسری جانب شاید دارم سہگل بات کر رہا تھا۔

وہ جھٹکے سے مڑا تھا۔۔جہاں وہاج سلطان اس کے پیچھے ہی کھڑا تھا۔

سی سی ٹی وی کیمرہ خراب کر دے۔۔ایک لڑکی تیرے ہوٹل میں آئے گی۔۔جو لڑکا اس سے ملنے آنے " والا ہے۔۔اسے اس کے کمرے تک مت جانے دینا۔۔ میرے کچھ آدمی وہاں آئیں گے۔۔تو نے ہوٹل

کے دوسرے راستے سے انہیں اوپر بھیجنا ہے۔۔اسی لڑکی کے کمرے میں باقی کام وہ خود تجھے سمجھا دیں گے۔"

"صاحب۔۔یہ آپ کو کک کہاں سے؟"

تمہارے فون سے ہی لی ہے۔۔" وہاج نے موبائل سامنے کیا۔۔"

صاحب۔۔۔مم مجھے دارم سہگل نے۔۔کک کہا تھا۔۔اور پھر وہاں کیا ہوا میں نہیں جانتا "

"صاحب۔۔کچھ لوگ آئے تھے جنہوں نے نقاب پہنا ہوا تھا۔۔وہ لڑکا بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔۔

وہاج نے ایک زور دار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔۔وہ دور جا گرا تھا۔۔وہاج اس کا گریبان دونوں ہاتھ سے جکڑ کر اسے کھڑا کیا۔۔

"گھٹیا شخص، چند پیسوں کی خاطر تو نے ایک لڑکی کا قتل کروا دیا۔۔تجھے زرا بھی رحم نہیں آیا؟"

وہاج نے پے درپے تھپڑ اس کے منہ پر برسائے۔

اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھی۔۔انعم کی موت کا غم گویا آج پھر تازہ ہو چکا تھا۔

دارم سہگل کے گرفتاری کے آرڈرز نے گویا دارم سہگل کی ساکھ کو برباد کر دیا تھا۔میڈیا میں اس کی گرفتاری کی خبریں گردش کر رہی تھی۔عوام الگ طیش میں تھی۔دارم سہگل کئی لوگوں کا دشمن اور کئی لوگوں کا مسیحا بھی تھا۔۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔۔ایس پی۔۔"

دارم سہگل سلاخوں کو مضبوطی سے جکڑے دھاڑا تھا۔۔

"میں نے جو بھی کیا بالکل ٹھیک کیا۔۔ تجھ جیسے درندے کو ان سلاخوں کو پیچھے ہی ہونا چاہیے۔"

وہاج حقارت سے دیکھتے گویا ہوا۔

"جس دن میں یہاں سے باہر آ گیا ناں۔۔اس دن تیری موت پکی ہے۔۔"

دارم کی دھمکی پر وہ تلخ سا مسکرایا۔۔

زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ خیر فلحال تو اپنی غلامی کے دن انجوائے کر۔ بہت تباہی مچالی تو "نے۔۔۔"

وہاج وہاں سے جانے لگا جب اس کے قدم گویا جکڑے گئے تھے۔

تیری بہن، سنا ہے۔۔بنا شادی کے بیوہ ہوئی ہے۔۔اس وقت ہاسپٹل میں زیرِ علاج ہے۔۔۔اور جس " شخص نے اس کے شوہر کا قتل کیا ہے۔۔سنا ہے وہ تیری بہن کو کافی پسند کرتا ہے۔۔اس نے کھلے لفظوں میں دھمکی دی ہے کہ جس دن وہ آزاد ہو گیا اس دن تیری بہن کو اٹھا کر لے جائے گا۔"

وہاج کا خون کھول۔اٹھا تھا۔۔

وہ اس کی جانب مڑا اور ایک زوردار مکہ اس کے منہ پر مارا۔

"میری بہن کے بارے میں بکواس کی تو میں تیری زبان حلق سے کھینچ لوں گا۔۔۔"

وہاج گویا پاگل ہو گیا تھا۔نوفل یزدان سے نفرت مزید شدت اختیار کر گئی تھی۔۔

پولیس آفیسرز نے بمشکل اسے سنبھالا تھا۔۔ورنہ وہ آج دارم سہگل کو قتل کر دیتا۔

زین!! وہاج نے دارم سہگل کو گرفتار کر لیا ہے۔۔" وہ دارم سہگل کی گرفتاری کا سنتا سید ھا زین" کے پاس آیا تھا۔۔

ان دنوں دارم سہگل سعدان کی موت کی وجہ خوف وہراس میں رہا تھا۔کیونکہ پل پل اسے ایاز احمد کی جانب سے دھڑکا لگا رہتا تھا۔۔اسی دوران آریان نے سارے معاملات سنبھال کر دارم کا مزید امتحان جیتا اور زین سے رابطہ بحال کیا تھا۔

"جانتا ہوں میں۔۔ تم اس کی رہائی کے پیپرز تیار کرواؤ۔۔"

آریان حیران ہوا تھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ جانتے بھی ہو میری بہن کے قتل میں دارم سہگل بھی ملوث تھا۔"

یہی وقت ہے جب تم اس کا اعتماد جیت لو گے۔۔اور اس کے خفیہ راز اس کے پارٹنرز کے بارے میں"

"جان جاؤ گے۔۔۔اور اصل قاتل تک بھی پہنچ جاؤ گے۔

اس کا قاتل وہ باسط خان ہی ہے۔۔جو اس کی یونیورسٹی میں پڑھتا تھا۔ "

اور میں مزید دارم سہگل کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا۔ ان سب سے آزاد ہونا چاہتا ہوں۔۔ مجھے دارم سہگل سے اب وحشت ہونے لگی ہے۔۔ مجھے اس لڑکی کو آزاد کروانا ہے۔۔ "

بس چند دن آریان۔۔ دارم سہگل کے پیچھے کسی اور کا ہاتھ ہے۔ تمہیں بس اس تک پہنچنا ہے۔۔۔اور مجھے ایسا لگتا ہے تمہارا بھائی شایان بھی ان سب میں ملوث ہے۔۔ "

"وہ کیسے ملوث ہو سکتا ہے۔۔ وہ اپنے بزنس کے سلسلے میں کینیڈا شفٹ ہو گیا ہے۔۔۔ "

باسط خان۔۔۔"زین نے کہنا چاہا۔ "

"مجھے اس شخص کا نام بھی نہیں سننا۔۔ "

آریان تلخی سے گویا ہوا۔

وہ شخص بے گناہ ہے۔۔ اس نے قتل نہیں کیا۔۔ سب ثبوت اس کے خلاف ہیں لیکن اس نے کئی مرتبہ شایان ساگر کا نام لیا ہے۔۔ وہ بلاوجہ نہیں لے سکتا۔۔ "

تم اپنے بھائی پر نظر رکھو۔۔ کیونکہ کچھ نہ کچھ تو ایسا ہے جو اس سے جڑا ہے۔۔ فلحال تم دارم سہگل کے " پاس جاؤ۔۔اس کی ضمانت کے پیپرز ریڈی کرواؤ۔۔اور اگر وہ کہے کہ تم اس پر اعتبار کیوں کر رہے ہو تو "اس کا جواب تم بہتر طریقے سے دے سکتے ہو۔۔

آریان پر سوچ سے وہاں سے نکلا تھا۔

تم نے کہا تھا آریان کہ تم دارم سہگل کو ایک بزنس مین کی حیثیت سے جانتے ہو تو پھر کس حق سے تم " "نے اس کی ضمانت کروائی۔ جانتے بھی ہو تم کہ اس نے انعم کا قتل کیا ہے۔؟

یہ میرا پرسنل میٹر ہے۔۔ قتل میری بہن کا ہوا ہے۔۔ قاتل کو سزا بھی ہو چکی ہے۔۔دارم سہگل کو " "محض پھنسایا جا رہا ہے۔

تم ہوش میں تو ہو۔" وہاج دھاڑا تھا۔"

میرے معاملے سے دور رہو۔۔ ورنہ تمہارا ٹرانسفر کروانے میں مجھے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے " "گی۔۔

وہاج گویا دنگ رہ گیا تھا۔۔آریان ساگر ایسے پینترا بدلے گا، اسے اندازہ نہیں تھا۔

آریان ! ! انعم تمہاری بہن تھی۔۔اور اس آڈیو وائس میں سب صاف صاف ظاہر ہے پھر بھی تمہیں "
"یقین نہیں تو تم اس مینجر سے پوچھ سکتے ہو۔۔۔

اتنے میں حوالدار وہاں آیا تھا۔

"سر اس مینجر کی موت ہو گئی ہے۔۔"

آریان اور وہاج دونوں چونکے تھے۔

"کیسے ؟ کیا ہوا ابھی تو وہ ٹھیک تھا۔۔"

سر وہ بری طرح کھانس رہا تھا۔۔ پھر اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔۔ مجھے لگا کہ وہ جان بوجھ کر کر رہا "
ہے لیکن پھر وہ زمین پر گر کر بے ہوش ہو گیا۔۔ سر جس وقت میں اندر گیا اسی وقت اس نے ہچکی لی اور
"وہ مر گیا۔۔

اس کی جیل میں کون گیا تھا؟" وہاج اس سے پوچھتا اس حصے کی جانب بڑھا۔

سر ایس ایچ او خادم حسین گئے تھے۔۔۔" حوالدار نے تفصیل سے اگاہ کیا۔ "

"جب میں نے منع کیا تھا پھر وہ کیسے گئے اور کہاں ہے خادم حسین ؟"

"مجھے تو ایسا لگتا ہے وہاج سلطان کہ تم نے اسے خود ہی مروا دیا ہے۔۔"

آریان اسے دیکھ کر طنزیہ بولا۔

میں تمہارے ساتھ تھا۔۔" وہ دانت پیسے غرایا۔ "

خیر دارم سہگل پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے سو مرتبہ سوچنا اور مجھے انعم کے قتل کی مزید تفتیش نہیں کروانی"

"نہ بابا کروانا چاہتے ہیں۔۔اس وقت تم تعبیر کو سنبھالو۔۔۔

وہاج مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔

"آریان!! تو نے میری ضمانت کیوں کروائی؟"

دارم سہگل کی حیرت تھی کہ ختم نہیں ہو رہی تھی۔

تمہیں ہمیشہ لگتا تھا کہ میں تمہیں دھوکہ دے دوں گا۔۔ میرے پاس یہی اچھا موقع تھا یہاں سے "

" جانے کا۔۔ لیکن میں نہیں گیا۔۔ کیونکہ میں اب یہاں سے جانا ہی نہیں چاہتا۔۔

"کیوں نہیں جانا چاہتا۔؟ وجہ بتا۔۔۔"

وجہ نہیں ہے۔۔"آریان بنا تاثر کے بولا۔"

"کہیں وہ لڑکی تو نہیں،؟"

آریان نے سر اٹھایا۔۔اور دارم کو دیکھا۔

وہ لڑکی تیری ہوئی۔۔۔" دارم اپنی کرسی پر بیٹھے بولا۔"

"مطلب؟"

"فلحال میں سب کام روک چکا ہوں۔۔ جیسے ہی کچھ حالات سہل ہوں گے۔۔اسے اس کام میں شامل کرلوں گا۔۔ لیکن ابھی چند دن تو بھی آرام کر۔۔۔اگر چاہے تو واپس گاؤں چلا جا۔۔وہ لڑکی ایک طرف پڑی رہے گی۔۔"

"میں نہیں جانا چاہتا۔۔۔"

"جیسے تیری مرضی،۔۔پرسوں میں بھی ملک سے باہر جارہا ہوں۔کل تجھے آفس آنے کی ضرورت نہیں ہے۔چاہے تو بیسمنٹ میں ہی رہنا۔۔"

"ٹھیک ہے دارم۔۔"آریان اپنے آفس سے نکلا تھا۔اور اس کا رخ اب روز کے کمرے کی طرف تھا۔جبکہ دارم ایک نمبر ملا کر شایان کو کل آفس آنے کا کہہ چکا تھا۔

آریان کو اس کا کل آفس نہ آنے کا کہنا چونکا گیا تھا۔۔پر اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔

وقت اپنی رفتار سے گزرتا، صنم کو مزید وہاج سلطان سے متنفر کررہا تھا۔گو کہ دونوں کے درمیان فاصلے تھے، لیکن اس کی کامیابی کی خبریں، اسے ہر بار وہاج سے نفرت کرنے پر مجبور کردیتی۔۔

ان دنوں، شایان ساگر کینیڈا سے واپس آنے بعد بھی کافی دن سے گھر میں موجود تھا۔اور وہ صنم کی ہر حرکت نوٹ کرنے لگا تھا۔

آریان اپنی جاب کی وجہ سے شہر میں ہی ہوتا تھا۔اسی لیے وہ شایان ساگر کے زیادہ نزدیک ہوتی گئی،۔

شایان ساگر کو بھی گویا صنم کی صورت میں ہفت اقلیم کی دولت ملی تھی۔۔

وہ انعم سے کافی مختلف تھی۔ضدی،۔بدمزاج سی،۔اور یہ سب عادات اسے وہاج سلطان سے بدلہ لینے پر اکسا رہے تھے۔

اس گاؤں کے بارے میں وہ فلحال اتنا نہیں جانتا تھا۔۔لیکن دارم سہگل کے حکم کے مطابق اسے یہاں رہنا تھا۔۔

اور آج وہ دارم سہگل کی کال پر وہ آج شہر جانے والا تھا۔

"تم جانتے ہو آج میں نے تمہیں یہاں کیوں بلایا ہے؟"

دارم اپنی سر براہی کرسی پر بیٹھے بولا۔جبکہ کاؤچ پر ایک شخص براجمان تھا۔۔جس نے چہرے پر رومال باندھا ہوا تھا۔

"یہ کون ہے؟"

یہ ماسٹر ہے"۔"

"ماسٹر مطلب؟"

شایان حیران ہوا تھا۔

اب وقت آگیا ہے کہ تجھے پوری طرح انڈر ورلڈ میں انٹروڈیوس کروا دیا جائے۔۔ چند دنوں میں تم " دونوں کو میں انڈر ورلڈ کا بے تاج بادشاہ بنانے والا ہوں۔پہلے میں کچھ اور چاہتا تھا لیکن اب میں تجھے بتانا چاہتا ہوں کہ اصل میں ماسٹر کون ہے؟ جس کی وجہ سے آج تک میں بچتا آیا ہوں۔اس نے اپنے "بیٹے کے بدلے میرے باپ سے سودا کیا تھا۔۔اور آج یہ میرا ماسٹر ہے۔۔

صاف صاف بولو۔" شایان کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔"

دراصل میرے بابا نے سمگلنگ اس کے گاؤں سے شروع کی تھی۔۔ یہ قیوم چوہدری ہے۔۔جو خٹک " کے نواحی گاؤں میں رہتا ہے، وہاں سے ایک راستہ جاتا ہے۔۔جو نہایت خفیہ ہے، آج تک پولیس بھی اس راستے کا پتہ نہیں کر سکی۔۔ لیکن قیوم چوہدری کو اس راستے کا پتہ چل گیا تھا۔
قیوم چوہدری پچھلے دس سال سے ہمارے ساتھ ہے۔۔ لیکن آج تک کوئی نہیں جان سکا کہ دارم سہگل "اتنا کامیاب کیسے ہے؟ تو وجہ قیوم چوہدری ہے۔۔

پردے کے آگے اگر دارم سہگل ہے تو پردے کے پیچھے قیوم چوہدری ہے۔۔قیوم چوہدری باہر کے ممالک میں ڈیل کرتا ہے۔۔اور اس کا آریان ساگر کو بھی نہیں پتہ۔۔بلکہ۔کسی کو بھی نہیں پتہ۔کیونکہ "جو بھی یہ راز جانتا ہے وہ سیدھا موت کے منہ میں جاتا ہے۔۔

قیوم یہ شایان ساگر ہے۔۔اس نے میری خاطر اپنی بہن کا قتل کیا۔۔اور اپنے بھائی کا سودا کیا۔۔یعنی " "اب تم دونوں ہی میرے راز دار ہو۔۔

دروازے کے باہر کھ۔ڑے آریان ساگر کے پاؤں سے گویا زمین کھسکی تھی۔

وہ جانتا تھا اگر دارم سہگل باہر کے ملک جا رہا ہے تو اس کے پیچھے بھی کوئی وجہ ہے۔۔۔اور وجہ یہ ہو گی اسے اندازہ بھی نہیں تھا۔

اور آج وہ یہ بھی جان گیا تھا کہ سعدان سہگل کون تھا۔۔وہ قیوم چوہدری کا بیٹا تھا۔اور اسے تو معلوم ہی نہیں تھا کہ سعدان سہگل مر چکا ہے۔

تت تم نے انعم کو مار دیا۔؟؟" اپنے پیچھے رایان ساگر کی آواز سنتے شایان کو لگا جیسے پاؤں تلے زمین نکل گئی ہو۔

وہ جھٹکے سے مڑا تھا۔۔جہاں الجھا بکھرا رایان سا گر سرخ بھیگی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تم۔۔یہاں کیسے آئے؟"

"جیسے بھی آیا بولو۔۔۔کیوں مارا تم نے؟"

ایسا کچھ نہیں ہے۔تم۔۔تم غلط سمجھ رہے ہو۔۔رایان "شایان نے ہاتھ بڑھایا گویا اس کو سمجھانا چاہا ہو۔

جھوٹ۔۔۔!! وہ پوری شدت سے دھاڑا تھا۔جبکہ شایان ایک پل کے لیے گھبرایا تھا۔وضاحت" دینے کے لیے لفظ ہی باقی نہیں تھا۔

تم نے انعم کو مار دیا۔۔۔کیسے مار ڈالا تم نے؟؟اس نے بے بسی سے پوچھا۔ "

آریان مم مجھے سمجھنے کی کوشش۔۔۔"اسے حالات کنٹرول سے باہر لگے تھے۔"

کیا تمہیں زرا بھی رحم نہیں آیا تھا۔۔شایان وہ تمہاری چھوٹی بہن تھی۔ہماری چھوٹی بہن۔۔۔جسے " "تم نے میں نے اپنے ہاتھوں میں کھیلا کر بڑا کیا۔۔وہ معصوم تھی۔۔

اس کی آواز بھیگی تھی۔۔اتنا دردناک انکشاف۔۔کیا سمجھا تھا اس نے۔۔اتنے سال اذیت میں گزارے،۔اتنے سال لوگوں کو تکلیف دی۔۔خود کاٹی۔۔تاکہ شایان انعم اور صنم محفوظ رہیں۔

"رایان مم میں نہیں مارنا چاہتا تھا۔۔"

خدا کا واسطہ ہے شایان اب تو جھوٹ مت بولو۔۔"اس کے لہجے میں بے بسی تھی۔۔"

جبکہ دارم سہگل اطمینان سے صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔قیوم چوہدری نے فوری اپنا چہرہ چھپایا تھا۔اسے یہاں سے ہر حال میں نکلنا تھا۔۔ تبھی وہ پچھلے گیٹ کی طرف نظر جمائے چوکنا ہوا۔

دارم تمہارا میں وفادار بن گیا تھا۔۔ تمہارے لیے میں نے کیا کیا نہیں کیا۔اور تم نے شایان کے ساتھ " مل کر میری بہن کو مار دیا؟ کیوں۔۔۔" وہ ہذیاتی ہوئے چیخا جبکہ دارم سہگل کے چہرے پر کرختگی پھیلی۔

وہ غداری کرنے والی تھی۔۔اس لڑکی پر میں نے کوئی ظلم نہیں کیا۔۔ کوئی پابندی نہیں لگائی پھر بھی " اس نے مجھ سے دارم سہگل سے دھوکے بازی کی۔۔۔اور یہ تمہارا بھائی۔۔۔اس نے خود مروایا ہے "کیونکہ وہ جان گئی تھی کہ شایان میرے ساتھ ملا ہوا ہے۔۔

دارم تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔۔"شایان نے خونخوار نگاہ دارم پر ڈالی۔"

"الزام نہیں جو سچ ہے وہ سچ ہے۔۔"

"اس نے تمہارے لیے وہ سب بھی کیا تھا دارم جو وہ مر کر بھی نہ کرتی۔۔۔"

"اب جو ہونا تھا ہو گیا۔۔اب تو کیوں سوگ منا رہا ہے، بلکہ اچھا ہی ہوا کہ تو جان گیا ہے کہ تیری بہن مر گئی۔اور مارنے والا تیرا اپنا بھائی تھا۔"

آریان نے اپنے ہاتھ میں پکڑی گن پر گرفت سخت کی۔

"اس آدمی نے میری بہن کو مارا ہے۔۔اور میری بہن کو مارنے والا شخص کم از کم میرا بھائی نہیں ہو سکتا۔۔"

اس نے گن شایان کی جانب کی۔۔جواب بھی ساکت کھڑا تھا۔

"رک جا آریان ورنہ گولی چلادوں گا۔۔"

دارم سہگل نے اپنی گن نکالی تھی۔

"تم کیا گولی چلاؤ گے۔میں خود چلاؤں گا گولی۔۔اور تم جانتے ہو، میرا نشانہ کبھی نہیں چونکتا۔"اس نے اگلے ہی پل رخ موڑ کر سیدھا دارم سہگل کے دماغ میں چلائی۔دارم سہگل گویا سنبھل نہیں پایا تھا۔۔

جبکہ شایان اور قیوم چوہدری کے پاؤں کے نیچے سے ایک بار پھر زمین کھسکی تھی۔

"آریان!!!۔۔شایان چیخا تھا۔جبکہ قیوم چوہدری جو یہاں سے جانے کی تیاری میں تھا۔وہ بھی جیسے بوکھلایا تھا۔

"تم اس راز سے انڈرورلڈ میں آنا چاہتے تھے۔کہ تمہیں تمہارے بیٹے کا پتہ چل جائے گا لیکن تمہیں کبھی پتہ نہیں چلے گا کہ تمہارا بیٹا کہاں گیا اور وہ کون تھا۔۔۔"

دارم سہگل کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھی۔

شایان بھاگ کر اس کی جانب آیا۔

آریان مم میرا بیٹا کہاں ہے بتاؤ کون ہے وہ؟" قیوم چوہدری کو گویا آریان کی صورت میں امید کی " کرن نظر آئی تھی۔

دارم!!! اس نے اسے جنجھوڑا تھا۔"

" یہ کیا کیا تم نے؟؟ "

وہی جو تمہارے ساتھ کرنا چاہیے تھا۔۔شایان اتنا کیسے گر گئے تم؟ کیسے؟"آریان کی گویا رگیں پھولی " تھیں۔

" مجھے بتاؤ میرا بیٹا کہاں ہے۔۔بتاؤ۔۔ کہاں ہے وہ۔۔۔"

" کبھی نہیں بتاؤں گا لیکن میں۔۔۔تم سب کو تمہارے انجام تک ضرور پہنچاؤں گا۔۔۔"

وہ آنکھیں آستین سے رگڑتا باہر نکلا تھا۔سب ثبوت ہیں میرے پاس میں جاؤں گا پولیس کے

" پاس۔۔۔سب کے سب ثبوت دے دوں گا۔۔۔

جبکہ شایان جو دارم سہگل کی موت کی وجہ سے ابھی سنبھل نہیں پایا تھا۔آریان کے لفظوں پر مزید الجھا تھا۔

اسے روکو۔۔۔وہ بھاگ گیا تو سب ختم ہو جائے گا۔۔دارم کی موت کی خبر ابھی کسی کو نہیں ہونی چاہیے۔۔۔"

قیوم چوہدری دھاڑا تھا۔۔جبکہ شایان دارم کو ایک نظر دیکھتا باہر نکلا تھا۔

وہ بلڈنگ کی چوتھے فلور پر تھا۔جبکہ آریان لفٹ کے ذریعے نیچے گیا تھا۔

"آریان کو پکڑو۔۔جانے مت دینا۔۔"

اس نے سیڑھیوں سے ہی گارڈ کو کہا تھا۔اور خود تیزی سے نیچے بھاگا تھا۔

وہ لفٹ سے نکلا جب دو گارڈز اس پر گن تانے کھڑے تھے۔۔لیکن آریان نے سر پر گویا جنون سوار تھا۔۔

اگلے ہی پل ان پر فائر کھولتا وہ باہر بھاگا۔۔جبکہ باہر موجود گارڈز آریان کو اچھے سے جانتے تھے۔۔لیکن فائرنگ پر وہ بھی گھبرائے تھے۔

اس سے پہلے دوسرے گارڈز باہر موجود گارڈز کو اشارہ دیتے وہ گاڑی میں سوار ہوتا وہاں سے فرار ہوا تھا۔گاڑی کی سپیڈ اسے نے فل کی تھی۔اور موبائل نکال کر اس نے زین کا نمبر ڈائل کیا۔

زین میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔۔مم میری بات سنو۔۔۔" وہ گاڑیوں کے ہجوم میں سے گزرتا بولا ۔۔جہاں شاید آگے جا کر ٹریفک جام تھی۔

کیا ہوا آریان؟ کہاں ہو تم؟" زین جو اس سے ملنے ہی آ رہا تھا۔وہ بھی پریشان ہوا تھا۔"

زین وہ۔۔دارم سہگل مر گیا۔۔وہ میں نے مم مار دیا۔۔ہاں اسے مار دیا۔۔نہیں میری بات سنو۔۔وہ "
"دارم سہگل اصل ماسٹر نہیں۔وہ کوئی اور ہے۔۔وہ۔۔۔تت تم آ جاؤ زین۔۔جلدی آؤ۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتا کسی نے اس کی گاڑی کو ہٹ کیا تھا۔اس کا سر سٹیرنگ سے ٹکرایا، بازو میں الگ ٹیسیں اٹھنے لگی۔

آریان۔۔"زین نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔اسے شدید انہونی کا احساس ہوا تھا۔"

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔جہاں شایان سا گر تھا۔

یعنی وہ پہنچ چکا تھا۔۔وہ اپنی گاڑی سے نکلا تھا۔

جبکہ شایان حیران ہوا تھا، وہ بھی گاڑی ایک طرف کھڑی کر کے لاک کرتا باہر نکلا۔

آریان اتنا وہاں سے جا چکا تھا۔۔اسے وہ ایک جانب جاتا نظر آیا۔

شٹ!!!وہ آریان کا نمبر ڈائل کرتا اسی جانب بھاگا تھا۔"

ناجانے وہ کہاں جا رہا تھا۔کہیں وہاج کو تو ساری سچائی بتانے والا نہیں تھا۔

وہ راستہ شاید سنسان تھا۔ تبھی آریان جلدی وہاں سے فرار ہو سکتا تھا۔۔

شایان کو اسے کسی بھی حال میں روکنا تھا۔وہ آگے آیا تو اسے آریان کہیں نظر نہیں آیا۔

جبکہ آریان نے زین کو لوکیشن سینڈ کرے وہی اسی ایریا میں آنے کا کہا تھا۔

قدرتی طور پر وہ کچھ فاصلے پر ہی تھا۔

شایان اسے تلاشتا آگے بڑھ رہا تھا۔یکلخت وہ رک گیا تھا۔۔آریان کا گویا کہیں نام ونشان نہیں تھا۔

کہاں جاسکتا ہے۔۔؟"

وہ سامنے دور تک نگاہ ڈالے بڑبڑایا۔

جبکہ اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی۔۔اس نے مڑنا چاہا جب کمر پر گن کی نال محسوس ہوئی۔

آریان !! شایان کے چہرے پر کر ختگی پھیلی۔"

"تم اچھا نہیں کر رہے۔۔ہٹاؤ اسے۔۔"

میں گولی چلادوں گا شایان۔۔۔آگے چلو سیدھا۔۔" شایان نے دونوں ہاتھ کھڑے کیے اور آگے"
بڑھا۔

چند قدموں کے فاصلے پر ہی جانے کے بعد شایان نے رخ موڑ کر ایک کک اسے ماری۔۔آریان ایک جانب گرا جس کی وجہ سے وہ شدید تکلیف سے دوچار ہوا تھا۔

شایان نے جھک کر گن اٹھائی۔۔اور اس کے اوپر فائر کیا۔

گولی سیدھا اس کے سینے میں لگی تھی۔آریان کا ہاتھ سیدھا اپنے سینے پر گیا جبکہ آنکھیں لال ہوئی تھی۔

"میں نہیں مارنا چاہتا تھا انعم کو۔۔نہ ہی تمہیں لیکن تم دونوں سچائی جان گئے جو میں ہر گز کسی کو بتانا نہیں چاہتا تھا۔۔نہ اپنا یہ چہرہ کسی کو دکھانا چاہتا تھا۔لیکن انعم اور تم دونوں سچائی جان گئے۔۔۔اتنا چھپایا مین نے لیکن۔۔۔۔سب۔۔سب برباد ہوتا چلا گیا۔۔"

"وہ ہماری بہن تھی۔۔شایان۔" وہ زخمی سی آواز میں بولا۔

"بہن تھی تبھی خود نہیں مار پایا۔۔لیکن مروادیا۔۔ہاں مروادیا میں نے۔۔"۔وہ ہذیاتی انداز میں بولا۔

"میں تمہیں زندہ نہیں۔۔چھوڑوں گا۔۔آریان سینے پر ہاتھ رکھے اٹھا اور اس پر جھپٹا۔۔دونوں یکلخت نیچے گرے تھے۔

آریان نے دو چار پنچ اس کے منہ پر مارے جبکہ شایان نے اپنے بچاؤ کے لیے اس کے سر پر پاس پڑا پتھر مارا تھا۔۔اور یہ وار جیسے آریان کے لیے آخری وار ثابت ہوا تھا۔

آریان کی آنکھیں بوجھل ہونے لگی۔شایان اسے دور دھکیلے کھڑا ہوا تھا۔

سر سے بہتا خون اور سینے پر پھیلا خون۔۔ایک بار پھر شایان کی حالت بری ہونے لگی تھی۔وہ پاگلوں کی طرح اپنے ہاتھ صاف کرنے لگا۔

"مم مار دیا تم نے میری بہن کو۔۔۔۔سب ختم۔۔ہو گیا۔۔۔"

شایان کو وہاں رکنا جیسے بے وقوفانہ حرکت لگی تھی

وہ آریان کو دیکھے وہاں سے نکلا تھا۔۔

ابھی کچھ فاصلے پر ہی گیا تھا جب اس کا فون تھر تھرایا تھا۔اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے کال پک کی۔

قیوم چوہدری کا فون تھا جو اس نے دارم سہگل کے نمبر سے کیا تھا۔ وہ اسے آنے کا کہہ رہا تھا۔۔

"مم میں آرہا ہوں۔۔ پر مجھے ابھی یہاں سے نکلنا ہے۔۔"

"کیا کیا تم نے آریان کے ساتھ۔۔۔ اور دارم کی موت کا ابھی راز کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے۔۔؟"

قیوم چوہدری جیسے چاروں جانب سے پھنس چکے تھے۔

مار دیا۔۔ آریان کو۔۔۔ مر گیا وہ۔۔" اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک شخص اس کے قریب جھکا ہوا" تھا۔۔ جو اس کی نبض چیک کر رہا تھا۔۔

وہاج کی بجائے کسی اور کو دیکھے شایان چونکا لیکن اس کی حالت خراب ہونے لگی تھی۔ کوٹ پر خون لگ چکا تھا۔۔

اس نے کوٹ اتار کر دور پھینکا۔۔ اور خود وہاں سے نکلا تھا۔۔

اسے بس اس سب سے دور جانا تھا۔۔ بالکل دور جہاں النعم اور آریان ساگر کی پرچھائی بھی موجود نہ ہوتی۔ لیکن دارم سہگل کی موت کا راز بھی عیاں نہیں ہونے دینا تھا۔ فلحال یہ راز انہیں ہر طرح سے چھپانا تھا۔۔ لیکن یہ راز چھپ ہی نہیں سکا تھا۔

زین نے ارد گرد نظر دوڑائی تو وہاں کوئی شے اسے نظر نہیں آئی تھی۔

آریان کے سینے سے نکلتا خون اور دھیمی ہوتی نبض کی رفتار نے گویا اسے انہونی کا احساس دلایا تھا۔۔وہ یہاں پہنچنے سے پہلے سفیر کو بھی کال کر چکا تھا۔

"آریان؟ کیا ہوا تمہیں یہ سب کس نے کیا؟"

"شش شایان۔۔وہ۔دد دارم سہگل۔۔۔۔وہ اصل۔۔۔مم۔ماسٹر۔۔"

وہ بولنا چاہتا تھا، لیکن الفاظ حلق میں اٹک چکے تھے۔

آریان بولو۔۔"زین نے اس کو ہلایا تھا۔لیکن وہ اس کے بازؤں میں بے ہوش ہو چکا تھا۔"

سفیر کی وہاں آمد زین کو حوصلہ دے گئی تھی۔

اسے لے کر چلو یہاں سے۔۔میں ارد گرد دیکھتا ہوں۔کوئی ثبوت مل جائے۔"

زین ابھی یہاں رکنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔۔۔پہلے اسے بچانا ضروری ہے۔۔ہر ثبوت اس کے "پاس ہے یہ ہر راز جانتا ہے۔۔۔

"لیکن اس کو مارا کس نے ہے؟"

وہ سب بعد کی باتیں ہیں۔اب شہرین کو دوبارہ وہاں بھیجنا خطرے کا کام ہو گا۔۔اسی لیے پہلے اس کا "ہوش میں آنا ضروری ہے۔۔۔

زین نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

زین اب کیا کریں گے؟" دارم کی موت کے بعد اس کے حصے دار نکل کر سامنے آ رہے ہیں۔اور "
"آریان کو ہوش بھی نہیں آیا۔۔

آئی جی ایاز نے مدد طلب نظروں سے زین کو دیکھا۔

"یہی وقت ہے طیفور سہگل کو سامنے لانے کا۔۔اور یزدان کو سعدان سہگل بنانے کا۔۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

کل میں یزدان سے ملنے جا رہا ہوں،۔اور مجھے پورا یقین ہے کہ اس مرتبہ وہ میری بات ضرور مانے "
"گا۔۔۔

"تم کرنا کیا چاہتے ہو؟"

ماسٹر مائنڈ تک پہنچنے کے لیے ہمیں یزدان کو اس دلدل میں اتارنا ہوگا۔آپ آئی جی ایاز احمد "
ہیں۔۔آپ نے محض اتنا کرنا ہے کہ دارم سہگل کے تمام تر معاملات کی تفتیش کے لیے منع کرنا
"ہے۔۔۔

کیسے زین؟ یہ سب آسان نہیں ہے۔۔بظاہر سب آسان لگتا ہے کہ لیکن اندر ہی اندر سب الجھا ہوا "
"ہے۔۔۔

سر مجھے اندازہ ہے۔ تبھی میں آپ کو کہہ رہا ہوں۔اود۔آریان نے بے ہوش ہونے سے پہلے ایک "
"لڑکی کا نام لے کر گیا تھا۔اس کو آزاد اب یزدان ہی کروا سکتا ہے۔۔

"مجھے فلحال کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ تم کرنا کیا چاہتے ہو؟"

"کل سب سمجھ آجائے گا۔۔۔"

زین وہاں سے نکلا تھا۔آگے کی پلیننگ وہ سفیر خان کے ساتھ کرنے والا تھا۔

سر آپ جانتے ہیں میں نے ہر مشن پوری ایمانداری سے مکمل کیا ہے۔۔اور مجھے اپنی من مرضی سے "
"کام کرنے کی اجازت ہے۔۔

"صاف صاف بولو میجر زین چوہدری کیا کہنے چاہتے ہیں؟"

کرنل صاحب نے کرسی سے ٹیک لگائی۔

"مجھے اس مشن کو اپنے طریقے سے ہینڈل کرنے کی اجازت دے دیں۔"

"مطلب؟"

مطلب کہ فوج پوری طرح اس مشن سے لاتعلق ہو جائے۔میں میجر زین چوہدری نہیں ایک عام "
" شخص بننا چاہتا ہوں۔۔اور عام شخص ہی دشمن کو دھول چٹادے گا

کرنل صاحب مسکرائے۔۔

"کسے شامل کرنا چاہتے ہو؟"

ایسے لوگوں کو جو بلاوجہ سزا کاٹ رہے ہیں۔۔"اس نے سینے پر ہاتھ باندھے کہا۔۔"

"تمہیں اجازت ہے میجر زین چوہدری۔۔"

زین کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اجازت دے دیں گے۔۔وہ مسکرایا تھا جبکہ سفیر نے زین کو دیکھا۔

جو قدرے مطمئن ہو چکا تھا۔

باسط بے شک اس سے نہیں ملنا چاہتا تھا۔لیکن وہ زین سے ضرور ملے گا۔اتنا اسے یقین تھا۔

میں جانتا ہوں۔تم نے قتل تو کیے ہیں لیکن کسی بے گناہ کو نہیں مارا۔۔پر تم یوں خود کو سزا دے کر "
بہت غلط کر رہے ہو۔۔"اس نے زین پر قہر آلود نگاہ ڈالی۔

مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔۔ نہیں چاہیے رہائی۔۔ جانتے بھی ہو سزا ہو چکی ہے مجھے۔۔ پھر بھی"
"آ جاتے ہو۔۔

وہ سرخ آنکھوں سے دھاڑا۔"

"یہ وقت ہوش کھونے کا نہیں ہے نوفل یزدان۔۔"

زین نے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھا جس میں اب کرب پھیلا تھا۔

تمہاری بہن مری ہے جانتا ہوں۔ یہ غم تو تا عمر ساتھ نہیں چھوڑے گا۔۔ نہ ہی اس کا کوئی مداوا کر سکتا"
"ہے۔ لیکن اپنی بہن کی خاطر لاکھوں لڑکیوں کی زندگی برباد کر دو گے؟

"مجھے کچھ نہیں سننا کچھ بھی نہیں جاؤ یہاں سے۔۔۔"

یزدان نے ٹیبل پر پڑا اسٹیل کا گلاس اٹھا کر زمین پر پھینک دیا۔

جبکہ آنسو ایک بار پھر گالوں پر بہنے لگے تھے۔ آج کئی مہینوں بعد اس نے آنسو بہائے تھے۔

زین چند ثانیے وہی کھڑا رہا۔۔ جبکہ وہ گہرے سانس لیتا آنسو حلق میں اتارتا رہا۔

تمہیں ایک شخص سے ملواؤں۔۔۔"یزدان نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔ حیرت کا مقام تھا کہ وہ"
شخص زرا بھی غصہ کر رہا ہو۔۔ اتنا مستقل مزاج شخص جو اس کے لاکھ دھتکارنے کے باوجود بھی یہی
موجود تھا۔

کچھ ہی دیر میں باسط خان زنجیروں میں جکڑا اندر آیا۔ جس کے چہرے پر وحشت پھیلی تھی۔

"!! باسط خان۔۔"

تم اسے جانتے ہو۔۔؟"زین حیران ہوا تھا۔"

"یہ میری ہی جیل میں ہے۔۔"

مطلب تم دونوں کی تکلیف ایک ہی ہے۔۔۔"زین تلخی سے گویا ہوا۔"

یہ اپنے بھائی سے ملنا نہیں چاہتا، اور تم اپنے باپ سے۔۔۔اور دونوں ہی بے گناہ ہو کر سزا کاٹ رہے" ہو تو کیا یہ اچھا نہیں ہو گا۔ دو زخمی لوگ ایک دوسرے کے درد کا سامان بن جائیں۔۔اور ملک سے دشمنوں کا صفایا کر دیں۔اور اب تم دونوں کا دشمن بھی ایک ہی ہے۔۔"زین نے دونوں کے چہروں کی جانب دیکھا جہاں کوئی تاثر نہیں تھا۔

کافی دیر وہ وہی کھڑا رہا۔اور پھر سر جھٹکتے مڑنے لگا تھا۔امید دم توڑنے لگی تھی۔۔چاہتا تو وہ خود بھی اس دلدل میں اتر سکتا تھا۔۔اس کے لیے مشکل نہیں تھا۔پر سعدان سہگل کا روپ جو یزدان اپنا سکتا تھا۔۔وہ کوئی بھی نہیں اپنا سکتا تھا۔۔

سب پیپرز سب کوڈز شاید یزدان کے پاس تھے۔جو نا جانے اس نے کہاں چھپائے تھے۔

میں تیار ہوں۔۔لیکن مجھے اپنے باپ سے نہیں ملنا۔۔اور نہ کبھی تم مجھے فورس کرو گے۔۔"یزدان" تلخی سے بولا۔زین سر ہلایا۔گویا اس کی کسی بھی بات پر اعتراض نہ ہو۔

کل تک تم جیل سے رہا کر دیے جاؤ گے۔۔ لیکن کسی کو یہ راز پتہ نہیں چلے گا۔۔ تمہاری جگہ یہاں کوئی اور رہے گا۔۔اور باسط کو فلحال یہیں رہنا ہو گا۔۔

"تمہیں پیپرز بھی کل مل جائیں گے۔۔"

یزدان نے نروٹھے پن سے کہا۔

سعدان کی گاڑی سے ملے پیپرز اور لیپ ٹاپ اس نے وہی چند دوری کے فاصلے پر زیرِ زمین دبا دیے تھے۔ گو کہ یہ کام رسکی تھا۔۔ لیکن ضد جنون میں وہ یہ رسک بھی لے چکا تھا۔

اور پھر سعدان کو اس روز وہ حویلی لے کر گیا تھا۔۔

آج کی اس میٹنگ کا مقصد یہ ہے کہ اب ہمارے درمیان دارم سہگل نہیں رہا۔اور دارم سہگل نے مرنے سے پہلے مجھے انڈر ورلڈ کی ساری زمہ داری دی تھی۔

"اس کا ثبوت یہ پیپرز ہیں۔۔

شایان نے پیپرز ٹیبل پر رکھے جبکہ سب کے چہروں پر حیرت واضح تھی۔

"مگر دارم سہگل کو تو اپنے بیٹے کو یہاں سر براہی کرسی پر بٹھانے والا تھا۔۔"

وہاں بیٹھے ایک شخص نے شایان ساگر کو دیکھے کہا۔

بیٹا۔۔؟" شایان متعجب ہوا۔اس نے یہ اعلان کب کیا تھا۔۔؟"

یہ کب کہا تھا؟" وہ سوال کرتا سب کے چہرے دیکھنے لگا۔۔"

جس میٹنگ میں آپ شاید آؤٹ آف کنٹری تھے۔۔انہوں نے اعلان کیا تھا کہ وہ بہت جلد اپنے بیٹے کو" انڈر ورلڈ کا ڈان بنانے والے ہیں۔

ان کا بیٹا؟؟ وہ اب بھی جیسے صدمے کے زیرِ اثر تھا۔"

ہاں بیٹا۔۔ مسٹر سہگل۔۔!! اپنے پیچھے انجان مگر بھاری رعب دار آواز سنتے وہ جھٹکے سے مڑا۔ جہاں" ایک شخص ماسک سے اپنا چہرہ چھپائے کھڑا تھا۔۔اس کا لمبا قد چوڑا وجود اسے پورے ماحول پر چھایا ہوا محوس ہوا تھا۔

مسٹر سہگل، دارم سہگل کا بیٹا۔۔۔اس کی جائیداد کا اکلوتا وارث۔۔ بلکہ اس کی تمام تر چیزوں کا حقدار" اور آپ سب کا مالک مسٹر سہگل۔" وہ بھاری قدم اٹھائے اندر آیا۔ جبکہ بورڈ روم میں چہ میگوئیاں ہونے لگی۔۔اور شایان ساگر کو لگا وہ فتح کے مقام پر آکر ہار گیا ہے۔

تم کیسے اس کے بیٹے ہو سکتے ہو ثبوت کیا ہے تمہارے پاس؟؟" شایان کرختگی سے گویا ہوا۔"

"ایک بیٹے کو ثبوت کی ضرورت کبھی پیش نہیں آتی۔۔ لیکن خیر ثبوت کے لیے یہ تمام پیپرز ہیں۔"

یہ وہ پیپرز ہیں جن پر دارم سہگل کے سگنیچر موجود ہیں۔۔انہوں نے اپنی موت سے کچھ دن پہلے ہی اپنی پراپرٹی میرے نام کردی تھی۔۔اس سے بڑا کوئی ثبوت نہیں ہے۔۔کیونکہ آج کل کوئی بھی اعتبار کے قابل نہیں ہے۔"

وکیل صاحب!! اس نے بلند آواز میں پکارا۔۔جبکہ شایان ساگر کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔۔دارم سہگل پر اسے سخت طیش آرہا تھا۔۔جس نے اتنا بڑا راز چھپایا تھا۔اور اسے انڈرورلڈ کا ڈان بنانے کا جھوٹ بولا تھا۔

"مسٹر سہگل بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔تمام تر جائیداد انہوں نے مسٹر سہگل کے نام کردی تھی۔۔ان کا اپنا کوئی نام کوئی پہچان نہیں ہے۔اور انڈرورلڈ میں نام کی ضرورت کبھی محسوس نہیں ہوتی۔یہاں کام اور پاور کو دیکھا جاتا ہے۔۔لہٰذا انہیں مسٹر سہگل کے نام سے ہی بلایا جائے گا۔۔"

پیپرز آگے سے آگے ٹرانسفر ہونے لگے اور سب کے تنے عضلات والے چہرے بحال ہونے لگے۔۔شایان ساگر کی فطرت سے سبھی واقف تھے۔۔وہ خود غرض انسان تھا۔۔جبکہ دارم سہگل سب کا فائدہ سوچ کر چلتا تھا۔

"ہم آپ کو دارم سہگل کی جگہ پر کھلے دل سے قبول کرتے ہیں۔۔"

وہاں بیٹھے ایک بزنس مین نے جیسے شایان ساگر کے پاؤں تلے سے زمین کھسکائی تھی۔

سب افراد نے جیسے اس کے فیصلے کی تائید کی تھی۔

ایسا نہیں ہوسکتا۔۔" شایان مٹھیاں بھینچے بولا۔"

ایسا ہو چکا ہے مسٹر شایان ساگر۔۔۔اور اگر آپ مزید ثبوت چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" "

وہ سر براہی کرسی پر سوار ہوا تھا۔۔

آپ کی جگہ اب سے یہاں ہے۔۔دوسری کرسی پر آپ میرے انڈر کام کریں گے۔۔۔"اس نے " دوسری کرسی کی جانب اشارہ کیے کہا۔

اور آپ سب ،۔جو کام دارم سہگل کے جانے سے رک چکا تھا۔اب دوبارہ سے شروع ہو گا۔۔اور جو "اصول دارم سہگل نے بنائے تھے۔۔اب ان میں کچھ اصول میرے شامل ہوں گے۔۔۔

میں کسی کے انڈر کام کرنے کا متحمل نہیں ہوں۔۔دارم سہگل کی موت کے بعد میں نے یہ سب " "سنبھالا ہے۔۔

شایان ساگر باپ کے بعد کرسی بیٹے کو ملتی ہے۔۔طیفور سہگل کی موت کے بعد دارم سہگل " تھے۔۔اور اب مسٹر سہگل۔۔اور ہمیں کوئی اعتراض بھی نہیں ہے کیونکہ دارم سہگل ہمیشہ ہر کام بہتر سے بہتر طریقے سے انجام دیتے تھے۔۔ تبھی آج تک کوئی فورس دارم سہگل کو انجام تک نہیں " پہنچا سکی۔۔وہ الگ بات ہے کہ آریان ساگر نے انہیں مار دیا۔۔

ایک اور شخص بولا تھا۔جبکہ ماسک میں چھپا یزدان حیران ہوا تھا۔

یعنی شایان ساگر نے سب کچھ بتا دیا تھا۔۔

آریان ساگر کو میں ایک دن ڈھونڈ نکالوں گا۔۔۔اور جو راز اس کے پاس ہیں۔۔وہ بھی جلد کلئیر " "ہو جائیں گے۔۔

"اس کی ضرورت باقی نہیں ہے۔۔کیونکہ دارم سہگل کے ہر لا کر کا مجھے پتہ ہے۔۔"

شایان کو حیرانگی ہوئی تھی۔۔اگر وہ شخص سب کچھ جانتا تھا تو وہ پھر قیوم چوہدری کو بھی جانتا ہو گا۔۔لیکن اس نے ذکر تک نہیں کیا تھا۔۔یعنی یہ راز اب تک چھپا ہوا تھا۔اور قیوم چوہدری سال میں ایک مرتبہ ہی دارم سہگل کے ملتا تھا۔۔اور کبھی کبھی تو وہ بھی ممکن نہیں ہوتا تھا۔

بقیہ پیغامات وہ کئی افراد کے زریعے پہنچاتا تھا۔جس کی وجہ سے آج تک وہ چھپا ہوا تھا۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" دارم سہگل کا بیٹا۔۔وہ کب اور کہاں سے آیا۔۔اس نے تو اتنے سالوں میں ذکر " نہیں کیا۔۔۔"

شایان سا گر غصے سے پاگل ہوتا، قیوم چوہدری کو دیکھ رہا تھا۔۔جبکہ حواس تو اب تک قیوم چوہدری کے بھی بحال نہیں ہوئے تھے۔

کہیں وہ میرا بیٹا تو نہیں؟" قیوم چوہدری نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا۔"

"کیا؟ تمہارا بیٹا؟"

ہاں طیفور سہگل نے میرا بیٹا مجھ سے لے لیا تھا۔۔لیکن آج تک مجھے اس سے ملنے نہیں دیا۔۔اور پھر " دارم سہگل، نے میری بے بسی کا فائدہ اٹھایا۔۔" وہ ضبط سے بولا۔

"وہ تمہارا بیٹا نہیں ہو سکتا۔۔اگر ہوتا تو دارم اس کے نام اپنی ساری پراپرٹی نہین کرتا۔۔۔"

"میں ایک بار اس سے ملنا چاہتا ہوں ہو سکتا ہے، میں اسے پہچان جاؤں۔۔"

تمہارا دماغ تو نہیں خراب۔۔ تمہیں اپنے بیٹے کی فکر ہو رہی ہے۔۔اور یہاں سب کچھ میرے ہاتھ سے " نکل چکا ہے۔۔اور ہاں جیسے پہلے تم چھپے ہوئے تھے۔۔اب بھی ویسے ہی رہو گے۔۔کیونکہ مجھے شک ہے "یہ کوئی اور ہی ہے۔۔۔

کون ہو سکتا ہے شایان۔۔وہ پوری تیاری سے آیا ہے۔۔کیونکہ انڈر ورلڈ میں کوئی اتنی آسانی سے " نہیں آسکتا۔۔اور وہ شخص تو ڈائریکٹ وہی آیا تھا۔۔جہاں میٹنگ تھی۔تو پھر وہ اسی کا بیٹا ہے۔۔۔اور تمہیں یاد ہے دارم ہمیں کچھ بتانے والا تھا لیکن رایان نے عین موقع پر اسے مار دیا۔اور حیران کن بات "یہ ہے کہ آخر رایان گیا کہاں ہے؟اور دارم کی فیملی کا بھی کچھ پتہ نہیں ہے۔

دارم سہگل کی بیوی کی کافی عرصہ پہلے موت ہو چکی تھی۔۔جس بنا پر شایان مزید کچھ نہیں کر پایا تھا۔۔اور کبھی دارم سہگل نے اپنی فیملی کے بارے میں بتایا بھی نہیں تھا۔۔

بہت سے ایسے راز تھے جو اس کی موت کے بعد عیاں ہو رہے تھے۔۔جو شایان ساگر کو غم و غصے سے پاگل کر رہے تھے۔

لیکن وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔ قیوم چوہدری کا بھی سامنے آنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔ کیونکہ کہنے کو تو وہ ماسٹر مائنڈ تھا۔ لیکن اسے بھی دارم سہگل کے کئی رازوں سے واقفیت نہیں تھی۔ نہ ہی وہ کبھی ان سب میں شامل ہوا تھا۔

سب پیپرز سب کوڈ صرف اس شخص کو پتہ ہیں، جو میرے لیے سب سے بڑی ہار ہے۔ اب ہمارے "
" پاس ہی ایک ہی راستہ ہے۔

شایان پیشانی مسلے بولتا قیوم چوہدری کی امیدوں پر بھی پانی پھیر گیا تھا۔

میری بات کان کھول کر سن لو۔۔۔" شایان نے قیوم کو دیکھے کہا۔ "

"اگر تم نے کبھی وہاں آنے کی کوشش کی تو میں تمہیں فوراً گولی مار دوں گا۔"

تم مجھے دھمکی نہیں دے سکتے۔۔ شایان ساگر۔۔۔" قیوم چوہدری اکھڑ انداز میں گویا ہوئے۔"

میں ہی اب سب کر سکتا ہوں کیونکہ اب تمہارا راز میں ہی جانتا ہوں۔۔" شایان ساگرازلی سرد انداز " میں بولا۔

قیوم چوہدری دانت پیس کر رہ گئے۔

خیر باقی دشمنی ایک طرف رکھتے ہیں۔۔ مسٹر سہگل کو اپنا کام کرنے دو۔۔ بظاہر تو میں اس کے ساتھ " ہوں۔۔ لیکن ہم دونوں مل کر اپنا کام شروع کریں گے۔۔ تمہارے باہر کے ممالک کے ساتھ کافی تعلقات ہیں۔۔ تو وہاں کا کام تم سنبھالو گے۔۔ ہم اسی خفیہ راستے سے گاؤں کی لڑکیاں سمگل کریں

گے۔۔کیونکہ ایک تواس گاؤں میں کوئی قانون نہیں ہے۔۔اور وہاں کے لوگوں کو بے وقوف بنانا بھی آسان ہے۔۔انہیں پیسوں کا لالچ دے کران کی بیٹیوں کو چند عرصہ فیکٹری میں کام دلوائیں گے۔۔اور پھر وہاں سے انہیں سمگل کر دیا کریں گے۔۔میں دارم کے ساتھ بھی یہی پروجیکٹ شروع کرنے والا تھا۔۔لیکن پھر اس کی موت نے سب برباد کر دیا۔۔"

قیوم چوہدری اس کی سوچ پر حیران ہوا تھا۔وہ شخص دارم سہگل کی طرح ہی دو پلانز تیار کرنے کا عادی تھا۔

"میرا نام اس سب میں نہیں آنا چاہیے تم اچھے سے جانتے ہو۔۔جس دن میرا نام آگیا۔۔وہ خفیہ راستہ بھی پولیس یا فورس جان جائے گی۔۔۔"

"منظور ہے۔ویسے بھی شایان ساگر اپنے علاوہ کسی پر اعتبار نہیں کرتا۔۔"

"میں ویسے بھی چند عرصہ میں گاؤں شفٹ ہونے والا ہوں۔۔آریان کی تلاش کے لیے میں نے اپنے کچھ آدمی لگائے ہیں۔۔اور وہ وہاج سلطان۔۔اس کا بھی اب مجھے کچھ سوچنا ہوگا۔۔مجھے لگتا ہے آگے جاکر وہ بہت رکاوٹ پیدا کرے گا۔"

"ابھی فلحال تم مسٹر سہگل پر نظر رکھو شایان۔۔"

"میری نظر اسی پر ہے۔۔اب تم سے جب بھی ملوں گا میں خود ملوں گا۔۔" قیوم چوہدری نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

___&________

وہ آفس کی بلڈنگ سے نکلا تو مڑ کر اس نے پیچھے موجود گاڑی کو دیکھا۔۔

کان میں لگے ائیرپوڈ سے اس نے زین چوہدری سے رابطہ بحال کیا۔

زین، دارم کے موبائل میں بھی ضروری کنٹیکٹ ہی ہیں، جو بزنس کے سلسلے میں ہی تھے۔۔ایسا کون ہے جو ماسٹر مائنڈ ہے۔۔آفس میں بھی کوئی سراغ نہیں ملا۔۔یعنی کچھ ایسا ہے جو چھپا ہوا ہے، کیونکہ آریان نے بھی کبھی بتایا نہیں تھا۔۔یعنی کچھ تو ہے جو دارم نے سات پردوں میں چھپا رکھا ہے۔۔

یزدان نے تفصیل اسے بتائی تو زین نے پیشانی مسلی۔

وہ کہہ تو ٹھیک ہی رہا تھا۔۔شایان ساگر پر وہ زیادہ نظر نہیں رکھ سکتے تھے ورنہ اسے شک ہو جاتا۔۔اسی لیے اب اسے اس کے طریقے سے ڈیل کرنا تھا۔

شایان ساگر کو تم پر شک ہو رہا ہے وہ تم پر حملہ ضرور کروائے گا۔۔تم بس کسی بھی طرح اس کا دھیان بھٹکاؤ۔۔اور یہی صحیح موقع ہے کہ تم اس کی چال اسی پر الٹ سکتے ہو۔۔شہرین نے جتنی انفارمیشن مجھے دی ہے۔۔اس کے مطابق سعدان سہگل کو بہت کم لوگوں نے دیکھا تھا۔۔اگر تمہارا اصلی چہرہ سب کے سامنے آ بھی جائے تو کوئی تمہیں پہچان نہیں پائے گا۔۔

اسی وقت اس کی گاڑی پر فائرنگ ہوئی تھی۔۔یزدان فوری نیچے جھکا۔

اپنی گن نکال کر اس نے دروازہ کھولا اور ٹائر پر فائر کیا۔۔ دوسری جانب سے بھی فائرنگ ہوئی تھی۔ لیکن زین چوہدری نے اپنے آدمیوں کے زریعے یزدان کو بچایا تھا۔۔

یزدان حملہ سے بچ کر دوبارہ بلڈنگ میں آیا، سب کو میٹنگ کا میسج سینڈ کر کے اس بورڈ روم کا رخ کیا۔

"یہ تیسری اور اس سال کی آخری میٹنگ ہے۔۔ اس کے بعد اگلی میٹنگ اگلے سال کے آخر میں ہو گی جو میں خود طے کروں گا۔۔ آپ سب کے موبائل پر کوڈ سینڈ کیا جائے گا اس روز آپ کو یہاں آنا ہو گا۔۔ فلحال ہمیں اپنا کام سٹاپ کرنا ہو گا۔۔ اس دوران سب اپنے بزنس کو فروغ دیں گے۔۔ اور اب سے سمگلنگ صرف لڑکیوں کی ہو گی۔ وہ بھی جب کوڈ سینڈ کیا جائے گا۔ تاکہ پولیس یا پھر کوئی فورس ہم پر ہاتھ نہ ڈال سکے۔۔ بابا کے میٹنگ شیڈیول بھی یہی ہوتے تھے۔

اس نے شایان ساگر کو دیکھا جو اسے ہی سرد انداز سے گھور رہا تھا۔

"مسٹر شایان ساگر، آپ مجھ پر حملہ کروا کر ثابت کر چکے ہیں کہ میرے یہاں آنے سے سب سے زیادہ ناخوش آپ ہی ہیں۔۔ اور رہی بات ڈی این اے کی تو یہاں بیٹھا کوئی بھی شخص ثبوت نہیں چاہتا کہ میں دارم سہگل کا بیٹا ہوں یا نہیں، کیونکہ انہیں پیسے سے مطلب ہے۔۔ نہ کہ مجھ سے۔۔ یہاں بیٹھے سب لوگ ہی ڈیسائیڈ کریں گے کہ آپ کو انڈر ورلڈ کا حصہ بنے رہنا چاہیے یا پھر یہاں سے نکال دینا چاہیے۔۔"

شایان ساگر آپ نے جو بھی کیا وہ بہت غلط کیا، بلاشبہ یہاں کوئی بھی اعتبار کے قابل نہیں ہے۔ لیکن " مسٹر سہگل نے ہمیں اس سال دوہرا فائدہ دیا ہے۔۔ ہیروئن کی سمگلنگ کا دگنا فائدہ ہم سب کے اکاؤنٹ میں برابر آیا ہے۔۔" وہاں بیٹھے ایک شخص نے یزدان کی تعریف کی جو شایان کو بمشکل ہضم ہوئی تھی۔

"میں تم پر حملہ نہیں کروانا چاہتا تھا۔ بس میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا۔۔ "

تم نہیں آپ۔۔۔ "یزدان نے تصیح کی۔ شایان مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔"

بہر حال آپ کو ایک اور موقع دیا جاتا ہے۔۔ آج سے میٹنگ آپ ارینج کریں گے کہ لیکن اٹینڈ میرا " خاص آدمی کامران کرے گا۔۔ کیونکہ مجھے آپ پر اعتبار نہیں رہا۔ صرف بابا کی وجہ سے آپ کو یہ موقع دیا جارہا ہے۔

فلحال میں کچھ ہی عرصے میں ملک سے باہر جارہا ہوں۔۔ بابا کا بزنس بھی وائنڈ اپ کرنے والا ہوں۔ جو باقی ہے وہ وکیل صاحب سنبھال لیں گے۔۔ اور اب بیسمنٹ میں کوئی لڑکی نہیں رہے گی جگہ کی تفصیل "میں آپ کو جلد بتادوں گا۔۔۔

اس کی حاضر دماغی اس کی سوچ اس کے کام کی پرفیکشن نے گویا شایان ساگر کو اس سے مزید متنفر کر دیا تھا۔۔ لیکن وہ کسی بھی حال میں اب اس دنیا سے الگ نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔ وہ فلحال دوہرا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔۔

وہ چند ہی دنوں میں دارم سہگل کے خفیہ اڈوں کے بارے میں مکمل جان چکا تھا۔اس دوران وہ حد درجہ محتاط رہا تھا۔اس کی ایک چھوٹی سی حرکت اسے کسی بھی خطرے سے دوچار کر سکتی تھی،۔اور کچھ اس نے چند دنوں میں ہی وہاں کے لوگوں کا اعتماد جیت لیا تھا۔

اور پھر دوبارہ مینشن جانا تھا۔

دارم سہگل کا خاص آدمی چونکہ آریان ساگر تھا،اس کی موت کے بعد سب کچھ شایان ساگر کے کنٹرول میں آچکا تھا۔لیکن اب یزدان کسی کو بھی رائٹ ہینڈ نہیں بنانا چاہتا تھا۔۔اس کا اعلان بھی وہ میٹنگ میں کر چکا تھا۔

دارم سہگل کے خفیہ اڈے چونکہ فوج نے تباہ کر دیے تھے۔۔اب اس کی ایک بلڈنگ جو بظاہر آفس تھا لیکن اس کے تہہ خانے میں میٹنگز ہوتی تھیں۔اور جہاں دوسرے ایریا میں لڑکیوں کو رکھا گیا تھا۔۔میٹنگ بعد

آج وہ وہی کا دورا کرنے آیا تھا۔ جہاں سے وہ آہستہ آہستہ سب کو آزاد کروانے والا تھا۔

وُہ وہاں آتو گیا تھا لیکن وہاں پھیلا انتشار اور بدبو نے گویا اسے ایک دم چکرانے پر مجبور کر دیا تھا۔

اس کے ساتھ جو شخص تھا۔۔وہ اسے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔

یہ سب لڑکیاں کب سے یہاں ہیں۔۔؟" وہاں کے گارڈز تک بھی یہ راز جان چکے تھے کہ وہ دارم "
سہگل کا بیٹا مسٹر سہگل ہے۔

باس کافی سال ہوگئے ہیں۔۔اور ایک لڑکی ہے جو آریان ساگر کے انڈر تھی۔۔دارم سہگل بہت جلد "
"اسے دھندے میں شامل کرنے والے تھے۔

اس کی حسیات یکدم تیز ہوئی تھیں۔

یعنی یہ وہی لڑکی تھی جس کا ذکر آریان مرتے ہوئے کر گیا تھا۔اور زین نے اسی کی رہائی کے لیے کہا تھا۔

وہاں لے کر چلو مجھے۔۔۔" وہ سپاٹ پن سے بولا۔"

وہ شخص اسے لیے آگے بڑھنے لگا تھا۔

اسی شخص نے دروازہ کھولا تو نیم اندھیر کمرے میں ایک وجود ایک طرف سمٹا بیٹھا تھا۔۔

یزدان نے اس شخص کو وہاں سے جانے کا اشارہ دیا۔۔تو وہ سر ہلائے چلا گیا تھا۔

دروازے پر ہوتی آہٹ اور پھر کسی کے قدموں کی چاپ نے روز کو سر اٹھانے پر مجبور کیا۔

انجان شخص جس کے چہرے پر ماسک تھا اسے دیکھے وہ خوف سے کھڑی ہوئی تھی۔

مم میرے پاس مت آنا۔۔" وہ اپنے مخصوص لب و لہجے میں بولی۔ جبکہ آنسو قطار در قطار گالوں پر "
بہہ نکلے تھے۔

یزدان کو اس پر بے ساختہ ترس آیا تھا۔۔

روز؟؟" اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔ جبکہ وہ حیران ہوئی تھی۔"

یزدان نے چاروں جانب نظر دوڑائی۔۔ تو اسے کوئی کیمرہ نظر نہیں آیا تھا۔۔

میرے ساتھ چلو گی؟" اس نے قدرے جھک کر سرگوشیانہ پوچھا۔"

رایان!! وہ۔۔ وہ کہاں ہے؟" اتنے دنوں بعد امید کی کرن نظر آئی تھی وہ پوچھ لینا چاہتی تھی۔"

وہ چلا گیا ہے۔ کبھی یہاں نہ آنے کے لیے۔۔" یزدان کے جواب نے گویا اسے گرنے پر مجبور" کیا۔۔ مان بھروسہ امید سب خاک ہوئی تھی۔ یعنی وہ شخص اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ سب وعدے بھول کر چھوڑ گیا اور اسے بتانا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

وہ زمین بوس ہوئی جب یزدان نے اسے دونوں کندھوں سے تھام لیا۔۔

"میرے ساتھ چلو، بنا کسی سوال کے۔۔"

روز نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔ گویا وہ شخص چلا گیا تو اب جینے کا کیا فائدہ ہوا؟

تم ضرور جاؤ گی میرے ساتھ۔۔۔" اس نے کلائی پکڑی اور کمرے سے نکل آیا۔"

"کامران، یہ اب میرے ساتھ رہے گی۔۔۔"

باہر کھڑے شخص کو کہہ کر وہ روز کو گھسیٹتا ہوا اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ فلحال اسے وہ دارم سہگل کے مینشن میں ہی رکھنے والا تھا۔

کامران چونکہ ان سب کا عادی تھا اس لیے زیادہ فکر مند نہیں ہوا تھا۔۔اس کے لیے یہ سب گویا عام سی بات تھی۔

ایس پی وہاج سلطان ! ! زین نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔اس نے ناسمجھی سے ہاتھ تھام لیا۔

اس نے ہی وہاج کو فون کر کے ہاسپٹل بلایا تھا۔۔

آپ؟" وہ زین کو دیکھے متعجب ہوا۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کو بالکل بھی نہیں جانتے تھے۔۔لیکن " اس کا فون آنا اور پھر اسے ہاسپٹل بلوانا۔۔وہاج الجھا تو تھا لیکن ایسی کالز انہیں روز آتی تھی تبھی وہ یہاں آگیا تھا۔

یہ چھوٹا سا کلینک تھا۔

آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا۔۔اور کون ہیں آپ؟" وہاج نے سنجیدگی سے سوال کیا۔"

میجر زین چوہدری، اس نے اپنا تعارف کروایا تو وہاج نے اسے سلیوٹ کیا۔۔پر اس نے فوری روک " دیا۔۔

اس وقت جو سیچویشن ہیں وہ آپ بھی جانتے ہیں۔آریان ساگر دارم سہگل کا خاص آدمی تھا۔۔جس کا " کسی کو پتہ نہیں تھا۔آریان ساگر نے ہی دارم سہگل کا قتل کیا ہے۔۔وہ چند عرصہ پہلے ہی مجھ سے ملا

تھا۔۔وہ ان سب میں کیسے ملوث ہوا وہ جاننا زیادہ ضروری نہیں ہے۔۔لیکن آریان ساگر اس سب میں شامل نہیں ہونا چاہتا تھا۔ "

"یہ سب آپ مجھے کیوں بتارہے ہیں؟" وہاج حیران ہوا۔

"کیونکہ کچھ عرصہ سے آپ بھی دارم سہگل کو گرفتار کرنا چاہتے تھے۔اس کیس میں آپ بھی شامل تھے۔۔"

"ہاں اس نے میری کزن کا قتل کیا تھا۔۔"

"نہیں اس نے نہیں بلکہ شایان ساگر نے اپنی بہن کا قتل کیا ہے۔۔"

وہاج کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔۔

"آپ یہ سب۔۔۔کیسے جانتے ہیں؟"

"کیپٹن سفیر خان، جس کے بھائی کو اس قتل میں پھنسایا گیا ہے۔اسے سزا ہو چکی ہے۔۔لیکن اس نے جرم کے اعتراف کے دوران کئی بار شایان ساگر کا نام لیا۔۔لیکن ثبوت نہ ہونے کے باعث اسے سزا سنادی گئی۔اور جس مینیجر کو آپ نے گرفتار کیا تھا۔۔اسے بھی چند پولیس آفیسرز نے مل کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔۔ان سب باتوں کا مقصد یہی ہے۔کہ پولیس اسٹیشن میں بھی کچھ غدار موجود ہیں۔اس لیے یہ مشن اب خفیہ ہوگا۔دارم سہگل کی موت برائی کا خاتمہ نہیں بلکہ ایک نیا بھیانک آغاز ہوا ہے۔۔"

وہاج کا دماغ گھوم سا گیا تھا۔۔حقائق اتنے تلخ ہوں گے اسے اندازہ نہیں تھا۔۔

اس نے سفیر خان کو دیکھا جو چہرے پر سرد تاثرات جمائے کھڑا تھا۔

آریان ساگر بہت سے راز جانتا تھا۔۔ لیکن وہ کوما میں جا چکا ہے۔۔ جس وجہ سے ہم فلحال کچھ نہیں کر سکتے۔۔"

آریان آپ کے پاس ہے؟" وہاج نے حیرانگی سے سوال لیا۔"

"آیئے میرے ساتھ۔۔"

وہ اسے لیے اندر بڑھا۔

جہاں آریان مختلف مشینوں میں جکڑا ہوا تھا۔۔ سر پر پٹی بندھی تھی۔۔ اور سینے پر بھی پٹی باندھی گئی تھی۔ وہاج لب بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔

شایان ساگر کو لگتا ہے آریان زندہ ہے۔ لیکن اب ہمیں دوسرے پلان پر کام کرنا ہے۔ آریان کی جگہ کسی اور کی لاش گاؤں پہنچائی جائے گی۔ اور لاش بھی آپ لے کر جائیں گے۔ باقی کام آپ کا ہے۔۔"

"تو شایان ساگر کو آزاد چھوڑ دیا جائے؟"

نہیں۔۔ فلحال اسے آزادی دی جائے گی۔۔ کچھ عرصہ یا چند سال۔۔ کیونکہ ہمیں ماسٹر مائنڈ تک پہنچنا ہے۔اور شایان ساگر اس وقت پوری طرح حاضر دماغی سے سوچ رہا ہے۔ہماری زرا سی جلد بازی سارا کام بگاڑ سکتی ہے۔۔"

وہاج نے تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔۔

پہلے انعم کی موت اور پھر آریان کی جلی ہوئی لاش گھر آنا۔۔جمال ملک کی کمر کو توڑ گئی تھی۔۔

انہیں اندازہ تو تھا کہ اس سب کاموں میں انہیں بہت کچھ کھونا پڑے گا۔۔ لیکن اپنی اولاد کھونا پڑے گی انہیں اندازہ نہیں تھا۔

حویلی میں آنے جانے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔۔ مخدوم چوہدری بھی افسوس کے لیے آئے تھے۔۔جہاں ان کی ملاقات کمال ملک سے بھی ہوئی تھی۔ وہ یہاں آنا نہیں چاہتے تھے لیکن صرف سردار ہونے کی وجہ سے آنا پڑا تھا۔

صدیقہ بیگم کو صنم زین کے لیے خاصی پسند آئی تھی لیکن انہوں نے فلحال بات کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔۔

شایان ساگر جب سے یہاں آیا تھا وہ مخدوم چوہدری کی کافی زمینیں خرید چکا تھا۔۔ مخدوم چوہدری دہرے فائدے کے لیے اسے وہ زمینیں تو بیچتے رہے، لیکن ان کی ساکھ تھوڑی کمزور ہونے لگی تھی۔۔ کیونکہ کافی

زمینوں پر شایان ساگر نے مزدروں کو لگایا تھا۔۔جس کی وجہ سے سب شایان ساگر کے گن گانے لگے تھے۔۔یہ چیز انہیں نہایت ناگوار لگی تھی۔

ایسے ہی ایک زمین کی وجہ سے ان کی جھڑپ ہوئی تھی۔جس کی وجہ سے دونوں حویلیوں کے درمیان تعلقات بگڑے تھے۔

لیکن اب آریان کی موت کا افسوس کرنے وہ حویلی آئے تھے۔

شایان گویا الجھ کر رہ گیا تھا۔۔اس نے تو آریان کے سینے پر گولی ماری تھی۔۔اور سر پر پتھر،۔پھر اس کی لاش جل کیسے گئی تھی۔

تمہیں آریان کی لاش کہاں سے ملی؟" شایان نے وہاج سے استفسار کیا۔"

ہاسپٹل سے فون آیا تھا۔جس ہاسپٹل میں آریان تھا وہاں آگ لگ گئی تھی۔وہاں جس وقت میں" پہنچا۔آریا کو دیکھ کر میں حیران ہوا تھا۔۔اس سے پہلے میں کچھ کر پاتا وہ میرے ہاتھوں میں دم توڑ گیا۔۔"۔وہاج جس ضبط سے بول رہا تھا۔یہ اس کا دل جانتا تھا۔۔

کہیں اس سب میں تمہارا ہاتھ تو نہیں؟"شایان نے اسے مشکوک نگاہ سے گھورا۔"

"اپنی بکواس قابو میں رکھنا اب مجھ پر کوئی الزام لگایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

اس سے پہلے وہاج مزید کچھ کہتا،کمال ملک کو اس نے باہر کی جانب تیزی سے بڑھتے دیکھا۔

وہ شایان کو گھورتا باہر نکلا جبکہ وہ تمسخر سے مسکرایا تھا۔

"اتنی تیزی میں آپ کہاں جارہے ہیں؟"

وہ باپ کے سامنے کھڑے ہوئے بولا۔

"جس کی تم جیسی اولاد ہو۔۔وہ سکون سے رہ سکتا ہے؟"

کمال ملک غرائے تھے۔

بتائیں بابا کیا ہوا ہے؟"اس نے سرعت سے ان کے طنز کو نظرانداز کیا۔"

" تعبیر حویلی سے بھاگ گئی ہے۔۔"

انہوں نے نہایت ضبط سے کہا۔۔جبکہ وہاج حیران ہوا تھا۔

" ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟وہ تو حویلی میں ہے۔۔"

"تو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔؟"

کمال ملک اسے گھورتے گاڑی میں سوار ہوئے جبکہ وہاج بھی تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

جس وقت وہ گاؤں پہنچے وہاں ایک الگ ہی تماشہ لگا ہوا تھا۔

"تایا ابو تعبیر کو میں نے باغ سے پکڑا ہے۔۔بھاگ رہی تھی یہ۔۔"

سلمان ملک نے اس کے بازو کو تھام کر اسے کمال ملک کے قدموں میں پھینکا۔۔جن کے چہرے پر غضب پھیلا تھا۔

اتنی رسوائی کے بعد بھی تمہیں سکون نہیں آیا؟جو ایک اور دھبہ لگانے والی تھی۔۔"انہوں نے اس" کے منہ پر زوردار تھپڑ مارا۔۔وہ اوندھے منہ زمین پر گری تھی۔اندر داخل ہوتا وہاج تڑپ کر رہ گیا وہ تیزی سے تعبیر کی طرف آیا۔

تعبیر!!اس کو دونوں بازو سے پکڑ کر کھڑا کرتا وہ اسے حصار میں لے گیا۔۔جس کے ہونٹ سے خون" نکل رہا تھا۔وہاج نے قہر آلود نگاہ سب پر ڈالی۔۔

سلمان تم کیسے تعبیر پر الزام لگا سکتے ہو؟"وہ دھاڑا تھا۔"

الزام نہیں سچ ہے۔۔۔"وہ دانت پیسے غرایا۔"

بب بھائی میں نہیں بھاگی تھی۔۔مم میں بس کچھ دیر کے لیے وہاں گئی تھی مم میرا دل گھبرا رہا" "تھا۔وہاں کوئی آیا تھا۔۔مم۔میں نہیں جانتی۔۔وہ کون تھا۔۔

تعبیر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔جبکہ وہاج کا دل مزید سلگا تھا۔اس نے ماں کو دیکھا جو ایک طرف کھڑی تھیں۔جن کی آنکھوں میں بے بسی تھی۔

یہ سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے وہاج۔۔کاش کہ تم اس کی شادی شایان سے ہونے دیتے۔۔تو آج" "یہ۔ہمارا منہ نہ کالا کر رہی ہوتی۔۔۔

وہ ایک بار پھر اسے مارنے کو بڑھے۔۔جب وہاج نے اسے مزید حصار میں لیا۔۔

تعبیر کے کردار کی گواہی میں دیتا ہوں، یہ مر کر بھی ایسا نہیں کر سکتی۔۔" وہاج دھاڑا تھا۔"

"تم تو اپنے کردار کی گواہی نہیں دے سکتے،اس کی کیا دو گے؟"

شایان ساگر نے اندر آتے گویا وہاج کو سلگایا تھا۔جبکہ تعبیر مر جانے کو ہوئی تھی۔

شایان!!"کمال ملک کے دل میں آج پھر امید جاگی تھی۔"

چچا جان، معذرت لیکن میں تعبیر سے کبھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔میں صرف یہاں آپ کی وجہ سے " " آیا تھا آپ جس ہڑبڑاہٹ میں وہاں سے نکلے تھے مجھ سے برداشت نہیں ہوا تھا۔

شایان نے گویا ان کی امید پر پانی پھیرا تھا۔جبکہ تعبیر نے گلابی بھیگی آنکھوں سے شایان کو دیکھا۔ایک یزدان کی وجہ سے سب اسے غلط سمجھ رہے تھے۔۔اس شخص نے اپنے دوست جیسے بھائی کا قتل تو کیا ہی تھا لیکن اسے بھی برباد کر دیا تھا۔

میں اپنی بہن کی شادی کبھی تم سے ہونے بھی نہیں دوں گا۔۔اور تم ابھی اسی وقت میرے ساتھ چلو " " گی۔۔میرے گھر میں اتنی جگہ تو ہے کہ تم وہاں عزت سے رہ سکو۔۔

وہاج شایان کو دیکھے بولا،۔

نن نہیں بھائی!! میں اماں کے پاس رہوں گی۔۔اور جب میں نے کچھ کیا ہی نہیں تو پھر کیوں جاؤں " میں یہاں سے۔۔" وہ شہر جانے کے خیال سے ہی خوفزدہ ہو چکی تھی وہ بھی تو وہی رہتا تھا۔۔بے شک جیل میں تھا لیکن سانس تو اسی شہر میں لے رہا تھا۔۔

وہاج نے زخمی تلخ نگاہ سے تعبیر کو دیکھا تو وہ نظر چرا کر رہ گئی۔

اسے کمرے میں لے کر جاؤ نجمہ۔۔۔" کمال ملک دھاڑے۔ تعبیر بھائی کا چہرہ دیکھتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"میری بہن کو اگر ایک کھرونچ بھی آئی تو میں اس حویلی کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔۔"

وہ واضح الفاظ میں دھمکی دیتا وہاں سے نکلا تھا۔

جبکہ شایان نے کمال ملک کو دیکھا جو شرمندہ سے کھڑے تھے۔

وہ کمرے میں آتے پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔زندگی اتنی تلخ ہو جائے گی اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔۔پہلے انعم پھر سعدان کی موت اور پھر آریان گویا سارے مصائب ان کے خاندان پر ہی ٹوٹے تھے۔

"گاؤں چلو گے میرے ساتھ؟

اس نے سفیر کو دیکھے پوچھا۔

کیوں خیریت ہے؟" سفیر نے حیرت سے پوچھا۔"

بابا بضد ہیں کہ مجھے گاؤں کا سردار بنا کر ہی دم لیں گے۔کیونکہ اب وہ ان سب چیزوں سے آرام چاہتے ہیں۔اور اب تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اب جو ہمارا مقصد ہے وہ تو پورا ہو چکا ہے، باقی یزدان سنبھال لے گا۔۔اور ماسٹر مائنڈ بھی جلد سامنے آجائے گا۔۔زین نے اسے تفصیل بتائی۔سفیر خاموش رہا تھا۔

"تمہیں ایک صدماتی خبر دوں؟

زین نے سفیر کا چہرہ دیکھا۔ جہاں سوالیہ تاثرات پھیلے تھے۔

شایان ساگر میرے ہی گاؤں میں رہتا ہے۔۔" سفیر کی سفید رنگت سرخ ہونے لگی۔"

میں ویسے بھی تمہارے ساتھ جانے میں دلچسپی نہیں رکھتا۔۔اور اس گھٹیا آدمی کی تو میں شکل بھی" نہیں دیکھنا چاہتا۔۔" وہ دانت پیسے غرایا تھا۔

بابا کی وجہ سے؟" زین نے ابرو اچکائی۔"

سفیر نے نظر چرائی۔

چند ہی عرصے میں ان کی دوستی گہری اور مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔ جس میں زیادہ ہاتھ زین کا ہی تھا۔ سفیر اب بھی کبھی کبھی باسط کی وجہ سے الجھ جاتا تھا۔۔ لیکن زین نے قدم قدم پر اس کو سہارا دیا تھا۔

اور آج پہلی مرتبہ اس نے اسے کہیں ساتھ چلنے کا کہا تھا۔

تمہاری خالہ کو تو میں اب واپس نہیں لا سکتا۔۔اور تم جانتے ہو میرے بابا اس قتل میں ملوث نہیں" تھے۔۔ دادا مر چکے ہیں۔۔ اگر پھر بھی تمہارا انتقام باقی ہے تو آج پھر تمہیں اختیار دیتا ہوں۔۔ لے لو مجھ سے انتقام۔۔"

اس نے سفیر کو دیکھتے گھمبیرتا سے کہا۔

تمہاری یہی ایموشنل باتیں مجھے ہر بار روک دیتی ہیں۔۔" سفیر نے آنکھیں گھمائی جبکہ زین مسکرایا" تھا۔

اللہ بہتر انصاف کرنے والا ہے سفیر خان۔۔۔"زین اس کے گلے لگا تھا۔اور سفیر جانتا تھا کہ وہ کس" حوالے سے کہہ رہا ہے۔۔

انصاف تو وہ کرنے والا تھا۔۔زین کو دیکھ کر اس کے دماغ میں اکثر زرفشاں کا عکس آتا تھا۔۔اس جیسے نفیس شخص کے لیے وہ معصوم سی لڑکی ہی جچتی تھی۔ لیکن فلحال اس کا کسی بھی سلسلے میں بات کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"تم چل رہے ہو میرے ساتھ۔۔۔اب اگر تم نے انکار کیا تو منہ توڑ دوں گا تمہارا۔"

"میں نہیں جاؤں گا۔۔۔"

"بالکل بھی انکار نہ کرنا کیونکہ اب تمہیں چند دن کے لیے نہیں ہمیشہ کے لیے جانا ہو گا۔۔"

ہمیشہ کے لیے کیوں؟"۔"

سفیر کی حیرت بجا تھی۔

کیونکہ باقی کام کا انجام اسی گاؤں میں ہو گا کیونکہ شایان ساگر مستقل وہاں شفٹ ہو چکا ہے۔۔اور اب" "وہی ہمیں ماسٹر مائنڈ تک پہنچائے گا۔۔

اور آریان۔۔؟"

"آریان فلحال مح-فوظ ہے۔۔شایان کبھی نہیں جان پائے گا کہ اس کا بھائی کہاں ہے؟اب ہمیں اس کی بہن کو بچانا ہے۔۔۔جو شاید ابھی سب جانتی بھی نہیں ہے۔اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شایان اسے اپنے فائدے کے لیے استعمال کر لے۔۔اس کے بارے میں زیادہ تو نہیں جانتا لیکن وہ گاؤں میں ہی رہتی ہے۔"

"لیکن میں اتنا عرصہ کہاں رہوں گا۔۔"

"تمہارے نام سے ایک گھر خرید چکا ہوں، بس اب پیمنٹ کر دینا۔۔"

زین لاپرواہی سے بولا۔۔گویا کوئی عام سی چیز خریدی ہو۔

"کیا؟"

"ہاں!!اور خبردار جو تم نے انکار کیا۔آنٹی انکل بھی وہی شفٹ ہوں گے۔کسی کو شک بھی نہیں ہو گا کہ تم کون ہو۔اور سب کو یہی ظاہر کرنا کہ تم میرے پارٹنر ہو۔۔اور گاؤں میں اپنی زمین پر فیکٹری بنانے کا ارادہ رکھتے ہو۔اور جو میری یہاں فیکٹری ہے۔۔اس کے لیے ہم وقتاً فوقتاً ڈیوٹی دیتے رہیں گے۔"

جب تم سب پلاننگ کر چکے ہو۔۔تو مجھے بتانے کی کیا ضرورت تھی؟" سفیر چڑ کر بولا۔"

زین نے شانے اچکائے گویا کوئی جواب نہ ہو۔

سفیر محض اسے گھور کر رہ گیا تھا۔

۔

وہ مہمان خانے میں ٹھہرا تھا۔۔ جبکہ زین نے اسے کہا بھی تھا کہ وہ اس کے کمرے میں رہ سکتا
ہے۔۔ لیکن اس نے حامی ہی نہیں بھری تھی۔

اس وقت وہ باہر باغ میں تھا۔۔ جہاں چہل قدمی کر رہا تھا۔۔ وہ شلوار سوٹ بہت کم پہنتا تھا۔ گریبان کے اوپری دو بٹن کھولے وہ اس وقت خود سے ہی بیزار تھا۔۔ ایک تو وہ پہلے ہی یہاں آنے پر راضی نہیں تھا۔۔ کیونکہ اسے گاؤں کی فضا سوٹ نہیں کرتی تھی۔

مزید زین نے اس کے سر پر آئل لگا دیا تھا۔ گھنی مونچھوں اور بھری بھری داڑھی، میں سفیر خان سے بالکل الگ ایک گاؤں کا ہی وڈیرا لگ رہا تھا۔

ملازمہ کے ساتھ آتی وہ لڑکی سفیر کی بیزاری کو دلچسپی میں بدل گئی تھی۔

اس کی شباہت زین چوہدری جیسی تھی۔۔ تبھی وہ پہچان گیا تھا کہ وہ لڑکی زین چوہدری کی بہن ہے۔

وہ شاید کہیں جا رہی تھی۔۔ تبھی اس جانب آئی تھی کیونکہ مین گیٹ کے سامنے کافی پہرا تھا۔

"میں جلدی آ جاؤں گی۔۔ تم بس اماں کو سنبھال لینا۔۔"

اس نے ملازمہ کو کہہ کر چادر درست کی۔۔ جب سفیر تیزی سے اس کے سامنے آیا۔

شجیعہ جو اپنے دھیان میں تھی سامنے موجود شخص کو دیکھ نہیں پائی۔۔ جبھی اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی سفیر نے اس کو بازو سے تھام کر گرنے سے بچایا۔

"آرام سے محترمہ جلد بازی میں اپنا نقصان مت کروالینا۔۔"

وہ بے تکلفی سے گویا ہوا جبکہ نظر اس کے ملاحت بھرے گول سے چہرے پر الجھ کر رہ گئی تھی۔

شجیعہ کو رنگ فق ہوا تھا۔ اسے تو لگا تھا یہاں کوئی نہیں ہوگا۔۔ لیکن وہ پکڑی گئی تھی۔۔وہ انجان شخص ناجانے کون تھا۔

ملازمہ تو خوف سے پہلے ہی رفو چکر ہو چکی تھی۔

کک کون ہیں آپ، اور یہاں میری حویلی میں کیا کر رہے ہیں،؟" شجیعہ نے ہیزل براؤن آنکھوں کو پھیلائے استفسار کیا۔

پہلے آپ بتائیں؟ آپ کون ہیں؟" سفیر کی بھوری سی آنکھوں میں شوخ رنگ پھیلا تھا۔"

میں مخدوم چوہدری کی بیٹی اور زین چوہدری کی بہن ہوں اب آپ بتائیں آپ کون ہیں ورنہ میں شور مچادوں گی۔۔"۔

وہ تیکھے چتون لیے بظاہر سخت بنی۔ پر دل لرز رہا تھا۔

" شور مچا کر اپنا ہی نقصان کریں گی غالباً آپ ہی باہر جا رہی تھیں۔۔"

نن نہیں میں یہیں بس چہل قدمی کے لیے آئی تھی اکثر آجاتی ہوں۔۔" وہ چادر شانوں پر درست کیے " بولی۔۔ جبکہ سفیر نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی۔

اچھا تو آپ چادر لے کر چہل قدمی کرتی ہیں؟" سفیر نے بات کو مزید بڑھایا۔ "

آپ کو اس سے کیا مسلہ جانے دیں مجھے۔۔" وہ جنجھلائی تھی۔ "

شجیعہ۔۔۔!!!" صدیقہ بیگم کی آواز پر وہ خوف سے اچھلی۔ "

"اماں آگئی۔۔۔"

جبکہ سفیر معاملہ سمجھتا اسے لیے درخت کی اوٹ میں ہوا۔ یہ سب اچانک ہوا تھا کہ شجیعہ ایک بار پھر اس کے سینے سے جا لگی تھی۔۔ جبکہ سفیر اپنے لمبے قد کی وجہ سے جھکا تھا۔۔

کہاں گئی یہ لڑکی، روز نکل جاتی ہے پتہ بھی ہے اس کے بابا کو پسند نہیں ہے اس کا گھومنا پھرنا۔۔" ان " کی کرخت آواز پر شجیعہ نے سہم کر اس کا کرتا جکڑا اور آنکھیں میچ لی۔

وہ اگر اسے کسی غیر مرد کے ساتھ دیکھ لیتی تو جان ہی لے لیتی۔۔

URDUNovelians

فکر مت کریں، آپ کی اماں کو زرا شک نہیں ہو گا کہ آپ میرے ساتھ ہیں۔"۔ وہ سرگوشیانہ بولا تو " شجیعہ نے سر اٹھایا۔۔ سفیر جھکا ہوا تھا جس کی بدولت دونوں کا سر ٹکرایا۔ شجیعہ لب دباتی درد بمشکل برداشت کر پائی تھی، جبکہ سفیر قدرے فاصلے پر ہوا۔

اسے وہاں نہ پاکر شاید وہ جا چکی تھیں۔

"چلی گئی ہے آپ کی اماں جان۔۔"

ہاں جی چلی گئی ہیں آپ بھی اب چلے جائیں۔۔" وہ اپنی سرخ ہوئی پیشانی مسلتی اس پر ایک تیز نظر" ڈالتی اندر بڑھی۔۔ لیکن شاید جاتے جاتے اس کا دل بھی لے گئی تھی۔ سفیر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ تو آئل کی چپچپاہٹ نے اسے ہوش کی دنیا میں پٹکا۔۔ جبکہ شجیعہ بھی اپنی ہتھیلی دیکھتی منہ بگاڑ کر رہ گئی تھی۔

"زین!! میں سب کچھ برداشت کرلوں گا لیکن یہ تیل، یہ سب میری برداشت سے باہر ہے۔۔"

وہ تولیے سے بال رگڑے منہ بگاڑ کر بولا۔ جبکہ زین اس کی حالت دیکھتے مسکرایا تھا۔

جب تک تو یہاں ہے، تجھے یہی حلیہ اپنانا ہوگا۔۔ شکر کر میں نے ابھی تجھے کال تل نہیں لگایا۔" زین" شرارت سے بولا۔

سفیر نے پہلے اسے دیکھا اور پھر جھرجھری لے کر رہ گیا۔

زین کا قہقہہ پھوٹا تھا۔

چل اب دوبارہ آئل لگالے، کہیں تجھے میری ہی نظر نہ لگ جائے۔۔" زین نے آنکھ دبائی تو سفیر نے اسے گھورا۔

مخدوم چوہدری اندر داخل ہوئے تو سفیر نے فوری سفید کرتا پہنا۔۔

کیسا لگ رہا ہے یہاں آکر؟" وہ خوش اخلاقی سے بولے۔"

سفیر نے زین کو دیکھا اور پھر سنجیدگی سے جواب دیا مخدوم چوہدری کا اس کا انداز کافی کھردرا سا محسوس ہوا تھا۔ لیکن زین کی وجہ سے وہ ضبط کر گئے تھے۔۔

بابا یہ اب یہیں رہنے کے ارادے سے آیا ہے۔۔اسے گاؤں کی فضا کافی پسند آگئی ہے۔ تو اب یہی اپنی "فیکٹری بنوائے گا۔۔"

اس کا مطلب اب تم بھی گاؤں میں رہو گے۔۔" مخدوم چوہدری کی دلی مراد بر آئی تھی۔"

"چند دن یہیں رہوں گا۔۔"

"سرداری کے بعد اب تمہیں یہاں کے معاملات کو جاننا ہوگا۔۔ تو اب تمہیں یہی رہنا چاہیے۔"

بابا صاحب مجھے یہ سرداری میں زرا بھی دلچسپی نہیں ہے۔۔آپ ایسا کریں۔ اظفر کو بنادیں سردار۔۔ قیوم چچا کو ہمیشہ ایک جانب رکھا گیا ہے۔۔ تو کیا اچھا نہیں ہوگا کہ یہ سرداری کا عہدہ ان کے "بیٹے کو مل جائے۔۔"

تم پاگل تو نہیں ہوگئے؟ اسے کس حیثیت سے یہ عہدہ دیا جائے۔۔ قیوم نے ہمیشہ اپنی مرضی" کی۔۔ پہلے شادی، اور اب اپنا بزنس جو اس نے باہر سیٹ کیا ہے۔۔ اس کے بعد تمہیں کیا لگتا ہے وہ "یہاں رہے گا؟ کبھی بھی نہیں"

بابا اس حویلی پر ان کا بھی حق ہے۔۔" اس نے مخدوم چوہدری کو قائل کرنا چاہا۔۔"

قطعی نہیں، اور اگر تم نے زرا بھی میری حکم۔ عدولی کی۔۔ میں تمہیں اپنا مرا ہوا منہ بھی دیکھنے نہیں دوں گا۔۔"

بابا۔۔!! وہ تڑپ کر ان کی جانب مڑا۔"

تمہیں میرا فیصلہ ماننا ہو گا۔۔ کل تمہارے سر پر پگ باندھ کر تمہیں سرداری کا عہدہ مل جائے گا۔۔" "

وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

"بابا ظفر!!! اسے اگر اعتراض ہوا تو؟"

تم اس کی فکر مت کرو۔۔ وہ ابھی چھوٹا ہے۔۔۔ اور قیوم بھی کچھ دن میں ملک سے باہر جا رہا ہے۔۔ اس بار وہ اپنی بیوی اور بیٹے کے ساتھ ہی جائے گا۔۔"

اندر داخل ہوتے قیوم چوہدری کا دل جل کر خاک ہوا۔۔ ہر بار کی طرح وہ مخدوم چوہدری سے ایک قدم پیچھے ہی تھے۔۔ اب زین چوہدری کو سردار بنانے والا فیصلہ ان کا خون کھولا گیا تھا۔ ایک خیال نے گویا آج پھر انہیں تڑپایا تھا۔۔ آج اگر ان کا بیٹا زندہ ہوتا، تو یہ عہدہ اس کا ہوتا۔۔، پر وہ تو شاید ان کے درمیان باقی نہیں تھا۔۔ طیفور سہگل نے اس کا بیٹا چھین کر اسے بہت نقصان دیا تھا۔ لیکن اس کے بدلے اسے فوائد بھی بہت دیئے تھے جنہیں وہ اس وقت نظر انداز کر چکا تھا۔

آ یئے چچا!! وہ قیوم چوہدری کو وہاں کھڑے دیکھے پکارتے کھڑا ہوا۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم، سردار بن جاؤ۔۔اور اب شادی بھی کر لو۔۔۔"

انہوں نے اس کندھے پر ہاتھ رکھے قدرے مسکرا کر کہا۔

وہ محض مسکرا کر رہ گیا تھا۔

اگلے دن سردار کی رسم ادا ہونی تھی۔ ایک کھلے سے میدان میں تمام تر انتظامات کیے گئے تھے۔

جہاں گاؤں کے لوگ جمع ہونے تھے۔

قاسم خان بھی اس مجمعے میں شامل تھے۔ جبکہ زرفشاں گھر پر تھی۔

زرفشاں کے بابا، قدرے غریب تھے۔۔ جبکہ سفیر خان، کے والد وقت رہتے شہر سدھار گئے تھے۔۔ جس کی بدولت وہ وقت کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلتے رہے۔۔

وہ شہر تو رخصت ہو گئے تھے۔ لیکن زرفشاں میں ان کی جان بستی تھی۔۔ کچھ وہ اکلوتے ماموں کی اکلوتی بیٹی تھی۔ جسے دونوں ہتھیلی کا چھالا بنائے رکھتے تھے۔

باسط اکثر اوقات اسی کی وجہ سے گاؤں آتا تھا۔۔ جبکہ سفیر سے وہ تھوڑا ڈرتی تھی۔کچھ وہ بڑا اور بارعب شخص تھا۔۔ باسط قدرے نٹ کھٹ تھا۔

قاسم خان کا خواب تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو پڑھائیں۔۔ مخدوم چوہدری کی وجہ سے یہ ممکن نہیں تھا۔۔اسی لیے انہوں نے اسے ہوسٹل بھیج دیا تھا۔ جہاں کی ذمہ داری باسط خان نے اٹھائی تھی۔وہی اکثر اسے شہر سے گاؤں لاتا تھا۔۔ لیکن پھر اس حادثے نے گویا سب تعلقات کو ختم کر دیا تھا۔۔ باسط خان پر آیا الزام سب،۔بر باد کر گیا تھا۔

وہ سیکنڈ ائیر کے پیپرز سے فارغ ہوئی تھی۔ جبھی واپس آ گئی تھی۔

گاؤں میں ہوتے نئے سر دار کا شور اسے بھی اشتیاق میں مبتلا کر رہا تھا۔۔اس نے کئی بار اس کا ذکر سنا تھا۔۔سب کہتے تھے وہ کافی خوبرو ہے اور پڑھا لکھا شخص ہے۔۔ مخدوم چوہدری کے ظلم سے سب واقف تھے لیکن زین چوہدری اس کے بر عکس طبعیت کا تھا۔گاؤں والے بھی اس بات کا اعتراف کرتے تھے۔ ناجانے کیوں وہ بنا دیکھے بھی اس شخص کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔

اور آج تو اس کے پاس موقع بھی تھا۔۔

تبھی وہ بھی سیاہ فراک پہنے چادر اوڑھے، گھر سے نکل آئی تھی۔۔ساتھ والے گھر میں اس کی عمر لڑکی تھی۔جس سے اس کی دوستی تھی۔۔اسی سے زیادہ اس نے زین کا ذکر سنا تھا۔۔ تبھی وہ اسی کے ساتھ آج اس مجمعے میں جانے والی تھی۔

وہ اس کے ساتھ آ تو گئی تھی لیکن اسے بابا کا بھی ڈر تھا۔ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائیں۔ کیونکہ وہ بہت کم گھر سے باہر نکلتی تھی۔

کھلے میدان میں اچھا خاصہ انتظام کیا گیا تھا۔۔ وہ چادر سے نقاب کرتی عورتوں والے حصے کی جانب بڑھی۔۔ جب سامنے سے آتی صنم سے اس کی ٹکر ہوئی تھی۔ زری سے چادر سنبھالنا پہلے ہی مشکل ہو رہا تھا۔ اس سے ٹکراؤ کی وجہ سے وہ مزید بوکھلائی تھی۔ تبھی چادر ڈھلکی تھی۔۔ اور اس کی سفید قندھاری سی رنگت اور چاند سا چہرہ نمایاں ہوا تھا۔

صنم تو اس کی از حد خوبصورتی دیکھے حیران رہ گئی تھی۔۔ وہ جو اسے سخت سست سنانے والی تھی۔ یکدم چپ ہو گئی۔

"مم میری غلطی نہیں تھی۔۔ آپ سامنے آئی تھی۔۔۔"

اس کی آواز اس سے بھی زیادہ میٹھی سی تھی۔

کوئی بات نہیں۔۔" وہ مسکرا کر بولی۔"

تم نئے سردار کو دیکھنے کے لیے آئی ہو؟" صنم بے تکلفی سے بولی۔"

جی بابا بھی یہاں آئے تھے۔ تو اسی لیے یہاں آ گئی۔۔" وہ گھبرائی تھی۔ جبکہ صنم اس کی معصومیت سے " محظوظ ہوئی۔

تم کافی معصوم سی ہو۔۔" وہ کہے بنا نہ رہ پائی۔ تو زری مسکرائی تھی۔"

صنم جو اس گاؤں میں خود کو تنہا محسوس کرتی تھی۔۔اسے زرفشاں جیسی لڑکی میں خواہ مخواہ دلچسپی ہوئی تھی۔اسے ہمیشہ سے تنہا رہنے کی عادت تھی۔یونیورسٹی میں بھی اس کی کوئی دوست وغیرہ نہیں تھی۔لیکن وہ زری کو دیکھ کر دوستی کا ہاتھ بڑھائے بنا رہ نہیں پائی تھی۔

اور نا جانے کیوں شایان ساگر کا خیال بھی شدت سے آیا تھا۔۔اس کے ہینڈسم بھائی کے لیے اتنی ہی خوبصورت لڑکی ہونی چاہیے تھی۔۔آریان کی موت کے بعد اب وہ شایان کو خوش دیکھنا چاہتی تھی۔

آؤ تمہیں اپنے بھائی سے ملواتی ہوں۔۔" وہ ہاتھ پکڑ کر اسے لے جانے لگی۔جب زری گھبرائی تھی۔" اتنی جلدی بے تکلفی اسے ہضم نہیں ہوئی تھی۔

"نن نہیں میرے بابا ناراض ہوں گے۔۔۔میں چلتی ہوں۔۔"

آجاؤ۔۔وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔۔" صنم بضد ہوئی تھی۔"

پھر کبھی۔۔۔آجاؤں گی۔" وہ ہاتھ چھڑوائے بولی۔۔تو صنم مسکرائی تھی۔"

تم میری حویلی آنا،" صنم نے کھلے دل سے اسے آفر دی۔"

زرفشاں انکار نہیں کر پائی تھی،۔

اتنے میں سردار کے آنے کا شور اٹھا تو وہ دونوں سامنے متوجہ ہوئے۔ سٹیج چونکہ دونوں جانب تھا۔۔یعنی درمیان میں بنایا گیا تھا۔

زرفشاں نے سامنے دیکھا تو حیران رہ گئی تھی۔ وہ شخص جیسے اس کو ساکت کر گیا تھا۔

کوئی ایسے بھی کسی کے دل کو بھا سکتا ہے اسے زرا اندازہ نہیں تھا۔۔ عمر، مرتبے میں بڑا وہ شخص زرفشاں کا دل چرا لے گیا تھا۔۔

صنم بھی اس کی نگاہ کے تعاقب میں دیکھ رہی تھی۔۔ لیکن پھر اس نے نظر کا رخ بدل لیا۔ گویا دلچسپی نہ ہو۔۔ پر زرفشاں کا دل ڈھڑک رہا تھا۔۔ بے وجہ ہی اس نے اس شخص کے ساتھ کی دعا مانگی تھی۔۔ گو کہ اپنی حیثیت سے وہ واقف تھی۔ لیکن محبت کب ذات پات دیکھتی ہے؟ اس نے بھی نہیں دیکھی تھی۔ اور اس انجان شخص کو دل دے بیٹھی تھی، جو اس سے واقفیت بھی نہیں رکھتا تھا۔۔ بلکہ اس کے سامنے زرفشاں جیسی ہزاروں لڑکیاں دل ہاتھوں میں لیے بیٹھی تھیں۔

وہ مجمعے سے نکلی تھی جب سامنے موجود سفیر خان کو دیکھ کر اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔

وہ بھیگی آنکھوں سے اس کی جانب بڑھی۔

سفیر بھائی آپ؟" وہ جو دوسری جانب متوجہ تھا اپنے سامنے زرفشاں کو دیکھ کر پہلے حیران ہوا اور اس" کے سر پر ہاتھ پھیرے مسکرایا۔

"آپ یہاں کیسے؟ اور اگر آپ گاؤں آئے تھے تو گھر کیوں نہیں آئے؟"

زرفشاں نے سوالات کی بوچھاڑ کی۔

میں زین چوہدری، مطلب مخدوم چوہدری کے بیٹے کی سرداری کی تقریب میں آیا تھا۔۔زین میرا کافی" اچھا دوست ہے۔

کل تمہاری طرف ہی آنے والا تھا۔۔لیکن اس نے وہی روک لیا۔۔

زین چوہدری؟ جو نئے سردار ہیں؟" زرفشاں نے دھڑکنوں کو سنبھالے پوچھا۔۔جو اس کا نام سنتے ہی" شور مچانے لگی تھی۔

"ہاں وہی زین چوہدری۔۔اور تم یہاں کیوں آئی؟ اور ماموں کہاں ہیں؟"

زرفشاں نظر چرا کر رہ گئی۔

ماموں کو بنا بتائے آئی ہو؟" سفیر نے مصنوعی سنجیدگی سے پوچھا۔زرفشاں نے جھینپ کر سر ہلایا تو" سفیر نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

"اب گھر جاؤ، آئندہ اکیلے باہر مت آنا۔"

وہ سر اثبات میں ہلاتی گھر کے راستے کی جانب بڑھ گئی تھی۔

URDUNovelians

بی بی جی آپ سے ملنے کوئی آیا ہے" ملازمہ نے آکر اطلاع دی تو وہ حیران ہوئی تھی۔

مجھ سے ملنے کون؟" وہ سوالیہ نگاہ سے اسے دیکھنے لگی۔

"اوہ ہاں وہ آئی ہو گی۔۔زر فشاں۔۔اسے بٹھاؤ میں آتی ہوں۔۔"

اپنا حلیہ درست کرتی وہ ڈرائنگ روم کی جانب بڑھی۔۔جہاں وہ سفید رنگ کا سادہ کلیوں والا فراک پہنے ریشمی بال پشت پر پھیلائے سر پر ڈوپٹہ اوڑھے بیٹھی تھی۔وہ لڑکی اپنے حسن کی وجہ سے ہر مرتبہ اسے اپنی جانب کھینچ لیتی تھی۔

کیسی ہو زر فشاں؟"وہ اس کے گلے جا لگی۔"

"تم میرا نام تو جان گئی تھی۔تم نے اپنا نام نہیں بتایا؟"

زر فشاں کے استفسار کرنے پر صنم مسکرائی تھی۔۔

میرا نام،۔۔"اس سے پہلے جواب دیتی ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے شایان ساگر نے جواب دیا تھا۔"

"سندری۔۔!!"

زر فشاں انجان مرد کی بھاری گھمبیر آواز سنتی جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔جبکہ متعجب تو صنم بھی ہوئی تھی۔

اس کا نام سندری ہے اور میں شایان ساگر ہوں۔۔"اس نے زر فشاں پر گہری نظر ڈالے کہا۔جس کا حسن وہ نظروں میں ہی تول چکا تھا۔

"یہ میرے بھائی ہیں،شایان ساگر۔۔میرے ائیڈیل۔۔"

وہ اپنی حیرت پر قابو پائے بولی تھی۔

مم میں چلتی ہوں۔۔"وہ شایان ساگر کی نظر سے بے چین ہوئی تھی۔اس لیے فوری بولی۔"

ابھی تو آئی ہو۔۔۔" صنم نے اسے روکنا چاہا۔"

نن نہیں بابا گھر پر اکیلے ہیں۔۔ گھر پر مجھے نہ دیکھ کر وہ ناراض ہوں گے۔۔۔"اس سے ملتی وہ باہر نکل گئی تھی۔

"آپ نے میرا نام سندری کیوں بتایا بھائی؟"

"کیونکہ اب یہی تمہاری پہچان ہے۔۔"

مطلب؟" وہ اپنے بھائی کے انداز پر حیران ہوئی تھی۔"

"آریان جانتی ہو کس کے پاس ہے؟"

"کس کے پاس بھائی۔۔وہ تو مر چکے ہیں۔۔"

"وہ زندہ ہے مجھے ایسا لگتا ہے۔"

"لیکن آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے؟"

کیونکہ جس ہاسپٹل میں آریان کی موت ہوئی تھی۔وہاں سے آج میں کنفرم کر کے آیا ہوں، آگ تو لگی تھی لیکن مریض جلے نہیں تھے۔۔اور جانتی ہو، وہاں سے مجھے پتہ چلا ہے کہ جو اس گاؤں کا سردار ہے زین چوہدری اسی نے آریان کو ہاسپٹل پہنچایا تھا۔۔اس کے بعد نا جانے ایسا کیا ہوا کہ وہاج آریان کی لاش یہاں لایا۔۔مجھے ایسے لگتا ہے کہ زین چوہدری اور وہاج ملے ہوئے ہیں۔ "

"تو بھائی اس سب میں میرے نام کا کیا تعلق؟"

تعلق ہے ناں۔۔ کوئی نہیں جانتا کہ تم کون ہو۔۔ تم شجیعہ کو تو جانتی ہو جو زین کی بہن ہے، اس سے " دوستی کر کے تم زین چوہدری تک پہنچ سکتی ہو۔ بلکہ زین چوہدری کی والدہ بھی تمہیں کافی پسند کرتی ہیں، اگر تم اس سے شادی بھی کرنا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

نہیں بھائی شادی نہیں۔۔ "وہ فوری بولی۔ "

جیسے تمہاری مرضی۔۔۔ "اور تم مجھے غلط مت سمجھنا میں چاہوں تو پولیس کی مدد بھی لے سکتا ہوں " "لیکن وہاج جیسے پولیس آفیسر کے بعد مجھے کسی پر اعتبار نہیں رہا۔۔

میں اس تک کیوں پہنچوں؟ آپ جانتے ہیں میں پڑھائی کی وجہ سے کافی مصروف ہوتی ہوں۔۔ اور یہ " سب مجھ سے نہیں ہو گا۔۔ " صنم کو سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

کیا تم بھی چاہتی ہو کہ انعم کی طرح تمہارا قتل کر دیا جائے۔۔ باسط خان نامی اس شخص سے امید بھی " تھی کہ وہ ایسا کرے گا۔۔؟ اس نے کر دیا، میں انعم آریان کو کھو چکا ہوں اب تمہیں نہیں کھونا چاہتا۔ تمہیں مضبوط بننا ہو گا۔ کہ کوئی تمہیں کبھی نقصان نہ پہنچا سکے۔۔ وہاج جیسے گھٹیا مرد کبھی کسی "لڑکی کی عزت سے نہ کھیل سکیں۔۔

URDUNovelians

صنم کی آنکھیں بھیگنے لگی۔۔ انعم کا روتا ہوا بے بس چہرہ اس کی آنکھوں میں گھومنے لگا۔۔ وہاج کے دھوکے بازی اس کی نفرت نے اسے مزید متنفر کر دیا تھا۔

ٹھیک ہے بھائی،۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے شجیعہ سے دوستی بھی کر لوں گی۔۔ لیکن پھر مجھے حویلی " " جانا ہو گا۔۔ اور اس سے پہلے میری ایک شرط ہے۔

"تمہاری ہر شرط منظور ہے۔۔"

مجھے وہاج سلطان سے انعم کا انتقام لینا ہے۔۔۔" اس نے سنجیدگی سے کہا، شایان چونکا تھا اور پھر جیسے " اس کی دلی مراد بر آئی تھی۔۔وہاج سلطان کا گستاخانہ انداز اسے مزید نفرت پر مجبور کر گیا تھا۔۔اور اسے وہ کسی قیمت پر چھوڑنے والا نہیں تھا۔

"آج میری ملاقات زین چوہدری سے ہوئی تھی۔۔ "

زرفشاں کا دل شدت سے دھڑکا۔۔

"کک کیسے؟"

اس کی بہن ہے شجیہ۔۔ میری دوست بن گئی ہے، اس کی اور میری ملاقات حادثاتی طور پر ہی ہوئی " ہے۔ جیسے تم سے ہوئی تھی۔

تمہاری طرح وہ بھی بہت پیاری ہے۔۔تو آج میں باغ میں گئی تھی،۔ جہاں وہ بھی آئے تھے۔ بھائی کی وجہ سے میں چھپ کر ملتی ہوں کیونکہ ان کے درمیان تعلقات بہتر نہیں ہیں۔۔" صنم اپنی دھن میں بول رہی تھی۔ جبکہ زرفشاں کا دل بے اختیار ہوا تھا۔

تم انہیں پسند کرتی ہو؟" زرفشاں نے بے چینی سے پوچھا۔ "

ہاں۔۔اچھا ہے وہ شخص۔۔اور اگر قسمت میں ہوا تو ہم مل ہی جائیں گے۔۔" وہ آسمان کو دیکھے بولی، " دماغ میں شایان ساگر کی باتیں تازہ تھیں۔

تمہارا بھائی مان جائے گا۔۔؟" زرفشان نے پوچھ تو لیا پر دل بے قرار ہونے لگا تھا۔"

"ہاں انہیں بھلا کیا اعتراض ہو گا؟"

زرفشاں کے دل نے فوری جیسے نفی کی تھی۔پر وہ صنم کو کہہ کر خود سے ناراض نہیں کر سکتی تھی۔

صنم کی حویلی میں وہ آتو جاتی تھی۔۔ لیکن اس نے اس بارے میں بابا یا کسی اور کو نہیں بتایا تھا۔

اسے اکثر اوقات شایان ساگر کی نظر چھبتی تھی لیکن صنم کی مخلص طبعیت نے ان کی دوستی کو مضبوط کر دیا تھا۔

سفیر خان جب سے گاؤں شفٹ ہوا تھا، زری احتیاط برتنے لگی تھی۔

وہ دونوں اب بھی باتوں میں مصروف تھے جب شایان ساگر کی گاڑی پورچ میں رکی تھی۔

زرفشاں کا دل بے قرار ہونے لگا۔۔اس شخص سے ہمیشہ اسے خوف ہی آتا تھا۔۔

تبھی وہ صنم سے مل کر حویلی سے نکلی، تاکہ اس شخص کے اندر آنے سے پہلے یہاں سے چلی جائے
۔۔ لیکن برا ہوا کہ وہ شخص اسے روک چکا تھا۔

راستہ دیں مجھے جانا ہے۔۔" اس نے اپنا آنچل درست کیا۔۔"

سندری چاہتی ہے میں تم سے شادی کرلوں۔۔" اس نے گویا زری کی سماعت پر بم پھوڑا۔"

اس نے پھیلی آنکھوں سے شایان ساگر کو دیکھا جس کی آنکھون میں اسے صاف حوس نظر آئی تھی۔

مم میں ایسا نہیں چاہتی۔۔" وہ قدم پیچھے لیے بولی۔۔ لیکن شایان اس کی کلائی جکڑ کر اسے اپنی جانب" کھینچ چکا تھا۔۔

وہ تڑپ ہی تو گئی تھی۔۔ کیونکہ شایان اس کی کمر کے گرد اپنا مضبوط بازو پھیلا چکا تھا۔

اتنی خوبصورت ہو۔۔ تم تو کسی کا بھی ایمان ڈگمگا سکتی ہو۔۔ اور مجھے تو ویسے ہی صاف شفاف چیزیں " "پسند آتی ہیں۔۔

اس نے زری کی الجھی لٹ کان کے پیچھے اڑسی تھی۔

شایان چھوڑیں مجھے۔۔" وہ سلگ کر بولی۔۔ جبکہ شایان نے گرفت مزید سخت کی۔"

میرے سامنے زبان چلانے والوں کی میں زبان کاٹ دیتا ہوں۔ لیکن تم جیسی حسین پری کے ساتھ " "میں یہ زیادتی نہیں کر سکتا۔۔

وہ اس کے چہرے کی جانب جھکنے لگا۔۔ لیکن سندری کی آواز پر شایان بدمزہ ہوا اور زرفشاں کو فوری آزاد کیا۔۔ وہ خوف سے چند قدم پیچھے کھسکی اور گہرے سانس لینے لگی۔

بھائی آپ اندر نہیں آئے؟" سندری نے زرفشاں کو دیکھا۔"

آہی رہا تھا لیکن پھر یہ مل گئیں۔۔" وہ ازلی نرمی سے بولا۔ جبکہ صنم مسکرائی تھی۔"

تم گئی نہیں زرفشاں؟" اس نے شرارت سے کہا۔"

بس جا ہی رہی تھی۔۔" وہ بمشکل بولتی وہاں سے نکلی تھی۔۔"

مجھے لگتا ہے وہ آپ کو پسند کرنے لگی ہے۔" سندری نے قیاس آرائی کی تو شایان نے اس کے سر پر" چپت لگائی۔ اور اندر بڑھ گیا۔۔ لیکن وہ قیوم چوہدری سے اس کی لڑکی کے بارے میں بات کرنی کی ٹھان چکا تھا۔

چند دن روانی سے گزرے۔۔ زرفشاں دوبارہ صنم کی حویلی نہیں گئی تھی۔۔ شایان کو وہ غلیظ انداز اسے خوفزدہ کر گیا تھا۔۔

وہی دوسری جانب شایان نے اس کی چند تصاویر جو اس نے صنم کے ساتھ لی تھی مائیکل کو سینڈ کی۔۔ جو اس کی خوبصورتی پر مرمٹا تھا۔۔ اور اس کے حسن کا اچھا خاصہ معاوضہ دینے کو تیار تھا۔

مائیکل کو شاید وہ زیادہ ہی پسند آچکی تھی۔ تبھی وہ اس کے ساتھ سب سے مہنگی ڈیل کے لیے بھی تیار ہوچکا تھا۔

قیوم چوہدری سے وہ فلحال مل نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ ملک سے باہر گئے ہوئے تھے۔جہاں سے وہ ایک ہفتے تک واپس آنے کا ارادہ کر چکے تھے۔۔

لیکن مائیکل کے ساتھ یہ ڈیل بالکل بھی چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔جس میں قیوم چوہدری کو بھی دہرا فائدہ ہوتا۔۔

" تمہاری دوست نہیں آئی کافی دن ہوگئے ہیں۔۔"

سندری جو ابھی باہر سے آئی تھی۔شایان کے سوال پر ٹھٹکی تھی۔

کیوں آپ اس کا انتظار کر رہے تھے؟" وہ شرارت سے گویا ہوئی۔شایان نے مصنوعی خفگی سے اسے " دیکھا۔

آجائے گی۔۔کل میں اس کے گھر جانے والی ہوں۔۔میرا دل چاہ رہا ہے بس جلدی سے وہ آپ کی " دلہن بن کر آجائے اور پھر میں بھی اپنا کام مکمل کر کے ،وہاج سلطان کو برباد کر سکوں۔۔"

شایان محض مسکرایا تھا۔

ثنا بیگم جو لاؤنج میں آئی تھیں۔۔پل میں پتھرا کر رہ گئی۔۔یعنی شایان نے اسے بھی برباد کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔۔چند دن پہلے ہی انہیں اپنے شہزادے بیٹے کی حقیقت پتہ چلی تھی۔۔جب وہ جمال ملک سے انعم اور آریان کی باتیں کر رہا تھا۔۔جمال ملک کو تو گویا ان کے مرنے کا کوئی افسوس نہیں ہوا تھا۔۔جبکہ ثنا بیگم کے قدموں سے زمین کھسکی تھی۔

اتنی بھیانک حقیقت، اپنی ہی اولاد کو مار دیا۔۔انہیں سانس لینے میں مشکل ہونے لگی تھی۔۔ لیکن وہ اس حقیقت کو پوری طرح دبا گئی تھیں۔۔ محض صنم کی خاطر کہیں وہ اسے برباد نہ کر دے لیکن وہ تو پہلے ہی شایان کے قابو میں آچکی تھی۔

تم حویلی کیوں نہیں آتی۔۔؟" وہ آج زرفشاں کے گھر آئی تھی۔۔یہاں آنا اسے تھوڑا ناگوار تو لگا تھا" لیکن اپنے بھائی کی خاطر اسے آنا ہی پڑا تھا۔

"میرے پیپرز ہو رہے تھے۔۔اسی لیے شہر گئی ہوئی تھی۔۔"

اس نے بہانہ گڑھا تھا۔۔ جبکہ سندری مصنوعی سا ناراض ہوئی۔

"کل تم حویلی آؤ گی۔۔اور ہاں کچھ دن میں میرے ماما بابا تمہیں مانگنے کے لیے آنے والے ہیں۔۔"

سندری نے گویا اس کی جان ہلکان کی تھی۔

"کک کس لیے؟"

میرے بھائی کے لیے۔۔" سندری نے اس کی جبین کو چھوئے شرارت سے کہا۔"

"لل لیکن۔۔۔ مم میں۔۔"

وہ مزید کچھ کہتی، جب باہر سفیر خان کی آواز پر وہ دونوں چونکی تھی

زری اٹھ کر باہر نکلی، صنم نے بھی اس کی پیروی کی تھی۔

یہ تمہارا کزن ہے؟" صنم نے سفیر کو دیکھے استفسار کیا۔"

ہاں یہ میرے بڑے بھائی ہیں۔۔"زرفشاں کے لہجے میں مٹھاس سمٹی تھی۔"

جبکہ اس شخص کو دیکھ کر اسے انعم کے قاتل کی یاد آئی تھی۔۔وہ بھی تو اس سے ملتا جلتا تھا۔۔اس نے کافی عرصہ پہلے اسے دیکھا تھا لیکن وہ اسے بھول نہیں پائی تھی۔۔

ان کا کوئی بھائی ہے؟" سندری نے حیرت سے پوچھا۔"

ہاں وہ کہیں چلے گئے ہیں۔۔"زرفشاں کے لہجے میں اداسی سمٹی۔"

وہ دونوں واپس کمرے میں آگئی تھی۔ جبکہ صنم نے اپنی کیفیت چھپائی تھی۔

"تم کل حویلی ضرور آنا۔اور میں کوشش کروں گی کی امی ابو کو جلدی بھیج دوں۔"

صنم کی بات پر زرفشاں کو ایک نئ فکر نے گھیرا تھا۔

سندری میری بات سنو۔۔" وہ کہنا چاہتی تھی۔ لیکن سندری نے اسے روک دیا تھا۔"

تم ضرور آنا میں انتظار کروں گی۔۔"اس سے ہاتھ ملاتی وہ باہر نکل گئی۔"

کچھ ہی دیر بعد سفیر اندر آیا تھا۔

"تم شایان ساگر کی حویلی کیوں جاتی ہو اور اس لڑکی سے تمہاری دوستی کیسے ہوگئی؟"

اس نے بنا تمہید باندھے سنجیدگی سے سوال کیا۔زرفشاں کا حلق خشک ہوا۔۔سفیر سے اسے ویسے ہی ڈر لگتا تھا۔

بھائی ہم ایک تقریب میں ملے تھے۔۔"اس نے نگاہ چرائے کہا۔۔"

"آج کے بعد تم وہاں نہیں جاؤ گی۔۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

وہ حکم دیتا باہر نکلا جبکہ زری پر سوچ سی دروازے کو دیکھتی رہ گئی تھی۔

"جس دن سے تم حویلی سے ہو کر آئے ہو تمہارے رنگ ڈھنگ بدلے ہوئے ہیں۔۔"

زین نے سفیر کو دیکھے پوچھا۔۔جو فیکٹری میں تھا۔۔جہاں مزدور کام کر رہے تھے۔،وہ محض ایک جانب بیٹھا تھا۔

ہاں بدل تو دیا ہے تم نے۔۔،پہلے زبردستی گاؤں لے آئے پھر حویلی لے گئے اب مجھے یہی شفٹ بھی کروادیا۔۔رنگ تو میرے بدلنے ہی تھے۔۔"سفیر نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

یہ رنگ بدلنے کی وجوہات یہ نہیں ہے۔۔تم کیا مجھے پاگل سمجھتے ہو۔۔میری بہن کو پسند کر چکے "ہو۔۔شادی کا ارادہ بھی کیے بیٹھے ہو۔لیکن دلہن کی بھائی کو بتانا ضروری نہیں سمجھتے۔۔

زین نے سامنے دیکھے کہا۔۔جبکہ سفیر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

تمہیں کیسے پتہ چلا؟" اس نے بمشکل پوچھا۔ جب زین اس کی طرف مڑا۔ اور ایک زور دار پنچ اس کے منہ پر مارا۔

مزدور جو وہاں سے گزر رہے تھے۔۔ گاؤں کے سردار کو کسی کو مارتے دیکھ کر وہی رک گئے۔۔

زین سب دیکھ رہے ہیں۔۔" سفیر نے اس کے ہاتھ کو پکڑے کہا۔"

دیکھ لینے دے۔۔ انہیں بھی پتہ چلے کہ تو نے کیا گناہ کیا ہے؟" وہ دانت پیسے بولا۔"

زین میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔ امی ابو کو بھی وہ لڑکی پسند آئی تھی۔ لیکن اگر تو نہیں چاہتا تو ایسا نہیں ہو گا۔"

سچ کہہ رہا ہے۔۔؟" اس نے ماتھے پر بل نمایاں کیے پوچھا تو سفیر نے اپنے دل کی حالت چھپائے سر اثبات میں ہلایا۔

"کچھ دن میں تیری منگنی ہے۔۔ انکل آنٹی بھی آج گاؤں آ چکے ہیں۔۔"

کس سے منگنی؟" سفیر کا رنگ فق ہوا۔"

شجیعہ چوہدری سے، زین چوہدری کی بہن اور تیرے دشمن کی بیٹی سے۔۔"۔"

زین نے گویا اسے جتایا تھا۔

"تم سچ کہہ رہے ہو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے؟"

بالکل بھی نہیں۔" زین مسکرایا تو سفیر اس کے گلے سے لگا۔۔"

تم جیسا دوست ہونا میرے لیے کسی نعمت سے کم نہیں۔۔" سفیر نے گویا اعتراف کیا تھا۔۔وہ اپنے " باپ سے بالکل مختلف تھا۔اس کے دل و دماغ میں وسعت تھی۔انا پرستی گویا اس شخص میں سرعت سے موجود نہیں تھی۔

زین اسے صنم کے بارے میں بتانا چاہتا تھا۔۔جس سے وہ چند دن پہلے ملا تھا۔۔وہ لڑکی بلاشبہ خوبصورت تھی۔۔اس کا انداز بھی معصومانہ تھا لیکن ناجانے کیوں زین کے دل کو وہ زرا بھی پسند نہیں آئی تھی۔۔ایک فرض کے تحت ہی وہ اسے شایان سا گر سے بچانا چاہتا تھا۔۔

سفیر کی خوشی کی وجہ سے وہ خاموش رہ گیا تھا۔۔

منگنی کی تقریب، حویلی میں ہی رکھی گئی تھی۔شجیعہ کو اب بھی یقین نہیں آرہا تھا وہ کم پڑھا لکھا، گاؤں کا عام سا شخص اس کا ہمسفر بننے والا ہے۔۔ناجانے زین نے اس میں ایسا کیا دیکھا تھا کہ وہ اپنی نفاست پسند بہن کو ایک کم پڑھے لکھے شخص سے جوڑ رہا تھا۔۔

حویلی میں تو پہلے ہی اس کی نہیں چلتی تھی۔مخدوم چوہدری کے لیے وہ محض بیٹی تھی۔۔انکار کرتی بھی تو کیسے کرتی؟لیکن اس کے ماں باپ شجعیہ کو کافی سوبر لگے تھے۔۔

بیٹے سے اسے الگ ہی خار محسوس ہوئی تھی۔

سفیر خان کے حوالے سے لوگ باسط خان کو بھی جانتے تھے۔۔ تبھی کچھ چہ میگوئیاں صنم کے کانوں میں بھی پڑی تھی۔جس سے اس کو مزید تصدیق ہو چکی تھی۔

وہ بھی شجیعہ کے کہنے پر ثنا بیگم کے ساتھ یہاں آئی تھی۔۔شایان سا گر شہر گیا ہوا تھا۔

بلیک پاؤں کو چھوتا انگر کھا فراک ، بھاری ائیر رنگز پہنے وہ لڑکی آج پھر چوہدرائن کو اپنی طرف متوجہ کر چکی تھی۔۔ جبکہ وہ بھی یہی چاہتی تھی کہ جلد از جلد وہ اس شخص سے آریان کا پتہ کر سکے۔۔

وہ صدیقہ بیگم کی جانب بڑھی جب سامنے آتے زین چوہدری سے اس کا زور دار تصادم ہوا۔اس نے ڈیل کر اس کے سینے پر دونوں ہتھیلیاں جمائی۔۔

زین حیرت اسے اس کا آنکھیں میچنا دیکھنے لگا۔۔

آپ ٹھیک ہیں ، آنکھیں کھول سکتی ہیں۔۔" زین نے بنا اسے چھوئے کہا۔۔تو صنم نے فوری آنکھیں " کھولی ، اور پھر اس کے سینے سے ہاتھ ہٹائے۔۔

صدیقہ بیگم اسے ہی دیکھ رہی تھیں تبھی چلتی ہوئی اس کی جانب آئی۔ دل ہی دل میں انہوں نے کئی بلائیں لے ڈالی تھیں۔

بہت پیاری لگ رہی ہو۔اور میرا بیٹا بھی ، اللہ نظر بد سے بچائے۔۔" انہوں نے زین کے سر پر ہاتھ " پھیرا جس نے سیاہ کرتا شلوار زیب تن کیا ہوا تھا۔کندھوں پر چادر لیے وہ کافی خوبرو لگ رہا تھا۔

صنم کا دل بے چین ہوا۔۔وہ شخص کافی اچھا تھا لیکن نا جانے کیوں شایان سا گر اسے غلط سمجھ رہا تھا۔

"میں شجیعہ سے مل کر آتی ہوں۔۔"

وہ گھبرا کر معذرت کرتی اوپر بڑھی تھی۔آج وہ اسی مقصد کے لیے آئی تھی کہ وہ زین کے کمرے تک پہنچ جائے گی۔۔جہاں اسے کچھ تو سراغ ملے گا۔وہ جلد از جلد اس معاملے سے نکلنا چاہتی تھی۔اس کا مقصد صرف وہاج کو برباد کرنا تھا۔۔

وہ اوپر آئی تو شجیعہ کو بیوٹیشن تیار کر چکی تھی۔

گولڈ کلر کے شارٹ فراک اور شرارہ پہنے وہ اپنے بھر بھرے وجود کے ساتھ صنم کو از حد پیاری لگی تھی۔

نیچے چلیں۔۔" صنم نے مسکرا کر کہا۔۔تو شجیعہ نے دل کی کیفیت چھپائے اسے چلنے کو کہا۔"

اتنے میں شجیعہ کی کچھ کزنز بھی اندر آ گئی تھیں۔

صنم موقع کی تلاش میں باہر نکلی۔۔اور کمرے چیک کرنے لگی۔۔وہ بہت محتاط انداز سے ہر کمرے کو دیکھ رہی تھی۔دو کمرے لاک تھے۔۔صنم مایوس ہوئی,اور جانے کے لیے مڑی۔۔لیکن سامنے وہی شخص کھڑا تھا۔۔

اس کی بے ساختہ چیخ نکلی تھی۔جبھی زین نے اس کے لبوں پر ہاتھ جمایا تھا۔

شجیعہ کا کمرا اس طرف ہے۔۔"اس نے دوسرے ہاتھ سے اشارہ کیے کہا۔"

وہ مجھے اس نے کہا تھا کہ میں آپ کو بلا کر لاؤں۔۔آپ پہلے تو نیچے تھے لیکن پھر میں نے آپ کو اوپر آتے دیکھا۔۔"اس نے اپنے خوف پر قابو پائے کہا۔۔جبکہ زین کو اس کا انداز بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔ "

چلیں۔۔!! زین نے گھمبیرتا سے کہا۔"

جی میں جاتی ہوں۔۔" وہ مٹھیاں بند کرتی وہاں سے نکلی تھی، جبکہ زین کو اس کے انداز بہت کچھ باور کروا گئے تھے۔

سفیر خان کو دیکھ کر اس کا دل ایک بار پھر برا ہوا۔ گو کہ وہ ہینڈ سم تھا لیکن اس کی پرسنالٹی نہیں تھی۔۔ پسند تو وہ مخدوم چوہدری کو بھی نہیں آیا تھا۔۔ لیکن بیٹے کی وجہ سے وہ خاموش رہے تھے۔۔وہ شجیعہ کی شادی کسی اونچے خاندان میں کروانا چاہتے تھے۔۔ لیکن زین نے ہمیشہ ان کی امیدوں پر پانی پھیرا تھا۔

شجیعہ سفیر کو انگوٹھی پہناؤ۔۔" زین نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔"

اس نے چپ چاپ سفیر کی انگلی میں انگوٹھی پہنائی۔۔ پھر سفیر نے اس کا سفید گداز ہاتھ تھاما اور انگوٹھی کو تیسری انگلی کی زینت بنا دیا۔۔اس کا ہاتھ دبا کر اس نے شجیعہ کو اپنی جانب دیکھنے پر اکسایا تھا۔۔اپنی ہیزل براؤن آنکھوں میں خفگی لیے اس نے سفیر کو دیکھا جس پر اس نے آنکھ دبا دی۔۔ وہ سٹپٹا کر رہ گئی تھی۔

زین سٹیج سے کچھ فاصلے پر تھا جب صنم اس کے برابر آکر کھڑی ہوئی۔۔ یہ سب اس کے لیے مشکل تھا۔۔وہ شخص خوبرو تھا۔۔ لیکن اس کے دل پر اپنا تسلط نہیں جما پایا تھا۔۔اسے صرف اپنا فرض نبھانا تھا جو شایان ساگر نے اسے دیا تھا۔

دونوں کافی خوبصورت لگ رہے ہیں۔۔"اس کی آواز پر زین نے اسے دیکھا۔"

ہاں بالکل۔۔!!زین نے قدرے شوخ نظر سے اسے دیکھا۔دور کھڑے مخدوم چوہدری یہ منظر" شرربار نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔شایان ساگران کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا کجاکہ اس کی بہن اپنے بیٹے کے لیے پسند کرلی جاتی۔

وہ فلحال خاموش تو ہوگئے لیکن وہ فیصلہ کر چکے تھے وہ زین اور سندری کو کبھی ایک نہیں ہونے دیں گے۔۔

" تمہاری آج کل بہت ملاقات ہورہی ہے سندری نامی اس لڑکی سے۔۔جانتے بھی ہو وہ کون ہے؟"

سفیر نے زین کو خفگی بھری نگاہ سے گھورا۔

ہاں میں اس سے شادی کرنے والا ہوں۔۔"زین ادائے بے نیازی سے بولا لیکن سفیر اس پر اچانک" جھپٹا تھا۔

کمینے انسان۔۔وہ تیرے سب سے بڑے دشمن کی بہن ہے۔۔اور تو اسی سے شادی۔۔میں تیری جان" لے لوں گا۔۔"

سفیر کا غصہ ساتویں آسمان پر جا پہنچا تھا۔

اس میں مضائقہ ہی کیا ہے؟ وہ لڑکی مجھے اچھی لگی ہے، کیا ہوا اگر وہ شایان ساگر کی بہن ہے۔۔" زین اب بھی مذاق کے موڈ میں تھا۔

میں تجھے جان سے مار دوں گا۔ خبر دار جو ایسا سوچا بھی۔۔" سفیر نے ایک پنچ اسے مارا تھا۔"

"سوچ تو دور کی بات میں ارادہ کر چکا ہوں۔۔"

زین کو گویا اثر نہیں ہوا تھا۔

زین!! سفیر بے بسی سے بولا۔۔ تو زین نے فوراً اپنی مسکراہٹ سمیٹی۔۔"

ایسا کچھ نہیں ہے پر مجھے ایسا لگتا ہے وہ مجھ میں دلچسپی لے رہی ہے۔ شاید اس کا کوئی مقصد ہو یا پھر کوئی "اور ارادہ۔۔ میں نے شہرین کو کام والی بنا کر اس کے گھر بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔۔

شہرین کو؟" سفیر کی حیرت بجا تھی۔"

ہاں کیونکہ شایان ساگر اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔۔ اماں ان کی حویلی گئی تھی تب ہی سندری " کی والدہ نے ذکر کیا تھا۔ اس سے اچھا موقع کوئی اور نہیں ہو گا۔۔

"زین یہ خطرے سے خالی نہیں ہے۔۔"

خطروں سے کھیلنا ہی ہمارا کام ہے۔۔ اور شادی تو مجھے کرنی ہی ہے کیا ہی اچھا ہو کہ اس لڑکی سے " کر لوں۔ اور ضروری نہیں محبت ہی ہو۔ محبت کے بنا بھی شادی ہو جاتی ہے اور میرا خود سے عہد ہے کہ "میں اپنی محرم سے محبت کروں گا۔۔

وہ سنجیدگی سے بولا تو سفیر نے اسے خالی نظروں سے دیکھا۔

زین کا فون رنگ ہوا تھا۔وہ سفیر سے معذرت کیے نکلا جبکہ سفیر پیشانی مسل کر رہ گیا تھا۔

میں چاہتا تھا تمہاری شادی کے ساتھ ہی زرفشاں کے رشتے کی بات بھی زین کے لیے مخدوم چوہدری " سے کرلیں گے۔۔ لیکن زین شاید کبھی نہیں مانے گا۔۔"

سفیر کے والد اندر آتے گویا ہوئے۔

"آپ؟؟"

ہاں میں یہی چاہتا ہوں۔۔وہ معصوم بچی ہے۔۔شایان ساگر کی حویلی میں بہت آنے جانے لگی " ہے۔۔ کہیں شایان اسے کوئی نقصان نہ پہنچادے۔اس کی دوستی تواس کی بہن سے ہے، لیکن شایان جیسا درندہ ناجانے کب کیا کردے۔۔ قاسم بھی زرفشاں کے حوالے سے کافی پریشان تھا۔۔"

آپ فکرمت کریں۔میں زرفشاں کو ایک بار پھر سمجھاؤں گا۔۔اور میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ زری کی " شادی زین سے ہو جائے۔۔تاکہ وہ شایان ساگر کبھی اس تک نہ پہنچ پائے۔"

سفیر کے والد مسکرائے تھے۔

اللہ تمہیں خوش رکھے۔۔اب جلدی سے گھر میں بہو لے آؤ۔۔ میرا بڑا ارمان ہے کہ اس گھر میں بھی " خوشیاں لوٹ آئے۔۔ تمہاری ماں باسط کی وجہ سے بہت پریشان رہتی ہیں۔۔کیا ایک بار ہم اس سے نہیں مل سکتے۔۔؟" ان کی اداسی کو بھانپے سفیر چند پل خاموش رہ گیا۔

"وہ مجھ سے ملنا نہیں چاہتا۔۔آپ سے شاید مل لے۔۔"

وہ ایک دن تم سے ضرور ملے گا۔۔" سفیر نے سر اثبات میں ہلایا، "

کل آپ اور امی ڈرائیور کے ساتھ چلے جایئے گا۔۔مجھے فیکٹری کا کام دیکھنا ہے اور میں نہیں چاہتا کسی "کو شک ہو۔۔"

اللہ میرے بیٹے کو ہمیشہ خوش رکھے۔۔"انہوں نے سفیر کو گلے سے لگایا تھا۔"

باسط ! !یزدان نے اسے پکارا، جو ضروری فائلز دیکھنے میں مگن تھا۔اس کی آواز پر سیدھا ہوا۔"

"باس آپ؟"

ہاں کام تھا تم سے۔۔۔"اس نے نظریں چرائے کہا۔۔"

بولیں باس کیا کام تھا؟" باسط نے حیرانگی سے استفسار کیا۔"

"تمہارے ماں باپ تم سے ملنا چاہتے ہیں، اور تم ان سے ملو گے ، خبردار جو تم نے انکار کیا۔۔"

یزدان نے سختی سے کہا۔۔تو باسط لب بھینچ کر رہ گیا۔

اس سارے عرصے میں باسط اور یزدان ایک دوسرے کا سہارا بن گئے تھے۔

"باس میں نہیں ملوں گا۔۔"

تم کل ہی جیل جا رہے ہو جہاں میں اور تم دوبارہ ایک ساتھ ہوں گے۔ کیونکہ یہاں انہیں لانا خطرے سے خالی نہیں ہو گا۔۔"

باس !! وہ زچ ہوا۔"

باسط سر آپ چلے جائیں۔۔" روز نے اندر آتے کہا تو باسط نے ناک سکوڑے اسے دیکھا۔"

روز بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔۔"یزدان نے بھی روز کی تائید کی۔۔"

ٹھیک ہے مل لوں گا۔۔"اس نے ہاتھ کھڑے کیے کہا۔۔"

جبکہ یزدان روز کو دیکھے مسکرایا۔۔

روز کو وہ اپنے ساتھ مینشن لے آیا تھا۔ جہاں وہ کچھ عرصہ تو خوفزدہ رہی پھر ماحول کی عادی ہونے لگی۔

وہ معصوم سی لڑکی نوفل یزدان پر شک کر ہی نہیں پائی تھی۔ لیکن اس نے کئی مرتبہ آریان کا پوچھا۔۔ جس کا جواب یزدان کے پاس نہیں تھا۔ دل تو اس دن ہی امید توڑ گیا تھا۔ جس دن یزدان نے کہا تھا کہ وہ چلا گیا ہے۔۔ لیکن نا جانے کیوں اسے یقین بھی نہیں آتا تھا کہ وہ اسے چھوڑ گیا ہے۔

اس مینشن میں گویا ایک نئی روز آئی تھی۔ جسے یزدان نے مسلمان ہونے کی دعوت دی تھی۔ جو اس نے بخوشی قبول کی۔۔ اور اس کا نام روزینہ بھی یزدان نے رکھا تھا۔۔ نا جانے کیوں وہ لڑکی اسے پریہان کی یاد دلاتی تھی۔۔ اس نے کبھی کہا نہیں تھا لیکن اس کا انداز بہت کچھ کہتا تھا۔

نوفل یزدان کی نرم طبعیت اس کا دھیما انداز غرض وہ شخص روز کے لیے فرشتہ بن کر آیا تھا۔

یہیں اس کی ملاقات زین چوہدری سے ہوئی تھی۔ وہ چونکہ آریان کی وجہ سے وہاں رہتی تھی۔ اسے وہاں کے راستوں اور کسی کے بارے میں نہیں پتہ تھا۔۔ وہ تفتیش کے سلسلے میں ہی اس سے ملا تھا۔

لیکن پھر وہ کبھی کبھار آنے لگا تھا۔۔ روز کو وہ شخص کافی سنجیدہ لگتا تھا۔ تبھی وہ اس سے ہمیشہ فاصلے پر رہی تھی۔

رفتہ رفتہ وہ اس ماحول کی عادی ہونے لگی تھی۔

آریان کون تھا، وہ یہ بھی بھولنے لگی تھی۔۔ بس اب اسے یزدان کے لیے جینا تھا۔ جو اس کو جہنم سے نکال کر جنت جیسی دنیا میں لے آیا تھا۔۔ وہ اس شخص کا احسان کبھی نہیں اتار سکتی تھی۔ تبھی اپنی زندگی نوفل یزدان جیسے شخص کے حوالے کر دی تھی۔ جہاں اسے باسط جیسا بھائی بھی ملا تھا۔۔

اور بہت سی دوستیں بھی۔۔ غرض اسے سب مل گیا تھا۔۔ اب کسی چیز کی تمنا نہیں تھی۔ اس ہرجائی کی بھی نہیں جسے وہ شدت سے چاہنے لگی تھی۔ جو اسے چھوڑ کر بنا بتائے چلا گیا تھا۔

اپنی ماں کی یاد نہیں آتی؟" اس نے اپنی امی کی جانب دیکھا تو آنکھیں سرخ تھیں۔

نہیں آتی۔۔" وہ سفاکی سے جھوٹ بول گیا۔ لیکن ماریہ خاتون آگے بڑھ کر اسے خود سے" لگا گئیں۔ جبکہ باسط کا ضبط بھی ٹوٹا تھا۔

میں نے قتل نہیں کیا تھا امی۔۔میں بس اس لڑکی کو بچا نہیں پایا تھا۔۔میرا قصور صرف یہ ہے کہ آپ "
"کا بیٹا بہت کمزور ہے۔۔

وہ سسکتے ہوئے بولا تو یزدان کی آنکھیں بھی نم ہونے لگی، پریہان کی یاد شدت سے آئی تھی۔۔اور پریہان کی یاد اسے تعبیر کے حوالے سے بھی بے چین کر گئی تھی۔پر وہ سر جھٹک گیا۔

مرد روتے نہیں ہیں۔۔باسط خان۔۔۔"یزدان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہا۔"

جبکہ باسط کے والد بھی اس لڑکے کو دیکھ کر مسکرائے جوان کا مسیحا بنا ہوا تھا۔۔یزدان کو وہ زیادہ نہیں جانتے تھے، لیکن سفیر نے انہیں یہ اطمینان دے دیا تھا کہ وہ جس شخص کے ساتھ ہے وہ بہت ایماندار اور نڈر شخص ہے۔۔جو باسط پر آنچ بھی نہیں آنے دے گا۔

"تمہارا احسان ہے کہ تم نے میرے بیٹے کی حفاظت کی۔۔اللہ تمہیں اس کے بدلے بہت نوازے گا۔۔"

باسط کے والد نے یزدان کو سینے سے لگائے کہا۔۔جبکہ یزدان ایک بار پھر ماضی کے دھندلکوں میں کھو گیا۔

کیا ہوتا اگر سعدان پری کا نہ مارتا تو آج وہ ان کے درمیان ہوتی، وہ اپنے باپ کے پاس ہوتا۔غرض اس نے خسارے ہی تو پائے تھے۔

"باسط کی وجہ سے آپ نے بالکل بھی پریشان نہیں ہونا۔۔اس کی حفاظت اللہ کے بعد میری ہے۔۔"

اس نے باسط کے کندھے کو تھپکا۔۔

باسط نے تشکر سے اسے دیکھا تھا۔۔اپنے مینشن کے راز میں وہ اسے بھی شامل کر چکا تھا۔۔دنیا کو دکھانے کی خاطر اس نے معافی کی اپیل کی تھی۔۔یہ بھی زین کا ہی مشورہ تھا۔تاکہ اگر شایان سا گر کبھی باسط تک آئے تو کسی شبے کا شکار نہ رہے۔

کچھ ہی دن میں اس کی رہائی ہو جاتی۔۔ایک فلیٹ سفیف اس کے لیے خرید چکا تھا۔جس کے پیپرز اور چابی زین کے زریعے ہی اس تک پہنچے تھے۔

اپنے والدین سے مل کر اس کی تشنگی تو کم نہیں ہوئی تھی لیکن دل تھوڑا پر سکون ہو چکا تھا۔

وہ جیل سے نکلے تو باسط نے آگے بڑھ کر ایک بار انہیں سینے سے لگایا۔

سفیر کو معاف کر دینا۔۔" باسط کے والد یاسیت سے گویا ہوئے۔"

پریشان مت ہوں انکل۔۔بہت جلد یہ سفیر خان سے ملے گا۔۔بلکہ اس کی شادی میں بھی شامل "ہو گا۔۔"

یزدان نے باسط کو دیکھے کہا تو اس نے منہ بگاڑا تھا۔

اس کے والدین مسکراتے ہوئے چلے گئے، لیکن باسط کو بے قراری ضرور دے گئے تھے۔

سفیر کے ہاتھ سے فون زمین بوس ہوا۔ جبکہ زین جو اس سے ملنے آیا تھا۔۔اس کو فق چہرے سے کھڑا دیکھ کر اسے انہونی کا احساس ہوا۔

"کیا ہوا سفیر؟"

"امی ابو کا انتقال ہو گیا ہے۔۔ شہر سے آتے ہوئے ان کا ایکسڈنٹ ہوا اور وہ دونوں۔۔۔۔"

مزید وہ کچھ بول نہیں پایا جبکہ زین نے اسے شدت سے خود میں بھینچ لیا۔

سفیر کے آنسو گالوں پر بہنے لگے۔۔

ابھی تو انہوں نے سفیر کی خوشیاں دیکھنی تھیں۔ باسط کی رہائی پر جشن منانا تھا لیکن سب کچھ تباہ و برباد ہو گیا تھا۔

زین!!... باسط کو بتا دو۔۔۔ "اس نے زین کو خود سے دور کیا اور باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔"

ایمبولینس دو گھنٹوں میں اس کے گھر کے سامنے آرکی تھی۔ جس ضبط سے اس نے ان کی لاشوں کو گھر میں رکھا زین پل پل۔ گواہ تھا۔۔ مخدوم چوہدری شجیعہ سب آچکے تھے۔۔ایک کہرام برپا ہو چکا تھا۔

باسط بھی آچکا تھا۔۔ جس کی حالت نہایت دگرگوں تھی۔۔اب چند گھنٹوں پہلے ہی تو وہ اس سے مل کر گئے تھے۔۔اتنی جلدی ساتھ چھوڑ جائیں گے۔۔اسے زرا سا بھی اندازہ نہیں تھا۔

ان کی وفات نے گویا سفیر اور باسط دونوں کو ایک بار پھر توڑ دیا تھا۔۔

سفیر کو اس وقت سہارے کی ضرورت تھی۔۔ لیکن باسط کا غم شاید زیادہ بڑا تھا۔۔وہ بنا ماں باپ کے ایک عمر سزا کاٹتا آیا تھا۔اور اب وہی اسے چھوڑ کر چلے گئے۔۔اسے وہاں رکنا فضول۔ہی لگا۔۔اسی لیے وہ جیپ میں کار بیٹھ گیا۔

وہ پولیس کے ساتھ جیل واپس جا رہا تھا۔۔جہاں سے اسے دوبارہ مینشن جانا تھا۔

وہ گاؤں کی حدود سے نکلا جب ایک گاڑی اس کی جیپ کے سامنے رکی تھی۔۔

اس نے انسپکٹر کو دیکھا جو اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔

ہلنامت میں دیکھتا ہوں۔۔" وہ گاڑی سے اترا۔۔"

باسط ارد گرد دیکھنے لگا جب گاڑی میں آ کر شایان ساگر بیٹھا تھا۔

باسط کا خون کھولا تھا۔

تمہارے ماں باپ مر گئے بہت افسوس ہوا۔۔" اس نے تاسف سے سر ہلایا۔جبکہ باسط ہاتھ میں" ہتھکڑیاں لگی ہونے کے باعث ضبط کیے بیٹھا رہا۔

دکھ تمہارا چھوٹا نہیں ہے میں سمجھ سکتا ہوں لیکن کیا کیا جا سکتا ہے۔۔تم چاہو تو میں تمہارے بھائی" "سفیر خان کو اچھا خاصہ سہارا دے سکتا ہوں۔۔

اپنی بکواس بند کرو۔۔میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔۔۔"شایان ساگر نے اس کی بے بسی پر قہقہ لگایا تھا۔"

اوہ سوری مجھے اس وقت ہنسنا نہیں چاہیے۔۔کیونکہ اس وقت تیرا غم تازہ ہے۔۔"وہ مصنوعی افسوس" سے بولا۔جبکہ باسط بے بسی سے مٹھیاں بھینچنے لگا۔

"خیر چھوڑو ساری باتیں، زرفشاں قاسم خان تمہاری کزن ہے ناں؟"

باسط کا حلق خشک ہوا تھا۔۔وہ کیسے جان گیا تھا کہ وہ اس کی کزن ہے۔۔؟

اسے کچھ مت کرنا، میں نے تمہاری سچائی کسی کو نہیں بتائی۔۔شایان۔اس کی طرف دیکھنا بھی" مت۔۔۔"وہ حیل و حجت کیے چیخا تھا۔

نہیں کروں گا تو کچھ نہیں بس میری بہن چاہتی ہے میں اس سے شادی کرلوں۔۔۔"اس نے شہد" رنگ آنکھوں میں تمسخر بھرے اسے کہا۔۔

میں تجھے زندہ دفن کردوں گا۔۔۔میری بہن ہے وہ۔۔۔"وہ دھاڑا۔جبکہ شایان محض اسے دیکھ کر" تمسخر سے مسکرایا۔

شایان اسے برباد مت کرنا۔۔خدا کا واسطہ ہے اسے کچھ مت کہنا۔۔"وہ بے بسی سے بولا جبکہ اس" کا یا پلٹ پر مسکراہٹ تو شایان کی بھی سمٹی تھی۔

وہ چند پل اسے دیکھتا رہا، پھر سر جھٹک کر جیپ سے اتر گیا۔۔

شایان اسے کچھ مت کہنا۔۔"وہ ایک بار پھر دھاڑا تھا۔۔لیکن شایان اپنی آنکھوں پر گلاسز سیٹ کیے" وہاں سے نکلا تھا۔گویا اس کی بات کا کوئی اثر نہ ہوا ہو۔

صنم کی کال آنا اسے پریشان کر گیا تھا۔۔ سفیر کے والدین کی موت کی وجہ سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اب اس نے بابا کے نمبر پر کال کی تھی۔ قاسم خان اس سے ناراض بھی ہوئے تھے۔انہیں یہ دوستی وغیرہ زیادہ پسند نہیں تھی۔

زرفشاں کو نئی فکر نے گھیرا تھا۔

ایک توزین چوہدری کا خیال۔۔دوسرا سندری کا جھکاؤ اس شخص کی جانب ہونا غرض وہ الجھ گئی تھی۔

کافی سوچ بچار کے بعد وہ کل رات سندری سے ملنے کا ارادہ کر چکی تھی جہاں وہ اسے اپنی محبت اور شایان سے انکار کا بھی بتانے والی تھی۔ وہ جانتی تھی، سندری اس سے نفرت کرنے لگے گی، لیکن وہ اپنے دل کا کیا کرتی جو اس شخص پر ٹھہرا تھا۔

سفیر کے والدین کی وفات پر بھی وہ اس شخص کو سفیر کا کندھا بنا دیکھتی رہی تھی۔

اپنے دل کو اس نے ہر بار جھٹکنے کی کوشش کی لیکن شاید دل بھی باغی ہو چکا تھا۔۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ سردار کے دلوں میں پتھر فٹ ہوتے ہیں۔۔ پھر بھی دل سنبھلا نہیں تھا۔۔اور سندری کی باتوں میں اس کا ذکر اس کا یقین مزید پختہ کر گیا تھا کہ وہ شخص اس کا نہیں ہو گا۔۔

زین چوہدری میں اپنی حیثیت جانتی ہوں لیکن شاید میرا دل باغی ہے۔۔ تبھی سمجھتا نہیں ہے۔میں"
"ایک بار سندری کو بتا کر یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔آپ کو اور سندری کو اپنی محبت مبارک ہو۔۔

اس نے سیاہ آنکھوں س ۓ آنسو صاف کیے اس کے عکس سے مخاطب ہوئے کہا تھا۔۔

سارا دن کی بے چینی کے بعد اس نے یہاں آنے کا ارادہ کیا تھا۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ سندری اس کے گھر اپنے ماں باپ کو بھیجے۔۔وہ یہاں رات کے اس پہر آئی تھی، تاکہ اس کا سامنا شایان سے نہ ہو کیونکہ وہ جانتی تھی وہ رات کو جلد ہی اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے۔۔اور کچھ اسے سفیر کا بھی خوف تھا۔

بابا کے سونے کا یقین کر کے ہی وہ رات کے پہر آئی تھی۔

سیاہ چادر اوڑھے سیاہ ہی فراک پہنے وہ گلے میں باریک چین کانوں میں جھمکیاں اور ہاتھوں میں چند چاندی کی چوڑیاں چڑھائے ہوئے تھی۔۔

وہ گارڈ سے اجازت لیے اندر داخل ہوئی تو حویلی میں نیم اندھیرا پھیلا تھا۔۔

اسے خوف محسوس ہونے لگا تو اس نے واپس جانے کا ارادہ کیا۔۔ لیکن ساعت میں ایک شخص کی آواز اس کے قدم روک چکی تھی۔

"مائیکل کو وہ لڑکی مل جائے گی، لیکن ابھی اسے تھوڑا انتظار کرنا ہو گا۔۔ کیونکہ اس کے پیپرز وغیرہ ریڈی کرنے میں تھوڑا وقت لگے گا۔۔" میں اس سے نکاح تو کر لوں گا۔۔ لیکن ابھی اسے اپنے ساتھ ہی رکھوں گا۔۔

زرفشاں کا سانس گویا حلق میں اٹک گیا۔

وہ شخص آخر کیا سوچ بیٹھا تھا؟ اس کی بہن اس کا گھر آباد کرنا چاہتی تھی۔۔ اور وہ اسے بیچنا چاہتا تھا۔۔ اس شخص سے تو وہ مر کر بھی نہ شادی کرتی۔۔ لیکن وہ اس حد تک گھٹیا ہو گا، اسے زرا سی بھی امید نہیں تھی۔

اسے آج پہلی مرتبہ خود پر افسوس ہوا تھا کہ وہ اتنی رات کو گھر سے کیوں نکلی۔۔ صنم سے دوستی کیوں بڑھائی۔ غرض اس ایک لمحے میں وہ ڈھیروں پچھتاوں سے مل آئی تھی۔

اس نے قدم پیچھے کی جانب لیے۔۔ جب دیوار کے پاس رکھے سٹینڈ اپنی جگہ سے ہلا۔۔ اس سے پہلے وہ گرتا زری نے بمشکل اسے سنبھالا۔۔ لیکن شایان ساگر اس کی آہٹ کو محسوس کر چکا تھا۔۔ وہ فون پاکٹ میں ڈالے باہر آیا۔، باہر کوئی نہیں تھا لیکن سٹینڈ اپنی جگہ سے سر کا ہوا تھا۔۔ وہ تیزی سے باہر نکلا۔ جب وہ گیٹ سے نکلتی شایان کو مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر گئی۔

"گارڈز پکڑو اس لڑکی کو۔۔۔"

اس نے وہی سے حکم جاری کیا۔ اور خود تیز قدم لیے آگے بڑھا۔

لیکن وہ حویلی کی حدود سے نکل چکی تھی۔

وہ جنگل کی جانب بھاگی تھی۔

سانس پھولنے لگا۔۔ جبکہ پورا وجود اب بھی خوف وہراس میں لپٹا ہوا تھا۔

اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔۔اس کی چادر کندھوں پر آ گئی تھی جبکہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔

اپنے پیچھے قدموں کی آواز سنتی وہ مزید گھبرائی تھی۔۔یکلخت اس کی کلائی کسی نے گرفت میں لی۔وہ چیخنا چاہتی تھی لیکن اس چادر میں لپٹے شخص نے اس کا منہ پر ہاتھ رکھا۔۔اس کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا لیکن آنکھیں نمایاں تھی۔

خبردار جو تم نے کچھ بولنے کی کوشش کی،۔چپ چاپ میرے ساتھ چلو۔۔ تمہیں فلحال شایان ساگر "سے دور جانا ہے بہت دور "

اس نے زرفشاں کا ہاتھ سختی سے پکڑا اور اسے لیے بھاگا۔۔جبکہ زرفشاں حیران تھی کہ آخر وہ کون تھا جو اس کے تعاقب میں آیا تھا۔

وہ زرفشاں کو سفیر کے گھر کے سامنے لایا تو اس کا چہرہ خوف سے زرد ہوا۔

آپ کون ہیں مجھے یہاں کیوں لائے ہیں؟" وہ بہتی آنکھوں سے بولی۔ "

سفیر کے گھر کی مدھم روشنیوں نے اس کے چہرے کا عکس واضح کیا تو زری کو گمان ہوا کہ وہ باسط ہے لیکن محض شک ہی تھا۔وہ اس دیکھے گیٹ کی طرف بڑھا۔

,,اس نے گیٹ زور سے دھڑ دھڑایا تو چند پل بعد ہی دروازہ کھلا تھا۔۔اور گارڈ باہر آیا تھا۔

مم مجھے جانے دیں۔۔"زرفشاں خوف کے زیرِ اثر بولی، ناجانے کیوں اسے کسی انہونی کا احساس ہو رہا" تھا۔

کہیں نہیں جاؤ گی تم۔۔۔"وہ کرختگی سے گویا ہوا۔"

"اپنے صاحب کو کہنا اپنے بھائی کی حفاظت تو نہیں کر پایا، کم از کم اپنی بہن کی حفاظت کر لے۔۔"

وہ سفیر کو دیکھتے بلند آواز میں بولا۔ جبکہ گارڈز حیران ہوئے تھے۔

سفیر نے زرفشاں کو دیکھا۔اور پھر اس شخص کو۔

رکو کون ہو تم؟"وہ بلند آواز مین دھاڑا۔۔ جبکہ شور کی وجہ سے کچھ لوگ باہر آئے تھے۔۔ معاملہ جیسے" بگڑ گیا تھا۔

باسط نے زرفشاں کو سفیر کی جانب دھکیلا اور خود وہاں سے رفو چکر ہوا تھا۔

جو لوگ زرفشاں کے پیچھے آئے تھے وہ اسے سفیر کے گھر کے باہر دیکھ کر رکے تھے۔

کون ہو تم لوگ؟" سفیر کو مزید اچھنبا ہوا۔"

صاحب یہ لڑکی بھاگ رہی تھی۔ ہم تو اسے بس پکڑنا چاہتے تھے۔۔"ایک گارڈ قدرے درشتگی سے" بولا۔

یہ لڑکی بھاگ رہی تھی۔اسے تو قتل کر دینا چاہیے۔۔" وہاں کے لوگ تو گویا موقع کی تاک میں" تھے۔۔ جبکہ زرفشاں کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

اس نے سفیر کو دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔

میں نے تمہیں منع کیا تھا ناں کہ اس شخص کی حویلی تم دوبارہ نہیں جاؤ گی۔۔" سفیر دانت پیسے "

غرایا۔۔

اس کو قتل کر دو۔۔ بھاگ رہی تھی اپنے عاشق کے ساتھ ۔۔ایسی لڑکیوں کے ساتھ دو ہی کام ہو سکتے "

ہیں۔ قتل یا پھر اسے سردار کے نکاح میں دے دیا جائے۔۔۔" کچھ لوگ اسے مارنے کو بڑھے جب سفیر

نے اسے سرعت سے پیچھے چھپایا۔

اس کا فیصلہ صبح سردار کریں گے۔۔اور اس کا نکاح بھی سردار سے ہو گا۔۔" سفیر نے بلند آواز میں کہہ "

کر گویا زرفشاں کا دل حلق میں دھڑکا یا تھا۔۔۔

زرفشاں نے نفی میں سر ہلایا لیکن سفیر نے قہر آلود نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

اور اگلے دن گویا زین چوہدری کی زندگی ہی بدل گیا تھا۔۔وہ جو سندری سے شادی کرنے کا ارادہ کر چکا تھا

تاکہ شایان سے اسے ہمیشہ کے لیے بچالے، قسمت نے گویا اس کو ایک پری سے باندھ دیا تھا۔۔جو پہلے

ہی اس کی دیوانی تھی۔۔جو اس سے بے انتہا محبت کرتی تھی۔۔

وہاج آج آپ نے یزدان بھائی سے ملنے جانا تھا۔"

انابیہ نے قریب چوتھی مرتبہ کمرے میں دستک دیئے کہا۔۔

تمہیں کچھ زیادہ ہی فکر نہیں ہو رہی یزدان بھائی کی؟" وہ تکیے سے سر اٹھائے قدرے جتا کر بولا تو انابیہ " گھبرائی۔

"نہیں وہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ کو یاد کروا دوں۔۔"

وہ بڑبڑائی۔

ناشتہ ریڈی کرو۔۔ میں آتا ہوں۔۔" اس کی بڑبڑاہٹ پر وہ سیدھا بیٹھا۔ جبکہ انابیہ حیران ہوئی " تھی۔۔ وہ بہت کم کام اسے کہتا تھا۔

وہ انابیہ کو دیکھے واش روم کی جانب بڑھا۔۔ لیکن پھر رکا تھا۔

وارڈروب سے میرا یونیفارم نکال کر ریڈی کرو۔۔" اس نے قدرے سنجیدگی سے کیا۔ جبکہ وہ کپکپا گئی " تھی۔۔

نن نہیں وہاج۔۔" اس نے سرعت سے نفی کی تو وہاج جارحانہ تیور لیے اس کی جانب آیا اور اس کا ہاتھ " سختی سے تھاما۔ گویا بہانہ ہی ڈھونڈا ہو، اس کا ہاتھ پکڑنے کا۔ جب سے جاب دوبارہ بحال ہوئی تھی وہ خوش رہنے لگا تھا، دو دن میں ہی اس کے چہرے کی رونق بحال ہو گئی تھی۔ اور انابیہ سے بھی اس کا رویہ کچھ بہتر ہو رہا تھا۔

"کیوں نہیں پریس کرو گی تم؟"

"میرا حق نہیں ہے وہاج۔۔ میری وجہ سے ہی آپ کی جاب گئی تھی۔۔"

وہ نظر چرائے بولی تھی۔

"پھر کس کا حق ہے زرا یہ بھی بتا دو۔۔؟"

اس نے ہاتھ کو ہلکے سے دبایا۔۔ لیکن اس کا مضبوط ہاتھ انابیہ کے نازک ہاتھ کو اچھا خاصہ سرخ کر گیا تبھی وہ کراہی تھی۔

مم میرا ہی ہے پر آپ اقصی کو کہہ دیں۔۔" وہ آج پہلی مرتبہ اسے انکار کر رہی تھی۔ دل میں افسوس " بھی تھا لیکن وہ اب وہاج کو مزید تکلیف نہیں دے سکتی تھی۔

"وہ میری بیوی نہیں ہے تم میری بیوی ہو تم پر فرض ہے میرا ہر کام۔۔"

وہ غرایا تھا لیکن ناجانے کیوں اس کا یہ تیکھا سا لہجہ اس کی سماعت میں مٹھاس گھول گیا تھا۔۔اس نے گھنیری پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا گویا تصدیق چاہی ہو۔

جاؤ یونیفارم پریس کرو۔۔ کل سے لانڈری سے پریس کروالوں گا۔۔ فلحال مجھے یاد نہیں رہا تھا۔اور " "فضول باتیں مت سوچا کرو۔

اس نے نرمی سے کہہ کر اس کا ہاتھ چھوڑا۔۔اور واپس جانے کے لیے مڑا، لیکن یکلخت اسے جھٹکا لگا تھا وہ اس کی پشت سے لگتی اپنا گال بھی اس کی پشت سے جوڑ چکی تھی۔

اس کے ہاتھ سینے پر محسوس کیے۔ ناجانے کیوں وہاج کو آج اس پر طیش نہیں آیا تھا۔۔ایک سکون آمیز لمحہ دونوں کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔

اس لفظ کو سننے کے لیے میں نے بہت انتظار کیا ہے، آپ نہیں جانتے آج آپ نے مجھے کتنی بڑی خوشی دی ہے۔۔"۔وہ فرطِ جذبات سے بولتی یکلخت روئی تھی۔ جبکہ وہاج بے حس و حرکت کھڑا رہا تھا۔

اس کی خوشی کا گویا کوئی جواب اس کے پاس نہیں تھا۔انابیہ کی دھیمی سسکیوں نے وہاج کو آنکھیں و لب دونوں بھینچنے پر مجبور کیا تھا۔

چند پل ان محسور کن لمحات کے نذر ہوئے، وہاج اس کا ہاتھ تھامنا چاہتا تھا پر اقصی کی آواز پر وہاج ہوش میں آیا۔۔اس نے فوری انابیہ کے بازو اپنے سینے سے ہٹائے اور واش روم کی جانب بڑھ گیا۔۔بنا مڑے اس نے انابیہ کو تہی داماں ہی تو کر دیا تھا۔۔اس کے ہاتھ اپنے پہلو میں گرے رہ گئے۔۔اشک بے پناہ سیاہ آنکھوں سے بہنے لگے۔۔گویا اس کا بنا کوئی محبت کا لمحہ جتائے جانا دل کو گھائل کر گیا ہو۔

شاید آپ کی محبت میری قسمت میں نہیں ہے۔۔"اس نے آنسو رگڑے دروازے کو دیکھا۔۔"

اس کا یونیفارم وارڈروب سے لے کر اس نے بمشکل پریس کیا۔۔یہ سب کام اس نے کبھی نہیں کیے تھے۔۔لیکن اب اس شخص کی خاطر وہ ہر کام کرنا چاہتی تھی۔

وہ یونیفارم بیڈ پر رکھ کر مڑنے لگی۔۔۔جب وہاج شاور لیے گلے میں تولیہ لٹکائے باہر آیا۔

وہ شرٹ لیس تھا۔ بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھی۔

انابیہ کا چہرہ سرخ ہوا، پر اس نے وہاج کی جانب دوبارہ نہیں دیکھا۔۔ابھی کچھ دیر پہلے کی بے رخی اسے اچھے سے ازبر تھی۔

تم ناشتہ کر لو۔ مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔" اس نے آئینے میں سے اس کا عکس دیکھے کہا۔ وہ اب ویسٹ پہن چکا تھا۔۔

انابیہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ گویا کہا ہو کہ خود ہی تو ناشتے کا کہا تھا۔

جاؤ ناشتہ کر لو۔۔" اس نے سردپن سے کہہ کر انابیہ کو وہاں سے جانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔"

وہ بھیگی آنکھوں کو جھپکتی باہر نکل گئی۔ وہاج نے برش ڈریسر پر رکھا اور آنکھیں میچ کر اپنے دل کی کیفیت کو نظرانداز کیا تھا۔۔

زین!! اس نے اپنے پہلو میں دیکھا تو وہ وہاں نہیں تھا۔ زری کو خوف گھیرنے لگا۔۔ کہیں وہ پھر سے تو نہیں چلا گیا تھا۔ وہ خالی پہلو کو دیکھتی سن ہوئی۔۔ دوسری جانب دیکھنے کی اس نے ہمت ہی نہیں کی تھی۔

میں یہی ہوں میری جان۔۔!!" زین اس کے قریب دراز ہوا اس کے گال پر ہاتھ رکھے اسکا رخ موڑ گیا۔

اپنے سامنے اس شخص کو سفید شلوار سوٹ میں دیکھے زری کی سانس بحال ہوئی۔

ڈر گئی تھی تم؟" اس نے جھک کر صبیح پیشانی چھوئی۔۔ گویا اتنے دنوں کی جدائی کا ایک اور ازالہ کیا۔"

نن نہیں۔۔ مجھے لگا آپ۔۔" اس کے لمس پر وہ خاموش ہوئی۔"

اب کبھی نہیں جاؤں گا۔ خود کو اطمینان دلواؤ۔۔" وہ مسکرایا تو زری کے لب بھی پھیلے۔۔اس کی " مسکراہٹ زین کو محسور کرنے لگی۔ تھوڑی کا خم اپنی جانب بلانے لگا، زری نے اس کی نگاہ بھانپ کر سینے پر ہاتھ رکھا۔۔

بھوک لگ رہی ہے۔۔" وہ منہ بسورتی بولی زین کو حد درجہ پیاری لگی۔ "

میرے قریب آنے پر زیادہ ہی بھوک نہیں لگنے لگی۔۔" وہ ناک سے ناک سہلائے بولا۔ "

ایسا نہیں ہے اتنے دن سے میں وہ سوپ۔۔۔وہ روکھا پھیکا کھانا کھا رہی ہوں تو اب بھوک زیادہ لگتی " ہے۔۔" وہ بوجھل ہوتی پلکوں سے بولی۔

آج سے میں بھی تمہارے ساتھ سوپ اور پھیکا کھانا کھاؤں گا۔۔" اس کے دونوں جانب ہاتھ جمائے " وہ گھمبیر تا سے بولا۔

"آپ کیوں زین؟" آپ تو ٹھیک ہیں۔۔"

میری زندگی تو بیمار ہے۔۔" اس نے زرفشاں کو لاجواب کر دیا تھا۔ "

میں رکھی کو کہتا ہوں آج ہم دونوں کے لیے ایک جیسا ناشتہ لائے۔۔" وہ سیدھا ہوا۔ "

نہیں!! سب کیا سوچیں گے۔۔اور آپ کی اماں۔۔۔ غصہ کریں گی۔۔ کہ۔ میں آپ کو اپنے جیسا " بنا رہی ہوں۔۔"

"انہیں بھی پتہ چل جائے گا کہ ان کا بیٹا ان کی بہو سے کتنی محبت کرتا ہے۔۔"

انہیں محبت نہیں لگے گی۔انہیں۔" وہ کہتے کہتے رکی، کوئی بھی تلخ لفظ وہ کہنا نہیں چاہتی تھی۔۔وہ "زین چوہدری کی ماں تھی۔۔

ایک دن ان کا رویہ تمہارے ساتھ ضرور ٹھیک ہو گا۔۔" زین نے اس کے خم کو چھو ہی لیا تھا۔ خم "زین کو اگلے ہی پل مسکراتے ہوئے محسوس ہوا۔

زری نے اپنی گھنی پلکوں کو جھکایا۔اس کا یہ دلفریب سا انداز زین کو اس کا مزید اسیر کر گیا تھا۔

پر اپنے دل پر قابو پائے وہ سیدھا ہوا۔زری نے بوجھل سانس بحال کیا۔

وہ دروازہ کھول کر ابھی باہر ہی نکلا تھا جب سامنے صدیقہ بیگم اور رکھی کے ساتھ ایک اور ملازمہ کو دیکھ کر چونکا۔

خیریت؟" اس نے صدیقہ بیگم کو دیکھا۔۔"

ہاں وہ زرفشاں کو ناشتہ کروانا تھا۔۔رکھی اسے زرا تیار کر دے گی۔۔اور یہ زخم کی مرہم پٹی کر دے "گی۔"

بیٹے کے سامنے وضاحت انہیں پہلی مرتبہ عجیب لگی تھی۔

آپ زری کے لیے آئی ہیں؟" زین نے تصدیق چاہی۔"

ظاہر ہے میری بہو ہے اسی کے لیے آؤں گی۔ تم دونوں جاؤ اندر۔۔۔" اس نے رکھی کے ساتھ "دوسری ملازمہ کو کہا۔

اماں!! وہ خوشگواری سے بولا۔"

" میں اپنے رویے کی معافی مانگ کر وہ ازالہ نہیں کر سکتی جو میں اس کا خیال رکھ کر کر سکتی ہوں "

مجھے یقین نہیں آرہا اماں۔۔" وہ شرارت سے گویا ہوا۔ "

شریر۔۔!! انہوں نے اس کے چہرے پر چپت لگائی۔ "

زین نے انہیں سینے سے لگایا تو صدیقہ بیگم کی آنکھیں بھیگی۔۔

دولت کے نشے نے مجھے انسانی رویوں سے بالکل ہی لاتعلق کر دیا تھا۔۔میں تیرے لیے بھی ایک امیر " گھرانے کی لڑکی چاہتی تھی تاکہ اپنے خاندان والوں کو بتا سکوں کہ میری بہو اچھی خاصی جائیداد کی مالک ہے۔۔لیکن پھر زرفشاں آگئی۔۔اس کے کردار کا داغ مجھے اس سے مزید نفرت پر مجبور کر گیا تھا۔۔اور کچھ تیرا اسے اہمیت دینا۔۔لیکن میں شاید غلط تھی۔۔اس نے اپنی جان کی پرواہ کیے بنا شجیعہ کو بچانا چاہا اور وہ گولی خود کھالی۔۔وہ لڑکی بہت شفاف ہے زین۔ میرے شہزادے بیٹے کے لیے وہ شفاف اور مخلص "لڑکی ہی بہتر ہے۔۔

زین کے دل سے ایک بوجھ سرکا تھا۔اس نے ماں کے سر پر لب رکھے۔۔

" مجھے خوشی ہے اماں کہ آپ کا دل بدل گیا۔۔بس بابا بھی جلدی سے ٹھیک ہو جائیں۔۔ "

وہ بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔۔پریشان نہ ہو۔۔"زین کی پیشانی چوم کر وہ خوشدلی سے بولیں۔ "

"اندر چلیں۔۔آپ کی بہو بھی زرا خوش ہو جائے گی کہ اس کی ساس آئی ہے۔۔ "

وہ ماں کے گرد ہاتھ پھیلائے بولا تو انہوں نے زین کو گھورا۔

وہ اندر آئی تو رکھی اس کے پیچھے تکیے سیٹ کر چکی تھی۔۔

اماں۔۔۔!! وہ صدیقہ بیگم کو دیکھے حیران ہوئی۔۔ لیکن پھر اسے خوف نے بھی گھیرا۔۔اس نے " زین کو مدد طلب نظروں سے دیکھا۔

رکھی دھیان سے بیٹھا زری کو۔۔"وہ زری کو دیکھے بولی۔۔ جبکہ ان کا زری کہنا اس کے لیے ایک اور " جھٹکا تھا۔

وہ اسے دیکھتی آگے آئی اور پھر اس کے قریب رکی۔زرفشاں نے کمفرٹ مٹھی میں دبوچ لیا۔۔ جبکہ زین فاصلے پر کھڑا سینے پر ہاتھ باندھ چکا تھا۔

وہ اس کے قریب جھکی تو زری نے سختی سے آنکھیں میچ لی۔۔

ان کا پیشانی پر نرم و شفقت سے بھرا لمس زری کو ہلا گیا تھا۔۔اس نے جھٹ آنکھیں کھولی۔

زین اس کا خاص خیال رکھا کر میری بہو کو زرا سی بھی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔۔"ایک اور جھٹکا تھا" زری کے لیے، جبکہ زین اپنی مسکراہٹ سمیٹے زری کو دہی دیکھ رہا تھا۔

اب کیسی طبیعت ہے تیری؟"انھوں نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔"

زری نے اپنی حیرت پر قابو پائے اثبات میں سر ہلایا۔جبکہ زین تشکر سے مسکرا کر اپنے رب کا بھی شکر گزار ہوا تھا۔

" تمہاری میڈم کا موڈ ٹھیک نہیں ہوا؟

یزدان نے روز سے پوچھا۔جو یزدان سے خفا خفا تھی۔

"اب تم اپنی میڈم کی سائیڈ لینا بند کرو مس روز۔۔۔"

صنم تو ان کی محبت دیکھتی حیران ہو رہی تھی۔۔وہ سب لوگ ایک دوسرے کے اپنے بھی نہیں تھے۔۔لیکن پھر بھی ان کی محبت ان کا ایک دوسرے سے ہنسی مذاق انہیں ایک بھرپور فیملی بنا رہا تھا۔۔

صنم کو ایک بار پھر شدت سے رونا آیا۔۔جو سراسر شایان ساگر کی وجہ سے ہی تھا۔

کیا ہوا صنم؟" روز پر فکر انداز میں گویا ہوئی۔"

"کچھ نہیں ہوا، روز تم فکر نہ کرو۔اسے اپنا لاڈلہ بھائی یاد آرہا ہے۔۔"

باسط بھی ڈائننگ ٹیبل کے پاس آیا۔۔اور چیئر کھسکا کر اس کے برابر بیٹھ گیا تھا۔

صنم نے بلاوجہ پہلو بدلا۔

مجھے نہیں یاد آرہی ان کی۔۔" وہ نخوت سے بولی جبکہ باسط نے ابرو اچکا کر صنم کو دیکھا۔۔جو ناشتے کی" جانب متوجہ ہو چکی تھی لیکن اس کی ساری حسیات باسط کی جانب تھی۔

باسط بیٹا ناشتہ کرلو۔۔"یزدان نے اس کی توجہ ناشتے کی جانب دلوائی تو سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔"

روز!! تعبیر کو بلا کر لاؤ، ورنہ تمہاری میم کو میں بلا کر لایا تو ہماری ل-ڑائی مزید ہو گی۔۔اور اس لڑائی" "کا مرکز ہو گا میرا سالا۔۔

وہ دانت پیسے بولا۔۔جبکہ صنم کا ہاتھ ایک پل کے لیے رکا۔

باسط نے اس کی پلیٹ اپنی جانب کی۔۔اور اس میں سے بوائل ایگ کا بڑا سا ٹکرا اپنے منہ میں ڈالا۔۔وہ شاید گڈ ڈائیٹ کی عادی تھی۔۔جبکہ باسط کو پراٹھے کے بنا ناشتہ ادھورا لگتا تھا۔

اس نے ہاٹ پاٹ سے پراٹھا اٹھا کر پلیٹ میں رکھا۔۔جبکہ صنم اب بھی حیران تھی۔۔بات کرنا وہ گوارہ نہیں کرتا تھا۔وہ منہ بنا کر جوس کا گلاس لبوں سے لگا گئی۔

"باس آپ کے سالے کا ایک اور دشمن بھی یہی بیٹھا ہے۔۔اور مجھے لگتا ہے اس سے خطرناک دشمن تو کوئی نہیں ہو گا۔۔"

باسط کے کھلے طنز پر صنم کا جوس حلق میں اٹکا۔۔جو کھانسی کا باعث بنا تھا۔۔۔جبکہ یزدان نے بھوری آنکھوں سے اسے گھورا۔۔لیکن آج گویا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔

صنم بری طرح کھانستی باسط کو بھی یکلخت پریشان کر گئی۔اس نے بے ساختہ اس کی کمر سہلائی۔پر اس کی کھاسنی جبکہ یزدان بھی کھڑا ہو کر اس کی جانب آ چکا تھا۔۔

"باسط اس کی طبعیت زیادہ خراب ہو رہی ہے۔۔اسے روم میں لے کر جاؤ۔۔"یزدان نے روز کو اشارہ کیا۔۔جبکہ تعبیر نے فوری یزدان کو بازو سے تھام کر پیچھے کی جانب کیا۔۔ تعبیر کب وہاں آئی تھی یزدان جان نہیں پایا تھا۔وہ یزدان کو پیچھے کیے خود آگے بڑھ کر اس کی کمر سہلانے لگی۔۔

جبکہ یزدان تعبیر دانت پیس کر تعبیر کو دیکھنے لگا۔۔جو اسے گھور کر ایک بار پھر صنم کی کمر سہلا رہی تھی۔

" اسے اکثر ایسے پرابلم ہو جاتی ہے۔۔تم پریشان مت ہو۔۔"اس نے باسط کو دیکھے سنجیدگی سے کہا۔۔جو کافی گھبرایا ہوا تھا۔

اس نے رومال نکال کر اس کے آنسو صاف کیے۔۔جبکہ صنم اس کی فکر پر ایک بار پھر شرمندہ ہوئی۔۔یہ سب وہی لوگ تھے جن کے ساتھ اس نے برا کیا تھا۔اور وہی آج اس کی زرا سی کھانسی پر گھبرا گئے تھے۔

تم اسے کمرے میں لے جاؤ۔۔اور روز صنم کو زیادہ ٹھنڈا پانی نقصان دیتا ہے۔۔اس کا گلا بہت جلدی " خراب ہو جاتا ہے۔ صنم اپنی میڈیسن کا باسط کو بتا دینا۔۔"اس نے وضاحتی انداز میں کہہ کر صنم کو دیکھا۔۔انداز سنجیدہ تھا لیکن فکر سے بھرپور۔۔

تم نے مجھے بتایا نہیں؟"اس نے باسط کو بھیگی نم آنکھوں سے دیکھا۔گویا کہا ہو کہ کیا ہم میں اتنے " فاصلے سمٹ آئے ہیں کہ میں تمہیں کچھ بتا سکوں؟ باسط محض اسے دیکھ کر رہ گیا۔

جاؤ اپنے کمرے میں ناشتہ بھی وہی کر لینا۔۔" صنم کو حکمیہ انداز میں کہتی وہ چیئر کھسکا کر بیٹھی جہاں کچھ " دیر پہلے یزدان براجمان تھا۔۔یعنی سربراہ کی کرسی پر۔۔اب تعبیر وہاں بیٹھی تھی۔

یزدان کی آنکھیں ایک بار پھر پھیلی۔اس نے نفی میں سر ہلایا اور دوسری چیئر کھسکا کر بیٹھا۔۔اس نے اپنی پلیٹ اٹھانی چاہی لیکن تعبیر نے اسی میں سینڈوچ رکھا۔۔

ناراض لوگ اپنی پلیٹ کا استعمال کریں۔۔" باسط اور صنم کے جاتے ہی اس کی شرارت کی رگ بھڑکی " تھی۔

میں اپنی ہی پلیٹ سے کھا رہی ہوں۔"وہ سینڈوچ کی بائیٹ لیے نخوت سے بولی۔ "

یہ میری پلیٹ ہے۔۔اس نے پلیٹ کو مزید اپنی جانب کیا۔۔تو یزدان نے اس کے ہاتھ سے سینڈوچ " لے کر ایک بڑی سی بائیٹ لی اور باقی چھوٹا سا ٹکرا اسے واپس پکڑا دیا۔۔

تعبیر کا نوالہ منہ میں ہی رکا اس نے یزدان کو خونخوار نگاہ سے گھورا۔ جبکہ وہ مزے سے سینڈوچ حلق سے اتار گیا۔۔اور تعبیر کے ہاتھ میں چھوٹا سا ٹکرا بھی منہ میں ڈالا۔

یزدان۔۔" وہ دانت پیستی غرائی۔"

صنم آپ کی کزن اور میری بہنوں جیسی ہے۔اور میں اسے کبھی ہاتھ نہیں لگاؤں گا کیونکہ مجھے اپنی جان " بہت پیاری ہے۔۔ "اس کی جانب جھکے وہ سرگوشیانہ بولا، اور اگلے ہی پل۔ وہ اس کا چہرہ دہکا گیا تھا۔۔ اس کا یوں دھوکے اس کا گال چوم لینا تعبیر کو ہمیشہ سٹپٹانے پر مجبور کردیتا تھا۔

شرم۔۔کرو۔۔ہم لاؤنج میں موجود ہیں۔۔" وہ تیکھے پن سے بولتی بے ساختہ گال رگڑ چکی تھی۔ گویا" ناراضگی ہنوز قائم۔ہو۔ لیکن اس کی باتوں نے اسے جھینپنے پر مجبور کیا یعنی وہ سمجھ چکا تھا۔

توکیا خیال ہے؟ کمرے میں چلیں، آپ کی ساری ناراضگی دور کرنے کا ہنر یہ شخص اچھے سے رکھتا " ہے۔۔"گال سہلائے اس نے تعبیر کو پھر بو کھلایا تھا۔

شٹ اپ !! ناشتہ کرنے دو۔۔اور اب تم نے میرا سینڈوچ کھایا تو میں دوبارہ تمہارے ساتھ ناشتہ " نہیں کروں گی۔۔" اس نے اپنی۔ کیفیت چھپا کر انگلی اٹھائے اسے وارن کیا۔۔

یزدان نے اس کی انگلی کو آج پھر اپنی انگشت میں قید کر لیا۔۔اور دوسرے ہاتھ سے سینڈوچ اٹھا کر اس کے لبوں کے قریب کیا۔

دراصل مجھے آپ کے ساتھ ناشتہ کرنا تھا، اسی لیے میں نے آپ کا سینڈوچ کھالیا۔ کیونکہ آپ تو اس" معصوم سے شوہر کو کبھی اپنے ہاتھوں سے کھلانے کا شرف نہیں بخشیں گی۔" اس کی آنکھوں میں محبت کی فروانی تھی۔۔ تعبیر نے ناک سکوڑ کر منہ۔ کھولا اور سینڈوچ کو بائیٹ کیا۔

یزدان نے اس کی انگشت کو چھوا۔ تعبیر کا نوالہ۔ایک بار پھر منہ میں رکا۔

مم مجھے ناشتہ کرنے دو گے۔؟۔" وہ اپنا ہاتھ آزاد کرواتی چڑی۔یزدان نے اس کی پشت پر لب رکھے" اور ہاتھ چھوڑ دیا۔ پر وہ لمس تا دیر تعبیر کو اپنی موجودگی کا احساس دلاتا رہا،

اگر آج آپ کا بھائی نہ آیا تو مجھ سے امید مت رکھیے گا کہ میں پھر اس سے تمیز سے بات کروں۔۔"" یزدان نے اسے ناشتہ کروا کر گوہر افشانی کی۔

تعبیر ایک بار پھر اسے گھور کر رہ گئی۔

وہ تم سے اتنے بڑے ہیں۔ تھوڑی تو تمیز کر لیا کرو۔۔" تعبیر نے اسے احساس دلانا چاہا۔۔پر یزدان" شانے اچکا کر رہ گیا۔

تعبیر خفگی سے اسے دیکھتی چئیر سے کھڑی ہوئی۔یزدان بھی سرعت سے کھڑا ہوا اور اسے پیچھے باہوں میں قید کیا۔ تعبیر سن ہوئی تھی۔

ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں۔شام تک آ جاؤں گا۔۔۔اور پریشان بالکل بھی نہیں ہونا۔۔" اس" کے چہرے سے بال ہٹا کر اس نے ایک شریر سی گستاخی کیے اسے چپ رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔

تعبیر کا دل یکلخت لرزا تھا۔ وہ فوری پیچھے مڑی۔

تم آج نہیں جاؤ گے۔۔ کل چلے جانا۔۔ "یزدان جو مڑنے والا تھا۔۔ فوری رکا تھا۔ "

تعبیر میرا جانا ضروری ہے۔۔۔ " وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ گھبرا جاتی ہے۔۔ "

نہیں جاؤ گے یزدان۔۔ میں نے کہہ دیا ناں۔۔ " وہ ضدی ہوئی تھی۔ "

اچھا ریلکس میں نہیں جا رہا۔۔ "اس نے تعبیر کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما۔ "

تعبیر اس کا چہرہ دیکھے نفی میں سر ہلانے لگی۔

کہہ تو رہا ہوں، نہیں جاؤں گا۔۔ " وہ دوبارہ بولا تو تعبیر اس کے سینے سے لگی۔۔ نا جانے کیوں اس کا " دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔۔ ایک بار پہلے بھی تو وہ یونہی بے چین ہوئی تھی۔۔ تب بھی اس نے کچھ کھویا تھا۔۔ لیکن اب وہ اس شخص کو خود سے باندھ لینا چاہتی تھی۔

یزدان نے لب بھینچ کر اسے اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔

اسے ناشتہ کروا کر اس نے نیم گرم پانی اس کے لبوں سے لگایا تو صنم نے بمشکل پانی حلق سے اتارا۔

مجھے پہلے خبر ہوتی تو میں خود تمہیں گرم پانی پلاتا تاکہ تمہارے اندر جو تلخی بھری ہے وہ جل کر خاک " ہو جاتی۔۔ "

باسط کے طنز پر اس نے گلاس لبوں سے ہٹا کر اسے خونخوار نگاہ سے دیکھا۔

ان سب باتوں کا کیا مقصد ہے؟ اگر اتنا ہی میرا وجود آپ کو برا لگتا ہے تو چھوڑ دیں مجھے۔۔واپس بھیج " "دیں مجھے میرے بھائی کے پاس۔۔

جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی اس کا آنسو گال پر بہہ نکلا۔ جبکہ باسط کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

دوبارہ بولو؟ اس نے سرد سپاٹ انداز میں پوچھا۔۔"

چھوڑ دین مجھے۔۔۔" وہ بھی صنم تھی۔۔"

رکو تمہیں میں بتاتا ہوں۔۔وہ گلاس سائیڈ پر رکھے اس کی جانب مڑا جبکہ وہ خوف سے دوسری جانب " کھسکی۔۔

اب بولو کیا کہہ رہی تھی؟" اس کے نرم ملائم بالوں کو گرفت میں لیے وہ غرایا۔۔"

باسط مم مجھے درد۔۔"اس کی گرفت نرمی لیے ہوئے تھی لیکن اس کا لہجہ سخت تھا۔"

آج کے بعد اگر چھوڑنے والی بکواس کی ناں تو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ ساری عمر یاد رکھو گی۔۔"اس " نے بالوں کو جھٹکا دے کر اس کا چہرہ بلند کیا۔

سبق سکھا تو رہے ہیں۔ میں نے آپ کو کہا تھا مجھے جانے دیں۔۔ لیکن آپ ہی زبردستی یہاں "
" لائے۔۔میں اس قابل نہیں ہوں۔۔مجھ جیسی لڑکی کو مر ہی جانا چاہیے جس نے سب کو برباد کر دیا

اس انابیہ وہاج کی شدت سے یاد آرہی تھی۔۔اپنے گناہ یاد آرہے تھے۔۔

باسط نے اس کے بالوں کو چھوڑا اور اسے بازوؤں سے تھام کر کھڑا کیا۔

صنم نظر جھکا کر آنسو اندر اتارنے لگی۔

"تم پچھتاوا ہے۔؟" اس نے نرمی سے پوچھا تو اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا جس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔

"میں کہہ بھی دوں تو آپ کو یقین نہیں آئے گا۔۔" وہ سوں سوں کرتی بولی۔۔اسے آج انعم کی یاد آئی تھی۔۔وہ کتنی معصوم تھی۔۔اور کس طرح برباد ہو گئی تھی۔۔اور صنم تو گویا شایان ساگر کی کٹھ پتلی تھی۔ جسے وہ مکمل برباد کر دینے والا تھا۔اس نے سر جھٹکا اور صنم کو دیکھا۔۔

"اچھا ہی ہے ناں تم تاعمر پچھتاوے میں رہو۔۔اور میں تمہارا پچھتاوا دیکھ کر سکون محسوس کرتا رہوں۔۔"

وہ اس کے بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستا طنزیہ گویا ہوا۔

صنم جو کسی میٹھے بول کی توقع کیے ہوئے تھی۔ایک بار پھر رو دی۔۔جبکہ باسط کو آج پھر اس کا وہ تل اپنی جانب کھینچ رہا تھا۔۔ہر بار اس نے اس تل پر اپنی دسترس جمانے کی کوشش کی تھی۔۔لیکن ہر بار کوئی نہ کوئی رکاوٹ آ جاتی تھی۔۔

باسط نے اس کے گال کے تل کو انگوٹھے کی پور سے دبایا۔جبکہ وہ اس کے لفظوں پر سلگ رہی تھی۔اس کی بھٹکتی نظر اور خمار سے پر چہرے نے کسی اندیشے سے دوچار کیا۔۔وہ پیچھے ہونے لگی۔ جبھی باسط نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ ڈال کر اسے پاس کھینچ لیا۔۔اس نے سہم کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فاصلہ بنانا چاہا۔۔لیکن باسط کی گرفت میں شاید یہ ناممکن تھا۔

باسط کوئی آجائے گا۔۔" وہ بدقت بولی جبکہ دھڑکنیں اتھل پتھل تھیں۔۔اس کا دل یوں کبھی اتنی شدت سے نہیں دھڑکا جیسے اس لمحے دھڑک کر اسے پاگل کر رہا تھا۔

"تو آجانے دو۔۔" وہ چہرہ قریب لائے بولا، صنم نے آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھا۔لیکن یہ بھی زیادہ دیر ممکن نہیں تھا۔۔اس شخص کی آنکھوں میں جذبات کا اوور وشن تھا۔

"دل تم سے محبت کرنے پر اکساتا ہے۔۔لیکن دماغ تم سے نفرت کرنے پر۔۔کیونکہ تم نے میرے چند عزیز لوگوں کو بہت تکلیف دی ہے۔۔" صنم کا دل چاہا خود کو کہیں فنا کر لے۔۔وہ اتنا کیسے گر گئی تھی۔ ایک بار بھی اپنی سوچ اور عقل کا استعمال نہیں کیا تھا۔۔

وہ اب بھی فاصلہ بناتی اس سے نظر چرا رہی تھی۔باسط کو اپنا دل بے قابو لگا تبھی اس تل کو چھونے کے لیے جھکا۔۔لیکن عین وقت پر دستک ہوئی تھی۔

باسط ہڑبڑا کر دور ہوا، لیکن پھر دروازے کو دیکھ کر دانت پیسے۔۔

"یہ روز میڈم مجھے سپیشل مومنٹ کری ایٹ نہین کرنے دے گی۔۔" وہ بڑبڑایا تو صنم کو سرخ قندھاری ہو رہی تھی۔۔بمشکل اپنی مسکراہٹ سنبھال پائی۔جبکہ اپنی جان بچ جانے پر شکر بھی ادا کر رہی تھی۔۔اس شخص کا یوں قریب آنا۔۔یوں اسے چھونے کی تمنا کرنا، صنم جیسی جذبات سے عاری لڑکی کے لیے بہت مشکل تھا۔

"زیادہ مت مسکراؤ۔۔جس دن ہاتھ آگئی ناں۔۔بس تمہاری خیر نہیں۔۔" اس کی بے باک سرگوشی پر اس کا دل گویا اچھل کر حلق میں آیا تھا۔۔

باسط اس کی حالت سے حظ اٹھائے آگے بڑھ کر دروازہ کھول چکا تھا۔

باسط سر ! ! روز نے دانت نمایاں کیے۔"

روزی سدھر جاؤ۔۔ باس کو کہتا ہوں تمہاری بھی شادی کر دے۔۔" وہ خفگی سے گویا ہوا۔"

سر ! ! وہ چڑ کر باسط کو دیکھتی پاؤں پٹک کر واپس مڑی۔"

میں باس کو بتاتی ہوں آپ صنم کو ہر وقت ڈانٹتے ہیں۔" وہ کہہ کر وہاں سے تیز قدموں سے رفو چکر ہوئی۔"

رکو روز۔۔ ! !" وُہ اس کی پیچھے لپکا جبکہ اندر صنم اپنی دھڑکنوں کو اعتدال پر لانے کے لیے ہلکان تھی۔"

"شجیعہ ! ! جلدی سے تیار ہو جا۔۔"

وہ کسلمندی سے بیڈ پر لیٹی تھی۔ جب صدیقہ بیگم اندر داخل ہوئی۔

کیوں اماں؟ سب خیر ہے؟" وہ سیدھی ہو کر بیٹھی رو ٹانگوں میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگی۔۔"

" سفیر آیا ہے۔ کہہ رہا تھا آج تیرا چیک اپ کروانا ہے۔۔"

شجیعہ کے چہرے کی رونق بحال ہونے لگی۔۔ نکاح کے بعد گویا اس کا دل بدل گیا تھا۔ آج اس کا آنا نہ بیزاری لایا تھا۔۔ نہ ہی اسے غصہ آیا تھا۔ بلکہ ایک خوشی کی لہر پورے وجود میں پھیلی تھی۔

اس نے اپنے حلیے پر نظر دوڑائی تو اسے افسوس ہونے لگا۔۔

بال کیچر میں الجھے بکھرے لپیٹے ہوئے تھے۔ جبکہ خود سادہ سے شلوار سوٹ میں موجود تھی۔۔

"اماں انہیں اوپر نہ آنے دینا، رکھی کو بھیج دیں وہ میری مدد کردے گی۔۔"

"میں ہوں ناں، مجھے بتا کیا چاہیے تجھے۔۔اور سفیر زری سے ملنے گیا ہے۔۔"

زری بھابھی سے۔۔۔؟" شجیعہ چونکی تھی۔"

" گھبرا نہیں زین بھی وہی ہے۔۔اور سفیر زرفشاں کا پھپھوزاد بھائی ہے۔۔"

کیا؟" اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔۔وہ شاید اس حقیقت سے ناآشنا ہی تھی یا پھر کبھی اس نے غور نہیں کیا تھا۔

ہاں اب دیر نہ کر، ایسا کر سفیر کے پسندیدہ رنگ کو پہننا نکاح کے بعد تم دونوں ساتھ جا رہے ہو۔۔تو" اچھا سا تیار ہو کر جانا۔۔"۔

زین نے سفیر اور شجیعہ کے نکاح کے بارے میں بتادیا تھا۔۔حادثے کی وجہ سے صدیقہ بیگم اور مخدوم چوہدری نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔۔اور صدیقہ بیگم مطمئن بھی ہو چکی تھیں۔

اماں میرا بلیک سوٹ نکال دو۔۔میں فریش ہو کر آتی ہوں" وہ دھیمے قدم لیتی واش روم کی جانب" بڑھی۔۔دل الگ ہی لے پر دھڑک رہا تھا۔

صدیقہ بیگم دل ہی دل میں اپنی بیٹی کی نظر اتارے اس کے وارڈروب کی طرف آئی۔۔

اس کا سیاہ شلوار سوٹ نکال کر بیڈ پر رکھا اور ایک شال بھی نکال دی۔۔۔ جیولری باکس سے انہوں نے نارمل سائز ائیر رنگز نکال کر ڈریسر پر رکھ دیئے تھے۔

وہ دھلے چہرے کے ساتھ باہر آئی تو ماں کو دیکھا۔

"اماں میں ہاسپٹل جا رہی ہوں۔ فیشن شو میں نہیں۔۔"

بلیک شلوار سوٹ پر گولڈن ایمبرائیڈری اور اس کے نیٹ کے بازو اسے اچھا خاصہ برائٹ بنا رہے تھے۔

"نکاح کے بعد سفیر کے ساتھ پہلی مرتبہ جا رہی ہے۔۔۔ اچھا سا تیار ہو کر جا۔۔ دیکھ میں شال بھی تو رکھی ہے۔۔"

وہ ماں کو دیکھ کر نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

کپڑے چینج کر کے باہر آئی تو صدیقہ بیگم اب بھی موجود تھیں۔

"میں ہو جاؤں گی تیار"۔۔ وہ جھینپی تھی۔

"مجھے اچھے سے پتہ ہے تو کیسے تیار ہو گی۔۔"

انہوں نے نخوت سے کہا تو شجیعہ نظر چرا کر رہ گئی۔

"جلدی سے اچھا سا تیار ہو کر نیچے آ جا۔۔" اس کے سر پر ہاتھ پھیرے وہ نرمی سے بولی تو اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

بالوں کو آگے سے دونوں جانب سے ٹوئسٹ دے کر اس نے پن اپ کیا۔ باقی ریشمی بالوں کو اس نے پونی ٹیل میں قید کیا۔

چہرے پر موئسچرائزر اور ضروری لوازمات لگا کر اس نے لبوں پر ہلکا سا گلوز لگایا۔ لیکن اسے گلوز کافی ہلکا لگا تھا۔

اماں کے ڈر سے اس نے لبوں پر سرخ رنگ پھیلایا۔۔ پر وہ اسے اب کافی برائٹ لگ رہا تھا۔۔ وہ الجھ کر رہ گئی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹشو اٹھایا جب کسی نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔ وہ یکلخت خوف سے لرزی۔ لیکن پھر سفیر کی مخصوص خوشبو محسوس کیے خوف پر گھبراہٹ طاری ہوئی۔

لگا رہنے دو۔۔ ڈریس اگر اتنا ہیوی پہن لیا ہے تو اس زرا سے شوخ رنگ کو ہٹانے کی کیا ضرورت "
"ہے؟

وہ تعریف و تنقید ایک ہی جملے میں مکمل کر چکا تھا۔

میں پھر چینج کر لیتی ہوں۔۔ اماں کو کہا بھی تھا میں نے کہ یہ زیادہ ہو جائے گا۔۔" وہ لب باہر نکالے " بولی تو سفیر کا اس انداز بے قرار کر گیا تھا۔۔ ایک تو وہ خوبصورت تھی۔ دوسرا سفیر کی جان تھی۔۔ تیسرا اس کا انداز سفیر کو ہر بار اس کا مزید دیوانہ بنا دیتا تھا

URDUNovelians

ہاں کر لو چینج ہم ہاسپٹل ہی تو جا رہے ہیں۔" وہ پیچھے ہوئے لاپرواہی سے بولا شجیعہ فوری سنگھار میز " سے کھڑی ہوئی۔۔

"آپ نیچے جائیں میں چینج کر کے آتی ہوں۔۔ یہ لپ سٹک بھی صاف کر دیتی ہوں۔۔ "

آج ناجانے کیوں وہ حساس ہو رہی تھی۔شاید سفیر کو وہ ہر حال میں آج اچھی لگنا چاہتی تھی کہ وہ اس کی تعریف کیے بنا نہ رہ پائے۔۔

وہ وارڈروب کی جانب مڑی۔۔جب سفیر نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا۔۔

شجیعہ سیدھا اس کے سینے سے آلگی۔۔اس نے سرعت سے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کیا۔کہ کہیں وہ فاصلے پر نہ ہو جائے۔

"کیا ہو گیا ہے سفیر۔۔چھوڑیں۔۔"

اب کیسے فاصلے مسز سفیر خان۔۔اب تو تمہیں اپنے نام کروا چکا ہوں۔" وہ گھمبیرتا سے بولا۔۔جبکہ " شجیعہ کی سماعت میں وہ نام مٹھاس گھول گیا۔لیکن اس کا یوں قریب کرنا شجیعہ کو احساس دلا گیا تھا۔۔پہلے تو ایک بے نام سا تعلق اس بے باک شخص کو روکے رکھتا تھا۔۔اب جب نام ملا تھا تو اس شخص پر حدود باندھنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔۔اس نے گھنی پلکیں اٹھا کر سفیر کو دیکھا۔۔جس کی سفید رنگت والا چہرہ آج زیادہ ہی روشن تھا۔اور چہرے پر پھیلے بے باک تاثرات شجیعہ کو ابھی سے ہلکان کر گئے تھے۔

URDUNovelians

آپ شاید ناراض تھے۔۔" شجیعہ کو اچانک یاد آیا۔کیونکہ کافی دن سے اس نے میسج یا کال نہیں کیا تھا۔ " اور یہی چیز شجیعہ کو اس کی ناراضگی کا پتہ دے رہی تھی۔نکاح کیا ہوا تھا۔۔شجیعہ کا دل دماغ سب بدل گیا تھا۔۔

"ہاں ناراض تو اب بھی ہوں۔اور وہ تم ہی دور کرو گی۔۔"

میں کیسے؟"شجیعہ گھبرائی تھی۔"

یہ تو تم بہتر جانتی ہو۔۔فلحال میں اپنی بیوی شجیعہ سفیر خان کے پاس آیا ہوں۔۔شجیعہ چوہدری سے " صلح بعد میں کروں گا۔۔اگر وہ مجھے منالے گی تو۔۔"اس نے ہونٹ گول کیے جملہ ادھورا چھوڑا۔

اچھا پہلے چھوڑیں تو سہی، پھر میں آپ کو منالوں گی۔۔"وہ کسمسائی۔"

آہاں۔۔ایسے نہیں شجیعہ سفیر خان، اتنی آسانی سے نہیں۔۔اتنے سالوں کی بے رخی، اتنے سالوں کی " "کم مائیگی کا بدلا اتنی آسانی سے تم نہیں چکا سکتی۔

شجیعہ کا دل بری طرح لرزا۔۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔۔اس نے کب سیدھے منہ اس سے بات کی تھی۔۔ہمیشہ وہی تو اس کی جانب بڑھا تھا۔

سفیر!! وہ لب ترکیے بولی۔۔ لیکن سفیر نے اس کے لبوں پر انگشت رکھ دی۔"

فلحال کوئی صفائی نہیں۔ کوئی وضاحت نہیں۔"اس کی بھاری میں کئی جذبات پنہاں تھے۔"

شجیعہ کے گال دہکنے لگے۔اس نے ہاتھ بڑھا کر کان میں پہنے چوکور ٹاپس کو چھوا۔۔گویا تصدیق کی ہو کہ موجود ہے یا نہیں

میں یہ جدا نہیں کروں گی۔۔"وہ فوری بولی تو سفیر چونکا۔"

میں حیران ہوں کہ جو لڑکی کل تک سیدھے طریقے سے بات کرنا گوارہ نہیں کرتی تھی۔وہ ایسے بدل " "کیسے گئی؟

سفیر کا طنزیہ انداز شجیعہ کو خاصہ چبھا تھا۔۔ لیکن وہ بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔اپنا دل بدلنے پر حیران تو وہ بھی تھی۔

"چینج کرلوں میں؟"

کیوں؟" سفیر نے لاپرواہی سے کہا۔"

ہاسپٹل نہیں جانا؟" شجیعہ نے یاد دلایا۔"

"تو چلو۔۔"

سفیر آپ مجھے الجھا رہے ہیں۔" وہ زچ ہوئی تھی۔"

تم بھی تو الجھا دیتی ہو۔۔آج حساب برابر کر رہا ہوں۔۔"اس کے رخسار پر ہاتھ کی پشت پھیرے وہ" شجیعہ کو ایک بار پھر دہکانے لگا۔

دل جلانے آئے ہیں۔؟" وہ اپنی کپکپاہٹ پر قابو پائے بولی۔ خفا خفا لہجہ اسے نرمی پر مجبور کر گیا۔"

نہیں محبت جتانے۔۔" اگلے ہی پل وہ نرم پڑتا اس کی پیشانی پر پر شدت لب جما گیا تھا۔ دہکتے رخسار" ٹھنڈے پڑ گئے۔۔ جبکہ مٹھیاں اس نے سختی سے بند کر لی۔

اتنی خوبصورت لگ رہی ہو کہ دل چاہ رہا ہے ابھی اسی وقت تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں۔۔ کہ کوئی" تمہیں میری پناہوں سے نکال ہی نہ پائے۔۔پر اب ایسے لے گیا تمہارا باپ تو بعد میں تمہارا بھائی پہلے میری جان لے گا۔۔"اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامے وہ سچے جذبات اس بے مروت سی لڑکی پر عیاں کرتا اسے آنکھیں بھیگ جانے پر مجبور کر گیا۔

سفیر!! اس نے بھیگی نم آواز میں پکارا۔"

حکم میری جان۔۔۔"اس کا انداز، اس کا چہرہ نرمی سے تھامنا۔۔وہ بولتی بھی تو کیا۔"

اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔تو سفیر مسکرا کر فاصلے پر ہوا۔

بیڈ سے اس کی شال اٹھا کر اس نے اس کے بازوؤں سے گزاری کہ نیٹ کے بازو چھپ سے گئے۔۔اور شیفون کا ڈوپٹہ اس نے سر پر اوڑھا کر گردن کے گرد ہلکا سا لپیٹ دیا۔ سیاہ رنگت میں اس کا چہرہ مزید کھلا تھا۔

"اب لگ رہی ہو سفیر خان کی بیوی شجیعہ سفیر خان۔۔"

وہ لجا کر رخ موڑ گئی۔اس نظر کو سہار پانا اب اس کے لیے بہت مشکل ہو رہا تھا۔

جلدی آجاؤ میں انتظار کر رہا ہوں۔۔ساتھ لے تو جاتا تمہیں لیکن لاؤنج میں تمہارے ابا حضور موجود ہیں۔ایسے ہی موڈ آف کر لیں گے۔۔ "

شجیعہ کو بے وجہ ہنسی آئی تھی۔

سفیر اس کی پشت دیکھے باہر نکل گیا۔شجیعہ اپنا موبائل اور بیگ لیے باہر نکلی تھی۔

اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے وہ آج دل سے مسکرائی تھی۔

چلیں !! سفیر نے اجازت چاہی تو اس نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔"

گاڑی حویلی کی حدود سے نکلی، کچھ ہی دیر میں وہ گاؤں سے بھی نکل آئے تھے۔

شجیعہ کبھی سفیر کو دیکھتی اور کبھی باہر کے مناظر میں گم ہو جاتی۔۔وہ خاموشی سے سفر کر رہا تھا۔۔

اس کی خاموشی شجیعہ کو چبھنے لگی تو اس نے پہلو بدلا۔

لیکن پھر موبائل پر ہوتی وائبریشن پر اس کا دھیان بھٹکا۔۔اس نے فوری موبائل دیکھا۔

وہاں موجود شایان ساگر کا نمبر اور میسج آج پہلی مرتبہ اسے نہایت برا لگا تھا۔۔اس نے سختی سے دانت پر دانت جما لیے بنا پڑھے اس نے میسج ڈیلیٹ کیا اور اپنے دماغ میں پنپتے خیالات کو عملی طور پر سفیر کے سامنے پیش کرنے کے لیے اس کی جانب مڑی۔

سفیر !! مجھے نیو فون لینا ہے۔۔"اس نے سامنے دیکھتے کہا۔

سفیر نے اچانک بریک لگائی تھی۔اس کی خواہش غیر متوقع تھی۔

اور یہ جو ہاتھ میں پکڑا ہے اسے کیا مسلہ ہے؟ لاسٹ ٹائم بھی یہ میں نے ہی بھیجا تھا۔اور اسے ابھی اتنی "دیر بھی نہیں ہوئی۔۔

آپ مجھے ایک فون نہیں لے کر دے سکتے۔۔" وہ روہانسی ہوئی تھی۔"

"لے کر دے سکتا ہوں۔۔ لیکن جب تمہارا فون بالکل ٹھیک ہے تو پھر کیوں ضد کر رہی ہو۔۔"

فون خراب ہو گیا ہے۔۔ سفیر۔۔" وہ معصومیت سے بولی۔"

شجیعہ۔۔ کیا میں پاگل ہوں۔۔؟" وہ چڑ کر بولا تو اس نے لب دانتوں تلے دبا کر شرارت سے اثبات" میں سر ہلایا اور اگلے ہی پل ونڈو سے فون زور سے روڈ پر پھینکا۔

سفیر کو گویا جھٹکا لگا تھا۔

پاگل لڑکی یہ کیا کیا؟" وہ صدمے سے بولا۔"

سفیر موبائل باہر گر گیا۔۔" وہ اب بھی معصوم بنی تھی۔۔"

ایک لگاؤں گا۔۔" اس نے ہاتھ بلند کیا جبکہ شجیعہ دہل کر دور ہوئی۔ اور اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔"

اس میں تمہاری تصاویر اور ڈیٹا وغیرہ تھا۔" سفیر کو موبائل کا غم نہیں تھا۔ اس کی حرکت پر افسوس ہوا" تھا۔

آپ کے پاس میری کافی تصاویر ہیں۔ آپ پہلے مجھے فون لے دیں۔ پھر سینڈ کر دینا۔۔ اور اپنی بھی" ڈھیر ساری تصویریں۔۔" وہ مزے سے بولی گویا فرق ہی نہ پڑا ہو۔

تم نے موبائل کیوں پھینکا۔۔؟" سفیر نے ابرو اچکائی۔"

پسند نہیں تھا مجھے۔۔" اس نے نظر چرا کر نخوت سے کہا تو سفیر لب بھینچے دروازہ کھول کر نیچے اترا تاکہ" موبائل اٹھا سکے ،۔ اس میں شجیعہ کی ضروری پکس تھیں۔

سفیر رکیں۔۔" وہ سفیر کو روکنا چاہتی تھی۔پر سفیر موبائل اٹھا کر دیکھ رہا تھا۔"

شجیعہ کا دل کانپ اٹھا تھا۔ جیسے جیسے سفیر موبائل دیکھ رہا تھا شجیعہ کا ڈر و خوف بڑھ رہا تھا۔

سفیر اس کی جانب آیا تو اس نے اپنی شال مٹھیوں میں دبوچ لی۔اور دل ہی دل میں ورد کرنے لگی۔

بہت بری حرکت کی ہے تم نے۔۔مجھے ویسے ہی کہہ دیتی کہ تمہیں نیو موبائل چاہیے میں لے " دیتا۔لیکن اسے توڑنے کی کیا ضرورت تھی۔؟اس میں میری اور تمہاری اتنی یادیں تھی۔۔"

اس نے ٹوٹی سکرین والا موبائل سامنے کیا تو شجیعہ کی جان میں جان آئی۔

آپ کو کہا تو تھا کہ مجھے نیو موبائل لینا ہے۔۔لیکن آپ سوال وجواب کرنے لگے۔۔اب آپ کی نئی " نویلی بیوی آپ سے فرمائش بھی نہیں کر سکتی۔۔" اگلے ہی پل وہ معصومیت کی اعلیٰ مثال بنے نادیدہ آنسو صاف کیے بولی۔ جبکہ سفیر اس کی ڈرامے بازی پر حیران ہوا۔

مسز سفیر خان۔۔آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟" سفیر نے آگے بڑھ کر اس کے ماتھے کو چھوا۔اور پھر " گال پر ہاتھ رکھے۔

میں ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے؟" وہ شانے اچکائے بولی۔"

ایسا لگ رہا ہے میری بیوی کے دماغ کا کوئی سکرو ڈھیلا ہو گیا ہے۔۔ تبھی ایسے پاگلوں والی حرکت " کر رہی ہے۔۔"

سفیر!! وہ دانت پیسے چیخی۔۔"

جبکہ سفیر مسکرایا تھا۔۔اس کی مسکان دیکھتی شجیعہ کو غصہ آیا تھا۔

"سچ سچ بتاؤ۔کیوں پھینکا موبائل؟تم کبھی ایسی حرکتیں نہیں کرتی۔۔"

اس کا بازو پکڑ کر پاس کھینچے وہ سنجیدگی سے بولا۔

شجیعہ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔تاکہ فاصلہ قائم ہوسکے۔

آپ گھر جاکر پوچھ لینا۔۔ابھی ہم روڈ پر ہیں۔"شجیعہ نے نظر چرائی۔"

مجھے ابھی جاننا ہے۔۔"وہ بضد ہوا تھا۔شجیعہ نے اسے دیکھا۔اور پھر گہرا سانس لیا۔۔گویا خود کو تیار کررہی ہو۔۔سفیر کی ناراضگی کے لیے۔۔

اس فون میں کچھ ایسے میسجز اور کچھ ایسی چیزیں تھیں۔جو آپ اگر دیکھ لیتے تو آپ کو ناگوار" گزرتا۔۔اور شاید آپ کو مجھ سے نفرت ہوجاتی۔اور ہمارا رشتہ بھی خراب ہوجاتا۔۔لیکن میں نہیں چاہتی کہ اس خوبصورت بندھن میں بندھنے کے بعد ہم دونوں کے درمیان زراسی بھی نفرت یا ناراضگی ہو۔۔سچ کہوں تو یہ نکاح میرا دل بدل گیا ہے۔۔چند ہی دنوں میں کیا کایا پلٹ ہوئی ہے میں نہیں جانتی۔۔لیکن آپ کا میسج نہ آنا۔۔آپ کا مجھے کال نہ کرنا۔۔مجھے بے چین کرگیا تھا۔۔اور آج آپ کا یوں آنا میرے لیے خوشی کی حد تھی۔"

تو یعنی تمہیں اس الجھے بکھرے گنوار سے سفیر خان سے محبت ہوگئی ہے؟" سفیر نے شجیعہ کو مزید اپنی" جانب کھینچا اور اس کی کمر کے گرد بازو حائل کیا۔

سفیر!! پلیز چھوڑیں۔۔"وہ جو اس سے توقع کیے بیٹھی تھی کہ وہ غصہ کرے گا۔۔متجسس ہوجائے گا کہ" شجیعہ نے ایسا کیوں کیا؟لیکن اس نے سوال بھی وہ کیا تھا جو اس کے مطلب کا تھا۔

پہلے جواب دو پھر چھوڑوں گا۔۔" سفیر کا لہجہ بھاری ہونے لگا۔۔ جبکہ شجیعہ اپنی کیفیت سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"جواب نہیں ہے میرے پاس۔۔ اگر یہی محبت ہے کہ آپ کا پاس آنا، آپ کا خیال آئے تو میرا مسکرا دینا۔ تو سمجھ لیں مجھے آپ سے نکاح والے دن ہی سے محبت ہو چکی ہے۔۔"

سفیر کے دل سے گویا ایک بڑا بوجھ سرکا تھا۔ اس کی دعائیں شاید قبولیت کا درجہ پا گئی تھیں۔ شجیعہ چوہدری اس سے محبت کرنے لگے۔۔ اس کی تمنا اس نے بہت پہلے کی تھی۔ اور آج وہ تمنا وہ دعا قبول ہو چکی تھی۔

"تم نے جو کیا اچھا کیا۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں پہلے ہی تم سے نکاح کر لیتا تاکہ میری بیوی کو تھوڑی عقل آجاتی۔۔" اس کے پھولے گالوں کو نظر کے حصار میں لیے وہ شجیعہ کا منہ پھولانے کا موجب بنا۔

"بہت برے ہیں آپ۔۔ میں پہلے سے ہی سمجھدار تھی۔" اس کے سینے پر ہاتھ مارتی وہ سیدھی ہونے لگی۔ لیکن سفیر گستاخی کر چکا تھا۔۔ اگلے ہی لمحے وہ سرخ پڑتے چہرے سے دور ہوئی۔ اور بلاوجہ شال درست کرنے لگی۔ جبکہ گال الگ قندھاری ہو گئے تھے۔ وہ اپنی انگلیاں چٹخاتی نظر ہی نہ اٹھا پائی تھی، جبکہ سفیر سیٹی کی دھن بجاتا گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔

"موبائل لینا ہے یا نہیں؟" اس کے کپکپاتے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھے وہ دوبارہ اس کی جانب جھکا۔ اور دلفریبی سے بولا۔

"نہیں چاہیے مجھے۔۔" اس نے سفیر کا ہاتھ جھٹکا۔۔"

ابھی تو اتنی محبت کی باتیں ہو رہی تھی۔۔اور اب کیا ہوا۔؟" وہ لب دبائے شرارت پر آمادہ" ہوا۔۔۔گویا اپنی حرکت کا زرا سا بھی احساس نہ ہو۔

سفیر۔۔،" شجیعہ چڑ کر بولی۔لیکن سفیر کی نظراب بھی اس کے پھولے پھولے گالوں پر تھی۔جو اس" کی توجہ بھٹکا رہے تھے۔

شجیعہ نے دہل کر اپنے گالوں پر ہاتھ رکھا کہیں وہ دوبارہ نہ چھو لے۔۔

میری نگاہ اس مرتبہ کہیں اور ہے۔۔"اس کا جذبات سے بوجھل لہجہ، بھٹکی نگاہ اور تنہائی کا احساس" شجیعہ کو رونا آنے لگا۔۔

اچھا رونا مت۔۔۔کچھ نہیں کر رہا میں تنگ کر رہا تھا،۔۔"اس کی روہانسی صورت دیکھے وہ بمشکل اپنے" جذبات کنٹرول کر پایا تھا۔۔

شجیعہ نے سانس بحال کیا اور سفیر کو دیکھا۔جس کی نرم گرم نگاہیں، اسکا چوڑا وجود شجیعہ کو اپنی مضبوط پناہ گاہ لگی۔اس نے ڈیش بورڈ پر پڑے اپنے موبائل کو دیکھا۔۔اس میں موجود سم بھی وہ توڑ دینے کا ارادہ کر چکی تھی۔تاکہ وہ شخص جواب اس کا کچھ نہیں لگتا تھا۔۔دوبارہ اس کو ان بھٹکی راہوں میں بہ کھینچ لے جو سراسر اسے گمراہی کی جانب لے جاتی۔۔اور نہ وہ سفیر کو اپنا وہ سیاہ چہرہ دیکھانا چاہتی تھی۔۔وہ اس رشتے کو مخلص طریقے سے نبھانے کا عہد اپنے نکاح والے دن ہی کر چکی تھی، پھر وعدہ خلافی کر کے وہ کیونکر اپنا اور سفیر کا رشتہ خراب کرتی،

وہی دوسری جانب سفیر خان مطمئن ہو چکا تھا۔۔ شجیعہ اگر ہر اپنی ناگواریت کو بھلا کر اس کی جانب آئی تھی تو وہ بھی ناشکرا بن کر اس کا ہاتھ نہیں جھٹک سکتا تھا۔ نادانیاں تو ہر شخص کرتا ہے۔۔ شجیعہ چوہدری نے بھی کی تھی۔۔ لیکن وہ اس لڑکی کی خاطر اس کی ہر نادانی کو آرام سے معاف کر سکتا تھا۔

شجیعہ نے سفیر کے سٹیرنگ پر رکھے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

اب کیا چاہیے؟" وہ اس کی جانب مڑا۔ "

ڈیٹ پر جانا ہے مجھے آپ کے ساتھ۔۔" وہ لب دبا کر بولتی سفیر کو آنکھیں پھیلانے پر مجبور کر گئی" تھی۔

تم ایکسڈنٹ کرواؤ گی۔۔" اس نے شجیعہ کا مخملی ملائم ہاتھ لبوں سے لگایا۔ "

ساتھ مر جانے میں مجھے کوئی افسوس نہیں ہو گا۔۔" اس کا غیر متوقع جواب سفیر کو احساس دلا گیا تھا" کہ وہ سچ میں کیپٹن سفیر خان کی بیوی ہے۔۔ جو شاید خطروں سے نہیں ڈرتی۔

خطرناک لڑکی۔۔" سفیر نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔ "

اس نے سفیر کے بازو کے گرد اپنا ہاتھ لپیٹا اور سر بھی بازو اور کندھے پر ٹکا دیا۔

سفیر کے دل کو قرار آنے لگا۔۔ اس کی کسی بھی فرمائش کو وہ رد نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

"ویلکم بیک آریان!! نئی زندگی بہت مبارک ہو۔۔"

ڈاکٹر اس کا چیک اپ کر کے جا چکے تھے۔ ہوش تو اسے کافی دن سے آگیا تھا پر ابھی اس کے دماغ پر زیادہ زور ڈالنا ٹھیک نہیں تھا۔۔اس لیے یزدان بھی آج اس دے ملنے آیا تھا۔وہ بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔جب یزدان اندر داخل ہوا۔

اس نے خالی نگاہ سے اسے دیکھا۔اور لبوں نے بے ساختہ اس لڑکی کا نام پکارا۔گویا انتظار میں ہو کہ اس لڑکی کے بارے میں جان سکے۔

یزدان حیران ہوا تھا۔۔اس نے نہایت آہستگی سے اس کا نام لیا تھا۔لیکن یزدان سن چکا تھا۔

کیسا محسوس کر رہے ہو۔۔؟"یزدان نے نیا سوال کیا تو اس نے یزدان کو دیکھا جیسے اپنے سوال کا " جواب چاہتا ہو۔

وہ ٹھیک ہے،"۔"

اتنا عرصہ کوما میں رہنے کی وجہ سے صد شکر تھا کہ اس کی یاداشت پر اثر نہیں پڑا تھا۔لیکن وہ کافی کمزور ہو چکا تھا۔

"کک کہاں ہے وہ؟اور دارم سہگل۔۔۔وہ۔۔۔؟"

وہ مر چکا ہے، فلحال زیادہ سوال جواب مت کرو۔۔اس وقت تمہیں خود کو ایک نئی جنگ کے لیے تیار " کرنا ہے۔۔میں روز کو جلد تمہارے پاس لاؤں گا۔"

مجھے ابھی اس سے ملنا ہے۔۔"آریان گویا ذرا سی بھی دیر نہیں چاہتا تھا۔"

فلحال وہ تم سے ملنا نہیں چاہتی۔۔"وہ چند توقف کے بعد بولا۔"

پر مجھے ابھی اس سے ملنا ہے۔۔اسے کہے کہ میرے سامنے آئے۔۔اگر وہ یہاں ہے تو اسے کہو میرے" سامنے آئے۔۔"آریان بیڈ سے اٹھنے لگا۔

"تم بیٹھو، اٹھنا مت یہاں سے میں اسے بلاتا ہوں۔۔"

اس کی طبعیت بگڑ جانے کے خیال سے وہ کھڑا ہوتا باہر نکل گیا۔زین یہاں نہیں تھا ورنہ وہ معاملہ سنبھال لیتا۔

آریان کی بے قرار نگاہیں اس دروازے پر جم گئی تھیں۔

کچھ لمحے گزرے تھے جب یزدان اندر داخل ہوا۔

کک کہاں ہے وہ؟"آریان نے فوری سوال کیا۔یزدان اسے دیکھتا فاصلے پر ہوا۔تو پیچھے کھڑی اس" دشمنِ جان کو دیکھے آریان کو اپنی دید کی پیاس بجھتی محسوس ہوئی۔وہ صحیح سلامت تھی۔۔

روز!!!"آریان کے لبوں نے ایک بار پھر جنبش کی۔جبکہ روز کے چہرے پر تلخی پھیل گئی۔وہ" معصوم سی لڑکی اس وقت بے رحم بنی کھڑی تھی۔اس نے آریان کو نہیں دیکھا۔

تم بات کرو۔میں آتا ہوں۔۔"روز نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔"

باس!!"یزدان نے نفی میں سر ہلایا۔اور وہاں سے نکل گیا۔"

آریان کی نظر گویا اسی پر جم چکی تھی۔

بے بی پنک ہائی نیک شرٹ کے ساتھ وائٹ جینز پہنے وہ لڑکی اب شاید پہلے سے زیادہ حسین ہو چکی تھی۔گولڈن بال لئیرز میں کٹے کندھوں پر بکھرے تھے۔لبوں پر گلوز لگائے وہ اس روز سے بالکل

مختلف تھی۔ نیلی آنکھوں کو وہ دیکھنے کا قاصر تھا۔ کیونکہ ایک تو فاصلے پر تھی دوسرا وہ نگاہ جھکائے ہوئے تھی۔اس کا دل بن بولے شکوے پر شکوے کیے جا رہا تھا۔۔ان چند سالوں کا حساب مانگنا چاہتا تھا۔۔ لیکن شاید روز اپنا دل پتھر کر چکی تھی۔

کیسی ہو روز۔۔۔؟"آریان نے اس کے چہرے سے بمشکل نظر ہٹائے پوچھا۔"

میں ٹھیک ہوں۔۔ مسٹر آریان۔۔"اس نے پُر اعتمادی سے جواب دیا تھا۔ گویا اسے فرق نہ پڑا ہو کہ " مقابل کون ہے؟

اس کا اردو لب و لہجہ اسے حیرت سے دوچار کر گیا۔

"تم۔۔۔"

آپ کو کچھ چاہیے۔۔ مسٹر آریان۔؟"اس نے اجنبیت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ جبکہ آریان سمجھ چکا تھا" کہ وہ ناراض ہے۔۔۔بے حد ناراض۔۔اور وہ حق پر ہی تھی۔

مجھے تم چاہیے روز۔۔"اس نے بلاتوقف کہا۔۔روز کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔اس نے اپنی نیلی سی" آنکھیں اٹھا کر آریان کو دیکھا۔ دل کو قرار سا آنے لگا تھا۔۔اتنے سالوں بعد وہ شخص سامنے آیا تھا تو دل تو بے قابو ہونا ہی تھا۔ لیکن وہ اپنی کیفیت اسے ستم گر پر کبھی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

نیور۔۔میں آپ کو کبھی نہیں ملوں گی۔۔" وہ بھیگی ہوتی آنکھیں رگڑتی باہر بھاگی تھی۔۔آریان نے " ہاتھ بڑھایا گویا اسے روکنا چاہتا ہو۔لیکن وہ جاچکی تھی دروازہ بند ہوچکا تھا۔آریان مٹھی بھینچ کر رہ گیا تھا۔

یزدان کی کمرے میں موجودگی کو محسوس کیے روز نے فوری اپنے آنسو رگڑے۔

آریان سے شادی کرلو روز۔۔اس مشکل وقت میں تم ہی اسے سنبھال سکتی ہو کیونکہ وہ اپنے قریب کسی " کو نہیں آنے دے گا۔۔ "

سر میں اس آدمی سے کبھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔آپ مجھے بار بار مجبور مت کریں۔ "

آپ جانتے ہیں وہ مجھے اس وقت چھوڑ کر گیا جب مجھے اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔اور آج اسے " میری ضرورت ہے تو میں چپ چاپ اس سے شادی کرلوں،۔واہ کیا انصاف ہے۔۔

روز نے انکھوں کی نمی کو چھپائے دلگیری سے کہا۔

"انصاف نہیں، یہی بہتر ہے روز۔۔تم ایک دوسرے کا غم سمجھ سکتے ہو۔ "

"سر پلیز۔۔"

"تم جانتی ہو میں نے تم سے اتنے سال یہ حقیقت کیوں چھپائے رکھی کہ آریان تمہیں چھوڑ کر کیوں گیا؟"

یزدان کی بات نے اسے سر اٹھانے پر مجبور کیا تھا۔

"سر مجھے کچھ نہیں جاننا۔۔وہ جھوٹا ہے۔۔"

"تمہیں جاننا پڑے گا روز۔وہ جھوٹا نہیں ایک سچا شخص ہے۔۔۔کیونکہ وہ تمہاری خاطر ہر طوفان سے ٹکرایا ہے۔۔اور تمہاری خاطر ہی وہ موت کے منہ سے واپس آیا ہے۔۔"

روز کا حلق خشک ہوا۔

"وہ تمہیں اس دن بچانے والا تھا۔۔لیکن اس کے بھائی نے اسے اتنی مہلت نہیں دی۔مجھے زیادہ تو نہیں پتہ لیکن اس نے آخری لمحات میں شایان کا ہی نام لیا تھا۔شایان ساگر،آریان ساگر کا چھوٹا بھائی ہے۔۔لیکن اس کے کارنامے بہت بڑے ہیں۔تم دارم سہگل کی رہائی سے نکلی تھی۔۔تو وجہ آریان ہی تھا۔کیونکہ تمہارے بارے میں کسی کو اتنا پتہ ہی نہیں تھا۔۔جانتی ہو کیوں؟کیونکہ وہ تمہیں کسی کے ہاتھوں برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔اس نے تم پر آئی ہر مصیبت اپنے اوپر سہی۔۔میجر زین کے ہاتھوں میں سانسوں سے ہارتے ہوئے اس نے تمہاری حفاظت مانگی تھی۔۔اسے اللہ کے بعد اگر کسی پر یقین تھا تو میجر زین پر تھا۔کیونکہ میجر زین نے ہر معاملے میں اس کی مدد کی تھی۔

"باس وجہ چاہے جو بھی ہو۔۔اب میں اپنی اس زندگی سے مطمئن اور بہت خوش ہوں۔"

"روز تم اپنے باس کو انکار کر رہی ہو۔"

میں آپ کو کبھی انکار نہیں کر سکتی۔پر آپ مجھے مجبور کر رہے ہیں۔۔"اس نے فوری کہا تو یزدان نے" بھوری آنکھوں میں خفگی لیے اسے دیکھا۔

مجھ سے بات مت کرنا۔۔اور ٹھیک ہی ہے میں تم پر ویسے بھی کوئی حق نہیں رکھتا۔۔تو تم کس حق "سے میری بات مانو گی۔

یزدان سنجیدگی سے کہتا باہر نکل گیا۔جبکہ روز کا دل بے چین ہوا تھا اسے آریان ساگر پر شدید طیش آیا تھا۔

وہ کمرے میں آیا تو تعبیر آرام کر رہی تھی۔

کافی دن ہو چکے تھے۔۔لیکن وہاج کا کچھ پتہ نہیں تھا۔اسے طیش بھی آرہا تھا۔لیکن وہ زین کی وجہ سے کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔اور یہ بھی احساس تھا کہ وہاج سلطان کی جاب دوبارہ سیٹ ہوئی ہے۔۔وہ اس وقت رانا شاکر کے کیس میں الجھا ہوا تھا۔جس وجہ سے وہ اسے تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔کیونکہ رانا شاکر اس کا کافی نقصان کر چکا تھا وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ رانا شاکر کو وہاج سزا دلوائے۔

تعبیر کی طبعیت اسے کافی بوجھل لگ رہی تھی۔

وہ احساس نہیں دلا رہی تھی لیکن یزدان کو واضح محسوس ہو رہا تھا۔۔اسی کے خیال سے وہ فلحال شایان سا گر سے بھی نہیں ملا تھا۔کیونکہ زین بھی زری کی وجہ سے گاؤں ہی تھا۔۔اور کچھ وہ حویلی میں ہوئے حملے کے معتلق تفتیش میں مصروف تھا۔۔آریان کا معاملہ تبھی ایک جانب تھا لیکن یزدان دل سے چاہتا تھا کہ روز اور آریان کو وہ ایک بندھن میں باندھ دے کیونکہ آریان کو اس وقت صرف روز ہی سنبھال سکتی تھی۔وہ سر جھٹک کر اس کے پاس آیا۔

تعبیر!! وہ قریب بیٹھا تو تعبیر نے بوجھل آنکھیں کھولی۔۔اس کی تیز خوشبو ہی اسے نیند کی وادیوں " سے کھینچ لاتی تھی۔

ہمم!! وہ اس کی جانب مڑتے ایک بار پھر آنکھیں موند گئی۔ "

کیا ہوا ہے؟ کل سے آپ کافی مرجھائی ہوئی ہیں میں لڑاکا تعبیر کو بہت مس کر رہا ہوں۔۔"اس نے " تعبیر کے گھنے بالوں میں انگلیاں چلائی تو تعبیر کو سکون آنے لگا۔

پتہ نہیں بس دل کر رہا ہے میں سوتی رہوں۔بہت نیند آرہی ہے۔" وہ بھاری ہوتی آواز سے بولی تو " یزدان اس کے قریب نیم دراز ہو گیا۔۔اس کا سر اٹھا کر سینے پر رکھے وہ تعبیر کو اپنے حصار میں لے چکا تھا۔۔ تعبیر نے زرا سی آنکھیں کھولی اور پھر بند کر لی۔

ڈاکٹر کے پاس چلیں؟"اس نے ہنوز بالوں میں انگلیاں پھیرے کہا۔۔ "

نن نہیں بس تم میرے پاس رہو۔۔ہمیشہ۔۔کبھی دور نہیں جانا۔۔"اس کا سوال کے الٹ جواب پر " یزدان بوجھل سا مسکرایا۔وہ لڑکی بوجھل سی ہو رہی تھی تو یزدان کو اپنی طبعیت بھی بوجھل محسوس ہونے لگی۔۔اس کی مسکراہٹ اس کا لڑنا جھگڑنا یزدان کے لیے انرجی جیسا تھا۔

"ایک بار چلتے ہیں ڈاکٹر کے پاس۔"

کل چلیں گے۔۔ابھی مجھے سونا ہے۔۔" وہ اس کے گرد اپنا بازو پھیلاتی مزید سینے میں چھپی۔"

" اتنے دن سے آپ نے مجھے گھر میں قید کیا ہوا ہے۔۔کام کاج کروں گا تو آپ کو خوش رکھ سکوں گا"

ساری عمر کام ہی کرنا ہے۔۔فلحال میرے پاس رہو۔۔خبردار جو تم نے جانے کی ضد کی میں گاؤں چلی جاؤں گی یا وہاج بھائی کے پاس۔۔"۔

خبردار جو آپ نے جانے کی بات کی۔مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔"اس نے فوری تعبیر کا چہرہ ہاتھ " میں ایک جانب سے تھام کر بلند کیا۔

اس نے اپنی مندھی مندھی آنکھیں کھولی۔اور پھر مسکرائی گویا اس کی بے چینی پر لطف آیا ہو۔

ڈر لگتا ہے میرے دور جانے سے۔۔؟" تعبیر شاید اسے تنگ کرنا چاہتی تھی یا پھر ہر بار کی طرح محبت " کا یقین چاہتی تھی۔

بہت زیادہ۔۔"اس نے بلاتامل کہا۔"

مجھے بھی ڈر لگتا ہے جب تم کسی اور کو دیکھتے ہو کسی اور کی فکر کرتے ہو۔۔کیونکہ تم تو صرف میرے " ہو۔۔صرف تعبیر کے۔" وہ بھی اس کے گال پر ہاتھ رکھ چکی تھی۔۔لہجہ ہلکا سا بھاری تھا۔۔

"آپ کا ڈر بے جا ہے۔کیونکہ یہ دیوانہ صرف آپ کا ہے۔۔صرف تعبیر یزدان کا۔۔"

اس کا سر چومتے وہ پر یقینی سے بولا۔

تعبیر کی مسکان بحال ہونے لگی۔یزدان اس کی جانب جھکا تھا۔۔اسی پل یزدان کا موبائل رنگ ہوا۔

اس نے لب بھینچ کر ٹیبل سے فون اٹھایا۔تو کمال ملک کا نمبر تھا وہ حیران ہوا۔۔وہ بہت کم اسے فون کرتے تھے۔۔آج ان کا فون آنا اسے کچھ پریشان کر گیا تھا۔

اس نے تعبیر کو دیکھا تو اس کی سانسیں تیز ہو رہی تھی۔۔یعنی وہ سو چکی تھی۔۔یزدان کو تشویش ہونے لگی۔۔کچھ دیر پہلے وہ باتیں کر رہی تھی اور اب وہ سو بھی گئی تھی۔

اس نے تعبیر کا سر تکیے پر رکھا تھا اور خود باہر نکل گیا تاکہ۔کمال ملک سے تفصیلی بات کر سکے۔۔اور تعبیر کی نیند بھی خراب نہ ہو۔

آپ کے تایا ابو کا انتقال ہو گیا ہے۔۔اس نے تعبیر کو بدقت یہ خبر سنائی تھی۔"

تعبیر کے آنسو بے ساختہ بہے۔

"میں جانتا ہوں، یہ وقت بہت کھٹن ہے۔۔لیکن آپ کو ہمت کرنی ہو گی۔۔"

اس نے تعبیر کو ساتھ لگائے دلگیری سے کہا۔

مجھے گاؤں جانا ہے۔۔یزدان۔۔مجھے لے چلو۔۔" وہ آنسو رگڑتی بولی تو یزدان نے اثبات میں سر ہلایا۔"

میں روز کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔۔" تعبیر کے آنسو دیکھنا اس کے لیے برداشت سے باہر تھے۔"

صنم کو یہ خبر دینا ازحد مشکل تھا۔۔ لیکن فلحال اس سے یہ سب اوجھل ہی رکھنا تھا۔۔

وہ روز کو حکم دیتا، اس روم کی جانب بڑھا جہاں باسط اور روز کے ساتھ وہ میٹنگ کرتا تھا۔

کچھ ہی دیر میں باسط کمرے میں آ چکا تھا۔

صنم کے تایا کا انتقال ہو چکا ہے۔ لیکن اسے اس سب سے بے خبر ہی رکھنا ہے۔۔ کیونکہ وہاں شایان "ساگر بھی ضرور آئے گا۔۔"

"جی باس آپ فکر نہ کریں۔ میں اس کا خاص خیال رکھوں گا۔۔ پر آریان۔۔؟"

"اس کی فکر مت کرو، روز کو میں سمجھا دوں گا۔۔۔ تم اس کے سامنے ابھی مت جانا۔۔"

"پر باس۔۔۔"

میں سمجھتا ہوں روز اس شخص کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔ لیکن تم اور میں روز کو اچھے سے جانتے" ہیں۔۔ "یزدان مدھم سا مسکرایا تو باسط نے بھی سر ہلایا تھا۔

"شاید میری واپسی کل تک ہو۔ کیونکہ اس مرتبہ میں تعبیر کو ہرگز اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا۔۔

"آپ دھیان رکھیے گا۔۔ تعبیر میم کا، اور یہاں کی فکر مت کیجیے گا۔۔"

یزدان نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ گاؤں کے لیے نکل چکے تھے۔

"ہمیں گاؤں جانا ہے۔۔" وہاج کے جلدی گھر آنے پر وہ حیران تھی۔اس دن کے بعد دونوں میں ایک بار فاصلے حائل ہو چکے تھے۔۔جو انابیہ کو ایک بار پھر اداسیوں کی جانب دھکیل رہے تھے۔

لیکن آج اس کا اچانک آنا اسے بوکھلاہٹ میں مبتلا کر گیا تھا۔کچھ اس کی سرخ آنکھوں نے مزید پریشان کیا تھا۔

"وہاج سب ٹھیک ہے؟"

"میرے تایا ابو کا انتقال ہو گیا ہے تو ہمیں جانا ہے۔۔"انابیہ کا ساکت رہ گئی تھی۔۔سرخ آنکھوں کا راز جان گئی تھی۔

"وہاج ! ! وہ ازرہ ہمدردی آگے آئی۔"

"دس منٹ میں تیار ہو جاؤ۔۔ہمیں جلدی نکلنا ہے۔۔"وہ رخ موڑے بولا۔جبکہ انابیہ کا دل کٹا تھا۔۔وہ شخص کبھی بھی اس کا خیال نہیں کرتا تھا۔

"ٹھیک ہے میں، چینج کرلوں۔۔" سرد موسم کی وجہ سے وہ بلیک ٹائٹس کے ساتھ لونگ ویلوٹ کی پلین شرٹ پہنے ہوئے تھی۔۔سوئٹر کی وجہ سے اس نے ڈوپٹہ نہیں لیا تھا۔

"ایسا کرنا شلوار قمیض پہن لینا۔۔"اس نے انابیہ کے حلیے کو بھانپ کر اسے کہہ کر قدم روکنے پر مجبور کیا۔

سب ملبوسات بھی وہی لایا تھا۔۔ لیکن پھر اس کا کہنا سمجھ نہیں آیا۔اس نے مڑ کر وہاج کو دیکھا۔تو جواب بھی مل گیا تھا۔اسکا حلیہ گھر کے لحاظ سے تو ٹھیک تھا لیکن کہیں جانے کے لیے مناسب نہیں تھا۔

وہ چپ چاپ اوپر بڑھ گئی۔۔تاکہ پیکنگ بھی کر سکے نا جانے ان کی واپسی کب ہوتی۔

سوٹ کیس میں چند جوڑے رکھ کر اس نے ایک سادہ سفید ڈریس لیا، جس کے ساتھ شال ٹائپ ڈوپٹہ تھا۔سویٹر پہن کر وہ باہر نکل آئی۔

دس منٹ سے پہلے ہی وہ نیچے موجود تھی۔

وہاج نے اس کے ہاتھ سے سوٹ کیس لیا۔اور گیراج میں آیا۔۔

دروازہ اچھے سے لاک کر کے وہ سفر پر روانہ ہوئے۔

انابیہ نے اچٹتی سی نگاہ اس شخص کے چہرے پر ڈالی۔۔لیکن وہ لب بھینچے سرخ آنکھوں سے گاڑی چلا رہا تھا۔

انابیہ کو بلاوجہ ہی رونا آنے لگا۔۔اس کا دل اب تھکنے لگا تھا۔۔دل چاہتا تھا اس دنیا سے ہی رہائی لے لے۔کوئی شخص اتنا بھی پتھر دل ہو سکتا ہے،اس شخص میں شاید جذبات ہی نہیں تھے۔اسے نہ انابیہ کے آنسو پگھلاتے تھے نہ ہی اس کی معافی۔

آپ کی ستمگری خاموشی کسی دن انابیہ کی جان لے جائے گی۔اور جس دن ایسا ہوا، آپ انابیہ سلطان "
" کو ڈھونڈتے خاک کریدنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ لیکن آپ کے ہاتھ میں ہوگی خاک فقت خاک۔۔

وہ وہاج سلطان کو دیکھ کر سوچ ہی سکی تھی۔۔ کہہ کر بھی اس ستمگر کو کونسا اثر ہوتا۔۔؟ لیکن شاید اس کی سوچیں وہاج سلطان تک پہنچ گئی تھیں تبھی وہ اس کی جانب مڑا تھا۔

انابیہ نے نگاہ پھیر لی۔

اس نے گاڑی روکی تو انابیہ نے سامنے دیکھا۔ لیکن خاموشی ہی رہی۔

وہاج پچھلی جانب مڑا اور اپنی شال اٹھائی۔ اور انابیہ کی گود میں رکھ دی۔

"سردی کافی ہے اور سفر بھی لمبا ہے۔۔ سیٹ سے ٹیک لگا کر شال اوڑھ کر سو جاؤ۔۔"

چند پل۔ جو اپنے دل میں اس کی ستمگری کے شکوے پالے بیٹھی تھی۔۔ اب اس کی فکر پر آنکھیں بھر آئی۔

مجھے نیند نہیں آ رہی۔۔"اس نے بھیگی سی آواز میں کہا تو وہاج نے گود سے شال اٹھالی۔"

وہاج میں۔۔" وہ کہنا چاہتی تھی لیکن وہاج نے شال کھول کر انابیہ کے اوپر پھیلائی۔۔ اور جھک کر سیٹ تھوڑی پیچھے کر دی۔

انابیہ کو اپنی کچھ دیر پہلے کی سوچ پر افسوس ہوا۔ وہ چپ چاپ سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر پاؤں اوپر کر چکی تھی۔ وہاج نے اسے دیکھا اور سفر کو دوبارہ شروع کیا تھا۔

اس نے ٹھیک ہی کہا تھا۔۔ انابیہ کو نیند آنے لگی تھی۔۔ اور کچھ ہی دیر میں وہ سو بھی چکی تھی۔

وہاج اب مطمئن تھا۔۔ ورنہ اس کی وجہ سے وہ گاڑی فل سپیڈ پر نہیں دوڑا سکتا تھا۔

"مجھے اس شخص سے شادی نہیں کرنی۔۔نہ اس کی شکل دیکھنی ہے۔۔ایک تو باس مجھے اس کی ذمہ داری دے کر چلے گئے ہیں"۔۔وہ پاؤں پٹکتی اب چڑ سی گئی تھی۔

رات کے نو بج چکے تھے۔آریان کے کھانے کا وقت ہو رہا تھا۔۔لیکن اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ دوبارہ اس کا سامنا کرتی

پر اس کو میڈیسن بھی تو دینی ہے۔۔"وہ انگلیاں چٹخاتے بڑبڑائی۔"

میں چلی جاؤں گی، وہ میرے لیے ایک فرض جیسا ہے۔۔نہیں ہے مجھے اس کی فکر نہ ہی۔۔۔"وہ لب دبا گئی، شکوہِ محبت ابھی عیاں کرنے کا وقت نہیں تھا۔

وہ اپنا حلیہ آئینے میں دیکھنے لگی۔

اولیو گرین وول شرٹ کے ساتھ اس نے بلیک جینز پہنی تھی۔۔اوپر چھوٹی سی جیکٹ جو سردی کے باعث پہنی تھی۔گولڈن بال آج پونی ٹیل میں قید تھے۔پاؤں میں نارمل ہیل شوز اور لبوں پر ہمیشہ کی طرح گلوس لگایا ہوا تھا۔

اپنی پونی ٹائیٹ کیے وہ گہرا سانس لیتی باہر نکلی۔

آریان کا کھانا بھی اسے بیسمنٹ سے لینا تھا۔ تبھی وہ ارد گرد نگاہ ڈالتی نیچے بڑھی۔

کچن سے کھانے کی ٹرے لے کر وہ سانس بحال کرتی آریان کے روم کے پاس آ ٹھہری۔چند پل سانس لیا، اور پھر دروازہ نوک کیا۔اندر سے آواز آنا مشکل تھا۔۔اسی لیے اس نے اپنا انگوٹھا لاک پر رکھا۔۔دروازہ چند سیکنڈ بعد ہی کھلا تھا۔

وہ بیڈ پر بیٹھا ناجانے کن سوچوں میں مگن تھا۔روز جو اپنے دل کا حال چھپانے میں کوشاں تھی۔۔اس کا چہرہ دیکھتے ہی سب دعوے ہی کہیں جاسوئے۔۔فکر چہرے پر پھیلنے لگی۔۔وہ شخص اس کے درد کی دوا ہوا کرتا تھا۔۔سزا، تکلیف تو اس نے بھی کاٹی تھی۔

آجاؤ روز۔۔" وہ چھت کو گھورے بولا۔"

سر جھٹک کر وہ آگے آئی۔

باس نے کہا ہے کہ کھانا ٹائم پر کھا لینا۔۔"وہ ٹرے ٹیبل پر رکھے بولی۔"

بھوک نہیں ہے۔۔"وہ سیدھا ہوا۔جبکہ وہ فوری فاصلے پر ہو گئی، کہیں وہ اس کو چھو نہ لے۔"

بھوک نہیں ہے تو پھر بھی کھانا ہے۔۔اور یہ میڈیسن بھی لینی ہے۔۔"وہ پیشہ ورانہ انداز میں بولی۔"

تم ناراض ہو۔۔؟"آریان کو اپنا سوال نہایت بے تکانہ لگا۔۔کیونکہ روز نے اسے تلخ بھری نگاہ سے " دیکھا۔

وہ بیڈ سے نیچے اتر کر کھڑا ہوا تھا۔

باس چاہتے ہیں کہ میں تم سے شادی کرلوں۔۔ لیکن کیسے کرلوں رایان ؟ تمہیں دیکھ کر مجھے وہ سب یاد آنے لگتا ہے۔ تمہارا وہ مجھے مارنا۔۔ مجھے دارم سہگل کے آگے پھینکنا۔۔۔سب کا سب یاد آتا ہے۔اور پھر مجھے تم سے نفرت ہونے لگتی ہے۔جو میں نے آج تک کسی سے نہیں کی۔ "روز کا مخصوص لب ولہجہ آج رنجیدگی میں اٹا ہوا تھا۔

جبکہ اس کی بھیگی بھیگی آنکھوں کو دیکھے آریان کو وہ سب ظلم وہ سب ستم از سر نو یاد آنے لگے۔۔ لیکن وہ خاموش رہا تھا۔۔ سینے پر ہاتھ باندھے آریان ساگر اس وقت روز کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔یوں جیسے اپنی آنکھوں میں جذب کررہا ہو۔اسی ایک چہرے نے تو اس کی نگاہ کو جکڑ لیا تھا۔۔اسے دارم سہگل کے حوالے کرتے اس کا دل بری طرح دھڑکا تھا۔۔اور آج بھی ایسا ہی تھا۔

تم نے آج تک کسی سے نفرت نہیں کی؟ "رایان ساگر کی گھمبیر بھاری سی آواز پر اس نے آنسو رگڑ کر اسے دیکھا گویا اس کے سوال کی وجہ جاننا چاہی ہو۔پر زیادہ دیر یہ بھی ممکن نہیں رہا تھا۔اس کی گہری شہد رنگ آنکھیں روز کو ان کہے جذبات سے بھری محسوس ہوئی تھی۔

بتاؤ روز !! "وہ چند قدم آگے آیا جب وہ پیچھے ہوئی۔۔وہ قریب آنے لگا تھا۔۔ جبکہ روز کی بھیگی گلابی سی آنکھوں میں گھبراہٹ نمودار ہونے لگی۔۔اس نے لب دبا کر اپنی کیفیت چھپانی چاہی۔

نیور۔۔۔میں تمہیں کبھی کچھ نہیں بتاؤں گی۔۔ "وہ دیوار سے لگے بولی۔جبکہ دل ویسے ہی دھڑک کر ہلکان ہو رہا تھا۔

پھر کسے بتاؤ گی۔۔؟"اس نے ہاتھ دیوار پر رکھے اسے دیکھا۔جس کی سفید رنگت اب گلابی ہونے لگی تھی۔"

پیچھے ہٹو!!۔۔"زندگی میں وہ کبھی بھی اتنا نہیں گھبرائی تھی جتنا اب گھبرائی تھی۔"

تم میرے علاوہ کسی کو کچھ بتا ہی نہیں سکتی۔کیونکہ تمہاری تکلیف میں نے دیکھی تھی۔۔اور اس تکلیف سے رہائی بھی میں نے ہی دلوائی تھی۔اور تم جیسی لڑکی نفرت کرنا جانتی ہی نہیں ہے۔"

روز نے زخمی نگاہ اس پر ڈالی۔پر اگلے ہی پل آنکھوں میں خوف بھر آیا۔۔جب اس نے اپنی شرٹ کا بٹن کھولا۔

یہ کیا کرنے والے ہو؟"روز نے دونوں مٹھیاں بند کی جبکہ رایان ساگر اب دوسرا بٹن بھی کھول چکا تھا۔

رایان۔!! دور ہٹو۔ورنہ میں تمہیں مار دوں گی۔۔" وہ پاکٹ سے اپنا چاقو نکالنا چاہتی تھی۔۔جب رایان نے اس کا ہاتھ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی شرٹ کو کھسکایا۔۔جہاں کندھے سے تھوڑا نیچے زخم کا نشان تھا۔گول سا نشان۔۔جواب بھر چکا تھا۔لیکن وہ نشان روز بھولی نہیں تھی۔

ایک پل کے لیے اس کی پلکیں لرزی تھیں۔۔پر رایان نے ہاتھ چھوڑ کر اس کی تھوڑی کو تھامے چہرہ اوپر کیا۔۔جیسے جتایا ہو کہ دیکھو مجھے۔۔۔اس زخم کو دیکھو۔

تم نے اگر میری وجہ سے تکلیف میں تھی تو میں نے بھی صرف تمہارے لیے یہ گولی کھائی تھی۔ تم" سے پہلے سب کو میں نے تکلیف دی۔ لیکن تم پر آ کر جیسے میرا دل مجھے روک گیا تھا۔ خیر تم یقین نہیں کرو گی۔۔ لیکن ہم دونوں نے ہی درد زخم اذیت برداشت کی ہے۔ تو کیا اچھا نہیں ہو گا کہ ہم دونوں ہی "ایک دوسرے کے درد کا مداوا بن جائیں۔

روز جیسے کچھ کہنے کے لائق نہیں رہی، اس زخم سے جڑی یادیں اسے تکلیف دینے لگی تھی۔ پر پھر بھی وہ اس شخص سے شادی ہرگز نہیں کر سکتی تھی۔۔ تبھی چڑ کر بولی تھی۔

میں تم سے کبھی بھی شادی نہیں کروں گی۔۔ مسٹر ساگر۔۔ کیونکہ میری بربادی کا آغاز تم نے کیا" "تھا۔

"لیکن میں تم سے ضرور شادی کروں گا کیونکہ میری رہائی کی تم آخری اور واحد سہارا بنی تھی۔"

رایان نے جیسے اسے ہر طرح سے لاجواب کر دیا تھا۔

ضبط ٹوٹنے لگا تھا۔۔ اس کا دل چاہا اس کے سینے سے جا لگے۔ اور اتنے سالوں میں گزرے ہوئے ہر دن کا حساب مانگے۔۔

بس کچھ دن۔۔میں تمہارے اور اپنے درمیان ہر فاصلے کو مٹادوں گا۔۔ تمہارے ہر درد کا مداوا کروں " گا۔مجھ پر ایک آخری مرتبہ یقین کرلو۔۔"اس کے کنوھوں کو تھامے وہ لجاجت سے گویا ہوا تو روز کے آنسو بہہ نکلے۔۔

کیسے یقین کرلوں۔۔میں وہاں انتظار کرتی رہی لیکن تم نہیں آئے۔۔میری امید ٹوٹ گئی تھی۔۔سب " برباد ہوگیا تھا۔۔۔پھر اب اتنے سالوں بعد تم آکر میرے زخموں کو کرید رہے ہو۔۔" وہ چہرہ جھکائے بولی تو آریان کو خود پر طیش آنے لگا۔۔کتنا کمزور تھا وہ کتنا بے بس۔۔ایک بھائی کی وجہ سے وہ آج اس حالت میں تھا۔

تمہارے زخموں کو کریدنے نہیں ان پر مرہم رکھنے کے لیے آیا ہوں۔اب ہم دونوں میں موت کے " " سوا کوئی دوری نہیں لاسکتا۔۔بس اتنا سا یقین کرلو۔۔

روز نے اپنا چہرہ اٹھایا۔۔تو آریان کی شہد رنگ آنکھوں میں سچائی واضح تھی۔

روز نے اس کے بازو جھٹکے اور باہر کی طرف بڑھی۔

روز۔۔آریان نے اسے پکارا۔"

کھانا کھالینا۔اور میڈیسن بھی لے لینا۔۔باس مینشن میں نہیں ہیں، کل یا پرسوں تک آجائیں " گے۔۔ب" وہ ہدایت دیئے اسے جتا بھی گئی تھی۔آریان کے لب پھیلے تھے۔

یعنی وہ مان چکی تھی۔ بس اپنے باس کے بنا کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔اور یہی احساس آریان کے لیے طمانیت کا باعث تھا۔

"کھانا بنانا آتا ہے تمہیں؟"

باسط جو کب سے موبائل میں مصروف تھا۔۔ صنم کو اسے دیکھ دیکھ کر غصہ آرہا تھا۔ جسے وہ کمرے میں فالتو سامان سے زیادہ کچھ نہیں سمجھ رہا تھا۔۔اب ایک دم موبائل سے سر اٹھا کر اس نے صنم سے پوچھا۔۔جو کسی بھی وقت نیند کی وادیوں میں گم ہو جاتی۔۔

تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔؟" باسط سنجیدگی سے گویا ہوا۔اس نے باسط کو دیکھا۔۔جو ماتھے پر بل " لیے ہوئے تھا۔۔ صنم کو اس کے ماتھے کے بل دیکھ کر نا جانے کیوں مزہ آیا۔

اتنی رات کو کیا کھانا ہے آپ کو؟" وہ ابرو اچکاتی باسط سے استفسار کرنے لگی۔ "

"تم بتاؤ بنانا آتا ہے یا نہیں یا میری قسمت میں یہ بھی سکھ نہیں ہے۔۔"

فون والی سے پوچھ لیں۔۔" وہ اب بھی ڈھٹائی سے بولی۔ "

صنم۔۔" اس نے دانت پیسے۔ "

نہیں آتا۔۔ مجھے تو کچھ بھی بنانا نہیں آتا۔۔!" اس نے شانے اچکا کر معصومیت کی انتہا کی۔ "

"پتہ تھا مجھے۔۔۔ تم جیسی نکمّی کام چور لڑکی میری ہی قسمت میں ہو گی۔"

باسط بڑبڑایا۔

"میں نے آپ کے آگے ہاتھ نہیں جوڑے تھے کہ آپ مجھ سے شادی کریں۔ خود ہی نکاح کیا تھا۔"

وہ منہ بگاڑ کر بولی۔۔

"تمہاری زبان زیادہ ہی نہیں چل رہی۔۔"

وُہ کاؤچ سے اٹھا تو صنم بھی بیڈ سے کھڑی ہوئی دوسری جانب اتر گئی۔

"باسط میں نے آپ کو جواب دیا ہے۔ کوئی زبان نہیں چلائی۔۔"

صنم اب بھی ڈٹی رہی۔

کھانا تمہیں بنانا نہیں آتا۔۔ کوئی کام تمہیں کرنا نہیں آتا۔۔اور پھر کہتی ہو کہ میں نے صرف جواب دیا "ہے۔۔جو نکمّی لڑکیاں ہوتی ہیں۔۔انہیں اپنے شوہر کے سامنے تو زبان بھی نہیں کھولنی چاہیے۔۔

اچھی زبردستی ہے۔۔اب میں بولوں بھی نہیں۔۔؟" صنم کو باسط پر شدید طیش آنے لگا۔"

رکو میں بتاتا ہوں کیا زبردستی ہے۔۔؟"اس کے نازک سراپے پر ایک گہری نظر جمائے وہ اس کی "جانب بڑھا۔

صنم کا حلق خشک ہوا۔۔وہ قدم پیچھے لینے لگی۔۔پر پیچھے دیوار سے پشت لگی تو گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"باسط مجھے کھانا بنانا بھی آتا ہے۔۔اور باقی کام بھی آتے ہیں۔آپ کو بھوک لگی ہے۔۔کیا کھائیں گے آپ،؟مجھے بتائیں میں بنا کر لاتی ہوں۔"اس کی تفصیل پر باسط کو ہنسی آئی۔

"پر اب مجھے بھوک نہیں ہے۔۔"وہ اس کی دونوں کلائیاں بلند کیے بولا۔

"اچھا پھر سو جائیں۔کیونکہ مجھے بھی نیند آ رہی ہے۔۔" باسط سے نگاہ چراتی وہ بوکھلا کر بولی۔

"اب مجھے نیند بھی نہیں آ رہی۔۔کب سے تو تم اپنی نظر اندازی پر پیچ وتاب کھا رہی تھی۔اب جب توجہ دے رہا ہوں تو تم کھانے اور سونے کے بہانے ڈھونڈ رہی ہو۔۔"

اس کے تل پر آج پھر اس نے نظر جمائی تھی۔

صنم کو حیرت ہوئی تھی۔۔یعنی وہ بے خبر نہیں تھا۔

"مجھے بوریت ہو رہی تھی۔۔اسی لیے میں ایسے بیٹھی تھی۔۔ایسی ویسی کوئی بات نہیں تھی۔"

"پر میرے دل میں ایسی ویسی بہت سی باتیں ہیں۔۔"وہ گھمبیر تا سے بولا تو صنم کا دل کانوں میں دھڑکنے لگا۔آج وہ دیر نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ تبھی جھک کر وہ گال کا تل لبوں سے چھو چکا تھا۔اس کا پر شدت لمس صنم کو مٹھیاں بند کرنے پر مجبور کر گیا۔آج کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔نہ کوئی دستک ہوئی،نہ ہی کسی نے مداخلت کی۔وہ اسے چھو چکا تھا۔وہ بے حس وحرکت ہو چکی تھی۔

باسط نے اس کی دونوں کلائیاں چھوڑی تو اس نے ہاتھ پہلو میں گرا لیے۔ سانس بلاوجہ ہی پھول سا گیا تھا۔

پہلے جھوٹ کیوں بولا کہ تمہیں کھانا بنانا نہیں آتا؟" اس کے چہرے کو تھوڑی سے دبوچے وہ بھاری" سی آواز میں بولا۔ جبکہ صنم کو اپنے گال پر اب بھی اس کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔ نظر اٹھانا اس کے لیے محال تھا۔

غصہ آ رہا تھا مجھے۔۔" وہ بنا کسی تکلف کے بولی۔"

یعنی محبت تو تمہیں بھی ہے۔۔" باسط نے اس کے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے کیا۔۔ اس کی انگلیوں" کے لمس نے اسے کپکپانے پر مجبور کیا۔

آپ کرتے ہیں مجھ سے محبت۔؟" صنم نے دل میں کب سے کلبلاتا سوال پوچھا۔ "

پہلے کرتا تھا۔ لیکن اب میری محبت تم نے خود دفن کر دی۔۔" وہ تلخ سا بولتا صنم کا سارا فسوں توڑ " گیا۔۔ چند پل وہ اسے پھیلی آنکھوں سے دیکھتی رہی۔ لیکن پھر گال پر آنسو بہے۔۔

باسط استہزائیہ مسکرایا۔۔ یعنی آنسو بہانے کو بے وجہ کہا ہو۔

تو پھر کیوں کی مجھ سے شادی۔۔ کیوں یہاں لائے کیوں میری جان بچائی اگر محبت دفن ہو چکی " ہے۔۔"

اس کا گریبان مٹھیوں میں دبوچتی وہ دبا دبا غرائی۔ صنم کو اپنی کیفیت سمجھ سے باہر لگی تھی۔ وہ محبت کی ترجمانی چاہتی تھی لیکن اس نے دل ہی توڑ دیا تھا۔

بس کبھی کبھی عہد نبھانے پڑتے ہیں۔ سمجھ لو وہی نبھارہا ہوں۔ ورنہ شادی، محبت تو میں کسی سے بھی کرلیتا۔۔" وہ اب بھی اس کے دل سے کھیل رہا تھا۔

کونسے عہد کیسے وعدے باسط؟" وہ شدت گریہ سے بولی تو باسط مسکرایا۔۔ صنم کو اس کی مسکان " حد درجہ بری لگی تھی۔

تمہاری بہن سے وعدہ کیا تھا تمہاری، حفاظت کروں گا۔۔ تمہیں تمہارے بھائی کے شکنجے میں پھنسنے " نہیں دوں گا۔۔" صنم کے ہاتھ پہلو میں گر گئے۔۔ جبکہ باسط نے اپنی آنکھوں کی سرخ آنکھیں میچ کر چھپائی۔

"یعنی میں آپ کے لیے صرف ایک فرض ہوں۔۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔۔؟"

وہ صدماتی انداز میں بولی۔۔ جیسے گہرا صدمہ پہنچا ہو،

انابیہ بھی وہاج کو دیوانوں کی طرح چاہتی تھی۔ لیکن تمہیں اس کی محبت فریب لگتی تھی،۔زرفشاں " بھی زین کو بے انتہا محبت کرتی تھی لیکن تم نے ہر بار ان کی محبت میں دڑاڑ ڈالنے کی کوشش کی۔ میرا بھائی شجیعہ کو اپنی زندگی مانتا ہے۔۔ لیکن تم وہی زندگی چھین کر اپنے بھائی کو دینا چاہتی تھی۔۔ تو پھر میں تم سے محبت کیوں کروں صنم؟ بتاؤ کوئی وجہ باقی ہے کہ میں اپنی محبت تم پر نچھاور کرسکوں، تمہیں بتاسکوں کہ میں نے تم سے محبت کی ہے یا نہیں؟ اور تمہیں تو محبت نہایت فضول جذبہ لگتا ہے۔ "

الزام ہیں یہ باسط۔۔" اتنے الزامات کی بوچھاڑ پر وہ تڑپ ہی تو گئی تھی۔ "

ہر قاتل ہر مجرم یہی کہتا ہے۔۔" وہ طنزیہ گویا ہوا تو صنم کو شدت سے رونا آیا۔۔ "

میں نے صرف انابیہ اور وہاج کو برباد کیا ہے۔۔جس کا پچھتاوا شاید مجھے موت کے منہ میں لے جائے۔" وہ باسط کو تڑپا گئی تھی لیکن وہ فلحال اسے احساس دلانا چاہتا تھا۔۔

زرفشاں کی محبت کو مجھے علم نہیں تھا۔اور شجیعہ کا بھی مجھے بعد میں پتہ چلا تھا۔۔اس دن میں مال میں شجیعہ کو اپنے بھائی سے بچانے کے لیے ہی آئی تھی۔ کیونکہ میں جان گئی تھی کہ بھائی ایک خونی ہیں۔ لیکن آپ میرا یقین کیوں کریں گے۔۔۔اور آپ کیسے کہہ سکتے ہیں مجھے آپ سے محبت نہیں ہے؟" اس نے باسط کا گریبان ایک بار پھر جکڑا اور بھیگی آواز میں چیخی۔

باسط نے اسے سینے میں بھینچا۔۔ جبکہ وہ دونوں ہاتھوں سے اس کے سینے پر ہاتھ مارتی شدت سے روئی تھی۔

باسط کو اس کی حالت کنٹرول سے باہر لگی تھی۔

"پچھتاوے ہی تو باقی رہ جاتے ہیں صنم۔۔"

میں تکلیف میں ہوں باسط۔۔ایک بار مجھے وہاج اور انابیہ سے ملوادیں۔۔آپ کو خدا کا واسطہ ہے۔۔میں معافی مانگ لوں گی تو شاید مجھے تھوڑا قرار آجائے۔۔میں وہ وقت واپس نہیں لاسکتی، لیکن معافی تو مانگ سکتی ہوں اپنے جرم کا اقرار تو کرسکتی ہوں۔۔ مجھے وہاج بھائی کی ہر سزا قبول ہو گی۔۔"

وہ اسے کے گرد بازو حائل کیے اپنے دل میں پنپتے سارے خیالات بنا رکے اسے بتاتی چلی گئی۔

باسط کو اس پر ترس آنے لگا۔

وہ بری نہیں تھی لیکن بری بنادی گئی تھی۔۔کچھ خطائیں اس کی اپنی تھی۔کچھ اس سے کروائی گئی تھیں۔

اچھا رونا بند کرو۔۔" باسط نے اس کو سیدھا کیے چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔"

صنم کا نم گلابی چہرہ اسے تڑپا رہا تھا۔۔وہ سسکیاں بھرتی باسط کو سلگا رہی تھی۔

صنم بس کرو۔۔" باسط بمشکل اپنے دل کو سنبھالے سختی سے بولا۔۔جو بے تکانہ خواہش کیے بیٹھا" تھا۔لیکن فلحال وہ دل کی ہر خواہش کو نظر اندر کرنا چاہتا تھا۔

صنم نے آنکھیں رگڑی۔۔باسط نے اس کے چہرے سے اپنے ہاتھ نہیں ہٹائے۔۔

میں ٹھیک ہوں۔" سمٹے فاصلوں کا ادراک ہوا تو وہ کسمسائی تھی۔"

میں نے کب کہا تم ٹھیک نہیں ہو؟" وہ ہنوز بھاری آواز میں بولا۔صنم نے لب دانتوں تلے دبالیا۔"

باسط چہرے سے ہاتھ ہٹائے اس کی کلائی پکڑے بیڈ کی جانب لایا۔

رات کافی ہو چکی ہے۔۔سو جاؤ۔" وہ واپس مڑنے لگا۔۔لیکن صنم نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے روک" لیا۔

جانے دو مجھے۔۔" وہ برہمی سے گویا ہوا۔"

باسط۔" صنم کی آواز بھیگی محسوس کیے وہ سرعت سے مڑا۔"

دونوں نے نگاہ ملی تو باسط کا دل بے اختیار ہوا۔ وہ تذبذب کا شکار ہوا۔ تو صنم بے چین ہوئی تھی۔

وہ اسی کے قریب بیٹھا اور پھر اسی تھوڑی سی جگہ پر لیٹ گیا۔ اسے اپنے قریب کھینچا۔ تو وہ سینے سے آ لگی۔

صنم کا دل شدت سے دھڑکا،۔ اس نے سینے پر ہاتھ رکھا جو سید ھا دل کے مقام پر جا ٹھہرا تھا۔

اس کا کپکپاتا وجود، لرزتی پلکوں کا جوڑا باسط کو ان کہے جذبات کی جانب مائل کر رہا تھا۔

بعض اوقات محبت سے زیادہ فرض اہم ہوتے ہیں۔ میں بھی فرض نبھا رہا ہوں۔۔ ہاں محبت فلحال کہیں چھپ چکی ہے،۔ "

"چھپی ہوئی محبت زیادہ دیر نہیں چھپ سکتی۔ ہاں دفن کی گئی محبت کو ظاہر کرنا تھوڑا مشکل ہو گا۔۔ " وہ بولی نہیں تھی۔ لیکن اس کا چہرہ سارے راز بحال کر رہا تھا۔

باسط نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے مزید قریب کیا۔ فاصلے کم ہوئے تو دل ایک ہی راہ میں دھڑکنے لگے۔

رونا پچھتاوا کہیں جا سویا تھا۔ اب صرف بے نام سی قربت تھی۔۔ جو دونوں کو دہکا رہی تھی۔

ہاتھ بڑھا کر اس نے لیمپ آف کیا تو صنم نے اس کی شرٹ مٹھی میں دبوچ لی۔

اس کے چہرے پر جھکتا وہ صنم کی ہر راہِ فرار کو مسدود کر گیا تھا۔ صنم اس کی پناہوں میں چھپتی اس کی محبت کی بارش میں بھیگتی چلی گئی تھی۔

اس کی سماعت میں میٹھی سرگوشیوں کے سُر جگائے

وہ شخص کچھ دیر پہلے کیے گئے دعوؤں سے مکر گیا تھا۔۔ صنم نے طمانیت سے اس کے سینے پر سر رکھا۔۔اور آنکھیں موند لی تھی۔کیونکہ محبت کا ادراک ہو چکا تھا۔

دھوپ ہونے کے باعث آج زین اسے ٹیرس میں لے آیا تھا۔۔

اس کی وہیل چئیر کو اس نے ٹیبل کے قریب روکا۔اور خود چئیر پر بیٹھا۔

زری خاموشی سے زین کو دیکھنے لگی۔۔جو سفید شلوار سوٹ میں سیدھا دل میں سما رہا تھا۔۔خود وہ کھلا سا فراک پہنے ہوئی تھی۔۔گھنے بال پشت پر پھیلے تھے۔جسے کیچر سے آدھا سمیٹا ہوا تھا۔

موبائل بپ پر اس نے اپنے موبائل کو دیکھا تو چہرے پر غضب بڑھنے لگا۔۔پر پھر اس نے کچھ ٹائپ کر کے موبائل ایک طرف رکھا۔

"اپنے مجرم سے ملنا چاہو گی؟"زری نے دہل کر زین کو دیکھا,جس کے چہرے پر اس وقت کوئی تاثر نہیں تھا۔اسے وہ اجنبی سا زین لگا۔

"مم مجرم کک کون؟"

جس نے تمہیں چھونے کی جرات کی تھی۔۔" اس نے زری کے دونوں ہاتھ لبوں سے لگا کر اپنے ہونے کا احساس دلایا۔۔اجنبیت کی جگہ اب اپنا پن چہرے پر ظاہر ہونے لگا۔ لیکن آنکھوں میں آگ سی تپش تھی۔۔جو دھیرے دھیرے ہی کم ہوتی۔

آپ کو وہ مل گیا؟" اس نے سہم کر پوچھا۔آواز نہایت آہستہ تھی۔ "

اس نے میری زندگی کو چھوا تھا۔اسے تو میں پاتال سے بھی ڈھونڈ لاتا۔۔" وہ مسکرایا تو زری کو اس کی مسکان میں ایک وحشت سی محسوس ہوئی۔ وہ کپکپائے بنا نہیں رہ سکی۔

مجھے اس کا سامنا نہیں کرنا زین۔۔، اس نے انکار کیا۔ "

تمہیں ،اسے سزا دینی ہے۔۔" وہ سپاٹ انداز میں بولا۔ "

آپ میرے زین ہی ہیں ناں؟" اس نے تسلی چاہنے کے لیے اس کا کف تھام لیا۔جو اکثر وہ تھام لیتی تھی۔ "

" تمہارے علاوہ کس کا ہو سکتا ہے یہ زین چوہدری؟"

اس کی جبین کے خم کو انگوٹھے کی پور سے دبائے وہ واپس اپنے تاثرات نرم کرنے لگا۔۔

ان چند دنوں میں وہ خود کو جس طرح ضبط کے مراحل سے گزار رہا تھا۔یہ اس کا دل اور اس سے جڑا ایک شخص جانتا تھا۔

سندری کے۔۔"اس نے نگاہ چرائے کہا۔ جبکہ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ زین کو غصہ آجائے گا۔۔اور" اس کا ذرا سا بھی غصہ کرنا زری جیسی معصوم لڑکی کی برداشت سے باہر تھا۔

ہر گز نہیں۔"اس نے فوری نفی کی ،۔تو اس نے چہرے پر کئی سوالات کی پر چھائی لیے اسے دیکھا۔"

صنم عرف سندری کی شادی ہو چکی ہے۔۔اور جانتی ہو کس سے سے ہوئی ہے۔۔؟"اس نے خم پر ہنوز" انگوٹھا سہلائے کہا۔

"یہ مت کہیے گا کہ آپ اس سے نکاح کر چکے ہیں، قسم سے میں مر جاؤں گی۔۔"

زین کی مسکان سمٹ گئی۔آنکھوں میں لال ڈورے ڈیرا جمانے لگے ،۔زری کو اپنی جلد بازی پر افسوس ہوا۔

باسط خان سے شادی ہوئی ہے اس کی۔۔"زین نے بے تاثر انداز میں کہا۔زری کے دونوں ہاتھ پاؤں" ایک دم ٹھنڈے پڑ گئے۔

باسط بھائی سے۔۔؟"وہ بڑبڑائی تو زین نے اثبات میں سر ہلایا۔اور اس کے سامنے سے اٹھ گیا۔گویا ناراضگی ہنوز قائم ہو۔

زین۔۔!! وہ بے قراری سے پکار اٹھی تو زین نے قدم روک لیے۔"

"ابھی میں اتنی بھی ٹھیک نہیں ہوئی۔۔جو آپ مجھے یہاں تنہا چھوڑ کر جا رہے ہیں۔۔"

زین کو اس کے انداز پر ہنسی آئی تھی۔ تبھی رکھی سے ٹرے لے کر وہ واپس آیا اور ٹیبل پر ٹرے رکھی۔ جس میں اس کے لیے سوپ اور ڈرائے فروٹس تھے۔۔

تمہارا زین تمہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔۔ لیکن اگر الٹے سیدھے لفظ منہ سے نکالو گی تو سزا ملے گی۔؟" "

وہ نرمی سے بولا۔

پھر سوپ۔۔زین میں نے نہیں پینا۔۔اب تو میں ٹھیک بھی ہو گئی ہوں" وہ چڑ کر بولی۔ "

یہ سزا ہے میری جان۔۔"اس نے سوپ کا باؤل ہاتھ میں پکڑا تو زری نے پھولے چہرے کے ساتھ "

اسے دیکھا تھا۔

کوئی اور سزا دیں لیکن اس سوپ کو مجھ سے دور کر لیں۔۔" وہ ناک سکوڑے بولی،۔ "

وہ سزا تم برداشت نہیں کر پاؤ گی۔۔"اس کی سماعت کے قریب جھکے بے باکی سے بولا جبکہ زین کے "

سرسراتے لب اسے اپنے کان پر محسوس ہوئے تھے۔

زری کے سفید گال دہک اٹھے تھے۔

ہم باہر ہیں زین۔۔" وہ لب تر کیے بولی،۔"

اچھے سے جانتا ہوں۔۔ تبھی اتنے فاصلے پر موجود ہوں۔۔"بوجھل سا انداز، زری کو گھبراہٹ میں "

مبتلا کرنے لگا۔

زین، آپ کی اماں جان آجائیں گی۔۔وہ کیا سوچیں گی؟"زری کو کچھ سمجھ نہ آیا تو صدیقہ بیگم کے "

آنے کا بہانہ گڑھا۔

ان کی فکر نہ کرو۔۔اب وہ ہمیں قریب قریب دیکھے خوش ہوں گی۔۔" چہرہ قریب کیے وہ گھمبیر تا سے" بولے اسے لاجواب کر گیا۔

زین سوپ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔"اس نے زین کی توجہ سوپ کی طرف دلوائی تھی۔"

زین نے نفی میں سر ہلایا اور پھر سوپ کا چیچ اس کے لبوں کے قریب کیا۔

ایک مرتبہ ٹھیک ہو جاؤ۔۔سارے حساب بے باک کروں گا۔۔"اس کی پیشانی چھوئے وہ زری کو" کپکپانے پر مجبور کر گیا تھا۔

ایک پورا دن سوگواری میں گزر چکا تھا۔

یزدان وہاج کے ساتھ ہی تھا۔۔جبکہ عورتیں حویلی میں موجود تھیں۔اسے تعبیر کی فکر ستا رہی تھی۔۔ کل سفر کے دوران بھی اس کی حالت نیم غنودگی میں رہی تھی۔۔وہ اسے ہاسپٹل لے کر جانا چاہتا تھا۔لیکن وقت مناسب نہیں تھا۔اور اس کے بعد اس کا تعبیر سے سامنا نہیں ہوا تھا۔اور اس نے حویلی کے اندر جانا مناسب بھی نہیں سمجھا تھا۔

مجھے آج گھر جانا ہے۔۔وہاج سلطان۔۔" اس نے گہری سنجیدگی سے کہا۔"

تو چلے جاؤ تمہیں کس نے روکا ہے؟" وہاج نے شانے اچکائے تو یزدان نے دانت پیسے۔"

میں اپنی بیوی کو لے کر جاؤں گا۔۔اسے بلاؤ۔۔" وہ غرایا تھا۔۔جبکہ وہاج نے ماتھے پر بل نمایاں کیے۔"

"اس کے تایا جان کی موت ہوئی ہے۔۔اسے کچھ دن یہی رہنے دو۔۔"

ہر گز نہیں۔۔میں اپنی بیوی کو لیے بغیر نہیں جاؤں گا۔۔تم تعبیر کو لے کر آتے ہو یا میں خود چلا جاؤں۔؟"

یزدان کی ایک ہی ضد تھی۔

یزدان!! وہ دبا دبا بولا تو یزدان نے نفی میں سر ہلایا۔"

وہاج اس کا ہاتھ پکڑے کھڑا ہوا۔۔یزدان نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا تھا۔اتنی دوستی تو تھی نہیں کہ وہ اس کا ہاتھ پکڑ لیتا۔۔

تمہاری بیوی کے پاس ہی لے کر جا رہا ہوں۔جس کے بغیر۔۔تم میرا جینا حرام کر رہے ہو۔۔" وہ نخوت سے بولا تو یزدان کے چہرے کی رونق بحال ہونے لگی۔

" مجھے لگتا ہے تمہیں اپنی بیوی کی یاد آ رہی ہے تبھی اتنی آسانی سے میری بات مان لی۔۔"

وہ وہاج کو چڑانے سے بعض نہیں آیا تھا۔وہاج کا دل چاہا ایک پنچ اس کے منہ پر مار دے۔جو ہمیشہ اسے زچ کر دیتا تھا۔

وہ حویلی کے اندر داخل ہوا تو لاؤنج میں چند مہمان موجود تھے۔نجمہ بیگم بھی وہی تھیں۔

امی تعبیر کہاں ہے؟" وہاج نے نجمہ بیگم سے پوچھا۔"

اپنے کمرے میں آرام کر رہی ہے انابیہ بھی وہی ہے۔ جاؤ دیکھو صبح سے انابیہ بھی پریشان سی ہے۔۔اور " تعبیر کی شاید طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔۔ مہمانوں کی وجہ سے مجھے وقت نہیں مل رہا تھا۔ ورنہ میں دیکھ لیتی۔"

یزدان کا دل بے قرار ہونے لگا۔اسے شک تھا کہ تعبیر کی طبعیت ٹھیک نہیں ہو گی۔۔اور اب تو وہ اسے دیکھنے کے لیے بے چین ہو چکا تھا۔

آپ چلیں میرے ساتھ۔۔" وہاج نے نجمہ بیگم کو کہا۔ جبکہ یزدان نے سیڑھیوں کی جانب " دیکھا۔اور پھر بنا کسی کا خیال کیے اوپر بڑھ گیا۔

یزدان!! وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔۔ لیکن سامنے کا منظر اس کا خون بھی کھولا گیا تھا۔"

انابیہ ریلنگ کے قریب کھڑی تھی۔ جبکہ شایان ساگرا اپنے پورشن سے ان کے پورشن میں آرہا تھا۔ جس طرف وہ کھڑی تھی۔۔اسی جانب دروازہ تھا۔جو دو پورشن کو آپس میں ملاتا تھا۔ وہ اپنے خیالات کی دنیا میں تھی، تبھی ارد گرد سے غافل تھی۔

سردی کے باعث بلیک شال کندھوں پر اوڑھے اونچی پونی ٹیل کیے بلیک منی سویٹر پہنے، وہ وہاج سلطان کو دور سے بھی اپنے حسن کا نظارہ کرواتی محسوس ہوئی یا پھر یہ اس کی نظر کا کمال تھا۔ کہ وہ لڑکی اس کے دل میں بسی ہوئی تھی، تبھی وہ اس کا روپ ازبر کیے ہوئے تھا۔

شایان ساگر کی نظر بھی اس لڑکی پر گئی تھی۔

وہ خوبصورت سی لڑکی اپنے حلیے سے اس حویلی کی نہیں لگ رہی تھی۔

وہاج کے اوپر جانے سے پہلے ہی یزدان اور شایان ساگر آمنے سامنے آچکے تھے۔

یزدان بھی ٹھٹک کر رکا۔۔جبکہ شایان کی نظر بھی بدلی تھی۔اور وہاج لاؤنج میں ہی موجود تھا۔

تم؟شایان نے ابرو اچکائی۔نئے نئے چہرے اسے حویلی میں دیکھنے کو مل رہے تھے۔۔اپنے کام کی وجہ "
سے وہ سب کو نظرانداز کرتا رہا تھا۔

نوفل یزدان، تعبیر ملک کا شوہر۔۔"یزدان نے ہاتھ آگے بڑھایا۔"

شایان کو جھٹکا لگا تھا۔اس کی بھاری آواز ہاتھ بڑھانے کا انداز کسی کی یاد دلا گیا تھا۔مگر کس کی یاد دلا گیا تھا
وہ سمجھ نہیں پایا۔

شایان نے اس کا چہرہ دیکھا،اور پھر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

میرا نام شایان ساگر ہے۔۔ساگر گروپ آف انڈسٹریز کا مالک،اور یہی گاؤں میں میرا ایک ہاسپٹل "
ہے۔۔"اس نے تفصیلی تعارف کروایا تھا۔۔گویا اسے متاثر کرنا چاہتا ہو۔

میں کچھ دن پہلے ہی آپ کے بارے میں پڑھ رہا تھا۔۔آپ کا امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس آسمان کی "
بلندیوں کو چھو رہا ہے۔۔میں بھی اپنا بزنس شروع کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔اس سے پہلے میری کئی
"بوتیکس ہیں۔۔جو انٹرنیشنل لیول پر بھی متعارف ہو چکی ہیں۔۔

"ڈیٹس گریٹ۔۔کیاایج ہے آپ کی؟"

شایان کو اتنا تو پتہ تھا کہ وہ تعبیر سے کافی چھوٹا ہے۔۔لیکن دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔۔جس دن اسے تعبیر کے نکاح کا پتہ چلا تھا وہ تیز رفتاری سے گاؤں ہی جارہا تھا لیکن راستے میں ہی اس کا ایکسڈنٹ ہوا تھا۔۔جہاں اسے شجیعہ چوہدری ملی تھی۔۔اس دن وہ تعبیر کے نکاح کو ہی روکنا چاہتا تھا۔۔لیکن شجیعہ چوہدری کا خوبصورت چہرہ اسے ہر شے سے بیگانہ کرگیا تھا۔اوراس چہرے کو دیکھ کر وہ انتقام بھی تو بھولا تھا۔جس کا انجام اس کے سامنے آج موجود تھا۔

عمر میں کیا رکھا ہے؟میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میرا تجربہ آپ سے زیادہ ہے۔۔"اس" کے لہجے کا رعب،شایان ساگر کو بھی متاثر کرگیا تھا۔۔

ڈیٹس گریٹ۔۔آپ سے پارٹنرشپ کرنے میں مزہ آئے گا۔"یزدان کو اپنا تیر نشانے پر جاکر لگتا ہوا" محسوس ہوا۔

میں اپنی بیوی سے مل کر آتا ہوں۔کاروبار سے زیادہ وہ میرے لیے زیادہ ضروری ہے۔کیونکہ اس کی "وجہ سے آج میں اس مقام پر ہوں۔۔

شایان نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ جسے یزدان نے تھام کر دبایا۔ اور جانے کے لیے مڑا۔ شایان کے ذہن میں جھماکہ ہوا تھا۔

آپ شاید وہی ہیں، جس کے بارے میں سنا گیا تھا کہ آپ نے پانچ قتل کیے ہیں۔ اور آپ نے تعبیر" سے محبت کا دعویٰ بھی کیا تھا۔؟" شایان کا تمسخر اڑاتا لہجہ اسے واضح محسوس ہوا لیکن وہ مسکرایا تھا۔

محبت کا دعویٰ نہیں عہدِ عشق کیا تھا۔ جس کا ثبوت آج آپ کے سامنے ہے کہ وہ میری بیوی، میری " پہلی اور آخری محبت ہے۔ کیونکہ کر گزرنے والوں میں سے ہوں۔۔ ویسے آپ کا کافی جلدی یاد نہیں آگیا۔"

شایان کو اس کا انداز خاصا چبھا تھا۔

پسند تو وہ بھی تعبیر کو کسی زمانے میں کرتا تھا۔

"مطلب میرا شک۔۔"

یزدان!! اپنے پیچھے تعبیر کی آواز سن کر وہ شایان کو بھی نظر انداز کر گیا تھا۔"

وہ بوجھل آنکھوں کے ساتھ کچھ فاصلے پر ہی کھڑی تھی۔۔ وہ نیند سے جاگ کر آئی تھی۔۔ اس کا الجھا حلیہ یزدان کو بے قرار کر گیا تھا۔ جبکہ شایان اپنی نظر اندازی پر کڑھ کر رہ گیا تھا۔

اسے اپنی نظر اندازی حد درجہ بری لگتی تھی۔ اور اس شخص نے وہی حرکت کی تھی۔

"تعبیر ! ! کیا ہوا آپ کو ؟اور یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے ؟ کل سے میں آپ کو نظر نہیں آیا اور آپ کا خیال نہیں کر سکا تو آپ نے اپنی یہ حالت بنالی ۔۔اب ہر وقت میں آپ کا خیال رکھنے کے لیے آپ کے پاس نہیں رہ سکتا ناں ۔۔"

شایان کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ۔۔ محبت کا ایسا مظاہرہ اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔

اپنی عمر سے بڑی لڑکی کو وہ ایک بچی کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا۔

"یزدان میں ٹھیک ہوں ۔۔ ہاتھ ہٹاؤ اپنے ۔۔" وہ گھبرائی تھی ۔۔شایان کے ساتھ وہ اسے کھڑا دیکھ چکی تھی۔ تبھی اس کی جانب آئی تھی۔

وہاج بھی اوپر آچکا تھا ۔۔اس نے شایان ساگر پر قہر آلود نگاہ ڈالی ۔۔اور انابیہ کی جانب بڑھا۔ جو راہداری میں کھڑی خود کو تنہا محسوس کر رہی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کمرے میں جائے یا یہیں ٹھہری رہے۔

شایان ساگر کو اپنا وہاں ٹھہرنا بے مقصد لگا، لیکن اس کی نظر تعبیر پر ہی جمی تھی۔ جو اس شخص کی ہمراہی میں کافی خوبصورت ہو چکی تھی ۔۔اس کی ناک کا پرپل ڈائمنڈ کندھوں پر بکھرے بال ، غرض وہ عام سی تعبیر تو لگی ہی نہیں تھی ۔۔وہ تو یزدان کی تعبیر تھی ، جو بدل گئی تھی

نظر بھٹک کر یزدان پر گئی، وہ شخص اسے کسی کی یاد دلا رہا تھا۔اس نے اپنے دماغ پر زور دیا۔۔ لیکن چاہ کر بھی اسے یاد نہیں آ رہا تھا۔

وہاج میں تعبیر کو لے کر جا رہا ہوں۔۔"یزدان کا حکمیہ انداز اور وہاج کے ماتھے کے بل ایک ساتھ " ابھرے۔

تم کمینے تو ہو اتنا مجھے پتہ ہے۔۔ لیکن یہاں اپنا کمینہ پن نہ دکھاؤ۔۔ میرے تایا کا انتقال ہوا ہے۔۔ فلحال " " تعبیر یہی رہے گی۔۔

شایان کو اتنی دور سے وہ نارمل بات کرتے ہوئے لگ رہے تھے۔

یہ کمینہ پن نہیں، میرا حق ہے وہ میری بیوی ہے اسے میں جہاں مرضی لے کر جاؤں تم مجھے روک " "نہیں سکتے۔اور شکر کرو میں تمہیں بتا رہا ہوں ورنہ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"یزدان۔۔۔"

تمہارا کزن ہمیں دیکھ رہا ہے۔۔"یزدان نے وہاج کا کالر ٹھیک کیا تو وہاج نے اس کے کندھے کی اوٹ " سے دیکھا۔

"سالے بہنوئی کی دشمنی سے زیادہ اہم کزن سے دشمنی ہے۔۔اس لیے فلحال مجھ سے دوستی کر لو۔۔"

تعبیر پہلے ہی شایان کی وجہ سے گھبرائی ہوئی تھی۔مزید کسران کی لڑائی پوری کر رہی تھی۔

یزدان ہم کل چلے جائیں گے۔۔"اس نے آگے بڑھ کر معاملہ سنبھالنا چاہا۔۔یزدان نے تعبیر کو" دیکھا۔۔ تعبیر کو دیکھتے ہی چہرے کے تاثرات تفکر میں بدل گئے تھے۔۔

آپ یہاں پر بیٹر فیل کر رہی ہیں؟"اس نے تسلی چاہی۔"

ہاں۔۔ میرا گھر ہے یہ۔۔۔"اس نے یزدان کو باور کروایا۔"

آپ کا گھر یہ نہیں ہے"یزدان کو بے وجہ غصہ آیا۔"

یزدان میں نے ایسے ہی کہا ہے، معاملے کو طول مت دو۔۔اندر چلو۔۔"وہ اسے شایان کی نظر سے" اوجھل کرنا چاہتی تھی۔اس کا دل بری طرح گھبرا رہا تھا۔

"اسے لے ہی جاؤ یہاں سے۔۔ورنہ میرا دماغ گھوم جائے گا۔۔"

وہاج نے مداخلت کی تو تعبیر ایک بار پھر گھبرائی۔

بھائی آپ غصہ مت کریں۔۔یزدان آج یہی رہیں گے"

تعبیر نے معاملہ سنبھالنے کے لیے یزدان کا بازو تھام لیا۔۔اور یہی یزدان کا غصہ روکنے کے لیے کافی " تھا۔

دونوں کی دشمنی تعبیر کو اب الجھا دیتی تھی۔

وہ یزدان کا بازو تھام کر اسے اندر کمرے میں لے جا چکی تھی۔

وہاج اسے دیکھ کر انابیہ کی جانب آیا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ گویا شایان کا سایہ بھی اس پر پڑنے نہ دینا چاہتا ہو۔

جبکہ انابیہ تویز دان اور تعبیر کی انڈرسٹینڈگ کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھنے میں مگن تھی۔۔ وہاج کب اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا اسے خبر نہیں ہوئی تھی۔

شایان اب بھی وہی موجود تھا۔۔ اسے اپنی کیفیت سمجھ ہی نہیں آرہی تھی۔۔ اتنی نفرت بھرنے کے باوجود، اتنی ذلت ورسوائی کے بعد بھی وہاج سلطان اپنی شخصیت کی پراعتمادی کے باعث وہاں موجود تھا۔۔ اور وہ لڑکی جس سے صنم کی دوستی تھی۔۔ وہ تصویروں میں تو وہ دیکھ ہی چکا تھا۔۔ لیکن آج روبرو دیکھا تو اسے وہاج کی قسمت پر رشک آیا تھا، اور ایک وہ تھا۔ جو خود کو خوش قسمت تصور کرتا تھا۔۔ آج اس کی محبت بھی کسی اور کی ہو چکی تھی۔۔ اپنے چاروں جانب اسے خسارے محسوس ہو رہے تھے۔

اسے اب وہاں ٹھہرنا فضول ہی لگا تھا۔ اس لیے وہی سے واپس مڑ گیا تھا۔

جبکہ وہاج نے پیچھے کی جانب دیکھا۔۔ وہ جاچکا تھا،۔ اسے اطمینان ہوا تھا۔

"کمرے میں جاؤ تم۔۔ اور جب تک میں واپس نہ آؤں، کہیں اور مجھے نظر مت آنا۔۔ "

انابیہ نے فوری سر اثبات میں ہلایا۔ اور سیڑھیوں سے نیچے کی جانب۔ کیونکہ وہاج کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

انابیہ،!! اس کو نیچے جاتے دیکھ کر وہاج کو طیش آیا لیکن وہ سیڑھیاں اتر کر نجمہ خاتون کے پاس جاچکی تھی۔۔

وہاج وہی ریلنگ پر ہاتھ جمائے کھڑا رہ گیا۔ لیکن فلحال اسے مردانے میں جانا تھا۔۔ جہاں مہمان موجود تھے۔

یزدان، بھائی کی طرف سے میں سوری کرتی ہوں۔پر تم غصہ مت کرو۔۔" کمرے میں آتے ہی اپنا" بازو آزاد کروانے پر تعبیر روہانسی ہوئی تھی۔

تعبیر آپ کیوں سوری کر رہی ہیں۔۔؟" اپنا غصہ بھاڑ میں جھونکتا وہ تعبیر کی جانب مڑا۔اور اسے اپنے" حصار میں لیا۔

"مجھے آپ کی فکر ہو رہی ہے۔۔یہ بتائیں آپ نے کھانا کھایا تھا؟"

اس نے نرمی سے پوچھا تو تعبیر نے سر ہلایا،۔

"لگ تو نہیں رہا کہ آپ نے کھانا کھایا ہے۔"

"تم شایان بھائی کے ساتھ کیا بات کر رہے تھے؟"

تعبیر کا انداز عام تھا لیکن یزدان کو واضح محسوس ہوا۔

"آپ میرے سوال کو نظر انداز کر رہی ہیں۔۔"

"تم میرے سوال کا جواب دو پہلے۔۔۔"

بزنس پارٹنر شپ کرنا چاہتا ہوں میں اس سے۔۔اور وہ بھی انٹرسٹڈ ہے" یزدان نے بے تاثر انداز میں" جواب دیا۔

"ہر گز نہیں یزدان۔۔۔تم شایان بھائی کے ساتھ کوئی بزنس نہیں کرو گے۔۔"

تعبیر گھبرا کر بولی،۔

مگر کیوں؟"

بس میں نے کہہ دیا۔۔تت تم نہیں کرو گے۔۔" اسے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔سعدان بھی تو" اس سے شادی کرنا چاہتا تھا یزدان نے اسے مار دیا تھا۔۔کہیں وہ شایان ساگر کو بھی نقصان نہ پہنچادے۔ تعبیر اس کی جنونیت سے اچھی طرح واقف تھی۔ایک قتل تو اس نے تعبیر کی آنکھوں کے سامنے ہی کیا تھا۔جس نے اس کا ہاتھ پکڑنے کی جسارت کی تھی۔۔

یہ کاروباری معاملات ہیں اسے ایک طرف رکھیں۔ہمارے درمیان ایسی باتیں مجھے بالکل نہیں " پسند "یزدان کا انداز سنجیدہ تھا۔۔

یزدان میں کہہ رہی ہوں تو تم کیوں نہیں سمجھتے۔۔۔" وہ چڑ کر گویا ہوئی۔"

تعبیر! !یزدان کو طیش آیا لیکن پھر اس کا سفید چہرہ دیکھ کر وہ لب بھینچ گیا تھا۔"

یزدان اگر تم نے اگر شایان بھائی سے پارٹنر شپ کرنے کا سوچا بھی تو مجھ سے اچھائی کی امید نہ " رکھنا۔۔"

"کیا کریں گی آپ؟ اپنے بھائی کی وجہ سے ایسا کر رہی ہیں تو بہت غلط کر رہی ہیں۔۔"

میں بھائی کی خاطر کیوں کروں گی۔ تمہیں میں منع کر رہی ہوں تو مان جاؤ ناں۔۔" وہ لاچارگی سے بولی۔

آپ بات کو بلاوجہ بڑھا رہی ہیں۔۔ اگر آپ نہیں چاہتی کہ میں یہاں آپ کو تنہا چھوڑ کر جاؤں تو" پلیز چپ چاپ سو جایئے۔۔"یزدان کو یہی لگ رہا تھا کہ وہ وہاج کی وجہ سے کہہ رہی ہے۔۔ماضی میں ان کے تعلقات اچھے نہیں رہے تھے۔ جس کا تعبیر نے ایک دو بار ذکر کیا تھا۔کچھ یزدان خود بھی جانتا تھا۔

یزدان کا سرد انداز تعبیر کا دماغ گھما گیا تھا۔

اتنی سی بات پر تم مجھے یہاں تنہا چھوڑ کر جاؤ گے "

اس نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے دور دھکیلا۔

تعبیر۔میں ایسا نہیں کہنا چاہتا تھا۔۔!!یزدان کو اپنے لہجے کی تلخی کا احساس ہوا۔"

جاؤ چھوڑ جاؤ، کر دو تنہا مجھے۔۔" اسے بلاوجہ رونا آیا۔۔وہ یزدان کی ایک سیکنڈ کی سختی بھی برداشت " نہیں کرتی تھی۔

تعبیر۔۔۔ میری بات سنیں۔۔"اس نے تعبیر کو سنبھالنا چاہا لیکن تعبیر بگڑ چکی تھی۔

بات مت کرو مجھ سے۔۔ جاؤ چلے جاؤ۔ تمہیں کونسا میری پرواہ ہے۔۔؟" وہ ہنوز مصنوعی ناراضگی " سے بولی۔ لیکن یزدان کو اس کا انداز خاصہ چبھا تھا۔

تعبیر آپ اب حد کر رہی ہیں۔" یزدان کو اس وقت اپنی کیفیت ہی سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ تعبیر کو کیا " سمجھتا۔۔؟ اسے تعبیر کی فکر ہو رہی تھی لیکن وہ اپنے بھائی کی فکر میں گھل رہی تھی۔۔ اور یہی چیز اسے غصہ دلا رہی تھی۔

تعبیر کو رونا آیا۔۔ لیکن وہ مڑی نہیں۔

یزدان غصے سے دروازہ کھولتا باہر نکل گیا تھا۔۔ دروازہ بند ہونے کی تیز آواز پر اچھلی۔

تعبیر کا دل بری طرح گھبرایا۔۔ وہ ناراض ہو چکا تھا۔۔ اور اپنی ناراضگی کا احساس وہ یہاں سے جا کر اچھا خاصہ جتا چکا تھا۔

کمرے میں آتے ہی وہ بے چین ہونے لگی۔۔ نجمہ خاتون بھی اپنے کمرے میں جا چکی تھیں۔۔ تبھی وہ یہاں آئی تھی۔۔ کچھ اسے وہاج کا خوف بھی تھا۔

پہلے تو وہ نیچے چلی گئی تھی لیکن اب کمرے میں آنا ہی پڑا تھا جہاں وہ کبھی نہیں آنا چاہتی تھی۔۔ اس کمرے نے اس کے زخم تازہ کر دیئے تھے۔

کافی دیر وہ خود کو بہلاتی رہی، لیکن پھر ایک بے قراری سے ہر جانب بڑھتی محسوس ہوئی۔

پہلی رات کی تلخیاں اس کے وجود میں کانچ کی طرح پیوست ہونے لگی۔اس کمرے نے ہی تو اسے وہاج سلطان کا وہ روپ دکھایا تھا جس کا اس نے خواب میں بھی تصور نہیں کیا تھا۔

انابیہ کا سانس پھولنے لگا۔۔ سخت سرد موسم میں بھی اس کی ہتھیلیوں پر پسینہ چمک رہا تھا۔

وہ گہرے سانس لینے لگی۔

مم مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔ مم مجھے جانا ہے۔۔ میں چلی جاؤں گی یہاں سے۔۔" وہ بڑبڑائی تھی۔اس کی" اوران اذیت ناک سرگوشیوں نے انابیہ کو وحشت زدہ کردیا تھا۔

اس نے دہل کر کانوں پر ہاتھ رکھا۔ لیکن پھر بھی سکون نہیں آیا۔۔وہ تیز قدموں سے باہر نکلی تو ہر طرف گہری خاموشی تھی۔ جبکہ سرد موسم سے ہوئی دھند نے ویسے ہی پراسراریت طاری کی ہوئی تھی۔

اسے خوف آنے لگا۔۔ کمرے سے اردگرد سے۔ غرض اپنے آپ سے۔۔وہ طویل راہداری سے تیز قدموں سے گزرتی اردگرد دیکھتی سیڑھوں کی جانب آئی،ایک جانب اوپر چھت پر جانے کا راستہ تھا۔۔جبکہ ایک راستہ نیچے جانے کا۔۔

انابیہ کا سر گھومنے لگا۔۔وہ چکراتے سر کے ساتھ ریلنگ تھامتی رکی تھی۔ لیکن اردگرد زمین گھومتی محسوس ہوئی۔۔

وہ سیڑھیوں پر پہلا قدم رکھنے لگی جب ہاتھ لڑکھڑایا۔۔

ہاتھ اور توازن دونوں بگڑا تھا۔ جبھی وہ چیخی لیکن کسی نے اسے اپنی جانب کھینچ کر منہ پر ہاتھ جما دیا۔۔ چیخ وہی حلق میں دب گئی۔

وہ سیدھا اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔ جب وہاج نے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کیا۔۔ اسے گرنے سے بچالیا ہا۔ انابیہ نے خوف سے آنکھیں میچ لی، اور اس کی پشت کے گرد اپنے ہاتھ باندھ لیے۔ اس کا حصار اس کی خوشبو نے ہی احساس دلادیا تھا کہ وہاج سلطان کے علاوہ اس پر کوئی دسترس نہیں رکھ سکتا۔

انابیہ !! وہاج نے اس کا گال تھپتپایا۔۔

اپنائیت بھرا لہجہ اور اس ستمگر کی پکار سن کر اس کی جان میں جان آئی۔۔ انابیہ نے گھنیری پلکیں وا کیں۔ اور اسے دیکھنے کے لیے تصدیق کی۔ وہ سامنے ہی تھا۔ تصدیق تو پہلے بھی ہو چکی تھی لیکن پھر بھی دل کو باور کروانا تھا۔۔ سرد تاثرات چہرے پر جمائے۔ سرخ آنکھوں میں الگ ہی تپش تھی۔ اسے احساس ہو چکا تھا کہ وہ ناراض ہو چکا ہے۔

وہاج !! مم میں وہاں۔۔ نن نہیں۔۔ " اس نے شدت سے اسے پکارا تھا۔ اور پھر اسے بتانا چاہا، جیسے " اب بھی ان لمحوں کے حصار میں ہو جس سے بھاگ کر وہ باہر آئی تھی۔

کس سے بھاگ رہی تھی تم؟ " اس نے دوٹوک انداز میں پوچھا۔۔ "

کک کسی سے نہیں۔۔۔ " وہ اس کے حصار سے نکلنے کے لیے مچلی۔۔ جب اس نے انابیہ کے گرد حصار " سخت کیا اور چہرہ قریب کیا۔۔ انابیہ پیچھے کی جانب جھکی تھی۔ آنکھوں اور چہرے پر خوف بڑھنے لگا۔ وہاج بھی اس کی جانب مزید جھکا اور چہرے سے بال ہٹائے جو اس کی آنکھوں میں چھبن دے رہے

تھے۔۔اس کی پوروں کا لمس اس کے پورے وجود میں سنسنی دوڑا یا گیا تھا۔۔دونوں میں فاصلہ چند انچ کا باقی تھا۔

"جب میں نے کمرے میں جانے کو کہا تھا تو نیچے کیوں گئی تھی۔اور اب بھی تم وہاں سے باہر آگئی ۔؟"اس کا لہجہ بے لچک تھا گویا انابیہ کو سزا دینا چاہتا ہو۔۔

" مجھے وحشت ہو رہی تھی۔اس کمرے سے مجھے خوف محسوس ہو رہا تھا۔ہاں بکھری یادیں مجھے اذیت دے رہی تھیں۔اگر وہاں کچھ دیر اور رکتی تو شاید میری سانسیں نکل جاتی۔۔"۔اس کا لہجہ بھیگ چکا تھا۔جو وہاج کو واضح محسوس ہوا۔

"تمہیں اس کمرے سے وحشت ہو رہی تھی ،جو تمہاری پناہ گاہ ہے۔ تمہیں اس کمرے سے وحشت یا خوف نہیں محسوس کرنا چاہیے ،بلکہ اس کمرے سے انسیت محسوس کرو ،جس نے اس رات تمہیں وہاں ٹھہرنے نہیں دیا ورنہ بہت کچھ غلط ہو جاتا۔" وہ جتائے سے انداز میں بولا ،انابیہ سلگ کر رہ گئی۔

"ہو تو گیا ہے وہاج۔۔اتنا کچھ غلط۔۔اور کتنا باقی ہے۔۔؟"

اس نے وہاج کے دل پر ہاتھ رکھے بھیگی سی آواز میں کہا۔

"یہ تمہارے اپنے دماغ کا فتور ہے۔۔اور کچھ نہیں۔ شکر کرو انابیہ وہاج سلطان کہ تم نے وہاج سلطان کا دوسرا روپ نہیں دیکھا۔۔ورنہ تم اب تک زندہ نہ ہوتی۔کیونکہ میں اپنے گناہ گاروں کو بخشتا نہیں ہوں۔۔"

"زندہ رہنے کی چاہ بھی کسے ہے؟جس زندگی میں آپ کی محبت نہیں اس زندگی کا مجھے کرنا بھی کیا ہے۔؟لیکن پھر بھی ایک بات کہوں۔۔؟"

اس نے وہاج سے اجازت چاہی وہ خاموش جامد لبوں کے ساتھ اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔یعنی اجازت دینے کا ایک طریقہ تھا۔

"مجھے خود سے خوف آتا ہے وہاج۔۔ڈر لگتا ہے کہ میں آپ کی محبت بھری نظر کی آس لیے مر نہ جاؤں۔۔،پر آپ کو کونسا فرق پڑے گا۔۔"

وہ تلخ سا مسکرائی۔

وہاج کو اس کی حالت سمجھ سے باہر لگی تھی۔

یہ وقت نہیں ہے شکوے کا۔۔"اس نے انابیہ کو ٹالا تھا۔"

"پھر کب وقت ہو گا۔۔بتائیں مجھے۔۔کب میرے بن کر میری محبت کا دم بھر کر میری جانب بڑھیں گے بتائیں مجھے۔۔" وہ دانت پر دانت جمائے روئی تھی۔

"انابیہ۔۔ہم حویلی میں ہیں۔کمرے میں چلو۔۔وہاں جا کر بات کرتے ہیں۔"اس نے انابیہ کا چہرہ تھام کر نرمی سے کہا۔۔انابیہ نے سرعت سے اس کے ہاتھ جھٹکے۔

"نہیں جانا مجھے۔"

انابیہ ضد نہ کرو۔۔حویلی میں مہمان بھی موجود ہیں۔" وہ نرمی سے بولا۔۔

درحقیقت وہ اسے شایان ساگر کی گھٹیاترین نظر سے بچانا چاہتا تھا۔شام کا منظر وہ ابھی بھی نہیں بھولا تھا۔۔جب شایان ساگر نے انابیہ سلطان پر نظر ڈالی تھی۔اس وقت وہاج نے مٹھیاں بھینچ کر جس طرح ضبط کیا تھا،۔حالانکہ اس شخص کی نگاہ عام تھی لیکن وہ اس کی عام سی نظر بھی اپنی بیوی پر کیسے برداشت کرلیتا۔

مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔۔" وہ اٹل انداز میں بولی۔جبکہ دل لرز رہا تھا۔۔کہیں وہ ایک تھپڑ ہی نہ" لگادے۔۔اس کا بھاری ہاتھ کا اکلوتا تھپڑ انابیہ کی جان نکال دیتا۔اور اتنی جلدی وہ مرنا نہیں چاہتی تھی۔۔وہاج نے ماتھے پر بل لیے اسے دیکھا۔

یہ بغاوت تمہارے اندر کون بھر رہا ہے میں اچھے سے جانتا ہوں،اس کی خبر تو میں گھر جاکر لوں" گا۔۔اور تمہیں بھی اچھے سے سمجھاؤں گا۔اب اگر تم میرے ساتھ کمرے میں نہ گئی تو مجھ سے برا کوئی "نہیں ہوگا۔۔ہم یہاں کسی فنکشن میں نہیں آئے۔جو تمہاری نازبرداریاں برداشت کروں۔۔

وہ غرایا تھا۔جبکہ انابیہ کو ڈھیروں رونا آیا تھا۔لیکن اپنی جگہ سے وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔گویا اس کی پرواہ ہی نہ ہو۔

وہاج نے ارد گرد دیکھا۔اور اگلے ہی پل اسے باہوں میں بھرا۔۔جبکہ انابیہ کی دبی دبی چیخ نکلی۔آنکھیں سکڑ کر پھیلی۔اور دھڑکنوں نے الگ شور مچایا تھا۔

خبردار جو تمہاری آواز بھی نکلی۔۔"اس نے دھمکی دی،۔جبکہ وہ شرم و خفت سے لال ہوئی" تھی۔لیکن بازو گردن کے گرد حائل کرگئی تھی۔

جبکہ وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ آگے بڑھتا گیا۔۔دل تو اس کا بھی ہلچل مچا رہا تھا۔۔اس کا نرم نازک وجود بانہوں میں تھا۔ حق سے اسے تھاما ہوا تھا۔ تبھی دل ان کہے سے جذبات عیاں کر رہا تھا لیکن ان جذبات پر وہ ٹھنڈا پانی ڈال دینا چاہتا تھا۔تا کہ آگے جا کر یہ جذبات اسے تکلیف نہ دیں۔

کمرے کا دروازہ کھول کر اس نے انابیہ کو بیڈ پر پھینکنے سے کے انداز میں بٹھایا۔

"جتنے دن میں ہم یہاں ہیں۔ تمیز کے دائرے میں رہنا۔میں نہیں چاہتا کہ ہمارے تعلقات کے بارے میں کسی کو زرا بھی خبر ہو۔۔کیونکہ میں لوگوں کو موقع نہیں دینا چاہتا کہ وہ میری بیوی کے بارے میں کوئی الٹی سیدھی بکواس کرے۔اور وہ میرے ہاتھوں بے موت مارے جائیں۔"اس کی تھوڑی دبوچے وہ انابیہ کو واضح کرتا سہا تو گیا تھا لیکن دل کی ویران حالت کو بھی بہار میں بدل گیا تھا۔

انابیہ نے بھیگی تشکر بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔دونوں کی نظر آپس میں ملی تھی۔۔وہاج کی تھوڑی پر گرفت اب بھی مضبوط تھی۔ لیکن انابیہ اس شخص کا سنجیدہ، بارعب چہرہ بنا پلک جھپکائے اپنی آنکھوں میں جذب کر رہی تھی۔اس کی ڈھٹائی پر وہاج کو حیرانگی ہونے لگی۔۔اب تو وہ اس سے ڈرتی بھی بمشکل تھی۔۔اور یہی چیز اسے چڑ میں مبتلا کر رہی تھی۔

وہاج نے ہی اس کا چہرہ جھٹک کر جبین آزاد کی۔اور خود بالوں میں ہاتھ پھیر کر آنکھیں بند کر گیا۔

جبکہ انابیہ کو بلاوجہ ہنسی آئی جسے وہ لب دبا کر چھپا چکی تھی۔

کچھ دیر پہلے کی کیفیت ختم ہو گئی تھی۔۔کیونکہ اس رات والا وہاج بھی بدل چکا تھا۔۔ تبھی وحشتیں ختم ہونے لگی تھیں۔اب دل پر سکون تھا۔

وہ وہاج کو دیکھتی نخوت سے بلینکٹ اوڑھتی لیٹ گئی۔

چند پل بعد ہی وہ دوسری جانب آکر لیٹا۔ توانابیہ نے بلینکٹ مٹھی میں دبوچ لیا۔

تبھی وہاج نے کمبل تھوڑا سا کھینچا اور اپنے اوپر لیا،۔

یہاں بہت سردی ہے۔۔آپ دوسرا کمبل لے لیں۔۔" وہ مدھم آواز میں بولی۔ لیکن اپنے بولنے پر" اسے افسوس ہوا تھا۔ جب وہاج نے اس کو اپنی جانب کھینچا،۔اور خود میں قید کیا۔ وہ سن ہو گئی تھی۔ وہ اس حد تک قریب کرلے گا۔۔ زرا سا بھی پتہ ہوتا وہ اسے کہتے ہوئے بھی سو مرتبہ سوچتی۔

اب تمہاری آواز آئی تو چھت پر پھینک آؤں گا۔۔ پھر وہاں سو جانا بنا بلینکٹ اور بنا کسی بستر کے۔۔" وہ" لفظوں کی تلخی اس کی سماعت میں اتارے اس کی بولتی بالکل ہی بند کر گیا تھا۔ انابیہ نے دہل کر اپنے لبوں پر ہاتھ جمالیا۔۔ کہیں اس کی زبان پھر سے نہ پھسل جائے۔۔ اتنی سردی میں بنا کسی بستر اور کمبل کے اس کا برف کی طرح جم کر مرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اس کی پناہوں میں نیند آنا تو مشکل تھا۔ لیکن وہ سونے کی کوشش تو کر ہی سکتی تھی۔ جبکہ وہاج اسے قریب تو کر چکا تھا۔ لیکن اس کا نرم و نازک وجود نیند آنکھوں سے چرا کر لے گیا تھا۔ پر وہ فلحال اسے آزاد بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اگلی صبح کا سورج چمکا تو یزدان بھی اندر آیا۔ نجمہ خاتون ٹیبل پر ناشتہ لگا رہی تھیں۔ وہاج انابیہ اور باقی افراد بھی موجود تھے۔۔ تعبیر کی غیر موجودگی اسے کافی محسوس ہوئی۔

یزدان فریش ہو چکا تھا۔وہ رات مردانے میں ہی سویا تھا۔۔اور اب حویلی میں آیا تھا۔تاکہ مینشن کے لیے نکل سکے۔

آؤ بیٹا ناشتہ کرو۔۔" نجمہ بیگم نے اسے وہی بلایا۔"

وہ چپ چاپ وہاج کے برابر آ بیٹھا۔۔وہاج اسے دیکھے ناشتہ کرنے لگا۔

تعبیر اوپر پیکنگ کر رہی ہے۔۔ میرا دماغ کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔" وہ دبا دبا غرایا تو یزادن کی " سنجیدگی شرارت میں بدلنے لگی۔۔یزدان نے ہونٹ گول کیے اور آنکھ دبائی۔۔اس کی ذو معنی سی حرکت پر وہاج نے دانت پیسے تھے۔

"اگر کل رات تک تم مینشن نہ آئے تو اپنی حالت کے ذمے دار تم خود ہو گے۔۔"

وہاج نے ہمیشہ کی طرح اسے گھور کر دیکھا۔کل کی دھماکے دار سی بحث کے بعد اسے لگا تھا کہ وہ اس سے بات بھی نہیں کرے گا۔۔ لیکن نوفل یزدان سب کام چھوڑ سکتا تھا۔۔اپنے اکلوتے سالے کو زچ کرنا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

میں کبھی تمہیں اپنے مینشن نہ آنے دوں لیکن اس مرتبہ تمہارا آنا نہایت ضروری ہے۔کیونکہ تم سے " مجھے بہت ضروری کام ہے۔۔"

" اپنے ضروری کام اپنے پاس رکھو۔۔جب میرا دل کرے گا میں آجاؤں گا۔"

وہ چائے کا کپ لبوں سے لگائے بے نیازی سے بولا۔

تمہارے دل کی ایسی کی تیسی۔۔ کل میں نے تمہیں آنے کے لیے مجبور نہ کر دیا تو میرا نام بھی نوفل یزدان نہیں۔۔" یزدان نے اس کا کندھا زور سے دبایا۔

انابیہ سے دور رہنا۔۔" اس نے غرا کر کہا تو یزدان مسکرایا تھا۔"

"کافی سمجھدار ہو۔۔"

وہاج نے محض اسے گھورا تھا۔۔ تبھی ڈائننگ ہال میں شایان سا گر داخل ہوا۔

وہاج نے انابیہ کو دیکھا جو چپ چاپ ناشتہ کر رہی تھی۔

جلدی ناشتہ کر کے کمرے میں جاؤ۔۔ ہمیں آج شام کو ہی نکلنا ہے۔۔" انابیہ نے اسے دیکھا اور پھر سر " اثبات میں ہلا دیا تھا۔

یزدان ایک بار پھر مسکرایا تھا۔۔ انابیہ کے معاملے میں وہ بھی شاید کافی حساس تھا۔ تبھی شایان سا گر کے آتے ہی وہ انابیہ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

فکر تو تمہیں بھی اپنی بیوی کی بہت ہے وہ الگ بات ہے کہ تم کمینہ پن دکھانے سے بعض نہیں " آتے۔۔" یزدان نے شانے اچکا کر لاپرواہی سے کہا۔ جبکہ وہاج مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا، سب کی موجودگی میں وہ اس کا منہ بھی نہیں توڑ سکتا تھا۔ جو اس وقت اس کا دل شدت سے چاہ رہا تھا۔

کچھ دہی دیر میں وہ اور تعبیر حویلی سے نکل چکے تھے۔۔دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی۔ تعبیر چند پل اسے دیکھتی رہی لیکن پھر سیٹ سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئی۔

ناجانے کونسی نیندیں ہیں جو کہ پوری نہیں ہو رہی۔" وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔شاید وہ اسے چند دن سے توجہ " نہیں دے رہی تھی۔ تبھی وہ چڑچڑا ہو گیا تھا۔

پر پھر اس کا زرد رنگ اور کمزور چہرہ اسے پریشان کر چکا تھا۔

اس نے تعبیر کا ماتھا چھوا تو نارمل تھا۔اس نے تعبیر کا گال تھپتپایا لیکن وہ بے سدھ سو رہی تھی۔

آج یزدان اس کو ہر حالت میں ہاسپٹل لے کر جانا چاہتا تھا۔۔ لیکن پھر ہاسپٹل جانے کے بجائے وہ سیدھا اسے مینشن لے آیا تھا۔۔

ڈاکٹر بھی وہ اپنے مینشن ہی بلانے کا ارادہ کر چکا تھا۔تاکہ تعبیر کو خواری کا سامنانہ کرنا پڑے۔اور اس کا چیک اپ بھی اچھے سے ہو جائے۔۔

وہ آج لیٹ اٹھی تھی۔ باسط آج بھی کمرے میں نہیں تھا وہ کسلمندی سے اٹھ کر فریش ہوئے کچن میں آتی باسط کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی۔جو ناجانے کہاں چلا گیا تھا۔

کل وہ اس کے اٹھنے سے پہلے ہی جا چکا تھا۔۔پہلے تو وہ گھبرائی تھی لیکن پھر یہ بھی تسلی تھی کہ وہ ابھی اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔لیکن پھر اس کی سارا دن کی غیر موجودگی اور رات کی تنہائی نے اسے پریشان کیے رکھا تھا۔

روز سے اس کی اتنی دوستی نہیں ہوئی تھی۔۔پر پھر بھی اس نے یہی پوچھا تھا کہ باسط کب آئے گا۔۔جس کا اس نے مختصر جواب دیا تھا کہ ایک دو دن میں لوٹ آئے گا۔اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں بند رہی کیونکہ وہ اس مینشن میں اکیلی شاید گم ہو جاتی۔۔اور اب مزید کسی کو شکایت کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی

باسط سر آگئے ہیں۔اور وہ ناشتے کی ٹیبل پر آپ کا ویٹ کر رہے ہیں۔"روز نے کچن میں آکر اسے بتایا،"
یہ خبر اس کا دل شدت سے دھڑکا گئی تھی۔

اسے اپنی ہتھیلیاں بھیگنے لگی۔۔جبکہ چہرے پر سرخی پھیلی۔

روز مسکراتے ہوئے باہر نکل گئی۔۔وہ وہی کھڑی رہی جبکہ ملازمہ ناشتہ بنا رہی تھی۔

وہ تو سامنا کرنے سے بھی گریز برت رہی تھی اور کسی بہانے سے آ تو نہیں سکتی تھی۔اس لیے کچن میں سے پراٹھا لیے باہر آئی تھی۔

باہر آئی تو وہ سامنے ہی چیئر پر بیٹھا۔

گھنے بال اوپر کو جمے تھے۔۔ جبکہ خود کو بلیک تھری پیس میں ملبوس کہیں جانے کو تیار لگ رہا تھا،اس کا یہ فارمل سا حلیہ صنم کو کافی پسند آیا تھا۔۔ وہ شخص زیادہ ہینڈسم یا پر وجاہت نہیں تھا۔۔ لیکن اس شخص میں ایک کشش تھی۔۔جو صنم کو اس جانب متوجہ کرتی تھی۔۔اس کی گندمی رنگت ہلکی بڑھی داڑھی، اور گھنی مونچھیں اسے بارعب مرد بنادیتی تھیں۔وہ شخص کسی بھی لڑکی کو اپنی پر اثر شخصیت سے جکڑ تو ضرور لیتا تھا۔ صنم کے ساتھ بھی تو ایسا ہی ہوا تھا۔اس شخص کو دیکھ کر وہ زین چوہدری کو بھی بھول چکی تھی،۔

صنم نے سر جھٹکا،۔اور آگے آئی۔

باسط نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا تو پر تپش نگاہ نے ہاتھ لرزایا تھا وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی لیکن پھر بھی انداز تھا کہ وہ اسے ہی دیکھ رہا ہے۔اس نے پراٹھے والی پلیٹ سامنے رکھ دی۔

کیسی ہو؟"اس نے صنم کا ہاتھ تھام لیا۔"

باسط۔۔ ! ! وہ ہاتھ چھڑوانے کی تگ و دو میں ارد گرد دیکھنے لگی، لیکن روز شاید اندر کچن میں چلی گئی" تھی۔

کچھ پوچھا ہے۔۔اس نے کلائی کو جھٹکا دیا تو صنم لڑکھڑائی اور خود کو سنبھالنے کے لیے اس کے "
کندھے پر ہاتھ جمایا۔۔جبکہ چہرہ دونوں کے نزدیک ہوئے تھے۔

مم میں ٹھیک ہوں،،"اس نے سیدھا ہونا چاہا۔،لیکن باسط نے کلائی کو دبایا تھا۔"

وہ کراہ کر رہ گئی۔

میرا حال تو پوچھو۔۔"وہ بھاری سی آواز میں بولا جبکہ نظر اس کے گلال بکھیرتے چہرے پر تھی۔۔جو "
گلاب کی طرح تروتازہ لگ رہا تھا۔۔

وہ ڈارک شاکنگ شرٹ کے ساتھ اونچی کیپری پہنے ہوئے تھے۔۔ڈوپٹہ لاپرواہی سے گلے میں تھا۔

آپ۔۔کک کیسے ہیں؟"اس نے اب بھی باسط کو نہیں دیکھا۔۔"

"میری طرف دیکھ کر پوچھو۔۔"

"باسط چھوڑیں۔۔روزیا کوئی بھی آجائے گا۔"

اسے گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔باسط کی وارفتگی بھری نظروں سے،اس کے لہجے سے۔۔اس کے کلائی
پکڑ لینے سے۔

کوئی آگیا تو کیا ہوگا میری بیوی ہو تم۔۔حق رکھتا ہوں تم پر،"اس نے لاپرواہی سے کہا۔"

حق کا مطلب یہ نہیں کہ آپ مجھے پریشان کریں۔۔"اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ باسط کو کن الفاظ میں "
منع کرے۔

میں پریشان تو نہیں کر رہا، بس ہاتھ پکڑا ہے اور تمہیں میری طرف دیکھنے کو کہا ہے۔ میرا پریشان کرنے کا طریقہ کچھ الگ ہے۔" وہ لاپرواہ بنا۔

صنم نے اسے لاچارگی سے دیکھا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں لپکتے جذبات نے اس کے پورے وجود میں سنسناہٹ دوڑا دی تھی،۔ باسط نے اس کا ہاتھ لبوں سے مس کیا اور چھوڑ دیا،۔ صنم کی دھڑکنیں کنڑول سے باہر ہوئی۔ وہ وہاں سے جانے کے لیے مڑی تھی۔ لیکن باسط کی آواز نے اسے روک دیا تھا۔

ناشتہ کرو۔۔ صنم۔۔" اس نے دوٹوک انداز میں کہا۔"

بب بھوک نہیں ہے۔۔۔ آپ کرلیں۔۔" اپنے تاثرات چھپانے کی کوشش میں وہ اپنی آواز کا تسلسل" بمشکل برقرار رکھ پائی۔

بیٹھو یہاں آکر۔۔۔" اس نے حکم نامہ جاری کیا تو وہ لاچاری سے اسے دیکھتی چئیر پر آ بیٹھی۔"

باسط نے بوائل ایگ اس کی پلیٹ میں ڈالا۔

"ایک دو دن میں، میں آؤٹ آف کنڑی جارہا ہوں۔۔"

URDUNovelians

کک کیوں جارہے ہیں؟ اور میں کہاں رہوں گی۔۔؟" وہ گھبرا کر اس کی جانب مڑی تھی۔"

یہی اس مینشن میں۔۔ اور میں چاہتا ہوں میرے آنے سے پہلے تم تعبیر میڈم اور وہاج سر سے اپنی" غلطیوں کا اعتراف کرو۔۔ اور ان سے معافی مانگو۔۔ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا نہ ہی تمہیں چھوڑنا چاہتا

ہوں،۔اور تمہارے حوالے سے کسی کے دل میں نفرت بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔" وہ ناشتہ کو گھورتا سنجیدگی سے بولا۔

کیا میرے معافی مانگنے سے سب ٹھیک ہو جائے گا؟"اس کا انداز زخمی سا تھا۔ باسط چندپل خاموش رہ گیا تھا۔

"وہ میں نہیں جانتا، لیکن ہو سکتا ہے کہ تمہاری معافی ان کی خوشیوں میں اضافہ کر دے۔اور کچھ نہ کچھ تو مداوا تو ہو ہی جائے گا۔ کیونکہ اس مینشن میں ہمیشہ سب اتفاق و محبت سے رہے ہیں۔آگے بھی میں یہی چاہتا ہوں۔"

"میں معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں۔۔ہر ظلم کا ازالہ کرنے کو تیار ہوں لیکن میں یہ سب آپ کی ہمراہی میں کرنا چاہتی ہوں۔۔"

"اور میں ہمت نہیں رکھتا کہ میری بیوی، میرے سامنے کسی دوسرے سے معافی مانگے۔۔بے شک تمہارا گناہ بہت بڑا ہے۔۔لیکن پھر بھی میں یہ سب نہیں دیکھ سکتا۔اسی لیے کچھ عرصہ کے لیے یہاں سے جا رہا ہوں۔"

صنم سے نظر اٹھانا محال ہوا۔وہ شخص شاید صنم کے لیے انعام کی طرح تھا۔جو اتنے گناہوں کے بعد بھی اسے مل گیا تھا۔

صنم بے آواز آنسو بہانے لگی۔ باسط چندپل اسے روتے دیکھتا رہا،اور پھر اس کا رخ موڑ کر اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔۔

بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی معافی ملنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی ہمیں کوشش کرتے رہنی چاہیے۔۔ایک نہ ایک دن سب ٹھیک ہو ہی جاتا ہے۔"

صنم نے سر ہلایا تو باسط بھی قدرے ریلکس ہوا۔ لیکن صنم کو اس کے جانے کا خیال ستا رہا تھا۔

ہارن کی آواز پر وہ دونوں سیدھے ہوئے تھے۔

باس آ گئے ہیں۔۔" وہ صنم کو دیکھتا باہر نکل گیا۔ جبکہ وہ خود کو آنے والے لمحوں کے لیے تیار کرنے لگی۔

ہاسپٹل سے چیک اپ کروانے کے بعد زرفشاں کو لیے باہر نکلا۔اور گاڑی میں آ بیٹھا۔

زین مجھے تعبیر آپی سے ملنا ہے۔۔اتنی دیر ہو گئی ہے۔اور مجھے روز بھی یاد آ رہی ہے۔۔" اس کی فرمائش پر وہ مسکرایا۔

"ایک شرط پر۔"

کیسی شرط؟" وہ متعجب ہوئی۔"

"جہاں میں تمہیں لے کر جا رہا ہوں۔ وہاں جا کر جو تمہیں کہوں گا تمہیں کرنا ہو گا۔۔"

ایسا کیا کرنا ہے؟" وہ گھبرا گئی تھی۔"

تعبیر اور روز سے ملنا چاہتی ہو؟" اس نے فوری سر ہلایا۔۔ تو زین نے بس مسکرا کر اسے دیکھا اور گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔

"زین کوئی الٹا سیدھا کام میں ہرگز نہیں کروں گی۔۔"

زین خاموش رہا تھا۔

زین میں آپ کو کچھ کہہ رہی ہوں۔۔" وہ اب دبا دبا سا چیخی۔"

"میں جانتا ہوں۔۔ مجھے ہی کہہ سکتی ہو۔۔ پر فلحال میں تمہاری سننا نہیں چاہتا۔"

کیوں؟؟ وہ بھرائی سی آواز میں بولی۔"

"کیونکہ میری جان اس وقت میرا کام نہایت ضروری ہے۔۔"

اس نے گاڑی ایک سنسان ایریا میں روکی۔

اس کی وہیل چئیر کو پچھلی سیٹ سے نکال کر اس نے زرفشاں کو اس پر بٹھایا۔

"زین یہ آپ مجھے کہاں لے کر آئے ہیں؟"

"تمہارے مجرم سے ملوانے لایا ہوں۔۔"

زرفشاں کا رنگ فق ہوا تھا۔

مجھے نہیں ملنا، مجھے واپس جانا ہے۔۔" وہ وہیل چئیر سے اٹھنے کے لیے مچلی تھی لیکن زین نے اس کے کندھے پر دباؤ ڈال کر اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا تھا۔"

"ہر گز نہیں۔آج میں تمہاری بالکل نہیں سنوں گا۔ "

"زین میں رونے لگ جاؤں گی۔۔۔آپ میرے ساتھ زبردستی کر رہے ہیں۔۔"

زین چوہدری کہ بیوی اتنی کمزور ہے کہ وہ اپنے مجرم کو سزا بھی نہیں دے سکتی؟" زری یکلخت خاموش ہوئی تھی۔۔

زین اس کی خاموشی کو محسوس کیے اندر بڑھا۔

بڑا سا گیٹ کھلا تو وہ اندر داخل ہوا۔

سامنے سفیر کو دیکھ کر وہ مزید حیران ہوئی تھی۔جس کے چہرے پر اس وقت محض سنجیدگی تھی۔

وہ اسے لیے آگے بڑھنے لگا۔جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہا تھا زری کا وجود کانپ رہا تھا۔۔

سامنے موجود شخص کو دیکھ کر وہ مزید خوفزدہ ہوئی لیکن زین اس کی وہیل چیئر بالکل اس کی کرسی کے برابر لے آیا۔۔اتنا کہ وہ ہاتھ بڑھا کر اسے آسانی سے چھو سکتی تھی۔

اس کے منہ پر تھپڑ مارو زری۔۔"اس نے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھے زری کو حکم دیا جس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔

"زین نہیں۔۔!! مم مجھے یہاں سے لے جائیں۔۔مم مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔"

" اس کے منہ پر تھپڑ مارو۔۔اسی طرح جس طرح اس نے تمہارے منہ پر مارا تھا۔"

اس کی آواز کی دہشت نے اس کا سانس ہی تو روک دیا تھا۔ایک تو اندھیر کمرے میں وحشت ناک خاموشی اور اس شخص کا خون آلود چہرہ سوجا ہوا تھا۔منہ پر ٹیپ لگی ہوئی تھی۔

"زری اگلے دو سیکنڈ میں اگر تم نے اسے تھپڑ نہ مارا تو میں تمہیں یہی چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔۔ "

نہیں زین۔۔" وہ خوف سی چیخ اٹھی تھی۔"

تو پھر مارو اس آدمی کے منہ پر تھپڑ۔اور تب تک اپنا ہاتھ مت روکنا۔۔جب تک تم اپنے ہاتھ میں "تکلیف نہ محسوس کر سکو۔"

زری نے بے بسی سے زین کو دیکھا۔۔اور پھر اس شخص کو جس نے اس کو تھپڑ مارا تھا۔۔اور اسے گھسیٹ کر لے کر گیا تھا۔اذیت یاد آئی تو وجود میں جیسے نفرت بڑھنے لگی۔وہ لمحے ذہن میں تازہ ہونے لگے تھے۔۔

زری نے ہمت کیے اس کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا۔۔اور پھر اس کا ہاتھ رکا نہیں تھا۔اس نے اکٹھے دو چار تھپڑ اس کے منہ پر مارے۔۔اور خود رونے بھی لگی تھی۔

وہ شخص پہلے ہی مار سے آدھ مرا تھا۔۔اس کے تھپڑوں نے زخموں کو مزید تکلیف دی تھی۔وہ بند منہ کے ساتھ تڑپنے لگا۔

زین اس کی جانب بڑھا۔۔اور اس کی وہیل چیئر اس شخص سے دور کر دی۔وہ ہمت کیے کھڑی ہوئی اور زین سے جا لگی۔پیٹ میں درد سے ٹیسیں اٹھنے لگی تھی لیکن وہ اتنا درد برداشت تو کر ہی سکتی تھی۔۔زین نے اسے فوری اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

سفیر اس آدمی کا اتنا برا حال کرنا کہ یہ موت کی بھیک مانگے لیکن اسے موت نہ آئے۔۔"اس کی سرد آواز پر زری نے مزید اپنا منہ سینے میں چھپالیا۔

زرفشاں اب ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔

مجھے یہاں سے لے کر جائیں۔۔ابھی اسی وقت۔۔۔ورنہ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے زین۔۔" وہ ہنوز سسکتے بولی تو زین اس کے انداز پر بے ساختہ مسکرادیا۔

وہ سفیر کو اشارہ کیے اسے وہیل چئیر پر بٹھائے باہر نکل گیا۔

اس کے جاتے ہی کچھ آدمیوں نے اسے پھر سے مارنا شروع کر دیا تھا۔

سفیر بھی ان کے ساتھ ہی نکلا تھا۔۔

زری کو گاڑی میں بٹھایا تو وہ ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

زرفشاں۔۔!! زین دوسری جانب آکر بیٹھے اس کی جانب مڑا۔

بات مت کریں مجھ سے۔۔۔اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو۔۔" وہ بھیگی متورم آنکھوں اور ہونٹ باہر نکالے زین کو مزید پیاری لگی تھی۔

میں کیسے تمہیں کچھ ہونے دیتا۔؟اس شخص کو میں اتنا مار چکا ہوں کہ کوئی اور ہوتا تو تھک چکا ہوتا۔۔ " اور اس پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دیتا۔۔لیکن جانتی ہو میرے دل کو بالکل بھی سکون نہیں آرہا تھا۔۔اس نے تمہیں چھوا تھا۔۔ تمہیں تھپڑ مارا تھا۔پھر جب تک میری زندگی اس سے اپنا بدلہ نہ لے لیتی تو مجھے سکون نہیں آنا تھا۔۔یہاں میں تمہیں لانا نہیں چاہتا تھا۔نہ ہی دوبارہ اس اذیت سے گزارنا چاہتا

تھا۔۔ لیکن بعض اوقات انتقام ضروری ہوتا ہے۔۔اور اب دیکھو میرا دل پر سکون ہے۔۔" اس نے زری کا ہاتھ اپنے دل پر رکھا تو وہ معمول کے مطابق دھڑک رہا تھا۔

کوئی بات نہیں کرنی مجھے آپ سے۔ بس مجھے بہلا رہے ہیں۔۔" وہ ہاتھ ہٹاتی رخ موڑ کر بیٹھی گئی" تھی۔

زین چند پل اسے دیکھتا رہا، پھر مسکرایا۔

تعبیر آپی سے نہیں ملنا۔۔اور روز سے۔۔" وہ شرارت سے گویا ہوا تھا۔"

نہیں ملنا۔ مجھے۔۔ ناراض ہوں میں آپ سے۔۔" وہ ناک سکوڑتی زین کے قہقے کی وجہ بن گئی تھی۔"

اتنے پھول؟ یہ کس نے بھیجے ہیں؟" اس نے ملازم سے پوچھا۔ جس نے پھول لاؤنج میں سجا دیے تھے۔"

"پتہ نہیں بی بی جی۔۔ایک گاڑی باہر آئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ یہ پھول صاحب نے بھیجے ہیں۔۔"

اور تم لوگوں نے پھول اندر لاؤنج میں سجا دیے۔"

شجیعہ حیرانگی سے سامنے پڑے پھولوں کے کافی تعداد میں خوبصورت بکے کو دیکھ کر بولی تھی۔

سفیر نے تو نہیں بھیجے؟" وہ خوشی سے مسکرائی لیکن، پھر بھی وہ اس سے تصدیق چاہتی تھی۔"

تبھی کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

موبائل پر میسج کیے اس نے سفیر سے پھولوں کے بارے میں استفسار کیا۔

کونسے پھول؟" وہ حیران ہوا۔ جبکہ شجیعہ اگلے ہی پل سمجھ گئی تھی کہ یہ پھول کس نے "
بھیجے ہیں۔۔اس کا چہرہ غصے سے لال ہونے لگا۔۔وہ واپس نیچے آئی تھی۔

ایک جھٹکے میں اس نے چند پھولوں کو روند کر دور پھینکا۔

ایک منٹ سے پہلے یہ پھول حویلی سے باہر پھینک دو۔۔اور اگلی مرتبہ ایسی کوئی چیز آئے تو بھائی سے "
"پوچھ لینا۔ ورنہ نوکری سے ہاتھ دو بیٹھو گے۔۔

شجیعہ کی بلند آواز پر ملازم بھی سہمے تھے۔

شجیعہ کس بات پر غصہ کر رہی ہو؟؟ قیوم چوہدری وہی آئے تھے۔"

چچا جان یہ پھول۔۔پتہ نہیں کس نے بھیجے ہیں۔ ابھی میں سفیر سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ پھول "
"انہوں نے نہیں بھیجے۔۔

اچھا!! لیکن مجھے لگا یہ سفیر نے بھیجے ہیں۔۔ تبھی تو میں نے ملازم کو کہا تھا کہ یہ پھول اندر لے "
آؤ۔۔" وہ لاعلمی کا شدید مظاہرہ کیے بولے۔۔

"اس کا مطلب یہ آپ کی اجازت سے اندر بھیجے گئے ہیں۔"

"ہاں کیونکہ مجھے یہی لگ رہا تھا کہ یہ سفیر نے بھیجے ہیں۔"

"میں اگر شجیعہ کو ایسا کوئی تحفہ وغیرہ بھیجوں گا، تو وہ خود لاؤں گا۔۔"

سفیر کی بھاری گھمبیر آواز سن کر قیوم چوہدری پیچھے مڑے تھے۔۔جہاں زرفشاں وہیل چیئر پر تھی۔ سفیر اور زین اس کے ارد گرد کھڑے تھے۔

تم کب آئے؟" قیوم چوہدری مسکرا کر بولے۔"

جب آپ لاعلمی کا اچھا خاصہ اظہار کر رہے تھے۔۔" سفیر کے کھلے طنز پر ان کے چہرے پر سایہ سا" نمودار ہوا جبکہ زین بھی آج آنکھوں میں اجنبیت اور نفرت کا شدید تاثر لیے اپنے چچا کو دیکھ رہا تھا۔

رکھی!! زین نے بلند آواز میں ملازمہ کو پکارا۔"

چند پل میں ہی رکھی نمودار ہوئی۔

"زری کو اوپر لے کر جاؤ۔۔اب یہ چل سکتی ہے۔۔زخم کافی حد تک ٹھیک ہو چکا ہے۔۔"

زری نے کوئی تاثر نہیں دیا۔۔گویا زین سے اب بھی شدید خفا ہو۔

زین ابھی اس کی حالت اتنی بھی اچھی نہیں ہے۔ تم خود اسے اوپر لے کر جاؤ۔۔" قیوم چوہدری نے" مداخلت کی۔

فکر مت کریں۔ چچا، یہ زین چوہدری کی بیوی ہے۔اسے اب حالات کا سامنا اور مقابلہ کرنا اچھے سے " آچکا ہے۔۔"

زین کا لہجہ ان کو خاصہ چبھتا محسوس ہوا۔لیکن وہ محض مسکرائے تھے۔

سفیر میں نہیں جانتی یہ پھول کس نے بھیجے ہیں، میرا یقین کریں۔۔ مجھے اگر پتہ ہوتا تو کبھی یہ حویلی" "کے اندر نہیں آنے دیتی۔۔

سفیر نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔

"مجھے تم پر یقین ہے۔۔ میں اچھے سے جانتا ہوں یہ گھٹیا حرکت کس کی ہے؟"

آپ۔ کو یقین ہے ناں مجھ پر۔۔ "اس نے سفیر کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔"

خود سے زیادہ یقین ہے۔۔ تم اپنے کمرے میں جاؤ۔۔۔اور پریشان مت ہونا۔۔ "وہ اس کے ہاتھ کو" دبائے دلفریبی سے بولا تو شجیعہ کا دل قدرے ریلیکس ہوا تھا۔

قیوم چوہدری پہلو بدل کر رہ گئے۔۔شایان ساگر کی یہ حرکتیں کسی دن اسے شدید نقصان سے دوچار کر سکتی تھیں۔پر وہ الٹے دماغ کا آدمی سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔

قیوم چوہدری کو وہاں رکنا مناسب نہیں لگا تبھی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے جبکہ زین نے زری کو دیکھا جس نے گلابی روئی آنکھوں سے زین کو ایک نظر دیکھا اور پھر غصے سے منہ موڑ لیا۔

زین اس سنجیدہ صورتحال میں بھی مسکرایا تھا۔

"تم میری بیوی کو جو الٹی سیدھی باتیں سکھا رہی ہو میں اچھے سے سمجھ چکا ہوں۔۔"

اقصی کا سر شرم سے جھکا۔ جبکہ انابیہ اپنی جگہ چور سی بنی کھڑی تھی۔

آج ہی وہ واپس آئے تھے۔۔اور آج ہی اس نے اقصی کو کٹہرے میں کھڑا کر دیا تھا۔

"صاحب جی میں نے تو کچھ نہیں سکھایا۔۔آپ بی بی جی سے پوچھ لیں۔یہ تو آج کل وہ ڈرامے بہت دیکھ رہی تھیں۔اسی لیے آپ سے ایسا ویسا کچھ کہا ہو گا۔۔"

انابیہ نے اپنا ڈوپٹہ مٹھیوں میں دبوچ کر دانت پر دانت بھی جما لیے۔۔انابیہ کو اس پر شدید تاؤ آیا۔جو سارا الزام اس پر ڈال رہی تھی۔

"اور وہ ڈرامے بھی تم ہی دکھاتی ہو گی۔۔"

"نہیں صاحب جی۔۔"اقصی کی حالت بری ہو چکی تھی۔۔وہاج سلطان کے غصے سے وہ اچھے سے واقف تھی۔۔

"تم اگر نہیں چاہتی کہ میں تمہیں کام سے نکالوں تو انابیہ کو الٹی سیدھی باتیں سکھانا بند کر دو۔۔ورنہ میں ایک منٹ سے پہلے تمہیں اس گھر سے باہر نکال دوں گا۔۔"

"معاف کر دیں۔صاحب جی۔۔آئندہ نہیں ہو گا۔۔"

"آئندہ میں ہونے نہیں دوں گا۔۔اور مجھے یہ بتاؤ۔انابیہ کے کمرے کی ونڈو پر کون دستک دیتا تھا اور وہاں کون آیا تھا؟"

اقصی کا رنگ فق ہوا تھا۔

"صاحب جی مجھے کیا پتہ کون آیا تھا وہاں؟مم میں تو جانتی بھی نہیں ہوں۔۔"وہ گھبرا گئی تھی۔

قریشی صاحب کے گھر تم کام کر چکی ہو۔اور میں کس قریشی صاحب کا ذکر کر رہا ہوں تم اچھے سے جانتی ہو۔۔اس نے اپنے ساتھ والے گھر کے بارے میں کہا تھا۔۔جبکہ جاننا تو انابیہ بھی چاہتی تھی۔۔"

صاحب وہ ان کا پاگل بیٹا ہے۔وہی چھت پھلانگ کر آجاتا تھا۔۔آپ کے یہاں آنے سے پہلے بھی وہ چھت پر آتا تھا۔کیونکہ آپ کا گھر تو بند تھا۔انابیہ کی آنکھیں باہر کو پھیلی۔۔اتنے دن وہ ڈرتی رہی تھی۔۔لیکن اقصی نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔انابیہ کو اس پر شدید غصہ آیا تھا۔"

وہ میں انابیہ باجی کو ڈرانا نہیں چاہتی تھی۔ قسم لے لیں صاحب بس میں ڈر گئی تھی۔۔"اقصی کا رونا دیکھ کر وہاج نے سر جھٹکا۔"

اتنے دن میں خوف میں رہی اور تم نے مجھے بتانا بھی گوارہ نہیں کیا۔۔تم مجھے تو بتادیتی۔۔وہاج بھی مجھ پر یقین نہیں کر رہے تھے۔۔"

مجھے تم پر یقین تھا۔۔"اس نے درستگی کی، تو انابیہ نے بروقت تشکرانہ نگاہ اس پر ڈالی جواب بھی سنجیدہ تھا۔"

صاحب جی مجھے نوکری سے نہ نکالیں۔۔مجھے انابیہ باجی بہت اچھی لگتی ہیں۔۔آئندہ میں انابیہ باجی کو کوئی ڈرامہ کوئی الٹی سیدھی پٹی نہیں پڑھاؤں گی۔۔"

وہاج نے انابیہ کو دیکھا تو وہ پہلو بدلتی دائیں بائیں دیکھنے لگی۔

تمہارا یقین کیسے کروں؟"اس نے اب بھی انابیہ کو نگاہ کے حصار میں رکھے کہا۔"

"آپ کیمرے میں دیکھ لینا۔۔"

انابیہ جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔ جبکہ وہاج کے مونچھوں تلے لبوں پر مسکراہٹ بکھر کر معدوم ہوئی۔

کک کیمرہ؟" اس نے اقصی کو دیکھ کر پوچھا۔ تو اس نے بے بسی سے سر ہلایا۔ "

کہاں لگایا تھا۔؟ انابیہ نے حلق تر کیے پوچھا۔

دونوں پورشن میں چاروں کارنرز اور ڈرائنگ روم اور ڈائننگ ہال میں کیمرے لگوا چکا ہوں اور یہ کب "
" لگوائے، اس کی تفصیل میں بتانا نہیں چاہتا۔۔

جواب وہاج کی طرف سے آیا تھا۔ انابیہ کا دل چاہا وہ شرم سے ڈوب کر مر جائے۔۔ اس دن تبھی وہ اسے اپنی پلیٹ سے کھاتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ اور اتنے دن سے وہ لاؤنج میں اقصی کے ساتھ جو طوفان بد تمیزی مچاتی تھی وہ وہاج کی نظر سے اوجھل نہیں تھا۔

وہاج وہ مم مجھے پتہ نہیں تھا کہ۔۔" وہ بوکھلائی تھی۔ "

تم جاؤ، اور آئندہ مجھے شکایت کا موقع ملا تمہیں میں کام سے نکال دوں گا۔۔ پھر وہ تمہاری انابیہ باجی "
" ہو۔۔ یا پھر کوئی اور ہو۔۔ کسی کی بھی نہیں سنوں گا۔

آس نے تیکھی سی نظر انابیہ پر ڈالی۔

انابیہ نے اقصی سے پہلے ہی وہاں سے کھسکنے میں عافیت جانی۔ پر قدم گویا زمین پر جم گئے تھے۔

اقصی اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی،۔ جبکہ انابیہ ارد گرد دیکھنے لگی۔۔

میں اوپر جاتی ہوں۔۔۔ کک کام ہو گا اوپر کوئی وہ کر لیتی ہوں۔۔" کھسیاہٹ سے بولتی وہ وہاں سے "
کھسکنے لگی۔ لیکن وہاج نے اس کی کلائی پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اور اس کی پشت سینے سے لگا کر گردن کے

گرد بازو حائل کیا۔وہ کپکپا کر رہ گئی۔۔اس کی سانسوں کی تپش گال پر محسوس ہوتی اس کا گال جھلسانے لگی تھی۔

اب کہاں جارہی ہو؟کس سے بھاگ رہی ہو؟" وہ سرگوشیانہ بھاری سے لہجے میں بولا۔"

کک کسی سے نہیں، مم میں کیوں بھاگوں گی۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔" وہ کسمسائی لیکن وہاج نے مزید" گرفت سخت کی تو انابیہ کا چہرہ تھوڑا بلند ہوا،اور وہاج کو اس کے بالوں سے آتی شیمپو کی خوشبو اس کے وجود سے اٹھی مہک نے جکڑا تھا۔۔اس نے گہرا سانس لیا، گویا اس خوشبو کو سانسوں میں بھرنا چاہتا ہو۔۔لیکن اس نے انابیہ کو خبر نہیں ہونے دی تھی۔۔

تمہارے دل و دماغ میں جو چل رہا ہوتا ہے اس سے میں اتنا بے خبر نہیں ہوں۔اور انابیہ سلطان اتنی" جلدی گناہ معاف نہیں ہوتے۔مجھ سے تو بالکل نہیں ہوتے۔جتنی جلدی تم مجھ سے توقع لگائے بیٹھی ہو ۔اگر محبت کرتی ہو تو یہ بھی جان لو کہ محبت میں صبر کرنا پڑتا ہے۔دعائیں التجائیں کرنی پڑتی ہیں۔تب جاکر قبولیت بخشی جاتی ہے۔" وہ سر پر چہرہ ہلکا سا مس کیے بولا۔

محبت نہیں عشق ہے یہ دیوانگی ہے، میرا پاگل پن ہے۔۔اور پاگل پن میں انسان سب بھول جاتا" ہے۔۔بس اس شخص کو پانا چاہتا ہے۔۔جس کی رٹ دل لگائے رکھتا ہے۔اور میرا دل تو آپ کے معاملے میں ہمیشہ ضدی رہا ہے۔۔اسی ضد میں ہی تو آپ کو حاصل کیا ہے۔۔حالانکہ میرے حصے میں پھر بھی خسارے آئے ہیں۔آپ کی نفرت آئی ہے۔" اس کے دوبدو جواب پر وہاج چپ رہ گیا تھا۔۔اس کی گرفت بھی ڈھیلی ہوئی۔لیکن انابیہ دور نہیں ہوئی۔۔

کیا ہوا؟ خاموش کیوں ہو گئے؟ اور کوئی ہدایت، کوئی صلاح یا پھر کوئی نئی سزا ہی دے دیں۔" اس نے " ایک اور کاری وار کیا۔ جبکہ وہاج سلطان اس کی دیوانگی بھرے لفظوں میں الجھ گیا تھا۔

جاؤ یہاں سے۔۔" اس نے اپنے حصار سے اسے آزاد کیا۔ "

میں تو جا ہی رہی تھی۔ لیکن آپ نے ہی روکا تھا۔۔" وہ تلخی سے بولی۔ وہاج نے ایک بار پھر اس کی " کلائی پکڑ کر اسے اپنے جانب کھینچا، لیکن اس مرتبہ اس نے انابیہ کا رخ موڑا تھا۔

کیا چاہتی ہو؟ کس چیز سے ضد لگائے بیٹھی ہو، کتنی بار تمہیں احساس دلاؤں کہ میں تم سے محبت نہیں " کرتا، نہ ہی کر پاؤں گا۔۔ کیونکہ مجھے کسی سے محبت کرنی ہی نہیں آتی۔۔ اور نہ میں کرنا چاہتا ہوں"۔ وہ لہجے میں مضبوطی تو لیے ہوئے تھا۔ لیکن نظر چرا کر بول رہا تھا۔۔ گویا اپنے دل کی دہائی سے نظر چرا رہا ہو۔۔ جو چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ وہاج سلطان جھوٹ بول رہا ہے۔ اسے عشق ہے اس لڑکی سے، دیوانوں کی طرح چاہتا ہے۔ لیکن بتانا نہیں چاہتا۔۔ کیونکہ وہ ڈر رہا ہے اسے کھونے سے۔۔ انابیہ کے دل میں چھناکے سے کچھ ٹوٹا۔ چہرہ سفید پڑنے لگا۔ قطرہ قطرہ آنسو گال پر بہنے لگے۔۔

اس کے آنسو وہاج کو اپنے دل پر گرتے محسوس ہوئے۔

لیکن وہ ان آنسوؤں کو صاف نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ آج کا رونا تا عمر رونے سے اچھا تھا۔۔ اسے اپنی زندگی کا بھروسا نہیں تھا۔۔ کب کس لمحے اپنی جان کی بازی ملک کی خاطر لگانی پڑ جاتی۔ وہ اس لڑکی کو خود سے نفرت کرنے پر مجبور کر دینا چاہتا تھا کیونکہ وہاج سلطان کو محبت راس نہیں تھی۔ ایک بار پہلے بھی وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہوئے کسی کی طرف بڑھا تھا لیکن وہ اسے چھوڑ کر جا چکی تھی۔۔ بے شک محبت تو نہیں کی تھی لیکن انسیت ضرور ہوئی تھی۔۔ اور انابیہ کی جانب بھی تو بڑھنا چاہا تھا لیکن ذلت و رسوائی

مقدر بن گئی تھی۔۔اور اب تو اسے محبت ہو چکی تھی۔۔اتنی محبت کہ اگر انابیہ جان جاتی تو اپنی قسمت پر رشک کرنے لگتی، لیکن وہ کبھی بتانا نہیں چاہتا تھا کہ ایک بار پھر قسمت ان کو ایک بار پھر جدا کر دے۔

اسے وہی چھوڑے وہ اوپر کی جانب بڑھ گیا۔ وہ زمین پر گرنے سے کہ انداز میں بیٹھ گئی۔ آنسو زمین پر گرنے لگے۔ پورا وجود ٹھنڈا پڑنے لگا تھا۔ لیکن اس کے لفظوں کی تپش اس ٹھنڈک سے بھی زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوئی تھی۔

شام تک ڈاکٹر بھی آچکی تھی۔ روز کی آج ڈیوٹی بیسمنٹ میں تھی۔اس لیے یزدان تعبیر کے پاس ہی تھا۔ لیکن دونوں اب بھی خفا خفا سے تھے۔

ڈاکٹر آئی تو تعبیر نے یزدان کو دیکھا۔وہ اب بھی بیڈ پر ہی موجود تھی کچھ دیر پہلے ہی نیند پوری کیے اٹھی تھی۔

"ڈاکٹر مونا یہ میری وائف ہے۔۔ تعبیر یہ ڈاکٹر مونا ہے۔۔"

اس نے دونوں کا تعارف کروایا۔

یزدان میں ٹھیک ہوں۔۔مجھے ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے۔۔" تعبیر سنجیدگی سے بولی اب بھی یزدان " کو دیکھ رہی تھی

"میم میں آپ کا نارمل چیک اپ کرنے ہی آئی ہوں، ٹینشن نہ لیں سر آپ باہر ویٹ کریں۔۔"

"دھیان سے چیک کیجیے گا۔۔"

یزدان ڈاکٹر مونا کو ہدایت دیتا باہر نکل گیا۔ باسط جا چکا تھا۔۔ صنم اپنے کمرے میں تھی۔اسے اس وقت بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔جواب ڈاکٹر کے باہر آنے پر ہی ختم ہوتی۔

کچھ دیر بعد ہی ڈاکٹر مونا نے دروازہ کھولا تو وہ اندر داخل ہوا۔

کیا ہوا ہے تعبیر کو؟؟اس نے بے قراری سے پوچھا۔"

"کانگریٹس سر!!آپ فادر بننے والے ہیں۔۔ "

لیڈی ڈاکٹر کے لبوں سے چند لفظ نکلے تھے۔اسے لگا اس نے غلط سن لیا ہو۔اس نے مڑ کر تعبیر کی طرف دیکھا۔۔پلکیں جھپکائی اور پھر سر جھٹکا۔

"مونا کیا کہہ رہی ہو؟؟ دوبارہ کہو۔۔؟"

سر آپ فادر اور تعبیر میڈم مدر بننے والی ہیں۔۔"اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیے قدرے مسکرا کر" کہا۔

یزدان کا پورا وجود جیسے کپکپایا تھا۔

سچ۔۔۔وہ بڑبڑایا۔۔جبکہ مونا نے سر ہلایا تھا۔"

مونا۔۔!! تت تم ایک بار پھر سے کہو۔۔"یزدان کی خوشی کا گویا ٹھکانہ نہیں تھا۔۔جبکہ بیڈ پر لیٹی "تعبیر پہلے جو شرم سے نظر نہیں اٹھا پائی تھی۔اب یزدان کی حرکت پر نظر جھکا نہیں پا رہی تھی۔

یزدان!!! تعبیر بڑبڑائی۔۔"

کہو مونا۔۔اتنا اچھا لگ رہا ہے۔۔، یہ لاسٹ ٹائم ہو گا۔۔ کہو۔۔ جلدی سے۔۔"اس نے اپنے ہاتھ " پھیلائے گویا اس کے ہاتھ تھام لے گا۔۔

یزدان اس نے کہہ تو دیا ہے۔۔" تعبیر نے اسے تنبیہ کی۔"

"سر آپ کی وائف، ماما بننے والی ہیں اور آپ پاپا۔"

مونا نے کہنا ہی مناسب سمجھا تھا۔

"اوہ مائی گاڈ مونا۔مم میرا دل کر رہا ہے۔۔"

اس نے مونا کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔۔جبکہ تعبیر کی آنکھیں پھیلی تھیں۔۔سن تو مونا بھی ہوئی تھی۔

یزدان۔۔۔!! تعبیر اسے پکارتی بیڈ سے اٹھ کر اس کی جانب تیز قدموں سے آئے جھٹکے میں اس کے " ہاتھ چھڑوا چکی تھی۔

مونا جھرجھری لے کر پیچھے ہوئی۔کہیں وہ اسے گلے ہی نہ لگا لے۔

تعبیر۔آپ ماما، میں پاپا۔۔اوہ مائے گاڈ۔۔مم میں۔۔"خوشی سے الفاظ رکنے لگے تھے۔"

URDUNovelians

تعبیر مسکرائی تھی۔ناراضگی خفگی سب کہیں گم ہو گئی۔۔

آپ نہیں جانتی آپ نے مجھے کتنی بڑی خوشی دے دی۔۔"اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرے وہ" بھرائی سی آواز میں بولا۔۔جبکہ اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔۔جواس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہ اس خوشی کو سنبھال نہیں پا رہا۔اسے یہ احساس تھا کہ یزدان کی خوشی کا عالم کچھ الگ ہی ہو گا۔۔۔لیکن وہ تو تعبیر کو شاک پر شاک دے رہا تھا۔

یزدان۔۔ڈاکٹر یہی ہیں۔انہیں تو جانے دیں۔۔"وہ مدھم سا بڑبڑائی۔۔خفت زدہ تو وہ بھی تھی۔"

اوہ!!وہ تعبیر کو ایک جانب کر کے اس کے گرد بازو پھیلائے ڈاکٹر کی جانب متوجہ ہوا۔"

مونا آئی ایم سوری۔۔خوشی ہی ایسی تھی۔۔"وہ خفت سے گویا ہوا تو تعبیر کو بھی ہنسی آئی۔

اٹس اوکے سر۔۔بس میں جارہی ہوں پھر آپ اپنی وائف کے ساتھ اچھے سے خوشی سلیبریٹ کر لیجیے" گا۔۔" تعبیر اس کے حصار میں یکلخت کانپی تھی۔

جبکہ یزدان مدھم سا مسکرایا تھا۔

میں نے میڈیسنز لکھ دی ہیں، بس ڈائیٹ کا خاص خیال رکھیے گا۔۔اور ہاں انہیں اس کنڈیشن میں نیند کافی آئے گی۔۔کیونکہ بعض اوقات ہر لیڈی کو وومٹ وغیرہ نہیں ہوتی۔ہر کسی کی کنڈیشن سیچویشن ایک

جیسی نہیں ہوتی۔۔اور ان کا چڑچڑا پن بھی بڑھ سکتا ہے۔۔اس لیے اس عرصہ میں آپ کو ان کا خاص خیال رکھنا ہے۔غصہ تو بالکل نہیں کرنا۔۔۔" مونا کی ہدایات سنتا وہ تعبیر کی بازو بھی سہلا رہا تھا۔

یزدان نے تعبیر کو ابرو اچکا کر دیکھا۔۔تو وہ بوکھلائی تھی وہ سمجھ چکا تھا کہ یہ تعبیر کی کارستانی ہی ہو گی۔

ڈاکٹر مزید ہدایات دینے لگی تھیں۔

بس کریں ڈاکٹر آپ کی ہدایات پر میرے شوہر ایکسٹرا عمل کریں گے۔۔اس لیے اتنی ہدایات دیں " " جتنی میں برداشت کر پاؤں۔۔

وہ ڈاکٹر کو کہتی یزدان کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گئی تھی۔

مسکرائی تو ڈاکٹر بھی تھی۔

اللہ آپ کا پیار سلامت رکھے۔۔میں چلتی ہوں۔۔" ڈاکٹر مونا دونوں کی رشک بھری نگاہ سے دیکھتی " کمرے سے نکلی تھیں۔

ڈاکٹر کے باہر نکلتے ہی تعبیر کا چہرہ شرم سے سرخ ہوا۔۔جبکہ یزدان سرعت سے اسے خود میں بھینچ گیا تھا۔

مجھے اب بھی یقین نہیں آرہا۔۔آپ نہیں جانتی آپ نے مجھے کتنی بڑی خوشی کی خبر سنائی ہے۔۔ایسا" لگ رہا ہے سارے جہان کی خوشی میرے پہلو میں آسمٹی ہے۔۔"اس کے سر پر لب رکھتا وہ تعبیر کو مزید شدت سے بازوؤں کے حصار میں قید کر چکا تھا۔۔آواز اب بھی بھاری تھی۔

یزدان۔۔!! تعبیر نے کسمسا کر پکارا تو وہ خواب سی کی کیفیت سے جاگا تھا۔"

جی۔یزدان کی جان۔۔"اس نے تعبیر کو سامنے کیا۔۔ "

تم نے ڈاکٹر کا ہاتھ کیوں پکڑا تھا۔؟؟"وہ مصنوعی خفگی سے بولی۔"

یزدان نے بنا کچھ کہے اپنے کان پکڑ لیے۔۔ تعبیر کا قہقہ پھوٹا تھا۔اس کے سینے پر پنچ مارتی وہ اس کے گرد اپنے بازو حائل کر گئی تھی۔

آئی لو یو سو مچ مسٹر ہسبنڈ۔۔پر پھر بھی تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے۔"اس کے دل کے مقام پر" لب ثبت کرتی وہ شدت گریہ سے بولی۔۔یزدان کا پورا وجود ان لمحوں کے حصار میں جکڑا گیا۔

اس کا یوں اقرار کرنا یزدان کو دوہری خوشی دے گیا تھا۔وہ یوں اظہار کرے گی۔۔اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

ایک ساتھ اتنی خوشیاں دے کر کیا مجھے مارنے کا ارادہ رکھتی ہیں؟"اس نے تعبیر کو سامنے کیا تو اس" نے بھیگی آنکھوں سے۔یزدان کو دیکھا۔یزدان جھینپا تھا گویا اپنے لفظوں کا احساس ہوا ہو۔۔

آئی لو یو ٹو مائے لائف مائے لو اینڈ مائے ایوری تھنگ۔۔۔آپ نہیں جانتی کہ اس وقت میری کیا" کیفیت ہے، میرے اختیار میں ہو تو ساری دنیا کو بتاؤں کہ میری زندگی نے آج مجھے کتنی بڑی خوشی دی ہے۔اس پر یہ اظہار۔آئی کانٹ ڈسکرائب۔۔" تعبیر کو کمر سے تھام کر اسے زمین سے تھوڑا بلند کیا اور ہلکا سا گھمایا، تعبیر نے دہل کر اس کی گردن کے گرد بازوؤں کا لاک لگایا۔۔کہیں وہ اسے نیچے ہی نہ گرا دے۔

"یزدان میں گر جاؤں گی۔۔"

یزدان کی جان۔۔آپ کے یزدان کے بازوؤں میں اتنا دم ہے کہ وہ تا عمر آپ کو ان بانہوں میں سنبھال سکتا ہے۔۔"اس کو ہنوز گھمائے وہ بھرپور انداز میں بولا۔ تعبیر نے سر جھکایا، اور اپنی پیشانی یزدان کی پیشانی سے ٹکا دی۔

تم میرے یزدان ہو۔۔صرف میرے۔"ہر بار کی طرح آج بھی اس نے یزدان کو باور کروایا تھا۔"

ہاں جی صرف آپ کا یزدان۔۔ تعبیر کا یزدان۔۔دنیا والوں کے لیے میں نوفل یزدان ہوں۔ لیکن آپ کے لیے صرف آپ کا یزدان۔"اس کو سیدھا کیے اس نے دونوں گالوں پر اپنے تشنہ لب رکھے ۔۔وہ لب دباتی لجا سی گئی تھی۔

تعبیر نے اب بھی اس کی گردن کے گرد اپنے بازو حائل کیے ہوئے تھے۔پر اب نظر تھوڑی جھکی ہوئی تھی۔

" بابا اور مام یہ خبر سن کر بہت خوش ہوں گے۔اور روز باسط کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ نہیں ہوگا۔"

یزدان مجھے شرم آ رہی ہے۔۔مم میں سب کا سامنا کیسے کروں گی؟"وہ منہ بسورتی یزدان کو مسکرانے کی ایک اور وجہ دے گئی تھی۔

میں ہوں ناں ہر پل آپ کے ساتھ۔۔پھر کیوں گھبرا رہی ہیں؟"اس کے چہرے کو ایک بار پھر تھامے وہ دلفریبی سے بولا تو تعبیر نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

آپ خوش ہیں؟"اس نے تعبیر سے پوچھا۔"

تمہاری خوشی کے آگے میری خوشی کچھ بھی نہیں ہے۔۔مجھے زرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ تم اتنی چھوٹی" سی خبر پر ایساری ایکشن دو گے۔۔" تعبیر لب دبا کر بولی۔

"چھوٹی نہیں دنیا کی سب سے خوبصورت اور بڑی خوشی کی خبر ہے۔۔اور یہ خبر مجھے بہکا رہی ہے۔۔"

اس کے چہرے پر جھکتا وہ گھمبیر تا سے بولا۔۔ تعبیر نے فوری اس کے سینے میں منہ چھپالیا۔یزدان بدمزہ ہوا تھا۔

ناٹ فئیر مائے لو۔۔پہلے اتنی پیاری خبر دی، پھر محبت کا اتنا پیارا اظہار کیا۔۔بجائے انعام لینے کہ آپ" مجھ سے ہی چھپ رہی ہیں۔"

"تمہارے انعام کو میں اچھے سے جانتی ہوں۔۔ہر بار چیٹنگ کرتے ہو۔۔"

آج تو ایکسٹر چیٹنگ بنتی تھی۔۔"وہ کان کے قریب جھکے فسوں خیزی سے بولا تو ایک سنسناہٹ سی وجود" میں دوڑی تھی۔

چھوڑو، مجھے زیادہ پھیل رہے ہو۔۔"اس نے ہنوز چہرہ چھپائے کہا۔"

تعبیر مجھ سے صبر نہیں ہو رہا۔۔ میرا دل چاہ رہا ہے۔جلدی سے میری گڑیا میرے پاس آجائے۔۔اور" میں اسے بانہوں میں بھر کر محسوس کروں، اسے میں ہر جگہ لے کر جاؤں گا۔اس کی کوئی خواہش کبھی رد نہیں کروں گا۔اس کی ہر طرح سے حفاظت کروں گا۔۔"یزدان کی آنکھیں بھیگنے لگی۔۔آج پر یہان

اتنی شدت سے یاد آئی تھی کہ وہ خود کو سنبھال نہیں پایا تھا۔دور کی پلیننگ سوچتا وہ تعبیر کا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا۔جو سفید ہو چکا تھا۔جہاں ان کہے تفکرات پھیلے تھے۔

"اور یزدان میں؟میں کہاں جاؤں گی۔۔؟"

وُہ جیسے خواب سے جاگا۔۔اس نے تعبیر کو دیکھا جو روہانسی ہو چکی تھی۔

آپ؟" وہ پر سوچ ہوا۔"

آپ کو بھی اپنی بیٹی کے ساتھ لے جایا کروں گا۔۔" وہ شرارت سے گویا ہوا۔انداز لاپرواہ تھا جیسے اس" پر احسان کر رہا ہو۔

میں تمہاری جان لے لوں گی۔۔اگر ایسا ویسا کچھ کیا۔اور تمہاری بیٹی بعد میں ہوگی پہلے میں تمہارے" لیے ضروری ہوں۔۔" وہ دانت پیستی غرائی۔۔

"اوہ مائے گاڈ،آپ۔۔۔اپنی گڑیا۔۔اپنی بیٹی۔۔"

وہ قہقہ لگاتا اسے ایک بار پھر خود میں بھینچ گیا۔

تعبیر اس کے سینے پر ہاتھ مار کر رہ گئی۔

میری بیٹی سے زیادہ مجھے اس کی ماں عزیز ہے۔جو میرا سب کچھ ہے۔۔میری زندگی میرے جینے کی" وجہ ہے۔اور اس کے بغیر نوفل یزدان کچھ بھی نہیں۔۔آپ کے ساتھ ہی تو ہم اور ہماری بیٹی پوری دنیا

گھوم پائیں گے۔" تعبیر نے اطمینان سے اس کے سینے پر سر رکھا اور آنکھیں موند لی تھیں۔ جیسے اب کوئی ٹینشن نہ ہو۔

جبکہ یزدان تعبیر کی حساسیت پر ایک بار پھر مسکرا دیا تھا۔ اپنے رب کا شکر گزار ہوتا وہ نوافل ادا کرنے کی نیت وہی کھڑے کر چکا تھا۔

" مجھے یہاں بلانے کا کیا مقصد تھا؟"

سب باتیں چھوڑو، فلحال منہ میٹھا کرو۔۔"یزدان نے سامنے رکھی ٹرے میں سے کوکونٹ چاکلیٹ اٹھا" کر وہاج کے منہ کے قریب کی۔

کس خوشی میں؟"اس نے یزدان کا ہاتھ پکڑا۔"

کیونکہ تم ماموں بننے والے ہو۔۔"یزدان نے زبردستی چاکلیٹ اس کے منہ میں ڈالی۔ جبکہ وہاج پھیلی " آنکھوں سے یزدان کو دیکھا۔۔ جو مسکرا رہا تھا۔

تعبیر، ! ! وہ بڑبڑایا تھا۔"

" تعبیر بالکل ٹھیک ہے۔۔"

وہاج بنا کچھ کہے اس کے گلے جا لگا تھا۔۔ جبکہ یزدان کو جھٹکا لگا تھا۔

اوہ مائے گاڈ۔۔یہ کیا ہو گیا؟ کیسے ہو گیا؟"یزدان پہلے تو حیران ہوا تھا۔لیکن پھر شرارت سے بعض "
نہیں آیا تھا۔۔

"زیادہ سر پر مت چڑھو۔۔میں نے بس اپنی خوشی کا اظہار کیا ہے۔۔"

وہ سیدھا ہوئے دوبارہ اپنے خول میں بند ہوا تھا۔

"اس کا مطلب، مجھے تمہیں روز خوشی کی خبر سنانی چاہیے۔۔تاکہ تم روز میرے گلے لگو۔"

وہاج اس کے کندھے پر پنچ مار کر رہ گیا۔بنا کچھ کہے بھی آج ان کی رنجش تھوڑی ختم ہو گئی تھی۔

"تم نے یہاں کچھ اور کہنے کے لیے بھی بلایا تھا۔"

"ہاں آؤ۔۔تمہیں کسی سے ملوانا ہے۔۔"

"پہلے تعبیر سے ملنا ہے مجھے۔۔"

"ابھی نہیں۔ابھی تم میرے ساتھ آؤ۔۔وہ اوپر آرام کر رہی ہے۔۔"

وہاج نے یزدان کو دیکھا اور اس کے قدم سے قدم ملائے باہر کی جانب بڑھا۔کیونکہ وہ آیا بھی اسی مقصد کے لیے تھا۔

تم مجھے ک لے کر کہاں جا رہے ہو؟" وہاج اسے باہر پورچ میں آنے پر حیران ہوا۔"

آؤ تو صحیح۔۔باقی سوالات وہی کر لینا۔" وہ اسے لیے پیچھے کی جانب آیا تھا۔وہاج نے اس کے ساتھ جانا "
ہی مناسب سمجھا تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ بیسمنٹ میں تھے۔۔وہاج کے لیے یہ سب حیران کن تھا، لیکن اب دل سے خلش ختم ہوئی تو وہ یزدان کو صاف شفاف نظر سے دیکھنا چاہتا تھا۔۔اس نے تعبیر کو ہمیشہ خوش رکھا تھا۔۔پھر وہ کیونکر اس سے ضد لگاتا۔اس کی بہن خوش تھی۔تو وہ بھی خوش و مطمئن تھا۔

یزدان اسے راہداری سے گزار کر ایک کمرے کے پاس لایا۔وہ سب پھیلی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ایک آفیسر ہونے کی وجہ سے وہ ان سب کا عادی تھا۔۔لیکن یزدان کا اسے یہاں لانا۔۔کوڈز وغیرہ سب عجیب تھا۔

دروازہ کھول کر وہ جس کمرے میں داخل ہوا۔وہاج کے لیے زمین آسمان گھوم کر رہ گئے۔

آریان!! وہاج بڑبڑایا تھا۔جبکہ آریان بھی سیدھا ہوا تھا۔۔

سامنے کھڑے شخص کو وہ کیسے بھول سکتا تھا۔۔جسے وہ ہمیشہ اپنا چھوٹا بھائی سمجھتا تھا۔وہ پہلے سے کافی خوبرو ہو چکا تھا۔۔اونچا لمبا قد اور چہرے پر سنجیدگی۔۔آریان کے چہرے پر رونق بحال ہونے لگی۔

اپنے قریبی عزیز کو دیکھ کر آج وہ جیسے پھر سے جی اٹھا تھا۔۔وہ اٹھ کر وہاج کی طرف بڑھا اور اس کو دیکھنے لگا۔۔گہری شہد رنگ آنکھوں میں کرب پھیلنے لگا۔۔سلے ہوئے زخم ادھڑنے لگے۔۔یکلخت وہ اس کے سینے سے جا لگا۔وہاج کے ہاتھ پہلو میں گرے رہ گئے۔اسے تو اب بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ آریان سے مل رہا ہے۔جسے اس نے کھو ہی دیا تھا۔

سب برباد کر دیا تھا میں نے سب۔۔۔میں نے اپنی بزدلی میں سب کو مصیبت میں ڈال دیا۔"آج وہ اپنے دل کے احساسات وہاج سلطان کو کہہ دینا چاہتا تھا۔اس کی آواز بھیگی تھی۔

وہاج کی آنکھیں سرخ ہونے لگی۔اس نے یزدان کو دیکھا جو ایک جانب کھڑا ہو چکا تھا۔

آریان!! وہاج کی پکار بہت مدھم تھی۔آریان نے گہرا سانس لیا۔اور پیچھے ہوا۔۔"

تم ٹھیک ہو؟"وہاج نے اس کا چہرہ چھوا،آریان نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔۔وہاج نے " فوری اس کے ہاتھ تھام لیے۔۔

"نہیں آریان ہاتھ مت جوڑو۔۔مجھ سے بڑے ہو تم،"

آج جوڑ لینے دو۔وہاج!! میں نے تم پر بے بنیاد شک کیا، صنم نے تم پر الزام لگایا۔ تعبیر نے اتنی " تکلیف سہی لیکن پھر بھی تم نے کبھی کچھ نہیں کہا۔تم نے ہمیشہ چھوٹے ہو کر بڑے پن کا مظاہرہ کیا لیکن میرا خدا گواہ ہے۔۔میں مجبور تھا۔۔دارم سہگل سے انعم کی زندگی کی لیے ہاتھ ملایا تھا۔۔لیکن وہ بھی مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔۔شایان نے انعم کو مار دیا۔۔وہاج میری بہن معصوم تھی۔۔مر گئی وہ۔۔"

آریان کی سسکی نے وہاج کا دل کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

"آریان حوصلہ کرو۔۔"

نہیں وہاج آج مجھے سب بتا دینے دو، میں غلط نہیں تھا۔۔"

آریان اسے تفصیل بتانے لگا۔۔جبکہ وہاج سن ہو چکا تھا۔کیا سے کیا ہوتا گیا تھا۔۔اور وہ کبھی سمجھ نہیں پایا تھا۔

"باسط نے انعم کو نہیں مارا تھا۔۔اسے شایان نے۔۔ قتل کیا تھا۔"

اور اس قتل کا چشم دید گواہ میں تھا۔۔ایس پی وہاج سلطان۔جس کی سزا مجھے جیل بھیج کر دی گئی۔۔" "

باسط کی آواز پر آریان اور وہاج دونوں مڑے تھے۔جبکہ یزدان اس کی موجودگی سے واقف تھا۔وہ باہر نہیں گیا تھا۔بلکہ بیسمنٹ میں ہی تھا۔

انعم تم سے مدد مانگنے کے لیے ملنا چاہتی تھی وہاج۔۔وہ تمہیں شایان کی سچائی بتانا چاہتی تھی۔۔وہ تم " سے نہیں مجھ سے محبت کرتی تھی۔۔وہ ظالم نہیں تھی۔بلکہ اس کے ساتھ ظلم ہوا تھا۔۔اس دن تمہیں ہوٹل اس نے ثبوت دینے کے لیے بلایا تھا۔لیکن وہاں شایان سا گرآیا اور اس نے سب برباد کر دیا، مار دیا اس ظالم درندے نے اپنی بہن کو۔۔بے دردی سے اس کا قتل کر دیا۔اس شخص کو زرا رحم نہیں آیا تھا۔۔"یزدان نے باسط کے کندھے پر ہاتھ رکھا،۔گویا اسے اپنے ہونے کا احساس دلایا ہو۔

یزدان سر اگر میرے ساتھ نہ ہوتے تو شاید آج میں زندہ نہیں ہوتا۔ایس پی وہاج سلطان آپ نہیں " جانتے کہ نوفل یزدان کتنے لوگوں کا مسیحا ہے۔۔اس نے اپنی اچھائی کو ایک خانے میں قید کر برائی کی مصنوعی چادر اوڑھ لی۔۔لیکن یزدان سر ایک سچے ہمدرد اور فرشتہ صفت انسان ہیں۔۔ "

URDUNovelians

وہاج کے سر پر گویا دھماکے ہونے لگے۔۔جبکہ آریان باسط کو دیکھ رہا تھا۔وقت نے سب پر اپنے اثرات مرتب کیے تھے۔کمزور سا باسط اس وقت اونچا لمبا اور مضبوط ہو چکا تھا۔

"یہ سب۔۔کک کیسے؟"

تمہیں لگتا ہے کہ میں نے تعبیر کو پانے کے لیے سعدان کا قتل کیا تھا۔۔ نہیں وہاج سلطان۔۔ میں " نے تعبیر کو سعدان سے بچانے کے لیے اسے مار ڈالا تھا۔ وہ تعبیر کا سودا کرنے والا تھا۔۔ وہ دارم سہگل کا بیٹا تھا۔۔ جو اپنے دادا طیفور سہگل کی رہائی کے لیے ہمارے گھر آیا تھا۔ سب سازش تھی۔۔ اس نے میری معصوم بہن کا قتل کیا تھا۔ اس نے میرے بابا سے ان کی بیٹی چھین لی۔ میری بہن کو بے رحمی سے مار دیا۔ اس نے ہمارا ہنستا بستا گھر اجاڑ دیا۔۔ میں لندن سے اپنی بہن کی وجہ سے آیا تھا، اور سعدان نے میری بہن ہی مجھ سے جدا کر دی۔ "یزدان کی آنکھوں میں سرخی دوڑ گئی۔ جبکہ چہرہ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔

وہاج کو لگا، آج انکشافات کا دن ہے۔۔ دھماکوں کا دن ہے وہ ایک آفیسر ہو کر ان سب سازشوں سے بے خبر رہا تھا۔ اسے آج اپنے پولیس آفیسر ہونے پر افسوس ہوا تھا۔

وہ انعم کو غلط سمجھتا تھا۔۔ لیکن وہ تو معصوم تھی۔ وہ یزدان کو غلط سمجھتا تھا وہ بھی سچا انسان تھا۔۔ اس نے یزدان سے ایک عمر نفرت کی تھی۔۔ پر آج اسے لگ رہا تھا کہ اس نے جو بھی کیا تھا سب غلط تھا۔۔ یہ تو وہ بھی جانتا تھا کہ انعم کا قتل شایان نے کیا ہے۔۔ لیکن انعم کے کردار پر اس نے شک کیا تھا۔۔ اسے ہمیشہ غلط سمجھا تھا۔ اصل مجرم تو وہی تھا۔

میں تمہاری کیفیت سمجھ سکتا ہوں وہاج۔۔ لیکن بعض اوقات آنکھوں دیکھا سچ نہیں ہوتا۔۔ اور انابیہ " بھی تمہارے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ معصوم تھی۔۔ صنم کے بہکاوے میں آ گئی تھی۔۔ اسے صنم نے اکسایا تھا۔۔ صنم نے سب کیا تھا۔ وہ بھی اپنے بھائی کی سازش کا حصہ بن گئی۔ اس نے بھی شایان کو سچا اور باقی سب کو جھوٹا سمجھا تھا۔ اور جانتے ہو صنم کو بھی مار دینے والا تھا۔ لیکن شاید اس کی

قسمت میں ابھی جینا لکھا تھا تبھی وہ محفوظ ہے۔۔"یزدان گھمبیر تا سے بولا۔ جبکہ آریان پریشان ہوا تھا، صنم نے ناجانے کیا گناہ کیا تھا۔پر ابھی یہ سب پوچھنے کا ٹھیک وقت نہیں تھا۔۔

مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں آفیسر ہوں۔۔ایک پولیس آفیسر۔۔۔کاش کہ میں عام پیشہ ور انسان ہوتا" تو آج میری کیفیت ایسی نہ ہوتی۔۔"اس نے یزدان کو دیکھا، پھر آریان اور باسط کو۔۔

وہاج اس میں تمہارا قصور نہیں ہے۔۔تم نے اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کی تھی۔۔تم صنم کو" "انصاف دلانا چاہتے تھے۔

تم مجھے بہلاؤ مت یزدان۔۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔"

" مجھے اس وقت یہاں سے جانا ہے۔ ورنہ بہت کچھ غلط ہو جائے گا۔۔"

وہاج تم خود کو کیوں موردِ الزام ٹھہرا رہے ہو۔سارا قصور شایان کا ہے۔۔اس نے ہمارے گھر کو برباد" "کیا۔۔

میرا قصور ہے آریان۔۔میں انعم کو بچا نہیں پایا میں تمہیں شایان سے بچا نہیں پایا۔ تم دارم سہگل " کے چنگل میں پھنس گئے میں بے خبر رہا۔۔سب میرا قصور ہے میرا۔۔"اس نے اپنی آنکھیں رگڑیں۔اور کمرے سے باہر نکلا۔

وہاج رکو۔۔"آریان اس کے پیچھے آیا۔"

"جانے دو آریان اسے۔۔۔اس وقت اسے ایک ہی شخص سنبھال سکتا ہے۔۔"

یزدان اس کی کیفیت سمجھ چکا تھا۔۔اس وقت وہ اپنا غم صرف انابیہ کو ہی کہہ سکتا تھا۔۔اور وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ ان کے درمیان ساری خلش آج دور ہو جائے۔۔اور جب وہ دوبارہ وہاج سلطان سے ملے تو وہی وہاج سلطان ہو جس کا رعب و دبدبہ ہر ایک کو متاثر کرتا تھا۔

تعبیر کہاں ہے۔یزدان؟"آریان نے بے قراری سے پوچھا۔"

وہ میری بیوی ہے میرے پاس ہے۔۔"آریان کے جامد لبوں پر مسکان پھیلی۔دل پر سکون ہونے لگا" تھا۔

"اور صنم۔۔صنم نے کیا کیا ہے۔اور شایان کیا کرنا چاہتا تھا؟"

ان باتوں کو چھوڑو۔۔باسط کی صنم سے کچھ دن پہلے ہی شادی ہوئی ہے۔۔جلدی سے ٹھیک "

" ہو جاؤ۔۔پھر سب بتادوں گا۔۔۔اور۔۔میں چاہتا ہوں میں جلد از جلد تمہارا اور روز کا نکاح ہو جائے

آریان نے جھٹکے سے اسے دیکھا۔

"روز رضامند ہے؟"

"وہ میری کوئی بات نہیں ٹالتی میرے لیے چھوٹی بہن اور بیٹیوں جیسی ہے۔۔"

آریان آگے بڑھ کر اس کے گلے جالگا۔جبکہ یزدان مطمئن تھا۔۔آریان جیسا شخص ہی اس معصوم اور مخلص لڑکی کے لیے نہایت موزوں تھا۔۔کیونکہ دونوں نے تکلیف کاٹی تھی۔۔اور دونوں ہی ایک دوسرے کے سچے ہمدرد تھے۔

گاڑی کی سپیڈ تیز کیے وہ جلد از جلد گھر پہنچ جانا چاہتا تھا۔اس وقت وہ خود سے بھی سامنا کرنے کی حالت میں نہیں تھا۔۔کئی بار اس نے اپنی سرخ آنکھیں رگڑیں۔کئی بار اس نے خود لعنت ملامت کی۔۔ایک پل کے لیے اس کا دل چاہا وہ اپنے آپ کو کچھ کر لے۔۔

اتنا بے خبر میں کیسے رہ گیا۔۔میں کیسے سب نہیں جان پایا۔۔آہہہ۔۔۔" سٹیرنگ پر اپنے دونوں ہاتھ " مارے وہ زور سے دھاڑا۔۔

انابیہ۔کے ساتھ بھی میں نے بے انتہا برا کیا۔وہ معصوم لڑکی کیا اس لائق تھی۔؟"اسے اپنے " سارے گناہ اس وقت نظر آنے لگے۔

وہ بے بس ہونے لگا تھا۔۔سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے؟

گھر کے قریب گاڑی رکی تو وہ ہوش میں آیا۔۔

گاڑی کھڑی کر کے وہ اندر آیا اور ارد گرد دیکھا۔۔اندر سناٹے بول رہے تھے۔اس وقت اسے انابیہ کی طلب تھی۔جس سے وہ شاید آج اپنا غم کہہ پاتا۔۔لیکن اسے بھی تو اس نے ناراض کر دیا تھا۔۔

کل ہی تو اس نے انابیہ کی آخری امید توڑ دی تھی۔جاتے ہوئے بھی اسے نظر نہیں آئی تھی۔اور اب بھی کہیں نہیں تھی۔

وہ خود سے تھکنے لگا، بوجھل قدم لیے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا اور اپنے کمرے میں آتے ہی بیڈ پر ڈھے گیا۔جیسے وجود اپنا بوجھ نہیں اٹھا پا رہا ہو۔

وہ اپنے کمرے میں تھی۔نہ بھوک کا احساس تھا نہ کوئی اور احساس باقی تھا۔۔وہاج صبح یونیفارم کے بجائے نک سک سا تیار کہیں گیا تھا۔۔اس کا یوں جانا اسے مزید رلا گیا تھا۔۔ لیکن اقصی کے آنے کی وجہ سے وہ اپنے آنسو چھپا چکی تھی۔فریش ہو کر اس نے ناشتے کے نام پر چائے کا کپ پیا تھا۔۔اس کے بعد وہ کمرے میں آ گئی تھی۔

وہاج کے آنے کا پتہ چلا تو دل بے چین ہونے لگا۔۔لیکن اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔اس شخص کے سامنے وہ اب اپنی محبت کی بھیگ کبھی نہیں مانگنا چاہتی تھی۔

تبھی بظاہر لاپرواہ بنی سارا دن اقصی کے ساتھ مصروف رہی۔لیکن وہاج کے کمرے کا بند دروازہ اسے پریشان کرنے لگا۔۔

اب تو اقصی بھی اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔

وہ اوپر آئی۔۔چند لمحے وہاج کے دروازے کے پاس رکی۔۔پر اندر سے کوئی آواز نہیں آئی تھی۔

یا اللہ وہاج ٹھیک ہوں۔" دل اب بھی ڈھیٹ بنا اس کی خیر مانگ رہا تھا۔جو کل اسے پھر دھتکار کر گیا" تھا۔

وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔پر پھر رک گئی۔

نہیں ایک بار دیکھ لیتی ہوں۔" خود سے بڑبڑائی۔اور کمرے کے دروازے آ ٹھہری۔"

اندر نیم اندھیرا پھیلا تھا۔۔لیکن انابیہ کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا۔۔

وہاج!! اس نے دھیرے سے پکارا مبادہ وہ غصہ نہ کر جائے۔۔اس کی حالت آج پھر اس دن جیسی ہی تھی۔جب وہ اسے اس گھر میں لایا تھا۔

وہاج نے سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا اور پھر ایش ٹرے میں سگریٹ کو مسل دیا۔۔گویا اس کے سامنے پینے سے گریز کیا ہو۔

انابیہ کا دل چاہا واپس مڑ جائے لیکن پھر خود کو مضبوط بنائے وہی کھڑی رہی۔

کچھ چاہیے تمہیں؟"اس نے پیشانی مسلے کہا۔۔"

"نن نہیں آپ کھانا کھالیں۔۔ صبح سے آپ کمرے میں بند ہیں۔۔"

بھوک نہیں ہے تم جا کر سو جاؤ۔۔"اس نے ایک بار پھر سگریٹ سلگا لیا۔۔ لیکن یکلخت وہ کھانسا تھا۔"

وہاج آپ کی طبعیت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔"وہ گھبرا کر اس کے پاس آئی اور اس کی پشت سہلانے" لگی۔گو کہ یہ اس کے لیے انتہائی مشکل تھا۔۔ لیکن پھر بھی وہ ہمت کیے پاس آ گئی تھی۔

وہاج نے بیزاری سے اس کے ہاتھ جھٹکے۔

"جاؤ یہاں سے انابیہ۔۔ تمہاری طبعیت بگڑ جائے گی۔۔"

اور جو آپ کی بگڑ رہی ہے اس کا کیا؟" وہ روہانسی ہوئے بولی۔سب شکوے کہیں گم ہو گئے۔۔ محبوب " کی فکر ہر شے پر حاوی ہونے لگی۔

وہاج نے سرخ نظروں سے اسے دیکھا۔۔انابیہ سہمی تھی۔۔ لیکن پھر دوزانوں بیٹھ کر اس کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھا۔

اٹھو نیچے سے۔۔۔"وہ فوری کھڑا ہوئے سگریٹ دور پھینک چکا تھا۔ "

انابیہ کھڑی ہو جاؤ۔۔"اس نے تلخی سے کہا۔ "

" میری سزا کا تعین کر دیں۔۔وہاج۔۔شاید میں پھر اپنی نظر میں اٹھ جاؤں۔ "

وُہ دلگیری سے بولی،شاید وہ اب تھکنے لگی تھی۔اس کی بے رخی سے،۔آج پھر محبت کا خالی کشکول لیے کھڑی تھی۔

وہاج لب بھینچے جھکا اور اس کو کندھوں سے تھاما۔انابیہ بے جان سی اس کے سہارے کھڑی ہوئی تھی۔چند لمحے وہ اس کا گلابی چہرہ دیکھتا رہا۔گویا لفظ جمع کر رہا ہو۔

سزا جزا کچھ بھی باقی نہیں رہی۔ایسا لگتا ہے جو میں نے تمہیں اتنا عرصہ سزا دی تم اس کی زرا سی بھی " "حقدار نہیں تھی۔بلکہ میرے ساتھ جو بھی ہوا اچھا ہی ہوا۔۔

اس کے کندھوں کو دھیمے سے سہلاتے اس نے رنجیدگی سے کہا۔۔اس کی آنکھوں کے گوشے سرخ تھے۔۔جو گواہ تھے کہ کسی کرب سے گزر کر آیا ہے۔

نہیں وہاج۔۔۔آپ ایسے مت کہیں" انابیہ نے سہم کر اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔ "

ناجانے وہاج کو کیا ہوا تھا کہ اس نے گال پر رکھا ہاتھ بے ساختہ لبوں سے لگایا۔۔اس کی شفاف ہتھیلی کو چھوئے اس نے انابیہ سلطان کو معتبر ہی تو کر دیا تھا۔

جو کہا ہے سچ کہا ہے۔انسان اپنا بویا ہی کاٹتا ہے۔۔میں برباد ہوا تو اس میں قصور بھی میرا اپنا ہے شاید یہ " میرا مکافاتِ عمل ہے۔۔ "

ایک بار پھر اس کی شفاف ہتھیلی کو چھو کر اس نے انابیہ کا ہاتھ چھوڑا اور خود بیڈ پر بیٹھ کر اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا۔۔

اس وقت وہ انابیہ کو سخت اضطرابی حالت میں لگ رہا تھا۔

"کچھ ہوا ہے وہاج؟آپ ایسے تو کبھی اداس نہیں ہوئے۔۔"

انابیہ اس کے برابر آکر بیٹھے اس کی جانب مڑی۔لہجے میں بے قراری ہی بے قراری تھی جبکہ وہاج کو ایک اور غم ستانے لگا۔وہ لڑکی اگر اس کی واحد ہمدرد تھی۔اور وہ اسی ہمدرد کو پل پل اذیت دیتا رہا تھا۔۔

وہاج نے اپنا سر اٹھایا اور اسے دیکھا۔اور پھر اس کے کندھے پر سر رکھا کہ اس کے چہرہ اس کی گردن سے مس ہوا۔

انابیہ کو پورا وجود سر د پڑ گیا۔ہاتھ گود میں دھرے رہ گئے۔۔

تمہارا وہاج آج ٹوٹ گیا ہے انابیہ۔۔اس سے کچھ مت پوچھو بس چند پل اپنی قربت میں پر سکون نیند " دے دو۔۔اسے سمیٹ لو۔۔"اس کی گرم سانسوں نے انابیہ کا دل شدت سے دھڑکایا تھا۔اس میں

ہمت نہیں تھی۔ کہ وہ اسے سمیٹ لیتی۔ لیکن وہ آج اسے سنبھال لینا چاہتی تھی۔اس نے آج خود ہاتھ بڑھایا تھا۔اور وہ ناشکری نہیں کر سکتی تھی۔

وہاج !! اس نے اپنے بازو اس کے گرد پھیلائے ،۔گو کہ حصار چھوٹا تھا لیکن وہاج کو وہ نرم بانہیں "سہارے کے حساب سے بہت بڑی لگی تھیں۔وہ اس قابل نہیں تھا کہ اس سے سہارا مانگتا۔۔

تبھی اس کے حصار سے نکلتا بیڈ پر لیٹ گیا۔۔انابیہ کے ہاتھ خالی رہ گئے۔۔ایک بار پھر وہ دور ہو گیا تھا۔

انابیہ !! تم چلی جاؤ یہاں سے۔ہمیشہ کے لیے۔میں اس قابل نہیں ہوں کہ تم مجھ سے محبت " کرو۔ مجھے سہارا دو، یا مجھے سمیٹ لو۔کیونکہ میرے جیسا خود غرض شخص کسی کی محبت کا حقدار نہیں ہے۔۔"

وہ تڑپ کر رہ گئی۔

ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں آپ؟ "اس نے وہاج کا شانہ پکڑ کر اسے سیدھا کیا۔وہ سیدھا ہوا تھا۔"

کہہ سکتا ہوں کیونکہ میں نے ہمیشہ تمہارے معاملے میں خود غرضی دکھائی ہے تمہیں تڑپایا۔۔ہر بار " تمہارے بڑھائے ہاتھ جھٹک دیئے۔۔" اس نے چھت کو گھورتے دلگیری سے کہا۔

اور آج بھی یہی کیا ہے۔۔"انابیہ کے لبوں سے شکوہ نکلا۔وہ جانے کے لیے مڑی لیکن وہاج نے اس کی " کلائی پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا۔۔انابیہ سیدھا اس کے سینے پر گری تھی۔ایک پل کے لیے اسے سمجھ نہیں آیا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔۔چہرہ پل میں گلابی ہوا۔

وہ سیدھا ہونے کے لیے کسمسائی لیکن وہاج نے اس کے گرد اپنے دونوں ہاتھ لپیٹ لیے۔ جیسے اسے دور نہ جانے دینا چاہتا ہو۔انابیہ کا سانس ہی حلق میں اٹکا تھا۔

مجھ سے دور مت جاؤ۔۔ یہیں میرے پاس رہو۔۔ ہمیشہ۔۔ کبھی نہ جانے کے لیے۔۔ میں اگر کہوں تو" " بھی نہیں جاؤ۔۔

اس کی بھاری آواز انابیہ کی جان نکالنے لگی۔ لیکن وہ اپنی تڑپ اپنی کم مائیگی کا تھوڑا سا حساب تو لینا چاہتی تھی۔

کیوں نہ جاؤں وہاج۔۔ آپ ہی تو کہتے ہیں کہ آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے۔۔ اور نہ کرنا چاہتے" ہیں۔ تو پھر میں یہاں کیوں رکوں۔۔ کس لیے ٹھہر جاؤں۔۔ میرا آپ پر کوئی حق نہیں ہے۔۔ اب بھی جانے کو ہی کہا تھا اب جا رہی ہوں تو کیوں روک رہے ہیں؟" وہ بھیگی سی آواز میں بولی اور اس کے سینے پر ہاتھ مارا۔۔ وہاج کے دل پر ایک گہری ضرب لگی تھی۔ وہ وہاج کی گرفت سے نکلنا چاہتی تھی لیکن وہاج اسے سنبھال چکا تھا۔

"اب رک جاؤ۔۔"

"کیوں۔۔۔ وہاج۔ آپ تو مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔۔ "

ایک بار پھر وہ روئی۔

جھوٹ تھا۔سب۔۔ تمہیں کھونے سے ڈرتا تھا۔۔ تمہاری جانب قدم بڑھانے سے ڈرتا تھا کہ تمہیں "
کھو نہ دوں۔ لیکن شاید میں پاگل تھا، بھول گیا تھا کہ تم مجھے اس رب کی جانب سے عطا کی گئی ہو۔۔اس
کی مرضی کے بغیر کوئی مجھے تم سے الگ نہیں کر سکتا۔۔انعم میرے لیے نہیں بنی تھی۔۔ تبھی میرے
"ہاتھ بڑھانے سے پہلے ہی وہ مجھ سے دور چلی گئی۔وہ چلی گئی لیکن تمہیں جانے نہیں دوں گا۔۔

انابیہ یکلخت سن ہوئی تھی۔

"انعم۔۔!!!کک کون انعم وہاج۔۔

وہ خاموش رہا۔اس کا نرم وجود اسے اپنی کیفیت سے نکالنے لگا تھا۔۔وہ اس کی قربت میں کھو جانا چاہتا تھا

جبکہ انابیہ کی سانسیں تنگ ہونے لگیں۔

بب بتائیں مجھے کون ہے انعم ؟" وہ تڑپ کر سیدھی ہوئی۔۔اور فاصلے پر جا کر کھڑی ہوئی، گویا انعم نامی "
لڑکی یہی کہیں موجود ہو۔

"انابیہ!! میری بات سنو۔۔"

وہاج بھی اٹھ کر بیٹھا۔اور اس کی جانب متوجہ ہوا۔

مجھے بتائیں وہاج انعم کون ہے؟" وہ چیخی تھی۔قدم پیچھے لینے لگی۔ "

انعم میری منگیتر تھی۔۔"اس نے نظر زمین میں گاڑے کہا"

انابیہ لڑکھڑائی تھی۔۔اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی، وہاج نے فوری اٹھ کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے سنبھالا تھا۔

آپ۔۔اس سے کک کیسے ؟وہ کک کیسے۔۔کہاں "وہ اس کے کندھے پر ہاتھ جمائے خود کو سنبھالتی " سسکی تھی۔

وہ مر چکی ہے۔۔کافی سال پہلے۔،"۔"

انابیہ کو ایک اور صدمہ لگا تھا۔۔

تت تبھی آپ مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔کیونکہ آپ کے دل میں شروع سے وہی " تھی۔۔"اس نے وہاج کے سینے پر انگلی رکھی۔

وہاج نے نفی میں سر ہلایا۔۔اور جھک کر اس کی پیشانی پر لب رکھے۔۔انابیہ کا دل اب بھی سلگتا تڑپ رہا تھا۔اس کا لمس بھی سکون نہیں دے پایا تھا۔

آپ مجھے بہلا نہیں سکتے۔۔آپ انعم سے۔۔"اس سے لفظ ادا نہیں ہو رہے تھے۔یہ انکشاف ہی اس کی " جان نکال گیا تھا۔

نہ کوئی تم سے پہلے،نہ کوئی تمہارے بعد اس دل پر تسلط جما پایا ہے۔۔تمہاری لگائی تہمت نے میرا " دل بدل دیا۔۔مجھے محبت سے نفرت تک کا۔۔اور نفرت سے محبت تک کا سفر طے کروا دیا۔۔آج میں کہنا چاہتا ہوں،۔۔۔"

وہ چند پل رکا تھا۔۔اور اس کی کنپٹی کو چوما۔اور پھر بولا تھا۔

تمہارے عشق کے ساتھ مجھے یہ تہمت بھی قبول ہے۔۔"انابیہ کا دل دماغ سن ہو گیا۔۔اس نے اظہار " کر دیا تھا۔۔دل اس کی بات پر ایمان لے آیا لیکن دماغ اب بھی باغی بنا تھا۔

آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔ تہمت کے ساتھ عشق کون کرتا ہے؟"اور آپ نے ہمیشہ نفرت کی " ہے۔۔آپ کیسے بھول گئے آپ نے ابھی کل ہی تو کہا ہے۔۔

اور آج اعتراف کر رہا ہوں کہ میں انابیہ سلطان سے محبت کرتا ہوں۔ عشق کرتا ہوں۔۔ بس کھونے " سے ڈرتا ہوں۔۔

جھوٹ۔۔ہے۔۔سب جھوٹ ہے۔۔آپ مجھے بہلا رہے ہیں۔۔سب جھوٹے دعوے ہیں۔" وہ اس کی " گرفت سے نکل جانا چاہتی تھی۔

اس کے لمس کو محسوس نہیں کرنا چاہتی تھی۔

تمہیں اپنے وہاج پر یقین نہیں ہے؟"اس نے چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔اور شدت سے گویا ہوا۔ "

کیسے کیسے کر لوں یقین۔۔آپ نے کب میرا یقین کیا۔۔حالانکہ میں نے تو آپ کو پانے کے لیے یہ " گناہ کیا تھا۔۔میں بے وفا نہیں تھی۔پر آپ تو بے وفا تھے۔۔بے وفا، کسی اور کو چاہتے تھے۔۔پھر مجھ سے " کیوں شادی کی۔؟

تمہاری ضد کے آگے ہار گیا تھا۔انتقام لینا چاہتا تھا لیکن لے نہیں پایا، کیونکہ تم سے محبت ہو گئی" تھی۔کب کیسے ہوئی نہیں جانتا۔ لیکن خود سے بھی یہ اعتراف کرتے میں ڈرتا تھا۔۔"انابیہ نے بھیگی متورم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

تمہیں یقین نہیں آرہا؟ ٹھیک ہے آج تمہارا وہاج تمہیں یقین دلائے گا۔۔میں اپنی ذات کی صفائی کسی" "کو نہیں دیتا۔۔ لیکن آج تمہیں دوں گا۔۔

وُہ بیڈ سے اپنا موبائل اٹھا کر لایا۔۔اور گیلری اوپن کرنے لگا۔۔

انابیہ کی آنکھوں سے متواتر آنسو بہہ رہے تھے۔۔اس کا دل تو اب بھی وہی اٹکا تھا جب اس نے انعم کا نام لیا تھا۔۔وہ لڑکی کون تھی کیا تھی۔۔ نہیں جانتی تھی لیکن اس کا نام دل کو چبھن دے رہا تھا۔

دیکھو یہ۔۔ تمہیں یاد ہے تم نے مجھے پرپوز کیا تھا۔۔میں تمہیں چھوڑ کر دھتکار کر چلا گیا تھا۔۔ لیکن" جانتی ہو میں واپس اندر آنے والا تھا لیکن پھر مجھے یہ احساس ہوا کہ میں نے تمہارے ساتھ بہت برا کیا ہے۔اس لیے اپنی غلطی کا مداوا بھرپور طریقے سے کروں گا۔۔میں نے اپنے ساتھی کو ایک ٹیبل بک کروانے کا کہا تھا۔اور وہ کروا چکا تھا۔۔اگلے دن میری کامیابی کا دن تھا۔۔میں نے ایک مجرم کو گرفتار کرنا تھا۔اور میں کر چکا تھا۔۔اس کے بعد میں تمہارے پاس آنے والا تھا۔اپنی کامیابی تمہارے ساتھ سیلیبریٹ کرنے اور تمہیں پرپوز کرنے۔ لیکن تم نے وہ کر دیا۔۔جو تمہیں کبھی نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔یہ ثبوت ہیں انابیہ۔۔دیکھو انہیں۔۔"اس نے موبائل اس کے ہاتھ میں تھمایا تو اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے وہ تصاویر دیکھی۔۔سب کچھ اچھے سے ریڈی کیا ہوا تھا۔بالونز سے پورا فلور بھرا ہوا

تھا۔۔ ٹیبل پر پھول، گفٹس سب کچھ ترتیب سے سجا ہوا تھا۔۔انابیہ کا اسے پارک میں پرپوز کرنا اس کے سامنے کچھ نہیں تھا۔۔ہر چیز اتنی شاندار تھی کہ انابیہ کی نظر ان تصاویر سے ہٹ نہیں رہی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے میں پتھر دل ہوں۔ نہیں انابیہ۔۔۔ پتھر دل ہوتا تو اب تک تمہیں خود سے اتنی دور بھیج دیتا۔۔کہ تم مجھ تک کبھی واپس نہ آ پاتی۔۔ تمہارے گناہ کی سزا اتنی بھیانک دیتا کہ شاید میں خود سے بھی نظر نہ ملا پاتا۔۔لیکن میرا دل تمہارے معاملے میں بہت پہلے ہی پگھل چکا تھا۔۔"

انابیہ بے یقینی لیے اسے دیکھنے لگی۔۔

"جس وقت تم نے مجھے پارک بلایا تھا۔۔ تھوڑی دیر بعد ہی صنم کی کال آئی تھی۔۔اس کال نے میرا دماغ گھما دیا تھا۔۔ تبھی وہ سب ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔شاید غلطی ہم دونوں کی تھی، میں اس دن نہ تمہارا دل توڑتا، نہ یہ سب ہوتا۔۔نہ تم مجھ پر تہمت لگاتی۔" اس کا لہجہ بھاری ہو رہا تھا لیکن انابیہ ایک بار پھر کپکپائی تھی۔۔

وہاج نے صنم کی ریکارڈنگ آن کی اور اسے سنائی۔۔وہ لفظ ل۔فظ انکشاف انابیہ کو موت کے دہانے پر لے آئے۔۔انابیہ کا دل چاہا وہ مر ہی جائے۔اس لڑکی نے کتنی گھٹیا حرکت کی تھی۔۔اور وہ اس لڑکی پر آنکھ بند کر کے یقین کرتی آئی تھی۔

"صنم نے یہ سب کیوں کیا وہاج؟"

"کیونکہ اسے لگتا تھا کہ میں نے اس کی بہن کا قتل کیا ہے۔"

"اس کی بہن؟"

انعم اسی کی بہن تھی،۔۔اسی کے ساتھ میری منگنی ہوئی تھی۔۔ میرے دل میں اس کے لیے " جذبات نہیں تھے۔۔ بلکہ میں اس لڑکی سے نفرت کرتا تھا۔۔ لیکن آج مجھے اندازہ ہوا کہ میں نے ایک بے گناہ اور مظلوم لڑکی سے نفرت کی تھی۔ تبھی تو وہ ذلت رسوائی۔۔۔ میرا مقدر بن گیا"۔

ماضی کے ورق الٹتا وہ انابیہ کو پھوٹ پھوٹ کر رونے پر مجبور کر گیا تھا۔

آج وہ اپنا دل اس لڑکی کے سامنے کھول دینا چاہتا تھا جو اس کی متاع حیات تھی۔اس کی زندگی کا محور تھی۔ جسے اس نے ہمیشہ ستایا تھا۔۔پر آج ہر زخم پر اپنی محبت کا مرہم رکھ دینا چاہتا تھا۔

وہاج میں کبھی وہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔یقین کریں۔۔ میں غصے میں ضرور تھی۔ لیکن ویڈیو میں نے " اپلوڈ نہیں کی تھی۔۔ صنم میرا موبائل لے کر چلی گئی تھی۔۔اور اس نے میرے موبائل سے وہ ویڈیو بھی ڈیلیٹ کر دی تھی۔میں اس سے موبائل لینا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن۔۔۔ پھر میں نے اپنی کلائی کاٹ لی۔" انابیہ کی ہچکیاں بندھنے لگی۔جب وہاج نے اسے سینے سے لگایا۔اس کا سہارا پاتے ہی وہ مزید سسکیوں سے رونے لگی۔۔ وہاج نے اسے رونے دیا تھا۔تاکہ اس کے دل کا بوجھ ہٹ سکے۔

غلطی ہم دونوں کی تھی۔۔انابیہ۔۔بس میں نے ماضی میں کی، میں انعم کو بچا نہیں پایا۔۔جس کی سزا" مجھے یوں رسوا ہو کر ملی،۔بس تم مجھے معاف کر دو۔۔" وہاج نے ہاتھ جوڑنے چاہے۔

نہیں وہاج۔۔آپ اس سزا کے حقدار نہیں تھے،۔سب کچھ میں نے کیا ہے۔۔کیوں میں اتنی اندھی " ہو گئی تھی۔سب بھول گئی میں۔۔"

وہ وہاج کے ہاتھ پکڑے بولی۔

سب کچھ میرے سامنے ہوتا رہا۔سب کچھ۔۔لیکن میں جان ہی نہیں سکی۔ "زمین پر بیٹھی اور اپنے " ہاتھ زمین پر مارتی چیخی تھی۔اس کی ہذیاتی چیخوں نے وہاج کو بے چینی میں مبتلا کیا تھا۔

انابیہ۔۔!! وہاج نے اسے فوری بانہوں میں بھرا،۔"

بس کرو۔خود کو سزامت دو۔۔بلکہ مجھے سزادو۔۔کیونکہ اتنا عرصہ میں نے تمہیں رلایا ہے۔۔ستایا" ہے۔۔تمہارے دل کو ہر بار زخمی کیا۔۔

میں اسی قابل تھی وہاج۔۔اسی قابل بلکہ آپ کو مجھے اس سے بھی بری سزادینی چاہیے۔لیکن مجھے " کبھی مت چھوڑنا۔۔کبھی نہیں۔ہر سزا قبول ہے لیکن مجھے جدائی قبول نہیں ہے۔۔" وہ اس کے حصار میں سسکتی بولی۔وہاج کے دل سے آج جیسے سارے بوجھ سرک گئے۔۔

اس کا آج بھی وہی اعتراف تھا۔۔اور اب اسے لگ رہا تھا کہ وہ خوش قسمت مرد ہے جس کی زندگی میں ایک وفا شعار عورت آئی تھی۔۔جس نے اسے دیوانوں کی طرح چاہا تھا۔اس کا نرم وجود دل کی دنیا بدلنے لگا۔۔جذبات سلگنے لگے،۔

وہاج نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔اور اسے سامنے کیا۔

سزا چاہتی ہو؟" اس کے آنسو لبوں سے چنتا وہ گھمبیر تا سے بولا۔"

ہر سزا قبول ہے۔ لیکن دور نہیں جانا چاہتی۔۔۔" وہاج نے اس کے لبوں پر انگشت رکھ دی۔ انابیہ نے گلابی بھیگی آنکھوں سے وہاج کو دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات اب بدل چکے تھے۔۔ جہاں اب خماری تھی۔

غم کے بادل چھٹے تو قربت کے جذبات ارد گرد رنگ پھیلانے لگے۔۔

تمہیں خود سے دور جانے بھی نہیں دوں گا۔۔ ہر اس رکاوٹ کو جڑ سے مٹادوں گا۔ جو ہم دونوں کو جدا کرنے کی کوشش کرے گا۔۔ تم وہاج سلطان کی تہمتِ عشق ہو۔ تمہاری تہمت بھی جی جان سے قبول ہے۔۔ تمہارا عشق بھی قبول ہے۔۔"

انابیہ کو اپنا وجود ٹھنڈا محسوس ہوا۔ وہ تڑپ وہ تپش جو ایک عرصہ اسے جھلساتی آئی تھی۔۔ وہ آج ختم ہوئے ٹھنڈک میں بدل گئی تھی۔

آپ۔۔۔ آپ مم مجھ سے محبت کرتے ہیں؟" اس نے یقینی چاہی۔"

تمہیں کیا لگتا ہے؟" وہاج نے اس کے چہرے کو اپنے بے انتہا قریب کیا۔"

بولو۔۔" وہاج کی گرم سانسیں چہرہ جھلسانے لگی۔"

"پپ پتہ نہیں۔۔"

وہاج نے ایک ہاتھ کمر کے گرد پھیلا کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔

"کسے پتہ ہے؟"

پیچ چھوڑیں مجھے۔۔اپنے کمرے میں جانا ہے۔۔" وہ گھبراہٹ میں مبتلا ہوئی۔"

کونسے کمرے میں؟" وہاج نے گرفت سخت کی۔"

اپنے کمرے میں۔۔جج جانا ہے۔۔جانے دیں۔۔" وہ نظر چراتی بولی۔"

تمہارا کمرہ، اب یہی ہے۔۔ تمہارا وہاج اب تم سے ایک پل کی بھی دوری نہیں چاہتا۔۔اب تمہاری پناہ" گاہ یہاں ہے۔۔" اس نے انابیہ کا ہاتھ اپنے دل پر رکھ دیا۔

وہاج۔۔" وہ کپکپا کر اسے دوری چاہنے لگی۔۔اس کا گریز سمجھ کر وہ اپنے دل پر پہرے بٹھائے تھے۔"

میں سمجھ سکتا ہوں۔۔ تھوڑی سزا تو مجھے بھی اب ملنی چاہیے۔"اس نے ایک بار پھر لب اس کی پیشانی" پر جمائے اور اسے آزاد کر دیا۔۔

انابیہ کی زبان گنگ ہوئی تھی۔وہ جانا تو نہیں چاہتی تھی۔

رات بہت ہوگئی ہے۔۔آرام کرو جا کر۔" وہ نہیں چاہتا تھا۔اب وہ خود کو انابیہ پر زبردستی مسلط " کرے۔۔ تبھی رخ موڑ گیا۔۔پر دل اداسی میں لپٹنے لگا تھا۔اس کا کمرے سے جانا اسے ابھی سے بے قرار کرنے لگا۔

چند پل وہ بھی تذبذب کا شکار رہی۔

ابھی آپ نے کہا کہ میرا کمرہ یہی ہے، میری پناہ گاہ یہ دل ہے۔۔اور اب کہہ رہے ہیں آرام کرو جا کر۔۔آپ بہت بڑے جھوٹے ہیں۔اور۔" وہ ہاج کے پشت سے لگتی آج پھر اس کے سینے پر اپنی بازو پھیلا گئی تھی۔انداز میں ہلکی سی خفگی تھی۔دل کی اداسی اگلے ہی پل خوشگواری میں بدل گئی۔وہ یوں آ لپٹے گی۔اسے اندازہ بھی نہیں تھا۔

تو میں نے یہ تو نہیں کہا کہ اپنے کمرے سے چلی جاؤ۔۔" وہاج نے اس آج اس کے ہاتھ سینے سے ہٹا کر لبوں سے لگایا۔اس کے نرم ہاتھ نرم بانہیں اسے ماحول سے بے خبر کرنے لگی۔

کتنی دلیری سے جھوٹ بول رہے ہیں" وہ اپنا ہاتھ آزاد کرواتی بولی،اور حصار توڑ کر سامنے آئی۔وہاج نے شانے اچکائے،۔

آپ کو سزا تو میں ضرور دوں گی۔۔اور وہ سزا آپ کو برداشت بھی کرنی پڑے گی۔۔اتنا عرصہ رلایا تھا۔۔اتنا عرصہ پتھر دل بنے مجھے نظرانداز کرتے رہے۔۔مجھے تو لگتا تھا آپ میں جذبات ہی نہیں ہیں۔۔" وہ خفگی سے بولی۔

جذبوں کی آنچ ہلکی سی بھی تم پر آئی ناں۔۔یہ تمہاری بہادری پل میں اڑنچھو ہو جائے گی۔۔" اس کی گردن سے بالوں کو پیچھے کیے اس نے سرگوشیانہ کہا۔۔اس کی مضبوط انگلیوں کے لمس نے اسے سمٹنے پر مجبور کیا تھا۔

بڑے آئے۔۔" وہ بڑبڑا ہی سکی۔"

اگر تم اجازت دو تو آج میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں میرے جذبوں میں کتنی " شدت ہے۔۔ میں پتھر دل نہیں تمہارے لیے سراپا محبت ہوں۔اور ہاں جو سزا دو گی۔۔ تمہاری ہر سزا " سر جھکا کر سہوں گا۔

اس نے انابیہ کی گردن اور چہرے کے درمیان اپنے مضبوط ہاتھ رکھے۔۔اور بوجھل آواز میں کہا۔۔

نہیں مجھے کوئی سزا نہیں دینی۔ مم میں اپنے کمرے میں چلی جاتی ہوں۔۔" اس نے ارد گرد دیکھ کر وہ " بوکھلاہٹ سے بولی۔ وہاج کی سیاہ آنکھیں اسے بہت کچھ احساس دلا رہی تھی۔ جن کو سمجھ کر بھی سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔

"اب نہیں انابیہ وہاج سلطان، اب تو بالکل نہیں۔"

جانے دیں۔۔" وہ بدقت مسکرائی۔ "

ڈر لگ رہا ہے؟" وہاج لب دبائے بولا۔ "

ڈر۔۔۔ بھلا میں کیوں ڈروں گی۔" وہ کھسیاہٹ سے بولی۔ "

پھر کانپ کیوں رہی ہو۔۔؟" وہاج نے اس کے وجود پر گہری نگاہ ڈالی،۔ "

"کب کانپ رہی ہوں۔؟"

نہ ڈر رہی ہو نہ کانپ رہی ہو۔۔ تو پھر مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ انابیہ وہاج سلطان کے دل تک " میرے سچے پر شدت جذبوں کی آنچ پہنچ چکی ہے۔"

وہاج!! آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں۔" وہ چڑ کر گویا ہوئی۔"

میرا حق ہے۔۔"اس نے ناک کو چھوئے کہا۔۔ا"

کوئی حق نہیں ہے۔۔" وہ شرٹ جکڑتی بولی۔"

ایسی کی تیسی تمہاری۔۔ کوئی حق کی لگتی۔۔"اس شدت سے خود میں بھینچتا وہ اس کی ہر کوشش" ناکام بنا گیا تھا۔ سرد رات میں دہکتے جذبات سر چڑھ کر بولنے لگے تھے۔

"کبھی مجھے چھوڑ کر مت جانا۔ کبھی بھی نہیں۔۔"

نہیں جاؤں گی۔۔ وعدہ وفا نبھاؤں گی۔۔" وہاج نے اس کے کندھے کو نرمی سے چھوا۔۔"

اس سرد رات میں وہاج سلطان نے اپنی محبت کا فسانہ قطرہ قطرہ اس کی سماعت کی نذر کیا تھا۔ اپنے جذبوں کی شدت سے اسے سمیٹ لیا تھا۔۔اس کی قربت میں وہ آج پہلی مرتبہ پر سکون نیند سویا تھا۔ جبکہ انابیہ جاگ رہی تھی۔ اس کے سینے پر اطمینان سے سر رکھے انابیہ نے آج انتہائی کٹھن سفر کے بعد اپنی منزل ، یعنی وہاج سلطان کو پالیا تھا۔ اب کوئی فاصلہ کوئی رکاوٹ دونوں کے درمیان باقی نہیں رہی تھی۔ اس نے وہاج کو سر اٹھا کر دیکھا اور پھر اس کے گال کو نرمی سے چھوئے اس کی پناہوں میں چھپ گئی۔ ایک پر سکون نیند کے لیے۔ اگلی صبح روشن بنانے کے لیے وہ ابھی سو جانا چاہتی تھی۔

وہاج نے اسے مزید خود سے قریب کیا شاید نیند میں بھی اس کا دور جانا محسوس کر رہا تھا۔ انابیہ مسکرائی تھی۔ اور اپنی محبت کی دائمی ہونے کی دعا کرتی کب سوئی، خبر ہی نہ ہو پائی تھی۔

"بابا!! میں شہر جارہا ہوں۔دو دن بعد میری واپسی ہو گی۔۔

"خیریت؟؟سب ٹھیک ہے۔۔۔؟

"ہاں زرفشاں، کا ایک دو دن ریگولر چیک اپ ہے۔اور مجھے اپنے دوست سے بھی ملنا ہے۔۔"

تمہارا دوست کون؟" سوال قیوم چوہدری کی جانب سے آیا تھا۔"

اس نے چند پل انہیں دیکھا۔۔اور پھر گہرا سانس لیا۔

"آئی جی ایاز احمد کا بیٹا،، نوفل یزدان میرا دوست ہے۔۔"

منزہ بیگم کے لیے یہ تفصیل اچھنبے کا باعث تھی۔اتنے سالوں بعد اپنے بھائی کا ذکر انہیں بے چین کر گیا تھا۔

"وہی نوفل یزدان، جس نے قتل کیا تھا۔؟۔"

"الزام تھا اس پر قتل کسی اور نے کیا تھا۔۔اور رشتے میں وہ آپ کا بھتیجا لگتا ہے۔۔"

میں اس آدمی سے کوئی رشتہ بنانا نہیں چاہتا۔۔" قیوم چوہدری آج پہلی مرتبہ کسی کے لیے اس انداز " میں گویا ہوئے تھے۔

"رشتہ تو بنا ہوا ہے۔۔کیوں چچی میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟ "

قیوم وہ میرے بڑے بھائی ہیں۔۔اور نوفل میرا بھتیجا ہے، اس حقیقت کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔۔وہ " "الگ بات ہے کہ آپ نے مجھے میرے بھائی سے ملنے نہیں دیا۔۔

خلافِ توقع آن منزہ بیگم پہلی مرتبہ موردِ الزام ٹھہرا رہی تھیں۔

"گڑھے مردے اکھاڑنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔میں بس بابا کو بتانا چاہتا تھا۔۔"

تم جاؤ زین!! کافی دن ہوگئے ہیں زری گھر میں بند ہے۔۔ تھوڑا ماحول بدلے گا تو طبیعت میں جلد " "سدھار آئے گا۔۔۔

جی بابا۔۔!! وہ قیوم چوہدری کو دیکھے اٹھ کھڑا ہوا، جو تفکرات میں الجھے ہوئے تھے۔۔زین تلخ سا " مسکرایا۔اور پھر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔

میرے ساتھ چلو گی۔۔؟"زین اس کے قریب دراز ہوئے گویا ہوا۔ "

زری نے خفگی بھری نگاہ اس پر ڈالی۔

اب کس کے پاس لے کر جائیں گے؟" وہ منہ بنائے دوبارہ کتاب کی جانب متوجہ ہو گئی۔"

تمہاری تعبیر آپی کے پاس۔۔" اس کے چہرے کے قریب لائے وہ سرگوشیانہ بولا۔"

"نہیں جانا۔۔اس دن بھی آپ میرے ساتھ دھوکا کر کے کہیں اور لے گئے تھے۔۔"

اسے وہ لمحے یاد آئے تو سرعت سے نفی کر چکی تھی۔

!!زری"

زری نے محض نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

میں اکیلا چلا جاؤں گا۔۔اور وہاں سندری بھی ہو گی۔",اس نے لب دبائے کہا۔۔جبکہ سندری زین کو" دیکھنے لگی۔

"زین!!آپ وہاں نہیں جائیں گے۔۔نہ میں جاؤں گی۔۔"

اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑتی وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

کیوں نہ جاؤں۔۔یزدان نے مجھے انوائیٹ کیا ہے۔۔اور مجھے تو ضرور جانا ہے۔۔تم آرام کرو، میں کل" شام تک واپس آ جاؤں گا۔۔" وہ اب بھی لاپرواہ بنا۔

آپ مجھے یہاں تنہا چھوڑ کر وہاں جائیں گے؟" اسے اب بھی یقین نہیں آیا تھا۔"

"ہاں بالکل۔۔جب تم نہیں جا رہی تو مجھے اکیلے جانا پڑے گا۔۔"

زین!! یکلخت اس نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔"

کیا ہوا زرفشاں؟" وہ گھبرایا تھا۔"

"زین میرے پیٹ میں شدید درد ہو رہا ہے۔۔"

وہ چہرے پر شدید درد کی کیفیت عیاں کرتی بولی۔

"تم نے دوا کھائی۔، تمہیں کہا بھی تھا کہ دوا وقت پر لینا۔۔"

وُہ اس کو بازوؤں سے تھامے سختی سے بولا۔

زین مجھے درد ہو رہا ہے۔۔اور آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں۔۔" وہ روتے ہوئے بولی تو زین کو مزید "
پریشانی نے گھیرا۔۔

زرفشاں زیادہ درر ہو رہا ہے تو ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔"اس نے زرفشاں کو بانہوں میں اٹھانا "
چاہا۔۔

نہیں۔۔بس آپ میرے پاس رہیں۔۔مم میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔"اس کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ "
رکھے وہ بند آنکھوں سے بولی۔

میں تمہارے پاس ہی ہوں۔۔" وہ اس کے قریب بیٹھے اسے سینے سے لگا گیا تھا۔جبکہ زرفشاں پر سکون "
ہونے لگی تھی۔

زین ٹھٹھکا تھا۔۔جبکہ زرفشاں آنکھیں بند کیے اس کے بازو پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔۔

خاموشی محسوس کیے اس نے آنکھیں کھولی اور سینے سے سر اٹھایا۔تو وہ سامنے ہی تھا۔۔

کیا ہوا؟"زری نے چہرے پر ایک بار پھر تکلیف طاری کی۔"

تمہیں درد ہو رہا ہے؟"اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔"

زری نے فوری سر اثبات میں ہلایا۔

درد میں دوا کھاتے ہیں۔۔تم بھی دوا کھاؤ۔۔"سائیڈ ٹیبل سے اس کی میڈیسن اٹھائے وہ زرفشاں کی" ہتھیلی پر رکھنے لگا۔۔

نہیں زین۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔اب درد ٹھیک ہو گیا ہے۔۔"اس نے دوا پھینکی تھی۔"

ایسا کونسا درد ہے جو ایک دم ٹھیک ہو گیا ہے۔؟"زری نے دانتوں تلے زبان دبائی۔۔"

آپ کے پاس رہنے کا احساس میرا ہر درد دور کر گیا ہے۔"۔اس کے سینے میں منہ چھپاتی وہ دلفریبی" سے بولی۔

بہت شریر ہو گئی ہو۔۔لیکن کوئی بھی بہانہ بناؤ ہمیں جانا تو پھر بھی پڑے گا۔۔"اس نے سرگوشیانہ" کہا۔۔وہ تڑپ کر دور ہوئی۔اور غصیلی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔ہم آج ہی وہاں جائیں گے۔۔اور اگلے دو دن بھی وہی رہیں گے۔۔"اس کے" چہرے کو نرمی سے اپنے لمس سے روشناس کرواۓ اس نے زری کی ہر وجہ کو ٹھکرا دیا۔کچھ ہی پل بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔اور وارڈروب کی جانب آیا۔

میں آپ سے ناراض ہو جاؤں گی۔۔"وہ چیخ کر بولی۔"

میں تمہیں منانے کا ہر طریقہ جانتا ہوں۔"وہ پر شدت سے گویا ہوا۔۔جبکہ زرفشاں کے چہرے پر" خفگی کی جگہ حیا آلود تاثرات نے لے لی۔

دوبارہ اس میں ہمت نہیں ہوئی کہ وہ کچھ کہے۔

وارڈروب سے اس کا ایک سلور کلر ڈریس نکال کر بیڈ پر رکھا۔

اور نیچے ریک سے سوٹ کیس نکالے زرفشاں کے کپڑے رکھنے لگا۔

کچھ دیر وہ اس کی کاروائی دیکھتی رہی۔

"زین مجھے نہیں جانا۔۔"

ہم ضرور جائیں گے۔۔"اس نے زرفشاں کی چیزیں بیگ میں رکھی اور بیگ بند کر دیا۔۔"

زرفشاں جانتی تھی وہ اب اس کے پاس آئے گا۔۔ تبھی دوسری جانب سے اترنے لگی۔

لیکن اگلے ہی پل وہ اس کے پاس پہنچتا اسے باہوں میں اٹھا چکا تھا۔زری نے فوری اس کا کالر جکڑا۔

"اتاریں مجھے نیچے۔۔بات نہیں کرنی مجھے آپ سے۔۔"

بات تو میں بھی کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔" وہ گھمبیر تا سے بولا۔۔"

وہ حیا سے سرخ پڑی۔

کیا ہے؟آپ۔ایسی باتیں کر کے مجھے چپ نہیں کرواسکتے۔"وہ سینے پر ہاتھ رکھے منہ بنائے بولی۔۔"

تمھیں اب مجھ پر اتنا یقین ہونا چاہیے کہ میں دنیا کے جس کونے میں بھی چلا جاؤں۔ تمہارے پاس ہی " ایک دن لوٹ کر آؤں گا۔۔ کیونکہ تمہارے پاس میرا سکون ہے۔اور انسان اپنی زندگی میں سب سے زیادہ سکون ہی چاہتا ہے۔"

مجھے آپ پر خود پر بہت یقین ہے۔۔ پر میرا باغی دل کبھی کبھی بغاوت پر اتر آتا ہے۔۔" وہ اس کی گردن " کے گرد بازو حمائل کیے بولی۔

"اپنے باغی دل کو بھی جتادو کہ زین چوہدری صرف تمہارا ہے۔۔ صرف اور صرف زرفشاں کا۔"

اس کی پیشانی پر مہر ثبت کیے وہ اسے ڈریسنگ روم کی جانب لایا۔

جلدی سے چینج کرو۔۔ پھر ہمیں نکلنا بھی ہے۔۔" اسے سیدھا کھڑا کیے وہ ڈریسنگ کا دروازہ کھول چکا " تھا۔

زری نے اسے دیکھا۔ تو اس نے اندر جانے کا اشارہ دیا۔

پر وہ اس کا بازو تھام گئی تھی۔ وہ اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔۔

میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔" زری کے اظہار پر اس کا دل پر سکون ہوا تھا۔۔ "

اور میں تمہاری محبت میں دیوانگی کو چھونے لگا ہوں۔۔" جس کا گواہ یہ خم ہے۔۔" اس کے خم کو آج " پھر سہلائے وہ گھمبیرتا سے بولتا اسے ہر فکر سے آزاد کر گیا تھا۔۔

"وہاج ! ! اقصیٰ دو بار دروازہ ناک کر کے جا چکی ہے۔۔اور مجھ میں ہمت نہیں ہے کہ میں اس کا سامنا کر سکوں۔۔" پلکیں جھکائے وہ سرخ چہرے کے ساتھ بڑبڑائی تھی۔ حالانکہ وہاج اب بھی آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا۔۔پر اس کا سامنا کرنا آج انابیہ کو نہایت کٹھن لگ رہا تھا۔

"تو کس نے کہا ہے سامنا کرنے کو۔ میرے پاس رہو۔؟" وہ ہنوز بند آنکھوں سے بولا۔

"تو میں باہر کیسے جاؤں؟" وہ دانت پیسے بولی۔

"ٹانگوں سے چل کر، اگر کہتی ہو، تو میری بانہیں حاضر ہیں۔۔" وہ کہنی کے بل اٹھ کر انابیہ کو اپنی نگاہ کے حصار میں لے چکا تھا۔۔

"وہاج ! ! وہ شرمائی تھی۔

"ہم ہسبنڈ وائف ہیں۔ اتنا کیوں گھبرا رہی ہو۔۔اور کس وجہ سے تم سامنا نہیں کرنا چاہتی۔۔ بلکہ آج تو تمہیں پر اعتمادی سے سب کا سامنا کرنا چاہیے۔۔ کیونکہ تم نے اپنی محبت حاصل کی ہے۔۔اسے دل و جان سے جیت لیا ہے۔۔"

"پھر بھی وہاج۔۔اسے بھی ہمارے درمیان کشیدگی کا پتہ تھا۔۔" وہ منہ میں بڑبڑائی۔۔

"اقصیٰ تو اب بھی نہیں جانتی کہ اس کے اکڑو سڑیل صاحب جی نے اس کی پیاری انابیہ باجی کو منا لیا ہے۔ پھر کیوں گھبرا رہی ہو۔؟"

اس کے سر کے نیچے اپنے بازو پھیلا کر سینے پر اس کا سر رکھے۔۔ ریشمی بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

"آپ کو سب پتہ چل گیا تھا۔۔"

"میں تم سے کبھی بے خبر نہیں رہا۔۔"

پھر بھی ہر وقت۔۔انجان بنے میرا دل توڑ کر چلے جاتے تھے۔وہ منہ بنائے بولی۔"

آج دل جوڑ بھی تو دیا ہے۔۔اگر مزید جڑوانے کی چاہ ہے تو بندہ حاضر ہے۔۔"اس کی جانب جھکے وہ شرارت سے گویا ہوا۔

وہاج!! کتنے بے شرم ہیں آپ۔۔" وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی تھی۔"

جب محبت نہ کروں۔۔ پتھر دل۔۔جب محبت کروں تو بے شرم۔۔ مجھے لگتا ہے میری بیوی کسی حال میں خوش نہیں ہوگی۔" وہ مصنوعی آہ بھرے بولا۔ جبکہ انابیہ کو آج یہ احساس بخوبی ہو رہا تھا۔۔کہ وہ خاموش زیادہ اچھا لگتا تھا۔اس کا غصہ قابل قبول تھا۔۔ لیکن یہ سراپا محبت بھرا انداز بہت مشکل تھا۔

وہاج!! وہ مدھم سا بڑبڑائی۔"

ہمم بولو۔؟" وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔"

آپ خاموش اور غصہ کرتے زیادہ اچھے لگتے تھے۔۔بول کر تو آپ مجھے نظر بھی اٹھانے نہیں دے رہے۔۔۔"

وہ معصومیت سے بولی جبکہ وہاج کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔آج وہ پہلی مرتبہ اس کے سامنے ہنسا تھا۔۔انابیہ کے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلنے لگے۔ کئی پل وہ مسکراتا رہا۔۔

آپ بہت پیارا مسکراتے ہیں وہاج۔۔" وہ بے ساختہ کہہ گئی تھی۔"

وہاج مسکراہٹ سمیٹتا اس کی جانب مڑا۔انابیہ کے چہرے کا رنگ قندھاری ہونے لگا۔

"تو اس تعریف کا کیا مطلب ہوا؟"

جو پیارا مسکراتا ہے۔اسے کم ہی مسکرانا چاہیے۔۔"

"یعنی تم چاہتی ہو میں کم مسکراؤں۔۔؟"

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔"

"مجھے مطلب سمجھاؤ۔۔انابیہ وہاج سلطان۔"

نہیں ہیں میرے پاس مطلب۔۔مجھے اپنے روم میں جانے دیں۔۔ناشتہ کرنا ہے مجھے۔۔کل رات بھی" میں نے کچھ نہیں کھایا تھا۔" وہ خفگی سے گویا ہوئی۔

تم چپ چاپ واش روم میں جاؤ۔۔اور خبردار جو دوبارہ اپنا روم کہا۔۔۔اب سے یہی تمہارا روم" ہے۔۔ تمہارے کپڑے میں لا کر دیتا ہوں۔۔ جلدی سے فریش ہو جاؤ۔۔آج تمہیں کہیں لے کر جانا ہے۔۔"

"کہاں جانا ہے؟"

سرپرائز ہے۔۔"اس کے بال سہلاتا وہ اٹھ گیا۔۔جبکہ انابیہ ایک بار پھر بلینکٹ میں جا چھپی تھی۔"

وہاج نے اس کا بلینکٹ ہٹایا۔

اب کیا ہوا۔؟" وہ عارض پر پلکیں گرائے بولی۔"

ہمم !! ہوا تو پیار ہے۔۔ لیکن اس وقت دل کچھ اور چاہ رہا ہے۔۔" وہ بالکل چہرے پر جھکا ہوا تھا۔۔"

کک کیا چاہ رہا ہے۔؟" شرم وحیا کے شفاف رنگوں نے وہاج سلطان کا دل بے قرار کیا تھا۔"

دونوں عارض پر شوخ جسارت کیے وہ ان رنگوں کو مزید گہرا کر چکا تھا۔اس سے پہلے وہ مزید کوئی شرارت کرتا۔

وہ اسے دور کرتی بلینکٹ کو مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔پورا وجود اس وقت سن ہونے لگا تھا۔

"جلدی سے اٹھ جاؤ۔۔ میں تمہارا ڈریس لا رہا ہوں۔۔"

" وہاج میں خود لے آؤں گی۔آپ کو کیا پتہ سب کچھ کہاں رکھا ہے؟"

آج میں تمہیں اپنے پسندیدہ رنگ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔اور ابھی تو کہا ہے کہ میں تمہارے میں" "معاملے میں کبھی نے خبر نہیں رہا۔۔

وہ مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔انابیہ اس کے جاتے ہی کمبل ہٹاتی اٹھی۔اور دبے قدموں سے باتھ روم میں بند ہوئی۔کہ کہیں وہ واپس نہ آجائے۔۔

کچھ دیر میں وہ اس کا ڈارک شاکنگ لونگ فراک لیے واپس آیا جس کے اوپر منی شوکنگ ہی جیکٹ تھی، جس کالر پر مرر ورک تھا۔۔کمرہ خالی تھا۔یعنی انابیہ شاید فریش ہونے جا چکی تھی۔

اس کا احساس کیے وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔تاکہ جب وہ باہر آئے تو پریشان نہ ہو۔۔اور آرام سے تیار ہو سکے۔۔لیکن وہ آج اس کے ہمراہ ضرور رہنا چاہتا تھا۔

وہاج۔۔آپ جائیں پلیز۔۔ مم میں کچھ دیر میں آتی ہوں ناں۔ ! ! وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال" سلجھا رہی تھی۔۔جو گیلے پشت پر بکھرے تھے۔

نازک سراپے پر وہ فراک کافی سج رہا تھا۔۔اس کا دمکتا رنگ کچھ زیادہ ہی نمایاں ہونے لگا،۔

اونہوں۔۔ہرگز نہیں۔۔"اس کے ہاتھ سے برش لیے اسنے انابیہ کے بال سلجھائے۔۔اور پھر ڈرائیر" سے ڈرائے کرنے لگا۔۔اس کا یہ روپ اس نے کہاں دیکھا تھا۔۔وہ شخص ایک دن میں اتنی محبت دے گا۔۔انابیہ کو زرا بھی اندازہ نہیں تھا۔۔وہ تو امید چھوڑ چکی تھی۔۔ لیکن وقت و قسمت نے پلٹا کھایا اور انابیہ کا دامن خوشیوں سے بھر دیا گیا تھا۔انابیہ کی تشکر سے آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

"آپ بہت چھپے رستم ہیں وہاج۔۔میں آپ کو بہت سیدھا سادھا سمجھتی تھی۔۔ لیکن آپ بہت۔۔"

وہ لب دانتوں تلے دباتی جملہ ادھورا چھوڑ گئی۔

میں بہت رومینٹک ہوں۔۔"یہی کہنا چاہتی تھی۔۔اس کے کندھے پر اپنی تھوڑی جمائے وہ اس کے" گرد اپنے بازو باندھتا اسے قید کر گیا تھا۔

مم میں نے یہ نہیں کہنا تھا۔" وہ روہانسی ہوئی تھی۔"

"پر میں یہی سننا چاہتا تھا۔۔"

اس کے آگے سے کٹے بالوں کو اس نے انابیہ کو پن اپ نہیں کرنے دیا۔۔ بالوں کی وجہ سے چہرہ مزید خوبصورت لگ رہا تھا۔

آدھے بھیگے بالوں کی مہک اس کی سانسوں کو مہکانے لگی۔

اس نے آج پھر چہرہ بالوں کے قریب کیا اور گہرا سانس لیا۔ لیکن آج وہ انابیہ کو محسوس کروا چکا تھا۔ یا کروانا چاہتا تھا۔

انابیہ کے رخسار گلابی ہونے لگے۔۔ اس کا یہ دلفریب انداز کب دیکھا تھا۔

وہاج!! وُہ مٹھیاں بند کرتی بڑبڑائی۔"

ہمم!!"

نیچے چلیں۔۔ نن ناشتہ کرنے۔۔" اس کی قربت سے گھبرائے وہ نیچے جانے کے بہانے ڈھونڈنے لگی۔

وہاج ہنوز آنکھیں بند کیے اس کی خوشبو میں کھویا رہا۔، انابیہ کی جان ہوا ہونے لگی تھی۔

میں آپ سے کہہ رہی ہوں۔۔ آپ کو پولیس اسٹیشن بھی تو جانا ہو گا۔۔" انابیہ اب قدرے بلند آواز میں بولی۔۔ جیسے اسے خواب سے جگانا چاہا ہو۔

چلا جاؤں؟" وہاج نے اس کا رخ موڑا اور کندھوں سے تھاما۔۔"

نہیں۔۔!!" وہ فوری بولی تھی۔"

تو پھر کیوں کہا؟" وہ تھوڑی تھامے اس کا چہرہ بلند کیے سوال گو ہوا۔"

ایسے ہی۔۔آپ گھر میں بہت کم رکتے ہیں۔۔" اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پائے وہ بمشکل بولی۔ "

"پر آج میرا ارادہ ہر لمحہ تمہارے ساتھ گزارنے کا ہے۔۔"

اس نے حلق تر کیا۔۔تو وہاج کے عنابی لب پھر مسکرائے۔

اقصی کو کہہ کر آج سارا سامان آج روم میں شفٹ کروادوں گا۔۔پھر تمہیں کسی سے گھبرانے کی " ضرورت نہیں ہے۔۔میری بیوی ہو تم،ماضی میں بہت کچھ غلط ہوا ہے جو میں کبھی یاد نہیں کرنا چاہتا نہ ہی دہرانا چاہتا ہوں۔۔اب بس میں تمہارے سنگ اچھی یادیں بنانا چاہتا ہوں تاکہ اگر میں جلد مر بھی "گیا تو مجھے افسوس نہ ہو۔۔

وہاج!! وہ تڑپ کر اس کی شرٹ تھام۔گئی۔۔پل میں آنکھوں میں نمی بھر گئی۔

مرنا سب نے ہے میری جان۔اور میری تو جاب بھی ایسی ہے۔کب زندگی ہار جاؤں۔۔کب وطن کے " لیے قربان ہونا پڑ جائے۔اس لیے تمہارے دامن میں اتنی خوشیاں بھر دینا چاہتا ہوں کہ تمہاری کوئی " حسرت باقی نہ رہے۔

آپ ایسی باتیں مت کریں۔۔مجھے کچھ نہیں چاہیے۔سوائے،آپ کے۔۔آپ کا ساتھ میرے لیے دنیا" کی ہر نعمت سے بڑھ کر رہے۔۔"اس کے سینے پر سر رکھتی وہ سسکی تھی۔

میں ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں۔تمہارا سایہ بنے۔۔تمہاری ہمت بنے۔کبھی نہ چھوڑ جانے کے " لیے۔۔۔"اس کے چہرے پر محبت کے کئی رنگ بکھیر تا وہ انابیہ کی ساری تفکرات،حیا میں بدل گیا تھا۔

میں آپ کو کہیں جانے بھی نہیں دوں گی۔۔" اس نے آنکھیں موند کر سینے پر سر رکھا تو وہاج کا دل پر سکون ہونے لگا۔۔

"اقصی ! ! تم کب آئی۔؟"

جھٹکے سے انابیہ دور ہوئی جبکہ چہرے پر خفت و حیا پھیل گئی۔۔

وہاج کا قہقہ نکلا تھا۔ جبکہ انابیہ پہلے جو خفت سے سرخ تھی۔۔اب غصے سے سرخ ہوتی وہاج کو دیکھتی باہر نکلی تھی۔

رکو میں آرہا ہوں۔۔اقصی کو دونوں مل کر اپنی محبت کا قصہ سنائیں گے۔۔" اس نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

وہاج ! ! وہ پاؤں پٹختی اپنے کمرے میں جانے لگی۔۔ لیکن پھر مڑی تھی۔

اب کیا ہوا؟" وہاج اسے واپس آتے دیکھ کر بازو سینے پر لپیٹے ڈریسر سے ٹیک لگا چکا تھا۔"

مجھے یاد آگیا ہے کہ مجھے آپ کو سزا دینی تھی۔۔" وہ دروازے کے قریب رکے بولی۔"

سنائی نہیں دے رہا زرا پاس آکر کہو۔۔" وہاج نے دونوں بانہیں پھیلائیں۔"

چپ چاپ وہی کھڑے رہیں۔اور میری سزائیں سنیں۔۔" وہ بہادر بنی بولی۔۔ جبکہ وہاج نے آنکھیں" چھوٹی کیے اسے گھورا۔

یہاں آکر کہو جو کہنا ہے۔۔" وہ از حد سنجیدگی سے بولا۔۔ جبکہ انابیہ نے گھبرا کر اسے دیکھا۔ جس کا" چہرہ اب سنجیدگی میں ڈھل چکا تھا۔

کچھ نہیں۔۔" وہ مایوسی سے گویا ہوئی مڑی۔"

پاس آکر جو بھی سزا سناؤ گی۔۔مجھے منظور ہو گی۔اتنی دور سے کون سننا پسند کرے گا۔۔"اس کے " گال سے گال جوڑے وہ ایک مرتبہ پھر اسے خود میں قید کر گیا تھا۔

آپ پہلے وعدہ کریں غصہ نہیں کریں گے۔۔"اس نے وہاج کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے۔"

"غصے والی بات پر مجھے غصہ ہی آئے گا۔۔پیار آنے سے تو رہا۔۔"

غصے والی بات پر بھی پیار کا مظاہرہ کرنا ہے۔۔"وہ بول تو چکی تھی لیکن پھر خود پر افسوس ہوا۔"

ہاں تمہارے معاملے میں اب یہی ہو سکتا ہے۔۔پیار بے پناہ پیار۔۔۔"گال پر ناک رگڑے وہ فسوں " طاری کیے بولا۔

وہاج۔۔مم میرا یہ مطلب نہیں تھا۔۔آپ تو آج میری ہر بات کا غلط مطلب اخذ کر رہے ہیں۔"ُ"

کیونکہ آج ہی تو مجھے تمہارے میں صحیح ادراک ہوا ہے۔۔اب چھوڑو سب باتیں،سزا سناؤ۔۔ورنہ میں " "سب سزاؤں کو جزاؤں میں بدل دوں گا۔۔

"رکیں میں بتاتی ہوں۔۔"

"ہمم بولو۔۔"

سزا یہی ہے کہ آج آپ مجھے بہت ساری شاپنگ کروائیں گے۔۔اور ہر چیز اپنی پسند سے لے کر دیں " "گے۔اور۔۔۔

۔۔اور؟؟؟

"۔اور مجھے آج مام ڈیڈ کے پاس رہنا ہے۔بلکہ اگلے دو دن ان کے پاس ہی رہنا ہے۔۔

واٹ؟" اس نے انابیہ کو سیدھا کیا۔۔اور ماتھے پر بل نمایاں کیے۔۔

"یس۔۔!! اتنا عرصہ میں ان سے دور رہی ہوں۔ مجھے جانا ہے۔۔"

میرے ساتھ جاؤ گی۔۔اور میرے ساتھ ہی واپس آؤ گی۔۔ہر گز تمہاری یہ سزا مجھے قبول نہیں "ہے۔۔

"سزا ہر حال میں قبول کی جاتی ہے۔۔"

تمہاری سزا کی ایسی کی تیسی، میں نہیں مانوں گا۔۔اب زیادہ سر مت چڑھو۔۔اور چپ چاپ نیچے " چلو۔۔" وہ مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔

آپ کو سر چڑھانے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا، اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔" وہ اسے دھکا دیتی نیچے بھاگی " تھی۔ جبکہ وہاج نفی میں سر ہلائے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا۔۔

URDUNovelians

اس کی خواہش کے مطابق وہ ڈھیروں شاپنگ کروا چکا تھا۔۔اب اسے لیے جیولری شاپ پر آیا۔۔

"یہاں سے مجھے کچھ نہیں لینا۔ میرے پاس آلریڈی بہت جیولری ہے۔۔"

وہ وہاج کا ہاتھ تھامے بولی۔

مگر میں لینا چاہتا ہوں۔۔،وہ اس کا ہاتھ قید کیے اندر بڑھ گیا۔"

جیولر کو وہ آرڈر دیتا انابیہ کو چیئر پر بٹھا چکا تھا۔

کچھ ہی دیر میں جیولر نے ایک چین پینڈنٹ اس کے سامنے رکھا۔

انابیہ نے وہاج کو پھیلی متعجب نظروں سے دیکھا۔۔جو اس نیکلس کو ناقدانہ نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔

وہاج یہ آپ نے کب؟" وہ بڑبڑائی جبکہ آنکھوں میں چمک بڑھ چکی تھی۔۔وہاج محض مسکرایا۔۔"

اس پر وہاج سلطان کا نام نہایت سٹائلش اور نفیس طریقے سے لکھا گیا تھا۔۔انابیہ کی نظر اس لاکٹ پر جم چکی تھی۔

تمہارے لیے میں نے آج صبح ہی آرڈر کیا تھا۔۔اور میں چاہتا ہوں، جب میں تمہیں ایک مرتبہ " پہنادوں، تو یہ تم کبھی نہ اتارو۔۔" جیولر نے ایک بیگ اس کی جانب بڑھایا۔

باکس والا بیگ لیے وہ انابیہ کو لیے نیچے آیا تھا۔

گاڑی میں بیٹھ کر وہ انابیہ کی جانب مڑا۔

وہاج آپ نے کیوں لیا یہ؟" وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھتی بولی۔"

تمہاری خالی گردن ہمیشہ مجھے یہ احساس دلاتی تھی کہ اس میں اپنے نام کا ایک لاکٹ سجاؤں۔ جو سب " کو بتائے کہ تم وہاج سلطان کی ہو۔ کوئی تم پر ادھوری سی نظر بھی نہ ڈال سکے۔ اور آج مجھے لگتا ہے میں " حق سے تمہیں پہنا سکتا ہوں کیونکہ میرے دل میں اب کوئی خلش باقی نہیں ہے۔

اس نے نیکلس نکال کر اس کی صراحی دار گردن میں سجا دیا۔۔ اس کی انگلیوں کا لمس اس کا یوں قریب آنا انابیہ کو سانس روکنے پر مجبور کر گیا تھا۔ وہاج نے نیکلس کو بند کر کے قدرے فاصلے پر ہو کر اسے دیکھا۔۔ اس کی شفاف گردن میں وہ مزید خوبصورت لگا تھا۔ انابیہ کے گال سرخ ہونے لگے۔۔ وہاج نے جھک کر اس کی پیشانی کو نرمی سے چھوا۔

میرے اختیار میں ہو تو انابیہ میں اتنا عرصہ تم پر کیے گئے ستم کا مداوا تمہارے دامن میں ہر روز ستارے " " بھر کر کروں۔ اور پھر بھی میرے کیے گئے ستم کا مداوا نہ ہو پائے۔

آپ نے ایک دن میں مجھے زمین سے اٹھا کر ستاروں کے ایسے جہاں میں پہنچا دیا ہے کہ مجھے ایسا لگ رہا " ہے میں زمین پر نہیں کسی دوسرے جہاں میں ہوں جہاں کوئی فکر کوئی پریشانی نہیں ہے، صرف آپ کی محبت کی روشنی ہے۔" وہ وہاج کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتی لبوں سے لگا چکی تھی۔۔ وہاج کا بوجھل دل پر سکون ہوا تھا۔ اس کا یوں ہاتھ کو چوم لینا۔، وہاج کے دل میں ان گنت محبت کے پھول کھلانے لگے۔

دونوں دنیا سے بے خبر ایک دوسرے میں مگن تھے۔۔

وہی کچھ فاصلے پر رانا شاکر اپنے گاڑی کا دروازہ کھولتے رکا تھا۔۔

ایس پی وہاج سلطان ! ! اس نگاہ کا دھوکا لگا۔۔ لیکن پھر اسے گاڑی سٹارٹ کرتے دیکھ کر اس کا شک یقین میں بدلا تھا۔۔ وہ پراسرار سا مسکرایا تھا۔۔

وہ فوری دوسری جانب آیا۔۔ تاکہ دیکھ سکے کہ اس کے ساتھ کون ہے

وہی لڑکی تھی۔۔ ویڈیو والی۔ اس وقت وہ مسکرا رہی تھی۔ اس کے چہرے سے ظاہر تھا کہ وہ وہاج سلطان کے ہمراہ بہت خوش ہے۔

مطلب وہاج سلطان، آج کل دنیا بھولے بیوی کے ساتھ مگن ہے۔۔" وہ پراسراریت سے گویا ہوا۔۔ "

وہاج کی گاڑی وہاں سے نکلی تو وہ بھی اپنی گاڑی کی طرف آیا۔۔ تاکہ ان کا پیچھا کر سکے۔۔ لیکن اس کے موبائل پر کال آنے لگی تھی۔

شایان ساگر کا فون ؟" وہ متعجب ہوا۔۔ شایان سے وہ بہت کم مل پایا تھا۔۔

اس نے فون کان سے لگایا۔

گڈ ایوننگ سر ! ! کیسے ہیں آپ ؟ آج اتنے عرصہ بعد ہماری یاد کیسے آئی ؟" دوسری جانب سے اسے " شاید کچھ کام کہا گیا تھا۔

"جی جی سر میں کل ہی آپ کے پاس حاضر ہوتا ہوں۔۔ آپ فکر مت کریں۔۔ "

رانا شاکر متانت سے بولے فون جیب میں رکھ چکا تھا۔

اس نے دور جاتی وہاج سلطان کی گاڑی کو دیکھا اور پھر اپنی داڑھی کو کھجایا تھا۔۔شکار آج خود سامنے چل کر آیا تھا۔۔پرانی دشمنی، بیٹے کی موت کا بدلہ، اور اس کے اڈوں کو تباہ کرنے کا جرم۔۔سب انتقام ایک بار پھر تازہ ہونے لگے تھے۔۔

یہ کس کا مینشن ہے وہاج؟" وہ حیران کن نگاہ سے سامنے دیکھ رہی تھی۔ "

تمہارے یزدان بھائی کا۔۔۔" اس نے ہارن پر ہاتھ رکھا۔کچھ پل میں ہی دروازہ کھل چکا تھا۔وہ گاڑی" اندر لایا۔۔اور طویل پورچ سے گزرتا اپنی گاڑی ایک جانب کھڑا کر چکا تھا۔

تعبیر آپی یہاں رہتی ہیں۔۔؟" وہ خوشدلی سے بولی۔ "

"ہاں !! وہ اور یزدان یہی رہتے ہیں۔۔ "

وہ گیٹ کھول کر دوسری جانب آتا اس کے لیے دروازہ کھول چکا تھا۔

اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تو وہ ہاتھ تھامتی باہر آئی تھی۔

وہاج نے ایک گہرا سانس لیا۔۔وہ یہاں فلحال آنا نہیں چاہتا تھا۔۔لیکن اسے تعبیر کی خوشی کے لیے یہاں آنا ہی تھا۔آج اس کی محبت اس کا اعتماد اس کے ساتھ تھا۔۔اس لیے کوئی گھبراہٹ کوئی فکر نہیں تھی۔

وہ بیک سیٹ سے کچھ بیگز اٹھائے دوبارہ

انابیہ کا ہاتھ تھامتا اندر ب-ڑھا۔

اندر جیسے دن کا سماں تھا۔ پنک اور وائٹ بالونز اور ربن سے سجا لاؤنج ایک خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا۔ پر پل بھر میں اس کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے تھے۔ جبکہ خون میں گویا شرارے دوڑ گئے۔

کیفیت تو انابیہ کی بھی بدلی تھی۔۔ لیکن وہاج سے مختلف وہ سہم گئی تھی۔ وہ فوری وہاج کا بازو تھام چکی تھی۔۔

"وہاج واپس چلیں۔۔ مم مجھے۔۔ اندر نہیں جانا۔۔"

اس کی آواز میں شدید کپکپاہٹ تھی۔۔

ایک جانب کھڑی صنم کی نگاہ بھی ان دونوں پر گئی۔۔ خوف کے سائے اس کے چہرے پر بھی پھیلے تھے۔

وہ انابیہ کا ہاتھ تھامے واپس مڑنے لگا۔۔ جب تعبیر کی آواز نے اس کے قدموں کو روکا تھا۔

بھائی!! تعبیر کی آواز نے اس کے قدم روک دیئے تھے۔وہ بدقت مسکرائے سیدھا ہوا، تو تعبیر اس" کے سینے سے آلگی۔

انابیہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے الگ ہوگیا تھا۔

کیسی ہو؟"اس نے تعبیر کا سر تھپکا تو وہ مسکراتے ہوئے سیدھی ہوئی۔"

میں بالکل ٹھیک۔۔۔" وہ وہاج کو جواب دیتی انابیہ کے گلے لگی۔۔"

وہاج نے انابیہ کی پشت پر ہاتھ رکھے اسے اپنی موجودگی کا احساس بخوبی کروایا۔۔اور ایک زخم خوردہ نگاہ صنم پر ڈالی۔جواب بھی انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

یزدان بھی وہی دروازے کے قریب آیا اور وہاج سے ملنے لگا۔۔

سالے صاحب کیسے ہیں آپ؟"یزدان اپنے ازلی شریر انداز میں بولا۔"

کل کی باتوں کا زرا سا بھی تاثر نہیں تھا۔جو وہاج کو شرمندہ کرتا یا پھر اسے ماضی کی تلخ یادوں کا احساس دلاتا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟میں یہی سے واپس چلا جاؤں؟"

وہ ماتھے پر بل لیے بولا۔

تعبیر آپ دیکھ لیں۔۔میں آپ کے بھائی سے اب تمیز سے پیش آرہا ہوں۔۔لیکن اسے ہی عزت راس" نہیں ہے۔۔"

آخری الفاظ وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔

وہاج نے اس کے شانے پر ایک زوردار پنچ مارا اور اس کے سینے سے جا لگا۔۔

اپنی بکواس یہی بند کر لو۔۔ ورنہ تم وہاج سلطان کو اچھے سے جانتے ہو۔۔ تمہاری کمزوری کو اگر لے گیا "
"تو سر پیٹتے رہ جاؤ گے۔۔

یزدان نے فوری اسے بازوں میں کسا، گویا وہ تعبیر کو لے ہی نہ جائے۔

چھوڑ مجھے۔۔یزدان۔۔ "اس کی گرفت پر وہ غرایا تھا۔۔ "

وہاج بھائی ! ! ویلکم۔۔۔ " وہ فاصلے پر ہوتا فوری تاثرات بدل گیا تھا۔ قدرے جھک کر کورنش "
بجالایا۔۔ جبکہ وہاج نہ چاہ کر بھی مسکرادیا تھا۔

تعبیر بھی وہاج کے چہرے پر مسکان دیکھے کھلکھلائی تھی۔

اندر آئیں بھائی۔اور انابیہ تم بھی۔۔ " وہ وہاج کا ہاتھ پکڑے آگے بڑھنے لگی۔ "

آرام سے تعبیر۔۔ "یزدان دوسری جانب آتا اس کے گرد اپنا ہاتھ پھیلا چکا تھا۔۔ جبکہ تعبیر جھینپی "
تھی۔

انابیہ وہاج کی پیروی میں اندر بڑھی۔

دوسرے ہاتھ میں تھامے بیگز اس نے ٹیبل پر رکھے اور آگے بڑھ کر آئی جی صاحب سے ملنے لگا۔۔ جو
اپنی بیوی کے ساتھ وہاں موجود تھے۔

مبارک ہو ایس پی وہاج !!! آپ تو ماموں بننے والے ہیں۔۔ عنقریب ہمارا رشتہ مزید گہرا ہو جائے گا۔۔"

ڈیڈ رشتہ تو پہلے ہی کافی گہرا ہے۔۔۔ کیوں سالے صاحب؟ "یزدان نے ایک مرتبہ پھر اسے چڑایا۔۔ لیکن وہ مسکرایا تھا۔۔اور یزدان کا دل مطمئن ہونے لگا تھا۔۔ وہاج کا رویہ اسے پر سکون کر گیا تھا۔

سب خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے تھے۔

یزدان اپنے بابا اور ماں کے ساتھ مصروف تھا۔۔ جبکہ صنم اب بھی ایک جانب کھڑی تھی۔

صنم یہاں آؤ۔۔۔" تعبیر نے صنم کو پکارا تو وہ اپنی جگہ کھڑی گھبرائی تھی۔۔ اس وقت اسے باسط کی کمی شدت سے محسوس ہوئی تھی۔ تنہا بے بسی کی حالت میں کھڑی وہ نہ آگے بڑھ سکتی تھی نہ معافی مانگ سکتی تھی۔۔ شاید ان سے نظر ملانے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔

وہاج نے انابیہ کا ہاتھ تھاما اور اس کی جانب بڑھا۔۔ جبکہ یزدان ایک لمحے کے لیے پریشان ہوا تھا۔

وہاج میں اس سے کوئی بات کرنا نہیں چاہتی۔" وہ گھبرا کر بولی۔"

وہاج بھائی !! " صنم نے بے ساختہ ہاتھ جوڑے تھے۔۔ جبکہ آنکھوں سے نمکین پانی بہتا گالوں پر پھیلنے لگا۔ بنا کچھ کہے وہ اپنے جڑے ہاتھوں کے سنگ بہت کچھ کہہ چکی تھی۔۔ وہاج نے اس کے جڑے ہاتھوں کو جھکایا تھا۔۔ جبکہ انابیہ اب بھی سہمی سے وہاج کے پہلو میں کھڑی تھی۔

تمہاری کی گئی گھٹیا حرکت کے بعد بھی ہم ساتھ ہیں۔شاید قدرت نے ہمارا ساتھ ایسا ہی لکھا" تھا۔۔انابیہ کی لگائی گئی تہمت ہمیں ایک دوسرے کا بنا گئی تھی۔۔ میرے لیے تمہیں معاف کرنا تھوڑا سا مشکل ہے۔لیکن میں اب اپنے دل میں کسی کے لیے نفرت یا کدورت نہیں پالنا چاہتا۔۔لیکن تمہارے بھائی شایان کو تو میں مر کر بھی معاف نہیں کروں گا۔۔اس درندے نے جو گناہ کیے ہیں اسے اس کے کیے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔۔"

صنم کا سر جھکا تھا۔

وہاج نے انابیہ کو دیکھا اور اسے اشارہ دیا۔۔

میں نے تمہیں معاف کیا صنم۔۔کیونکہ تمہاری بدولت ہی مجھے وہاج ملے تھے۔۔مجھے وہاج مل" گئے۔۔ان کی محبت مل گئی میرے لیے یہی کافی ہے۔۔پر اب بھی میرے دل میں ڈر ہے۔۔جو آہستہ آہستہ ختم ہو گا

انابیہ دریا دلی کا مظاہرہ کرتی اس کے گلے جا لگی۔۔جبکہ وہاج اس لڑکی کے شفاف پن کا بھی معترف " ہوا تھا۔

میرا کیا گیا گناہ قابل معافی نہیں ہے لیکن شاید تم لوگوں کے دل بڑے ہیں۔۔حالانکہ تم پر کیے گئے" ظلم کے بدلے مجھے بدتر سے بدتر سزا ملنی چاہیے۔۔"

وہ بھیگی نم آواز میں بولی۔۔جبکہ انابیہ نے اس کے آنسو صاف کیے اور نفی میں سر ہلایا۔

تم اپنی سزا کاٹ چکی ہو۔اب مزید تم اس کی حقدار نہیں رہی۔" وہاج متانت سے گویا ہوا تو انابیہ مسکرا کر وہاج کو دیکھتی اس کے برابر کھڑی ہوئی۔۔وہاج نے اس کے گرد اپنا بازو پھیلایا تو انابیہ جھینپی تھی۔۔

" سالے ،اوپس وہاج بھائی معافی تلافی کافی ہو گئی ہے ، باقی کا رومینس بعد میں ہو جائے گا۔۔اب مل کر کھانا کھاتے ہیں۔" وہ وہاج کو چھیڑتا سب کے لبوں پر مسکان پھیلا گیا تھا۔وہاج اسے گھور کر رہ گیا۔۔

ماحول کی کثافت ختم ہوئی تو سب سازگار ہونے لگا۔۔روز بھی وہاں آچکی تھی۔جس کے چہرے پر آج طمانیت پھیلی تھی۔

" نوفل یزدان ! ! میرے بغیر خوشیاں منائی جارہی ہیں۔۔"زین چوہدری کی گھمبیر آواز پر یزدان مسکرا کر مڑا۔اور تیز قدموں سے اس کی جانب بڑھا۔۔ تعبیر نے بھی اس کی پیروی کی تھی۔۔

زرفشاں کو اتنے عرصے بعد دیکھنا اسے مزید خوشگواری میں ڈھال گیا تھا۔

" تمہارے بغیر میری ہر خوشی ادھوری ہے۔۔کیونکہ نوفل یزدان کو اس مقام تک لانے والا زین چوہدری ہے۔۔"اسنے بلاتامل کہا،زری مسکرائی تھی۔۔آج تعبیر کے چہرے پر اسے تلخی کی ہلکی سی بھی لکیر نظر نہیں آئی تھی۔۔جو اس کا ڈر مزید ختم کر چکی تھی۔

صنم جو قدرے مطمئن ہوئی تھی۔۔ایک بار پھر اسے اپنی راہ کٹھن لگنے لگی۔

پر اسے لگ رہا تھا۔۔آج جھٹکوں کا دن ہے۔۔جب زری تعبیر سے ملنے کے بعد خود آگے بڑھ کر اس کے گلے لگ چکی تھی۔کئی پل تو اسے سمجھ نہیں آئی کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے؟وہ تو زری سے بھی

معافی مانگنے کی ٹھان چکی تھی۔ لیکن اس نے موقع نہیں دیا تھا۔۔اپنی نرمی ،اپنی معصومیت زرفشاں نے یہاں بھی ختم ہونے نہیں دی تھی۔

زین فاصلے پر ہی تھا۔اب مطمئن سا مسکرا رہا تھا۔کیونکہ وہ سفر کے دوران اس کا دل صنم کے حوالے سے صاف کر چکا تھا۔۔

زری نے نارملی اسے بات چیت کی تو رہی سہی جھجھک بھی صنم کی ختم ہونے لگی۔

"اب مجھے لگ رہا ہے میری فیملی مکمل ہو چکی ہے۔"

یزدان خوشدلی سے بولتا اس جانب دیکھنے لگا۔۔جہاں باسط کھڑا تھا۔۔سب کے چہروں پر مسکان دوڑ گئی۔

ایک جانب کھڑا باسط خان جو صنم کی نگاہ سے اوجھل تھا۔یزدان کو دیکھتا مسرور ہوا۔۔اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔۔تو یزدان نے صنم کی جانب اشارہ دیا۔وہ مسکرا کر صنم کی طرف متوجہ ہوا۔

صنم کو کسی کی نظر کی تپش کا احساس ہوا تھا۔وہ ارد گرد دیکھنے لگی۔پر پھر مایوسی سے ڈائننگ ٹیبل کی جانب بڑھ گئی تھی۔

خوشیوں نے آج نوفل یزدان کے گھر اپنا ڈیرا جمایا تھا۔اور ان خوشیوں کی دائمی ہونے کی دعا سب نے مل کر کی تھی۔

بیڈ پر لیٹی وہ اپنی تنہائی سے گھبراتی شدت سے روئی تھی۔۔اس وقت اسے باسط کی یادوں نے ہلکان کیا ہوا تھا۔۔اتنے دن کی دوری اس کی جان پر بن آئی تھی۔آج سب کو ایک ساتھ دیکھ کر وہ کچھ زیادہ ہی اپنی تنہائی محسوس کر رہی تھی۔

"میری یاد آ رہی تھی۔۔"

صنم کی سسکیاں اس بھاری آواز پر یکلخت تھمی۔یکدم اٹھ کر اس نے سامنے دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔۔اس نے ارد گرد نظر ڈالی تو وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔

باسط !! وہ بڑبڑائی تو کوئی پاس بیٹھ کر اسے اپنے حصار میں لیتا کندھے پر تھوڑی جما چکا تھا۔اس کے آنسو رکے۔ یہاں تک کہ اس نے سانس بھی روک لیا۔۔اس کا حصار اور اس کی خوشبو نے صنم ملک کو جکڑ لیا تھا۔وہ آگیا تھا۔وقت سے پہلے ہی،اس کے آنسو صاف کرنے آ چکا تھا۔۔

"دل سے پکارتی تو فوراً آ جاتا۔۔ لیکن تم نے پکارا نہیں۔ تبھی یہ ڈھیٹ آدمی خود آ گیا کہ بیوی تو ساری عمر نہیں بلائے گی۔۔اسے لیے خود چلا آتا ہوں۔۔"اس کی بھاری آواز سماعت سے ٹکرائی تو بے چین روح پر سکون ہوئی تھی۔۔۔سانسیں بحال ہونے لگی تھیں۔۔

میرے دل کی پکار ہی آپ کو یہاں کھینچ لائی ہے۔۔" وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرادی۔۔ باسط نے اس کی مسکان تو نہیں دیکھی لیکن وہ جان گیا تھا کہ وہ اب مسکرا رہی ہے۔۔

"دل سے پکارا تھا۔۔ لیکن لب خاموش تھے۔۔" اس نے صنم کو ستانے کا جواز ڈھونڈا۔

"میرے لبوں سے آپ کا نام جدا نہیں ہوا۔۔

آنکھوں نے دید نہیں جگائی تبھی مجھے خبر نہیں ہوئی۔۔" باسط ایک اور جواز ڈھونڈ لایا تھا۔۔"

"اس وقت اور جب سے آپ گئے ہیں میری آنکھیں میری سانسیں میرے لب آپ کو پکار رہے تھے۔ ان آنکھوں کو باسط خان کی طلب تھی۔۔"

وہ پر اعتمادی سے بولی تو باسط کے تشنہ لب بھی مسکرائے تھے۔اس کے کان کی لو چومتا وہ کھڑا ہوا اور سامنے آیا۔۔ صنم نے بے قراری سے اسے دیکھا۔اس کا نام پکارا۔ باسط نے سر اثبات میں ہلایا۔۔آنکھوں میں محبت کی طغیانی لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ۔۔وہ چند پل نگاہ کی پیاس بجھاتی رہی۔ پھر نیچے اترتی اس کے سینے سے جالگی۔۔ گردن کے گرد بازو حائل کرتی۔۔وہ ایڑھیاں اٹھا چکی تھی۔

باسط نے فوری اسے خود میں سمیٹ لیا۔۔"

"تمہاری معافی۔۔ تمہارا گناہ کا اعتراف کرنا، میری چھپی ہوئی محبت کو واپس لے آیا ہے۔۔اور آج میں کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے انعم سے کیا وعدہ نبھایا ہے۔میں نے صنم ملک کی حفاظت کی ہے۔۔اس سے بے پناہ محبت بھی کی ہے۔۔اور آج میں بھی اعتراف کرتا ہوں۔ تم میرے دل میں بسنے والی پہلی اور آخری لڑکی ہو۔" اس کے اقرار پر صنم کو لگا جو اندر ایک بے سکونی، تڑپ تھی سب ختم ہو چکی ہے۔۔

باسط کی گردن کے گرد اس کی باہنوں کی گرفت مضبوط ہوئی تو وہ دلفریبی سے مسکرایا تھا۔

باسط میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"۔ "

ہمم!! میں سن رہا ہوں۔۔"اس نے سرگوشیانہ کہا۔ لیکن اسے آزاد نہیں کیا۔۔ "

باسط۔۔!!! میں نے زین سے کبھی محبت نہیں کی۔۔ہاں جب اس نے شادی کی تو دکھ ہوا تھا۔شایان " بھائی زری کو پسند کرتے تھے۔۔اور بھائی یہی چاہتے تھے کہ میری زین سے شادی ہو جائے۔اور مجھے "اعتراض بھی نہیں تھا۔۔۔

بس!! اب ہم دونوں کے درمیان کوئی تیسرا نہیں آنا چاہیے، نہ کبھی آئے گا۔" وہ پختگی سے بولتا " اسے سیدھا کھڑا کیے کمر کے گرد بازو حائل کر گیا تھا۔۔

صنم فاصلے پر ہوئی اسے دیکھنے لگی۔جس کی آنکھیں مسکرا رہی تھی۔چہرے پر الگ ہی جاذبیت تھی۔۔وہ بھی بے خود ہونے لگی۔۔

ویسے تیسرا تو آ ہی جائے گا۔اور میں چاہتا ہوں۔۔ جلدی سے ہم بھی دو سے تین ہو جائیں گے۔۔" " اس نے صنم کو دیکھتے گھمبیرتا سے کہا۔ صنم کا چہرہ گلابی پڑا تھا۔ جبکہ وہ اس کے دہکتے حسن کو دیکھتا نہال ہوا تھا۔جواب بوکھلا کر ارد گرد دیکھ رہی تھی۔

صنم کی پیشانی چوم کر اس نے اس حسن کو خراج پیش کیا۔

آریان سے ملنا چاہتی ہو۔۔؟" صنم نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔اور سوالیہ نگاہ سے باسط کو دیکھا۔جیسے پوچھ " رہی ہو۔کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

آؤ میرے ساتھ۔!! وہ اس کا چہرہ صاف کیے، ہاتھ تھامتا کمرے سے باہر نکلا تھا۔"

آج کے تھکا دینے پر خوشی بھرے دن کے بعد وہ بیڈ پر محوِ استراحت تھی، جب یزدان اندر داخل ہوا۔ وہ بوجھل سا مسکرا کر یزدان کو دیکھنے لگی۔

آج آپ بہت پیاری لگ رہی تھیں"۔۔وہ لب دبائے بولا تو تعبیر نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔"

یہ تعریف تم روز کرتے ہو۔۔آج کیا خاص ہے۔۔؟"اس نے ابرو اچکائی۔"

میرے لیے خاص آپ ہیں۔یر لمحہ ہر گھڑی۔، باقی ساری دنیا عام ہو سکتی ہے۔۔ لیکن یزدان کی " تعبیر کبھی بھی نہیں۔۔۔"اس نے بلاتامل کہا تو تعبیر مسکرانے لگی۔۔

وہ قدم لیتا اس کے پاس آیا۔۔اور قریب ہی بیٹھ گیا۔

تم بھی آج بہت پیارے لگ رہے تھے۔۔اور سب سے خاص بات جانتے ہو کیا ہے؟"اس نے یزدان " "کی ٹائی کی ناٹ درست کی۔۔

میں جانتا ہوں آپ کیا کہیں گی؟"یزدان شوخ مسکراہٹ کے سنگ بولا تو تعبیر نے ماتھے پر بل نمایاں " کیے اسے گھورا۔۔

آج میری ساری توجہ آپ کی طرف تھی۔۔آپ کو یہ تفکر نہیں تھا کہ آپ کا شوہر کسی اور کو دیکھ رہا" ہے۔" تعبیر بوکھلائی تھی۔

ایسا بھی نہیں ہے۔یزدان۔۔" وہ خفت سے اس کے سینے پر ہاتھ مارتے بولی۔"

یزدان نے اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا۔ تعبیر مسکرائی تھی۔

ایسا ہی ہے۔۔"اس نے تعبیر کا بہانہ رد کیا۔"

ہاں تو ٹھیک ہے ناں۔۔یزدان میرے علاوہ کیوں کسی کو دیکھے؟"۔وہ ناک سکوڑے بولی تو یزدان" نے اس کی ناک پر لب رکھے۔ تعبیر نے آنکھیں بند کر لیں۔

میرے ساتھ چلیں گی۔۔مجھے پتہ ہے اس وقت آپ آرام کرنا چاہتی ہیں لیکن ایک شخص سے ملوانا" بھی بہت ضروری ہے۔"

کہاں؟" وہ متعجب ہوئی تو یزدان نے کھڑے ہو کر اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔"

تعبیر نے دوبارہ سوال نہیں کیا اور اس کا ہاتھ تھامے کھڑی ہوئی۔۔ تعبیر کے ذہن میں کئی سوالات کلبلانے لگے۔کیونکہ وہ کمرے سے باہر لایا تھا۔

"یزدان کہاں لے کر جا رہے ہو؟"

"کسی خاص سے ملوانے، جو ہماری پہلی ملاقات کا زریعہ بھی بن گیا تھا۔"

"ایسا کون ہے؟"

"اپنے ذہن پر زیادہ زور مت دیں۔۔ورنہ طبعیت خراب ہو جائے گی۔"

اتنی سی بات پر طبعیت خراب نہیں ہوتی یزدان۔۔" وہ خفگی سے گویا ہوئی تھی۔"

مگر سر میں تو درد ہو گا۔۔" تعبیر آنکھیں گھما کر رہ گئی۔یزدان سے بحث میں وہ کبھی نہیں جیت سکتی تھی"

وہ اسے راہداری سے گزارتا آخری کمرے کی جانب لایا۔۔

دوسری جانب سے صنم بھی آتی دکھائی دی تو وہ مزید حیران ہوئی۔

یزدان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو تعبیر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی تھیں۔۔جبکہ صنم کی بے قرار آنکھوں میں پر سکونی اتری تھی،۔

آریان سا گراس کا بھائی۔۔سامنے ہی کھڑا تھا۔۔وقت نے اسے تھوڑا کمزور کر دیا تھا۔۔لیکن وہ صحیح سلامت موجود تھا۔

صنم آگے بڑھتی آریان کے سینے سے جا لگی،۔یکلخت آنسو بہے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی چلی گئی۔۔جبکہ تعبیر اب بھی متعجب تھی۔

اس نے یزدان کو حیرت سے دیکھا۔

آپ کے سب سوالات کے جواب دوں گا۔ لیکن اس وقت آپ آریان سے کچھ نہیں پوچھیں گی۔" وہ پر یقینی سے بولا تو تعبیر نے بمشکل سر اثبات میں ہلایا۔اور پھر مسکراتے ہوئے آریان کی جانب بڑھی۔

آریان بھائی؟؟"اس نے جیسے تسلی چاہی تو آریان نے لب بھینچے سر اثبات میں ہلایا۔"

وہ بھیگتی آنکھوں سے اس کے بازو سے لگی۔۔جبکہ یزدان بے چین ہوا تھا۔۔دونوں کو رشتہ بے شک بہن بھائیوں جیسا تھا لیکن وہ اس کا سگا بھائی نہیں تھا۔

وہ تیزی سے آگے آیا۔اور تعبیر کے کندھے پر ہاتھ رکھے۔۔قدرے دبا چکا تھا۔گویا اسے احساس دلا رہا ہو۔۔

تعبیر نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔پریزدان کی آنکھوں میں پھیلی بے قراری اسے صاف محسوس ہوئی۔۔اور وہ سمجھ بھی چکی تھی۔ تبھی وہ لاپرواہ بنتی آریان کی جانب متوجہ ہوئی۔وہ کڑھ کر رہ گیا تھا۔

"میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"ان تینوں کو باتوں میں مصروف دیکھ کریزدان قدرے بلند آواز میں بولا تو باسط بھی چونکا تھا۔

اپنے باس کا سرخ چہرہ اسے احساس دلا گیا تھا کہ وہ جیلس ہو رہے ہیں۔

"کل روز اور آریان کا نکاح ہے۔۔"اس نے تعبیر کو نگاہ کے حصار میں رکھے دھماکہ کیا۔

"کیا؟"وہ دونوں ایک زبان بولی تھیں۔

"جی بالکل ٹھیک سنا۔آپ کا یہ آریان بھائی شروع سے ہی روز کو پسند کرتا تھا۔۔"اس نے آریان کو دیکھے جتایا تو سب اس کی جانب دیکھنے لگے۔جو جھینپ گیا تھا۔

"یہ سب ہو کیا رہا ہے؟مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔۔"

"جو ہو رہا ہے اچھا ہی ہو رہا ہے۔۔"یزدان خفگی سے گویا ہوا۔۔جو تعبیر کو ہی محسوس ہوئی تھی۔۔ تبھی وہ اٹھ کر یزدان کے سامنے آئی۔

"مجھے سب بتاؤ؟روز اور آریان بھائی کیسے؟"

تعبیر نے اس کی بھوری آنکھوں میں جھانکا۔۔اس نے آریان کو ایک نظر دیکھا۔۔اور پھر روز اور آریان کے متعلق ساری تفصیل بتاتا چلا گیا۔

شایان ساگر کا ذکر اس نے بالکل ہی نہیں کیا تھا۔نہ ہی وہ کرنا چاہتا تھا۔۔

تعبیر اپنا سر تھام کر رہ گئی۔۔۔جبکہ یزدان محض یہی سوچ پایا تھا کہ ابھی وہ نوفل یزدان کی سچائی نہیں جانتی نا جانے پھر اس کے کیا تاثرات ہوتے۔۔؟وہ سر جھٹکتا، وہ مزید تفصیل سے اگاہ کرنے لگا تھا۔جو تعبیر کو مزید گھما گیا تھا۔۔

اگلا دن خوشیوں کا پیام لایا تھا۔

مینشن میں صبح ہی نکاح کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔

نکاح مکمل طور پر خفیہ تھا۔۔اس لیے سب اندر لاؤنج میں ہی انتظامات کیے گئے تھے۔۔

جو باسط، زین اور یزدان کے گارڈز نے مل کر کیے تھے۔

جبکہ روز اندر زرفشاں تعبیر اور صنم کے ہمراہ تھی۔۔

اس نے اپنے نکاح کا سفید رنگ پسند کیا تھا۔۔سفید لونگ گاؤن میں ہلکے پھلکے میک اپ میں آسمان سے اتری کوئی حور ہی لگ رہی تھی۔۔سفید چہرہ آج گلابیاں چھلکا رہا تھا۔

سفید ہاتھوں پر سرخ نیل پالش اور سفید پرل کے کنگن پہنے وہ روایتی دلہنوں سے ہٹ کر لگتی بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔

میں بھی ریڈی ہو کر آتی ہوں۔۔ ورنہ یزدان شور مچادے گا۔آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔۔" تعبیر" یزدا کی نقتل اتارتے بولی تو صنم اور زری مسکرائی تھی۔۔ جبکہ روز کھڑی ہوئی۔

میم میں آپ کی ہیلپ کر دیتی ہوں۔۔" تعبیر کا قہقہ بے ساختہ تھا۔"

آج تمہارا نکاح ہے روز۔۔آج تو خود پر توجہ دو۔اور اب تو تمہاری ساری توجہ آریان بھائی کی طرف" ہونی چاہیے۔۔" وہ جھینپی تھی۔

آریان بھائی کو تم سے کوئی شکایت نہیں ہونی چاہیے، ورنہ تمہاری خیر نہیں۔۔" وہ مصنوعی دھمکی" دیئے بولی تو روز بھی مسکرائی تھی۔ وہ قدم لیتی روز کے پاس آئی اور اس کا سفید گال چوما۔ روز خفت سے لال ہوئی جبکہ تعبیر کو اس پر مزید پیار آیا تھا۔۔وہ معصوم اور خوبصورت دل کی لڑکی ہر ایک کا اپنی ذات سے بڑھ کر خیال کرتی تھی۔

آج میں بہت خوش ہوں۔۔میں نے کبھی یہ خواہش کی تھی کہ اگر میرا ایک اور بھائی ہوتا تو میں تمہیں" اپنی بھابھی بنالیتی، پر شاید یہ ممکن نہیں تھا۔۔۔لیکن اللہ پاک نے مجھے مایوس نہیں کیا۔۔اور آریان "بھائی کو زریعہ بنادیا۔۔

میم یہ آپ کی محبت ہے۔۔" روز خوشدلی سے تعبیر کے گلے جا لگی۔"

روز!!! تم خود بہت اچھی اور مخلص ہو۔۔" زرفشاں بھی گفتگو میں شامل ہوئی تھی۔"

بالکل زرفشاں!! ہماری روز بہت اچھی اور مخلص ہے۔۔" زرفشاں اور تعبیر دونوں روز کو دونوں " جانب سے تھام کر اسے دوہری خوشی سے نواز گئی تھی۔

چلو میں اب تیار ہو جاتی ہوں۔۔زرفشاں تم بھی اچھے سے تیار ہو جاؤ۔آج تو تمہاری سب سے اچھی " دوست کو نکاح ہے"۔زرفشاں مسکرا کر تعبیر کے ہمراہ باہر نکلی۔۔

جب کچھ دیر بعد ہی یزدان اور باسط اندر داخل ہوئے۔

روز کو جھجھک آنے لگی تھی۔۔یزدان روز کے چہرے کو دیکھے پر سکون ہونے لگا تھا۔

آج وہ اپنی بہت بڑی ذمہ داری پوری کرنے والا تھا۔۔جس کے بعد وہ اپنے رب کے آگے سرخرو ہو جاتا۔

باس آج تو روز پہچان میں نہیں آرہی۔لگتا آج روز کے رایان کی خیر نہیں۔" باسط نے روز کو دیکھے " یزدان کو بھی گفتگو میں شامل کیا تھا۔۔

"باسط سر آپ۔۔مجھے تنگ کر رہے ہیں۔۔"

وہ منہ بنائے بولی تو باسط مسکرایا تھا۔

"اور جو تم ہر مرتبہ مجھے تنگ کرنے پہنچ جاتی تھی۔۔آج موقع ہے حساب تو برابر کروں گا۔۔"

یزدان مسکرایا تھا۔۔آج اس کے چہرے سے مسکان جدا ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"باسط سر میں نے آپ کو کبھی تنگ نہیں کیا۔۔وہ الگ بات ہے آپ غلط وقت پر غائب ہو جاتے تھے۔جب باس کو آپ سے کام ہوتا تھا۔۔"

صنم شرم سے یہاں وہاں دیکھنے لگی، جبکہ باسط منہ بنا کر رہ گیا۔

ایسا بھی نہیں تھا۔۔باس کو ہی غلط وقت پر میں یاد آتا تھا۔۔" وہ منہ بنائے بولا۔"

باسط بیٹا بیوی کے سامنے مار نہیں کھانی تو زبان بند کر لو۔۔"یزدان کی دھمکی گارگر ثابت ہوئی تبھی وہ" منہ پر انگلی رکھے اچھا بچہ بنا۔۔جبکہ صنم مسکرانے لگی تھی۔

تم خوش ہو روز؟؟"یزدان نے آگے آکر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔"

باس آپ کی خاطر میں اپنی جان بھی دے دوں، تو مجھے ملال نہیں ہو گا۔۔رایان سے نکاح کرنا تھوڑا" مشکل تو ہے، اب بھی ڈر لگتا ہے کہیں وہ چھوڑ نہ جائے۔لیکن اگر آپ نے اسے میرے لیے پسند کیا ہے تو آپ کی پسند سر آنکھوں پر۔"اس کا تفصیلی جواب یزدان کے وجود میں سرد لہر دوڑا گیا تھا۔۔اس کی آنکھ میں نمی چمکی۔

وہ مخلص لڑکی ہر بار یزدان کو معتبر کر دیتی تھی۔

"بالکل بھی نہیں گھبرانا۔اللہ پاک نے تمہارا نصیب بلاشبہ بہت اچھا لکھا ہے۔۔ تبھی اتنے صبر کے بعد آریان جیسا شخص تمہیں دوبارہ ملا ہے۔۔۔آریان نے ایک عمر تمہارا انتظار کیا ہے۔اگر اس کے

ساتھ وہ حادثہ نہ ہوتا تو وہ بہت پہلے تمہیں اپنا چکا ہوتا۔اس قید خانے کی اذیت تو تم بھی جانتی ہو۔وہاں سے نکلنا آسان نہیں تھا۔۔ لیکن وہ پھر بھی کوشش کرتا رہا تھا۔بس وقت اور حالات نے اسے موقع نہیں دیا۔۔اس کی مخلصی پر کبھی بھی شک مت کرنا۔۔"

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"باس آپ ایموشنل مت ہوں۔جب سے اسے پتہ چلا تھا۔کہ آریان یہاں ہے۔روز تو چپکے چپکے روز "رایان" کو دیکھنے جاتی تھی۔"اس نے رایان نام پر خاصہ زور دیا۔

"باس۔۔ایسا کچھ نہیں تھا۔۔آپ نے ہی تو کہا تھا کہ میں رایان کا خیال رکھوں۔!!!روز روہانسی ہوئی تھی۔۔جبکہ یزدان مسکرایا تھا۔

"باسط تم روزینہ کو تنگ کر رہے ہو۔۔اگر اس کے رایان کو پتہ چلا تو تمہاری خیر نہیں۔۔اور ہاں میں نے ہی اسے آریان کا خیال رکھنے کو کہا تھا۔وہ الگ بات ہے روز، صبح شام وہاں پائی جاتی تھی۔۔"

"باس!!آپ بھی۔۔۔"وہ مٹھیاں بھینچتی چیخی تھی۔

سب کا قہقہ بلند ہوا تھا۔

یزدان بھائی، اور باسط آپ سب مل کر میری پیاری سی بھابھی کو تنگ مت کریں۔۔ ورنہ ہم نند "
بھابھی آپ کو اچھی طرح مزہ چکھائیں گے۔۔ اور تعبیر آپی کا تو آپ دونوں کو اچھے سے پتہ ہے۔۔ پھر
"آپ دونوں نے ہی چھپتے پھرنا ہے۔

صنم روز کے گرد بانہیں حائل کیے دھمکیاں دیتی دونوں کو بوکھلانے پر مجبور کر گئی تھی۔ پر پھر سب کا
قہقہ فضا میں گونجا تھا۔

گرے پینٹ کوٹ پہنے آریان ساگر آج ایک عرصے بعد اپنے اصل حلیے میں واپس آیا تھا۔۔ ہلکی ٹرم
ہوئی داڑھی مونچھوں میں اس کا خوبرو چہرہ مزید نمایاں تھا۔ کچھ من چاہا ہمسفر ملنے کی خوشی نے چہرے
پر مزید جاذبیت پھیلائی تھی۔

گہری شہد رنگ آنکھوں میں آج الگ سی چمک تھی۔۔ بے انتہا کٹھن سفر کے بعد آج اس کی محبت اس کا
صبر رنگ لے آیا تھا۔ روز نامی وہ لڑکی آج اس کی مکمل ہو جاتی۔۔

یزدان اور زین سفید شلوار قمیض پہنے ہوئے تھے۔۔ جبکہ باسط نے بلیک شلوار قمیض کا انتخاب کیا
تھا۔۔ کیونکہ صنم نے بھی بلیک کلر شارٹ فراک اور کھلا سا پلازو پہنا تھا۔ اور زرفشاں نے بھی سادہ

پاؤں کو چھوتے فراک کے ساتھ بھاری آویزے اور چھوٹی سی بندیا ماتھے پر سجائی تھی۔۔جو سراسر زین کی خواہش تھی۔

وہاج سلطان اور انابیہ نے بھی سفید رنگ کا انتخاب کیا تھا۔انابیہ لونگ وائٹ شرٹ اور وائٹ کیپری پہنے سفید ہی ڈوپٹہ گلے میں ڈالے وہاج سلطان کو اپسرا ہی لگ رہی تھی۔جس کی نظر بھٹک بھٹک کر اس پر جا رہی تھی۔

سفید گاؤن،اور سفید ہی جیولری پہنے وہ پری سیڑھیوں سے اترتی آریان ساگر کا دل شدت سے دھڑکا گئی۔۔وہ مسمرائز ہوا اسے دیکھتا کھڑا ہوا۔جبکہ یزدان کی نظر تعبیر پر آ ٹھہری تھی۔۔،جس نے سفید نیٹ کی میکسی زیب تن کی تھی۔میکسی میں نمایاں ہوتا نازک سراپا یزدان کے دل پر بجلیاں گرا گیا تھا۔

اس نے تعبیر کو دیکھے آنکھ ونک کی تو وہ بوکھلا کر ارد گرد دیکھنے لگی۔۔جبکہ یزدان مسکراتا آگے آیا۔۔اور روز کے برابر کھڑا ہوا۔دوسری جانب باسط بھی آچکا تھا۔

روز کی خواہش تھی کہ وہ باسط اور یزدان کے ہمراہ ایجاب و قبول کی ادائیگی کرے۔۔اور یزدان روز کی کوئی خواہش رد نہیں کرنا چاہتا تھا۔

دونوں اسے تھامتے،آریان ساگر کے مدمقابل بٹھا چکے تھے۔۔جبکہ زین نے آریان کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے بیٹھنے کو کہا۔۔آریان لب دباتا کاؤچ پر دراز ہوا۔

مولوی صاحب نے نکاح شروع کیا تو روز نے بھیگی آنکھوں سے یزدان کو دیکھا جس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھے پلکوں کو جنبش دی تھی۔اپنے مسیحا کو دیکھتے اس نے اپنے ہمدرد کے نام زندگی کر دی تھی۔جسے وہ کبھی ستمگر سمجھتی تھی۔

نکاح نامے پر سائین کر کے اس نے آخری ادائیگی بھی مکمل کی تھی۔

آریان کی جانب سے بنا کسی دیر کے قبولیت کی آواز بلند ہوئی۔روز کا دل شدت سے دھڑک اٹھا۔۔

۔روز نے اگر یزدان کو دیکھ کر آریان ساگر کو قبول کیا تھا تو آریان نے زین چوہدری کو دیکھ کر لفظوں کی ادائیگی کی تھی۔۔کیونکہ دونوں کے مسیحا اس قابل تھے کہ ان کا شکر گزار ہوا جاتا۔۔انہیں عزت اور مان دیا جاتا۔۔

یزدان کو اپنے فرض کی ادائیگی کا اطمینان ہوا تھا۔اس نے آنکھوں میں آئی نمی کو انگوٹھے سے رگڑا۔اور اٹھ کر آریان کو گلے سے لگایا۔۔مبارک کی ساعتیں ہر جانب پھیلنے لگی تو روز کو اپنی کیفیت سمجھ سے بالاتر لگنے لگی۔

صنم تعبیر اور زرفشاں نے اسے آریان کے مقابل کھڑا کیا تھا۔

آریان ساگر کی تشنہ نگاہ اس گلاب زادی پر ٹھہر گئی۔اسے روز کہنا بجا تھا۔کیونکہ وہ ایک گلاب کی طرح ہی تو تھی۔۔شفاف مہکتی ہوئی۔۔ مخلص سفید پری۔

دونوں ماحول سے ماورا ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔ جبکہ باقی سب اپنے ہمسفر کے ہمراہ ان کے ارد گرد کھڑے ہوئے تھے۔

کیمرے میں قید ہوتا یہ منظر سب کے لیے ایک یادگار لمحہ بن گیا تھا۔

ـــــــــــــــــــ ۞

یزدان کمرے میں آیا تو تعبیر کمفرٹ اوڑھے بیڈ پر نیم دراز تھی۔۔ سفید میکسی اب بھی زیب تن کیے ہوئے تھی۔یزدان جانتا تھا وہ اسے دکھائے بنا چینج نہیں کرے گی۔

یزدان کو دیکھتے وہ اپنی ٹانگیں سمیٹ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھ گئی۔

یزدان شوز اتارتا مسلسل تعبیر کو دیکھ رہا تھا۔اس کی نگاہ کا تعبیر کو بخوبی احساس تھا۔۔ لیکن وہ آنکھیں نہیں کھولنا چاہتی تھی، تاکہ اس کا فسوں نہ ٹوٹے۔۔اس کا دل پرسکون ہو جاتا تھا۔۔جب وہ اسے دیکھتا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ چینج کیے تعبیر کے پاس آیا تو وہ ہنوز اسی پوزیشن میں تھی۔

یزدان بیڈ پر بیٹھ کر اس کی گود میں سر رکھتے لیٹ گیا،۔

تعبیر بند آنکھیں کھولے سیدھی ہوئی۔اور یزدان کی جانب دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا یزدان؟ تم ٹھیک ہو؟"

تعبیر نے گھبرا کر پوچھا۔۔

جی بالکل، بلکہ آج میں بہت خوش ہوں۔آج روز کا فرض ادا ہو گیا ہے جو میرے لیے ایک بہت بڑی ذمہ داری تھی۔۔"اس نے تعبیر کے دونوں ہاتھ سینے پر رکھے۔تو وہ مزید آگے ہوئی۔

"تمہارے چہرے سے پتہ چل رہا تھا۔آج یزدان کتنا خوش ہے۔"

"آپ کو کیسے پتہ چلا؟"

"کیونکہ خوشی میں تمہارا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔۔"

"مطلب آپ میرے چہرے کو دیکھتی رہتی ہیں۔"

ہاں کیونکہ یہ چہرہ مجھے دنیا میں سب سے عزیز ہے، یہ چہرہ میری ہر خوشی کی وجہ ہے، اور میں چاہتی "ہوں۔ہماری بیٹی یا بیٹے میں بھی صرف تمہارا عکس ہو۔

اس نے یزدان کی پیشانی پر اپنے لب رکھے تو یزدان چند پل ساکت رہ گیا تھا۔

تعبیر یہ خواہش بہت زیادہ ہے۔۔"اس نے سراسراتی انداز میں کہا۔۔"

یہ میری محبت ہے یزدان۔۔جو تم سے بے پناہ بے انتہا ہے۔۔۔"اس نے یزدان کے بالوں میں" انگلیاں چلائیں۔نرم بال اس کی پوروں کو پر سکون کرنے لگے۔۔اور جو سکون یزدان کے وجود میں اترا وہ بیان سے باہر تھا۔

میرے پاس آپ کی محبت کے برابر کا جواب نہیں ہے۔" وہ لب دبائے بمشکل بولا۔ جیسے ضبط کر رہا" ہو۔

" تمہاری محبت کا پیمانہ کوئی ناپ بھی نہیں سکتا۔۔ کیونکہ تمہاری محبت اختیار سے باہر ہے۔"

یزدان خاموش رہ گیا۔۔ کوئی جواب اس کے پاس باقی نہیں رہا تھا۔

"یزدان ایک بات پوچھوں۔۔"

وہ اس کے شرٹ کے بٹنوں سے چھیڑ چھاڑ کرتی وہ یزدان کی ساری حسیات اپنی جانب موڑ چکی تھی۔ یزدان نے شرٹ کے بٹنوں سے ہاتھ ہٹا کر دوبارہ اپنے بالوں پر رکھے تو تعبیر ایک بار اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں چلانے لگی۔

آپ کبھی مجھ سے اجازت مت مانگیے گا۔۔ بس پوچھ لیجیے گا۔ کیونکہ آپ کے معاملے میں حاکم کے " بجائے مجھے محکوم بننا پسند ہے۔" اس نے تعبیر کو اپنے چہرے کی جانب جھکایا۔

تعبیر کی آنکھ سے بہتا قطرہ یزدان کے گال پر گرا۔ اس نے اپنے گال پر نمی محسوس کی، اور پھر سامنے دیکھا۔۔ وہ رو رہی تھی۔

تعبیر!! وہ فوری اٹھا اور اسے خود میں سمیٹ گیا تھا۔"

آپ رو کیوں رہی ہیں؟ کیا میرے کسی عمل نے آپ کو تکلیف دی ہے۔۔؟" اس کی آواز میں شدید" بے چینی تھی

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

پھر مجھے بتائیں کیوں رو رہی ہیں۔" وہ بے قرار ہو چکا تھا۔"

مجھے وہ درجہ نہ دو جس کے میں قابل نہیں، میں نے چار سال تم سے نفرت کی ہے، اور اب مجھے " افسوس ہوتا ہے۔ کہ میں ایک سچے شخص سے نفرت کرتی رہی۔" اس کی آواز میں شدید افسوس تھا۔

اور مجھے خوش ہوتی ہے کہ میں نے ایک چار سال ایک لڑکی سے بے انتہا محبت کی ہے جو محبت کرنے " " کے قابل بنائی گئی تھی۔

تعبیر نے بھیگی آنکھوں سے یزدان کو دیکھا۔۔

چار سال تھوڑے نہیں ہوتے یزدان۔۔ اور میں چار سال نفرت کرتی رہی۔۔ پر،۔۔۔ پھر بھی تمہاری " محبت جیت گئی۔ تمہارا صبر جیت گیا۔۔" وہ بے بسی سے بولی۔

یزدان اسے سیدھا کرتا لیٹا اور اس کا سر اپنے سینے پر رکھے اسے ان لمحات سے باہر نکالنے کے لیے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔ جبکہ تعبیر مزید اس کی اسیر ہوئی۔ وہ شخص ادھار نہیں رکھتا تھا۔

تعبیر کے آنسو تھم گئے، اب صرف راحت آمیز لمحات تھے۔ جو دونوں کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے۔

بالکل میرا صبر جیت گیا تعبیر، میری محبت بھی جیت گئی۔۔ اور اگر کوئی اگر مجھ سے پوچھے کہ میں " نے یہ چار سال کیسے گزارے؟

میں کہوں گا صبر جبر کر کے اجر کے بھروسے گزار دیئے۔۔اور میرا اجر آج میرے سامنے ہے۔۔" اس نے تعبیر کے بالوں پر لب رکھے۔۔ تعبیر کا روم روم اس کی محبت کا شکر گزار ہونے لگا۔۔

"یزدان !!

جی بولیں۔۔؟" اس نے تعبیر کے بال سہلائے کہا۔"

"میں چاہتی ہوں کہ میں اپنے بے تکانہ نفرت کو سزا دوں۔۔"

بالکل بھی نہیں،، وہ تعبیر کی بات کاٹ گیا۔۔ تعبیر سیدھی ہوئی۔"

"کیوں؟"

"میں آپ کو کوئی سزا نہیں دینا چاہتا۔۔"

"پہلے میری سزا تو سن لو پھر بے شک جو مرضی کہنا۔۔"

"نہیں مجھے دلچسپی نہیں ہے۔۔"

یزدان ! تعبیر نے اس گھورا۔"

اچھا بتائیں۔۔؟" وہ منہ بنائے بولا۔"

میری یہ سزا ہے کہ اگلے چار سال تک بلکہ چار سال کیوں ؟ تا عمر تم مجھ سے مزید شدت سے چاہو ، "میری ہر بات مانو، کہ میری پاگل سی نفرت شکست سے دوچار ہو جائے۔"۔

تعبیر!۔۔۔" وہ چڑ کر بولا۔ سنجیدگی بھرے ماحول میں وہ لڑکی وہاں سے مذاق کا رنگ ڈھونڈلاتی تھی۔۔جہاں اس رنگ کا شائبہ بھی نہیں ہوتا تھا۔۔

سزا شاید آپ کو ملنی ہے۔آپ کو مجھ سے محبت کرنی ہے۔۔"اس نے تعبیر کو دیکھا جس کے چہرے پر شریر مسکان واضح تھی۔

یزدان نفرت بھی تو میں نے تم سے کی تھی۔۔" وہ معصومیت سے گویا ہوئی تھی۔"

تو محبت بھی آپ کریں۔روز مجھ سے اظہار کریں۔۔روز مجھے بتائیں کہ نوفل یزدان میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں، میری چار سالہ نفرت بے فضول تھی۔" وہ روانی سے بولا۔"

زیادہ مت پھیلو۔۔روز اظہار کروں۔" وہ یزدان کی نقل۔اتارے بولی یزدان اسے صدمے سے گھور کر رہ گیا۔"

تعبیر کا قہقہ نکلا تھا۔

"کتنے پیارے لگ رہے ہو۔۔ بالکل ایک کیوٹ سے بچے کی طرح۔۔۔"

اس نے یزدان کے دونوں گال کھینچے۔۔وہ مزید چڑا تھا۔۔

بچہ نہیں ہوں میں۔۔"اس نے تعبیر کے ہاتھ ہٹائے۔۔وہ مزید ہنس کر لوٹ پوٹ ہونے لگی۔"

"کیوٹ بے بی۔۔"

"تعبیر۔۔۔

وہ بیڈ سے اترتی کھلکھلائی تھی۔

"مجھے بچہ مت کہیے گا۔۔ ورنہ میں سخت ناراض ہو جاؤں گا۔۔"

کیوٹ بے بی کہا ہے۔۔ بچہ تو نہیں کہا۔۔" وہ چڑانے سے باز نہیں آئی۔"

یزدان جارحانہ تیور لیے اس کی طرف بڑھا۔۔

تعبیر نے چند قدم ہی آگے لیے تھے جب یزدان اسے پکڑ چکا تھا۔۔

اس کے قہقے بڑھنے لگے تھے۔۔

"مت بھولیں اس کیوٹ بچے نے سب کے ناک میں دم کیا تھا۔ سپیشلی تعبیر ملک صاحبہ کے۔۔۔"

کیسے بھول سکتی ہوں۔۔ کہ یہ کیوٹ بچہ ایک نمبر کا بد تمیز بد دماغ جنونی آدمی ہے۔۔"وہ مسکراہٹ پر قابو پائے بولی

صرف آپ کے معاملے میں۔۔" تعبیر کی سماعت کو چھوئے وہ گھمبیر تا سے بولا۔۔"

کسی اور کے معاملے میں ہوئے بھی تو جان لے لوں گی۔۔" وہ یزدان کے پیٹ پر کہنی مارتی نخوت سے " بولی۔۔یزدان آہ بھرتا اسے شدت سے جکڑ چکا تھا۔

وہ اپنی سانسیں بحال کرتی کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی۔۔اس کا سامنا کرنے کا سوچتی وہ کبھی سرخ ہو جاتی تو کبھی گھبرا کر لب تر کرنے لگتی۔

آریان شاید زین وغیرہ کے ساتھ تھا۔ تبھی اب تک نہیں آیا تھا۔

تعبیر اور زرفشاں قریب ایک گھنٹہ پہلے اسے یہاں چھوڑ کر گئی تھیں۔ کمرے کی سجاوٹ اسے مسمرائز کرنے لگی۔۔آریان نے سفید پھولوں کو ترجیح دی تھی۔۔ تبھی ہر جانب سفید پھول اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ لیکن اب وہ بہار دکھلاتے اسے خزاں کی مانند لگنے لگے تھے۔ کیونکہ آریان کو کافی دیر ہو چکی تھی۔۔روز کا دل گھبرانے لگا۔۔

وہ کچھ دیر مزید انتظار کرتی باہر آئی تو باہر سناٹا پھیلا تھا۔اس نے گھڑی کی طرف نظر دوڑائی تو رات کا ایک بج رہا تھا۔۔روز کے ماتھے پر اس ٹھنڈے موسم میں بھی پسینہ چمکا۔

وہ گاؤن سنبھالتی باہر آئی اور سارا مینشن دیکھنے لگی۔

دل بے اعتبار ہونے لگا تھا۔۔آنسو کسی بھی لمحے بہہ جاتے۔ پر فلحال وہ آنسو کو اجازت نہیں دینا چاہتی تھی۔۔وہ اعتبار قائم رکھنا چاہتی تھی۔

وہ اب بیسمنٹ کی طرف آئی وہاں کا سارا ایریا دیکھتی اس کی ہمت جواب دینے لگی۔۔اس نے دیوار سے ٹیک لگا کر سانس بحال کیا۔

وہ یہیں ہو گا۔۔کہیں نہیں جا سکتا۔۔" اس نے بند آنکھوں کو کھولا اور خود کو جتلایا۔۔اپنے دل کو " بہلایا۔

وہ اب آخری روم کی طرف بڑھی شاید وہ وہاں ہو۔ لیکن امید دم توڑ گئی۔۔ٹانگیں بے جان ہونے لگی۔ وہ رب سے اس کی حفاظت اس کی واپسی کی دعائیں مانگتے اوپر آئی، تو باسط شاید پانی لینے کچن کی طرف آیا تھا۔

"کیا ہوا روز؟ تم۔ یہاں کیا کر رہی ہو؟"

رایان پتہ نہیں کہاں چلے گئے ہیں وہ کمرے میں بھی نہیں ہیں۔۔"اس نے بھرائی آواز میں کہا۔"

کیا؟ باسط حیران ہوا تھا۔"

مم جھے باس کو بتانا ہے۔۔"وہ آنکھیں رگڑتی اوپر یزدان کے کمرے کی طرف بڑھی۔اب وہی تھا جو کچھ کر سکتا تھا۔

اس نے یزدان کے دروازے پر دستک دی۔اور ایک دو بار مسلسل دی۔ کچھ ہی دیر میں یزدان باہر آیا تھا۔۔شاید وہ سوچکا تھا۔اس کی آنکھیں نیند کی وجہ سے سرخ تھیں۔

کیا ہوا روز؟"اس نے نہایت شگفتگی سے پوچھا۔"

رایان۔۔"اس نے محض اس کا نام لیا۔۔یزدان کی نیند بھک سے اڑی۔۔"

کیا ہوا روز؟"روز کو رونا آنے لگا۔۔"

باس!!آریان پتہ نہیں کہاں چلے گئے ہیں۔۔؟میں سارا مینشن دیکھ چکی ہوں وہ کہیں نہیں ہیں"روز کی گھبرائی بھیگی آواز پر یزدان یکلخت پریشان ہوا تھا۔اس کی پھولی سانسیں اور روہانسا چہرہ ظاہر کر رہا تھا کہ وہ کافی دیر سے اسے تلاش کر رہی ہے۔

"کیسے کہاں چلا گیا؟ تم کہاں تھی؟"

وہ روز سے پوچھتا آگے بڑھا جبکہ روز اپنا گاؤن سنبھالتی اس کے پیچھے آئی۔

وہ چند منٹوں میں دوبارہ پورا مینشن دیکھ چکے تھے۔ لیکن آریان کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا۔۔

"گارڈز سے پوچھو۔۔ باسط باہر دیکھو۔۔ گراؤنڈ میں میں دیکھو۔ پچھلی طرف دیکھو۔ وہ یہی کہیں ہو گا۔ ہر جانب ڈھونڈواسے۔"

وہ گارڈز اور باسط کو کہتا خود بھی باہر بڑھنے لگا۔۔ جب اس کے قدم رکے تھے۔

"آریان کو کچھ ہو گیا تو؟ وہ کیسے کہیں جاسکتے ہیں؟۔ وہ تو یہاں کے راستے بھی نہیں جانتے۔ وہ تو ابھی مکمل ٹھیک بھی نہیں ہوئے تھے۔ کہیں شایان سا گرانہیں کوئی نقصان نہ پہنچادے، نن نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ آریان کو کچھ بھی نہیں ہونا چاہیے۔۔ اگر انہیں کچھ ہو گیا تو میں جی نہیں پاؤں گی۔ میں مر جاؤں گی،۔ باس "یزدان نے مڑ کر روز کو دیکھا۔ جس کی آنکھیں گلابی ہو چکی تھی۔ جبکہ چہرہ رو کر الگ ہی حزن میں مبتلا ہوا تھا۔ وہ زمین پر گرنے سے کے انداز میں بیٹھی تھی۔ اس کے لفظوں میں بھی بے قراری الجھن تڑپ تھی۔

یزدان لب بھینچ کر اس کے پاس آیا۔۔ اور اسے کندھوں سے پکڑ کر کھڑا کیا۔

"اتنی جلدی گھبرا گئی؟" روز بے بہتی آنکھوں سے یزدان کو دیکھا۔۔ جیسے کہہ رہی ہو کہ اب بھی نہ گھبراؤں۔

"وہ مل جائے گا۔۔ میں ابھی بیسمنٹ میں دیکھتا ہوں۔۔ شاید وہ مینشن کا راستہ بھول گیا ہو۔"

کیسے بھول سکتے ہیں وہ، کم از کم مجھے بتا کر تو جاتے۔۔؟" وہ دبا دبا چیخی۔۔جبکہ یزدان بے بس ہوا تھا۔" روز کی حالت اسے مزید پریشان کر رہی تھی۔

"وہ مل جائے گا۔۔پر تم خود کو سنبھالو۔۔"

کیسے سنبھالوں۔۔آپ نے کہا تو وہ اب مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جائے گا لیکن وہ چلا گیا۔مجھے آج پھر تنہا کر گیا۔۔" روز کے لفظوں میں شکوے تھے۔جو یزدان کو نظر چرانے پر مجبور کر گئے تھے۔

صنم بھی کمرے سے باہر آئی۔آریان کی غیر موجودگی اس کا رنگ اڑا گئی۔وہ پتھر کی مورت بنی وہی کھڑی رہ گئی تھی۔

اسے سنبھالو صنم میں آریان کو تلاش کرتا ہوں۔۔" وہ صنم کو روز کی جانب آنے کا کہتا خود باہر نکل" گیا۔اس وقت اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔

تم لوگ کہاں تھے؟" وہ گارڈز پر دھاڑا۔۔"

سر ہم یہی تھے۔۔زین سر باہر گئے تھے۔تو اس کے بعد گیٹ بند کر دیا گیا تھا۔" گارڈز کی تفصیل پر وہ" مزید پریشان ہوا تھا۔

وہ پاکٹ سے موبائل نکالے زین کا نمبر ملانے لگا۔۔لیکن دوسری جانب سے کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔

وہ پیشانی مسلتا اندر آیا۔۔تو روزاب کاؤچ پر بیٹھی آنسو بہانے میں مشغول تھی۔۔

روز رونا بند کرو۔۔" اس کے آنسو یزدان کو اذیت دے رہے تھے۔ لیکن وہ یزدان کو دیکھتے پھر سے رونے لگی تھی۔آریان کا یوں غائب ہونا اس کی جان پر بن آیا تھا۔۔

باسط کچھ پتہ چلا۔۔؟" باسط کے پچھلی جانب سے واپس آنے پر بے قراری سے گویا ہوا۔۔ باسط نے نفی میں سر ہلایا۔۔ جبکہ روز جو ایک آس لگائے بیٹھی تھی، جیسے وہ بھی اب ختم ہو گئی تھی۔

یزدان نے اپنی پیشانی سہلائی۔اور باہر کی جانب بڑھنے لگا۔۔اب آر یا پار کا وقت تھا۔۔ لیکن اس کے قدم تھم گئے تھے۔

باسط بھی صنم کے قریب آکر ٹھہر گیا۔۔ صنم نے آگے بڑھنا چاہا لیکن باسط نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

سامنے آریان اور زین موجود تھے۔یزدان کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔۔

تم دونوں کہاں تھے؟"یزدان نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔ جبکہ زین نے آریان کو دیکھا۔۔جو چہرے پر خفیف سی مسکان سجائے کھڑا تھا۔ جبکہ روز جو سن سی بیٹھی تھی وجود میں ایک پھریری سی دوڑی وہ فوری کھڑی ہوئی۔اب بھی جیسے دل بدگمانی میں مبتلا تھا۔

میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں زین چوہدری۔۔۔"یزدان بلند آواز میں بولا۔۔اس کا غصہ ساتویں آسمان پر جا پہنچا تھا۔

جبکہ روز اب پھیلی آنکھوں سے آریان کو دیکھ رہی تھی۔۔وہ ٹھیک تھا۔۔ صحیح سلامت اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔کچھ دیر پہلے جو امید دم توڑ گئی تھی۔ وہ آریان کا نام بڑبڑاتی آگے آئی۔۔تو آریان نے اثبات

میں سر ہلایا۔۔ گمان سے یقین کی جانب سفر گامزن ہوا تو وہ تیز قدموں سے بھاگتی اس کے پاس آتی اس کے سینے سے جا لگی۔۔ آریان ایک پل کے لیے بے حس و حرکت رہ گیا۔۔ سمجھ نہیں آیا کہ کیا تاثر دے۔

وہاں موجود جیسے سب کو جھٹکا لگا تھا۔۔ جبکہ یزدان کا غصہ حیرانگی میں بدلا تھا۔۔ اور زین روز کی حرکت دیکھتا نگاہ کا رخ بدل کر رہ گیا۔ لیکن لبوں پر شریر مسکان پھیل گئی۔

"روز!! سنبھالو خود کو۔۔"

آریان نے لب دبا کر ارد گرد دیکھا۔۔ اور کندھوں سے پکڑ کر سیدھا کیا۔۔ خفت سے وہ اس وقت وہ جیسے کسی سے نظر ملانے کی پوزیشن میں نہیں رہا تھا۔

روز سے ایسی حرکت کی اسے امید نہیں تھی۔

کیوں گئے تم۔۔؟ ایسے کوئی جاتا ہے؟ کہاں گئے تھے تم۔۔ تم۔۔ جانتے ہو میں کتنا ڈر گئی تھی۔۔" اس کا گریبان جکڑ کر وہ وہاں سب کو ایک اور جھٹکا دے چکی تھی۔

بھیگی آواز مخصوص لب و لہجہ جو سب کے چہروں پر مسکان لاتا تھا۔۔ آج بھی وہی لایا تھا۔۔

روز سب دیکھ رہے ہیں۔۔" آریان نے اسے احساس دلانا چاہا تو وہ بھیگی خفگی بھری نگاہ سے اسے دیکھنے لگی۔۔ آریان نے لب گول کیے سوری کہا۔۔ اور کندھے بھی ہلکے سے جھکائے۔۔ جیسے شرمندہ ہوا ہو۔ روز نے سر جھٹکا۔۔ جیسے اس کی سوری سے شرمندہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑا ہو۔

تمہارے باس کیا سوچیں گے۔۔" وہ بڑبڑایا تو روز چونکی۔"

یزدان نے دانت پیس کر زین کو دیکھا۔۔جو آج کے حالات کی وجہ تھا۔۔

وہ پاکٹ میں ہاتھ ڈالے آگے آیا۔۔اور یزدان کے قریب جھکا۔

تمہاری بیوی نے اگر تمہیں یہ منظر دیکھتے ہوئے دیکھ لیا تو تمہارا خون کر دے گی۔۔اس لیے اپنے" "کمرے میں چلے جاؤ۔۔

یزدان نے ایک زوردار پنچ اس کے منہ پر مارا۔زین کے ہونٹ پر خون کی بوند نمایاں ہوئی جبکہ صنم کی چیخ بے ساختہ تھی۔

صد شکر تھا کہ باسط پاس تھا۔۔ورنہ وہ اب تک بھاگ چکی ہوتی۔

وہ تو ابھی ایک صدمے سے نہیں نکلی تھی۔۔دوسرا صدمہ سامنے کھڑا تھا۔

کیا یار مشورہ دیا ہے۔۔اور تم مرنے مارنے پر اتر آئے ہو۔۔" زین انگوٹھے سے خون صاف کیے بولا۔"

کمینے انسان ! ! ہم سب کی جان نکل گئی تھی۔۔روز کی حالت دیکھی ہے تم نے۔۔؟"یزدان دھاڑا" تھا۔لیکن زین کا وہی نارمل انداز تھا۔

روز کا رایان ہی مجھے زبردستی لے کر گیا تھا۔۔" روز نے حیرت سے آریان کی جانب دیکھا۔جس نے" اثبات میں سر ہلایا تھا۔

مطلب؟"یزدان نے اچھنبے سے پوچھا۔"

باپ بننے والے ہو اب بھی پوچھ رہے ہو۔؟"یزدان کو اب بھی سمجھ نہیں آیا۔۔"

ویسے چھوٹی عمر میں شادی کا یہی نقصان ہوتا ہے۔۔انسان کی یاداشت جلدی کمزور ہونے لگتی ہے۔" اس نے یزدان کو مزید تپایا۔ جبکہ روز اور صنم کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔ صنم کو وہاں اپنا کھڑا ہونا فضول لگا، اس نے باسط کو دیکھا۔۔جواب معنی خیز نظروں سے صنم کو دیکھ رہا تھا۔۔ صنم نے گھبرا کر نگاہ کا رخ بدل لیا۔

زین تم مر جاؤ گے میرے ہاتھوں۔۔" وہ اسے مارنے کو لپکا۔۔جب وہ قہقہ لگاتا اسے قابو کر چکا تھا۔۔ "

"چھوڑو مجھے۔۔"

پاگل انسان وہ ویڈنگ نائٹ گفٹ لینے گیا تھا۔۔" وہ کان کے قریب جھکے غرایا تو یزدان کی حرکت بھی تھمی۔

زین نے نہایت آہستگی سے کہا تھا۔اس لیے کوئی سن نہیں پایا۔۔

باسط مجھے بھائی سے پوچھنے دیں وہ کہاں گئے تھے۔۔؟" صنم بھی دبا دبا بولی۔ "

بے وقوف لڑکی تمہارا بھائی تمہاری بھابھی کے لیے گفٹ لینے گیا تھا۔۔" باسط نے سامنے دیکھتے کہا تو "صنم کی حیرت بھی بجا تھی۔۔پر یکلخت وہ منہ بگاڑ کر رہ گئی۔

میرا بھائی اس معاملے میں آپ سے تو سمجھدار نکلا۔۔" وہ نخوت سے بولی۔ "

کیا مطلب ہے تمہارا؟" باسط نے سوالیہ نگاہ سے اسے دیکھا۔ "

میں تو بے وقوف ہوں۔۔خود سمجھ جائیں۔۔" وہ منہ پھولاتی بولی تو باسط کو سمجھ آیا تھا۔۔ "

اس نے صنم کو اب تک کوئی سپیشل گفٹ نہیں دیا تھا۔

وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔ جبکہ صنم وہاں سے غصے میں واک آؤٹ کر گئی تھی۔

زین یزدان کے گردن کے گرد بازو حائل کرتا اسے روز کے پاس لایا۔۔یزدان نے گردن آزاد کروانا چاہی لیکن زین نے کوشش ناکام بنادی تھی۔

روز نے زین کو دیکھا تو بوکھلا کر ارد گرد دیکھنے لگی۔۔اپنی کی گئی حرکت پر اب اسے شدید حیا آئی تھی۔

سر وہ میں!! زین کو دیکھتے وہ وضاحت دینے لگی۔۔جب زین نے ہلکی سی اس کے سر پر چپت لگائی۔"تو زبان دانتوں تلے دباتی سر جھکا گئی۔

اتنی جلدی بدگمانی اچھی نہیں ہوتی۔۔اور آریان جیسے مخلص شخص سے بدگمان کبھی مت ہونا۔۔کیونکہ " وہ تمہارے لیے ہی موت کو مات دیئے واپس آیا ہے۔۔"

اس نے روز کو یہ سب اس کی زبان میں کہا تھا۔جو اسے کافی کچھ سمجھا گیا تھا۔اس نے بھیگی آنکھیں رگڑ کر سر اثبات میں ہلایا۔۔

ویسے روز!! مجھے لگتا تھا تعبیر ہی میرے معاملے میں پاگل ہے۔۔لیکن تم نے تو آج پاگل پن کی انتہا" کردی۔۔"یزدان نے اسے مصنوعی گھوری سے نوازا،

سر وہ میں، ڈر گئی تھی۔۔" وہ لب کو کونا دباتی بمشکل کہہ پائی۔جبکہ یزدان اب پر سکون ہوا تھا۔"

"ہماری روز کو تم نے آدھے دن میں ہی بدل دیا آریان ساگر ملک۔۔"

ایسا نہیں ہے باس۔۔۔" وہ فوری بولی۔۔"

ایسا ہی ہے روز۔۔"یزدان نے دانت پیس کر کہا تو وہ جھینپتی آریان کی بازو میں منہ چھپا گئی تھی۔"
سب کے قہقوں نے اسے مزید شرمندہ کیا تھا۔

وہ اس کا ہاتھ تھام کر کمرے میں لایا تو روز کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ بڑھنے لگی۔

آریان نے واضح اس کا کپکپاتا ہاتھ محسوس کیا۔آریان نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں دبا کر سہلائے۔۔تو روز نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔نیلی آنکھیں واضح ہوئی۔آریان ساگر کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

"تمہیں لگا میں چھوڑ کر چلا گیا تھا؟"

روز نے اثبات میں سر ہلایا۔یعنی وہ جھوٹ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"تم جانتی ہو میں کہاں گیا تھا؟"

اس نے اب بھی روز کے ہاتھوں کو سہلانا جاری رکھا تھا۔

روز ہمہ تن گوش ہوئی۔

میں تمہارے لیے یہ لینے گیا تھا۔۔"اس نے اپنی پاکٹ میں سے ایک باکس نکال کر روز کے سامنے " کیا۔۔

روز متعجب ہوئی ہو۔جبکہ ایک دم اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔اسے اپنی کچھ دیر پہلی کی حرکت یاد آئی تھی۔

"اب تو سمجھ آگیا ہو گا کہ تمہارے دونوں باس اس لیے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔۔"

مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا۔۔ مجھے لگا، تت تم چھوڑ گئے۔۔۔اگر تم کچھ دیر اور نہ آتے تو مجھے سانس نہیں "آتا رایان اور میں مر جاتی۔۔

اس کے شفاف گالوں پر آنسو بہہ نکلے تھے۔

آہاں۔!! اس نے انگوٹھے سے اس کے آنسو کو صاف کیا۔"

مرنے کی باتیں آج کے بعد ہم دونوں کے درمیان بالکل نہیں ہو گی۔۔اب سے تو ہمیں جینا" ہے۔۔ایک دوسرے کے لیے۔۔" روز نے بھیگی مسکان کے سنگ اثبات میں سر ہلایا۔

آریان نے اسے دیکھ کر وہ باکس اوپن کیا تو اس میں ایک رنگ تھی۔۔روز کی نیلی آنکھوں میں ستائش ابھری۔۔اس نے بھیگی آنکھوں سے آریان کو دیکھا۔ وہ ڈائمنڈ سٹونز سے سجی رِنگ کافی دیدہ زیب تھی۔

" یہ رنگ تین سال پہلے خریدی تھی۔"

تو تم یہ لینے گئے تھے ؟" روز نے بمشکل پوچھا۔۔"

ہاں۔۔"آریان کے جواب پر وہ آنکھیں پھیلا کر رہ گئی۔"

"

"تمہیں یاد ہے جب تم میرے سینے سے آلگی تھی۔ میرے درد کو تم برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔"

رایان!! ہم کوئی اور بات کرتے ہیں۔۔" روز نے اس کی بات کاٹی۔۔

تمہیں میں وہ تکلیف دہ لمحات یاد نہیں کروانا چاہتا۔۔بلکہ تمہیں اپنے بہتر لمحات بتانا چاہتا ہوں۔جو " اس مشکل زندگی میں آسانیوں کی وجہ تھے۔۔"اس نے روز کو دیکھتے کہا تھا۔

ان لمحوں نے مجھے یہ بتادیا تھا کہ آریان ساگر کا دل ایک پری کے لیے شدت سے دھڑک اٹھا ہے۔۔" جس وقت انعم کی موت ہوئی تھی۔۔اس سے چند دن پہلے میں نے یہ رِنگ لی تھی۔۔لیکن پھر اس کی موت کے بعد میں تمہاری رہائی کی راہ ڈھونڈنے لگا تھا۔۔لیکن کچھ حادثات ہوتے گئے اور میں اسے اپنے لاکر میں رکھ کر بھول گیا تھا۔اور اچھا ہی ہوا بھول گیا۔۔۔ورنہ آج میں تمہاری دیوانگی نہ دیکھ پاتا۔روز جھینپی تھی۔

تم نے اس رنگ کے لیے اپنی جان مشکل میں ڈال دی۔۔اگر کچھ ہو جاتا تو۔؟" وہ خفا ہوئی۔"

تمہاری دعائیں ساتھ تھیں۔۔"آریان نے اسے لاجواب کیا،۔"

کیا میں یہ تمہیں پہنادوں؟"اس نے روز کا گلابی چہرہ دیکھے اجازت چاہی تو اس نے مسکرا کر سر ہلایا اور " اپنا ہاتھ سامنے کیا۔اس شخص کی یہ اجازت والی ادا روز کو دل و جان سے پسند آئی تھی۔

کبھی مت سوچنا کہ آریان ساگر تمہیں دوبارہ چھوڑ کر جائے گا۔۔کیونکہ آریان ساگر تمہیں پانے کے " لیے خود کو فنا کر کے واپس آیا ہے۔۔"

اس نے رنگ تیسری انگلی میں پہنائی اور پھر انہیں شفاف ہاتھ کی انگلیوں پر اپنے لب مس کیے تھے۔

روز کا پورا وجود کانپ گیا تھا, پہلے خوف سے اور اب اس کے لمس کی حدت نے اسے کپکپایا تھا۔

اس نے ہاتھ آزاد کروانا چاہا۔۔ لیکن آریان نے آزاد نہیں کیا۔

تمہیں یاد ہے روز!! تم نے کہا تھا کہ "

"Always stay with me."

اس دن میں تمہیں جواب نہیں دے سکا تھا۔۔ لیکن آج میں کہنا چاہتا ہوں۔

I promise I will always be with you"

اس نے روز کی آنکھوں میں دیکھتے وعدہ کیا تھا۔اور ایک بار پھر انگلیوں کو چھو کر وعدہ کے مہر ان انگلیوں پر ثبت کر دی۔

روز کا پورا وجود اس ایک لمحے کے حصار میں جکڑ لیا گیا۔

وہ ایک بار پھر رونے کی تیاری پکڑنے لگی۔۔ لیکن آریان نے ان آنکھوں پر اپنے تشنہ لب رکھے۔ وہ سن پڑ گئی۔

میں نے اس روز بھی ان آنکھوں کو چھونے کی جسارت کی تھی۔ جب یہ میری تکلیف دیکھ کر آنسو " بہارہی تھیں، لیکن اس دن مجھے حق حاصل نہیں تھا۔اور صرف محبت کا ادراک ہوا تھا۔۔ پر آج جب محبت سر چڑھ کر بول رہی ہے یہ آنکھیں اب آنسو کیوں بہائیں؟" اس نے روز کا چہرہ ہاتھوں میں بھر لیا۔

میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔ "روز نے اس کی جذبات لٹاتی آنکھوں سے نظر چرائے کہا۔ "

آج میں تمہیں ہی سننا چاہتا ہوں۔۔ لیکن میں کوئی گریز کی وجہ سننے کا خواہش مند نہیں ہوں۔ بس "
" تمہاری بے قراریاں، تمہاری ان کہے دکھ سننا چاہتا ہوں۔

اس کے گالوں پر اپنے لمس کی مہر لگاتا وہ روز کی سانسوں کی روانی بڑھا گیا تھا۔

رایان۔۔" وہ پھولی سانسوں کے سنگ بولی۔"

"بولو؟"

تم وہاں کیوں گئے اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو؟" اس نے آریان کے کوٹ کو تھاما۔"

کیسے کچھ ہو جاتا؟ پہلے مجھے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں تھی۔۔ لیکن اب میں یہ زندگی کھونا نہیں " چاہتا۔۔ تمہارے ساتھ میں بہت عرصہ جینا چاہتا ہوں۔ کہ تمہاری تکلیفیں راحت میں بدل جائیں۔اور تمہارے سب دکھ خوشیوں میں۔" اس نے روز کی دودھیا بازو پر سے گاؤن اوپر کیا، وہاں اب بھی نشانات تھے۔ بالکل مدھم سے۔۔جو شاید کسی کو نظر نہ آتے۔ لیکن آریان ان سے بخوبی واقف تھا۔

رایان چھوڑو، یہ سب پرانے ہیں۔" وہ اپنی پلکوں کو جھپکاتی کھسیاہٹ سے بولی۔ جیسے اس کی توجہ کسی " اور جانب مبذول کروانا چاہتی ہو تاکہ وہ اس کے زخم دیکھ کر دوبارہ ان تکلیف دہ لمحات کے زیرِ اثر نہ چلا جائے۔

اس نے روز کے نشانات کو انگوٹھے سے سہلایا۔آریان کی آنکھیں سرخ ہونے لگی۔ روز نے فوری اپنا بازو آزاد کروالیا۔۔اور آریان کا چہرہ آج پھر ہاتھوں میں تھام لیا۔۔

"میں کتنا کمزور تھا۔۔روز۔۔ تمہاری حفاظت نہیں کر پایا۔۔"

سٹاپ اٹ رایان۔۔"اس نے ایڑھیاں بلند کی۔اور ماتھے سے ماتھا جوڑ لیا۔۔آریان نے اس کی گردن " گرد اپنے ہاتھ رکھے۔

"I Don't want to miss those momments! I love you rayan! I love you so much.."

اس کی بھیگی آواز کا اقرار آریان ساگر کو سب ماضی کے لمحات بھلا گیا تھا۔ حال کے لمحات دونوں کو ایک دوسرے میں کھو جانے پر مجبور کرنے لگے تھے۔۔اور آریان نے اپنے دل کے سب پہرے ہٹائے اسے سینے میں سمو لیا تھا۔ وہ اس کے دل کے مقام پر اپنا ہاتھ رکھتی سینے پر سر رکھے بوجھل سا مسکرائی تھی۔

اب یہ ڈر خوف نہیں تھا کہ وہ اسے چھوڑ جائے گا۔۔ کیونکہ ان دونوں کے مسیحاؤں نے انہیں اطمینان دلوایا تھا کہ وہ ایک دوسرے کے لیے بنائے گئے ہیں اور ہمیشہ ایک دوسرے کے رہیں گے۔اور اللہ پاک نے اس شخص کو واپس زندگی کی جانب موڑ کر روز کا یقین مزید پختہ کیا تھا۔

اپنے کمرے میں لیٹی وہ سفیر کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔پھولوں کے حادثے کے بعد ان کی کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔۔اور نہ سفیر نے کوئی میسج کیا تھا۔اور اس دن سے وہ چڑچڑی ہو رہی تھی۔

اب تو زرفشاں اور زین بھی نہیں تھے۔۔حویلی سنسان سی لگ رہی تھی۔ تبھی وہ اکیلا پن محسوس کر رہی تھی

نکاح کر کے سفیر خان آپ بہت لاپرواہ ہو گئے ہیں پہلے تو میری محبت کا دم بھرتے نہیں تھکتے" تھے۔۔اور اب تو میسج کرنا گوارہ نہیں کرتے۔"اس نے میسج ٹائپ کر کے سفیر کے نمبر پر سینڈ کیا۔اور موبائل ایک جانب پھینک دیا۔

اب زرا آئیں، پھر میں انہیں بتاؤں گی۔۔کہ نظرانداز کرنا کیسا ہوتا ہے؟"وہ منہ بناتی کروٹ بدل گئی۔" دوا کی وجہ سے اسے نیند آنے لگی تھی۔

حویلی کے داخل دروازے سے اندر آتا سفیر میسج پڑھتا مسکرایا تھا۔۔آج وہ شجیعہ سے ملنے ہی آیا" تھا۔۔جس کی اجازت وہ زین سے لے چکا تھا۔۔

زین چوہدری جانے سے پہلے اس کے ذمے کچھ کام چھوڑ کر گیا تھا۔جس میں وہ بری طرح مصروف ہو چکا تھا۔ تبھی شجیعہ کی جانب سے تھوڑا لاپرواہ تھا لیکن اس پر نظر بھی رکھے ہوئے تھا۔

وہ پچھلی جانب بڑھا تاکہ شجیعہ کو سرپرائز دے سکے۔کچھ ہی دیر میں وہ اوپر آچکا تھا۔۔اور شجیعہ کی کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر گہرا سانس لیا۔

وہ اندر میسج کے جواب نہ آنے پر اب رونے کی تیاری پکڑے ہوئے تھی۔پر کھڑکی کی دستک نے اس کی جان سینے میں اٹکائی۔۔ایک خوف کی لہر اس کے وجود میں دوڑی۔۔اس دن کا حادثہ وہ ابھی تک نہیں بھولی تھی۔

کھڑکی پر مزید دستک ہوئی تو وہ اٹھ کر بیٹھی۔اور دروازے کو دیکھنے لگی۔تاکہ باہر بھاگ سکے۔لیکن کھڑکی کی دستک بھی اس کی توجہ کھینچ رہی تھی۔

دستک ایک بار پھر ہوئی تو شجیعہ شال اپنے گرد لپیٹتی گہرا سانس لیے کھڑکی کی جانب آئی اور پردہ ہٹائے باہر دیکھنے لگی۔ لیکن باہر کوئی نہیں تھا۔ شجیعہ نے ایڑھیاں اونچی کر کے باہر دیکھنے لگی، گارڈز اپنی جگہ موجود تھے۔ تبھی اس کے کپکپاتے ہاتھوں سے کھڑکی کھولی۔ پر یکلخت وہ چیخی جس کا گلہ سفیر خان نے اپنا مضبوط ہاتھ جما کر گھونٹا تھا۔

شجیعہ نے پھیلی آنکھوں سے سفیر کو دیکھا۔۔ایک پل کے لیے وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ تبھی جھٹپٹاتی دور ہونے لگی لیکن سفیر اس کی کلائی جکڑ چکا تھا۔

"شجیعہ سفیر خان کیوں اپنے باپ سے جوتے پڑوانا چاہتی ہو۔۔۔؟"

وہ دانت پر دانت جمائے بولا۔ تو شجیعہ کے حواس بھی بحال ہونے لگے۔۔

وہ خود کو نارمل کرتی اب خونخوار نگاہ سے دیکھنے لگی۔ سفیر نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔اور اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹایا۔ چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

کیوں آئے ہیں؟ جائیں یہاں سے۔۔"۔ وہ منہ بناتی رخ موڑ گئی"

سفیر کھڑکی پھلانگتا اندر آیا اور یکلخت شجیعہ کو اپنی باہوں میں جکڑا اور کندھے پر تھوڑی جمالی۔

"چھوڑیں مجھے اور جائیں اپنی محبوبہ کے پاس۔۔"

اس کے یوں قریب آنے پر شجیعہ کا دل شدت سے دھڑک اٹھا۔ جبکہ سفیر مسکرایا تھا۔

"میں اپنی محبوبہ کے پاس ہی آیا ہوں۔" اس نے شجیعہ کو سامنے کیے دلفریبی سے کہا۔۔ شجیعہ نے خفگی بھری نگاہ سفیر پر ڈالی۔ پر زیادہ دیر اس کی گہری بھوری آنکھوں میں دیکھ نہیں پائی۔

تم مجھے اتنا یاد کر رہی تھی؟" سفیر نے لب دبائے کہا تو وہ اپنی بے اختیاری پر جھینپ کر رہ گئی۔ "

زیادہ خوش فہم مت ہوں۔۔ میں کیوں آپ کو یاد کروں گی؟" وُہ ادائے بے نیازی سے بولی۔ "

سفیر کا قہقہ فضا میں گونجا تھا۔

کیا ہے؟" وہ چڑی تھی۔ "

پیار!! بے انتہا پیار۔۔ "اگلے ہی پل اس کا چڑچڑا پن حیا میں بدل گیا۔ "

بہت بے شرم ہیں آپ۔۔ "وہ بڑبڑا ہی سکی۔ "

سفیر دونوں ہاتھ اس کی کمر کے گرد باندھتا اسے پاس کر چکا تھا۔ شجیعہ نے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے۔۔ ایک سکون تھا جو وجود میں پھیلنے لگا۔۔ آج پھر وہ اپنی کیفیت پر حیران ہوئی تھی۔

زین کے واپس آنے پر میں رخصتی کی بات کرنے والا ہوں۔۔ اور خبردار جو تم نے منع کیا۔۔ "آخری" الفاظ اس نے تنبیہً کہے تھے

میں منع نہیں کروں گی۔ بس یہ کہہ دوں گی، بھائی زرفشاں بھابھی کو مکمل ٹھیک ہونے دیں۔ پھر" "رخصتی کا بھی سوچ لیں گے۔ اور ابھی تو ویسے بھی سفیر خان بہت مصروف ہیں کچھ سال۔ انتظار۔۔؟

خبردار لڑکی۔ میں جان لے لوں گا۔۔ تمہاری۔ اگر کوئی بہانہ بنایا تو۔۔ "اگلے ہی پل اس نے شجیعہ کو" مزید پاس کیا۔ اور شدت پسندی سے گویا ہوا۔۔

شجیعہ نے دہل کر سفیر کو دیکھا جو اس وقت دیوانہ ہی لگا تھا۔

کیا ہو گیا ہے سفیر؟" وہ اب گھبرا گئی تھی۔۔ سفیر کو اپنی شدت پسندی کا احساس ہوا تو گہرا سانس لیتے " اپنی کیفیت بہتر کرنے لگا۔

"ابھی تو بتایا تھا کہ محبت ہو گئی ہے بے انتہا ہو گئی ہے۔۔"

"آپ کی یہ جنونی محبت میری جان نہ لے جائے۔۔ میں نے صرف مذاق کیا تھا۔۔"

اور تمہارا مذاق میری جان پر بھاری پڑ گیا تھا۔" اس کی پیشانی کو نرمی سے چھوتے وہ ازالہ بھی کر چکا" تھا۔

شجیعہ نے اب بھی چہرے کے زاویے درست نہیں کیے۔

چلا جاؤں واپس؟" سفیر نے ابرو اچکائی۔"

شجیعہ نے دہل کر اسے دیکھا اور پھر سر ہلا دیا۔

اگلے ہی پل سفیر چہرے پر سنجیدگی لیے اسے آزاد کر چکا تھا۔

سفیر!! اس نے بے قراری سے اسے پکارا۔ سفیر کا قہقہ فضا میں گونجا تھا۔۔ شجیعہ کو اپنے بے وقوف " بن جانے کا شدت سے احساس ہوا۔

آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کا بھرپور استعمال کرتی وہ سفیر کے قہقہوں کو مزید بڑھا گئی تھی۔

چیٹر دھوکے باز۔۔ بات مت کریں مجھ سے۔۔" سفیر نے اس کے دونوں ہاتھ قابو کیے۔"

چھوڑیں۔ مجھے۔۔۔۔" وہ روہانسی ہوئی تھی۔"

ساری دنیا سے خفا ہو سکتا ہوں۔ لیکن شجیعہ سفیر خان سے کبھی بھی نہیں۔۔ کیونکہ تم میری روح میں" سمائی ہو شجیعہ سفیر خان۔" اسے سینے سے لگائے وہ خود میں بھینچ چکا تھا۔

شجیعہ کو اپنی کوتاہیاں یاد آنے لگی تو دل ایک بار پھر بے قرار ہوا۔ اس شخص کی خالص محبت کو نظرانداز کیے وہ ایک حسنِ فتور میں لپٹی مصنوعی محبت کے پیچھے خوار ہونے والی تھی۔۔ لیکن اس شخص نے اپنی خالص محبت سے اس فتورِ حسن کا نام ونشان مٹا دیا تھا۔۔ لیکن دل میں جو خلش تھی۔ وہ اب اسے بے چین کرنے لگی تھی۔ اس نے سر جھٹک کر سفیر کی شرٹ کو سختی سے جکڑ لیا۔ جیسے اس بے چینی سے دامن چھڑا لینا چاہتی ہو۔

کانوں میں محسوس ہوتی سفیر خان کی دھڑکنوں نے چند پل بعد ہی اسے ہر فکر سے آزاد کر دیا تھا۔۔ کیونکہ وہ دھڑکنیں اسے شجیعہ سفیر کا نام پکارتی محسوس ہوئی تھیں۔

دونوں کے درمیان لمحے ٹھہر سے گئے۔۔ شجیعہ کی آنکھیں بوجھل ہونے لگی تھی۔ اس کا یوں سینے سے لگا لینا شجیعہ کی بے چینی کی راحت تھا۔۔ تبھی وہ پر سکون ہو چکی تھی۔

سفیر کو اپنے دل پر پہرے بٹھانا مشکل لگنے لگا۔۔ تبھی اسے پکار گیا تھا۔

"شجیعہ!!

ہمم!! وہ بند آنکھوں سے ہولے سے بڑبڑائی تو سفیر کو احساس ہوا کہ وہ نیند میں ہے۔۔ اس نے شجیعہ" کو کمر سے تھام کر سامنے کیا۔

"کیا ہوا تمہیں؟"

کچھ نہیں، لیکن میں چاہتی ہوں کچھ ہو جائے۔۔ مجھے آپ سے محبت ہو جائے کیونکہ مجھے آپ سے "محبت کرنی ہے سفیر خان۔۔ اتنی محبت کہ وہ شخص مجھے بھول جائے۔۔جب بھی میں محبت کو سوچوں تو مجھے سفیر خان کا خیال آئے۔۔ مجھے اس شخص کے خیالات سے اپنا دامن بچانا ہے۔جو مجھے برباد کرنے کے لیے اپنی طرف بلانا چاہتا تھا۔۔اور میں اس کی طرف بڑھنے کی تیاری بھی کر چکی تھی۔۔"

سفیر کا چہرہ پہلے بے یقینی میں ڈھلا اور پھر چہرے پر غضب کی سرخی پھیلنے لگی۔

اس نے شجیعہ کی کمر پر اپنی گرفت ہلکی کی۔شجیعہ گویا خواب سے جاگی تھی۔ تبھی وہ فاصلے پر ہوا۔

سفیر۔۔۔!! شجیعہ کی پکار پر اس نے ہاتھ کھڑا کیا۔گویا اسے پاس آنے سے روکا ہو۔"

"سفیر میری بات سنیں۔۔"

لیکن وہ اسے زخمی بھری نگاہ سے دیکھتا دروازہ کھولتا باہر نکل گیا۔

سفیر آپ غلط سمجھ رہے ہیں میں ایسا نہیں۔ کہنا چاہتی تھی۔۔"اسے رونا آنے لگا تھا۔"

سفیر تیز قدموں سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔جبکہ شجیعہ وہی دروازے کے قریب بیٹھ چکی تھی۔آنسو قطار در قطار گالوں پر بہتے اسے اپنی کوتاہیوں کا احساس دلاتے جا رہے تھے۔

"کیسے ہو شاکر؟

شایان نے سامنے بیٹھے شاکر کو دیکھتے حال پوچھا تو وہ معنی خیز سے مسکرایا۔

"سر حال احوال پوچھنا ہمارا۔فرض ہے۔۔آپ تو بس کام بولیں۔۔"

اس نے دونوں کہنیاں ٹیبل پر ٹکائی۔

" کام تو دو دو ہیں۔۔ایک کام تو تمہارا اپنا ہی فائدہ کرے گا۔"

سر ہم تو آپ کے غلام ہیں۔۔آپ کی بدولت ہی آج ہمارا بزنس، ہمارے ہوٹلز آسمان کی بلندیوں کو "

"چھو رہے ہیں۔اور ہمیں تو آپ کے فائدے سے خوشی ہو گی۔۔

"چھوڑو شاکر!! اس مرتبہ میں ہم دونوں کا فائدہ چاہتا ہوں۔۔"

"سر آپ کام بولیں، فائدہ ہم بعد میں دیکھ لیں گے۔۔"

اس نے ایک تصویر سامنے رکھی تو شاکر چونکا تھا۔اس نے شایان کو دیکھا۔۔"

سر یہ تو آئی جی ایاز احمد کا بیٹا ہے جو قتل کے جرم میں جیل بھی گیا تھا۔اور اب تو اسے لوگ غنڈا بھی "

"کہتے ہیں۔۔جیل میں تو اس کی بڑی دہشت تھی۔

اب یہ کہاں ہوتا ہے؟" شایان نے متجسس ہوئے پوچھا۔"

"سر کافی عرصہ ہو گیا ہے۔یہ اب اپنے مینشن میں رہتا ہے۔لیکن سر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"تم مسٹر سہگل سے کتنی مرتبہ ملے ہو؟"

شاکر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"سر دو مرتبہ۔۔۔ وہ بھی میٹنگ میں ملاقات ہوئی تھی۔۔آپ نے ہی تو انوائیٹ کیا تھا۔۔"

کچھ دن بعد میں میٹنگ ارینج کرنے والا ہوں۔۔ جیم پاکستان آرہا ہے۔۔ لیکن مسٹر سہگل نہیں جانتا" کیونکہ دارم کی موت کے بعد ہم نے اس سے کوئی ڈیل نہیں کی تھی۔

اب جب بھی میٹنگ ہو گی۔۔تو تم اس آدمی کے مینشن جاؤ گے۔۔اگر تو یہ وہاں ہوا تو میرا شک غلط " ہو گا۔۔اوع اگر یہ وہاں نہ ہوا تو یہ پکا مسٹر سہگل ہے۔۔اور اگر ایسا ہوا تو اسے میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" شہد رنگ آنکھوں میں آج ایک عرصہ بعد سفاکیت ابھرنے لگی تھی۔۔جو کسی طوفان کا پیش خیمہ تھی۔

"آپ کو کیسے شک ہوا سر۔۔ہو سکتا ہے آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔۔؟"

تم مجھے غلط کہنا چاہتے ہو؟" شایان کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔۔جو شاکر کو گھبرانے پر مجبور کر گئے " تھے۔

نہیں سر میری کیا مجال" وہ بوکھلایا۔۔"

یہ آدمی جس وقت مجھ سے ملا تھا۔۔ مجھے اس کی آواز اس کے انداز نے چونکایا تھا۔اور اسے دیکھتے ہی " مجھے کسی کی یاد آئی تھی۔۔اور کل ہی مجھے یہ احساس ہوا کہ اس کی حرکتیں مسٹر سہگل سے بہت ملتی جلتی

ہیں۔۔ مسٹر سہگل کہاں رہتا ہے کیا کرتا ہے کوئی نہیں جانتا۔۔ میں نے ہر بار اسے ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن میں ناکام ٹھہرا تھا۔۔ پر اب مجھے ناکامی نہیں کامیابی کو چھونا ہے۔۔"

"ٹھیک ہے سر آپ کا کام ہو جائے گا۔ اور دوسرا کام؟" شاکر نے پوچھا تو شایان مسکرایا تھا۔

"ایس پی وہاج کی بیوی تمہارے بیٹے کو کافی پسند آئی تھی۔ اور ایس پی وہاج نے تمہارے بیٹے کو ہاسپٹل تک بھی پہنچایا تھا۔۔ تو کیا خیال ہے؟" راناشاکر کے چہرے پر چمک آئی تھی۔

"سر خیال تو بہت اچھا ہے۔ پسند تو وہ مجھے بھی بہت آئی تھی۔۔ کیونکہ وہ لڑکی کسی کو بھی اپنے پیچھے پاگل کر دیتی ہے۔۔"

"ہاں خوبصورت تو وہ کافی ہے۔۔" اس کا نازک سراپا دلفریب حسن شایان کی آنکھوں کے سامنے گھوم کر رہ گیا۔۔ پر شجیعہ کے سامنے اسے ہر لڑکی پھیکی لگتی تھی۔۔ تبھی وہ سر جھٹک کر شجیعہ کے بارے میں سوچنے لگا۔

"پر مجھے ایس پی سے بھی بدلہ لینا ہے۔۔" اس نے دانت پیس کر کہا۔

"ہر بدلے کا تمہیں اختیار دیتا ہوں۔ لیکن اس کی بیوی کو برباد کرو گے تو سمجھو تمہارا کام ہو گیا ہے۔ لیکن نوفل یزدان کے بارے میں پتہ کرنے سے پہلے تم اس کی بیوی کو ہاتھ بھی مت لگانا۔ وہاج سلطان اور نوفل یزدان ایک دوسرے کے سالے بہنوئی ہیں۔ اور دونوں میں کافی گہری دوستی ہے۔۔ کہیں تم نقصان میں نہ پھنس جاؤ۔"

"سر آپ فکر نہ کریں۔۔ مجھے لگتا ہے ایس پی نے میرے بیٹے کے کیس سے ہاتھ کھڑا کر دیا ہے۔" شاکر لاپرواہی سے بولا۔

"ابھی تم وہ وہاج سلطان ہے۔جس چیز کو ایک بار پکڑ لے اسے کیفرِ کردار تک پہنچا کر دم لیتا ہے۔۔ابھی تم صرف وہاج کی بیوی کا پتہ کرواؤ۔۔وہ کہاں جاتی ہے کیا کرتی ہے؟اور وہاج سلطان کی جاب اب دوبارہ بحال ہو گئی ہے۔اب تمہیں دھیان رکھنا ہو گا۔۔اور جس دن جیم اور ہیری یہاں آئیں گے اس دن تم اس کی بیوی کو اٹھالینا۔۔تاکہ ہماری میٹنگ اچھے سے ہو جائے۔۔یہ اس سال کی سب سے بڑی ڈیل کی میٹنگ ہے۔جو ہم سب سے بڑا فائدہ دے گی۔اور ایس پی وہاج آج کل عقاب کی طرح نظر گاڑے بیٹھا ہے۔

"

"سر ابھی میں نے پرسوں ہی انہیں دیکھا تھا۔دونوں اپنی دنیا میں کافی مگن تھے۔"

"یہ تو اچھی بات ہے۔۔اب تمہارا کام زیادہ آسان ہو جائے گا۔۔ان کے آنے میں بس کچھ دن ہیں۔تم اتنا کوئی لائحہ عمل طے کر لو۔۔"

"تھینکیو سر۔۔میں آج ہی اپنے بیٹے کو خوش خبری سناتا ہوں۔"

"ضرور اور۔اسے اپنے ڈیرے پر لے جانا۔۔ایس پی وہاج کبھی نہیں پہنچ پائے گا۔۔اور تمہارا بیٹا بھی کافی خوش ہو جائے گا۔۔اور ہاں اگر دل بھر گیا تو اسے زندہ مت چھوڑنا،اس کی لاش ہی وہاج سلطان تک پہنچانا۔اور لاش کی حالت وہ ہونی چاہیے کہ وہ اس پر دوسری نظر بھی نہ ڈال پائے۔"شاکر کے چہرے پر پسینہ چمکا تھا۔۔اتنی سفاکیت تو اس نے بھی کبھی نہیں سوچی تھی۔

اسے اب وہاں رکنا مشکل لگ رہا تھا اس لیے وہاں سے نکل آیا تھا۔

"تم تو بڑی دور کی کوڑی لائے ہو۔۔"

روم کا دروازہ کھول کر قیوم چوہدری اندر داخل ہوا۔

"تمہیں لگ رہا تھا۔۔ کہ میں فارغ رہ کر سست ہو گیا ہوں۔۔ تمہارے مطابق ناکارہ۔۔"

وہ استہزائیہ گویا ہوا۔ تو قیوم مسکرایا تھا۔

"شیر شکار سے پہلے حیلے بہانے تو کرتا ہے پھر ایک دم جھپٹ لیتا ہے۔۔ تو سمجھ لو اب وہی کروں گا۔ اب صرف سفیر خان باقی ہے۔ میری منظورِ نظر کو مجھ سے چھین کر اس نے اچھا نہیں کیا۔۔ اور میرے پھول اس نے واپس بھیج کر ایک اور غلطی کی۔۔ اب سارے پھول اس کی قبر پر نہ سجا دیئے تو میرا نام بھی شایان ساگر نہیں۔۔"

"زین چوہدری، نوفل یزدان سے ملنے گیا ہے۔۔"

قیوم کی اطلاع اس کے لیے اچھنبے کا باعث تھی۔

وہ اسے کیسے جانتا ہے؟" شایان کا دماغ گھوم کر رہ گیا تھا۔"

"آئی جی ایاز میرے سالے ہیں۔۔ اور نوفل یزدان اس کا بیٹا۔۔ جس وقت زین شہر میں رہتا تھا تب ملاقات ہوئی تھی۔۔" شایان کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔۔ وہ گہرے سانس لیتا کچھ سوچ رہا تھا۔

یکلخت اس نے ٹیبل پر موجود ساری چیزیں زمین بوس کی۔۔ اور اٹھ کر قیوم چوہدری کی طرف آیا۔ اس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ مارے۔ اس کا گریبان دبوچے وہ قیوم چوہدری کو آج پھر سہما گیا تھا۔

کیا ہوا شایان؟" ان کی سرسراتی آواز پر اس نے خونخوار نگاہ ان پر ڈالی۔"

بیو وقوف آدمی تمہیں ماسٹر مائنڈ بنایا کس نے تھا؟ عقل تمہارے اندر بالکل بھی نہیں ہے۔ تم سے بہتر "
"تو وہ بے وقوف جانور ہی جو کسی کام تو آجاتا ہے۔

اب کیا ہوا بتاؤ تو سہی؟" قیوم اس کی گرفت میں جھٹپٹایا۔"

نوفل یزدان ایک قاتل ہے۔۔اور زین ایک انصاف پسند شخص، ان دونوں کی دوستی کیسے ہوسکتی "
ہے۔اور نوفل تمہاری بیوی کا بھانجا ہے۔۔توزین اس سے کیوں دوستی کیے ہوئے ہے؟

قیوم کے ماتھے پر تفکرات کا جال بنا تھا۔

مجھے ایسا لگتا ہے سب آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ مسٹر سہگل پر پہلے مجھے شک تھا۔پر اب یقین ہو رہا ہے "
کہ وہ کوئی بہروپیہ۔ہے۔اور اگر ایسا ہوا ناں تو میں ایک ایک کو نہایت دردناک طریقے سے موت
کے گھاٹ اتاروں گا۔۔سب سے پہلے تو اس زین چوہدری کو۔جس نے میری راہ میں ہمیشہ پتھر اٹکائے
"ہیں۔

قیوم کو دور دھکیل کر وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر چکر کاٹنے لگا۔۔

قیوم نے اپنی شرٹ درست کی۔اور قہر آلود نگاہ سے شایان ساگر کو دیکھا۔

آج پہلی بار اس کا دل چاہا تھا کہ وہ شایان ساگر کا خون کر دے۔۔ہر بار وہ اسے بری طرح ذلیل کرتا
تھا۔اور آج تو اس نے حد ہی کر دی تھی۔

وہ پھولی رگوں اور سرخ چہرے سے اسے دیکھتا رہا، اور پھر چیئر کو ٹھوکر مارتا باہر نکل گیا تھا۔

شایان نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔ لیکن پھر سر جھٹک کر الماری کی طرف آیا۔۔ وہاں سے وائن کی بوتل نکالے اپنا غصہ کم کرنے کا سامان کرنے لگا۔۔

ناشتے کی ٹیبل پر آج کافی رونق تھی۔ تعبیر اور صنم ملازمہ کے ساتھ ناشتے کی تیاری میں مگن تھیں۔ جبکہ زرفشاں ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھی۔

آج کا ناشتہ لگتا ہے کچھ زیادہ ہی اسپیشل ہے۔ بس دعا ہے کہ اب ہضم ہو جائے۔۔ " سب سے پہلے " باسط نے ہی گوہر افشانی کی۔

صنم نے خفگی سے باسط کو دیکھا اور سر جھٹک دیا، رات سے اس کے تیور ہی نہیں مل رہے تھے۔ باسط نے ہونٹ گول کیے اسے دیکھا، لیکن اس نے کوئی تاثر نہیں دیا۔ باسط شانے اچکا کر رہ گیا۔

تعبیر سینڈوچ کی ٹرے ٹیبل پر رکھتی یزدان کے برابر والی کرسی پر بیٹھی۔

کوئی نیو مچلنا کو بھی بلا کر لاؤ۔ یا پھر آج روز کے بغیر ناشتہ ہو گا۔۔"یزدان نے بلند آواز میں کہا تو تعبیر " نے گھور کر اسے دیکھا۔

وہ بعد میں کر لیں گے۔۔ تم کرو ناشتہ۔۔ " وہ بڑ بڑا کر بولی۔ یزدان نے شانے اچکائے، اور اپنی پلیٹ " میں بوائل ایگ رکھا۔

"کبھی کبھی تم بالکل بچے بن جاتے ہو۔۔"

وہ یزدان کو چڑانے سے باز نہیں آئی۔

تعبیر اب آپ مجھ سے مار کھائیں گی۔۔" وہ گھور کر بولا۔"

تم مجھے غصے سے دیکھ نہیں سکتے اور مجھے مارنے کی بات کر رہے ہو۔۔" وہ دبا دبا مسکرائی تو یزدان کو" اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔ تبھی غصے میں بھی مسکرایا تھا۔۔

کچھ ہی دیر میں روز اور آریان سیڑھیاں اترتے نیچے آئے۔۔ صنم بھائی کو دیکھتی ان کی جانب بڑھی۔ جبکہ تعبیر خوشگواری بھری حیرت سے روز کو دیکھتی رہ گئی۔

جس نے آج ڈارک مہرون سٹائلش شارٹ شرٹ جس پر باریکی سے ورک کیا گیا تھا اور مہرون ہی ٹراؤزر پہنے وہ گلے میں ڈوپٹہ ڈالے ایک مشرقی لڑکی لگی تھی۔

سب کی نظر اس پر ٹھہر سی گئی جو اسے پزل کر رہی تھی۔

روز آپ بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔" صنم فرطِ جذبات سے اس کے گلے لگی۔۔ جبکہ روز جھینپی تھی۔"

تعبیر بھی چھوٹے قدم لیتی اس کی جانب آئی۔۔اور مسکراتے ہوئے اسے گلے سے لگایا۔

میم یہ ڈریس !!" وہ وضاحت کرنا چاہتی تھی۔"

اس ڈریس میں تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔ بالکل کیوٹ سی ڈول۔ آریان بھائی کی چوائس بہت پیاری" ہے۔۔" تعبیر نے اس کا گال چوما تو گال جیسے دہک اٹھے تھے۔۔

میں بھی یہی ہوں تم دونوں تو اپنی بھابھی پر فدا ہو گئی ہو "آریان کی خفگی بھری آواز پر تینوں مسکرائی" تھیں۔روز نے آریان کو دیکھا، لیکن اس کی پر تپش نظریں سہار نا روز کی نازک جان پر بھاری تھا۔ تبھی رخ پھیر گئی تھی۔

"آپ کی وجہ سے ہی تو روز ہماری بھابھی بنی ہے کیوں صنم؟"

بالکل آریان بھائی۔۔" وہ لاڈ سے بھائی کے ساتھ لگی۔"

"آؤ ناشتہ کرتے ہیں۔"

تعبیر روز کا ہاتھ تھامتی اسے نیچے لے آئی۔

روز کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔۔آج اسے باس کے سامنے جاتے شدت سے شرم آرہی تھی۔ تبھی آریان اس کا ہاتھ تھام چکا تھا۔

یزدان اس کا کھلا کھلا چہرہ دیکھتا پر سکون ہوا تھا۔۔ تبھی مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھے اس نے آج روز کے لیے چئیر پیچھے کی۔تا کہ وہ بیٹھ سکے

"باس!!"

"باس نہیں بھائی، اور تعبیر اب میم نہیں بھابھی ہیں تمہاری۔۔اور آریان کے حوالے سے بہن بھی۔۔

"باس میں مجھے آپ کو باس اور میم کہنا اچھا لگتا ہے۔۔"

بالکل نہیں۔۔اب سے تم میری چھوٹی سی بہن ہو۔ میری پریہان جیسی۔۔۔" وہ یکلخت رکا تھا۔۔ جبکہ" تعبیر نے حیرت سے یزدان کو دیکھا۔

پریہان ! ! وہ پرسوچ ہوئی تھی۔یزدان نے ایک نظر اسے دیکھا۔اور پھر ناشتے کی جانب متوجہ ہوا" تھا۔

تعبیر کے دماغ میں وہ نام۔ جیسے چپک کر رہ گیا تھا۔

انابیہ مجھے دیر ہورہی ہے۔۔" وہ شرٹ کے بٹن بند کرتا اونچی آواز میں بولا۔۔"

انابیہ کے ہاتھ پاؤں پھولے تھے۔ وہ آج وہاج کے لیے ناشتہ تیار کررہی تھی۔ لیکن وہاج کی آوازیں اس کو بوکھلا رہی تھیں جو ہر پانچ منٹ سنائی دیتی تھیں۔اور اس کا پکارنا بھی بجا تھا۔وہ اس کے جاگنے سے پہلے ہی سب چیزیں ریڈی کر کے نیچے آچکی تھی۔۔ جس وجہ سے وہ زیادہ ہی خفا خفا سا اسے پکار رہا تھا۔

باجی ! ! صاحب تو سڑیل اکڑو سے ایک دم میٹھے ہوگئے ہیں۔۔اب تو ان کا آپ کے بغیر زرا دل نہیں" لگتا۔۔"

اقصی نے ہر روز کی طرح کہا تو انابیہ کا چہرہ سرخ ہوا۔۔

ہاں، وہ اب میرے بغیر ایک پل نہیں رہتے۔۔" وہ پراعتمادی سے گویا ہوئی۔"

باجی یہ آپ کا صبر کا پھل ہے۔۔ورنہ مجھے تو لگتا تھا صاحب اس لڑکی کو ساری عمر دل میں بسائے رکھیں گے۔۔"

"کس لڑکی کو؟"

انابیہ کا ہاتھ رکا، جبکہ چہرہ سفید پڑ گیا۔

وہی لڑکی جس کی وجہ سے آپ کو ہمیشہ نظر انداز کرتے تھے۔ کہانیاں میں ایسا ہی تو ہوتا ہے۔۔اکثر لوگ شادی سے پہلے کسی اور کو پسند کرتے ہیں۔اور شادی کسی اور سے ہو جاتی ہے۔۔اسی لیے تو صاحب جی آپ سے روٹھے روٹھے تھے"

"ہر کہانی میں ایسا نہیں ہوتا، اقصی۔۔"

وہاج کی بھاری آواز سنتی وہ دونوں اپنی جگہ سے اچھلی تھیں۔

کچھ کہانیوں میں دونوں کو محبت ہو جاتی ہے۔ لیکن کچھ غلط فہمیاں آنکھوں پر نفرت کی پٹی باندھ دیتی ہے۔"اس نے انابیہ کا چہرہ آنکھوں میں بھرا تھا۔

"صاحب جی میں تو ایسے ہی کہہ رہی تھی۔۔"

"جا کر اوپر والا کمرہ صاف کرو۔۔"

اس نے اقصی کو سنجیدگی سے کہا۔تو وہ تیز قدموں سے وہاں سے بھاگی۔ مبادہ صاحب ایک آدھ تھپڑ نہ لگا دے۔

اقصی کے جاتے ہی دونوں کے درمیان معنی خیز خاموشی حائل ہوئی جبکہ انابیہ سینڈوچ بناتے بلاوجہ گھبرانے لگی۔

ڈارک پرپل سٹائلش فراک کے ساتھ وہ بلیک ٹائٹس پہنے کمر پر بال پھیلائے سید ھاوہاج کے دل سے کھیل رہی تھی۔

وہ قدم لیتااس کی جانب آیا۔

"وہاج آپ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھیں، میں وہی ناشتہ لارہی ہوں۔۔"

یکلخت اس کی زبان خاموش ہوئی۔ کیونکہ وہاج اس کے گرد اپنے ہاتھ سختی سے باندھتا۔۔اپنا چہرہ کندھے پر رکھ چکا تھا۔

وہاج!! وہ۔اق اقصی آجائے گی۔۔"اس کی زبان کنگ ہوئی۔"

آجانے دو۔۔"اس نے انابیہ کے گال سے اپنا گال رگڑاتو داڑھی کی چھبن سے وہ کسمسائی تھی۔۔گال" کچھ حیاسے کچھ اس کے عمل سے سرخ ہونے لگا۔

وہاج وہ کیاسوچے گی۔۔"اس نے وہاج کے ہاتھ ہٹانا چاہے۔۔"

وہ یہی سوچے گی۔۔صاحب اس کی انابیہ باجی سے بہت پیار کرتا ہے۔۔"اس نے ایک شریر گستاخی" کی۔۔انابیہ کا سانس حلق میں رک گیا۔ جبکہ گالوں پر خون کی گردش بڑھنے لگی۔

"وہاج آپ، کو ہو کیا گیا ہے،؟"

پیار، "اس نے فوری جواب دیا۔"

وہاج آپ کو دیر بھی ہو جائے گی۔"اس کی قربت سے گھبراتی وہ راہِ فرار چاہتی تھی۔لیکن وہاج "سلطان اس کے وجود اس کے بالوں سے اٹھتی مہک میں خود کو فنا کرنے کے درپر تھا۔

ہونے دو۔۔"اس نے وہ بہانہ بھی خاک میں ملایا۔"

"آج میرے جاگنے سے پہلے کیوں غائب ہوئی تھی۔؟"

وہ ایسے ہی۔۔۔میں نے آپ کے لیے ناشتہ بنانا تھا۔اور دیکھیں آپ دیر کر رہے ہیں۔۔"اس نے "اپنے ہاتھ ہٹائے اور کندھوں سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔

انابیہ کی پلکیں حیا سے بوجھ سے جھکی رہ گئی۔

"میں ہر صبح سب سے پہلے یہ چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔اس ایک چہرے میں میری دنیا بستی ہے۔۔"

اس نے انابیہ کی بند پلکوں پر اپنی مہر لگائی۔انابیہ نے کانپ کر وہاج کے بازو پر اپنے ہاتھ رکھے۔

آنکھیں کھولو انابیہ۔۔"وہاج کا بھاری پر تپش لہجہ۔۔کچھ تنہائی اس کی جان ہوا ہونے لگی۔۔"

انابیہ!!وہاج کی گرم سانسیں چہرے سے ٹکرائی تو اس نے پٹ سے آنکھیں کھولی۔وہ بالکل پاس "تھا۔۔فاصلے کم تھے۔۔خمار پن بڑھ رہا تھا۔

اس کے چہرے کو دیکھنا انابیہ کو مشکل ترین کام لگا۔۔

"پہلے تو میرے چہرے سے نظر نہیں ہٹاتی تھی۔۔اور اب دیکھتی بھی نہیں ہو۔۔"

پہلے آپ ایسے پاس نہیں آتے تھے۔ایسے دیکھتے نہیں تھے۔۔ایسی دیوانگی کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔"

وہاج کے شکوے پر وہ محض سوچ ہی سکی تھی، کہہ کر وہ وہاج کے جذبوں کو مزید ہوا نہیں دینا چاہتی تھی۔

"جو تم سوچ رہی ہو۔اب ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔اب فاصلوں کا تکلف مجھ سے بالکل نہیں ہوگا۔"

گردن میں پہنا وہاج سلطان نامی وہ لاکٹ وہاج کو مزید مغرور بنانے لگا۔اس نے مضبوط انگلیوں سے اسے سہلائے انابیہ کو صحیح معنوں میں گھبرایا تھا۔

اقصی۔۔۔!!اقصی آگئی ہے وہاج۔۔۔"اس نے فوری وہاج کا ہاتھ پیچھے کیا اور رخ موڑا۔۔پھولا تنفس کپکپاتے ہاتھ۔۔اس کا وجود شدت سے گواہی دے رہا تھا کہ وہاج سلطان کا یہ روپ ہر بار اس کی جان نکالے گا۔

اگر ایسا ہی رہا تو اقصی نامی یہ کانٹا میں جلد نکال دوں گا،"اس نے بھاری تحکم بھرے لہجے میں کہا۔"

نہیں!!!وہ دبا دبا بولی۔۔"

جی ہاں۔۔ایسا ہی ہو گا۔"اس نے انابیہ کے سر پر شدت سے لب جمائے کہا اور باہر نکل گیا۔اس کا" بالوں پر سرسراتا لمس ایک تازگی وجود میں پھیلا گیا تھا۔۔

وہ شخص نفرت بھی کمال کی رکھتا تھا۔اور محبت بھی باکمال کرتا تھا۔

"موڈ ٹھیک نہیں کرنا کیا؟

وہ کمرے میں آیا تو صنم بلاوجہ بیڈ شیٹ درست کرنے لگی۔

میرا کب موڈ خراب ہے؟ میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔۔"اس کا انداز نہایت خفگی بھرا تھا۔"

انداز تو کچھ اور بتا رہے ہیں۔۔"وہ اس کی پشت پر آکر کھڑا ہوا۔"

"اگر انداز کچھ اور بتا رہے ہیں تو پھر انداز سمجھ جائیں۔"

مطلب؟اس نے شرارت سے لب دبا لیے۔"

مطلب بھی اب میں بتاؤں؟"اس نے مڑ کر باسط کو تیز نظروں سے گھورا۔۔"

جب سب مطلب تمہیں پتہ ہے تو مجھے بتا ہی دو۔۔کیونکہ کچھ معاملوں میں تمہارا یہ شوہر تھوڑا ناسمجھ "ہے۔۔

مجھے نہیں بتانا نہ ہی کچھ چاہیے۔۔" وہ چڑ کر مڑنے لگی۔ تو باسط نے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کیے اسے پاس کھینچا۔۔

میں جانتا ہوں تم کیا چاہتی ہو۔؟ منہ دکھائی بھی تمہیں نہیں دے پایا۔۔ اور اس کے بعد بھی میں" تمہیں کوئی گفٹ نہیں دیا۔۔" صنم نے محض اسے گھورا، جبکہ باسط مسکرایا تھا۔

مجھے ان سب کی خواہش نہیں ہے باسط۔۔ کیونکہ آپ نے مجھے میرے گناہوں کے ساتھ اپنا کر مجھے" یہاں زہر سہولت دے کر زندگی کی ہر خوشی سے نواز دیا ہے۔

"میں بس آپ کے ساتھ دنیا گھومنا چاہتی ہوں۔ اچھی یادیں بنانا چاہتی ہوں،

تو پھر چلو یادیں بنانے،۔۔" اس نے صنم کو گال تھپتپایا،"

سچ کہہ رہے ہیں؟" وہ خوشی سے اچھلی۔"

بالکل سچ۔۔۔" وہ صنم کو دیکھتے وارڈروب کی جانب بڑھا۔"

وہاں سے کیا لینا ہے؟" وہ اس کے پیچھے آئی تو باسط نے قدرے ایک جانب رکھا صنم کا مردانہ سٹائل" کرتا اور ہینگ ہوئی جینز نکالی۔

صنم کی حیرت بجا تھی۔

"باسط آپ کو تو ایسے ڈریسز پسند نہیں ہیں۔۔

ہاں پسند نہیں ہے۔۔ لیکن تمہیں پہلی مرتبہ اسی روپ میں دیکھا تھا۔۔ تبھی میرا دل باغی ہوا"

" تھا۔۔اور آج میں پھر تمہیں اس روپ میں دیکھ کر تم سے دوبارہ محبت کرنا چاہتا ہوں۔۔

صنم گلابی پڑتی مسکرائی اور آگے بڑھ کر اس کے گلے جا لگی۔۔

آئی لو یو سو مچ!! "اس کے اظہار پر باسط دلفریبی سے مسکراتا اس کا سر چوم چکا تھا۔"

میں چینج کر کے آتی ہوں۔۔" وہ کرتا جینز اٹھاتی ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی۔"

وہ وہی اس کا انتظار کرنے لگا۔۔

خود وہ سکائے بلیک بٹنز شرٹ کے ساتھ بلیک جینز پہنے ہوئے تھا۔۔

بال اوپر کی جانب سیٹ کیے۔ وہ کافی خوبرو لگ رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں صنم باہر آئی تو باسط اسے دیکھتا پلک جھپکنا بھول گیا۔۔

صنم کو شدت سے حیا آئی تو وہ لب کاٹ کر رہ گئی۔ وہ قدم لیے اس کی جانب آیا اور ایک گہری نگاہ اس پر ڈالے فاصلے پر رک گیا۔

پلین کینسل۔۔"اس نے گھمبیر تا سے کہا تو صنم کی شرم اگلے ہی پل خفگی میں بدلی۔"

خبردار۔۔۔"اس نے انگلی اٹھائے کہا۔۔"

باسط متبسم ہوئے اس کا رخ ڈریسر کی جانب موڑ گیا۔

جلدی سے ریڈی ہو جاؤ۔۔ پھر نکلتے ہیں۔ ورنہ میرا پلان بدل جائے گا" کان کی لو چومتا وہ باہر نکل گیا" تاکہ یزدان کو بتا سکے۔ صنم شیشے کے آگے کھڑی کھنگریالے براؤن بلیک بالوں کی اونچی پونی میں باندھنے لگی۔۔ آج ایک عرصہ بعد وہ پرانی زندگی میں واپس لوٹ آئی تھی۔ جو صرف باسط کی وجہ سے ممکن ہوا تھا۔۔ لیکن وہ اب ماضی کی غلطیاں ہر گز دہرانا نہیں چاہتی تھی۔

لبوں پر گلوز لگاتی وہ من ہی من میں باسط کی گرویدہ ہوئی تھی۔

باسط فلحال صنم کا جانا ٹھیک نہیں ہے۔۔ لیکن تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تمہاری کوئی بات نہیں "ٹال سکتا۔۔

باس آپ بے فکر رہیں۔۔ میں جلد واپس آجاؤں گا۔۔ اور صنم کا چہرہ کور ہو گا۔۔ کوئی اسے پہچان نہیں "پائے گا۔۔ اور ویسے بھی شایان سا گر آج کل گاؤں میں ہے۔

یزدان نے اسے محض گھورا تھا۔ جس پر شا نے اچکاتا معصوم بنا۔

"تمہیں اگر ایک کھرونچ بھی آئی تو میں کسی کو کچھ نہیں کہوں گا۔۔ الٹا تمہیں مزید ماروں گا۔۔"

یہ کیا بات ہوئی باس؟" باسط نے خفگی بھری نگاہ یزدان پر ڈالی۔ "

یہ وہی بات ہے، جو ہونی چاہیے۔۔ اب جاؤ۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔ اور اپنی گن گاڑی میں" رکھنا۔۔ "یزدان آگے بڑھتا اس کے گلے جا لگا۔

سیڑھیاں اترتی زرفشاں نے باسط کو دیکھا تو اس کی جانب آئی۔پرسوں سے زرفشاں کی باسط سے ملاقات نہیں ہو پائی تھی۔

آپ کہیں جارہے ہیں باسط بھائی؟" وہ قریب آتے پوچھنے لگی۔اس کا معصومیت بھرا انداز باسط کو اپنی " بے رخی یاد دلوانے لگا۔

آج باسط خوش دلی سے مسکرایا اور اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔برسوں کی ناراضگی جیسے پل میں ختم ہوئی تھی۔

زرفشاں کی حیرت بجا تھی۔۔لیکن بھائی کے یوں قریب ہونا اس کی آنکھوں میں آنسو لے آیا تھا۔

رونا نہیں ۔۔"اس نے زرفشاں کے آنسو صاف کیے۔ "

"میں نے تم سے پچھلے دنوں نہایت تلخ رویہ اختیار کیا تھا۔۔جس کا مجھے بخوبی احساس ہے۔۔"

نہیں باسط بھائی،آپ نے میرا بہت خیال رکھا تھا۔اور اچھا ہی تھا کہ آپ غصے میں تھے۔۔ورنہ آپ " کے لاڈ پیار سے میں مزید بگڑ جاتی۔۔" وہ آخری لفظ لب دبائے بولی تو باسط نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔

"تم کبھی نہیں بگڑ سکتی کیونکہ ہماری زری بہت معصوم ہے۔۔"

اس کی معصومیت کا عالم تم جانتے ہو۔میرے ساتھ تو یہ لڑکی ہمیشہ لڑتی رہتی ہے۔۔"زین نے بھی " وہاں آکر گفتگو میں حصہ ڈالا تو زرفشاں نے روہانسی ہو کر اسے دیکھا۔

ضرور تم ہی کچھ کہتے ہو گے۔۔"یزدان نے حساب برابر کیا تو زین نے اسے دیکھا۔ "

"نہیں، اتنا عرصہ تمہاری بیوی کی سنگت میں رہی تھی، اسی کا اثر ہے۔"

یزدان نے شدت سے مٹھیاں بھینچیں۔ جبکہ زین دلفریبی سے مسکرایا تھا۔

ایسا کچھ نہیں ہے زین۔۔ تعبیر آپی بہت اچھی ہیں۔" وہ یزدان کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ چکی تھی۔"

یعنی میں اچھا نہیں ہوں۔۔"زین نے بلاوجہ بات کا رخ اپنی جانب موڑا۔"

ایسا بھی نہیں ہے۔۔"وہ گھبرائی تھی۔"

آپ دونوں مل کر زری کو تنگ نہیں کر سکتے۔۔" باسط نے زری کے کندھے کے گرد ہاتھ رکھا۔"

جبکہ زین زری کو دیکھے آنکھ دبا گیا تھا۔ زرفشاں کھلتا سرخ گلاب بنتی پہلو بدل گئی۔

کیا ہو رہا ہے یہاں یزدان؟"اپنے پیچھے تعبیر کی آواز سنتا یزدان فوری مڑا۔"

جاؤ بیوی کو وضاحت دو کہ میں کسی لڑکی کے ساتھ نہیں بہن کے ساتھ ہوں۔"زین کی سرگوشی اسے" جھلسا کر رکھ گئی تھی۔ تبھی اسے گھورتا وہ تعبیر کی جانب آیا۔

باسط بھائی مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔؟"زرفشاں نے زین کو دیکھا۔ جو نا سمجھی سے زرفشاں کو" دیکھنے لگا۔ جبکہ باسط نے اسے اجازت دی تھی۔

اس دن جب رات کو میں بھاگی تھی، تو کیا اس رات میرے ساتھ آپ تھے۔؟"ایک پل کے لیے" سب حیران ہوئے تھے۔

زرفشاں میں نے تم سے کبھی وضاحت نہیں مانگی۔۔" زین کی سنجیدہ آواز پر زری کو اس کی ناراضگی کا" شدت سے احساس ہوا۔

پر مجھے جاننا ہے۔ مجھے یہ تہمت ہٹانی ہے۔۔" اس نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتے پوچھا۔ "

ہاں میں ہی تھا۔ اس رات تمہیں شایان سے بچانے والا میں اور وہاں سے نکال کر سفیر خان کے گھر تک" پہنچانے والا میں ہی تھا۔ تم بے گناہ تھی۔۔ میں جانتا ہوں شایان ساگر نے ہی سب کچھ برباد کیا ہے۔ اس "نے ہی تمہیں اپنے جال میں پھنسایا تھا۔

زین کے انداز میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ اسے زرفشاں پر یقین تھا۔ اس کی پاکیزگی اس کی معصومیت نے خود ہی ہر تہمت اس پر سے ہٹادی تھی۔ پھر مزید وہ کیونکر وضاحت مانگتا۔۔ لیکن شاید زرفشاں اپنی زندگی سے یہ تہمت ہٹا کر خود کو پرسکون کر لینا چاہتی تھی۔

تم خود کو ہلکان کیوں کرتی ہو زرفشاں؟" تعبیر قدم لیتی اس کی جانب آئی۔ "

ایسا نہیں ہے آپی لیکن، دنیا۔۔" وہ لب دانتوں تلے دباتی بات ادھوری چھوڑ گئی۔ "

دنیا کچھ بھی کہے۔۔ لیکن تمہارے کردار کی گواہ میں ہوں زرفشاں۔۔ تم معصوم تھی۔ تم نے کبھی بھائی" "کی جانب نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ بلکہ تم تو ان سے شادی کرنے کے حق میں بھی نہیں تھی۔۔

صنم کی آواز زرفشاں کے لیے اچھنبے کا باعث تھی۔ اس نے زین کو دیکھا۔ جواب نگاہ کا رخ موڑ گیا تھا۔ اس کی ناراضگی کا احساس زری کو بخوبی ہوا تھا۔ تبھی وہ مزید گھبرائی تھی۔

"آج کے بعد ہم سب کے درمیان ماضی کا ذکر نہیں ہوگا۔۔کبھی بھی نہیں ہوگا۔۔"

لیکن ایک ذکر ضرور ہوگا۔۔بلکہ ملاقات ہوگی۔"یزدان نے باسط کو جتایا تھا۔"

میں سفیر خان سے کبھی ملنا نہیں چاہتا۔۔"وہ دانت پر دانت جمائے بولا۔"

"تم اس سے ضرور ملو گے۔۔اور اس سے اپنے عمل کی معافی بھی مانگو گے۔۔باسط بیٹا۔۔"

باسط نے ہمیشہ کی طرح یزدان پر خفگی بھری نگاہ ڈالی جس کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

تعبیر کا دماغ جیسے الجھ گیا تھا۔ ناجانے ماضی میں ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ سب الگ ہوئے تھے۔

باس فلحال مجھے نکلنا ہے۔۔"اس نے صنم کو دیکھا جو سیدھا دل میں اتر رہی تھی۔"

اپنا خیال رکھنا۔۔بلکہ گارڈز کو ساتھ لے جاؤ"یزدان نے احتیاط کہا۔"

نہیں باس۔۔!! "باسط نے فوری ٹالا تھا۔۔"

وہ صنم کا نرم ملائم ہاتھ پکڑتا باہر نکل گیا۔۔

زین اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

"تم کہاں جارہے ہو زین چوہدری۔۔؟"

کچھ کام ہے۔"وہ بھی باہر جانے کے لیے نکلا۔۔لیکن اسے ابھی بیسمنٹ میں جانا تھا۔۔جہاں اسے "آریان سے تفصیلی بات کرنی تھی۔

میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی۔۔"زرفشاں چھوٹے قدم لیتی زین کی جانب آئی۔"

تم اپنی پیکنگ کرو۔ ہمیں شام میں نکلنا ہے۔۔" وہ رکھائی سے کہتا باہر نکل گیا۔ زرفشاں کی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔ یعنی وہ کچھ زیادہ ہی خفا ہو چکا تھا۔۔

میری ہمراہی کا تم اتنا اچھا اثر لو گی مجھے اندازہ نہیں تھا۔" اس نے صنم کو نرم خو نگاہوں سے " دیکھا۔۔ جس نے سر پر حجاب لیا ہوا تھا۔ اور منہ پر ماسک لگایا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کے چہرہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔

مجھے اب آپ کی پسند میں ڈھلنا ہے باسط۔۔" اس نے باسط کے کندھے پر سر رکھا۔۔ "

اور تمہارا میری پسند میں ڈھلنا مجھے تم سے مزید گہری محبت کروا دے گا۔۔" اس نے صنم کا حجاب والا " سر چوما۔۔

لیکن میری ایک پسند آپ سے تھوڑی مختلف ہے۔ جو آپ کو اپنی پسند بھی بنانی ہو گی۔۔" وہ سیدھی " ہوئی۔۔ باسط کی آنکھوں میں حیرانگی ابھری۔

اس نے اپنا حجاب تھوڑا سا ڈھیلا کیا تو باسط کی نظر اس کے خالی کانوں پر گئی۔

وہ اب بھی نہیں سمجھا تھا۔

کیا مطلب۔۔؟" وہ اس کے خالی کانوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ لیکن سمجھ نہیں پایا تھا۔ صنم کے ماتھے پر بل " آئے۔۔

جھمکے لینے ہیں مجھے۔۔" وہ چڑ کر بولی تو باسط بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔"

"تمہیں کبھی پہنے نہیں دیکھا۔۔تو اس لیے مجھے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔"

لیکن اب پہننے ہیں مجھے۔۔اور وہ بھی آپ کی پسند کے۔۔"وہ نخوت سے بولی۔"

"ایسے ڈریس پر جھمکے تھوڑا عجیب نہیں لگیں گے۔۔؟"

اس ڈریس کو کیا ہے؟"وہ لاپرواہ بنی، جبکہ باسط سمجھ چکا تھا۔کہ وہ آج جھمکے لے کر رہے گی۔"

جھمکوں کے بدلے مجھے کیا ملے گا؟"اس نے صنم کا ہاتھ پکڑا۔اور گھمبیرتا سے کہا۔"

جو آپ مانگے گیں۔۔"اس نے فوری کہا۔"

ٹھیک ہے۔۔تو پھر دو مجھے جھمکوں کی قیمت"اس نے اپنے گال کی جانب اشارہ کیا۔صنم کی آنکھیں" پھیلی تھیں۔اور چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

"ہرگز نہیں۔۔آپ بہت بے شرم ہیں۔۔"

"معاوضہ ہے یہ میرا۔۔دو گی تو جھمکے لے کر دوں گا۔۔"

"مجھے نہیں چاہیے جھمکے۔۔آپ چلیں اب گارڈز کب سے گیٹ کھولے منتظر ہے۔۔"

اوہ میں سمجھ گیا۔" باسط نے گاڑی سٹارٹ کی۔۔"

"مطلب تم گارڈز کی وجہ سے۔۔۔"

باسط!! وہ چیختی ہوئی چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی تھی۔"

باسط نے مسکرا کر گاڑی آگے بڑھائی لیکن وہ صنم کو چھوڑنے والا نہیں تھا۔

"زین آپ ناراض ہو گئے ہیں۔؟"

زرفشاں کمرے میں آئی تو کچھ دیر بعد ہی زین بھی آچکا تھا۔آریان کو فلحال وہ ڈسٹرب کرنا نہیں چاہتا تھا۔۔ا

مجھے یہ حق ہے کہ میں تم سے ناراض ہو جاؤں؟"اس کی آواز سرد تھی۔"

"کیوں حق نہیں ہے سب حق آپ کے ہیں۔"

وہ روہانسی ہوئی اور دیوار سہارا لیتے اس کے پاس آئی۔اور اس کے دل کے مقام پر اپنی ہتھیلی رکھ چکی تھی۔

"تو پھر تم نے کیوں وضاحت چاہی۔۔کیا میں نے تم پر اعتبار نہیں کیا؟ "

آپ کے اعتبار نے ہی تو مجھے زندگی کی ساری خوشیاں واپس لوٹائی ہیں۔۔موت سے لڑ کر آپ کی " خاطر ہی تو زندگی کی طرف واپس آئی تھی۔"زین نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ رکھ کر اسے پاس

کھینچا۔۔زرفشاں نے اس کے دل پر ہنوز اپنا ہاتھ جمائے رکھا۔لیکن دل شدت سے دھڑک اٹھا تھا۔۔ہر بار اس کا یوں قریب آنا دل کو ایک نئی لے پر دھڑکاتا تھا۔

مجھے تم پر اپنی جان سے زیادہ یقین ہے۔۔تم وہ لڑکی ہو جس نے زین چوہدری کا دل شدت سے " دھڑکایا تھا۔۔جس نے زین کو محبت کرنے پر اکسایا تھا۔۔پھر بے یقینی کیونکر ہو۔؟"

بس تہمت کا خوف تھا جو آج ہٹ گیا۔۔اب میرا دل پر سکون ہے۔۔"اس نے زین کے سینے پر " سر رکھا۔

آج کے بعد اپنے کردار کی وضاحت کسی سے مت چاہنا۔کیونکہ تمہارے زین کو کبھی تمہارے معاملے " میں وضاحت کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔"

میں جانتی ہوں۔۔کیونکہ جس دن میں آپ کی زندگی میں شامل۔ہوئی تھی آپ کی آنکھوں میں نے " تب بھی حقارت نفرت یا دھتکار یا شک نہیں دیکھا تھا۔۔آپ کا مجھے اپنی ماں سے بچالینا۔۔میری ہر طرح سے حفاظت کرنا میری محبت کو پختہ کر گیا تھا۔۔"

زین اس کی پشت سہلانے لگا،وہ لڑکی سراپا سکون تھی۔اس کی تھکن کو وہ راحت میں بدلنا جانتی تھی۔

دونوں ایک دوسرے کی قربت میں کھوئے پر سکون ہونے لگے تھے۔۔

کمرے کی معنی خیز فضا میں موبائل کی گونج ہوئی تھی۔۔وہ بوکھلا کر سیدھی ہوئی تو زین اس کا خم چومتے موبائل پاکٹ سے نکالنے لگا۔۔

وہ شرما کر اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔ جبکہ زین نے فون کان سے لگا کر اسے لیے کاؤچ پر آ بیٹھا۔۔اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے وہ فون کال کی جانب متوجہ ہوا۔جہاں دوسری جانب سفیر تھا۔

کیا ہوا سفیر؟" سفیر کا نام سن کر وہ بدک کر دور ہونے لگی۔ لیکن زین نے اس کے گرد ہاتھ پھیلا کر " اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔

"ہاں !! باسط ٹھیک ہے۔۔ تم۔پریشان مت ہو۔بس ایک دن اور انتظار کر لو۔کل تمہاری اس سے ضرور ملاقات ہو گی۔اور پھر تم دونوں بھائیوں کے درمیان سے ہر رکاوٹ ہر رنجش ختم ہو جائے گی۔۔۔"

دوسری جانب سے سفیر شاید زیادہ ہی پریشان تھا۔اس کی فکر و محبت کی وہ دائمی ہونے کی دعا کرنے لگا۔

فکر مت کر میرے بھائی۔۔"زین نے مسکرا کر کہا تو سفیر چند ہدایات دیتا کال کاٹ گیا تھا۔ "

کیا کہہ رہے تھے سفیر بھائی؟"زین نے فون جیب میں رکھا تو زرفشاں نے سوال کیا۔ "

باسط کی وجہ سے پریشان تھا۔دونوں بھائیوں کی قسمت بھی عجیب ہے۔۔بس اللہ پاک اب دونوں کی " تمام تکلیفات دور کر دے۔۔میں بہت جلد شجیعہ کی رخصتی کرنے والا ہوں۔تاکہ سفیر کو بھی اس کے حصے کی خوشیاں مل سکیں۔"زرفشاں کا چہرہ خوشگوار ہوا۔

یہ تو خوشی کی بات ہے۔۔" وہ سیدھی ہونے لگی لیکن زین نے اس کی ایک بار کوشش ناکام بنا دی۔زری بوکھلائی تھی۔

" دور جانے کے بہانے مت ڈھونڈا کرو۔۔ تم اچھے سے جانتی ہو تمہارا دور جانا میرے لیے جان جانے جیسا ہے۔" وہ خفگی سے بولتا اسے شدت سے خود میں بھینچ گیا تھا۔زرفشاں اپنے رب کی شکر گزار ہوتی اطمینان سے آنکھیں بند کر چکی تھی۔

اسے شاپنگ کرواتے وہ جیولری کی شاپ پر آیا تھا۔ کئی ڈیزائنز وہ ریجکیٹ کر چکا تھا۔۔ جبکہ صنم اب کبھی بوکھلا کر کبھی غصے سے اسے دیکھنے لگتی۔۔

" باسط، یہ سب اتنے پیارے ہیں۔ان میں سے کوئی لے لیں۔۔ا" وہ شاپ کیپر کی وجہ سے آہستگی سے بولی۔

یہ سب مجھے تمہارے سامنے پھیکے لگ رہے ہیں۔۔" اس کا میٹھا لہجہ، صنم کو مغرور بنانے لگا۔"

" باسط۔۔!! جو آپ حرکتیں کر رہے ہیں جیولر نے آپ کو باہر پھینک دینا ہے۔۔ "

"ایسے کیسے پھینک سکتا ہے۔۔ تم ابھی باسط خان کو اچھے سے جانتی نہیں ہو۔۔ یہ سب دوست ہیں اپنے۔ محض تمہاری وجہ سے آج خاموش ہیں۔

" مطلب؟؟"

"مطلب بعد میں سمجھاؤں گا۔۔ فلحال تم ان میں سے پسند کرو۔"

اس نے تین باکس اس کے سامنے کیے۔جو ابھی اس نے لا کر رکھے تھے

ُصنم نے پہلے باکس کی جانب دیکھا جبکہ باسط وہی باکس اٹھا چکا تھا۔اس نے ایک جھمکا پکڑ کر صنم کے کان کے ساتھ لگائا۔۔سکائے چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈ سٹونز اور سلور امتزاج کے وہ چھوٹے جھمکے کافی دلفریب اور دیدہ زیب تھے

"یہ پیک کر دو۔۔"

یہ بہت مہنگے ہیں۔۔"اس نے آہستگی سے کہا۔"

تم بھی تو مہنگی ہو۔۔اور فکر مت کرو۔۔ تمہارا شوہر کام چور ہانکٹھو نہیں ہے۔۔کبھی فرصت میں اپنے"

"کام کے بارے میں بتاؤں گا۔۔

صنم تھوڑا بہت تو سمجھ چکی تھی۔باسط کسی کے سر پر مسلط ہونے والوں میں سے نہیں تھا۔۔اس مینشن میں رہنا اس بات کی گواہی تھا کہ وہ یقیناً محنتی شخص ہے۔

چلو چلیں۔۔"اس نے کریڈٹ کارڈ نکال کر پیمنٹ کی۔اور اس کا ہاتھ تھامے باہر نکل گیا۔"

لفٹ سے وہ بیسمنٹ میں آئے تاکہ اپنی گاڑی لے سکیں۔

لیکن بیسمنٹ میں آتے ہی دونوں کے قدم تھمے تھے۔

سامنے ہی شایان ساگر موت کا فرشتہ بنا ان کی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

یعنی میرا شک صحیح تھا۔مجھے جو محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی ہے جو مجھے نظر کے حصار میں رکھے ہوئے "

"ہے۔۔

صنم خوف سے باسط کا بازو تھامتی اس کے ساتھ چپکی تھی۔

شایان ساگر اپنی شہد رنگ آنکھوں سے دیکھتا ان کی جانب آیا۔

"باسط۔۔بچ چلیں۔۔"

"تمہاری چھٹی حس کافی تیز ہے۔۔پر افسوس اب تم چھٹی حس کو استعمال کرنے کے قابل نہیں رہو گے۔۔اور تمہاری یہ بیوی۔ عرف عام میری بھگوڑی بہن دوبارہ باسط خان کو نہیں دیکھ سکے گی۔

شایان ساگر کی آنکھوں میں شدید نفرت تھی۔۔ایک آگ سی تھی جو صنم کو جھلسا رہی تھی۔

اس نے صنم کو بازو سے پکڑ کر دور کیا۔اور ایک زوردار پنچ اس کے منہ۔پر مارا۔۔ لیکن باسط ہوا میں ہی اس کا ہاتھ روک چکا تھا،

"یہ تیری بھول ہے۔۔کہ تو اب مجھے یا میری بیوی کو کوئی نقصان پہنچا سکے گا۔۔"اس نے شایان کی کلائی مروڑ کر اسے زور سے پیچھے دھکا دیا۔۔وہ پیچھے گاڑی سے ٹکرایا تھا۔

"صنم گاڑی میں بیٹھو جا کر۔۔"اس نے صنم کو وہاں سے جانے کا اشارہ دیا۔لیکن شایان ساگر کے آدمی اسے پکڑ چکے تھے،

"چھوڑو میری بیوی کو۔۔۔

اس نے سب بیگز نیچے پھینکے اور ان کی جانب بھاگا۔۔لیکن شایان ساگر کے کچھ آدمی اسے بھی بری طرح جکڑ گئے تھے۔

باسط ان کی گرفت میں بری طرح جھٹپٹایا تھا۔ "اسے ڈالو گاڑی میں۔۔اس کا تو میں وہ حال کروں گا کہ اس کی روح بھی پناہ مانگے گی۔۔"اس نے صنم کو حقارت بھری نگاہ سے دیکھا۔

بھائی باسط کو چھوڑ دیں پلیز۔۔اس نے کچھ نہیں کیا۔میں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔۔۔" وہ روتے ہوئے بولی۔۔

کیسے چھوڑ دوں۔۔شایان ساگر اپنے کسی دشمن کو زندہ نہیں چھوڑتا۔۔اس کے بعد اس کے بھائی سفیر خان کی باری ہے۔"

باسط نے اپنا پورا زور لگا کر خود کو آزاد کروایا اور ان سب کو بری طرح دور کرتا۔وہ طیش سے شایان کی جانب آیا۔اور ایک زوردار پنچ اس کے منہ پر مارا۔

" گھٹیا آدمی تو میرے بھائی کو مارے گا۔۔میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔"

شایان کے ہونٹ سے خون نکلنے لگا، لیکن باسط گویا جنونی ہو چکا تھا۔

شایان کو وہ شخص اپنے آپے سے باہر لگا۔۔جوابی وار کرنے کے لیے اس نے پیٹ میں مکا مارا اور اپنے آدمی کو اشارہ دیا۔

گولی کی آواز بیسمنٹ میں گونجی تھی۔۔جو سیدھا اس کی پشت میں پیوست ہوتی محسوس ہوئی۔۔خون کی چھینٹے فضا میں بکھرے تھے۔جبکہ ایک پل کے لیے صنم کو اپنی دنیا اجڑتی محسوس ہوئی۔

ساری خوشیاں اداسیوں میں ڈھل گئی۔۔ہر جانب غم کا سیاہ سایہ پھیلنے لگا تھا۔

وہ صدمے سے چیختی وہی زمین پر گر گئی تھی۔

باسط کا ہاتھ اپنے سینے پر گیا تھا۔اس نے سرخ خون آلود آنکھوں سے شایان کو دیکھا جو سفاکی سے مسکرا رہا تھا۔

"میرے خاص آدمی نے مجھے کچھ دیر پہلے ہی اطلاع دی تھی۔اور میں سب کچھ چھوڑ کر یہاں آیا۔اپنی اس بہن کو سزا دینے۔جو شایان ساگر سے دھوکا کر کے بھاگی تھی۔"وہ بھاری قدم لیتا صنم کے پاس آیا۔۔اور اس کا حجاب مٹھی میں جکڑ کر اسے کھڑا کیا۔وہ تڑپ کر اٹھی تھی۔

"اسے چھوڑ دو شایان۔۔۔مجھ سے بدلہ لو۔۔مجھے سزا دو۔۔"اس نے بھاری نمناک آواز میں کہا۔۔

"کیسے چھوڑ دوں باسط۔۔کیسے ؟اس نے شایان ساگر کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔۔"اس نے دانت پر دانت جمائے کہا اور صنم کے بال مزید شدت سے جکڑے۔

"بھائی باسط کو چھوڑ دیں۔۔۔مم میں ہر سزا بھگتنے کو لیے تیار ہوں۔پلیز۔بھائی باسط کو کچھ مت کہیں۔۔"وہ روتے ہوئے فریادی ہوئی تھی۔

"ارے واہ۔۔تم نے تو مجھے صنم کی یاد دلا دی۔۔وہ بھی اس آدمی کے لیے ایسے ہی تڑپتے ہوئے مر گئی۔۔ویسے ہے کیا یہ شخص، جو تم دونوں بہنیں اس پر ایسے جان دیتی ہو؟"اس کے آدمی نے باسط کو بھی کالر سے پکڑ کر کھڑا کیا۔۔

"شایان اسے چھوڑ دو۔۔۔"وہ ایک بار فریادی ہوا۔

اور میں سمجھ گیا۔۔ تمہاری یہ ہمدرد طبعیت، سب کو تمہارا گرویدہ بنا دیتی ہے۔۔ تبھی پہلے انعم۔اور " پھر میری لاڈلی چھوٹی بہن صنم عرف سندری تمہاری دیوانی بن گئی۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔

باسط !! وہ درد سے چیخی۔۔ خون اس کی شرٹ کو بھگوتا لال کر رہا تھا۔۔ گولی شاید سینے سے نکل چکی " تھی تبھی اگلی جانب سے بھی خون بہہ رہا تھا۔ صنم کی جان لبوں پر آئی تھی۔

باسط نے ہمت کر کے پیچھے کھڑے آدمی پر ٹانگ سے وار کیا اور لڑکھڑاتے تیز قدموں سے صنم کی جانب بھاگا۔۔ لیکن ایک اور گولی کندھے کو چیرتی نکلی تھی۔

اس کی ہچکی سرد فضا میں گونجی۔۔ جبکہ صنم لگا وہ اب موت کے دہانے پر ہے۔اس کی زندگی اس کی محبت اتنی جلدی اس سے دور ہو جائے گی۔۔ کبھی سوچا نہ تھا۔۔ خوشیوں کا وقت اتنا چھوٹا ہو گا۔۔؟

اس نے صنم کو بوجھل سرخ آنکھوں سے دیکھا۔۔اور صنم کے وجود مین کسی نے روح پھونکی تھی۔

باسط !! صنم تڑپتی اس کی جانب بھاگی۔۔اس کا حجاب شایان کے ہاتھ میں رہ گیا تھا۔"

باسط !! اس کے پاس گرتی وہ اس کا سر اپنی گود میں رکھتی شدت سے روئی تھی۔"

باسط نے اذیت مسکرا کر صنم کو دیکھا۔۔اس کے خالی کان دیکھتے اس نے دور ایک جانب بڑے بیگ کو دیکھا۔

"باسط۔۔مم میں نے یہ کیا کر دیا۔۔آپ۔۔کو کیوں لائی میں یہاں کیوں ضد کی۔۔۔۔"

وہ لب کاٹتی تڑپ کر روئی۔

باسط نے اپنا خون آلود ہاتھ اس کے کان پر رکھا۔باسط کا خون اس کے چہرے پر لگ چکا تھا۔

نہیں باسط۔۔" وہ نفی میں سر ہلاتی مزید شدت گریہ۔سے روئی۔"

"صنم!! میں۔۔"

باسط مجھے کچھ نہیں چاہیے، یہ کیا ہو گیا۔۔؟"اس کے آنسو باسط کی شرٹ پر گرنے لگے۔۔"

شایان اب بیزاری سے ایک جانب کھڑا نہیں دیکھ رہا تھا۔

جھمکوں کی قیمت اپنی جان دے کر ادا کی ہے۔۔وہ تلخی سے مسکرا دیا۔کیونکہ درد وجود کو کاٹ رہا" تھا۔"کاش وقت مجھے مہلت دیتا تو میں یہ جھمکے خود اپنے ہاتھوں سے پہناتا۔لیکن میری سانسیں بھی "اس خواہش کو پورا کرنے کے حق میں نہیں ہے۔

ایسا مت کہیں باسط۔۔۔میری خاطر۔۔مم میں مر جاؤں گی باسط۔۔میں آپ کے ساتھ جینا چاہتی" "ہوں۔۔۔۔مجھے آپ کے ساتھ اپنی خوشیاں سمیٹنی ہے۔۔ایسے مت کہیں۔۔

میں نے تم سے بہت محبت کی ہے۔۔مگر شاید میں بہت کمزور ہوں۔ تبھی تمہاری حفاظت نہیں" "کر پایا۔۔معاف کر دو مجھے۔۔۔

صنم نے اس کا ہاتھ جو وہ جوڑنے والا تھا۔ تھام کر لبوں سے لگالیا۔۔گویا اپنی سسکیوں کو روک لینا چاہتی ہو۔۔اس کے ہاتھ کو چھوتی وہ بھیگی گلابی متورم آنکھوں سے رب سے فریادی تھی کہ اس کی محبت اس کے شوہر کی زندگی بخش دی جائے۔

چلو ختم کرو یہ میلوڈرامہ۔۔۔چلو میرے ساتھ۔۔۔" شایان ساگر اس کے سامنے ایک بار پھر موت" کا فرشتہ بن کر کھڑا ہوا۔

کاش آپ میرے بھائی نہ ہوتے۔کاش آریان بھائی ہی میرے بھائی ہوتے۔۔کیونکہ آپ تو ان کا زرا" سا بھی عکس نہیں ہیں۔وہ فرشتہ صفت ہیں تو۔آپ درندے ہیں جانور ہیں آپ۔۔۔بے رحم بے حس سفاک انسان۔۔۔انہیں بھی آپ نے جان سے مارنا چاہا۔اللہ آپ کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔ایک بہن آپ کو بددعا دیتی ہے۔۔کبھی معافی نہیں ملے گی۔۔آپ کی روح تڑپے گی۔۔ "

آریان کے ذکر پر وہ چونکا تھا۔

آریان!! وہ بڑبڑایا۔"

کہاں ہے آریان۔۔بولو۔۔"اس نے بے رحمی سے صنم کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا۔لیکن اس نے" شایان کے منہ پر بری طرح ناخن مارے۔۔

ایک زوردار تھپڑ اس نے صنم کے منہ۔پر مارا۔

وہ زمین پر گری تھی۔

باسط کا سن ہوتا وجود اسے بے حس و حرکت بنا رہا تھا۔

"کبھی نہیں بتاؤں گی۔۔کبھی نہیں۔۔مر جاؤں گی۔لیکن اپنی زبان نہیں کھولوں گی۔۔۔"

بتاؤ مجھے صنم۔کہاں ہے وہ۔۔۔؟" وہ ہذیاتی ہوا۔۔"

مریں گے آپ۔۔آپ کو مارنے والا آریان ساگر ہی ہوگا۔۔میرا فرشتہ صفت بھائی ہی آپ جیسے " درندے کا خاتمہ کرے گا۔۔۔"اس کے الفاظ شایان کو آگ لگا گئے تھے۔۔

شایان کے آدمی نے لوہے کا راڈ اس کے سر پر دے مارا۔

اس کی دردناک چیخ فضا میں گونجی۔جبکہ باسط کا سن وجود بھی ایک پل کے لیے تڑپا تھا۔

وہ باسط کے کندھے پر لڑھکتی اگلے ہی پل۔حواس کھو چکی تھی۔

چلو یہاں سے" شایان نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔اور اپنے بال مٹھی میں جکڑ لیے۔۔اس کی حالت " خون دیکھتے خراب ہونے لگی تھی۔۔ایک بار پھر انعم کا چہرہ آنکھوں کے گرد گھومنے لگا۔۔اس لیے وہ فوری اپنی گاڑی میں سوار ہوا۔

باسط نے اپنے کندھے پر اس کا چہرہ محسوس کیا تو ہمت مجتمع کیے اس کے چہرے کو چھوا۔

صنم!! بے بسی کے مارے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔"

دونوں گاڑیاں وقفے وقفے سے نکلنے لگی تھی۔

صنم۔۔۔"اس کی آواز نہایت بوجھل ہوئی۔۔اس نے صنم کے چہرے کو سیدھا کیا جو خون سے بھیگ " کر لال ہو چکا تھا۔باسط کو یہ اذیت کی آخری حد لگی۔۔اسے لگا وہ سانس نہیں لے پائے گا۔۔اور پھر اس

نے صنم کے چہرے کو چھوتے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لیں۔۔ ہاتھ لڑھک کر اس کے گرد گرا۔۔ وہ شاید آخری لمحات میں بھی اس کا ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔

ہر جانب اندھیرا پھیلتا چلا گیا۔ شدید اندھیرا۔ جو آج ان کی محبت پر پھیل گیا تھا۔

وہ آج یہاں تفتیش کے سلسلے میں آیا تھا۔ بیسمنٹ میں اپنی گاڑی داخل کی تو اسے وہاں لوگوں کا رش محسوس ہوا۔

وہ گاڑی سے اترا تا کہ آگے کا منظر دیکھ سکے۔ شاید وہاں کوئی حادثہ ہوا تھا۔

لیکن سامنے کا منظر ایک پل کے لیے اسے سر تا پاؤں لرزا گیا تگا۔۔ وہ ہجوم توڑتا ان کے پاس آیا۔ اور پھر اس کے قدم وہی جم گئے۔

ایک بار پھر وہی وقت وہی لمحہ تھا۔۔ قیامت برپا ہو چکی تھی۔۔ اور اب کی بار دو لوگ اس قیامت کی زد میں آئے تھے۔۔ قسمت آج پھر اسے اسی موڑ پر لائی تھی پر آج وہ دیر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔

باسط ! ! وہ بلند آواز میں پکارتا اس کے پاس بیٹھا تھا۔ صنم کا سر اس کے کندھے کی جانب تھا۔"

دونوں ایک دوسرے کے پاس لیٹے جیسے محبت کی ادائیگی نبھا گئے تھے۔ وہاج کو ان پر رشک سا آیا۔

آنکھوں کا کونا نم ہوا تو وہ رگڑتا اٹھا۔

اس نے خود پر قابو پائے ایمبولینس کو کال کی۔

رش ختم کریں، جائیں سب یہاں سے۔۔" وہ لوگوں کو وہاں سے جانے کا کہتا خودان کی جانب آ ٹھہرا تھا۔

کچھ ہی دیر میں ایمبولینس بھی آچکی تھی۔ وہاج نے فوری ان دونوں کو ایمبولینس میں منتقل کیا تھا۔۔اس کا چہرہ ضبط سے سرخ ہو چکا تھا۔

ایک آدمی اس کی جانب آیا۔

سر یہ سب کیسے ہوا؟" وہ یزدان کا آدمی تھا جسے یزدان نے باسط کے پیچھے بھیجا تھا۔۔ لیکن وہ بھی شاید دیر سے پہنچا تھا۔

اسے دیکھتے وہاج چونکا تھا۔ لیکن اس نے کوئی تاثر نہیں دیا۔

"تم کہاں تھے۔۔اور یہ سب؟"

سر میں اوپر تھا۔۔ مجھے نہیں پتہ یہ سب۔۔ کیسے ہوا۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔۔ وہاج اس پر ایک گہری نگاہ ڈالتا فاصلے پر ہوا اور یزدان کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

فون کان سے لگا کر وہ گاڑی میں سوار ہوئے وہ ہاسپٹل کے لیے نکلا تھا۔

یزدان کافی دیر سے باسط کا نمبر ٹرائی کر رہا تھا۔۔ لیکن دوسری جانب سے شاید کوئی ریسیو نہیں کر رہا تھا۔

زین باسط کا کچھ پتہ نہیں چل رہا، مجھے فکر ہو رہی ہے۔۔ مجھے ابھی کال آئی ہے کہ شایان ساگر یہی شہر "
"میں آیا ہے۔۔اس سے پہلے وہ کچھ کرے ہمیں وہاں جانا ہو گا۔۔

گارڈ کو فون کرو۔۔جو تم نے اس کے پیچھے بھیجا تھا۔"۔زین بھی یزدان کے ساتھ بیسمنٹ سے نکل "
کر سیدھا اوپر آیا تھا۔

وہ بھی کال رسیو نہیں کر رہا۔ مجھے فکر ہو رہی ہے۔ کافی وقت ہو گیا ہے۔۔اس نے کہا تھا وہ جلد آجائے "
"گا۔۔

"تم پریشان نہ ہو، جس مال میں وہ گئے ہیں اس کا تو تمہیں پتہ ہے۔ چلو۔۔ جلدی۔۔"

دونوں تیزی سے باہر نکلے۔

گاڑی میں سوار وہ جلد از جلد باسط کی لوکیشن پر پہنچنا چاہتے تھے لیکن یزدان کے نمبر پر آنے والی کال نے یزدان کو ایک پل کے لیے پریشان کیا۔

اس نے فوری کال ریسیو کی۔اور آگے سے جو روح فرسا خبر سنائی گئی تھی وہ یزدان کو گاڑی روکنے پر مجبور کر گئی تھی۔

اس کا ہاتھ سٹیرنگ سے ہٹا۔۔اور بھوری آنکھوں میں نمی ابھر آئی۔

کیا ہوا یزدان۔۔؟" زین فکر سے بولا۔ "

پر۔یزدان گویا خاموش ہو چکا تھا۔

زین نے اس کا فون لیے کان سے لگایا۔آگے سے جو خبر سنائی گئی تھی وہ زین کو آنکھیں میچنے پر مجبور کر گیا تھا۔کچھ پل بعد وہ اپنی کیفیت سے باہر آیا۔

"یزدان حوصلہ کرو۔۔اس وقت وہاں جانا ضروری ہے۔۔"

باسط کو کیسے کچھ ہو سکتا ہے زین؟"یزدان کا لہجہ "

زین اس کو دیکھتے گاڑی سے اترا۔۔اور دوسری جانب آیا۔۔اور اسے باہر نکالا تھا۔

ہمیں دیر ہو جائے گی۔یزدان۔" اس نے یزدان کو شانوں سے تھامے کہا۔یزدان نے سرخ آنکھوں " سے اسے دیکھا۔زین لب بھینچ کر رہ گیا۔۔اس کی آنکھوں میں پھیلی اذیت زین کو بے بس کر رہی تھی۔

اللہ پر یقین رکھو۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔" اس نے شدت سے یزدان کو خود سے لگایا تھا۔۔ "

زین تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔" سفیر کو لگا کسی نے اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ لی " ہو۔۔اسے کھڑا رہنا مشکل لگا تھا, تبھی دیوار کا سہارا لیے وہ سرخ آنکھوں کو میچ گیا۔

"تم جلد از جلد یہاں پہنچو۔۔"

مم میں آرہا ہوں۔۔اسے کچھ مت ہونے دینا۔۔میں ایک بار تو اس سے ملنا چاہتا ہوں۔۔ایک بار اسے کہے مجھ سے بات کرلے۔۔"

"سفیر خود کو سنبھالو۔۔اور جلدی یہاں پہنچو۔۔"

سفیر نے تیزی سے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔

آنکھوں میں ماضی کی تلخ و شیریں یادیں گھومنے لگی تھی۔

ابھی تو میں نے تم سے معافی مانگنی تھی۔۔اپنی ہر غلطی کی۔اور تم نے یہ۔۔کیا کردیا باسط۔۔" سفیر بڑبڑایا۔۔ماں باپ کے بعد ایک محض باسط ہی تو تھا جو اس کا اپنا تھا۔۔جسے وہ ایک عرصہ خود سے دور کیے جدائی کی اذیت میں رہا تھا کہ اس پر کوئی آنچ نہ آئے۔۔لیکن آنچ تو آچکی تھی۔کل ہی تو ان کی راہ میں حائل جدائی ملن میں بدلنے والی تھی۔کل ہی تو فتاح کا دن تھا جو شکست میں بدل چکا تھا۔۔

اس کا بھائی زندگی اور موت کے بیچ لڑ رہا تھا۔اور وہ کچھ نہیں کر پایا تھا۔

اس نے گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک بڑھائی۔

وہ جلد از جلد باسط کے پاس پہنچنا چاہتا تھا۔۔

رب سے فریاد گو، وہ ہاسپٹل کی جانب رواں دواں تھا۔۔

ہسپتال میں ایک بھگدڑ مچی تھی۔ان دونوں کو آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا تھا۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ یزدان اور زین بھی وہی آ چکے تھے۔یزدان تیزی سے آپریشن تھیٹر کی جانب بھاگا۔

"رک جاؤ یزدان، اندر آپریشن ہو رہا ہے۔۔"

کیسے رک جاؤں۔۔وہ دونوں تکلیف میں ہیں ن۔۔۔اگر ان دونوں کو کچھ ہوا تو میں کسی کو زندہ نہیں "چھوڑوں گا۔۔"۔

وہ شدت گریہ سے دھاڑا۔۔کئی لوگ ان کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

یزدان سنبھالو خود کو۔۔"زین نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے بمشکل سنبھالا تھا۔وہ گہرے " سانس لیتا آنکھیں میچ گیا۔اس وقت وہ بے بس تھا۔۔قسمت یوں امتحان لے گی اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

"تت تم وہاں کیسے پہنچے؟"

یزدان نے کچھ دیر بعد اس نے وہاج سے پوچھا۔

"ایک تفتیش کے سلسلے میں ہی گیا تھا۔یا پھر شاید قسمت مجھے اسی مقام پر لانا چاہتی تھی۔۔"

وہاج تلخی سے بولا۔

زین!! سفیر کی بھاری آواز پر زین تیزی سے مڑا۔۔جہاں وہ سرخ آنکھوں سے کھڑا تھا۔زین نے بے " ساختہ نظر چرالی۔جبکہ یزدان کو لگا وہ آج کسی کو جواب نہیں دے پائے گا۔

میں نے اسے تمہارے حوالے کیا تھا۔۔ تم نے وعدہ کیا تھا۔ کہ تم اس کا خیال رکھو گے۔۔ تم نے وعدہ" نہیں نبھایا یزدان تم نے میرے بھائی کی حفاظت نہیں کی۔۔۔" سفیر نے اس کے سینے پر ہاتھ مارے نفرت سے کہا۔ اس کا پورا چہرہ سرخ تھا۔۔

سفیر!! زین نے اسے خود میں بھینچا۔۔ سفیر کی سسکی نکلی تھی۔۔"

"میں جانتا ہوں یہ بہت کھٹن وقت ہے لیکن اس وقت ہمیں دشمن کو گمراہ کرنا ہے۔۔"

وُہاج کے آواز پر۔یزدان اس کی جانب مڑا۔

تمہارا گارڈ اس سب میں انوالو تھا۔۔"یزدان کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔"

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

"ایسا ہو چکا ہے۔۔اور تم بے خبر رہے۔۔"

یزدان تم گھر جاؤ۔۔ یہاں کا معاملہ میں سنبھالتا ہوں۔۔"زین نے صلح جوئی کا مظاہرہ کیا۔"

"جب تک باسط کا آپریشن نہیں ہو جاتا میں کہیں نہیں جاؤں گا۔۔"

"آریان کو اس بارے میں ابھی کچھ نہیں پتہ۔اور میں نہیں چاہتا کہ اسے کچھ پتہ چلے۔۔"

اس کی بہن تکلیف میں ہے اور میں چھپا نہیں سکتا کچھ بھی۔۔اس وقت تم میری کیفیت نہیں سمجھ " رہے۔"

"یزدان ہوش کے ناخن لو۔ تم کیوں نہیں سمجھ رہے۔"

نہیں سمجھنا چاہتا میں۔۔کچھ بھی۔۔۔" وہ ایک بار پھر بے قابو ہوا۔"

پاگل انسان تم کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔" وہاج دانت پیسے غرایا تھا۔۔"

اپنی حد میں رہو۔۔" وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل آئے تھے۔۔"

تم دونوں پاگل ہو چکے ہو۔۔ باسط اس وقت زندگی موت کی کشمکش میں ہے۔اور تم اپنے جھگڑوں" میں الجھ رہے ہو۔"زین طیش سے بولا تو یزدان نے سر جھٹکا تھا۔

"وہاج سلطان تم ہاسپٹل میں رہو، سفیر تم بھی یہیں رکو۔۔ لیکن احتیاط کرنا۔۔"

وہ یزدان کو زبردستی کھینچتا وہاں سے لے گیا تھا۔

"تم کہاں تھے جب میں نے تمہیں باسط کے پیچھے بھیجا تھا۔۔"

یزدان نے اس گارڈ کو گریبان سے جکڑا۔۔اور اپنے سامنے کیا جس کی حالت مار کھا کر بری ہو چکی تھی۔

سر میں اوپر تھا۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ کب نیچے گئے اور کب یہ سب ہوا؟" گارڈ کی آواز میں شدید درد" تھا۔

مجھے سچ بتادو۔ورنہ تمہاری موت اتنی بدتر ہو گی کہ مرنے کے بعد بھی تمہاری روح پر سکون نہیں" ہو گی۔۔"یزدان کی سفاک دھمکی پر اس کی جان ہوا ہونے لگی۔

"سر میں سچ کہہ رہا ہوں۔"

تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔" وہاج سلطان کی بھاری آواز پر گارڈ خوف سے مڑا۔"

وہاج کے ہاتھ میں گارڈ کا موبائل تھا۔۔

اس نے حیرت سے اپنی پاکٹ کی جانب دیکھا۔

شایان ساگر سے تم پچھلے تین دن سے کنٹیکٹ میں تھے۔۔اس کا ثبوت یہ ہے۔۔" وہاج نے موبائل" کی سکرین سامنے کی۔

گارڈ کے ماتھے پر پسینہ چمکا تھا۔ جبکہ یزدان کی اس کی کالر پر گرفت مضبوط ہوئی۔ حیرت کا مقام یہ تھا کہ وہ شخص یزدان کا وفادار تھا۔۔جو باسط کے ساتھ ہر قدم پر ساتھ ہوتا تھا۔

"سر مجھے معاف کردیں شایان صاحب نے مجھے پیسوں کا لالچ دیا تھا۔"

تم اسے کیسے جانتے ہو؟"یزدان سنجیدگی سے بولا۔"

سر تین دن پہلے وہ مجھ سے ملے تھے۔۔میں پٹرول پمپ پر تھا۔ باسط سر کی کال مجھے آئی تھی،۔اور میں " وہی سن رہا تھا۔ باسط سر کا آرڈر لے کر مجھے مال جانا تھا۔۔وہ بھی شاید اپنے کام سے آئے تھے۔۔انہوں نے مجھے مال میں دیکھا۔۔وہی انہوں نے مجھ سے باسط کے بارے میں پوچھا تھا۔ کیونکہ میں بوتیک میں ہی تھا۔۔سر مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ باسط سر کو جان سے مارنا چاہتے ہیں۔ مجھے لگا انہیں ڈیزائنز "چاہیے۔۔ تبھی انہوں نے مجھے پیسوں کی آفر کی تھی۔۔

یزدان کا دماغ گھوم کر رہ گیا۔۔یعنی اسے شک ہو چکا تھا۔۔اور اسی شک کی تصدیق کے لیے اس نے گارڈ تک رسائی حاصل کی۔۔ غلطی ہو چکی تھی۔ اور یہ غلطی انہیں باور کروا گئی تھی کہ لاپرواہی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔؟

تم پریشان مت ہو۔۔ مینشن کی سیکیورٹی میں تمہارے کہنے سے پہلے ہی بڑھا چکا ہوں۔۔"اس نے " یزدان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ لہجہ بظاہر کرخت تھا لیکن انداز کچھ اور بتا رہا تھا۔

یزدان نے تشکر سے اسے دیکھا تھا۔

مینشن میں یہ خبر جیسے سب کو شدید غم سے دوچار کر گئی تھی۔

چاہ کر بھی آریان سے یہ خبر چھپی نہیں رہ سکی تھی۔ایک بار پھر وہی اذیت وہی مقام تھا۔ جبکہ روز آریان کی حالت کی وجہ سے مزید پریشان تھی۔

جب سے شایان کا پتہ چلا تھا۔یزدان آپے سے باہر ہو رہا تھا۔۔وہاج دوبارہ ہاسپٹل جا چکا تھا۔

تعبیر جو کمرے میں آرام کر رہی تھی۔۔لاؤنج میں شور سنتی نیچے آئی۔۔روح فرسا خبر اس کے پیروں تلے سے زمین کھسکا گئی تھی۔

زرفشاں نے اسے سہارا دیا۔۔ وگرنہ وہ زمین بوس ہو جاتی۔۔

میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔آج اس نے ہر حد پار کر دی۔اس نے آج بتادیا کہ وہ زندہ رہنے کے " قابل نہیں ہے۔اور زین چوہدری تم مجھے روک نہیں سکتے۔۔۔"یزدان دھاڑا تھا جبکہ اس کی دھاڑ پر آج تعبیر بھی سہم گئی تھی۔۔اس نے یزدان کو کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔جتنا اس وقت وہ غم و غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔

یزدان پلیز۔۔اتنا غصہ مت کرو۔۔" وہ بھیگی آواز میں بولی۔ "

کیسے نہ کروں۔ تعبیر، وہ تکلیف میں ہے۔۔اس کی تکلیف میری جان نکال رہی ہے۔۔اسے کچھ ہو گیا تو " میں مرنے کے بعد اس کے ماں باپ کو کیا جواب دوں گا۔۔میں نے وعدہ کیا تھا ان سے۔۔اور میں وہ وعدہ نبھا نہیں پایا۔۔ "

اس کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں پھیلی تھیں۔

یزدان، پلیز خود کو سنبھالو۔" وہ بے بسی سے بولی۔ جبکہ آریان ایک جانب خاموش کھڑا تھا۔۔شایان " ساگر کی سفاکیت کو وہ سوچتا اس وقت اذیت کی انتہا پر پہنچا تھا۔

تعبیر آپ اپنے کمرے میں جائیں۔ مجھے ابھی اسی وقت جانا ہے۔۔شایان ساگر کا قتل مجھ پر اب واجب " ہو چکا ہے۔۔۔ "

وہ تعبیر کا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹاتا باہر کی جانب بڑھا جب زین نے اس کے سامنے آیا تھا۔

تعبیر وہی خوف سے کھ-ڑی رہ گئی تھی۔اسے پہلے ہی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔شایان نے آخر کونسی دشمنی نبھائی تھی۔

لیکن یہ سوال وجواب کا وقت نہیں تھا۔

تم ہٹ جاؤ میرے راستے سے۔۔ تم مجھے روکنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔۔سب تمہاری وجہ سے ہوا" ہے۔" زین اس کی ذہنی کیفیت اچھے سے سمجھ رہا تھا۔ تبھی اس نے کوئی تاثر نہیں دیا۔نہ غصے کا اظہار نہ ہی اس نے یزدان پر کوئی الزام عائد کیا۔۔

وہ اس وقت اپنی دماغی حالت کو بگاڑنا نہیں چاہتا۔۔اب اسے ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھنا تھا۔

میں روک سکتا ہوں یزدان کیونکہ ہمیں کئی لوگوں کی جان بچانی ہے۔یہ وقت جوش کا نہیں ہوش کا " ہے۔۔ باسط کی حالت کا مجھے بھی افسوس بلکہ شدید دکھ ہے۔ لیکن کل کی میٹنگ بہت ضروری ہے۔۔اس کے بعد شایان کے پاس بچنے کے لیے راہ باقی نہیں رہے گی۔۔" وہ آہستگی سے گویا ہوا۔

زین میں کچھ سننا نہیں چاہتا۔ مجھے جانے دو ورنہ میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔" وہ زین کا گریبان " جکڑے دھاڑا۔

لے لو میری جان۔۔ اگر تمہارا غصہ تمہارا انتقام ایسے ہی پورا ہوتا ہے تو لے لو میری جان۔۔ لیکن میں " ایک کی وجہ سے لاکھوں لوگوں کی جان مشکل میں نہیں ڈال سکتا۔اگر میں اس وقت دل و دماغ سے سوچوں گا تو سب کچھ اپنے ہاتھوں سے برباد کردوں گا۔۔ ۔کل ہمارے پاس آخری موقع ہوگا، کل کی میٹنگ میں مائیکل کا آنا سمجھ لو، شایان ساگر کے دھندے کی موت ہے۔۔اور ہمارا خفیہ مشن بھی کل پایہ تکمیل تک پہنچے گا۔ "

زین بالکل ٹھیک کہہ رہاہے۔، تم سے زیادہ انتقام کی آگ میرے اندر بھڑک رہی ہے۔۔اس نے " میرے بھائی کو۔اس حد تک اذیت دی ہے کہ اس کے بدلے میں اسے سو بار قتل کروں تب بھی میرے اندر بھڑکتی آگ ٹھنڈی نہیں ہو گی۔۔۔"۔ سفیر نے بے ساختہ آنکھوں کا کونہ رگڑا تھا۔وہ ابھی مینشن آیا تھا۔

"ہمت مت ہارو سفیر۔۔!! ہو سکتا ہے تم بھی مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔۔ "

نہیں زین!! میں جانتا ہوں تم نے جو سوچا ہے اچھے کے لیے ہی سوچا ہو گا۔۔اور ایک فوجی کے لیے ہر " لمحہ امتحان ہوتا ہے۔۔اور میں اس امتحان میں ثابت قدم رہنا چاہتا ہوں۔۔

زین فرطِ جذبات سے اس کے گلے جالگا تھا۔ایک غم کی شدید لہر ہر جانب پھیل گئی تھی۔ تعبیر روز اور زرفشاں سب پل پل ان کے لیے دعا گو تھے۔

لیکن شاید ابھی قسمت مزید امتحان لینے کے درپر تھی۔

وہ اسے کمرے میں لایا تھا۔۔تاکہ تفصیلی بات کر سکے۔

"یزدان میری بات سنو۔۔"

مائیکل اور اس کے پارٹنرز صبح نو بجے پہنچ جائیں گے۔۔اور شایان ساگر انہیں سیدھا وہی لے کر جائے گا۔جہاں اس نے ان لڑکیوں کو رکھا ہو گا۔

وہاج ائیر پورٹ سے ہی ان کا پیچھا کرے گا۔آفیسرز سے مل کر وہ کل ان لڑکیوں کو وہاں سے نازیاب کروالیا جائے گا۔جو شایان ساگر کے قبضے میں ہیں۔ باہر کا سارا کام وہاج سلطان سنبھالے گا۔۔اور سفیر اور شہرین اندر کے معاملات کو دیکھ لیں گے۔اس دوران شایان ساگر کافی بوکھلا چکا ہوگا۔۔اور پھر تم سہگل انٹرپرائز میں میٹنگ ارینج کرواؤ گے۔اور اسھ میٹنگ میں شمولیت کا کہو گے۔۔ بارہ بجے میٹنگ ہو گی۔۔اور آگے تم جانتے ہو تم نے کیا کرنا ہے۔"یزدان نے محض اسے دیکھا تھا۔

تم اپنا چاقو صرف اپنے پاس رکھو گے۔۔گن تم نہیں لے کر جاؤ گے۔۔۔"زین نے آخری الفاظ تنبیہ " کے طور پر کہے تھے۔

تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہاری بات مانوں گا۔۔؟جب تک باسط کو ہوش نہیں آجاتا میرے انتقام کی " آگ بھڑکتی رہے گی۔"وہ ضدی لہجے میں بولا۔

تم تعبیر کا بھی خیال نہیں کرو گے۔۔سعدان کے معاملے میں بھی تم نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا تھا۔تم " "نے اس روز میرا انتظار بھی نہیں کیا تھا۔؟جس کی وجہ سے۔

URDUNovelians

یزدان نے اسے گھورا تھا۔

میری بیوی کو درمیان میں مت لاؤ۔۔اس کی خاطر اگر میں سعدان کو جان سے مار سکتا ہوں تو باقی " سب میرے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔اور وہ گھٹیا آدمی،اس سے تو میری اب خاص دشمنی نکلتی

ہے۔۔اس نے تعبیر کو ہر مرتبہ ذلیل ورسوا کیا۔۔اس کی موت سعدان سہگل سے بھی بھیانک ہو گی۔۔اسے بھی میں اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔"

وُہ بلند آواز میں غرایا جبکہ دروازے کے قریب کھڑی تعبیر کا ہاتھ بے ساختہ منہ پر گیا تھا۔

اسے محض لگتا تھا کہ یزدان نے قتل کیا ہے۔۔ لیکن آج اس نے اعتراف بھی کر لیا تھا۔اور وہ شایان ساگر کے بارے میں بھی جانتا تھا۔۔ لیکن وہ خاموش رہا تھا۔ تعبیر کا دماغ الجھنے لگا تھا۔

"یزدان وہ معاملہ دوسرا تھا۔۔اور یہ الگ معاملہ ہے۔۔۔"

الگ معاملہ نہیں ہے۔۔اس گھٹیا آدمی نے تعبیر کا سودا کرنا چاہا تھا۔۔وہ تعبیر کو بیچ دیتا۔اگر میں اسے " اس دن قتل نہ کرتا تو تعبیر مجھے کبھی نہ ملتی۔۔ سب برباد ہو جاتا۔۔ اور باسط کو تکلیف پہنچا کر اب شایان ساگر نے ہر حد پار کی ہے۔۔۔ میرے پاس شایان ساگر سے دشمنی کی کوئی خاص وجہ نہیں تھی لیکن اب مجھے لگتا ہے کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے مجھے یہ وجہ دی ہے۔اس نے میرے بھائی جیسے۔"

یزدان یہ سب باتیں ایک طرف رکھو۔۔اس وقت ہمیں اپنے ملک میں ہوتے ظلم سے لوگوں کو رہائی " دلوانی ہے۔ان معصوم لڑکیوں کو بچانا ہے جو نا جانے کہاں ہیں،۔اپنے غصے پر قابو پاؤ۔۔ تم نے پر یہاں

کو کھویا ہے۔تم ان کی تکلیف بہتر سمجھ سکتے ہو۔۔اس کے لیے تم نے خود پر کتنا جبر کیا تھا۔۔۔لیکن اب جبر کا نہیں جزا کا وقت ہے۔ان معصوم لڑکیوں کو بچانا ہمارا فرض ہے۔۔پر یہاں کی خاطر ہی تم اپنے غصے پر قابو پالو۔۔ورنہ تم جانتے ہو کیا نقصان ہو گا۔؟"

یزدان نے ایک گہرا سانس لیا۔۔

"کیسے صبر کرلوں۔۔کیسے؟ بتاؤ مجھے۔۔پری کا چہرہ آج بھی مجھے راتوں کو سونے نہیں دیتا۔۔میں نے اپنے ہر پیارے شخص کو اذیت میں دیکھا ہے۔۔پہلے پری مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔۔اور اب باسط۔۔وہ اتنی اذیت میں ہے۔۔مجھ سے اس کی تکلیف برداشت نہیں ہو رہی۔ایسا لگ رہا ہے میں مر جاؤں گا۔۔"یزدان کا ٹوٹا لہجہ زین کو پشیمان کرنے لگا تھا۔

تعبیر دروازے کا سہارا لیے اب بھی سن ہی کھڑی تھی۔جب زین کی نظر دروازے پر گئی۔

"تعبیر!! وہ بڑبڑایا جبکہ یزدان کی نظر بھی اس پر گئی تھی۔یزدان کو شدت سے غلط ہونے کا احساس ہوا۔

وہ چند قدم پیچھے ہوئی تھی۔

"تعبیر میری بات سنیں۔۔"وہ آگے بڑھا جبکہ تعبیر نے نفی میں سر ہلایا اور باہر کی جانب تیز قدموں سے بڑھی۔زین کو بھی معاملے کی سنگینی کا احساس ہو چکا تھا۔

"یزدان اس کے پاس جاؤ۔۔اور غصہ مت کرنا۔"

یزدان تیز قدموں سے اس کے پیچھے گیا۔۔

تعبیر میری بات سنیں۔۔"اس نے آگے بڑھ کر تعبیر کو بازو سے پکڑا۔"

یزدان مجھے چھوڑ دو۔"وہ اذیت سے بولی۔"

"تعبیر!!آپ سچ نہیں جانتی، میری بات سنیں۔۔"

میں ایک قاتل ایک جھوٹے شخص کی کوئی بات نہیں سننا چاہتی۔۔۔"وہ چیخ کر بولی۔یزدان کی" گرفت اس کی بازو پر کم ہوئی تعبیر نے گلابی بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔یزدان نے لب بھینچے تھے۔گویا کوئی وضاحت نہ دینا چاہتا ہو۔۔وہ اپنے قول نبھانا جانتا تھا۔۔اس نے کہا تھا وہ آج کے بعد وضاحت نہیں دے گا۔۔اس لیے خاموش ہو گیا تھا۔

تعبیر نے ایک تلخ گہری نگاہ اس پر ڈالی اور آنسو رگڑتی اوپر بڑھنے لگی۔۔یزدان وہی کھڑا رہ گیا،اسے اوپر جاتے دیکھتا وہ قدم پیچھے لینے لگا۔۔

وہ سفیر کو کالز کر کے تھک چکی تھی۔۔لیکن دوسری جانب سے کوئی ریسیو نہیں کر رہا تھا۔۔اب اس کی ہمت جواب دینے لگی تھی۔

وہ اپنی چادر اوڑھتی کمرے سے باہر نکلی۔سامنے ہی اظفر جو کل شام ہی حویلی آیا تھا۔۔وہ آتا دکھائی دیا۔۔

اظفر میرے ساتھ چلو گے۔۔"اس نے اظفر کو دیکھتے پوچھا۔"

"خیریت؟کہاں جانا ہے؟"

"سفیر کے گھر جانا ہے۔۔پلیز چلو۔۔میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔"

نہیں شجیعہ زین بھائی نے سختی سے منع کیا ہے۔اور گارڈز بھی ہمیں جانے نہیں دیں گے۔۔۔"وہ رسانیت سے بولا۔۔

مگر مجھے جانا ہے۔۔پلیز مجھے لے جاؤ۔۔پلیز۔۔"وہ فریادی بنی۔"

"کیا ہوا شجیعہ؟سب خیریت ہے؟"

قیوم چچا کو دیکھتی وہ گھبرائی۔

نہیں چچا کچھ بھی نہیں۔۔ایسے ہی اظفر سے باتیں کر رہی تھی۔"اس نے اظفر کو دیکھا جو اس کے "جھوٹ پر آنکھیں پھیلا کر رہ گیا۔

"بابا شجیعہ کو سفیر بھائی سے ملنے جانا ہے۔۔"

شجیعہ نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

"تو اس میں اتنا ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟آؤ میں لے جاتا ہوں۔۔"

"سچ میں آپ لے جائیں گے؟"

ہاں لیکن خاموشی سے جائیں گے۔۔تم گاڑی میں پیچھے بیٹھنا،میں جانتا ہوں کہ زین نے سختی سے منع "کیا ہے۔۔اس حادثے کی وجہ سے وہ احتیاط برت رہا ہے۔۔لیکن فکر نہ کرو اسے میں سنبھال لوں گا۔۔

"شکریہ چچا !! "

پہلے میں جاتا ہوں پھر تم آنا۔ گارڈز کو دھوکا دے کر نکل جائیں گے۔۔" انہوں نے مسکرا کر کہا تو شجیعہ کو دل کچھ حد تک پر سکون ہوا تھا۔

رات کے نو بجے کا وقت تھا کچھ سردی کا موسم تھا۔ جس کی بدولت سب اپنے کمروں میں تھے۔ وہ شال کو درست کرتی نیچے بڑھنے لگی،۔ اظفر اپنے کمرے کی طرف جا چکا تھا۔

قیوم چوہدری نے راستہ صاف دیکھ کر اسے اشارہ کیا تو وہ دبے پاؤں چلتی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی۔

مشہور مال " سیکنڈ ٹائم " کے بیسمنٹ میں دو لوگوں کا بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔۔ پولیس کوئی ثبوت نہیں ڈھونڈ پائی۔۔ فلحال اس قتل کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔۔"

سکرین پر چلتی نیوز نے شایان کے دل پر ٹھنڈی پھوار برسائی تھی۔

کچھ ہی دیر میں اس کے موبائل پر بھی میسج آ چکا تھا۔۔

شایان فخر سے مسکرایا تھا۔۔ اپنے کارنامے پر اسے کوئی افسوس نہیں ہوا تھا۔۔ بلکہ فتح مندی کا احساس رگ رگ میں سما گیا تھا۔

وہاں سے نکل کر وہ سیدھا گاؤں آیا تھا۔۔کیونکہ کل مائیکل اور اس کے پارٹنرز کے ساتھ وہ اسی خفیہ راستے سے جانے والا تھا۔

اس نے قیوم چوہدری کا نمبر ملایا۔۔اور فون کان سے لگایا۔۔یہ خبر اسے بھی سنانا چاہتا تھا۔

دوسری جانب سے فون رسیو کر لیا گیا تھا۔

تم نے نیوز دیکھی؟تم سمجھتے تھے کہ میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا ہوں۔لیکن شایان ساگر سب کی خبر رکھتا ہے اب بس نوفل یزدان کے بارے میں پتہ چلنا باقی ہے۔۔باسط کا اس کے ساتھ ہونا یقیناً میرے یقین کی ایک کڑی تھی۔"

"نہیں میں باہر ہوں۔۔"اس نے بیزاری سے مختصر جواب دیا تھا۔باقی معاملے میں اسے کوئی دلچسپی نہ ہو۔

کہاں؟اور اتنی رات کو، کہیں بھاگ تو نہیں رہے۔؟"خوشگوار موڈ کی وجہ سے وہ مذاقیہ گویا ہوا۔۔"

ہاں وہ شجیعہ۔۔۔"اس نے فوری لفظ ادھورے چھوڑے۔"

کیا شجیعہ۔۔؟کہاں ہے وہ تمہارے ساتھ ہے؟"شایان اپنی چیئر سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔"

مجھ سے جھوٹ مت بولنا۔۔"اس کی خاموشی وہ سمجھ چکا تھا۔"

اسے میرے پاس لاؤ۔اس سے اچھا میرے پاس کوئی موقع نہیں ہوگا۔۔ سفیر چوہدری ابھی اپنے " بھائی کے غم میں نڈھال ہے۔اور اب شجیعہ کو میرا ہونے سے کوئی نہیں روک پائے گا۔۔

میں اسے وہاں نہیں لارہا۔۔" وہ کرختگی سے بولے۔"

تم مجھے انکار کررہے ہو۔۔؟ مجھے۔۔"شایان دھاڑا تھا۔"

قیوم چوہدری شجیعہ کی وجہ سے خاموش رہے تھے۔۔

"اگر اگلے دس منٹ میں تم اسے یہاں نہیں لائے تو تم مجھے اچھے سے جانتے ہو۔۔"

قیوم چوہدری بے بس ہوئے تھے۔انہوں نے فوری گاڑی کا رخ بدلا۔

ٹھیک ہے۔۔"انہوں نے محض یہی کہہ کر کال کاٹ دی تھی۔ جبکہ شایان فخر سے مسکرایا تھا۔"

چاچو یہ آپ مجھے کہاں لے کر جارہے ہیں؟ سفیر کے گھر کا راستہ تو سیدھا تھا۔۔" شجیعہ نے راستے کا" رخ بدلے دیکھ کر پوچھا۔

شایان سا گر تم سے ملنا چاہتا ہے۔۔"انہوں نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔"

شجیعہ کا رنگ فق ہوا۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چاچو؟اور آپ مجھے کیسے اس کے پاس لے جا سکتے ہیں؟" گھبراہٹ سے اس" کے ماتھے پر پسینہ چمکنے لگا تھا۔

"جو کہہ رہا ہوں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔۔"

"نہیں مجھے نہیں جانا۔۔مجھے سفیر کے پاس جانا ہے۔۔"

وہ سفیر کا نمبر ایک بار پھر ڈائل کرنے لگی۔۔جب قیوم چوہدری نے اس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹ کر آف کر دیا تھا۔

شجیعہ کو شدت سے انہونی کا احساس ہوا۔

"خبردار جو تم نے کسی کو کال کی۔۔"

چاچو میرا موبائل دیں۔" وہ آگے کو ہوئی جب قیوم چوہدری نے اسے دوبارہ پیچھے دھکیلا تھا۔"

مجھے سفیر کے پاس جانا ہے۔۔میں سفیر سے ملنے آئی تھی۔۔آپ میرے ساتھ ایسا نہیں" کر سکتے۔۔۔"وہ دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔لیکن شاید قیوم چوہدری دروازہ لاک کر چکے تھے۔

"شجیعہ چپ چاپ بیٹھو۔۔"

چچا مجھے سفیر کے پاس جانا ہے۔۔شایان ساگر کے پاس نہیں،آپ کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔۔؟" وہ" اب رو دینے کو ہوئی تھی۔

"تمہاری منزل سفیر نہیں شایان ساگر ہے۔۔۔"

شجیعہ کو سانس لینے میں مشکل ہوئی تھی۔ اپنے چاچو سے اسے یہ امید نہیں تھی۔

آپ۔۔۔"گاڑی رکنے پر وہ مزید گھبرائی۔۔وہ دروازہ کھولتی باہر بھاگی لیکن قیوم۔چوہدری اس کو پکڑ چکے تھے۔

چپ چاپ چلو میرے ساتھ۔۔"وہ دانت پیس پر بولے۔"

چاچو یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔آپ مجھے اس کے پاس کیوں لے جا رہے ہیں۔۔؟"وہ روتے ہوئے" چیخی۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ اس کے وہ چاچو ہیں جس نے ہمیشہ نرمی کا مظاہرہ کیا تھا۔

قیوم چوہدری خاموشی سے اسے لیے آگے بڑھتے گئے۔اسے وہ سیدھا تہہ خانے میں لے جا رہے تھے۔۔

شجیعہ ان کی گرفت میں جھٹپٹانے لگی تھی۔ لیکن وہ سختی سے تھام کر اسے نیچے لائے تھے۔۔

سامنے شایان کو دیکھتے شجیعہ کا چہرہ کا رنگ پل میں سفید پڑا۔

وہ آنکھوں میں اشتیاق لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا۔۔کہ تم میرے گھر آئی ہو۔۔"

شایان ہاتھ پھیلائے آگے بڑھا۔۔اس کا انداز شجیعہ کے لیے اچھنبے کا باعث تھا۔

شایان مجھے جانے دیں یہاں سے۔۔۔"وہ خوف کے زیرِ اثر بمشکل بول پائی تھی۔"

"کیسے شجیعہ۔۔خود اپنے قدموں پر چل کر میرے پاس آئی ہو۔۔"

وہ شجیعہ کے قریب آتے بولا۔ شجیعہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے پاس آنے سے روکا۔

میں خود نہیں آئی، " وہ یہ الزام اپنی ذات پر برداشت نہیں کر پائی تھی۔ "

شایان اسے بازو سے تھام چکا تھا۔ شجیعہ کو اس کا لمس خاردار کانٹوں کی مانند لگا تھا۔۔ اس نے شایان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے زور سے دھکا دیا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔ ایک پل کے لیے اس کا چہرہ سرخ ہوا لیکن اس نے آنکھیں میچ کر گہرا سانس لیا۔

جیسے وہ اس لڑکی پر زرا سا بھی غصہ نہیں کرنا چاہتا ہو

چاچو۔ پلیز۔۔۔ جانے دیں مجھے۔۔۔ " وہ قدم پیچھے لیتی بولی لیکن پیچھے بند دروازے نے اس کا سانس " خشک کیا تھا۔

شکریہ قیوم چوہدری۔۔ تم نے آج میری خوشی خود میرے ہاتھوں میں تھما دی۔۔ کل کا دن تمہارے " لیے خوشیوں کا دن ہو گا۔ کیونکہ آج رات میری فتح کی رات ہے۔ "اس نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی تھی۔

شجیعہ نے بے یقینی سے اپنے چاچو کو دیکھا۔ جن کے چہرے پر شجیعہ کے لیے اجنبیت تھی۔ اسے اپنی غلطی کی سنگینی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔۔ جو اس نے چچا کے ساتھ آ کر کی تھی۔ زین نے اسے سختی

سے منع کیا تھا کہ وہ گھر سے باہر نہیں جائے گی لیکن وہ گناہ کر چکی تھی۔۔اور اب اسی گناہ کی سزا اس کی منتظر تھی۔

اس کے اپنے چچا نے اسے جہنم میں لا پھینکا تھا۔

تمہیں ایک لیٹسٹ نیوز دوں؟" اس نے شجیعہ کا ہاتھ پکڑے کہا۔"

" باسط اور صنم کا قتل ہو چکا ہے۔۔"

قیوم چوہدری نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

اور یہ نیک کام میں نے اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔۔" شجیعہ کی پوری روح جیسے جنجھوڑ دی گئی تھی۔"

اس نے پھٹی آنکھوں سے پہلے شایان اور پھر قیوم چوہدری کو دیکھا۔

قیوم چوہدری اسے دیکھتے سامنے سے باہر نکل گئے۔

چلو میرے ساتھ۔" اس نے آگے بڑھ کر شجیعہ کا ہاتھ بری طرح دبوچا اور اسے گھسیٹتے ہوئے" راہداری سے گزرنے لگا۔

وہ سن سی کھڑی تھی۔۔لیکن یکلخت چیخی تھی۔

چھوڑیں مجھے شایان۔۔چھوڑیں۔۔۔" شایان نے اس کے بازو کو جھٹکا دیا۔اور اسے پاس کھینچا۔۔"

شجعیہ شدید اذیت سے دوچار ہوتی بمشکل فاصلہ بنا پائی تھی۔

اگر زیادہ ضد لگاؤ گی تو اس کا انجام بھی اچھے سے جانتی ہو۔۔تم نے ابھی میری نرمی میری محبت دیکھی ہے اگر درندگی دکھانے پر آیا تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گی "۔اس کا ایک ایک لفظ شجیعہ کو تازیانے کی طرح لگا تھا۔۔وہ شدت سے روئی لیکن شایان اس کے رونے کی پرواہ کیے بنا اسے گھسیٹتا ہوا لے گیا تھا۔

"یہ تم نے کیا کیا شایان؟

جمال ملک صدماتی کیفیت دروازے میں ہی کھڑے رہ گئے۔ وہ ابھی نیوز دیکھ کر آئے تھے۔

"میں نے جو کیا ٹھیک کیا۔اور آپ جانتے ہیں آریان زندہ ہے،۔ میرا شک صحیح تھا۔۔وہ زندہ ہے۔۔"

تم نے صنم کو جان سے مار ڈالا۔۔؟" وہ اب بھی جیسے اس سوال پر رکے تھے۔"

بابا آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ میں نے اسے مار دیا۔۔ہماری عزت کا جنازہ نکال کر وہ اس قاتل کے ساتھ عیاشی کر رہی تھی۔۔"شایان کے لہجے میں زرا بھی افسوس نہیں تھا۔

کیسی عیاشی۔۔شایان سا گر وہ تم جیسی تو نہیں تھی۔۔اس نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ پھر بھی مار دیا۔اتنے دن سے وہ غائب تھی لیکن تمہاری ذات کو ایک نقصان بھی نہیں پہنچایا گیا،۔"

مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ آپ جانتے تھے کہ صنم کہاں ہے؟" شایان نے ان کا چہرہ دیکھتے پوچھا۔"

"ہاں جان چکا تھا کہ وہ محفوظ ہے۔۔ باسط سے نکاح کا بھی مجھے علم ہو چکا تھا۔۔۔"

مطلب آپ سب جانتے تھے۔۔ پھر بھی مجھے الجھائے رکھا۔۔"وہ دانت پیس کر غرایا۔"

ہاں !! میں سب جانتا تھا۔۔ تمہاری سفاکیت مجھے یہ احساس دلا رہی تھی کہ میں غلط کا ساتھ دیتا آیا"

"ہوں۔۔

"بابا آپ نے میرے ساتھ دھوکا کیا۔۔؟"

"اور تم نے اپنی سگی بہن کو مار دیا۔۔"

ہاں مار دیا۔۔ میں اپنے دشمنوں کو معاف نہیں کرتا۔۔" وہ سفاکیت کی انتہا کیے بولا۔"

وہ میری بیٹی تھی۔۔ پہلے انعم کو تم نے جان سے مار دیا۔۔اب اسے مار ڈالا، تم انسان ہو یا جانور۔ یا پھر" "کوئی شیطان۔۔۔

انہوں نے آگے بڑھ کر ایک زور دار تھپڑ شایان ساگر کے منہ پر مارا۔اور سے گریبان سے جکڑ کر جھٹکا دیا۔

ایک گناہ کے بدلے میں نے اپنی ساری اولاد کھو دی۔۔سب کو تمہاری وجہ سے کھو دیا۔۔ تمہیں محبت" دے مرتبہ دے کر میں نے اپنی ساری اولاد کے ساتھ ناانصافی کی۔" انہوں نے ایک اور تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔

شایان ساگر کا چہرہ غضب سے سرخ ہوا۔۔ لیکن وہ بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

بابا آپ حد پار کر رہے ہیں۔۔" وہ ضبط سے بولا۔"

حد تو تم نے پار کی ہے۔ تم نے۔۔ لیکن میں اب تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔ تمہیں میں خود پولیس " کے حوالے کروں گا۔۔" انہوں نے اس کا گریبان چھوڑ کر اسے دور دھکیلا۔

وہ دیوار سے لگا لیکن فوری سنبھل گیا تھا۔

آپ بلاوجہ تکلف کر رہے ہیں ڈیڈ۔۔۔ کسے بتائیں گے آپ؟ ایس پی وہاج سلطان کو یا پھر کسی اعلی " آفیسر کو؟؟ کسی کو بھی بتا دیں کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ کچھ بھی نہیں۔۔"

اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔ شایان۔۔ اپنے آپ کو دیکھو تم برباد تو ہو ہی چکے ہو۔۔ کچھ تمہارے پاس " باقی نہیں ہے کچھ بھی نہیں۔۔ دنیا پر اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے۔۔ مسٹر سہگل نے وہ جگہ تم سے چھین لی۔۔ تم نے قیوم چوہدری کے ساتھ مل کر اپنا سب سے بڑا فائدہ خود اپنے ہاتھوں نقصان میں بدل دیا۔۔ تمہاری وہ گناہ بھی پورا نہ ہو سکا۔۔ تم نے تعبیر کی خواہش کی، اس رشتے کو بھی تم نے اپنے ہاتھوں سے برباد کر دیا۔۔ زری جیسی معصوم لڑکی بھی تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ اور شجیعہ، شجیعہ کو تم شدت سے چاہتے ہو کیا وہ تمہاری بن پائی۔۔ ایک دولت ہے صرف تمہارے پاس لیکن وہ بھی تمہیں کوئی سکون کوئی راحت نہیں دے سکتی۔۔ اور اب تم نے اپنے باپ کو بھی کھو دیا۔۔ تم تنہا رہ گئے شایان تنہا۔۔۔ تمہاری بیماری تمہاری یہ دولت بھی ختم نہین کر سکتی۔۔۔ کبھی نہیں کر سکتی "

شایان ساگر کا چہرہ ایک پل کے لیے سیاہ ہوا تھا۔

شجیعہ صرف اور صرف میری ہے۔۔ اسے میں حاصل کر کے رہوں گا۔۔" اس کا چہرہ پل میں " خطرناک حد تک سرخ ہو چکا تھا۔

"وہ تمہیں کبھی نہیں ملے گی۔۔کبھی بھی نہیں۔۔۔"

وہ وہاں سے جانے لگے۔۔لیکن شایان کے لفظوں نے اسے روکا تھا۔

"اور اگر وہ مجھے مل گئی تو؟"

جمال ملک کا چہرہ سفید ہوا۔

" کم آن ڈیڈ۔۔آپ کو لگتا ہے آپ کا بیٹا بے وقوف ہے۔۔آیئے آپ کو دکھاتا ہوں۔"

وہ انہیں دیکھتا کمرے سے باہر نکلا۔۔اور کچھ دور ایک کمرے میں لایا۔

جہاں شجیعہ سکڑ کر ایک جانب بیٹھی تھی۔

شایان کو دیکھتے وہ کھڑی ہوئی۔

یہ تمہارے پاس کیسے ؟"ان کی سرسراتی آواز پر شایان طنزیہ مسکرایا۔"

"یہ اپنے قدموں پر چل کر خود مجھ سے ملنے آئی ہے۔۔شجیعہ بتاؤ بابا کو کہ تم خود آئی ہو ناں۔۔۔؟"

کھوٹ بول رہے ہیں، مجھے جانے دیں۔۔"وہ از حد سنجیدگی سے بولی۔اسے کسی بھی طرح یہاں سے " نکلنا تھا۔

"کیوں شجیعہ ؟تم ہی تو مجھ سے ملنا چاہتی تھی۔۔۔"

میں آپ سے کبھی نہیں ملنا چاہتی تھی کبھی بھی نہیں۔۔۔۔"اس کے انداز میں شدید بے رخی " بیزاریت تھی۔

"شایان اسے جانے دو۔۔۔"

بالکل بھی نہیں بابا۔۔ میری خوشی خود میرے دروازے پر چل کر آئی ہے۔۔اور میں اسے واپس موڑ دوں۔۔ ناممکن۔۔"

"شایان تم غلط کر رہے ہو، وہ کسی کے نکاح میں ہے۔۔"

وہ لجاجت سے گویا ہوئے تھے۔

"گارڈز۔۔۔!! بابا کو ان کے کمرے میں لے کر جاؤ۔۔۔"

"شایان تم غلط کر رہے ہو چھوڑ دو اسے،۔۔"

میں جو کر رہا ہوں بالکل ٹھیک کر رہا ہوں۔۔"اس نے گارڈز کو اشارہ دیا تھا۔"

ان کی ہر فریاد کو نظر انداز کیے وہ شجیعہ کی طرف بڑھا تھا۔

"میرے پاس مت آنا شایان۔۔ورنہ میں آپ کی جان لے لوں گی۔۔"

وہ دیوار کے ساتھ چپکی شدت سے بولی۔ جبکہ آواز میں شدید خوف تھا۔

شجیعہ !! تم مجھ سے ڈر رہی ہو؟اپنے شایان سے۔" شایان ساگر مسکراتے ہوئے آگے آیا۔اس کی " مسکراہٹ نے شجیعہ کی مزید جان نکالی تھی۔

میرے پاس مت آئیں شایان۔۔میں سفیر کی امانت ہوں"۔وہ اسے ہر حال میں روکنا چاہتی تھی۔"

نہیں شجیعیہ !! تم میری ہو۔صرف میری۔۔تم اب ہمیشہ میرے پاس رہو گی۔کیونکہ میں تم سے " بہت محبت کرتا ہوں۔تم بھی تو کرتی تھی۔۔بولو کرتی تھی ناں؟۔" شجیعہ کو اس کی باتوں پر شدت سے رونا آیا۔اس نے اس شخص کو چاہنے کی گستاخی کی تھی۔۔وہی شخص جس کی شخصیت کی وہ اسیر ہوئی تھی،۔پر حقیقت میں وہ شخص بہت بھیانک تھا۔۔جس کا ثبوت وہ آج دیکھ چکی تھی۔

خدا کا واسطہ ہے مجھے جانے دیں۔میں آپ سے محبت نہیں کرتی،میں سفیر سے محبت کرتی ہوں وہ " میرے شوہر ہیں۔تم میرے کچھ نہیں ہو۔تم کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔"اس نے شایان کے سامنے ہاتھ جوڑتے بے بسی سے کہا۔۔جبکہ شایان کا چہرہ غضب ناک ہوا۔وہ تیز قدموں سے اس کے پاس آتا ایک ہاتھ زور سے دیوار پر مارتا دھاڑا تھا۔شجیعہ اپنا چہرہ چھپاتے چیخی۔

URDUNovelians

خبردار جو الٹی سیدھی بات منہ سے نکالی۔۔میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔"اس کا جبڑا بری طرح " دبوچتے وہ سرخ آنکھوں سے اسے گھورتا غرایا۔۔شجیعہ کی جان لبوں پر آئی تھی۔جبکہ وہ اب اس کے خوف سے زرد پڑنے لگی تھی۔

شجیعہ !!اس نے شجیعہ کا گال تھپتپایا،۔"

میں غصہ نہیں کر رہا۔۔ میری بات تو سنو۔۔" اس نے اگلے ہی لمحے گہرا سانس لیا۔۔اور اس کا چہرہ" ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا۔اور خود مزید پاس آیا۔۔

چھ چھوڑو۔۔۔"اس کے غلیظ لمس پر وہ بری طرح تڑپی۔۔اس کے ہاتھ ہٹانے کے لیے۔پر اس نے" چہرہ سختی سے جکڑ لیا۔۔ شجیعہ کو اپنے چہرے پر کیڑے رینگتے محسوس ہوئے تھے۔

کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ میری جان، میرا جنون ہو تم میری زندگی۔۔" اس کا پراسرار جنونی لہجہ اور اس" کے الفاظ شجیعہ کو موت کے دہانے پر لایا۔۔ لیکن شاید موت سے پہلے بھی کوئی تکلیف تھی۔دل ہی دل میں سفیر کو پکارتی وہ اپنی زندگی کی رہائی بھی اللہ سے مانگ رہی تھی۔

کاش کے موت آجاتی اور وہ مر جاتی۔۔نہ شایان کا خوف ہوتا نہ ہی سفیر کی نظروں میں گرنے کا خوف۔ لیکن زندگی نے ابھی اسے آزمانا تھا۔

اس کے کان میں پہنا چکور ٹاپس کو سہلایا۔ شجیعہ نے لب ترکیے، اور پھیلی ہیزل آنکھوں سے شایان ساگر کو دیکھا، وہ شجیعہ ک ایک شیطان سے کم نہیں لگا تھا۔شایان اس کی نگاہ کا مفہوم سمجھ چکا تھا۔

نن نہیں شایان۔۔۔" وہ درد سے چیخی تھی۔ لیکن اس نے زور سے وہ چوکور ٹاپس کھینچ لیا۔۔"

کان کی اوپری لو سے خون کی دھار نکلی تھی۔وہ اپنے کان پر ہاتھ رکھتے تڑپتی نیچے گری تھی۔ جبکہ شایان اذیت سے مسکرایا۔م

سفیر خان کو لگتا ہے کہ وہ بازی کھیلنا جانتا ہے۔۔ لیکن اسے کیا پتہ کہ میں نے تو گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا" ہے۔ایسے چھوٹی موٹی حفاظت کو میں جان نہیں پاؤں گا؟" اس نے چوکور ٹاپس کو انگوٹھے اور انگلی کے درمیان پکڑے دیکھا۔۔اور سفاکیت سے مسکرایا۔

شجیعہ کان پر ہاتھ رکھے درد سے تڑپتی رہ گئی تھی۔

یکلخت اس نے گہرا سانس لیا۔۔اور ٹاپس کو دور پھینکا تھا۔

"شجیعہ کیا ہوا؟ یہ میں کیا کر دیا۔، یہاں میری طرف دیکھو۔۔"

وہ بے قراری سے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ زمین پر دوزانوں بیٹھا تھا۔

شجیعہ جو پہلے ہی تکلیف سے تڑپ رہی تھی۔۔شایان کا عجیب و غریب انداز مزید اسے اذیت دینے لگا۔

اس نے زور سے شایان کو دور دھکیلا، وہ پیچھے کی طرف گرا، شجیعہ سرعت سے کھڑی ہوئی، کان پر ہاتھ رکھے اس نے باہر کی جانب دوڑ لگائی۔ لیکن شایان لب بھینچتا قہر آلود چہرے سے اس کی جانب بڑھا۔

شجیعہ اس دوران باہر نکل چکی تھی۔

شایان نے بازو سے جکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا اور ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا۔ تھپڑ کی شدت سے شجیعہ کا دماغ گھوما تھا۔اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی شایان نے اسے دونوں بازو سے پکڑ کر جنجھوڑا تھا۔

کہاں بھاگ رہی تھی؟ بولو کہاں جاؤ گی۔۔؟ مجھے چھوڑ کر جاؤ گی۔۔مار دوں گا میں تمہیں لیکن اپنے "
"پاس سے جانے نہیں دوں گا۔

شجیعہ کی آنکھوں کے گرد اندھیرا پھیلنے لگا۔ لیکن یہ احساس اسے بخوبی ہوا تھا کہ یہ تھپڑ اس کے سخصیت کے چارم کا بت پاش پاش کر گیا تھا۔کاش یہ تھپڑ پہلے اسے لگ جاتا تو سفیر کے عام سی شخصیت خاص اور اس درندے کی پر اثر شخصیت کی بھیانکی کا احساس ہو جاتا۔۔

اس کی آنکھوں سے کئی آنسو گلابی گالوں پر بہہ نکلے تھے۔

اچھے سے جانتی ہو کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں، پھر بھی تم سمجھ نہیں رہی۔۔میں اگر نرمی برت " "رہا ہوں تو ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ۔۔۔

وُہ شدت سے دھاڑا۔۔شجیعہ نے بمشکل آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔گویا دیکھنا چاہتی ہو کہ وہ شخص یہ کونسی محبت کا پرچار کر رہا ہے۔

وہ چہرہ جو کبھی اسے ساری دنیا سے پیارا لگتا تھا۔۔آج سب سے زیادہ مکروہ ترین لگ رہا تھا۔۔

مم مجھے جانے دیں شایان۔۔آپ کو اللہ کا واسطہ ہے۔۔مجھے برباد نہ کریں شایان۔۔۔" وہ ٹوٹے " پھوٹے لفظوں کے سنگ بمشکل بول پائی۔

شایان نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔

کس نے کہا تمہیں برباد کروں گا شجیعہ ؟؟ تم میری بات نہیں سن رہی تھی۔۔اس لیے میں یہ رویہ " "اپنانے پر مجبور ہوا۔۔

اس نے شجیعہ کا چہرہ دوبارہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا۔۔شجیعہ ایک بار پھر جھٹپٹائی لیکن شایان نے گرفت حد درجہ سخت رکھی کہ وہ سسکی لے کر رہ گئی۔گالوں پر درد ہونے لگا۔اس کی سرخ انگارہ ہوتی

آنکھوں نے شجیعہ کوایک پل کے لیے تھما دیا تھا۔۔وہ شخص اب بنا کسی لفظ بنا کسی عمل کے بھی اسے تکلیف سے دوچار کر رہا تھا۔پر وہ بے بس تھی۔۔اس نے آنکھیں بند کیے بنا آواز آنسو بہائے۔۔کان کا درد تو تکلیف دے ہی رہا تجا۔گال الگ جل رہا تھا۔

میں اچھے سے جانتا ہوں، تم سفیر خان کے نکاح میں ہو۔۔" شجیعہ نے اچھنبے سے اس کا چہرہ دیکھا "، جہاں پر گہری سنجیدگی تھی۔وہ ایک پل کے لیے خوش فہم بھی ہوئی لیکن اگلے الفاظ اس کی جان نکال گئے تھے۔

پہلے میں تمہارے سامنے اسے قتل کروں گا۔۔اور پھر اسی کی لاش کے سامنے تم سے نکاح کروں " گا۔۔تاکہ تمہاری کوئی حسرت ادھوری نہ رہے۔

ایسا نہیں۔۔کرنا۔تت تم سفیر کو کک کچھ مت کہنا۔۔ تمہیں اللہ کا واسطہ ہے شایان۔۔" وہ پھوٹ " پھوٹ کر روتی اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی تھی۔

میرا دل اس وقت صرف تمہیں چاہتا ہے۔۔تم اپنی جان کا واسطہ بھی دو گی تو میں تب بھی میں تمہیں " نہیں چھوڑوں گا۔۔کیونکہ شایان سا گر اپنی من پسند چیز کو تباہ و برباد کر دیتا ہے لیکن کسی کے قابل نہیں رہنے دیتا۔اگر تم نہیں چاہتی کہ میں تمہیں برباد کر دوں اور تم ساری عمر خود سے نظر نہ ملا پاؤ۔تو چپ " چاپ میری بات مان لو

اس نے شجیعہ کی آنکھوں میں جھانکا۔۔جہاں کرب و اذیت پھیلی تھی اور اب بے یقنی بھی ابھر آئی تھی۔۔لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔وہ بس اپنی محبت ان آنکھوں میں بھرنا چاہتا تھا

شایان نے اس کا چہرہ چھوڑا۔۔تو وہ وہی کھڑی رہ گئی، گویا ہمت ہی نہ ہو۔۔

شایان ڈرا کی جانب بڑھا اور وہاں سے ایک انجیکشن اٹھا کر لایا۔۔

شجیعہ جو گم سم سی کھڑی تھی ایک بار پھر سر تا پاؤں کانپی۔

نن نہیں شایان۔ نہیں۔۔۔ایسا مت کرنا۔۔"وہ قدم پیچھے لیتی سر ہلانے لگی۔"

تمہیں اپنے پاس قید رکھنے کے لیے یہ بہت ضروری ہے میری جان۔۔"اس نے بے دردی سے" انجیکشن اس کی بازو میں پیوست کیا۔۔وہ لاکھ جھٹپٹائی لیکن شایان سا گرا اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔اس کی ٹانگوں میں شدت سے درد اٹھا تھا۔۔اور شجیعہ کو یہ احساس ہو چکا تھا کہ وہ اب کبھی نہیں چل پائے گی۔۔کیونکہ ٹانگیں بالکل بے جان ہوئی وہ گھومتے سر کے ساتھ زمین بوس ہوئی لیکن شایان اس کے نیم بیہوش وجود اس نے باہوں میں بھر گیا اور اسے بیڈ پر لٹایا۔۔

آئی ایم سوری میری جان۔۔لیکن میں مجبور ہوں۔۔تم فلحال مجھ سے نفرت کرو گی لیکن ایک دن" آئے گا تم مجھ سے بے حد محبت کرو گی۔۔میں تمہیں خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دوں گا۔۔"اس نے شجیعہ کے کان پر بینڈیج کی۔اور اس کا گال سہلاتا اٹھ کھڑا ہوا۔اس کا گداز سراپا شایان کے ضبط کا امتحان تھا۔۔لیکن اس وقت اسے خود پر قابو پانا تھا۔وہ شجیعہ کو پورے حواس میں حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔

اس کا فون تھر تھرایا تھا۔

رانا شاکر کا نام دیکھ کر اس نے کال فوری رسیو کی تھی۔ شجیعہ کو دیکھتا وہ باہر نکلا تھا تاکہ اس کی نیند میں خلل نہ پڑے۔

سر آج رات ایس پی وہاج سلطان پولیس اسٹیشن میں ہی ہے تو کیا خیال ہے؟"

رانا شاکر کی شوخ آواز پر شایان مسکرایا تھا۔۔ قسمت کی مہربانی پر وہ آج خاصہ خوش تھی۔ پہلے شجیعہ کا یوں مل جانا، اب شاکر کی کال اور کل اس کی فتح کا دن۔۔

"یہ تو اچھی خبر ہے۔۔ اور اس سے اچھا موقع کوئی ہو گا بھی نہیں۔۔"

جی سر، آج تو لگتا ہے قسمت ہم پر مہربان ہے۔۔ بس آپ کی اجازت چاہیے تھی۔۔ اس لیے وہی جا رہا"

"ہوں۔

" میری طرف سے تمہیں اجازت ہے شاکر۔۔ بس کل میرے کام میں کوئی غلطی نہیں ہونی چاہیے۔"

سر آپ فکر مت کریں۔ آج تو یزدان مینشن میں سوگ پھیلا ہے۔" شایان سفاکیت سے مسکرایا۔"

یہ تو اچھی بات ہے۔۔" تمہیں اپنا کام کرنے میں بھی آسانی ہو گی۔۔" دوسری جانب رانا شاکر جناتی" قہقہے لگاتے اپنے بیٹے سے اپنی خوشی سلیبریٹ کرنے لگا تھا۔

وہ گنگناتا ہوا باہر نکل گیا۔۔ اب اسے شہر جانا تھا۔ بیسمنٹ کے مین گیٹ کو لاک کرتا وہ اوپر بڑھا، تاکہ ایک نظر جمال۔ ملک کو دیکھ سکے۔

وہ اوپر ان کے کمرے میں آیا تو باہر گارڈز کا پہرہ تھا۔

" بابا کو کہیں مت جانے دینا۔۔اگر زبردستی جائیں تو انہیں بیہوشی کا انجیکشن لگا دینا۔ "

جی سر!! "گارڈ فرمانبرداری سے بولا۔ تو شایان اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔ "

لیکن راستے میں ہی اس کا فون ایک بار رنگ ہوا۔۔

کیا ہو گیا ہے شاکر اب؟ "وہ بیزاری سے بولا۔ "

سر آپ کی فیکٹری میں آگ لگ گئی ہے۔۔" دوسری جانب سے جو خبر اسے سنائی گئی تھی۔۔ایک پل " کے لیے اس کے قدم رکے تھے۔۔

کیسے اور تم لوگ کہاں تھے؟ "وہ اونچی آواز میں دھاڑا۔ "

" سر گودام میں لگی ہے۔۔اور آگ پر قابو بھی نہیں پایا جا رہا۔۔ "

میں آتا ہوں۔۔تم لوگ فائیر بریگیڈ ئیر والوں کو کال کرو۔ اگر میرا ذاتی نقصان ہوا تو میں تم سب کو " گولی مار دوں گا۔۔ "

وہ فون جیب میں رکھتا حویلی سے نکلا تھا۔۔

خوشی ایک دم غارت ہو چکی تھی۔ وہ گاڑی میں سوار ہوا اور حویلی سے نکلتا چلا گیا۔۔قیوم چوہدری کو بھی اس نے اطلاع دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔

تم کہاں تھے ؟اور وہ کیسے نکل گئی باہر ؟" زین کی آواز میں کر ختگی تھی۔ایک اور امتحان اس کا منتظر تھا۔اس کا دماغ الجھنے لگا۔۔ لیکن اسے خود کو الجھنے سے بچانا تھا۔

"سر، میں نے قیوم چوہدری کو شایان ساگر کے گھر جاتے دیکھا ہے۔۔"

تم اس کے پیچھے جاؤ۔۔اور چچا کو شک نہیں ہونا چاہیے۔۔میں بس کچھ دیر میں پہنچتا ہوں۔۔" وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھا۔ لیکن اپنے پیچھے وہ سفیر کی آواز سنتا رکا تھا۔

کیا ہوا ہے شجیعہ کو زین؟؟" سفیر کا ضبط سے سرخ ہوتا چہرہ زین کو ایک پل کے لیے چپ رہنے پر مجبور کر گیا تھا۔

شجیعہ شایان ساگر کے پاس ہے۔"اس نے نہایت آہستگی سے کہا۔ سفیر ایک پل کے لیے سن رہ گیا تھا۔

"سفیر غلط فہمی کا شکار مت ہو، قیوم چچا اسے لے کر گئے ہیں۔۔اور اس وقت ہمیں اسے بچانا ہے۔۔"

پہلے باسط اور اب شجیعہ، سفیر کا لگا یہ بے بسی کی انتہا ہے۔اس نے محض سر بلند کیے سیاہ آسمان کو دیکھا۔ گو یا رب سے فریادی ہوا ہو۔۔زین اس کی کیفیت سمجھ چکا تھا۔

باسط میرا بھائی اور شجیعہ میری بیوی ہے۔۔ایک دل ہے تو ایک جگر،"

"دل کے پاس جاؤں گا تو جگر دغا دے جائے گا۔۔اور دل کے بغیر میں مر جاؤں گا۔۔

نہ دل نہ جگر۔۔۔ کوئی تم سے دور نہیں جائے گا"۔

کیسے زین؟؟ کیسے بچاؤں؟ میرے ہاتھ خالی ہیں، کچھ نہیں ہے میرے پاس۔۔"اس کے لہجے کی بے بسی زین کو پشیمان کرنے لگی تھی۔

"سفیر!! اس وقت ہمیں شجیعہ کو بچانا ہے۔۔اب میری بات دھیان سے سنو۔۔۔"

سفیر نے خالی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

زین سب انتظامات ہو چکے ہیں۔۔"یزدان وہاں آیا تو سفیر نے حیرت سے اسے دیکھا۔جس کے چہرے پر حد درجہ سنجیدگی تھی۔زین اسے دیکھ کر سفیر کی جانب متوجہ ہوا۔

اب تم گاؤں جاؤ گے۔۔۔شایان ساگر اب تک وہاں سے نکل چکا ہو گا۔شجیعہ یقیناً گاؤں والی حویلی میں "ہی ہو گی۔صد شکر ہے کہ ہم پہلے ہی پلان کر چکے تھے۔۔ورنہ شایان کا سارا دھیان ہماری طرف رہتا۔۔"

باسط کو دوسرے ہاسپٹل منتقل کرنا تھا۔اس لیے انہوں نے فیک نیوز کے بعد ایک اور کام کیا تھا۔۔

جس کی وجہ سے انہوں نے شایان کا دھیان بھٹکانا تھا۔۔اس لیے زین نے اس کے گودام میں آگ لگوائی تھی۔گوکہ یہ رسکی پلان تھا۔۔لیکن یزدان کے زریعے یہ کام ہو چکا تھا۔۔

اس کی لوکیشن شو نہیں ہو رہی،" سفیر نے گویا دونوں کے سر پر دھماکہ کیا تھا۔"

آؤ میرے ساتھ۔۔یزدان تم یہاں کا خیال رکھنا۔۔"یزدان نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔"

وہ سفیر کو لیے باہر آیا۔۔

"میں یزدان کو یہاں تنہا نہیں چھوڑ سکتا، کیونکہ اس وقت وہ اپنے اعصابوں کو کنٹرول نہیں کر پا رہا۔اس کے سر پر انتقام کا بھوت سوار ہے۔اگر میں اسے یہاں چھوڑ گیا تو باسط کا بدلہ لیے بغیر وہ سکون سے نہیں بیٹھے گا۔۔ لیکن تم صورتحال جانتے ہو۔اگر زرا سی بھی نے احتیاطی کی تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔"

زین مجھے ایسے لگ رہا ہے میں اسے کھو دوں گا۔۔" سفیر اب بھی بے بس سا کھڑا تھا۔"

"سفیر تم وقت ضائع کر رہے ہو۔۔میں جاتا ہوں پھر تم یہی رہو۔۔لیکن اگر یہاں کوئی نقصان ہو گا تو اس کے ذمہ دار تم ہو گے۔۔اور بھول جانا کہ شجیعہ تمہیں دوبارہ ملے گی۔اور مجھے میرے اللہ پر پورا یقین ہے کہ وہ اس کی ح-فاظت فرمائے گا۔۔"

"میں تیری جان لے لوں گا۔۔اگر تم نے مجھ سے شجیعہ کو چھیننے کی کوشش کی تو۔۔"۔

"تو پھر یہاں ٹھہر کر وقت ضائع کر رہا ہے۔۔شایان ساگر اس وقت حویلی سے نکل چکا ہے۔۔"

"میں جاؤں گا۔۔اسے کچھ نہیں ہو گا۔۔باسط کا خیال رکھنا۔۔اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔ابھی مجھے اپنے بھائی سے معافی مانگنی ہے ازالہ کرنا ہے۔"

وہ تیزی سے باہر بھاگا تھا۔۔جبکہ زین اندر گیا تھا۔تاکہ باسط کو اس ہاسپٹل میں لے جا چکے تھے۔جہاں کی سیکیورٹی کچھ دیر پہلے ہی سخت کروا چکا تھا۔

اس نے ایک بار پھر جمیل کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔تاکہ وہ کچھ حفاظتی تدابیر کر سکے۔

رات کا پہلا پہر شروع ہو چکا تھا۔۔انابیہ اب تھکنے لگی تھی۔اکیلے گھر میں اسے خوف الگ محسوس ہو رہا تھا۔۔کئی بار اس نے وہاج کے نمبر پر کال کی، لیکن دوسری جانب سے کوئی رسیو نہیں کر رہا تھا۔۔

اس کا دل بری طرح گھبرانے لگا تھا۔اب تو وہ جلدی گھر آ جاتا تھا۔۔لیکن آج کافی دیر ہو چکی تھی۔۔اب وہاج کے بغیر بمشکل ہی اسے نیند آتی تھی۔

آجائیں پلیز وہاج۔۔۔"اس نے بے خیالی میں اسے پکارا۔اور ایک بار پھر اس کا نمبر ڈائل کیا۔"

دوسری جانب سے کال رسیو کر لی گئی تھی۔۔

انابیہ کی جان میں جان آئی، اور چہرے کی رونق بحال ہونے لگی

وہاج آپ کہاں ہیں؟"اس نے بے قراری سے پوچھا۔۔"

دوسری جانب سے روح فرسا خبر اس کی جان نکال گئی تھی۔ایسا تو کبھی نہیں سوچا تھا۔

اس کے آنسو بے ساختہ گال پر بہہ نکلے۔۔دل ہی دل میں وہ صنم کے لیے کئی دعائیں مانگتی چلی گئی۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"کچھ دیر میں وہ خود پر قابو پائے بولی۔"

"آپ فکر مت کریں، گارڈز باہر ہی ہیں۔۔پر آپ جلدی آجائیے۔"

دوسری جانب سے وہاج اسے ہدایات دے رہا تھا۔۔انابیہ کمرے سے نکل کر باہر آئی اور سارے دروازے چیک کرنے لگی۔۔وہ لانڈری کے دروازے کے پاس آکر ٹھہری تھی۔

ایک بار پھر وہ لمحے یاد آنے لگے۔۔اس نے لانڈری کا لاک پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔

"مجھے اس وقت صرف آپ کی ضرورت ہے وہاج۔۔ بھوک پیاس سب ختم ہو چکی ہے۔۔"

اس نے دلگیری سے کہا۔۔آنسو اب وہاج کی زرا سی جدائی پر ہی دوبارہ بہہ نکلے تھے۔ لیکن وہاج کی باتوں سے اس کے چہرے پر شرمیلی سی مسکان آنے لگی۔۔۔وہ شخص دور ہو کر بھی اب پاس محسوس ہو رہا تھا۔

اس کی آنکھ گردن کے درد سے کھلی۔۔یکلخت وہ چونکی تھیم

اس نے ارد گرد دیکھا۔۔تو کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔۔وہ کب روتے ہوئے سوئی اسے پتہ نہیں چلا۔۔اب پورے وجود میں ٹیسیں اٹھنے لگی۔۔اسے یزدان کی کمی کا احساس ہوا تو یزدان کی کہی گئی سب باتیں اس کے دماغ میں گونجنے لگی۔ایک بار پھر ڈھیروں رونا آیا۔۔

کیا یزدان نے صرف سعدان سے بچانے کے لیے یہ سب کھیل کھیلا تھا؟" اس نے خود سے سوال کیا۔۔"

دل نے گواہی دی تھی کہ وہ ایسا نہیں ہے۔۔اس نے محبت عزت مان دیا تھا جو بلاوجہ نہیں تھا۔ بغیر کسی غرض کے اس نے تعبیر کو چاہا تھا۔۔آج سے نہیں پچھلے چار سالوں سے چاہا تھا۔۔بے انتہا چاہا تھا۔۔ تبھی تو وہ اس کا مقدر بن گیا تھا۔اس کے دماغ میں کچھ ادھورے مناظر گھومنے لگے۔۔ہر منظر میں یزدان کی مخلصی نمایاں تھی، وہ فسوں خیز رات یاد آئی جب اس نے دل کھول کر تعبیر کے سامنے رکھا تھا۔۔اور پھر یکلخت اس کے دماغ میں جھماکہ ہوا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

"نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔۔یزدان بلاوجہ کچھ نہیں کر سکتا، کچھ تو ایسا ہوا تھا جو مجھ سے چھپا ہوا ہے۔۔" وہ آنسو رگڑتی ڈریسر کی جانب آئی۔

اسے وہ صبح یاد آنے لگی جب یزدان نے اسے وہ پرپل ڈائمنڈ نوز پن دی تھی۔۔اور اس کے پاس ہی چھوٹی سے بک تھی۔ لیکن وہ پرپل ڈائمنڈ نوز پن کو پہننے میں اتنا مصروف ہوئی تھی کہ سب بھول گئی تھی۔

اور اب اسے وہ بک ڈھونڈنی تھی۔ تقدیر کے کھیل تھے،اور اس کی تقدیر کے ہی راز جواب اپنے وقت پر عیاں ہونے والے تھے۔

اس نے ڈریسر کے سارے دراز کھول کر چیک کیے لیکن وہ بک کہیں نہیں تھی۔۔

چہرہ رگڑتی وہ خود کو بہلانے لگی۔۔اسے اب بدگمان نہیں ہونا تھا۔اسے یزدان کو خود سے خفا نہیں کرنا تھا۔اس کا دیا گیا مان توڑ کر وہ خود کو اپنی ہی نظروں میں نہیں گرا سکتی تھی۔۔اس نے سعدان کا قتل کیا تھا۔۔اس نے ہزار قتل بھی کیے ہوتے تو بھی اسے آج یزدان پر شک نہیں کرنا تھا۔۔

تمہیں میں خود سے خفا نہی کروں گی۔"اس نے سائیڈ ٹیبل کے ڈرا کھولے، سارا سامان باہر نکالنے لگی" تھی۔

پورا کمرہ وہ پھیلا چکی تھی۔

اور پھر اسے وہ چھوٹی سی بک مل ہی گئی تھی۔۔اس کے چہرے پر تازگی بحال ہونے لگی۔۔اس نے بے تابی سے اس بک کو پکڑا۔۔

یزدان مجھ سے خفا مت ہونا۔۔"اس نے آنسو بہاتے گویا یزدان کے عکس سے کہا۔"

تعبیر نے بک کھولی، وہاں چھوٹی اینیمی تصاویر تھی۔۔ فینٹسی دنیا جیسی کئی پزل بھی بنائی گئی تھیں۔

تعبیر نے غور سے اسے دیکھا۔

یہ سب کیا ہے؟" وہ بڑبڑائی۔۔اس نے اگلا پیج پلٹا، تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھی۔۔یہ تو اس" کا ہی کمرہ تھا۔۔اس نے غور سے اس تصویر کو دیکھا، اور پھر پورے کمرے پر نظر دوڑائی۔ ہو بہو وہی منظر تھا۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟اور یزدان نے اس دن یہ بک یہاں کیوں رکھی تھی۔"

تعبیر نے انگلی کی پوروں سے چھوا۔۔ تصویر میں سامنے دیوار پر ایک چھوٹا سا منی ہاؤس بنا تھا۔۔ تعبیر نے اسی تعاقب میں دیکھا تو ہاں دیوار پر منی ہاؤس باکس بنا ہوا تھا۔۔

تعبیر کا دماغ الجھنے لگا تھا۔ بک کے کارنر پر اسی ہاؤس کی تفصیل درج تھی۔۔۔ تعبیر کو وہ پزل نما بک کی سمجھ آنے لگی۔۔

وُہ تیز قدم لیتی اس ہاؤس کی جانب بڑھی۔۔اور اسے چھوتی چیک کرنے لگی۔ چھوٹے سے ہینڈل کو اس نے زور سے اپنی جانب کھینچا۔ تو دروازہ کھل گیا تھا۔اسے ایک بٹن نظر آیا تھا۔۔اس نے وہ بٹن دبایا تو کھٹک کی سی آواز فضا میں گونجی وہ خوف سے مڑی۔

اس نے دوبارہ بک کو دیکھا اور ارد گرد دیکھا۔۔سب اپنی جگہ ٹھیک تھا تو پھر آواز کہاں سے آئی تھی۔ وہ دوبارہ اس ہاؤس کو دیکھنے لگی۔

سامنے ہی اسی وال پیپر ہوئی دیوار ہلکی سی کھسکی ہوئی تھی۔

تعبیر کے چہرے پر اشتیاق پھیلا۔ یہ سب تو کسی فینٹسی ورلڈ جیسا تھا۔۔

۔اس نے بک کو دیکھا اور پھر آگے بڑھی۔۔اس نے ہلکا سا زور لگایا تو دیوار نما وہ دروازہ کھسکنے لگا تھا۔۔اندر مدھم سنہری روشنی پھیلی تھی۔۔۔جو تعبیر کو ایک پل کے لیے سن کر گئی۔۔اس نے اندر قدم رکھا۔۔اور پھر تعبیر کو لگا اس کی جان لبوں پر آٹھہری ہے۔۔اس سے سانس لینا مشکل ہوا۔ وجود ایسا سرد پڑا کہ وہ حرکت نہ کر پائی تھی۔

وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی کمرے میں آکر لیٹی تھی۔۔

آنکھوں سے نیند غائب تھی۔اقصی کو وہ اچھے سے کمرے کا لاک کرنے کا بھی کہہ چکی تھی۔

اسے نیچے آہٹ کا احساس ہوا۔جیسے کوئی اندر داخل ہوا ہے۔۔چھٹی حس گویا چوکنا ہونے لگی۔

وہ بیڈ سے اٹھی تھی۔ارد گرد نظر ڈالی تو کوئی نہیں تھا۔

اپنا وہم گردانتی وہ وہی سمٹ گئی۔لیکن پھر آوازیں بڑھنے لگی تھی۔وہ خود کو آنے والے لمحے کے لیے تیار کرنے لگی تھی۔۔

دروازے پر ہوتی دھڑ دھڑاہٹ پر اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔

کچھ ہی دیر میں دروازہ کھولنے کی آواز پر وہ خوف سے سفید پڑتی اپنے کمرے سے نکلی۔

لیکن یکلخت اندھیرا ہوا تھا۔۔اس کی چیخ نکلی تھی۔اور شاید آنے والے مرد چوکنا ہو چکے تھے۔

اپنی چیخ پر قابو پاتی وہ واپس اندر بھاگنے لگی۔پر قدم جیسے زمین پر جم کر رہ گئے۔۔ناجانے کیوں اسے خوف ستا رہا تھا۔۔کسی انہونی کے ہو جانے کا خوف۔۔

سیڑھیوں پر کسی کے تیز قدموں کی آہٹ نے اس کی رہی سہی ہمت بھی ختم کر دی تھی۔اس نے سختی سے اپنے منہ پر جما لیا تھا۔

لڑکی کمرے میں ہی ہو گی۔ جلدی ڈھونڈو۔۔ صرف پانچ منٹ ہیں تم لوگوں کے پاس۔۔۔" کسی کی " چنگھاڑتی آواز نے پر اسرار خاموشی میں ہلچل مچائی تھی۔

اس کا دل شدت سے دھڑک اٹھا۔وہ دیوار سے چپک گئی تھی۔اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ لوگ اس کے پاس سے گزر کر آگے بڑھ گئے تھے۔

اس نے دبے قدموں وہاں سے بھاگنا چاہا جب کسی نے اس کی بازو شدت سے گرفت میں لی تھی۔

چھوڑو۔۔۔" وہ تڑپ کر چیخی۔

کہاں بھاگنے والی تھی؟ تجھے کیا لگا میں تجھ تک پہنچ نہیں پاؤں گا۔۔۔ تیرے لیے بہت پاپڑ بیلے " " ہیں۔ تبھی آج ایس پی کو دھوکا دے کر یہاں آیا ہوں۔اور آج میں ایس پی کو بتاؤں گا رسوائی اور ذلت کیا ہوتی ہے اور اذیت کیا ہوتی ہے؟ جب تیری لاش اسے تحفے میں بھیجوں گا۔" رانا شاکر کی چنگھاڑتی آواز پر اس کے آنسو گالوں پر بہے تھے۔جس انہونی کا ڈر تھا وہ ہو چکی تھی۔

رانا شاکر کی چنگھاڑتی آواز پر اس کے آنسو گالوں پر بہے تھے۔جس انہونی کا ڈر تھا وہ ہو چکی تھی۔

چلو جلدی سے، ورنہ ایس پی آگیا تو میرا کام ادھورا رہ جائے گا۔۔" شاکر نے اس کے بال مٹھی میں " جکڑے تھے۔ جس سے اس کا چہرہ شاکر کے قریب ہوا۔سب نیچے کی جانب بڑھے،جب اس نے شاکر کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے پوری شدت سے دور دھکیلا اور اندر کی جانب بھاگی لیکن شاکر نے ایک بار پھر جھپٹ کر اسے شدت سے بالوں سے پکڑا، اور زور سے دیوار میں مارا تھا۔اس کا دماغ گھوما تھا۔

"مجھ سے بھاگے گی لڑکی۔۔ تیری میں جان لے لوں گا۔۔"

ایک تو بالوں پر شدید گرفت اوپر سے دیوار پر سر لگنا

اس کی کربناک چیخیں فضا میں گونجی تھیں۔ جسے رانا شاکر نے منہ پر ہاتھ رکھ کے دبا دیا تھا۔

اسے وہ گھسٹتا ہوا لے جانے لگا۔۔

وہ سرشار سا اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔۔اس کا چہرہ سیاہ ڈوپٹے سے چھپا ہوا تھا۔کچھ بالوں نے اس کا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا۔منہ پر کپڑا باندھ دیا گیا تھا۔

ہاتھ پیچھے کی جانب بندھے تھے۔

آج ایس پی کو پتہ چلے گا کہ جیتے جی مرنا کیا ہوتا ہے۔۔جب تیری اجڑی لاش اس کے گھر تحفے میں " بھیجوں گا۔۔ویسے میرا دل تو نہیں کر رہا تجھے مارنے کو۔ "

رانا شاکر خباثت سے بولا۔ جبکہ وہ محض جھٹپٹائی تھی۔۔ارد گرد دو توانا مرد براجمان تھے۔ جبکہ رانا شاکر فرنٹ سیٹ پر تھا۔

"آج میں اپنے بیٹے کو اس کی خوشی دوں گا۔جو اس ایس پی نے اس کے منہ سے چھین لی تھی۔۔"

گاڑی اس کی ایریے میں داخل ہونے لگی تھی۔

"بس کچھ دیر پھر تیری لائیو ویڈیو سینڈ کروں گا۔۔ تیرے شوہر کو۔۔"

اس نے اپنا موبائل نکالا اور شایان کا نمبر ڈائل کیا تاکہ۔اس کو خوشخبری سنا سکے۔کچھ بیلز کے بعد فون اٹھالیا گیا تھا۔

سر ! ! کام ہو چکا ہے۔۔" وہ سرشاری سے بولا۔۔ جبکہ یہی سرشاری تفکر میں بدل گئی۔"

کیسے آگ لگ گئی؟ سر مم میں آتا ہوں آپ فکر نہ کریں۔۔" وہ ڈرائیور کو گاڑی روکنے کا اشارہ کرتے " بولا۔

" جی سر میں آرہا ہوں فکر مت کریں۔"

اس نے فون جیب میں رکھا۔

ساگر صاحب کی فیکٹری میں آگ لگ گئی ہے۔۔ تم اس لڑکی کو سٹور روم میں بند کردو۔۔ساجد کو ابھی " اس کے بارے میں خبر نہیں ہونی چاہیے۔۔میں آؤں گا تو اس کا بندوبست کروں گا۔۔"اس نے پیچھے مڑ کر ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی۔جس کا سر جھکا ہوا تھا۔

وہ گاڑی سے اتر کر دوسری گاڑی کی طرف آیا۔۔جو رک چکی تھی۔

فجر کی اذان فضا میں گونجنے لگی تھیں۔ سفر پورا تو وہ کر چکا تھا۔۔اب ہمت نہیں تھی کہ وہ شجیعہ کا سامنا کر پاتا۔،۔

اسے خود پر طیش آ رہا تھا۔۔وہ شجیعہ کی حفاظت نہیں کر پایا تھا نا جانے وہ کس حال میں تھی شایان نے اس کے ساتھ کیا کیا تھا۔ یہ سوال اسے پل پل مار رہے تھے۔

اس نے ایک بار پھر آسمان کی جانب دیکھا۔۔اور آنکھیں میچ لیں۔۔گویا خود کو ہر لمحے کے لیے تیار کر رہا ہو،۔

وہ گاڑی سے اترا، اور آگے کا سفر طے کرنے لگا۔۔ جمیل نے اسے ساری صورتحال سے اگاہ کر دیا تھا۔۔قیوم چوہدری اس وقت اپنی حویلی میں تھے۔ تبھی اسے زیادہ فکر نہیں تھی۔اور مزید پرسکون بات یہ تھی کہ شایان حویلی سے نکل چکا تھا۔اور اب یہ چند کرائے آدمی اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تھے۔۔

لیکن شجیعہ کی فکر پل پل دل پر قہر ڈھا رہی تھی۔

وہ شایان کی حویلی کے پچھلی جانب آیا جہاں دو گارڈ پہرہ دے رہے تھے۔ جبکہ دو گارڈ اندر والے گیٹ پر تھے۔

اس نے چاروں جانب نظر دوڑائی،۔۔ جمیل کو اس نے میسج کیا، اور اسی پل قریب جھاڑیوں میں آگ بھڑک اٹھی۔۔وہی ایک جانب درخت کی اوٹ میں ہوا۔

گارڈ آگ دیکھتے بوکھلائے اور اس جانب بڑھے۔سوکھی جھاڑیوں کی وجہ سے آگ جلد ہی پھیلنے لگی تھی۔

۔سفیر نے رب کا نام لے کر ان کے جاتے ہی قدم آگے بڑھائے تھے۔

تم یہی رکو میں دیکھتا ہوں۔" ایک گارڈ نے دوسرے سے کہا اور باہر نکلا۔۔لیکن سفیر جو دیوار کی اوٹ " میں تھا اس نے فوری اس کی گردن کے گرد شکنجہ کسا، اور زور سے اسکی گردن مروڑ دی تھی۔

وہ پل میں موت کی نیند سو چکا تھا۔اسے ایک جانب پھنکے وہ اندر بھاگا اور دوسرے گارڈ پر شیر کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

پل میں اس کا صفایا کرتا وہ اندر بڑھا۔ارد گرد دیکھتے وہ آگے بڑھ رہا تھا۔

حویلی خاموشی میں ڈوبی تھی۔

سفیر کے لب پل پل ورد کر رہے تھے۔رب کے آگے فریادی ہوا وہ آج اپنی محبت کو عشق کی معراج پر پہنچانے کے در پر تھا۔

ہر کمرہ چیک کرتا وہ اوپر کی جانب مڑا۔لیکن اوپر ہوتی روشنی سے وہ چونکا تھا۔اور وہ نیچے جھکا۔

وہاں پر کھڑے گارڈز اسے احساس دلا گئے تھے کہ شجعیہ وہی ہوں گے۔۔اس نے گہرا سانس لیا اور اپنی پاکٹ سے گن نکالی،۔

سائلنسر لگی گن کے ساتھ اس نے ایک گارڈ کا نشانہ باندھا، گولی اس کی گردن سے پار ہوئی اور وہی دوسرا گارڈ چوکنا ہوا تھا۔

اس نے ارد گرد دیکھا۔اور اپنی گن پر گرفت مضبوط کرتا وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔

سفیر نے اپنے قدم پیچھے لینے شروع کر دیئے۔سیڑھیوں پر اندھیرا تھا،اس لیے اس کا سایہ ہی محسوس ہو رہا تھا۔

گارڈ اس کے سائے کو دیکھتا تیزی سے نیچے آیا۔جبھی سفیر نے گولی اس کے سینے میں اتاری تھی۔

وہ لڑھکتا ہوا نیچے آیا۔سفیر اسے ٹھوکر مارتا اوپر بھاگا اور لاک کھولا۔

دل کانوں میں دھڑکنے لگا۔۔خوف سے ماتھے پر پسینہ تھا۔۔نا جانے کیوں دل سامنا کرنے کو تیار نہیں تھا۔اس نے ایک بار پھر گہرا سانس لیا اور زور سے دروازہ کھولا۔۔لیکن اندر جمال ملک کو دیکھ کر وہ سن رہ گیا تھا۔شجیعہ۔وہاں نہیں تھی۔

۔ان کا ایک ہاتھ بیڈ کے ساتھ زنجیر بندھا ہوا تھا۔

سفیر خان!!!وہ حیرت سے اٹھے لیکن اس زنجیر نے کوشش ناکام بنادی تھی۔"

شجیعہ کہاں ہے"؟اس نے سرد لہجے میں پوچھا۔اس آدمی سے سفیر کو کوئی ہمدردی نہیں ہوئی تھی۔"

بیسمنٹ میں۔۔۔"انہوں نے فوری کہا۔"

سفیر نے مشکوک انداز سے اسے دیکھا۔۔

میری بات سنو سفیر۔۔۔شایان نے صنم کو مار دیا اور اب وہ شجیعہ کو بھی۔۔۔مار دے گا۔" وہ گہری رنجیدگی سے بولے۔۔

وہ زندہ ہے۔اور شجیعہ کو میں کچھ ہونے نہیں دوں گا۔" اس نے بے تاثر لہجے میں کہا تو جمال ملک کو " دھچکا لگا تھا۔

میری بیٹی۔۔" وہ ایک بار پھر کھڑے ہوئے۔۔لیکن اس زنجیر نے پھر رکاوٹ ڈالی۔پر چہرے پر پھیلا " حزن اب اشتیاق میں بدل گیا تھا۔

مجھے شجیعہ چاہیے اگر اسے کچھ بھی ہوا تو میں تمہارے بیٹے کی وہ حالت کروں گا کہ موت بھی اسے " قبول نہیں کرے گی۔۔"

"وہ بیسمنٹ میں ہے وہاں گارڈز کا پہرہ نہیں ہے۔میں نے اسے بچانا چاہا لیکن شایان نے،۔۔"

کیا کیا اس کے ساتھ ؟" سفیر تیزی سے آگے آیا۔چہرہ سرخ ہونے لگا۔۔"

میں نہیں جانتا۔۔لیکن اگر تم حویلی میں داخل ہو چکے ہو تو یقیناً شایان حویلی میں نہیں ہے۔۔" وہ " پریقنی سے بولے۔

سفیر بنا بولے ان کی زنجیر کا لاک کھولنے لگا جو بیڈ کے قریب بنی ونڈو کے ساتھ لاک تھی۔

آپ اس قابل نہیں کہ آپ پر اعتبار کیا جائے لیکن پھر بھی کر رہا ہوں۔۔مجھے شجیعہ چاہیے۔۔ صحیح " سلامت۔۔" اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیا۔

"میں سچ بول رہا ہوں۔۔"

وہ تیزی سے باہر نکل کر نیچے بھاگا۔

بیسمنٹ کا جالی والا دروازہ کھولے وہ اندر آیا تو اندر وحشت ناک خاموشی اور اندھیرا تھا۔

لائن میں تین کمرے تھے۔۔اس نے قدم آگے بڑھائے اور آخری کمرے میں آیا۔ گن پر گرفت مضبوط تھی۔ جبکہ آنکھیں اس وقت سرخ انگارہ تھیں۔

اس نے دروازے کو زور سے اندر دھکیلا، لیکن وہ لاک تھا۔۔پر یقینی ہونے لگی کہ اس کی زندگی یہیں قید ہے۔۔

سفیر نے زور دار کئی ٹھوکریں دروازے پر ماری۔۔اور دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔اس کے قدم ٹھٹکے تھے۔۔سامنے وہ دشمنِ جان بیڈ پر دراز تھی۔ سفید چہرہ گلابی تھا۔ سفیر کو لگا وہ ضبط کھو دے گا۔اس کا یوں نیم بیہوش ہونا احساس دلا گیا تھا کہ شایان سا گر اپنی درندگی دکھا چکا ہے۔۔۔ سفیر کی آنکھوں کے کونے نم ہونے لگے۔۔ سینے میں آگ بھڑک اٹھی تھی۔۔اس کا فون تھر تھرانے لگا۔۔ لیکن وہ بنا کسی احساس کے وہی کھڑا رہا۔۔ جیسے آگے بڑھے گا تو شجیعہ چوہدری کو چھو کر ضبط ہار دے گا۔۔

اس نے آنکھوں کی نمی رگڑی اور قدم قدم آگے بڑھا۔۔

اس نے اپنا سرد ہوتا ہاتھ آگے بڑھایا اور شجیعہ کے چہرے کو چھوا۔۔وہاں انگلیوں کے نشان اور زخمی ہونٹ سب اس کی جان پر کسی تازیانے کی طرح تھے۔

شجیعہ !! اس نے نہایت آہستگی سے پکارا۔۔اسے اپنی پکار ہی کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

شجیعہ کے گداز وجود کو اس نے باہنوں میں بھر کر سیدھا کیا اور اسے شدت سے خود میں بھینچ لیا۔اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا اور شجیعہ کے بالوں میں جذب ہوا۔

محبوب کا لمس تھا یا کوئی زندگی دیتی دوا۔۔وہ خود کو کسی شکنجے میں پاتی کسمسائی۔ سفیر نے اس کی مزاحمت محسوس کی لیکن اسے چھوڑا نہیں۔۔ وہ نقاہت کی باوجود ایک بار پھر پر مزاحمت ہوئی۔

شایان چھوڑو۔۔،۔مم۔۔۔میں مر جاؤں گی۔۔میں سفیر کی۔۔امانت۔۔ ہوں۔۔۔"اس نے نہایت اذیت سے کہا۔اور یہی الفاظ سفیر کے وجود میں جان پھونک گئے تھے۔

تم میری ہی امانت ہو۔اور تم اپنے حقدار کی بانہوں میں ہی ہو شجیعہ سفیر خان۔۔"اس نے شجیعہ کے کان میں سرگوشیانہ کہا۔اور اس کی کان پر ہوئے زخم کی بینڈیج پر اپنے لب مس کیے۔

سفیر۔۔!! شجیعہ سن پڑ کر بڑبڑائی۔۔ غنودگی سے ذہن روشنی کی جانب آنے لگا۔۔لیکن وہ ڈوز کافی سخت تھی۔جس کے باعث اس کی آنکھیں نہیں کھل رہی تھی۔

سفیر۔۔۔مم میں آپ سے۔۔۔بب بہت۔۔ مم محبت کرتی ہوں۔۔ مم میں یہاں نہیں آئی تھی۔۔"وہ تڑپ کر سیدھا ہوا اور اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

نہیں میری جان۔۔مجھے یقین ہے تم پر۔۔ خود سے زیادہ۔۔غلط تھا ناں میں تم پر شک کیا۔ تمہیں خود سے دور کیا۔ تبھی آج یہ سب ہو گیا۔"اس کی بھرائی آواز پر سفیر نے وضاحت دی اور اس کے ماتھے پر مہر لگاتا سسکا تھا۔۔

"سفیر۔۔۔اس نے مجھے آج برباد کر دیا۔۔مجھے۔۔"

سفیر ایک پل کے لیے گھبرایا۔پورا وجود پسینے سے بھیگ گیا۔۔اس نے شجیعہ کا چہرہ دیکھا۔جو پیلا پڑ چکا تھا۔۔

شجیعہ۔۔۔!!اس نے بے یقینی سے پکارا۔لیکن وہ شاید حواس کھو رہی تھی۔"

میں اب کبھی۔۔۔بچ چل نن نہیں۔۔پاؤں گی۔۔۔۔"خوف کی جگہ اب اذیت وجود میں پھیلی۔جبکہ " شجیعہ کا سر ایک جانب ڈھلک گیا۔

تم پر ستم۔ڈھانے والے کو میں خود اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔۔اس کو اس اذیت سے روشناس " کرواؤں گا جس کا وہ حقدار ہے۔۔جو اس کی روح تک تڑپا دے گی۔۔"ایک بار پھر اسے سینے میں بھینچتا وہ عہدیہ انداز میں بولا تھا۔

اس کا وجود باہنوں میں بھرتا وہ اوپر کی جانب بڑھا۔۔جمال ملک کی آنکھوں میں اس نے کرب دیکھا تھا۔۔اور وہی کرب اسے اب حویلی سے نکالنے میں مدد کرتا،اور ایسا ہی ہوا تھا۔شاید اللہ کی بے آواز لاٹھی اس شخص پر پڑ چکی تھی۔

اور پھر انہیں کی مدد سے وہ شجیعہ کو اس زندان سے نکال لایا تھا۔

کے دونوں پیشنٹ اب خطرے سے باہر ہیں۔صد شکر ہے گولی اندر نہیں رہی تھی۔ورنہ انہیں بچانا بہت مشکل تھا۔فلحال وہ آئی سی یو میں رہیں گے۔۔اور دوسری پیشنٹ کے دماغ میں چوٹ لگنے لگی کی "وجہ سے کچھ خدشات ہیں لیکن جیسے جیسے وہ ٹھیک ہوں گی،وہ خدشات بھی جاتے رہیں گے۔۔

ڈاکٹر کی یہ روح کو تازگی بخشتی یہ نوید یزدان اور زین دونوں کو مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔ اب بس سفیر کی کال کا انتظار تھا وہ کئی بار اسے کال کر چکا تھا۔ لیکن وہ اٹینڈ نہیں کر رہا تھا۔۔ جمیل سے مسلسل رابطے میں تھا۔

"ہم کب تک اس سے مل سکتے ہیں؟" یزدان بے قراری سے بولا۔

"فلحال تو وہ بیہوش ہیں۔ کل رات تک انہیں مکمل ہوش آئے گا۔۔۔

"شکریہ ڈاکٹر۔" یزدان فرطِ جذبات سے اس کے گلے جالگا۔۔

"سنبھالو خود کو یزدان۔۔" زین نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے قدرے مسکرا کر کہا۔

"زین!! وہ ٹھیک ہے۔ میں اپنے اللہ کے سامنے سرخرو ہو سکوں گا۔ میں باسط کے ماں باپ کو بتا سکوں گا کہ میں نے اس کی حفاظت کی تھی۔"

"تم ضرور سرخرو ہو جاؤ گے۔۔ نوفل یزدان۔۔ کیونکہ کچھ لوگ چن لیے جاتے ہیں۔ تمہارا صبر تمہیں اس مقام پر لایا ہے کہ اللہ پاک نے تمہاری دعا رد نہیں کی۔۔ بے شک وہ اللہ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔"

زین اس کے گلے جالگا تھا۔۔

"اب خود کو ریلیکس کرو، اور شایان ساگر کو کال کرو۔۔ میٹنگ گیارہ بجے ہو گی۔۔"

"پر تم نے تو؟"

"بعض اوقات پلان بدلنے پڑتے ہیں۔" زین نے چمکتی آنکھیں اس پر جمائی۔

کیا کرنے والے ہو تم "یزدان مشکوک ہوا۔ "

"کچھ ایسا جو شایان ساگر کی دنیا ہلا دے گا۔۔ "

زین ! ! یزدان نے مشکوک نگاہ سے اسے دیکھا۔ "

زین شایان دوبارہ گاؤں کی طرف روانہ ہو رہا ہے۔۔ " وہاج نے وہاں آتے اطلاع دی تھی۔ وہ بھی " ہاسپٹل میں ہی تھا۔۔

تو مسٹر سہگل کال کرواسے۔۔ " زین ایک بار پھر مسکرایا۔۔ جبکہ اس نے وہاج کو دیکھا،۔ جس کے " چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔۔

میں اچھے سے جانتا ہوں، تم ہی مسٹر سہگل تھے۔ اور یہ راز مجھے بہت پہلے پتہ چل گیا تھا۔۔ "اس نے " زین کو دیکھا۔

"یعنی تم مجھے بے وقوف بناتے رہے۔۔ وہ سب ایک ڈرامہ تھا۔۔ "

بنے بنائے کو کیا بے وقوف بنانا، ؟ اتنے سال میٹنگز کرتے رہے، اور ایک بھی میٹنگ میں تم پکڑے " "نہیں گئے پولیس کی ریڈ نہیں ہوئی؟ تو کیا یہ ایسے ہی ممکن تھا۔۔

وہ استہزائیہ گویا ہوا۔ تو یزدان کا پارہ ہائی ہوا۔۔

تم دونوں بہن بھائی۔۔۔ "اس نے دانت پیسے اور جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ "

میری بہن تمہاری بیوی ہے۔۔ اور اگر اس نے سن لیا تو پھر ہمارے پاس پناہ ڈھونڈنے مت آنا۔۔ " "

وہاج کا کھلا طنز اس کا دماغ گھما گیا،۔ ایک زوردار پنچ اس نے وہاج کے منہ پر مارا۔۔ وہاج بنا پنچ کا اثر لیے

مسکرایا تھا۔ جو یزدان کا چہرہ سرخ کرنے لگا۔ وہ گہرے سانس لیتا وہاج کو دیکھتا رہ گیا۔۔ اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچی۔ اور اس پر جھپٹا لیکن زین اس کی گردن کے گرد شکنجہ مضبوط کر گیا تھا۔

"کال کرواسے۔۔ وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔۔"

چھوڑو زین۔۔ میٹنگ گئی بھاڑ میں۔۔ "یزدان کے غصے پر وہ خلاف توقع مزید مسکرایا تھا۔"

یزدان کو آج ستانے کا اسے الگ ہی مزہ آیا تھا۔

چھوٹے بچے بڑوں سے پنگالے کر اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔۔" وہاج نے اس کا گال تھپتپایا۔"

"میں تیرا خون پی جاؤں گا ایس پی۔۔ بچہ نہیں ہوں میں۔۔"

وہ زین کی گرفت میں جھٹپٹایا۔۔ لیکن وہاج مزے سے گنگناتا باہر نکل گیا تھا۔

جبکہ وہ زین کو گھور کر رہ گیا تھا۔

آج کی رات شاید اسے نیند آنا مشکل تھا۔۔ چہرے پر الگ ہی مسکان پھیلی تھی۔۔ آج وہ خود کو مغرور سمجھ رہی تھی۔۔ یزدان کی محبت دیوانگی عشق جنون مکمل اس پر آشکار ہو چکا تھا۔

اس نے ایک بار پھر دیوار پر اپنی اور یزدان کی تصاویر دیکھیں۔ ایک دیوار مکمل اس کا عکس پینٹ کیا گیا تھا۔۔ جو شاید یزدان کا ہی شاہکار تھا۔ یہ اس کا وہ عکس تھا جب ان کی حویلی میں پہلی مرتبہ آیا تھا جب وہ

کچن کی جانب جارہی تھی۔۔اور پھر یزدان سے اس کی ملاقات ہوئی تھی۔وہی منظر تھا وہی رنگ تھا۔۔اور تعبیر جان گئی تھی

ایک جانب یزدان اور تعبیر کی تصاویر تھیں۔یعنی وہ جتانا چاہتا تھا کہ وہ اور تعبیر ساتھ ہیں ہر قدم پر یزدان اس کا عکس بنے گا۔۔اور ایسا ہی تو تھا وہ عکس بن گیا تھا۔

وہ سرشار سی چئیر پر بیٹھی ان مناظر کو دیکھتی مسکراتی جارہی تھی۔وقت گزرتا جارہا تھا، لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔

روز اس کے کمرے میں آئی تو تعبیر کو وہاں دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔

"روز باسط کیسا ہے اور صنم؟کچھ خبر آئی؟"

روز کو دیکھتی وہ کھڑی ہوئی اور بے قراری سے پوچھا۔

میم وہ ٹھیک ہیں باسط سر اب خطرے سے باہر ہیں۔میں آپ کو یہی بتانے آئی تھیں لیکن یہاں دیکھ " کر مجھے حیرت ہورہی ہت۔۔" تعبیر خوشی کے آنسو بہاتی اس کے گلے جالگی۔

"اللہ کا شکر ہے، روز! !آج میری ہر الجھن سلجھ گئی۔۔آج میرا دل پرسکون ہے۔۔بالکل پرسکون۔۔"

روز سمجھ گئی تھی کہ اس کا اشارہ کس جانب ہے۔۔

"یہ تو اچھی بات ہے میم۔لیکن آپ باس کو ایک بار پھر ناراض کرچکی ہیں۔۔"

میں اسے اب کبھی روٹھنے نہیں دوں گی۔۔بس جلدی سے باسط اور صنم ٹھیک ہو جائیں پھر میں سب " ٹھیک کردوں گی۔میں یزدان کی ناراضگی کو چٹکیوں میں ختم کردوں گی۔۔"۔اس نے روز کو دیکھتے پر یقینی سے کہا۔

میں آپ کے لیے دعا کروں گی۔۔"روز نے تعبیر کے ہاتھ تھامے کہا تو تعبیر بھیگی نم۔آنکھوں سے " مسکرائی تھی۔

شاکر،!! میں گاؤں جا رہا ہوں، تم۔یہاں کے باقی معاملات سنبھال لینا۔اور جلد پتہ کرواؤ یہ آگ کیسے " "لگی۔۔

"جی سر آپ فکر نہ کریں۔۔"

آگ پر قابو پالیا گیا تھا۔لیکن گودام میں موجود کافی نقصان ہو چکا تھا۔وہاں کے مزدوروں کا کہنا تھا کہ شارٹ سرکٹ کی وجہ سے لگی لیکن شایان کو یقین نہیں آیا تھا۔

شایان کو اس وقت شجیعہ کی فکر ہر شے پر حاوی تھی۔وہ گارڈز کو کال کرتا چکر کاٹ رہا تھا لیکن دوسری جانب سے کوئی رسپانس نہیں دیا جا رہا تھا۔نو بجے مائیکل اور اس کے پارٹنرز نے پہنچنا تھا۔۔اسے تو قیوم

چوہدری نے سنبھالنا تھا۔ لیکن قیوم پر اسے یقین نہیں تھا۔۔اسی لیے وہ یہ کام اپنے خاص آدمیوں سے کروانا چاہتا تھا بظاہر انہیں قیوم ہی لاتا، لیکن گارڈز اس پر نظر رکھنے والے تھے۔

اس نے دوسرے گارڈ کو کال کی۔

کچھ بیلز کے بعد کال رسیو کر لی گئی تھی۔

اس نے بے قراری سے حویلی کے بارے میں پوچھا۔

سر یہاں سب ٹھیک ہے۔۔" گارڈ نے مختصر جواب دیا۔"

"کچھ بھی گڑبڑ ہوئی تو تم سب مجھے اچھے جانتے ہو۔۔"

اس نے بنا گارڈ کی بات سنے کال کاٹ دی۔۔اسی پل سکرین روشن ہوئی تھی

مسٹر سہگل!! اس نے اچنبے سے اسے دیکھا، وہ بہت کم کال کرتا تھا۔اور وہ بھی اسے میٹنگ کے لیے" کال کرنے والا تھا لیکن اس نے خود ہی کر دی تھی۔ تفکر کی لکیریں اس کے چہرے پر پھیل گئیں۔۔

اس نے گہرا سانس لے کر خود کو ریلکس کیا۔اور فون یس کر کے کان سے لگایا۔

گیارہ بجے میٹنگ ہے مسٹر شایان ساگر، اور یہ میٹنگ اس سال کی آخری میٹنگ ہے۔۔اور اس کے " "اصول آپ اچھے جانتے ہیں۔ یہ گرینڈ میٹنگ سہگل انٹرپرائزز میں ہوگی۔ باقی کا کام آپ کا ہے۔

شایان تذبذب کا شکار اس کی بات سنتا رہا۔اور پھر گہرا سانس لیتا اس نے میٹنگ کے لیے حامی بھری تھی۔

وہ کال کاٹ کر دوبارہ اندر آیا۔ جہاں رانا شاکر سامان سیٹ کروا رہا تھا۔

"شاکر سب کچھ ہمارے کرنے سے پہلے ہی ہو چکا ہے۔۔اب کل تم گیارہ بجے نوفل یزدان کے مینشن جانا۔اس بہانے باسط کی موت کا افسوس بھی کر لینا۔۔اور ہاں جس وقت مائیکل کے پارٹنر آئیں گے اسی وقت تم ایس پی کو کال کر دینا۔تاکہ اس کا دھیان بٹ جائے۔۔"

"پر سر وہ لڑکی۔۔ایس پی کی بیوی۔۔؟"

"وہ کہیں نہیں جا رہی۔۔پہلے میرا کام ہو جانا چاہیے۔پھر جو مرضی کرنا۔۔"

"پر اگر ایس پی کو وہ مل گئی تو؟"

"تو تم کیا عورت ہو جو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہو گے۔اسے ایسا الجھانا کہ وہ تھک ہار کر اپنی بیوی خود تمہارے حوالے کر دے۔۔۔"

شاکر کا قہقہ گونجا تھا۔

"مگر فلحال تم اس کے پاس نہیں جاؤ گے۔۔۔"

"ٹھیک ہے سر وہ دل مسوس کر کے رہ گیا تھا۔

دن کی روشنی ہر جانب پھیلنے لگی۔۔

ایک قیامت خیز رات کے بعد صبح کی خیر کی روشنی ہر طرف پھیلنے لگی۔۔ لیکن نا جانے یہ خیر کی روشنی کیا رنگ دکھانے والی تھی،۔

وہاج نے وہ رات ہاسپٹل میں گزاری تھی۔اور اب وہ پولیس اسٹیشن رواں دواں تھا۔۔وہی سے سیدھا وہ مائیکل اور اس کے پارٹنر کا پیچھا کرنے والا تھا۔

وہ پولیس اسٹیشن میں داخل ہوا تو سب اسے سلیوٹ کرنے لگے۔

اپنے آفس کی جانب آ کر اس نے اپنی گن وغیرہ ٹیبل پر رکھی۔۔اور چیئر پر دراز ہوا۔

کچھ پل کے لیے وہ آنکھیں موند گیا۔انابیہ کا مسکاتا چہرہ تھکن کو دور بھگانے لگا تھا۔لبوں پر بوجھل مسکان پھیل گئی تھی۔

وہ گہری نیند میں جانے لگا لیکن نیند کا خمار پل میں ٹوٹ گیا۔جب فون کی چنگھاڑتی آواز نے اسے آنکھیں کھولنے پر مجبور کیا۔

سکرین پر راناشاکر کا نام دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل پڑے۔۔لب بھینچ کر اس نے فون کان سے لگایا۔

کیسے ہو ایس پی وہاج سلطان؟" دوسری جانب سے اس کی کھنکتی آواز پر وہ خاموش رہا۔"

یہی سوچ رہے ہو کہ میں نے تمہیں کال کیوں کی؟ تو زیادہ مت سوچو بس اپنی لاعلمی پر افسوس "
"کر لینا۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو۔۔؟" وہاج کرختگی سے بولا۔۔"

"بکواس نہیں تمہاری عقل۔پر ماتم۔۔ویسے ایک نمبر کے بے وقوف آدمی۔۔اتنی خوبصورت بیوی کو کوئی اتنے بڑے گھر میں تنہا چھوڑتا ہے۔۔اچھے سے جانتے ہو۔۔ایسا خوبصورت مال تو ہر کوئی نوچنے کو تیار رہتا ہے۔۔"

"بکواس بند کر، ورنہ۔تیری جان لے لوں گا۔۔" وہاج دھاڑا تھا۔۔جبکہ چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔اس وقت اگر شاکر اس کے سامنے ہوتا تو اب تک وہ اس کی جان لے چکا ہوتا۔۔

دوسری جانب سے اس کا قہقہ گونجا تھا۔

"اپنے گھر جا کر دیکھ، تیری بیوی اس وقت میرے پاس ہے۔۔پر افسوس میں اس سے تھوڑا دور ہوں ورنہ تجھے لائیو ویڈیو دکھاتا۔۔"

وُہاج ایک پل کے لیے سن رہ گیا تھا۔۔

جبکہ رانا شاکر کا قہقہ اسے فون سے سنائی دے رہا تھا۔

رانا شاکر کے قہقے کو سنتے اس نے کال کٹ کی اور موبائل ٹیبل پر پٹکا۔۔

چئیر پر وہ آرام دہ حالت میں بیٹھ چکا تھا۔۔ گویا کوئی فکر ہی نہ ہو۔۔اور پھر یکلخت وہ مسکرایا تھا۔ مسکراہٹ قہقہے میں بدلی تو اس نے منہ پر مٹھی جمالی۔ کہ کہیں آفیسرز اسے پاگل ہی نہ سمجھ لیں۔

بے وقوف آدمی۔۔ "اس نے محض یہی کہا اور پھر اپنی گن اور موبائل اٹھاتا باہر نکلا۔۔ "

وہ اچھے سے جانتا تھا کہ رانا شاکر اس پر نظر رکھے ہوئے ہے۔اور اس کا آدمی پولیس اسٹیشن سے تھوڑا دور ہی چائے والا بنا موجود ہے۔۔ تبھی وہ باہر آیا اور اسی جانب پیدل ہی بڑھنے لگا۔۔ وہ صحیح موقع کے انتظار میں تھا۔۔

ارد گرد جاتے لوگ اس کی شخصیت سے مرعوب ہو رہے تھے۔۔وہ وہاج سلطان تھا۔۔اپنی کمزوری کو طاقت بنانا اچھے سے جانتا تھا۔۔اس لیے اس نے اپنی کمزوری کو طاقت بنالیا تھا۔۔انابیہ سلطان کے معاملے میں وہ رسک لے چکا تھا۔۔اور جب یہ رسک رانا شاکر جیسے گھٹیا آدمی پر آشکار ہوتا تو وہ اپنی شکست پر خود کو ہی ختم کرلیتا۔۔

وہاج اس کی ریڑھی کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اچھنبے سے وہاج سلطان کو دیکھا۔

"صاحب!! کچھ چاہیے کیا؟"

ہاں دو کپ چائے۔۔۔"اس نے بلاتاثر کہا۔"

"ابھی دیتا ہوں صاحب۔۔۔آپ اپنے آفس میں بیٹھیں۔۔"

مجھے یہی کھڑے ہو کر پینی ہے۔۔" وہ اسے لاجواب کرچکا تھا۔"

وہ چپ چاپ چائے بنانے لگا۔۔ جبکہ ایک جانب رکھا فون جو بظاہر وہاج کی نظر سے اوجھل تھا۔اس پر رانا شاکر کی کال آتے وہ کچھ گھبرایا تھا۔

تمہارا فون آرہا ہے۔۔" وہاج نے ارد گرد دیکھتے لاپرواہی سے کہا۔۔"

"جی؟"

تمہارا فون آرہا ہے۔۔اسے اٹھاؤ اور کہو کہ ایس پی وہاج پولیس اسٹیشن سے نکل چکا ہے۔" وہاج نے" اب اس کی آنکھوں میں دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔۔ جبکہ اس آدمی کا چہرہ ایک پل کے لیے سیاہ پڑ گیا تھا، اور اگلے ہی لمحے وہ بھاگنے کے لیے پر تولنے لگا۔۔ لیکن اپنی کمر پر اسے کوئی سخت چیز محسوس ہوئی جو اس کو رکنے پر مجبور کر گئی تھی۔

جلدی فون اٹھا۔۔"انسپکٹر جاوید کے کرختگی سے کہنے پر اس نے فون اٹھا کر کان سے لگایا۔۔اور" سانس بحال کیے بولا۔۔

وہاں رانا شاکر کو خبر ہوئی تھی۔۔اور یہاں وہاج سلطان نے اس کے ہاتھ سے فون لیا تھا۔

اس نے فون لے کر پاکٹ میں ڈالا۔۔اور انسپکٹر جاوید نے اس آدمی کی گردن دبوچی تھی۔

اسے لاک اپ میں اچھی سے چائے بنا کر پلانا۔۔ میں ذرا رانا شاکر کی چائے پانی کا انتظام کر کے آتا"

"ہوں۔

اس کی آنکھوں میں جنون سمٹ آیا تھا۔۔اور یہی جنون رانا شاکر کی موت کا سامان بننے والا تھا۔۔ لیکن اس سے پہلے اسے اپنے اس جنون سے ملنا تھا جو اس کے انتظار میں یقیناً ہلکان ہو چکی تھی۔

"بیٹھ جاؤ انابیہ،۔وہاج آ جائے گا۔۔"

انابیہ کو چکر کاٹتے دیکھ کر وہ خفگی سے بولیں۔

"بیٹی کی دیوانگی انہیں صاف نظر آ رہی تھی۔"

"مام ایسا بھی کیا، سوتیلا پن کہ ایک کال بھی نہ کریں۔۔رات سے میری جان سولی پر لٹکی ہے۔ لیکن مجال ہے انہیں پرواہ ہو۔"

"وہ کام میں مصروف ہے۔اور رات کو اتنی عجلت میں وہ اگر تمہیں یہاں ڈرائیور کے ذریعے چھوڑ گیا تو کوئی مجبوری ہو گی۔۔"

"مام آپ نہیں جانتی، وہ بہت اکڑو سڑیل اور خشک مزاج کے آدمی ہیں۔ تھوڑے دن کا پیار جتا کر، اب یوں ستا رہے ہیں۔۔"

آس نے منہ بگاڑا جبکہ شبنم بیگم نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

"وہ ایسا نہیں انابیہ۔۔ تبھی تو آج تم یہاں ہو۔۔ کوئی وجہ رہی ہو گی۔۔"

"مام آپ جانتی ہیں رات میں اتنا گھبرا گئی تھی۔۔ صنم کے ساتھ وہ حادثہ اور پھر یوں دوسرے راستے سے میرا گھر سے نکلنا۔۔ یہ سب مجھے رات سے ہلکان کیے ہوئے ہے؟ لیکن انہیں تو جیسے کوئی فکر نہیں ہے۔۔"۔

اسے اب رونا آنے لگا تھا۔

"انابیہ، اس کی جاب ہی ایسی ہے۔۔ اور بیٹا وہاج آپ کے معاملے میں بہت حساس ہے۔۔ یہ آپ بھی جانتی ہو۔۔"

"مام آپ سب چھوڑیں۔۔ آپ کریں ناں۔۔۔ انہیں کال۔۔۔ ایک بار آجائیں۔۔ پلیز۔" وہ روہانسی ہوئی۔

وہ شبنم بیگم کے ہاتھ تھامے بولی۔ تو انہوں نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"تمہیں نہ میں ڈاکٹر بنانا چاہتی تھی۔۔ لیکن۔"

"لیکن میں دیوانی بن گئی۔۔" وہ قدرے شرما کر بولی۔ لیکن اس کا یہ دلبرانہ انداز شبنم بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلا گیا۔۔

"پاگل لڑکی۔۔" ناشتہ کرلو، اور کچھ دیر سو جاؤ۔۔۔ رات سے جاگ رہی ہو۔۔"

"مام آپ کو میں انہیں کال کرنے کا کہہ رہی ہوں۔۔ اور آپ کہہ رہی ہیں میں سو جاؤں؟" وہ چڑ کر گویا ہوئی۔

"ہاں کیونکہ وہاج نے کہا تھا کہ وہ رات کو آئے گا۔۔"

ماما!! وہ چیخی، جبکہ شبنم بیگم مسکرائی تھیں۔"

"بیٹا!! وہاج نے منع کیا تھا۔۔"

وہ ٹھیک ہیں ناں۔۔"انابیہ گھبرائی تھی۔"

گڈ مارننگ، اینڈ اسلام وعلیکم!! شبنم بیگم کے بولنے سے پہلے ہی لاؤنج میں بھاری گھمبیر آواز" گونجی،انابیہ نے مڑ کر دیکھا تو سامنے ہی وہ شخص پولیس یونیفارم میں ملبوس ہاتھ میں ریڈ روز کا بکے لیے کھڑا تھا۔۔انابیہ کی گویا جان میں جان آئی تھی۔

شبنم بیگم پہلے حیران ہوئیں،اور پھر مسکراتی اس کی جانب آئیں۔۔نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

وہاج جھینپا تھا۔۔بکے لانا تو آسان تھا لیکن شبنم بیگم کے سامنے اسے عجیب لگ رہا تھا۔۔،اپنی سنجیدہ نیچر کی وجہ سے یہ سب اسے نہایت آکورڈ لگا تھا۔

جبکہ انابیہ تو اسے دیکھتی ٹھہر گئی تھی۔۔لیکن پھر بکے کو دیکھ کر اس کی دھڑکنوں میں ارتعاش برپا کیا تھا۔اسے امید بھی نہیں تھی کہ وہ کبھی ایسے اس کے لیے پھول لائے گا۔۔

اب اپنی بیوی اور میری پاگل سی بیٹی کو آپ خود سنبھالیے گا۔۔کیونکہ مجھے ہاسپٹل سے کئی کالز آچکی" ہیں تو میں نکلتی ہوں۔۔اور انابیہ وہاج کو ناشتہ کروا دینا،"۔

جج جی مام۔۔۔"انابیہ نے بمشکل لب پھیلائے۔"

شبنم بیگم داماد کی کیفیت سمجھ چکی تھیں۔ تبھی وہ انہیں تنہائی فراہم کرنا چاہتی تھیں۔

ان کے جاتے ہی انابیہ نے ارد گرد دیکھ کر خود کو کمپوز کیا۔

کوئی مجھے کہہ رہا تھا، میں سڑیل اکڑو اور خشک مزاج ہوں۔۔ "اس نے بھی یہاں وہاں دیکھتے کہا تو انابیہ " کی آنکھیں پھیلی۔۔ اور پھر حلق تر کیا۔

آپ۔۔ آپ نے سب سن لیا۔۔۔؟ "اس نے ہلکی سے ابرو اٹھائی اور سہمے انداز میں پوچھا۔ "

ہمم!! وہ قدم لیے آگے آیا۔ "

میری اتنے دنوں کی چاہتوں سے بھی تمہیں لگتا ہے کہ میں خشک مزاج اور سڑیل ہوں۔۔ "اس کی " بے باک سرگوشی پر وہ نظر چرا کر رہ گئی۔۔ جبکہ دل ویسے ہی بے قابو ہوئے جا رہا تھا۔

خیر کوئی بات نہیں، فرصت میں بتاؤں گا، فلحال یہ پھول قبول کرو۔۔ "اس نے بکے آگے بڑھایا۔ "

یہ میرے لیے ہے وہاج؟؟ "اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھتی وہ بکے تھامے پوچھ بیٹھی۔ "

"لایا آنٹی کے لیے تھا، لیکن پھر آنٹی کی بیٹی پر نظر پڑی تو اسے دے دیا۔۔ "

اس نے شانے اچکائے کہا تو انابیہ کو بلاوجہ غصہ آیا۔

طنز کرنا تو کوئی آپ سے سیکھے۔۔ "وہ خفگی سے بولی اور پھولوں کو سونگتی گہری سانس بھر کر اس خوشبو " میں کھونے لگی۔

نہیں میں اپنی یہ انفرادیت کسی کو دکھانا نہیں چاہتا۔۔ کیونکہ تم پر طنز کے تیر چلانے کا مزہ ہی الگ " ہے۔۔ "اس نے ادائے بے نیازی اپنائی تو انابیہ پھولوں کو بھولے اسے دیکھنے لگی۔۔

وہاج آپ بھی ناں۔۔"اس کے چہرے پر پنہاں شرارت دیکھتی وہ منہ بنا کر رہ گئی۔"

وہاج آپ کتنے اچھے ہیں۔۔یہ پھول میرے لیے لا کر آپ نہیں جانتے آپ نے مجھے کتنی بڑی خوشی دی ہے۔۔ویسے تم یہی کہنا چاہتی تھی ناں۔۔"آج پر وہ شوخ پن پر آمادہ تھا۔

اس نے وہاج کو تعجب سے دیکھا۔

خوش فہمی۔۔"وہ ناک سکوڑتے بولی اور ایک بار پھر گلاب کو ناک کے قریب لائی۔اس کے لب ان پھولوں کو چھو رہے تھے۔۔اور وہاج اس کا چہرہ دیکھتا خود کو پر سکون کر رہا تھا۔اسے کچھ ہی دیر میں نکلنا تھا۔لیکن جانے سے پہلے وہ انابیہ کو ریلیکس کر کے جانا چاہتا تھا۔

خوش قسمت پھول ہیں یا بد قسمت میں۔جو یہ لب ان پھولوں جو میسر ہیں۔۔۔"وہاج کی بے باک سرگوشی پر پھولوں کی طرح گلابی پڑی۔۔

وہاج کیا ہو گیا ہے آپ کو؟"اس نے بمشکل بکے سنبھالے لرزتی پلکوں پر قابو پائے کہا۔"

ہر بار بتانا ضروری ہے کیا؟"آگے بڑھ کر اس نے انابیہ کو کمر سے تھام کر اپنے پاس کھینچا۔اور اس کی پیشانی پر لب جمائے۔اس دوران وہ بکے لے کر ٹیبل پر رکھ چکا تھا۔

اس کا یوں اچانک قریب کرنا اور پھر یوں شدت سے چھو لینا۔وہ ایک پل کے لیے کانپ کر رہ گئی تھی۔پھولوں کی مہک کی جگہ اب اس کی پرفیوم کی خوشبو اس پر حصار باندھنے لگی تھی

وہاج کوئی آ جائے گا۔۔"اس کی گستاخیوں سے گھبراتی وہ بمشکل کہہ پائی۔"

تمہاری ماما خود ہمارے لیے راہیں ہموار کر کے گئی ہیں۔۔انہیں اچھے سے پتہ ہے ان کی داماد ان کی بیٹی" سے ملنے کے لیے کتنا بے قرار تھا۔۔اس لیے وہ ہاسپٹل چلی گئیں۔تاکہ ہم دونوں۔۔۔۔"انابیہ بے ساختہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اور اسے آنکھیں دکھائی، لیکن اس کی میں ہلکورے لیتے جذبوں نے انابیہ کو بوکھلایا تھا۔

آپ۔۔آپ بہت بے باک ہوگئے ہیں، مم مجھے پہلے والے وہاج ہی اچھے لگتے تھے۔۔یہ وہاج تو میری" جان پل پل ہلکان کر دیتے ہیں۔۔"اس نروٹھے پن سے آج پھر شکوہ کیا تو وہاج کو ہنسی آئی۔

وہاج نے کمر کے گرد گرفت مضبوط کی۔اور اسے بالکل اپنے سینے سے لگایا۔۔اور اسکے منہ پر رکھے ہاتھ کی انگلیوں کو نرمی سے چھولیا۔۔

وہ وہاج اگر دوبارہ آگیا ناں تو تمہاری جان ایسے ہی چلی جائے گی۔۔اس لیے شکر ادا کرو وہاج سلطان" "بدل چکا ہے۔۔ورنہ وہاج سلطان اور یوں جذبے لٹائے، محبت جتائے ناممکن ہے۔۔

انابیہ نے سہم کر اسے دیکھا۔۔لیکن اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ تبھی وہ کچھ حد تک ریلیکس ہوئی تھی۔

وہاج سلطان جذبے، محبت صرف ایک پر لٹا سکتا ہے۔اور وہ میں ہوں۔۔باقی کسی پر جتا کر تو دکھائے،" " اس نے بہادر بنے اسے کہا تو وہ مسکرایا، اس کی دلفریب مسکراہٹ نے انابیہ کو کئی ثانیے ماحول سے ماورا کیا تھا۔

"مجھے جانا ہے لیکن تمہارے انداز ادائیں، مجھے میرے مقصد سے ہٹا رہے ہیں۔۔"

توکس نے کہا جائیں؟" وہ نظر چراتے بولی۔"

"جانا بھی تو ضروری ہے۔۔کچھ مجبوریاں کچھ فرض راہ میں حائل ہیں۔"

"کیسی مجبوری، کیسے فرض؟"

"فرصت کے لمحات میں سمجھاؤں گا۔۔ابھی مجھے جانا ہے۔۔"

اگر میں نہ جانے دوں تو؟" اس نے ہونٹ گول کیے،۔"

تو پھر بھی چلا جاؤں گا، کیونکہ فرض کی راہ پر ہر رشتہ بعد میں آتا ہے۔۔اور وہاج سلطان فرض نبھانے کو اہمیت دیتا ہے۔"

انابیہ کی آنکھیں ڈبڈبائی،۔یقیناً وہ سچا ملک کا محافظ تھا۔

"مجھے یوں رو کر رخصت کرو گی تو میں ہار جاؤں گا۔۔"

اللہ نہ کرے وہاج۔۔"اس نے اس کی شرٹ کو تھاما۔۔"

تو پھر انرجی ڈوز دو تاکہ میں کامیاب اور سرخرو ہو کر لوٹ سکوں۔۔اور تمہارے سب سوالات کا جواب تفصیل سے دے سکوں۔۔"

کیسا انرجی ڈوز؟" انابیہ نے آنکھیں بڑی کیے پوچھا۔"

پھولوں کو تو خوش بختی عطا ہو گئی تھی۔۔"اس کا ذو معنی انداز اور انابیہ کو لگا وہ گر جائے گی۔اس کی بے باکی پر وہ کسمسائی، ٹانگیں بے جان ہوئی لیکن وہاج نے اسے سنبھالا ہوا تھا۔

بب بہت بے شرم اور۔۔"کچھ پل بعد وہ بولی،۔"

"اور کیا؟ وہ قریب جھکے سرگوشیانہ پوچھے وہ انابیہ کی بوکھلاہٹ بڑھا رہا تھا۔

"اور مجھے پتہ نہیں۔۔" وہ چڑ کر بولی تو وہاج مسکرایا۔۔

"لیکن مجھے پتہ ہے۔۔ کہ میں تمہارے معاملے میں بہت شدت پسند ہوں۔اور یہی شدت پسند آج کسی کی جان پر بھاری پڑے گی۔۔" آخری الفاظ اس نے رانا شاکر کو سوچتے کہے۔

"میں جا رہا ہوں، اپنا خیال رکھنا۔۔ ہو سکتا ہے مجھے دیر ہو جائے لیکن تم نے گھبرانا نہیں ہیں۔اور آنٹی کو تو بالکل تنگ نہیں کرنا، ورنہ وہ اپنی پاگل بیٹی کو کہیں مینٹل ہاسپٹل منتقل نہ کر دیں۔۔"

اس کے دونوں گالوں کو کھینچ کر اس نے ان کی نرمی کو محسوس کیا۔

"وہاج۔۔" وہ چڑ کر بولی اور اس کے سینے سے لگی۔۔

"پاگل نہیں ہوں میں، بس آپ کے لیے دیوانی ہوں۔۔" اس نے بتانا ضروری سمجھا۔انداز ہلکا سا بچگانا تھا۔

"تو یہ دیوانی کوئی کرم نوازی کرے تو مجھے پتہ چلے، کہ انابیہ سلطان وہاج سلطان کے معاملے میں کتنی جنونی ہے۔۔" وہ سینے سے سر اٹھاتی سیدھی ہوئی۔

"پرانی باتیں دہراؤں گی تو زخم تازہ ہو جائیں گے۔۔ لیکن پھر بھی بتانا چاہتی ہوں کہ میں آپ کے معاملے میں کتنی جنونی تھی۔۔"

اس نے اپنی دونوں کلائیاں سامنے کی۔۔جہاں بالکل مدھم کٹ کے نشان تھے۔۔وہاج نے آج ان نشانوں کو دیکھا اور پھر انابیہ سلطان کو۔

یہ جنونیت تو پرانی ہو چکی ہے۔۔کوئی نئی داستان۔۔"اس نے دونوں کلائیوں پر اپنے گستاخ لبوں کی مہر" لگائی۔۔اور اس کی جانب مخمور آنکھوں سے دیکھا۔اب وہ اپنی انگلیوں کی پوروں سے ان نشانات کو سہلا رہا تھا جیسے ان کو ختم کر دینا چاہتا ہو۔۔۔

انابیہ خاموش ہوئی گویا کوئی جواب نہ ہو پاس۔۔

دیر ہو رہی ہے مجھے۔۔جانے سے پہلے جواب چاہتا ہوں۔۔ورنہ کہیں دیر نہ ہو جائے۔۔۔اور میں "
"لوٹ کر نہ آیا تو۔۔

خبردار جو آپ نے خود کو ایک کھرونچ بھی آنے دی۔۔"اس نے دہل کر وہاج کی شرٹ کو مٹھیوں " میں جکڑا۔۔آنسو لفظ پورے ہونے سے پہلے ہی بہہ نکلا۔۔

وجہ بھی تو ہو۔۔"وہ اب بھی بے مہر بنا۔ "

وجہ میں ہوں۔۔اگر آپ نے میرے وہاج سلطان کو ایک کھرونچ بھی آنے دی تو یاد رکھیے گا انابیہ " سلطان آپ کے معاملے میں کتنی جنونی ہے۔اور جنونیت کی مثال میں اپنی جان دے کر رقم کروں "گی۔۔پھر ڈھونڈتے رہیے گا انابیہ وہاج سلطان کو۔۔

وہاج نے اس کے بازوؤں کو سخت گرفت میں لیا اور انگارہ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔وہ بے خوفی سے کھڑی رہی اور ان نظروں کو سہارتی رہی۔۔پر مضبوط گرفت کی وجہ سے لبوں سے سسکی برآمد ہوئی۔

دل تو چاہ رہا ہے ایک زور دار تھپڑ لگاؤں۔ لیکن ، تمہارا یہ معصوم چہرہ مجھے ہر ظلم سے روک دیتا ہے۔" وہ سرد انداز میں گویا ہوا تو وہ درد برداشت کرتے مسکرائی۔

وہ آگے ہوئی اور ایڑھیاں اٹھائیں۔۔اور اس کے داڑھی شدہ گال کو بالکل ہلکے سے چھوا، بمشکل ہی اس کے لب گال سے ٹچ ہوئے تھے۔۔

اور پھر اس کے سینے میں منہ چھپا لیا۔۔ چہرہ گلابی ہوا جبکہ ہتھیلیاں پسینے سے نم۔۔یہ بہادری اس کی اب جان نکالنے لگی تھی جبکہ وہاج سلطان اس کا انداز سمجھ ہی نہیں پایا اس نے اپنا گال چھوا اور پھر پشت پر اس کا شرٹ کو جکڑے محسوس کیا۔۔سارا غصہ ناجانے کہیں جا سویا تھا۔

"یہ کیا تھا؟" اس نے انابیہ کو سیدھا کرنا چاہا۔۔ لیکن اس نے شرٹ کو سختی سے مٹھی میں جکڑ لیا۔۔ابھی وہ ان آنکھوں میں نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

"جواب تو دو لڑکی یہ کیا تھا۔۔ایسی کرم نوازی کرنی تھی تو نہ ہی کرتی۔۔" وہ لب دبا گیا، جبکہ انابیہ روہانسی ہوئی سیدھی ہوئی۔۔پر وہاج کے چہرے پر شرارت پنہاں دیکھ کر اسے اپنے بے وقوف بننے کا شدت سے احساس ہوا تھا۔

"کرم نوازی ایسے ہوتی ہے۔۔" اس نے انابیہ کے دہکتے گال پر پر شدت لب رکھے، اس کی مونچھوں کی چبھن سے وہ کپکپائی تھی۔۔اور آنکھیں سختی سے میچ لی۔۔

"ویسے یہ کرم نوازی مجھے تا عمر یاد رہے گی۔۔" اس نے سرگوشیانہ کہہ کر اس کی لو کو چوما اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔، کیونکہ وقت کم تھا۔اس کی آنکھوں میں آس ، ناامیدی دیکھنا نہیں چاہتا تھا، وہ اس وقت کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا۔اسی لیے اس کے آنکھیں کھولنے سے پہلے ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔

انابیہ نے سہمے سے انداز میں آنکھیں کھولی۔۔اور ارد گرد دیکھا۔۔

وہاج ! ! اس کا دل گھبرایا۔ وہ باہر کی جانب بھاگی لیکن دروازے کے پاس ایک بڑا سا ٹیڈی بئیر دیکھتی " وہ رکی۔اس کا ہاتھ منہ پر گیا تھا۔۔

سفید رنگ کا فلفی سا ٹیڈی انابیہ کا سب سے پسندیدہ تھا۔ایسا ہی ایک ٹیڈی اس کے کمرے میں بھی ہوتا تھا۔جو شادی کے بعد اس سے دور ہو گیا تھا۔۔

اس کی آنکھیں بھیگنے لگی۔۔اس شخص کا ازالہ کرنے کا انداز بہت منفرد تھا۔

وہ آگے بڑھی اور اس ٹیڈی کو ہگ کرتے اٹھا چکی تھی۔۔اس ٹیڈی کے سامنے وہ چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی جیسے وہاج کی پناہوں میں وہ بالکل چھپ جاتی تھی۔ ٹھیک اسی طرح ٹیڈی اس سے کافی بڑا تھا۔ٹیڈی کے بازو سے ایک کارڈ نکل کر نیچے گرا تو انابیہ کی توجہ اس پر گئی۔

اس نے ٹیڈی کو دیوار کے ساتھ رکھا۔۔اور کارڈ اٹھایا۔

کبھی اگر تمہیں میری یاد آئے اور میں تمہارے پاس نہ ہوں تو، یہ ٹیڈی تمہیں میری کمی کا احساس " نہیں ہونے دے گا۔۔اسے اپنے پاس رکھنا۔۔اور جیسے میری پناہوں میں چھپ جاتی ہو، ویسے ہی اس کی پناہوں میں چھپ جانا۔ لیکن ان پناہوں میں مجھے بھولنے کی گستاخی مت کرنا، ورنہ انجام اچھے سے جانتی ہو مسز انابیہ وہاج سلطان۔ کیونکہ۔ وہاج سلطان نے یہ بہت مشکل سے خود پر ضبط کے کڑے پہرے بٹھا کر یہ ٹیڈی لیا ہے۔۔کیونکہ تمہیں کسی اور پاس برداشت کرنا میرے ضبط کا سب سے بڑا امتحان ہے۔۔" انابیہ کے گالوں پر گویا کسی گلال بکھیر دیا۔۔اس شخص کے مختلف روپ مختلف وقت پر آشکار ہوتے اسے ہر بار چونکا دیتے تھے۔

وہ شخص اس کے معاملے میں شدت پسند تھا۔۔اور اس کی یہ جنونیت انابیہ سلطان کو از حد پسند تھی۔۔وہ ٹیڈی کو بمشکل سنبھالتی اوپر بڑھی،۔۔اب شاید نیند اچھے سے آسکتی تھی۔

"یزدان کہاں ہے روز؟" صبح کے دس بج رہے تھے جب وہ اچانک نیند سے جاگی تھی۔اور پھر نیچے آئی۔

"پتہ نہیں تعبیر میم!! نہ آریان گھر میں موجود ہیں۔نہ زین سر اور نہ ہی یزدان۔ باس۔ مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔اور زر کو بھی نہیں پتہ کہ زین سر کہاں ہیں؟"

روز روہانسی ہوئی تھی۔۔

تم فون کرو۔۔وہ شاید ہاسپٹل میں ہو۔۔" تعبیر کا دل گھبرایا۔"

"میم سب کے نمبر ٹرائی کر چکی ہوں۔۔ لیکن کوئی رسپانس نہیں، زر تو کب سے روئے چلی جا رہی ہے۔۔"

تعبیر زرفشاں کو دیکھتی اس جانب آئی۔۔جو بے حال سی کاؤچ پر بیٹھی تھی۔

سب ٹھیک ہو گا۔۔ گھبراؤ مت۔۔"زر سہارا پاتے ہی سسکی تھی۔"

آج کی صبح تھوڑی ہنگامی ہوئی تھی۔۔زین رات میں شاید تھوڑی دیر آیا تھا۔۔زرفشاں دوا کے زیرِ اثر سو رہی تھی۔۔ لیکن پھر بھی اس کا آنا اسے محسوس ہوا تھا۔پر جب آنکھ کھلی تو نا جانے کیوں دل شدت

سے گھبرایا۔۔اس نے روز کے زریعے زین کا کال بھی کروائی۔۔لیکن دوسری جانب سے کوئی رسپانس نہیں آیا تھا۔۔سفیر کے زریعے شجیعہ کے بارے میں پتہ چلا تھا جو زرفشاں کو مزید ہلکان کر گیا تھا۔۔وہ ہاسپٹل میں تھی۔اور شایان ساگر کے بارے میں بھی اسے پتہ چل گیا تھا۔۔

اور اب تعبیر اور روز کی گفتگو نے اسے بالکل ہی بے جان سا کر دیا تھا۔

پر یکلخت دونوں کی توجہ بھٹکی تھی۔

یہ شور کی آواز کہاں سے آرہی ہے؟" روز نے اچھنبے سے پوچھا۔۔"

جبکہ تعبیر گھبرائی تھی۔۔

"میم ایسا لگ رہا ہے کوئی ونڈو پر دستک دے رہا ہے۔۔اور آواز اس جانب سے آرہی ہے۔۔"

"تت تم نے یزدان کا دوسرا روم چیک کیا، جہاں میٹنگز ہوتی ہیں۔۔؟"

"نو میم!!اور مجھے لگتا ہے آواز بھی وہی سے آرہی ہے۔۔"

دونوں اس جانب بڑھی تھیں۔آواز کی تصدیق بھی ہو چکی تھی۔

روز نے تعبیر کی جانب دیکھا اور ڈرتے ہوئے دروازہ کھولا، دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔سامنے ہی یزدان کا ایک ہاتھ ونڈو سے ہتھکڑی کے زریعے قید تھا جبکہ منہ پر ٹیپ لگی تھی۔

یزدان!!! تعبیر تڑپ کر آگے بڑھی۔"

یزدان یہ سب کس نے کیا ہے؟" اس نے یزدان کی حالت کو دیکھا۔آنسو بے اختیار بہے تھے۔۔"

"میم! باس کے منہ سے ٹیپ ہٹائیں۔۔۔"

ہاں میں ہٹاتی ہوں۔۔"اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے یزدان کے منہ سے ٹیپ ہٹائی۔۔"

یزدان تم یہاں کیسے؟" بتاؤ مجھے۔۔۔" وہ سسکتے ہوئے بولی۔ جبکہ ہارٹ بیٹ بڑھ چکی تھی۔یزدان" نے محض اسے گھورا۔۔

"روز وہ ڈرا کھولو اس میں سے چابی نکالو۔۔مجھے جانا ہے یہاں سے۔۔۔"

یزدان مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟" وہ چیخی تھی۔"

اس وقت میرا کسی سوال جواب کا موڈ نہیں ہے،۔وہ گھٹیا کمینہ آدمی۔۔۔اسے میں چھوڑوں گا" نہیں۔۔۔" وہ دھاڑا تھا۔۔جبکہ تعبیر نے خوف سے قدم پیچھے لیے تھے۔۔

سر ہوا کیا ہے؟" روز ہتھکڑی کا لاک کھولتے بولی۔۔"

اس نے روز کو دیکھا تھا۔۔

فلیش بیک!!

"زین میٹنگ کا وقت ہونے والا ہے۔وہاج تو چلا گیا ہے۔۔تو ہم کب نکلیں گے۔۔؟"

"کچھ دیر میں نکلتے ہیں، لیکن تمہیں تعبیر سے بات کرنی چاہیے۔۔۔"

میرے لیے اس وقت ہمارا مشن ضروری ہے۔۔"اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔"

میری بات سنو۔۔یزدان۔۔"اس نے یزدان کو شانوں سے تھام کر چیئیر پر بٹھایا۔ "

"ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔زین۔۔اور پھر مجھے باسط کے پاس بھی جانا ہے۔۔۔"

"اس وقت تم صرف میری بات سنو۔۔۔"

اس نے اپنی پاکٹ میں ہاتھ ڈالا تھا۔۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو۔؟"

وہی جو کرنا چاہیے۔۔"آریان نے اسے بازؤں سے تھام کر اسے بالکل صوفے سے لگایا۔۔جبکہ زین" نے اس کے بازو میں ہتھکڑی لگا کر ونڈو سے لاک کی۔

کمینے انسان۔۔یہ کیا کر رہے ہو"۔۔اس نے اپنی ٹانگ کا وار کیا لیکن زین اس وار کو ناکام بنا چکا تھا۔"

تمہارے سر پر اس وقت جنون سوار ہے۔۔۔اور جوش میں ہوش کھو کر تمہاری جان مصیبت میں آئے " یہ مجھے قطعی قبول نہیں ،میں نے تمہیں آفر کی تھی کہ تم میرے ساتھ فوج میں آجاؤ۔لیکن تم نے آفر " ریجیکٹ کر دی۔اس لیے آج میٹنگ میں بھی میں جاؤں گا۔

"تو تم اس بات کا بدلہ لے رہے ہو۔۔تم دھوکے بازی کر رہے ہو زین۔۔"

دھوکے بازی نہیں۔۔ تعبیر میں تمہاری جان بستی ہے۔۔ تمہاری اولاد اس دنیا میں آنے والی " "ہے۔۔میں خود غرض نہیں بن سکتا۔۔

اور زرفشاں۔۔۔؟اس کے بارے میں سوچا ہے تم۔نے؟" وہ دھاڑا تھا۔"

اسے حقیقت پتہ چلی تو صبر آجائے گا۔۔پر تعبیر تمہارے بغیر مر جائے گی۔۔ تمہیں تمہارے صبر کے " بعد وہ ملی تھی۔۔اور میں تمہارا صبر کا پھل چھین لوں۔ایسا میجر زین چوہدری مر کر بھی نہیں چاہے گا۔۔"اس نے ٹیپ نکال کر اس کے منہ پر چپکادی۔۔

وہ جھٹپٹاتا خونخوار آنکھوں سے اسے گھورنے لگا تھا۔

گڈ بائے بے بی۔۔"اس نے آنکھ دبائی اور یزدان صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گیا تھا۔"

روز تم فلحال یہاں سنبھالو۔۔مجھے جانا ہے۔وہ تعبیر کو صاف نظر انداز کیے وارڈروب کی جانب " آیا۔۔اور وہاں سے گن لیتا واپس مڑا۔جب تعبیر اس کے راستے میں آکھڑی ہوئی تھی۔آنکھوں میں خوف تھا۔۔جب بھی وہ گن لے کر جاتا تھا۔۔کچھ نہ کچھ غلط ہوتا تھا۔۔

"کہاں جارہے ہو۔کیوں مجھے آزمارہے ہو۔۔؟"

آپ آزماتی ہیں ہر مرتبہ۔۔اور اس مرتبہ آپ خود اپنے ہر سوال کا جواب تلاش کریں گی۔اور۔اس " وقت میرا جانا ضروری ہے۔۔۔اپنا خیال رکھنا بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔۔اگر میری اولاد کو کچھ ہوا تو میں آپ کو معاف نہیں کروں گا۔۔"اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیئے گویا تعبیر کو بے مول کیا تھا۔۔

کیا کہہ رہے ہو تم؟ ہوش میں ہو؟ تمہاری اولاد میری بھی کچھ لگتی ہے۔۔اور تم نوفل یزدان۔۔۔" " اس کا گریبان جکڑ کر اس نے یزدان کا چہرہ قریب کیا۔

جبکہ روز موقع کی مناسبت سے باہر نکل گئی تھی۔۔وہ سمجھ چکی تھی کہ یہ حرکت کس کی ہے؟ تبھی اب مطمئن تھی۔۔اور آریان کے بارے میں بھی سب سمجھ گئی تھی۔

میں نہیں جانتی تم کہاں جارہے ہو اور کیا کرنے جارہے ہو؟ لیکن اگر تمہیں اگر ایک کھروچ بھی آئی تو "،، تم کیا میں تمہیں معاف نہیں کروں گی۔۔سب وعدے دعوے تمہارے بھول جاؤں گی۔" وہ اطمینان سے کہتی اس کے سینے پر سر رکھتی حصار باندھ گئی تھی۔

یزدان کا گن والا ہاتھ پہلو میں گرا،اس کے لبوں کی مہر سینے پر محسوس ہوئی تو نا جانے کیوں دل چاہا اسے شدت سے خود میں سمولے۔ لیکن ناراضگی بھی تو قائم رکھنی تھی۔

وعدے اور دعوے کون یاد رکھتا ہے یہ وقت بتائے گا۔۔" اس نے تعبیر کو بازوؤں سے پکڑ کر سیدھا" کیا۔تو گن اس کے گال کو چھونے لگی۔۔ لیکن آج وہ سہمی نہیں تھی۔

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے ایک دوسرے کو مات دینے کے درپر تھے۔پر یزدان نے سحر توڑ دیا۔۔کیونکہ اسے جانا تھا۔۔اسے اپنے پیاروں کو بچانا تھا۔

تعبیر کو دیکھتے وہ جانے لگا۔۔ لیکن اس نے یزدان کے چوڑے شانے پر ہاتھ رکھا۔ گویا اسے روکا ہو۔

" مجھے یہ اطمینان دلا کر جاؤ نوفل یزدان۔۔۔"

یزدان نے نفی میں سر ہلایا۔

مجھے بے مول کر کے مت جاؤ۔۔" اس نے بھیگی سی آواز میں کہہ کر گویا اس کے قدموں کو زنجیر" میں باندھ دیا۔

اس بار آپ بے مول کر گئی ہیں مجھے۔۔ میری ناراضگی ختم کرنے کی کوئی حسین وجہ "ڈھونڈیں۔۔ ہو سکتا ہے میرا دل پگھل جائے۔۔" یکلخت اس نے تعبیر کا رخ موڑ کر گردن کے گرد بازو کسا۔

تعبیر کا سر اس کے سینے سے لگا تھا۔۔

کان کی لو کو نرمی سے چھوتا وہ تعبیر کو بے مول ہونے سے پہلے ہی قیمتی کر گیا تھا۔ تعبیر نے بھیگی آنکھیں تشکر سے بند کر کے کھولی۔۔ وہ شخص مان توڑنا جانتا ہی نہیں تھا۔۔

جبکہ یزدان اسے رہائی دیتا کمرے سے نکل گیا، گویا رکا تو خود کو روک نہیں پائے گا۔۔ اور وہ فلحال تعبیر کو یہ احساس دلانا چاہتا تھا کہ وہ ناراض ہے۔۔

میں ہر حد سے گزر جاؤں گی یزدان اب تمہیں خفا نہیں رہنے دوں گی۔۔ "اس نے عہد کیا اور باہر کی " جانب بڑھی !، وہ لاؤنج میں ہی تھا۔۔ کچھ گارڈز اندر آئے تھے۔

اس نے روز کو اشارہ کیا،۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کیونکر اشارہ کر کے گیا ہے۔

میم باس اندر جانے کو کہہ رہے ہیں۔۔ آئیں میرے ساتھ۔"۔"

ملازمہ زرفشاں کو سہارا دیئے ادھر ہی لے آئی تھی۔

روز یہ تم مجھے کہاں لے رہی ہو؟" تعبیر نے حیرانگی سے پوچھا۔۔"

ایک نئے راز سے آشنا کرنے۔۔" اس نے محض یہی کہا اور پھر آگے بڑھی تھی۔۔"

تعبیر نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور پھر روز کے ہمقدم ہو گئی تھی۔

"حیرت ہے؟ رانا شاکر اور میرے گھر۔؟"

یزدان نے حیرانگی کا شدید مظاہرہ کیا۔ جبکہ حیران تو وہ بھی ہوا تھا۔۔

مجھے خبر ہوئی کہ آپ کا خاص پارٹنر، باسط خان اور اس کی بیوی کا قتل ہو گیا ہے تو بس افسوس کرنے "آیا تھا۔۔"

"کس نے اطلاع دی تمہیں؟"

یزدان کا لہجہ سخت ہوا۔

ایسی خبریں چھپائے نہیں چھپتی۔۔۔" رانا شاکر کاؤچ پر آرام دہ حالت میں دراز ہوا۔ اور اپنا موبائل" نکال کر سامنے کیا۔

"جس نے بھی تمہیں اطلاع دی تھی، بہت غلط دی ہے۔۔"

کیا مطلب؟" شاکر سیدھا ہو کر بیٹھا۔"

مطلب یہ کہ فیک نیوز چلانے میں کتنا وقت لگتا ہے۔۔" وہ لاپرواہی سے بولا تھا۔"

وہ دونوں زندہ ہیں؟" شاکر نے سرسراتے لہجے میں تصدیق چاہی۔۔"

"ہاں، لیکن اب تم زندہ نہیں رہو گے۔۔۔"

شاکر گھبرایا تھا۔۔اس نے ارد گرد دیکھا۔۔گویا یہاں سے بھاگنے کے لیے پر تول رہا ہو۔۔

ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔"وہ بڑبڑایا۔اور کھڑا ہوا۔"

"کہاں جا رہے ہو۔۔تمہارے لیے ایک اور سرپرائز ہے۔۔۔"

"مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔جانے دو مجھے۔۔"

" تم نے نوفل یزدان کے مینشن میں آنے کی گستاخی کی ہے۔۔رانا شاکر"

"میں صرف افسوس کرنے کے لیے آیا تھا۔۔اور میرا کوئی مقصد نہیں تھا۔۔"

مقصد تو تمہارے بہت سے ہوں گے۔ لیکن اڑتے اڑتے خبر میرے کانوں تک آ پہنچی ہے کہ تم نے "

"ایس پی وہاج سلطان کی بیوی کو اغوا کیا ہے۔

تت تم کیسے جانتے ہو؟" شاکر کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔۔"

ایسی خبریں چھپائے نہیں چھپتی۔۔لیکن تم نے غلطی کر دی۔۔بہت بڑی غلطی۔۔پہلے تو ایس پی وہاج " سلطان کچھ مہلت دے بھی دیتا لیکن اب نہیں۔"۔اس نے اپنے گارڈ کو اشارہ دی۔ جبکہ شاکر نے قدم پیچھے لیے تھے۔ لیکن اس نے موقع دیکھتے ہی شاکر کی گردن میں انجیکشن لگایا تھا۔ دو گارڈز بمشکل اسے سنبھال پائے لیکن سٹرونگ ڈوز کی وجہ سے وہ جلد ہی ان کی بازوؤں میں بیہوش ہوا تھا۔

یزدان تنفر سے اسے دیکھتا باہر کی جانب بڑھنے لگا۔۔لیکن آج قسمت اسے روکنا چاہتی تھی۔

شاکر کے موبائل پر ہوتی بیل نے اس کی توجہ کھینچی۔۔اس کی پاکٹ سے موبائل نکالے اس نے سکرین کو دیکھا جہاں شایان ساگر کی کال آ رہی تھی۔

گھڑی کی جانب نظر دوڑائی تو گیارہ بج چکے تھے۔

اس وقت میٹنگ ہونے والی تھی۔

کال کٹ ہو چکی تھی۔اب کال کی بجائے میسج آیا تھا۔۔۔

یزدان حیران ہوا۔۔اس نے حیرت سے میسج پڑھا۔۔اور پھر تمسخر سے مسکرایا۔۔

ہاں "کا میسج کرتا وہ اب مطمئن ہو چکا تھا۔۔اب اسے مائیکل کے پیچھے جانا تھا۔"

یقیناً سفیر بھی وہی پر پہنچ چکا تھا۔

یہ سب کون ہیں روز؟" تعبیر بمشکل سوال کر پائی۔۔"

میم یہ سب۔یزدان سر کی بوتیکس میں کام کرتی ہیں ،اور باسط سر ان سب کے ہیڈ ہیں ان کے ڈیزائن "

"کیے ڈریسز ہی تو آپ پہنتی ہیں۔۔

"پر یہ یہاں کیا کر رہی ہیں اور اس مینشن میں یہ جگہ بھی ہے۔۔مجھے کبھی پتہ نہیں چلا۔۔"

یہ آئی جی ایاز صاحب کا احسان ہے ہم پر ،اور اس کے بعد یزدان بھائی نے ہمیں سہارا دیا ہے۔۔اور ان " کی وجہ سے ہم آج کامیاب ہیں۔۔آج ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہماری کوئی پہچان ہے۔۔یزدان بھائی نے ہمیں زندگی جینے کا ڈھنگ سکھایاہ۔۔۔"ایک لڑکی فخریہ بولی تو تعبیر کی آنکھیں بھرائی۔

اس نے روز کی جانب دیکھا۔۔

میم یزدان سر، کبھی بھی غلط نہیں تھے۔۔ وہ چھوٹی بچی صبوحی بھی اس سب کی ایک کڑی تھی۔"

یزدان سر نے کئی اولڈ ہوم اور اور فنیچ کی ذمہ داری سنبھالی ہے۔۔ جس میں زین سر بھی شامل ہیں۔زین سر آرمی میں میجر ہیں۔۔، باسط سر یہاں کا کام سنبھالتے ہیں۔۔" روز آہستگی سے اسے ساری تفصیل بتاتی چلی گئی تھی۔۔

تعبیر اور زرفشاں گویا دونوں دنگ رہ گئی تھیں۔۔

اس کا شوہر فوجی تھا۔۔زرفشاں کی گویا دل کی کلی کھل گئی تھی۔

اتنا سب کچھ وہ شخص سہتا رہا اور میں۔۔اس پر شک کرتی رہی۔۔" تعبیر نے وہاں پڑے ٹیبل کا سہارا لیا۔۔اپنے قدموں پر کھڑا رہنا اس کے لیے مشکل ہو گیا تھا۔۔

میم!! اسی لیے باس آپ کو کچھ بتاتے نہیں تھے۔۔آپ گھبرا جاتی ہیں۔"روز اس کا پھیکا پڑتا چہرہ دیکھے شکوہ کناں ہوئی تو وہ روز کے گلے سے لگتی روتی چلی گئی تھی۔

جبکہ زرفشاں اپنے رب کی شکر گزار ہوئی تھی، جو ایک فوجی کی بیوی تھی۔

مائیکل کی ذمہ داری وہ اپنے آدمیوں کو سونپے وہ سہگل انٹرپرائزز آیا تھا۔۔

آج وہ پوری پلیننگ کر چکا تھا۔۔ تبھی جلدی آچکا تھا۔۔اور بقیہ ساتھی بھی وہی موجود تھے۔۔

ان سے طویل میٹنگ کے بعد اب وہ مسٹر سہگل کے انتظار میں تھا۔۔

مسٹر سہگل کے آنے کا شور بلند ہوا تو شایان بھی چوکنا ہوا تھا۔

اس نے شاکر کا نمبر ڈائل کیا۔ کیونکہ اس کا کچھ دیر پہلے ہی میسج کر چکا تھا کہ وہ نوفل یزدان کے گھر پہنچ چکا ہے۔۔

یہ کال کیوں نہیں رسیو کر رہا؟" وہ چڑ کر بڑبڑایا اور اپنے ارد گرد موجود اپنے ساتھیوں کو دیکھنے لگا۔۔ جو تذبذب کا شکار تھے۔۔ وہ آج شایان ساگر پر یقین کر کے ہی یہاں آئے تھے۔۔ کیونکہ اس نے سب کو یقین دلایا تھا کہ مسٹر سہگل کوئی بہروپیہ ہے۔۔

رفتہ رفتہ سب اندر آنے لگے۔۔ تو بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس مسٹر سہگل بھی اندر داخل ہوا۔ لیکن آج اس کے ساتھ ایک اور شخص موجود تھا۔۔ جسے دیکھ کر شایان چونکا۔۔ اور اس کے چہرے پر پسینے کی بوندیں نمودار ہوئی۔۔ کیونکہ ان آنکھوں کو وہ اچھے سے پہچانتا تھا۔۔ وہ سراپا وہ چال ڈھال کسی کی یاد شدت سے دلا گئی تھی۔

ویلکم اگین ! ! اس نے بھاری مخصوص آواز میں کہا۔۔ اور چیئر پر دراز ہوا۔ جبکہ اس کے ساتھ کھڑا" شخص شایان پر نظر جما گیا تھا۔

آپ سب جانتے ہیں آج اس سال کی آخری میٹنگ ہے۔ تو آج میں اس میٹنگ میں کچھ حیرت انگیز "
"انکشافات کرنا چاہتا ہوں۔۔

سب مسٹر سہگل کی جانب متوجہ ہوئے، تو اس نے پراجیکٹر آن کرنے کا اشارہ دیا۔۔"

وہی شخص پراجیکٹر آن کر کے دوبارہ اپنی جگہ کھڑا ہوا۔

سکرین پر نظر آتے مائیکل کے خاص آدمیوں کو دیکھے گویا شایان کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکی تھی۔

مائیکل کو پولیس نے ہتھکڑی لگائی تھی۔

یہ سب کیا ہے؟" سب کا ایک ہی سوال ابھرا تھا۔ جبکہ ,شایان نے اپنے موبائل کی طرف " دیکھا۔۔جہاں میسج آ چکا تھا۔۔اس نے سب کے نمبرز پر کوڈ ورڈ سینڈ کیا۔۔اور سب نے اپنی اپنی گنز نکالی اور اگلے ہی لمحے مسٹر سہگل پر تانی تھی۔

"دھوکا کیا تم نے میرے ساتھ۔۔۔"

شایان دھاڑا تھا۔۔۔

کیسا دھوکا؟" وہ اطمینانی سے بولا۔۔"

"یہ دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟"

دھوکا نہیں سچائی ہے جو آج سب کے سامنے آئی ہے۔" ایک بار پھر چہ میگوئیاں ہونے لگی تھی۔ "

۔یہ شایان ساگر کا ولا ہے۔۔جہاں اس نے ہم سب سے دھوکا دے کر اپنا دھندا الگ سے شروع کیا تھا۔۔سو کے قریب لڑکیاں اس نے اسی خفیہ راستے سے آج بیرون ملک بجھوانی تھی۔۔۔اور اس میں

فارن ڈیلگر، مائیکل مارٹن اس کا پارٹنر تھا۔۔اور پاکستان سے قیوم چوہدری نامی اس کا ماسٹر مائنڈ تھا جو مائیکل کے ساتھ ڈیلنگ کرتا آیا تھا۔"

یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" شایان گھبرایا تھا۔"

آپ سب اپنا اپنا ٹارگٹ مکمل۔کرتے آئے تھے لیکن اصل پلانر شایان ساگر تھا۔۔اور جو پچھلے دنوں دو ٹرک پولیس نے پکڑے تھے وہ بھی ان کی اپنی غلطی کی وجہ سے پکڑے گئے تھے۔۔دراصل یہ اپنا دھندا چمکان چاہتے تھے۔۔۔تاکہ۔یہاں پاور حاصل کر سکی۔۔"

جھوٹ بول رہے ہو سہگل۔۔۔پہلے اپنا چہرہ دکھاؤ۔۔پھر میں تمہیں سچائی بتاتا ہوں۔۔یہ سہگل نے بہروپیہ ہے۔۔"اس نے بلند کرخت آواز میں کہا، جبکہ مسٹر سہگل کی آنکھوں میں تمسخر ابھرا۔۔"

وہاں موجود لوگ تذبذب کا شکار تھے۔۔لیکن وہ شایان سے بھی متفق تھے۔

سچ کیا ہے ابھی سامنے آجائے گا۔۔"

اپنا ماسک ہٹاؤ۔۔"شایان کے ساتھیوں نے گن اس پر تانی تھی۔جبکہ وہ بے خوفی سے کھڑا تھا۔"

"میں بول رہا ہوں اپنا ماسک ہٹاؤ، ورنہ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔۔۔"

اس نے چند پل انہیں دیکھا اور پھر اپنے چہرے پر بندھا رومال ہٹایا۔سامنے بالکل اجنبی چہرہ تھا۔۔شایان کو ایک پل کے لیے حیرانگی ہوئی۔۔

"کون ہو تم؟"

مسٹر سہگل۔۔!! وہ بولا تو اس کی آواز مختلف تھی۔۔"

"جھوٹ بول رہے ہو۔۔"

تو میں نے کب کہا سچ ہے؟"اس کی سرمئی آنکھوں میں ایک بار پھر تمسخر ابھرا تھا۔"

اصل نام بتاؤ۔۔اپنا۔۔"شایان کر ختگی سے گویا ہوا۔"

"نام نہیں آج میں تمہیں اپنی پہچان بھی بتاؤں گا۔۔"

۔اور پھر اس نے ماسک اتارا۔۔اور پھر لینز بھی اتارے۔۔آنکھیں جھپک کر خود کو ریلکس کیا۔۔ موت اس کے سامنے پھن پھیلائے کھڑی تھی لیکن وہ ریلکس تھا گویا سامنے وہ لوگ کھلونے لیے کھڑے ہو۔

شایان ساگر کے سامنے پوری دنیا گھوم کر رہ گئی تھی۔شایان کی زبان گنگ ہوئی۔۔پر پھر حیرانگی غضب میں بدلنے لگی۔۔

اتنا بڑا دھوکا۔۔"اس نے دانت پر دانت جمائے۔"

"دھوکا نہیں، حقیقت ہے یہ۔۔"

زین چوہدری۔۔۔"وہ دھاڑا تھا۔سامنے کوئی اور نہیں زین چوہدری تھا۔۔"

!!!نہیں،"

میجر زین چوہدری۔۔۔آئی ایس آئی آفیسر "اس نے مکمل اپنا تعارف کروایا، جبکہ شایان کا پورا وجود" زلزلوں کی زد میں آیا تھا۔

کیونکہ تعارف کا دھچکے کے ساتھ ایک اور دھچکا اسے لگا تھا۔۔

آریان ساگر کو زین سے ایک قدم پیچھے کھڑا ہوا تھا۔اس نے بھی اپنا ماسک اتار دیا تھا۔۔

بالکل صحیح سلامت سانسیں لیتا ہوا وہی آریان ساگر جو اس کا اپنا بڑا سگا بھائی تھا جسے اس نے دارم سہگل کے حوالے کیا تھا۔

تم زندہ ہو۔۔"اس نے گہرے سانس لیے پوچھا۔گویا اب بھی بے یقینی ہو۔ "

ہاں !! تمہارے سامنے ہوں صحیح سلامت۔۔ موت سے لڑ کر اپنی بہنوں کا اپنے پیاروں کا انتقام لینے " واپس آیا ہوں۔۔"آریان اس پر جھپٹنے کے لیے آگے بڑھا جب زین نے اسے روکا تھا۔وہ اپنی جگہ تھم گیا، لیکن قہر آلود نگاہیں اسی پر جمائی۔

" جھوٹے دھوکے باز۔۔ تم دونوں نے مل کر مجھے دھوکا دیا۔۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔"

شایان غم وغصے سے پاگل ہوتا بولا۔اور گن لوڈ کی۔

ریلکس شایان ساگر، ابھی پہلا راز تمہارے سامنے عیاں ہوا ہے۔تو تم پاگل ہو چکے ہو اگر سب راز " جان گئے تو نا جانے تمہارا کیا حال ہو گا؟"اس کا انداز شایان ساگر کو شکست کا بخوبی احساس دلا رہا تھا۔۔

تم جھوٹ بول رہے ہو زین چوہدری۔۔ بتاؤ مجھے، تم مسٹر سہگل نہیں ہو سکتے،اس کا انداز اس کا لب " ولہجہ مختلف تھا۔۔وہ نوفل یزدان تھا ناں۔۔تم سب آپس میں ملے ہوئے ہو۔۔

نوفل یزدان؟"اس نے بھنویں سکوڑی۔صرف ایک لمحہ حیرت طلب تھا۔۔پھر اس کے احساسات " واپس بدل گئے۔

ہاں نوفل یزدان تعبیر ملک کا شوہر اور وہی شخص جس نے اپنے بھائی کا قتل کیا تھا"۔ "

اس نے اپنے بھائی کا نہیں، اصل مسٹر سہگل کا قتل کیا تھا۔۔اور تم نے ٹھیک پہچانا وہی نوفل یزدان تھا۔" زین نے آرام سے اس کی سماعتوں پر بم پھوڑا۔

"سعدان سہگل۔۔؟"

ہاں سعدان سہگل جو بظاہر دارم سہگل کا بیٹا تھا لیکن اصل میں وہ قیوم چوہدری، یعنی میرے چچا کا بیٹا تھا۔۔"

شایان کے لیے گویا انکشافات کا دن تھا۔۔

"ایسا کیسے ہو گیا؟"

" تمہاری اپنی بے وقوفی کا نتیجہ ہے۔۔اور اب تم اپنی ہی بے وقوفی کے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔۔۔"

یکلخت شایان مسکرایا تھا۔۔

آریان نے متعجب ہوئے زین کو دیکھا۔

قیوم چوہدری کو ماسٹر مائنڈ ایسے ہی نہیں کہا جاتا۔" زین کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ابھرا۔۔"

" تمہیں کیا لگتا ہے؟ شایان سا گر ایک داؤ کھیلتا ہے۔۔؟"

قیوم چوہدری وہاں موجود ہے۔ جہاں تمہاری سوچ بھی نہیں جاسکتی۔۔"اس انکشاف پر زین کے ماتھے پر تفکر کی لکیریں ابھری تھی۔ جبکہ شایان تنفر سے مسکرایا تھا۔۔

مزے کی بات بتاؤں؟" اگلے ہی پل وہ لکیریں کہیں غائب ہوئی تھی۔"

" تمہارے باپ نے تمہارے سب خفیہ اڈوں کا ہمیں بتادیا ہے۔۔اور۔۔۔"

اسی دوران زین کا فون رنگ ہوا۔

ساگر کا چہرہ فق ہوا۔۔ لیکن اس نے خود کو سنبھالا۔۔اس وقت وہ مات نہیں کھاسکتا تھا۔۔

"آخری فون کال ہو سن لو۔۔ کیا پتہ اس کے بعد مہلت ملے نہ ملے۔۔۔"

شایان تمسخرانہ گویا ہوا تھا زین نے فون کان سے لگایا۔

زین قیوم چوہدری تمہارے گاؤں میں ہی موجود ہے۔۔اور وہاں موجود اپنے گودام میں اس نے باقی لڑکیون کو رکھا ہے۔۔دراصل مائیکل کے ساتھ سو لڑکیاں جانے والی تھیں۔ جبکہ سو لڑکیاں قیوم "کراچی پہنچانے والا تھا۔

شایان نے اپنا موبائل دیکھا جہاں اس کا ایک گارڈ اسے حویلی میں ہوئے حملے کے بارے میں اطلاع کر رہا تھا۔۔

دھوکا۔۔۔" وہ شدت سے دھاڑا۔"

اسی وقت شایان نے گولی چلائی تھی۔۔ لیکن زین نے ٹیبل کے نیچے ٹانگ مار اکر شیشہ بلند کیا۔اور آریان کا بازو کھینچتے نیچے جھکا تھا۔

گولی شیشے کو پل میں چکنا چور کر گئی تھی۔اور ہال میں بھگدڑ مچی تھی۔

"آریان تم یہاں سے فوری نکلو۔۔"

"نہیں زین۔۔میں شایان سا گر سے بدلہ لیے بغیر نہین جاؤں گا۔۔۔"

" یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں ہے۔۔۔۔"

باہر ہوتی فائرنگ ، کی آواز پر شایان ساگر گھبرایا تھا۔۔

اسے پکڑو۔۔ جانے مت دینا۔۔"

وہ مڑکر ٹیبل کی جانب آیا۔۔جب زین نے چئیر کو ایک جانب دھکیلا۔۔جس کی وجہ سے وہاں موجود ایک دوسرے سے ٹکرائے تھے۔۔

زین موقع محل دیکھے آریان کا ہاتھ تھامے باہر نکلا۔۔اس دوران شایان فائرنگ کر چکا تھا۔۔پر نشانہ چوک گیا تھا۔

"زین یہاں سے بائیں جانب ہو جاؤ۔۔اس جانب خفیہ راستہ ہے۔۔۔

آریان نے تائید کی تو وہ اسی جانب بڑھا۔۔وہاں راہداری سنسنان تھی۔۔جب آریان چونکا تھا۔

کیونکہ زین ایک دروازہ کھول چکا تھا۔

زین تم یزدان کو دھوکا دے چکے ہو۔۔ لیکن مجھے مت دینا۔۔"اس نے محض یہی کہا جب زین نے " اسے جکڑا تھا۔۔

یہ دھوکا نہیں ہے، میں اس جنگ میں اب کسی اور کو میں برباد ہوتے نہیں دیکھ سکوں گا۔"اس نے " آریان کو اندر دھکیلا اور لاک لگاتا باہر بڑھا تھا۔

آریان دروازہ پیٹتا اسے کئی گالیوں سے نواز گیا تھا۔

فائرنگ کی آواز ایک بار پھر بڑھی تھی۔۔ ہر جانب گویا آتش پھیلنے لگی تھی۔۔

پورے سہگل انٹرپرائزز پر فوج کا حملہ ہو چکا تھا۔۔ شایان سا گرپوری طرح بوکھلا چکا تھا۔اب ناجانے کس کونے میں چھپا تھا۔۔

ملک کے نامور بزنس مین جو اس سب دھندے کا حصہ تھے۔۔ آج خود سامنے آئے تھے۔۔اور پوری دنیا ان کا بھیانک چہرہ دیکھ چکی تھی۔ کچھ موقع پر دم توڑ گئے تھے۔۔اور کچھ زیرِ حراست تھے۔۔

"وہاج قیوم چچا کو ابھی کچھ خبر نہیں ہونی چاہیے۔۔ "

"فکر مت کرو۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔تم یہاں سنبھالو میں جا رہا ہوں۔۔"

وہاج تیزی سے وہاں سے نکلا۔۔

جبکہ زین دوبارہ اندر بڑھا تھا۔

شایان نے دیوار کی اوٹ سے باہر دیکھا اور اپنی گن لوڈ کی۔۔لیکن اپنی پشت پر کس کا ہاتھ محسوس ہوا۔

اس نے گن کا رخ موڑا۔۔پر سامنے آریان کو دیکھ کر اس کا ہاتھ پہلو میں گرا۔

"چلاؤ گولی۔۔رک کیوں گئے؟آج خود تمہارے سامنے مرنے کو تیار ہوں۔"

بکواس بند کرو۔۔اور جانے دو۔۔"اس نے آریان سے نظر چرائی۔"

"جیسے صنم کو مارنے کی کوشش کی ویسے ہی مجھے بھی مار دو۔۔شایان ساگر۔۔"

اس نے ایک زوردار تھپڑ شایان کو مارا تھا۔۔شایان کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہوئی تھیں۔

"جیسے انعم کا بے دردی سے قتل کر دیا۔۔میرا بھی کر دو۔۔۔۔"

ایک اور تھپڑ اس کے گال پر مارتا وہ چیخا تھا۔۔

اتنی سفاکیت اتنا ظلم کس نے بھر دیا تھا تم میں۔۔"اس کا گریبان جکڑے وہ ہذیاتی ہوئے چیخا۔"

کبھی دل نہیں کانپا۔۔روح نہیں تڑپی۔۔۔ بہنیں تھی صنم۔۔۔اور انعم۔۔۔بھائی تو محافظ ہوتے ہیں، "تم کیسے ان کے قاتل بن گئے۔۔درندے بن گئے۔۔ماں کو تکلیف دی باپ کو اپنے جیسا بنا دیا۔۔۔۔" اس کا گریبان جنجھوڑے اس نے ایک اور تھپڑ اس کے منہ پر مارا اسے دور دھکیلا۔۔وہ دیوار سے لگتا زمین پر گرا تھا۔

ناجانے کیوں وہ مقابلہ نہیں کر رہا تھا۔۔شاید جینے کی لگن ختم ہو چکی تھی۔۔

قاتل خونی جواری۔۔۔کیا کیا نہیں بن گئے تم۔۔شایان ساگر۔۔ محض پاور کے لیے۔۔۔۔۔" پے درپے اسے مارتا وہ جنونی ہو چکا تھا۔۔جبکہ وہ خاموشی سے بڑے بھائی سے مار کھا رہا تھا۔کیونکہ اس کا ایک ایک لفظ سچ تھا۔

خالی ہاتھ تھا وہ۔ محبت عزت، دولت سب ہار گیا تھا۔۔

دل تو کرتا ہے تمہیں اپنے ہاتھوں سے اتنی دردناک موت دوں کہ تمہاری روح کانپ جائے۔۔۔پر " میں اپنے ہاتھ گندے نہیں کر سکتا۔ نفرت ہے مجھے تم سے شدید نفرت۔۔۔شایان ساگر کاش تم میرے بھائی نہ ہوتے کاش۔۔۔۔۔"اس نے جبڑے پر اپنا بھاری ہاتھ مارا۔۔

آریان۔۔۔"زین نے اسے بمشکل قابو کیا۔، جبکہ شایان ساکت نگاہ سے زمین پر لیٹا رہ گیا تھا۔"

پولیس نے اس کا گریبان پکڑا ہوا تھا۔۔دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں۔

اسے گھسیٹتے ہوئے لے جایا جارہا تھا لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔اس کا گریبان چھونے والا زندہ نہیں رہتا تھا۔۔لیکن آج وہ شاید زندہ ہی نہیں رہا تھا۔۔

آریان اس کے ساتھ ہی تھا۔۔پورے شہر میں تازہ ترین خبر شایان ساگر کی گرفتاری کی تھی۔۔

ملک کے مشہور بزنس مین کا چہرہ عیاں کیا جارہا تھا۔۔جنہوں نے ملک میں غداری کی تھی۔گویا ہر جانب بھگدڑ مچ گئی تھی۔

پولیس آفیسر نے اسے جیل میں دھکیلا۔۔وہ زمین پر گرا۔

وہ مغرور زمانہ شخص آج بے بسی کی مثال تھا۔آج اس کو کسی دوا کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔

"سب تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے شایان ساگر۔۔۔مجھے تم سے اب نفرت نہیں ترس آرہا ہے تم پر۔۔۔"

اس نے نہایت حقارت سے کہا۔شایان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔۔

جاؤ یہاں سے۔۔۔مجھے کسی کی شکل نہیں دیکھنی۔۔۔" وہ شدت سے دھاڑا۔۔اور وہاں سب چیزوں" کو ہتھکڑی لگے ہاتھوں سے تباہ و برباد کرنے لگا۔۔

آریان سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھتا آفس کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

وہ چاہ کر بھی یہاں سے جانا نہیں چاہتا تھا۔

جلدی، کرو۔۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔پولیس کسی بھی وقت یہاں آتی ہو گی۔شایان گرفتار ہو چکا ہے۔۔۔" قیوم چوہدری نے لڑکیوں کو دیکھتے کہا۔۔ جنہیں قیوم چوہدری کراچی لے جا رہا تھا۔

وہاج سلطان ایک جانب درختوں کی آڑھ میں چھپا تھا۔

اسے بس زین کے آرڈر کا انتظار تھا۔

کچھ ہی دیر میں اس کا انتظار بھی ختم ہوا تھا۔۔جب زین کی گاڑی فاصلے پر رکی۔

وہاں کی ساری ذمہ داری آئی جی ایاز سنبھال رہے تھے۔۔آریان بھی ان کے ساتھ تھا۔۔

"زین ! ! مجھے لگتا ہے شایان نے ابھی تک قیوم چوہدری کو ابھی تک اطلاع نہیں دی۔۔"

ایسا نہیں ہو سکتا۔۔کچھ نہ کچھ تو جھول ہے،۔اس کی گرفتاری ہو چکی ہے۔۔اور قیوم چچا کو خبر نہ ہو۔؟"۔

وہ سامنے نظر جمائے بولا۔

"زین لڑکیاں وہ ٹرک میں لوڈ کر چکے ہیں۔۔اب بس ٹرک نکلنے کا انتظار ہے۔۔۔ تب ہم۔۔"

یکلخت فضا میں فائرنگ کی آواز گونجی۔

زین اور وہاج دونوں چونکے تھے۔۔

اپنی گن لوڈ کیے وہ اندر بڑھے تھے۔۔جب زین کی آنکھوں میں حیرت ابھری تھی۔

سامنے ہی قیوم چوہدری ایک لڑکی کو یر غمال بنائے ہوئے تھا۔

"تمہیں کیا لگا مجھے خبر نہیں ہو گی۔۔زین چوہدری۔۔؟"

چچا!! لڑکی کو چھوڑیں۔۔" وہ دھاڑا تھا۔"

ارے لڑکی کو ایک طرف کر کے اپنی بات کر۔۔تجھے کیا لگا میں سمجھ نہیں پاؤں گا۔۔میرے آدمی کو " مار دے گا مجھے پتہ نہیں چلے گا کہ تو سچائی جان گیا ہے۔۔۔اس دن ہی سمجھ گیا تھا جب تو نوفل یزدان کے بارے میں بات کر رہا تھا۔۔لیکن میں بھی چوہے بلی کا کھیل کھیلنا چاہتا تھا۔۔اس لیے آج یہاں موجود "ہوں۔۔اور اس نوفل یزدان کی جان تو میں اپنے ہاتھ سے لوں گا۔۔شایان مجھے سب بتا چکا ہے۔۔۔

زین شایان کی ذہانت کا قائل ہوا تھا۔۔جس نے کم۔وقت میں بھی اپنا داؤ کھیلا تھا۔۔

"چچا میری بات سنیں۔۔"

کچھ نہیں سننا مجھے۔۔اب سننے کہنے کو کچھ باقی نہیں ہے بس انتقام باقی ہے۔جو میں تم سب سے لوں" گا۔۔"۔

اس نے وہاج سلطان پر نظر گاڑھے کہا۔۔اور قدم پیچھے لیے۔۔

"چچا وہی رک جائیں اگر آپ نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو میں آپ کو گولی مار دوں گا۔۔"

زین مجھے جانے دو۔۔ ورنہ تم اچھے سے جانتے ہو میں کیا کر سکتا ہوں۔۔" ان کے چہرے سے چھلکتی سفاکیت پر اس نے شدت سے لب بھینچے۔۔ان کی نگاہ کا تعاقب وہ کنٹینر تھا، جس میں لڑکیاں قید تھیں۔۔اور اس پر بم لگایا گیا تھا۔

"ایک بار میری بات سنیں۔۔ یہ سب کر کے آپ کو کیا حاصل ہو گا۔۔ بتائیں مجھے؟"

سکون حاصل ہو گا۔۔ بدلہ پورا ہو جائے گا۔۔اور اس یزدان کو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔ میرا بیٹا چھین لیا اس نے۔۔۔ اتنے سال میں تڑپتا رہا، اور جب ملنے کا وقت آیا تھا، اسے مار دیا گیا۔ کیوں؟" وہ بھاری آواز میں چیخے۔

"مجھے اگر پتہ ہوتا کہ وہ آپ کا بیٹا ہے تو میں کبھی یہ سب نہ ہونے دیتا۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔"

زین نے اسے سمجھانا چاہا۔۔

مجھے کچھ نہیں سننا، بہت آزادی سے جیتا رہا وہ۔۔"

پر اب نہیں، اب وہ تڑپے گا۔ جب اس کے بال کو بھی وہی تکلیف محسوس ہو گی۔ تب سمجھے گا میرا دکھ۔۔۔ "

"چچا آپ غلط کر رہے ہیں آپ یہ سب کر کے اظفر کو بھی کھو دیں گے۔۔"

"میرے بیٹے کا نام اپنی گندی زبان سے مت لینا ورنہ اس لڑکی کو میں مار دوں گا۔۔۔"

چھوڑ دیں چچا آپ مجھے مجبور کر رہے ہیں کوئی سخت قدم اٹھانے پر، آپ کو خدا کا واسطہ ہے۔۔ رک جایئے ابھی بھی وقت ہے۔۔۔"

اس وقت وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔۔وہ اس کے چچا تھے جسے کبھی وہ اپنا آئیڈیل سمجھتا تھا۔۔جس کی انصاف پسندی کا وہ قائل تھا لیکن حقیقت بھیانک ترین تھی۔

آج مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔۔کوئی بھی نہیں۔۔"اس لڑکی کی گردن پر چاقو کو مزید شدت سے " دباتے وہ دھاڑے۔

وقت کم تھا۔۔اور لڑکیاں تعداد میں زیادہ۔۔تھیں۔۔

زین نے کنٹنر کے تعاقب میں دیکھا تو اس کی آنکھوں میں ہلکی سی روشنی بڑھی۔

وہاں سفیر اور باقی فوجیوں کو دیکھتے وہ کچھ حد تک مطمئن ہوا تھا۔ جبکہ وہاج بھی اب ریلکس تھا۔۔

لیکن اگلے ہی پل اس کی خوشی غارت ہوئی تھی۔

" تو تم آگئے ؟ مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔"

"ہاں میں آگیا ہوں۔۔۔اب جو کہنا ہے مجھے کہو۔۔۔"

یزدان بے خوفی سے بولا جبکہ وہاج نے دانت پیسے تھت۔۔

تم نے میرے بیٹے کو مار ڈالا۔ تم نے اسے مجھ تک آنے سے پہلے ہی اسے مجھ سے جدا کر دیا کیوں۔۔؟""اس نے لڑکی کو ایک طرف پھینکا اور گن نکال کر سامنے کی۔

زین کی توجہ پیچھے ہوئی جس کا فائدہ قیوم چوہدری نے اٹھایا تھا۔

یکلخت فائرنگ کی آواز گونجی۔۔

یزدان!! زین چیخا تھا۔"

زین!!! سفیر اور یزدان کی آواز ایک ساتھ گونجی۔ جبکہ قیوم اپنا نشانہ غلط دیکھ کر مزید باؤلا ہوا تھا۔"

اس نے زین کو قہر آلود نگاہ سے دیکھا۔۔ جس کی بازو سے خون نکل رہا تھا۔۔ گولی اس کے بازو میں لگی تھی۔

زین!! غلط کیا تم نے۔۔۔" گولی ایک بار فضا میں گونجی۔۔ لیکن زین کے سمجھداری کا مظاہرہ کیے "یزدان کو پھر پیچھے دھکا دیا۔ اور اس کا نشانہ اس بار چوکا تھا۔

قیوم چوہدری کے آدمی وہاں آتے دھاوا بول چکے تھے۔۔ انہیں کا فائدہ اٹھاتے قیوم چوہدری اس بھیڑ سے غائب ہوا تھا۔۔

تمہیں میں نے منع کیا تھا، تو پھر یہاں کیوں آئے؟،"زین بھڑکا تھا۔۔"

زین تمہارے بازو سے خون نکل رہا ہے۔۔"یزدان کو اس وقت صرف زین کی پرواہ تھی۔ غصہ گویا" کہیں جا سویا تھا۔۔

"دفعہ ہو جاؤ یزدان یہاں سے۔۔ ورنہ میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔۔"

آج پہلی مرتبہ وہ یزدان کے سامنے یوں بھڑکا تھا۔

"میں تمہیں تنہا چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔۔ تم ایک غلطی کر چکے ہو۔۔ لیکن اب نہیں۔۔۔"

وہ زین کو سہارا دیتا بولا جب ایک آدمی ان پر حملہ آور ہوا۔۔ لیکن وہاج اس پر گولی چلاتا زین کے سامنے آیا۔

کمینے انسان، تمہیں اس وقت مینشن میں ہونا چاہیے تھا۔۔" وہاج دھاڑا تھا۔۔"

"یہ سب باتوں کا وقت نہیں ہے۔۔"

یزدان غرایا تھا۔۔

"قیوم چچا نے کوئی سازش کی ہے۔ میں ان کے پیچھے جاتا ہوں۔۔"

لکڑیوں کی وجہ سے وہاں آگ بھڑک اٹھی تھی جو قیوم چوہدری کی ہی سازش تھی۔ معاملہ بگڑ چکا تھا۔۔

ہر جانب بھڑکتی آگ پر باقی فوجی قابو پانے لگے۔

کنٹینرز میں موجود لڑکیوں کی رونے کی آوازوں پر وہ دونوں بوکھلائے۔۔

یزدان سفیر اسی جانب بھاگے۔۔ زین نے اسی بات کا فائدہ اٹھایا اور قیوم چچا کے پیچھے بھاگا۔ جو یقیناً گاؤں کے خفیہ راستے کی جانب ہی جا رہا تھا۔

یزدان کی آواز اسے اپنے پیچھے سنائی دی۔ لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔

وہاج !! اس نے وہاج کو مخصوص اشارہ دیا۔۔"

بازو سے درد کی ٹیسیں اٹھنے لگی۔۔ لیکن اسے شک ہو رہا تھا کہ وہاں جانے کا مقصد کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔۔

اپنی گاڑی میں سوار ہوئے وہ اسی راستے کی طرف بڑھا۔۔اور کچھ فاصلے پر ہی اسے قیوم چوہدری کی گاڑی نظر آئی تھی۔

اس نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔ قیوم چوہدری کی گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز تھی۔اور آگے جا کر ایک انڈر پاس آتا تھا۔۔ جہاں سے بائیں جانب ایک خفیہ راستہ شروع ہوتا تھا۔۔

بازو پر اس نے اپنا رومال باندھا، تاکہ کچھ دیر کے لیے خون رک سکے۔۔

یک دم دو گاڑیاں اس کی گاڑی کے آگے پیچھے آئی، اسے خطرے کا احساس ہوا تھا۔۔ تبھی اس نے جھک کر دھواں اڑانے والا منی بمب نکالا۔۔اور شیشے سے باہر پھینکا۔۔پل میں دھواں فضا میں پھیلا، زین نے اپنی گاڑی کو ایک طرف موڑا اور جنگل کے راستے میں ہوا۔۔۔ جنگل کے بیچ گاڑی روک کر اس نے اپنی گن پشت میں اڑسی اور دوسری گن کو ہاتھ میں پکڑا۔۔اس راستے کی ساری انفارمیشن وہ نکال چکا تھا۔کچھ دور ہی اس کی بھیانک منزل تھی جس کا اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔

اور پھر اس کے قدم تھم گئے تھے۔۔اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔۔

سامنے ہی مخدوم چوہدری اور صدیقہ بیگم تھیں، جنہیں قیوم چوہدری نے درخت کے ساتھ باندھا تھا۔۔اور ان دونوں کے گرد ایک ایک پہرے دار تھا۔

زین کی آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا۔

اب کس کو بچاؤ گے زین چوہدری۔۔میں جانتا تھا تم میرا پیچھا ضرور کرو گے۔۔۔زرفشاں تو میرے " چنگل سے نکل گئی۔ جس کا مجھے افسوس بھی ہوا تھا۔۔لیکن یہ خسارہ تو تمہارے لیے سب سے بڑا " ہوگا۔۔

زین!! مخدوم چوہدری جھٹپٹائے۔۔۔ان کے بازو پر سے نکلتا خون اسے احساس دلا گیا تھا۔کہ ان کا " ٹھیک ہوتا زخم ایک بار پھر بگڑ گیا ہے۔ جو قیوم چوہدری کی درندگی کا نتیجہ ہے۔۔جبکہ صدیقہ بیگم نیم بیہوش تھیں۔

پہلے میری بیوی پھر میری بہن، اور اب میرے ماں باپ، قیوم چچا آپ نے اچھا نہیں کیا۔۔" وہ " دانت پر دانت جمائے بولا۔۔جبکہ قیوم چوہدری تمسخر سے مسکرایا تھا۔

آج میرا ہر انتقام پورا ہو جائے گا۔برسوں کی ہر محرومی کا انتقام میں اپنے بڑے بھائی سے لوں گا۔ جس " نے ہر قدم پر مجھے پیچھے کیا اور خود آگے بڑھ گئے۔آج میں ان سے ہر محرومی کا بدلہ لوں گا۔۔"

چچا آپ مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ میں آپ کا قتل اپنے ہاتھ سے کروں۔۔" اس نے نہایت سفاکیت " سے کہا۔جبکہ رگیں تن چکی تھی۔

"تم مجھے کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔کیونکہ زین چوہدری اپنے چچا سے بہت پیار کرتا ہے۔۔"

وہ اس کی جانب بڑھتے بولے۔۔جب زین نے گن تھوڑی سی جھکائی اور ان کی ٹانگ پر فائر کیا تھا۔

ایک چیخ کے ساتھ وہ نیچے زمین پر گرے۔۔

آپ کا بھتیجا رحم دل ہو سکتا ہے لیکن میجر زین چوہدری نہیں۔۔"اسی پل زین نے مخدوم چوہدری کے " قریب کھڑے ایک پہرے دار پر گولی چلائی۔۔۔اور تیزی سے آگے بڑھتا وہ دوسرے پہرے دار پر بھی فائر کر چکا تھا۔۔

مار ڈالو انہیں۔۔" قیوم چوہدری دھاڑے۔جب نجمہ کے قریب کھڑے گارڈ نے ایکشن لیا"

لیکن۔۔۔قیوم چوہدری کو لگا کسی نے بازی پلٹ کر اس کے ہاتھ میں زبردستی شکست تھمادی ہو۔۔دنیا ویران ہوئی تھی۔

چونکا تو زین بھی تھا۔۔گارڈ نے گولی چلائی جس کا نشانہ زین کے بجائے اظفر بنا تھا۔جو کافی دیر سے درخت کی اوٹ میں کھڑا تھا۔

نہیں۔۔۔۔۔" وہ چیخ کر وہ اپنی ٹانگ پکڑ کر وہی تھم گئے۔۔"

گولی اظفر چوہدری کے سینے میں پیوست ہوئی تھی۔"

اظفر میرا بیٹا۔۔۔" وہ لنگڑاتی ٹانگ کے ساتھ تیزی سے اس کی طرف بھاگے۔۔"

اظفر میرے بچے۔۔۔تم یہاں کیوں آئے۔۔۔"ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔۔جبکہ اظفر" تکلیف میں مسکرایا تھا۔

اپنے باپ کا وہ سفاک روپ دیکھنے۔۔جسے ساری عمرانہوں نے ہم سب کی آنکھوں میں دھول جھونکے " "چھپائے رکھا تھا۔۔

نہیں میرے بچے۔۔۔"بیٹے کے منہ سے الزام موت کے مترادف تھا۔"

اظفر۔۔۔"زین اس گارڈ کا کام تمام کرتا،اس کی جانب بھاگا۔۔"

میرے بیٹے سے دور رہو،زین۔۔"وہ روتے ہوئے دھاڑے۔اب بھی وہ نفرت کو زندہ رکھے ہوئے " تھے۔

میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔اظفر۔۔۔"زین قیوم چوہدری کی پرواہ کیے بنااس کے پاس آیااور " اسے اٹھانے لگا۔

نہیں زین بھائی!!میرے باپ کا کیا میں کاٹوں گا۔۔۔یہ سزاان کے لیے کافی ہوگی کہ اپنی سفاکیت کی " وجہ سے انہوں نے اپنا دوسرا بیٹا بھی کھودیا۔۔"وہ درد برداشت کرتے بمشکل بولا تھا۔

نہیں اظفر۔۔۔"قیوم چوہدری تڑپ کر بولے۔"

"سچ۔۔۔سے منہ۔۔نہیں۔۔۔موڑ سکتے آپ۔۔۔"

اظفر باتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔۔اٹھو میرے ساتھ۔۔۔چلو۔۔۔"زین اسے کسی بھی حال میں" ہاسپٹل لے کر جانا چاہتا تھا۔۔

میری ماں کی حفاظت کرنا۔۔وہ خود غرض تو ہیں لیکن بابا کی طرح سفاک نہیں۔۔۔۔انہیں میرے " بابا سے بہت دور لے جانا زین۔۔۔۔بھائی۔۔۔بہت دور۔۔۔۔"اس نے یہ چند الفاظ بمشکل کہے تھے۔

اظفر۔۔۔!! نہیں اظفر۔۔۔"اس کی ٹوٹتی سانسوں کو سنتے وہ بے بس ہوئے تھے۔اس نے ایک " آخری تلخ نگاہ قیوم چوہدری پر ڈالی اور ان کے ہاتھوں میں آخری ہچکی لیتا دم توڑ گیا۔زین نے رنج والم میں گرے سختی سے آنکھیں میچ لی۔۔جبکہ قیوم چوہدری کے پاس کچھ باقی نہیں بچا تھا۔۔

زین نے اظفر کو سیدھا کیا اور زمین پر لٹا دیا۔

مخدوم چوہدری کے آنسو بے ساختہ بہہ نکلے تھے۔۔وہ جو قیوم کی سفاکیت کو سمجھ نہیں پائے تھے۔اظفر کی اچانک ہوتی موت نے حواس معطل کر دیے تھے۔۔

یہ سب آپ کے اپنے گناہوں کی سزا ہے۔۔"وہ بڑبڑایا"

ایک جانب گری مخدوم چوہدری کی چادر کو اس نے لا کر اظفر کے بے جان وجود پر ڈال دی۔قیوم چوہدری وہی بے بس سے بیٹھے رہ گئے۔۔وہ آنکھوں سے نمی رگڑتا وہ مخدوم چوہدری کی رسی کھول چکا تھا۔۔مخدوم چوہدری زین کے گلے لگے۔۔۔جبکہ نجمہ بیگم کو وہ سہارا دیتا گاڑی کے پاس لایا،

"بابا آپ اماں کو گھر لے کر جائیں،۔شجیعہ کو اس وقت آپ کی شدید ضرورت ہے۔۔۔"

قیوم!! وہ اس کی جانب دیکھتے بڑبڑائے۔۔۔"

اس وقت وہ آپ کا بھائی نہیں ایک مجرم ہے۔۔۔" زین نے سنجیدگی سے کہا۔"

مخدوم چوہدری نے ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر گاڑی میں سوار ہوئے۔

گاڑی سٹارٹ ہونے کی آواز آئی لیکن وہ وہی بیٹھے رہے۔

" یہ میرے گناہ کی سزا نہیں، میرے انتقام کی حد تھی۔اور اب یہ آخری حد بھی میں پار کر جاؤں گا۔۔"

زین کو اپنی جانب بڑھنے کی آہٹ محسوس کرتے وہ بڑبڑائے۔

وُہ فون پر کسی سے بات کرتا ان کی جانب آچکا تھا۔

زین نے انہیں بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا۔

چلیے میرے ساتھ۔۔" وہ انہیں گھسیٹتا ہوا لے جانے لگا۔۔ لیکن یکلخت انہوں نے اسے دھکا دیا۔" پر زین خود کو سنبھال گیا تھا۔۔

چچا میرے ساتھ چلیں۔۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔۔"

میں ہار نہیں مانوں گا۔زین چوہدری۔۔۔ میرا اسعدان میر اظفر، دونوں بیٹے تمہاری وجہ سے مجھے چھوڑ" کر چلے گئے۔۔جب مخدوم چوہدری اپنے بیٹے کو کھوئے گا تو اسے احساس ہوگا۔۔کہ اولاد کھونے کا دکھ کیا "ہوتا ہے؟

اپنی پوری طاقت لگائے انہوں نے زین کو پیچھے دھکیلا۔۔ پچھلی جانب گہری کھائی تھی۔۔دونوں ایک دم پیچھے کی جانب گرے تھے۔۔

قیوم چوہدری کی چیخ فضا کو چیرتی گم ہوئی تھی۔

"سفیر!! شجیعہ کیسی ہے؟"

وہ آئی سی یو کے باہر ہی موجود تھا۔۔جب قیوم اور صدیقہ بیگم وہاں آئے تھے۔ان کے بازو پر پٹی بندھی تھی۔۔

کل سے زین کا کچھ پتہ نہیں تھا۔۔اور سفیر ان لڑکیوں کی بازیابی کے بعد کافی مصروف رہا تھا۔۔ تبھی اب یہاں آیا تھا۔ تھوڑی دیر میں اسے پھر نکلنا تھا۔۔ان لڑکیوں کو ان کے ورثاء کے حوالے کرنا تھا۔۔اور جو بیمار ہو چکی تھیں۔۔انہیں ہاسپٹل میں ایڈمٹ کروادیا گیا تھا۔وہاں فوج کی ڈیوٹی سخت کر دی گئی تھی۔

ان کی حالت کل کافی خراب ہو چکی تھی۔۔ شہر آتے تک وہ بیہوش ہو چکے تھے۔۔صد شکر تھا کہ زین نے سفیر کو اطلاع دے دی تھی۔

ٹھیک ہے۔۔۔وہ۔۔۔پر میں آپ کو اس سے ملنے کی اجازت کبھی نہیں دوں گا۔"اس نے سنجیدگی سے " جواب دیا جب مخدوم چوہدری نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔ سفیر کی آنکھوں میں حیرت ابھری تھی۔پر پھر اس نے سر جھٹکا۔۔

مجھے معاف کر دو۔۔ سفیر" وہ دلگیری سے بولے تو نہ چاہ کر بھی اس کے چہرے پر سرد تاثرات چھا گئے۔

کس بات کی معافی۔؟ میری خالہ کو بنا جرم سزا دینے کی معافی یا پھر شجیعہ سے تا عمر نفرت کرنے کی معافی؟ یا پھر مجھ سے نفرت کرنے کی معافی۔آج شجیعہ کے ساتھ جو ہوا ہے اس کی وجہ آپ ہیں۔۔ صرف آپ" وہ دبا دبا غرایا تھا۔۔

صدیقہ بیگم کے آنسو بہے تھے۔۔جو دھچکا انہیں لگا تھا اس نے ان کی جان ہی تو نکال دی تھی۔۔ قیوم چوہدری اتنا سفاک ہو گا۔۔انہیں زرا بھی اندازہ نہیں تھا۔۔

ایسے مت کہو سفیر۔۔ مجھے میری بچی سے ملوا دو۔۔۔" صدیقہ بیگم بے بسی سے بولی۔"

میں نہیں چاہتا کہ اس کے سفاک بے حس باپ کا سایہ بھی اس پر پڑے۔ لیکن مجبور ہوں کیونکہ آپ" اس پر حق رکھتے ہیں۔۔۔" وہ تمسخر سے مسکرایا۔

سفیر تمہارا دل بہت بڑا ہے۔۔اور ہمارا ظرف چھوٹا۔۔آج جو بھی ہمارے ساتھ ہوا ہے۔۔ وہ ہمارے" اعمالوں کی ہی تو سزا ہے۔" ان کی آواز بھرائی تھی۔۔جب سفیر ان کے جڑے ہاتھ تھام چکا تھا۔۔

میں آپ کو معاف نہیں کرنا چاہتا لیکن میرے دل میں بسے دو لوگ آپ سے جڑے ہیں۔ان کی خاطر" میں آپ کو ضرور معاف کر دوں گا۔۔۔" اس نے سنجیدگی سے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔۔گو یا وہاں رکتا تو ضبط کھو دیتا

"ایک شجیعہ !! صدیقہ بیگم اس کی صورت دیکھتی سسکی تھیں۔۔کان پر زخم جبکہ گال پر سوجن تھی۔۔ہاتھ پر ڈرپ،۔سٹریس کی وجہ سے اس کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔۔اور کچھ اس انجیکشن نے شجیعہ کی تمام وینز پر گہرا اثر چھوڑا تھا۔۔جس کی وجہ سے وہ آج آئی سی یو میں تھی۔ پیلی ہوتی رنگت کے ساتھ اس وقت وہ لڑکی ان کے دل میں درد بھر گئی تھی۔

مخدوم چوہدری کی آنکھوں سے آنسو کی لکیر بہہ نکلی تھی۔

"کاش میں اپنی بیٹی کو ایک بار اپنے سینے سے لگا کر اسے اپنے ہونے کا احساس دلاتا تو آج یہ سب نہ ہوتا۔۔"

صدیقہ بیگم نے اپنے شوہر کو زخم خوردہ نگاہ سے دیکھا۔

وہ آگے بڑھے اور شجیعہ کی پیشانی کو چھوتے ایک بار پھر روئے تھے۔

اس بیٹی سے انہوں نے کبھی محبت نہیں کی تھی۔انہیں زین چوہدری سے محبت تھی۔۔عورت ذات ان کے لیے کبھی اہمیت کی حامل نہیں رہی تھی۔۔لیکن صدیقہ بیگم سے انہیں شدید محبت تھی۔اور وہ صدیقہ بیگم کی اولاد ہی تھی،پر پھر بھی فرق تھا۔۔اور آج یہ فرق انہیں بری طرح چبھن دیتا گویا زخمی کر رہا تھا۔۔

انہوں نے شجیعہ کی پیشانی کو چھوااور آئی سی یو سے نکل گئے گویا ہمت نہ ہوا پنی بیٹی کا سامنا کرنے کی۔۔صدیقہ بیگم اس کا ہاتھ چومتی آنسو بہا کر رہ گئی تھیں۔

یزدان!!! اسے سامنے دیکھتی وہ ضبط کھو گئی تھی۔۔"

یزدان کی بانہوں میں سماتی وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔۔

کل کے تھکا دینے والے انتظار کے بعد آج اس کا سامنا ہوا تھا۔۔۔

یزدان نے اسے بانہوں میں بھر لیا۔۔

کتنی غلط کتنی سفاک تھی میں۔۔یزدان۔۔ تم حق پر ہوتے ہوئے بھی میرا الزام میرا ہر ستم بنا کسی" شکوے کے سہتے رہے۔۔۔ایک بار تو الزام کی تائید کی ہوتی۔پری کے بارے میں غلط سوچا۔حالانکہ وہ تو۔۔۔"۔ تعبیر کی ہچکی بندھی۔۔آواز رک سی گئی تھی۔۔

کرنا چاہتا تھا۔۔لیکن آپ کے ہر ستم ہر الزام نا جانے کیوں مجھے اچھا لگتا تھا۔۔جب آپ مجھ سے لڑتی" "جھگڑتی شکوے کرتی تھیں۔۔تو نا جانے اس دل کو ایک سکون محسوس ہوتا تھا۔

یہ کیسا سکون ہے یزدان؟" اس کی الگ منطق پر وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔"

وہ سکون تعبیر جو سعدان سہگل کو حاصل نہیں ہوا۔۔وہ سکون جو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے" سے پہلے میرے ہاتھوں قتل ہو گیا۔۔اور آخری سکون جو آپ کو حاصل کر کے ہوا تھا۔ورنہ اگر سعدان

سہگل آپ کو حاصل کر بھی لیتا تو میں اس سے آپ کو ہمیشہ کے لیے چھین لیتا۔۔کیونکہ پری نے ایک ہی تو خواہش کی تھی۔وہ بھی پوری نہ کرتا تو میرے جینے کا کیا مقصد تھا؟آپ کو حاصل کرنے کے لیے سو قتل بھی کرنے پڑتے تو وہ بھی کر گزرتا۔۔ "

اس کے لفظوں میں سمٹی جنونیت شدت پسندی پر تعبیر لرز کر رہ گئی۔۔

"یزدان!! "

گھبرایئے مت، مسٹر سہگل آج ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکا ہے۔۔اب صرف آپ کا یزدان ہے۔۔عام سا نوفل یزدان۔۔جس کی بوتیکس ہیں جو ایک فیشن ڈیزائنر ہے۔۔نہ کوئی قیدی نہ کوئی غنڈہ، صرف ایک عام شخص۔۔۔جس کی دنیا تعبیر سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہوتی ہے۔"

اس نے تعبیر کو شانوں سے تھام کر احساس دلایا تھا۔۔

یزدان!! " تعبیر کی آنکھیں بہہ رہی تھی۔"

"پریہان کے بارے میں بتانے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے تعبیر۔۔ "

میں سب جان چکی ہوں۔۔اور میں کبھی نہیں چاہوں گی کہ تمہارے زخم پھر سے تازہ ہوں۔۔میں کبھی تمہارے لیے راحت نہیں بنی لیکن تمہارے زخموں کا موجب نہیں بنوں گی۔"۔

"ایسے مت کہیں تعبیر۔۔"

ایسا ہی یزدان۔۔ میں تمہیں تمہاری پری تو لا کر نہیں دے سکتی۔۔ لیکن میں اپنے اللہ سے دعا مانگوں گی " کہ ہمیں ایک بیٹی دے، جو تمہارے زخم کو ہمیشہ کے لیے ٹھیک کر دے۔۔ پر یہاں نہ سہی پر یہاں کی ہم " نام صحیح۔۔۔۔

اس نے گویا یزدان کی دنیا ایک پل کے لیے روک دی تھی۔۔

آپ کہہ رہی ہیں۔ آپ میرے لیے راحت نہیں بنیں۔۔ آپ جانتی ہیں اس وقت آپ نے کیا کیا" ہے ؟۔۔ یہ چند الفاظ کہہ کر اس وقت آپ نے تا عمر راحت دے دی ہے۔ اس سے بڑھ کر میرے لیے راحت ما مقام کیا ہو گا؟"۔ اس نے تعبیر کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا۔

وہ نمناک آنکھوں سے مسکرائی تھی۔

اور ہاں ایک بات کہوں۔۔۔ اس پوری دنیا کے ستم کے بعد ان بانہوں میں جو مجھے سکون ملا ہے۔۔ وہ" کہیں نہیں تھا۔ اگر ان ہاتھوں کو اس وجود کو میرے درد کی دوا کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا۔۔۔ "اس کی ہتھیلیوں کو چھوتے وہ نرمی سے بولا۔۔ جبکہ تعبیر آج پھر ہاری تھی

"ایسا کیا ہے مجھ میں یزدان۔۔ ہر ستم ہر الزام کے بعد بھی مجھے معاف کر کے دل میں بسا لیتے ہو۔"

دل سے نکالتا ہی کب ہوں؟ "اس نے تعبیر کے دونوں گال کھینچے۔۔ تو وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔ "

آپ جانتی ہیں، مجھے آج تک ایک بات کی سمجھ نہیں آئی۔۔ اور نہ مجھے اس بات کا جواب کسی سے ملا " ہے۔ "

تعبیر نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

جب میں نے سعدان کا قتل کیا تھا۔۔ جانتی ہیں اس نے مجھ پر جوابی وار نہیں کیا۔۔اور جب میں اسے مار چکا تھا اس نے اپنا لیپ ٹاپ آن کیا، اور سب فائلز بھی سیٹ پر رکھ دی تھی۔۔اور جانتی ہیں۔اس نے کہا تھا۔۔"یزدان نے سانس لیا۔۔

اس نے، پریہان کی جان آپ کی خاطر لی۔۔اور پھر خود آپ کو مجھے سونپ دیا۔۔جانتی ہیں اس نے کیا کہا تھا؟"۔

تعبیر تمہاری ہوئی۔۔اس نے آپ کا ہر حق مجھے سونپ دیا۔۔مجھے سہگل بننے پر مجبور کیا۔وہ آخری وقت میں اس طرح مجھے سوالات میں گم کیوں چھوڑ گیا۔۔۔

تعبیر کا رنگ فق ہوا۔

یزدان ہم کوئی اور بات کرتے ہیں۔۔"اس نے بات کا رخ بدلنا چاہا۔"

"مجھے جاننا ہے تعبیر۔۔"

نہیں یزدان کچھ سوالات لاجواب ہی رہتے ہیں۔۔"اس نے یزدان کے سینے پر سر رکھا۔ جبکہ یزدان کے ذہن میں جھماکہ ہوا تھا۔۔اس نے سختی سے لب دبائے۔۔جبکہ تعبیر کی سانسوں میں آج ہلکی سی تیز روانی تھی۔

یعنی وہ آپ سے محبت کرنے لگا تھا۔۔وہ آپ کی خاطر آخری وقت میں یہ حق مجھے دے گیا تھا کہ دنیا میں کبھی کوئی دوسری تعبیر دوسری پریہان سعدان سہگل جیسے شخص کی درندگی کا حصہ نہ بنے۔وہ مرتے

ہوئے ایک نیکی کر کے اپنے ہر گناہ کو اپنے ہاتھوں سے مٹا گیا تھا۔۔وہ تعبیر کو نہ پا کر بھی پا چکا تھا۔" وہ صرف سوچ پایا تھا۔۔کہنے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔

تعبیر نے اپنی آنکھ کا کونا رگڑا۔۔اور طمانیت سے آنکھیں موند لی۔۔۔

"کچھ کہنا چاہتی ہیں؟"یزدان اس کی بے چینی کو بھانپ گیا تھا۔۔

میں نے تمہیں یعنی یزدان کو اپنی سمجھ بوجھ سے ماورا ہو کر محبت کی ہے۔۔اور آج میں یہ کہتی ہوں کہ " میری ہر تمہت کی وجہ یزدان نہیں سعدان سہگل تھا۔نوفل۔۔۔یزدان نے میری تہمت کو تاج اور میری بڑھتی عمر کے طعنے کو کو فخر میں بدل دیا۔۔۔

اب کوئی یہ بھی کہے کہ میں تم سے دس سال بڑی ہوں۔۔مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔"اس نے یزدان کے سر سے سر جوڑ کر طمانیت سے کہہ کر ہر گرہ دل سے نکال دی تھی۔

وہ دونوں کل سے اس کھنڈر میں قید تھے۔۔

رانا شاکر کو ہوش اپنے بیٹے کی چیخیوں سے آیا تھا۔پہلے اسے یہ سب وہم لگا لیکن پھر ساجد کو دیکھ کر وہ باؤلے جانور کی طرح غرا رہا تھا۔۔

کل سے بھوکے پیاسے ہونے کی وجہ سے اب دونوں نڈھال سے تھے۔۔ لیکن اندر آتے وہاج سلطان کو دیکھ کر گویا وہ ایک بار پھر پاگل ہوا تھا۔

رانا شاکر۔۔۔" وہ مصنوعی اشتیاق سے بولتا آگے آیا تھا۔۔"

ایس پی۔۔۔۔" رانا شاکر غرایا۔۔"

"ایس پی وہاج سلطان۔۔۔"

"تیرا میں خون پی جاؤں گا۔۔۔۔"

"پہلے تو اپنے آپ کو تو سنبھال لے۔۔ تجھے کیا لگا سن کچھ تیرے پلان کے مطابق ہوا ہے؟"

ایک ہوتا ہے بے وقوف۔۔ ایک ہوتا ہے اس سے بھی بڑا بے وقوف، لیکن تو جانتا ہے تو کون " ہے؟"

اس نے رانا شاکر کا کالر سیدھا کیا۔۔ اور اس کے قریب جھکا۔۔

تو ان سب بیوقوف کا باپ ہے جن کے ساتھ مل کر تو نے میری بیوی کو اٹھانے والی گھٹیا حرکت " سوچی۔۔" اس کا پراسرار لہجہ آنکھوں میں پھیلی وحشت نے ساجد شاکر کو بھی سہمایا تھا۔

"کیا مطلب۔۔۔؟"

مطلب بھی سمجھاتا ہوں۔۔" وہ مزید پراسراری سے بولا۔"

دیکھ ایس پی مجھے جانے دے۔۔۔۔" رانا شاکر بڑبڑایا۔۔"

"چھوڑدوں گا۔۔پہلے سچائی تو جان لے۔۔"

اس نے سامنے لگی سکرین آن کی۔

جہاں تازہ ترین خبروں نے رانا شاکر کو چیخنے پر مجبور کر دیا تھا۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔ میرے گھر میں ریڈ۔۔۔۔" وہ چیخا، اور کرسی سے اٹھنے کے لیے جھٹپٹایا۔"

"جانتا ہے تیرے گھر جو لڑکی گئی تھی وہ کون تھی؟" "کون تھی وہ؟"

میری بیوی نہیں، بلکہ آئی ایس آئی آفیسر، کیپٹن شہرین تھیں۔۔"۔اس نے نہایت اطمینان سے اس" کی سماعتوں پر بم پھوڑا۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"۔وہ صدمے سی کی کیفیت میں ہلنے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔"

ایسا میں کر چکا تھا میرے یار۔۔، ایس پی وہاج سلطان کی بیوی ہے وہ۔۔۔جس پر تم لوگوں نے نظر" رکھنے کی جرات کی تھی۔۔پر افسوس تم تو اس کی مکمل ایک جھلک بھی نہیں دیکھ پائے۔۔ حتیٰ کہ اسے چھو سکتے۔"

ایس پی یہ تو نے اچھا نہیں کیا۔۔۔" وہ خونخوار بھیڑیئے کی طرح دھاڑا۔"

"میں نے کب کہا کہ میں نے اچھا کیا ہے۔، بلکہ میں نے یہ بہت نیک کام کیا ہے۔۔"

وہ دانت پیس کر رہ گیا تھا۔ جبکہ دماغ الجھ گیا تھا۔

چل میں آج تجھے ساری تفصیل بتاتا ہوں اس دن مال میں جب میں اپنی بیوی کے ساتھ تھا۔۔ تجھے میں اس دن دیکھ چکا تھا۔، اور تیری گھٹیا نظر بھی بھانپ گیا تھا۔۔ تجھے لگا مجھ پر تہمت لگ گئی۔۔ میری جاب چلی گئی، تو میں سب بھول گیا۔۔ تو نے میرے بارے میں ہمیشہ غلط اندازے لگائے۔۔ ادھر تیرا کام تمام ہو گا اور ادھر شایان ساگر کو شکست ہو گی۔۔ اس وقت وہ جیل میں سلاخوں کے پیچھے ہے۔۔" رانا شاکر کا خون کھول اٹھا تھا۔۔ دل چاہ رہا تھا سب نیست و نابود کر دے۔ وہ ایسے بے وقوف بن جائے گا اسے اندازہ نہیں تھا۔۔

ایک بار میری ہتھکڑی کھول میں پھر تجھے بتاتا ہوں۔۔" وہ غرایا۔۔"

سوری باس۔۔ اب تیری جان ہی نکالوں گا۔۔"

ایس پی عادل گواہ رہنا۔ دو جنگلی کتے پولیس آفیسرز پر حملہ آور ہوئے جس کی بدولت ان کو گولی مار کر جان سے مار دیا گیا۔۔"۔

جی سر چشم دید گواہ میں ہی تو ہوں۔۔" ایس عادل پر جوشی سے بولا۔"

"نن نہیں ایس پی۔ ایسا نہیں کر سکتا تو۔۔۔۔"

وہاج نے آخری دہکتی حقارت بھری نگاہ رانا شاکر پر ڈالی۔ اور ٹریگر دبا دیا۔۔ گولی اس کے ایک بازو کو زخمی کر گئی تھی۔

" بہت ظلم، بہت تباہی مچائی تو نے۔۔ لیکن اب تیری موت تجھ پر ظلم ڈھائے گی۔۔"

دوسری گولی اس نے رانا ساجد پر چلائی۔ جو رانا شاکر کو شدید تکلیف سے دوچار کر گئی تھی۔

ایس پی میرے بیٹے کو چھوڑ دے۔۔۔"وہ بے بسی سے چلایا۔"

اس نے میری بیوی کے بارے میں سوچ کر اپنی موت کو آواز دی تھی۔اسے میں کیسے زندہ چھوڑ سکتا" ہوں۔۔"۔

نہیں ایس پی۔۔۔"وہ اب بری طرح تڑپتا غرا رہا تھا۔۔۔"

جب کیپٹن شہرین اندر داخل ہوئی۔

آؤ کیپٹن شہرین۔۔" وہاج نے اسے ہاتھ کے اشارے سے پاس بلایا تو وہ مسکراتی ہوئی آگے آئی۔"

اس کا سراپا ہو بہو انابیہ جیسا تھا۔۔اور تبھی رانا شاکر دھوکے کا شکار ہوا تھا۔

"مرتے ہوئے تیری آخری الجھن بھی دور کر دیتا ہوں۔"

" یہ تھی وہ لڑکی جسے تو میرے گھر سے اٹھا کر لایا تھا۔ خیر باقی تفصیل بھی تجھے سناتا ہوں۔"

اس نے شہرین کی طرف دیکھا۔

!!فلیش بیک

باسط کی وجہ سے وہ گھر نہیں جا پایا تھا۔جس کی وجہ سے انابیہ کی فکر اس پر حاوی تھی۔اور اطلاع کے مطابق رانا شاکر اپنے گھر پر نہیں تھا۔۔

انابیہ کی فکر ہو رہی ہے؟"زین نے اس کے پاس آکر پوچھا،پہلے تو وہ خاموش رہا لیکن پھر اثبات میں سر ہلایا۔۔

کل رانا شاکر کی گرفتاری بھی ہے۔۔اور میں جانتا ہوں وہ کوئی نہ کوئی چال ضرور چلے گا۔۔مجھے اس وقت صرف انابیہ کی فکر ہے۔۔"

فکر مت کرو۔۔رانا شاکر کوئی چال چلے گا۔۔اس سے پہلے ہم اس کی چال الٹ دیں گے۔اور اس کے سارے اڈوں کی تفصیل بھی اسی بہانے نکل جائے گی۔"

ایک جھماکہ اس کے دماغ میں ہوا۔۔

اس نے موبائل پاکٹ سے نکالا۔۔اور شہرین کا نمبر ڈائل کیا۔۔

ٹھیک پندرہ منٹ بعد وہ ہاسپٹل میں تھی۔اس دوران وہاج اسے ساری معلومات بتا چکا تھا۔

کیپٹن شہرین!!یہ ایس پی وہاج سلطان ہیں۔۔"

ہیلو سر!!اس نے ہاتھ آگے بڑھایا جسے وہ تھام چکا تھا۔"

زین اسے ساری تفصیل بتانے لگا۔شہرین نے اثبات میں سر ہلایا اور وہاں سے نکلی تھی۔

تم انابیہ کو کال کر کے سب سمجھا دو۔۔"۔

شہرین کے جاتے ہی اس نے انابیہ کو کال کی تھی۔۔

اسے لانڈری والے راستے سے دوسرے گھر والی چھت پر جانے کو کہا۔۔ جس گھر میں وہ پاگل لڑکا رہتا تھا۔۔ وہاں سے انسپکٹر عادل اسے فرمان علی کے گھر لے جانے والا تھا۔ انابیہ پہلے گھبرائی تھی لیکن پھر وہاج کی ہدایات نے اسے کچھ حد تک ریلیکس کر دیا تھا۔۔

کیپٹن شہرین کے آنے تک وہ لانڈری میں ہی رہی تھی۔۔ پھر دروازے پر دستک ہوئی اور وہ اوپر بڑھی۔

جہاں ایک خوبصورت سی لڑکی موجود تھی۔ اس نے ہی مسکرا کر پہل کی تھی۔۔ انابیہ کو وہ حفاظتی طریقے سے اس گھر میں چھوڑ کر خود انابیہ کا ڈریس پہن کر کمرے میں لیٹ گئی تھی۔ گو کہ یہ رسکی تھا۔

گارڈز کو وہ پہلے ہی چوکنا کر چکا تھا۔۔۔ سارا فل پروف پلان تیار تھا۔۔

صرف ایک رات کی احتیاط ضروری تھی۔۔ اور جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔ رانا شاکر اس کے گھر آدھمکا تھا۔۔ شہرین کا کنٹیکٹ پل پل زین کے ساتھ تھا۔۔ اور اسی دوران انہوں نے شہرین کے زریعے ہی پولیس ریڈ کا پلان بنایا تھا۔۔۔

انابیہ حفاظت سے فرمان علی کے پاس پہنچ گئی تھی جس کے بعد وہ بے فکر ہو چکا تھا۔۔ اب بس رانا شاکر کی گرفتاری باقی تھی۔

تو پھر کیسا لگا میرا پلان۔۔۔؟" اس نے شاکر سے تائید چاہی تو وہ پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔"

منہ سے زہر اگلتا وہ محض وہاج سلطان کو ہنسا رہا تھا۔۔

آج میرا انتقام مکمل ہو گا۔۔آج میں اپنے دشمنوں کو ان کے کیفر کردار تک پہنچا کر ان لڑکیوں کو "
انصاف دلا سکوں گا جو تیری اور تیرے بیٹوں کی ہوس کا نشانہ بنی تھی۔

ظلم کا خاتمہ ہو کر ہی رہتا ہے۔۔رانا شاکر۔۔۔آج دو درندے اپنے اختتام کو پہنچیں گے۔۔اور جلد "
"تیرے باس کو بھی تیرے پاس بھیجنے کا انتظام کروں گا۔۔

"تو غلط کر رہا ہے۔۔وہاج۔۔تو مجھے جانتا نہیں ہے میرے آدمی تیرا نام ونشان مٹا دیں گے۔۔"

"تیرے سب آدمی اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں اب تیری باری ہے۔۔"

کیپٹن شہرین ان کی حالت دیکھتی وہاں سے نکل چکی تھی۔کیونکہ اس کا کام اب ختم ہو چکا تھا۔۔

وہاج کی آنکھوں کے آگے سارے واقعات وہ سارے لمحات رقص کرنے لگے تھے۔۔اس نے دانت پر دانت جمائے گولی چلائی اور پھر تین گولیاں اس کے سینے میں اتار دیں۔

انتقام کی بھڑکتی آگ آج ٹھنڈی ہو چکی تھی۔۔

اس نے اپنی سرخ آنکھوں کو جھپکا اور ان کی خون آلود لاشوں کو دیکھا۔

اب محض ایک انتقام باقی تھا جو قدرت نے لینا تھا۔۔

سفیر زین کا کچھ پتہ چلا۔۔"یزدان کی آواز میں اذیت سمٹی تھی۔ دو دن گزر چکے تھے۔۔پر زین کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل پایا تھا۔۔

"نہیں!! نہ قیوم چوہدری کا کچھ پتہ چلا ہے۔اور نہ زین کا وہاں سے اس کے بیٹے کی لاش ملی ہے۔۔۔"

شایان ساگر کو بڑے جیل منتقل کر دیا گیا تھا۔۔وہاج سلطان آج سارا دن اسی میں مصروف رہا تھا۔۔

زرفشاں جو امید لگائے سفیر سے زین کے بارے میں پوچھنے آئی تھی، سفیر کی روح فرسا خبر پر دروازہ تھام کر رہ گئی۔

اس کا دل تو پہلے ہی انہونی کا شکار تھا۔۔اور انہونی ہو چکی تھی۔

"زین کہاں ہیں سفیر بھائی؟"

دونوں نے دروازے کی جانب دیکھا۔۔

میں پوچھ رہی ہوں زین کہاں ہے؟" وہ پوری قوت سے چیخی۔ جبکہ درد سے پیٹ میں ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں۔

زری گڑیا۔۔وہ ٹھیک ہے۔۔۔کچھ کام میں مصروف ہے۔۔" سفیر بمشکل مسکرایا۔۔"

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں سفیر بھائی۔۔زین کہاں ہیں،"

زری اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلا۔۔۔تم پریشان نہ ہو۔۔"یزدان نے بھی اسے پچکارا تھا۔۔"

وہ آپ کے ساتھ تھے۔۔سفیر۔۔بھائی۔۔۔مم میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔آپ سچ بتادیں آپ کو خدا کا" واسطہ ہے۔۔۔"اس نے ہاتھ جوڑے جب سفیر نے اس کے ہاتھ جکڑے تھے۔

"فوج پتہ کر رہی ہے۔۔تم پریشان نہ ہو، وہ جہاں ہو گا ٹھیک ہو گا۔۔"

انہوں نے وعدہ کیا تھا مجھ سے ایسے کیسے چھوڑ کر جا سکتے ہیں مجھے۔۔زین نے وعدہ کیا تھا۔۔۔"اس" کی آواز بھرائی جبکہ سر میں ٹیسیں اٹھنے لگی تھی۔۔

زری سنبھالو خود کو۔۔زری۔۔۔" سفیر نے بمشکل اسے سہارا دیا تھا۔۔۔جو اس کی باہنوں میں جھول" گئی تھی۔

باسط!!اسے اپنی سماعت میں کسی میٹھی آواز کی آہٹ سنائی دی تھی۔"

جس دن سے اسے ہوش آیا تھا۔۔اسے غنودگی میں یوں محسوس ہوتا تھا کہ کوئی اس کے پاس بیٹھے گھنٹوں اس سے باتیں کرتا ہے۔۔۔ لیکن جب وہ جاگتا تھا تو کمرے میں مکمل خاموشی ہوتی تھی۔۔اور آج وہ ٹھان چکا تھا کہ وہ ہر حال میں اسے پکڑ لے گا۔

اس نے چند پل انتظار کیا۔۔تا کہ وہ مزید بول سکے۔۔

"یزدان، زین آریان سب کہتے ہیں۔۔کہ تم سے بات کروں۔۔ تمہارے حواس قائم ہوں تو تم سے معافی مانگوں۔۔ لیکن تمہارا بھائی شاید ہمت نہیں رکھتا یا پھر تم سے نظر ملانے کے قابل نہیں رہا۔۔"

"معافی مانگو گے تو معاف بھی کر دوں گا۔۔پر تم مانگتے ہی، نہیں تین دن سے محسوس کر رہا ہوں کوئی بک بک کر کے چلا جاتا ہے۔۔۔اب تو میں بیزار ہونے لگا ہے جا۔"

نقاہت زدہ آواز اور جلا کٹا لہجہ جو ہمیشہ اس کے لیے مختص رہتا تھا۔۔آج بھی تو وہی تھا۔۔اور وہ پل میں پہچان گیا۔

"باسط۔۔۔!!! سفیر نے اس کے قریب جھک کر اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔۔"

"ہاں زندہ ہوں۔یقین کر لو۔۔ورنہ پورا ارادہ تھا تمہیں اپنی شکل نہ دکھا کر مرنے کا۔۔۔" سفیر نے گال پر تھپڑ مارا اور تقریباً اس پر جھکتا اس کی گردن میں منہ چھپائے وہ چھوٹا سا بچہ ہی لگا۔اس کی سسکی گونجی، جبکہ باسط کی آنکھیں نم ہوئی لیکن وہ نمی چھپاتا انجان بنا۔

"اففف!! کیا کر رہے ہو۔یہ حق میری بیوی کا ہے۔جس پر تم قابض ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"کمینے انسان ہو۔۔کبھی جو تم۔ سیدھے طریقے سے بات کرو۔۔بڑا بھائی ہوں تمہارا۔"

سفیر سیدھا ہوا اور ایک بار پھر اس کے گال پر تھپڑ مارا۔۔

میری کمزوری کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ۔۔۔تم اگر کیپٹن ہو تو میں بھی ڈیزائنر باسط خان ہوں جو "

"ڈیزائننگ کے ساتھ ہڈیاں بھی اچھی توڑتا ہے۔۔

کیپٹن سفیر نہیں میجر سفیر خان۔۔ابھی کچھ دیر پہلے یہ اعزاز وصول کر کے آیا ہوں۔" سفیر کی " بھوری آنکھیں مسکرائی، جبکہ باسط سن ہوا تھا۔۔اس کا بھائی ترقی کی منازل طے کرتا اس مقام پر آیا تھا۔ جس کی وہ کبھی دعا مانگتا تھا۔

اور یوں آج کے روز قبولیت ہو گی، اس خوش کی انتہا نہیں تھی۔

تمہارے سب سے بڑے مجرم کو اس کے انجام تک پہنچا کر آیا ہوں اب محض اس کی سزا کی باقی " ہے۔۔۔" سفیر دلگیری سے بولا۔

میرا دل چاہ رہا ہے کہ تمہیں سینے سے لگاؤں اور تم سے اپنی ہر خطا کی معافی مانگوں۔۔ لیکن یہ زخم مجھے " "اجازت نہیں دیتے، کہ میں حرکت بھی کر سکوں۔،۔

"کس بات کی معافی میرے بھائی۔۔!! میں مانگوں کا معافی۔۔اپنے ہر عمل کی۔،اپنی ہر غلط فہمی کی۔"

بڑے بھائی معافی نہیں مانگتے۔۔۔" باسط نے رسانیت سے کہا۔"

بڑے بھائی اگر خطا کریں یقین نہ کریں تو معافی کیا انہیں اپنی غلطی کا اعتراف پوری سچائی سے کرنا " "چاہیے۔۔

میں نے تمہیں تب ہی معاف کر دیا تھا۔۔جب باس نے مجھے وہاں سے آزاد کروایا تھا۔۔اور تمہیں کیا" لگتا ہے کہ مجھے خبر نہیں تھی کہ تم یزدان سے مسلسل رابطے میں ہو۔۔میں یہ بھی جانتا ہوں تمہاری کال کے دوران پہلا سوال میرے بارے میں ہی ہوتا تھا۔۔" سفیر نے محض زخم خوردہ نگاہ سے اسے دیکھا۔

سب جانتے تھے لیکن بھائی کو مسلسل ستاتے رہے۔۔" سفیر نے شکوہ کیا۔"

تھوڑی سزا کے حقدار تو تھے۔۔" باسط ادائے بے نیازی سے بولا۔"

قبول ہے ہر سزا، پر اب وعدہ کرو، اپنے بھائی سے یوں جدا کبھی نہیں ہو گے۔۔" سفیر نے ہاتھ پھیلایا۔"

"وعدہ کرنا اختیار میں نہیں ہے۔ لیکن اب کبھی دوری نہ آنے کی پوری کوشش کروں گا۔۔"

باسط نے اس کا ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ سفیر بھیگی نم آنکھوں سے مسکرایا۔۔اور اس کی پیشانی کو چوما۔

رنجشیں ختم ہوئی تو اجنبیت کی دیوار بھی گرنے لگی تھی

"صنم کہاں ہے؟"

ابھی مکمل ٹھیک نہیں ہوئی، کچھ لمحے ہوش میں رہتی ہے پھر بے ہوش ہو جاتی ہے۔۔مجھے لگتا ہے "

" تمہارا صدمہ لیا ہے اس نے۔۔

"اس کا خیال رکھنا سفیر۔۔ میری دنیا بستی ہے اس میں، اسے کچھ ہو گیا تو تمہارا بھائی۔۔"

"اب میں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔کچھ بھی نہیں۔"

اس کی پیشانی چومتا وہ دلگیری سے بولا۔

شجیعہ کیسی ہے؟" باسط کو وہ کافی الجھا ہوا لگا۔۔ تبھی اس نے پوچھا تھا۔ سفیر نے زخم خوردہ نگاہ اس پر ڈالی "

"ہم دونوں کی قسمت ایک جیسی ہے باسط۔۔"

مطلب؟" سفیر تلخ سا مسکرایا۔"

ہم دونوں کا نکاح ایک دن ہوا۔۔ایک ہی دن ہم دونوں پر مصیبت آئی۔۔اور ایک جیسا ہی ہم دونوں "کا حال ہے۔۔۔بے بسی ہی بے بسی ہے۔۔

سفیر کیا ہوا شجیعہ کو؟" باسط گھبرایا تھا۔۔"

سفیر ساری تفصیل سے اگاہ کرتا باسط کو سن کر گیا تھا۔

"شایان ساگر نے سب کو برباد کر دیا۔۔اس شخص کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔۔"

"اس کی حالت مردوں سے بدتر ہو چکی ہے۔۔۔بس شجیعہ اس صدمے سے جلدی نکل آئے۔۔۔"

وہ ٹھیک ہو جائے گی۔اگر تم اس کا خیال اچھے سے رکھو گے۔۔" سفیر نے اثبات میں سر ہلایا۔۔"

"زین کہاں ہے؟اور باس بھی مجھ سے ملنے نہیں آئے۔۔"

"یزدان زین کی وجہ سے مصروف ہے۔۔۔زین کا فلحال کچھ پتہ نہیں چل رہا۔۔"

"کیا مطلب؟کیا ہوا ہے؟"

باسط کے لیے گویا انکشافات کا دن تھا۔

اتنا سب کچھ ہو گیا اور میں کتنا بے بس ہوں"۔وہ لب کاٹ کر رہ گیا۔۔"

تمہارا کوئی قصور نہیں باسط۔۔۔اللہ کا شکر ہے تم ٹھیک ہو اور مجھے پورا یقین ہے کہ زین جہاں بھی" ہو گا ٹھیک ہو گا۔۔"۔

انشاء اللہ!!اس نے پر یقینی سے کہا تھا۔۔"

زری کا خیال رکھنا، وہ بہت معصوم ہے۔۔" سفیر نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔۔"

ہر جانب خون ہی خون تھا۔۔اس کی بند آنکھوں میں چبھن بڑھنے لگی۔۔تو اس نے سختی سے آنکھیں میچی لیکن سکون پھر بھی نصیب نہیں ہوا۔روح بے قرار ہونے لگی تھی۔۔

باسط!!وہ یکلخت جاگی تھی۔۔اور چیخ کے ساتھ اس کا نام لیتی ہذیاتی ہوئی۔

روز اور آریان جو باہر ہی موجود تھے۔۔اس کی چیخ پر اندر بھاگے۔۔

صنم!!آریان کی آنکھیں بھیگی تھیں۔"

بب بھائی!!!شایان بھائی نے مار دیا۔۔انہیں وہ چلے گئے مجھے چھوڑ کر۔۔۔"اس کے لہجے میں شدید" اذیت تھی۔

نہیں صنم ! ! آریان نے اسے سینے سے لگایا،۔"

وہ چلے گئے بھائی۔" اگلے ہی پل وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔"

شایان بھائی ظالم نکلے۔۔سب برباد کردیا۔۔انہوں نے۔باسط کو چھین لیا مجھ سے۔۔"آریان کو اسے " سنبھالنا مشکل ہوا تھا۔۔

صنم میری بات سنو۔۔" لیکن اس کا رونا بڑھتا جارہا تھا۔"

صنم ! ! باسط سر بالکل ٹھیک ہیں " روز نے آگے بڑھ کر اسے شانوں سے پکڑ کر سیدھا کیا۔اور اس " کے آنسو صاف کیے۔۔

اس کے چہرے پر بے یقینی پھیلی تھی۔

وہ ٹھیک ہیں بالکل ٹھیک۔۔"روز نے اس کے شک پر یقین کی مہر لگائی۔"

مجھے ان کے پاس لے جائیں۔۔مجھے باسط کو دیکھنا ہے بھائی ورنہ میرے دماغ کی کوئی رگ پھٹ جائے " گی۔"

صنم خود کو سنبھالو میری گڑیا۔۔سر پر زخم آنے کی وجہ سے تمہارا اسٹریس لینا ٹھیک نہیں " ہے۔۔"آریان نے اسے پچکارا۔

" مجھے باسط کے پاس لے جائیں میں خود ٹھیک ہو جاؤں گی پلیز بھائی لے جائیں۔"

روز نے آریان کو دیکھ کر اسے سہارا دیا اور بیڈ سے نیچے اتارا۔۔

آؤ میرے ساتھ۔۔" روزا سے وہیل چئیر پر بٹھاتی باہر لائی اور راہداری سے گزارتی آخری کمرے کے پاس رکی۔۔

صنم کا پورا وجود پسینے سے بھیگا، جبکہ ہاتھوں میں کپکپاہٹ ہونے لگی تھی۔

آریان نے دروازہ کھولا۔سامنے ہی وہ بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹا تھا۔۔ہاتھ پر کینولا لگا تھا۔

ہاسپٹل کا لباس پہنے وہ اس وقت بے بسی کی تصویر بنا ہوا تھا۔

باسط کے بیڈ کے پاس وہیل چئیر روک کر وہ صنم کو حوصلہ دیتی باہر نکل گئی۔تاکہ وہ آرام سے باسط کے پاس ٹھہر سکے۔۔

اس کو یوں بے بس آنکھیں موندیں لیٹے دیکھ کر صنم کے آنسو قطار در قطار بہنے لگے۔۔وہ سہارا لیتی اٹھی اوراس کے پاس بیٹھی۔

آج پانچواں دن تھا۔۔جب وہ مکمل ہوش میں آئی تھی۔اور سب سے پہلے اس نے باسط کو پکارا تھا۔

کپکپاتے ہاتھ سے اس کا چہرہ چھوئے وہ اپنی بڑھتی سسکیوں کو نہیں روک پائی تھی۔اس کے بالکل پاس جھکے وہ شدت گریہ سے روئی۔

"کیا ہو گیا یہ۔۔؟سب میری وجہ سے ہوا۔ سب قصور میرا ہے۔۔کیوں میں نے ضد لگائی باسط۔۔۔۔" "

اس کے آنسو باسط کے گال پر گرے۔۔ان آنسوؤں نے ایک لرزش سی وجود میں دوڑائی تھی۔۔وہ ہلکا

ساکسمسایا اور مندھی آنکھیں کھول کر سامنے اسے دیکھا۔جو بھیگی گلابی آنکھوں میں سمندر لیے پاس ہی تھی۔

وہ تکلیف میں بھی مسکرایا۔۔

صنم!!اس کی آواز کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی لیکن وہ آواز صنم کے وجود میں نئی روح" پھونک گئی تھی۔

ہاں آپ کی صنم۔۔!!!"اس نے ضبط سے کہا۔۔"

ساتھ نہیں چھوڑ پایا تمہارا۔۔۔بہت ڈھیٹ ہوں "اس کی تکلیف سی اٹی آواز پر اس نے نفی میں" سر ہلایا تھا۔

ایسے کیوں کہہ رہے ہیں اتنا رلایا ہے اب اور رلانا چاہتے ہیں ،"وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔"

اللہ کا شکر ہے۔۔آپ ٹھیک ہیں۔۔میرے پاس ہیں "اس کے سینے پر لب رکھتی وہ رب کی شکر گزار" ہوئی تھی۔

اس نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کر اس کی پٹی کو چھونا چاہا۔ لیکن صنم نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنی آنکھوں سے لگایا، اور پھر اس ہاتھ پر ماتھا ٹیکاتی سسکیاں بھرنے لگی۔ وہ لمحے آنکھوں وجود میں کرچیوں کی طرح چھبنے لگے تھے۔

تم، رو کر مم مجھے مزید تکلیف سے آشنا کر رہی ہو۔"۔"

نن نہیں میں نہیں رو رہی مم۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ بھی جلدی ٹھیک ہو جائیں،۔ پھر ہم گھر چلیں " گے۔" اس نے سختی سے اپنے آنسو رگڑے۔ گویا خود کو سنبھالا ہو۔

اس وقت میرا دل۔۔۔۔ تمہیں سینے سے لگانا چاہتا ہے۔۔۔۔ پی یہ محسوس۔۔۔۔ کرنا چاہتا ہے کہ تم " ٹھیک ہو۔۔" اس کے لہجے میں سمٹی یاسیت نے ایک بار پھر آنسو کو بہایا تھا۔

آپ کو دیکھ کر میں پھر سے جی اٹھی ہوں۔۔ میں ٹھیک ہوں، بس آپ ٹھیک ہو جائیں۔۔ میری خاطر " ۔۔"۔ اس نے آس سے پوچھا۔۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ ایک بار پھر وہ اس کا ہاتھ لبوں سے لگاتی خوشی سے رو دی تھی۔

محبت نے ظلم نہیں ڈھایا تھا،۔ اس سے بڑھ کر شکر کا مقام کیا ہوتا۔۔۔؟

تمہاری ملاقات آئی ہے۔۔۔" شایان ساگر نے سر اٹھایا۔۔تو سامنے ہی جمال ملک ثنا بیگم اور آریان "
موجود تھا۔

راہداری سنسان تھی۔ گویا وہا کوئی ذی روح نہ ہو۔۔ تبھی وہ لوگ یہاں موجود تھے۔

اس نے ماں کی جانب دیکھا۔ جن کا چہرہ حزن میں مبتلا تھا۔۔

جمال ملک اسے پہلے سے زیادہ بوڑھے اور کمزور لگے تھے۔۔

شایان ساگر برباد ہو گیا۔۔۔" وہ تمسخرانہ گویا ہوا۔ "

یہ بربادی تم نے خود خریدی ہے۔۔۔اور اس وقت تم ایک ایسے ہارے ہوئے جواری ہو شایان ساگر "
جس نے خود اپنے ہاتھوں سے سب تباہ کیا ہے۔۔۔"۔

وہ بولے تو ان کے ل-فظوں کی کاٹ پر وہ بلبلا اٹھا تھا۔۔

میں نے نہیں۔۔آپ نے مجھے اس راہ پر لگایا تھا۔۔آپ اس دن مجھے روک سکتے تھے بابا۔۔۔"۔وہ "
دھاڑا تھا۔۔

جمال ملک نے نظریں چرائی جبکہ ثنا بیگم نے بہتی آنکھوں سے اپنے بیٹے کو دیکھا تھا۔۔

آریان نے ان کے گرد اپنا ہاتھ پھیلا کر انہیں سہارا دیا۔آریان کو دیکھ کر ایک بار پھر آنسوان کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔

بیٹے کا ہاتھ لبوں سے لگاتی وہ سسکی تھیں۔۔قسمت نے ہر مرتبہ الگ ہی کھیل کھیلا تھا۔۔دو بیٹوں کا سکھ وہ ساتھ دیکھ ہی نہیں پائی تھیں۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو شایان۔۔اس راہ پر لانے والا میں ہی تھا۔" وہ بھینچی سی آواز میں بولے گویا اذیت میں ہو۔۔

"آریان کو برباد کر دیا۔۔اپنی اولاد کو خود مروادیا۔۔مجھ سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا۔۔؟"

آریان سب شکووں کو دل میں دباتا ان کے قریب آیا۔پر اسے لگا کسی نے اس کی سانسیں نوچ لی ہوں۔

بابا!!!اس کی آواز بلند تھی۔۔مگر اس میں بے یقینی تھی۔۔۔اس نے باپ کو سہارا دیا تھا۔۔جن کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔

یہ کیا کیا بابا؟"اس نے سرخ ہوتی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔"

مجھ میں حوصلہ نہیں تھا۔۔۔کہ میں تمہارا یا صنم کا سامنا کر پاتا۔۔شایان کے جرم میں برابر کا شریک "تھا۔۔تو پھر ناانصافی کیوں ہوتی۔۔؟

آج بھی آپ میرے ساتھ ناانصافی کر گئے۔۔۔ پھر شایان کو مجھ پر فوقیت دے گئے۔۔"وہ بھاری ہوتی آواز میں شکوہ کناں ہوا۔۔ جبکہ ثنا بیگم شوہر کی حالت دیکھے زمین بوس ہوئی تھیں۔ جبکہ شایان پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔

صنم کو کہنا اپنے باپ کو معاف کر دے،۔ لیکن تم اپنے باپ کو کبھی معاف نہ کرنا۔۔ کیونکہ مجھ جیسا باپ کسی معافی کے لائق نہیں ہے۔۔۔" انہوں نے ہاتھ جوڑے اور ثناء بیگم کو دیکھا۔۔اور پھر ان کی نگاہ ساکت ہوئی تھی۔

یہاں آنے سے پہلے ہی وہ زہر کی گولیاں کھا چکے تھے جس کا اثر ان کی جان نکال گیا تھا۔۔

شایان نے اپنے باپ کے بے جان وجود کو دیکھا۔اور پھر قدم پیچھے لیتا نیم اندھیرے کی طرف چلا گیا۔

وہ کسی کے سامنے نہیں روتا تھا۔۔آج بھی نہیں رویا تھا۔۔اندھیرے میں بنا آواز کے آنسو بہانے لگا تھا۔۔

جبکہ آریان کی مدھم سسکیاں اس کے کانوں میں گونجتی اسے شدت سے رونے پر اکسا رہی تھی،۔ لیکن وہ اپنے معاملے میں ضدی ثابت ہوا تھا۔

بابا نے تو مجھے مہلت ہی نہیں دی معافی مانگنے کی مام۔۔"اس نے ماں کا ہاتھ تھامے لبوں سے لگایا۔" آنسوؤں نے گویا اس کی آنکھوں میں ڈھیرا ہی جمالیا تھا۔۔

"اللہ کی مرضی تھی۔۔ صنم۔"

"مام !! مجرم تو میں بھی ہوں سزا تو مجھے بھی ملنی چاہیے۔کاش بابا کی جگہ میں۔۔۔"اس نے منہ پر ہتھیلی جمائی۔

نہ میری بچی۔۔اللہ تمہیں سلامت رکھے۔۔تم اور آریان ہی تو میرا سہارا ہے۔۔تم دونوں کو اللہ اپنی" امان میں رکھے۔"اس کی پیشانی چومے وہ ایک بار پھر رو دی تھی۔۔

آنٹی۔!!روز دستک دیئے اندر آئی۔۔"

آجاؤ بیٹا۔۔"انہوں نے خوشدلی سے اسے بلایا تھا۔۔"

آنٹی میں آپ کے لیے ڈنر لائی تھی۔۔رایان چاہتے ہیں کہ ہم ساتھ ڈنر کریں لیکن آپ کی طبعیت" "نہیں ٹھیک تھی تو۔۔۔

وہ گاؤں والی بڑی حویلی میں ہی تھے۔۔صنم بھی وہی آچکی تھی۔۔

میں مام کو لاتی ہوں۔۔"صنم اٹھ کر بیٹھی تھی۔"

روزینہ بہت پیاری بچی ہے۔۔آریان کو جس طرح سنبھال رہی ہے،۔میرا دل تم دونوں کے لیے "بالکل پرسکون ہے۔۔وہ اب چاہ کر بھی شایان کا ذکر نہیں کرنا چاہتی تھیں۔۔اسے جنازے میں شامل ہونے کی بھی اجازت نہیں ملی تھی۔۔"

"روز سچ میں بہت اچھی ہے مام۔۔۔"

"آئیں کھانا کھاتے ہیں۔۔"

وہ انہیں لیے نیچے بڑھی تھی۔جہاں سب ٹیبل پر موجود تھے۔۔آریان کمال ملک کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔جبکہ اروشے اور باقی سب روز کے ساتھ مصروف تھے۔۔جو ان کے گھر میں خوشبو کا جھونکا بن کر آئی تھی۔۔

جمال ملک کے جانے کا غم تو تھا لیکن اب انہیں اپنے بچوں کے لیے جینا تھا۔آنسو رگڑتی وہ بھی بیٹے کے ساتھ بیٹھی تھیں۔تاکہ اپنی تشنگی مٹا سکیں جو اتنے سال جدائی کے بعد بیٹے کی شکل دیکھنا نصیب ہوئی تھی۔

زرفشاں!! بیٹا کچھ کھالے، وہ ٹھیک ہو گا جہاں بھی ہو گا"۔"

صدیقہ بیگم نے اس کی نم آنکھوں کو صاف کیا

اماں وہ کیسے مجھے چھوڑ کر چلے گئے؟کیا انہیں ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا۔۔"وہ شکوہ کناں ہوئی۔"

نہ میری بچی۔زین تو تیرے بنا سانس بھی نہ لے۔۔ضرور قیوم نے کچھ کیا ہے۔۔اور سفیر یزدان سب تو اس کو ڈھونڈ رہے ہیں۔۔جلد پتہ چل جائے گا۔۔"۔ان کی اپنی امید اب دم توڑ رہی تھی۔۔ "

" اماں اگر وہ مجھے نہ ملے تو میں بھی زندہ نہیں رہوں گی"

ایسے نہیں کہتے۔۔سفیر آج پھر گیا ہے۔۔"۔"

دروازے پر دستک ہوئی تو زرفشاں کی گویا ہر زرہ سماعت بنا۔۔

لیکن امید دم توڑ گئی جب مخدوم چوہدری اندر داخل ہوئے۔

پتہ چلا زین کا؟"انھوں نے امید سے پوچھا۔"

"نہیں۔۔نہ قیوم کی کوئی خبر آئی نہ زین کی۔۔۔"

اللہ میرے بیٹے کو اپنی امان میں رکھے۔ہمیں خبر ہی نہیں تھی کہ وہ فوجی ہے۔۔اور قیوم۔۔۔قیوم سے " "ان سب کی امید نہیں تھی۔۔۔

وہ ملال سے بولیں۔

چوہدری صاحب!!!اپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔۔؟"۔"

صدیقہ بیگم چونکی تھیں۔

بابا!!سب ٹھیک ہے ناں؟"زری کی حالت خراب ہوئی۔۔"

جس طرف زین اور قیوم کے قدموں کے نشان واضح ہوئے ہیں اس جانب جنگلی جانوروں کا بسیرا "ہے۔۔اور وہاں سے ایک لاش بھی ملی ہے۔۔ابھی تصدیق نہیں ہوئی لیکن۔۔۔۔"

زین۔۔۔۔زین کو کچھ نہیں ہونا چاہیے بابا ورنہ میرا سانس رک جائے گا۔۔آپ کو خدا کا واسطہ " ہے۔۔زین کو لے آئیں۔۔کہیں سے بھی لے آئیں۔۔" وہ ہاتھ جوڑتی شدت سے روئی تھی۔

جبکہ صدیقہ بیگم اسے سینے میں بھینچ کر آنسو بہاتی رہ گئی تھیں۔۔

ہر جگہ اسے تلاش کر چکے ہیں، اور آج پندرہ دن ہو چکے ہیں کوئی ثبوت کوئی خبر نہیں ملی۔۔۔آخر وہ " "گیا تو گیا کہاں ہے؟

یہی تو سمجھ نہیں آ رہی، کرنل سر سے بھی بات ہوئی فوج کو ہر جانب پھیلایا ہے لیکن کوئی خبر نہیں " "آئی۔۔زین کی تو کسی سے ذاتی دشمنی بھی نہیں تھی۔۔

"اس کے چچا سے بڑھ کر اور کون دشمن ہو سکتا ہے۔۔۔؟"

یزدان تنفر سے بولا۔

سفیر اب ایک ہی حل ہے۔۔اس جانب جو گاؤں ہے ہمیں وہاں پتہ کرنا چاہیے۔۔ایک ایک گھر کو " "چیک کرنا چاہیے۔۔۔

"کسی کو کچھ بھی چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

زین کی گھمبیر آواز گونجی اور یزدان سفیر آریان سب جھٹکے سے مڑے تھے۔

کہاں تھے تم اتنے دن سے ہم تمہیں پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہے ہیں۔۔اور تم ہو کہ نا جانے کہاں " دفعہ ہو گئے تھے۔"یزدان تیزی سے اس کی جانب آیا۔۔الفاظ میں بے قراری سمٹی تھی۔

زین محض مسکرایا۔یزدان کی فکر مند نیچر سے وہ اچھے سے واقف تھا۔

"کچھ مصروفیات تھیں۔اس لیے وقت نہیں مل پایا۔۔ "

مطلب؟" سفیر نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔ "

مطلب یہ کہ قیوم چچا اور میں جس طرف سے گرے تھے۔ وہاں جنگل تھا۔۔میں نیچے کی جانب گر گیا " تھا۔۔پر قیوم چچا کو جنگلی جانوروں نے زخمی کر دیا تھا۔اور۔شایان ساگر کا پھیلایا رائتہ مجھے ہی سمیٹنا " تھا۔۔۔

اور قیوم چوہدری۔۔؟" سفیر نے ابرو اچکائی۔ "

ایس پی وہاج سلطان سے پوچھ لیتے تو اندازہ ہو جاتا۔۔"زین نے شانے اچکائے۔۔ "

"مطلب تم دونوں اس مشن میں ساتھ تھے۔۔؟"

سفیر نے ماتھے پر بل لیے پوچھا۔۔

افکورس۔۔۔"اندر داخل ہوتے وہاج سلطان نے جواب دیا تو یزدان کا دل چاہا ان دونوں کا منہ توڑ " دے۔

سالے کمینے !! یزدان اس کی جانب بڑھا۔۔جب وہاج نے اس کی کلائی پکڑ کر گھمائی اور اس کی گردن "کے گرد شکنجہ کسا۔۔

چھوٹے بچے سالے کو عزت سے مخاطب کرتے ہیں۔۔۔" اس نے سرگوشیانہ کہا۔اور یزدان کا دماغ "گھوما تھا۔

"تیری میں جان لے لوں گا۔۔"

یزدان بھی بلیک بیلٹ تھا۔۔اپنا داؤ کھیلتا وہ وہاج پر حاوی ہوا۔۔دونوں ایک دوسرے پر حاوی ہونے کے لیے ایک دوسرے سے الجھنے لگے۔ جبکہ سفیر اب تک اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔

"تجھے ایک بار بھی زرفشاں کا خیال نہیں آیا۔۔؟"

وہ دانت پیسے۔

تو تھا تو فکر نہیں تھی۔۔اور میرا موبائل بھی ٹوٹ چکا تھا۔۔اس لیے کال نہیں کر سکا۔۔، تو بتا شجیعہ "
"کیسی ہے؟

"بکواس نہ کرو۔۔کوئی حق نہیں ہے تیرا،اور اپنی شکل گم کر یہاں سے۔۔"

زین مسکرا کر زبردستی اس کے گلے لگا تھا۔

"میرا ہی تو حق ہے۔۔"

تجھے گولی لگی تھی۔۔کمینے میرا دل پل پل پریشان رہا ہے۔کہ تو کس حال میں ہو گا۔۔اور پھر زرفشاں "
"اور شجیعہ دونوں کو دینے کے لیے کوئی جواب نہیں تھا میرے پاس۔۔اور جانتا ہے۔۔۔۔۔۔

کہ تو میجر سفیر بن گیا ہے۔۔"اس نے ایک بار پھر سفیر کے گلے لگا تھا۔"

مجھے تجھ پر یقین تھا۔ تو انہیں سنبھال لے گا۔۔اور زرفشاں میری بیوی ہے تھوڑی کمزور تو ہے لیکن "

"ایک فوجی کی بیوی کا انکشاف اسے مضبوط بنا چکا ہو گا۔۔

کوئی بہادر نہیں بنی۔ کل سے وہ بخار میں بری طرح تپ رہی ہے۔۔اور پچھلے دنوں بھی بیمار رہی "

"ہے۔

زین کا دل بری طرح دھڑکا تھا۔۔

شجیعہ کیسی ہے اور کب تک ہاسپٹل سے ڈسچارج ہو گی ؟"

" اسے ایک دو دن لگیں گے۔۔اور کل باسط بھی ڈسچارج ہو جائے گا۔۔"

" ٹھیک ہے۔۔میں نکلتا ہوں۔۔ "

زین ان دو پاگلوں کو دیکھتا باہر بھاگا تھا۔۔اس وقت اپنی زندگی کے پاس پہنچنا تھا۔۔

کہاں گیا زین؟"یزدان وہاج کو پیچھے دھکا دیتا سفیر کے پاس آیا۔۔وہاج ہونٹ سے خون صاف کرتا "

بیڈ پر ہی گر گیا تھا۔

"وہ مزید پاگل نہیں ہونا چاہتا تھا اس لیے اپنی بیوی کے پاس جا رہا ہے۔۔"

"اچھی بات ہے چلا گیا ہے۔۔ورنہ اس کا میں آج منہ توڑ دیتا۔۔"

آئی تھنک تم دونوں کو اپنی اپنی بیویوں کے پاس جانا چاہیے۔۔کیونکہ کتوں کی طرح لڑ کر تم انہیں "

"پریشان کر دو گے۔۔اس لیے چلے ہی جاؤ تو اچھا ہے۔۔۔

سفیر نے دونوں کو دیکھتے کہا تو وہاج یزدان کے منہ پر پنچ مارتا باہر نکل گیا تھا۔

کمینہ سالا۔۔" وہ گال سہلاتا اسے کوس کر رہ گیا تھا۔"

وہ اپنے ماں باپ سے مل کر اوپر کمرے میں آیا تو متاع جان نیم دراز کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

زرفشاں ! ! بے قرار بوجھل سا لہجہ تھا۔۔زرفشاں کسی خواب سے جاگ کر سامنے دیکھنے لگی۔اور پھر " نظر وہی اس پر جم گئی۔

زین ! ! وہ اسے سامنے دیکھتی خوف سے بڑبڑائی، سیاہ حزن زدہ آنکھوں میں زندگی کی رمق روشن " ہونے لگی۔اسے یقین نہیں آیا تھا کہ وہ زین چوہدری کو دیکھ سکے گی۔

وہ سیاہ الجھے سے لباس میں تھی۔۔جب اس نے زرفشاں کو مخمور آنکھوں سے دیکھا۔نگاہ کی پیاس بجھنے لگی تھی۔آج پندرہ دنوں بعد اس کا چہرہ دیکھنا نصیب ہوا تھا۔اور ان پندرہ دنوں میں وہ ہر لمحہ خود کو اذیت میں محسوس کرتی رہی تھی۔

آپ میرے سامنے ہیں زین؟" اس نے تسلی چاہی۔۔"

چھو کر دیکھ لو،،" اس کی بھاری آواز فضا میں گونجی تو زرفشاں کا بے قرار دل پر سکون ہونے لگا تھا۔۔"

گمان پر یقین کی مہر لگنے لگی تھی۔

وہ بیڈ سے اتری بھاگتی ہوئی اس کے سینے سے جالگی اور اپنی بانہیں اس کے گرد حائل کرتی شدت گریہ سے روئی۔۔اس کا نازک سا حصار زین چوہدری کو احساس دلا گیا تھا کہ وہ ل-ڑکی اس کی محبت میں دیوانی ہو چکی ہے۔زین نے فوری اسے سمیٹ لیا۔۔اس کے گرد بازو باندھتا وہ گہرا بوجھل سانس فضا کے سپرد کر گیا تھا۔آج پندرہ دن بعد وہ لمس محسوس ہوا تھا وہ کیسے قرار محسوس نہ کرتا۔

مجھے لگا میں نے آپ کو کھو دیا۔آپ کیوں چلے گئے تھے زین۔کیوں تنہا کر گئے اپنی زری کو۔۔ایسے " کوئی کرتا ہے۔،آپ بہت ظالم نکلے زین۔۔ "اس کی بھیگی آواز پر زین نے اس کا چہرہ سامنے کیا۔

زندگی بھر ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا۔۔اور۔۔۔تم نے بھی تو وعدے نبھائے تھے۔پھر میں کیونکر نہ " نبھاتا۔"اس کے چہرے پر اپنا ہاتھ رکھے،اس نے بھیگی نم آنکھوں کو چھوا۔

زرفشاں کے آنسو ایک بار پھر بہے۔۔

بس اب رونا نہیں ہے۔اب تو آ گیا ہوں،ایسے روتی رہو گی تو میں خود پر اختیار نہیں رکھ پاؤں گا۔۔" " زرفشاں کے چہرے کی جانب جھکے وہ سنجیدگی سے بولا تو ایک پل کے لیے وہ کانپ گئی تھی۔

زین نے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا اور اس کی پشت سہلانے لگا۔

"مجھے عادت نہیں رہی آپ کے بغیر جینے کی زین۔۔"

"تم میں نے کب کہا میرے بغیر جیو۔۔"

آپ کہتے نہیں ہیں، لیکن ستم ڈھا کر چلے جاتے ہیں۔ پہلے بھی آپ نے ایسا ہی کیا تھا۔۔اور اب" بھی۔۔بلکہ اب تو آپ نے میری جان لینے کی ٹھان لی تھی۔۔اگر چند دن اور نہ آتے تو شاید میری لاش۔۔۔" زین نے سختی سے اسے خود میں بھینچ لیا۔۔زرفشاں کو اپنی ہڈیاں چٹختی محسوس ہوئی تھیں۔

زین!! وہ سسکی تھی۔

مرنے کی باتیں میرے سامنے کرو گی تو اپنے ہاتھوں سے جان لے لوں گا۔" زری سہم گئی تھی۔ وہ" ایسا بھی کہے گا اسے امید نہیں تھی۔

لیکن تمہارا زین تمہارے معاملے میں بڑا خود غرض ہے۔۔وہ تمہیں کبھی سختی سے چھو بھی نہیں سکتا" کجا کہ تمہاری جان لے۔۔" سخت گرفت نرم ہونے لگی اور زری کے دل میں مرجھاتے پھول ایک بار کھل اٹھے اس نے سر بلند کر کے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھا جہاں اس کے لیے نرمی ہی نرمی تھی۔۔

زری اس کا بوجھل مسکراتا چہرہ اپنی نگاہ میں جذب کرنے لگی۔۔زین نے نرمی سے جھک کر اس کے گالوں کی نمی چرالی۔۔گلابی گالوں میں سرخی بھرنے لگی۔جو اس کی آنکھوں میں خمار کی دبیز لہر بچھانے لگی۔

تم زین چوہدری کا سکون ہو۔۔اس بے چین دنیا میں آخری راحت ہو میرے لیے۔۔میں تم پر ظلم" "ڈھانے سے پہلے مرنا پسند کروں گا۔۔

آپ کی زری آپ کو اجازت دیتی ہے زین۔کہ آپ اس پر ہر ستم کریں۔۔"۔"

ایسی اجازت نہیں دیتے۔۔اور مجھ جیسے شخص کو تو بالکل بھی نہیں۔جو تمہیں ایک دہکتی نگاہ سے دیکھنا کا" بھی روادار نہ ہو۔۔"اس نے نرمی سے اس کی پیشانی کو چھولیا۔۔اور زری کا وجود پر سکون ہوا۔

مگر میں دینا چاہتی ہوں۔۔ستم کی اجازت دے کر میں آپ سے کبھی نہ فاصلے لانے کا وعدہ بھی تو لوں " " گی ناں۔

اس کی سودے بازی پر وہ پہلے حیران ہوا اور پھر مسکرایا۔۔

کبھی کبھی یہ چھوٹی سی لڑکی، بہت بڑی بڑی باتیں کرتی ہے۔۔"اس کے خم کو شدت سے چھوتا وہ" زرفشاں کی سانس دہکا گیا تھا۔۔

یہ۔۔سس سودے بازی نہیں ہے۔وعدہ لینے کا طریقہ ہے۔۔"اس نے جلدی سے اس کے مضبوط" سینے میں منہ چھپایا، جیسے اس کی مزید گستاخیاں سہنے کی ہمت نہ ہو۔

"وعدہ ہو یا سودے بازی۔۔لیکن بدلے میں مجھے بھی کچھ چاہیے۔۔"

دے کر ہی تو لے رہی ہوں۔۔"اس نے چہرہ ہنوز چھپائے بظاہر مضبوط بنے کہا۔"

اگر مجھے اور چاہیے ہوا تو؟وہ نچلا لب دبائے گھمبیرتا سے بولا۔"

اور کیا چاہیے؟"اس نے سہم کر زین کو دیکھا۔۔"

"ایک اجازت۔۔۔اس کے بدلے تمہیں اپنے اوپر ستم کی اجازت بھی نہیں دینی پڑے گی۔"

نہیں میں نہیں دوں گی۔۔"اس نے بنا سنے نفی میں سر ہلادیا۔۔"

" سن تو لو"

زری نے سوالیہ نگاہ سے اسے دیکھا، جس میں تنبیہ بھی تھی۔

"رسم کے مطابق۔۔اگر کبھی نکاح۔۔۔۔۔"

زین۔۔" وہ اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارتی چیخی تھی۔۔اور وہ قہقے لگاتا اس کے ہر ستم کو سہتا جا رہا تھا۔

" میں آپ کی جان لے لوں گی۔۔اور اس کی تو آپ سے بھی پہلے لوں گی۔"

اتنی نازک سی ہو اور جان لینے کی بات کرتی ہو۔۔" اس کے نازک سراپے پر چوٹ کیے وہ مزید ہنسنے لگا۔۔

لے بھی لوں گی میں۔۔" اس نے ایک پنچ اس کے سینے پر مارا۔ تو وہ اسے بانہوں میں سمیٹ گیا۔۔"

ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔نہ تمہیں میری جان لینے کا موقع ملے گا نہ میں فراہم کروں گا۔۔کیونکہ میں اپنی پوری زندگی اس معصوم سی لڑکی کے ساتھ گزارنے کا عہد کر چکا ہوں اور اپنے رب سے تا عمر ساتھ کی دعا بھی مانگ چکا ہوں۔۔"

اس کے یوں اقرار پر زرفشاں کا روم روم مسرور ہوا۔۔

مجھے لگتا تھا گاؤں کے چوہدری بہت ظالم ہوں گے۔۔ لیکن آپ نے تو میری ہر سوچ کو غلط ٹھہرا دیا۔۔مجھے آج بھی وہ لمحہ یاد ہے۔۔۔جب آپ نے مجھے اپنی ماں سے بچایا تھا۔۔ میری محبت اسی

دن عشق کی معراج کو چھو گیا تھا۔۔اور رفتہ رفتہ آپ کی زری دیوانی ہوتی گئی۔اور آج یہ مقام آیا کہ

"آپ کے بغیر رہنا جان نکلنے جیسا ہے۔۔۔

لیکن اعتبار کے معاملے میں تھوڑی کچی ثابت ہوئی ہو۔۔"اس نے شکوہ کیا۔۔"

خود سے زیادہ اعتبار ہو گیا ہے آپ پر۔۔ تبھی تو یقین تھا کہ آپ لوٹ آئیں گے۔۔۔"اس نے فوری" کہا۔زین نے مسکرا کر اس کی خم کو سہلایا۔

اب تو نہیں جائیں گے چھوڑ کر؟"زرفشاں نے حسرت سے پوچھا۔ "

کوشش تو یہی ہے نہیں جاؤں گا۔۔لیکن وطن کا ایک زرہ بھی مجھے اگر پکارے گا تو جانا پڑے گا۔۔"" اس نے صاف گوئی سے کہا۔

"وطن کی خاطر کبھی نہیں روکوں گی۔۔"

مجھے تم سے یہی امید تھی میری زندگی۔۔"اس نے زرفشاں کے خم کو چھوا۔۔"

"ایک خواہش کو پورا کرو گی۔۔؟"

"آپ کی ہر خواہش سر آنکھوں پر ہے۔۔"

"وہی لباس وہی جھمکے اور وہی چادر اوڑھے میرے سامنے آجاؤ۔۔"

زین!! وہ روہانسی ہوئی تھی۔"

جاؤ زرفشاں۔۔"وہ مصنوعی گھوری سے نوازے بولا تو وہ پاؤں پٹکتی وہاں سے وارڈروب کی جانب" بڑھی۔

اس لباس کو آج کے بعد میں آپ کی نظر سے اوجھل کر دوں گی۔۔پتہ نہیں آپ کو اس عام سے لباس "میں کیا نظر آتا ہے؟"

تم اس لباس کو کبھی میری آنکھوں سے اوجھل نہیں کر پاؤ گی۔۔کیونکہ اس لباس میں تمہیں دیکھ کر وہ "لمحہ یاد آتا ہے جب تم مجھے ملی تھی۔۔اور یہی لباس پہن کر یہاں سے گئی تھی۔۔" وہ منہ بناتی اندر بڑھی۔۔اور کچھ دیر بعد لباس بدل کر آئی۔۔نازک سراپے پر وہ فراک پوری آب و تاب سے کھل اٹھی تھی۔

زین نے قدم لیتے آگے آیا۔۔اور اس کو شانوں سے تھام کر ڈریسر کی چئیر پر بٹھادیا۔۔

اپنی جیب سے اس نے چین نکال کر اس کے گلے میں پہنائی اور کانوں میں جھمکیوں کو سجا دیا۔۔

زری کے ذہن بھی وہ لمحات تازہ ہونے لگے تھے۔۔لیکن الجھن اب پھر بڑھی تھی۔

"آپ یہ سب چیزیں رکھتے کہاں پر ہیں؟ ہر بار میں ڈھونڈنے میں ناکام ہو جاتی ہوں۔"

زین نے اسے دیکھا اور پھر ڈریسر کا ایک دراز کھول کر اس میں سے باکس نکالا۔۔

"یہ باکس؟"

زین نے وہ لکڑی کا باکس کھولا۔۔اور اس میں موجود ایک پرت کو ہٹایا۔۔گویا دروازہ کھولا ہو۔اس کے اندر زرفشاں کی چوڑیاں تھی جو وہ نکالنا بھول گیا تھا۔

زرفشاں کی حیرت بجا تھی۔۔

قیمتی چیزوں کو خفیہ خانے میں رہی رکھا جاتا ہے۔ جیسے تمہیں دل میں چھپا کر رکھتا ہوں۔۔" اس نے زرفشاں کی نازک کلائی میں وہ چوڑیاں پہنائی اور اس کلائی کو لبوں سے چھولیا۔۔

"دنیا کے سب زیورات ایک طرف اور تمہارا یہ زیور ایک طرف۔۔۔"

"اتنی عام سی چیزیں ہیں یہ زین۔،۔اور آپ انہیں ناجانے کونسے خزانے سمجھ لیتے ہیں؟"

" ان خزانوں کی کوئی قیمت نہیں میری جان۔۔" اس نے زرفشاں کی کنپٹی کو چھوا۔۔اور اسے چئیر سے کھڑا کیا۔

گھنی پلکوں کو جھکائے وہ زین کے مقابل ہوئی۔

اس کے چہرے پر جھلکتا وہ محبت کی ادائیگی نہایت دلفریبی سے کرتا چلا گیا تھا۔۔

زرفشاں نے دہل کر اس کے کالر کو پکڑا۔زین نے مخمور آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

لمحے ایک بار پھر ان کے درمیان آ ٹھہرے تھے۔

ایک رسم کے تحت شامل ہونے والی وہ لڑکی۔ تہمت لگی وہ لڑکی زین چوہدری کی زندگی کا محور بن گئی تھی۔

"میں مخدوم چوہدری آج یہ اعلان کرتا ہوں کہ گاؤں میں جو فرسودہ رسم کا آغاز میرے باپ نے کیا تھا۔اس کا خاتمہ میں آج خود کرتا ہوں۔۔آج کے بعد کوئی لڑکی رسم کے تحت کسی سردار کے ظلم کے بھینٹ نہیں چڑھے گی۔۔

گاؤں میں انصاف پسندی نافض ہو گی۔۔جو زین چوہدری کا شیوہ رہا ہے۔۔

گاؤں کے کمی کمین ہر مزراعے کو اس کا حق دیا جائے گا۔۔۔شایان سا گرنے جو آپ کے خاندان والوں پر ظلم ڈھایا ہے۔۔اس کا انصاف بھی رفتہ رفتہ ہو گا۔۔۔لیکن اب ہماری یہی کوشش ہو گی کہ کوئی لڑکی بے جا قتل نہ ہو۔۔"

وہ چھت پر کھڑی تھی۔سفید پاؤں کو چھوتا فراک پہنے ،ہاتھوں میں سلور چوڑیاں اور پاؤں میں سلور کھسہ۔۔گویا پورا پور اس نے زین کی پسند کو اپنایا تھا۔۔لبوں پر ڈارک پنک شیڈ اس کی دودھیا رنگت کو اور نکھار رہا تھا۔۔کھلے نم سلکی بالوں میں اب بھی زین کا سرسراتا لمس محسوس ہو رہا تھا۔۔ تبھی وہ آج ہوا کے زور پر بکھرتے مسکرا رہے تھے

آج یہ پنچایت اس کی سب سے بڑی کامیابی تھی۔جو زین سے اس نے منوائی تھی بلکہ زین نے خود اس بات کا اعلان کیا تھا۔

اس نے تشکر سے آسمان کی طرف دیکھا۔۔اور ایک جانب کرسی پر بیٹھے اپنے باپ کو۔۔جو آج چوہدری مخدوم کے برابری کے مقام پر بیٹھے تھے۔ایک جانب زین بھی تھا۔۔جو اب زری کی نگاہ کے حصار میں تھا۔۔زین نے نگاہ کا تعاقب کیا۔تو وہ جھٹ سے پیچھے ہوئی۔۔

کچھ دیر بعد پنچایت برخاست ہو گئی تھی۔۔ لیکن اب اس کا نیچے جانے کا موڈ نہیں تھا۔۔ تبھی ٹھنڈی ہوا میں بنا کسی شال سویٹر کے وہ چھت پر چہک رہی تھی۔۔

ٹھنڈ کا تاثر محسوس ہوا تو وہ کپکپاتی آنکھیں بند کیے اپنے بازو سہلانے لگی۔جب کسی کی مضبوط بانہیں اس کے گرد پھیلی اور کسی نے اسے اپنی چادر میں لپیٹ لیا۔دونوں ایک چادر کے حصار میں تھے۔

زین!! وہ بند آنکھوں سے لرزی۔۔"

جی میری زندگی۔۔"زین نے اس کے بالوں کی خوشبو کو سانسوں میں بھرا۔"

"

کیوں ان پریوں کو حسد میں مبتلا کرتی ہو۔اگر غصے میں کسی پری نے چڑیل سے تمہارا سودا کر دیا تو میں "تمہیں کہاں تلاش کرتا رہوں گا؟

اس کے کندھے پر تھوڑی جمائے اس نے ہاتھ پیٹ پر باندھ لیے۔۔زرفشاں مسرور ہوئی تھی۔

" اتنی بھی میں خوبصورت نہیں ہوں۔۔جو پری یا چڑیل مجھ سے حسد میں مبتلا ہو جائے۔۔"

میری نظر سے دیکھو تو ہر پری حسرت میں مبتلا ہو۔کیونکہ زین چوہدری اس پری کو اپنی سانسوں کی " طرح رکھتا ہے۔۔"اس کے گال کو سہلائے وہ گھمبیر تا سے بولا۔۔وہ مسرور ہوئی تھی۔ گھنی پلکوں کو جھکاتی وہ اس وقت کچھ بولنے کے قابل نہیں رہی تھی۔۔۔

لمحے معنی خیزی خاموشی کے نذر ہونے لگے،جب زرفشاں نے زین کا فسوں توڑا۔

" !!شکریہ زین"

کس لیے؟"اس نے ابرو اچکائی۔ "

آج آپ نے میری اس خواب کو پورا کر کے لاکھوں لڑکیوں کی زندگی بچا کر مجھے اپنا مقروض بنادیا "

ہے۔"

مقروض نہیں تم نے زین چوہدری کو روم روم میں اپنی محبت کا جام پھیلایا ہے۔اور اس فرسودہ رسم کا "

خاتمہ بھی تو ضروری تھا۔۔"۔اس نے رخ موڑ کر زین کو دیکھا جو مسرور سا مسکرا رہا تھا۔۔

یہ فرسودہ رسم، ہمارے حق میں بہتر ثابت ہوئی تھی۔۔۔لیکن پھر بھی اس رسم کا خاتمہ ضروری "

تھا۔۔کیونکہ ہر زرفشاں کی قسمت میں زین چوہدری نہیں ہوتا۔۔"زین نے اس کے خم پر انگوٹھے کا دباؤ

ڈالا۔۔ہمیشہ کی طرح وہ گلابی پڑی تھی۔

تمہارا یہ خم ہر مرتبہ مجھے نئے سرے سے اپنا اسیر کر دیتا ہے۔۔" جھک کر اس کے خم پر آج پر شدت "

لمس چھوڑے اس نے زرفشاں کو خود میں بھینچ کر ان ٹھنڈی ہواؤں سے چھپالیا۔۔جو اس کے وجود کو

چھونے کی گستاخی کر رہی تھیں۔

اس کی جنونیت کو سمجھ چکی تھی۔ تبھی مسکرا کر سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔۔

باسط !! وہ بیڈ سے اٹھنے لگا جب صنم تیزی سے آگے آئی۔وہ ابھی اندر آئی تھی۔۔ "

"آپ مجھے بلا لیتے، خود کیوں اٹھ رہے تھے۔۔"

میں ٹھیک ہو چکا ہوں، لیکن تم مجھے ایسے ٹریٹ کرتی ہو جیسے میں چھوٹا بچہ ہوں۔۔" وہ چڑ کر بولا تو صنم " مسکرائی تھی۔

کہاں سے ٹھیک ہوئے ہیں۔ بتائیں زرا۔۔" وہ سختی سے بولی تو باسط نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب " کھینچا تو وہ سیدھا اس کے اوپر گری۔۔

باسط پیچھے کی جانب لیٹ کر صنم کا سر بھی اپنے سینے پر رکھ چکا تھا۔۔

صنم نے بوکھلا کر اٹھنا چاہا لیکن باسط کمر کے گرد بازو حائل کر چکا تھا۔

اب تو یقین آگیا ہو گا کہ میں ٹھیک ہو چکا ہوں۔۔" وہ گھمبیر تا سے بولا۔ "

میں نے ثبوت نہیں مانگا تھا۔۔ اب چھوڑیں مجھے۔۔۔ کوئی آ جائے گا۔۔ اور آپ کو درد ہو گا۔" وہ خفت " سے گویا ہوئی۔

باسط کا خیال کیے اس نے اٹھنا چاہا۔ جب اس نے صنم کا رخ بدلا تو وہ بیڈ پر دوسری جانب لیٹی۔۔

ثبوت ضروری تھا۔۔ ورنہ تم تو ایسے دور بھاگتی ہو جیسے میں کوئی اچھوت ہوں۔۔ اب بتاؤ کیوں ایسا " رویہ اپنایا ہوا ہے؟"

کیسی باتیں کر رہے ہیں باسط۔۔" وہ دہل کر بولتی سیدھی ہوئی۔ "

بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔۔، پچھلے پانچ دن سے میں تمہارا رویہ نوٹ کر رہا ہوں، جب سے میں " ہاسپٹل سے آیا ہوں، اس سے پہلے تم۔ گاؤں چلی گئی تھی۔۔ اور اب جب سے واپس آئی ہو اداس اور مجھ

سے دور دور رہتی ہو۔۔۔ جلدی سے بولو۔۔ ورنہ تم اچھے سے جانتی ہو، کہ میں تمہارے بارے میں سب جان جاتا ہوں "

صنم نے اسے دیکھا اور بھیگی ہوتی آنکھیں رگڑ کر نفی میں سر ہلایا۔۔

صنم!! باسط سہارا لیے اٹھا اور اس کا ہاتھ تھاما۔ اور اسے پاس کیا۔۔ "

وہ باسط کا سہارا پاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

سب میری وجہ سے ہوا تھا۔۔ کاش ہم اس دن وہاں نہ جاتے۔ کاش میں بھائی کی باتوں میں نہ آتی۔۔ کاش کہ میں سب کچھ نہ کرتی۔۔۔ آپ نہیں جانتے میں پل پل مری تھی۔ بھائی کی وجہ سے بابا چلے گئے۔۔ سب ختم ہو گیا۔ اور اس سب میں کہیں نہ کہیں وجہ میں بھی تھی۔۔ "

پھر وہی باتیں۔" وہ بیزاری سے بولا۔ وہ صنم کو اس حادثے سے نکالنے کی بہت کوشش کر چکا تھا، لیکن شاید وہ سنبھلنا نہیں چاہتی تھی۔

آپ کی وہ تکلیف میری آنکھوں سے نہیں جاتی باسط۔۔ میں کیا کروں رات کو میری آنکھ وہ سب یاد کر کے کھل جاتی ہے۔۔ آپ کو کھونے کا خیال ہر وقت مجھے ہلکان کیے رکھتا ہے۔۔ "

صنم!! میری طرف دیکھو۔۔" اس نے صنم کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔ "

"کیا یہ حادثہ ہم دونوں کے اختیار میں تھا؟"

صنم نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"تو پھر تم خود کو کیوں موردِ الزام ٹھہراتی ہو۔؟"

سب میرا ہی قصور ہے۔۔" وہ ضدی پن سے بولی۔ "

تمہارا کوئی قصور نہیں، بلکہ میرا قصور ہے۔۔اس دن میں جھمکے گھر ہی لے آتا تو یہ سب نہ " ہوتا۔۔لیکن میں ہی تمہیں وہاں لے کر گیا تھا۔۔اور جھمکوں کے بدلے گولی کھالی۔۔پر جھمکے پھر بھی نہیں آئے۔"اس کا انداز پر مزاح ہوا تو صنم نے خفگی سے اسے گھورا۔

مجھے آپ کے علاوہ کچھ نہیں چاہیے۔یہ خواہشیں آسائشیں سب ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔آپ کی " زندگی آپ کا میرے ساتھ ہونا میری زندگی کا سکون ہے۔۔اور ایسی ہزار خواہشیں میں آپ کے سر سے " وار کر پھینک دوں گی۔۔جس کے بدلے مجھے آپ کو کھونا پڑے۔۔

تمہاری کوئی خواہش کوئی آسائش کیونکر رد ہو۔۔تم۔حقدار ہو صنم۔تم محبت کی چاہتوں کی سب سے " زیادہ حقدار ہو۔۔اور تمہارا شوہر ہر خواہش ہر آسائش کو پورا کرے گا۔۔اب خود کو ہلکان مت کرو۔اور یوں سمجھ لو، وہ ایک حادثہ ہماری محبت کو امر کر گیا ہے۔اب کوئی شکوہ کوئی شکایت باقی نہیں ہے۔۔فقط " تمہاری اور تمہاری محبت کی طلب ہے۔

اس کی پیشانی کو چومتے باسط نے پر یقین لہجے میں کہا۔ صنم نے سکون سے آنکھیں موندی اور اس کے سینے پر سر رکھا۔

باسط اس کی جانب جھکنے لگا۔جب دروازے پر دستک ہوئی۔۔ صنم بدک کر فاصلے پر ہوئی، اور سانس بحال کرتی رخ موڑ گئی۔

یقیناً روز میڈم ہو گی۔۔" باسط نے دانت پیسے، تو صنم خود کو سنبھالتی مسکرائی تھی۔ "

تمہاری بھابھی ہمارے رومینس کی سب سے بڑی دشمن ہے۔۔"اس نے صنم کی ہنسی کو دیکھتے شکوہ کیا۔

"باسط کیا بول رہے ہیں،روز کیا سوچے گی؟"

"سوچنے دو۔۔زرا اسے احساس تو ہو۔۔" باسط ڈھٹائی سے بولا جبکہ صنم روہانسی ہوئی

"باس!! میں اندر آجاؤں۔۔" صنم نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں روز لبوں پر شریر مسکان لیے کھڑی تھی، گولڈن سلکی بالوں کو پونی میں باندھے وہ نازک سی لڑکی آریان کی ہمراہی میں مزید خوبصورت ہوچکی تھی۔

"تم کسی دن مجھ سے مار کھاؤ گی۔روزینہ میڈم۔۔"

"باسط سر!!! ڈونٹ کال می روزینہ۔۔"اس نے انگلی اٹھائے خفگی سے تنبیہ کی۔

"تو اور کیا کہوں، ہمارے سپیشل مومنٹ کی دشمن۔۔"

"باسط۔۔!! صنم نے بے ساختہ اسے پکارا تو اس نے گھور کر اسے دیکھا۔۔ صنم نے لجاجت سے اسے منع کیا۔ جبکہ روز کھلکھلائی تھی۔

"آپ کے سپیشل مومنٹ ختم نہیں ہوتے تو میرا کیا قصور؟"اس نے گویا ناک سے مکھی اڑائی تھی۔

صنم اپنی جگہ خفت سے لال ہوئی تھی۔

"اب فرمایئے؟آپ کی یہاں تشریف آوری کا مقصد؟" وہ خالص اردو میں بولا تو روز نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

صنم، سر کیا کہہ رہے ہیں؟"۔"

وہی جو تمہیں قطعی سمجھ نہیں آئے گا۔۔اس لیے فلحال یہاں سے تشریف آوری لے جاؤ۔۔مجھے اپنی" بیوی کے ساتھ وقت گزارنا ہے۔۔"

روز کو اب بھی سمجھ نہیں آیا تھا۔۔

روز پریشان مت ہو یہ کہنا چاہتا ہے کہ یزدان سے اس کی شکایت کرو۔پھر یہ سدھرے گا۔۔"اندر" آتے آریان نے روز کے گرد اپنا بازو پھیلایا تو صنم مسکرائی تھی۔وہ آگے بڑھتی بھائی کے سینے سے جا لگی۔

باس صاحب کے تو نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے۔۔اتنے تو میری بیوی نخرے نہیں دکھاتی جتنے باس" دکھا رہے ہیں "

وُہ شکوہ کناں ہوا،آریان محض مسکرایا۔جبکہ روز لب دبا کر ہنسی چھپا چکی تھی۔

کیسی ہو؟"آریان نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔"

جبکہ روز اب جتاتی نظر سے باسط کو دیکھ رہی تھی جو منہ بنائے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

باسط صاحب!!آپ میری بیوی کو پریشان کرنے کے خواب دیکھنا اب چھوڑ دیں کیونکہ روز کو باقی" اردو سکھانے کا کام میرا ہے۔۔مت بھولو کہ میں پروفیسر رہ چکا ہوں۔۔"

روز اپنے بال جھٹکتی اترائی تھی۔

"یہ تو اچھی بات ہے بھائی، ورنہ باسط تو میری بھابھی کو ایسے ہی پریشان کرتے رہیں گے۔۔"

صنم صاحبہ آپ کو میرے ساتھ ہی رہنا ہے۔۔ پارٹی مت بدلیں۔۔ ورنہ پارٹی بدلنے کا انجام آپ کو پتہ ہو گا۔" باسط نے گویا اسے جتایا تھا۔ جبکہ صنم گھبرائی تھی۔

صنم کبھی بھی پارٹی نہیں بدلے گی۔ کیوں صنم؟" آریان نے صنم کو دیکھتے تائید چاہی۔"

"میں بدلنے دوں گا تو بدلے گی۔۔"

جو شخص مجھے میرے ہر گناہ کے ساتھ اپنا سکتا ہے میں اس کا ساتھ کبھی مذاق میں بھی نہیں چھوڑوں گی۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی تو باسط کا دل مطمئن ہوا تھا۔ جبکہ آریان بہن کی سمجھداری پر دل سے مسکرایا تھا۔

باس اتنے نخرے تو روٹھی حسینہ نہ کرے، جتنے آپ کر رہے ہیں۔

باسط نے بے بسی سے یزدان کو دیکھا جس کا چہرہ سپاٹ تھا۔

روٹھی حسینہ نہیں تعبیر کا نام لو باسط۔۔ پھر شاید یزدان مان جائے۔۔" سفیر کی غیر متوقع آواز پر باسط نے سامنے دیکھا جہاں وہ مختلف بیگز لیے اندر داخل ہوا تھا۔

" میری بیوی کو درمیان میں لانے کی کوشش نہ کرو"

یزدان نے دوٹوک انداز میں کہا تو باسط نے کان کی لو کو چھوا۔۔یزدان نے سر جھٹکا جبکہ سفیر معنی خیزی سے مسکرایا تھا۔ بیگز ٹیبل پر رکھ کر سفیر آگے بڑھ کر باسط کے گلے لگا۔۔جو وہیل چئیر پر موجود تھا۔ باسط خوشدلی سے اس سے ملا تھا۔۔

"اپنے بھائی کو فلحال میری نظروں کے سامنے سے دور کر دو۔ ورنہ ایک آدھ گولی میں اس کے سینے میں ضرور اتار دوں گا۔۔"

"آپ اپنے باسط بیٹے کو ماریں گے۔۔" باسط کی آواز بھرائی۔ جبکہ سفیر اس کی نوٹنکی سمجھ چکا تھا۔

"ایموشنل بلیک میل کرو گے تو منہ توڑ دوں گا۔۔"یزدان نے باسط کے کالر کو جکڑے مکا فضا میں بلند کیا، لیکن پھر ایک دم باہر نکل گیا۔۔

"باس میری بات سنیں۔۔" باسط نے مدد طلب نظروں سے سفیر کو دیکھا جس نے شانے اچکائے۔۔

کبھی وقت پر کام نہ آنا۔۔" باسط وہیل چئیر کو حرکت دیئے اس کے پیچھے گیا تھا۔"

"باس میری حالت اجازت نہیں دے رہی، ورنہ میں آپ کو اپنے طریقے سے مناتا۔۔۔اگر آپ نہ مانے تو پھر سوچ لیجیے گا۔۔"

"کیا کرو گے بولو؟اب اپنی جان کونسے عذاب میں ڈالو گے۔۔؟"

باسط ایک پل کے لیے خاموش ہوا۔۔

"میں سفیر کے ساتھ چلا جاؤں گا۔۔"اس نے کچھ پل سوچ کر کہا۔۔

تمہاری جان لے لوں گا۔اگر مجھے چھوڑ کر جانے کی بات کی۔۔"یزدان تیزی سے مڑااور اس کے گال پر پنچ مارا۔۔سفیر گھبرایا تھا۔۔

"یزدان اس کی حالت خراب ہو جائے گی۔۔۔"

کچھ نہیں ہو گا اس کمینے کو۔۔جو اس نے ہماری حالت خراب کی تھی اس کے بارے میں اس نے ایک بار بھی سوچا تھا؟"

وہ اس کا گریبان پکڑ کر جنجھوڑے بولا، جبکہ باسط یزدان کے کندھوں پر ہاتھ جماتا کھڑا ہوا اور یزدان کے سینے سے لگا۔۔

یزدان کی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔

"ایک بار بھی میرے بارے میں نہیں سوچا۔۔کیا ہوتا میرا؟ تمہارے ماں باپ کو کیا جواب دیتا؟"

"بس باس غلطی ہو گئی اب معاف کر دیں۔۔"

باسط نے بات کو مذاق کا رنگ دیا۔۔

"معافی کے کچھ لگتے سزا تو تمہیں مل۔کر رہے گی۔۔۔"

"بیوی سے دور ہونے کی سزا نہ دینا باس۔۔یہ کمی روز اچھے سے پوری کر دیتی ہے۔۔۔"

روز کو دیکھ کر اس نے مذاق کا رنگ دیا۔

آپ اسی لائق ہیں۔۔"وہ منہ بناتی آریان کے بازو سے لگی تھی۔"

یزدان مسکرایا تھا۔اور باسط کو سینے سے لگاتا مسرور ہوا تھا۔

سفیر ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟"اس نے اجنبی نظروں سے سامنے گھر کو دیکھا۔"

کیونکہ اب ہم یہی رہیں گے۔۔۔"اس نے سپاٹ پن سے جواب دیا۔۔روشجیعہ کو بے وجہ رونا آیا۔۔"

آج پندرہ دن ہو چکے تھے۔۔لیکن سفیر کا رویہ ہنوز سرد تھا۔

ابھی ہماری رخصتی نہیں ہوئی سفیر۔۔۔"اس نے یاد دلانا چاہا۔۔"

"جس دن تم شایان ساگر سے ملنے گئی تھی۔۔رخصتی اسی دن ہو چکی تھی۔۔شجیعہ چوہدری۔"

شجیعہ کو یہ الزام تڑپا گیا۔۔

میں اس سے ملنے نہیں گئی تھی۔۔آپ سے ملنے آرہی تھی۔۔اپنے ہر جرم اپنی ہر غلطی کا ازالہ کرنے" کے لیے آپ کے گھر ہی آرہی تھی۔۔لیکن قیوم چچا نے مجھے اس گھٹیا شخص کے حوالے کیا تھا۔۔"وہ روہانسی ہوئے چیخی تھی۔

واہ شجیعہ ؟ کبھی وہ تمہارے لیے نہایت اہم پسندیدہ شخص ہوتا تھا۔۔اور آج وہ تمہیں گھٹیا لگ رہا ہے۔۔"

"پٹی بندھی تھی میری آنکھوں میں سفیر۔۔۔اور جب وہ پٹی ہٹی تو سب صاف دکھائی دے گیا۔ حقیقت اتنی بھیانک ہو گی۔۔ مجھے اندازہ بھی نہیں تھا۔۔" آنسو اس کی ہتھیلیوں پر گرنے لگے۔ کیونکہ وہ سر جھکا چکی تھی۔۔

سفیر لب بھینچتا اترا اور دوسری جانب سے آکر اسے باہوں میں بھر چکا تھا۔۔ چہرہ ہنوز سپاٹ تھا۔۔

شجیعہ نے اس کی گردن کے گرد باہیں حائل کی اور اس کا خوبرو چہرہ دیکھا۔

رونا بھولے وہ اس کے چہرے میں کھو چکی تھی۔

سفیر نے بھوری آنکھوں سے اسے گھورا تو اس نے سٹپٹا کر نظر بدلی۔ لیکن دل اب بھی اسے دیکھنے میں بضد تھا۔۔

وہ اسے لیے اندر بڑھا۔۔ گھر مناسب تھا۔ لیکن ہر چیز ترتیب سے سیٹ کی گئی تھی۔ شجیعہ کی توجہ اب گھر کی جانب ہوئی۔۔۔ وہ پاؤں سے ایک دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اور گرے جہازی سائز بیڈ پر اس کا وجود منتقل کیا۔۔ وہ جھک کر سیدھا ہونے لگا لیکن شجیعہ نے حصار نہیں توڑا۔

"زیادہ سر پر نہ چڑھو۔۔" وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔ اگلے ہی پل شجیعہ کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھری۔

میری ٹانگوں میں درد ہے۔۔۔اور آپ ہیں کہ غصہ کیے جا رہے ہیں۔ کم۔از کم۔ یہ خیال کر لیں کہ " ہاسپٹل سے آئی ہوں " وہ روتے ہوئے بولی تو سفیر گھبرا گیا تھا۔

پہلے کیوں نہیں بتایا تم نے؟" وہ اس کے پاس بیٹھے بولا تھا۔۔ "

آپ کو ڈانٹنے سے فرصت ملے تو کچھ بتاؤں ناں۔اس سے اچھا مجھے ہوش نہ آتا۔۔۔" اس کے چہرے پر " نظر جمائے وہ دانت پیسے بولی۔

ڈانٹ نہیں رہا۔۔ خفا ہوں تم سے۔۔۔کچھ ہو جاتا تو میں کہاں جاتا بولو۔۔ کہاں سے لاتا تمہیں۔؟" وہ " ہار گیا تھا۔ لہجہ بھیگا تھا۔۔

آئی ایم سوری سفیر۔۔۔ مگر آپ اس روز فون نہیں اٹھا رہے تھے۔۔دل چاہ رہا تھا سب ختم " کر دوں۔۔۔اس لیے مجبوراً گھر سے نکلی تھی۔۔" شجیعہ پھوٹ پھوٹ کر روتی سفیر کو پشیمان کر گئی تھی۔

اس نے چپ چاپ شجیعہ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔۔ غبار نکلنے لگا تھا۔۔وہ کافی دیر آنسو بہاتی رہی۔اور سفیر اس کی پشت کو سہلاتا رہا۔۔

"میں بہت بری ہوں سفیر۔۔۔بہت بری۔۔۔ہر مرتبہ آپ کو پریشان کیا۔۔ "

تم شجیعہ سفیر خان ہو۔ مجھے پریشان کرنے کا حق بھی صرف تم ہی رکھتی ہو۔۔" اس کا چہرہ سیدھا کیے " اس نے نرمی سے آنسو صاف کیے۔۔اور ماتھے پر اپنے لب رکھے۔

مجھ سے اب خفا نہ ہوئیے گا۔۔۔"اس نے مان سے کہا۔۔"

کبھی بھی نہیں میری جان۔۔۔"اس کو ایک بار پھر سینے سے لگائے وہ مطمئن ہو چکا تھا۔شکوے" رنجشیں ختم ہوئی تو ہر جانب خوشیوں کی برسات ہونے لگی تھی

وہاج آپ بہت بدل گئے ہیں۔۔"وہ وہاج کو دیکھتی شکوہ کناں ہوئی۔۔جو آج کل رات کو دیر سے" واپس آتا تھا۔۔انابیہ بوکھلائی سی سارا دن اقصی کے سہارے رہتی تھی۔۔

پھر سے بدل گیا میں؟"اس نے ابرو اچکائی۔۔"

ہاں جی پھر بدل گئے۔۔"وہ منہ بسورتے بولی۔"

تو اب بدلاؤ کے لیے کیا کرو گی؟"وہ متبسم ہوا۔"

"بدلاؤ کے لیے میں آپ کی امی کے پاس چلی جاؤں گی کیونکہ وہی آپ کے کان کھینچ سکتی ہیں۔۔ "

تم وہاں جانا چاہتی ہو؟"وہاج نے آج دل میں پنپتے سوال کو زبان پر لایا تھا۔"

ہاں!! ماں باپ کے ساتھ رہنے میں جو سکون ہے وہ کہیں نہیں ہیں۔بلکہ ہمیں وہی رہنا چاہیے ان" "کے ساتھ۔۔۔ہمیشہ کے لیے۔۔

وہ اپنی دھن میں بولی۔

پر اگلے ہی پل وہ چیخی تھی۔۔

وہاج اسے باہنوں میں بھرتا بری طرح گھما چکا تھا۔۔

وہ گھومتے سر کے ساتھ بمشکل زمین پر ٹھہر پائی جب وہاج نے شدت سے اسے باہنوں میں بھینچا تھا۔

میں نے اتنا عرصہ تم سے بے رخی برت کر اپنا بہت بڑا نقصان کیا ہے۔ تمہاری سادگی تمہاری " "معصومیت، تمہارا یہ مخلص پن۔۔ ہر بار تم وہاج سلطان کو اپنا مقروض بنا دیتی ہو۔۔

اس کی آواز تھوڑی سی بھاری تھی۔۔

"وہاج آپ ایسے کیوں کہہ رہے ہیں؟۔"

جلد جان جاؤ گی۔۔ فلحال مجھے یہ یقین کر لینے دو کہ تم نے جو کہا ہے وہ گمان نہیں حقیقت ہے "۔۔"

اس کی ناک سے ناک رگڑتا وہ پٹری سے اترا تھا۔

حقیقت ہی ہے۔۔" اب دور ہٹیں۔۔ "اس نے وہاج کو دور کیا، وہ پہلے سے مزید نزدیک آیا تھا۔۔ "

وہاج!! اس کی مخمور نگاہ سے گھبرائے وہ سینے میں منہ چھپاتی لب دبا گئی تھی۔ وہاج مسکرایا تھا۔۔ "

یہ بدلاؤ اچھا ہے یا پہلے والا؟"

دونوں بدلاؤ بہت برے ہیں۔۔" وہ ناک سکوڑتی بولی وہاج کے قہقہے کی وجہ بن گئی تھی۔ "

وہ اپنی وہیل چئیر سنبھالتی ٹیرس میں آئی جہاں اسے ایک ہیولہ محسوس ہوا تھا۔۔

سفیر کے آنے میں ابھی تھوڑا وقت تھا۔۔ تبھی وہ تازہ ہوا کے لیے یہاں آئی تھی۔ دھیرے دھیرے وہ اس گھر میں پر سکون ہوبے لگی تھی۔ پر آج وہ خوفزدہ ہوئی تھی۔

کون ہیں آپ؟" شجیعہ کی آواز میں خوف تھا۔۔ جبکہ وہ پشت کیے کھڑا تھا۔ "

ایک پل کے لیے شجیعہ کو لگا وہ سفیر ہے لیکن پھر اسے وہ کوئی اجنبی لگا تھا۔ اس کا لباس ایسا تو نہیں ہوتا تھا۔۔

میں آپ سے پوچھ رہی ہوں۔۔ آپ گھر میں کیسے آئے؟" وہ وہیل چئیر آگے دھکیلتی سختی سے گویا" ہوئی جب سفیر خان مڑا تھا۔

اس کا ہاتھ بے ساختہ منہ پر گیا تھا۔۔

سفیر!!! آپ۔۔۔" اس کا نکھرا سلجھا حلیہ مناسب ٹرم ہوئی داڑھی۔۔ سلکی براؤن بال جو وہ اوپر کی" جانب بنائے ہوئے تھا۔۔ آج ان میں آئل نہیں لگا تھا۔۔

نفیس سی وائٹ شرٹ جس کے بٹن بلیک تھے۔ فولڈ سلیوز سے جھانکتے مردانہ بازو۔۔ اور بلیک جینز پہنے وہ گاؤں کے سفیر خان سے بالکل الگ تھا۔ بلکہ گاؤں کے سفیر کی ہلکی سے بھی شبیہ اس میں باقی نہیں تھی۔۔ خوشبو کا تیز جھونکا شجیعہ کے حواس مہکا گیا تھا۔

میجر سفیر خان۔۔!! اس نے اپنا کارڈ سامنے کیا۔۔"

ایک اور جھٹکا اس نے دھیرے سے دیا تھا۔

میجر۔۔۔؟" اسے یقین کرنا مشکل لگا۔۔"

"ہاں کیپٹن سے میجر کا سفر طے کر کے ہی آج تمہارے سامنے ہوں۔۔"

خوشی سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہے تھے جبکہ سفیر نے نفی میں سر ہلایا۔ گویا اس کا رونا پسند نہ آیا ہو۔۔

"آپ نے اتنی بڑی حقیقت چھپائے رکھی۔۔اور میں نا جانے آپ کو کیا کیا سمجھتی رہی۔؟"

"تم جو بھی سمجھتی تھی بالکل ٹھیک سمجھتی تھی۔۔"

وہ اس کے قریب جھک کر بیٹھا، شجیعہ کا دل چاہا اس کا چہرہ چھو کر خود کو یقین دلائے۔۔ تبھی کپکپاتا ہاتھ اس کے چہرے پر رکھا۔۔

سفیر دلفریبی سے مسکرایا تھا۔۔اور اس کی مسکراہٹ دیکھتی وہ آج فرق جان گئی تھی کہ شایان ساگر کی مسکراہٹ اس کا حلیہ سفیر خان کے سامنے زیرو تھا۔اس نے فوری اپنا سر جھٹکا گویا اس منحوس سائے کو یاد نہ کرنا چاہتی ہو۔

اپنا دوسرا ہاتھ بھی اس نے سفیر کے چہرے پر رکھا۔۔اور جھک کر اس کی پیشانی کو چھوا۔ گویا اس کے خوبرو چہرے کو سراہا ہو۔

سفیر سن پڑ گیا تھا۔اسے توقع نہیں تھی کہ شجیعہ کبھی اس اپنے لمس سے نوازے گی۔۔اس نے بنا پلکیں جھپکائے شجیعہ کو دیکھا جواب سرخ پڑتے چہرے سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

تم میرے ارادوں سے مجھے بھٹکا رہی ہو۔۔" وہ لب دبائے بولا تو شجیعہ بھیگی آنکھوں سے مسکراتی" سر جھٹک گئی تھی۔

گویا اس کا خیال جھٹکا ہو۔۔

تمہارے سب شکوے مجھے ازبر ہیں میری جان۔۔بس کچھ دن۔۔" وہ کہہ نہیں پایا تھا۔۔پر سوچوں کا" محور اس کی ذات ہی تھی۔

زین ابھی وہاج کی کال آئی ہے۔جس گاڑی میں شایان کو لے جایا جا رہا تھا۔۔اس گاڑی کا ایکسڈنٹ" "ہو گیا ہے۔۔اور شایان بھاگ چکا ہے۔۔

یہ خبر گویا سب پر بم کی طرح گری تھی۔۔ایک بار پھر سب گویا خوف کے زیر اثر تھے۔۔

اس نے وہاج کا نمبر ڈائل کیا۔۔دوسری جانب سے کال رسیو کر لی گئی تھی

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہاج۔۔ہر جانب ناکہ بندی ہے۔۔وہ کیسے بھاگ سکتا ہے؟ "

"پتہ نہیں لیکن کوئی سراغ بھی نہیں مل رہا۔۔"

میں جانتا ہوں وہ کہاں گیا ہو گا؟" سفیر کی آواز پر وہ سب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔۔تو اس نے اپنا" موبائل سامنے کیا۔۔جہاں ان نون نمبر سے میسج موجود تھا۔

میسج کے مطابق اس نے سب کو ساگرولا بلایا تھا۔۔جو کہ بند تھا لیکن شاید وہ دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوا تھا۔۔

یہ شایان کی کوئی سازش نہ ہو؟"زین خدشات کا شکار ہوا تھا۔"

لیکن پھر بھی ہم وہاں جائیں گے"۔۔سفیر نا جانے کیوں بضد تھا۔"

تم۔ہوش میں ہو سفیر۔۔"آریان بھڑکا تھا۔"

اس وقت شایان ساگر ہر جانب سے مات کھا چکا ہے۔۔اس کا بلانے کا۔مقصد کیا ہے میں نہیں جانتا" "لیکن ہم سب بھی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔۔اسے ہینڈل کر ہی لیں گے۔۔

ٹھیک ہے ہم وہاں جائیں گے۔۔"سفیر کی بات زین چاہ کر بھی رد نہیں کر سکتا تھا۔۔سفیر بوجھل سا" مسکرایا تھا۔۔

ساگرولا کے سامنے چار گاڑیاں رکی تھیں۔۔

سفیر زین وہاج پہلے اندر بڑھے۔۔جہاں لاک لگا تھا۔۔وہ لاک کھولتے اندر داخل ہوئے تو لاونج سنسان تھا۔

"شایان!!!"

زین کی بھاری آواز گونجی تھی۔

"یہی ہوں زین چوہدری۔۔"

وہ اندھیرے سے ابھر کر آگے آیا تو اس کے ہاتھ میں گن تھی۔

جبکہ وجود بھیگا ہوا تھا۔

"شایان گن کو نیچے پھینکو۔۔وہاج بلند آواز میں بولا۔

فکر مت کرو۔۔اس میں صرف ایک گولی ہے۔۔جو میں نے اپنے لیے بچا کر رکھی ہے۔۔"وہ تلخی سے بولا۔

تم گن نیچے پھینکو۔۔"وہاج ایک بار پھر دھاڑا تھا۔۔"

اندر داخل ہوتے صنم شجیعہ اور باسط گویا رک گئے تھے۔۔

میرے پاس وقت نہیں ہے وہاج سلطان۔۔"زین نے اسے اشارہ دیا تو وہاج خاموش ہوا تھا۔"

سب اندر آجاؤ۔۔آج میرے پاس مہلت نہیں ہے۔۔"اس نے سب کو اندر آنے کا اشارہ دیا۔۔تو" صنم شجیعہ کی وہیل چیئر دھکیلتی اندر لائی۔جبکہ تعبیر یزدان کے برابر جا کھڑی ہوئی۔۔

تم نے ہمیں یہاں کیوں بلایا؟" سفیر نے سنجیدگی سے پوچھا۔"

اس نے گن اپنی کن پٹی پر رکھی۔۔

کوئی چالاکی مت کرنا۔" وہ یزدان کے بڑھتے قدم دیکھ چکا تھا۔۔"

بھائی رک جائیں۔۔ایسامت کریں۔۔پلیز۔۔" صنم نے اسے روکنا چاہا۔۔وہ بے شک ظالم تھا۔لیکن " اس کا بھائی تھا۔

اگر کوئی بھی میرے پاس آیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"اس نے واضح دھمکی دی۔سب کے " قدم تھم گئے تھے۔

آج گویا انصاف کا دن تھا۔۔قدرت نے شایان ساگر کا وقت مقرر کر دیا تھا۔۔

شایان ساگر کے ستائے ہوئے سارے لوگ آج سامنے موجود تھے۔۔

اس کی نظر شجیعہ پر گئی۔۔جو وہیل چیئر پر موجود تھی۔۔اور اس نے تنفر سے نظر کا رخ بدل دیا۔

تم سے محبت کی تھی میں نے شجیعہ۔۔بالکل سچی محبت لیکن تم نے سفیر کو چن لیا۔۔میں خالی ہاتھ رہ " گیا۔ بابا نے صحیح کہا تھا۔۔میں تنہا تھا اور تنہا ہی رہا۔اور شاید تنہا ہی رہوں گا۔۔۔" اس نے شہد رنگ آنکھوں کو سختی سے رگڑا۔۔

شجعیہ نے سختی سے سفیر کا بازو تھاما۔جبکہ وہ لب بھینچ گیا۔

شایان، خود کو پولیس کے حوالے کر دو۔۔رک جاؤ شایان۔۔۔"اریان بے بسی سے گویا ہوا۔۔"

نہیں۔۔۔۔!!آریان۔۔۔!! مجھے قید سے نفرت ہے۔۔غلامی سے نفرت ہے۔ شکست مجھے مر کر بھی قبول نہیں،۔ تبھی تو وہاں رہ نہیں پایا اور بھاگ گیا وہاں سے۔۔"اس کی مسکراہٹ میں بھی ہار تھی۔

تم پچھتاؤ گے۔۔شایان رک جاؤ۔۔" وہاج سلطان بھی ایک کوشش کرنا چاہتا تھا۔۔"

"کوئی آج مجھے نہیں روک سکتا۔ کوئی بھی نہیں۔۔۔"

یزدان محض خاموش کھڑا تھا۔۔اس وقت وہ شایان کی کیفیت سمجھ چکا تھا۔۔جبکہ زین اس کو بھٹکانے کے لیے ارد گرد نظر جمائے ہوئے تھا۔۔تاکہ اسے خود کی جان لینے سے روک سکے۔۔

تم آج بھی غلط کر رہے ہو۔۔" باسط پہلی مرتبہ بولا۔۔جب اس نے باسط کو دیکھا۔"

میں کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔وہ ڈھٹائی سے بولا تو سب اس کی ہٹ دھرمی پر سلگ کر رہ گئے تھے۔۔

خیر ساری باتیں ایک طرف رکھتے ہیں۔۔میں تم لوگوں سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں میں تم سب پر میں نے ظلم کیا۔ جس کا مجھے اب بھی افسوس نہیں ہے۔۔۔" وہ پاگلوں کی طرح قہقہ لگائے بولا۔۔اس کی ذہنی کیفیت کا اندازہ وہاں موجود سب لوگوں کو ہو چکا تھا۔۔

"شایان ساگر ایک درندہ ہے جس کی درندگی تاعمر تم لوگ یاد رکھو گے۔۔بولو رکھو گے ناں یاد۔۔"

صنم نے آنسو رگڑے۔ جبکہ آریان اپنے بھائی کی بے بسی پر بمشکل خود کو رونے سے روک پایا تھا۔۔

ایک راز کی بات بتاؤں۔۔؟" وہ پراسراریت سے بولا۔۔"

شجیعہ سفیر خان۔۔۔" اور تم آریان ساگر۔۔۔، تم دونوں کو تکلیف دیتے ہوئے مجھے شدید اذیت "

"ہوئی تھی۔۔ جانتے ہو کیوں؟

شجیعہ نظر چرا کر رہ گئی تھی۔

"ایک میرا عشق اور ایک میرا بھائی تھا۔۔۔ دونوں سے محبت بے انتہا تھی۔۔ "

"یہ کیسی محبت تھی تمہاری شایان کہ تم اپنوں کو ہی تکلیف دیتے آئے ہو۔۔۔ "

شجیعہ روتے ہوئے چیخی۔ جبکہ اس نے ایک ہذیانی قہقہ لگایا تھا۔

یہ شایان ساگر کا سٹائل تھا۔۔" شجیعہ نے نفرت سے سر جھٹکا۔"

ویسے ماننا پڑے گا سفیر خان۔۔ تمہاری محبت سچی تھی۔۔۔ میری ہزار کوششوں کے بعد شجیعہ سفیر " خان میری جانب مائل نہیں ہوئی۔۔ " اس کے لہجے میں ان کہا دکھ تھا, جو سفیر خان کو واضح محسوس ہوا تھا۔اور شجیعہ کو لگا کسی نے بہت بڑا بوجھ اس کے سر سے سرکا دیا تھا۔۔

خیر مبارک ہو تمہیں تمہاری محبت۔۔اور مجھے میری شکست، جس کا اعتراف میں خود کرتا ہوں۔۔"۔ "

زین کی زرفشاں، ! ! اس نے زین کو دیکھا۔جو لب بھینچے کھڑا تھا۔آج گویا وہ دل میں دبے سب راز " کھول دینا چاہتا تھا۔۔

تمہاری بیوی بہت معصوم اور پاکیزہ ہے۔اس کی نگاہ میں ہمیشہ مجھے اپنے لیے نفرت محسوس ہوئی" تھی۔اس سے شادی کرنے والا تھا میں۔۔لیکن وہ تمہارے مقدر میں لکھ دی گئی۔۔

بلکہ مجھے یہ لگتا ہے۔۔شایان ساگر کسی کے بھی قابل نہیں تھا کیونکہ میں نے پڑھا تھا۔۔

"پاک مردوں کے لیے پاک عورتیں۔۔اور پاک عورتوں کے لیے پاک مرد ہیں۔۔"

اس کے یہ چند لفظ سب پر جیسے ٹھنڈا پانی ڈال گئے تھے۔

"شایان!!خود کو پولیس کے حوالے کردو۔۔ چھوڑ دو سب باتیں۔۔۔"

پھانسی کی سزا ہو چکی ہے مجھے،اگر میں خود اپنے ہاتھوں سے اپنی جان لے لوں گا تو مضائقہ ہی کیا" ہے؟" وہ بضد تھا۔

شایان بھائی رک جائیں۔۔" تعبیر سسکی تھی۔"

تعبیر،۔۔۔تم پر ہر الزام لگانے والا میں تھا۔لیکن نوفل یزدان نامی یہ شخص تم ہر تہمت سے بچا کر" رہائی دلوا گیا۔"

تعبیر نے یزدان کی جانب دیکھا جس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

خودکشی حرام ہے۔نہ دنیا کو رہو گے نہ آخرت کے۔۔۔"یزدان بے بسی کے سنگ بولا۔۔آج کسی کے" لہجے میں اس کے لیے نفرت نہیں تھی۔۔فقط بے بسی تھی۔

خالی ہاتھ ہیں میرے،۔نہ دنیا میں کچھ باقی نہ آخرت کے لیے کوئی سامان ہے۔۔اس لیے تو یہ قدم "اٹھا رہا ہوں۔۔"

"بھائی آپ کو بابا کا واسطہ ہے خدا کے لیے رک جائیں۔۔"

نہیں صنم۔۔۔آج کوئی واسطہ مجھے روک نہیں سکتا۔۔۔ بابا اور ماں کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے۔۔" انہیں کہنا مجھے معاف نہ کرے۔۔بلکہ کوئی بھی مجھے معاف نہ کرے،۔اور شجیعہ۔۔" وہ رکا تھا۔۔

شجیعہ کی جان گویا حلق میں آئی۔

تم سے محبت پوری سچائی سے کی تھی۔ میری محبت تم چاہ کر بھی نہیں بھول پاؤ گی۔۔۔آج میں تمہاری" محبت میں فنا ہو جاؤں گا۔۔ہمیشہ کے لیے۔۔۔"اس نے گن نیچے کی تو سب کی جان میں جان آئی۔

آگے مت آنا۔۔۔"اس نے ایک بار پھر سب کو روکا اور پاکٹ میں سے لائٹر نکالا۔۔"

رک جاؤ شایان۔۔"زین نے قدم آگے بڑھائے۔۔ لیکن وہ مسکرایا تھا۔۔ شجیعہ کو دیکھتے اس نے لائٹر" قدموں میں پھینکا۔۔۔پل میں آگ بھڑک اٹھی تھی۔

بھائی!!!! صنم دردناکی سے چیخی تھی۔۔ باسط بمشکل اسے سنبھال پایا تھا۔ جبکہ آریان ہاتھ بڑھا کر" بے بس ہوئے وہی کھڑا رہ گیا۔۔

۔اس کے قہقہے اب بھی گونج رہے تھے۔۔وہ شخص اپنی سفاکیت کی داستان رقم کرتا خود کو بھسم کر چکا تھا۔

شجیعہ کے لیے یہ سب برداشت کرنا گویا اعصابی حملہ ثابت ہوا تھا۔۔وہ ایک بار پھر بیہوش ہو چکی تھی۔۔

شجیعہ۔۔" سفیر اس کی حالت دیکھتے اس کی جانب جھکا۔"

چند پل بعد ہی قہقہوں کی جگہ دردناک چیخوں نے لے لی تھی۔۔وہاں رکنا گویا سب کے لیے مشکل ہوا تھا۔

سفیر شجیعہ کو لیے باہر بھاگا تھا۔۔جبکہ باقی سب بھی باہر کی جانب بڑھے۔۔

صنم آریان اور باسط وہی کھڑے رہ گئے تھے۔۔

صنم زمیں پر گرنے سے کے انداز میں بیٹھی۔۔سسکیاں آہوں میں بدلنے لگی۔۔اور پھر بری طرح چیخنی
آج وہ اپنے اس ظالم بھائی کی موت پر رو رہی تھی۔۔جس نے سب زیادہ ظلم اس پر کیا تھا۔۔

باسط نے اسے سینے سے لگایا۔۔ایک قطرہ تو اس کی آنکھ سے بھی بہہ نکلا تھا،جو صنم کے بالوں میں جذب ہوا تھا۔

راکھ کا ڈھیر بنتا وہ شخص آج اپنے ہی بنائے گئے محل میں جل کر بھسم ہو چکا تھا۔۔

___

!!! چار ماہ بعد۔۔

آریان تیار ہو گئے تم؟" روز اندر آئی تو آریان آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔

روز کو دیکھتے مڑا۔۔اور شہد رنگ آنکھوں سے مسکرایا تھا۔۔

روز کی نظر گویا اس کے چہرے پر ٹھہر گئی تھی۔جو بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔

یو لکنگ ہینڈسم۔۔"آریان بوجھل سا مسکرایا اور روز کے پاس آیا۔۔"

"یو ٹو مائے لو۔۔۔"

آج ان کا اور زین زرفشاں کا ولیمہ تھا۔۔

تین دن کی ترتیب سے ولیمہ کی تقریب رکھی گئی تھی۔۔ تقریب مینشن میں ہی رکھی گئی تھی۔جو یزدان کی ضد کی وجہ سے ممکن ہوئی تھی۔

کل کی تقریب باسط سفیر کی تھی۔اور اگلے دن تعبیر یزدان کا فنکشن تھا۔۔

"زین کہاں ہے؟"

مجھے نہیں پتہ۔۔ان سے تو مجھے ویسے ہی خوف آتا ہے۔۔" وہ سر نفی میں ہلائے بولی تو آریان مسکرایا" تھا۔

" وہ میرا مسیحا ہے روز "

رایان۔۔ تمہارا مسیحا بہت کھڑوس ہے۔۔۔"اس نے ناک سکوڑی۔"

آپ شاید میرے بارے میں گفتگو کر رہی ہیں۔۔؟"زین کی گھمبیر آواز گونجی تو روز کا رنگ سفید ہوا " تھا۔۔

نن نو سر۔۔میں تو بس ایسے ہی۔" وہ بوکھلاہٹ کے سنگ بولی تو آریان نے اس کی حالت سے حظ " اٹھایا۔

مجھ سے اتنا ڈرتی کیوں ہو؟"زین نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔ "

باس آپ کو غصہ جلدی آجاتا ہے۔۔۔اور مجھے غصے سے ڈر لگتا ہے۔"اس نے بغیر لگی لپٹی رکھے کہا۔ "

تمہاری زر کو مار سے ڈر لگتا ہے اور تمہیں غصے سے، حالانکہ آریان واقف ہے کہ۔میں کتنا امن پسند " "ہوں۔۔

" بالکل زین جیسا دھیمے مزاج کا شخص میں نے آج تک نہیں دیکھا۔۔"

"اپنا بڑا بھائی سمجھو گی تو مجھ سے ڈر نہیں لگے گا۔اور ویسے بھی اب تو مشن ختم ہو چکا ہے۔۔"

روز گہرا سانس خارج کیے ریلکس ہوئی۔اور سر ہلایا تھا۔۔

میں زرفشاں کو بلاتا ہوں پھر چلتے ہیں نیچے۔۔۔"زین مسکرا کر باہر نکل گیا۔"

وہ دستک دیتا اندر آیا، تو وہ آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔اسے دیکھتے رخ موڑ گئی۔

ڈل گولڈ بھاری ٹیل گاؤن میں وہ نازک سی لڑکی بالکل کسی اپسرا کی مانند لگ رہی تھی۔

زین کی نگاہ اس کی جانب لپکی۔۔اور پھر گویا پلٹنا بھول گئی۔

گھنے بالوں کو لوز کرل کیے اطراف میں پھیلایا گیا تھا۔۔سر پر چھوٹا سا کراؤن اور گلے میں باریک نیکلس تھا۔۔وہ لڑکی آج پہلی مرتبہ اس طرح کا ہار سنگھار کیے سید ھا زین چوہدری کے دل کو فتح کر گئی تھی۔۔زین آگے بڑھتا اس کے سامنے رکا۔

قتل کا ارادہ ہے؟" وہ ہونٹ گول کیے بولا تو زری نے دہل کر اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔"

ایسی اداؤں سے مزید جان نکالو گی۔۔" وہ گھمبیرتا سے بولا۔"

زین کیسی باتیں کر رہے ہیں؟"وہ روہانسی ہو چکی تھی۔۔"

بخدا ایسا لگ رہا ہے چاند میرے سامنے آ ٹھہرا ہے۔اپنے ہر روپ میں تم نئے سرے سے دیوانہ بنا دیتی" ہو۔۔کہ سنجیدہ سا زین چوہدری خمار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔۔"

اس کی لٹ کو انگلی پر لپیٹے وہ اسے اپنے قریب کر چکا تھا۔۔

زین دیر ہو جائے گی۔۔پھر ہمیں گاؤں بھی تو جانا ہے۔۔۔"اس نے رسانیت سے کہا۔جبکہ دل شدت" سے دھڑک رہا تھا۔۔

"جانے کا دل نہیں کر رہا لیکن رسم نبھانی ہے۔۔"

اس کی دونوں ہتھیلیاں چھو کر اس نے زرفشاں کا چہرہ دیکھا اور ہھر اثبات میں سر ہلایا۔۔

اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے وہ اسے لیے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

!!! چار ماہ بعد۔۔

آریان تیار ہو گئے تم؟" روز اندر آئی تو آریان آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔

روز کو دیکھتے مڑا۔۔اور شہد رنگ آنکھوں سے مسکرایا تھا۔۔

روز کی نظر گویا اس کے چہرے پر ٹھہر گئی تھی۔جو بلا کا ہینڈ سم لگ رہا تھا۔

یو لکنگ ہینڈ سم۔۔"آریان بو جھل سا مسکرایا اور روز کے پاس آیا۔۔"

"یو ٹو مائے لو۔۔۔"

آج ان کا اور زین زرفشاں کا ولیمہ تھا۔۔

تین دن کی ترتیب سے ولیمہ کی تقریب رکھی گئی تھی۔۔ تقریب مینشن میں ہی رکھی گئی تھی۔جو یزدان کی ضد کی وجہ سے ممکن ہوئی تھی۔

کل کی تقریب باسط سفیر کی تھی۔اور اگلے دن تعبیر یزدان کا فنکشن تھا۔۔

"زین کہاں ہے؟"

مجھے نہیں پتہ۔۔ان سے تو مجھے ویسے ہی خوف آتا ہے۔۔" وہ سر نفی میں ہلائے بولی تو آریان مسکرایا" تھا۔

" وہ میرا مسیحا ہے روز "

رایان۔۔ تمہارا مسیحا بہت کھڑوس ہے۔۔۔"اس نے ناک سکوڑی۔ "

آپ شاید میرے بارے میں گفتگو کر رہی ہیں۔۔؟"زین کی گھمبیر آواز گونجی تو روز کا رنگ سفید ہوا " تھا۔۔

نن نو سر۔۔ میں تو بس ایسے ہی۔"وہ بوکھلاہٹ کے سنگ بولی تو آریان نے اس کی حالت سے حظ " اٹھایا۔

مجھ سے اتنا ڈرتی کیوں ہو؟"زین نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔ "

باس آپ کو غصہ جلدی آجاتا ہے۔۔۔اور مجھے غصے سے ڈر لگتا ہے۔"اس نے بغیر لگی لپٹی رکھے کہا۔ "

تمہاری زر کو مار سے ڈر لگتا ہے اور تمہیں غصے سے، حالانکہ آریان واقف ہے کہ۔ میں کتنا امن پسند " ہوں۔۔"

" بالکل زین جیسا دھیمے مزاج کا شخص میں نے آج تک نہیں دیکھا۔۔"

"اپنا بڑا بھائی سمجھو گی تو مجھ سے ڈر نہیں لگے گا۔۔اور ویسے بھی اب تو مشن ختم ہو چکا ہے۔۔"

روز گہرا سانس خارج کیے ریلکس ہوئی۔اور سر ہلایا تھا۔۔

میں زر فشاں کو بلاتا ہوں پھر چلتے ہیں نیچے۔۔۔"زین مسکرا کر باہر نکل گیا۔"

وہ دستک دیتا اندر آیا، تو وہ آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔اسے دیکھتے رخ موڑ گئی۔

ڈل گولڈ بھاری ٹیل گاؤن میں وہ نازک سی لڑکی بالکل کسی اپسرا کی مانند لگ رہی تھی۔

زین کی نگاہ اس کی جانب لپکی۔۔اور پھر گویا پلٹنا بھول گئی۔

گھنے بالوں کو لوز کرل کیے اطراف میں پھیلایا گیا تھا۔۔سر پر چھوٹا سا کراؤن اور گلے میں باریک نیکلس تھا۔۔وہ لڑکی آج پہلی مرتبہ اس طرح کا ہار سنگھار کیے سیدھا زین چوہدری کے دل کو فتح کر گئی تھی۔۔زین آگے ب۔ڑھتا اس کے سامنے رکا۔

قتل کا ارادہ ہے؟"وہ ہونٹ گول کیے بولا تو زری نے دہل کر اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔"

ایسی اداؤں سے مزید جان نکالو گی۔۔"وہ گھمبیر تا سے بولا۔"

زین کیسی باتیں کر رہے ہیں؟"وہ روہانسی ہو چکی تھی۔۔"

بخدا ایسا لگ رہا ہے چاند میرے سامنے آ ٹھہرا ہے۔اپنے ہر روپ میں تم نئے سرے سے دیوانہ بنا دیتی "

"ہو۔۔کہ سنجیدہ سا زین چوہدری خمار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔۔

اس کی لٹ کو انگلی پر لپیٹے وہ اسے اپنے قریب کر چکا تھا۔۔

زین دیر ہو جائے گی۔۔ پھر ہمیں گاؤں بھی تو جانا ہے۔۔۔" اس نے رسانیت سے کہا۔ جبکہ دل شدت " سے دھڑک رہا تھا۔۔

" جانے کا دل نہیں کر رہا لیکن رسم نبھانی ہے۔۔ "

اس کی دونوں ہتھیلیاں چھو کر اس نے زرفشاں کا چہرہ دیکھا اور ہھر اثبات میں سر ہلایا۔۔

اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے وہ اسے لیے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

پرپل پرل کی دیدہ زیب میکسی پہنے وہ آج پھر آریان کا انتظار کر رہی تھی۔ آج بھی وہ بیڈ پر بیٹھ کر اسکا انتظار کرنے کے بجائے چکر لگا رہی تھی۔

اپنی شادی کی رات یاد آئی تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔

آریان آج بھی خلافِ توقع لیٹ تھا۔۔ تبھی وہ کمرے سے نکلتی ٹیرس میں آ گئی۔ تا کہ کچھ لمحے کھلی فضا میں گزار سکے۔ کھلی فضا میں سانس کھینچ کر وہ وہ ریلنگ کے پاس کھڑی ہوئی تھی، جب اپنی کمر پر کسی سخت چیز کی نوک محسوس ہوئی۔ وہ پل میں سمجھ گئی تھی وہ گن کی نال ہے۔۔ اور پھر کسی نے اس کی گردن کے گرد اپنی بازو لپیٹی۔۔

اس کے چہرے پر خوف پھیلا تھا۔۔

کک کون؟" وہ سر سراتے لفظوں میں بولی۔"

مقابل خاموش رہا تھا۔۔

ہو آر یو۔۔؟اینڈ وٹ یو وانٹ۔۔۔"اپنے ڈر پر قابو پائے وہ بہادر بنی۔"

یور ایور تھنگ۔۔۔یور لو یور لائف، اینڈ وانٹ یو ایچ اینڈ ایوری ٹائم۔"اس کا لمس اور اس کی آواز نے رکتی سانس کو بحال کیا اور ننھی ناک پر غصے کا اثر دکھایا۔

روز نے کہنی اس کی پسلی میں ماری اور گن اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر سینے پر جمائی۔آریان نے لب گول کیے گویا اس کی حرکت سے متاثر ہوا۔

وہ وقت اور تھا۔حالات مختلف تھے، جب میں اس گن سے ڈرتی تھی۔۔اب وقت زرا مختلف ہے۔۔ناؤ" مائے لو مائے لائف ود می۔۔"اس نے استحقاق سے کہا۔۔

اوہ! ! آریان متاثر ہوا تھا۔۔"

یس۔۔۔"اس نے گن کو مزید سینے پر جمائے کہا تو آریان مسکرایا تھا۔

چلادو گولی۔۔"آریان نے گویا اسے اکسایا جبھی اس نے گن کو دور پھینکا۔۔گویا اس گن نے بچھو کی" طرح ڈنک مارا ہو۔

تم ڈر گئی تھی۔۔"آریان نے گویا اسے آزمایا۔"

گن سے ڈر نہیں لگتا مجھے۔۔۔ لیکن تم سے لگتا ہے رایان۔ تمہارے دور جانے سے لگتا ہے۔۔" اس نے توقع کے برعکس جواب دیا۔۔وہ تو آنسو کی امید کر بیٹھا تھا لیکن یہاں معاملہ ہی الگ تھا۔

اس کے ڈائیلاگ پر آریان کا قہقہ فضا میں گونجا۔۔

آئی ایم امپریسڈ!! اس نے سرگوشیانہ کہا۔ڈارک پرپل میٹ لپ سٹک سے سجے اس کے لب " مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔۔آریان نے اس کے لبوں پر انگوٹھا سہلایا تو لپ سٹک ہلکی سے بگڑ گئی۔روز پلکیں جھکاتی آریان کو مزید بہکانے لگی تھی۔اس نے تھوڑی تھام کر چہرہ بلند کیا۔

"میرے ساتھ چلو گی؟"

اس نے آج پھر سوال پوچھا تھا۔جس کا اس نے بلاتوقف جواب سر اثبات میں ہلا کر دیا۔

اریان نے ہاتھ آگے بڑھایا جس پر روز نے اپنا ہاتھ رکھا۔آریان نے مٹھی بند کر لی۔

"پوچھو گی نہیں کہاں جانا ہے۔۔"

"میرا ہاتھ پکڑ کر جہاں لے کر جائیں گے ،آنکھیں بند کر کے بھی آپ کے ساتھ چل پڑوں گی۔۔"

"اتنا یقین ہے مجھ پر۔۔۔؟"

تھا نہیں ہو گیا ہے۔۔کیونکہ بے یقینی کی ایک وجہ بھی آپ نے رہنے نہیں دی۔۔"اس نے اپنے لب " و لہجے میں جواب دیا تھا۔۔

آریان نے اس کی ہاتھ پشت پر لب رکھے۔۔اور اس کا رخ موڑ کر پشت کو اپنے سینے لگایا ہاتھ ہنوز تھاما ہوا تھا۔اس کے ہاتھ میں موجود وہ رنگ چھوتا وہ اسے تفصیل بتانے لگا۔۔

"یونیورسٹی میں میری جاب کنفرم ہو گئی ہے۔۔ایک بار پھر وہ سفر شروع ہو گا جو میں نے ایک حادثے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔۔"

"اٹس مین پروفیسر۔۔۔" روز نے جواب چاہا۔جبکہ اس کی جاب کا سن کر وہ ویسے ہی خوش ہو چکی تھی۔

"یس!! اور اس مرتبہ میری پہلی سٹوڈنٹ تم بنو گی۔۔" اس کے گال سے گال جوڑے وہ ہلکا سا جھکا تھا۔۔

"اٹ ول بی اونر فار می۔۔" اس کے جواب پر آریان نے گال ہلکا سا رگڑا اور آنکھیں موندے روز کی خوشبو میں سانس بھرا۔

"بٹ!! آئی وانا سے سمتھنگ۔۔"

چند پل بعد وہ بولی تو آواز میں ہلکی سی جھجک تھی۔

"جو دل میں ہے سب کہہ دو۔ لیکن میں جانتا ہوں تم کیا کہنا چاہتی ہو۔۔"

"واٹ؟" روز نے لب کا کونا دبایا۔

"نوفل یزدان کا ساتھ تم سے کبھی نہیں چھینوں گا۔۔ کیونکہ مسیحا ہر کوئی نہیں ہوتا۔۔۔اور جو مسیحا بن جائے انہیں کبھی تکلیف نہیں دینی چاہیے۔۔جب دل چاہا۔۔جس وقت بھی دل چاہا بس حکم کرنا، بندہ

حاضر ہو گا۔۔"۔اس نے روز کو ہلکا سا گھمایا تو وہ گھوم کر آریان کے کندھے پر ہتھیلی جما گئی تھی،آریان نے دونوں ہاتھ کمر پر باندھے تو وہ پیچھے کی جانب جھکی۔۔اور آریان اس کی جانب جھکا۔

دور سے وہ کسی فیری ٹیل سٹوری کا حصہ معلوم ہونے لگے تھے۔ جیسے کوئی پرنس اپنی پرنسز کو تھامے کھڑا تھا۔۔اور ارد گرد ماورائی ماحول ہو۔۔

واٹ ؟ وہ کھلکھلائی تھی۔ سمجھ تو وہ گئی تھی۔ "

الٹس مین کہ ! ! اس نے سانس لیا۔۔"

"تم آرڈر کرنا۔۔اپنا دل تمہاری ہتھیلی پر رکھ دوں گا۔ بشرطیکہ دل مانگو تو قریب ہو کر مانگنا۔۔"

آریان کی گہری ذومعنی سرگوشی اور آنکھ کو دبانا۔۔روز سٹپٹائی تھی۔۔

"سردی لگ رہی ہے۔۔کمرے میں چلیں۔۔ویسے بھی سرد موسم مجھے پسند نہیں ہے۔۔"

اس کی مخمور نگاہ کا مفہوم سمجھتی وہ ارد گرد دیکھے بولی۔حالانکہ سرد موسم اس کا پسندیدہ تھا۔۔

میری پناہوں میں آجاؤ،سرد موسم بھی مزید اچھا لگنے لگے گا۔"آریان نے اسے سیدھا کیے قریب کیا" ،اس نے سینے پر اپنی ہتھیلیاں رکھی۔۔

"آپ کو کیسے پتہ ؟"

تمہارے بارے میں حرف حرف پڑھا ہے۔۔" روز کا سردی سے گلابی ہوتا چہرہ اس کی سرگوشی پر مزید" سرخ ہوا تھا۔

بلشنگ؟؟"آریان متجسس ہوا۔ "

نیور!! اس کے سینے پر ماتھے رکھ کر اس نے محض یہی کہا۔۔اس کے جواب پر آریان مسکرایا تھا۔۔اور " پھر اپنی متاع جان کو بانہوں میں سمیٹ لیا تھا۔۔

غم، تکلیفات کا مکمل خاتمہ اور ایک نئی زندگی کا آغاز پھر سے ہونے کو تھا۔۔جوان کی زندگی کو مکمل کر دینے والا تھا۔

اگلے دن کی شام نے گویا محفل میں آگ لگائی تھی۔۔۔

کیونکہ دونوں دلہنیں ایک طرف اور دلہے ایک جانب تھے۔

لگتا ہے انہیں دلہنوں سے زیادہ ایک دوسرے میں دلچسپی ہے۔۔" صنم نے شکوہ کیا تو شجیعہ نے افسوس " سے سامنے دیکھا۔

جہاں باسط سفیر کے کوٹ کے بٹن بند کر رہا تھا۔۔اور سفیر اس کے بالوں کو سیٹ کرنے میں مگن تھا۔

آج تم دونوں کا نہیں تمہاری بیویوں کا بھی ولیمہ ہے۔۔۔" زین نے دونوں کے پاس آئے دانت پیس " کر کہا تو دونوں چونکے تھے۔

ہمیں پتہ ہے "۔ سفیر ڈھٹائی سے بولا۔ جبکہ کیمرہ مین بیزار سے کھڑے تھے۔۔ "

تو کمینے آدمی بیوی کے پاس جا یا پھر بھائی کے ساتھ فوٹو شوٹ کروائے گا۔۔۔ عین وقت پر میرے ابا " " حضور کا ارادہ بدل گیا تو مجھے الزام مت دینا۔

تیرے ابا حضور کو میں پٹا چکا ہوں۔۔اس لیے ریلکس ہوں۔۔"اسے گویا فرق نہیں پڑا۔"

"ٹھیک ہے تو رہ اپنے بھائی کے ساتھ مصروف۔۔۔میں شجیعہ کو لے جاتا ہوں۔۔"

ابے یار کیا کر رہا ہے جاتا ہوں ناں۔۔۔" سفیر گویا لائن پر آیا تھا۔"

"چل باسط فوٹو شوٹ کرواتے ہیں ورنہ یہ میرا کمینہ سالا۔۔کہیں کمینگی نہ دکھادے۔۔"

کمینے تجھ میں بھی یزدان کی روح آنے لگی ہے۔مت بھول میں تیرا جگری یار ہوں۔۔"زین نے ایک "دھموکا اس کی کمر میں جڑھا۔وہ کراہ کر رہ گیا تھا۔۔

باسط کی نظر صنم پر گئی تو اس نے منہ بنائے رخ بدلا۔

تیری اور میری بیوی پکی دوستیں ہیں،ایسا نہ ہو وہ دونوں ملی بھگت کرتے ہمیں پاگل بنائیں،ہمیں ان " کے پاس جانا چاہیے۔۔۔" سفیر نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

"اب دفعہ ہو جاؤ۔۔ورنہ میں کچھ ضرور کردوں گا۔۔ "

زین دونوں کو گھورتا زرفشاں کی جانب بڑھا تھا۔

کچھ دیر بعد سفیر اور باسط بھی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے اپنی اپنی دلہنوں کے پاس موجود تھے۔۔۔

میری بیٹی کا خیال رکھنا۔ سفیر خان ورنہ شجیعہ کو میں واپس بھی لاسکتا ہوں۔۔" انہوں نے شجیعہ کے " کے گرد ہاتھ پھیلائے کہا تو وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔

چار ماہ کا ثبوت کم ہیں سسر جی؟" سفیر دانت پیستا بظاہر مسکرا کر بولا۔ "

تبھی تم پر اعتبار کر رہا ہوں۔۔" وہ ادائے بے نیازی سے گویا ہوئے تھے "

اپنے باپ کو سمجھا دے،۔ورنہ ان کی اور میری جنگ پکی ہے۔۔اور تیری میری دوستی خطرے میں " "پڑ سکتی ہے۔۔

"بے غیرت آدمی۔۔تو میرے بابا کی وجہ سے ہماری دوستی کو خطرے میں ڈالنے کی بات کر رہا ہے۔۔"

زین نے دانت پیسے۔

یہ سب یزدان کا اثر ہے۔۔" وہاج نے اپنا حصہ ڈالا تھا۔۔"

"سالے صاحب آپ میری زبان نہ ہی کھلوائیں تو اچھا ہے۔۔"

یزدان نے حساب برابر کیا۔

یزدان!! موقع محل تو دیکھ لیا کرو۔۔" وہ دبا دبا غرائی تھی۔"

ہمیشہ مجھے ہی غلط ٹھہرائیے گا۔۔وہ آنکھیں گھماتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔ "

سب کے چہروں پر دبی دبی ہنسی کا رقص بڑھا تھا۔۔ شجیعہ باپ کے سینے سے لگتی۔آج ایک نئے سفر پر گامزن ہوئی تھی۔

اس کے کمرے میں بیٹھی وہ آنے والے لمحات کے لیے خود کو تیار کر رہی تھی۔۔ سفیر خان کی وارفتہ نگاہیں اسے بخوبی محسوس ہوتی رہی تھیں۔۔

وہ پور پور سفیر خان کے لیے خود سجی تھی۔۔ وہ کوئی کسر باقی نہیں رہنے دینا چاہتی تھی۔۔ وہ اس شخص کے احسانات کا بدلہ تو نہیں چکا سکتی تھی۔۔ جو اس نے ان چار ماہ کے دوران اس کی ذات پر کیے تھے۔۔ ہر لمحہ ہر گھڑی وہ اس کا سایہ بنے رہا تھا۔۔ وہ زرا سا قدم اٹھاتی تھی وہ شخص پہلے ہی اس کا سہارا بنے رہتا تھا۔

وہ اپنی قسمت پر ہر پل نازاں ہوتی تھی یہ محتاجی جو اسے سزا کے طور پر ملی تھی۔اسے ایک جزا جیسی لگتی تھی، جب سفیر خان اس کا دھیان اپنی جانب مبذول کر لیتا تھا۔۔ اور وہ تکلیف کو بھولے اس کی باتوں پر ہنس پڑتی تھی۔۔

شایان ساگر کا تکلیف دہ باب اس کے ذہن سے کبھی محو نہیں ہو سکتا تھا۔۔ اور نہ ہی وہ چاہتی تھی، کیونکہ سفیر خان کی محبت کو عشق میں بدلنے کے لیے شایان ساگر کی وہ درندگی بھی انعام تھی۔۔ جس کے بدلے اسے سفیر خان جیسا مخلص شخص ملا تھا۔

اس نے آج وہی لہنگا پہنا تھا جو سفیر نے اس کے لیے لیا تھا۔۔ جسے وہ کبھی ناپسند کرتی تھی۔۔ وہی لہنگا زیب تن کیے وہ سفیر کی ہر خواہش کو سر آنکھوں پر رکھنے والی تھی۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو دھڑکنیں سست ہوئیں۔ اس نے اپنے ہاتھوں کو مسلا، اور لب تر کیے۔۔

کمرے میں پھیلی تازہ پھولوں کی خوشبو نے بھی شجیعہ پر اپنی خوشبو انڈیل دی تھی۔۔

سفیر نے بیڈ پر بیٹھی اس اپسرا کو وہی کھڑے چند پل دیکھا۔۔ وہ لڑکی اس کے صبر کا انعام تھی۔ اس کی الوہی محبت تھی۔

شجیعہ اسے وہی جما دیکھ کر گھبرائی تو نظر اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔ وہ چہرے پر خمار آلود مسکان لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ اسے اپنی پلکوں کا بوجھ اٹھانا مشکل لگا تبھی سر جھکاتی ایک بار پھر اپنے ہاتھ ایک دوسرے میں سمیٹ گئی۔۔

میرا دل چاہ رہا ہے میں آج بنا پلک جھپکائے تمہیں دیکھتا چلا جاؤں۔۔ حالانکہ تم روز میرے پاس" میرے سامنے ہوتی تھی، لیکن ایسا لگتا ہے آج کچھ خاص ہے۔۔ بہت خاص۔۔ "اس کی آواز بھاری تھی۔۔۔ جیسے کسی نشے کے زیرِ اثر ہو۔

شجیعہ کی دھڑکنیں شور کرتی اسے بے خود کرنے لگی تھیں۔

"ایسے نہ دیکھیں سفیر۔۔۔ "وہ اس کی بولتی نظروں سے گھبرا کر بولی۔

تو پھر کیسے دیکھوں؟ "اس نے لب کا کونا دبایا۔ انداز میں جذبات کی فروانی تھی۔ "

آپ مجھے پریشان کررہے ہیں۔۔" وہ فوری روہانسی ہوئی، جانتی تھی وہ گھبرا جائے گا۔۔اور ایسا ہی ہوا" تھا۔وہ بے تابی سے آگے بڑھا تھا۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔میں نہیں کررہا پریشان۔۔"اس کا چہرے تھامے وہ سوال گو ہوا تو شجیعہ کے چہرے پر" شریر مسکان پھیلی۔۔

میجر سفیر خان۔۔!! کیپٹن سے میجر کا سفر طے کرچکے ہیں لیکن میرے معاملے میں بالکل بچوں جیسا" بیہو کرتے ہیں۔۔"وہ شریر ہوئی لیکن چہرے پر حیا آلود مسکان پھیلی تھی۔۔سفیر نے ماتھے پر بل لیے اسے دیکھا اور اس کا چہرہ تھوڑی سے جکڑ کر بالکل اپنے مقابل کیا۔۔

اور یہ تم اچھے سے جانتی ہو کہ تمہارے معاملے میں میرا دل بالکل چھوٹے بچے جیسا ہے جو تمہیں" "کھونے کے احساس سے ہی رکنے لگتا ہے۔۔

شجیعہ کی آنکھیں بھیگی۔۔وہ شخص اس کی کسی نیکی کا انعام تھا۔

کتنی بے وقوف تھی ناں میں سفیر۔۔"اس نے بھیگے لہجے میں کہا۔۔سفیر سمجھ چکا تھا اس کا اشارہ کس" جانب ہے۔۔

"ہاں بے وقوف تو تم اب بھی ہو۔۔"

شجیعہ نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟"

"مطلب یہ کہ میرے جذبات سمجھنے کے بجائے اپنی ہی باتوں میں الجھائی چلی جارہی ہو۔۔"

وہ بات کا رخ ہی بدل گیا۔۔، وہ نہیں چاہتا تھا کہ شجیعہ سفیر خان اس کے سامنے کبھی روئے یا خود کو ملامت کرے۔۔اس کی محبت بے غرض تھی۔۔اور وہ نے غرض ہی رکھنا چاہتا تھا۔وہ برا وقت تھا جو گزر چکا تھا۔اب وہ اس برے وقت کو کبھی یاد نہیں رکھنا چاہتا تھا۔

آپ بھی ناں سفیر۔۔"اس نے سر جھٹکا تھا۔۔جبکہ سفیر نے بازو سے پکڑ کر اسے اپنی جانب" کھینچا۔۔۔

آج تم مجھے نہیں روک سکتی،،۔۔"اس نے کان کے قریب جھکے سحر پھونکا اور دہکتے لب اس نے" سماعت سے مس کیے۔۔

شجیعہ نے سختی سے آنکھیں میچ لی۔

جبکہ اس کا یوں گھبرانا، اور شرم کر آنکھیں میچ لینا سفیر کی دھڑکنوں کا رقص بڑھا گیا تھا۔

جانتی ہو آج سب کیا کہہ رہے تھے؟"اس کی آواز اب دور سے سنائی دی تو اس نے آنکھیں کھولی۔اور" اسے دیکھتے پوچھتا۔

"کیا؟"

یہی کہ سفیر خان کی دلہن کو اپنا وزن کم کرنا چاہیے، بہت موٹی ہے۔۔ایک دو بچوں کے بعد تو سفیر" سے بھی بڑی لگے گی۔"شجیعہ کی آنکھیں پھیلی۔

آپ نے چپ چاپ سن لیا۔۔ان کا منہ نہیں توڑا۔۔"وہ تڑخ کر بولی تو سفیر نے نفی میں" سر ہلایا۔۔چہرے پر میں سنجیدگی تھی۔

آپ کو شرم آنی چاہیے وہ آپ کی بیوی کے بارے میں کہہ رہے تھے،۔۔" شجیعہ نے اسے شرم دلانی" چاہی۔

"کہہ تو وہ ٹھیک رہے تھے۔۔اس میں جھوٹ بھی کیا ہے۔۔؟"

سفیر!!! وہ غصے سے چیخی۔"

موٹی نہیں ہوں میں۔۔ان چار ماہ میں دس کلو وزن کم کیا ہے میں نے۔۔۔اور جانتے ہیں اس تکلیف" میں کس قدر مشکل تھا۔۔اور اگر یقین نہیں آتا، تو ثبوت یہ لہنگا ہے۔جو مجھے پہلے فٹ تھا اور اب اسے "میں نے فٹ کروایا ہے۔

وہ چڑ کر بولتی ساری تفصیل اس کے گوش گزار گئی تھی۔۔جبکہ سفیر کا قہقہ گونجا تھا۔۔

سفیر!!! آپ بہت۔برے ہیں۔بلکہ بہت زیادہ۔برے ہیں۔۔کوئی موٹی نہیں ہوں میں۔۔"اس کے" بازو پر مکے مارتی وہ روہانسی ہوئی۔جبکہ وہ اب بھی ہنستا جا رہا تھا۔

اب اگر آپ ہنسے تو میں دوسرے کمرے میں چلی جاؤں گی۔۔" وہ اپنا لہنگا سمیٹتی اٹھنے لگی۔لیکن سفیر" نے اس کی کلائی کو پکڑ کر اسے روک دیا۔

میری جان، کس کی مجال۔کوئی ایسے کہے بلکہ سب کہہ رہے تھے آج ہماری جوڑی چاند سورج جیسی" تھی۔۔اور ویسے بھی میں نے سچ جاننے کے لیے ہی یہ سب کہا تھا۔اور اس نرس کی تو میں اچھے سے خبر "لوں گا جو تمہارے کارناموں میں تمہارا ساتھ دیتی رہی ہے۔۔

سفیر کا لہجہ سخت ہوا تھا۔

"بالکل بھی نہیں۔۔آپ زوبیہ کو کچھ نہیں کہیں گے۔۔اس نے سب میرے کہنے پر ہی کیا ہے۔۔اور ویسے بھی اب میں فخر سے کہہ سکتی ہوں میں موٹی نہیں ہوں۔" وہ اترا کر بولی۔

"فالتو باتوں میں وقت ضائع کر رہی ہو۔۔" اس نے الزام شجیعہ کے سر پر ڈالا۔تو وہ ایک بار پھر اسے گھور کر رہ گئی۔

"مجھے لگتا ہے ہماری آدھی زندگی لڑتے ہوئے گزرے گی کیونکہ آپ تو ہر الٹا الزام مجھے پر ڈالنے کا بہانہ ڈھونڈ رہے ہیں۔" وہ منہ بناتی بڑبڑائی۔

"اور آدھی میں پیار کر کے گزار لوں گا۔۔" اس کی پیشانی پر لب رکھے اس نے شجیعہ کو شرمانے پر مجبور کیا۔

جیب سے ایک باکس نکال کر اس نے سامنے کیا تو شجیعہ کی آنکھوں میں ستائش ابھری۔

"پچھلے چار ماہ میں ہم دونوں کا رشتہ الگ نوعیت کا تھا۔۔اس لیے میں تمہیں کوئی گفٹ کوئی آس نہیں دینا چاہتا تھا۔میں بس تمہیں ٹھیک ہوتے دیکھنا چاہتا تھا۔۔میں اپنا رشتہ اس خاص دن کو ہی شروع کرنا چاہتا تھا۔۔اس لیے آج تم مجھ سے جو مانگو گی تمہارے قدموں میں لا کر رکھ دوں گا۔۔"

اس نے وہ سنہری پائل اپنے ہاتھوں میں پکڑی،تو شجیعہ نے اپنے پاؤں سمیٹے۔

سفیر خمار آلود نگاہ سے اسے دیکھتے پائل اس کے پاؤں کی زینت بنانے لگا تھا۔

اس کے انگلیوں کے لمس پر وہ ٹھنڈی پڑنے لگی۔ سفیر نے دونوں پائل پہنا کر اس کے ہاتھ تھامے اور مہندی لگے ہاتھوں کی پشت پر اپنے لب رکھے اور گہرا سانس لیا۔۔ایک پر سکون سانس۔۔جو کئی دنوں بعد میسر آیا تھا۔

مانگو شجیعہ۔۔"اس نے چہرہ اٹھا کر شجیعہ کو دیکھا جو گلابی پڑ چکی تھی۔"

مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔آپ نے بن مانگے ہر خوشی میری جھولی میں لا کر رکھ دی پھر میں مزید کی تمنا کر کے ناشکری کیوں بنوں۔۔"

وقت نے شجیعہ سفیر خان کو خاصہ عقل مند بنا دیا ہے؟ یا پھر میرے ساتھ کا اثر ہے۔۔" وہ ایک بار شرارت پر اترا تو وہ منہ بناتی اسے گھورنے لگی۔

"شجیعہ۔۔!!آج کی رات بھی تم ایسے گھورو گی۔"

سفیر!!!اب آپ نے مجھے تنگ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔آپ پرانی والی شجیعہ کو بھولیں مت۔۔۔"اس نے صاف لفظوں میں دھمکی دی تھی۔۔

مجھے شجیعہ سفیر خان کا ہر روپ ہر انداز ازبر ہے۔۔لیکن بس ایک اور روپ ازبر کرنا باقی ہے۔۔" نچلا لب دبائے اس نے شجیعہ کو دیکھا۔۔اس کے لبوں پر ہتھیلی جمائے۔وہ اس کے سینے سے لگتی، اپنا گلابی چہرہ چھپا گئی تھی۔

سفیر نے اسے خود میں بھینچا۔دھڑکنوں کا تال میل بڑھنے لگا تھا۔

مجھے اجازت درکار ہے شجیعہ سفیر خان۔۔"اس نے روح کو جکڑتی سرگوشی کی۔۔"

شجیعہ کا پورا وجود سر دپڑ گیا تھا۔ ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑی تھی۔

میں انتظار کر رہا ہوں شجیعہ۔۔"اس کی خاموشی کو جانچتا وہ ایک بار پھر گویا ہوا۔۔جب شجیعہ کے لبوں " کا لمس اسے سینے پر محسوس ہوا۔

اس نے شجیعہ کو سامنے کیا۔۔اور ان آنکھوں میں جھانکا۔ صرف ایک لمحے کے لیے اس نے ان آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔ جہاں اجازت کی واضح شبیہ موجود تھی۔

سفیر نے اپنا ہاتھ اس جھمکے کی جانب بڑھایا۔اور پھر خود بھی جھکا۔

شکریہ میری جان۔۔" کہنے کو یہ چند الفاظ تھے۔ لیکن اسے معتبر کر گئے تھے۔ "

بلاشبہ سفیر خان اپنے نام کی طرح سب سے منفرد تھا۔۔جو شجیعہ سفیر خان کو کسی نیکی کے بدلے ملا تھا۔ یا پھر اس پر رب نے خاص کرم نوازی کی تھی۔۔ دھیرے دھیرے یہ راز بھی آشکار ہو جاتا تھا۔۔کیونکہ فلحال اس کی قربتوں نے حواس معطل کیے تھے۔

صنم !! وہ دروازہ بند کیے صدمے کی زیادتی سے چیخا۔"

وہ جو آئینے کے سامنے کھڑی جیولری اتار رہی تھی۔ دہل کر مڑی۔ جہاں وہ خونخوار نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔

کیا ہوا باسط؟" اس نے حیرانگی سے پوچھا۔۔"

تم نہیں جانتی کیا ہوا ہے؟" اس نے دانت پیسے کہا۔"

آپ بتائیں گے تو پتہ چلے گا۔۔۔" شانے اچکا کر وہ مڑی۔ گویا پرواہ نہ ہو۔اور ایک بار پھر ائیر رنگ" اتارنے لگی۔

باسط تیز قدموں سے آگے آیا۔اور اسے کندھوں سے جکڑ کر رخ موڑتا، سرخ ہوتی آنکھوں سے گھور" کر رہ گیا۔۔

آپ کی یہ کالی نیلی پیلی سرخ آنکھوں کا وار مجھ پر نہیں چل سکتا۔۔۔ جلدی بتائیں مجھے نیند آرہی" ہے۔۔ایک تو آج کا فنکشن اتنا لمبا ہو گیا تھا۔اوپر سے آپ بنا بات کے غصہ کر رہے ہیں۔۔"

باسط کو اس کے انداز پر حیرانگی ہوئی۔

" میرے ارمانوں پر پانی پھیر کر تم سونا چاہتی ہو۔۔؟"

کونسے ارمان؟؟ چار ماہ بعد ولیمہ ہوا۔۔اب کونسے ارمان باقی رہے ہیں؟" وہ لاپرواہی سے بولی تو باسط" کو مزید طیش آیا۔۔ لیکن وہ ضبط کرتا کھڑا رہا۔

جذبات سے عاری لڑکی" بڑبڑا کر وہ دور ہوتا بیڈ پر جا کر لیٹ گیا۔۔جوتے اتارنے کی بھی اس نے" زحمت نہیں کی تھی۔

صنم نے بمشکل اپنی ہنسی ضبط کی،۔اور مڑ کر باسط کو دیکھا۔جو کروٹ کے بل لیٹا تھا۔

صنم نے ڈریسر پر موجود چند چوڑیوں کو دوبارہ رکھا گویا ساری چوڑیاں اتار دی ہوں اور جیولری کے ساتھ بھی یہی عمل دہرایا۔۔ لیکن پھر واپس پہن کر اس نے گہرا سانس لیا۔۔ گو کہ تھوڑا مشکل تھا۔ لیکن وہ آج باسط کو سرپرائز کرنا چاہتی تھی۔

اپنی لونگ میکسی کو چٹکیوں میں بھرتی بیڈ پر آئی۔

افففف آج تو بہت تھک گئی چینج کرنے کی بھی ہمت نہیں ہے۔۔" تھکن کا مظاہرہ کرتی وہ بیڈ پر بیٹھی۔ "

باسط دل مسوس کیے لیٹا رہا۔۔ لیکن پھر اپنے بازو پر دباؤ محسوس ہوا تو آنکھیں کھولی۔ لیکن مڑا نہیں۔

باسط نے اپنا بازو جھٹکا۔ پر وہ تھوڑی جمائے اس کے گرد اپنا بازو بھی پھیلا چکی تھی۔

پر نیند کے لیے تو نرم سا تکیہ ہونا ضروری ہے۔ کسی کی پرسکون بانہیں ہونا ضروری ہیں۔۔" اس کی " خمار آلود سرگوشی نے گویا جذبات کی آنچ میں اضافہ کیا۔

سو جاؤ مجھے نیند آرہی ہے۔۔" اس نے وہی حربہ آزمایا۔۔ جبکہ دل مچل رہا تھا۔۔ اسے بانہوں میں لینے " کو۔۔ اس کے حسن کو سراہنے کو لیکن وہ سارا ہار سنگھار برباد کر چکی تھی۔

"پر مجھے آپ کے بغیر نیند نہیں آرہی۔۔"

اس نے جان بوجھ کر چوڑیان کھنکھائیں تو باسط نے غور سے اس کے بازو کی جانب دیکھا۔۔ جہاں چوڑیاں موجود تھیں۔

مجھے آرہی ہے سو جاؤ۔۔" چوڑیاں دیکھ کر اسے احساس ہوا تھا کہ وہ محض اسے ستانے کے موڈ میں " تھی۔

کیاسونے سونے کی رٹ لگائی ہوئی ہے؟ایک مرتبہ بھی آپ نے آج میری طرف نہیں دیکھا۔۔اور "
"نہ میری تعریف کی۔۔مجھے تو لگ رہا تھا ولیمہ کی دلہن میں نہیں آپ کا بھائی سفیر خان تھا۔۔

وہ چڑ کر گویا ہوئی تو باسط سیدھا ہوا، جس کی وجہ سے وہ سیدھا اس کے سینے پر گری۔پر غصے سے وہ سینے پر ہتھیلی رکھتے اٹھنے میں کوشاں ہوئی۔۔سینے پر گولی لگنے کی وجہ سے وہ اب بھی احتیاط کرتی تھی۔۔لیکن باسط نے کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کی کوشش کو ناکام بنایا۔۔

سو جایئے آپ۔۔۔" وہ دانت پیستے غرائی۔"

ابھی تو بانہوں میں سونے کی باتیں کر کے مجھے رومینٹک وائبز دے رہی تھی اور اب سڑیل چڑیل "
"بن گئی ہو۔کیا آج روز کی کسر تم پوری کرو گی؟۔

کیاچڑیل!!"اس نے ناک پھلا کر باسط کو دیکھا۔"

"مطلب کالفظ پکڑا ہے باقی لفظ تو جیسے میں نے دیواروں سے کہے ہیں۔۔"

باسط نے اسے ہلکاسا جھٹکا دیا۔۔جس وجہ سے وہ مزید باسط کے قریب ہوئی۔اس کا دوآتشہ حسن مزید قریبی سے دیکھتے وہ پل بھر کے لیے خاموش رہ گیا۔۔جبکہ آج آنکھوں نے تعریف کی تھی۔۔۔

ڈل گولڈ دیدہ زیب میکسی میں وہ آسمان سے اتری کسی حور سے کم بھی نہیں لگ رہی تھی۔۔

مانگ ٹیکا کے ساتھ اس نے نازک سی جیولری پہنی تھی۔لبوں پر پھیلا وہ ہلکا شوخ رنگ اس کے حسن کی آخری کڑی ثابت ہوا۔۔آج وہ اگر اسے اپسرا کہتا تو غلط نہیں تھا۔۔

صنم کی گھنی پلکیں عارض پر آ جھکی۔

بخدا جس طرح آج میں نے تمہارا حسین روپ نظرانداز کیا ہے۔۔ یہ میرا دل جانتا ہے۔۔ میں تسلی سے تمہیں ان آنکھوں میں جذب کرنا چاہتا تھا۔ تا کہ کوئی حسرت باقی نہ رہے۔ لیکن تم میری امیدوں پر پانی پھیرنے کی ساری تیاری کر چکی تھی۔۔" آخرال-فاظ اس نے سلگ کر کہے۔

صرف آپ کو ستانے کے لیے۔۔ بدلا بھی تو لینا تھا۔" وہ بھی اترائی تھی۔"

میں بدلا لینے پر آیا تو تمہاری جان مشکل میں پڑ جائے گی۔" اس کی گھمبیر وجود کو دہکا دینے والی سرگوشی نے صنم کو خفت سے لال کیا۔۔ اس کے سینے پر چہرہ چھپاتی وہ اس کی نظر سے اوجھل ہو جانا چاہتی تھی۔۔

ایک پر سکونیت سی وجود میں پھیلی تو باسط نے اس کا سر بلند کیا۔ اور اس کا حسین چہرہ نگاہ میں بھرنے لگا۔۔

یوں نظر چرا کر چہرہ چھپا کر آج میرے جذبوں کی آنچ سے تم بچ نہیں پاؤ گی۔۔ آج قسمت میں سلگنا لکھا ہے۔ تو لکھا ہی ہے۔۔" ایک اور جان لیوا سرگوشی اور صنم کے گالوں میں گویا کسی نے تپش بھڑکا دی۔

آپ ایسی بب باتیں مت کریں۔۔" پلکیں دوبارہ جھک گئی تھیں۔"

پھر کیسی باتیں کروں؟" اس نے لب دبایا۔ جبکہ وہ اب اس کی ذومعنی باتوں سے گھبرا گئی تھی۔"

"چھوڑیں آپ۔۔ اچھا تھا آپ کے آنے سے پہلے ہی۔۔۔

تم ایسا کبھی نہیں کر پاتی۔۔۔" باسط نے اس کا ادھورا جملہ مکمل کیا۔۔"

بڑا یقین ہے۔۔" صنم نے ہونٹ گھمائے۔ گویا یقین نہ ہو۔"

ثبوت سامنے ہو تو پھر یقین کی گواہی کس لیے؟" اس کی پیشانی کو نرمی سے چھوتے اس نے صنم کا سر " تکیے پر رکھا۔اور خود اس کی جانب جھکنے لگا۔۔

صنم نے شرما کر اپنا چہرہ چھپالیا۔۔

باسط بدمزہ ہوا تھا۔۔پر اس کا ہاتھوں کی جھری سے دیکھنا اگلے ہی پل اسے مسرور بھی کر گیا تھا۔

باسط نے اس کے کانوں میں پہنے ائیر رنگز اتارے تو اس نے ہاتھ ہٹا کر باسط کو دیکھا۔۔جو لبوں پر شریر مسکان پھیلائے ہوئے تھا۔

مم میں خود اتار لوں گی۔۔آپ۔۔۔رہنے دیں۔۔" اس نے کان کی جانب ہاتھ بڑھایا جب باسط نے " نفی میں سر ہلایا۔۔اور اس کا ہاتھ پیچھے کیا۔

کہنی کے بل جھکے اس نے تکیے کے قریب سے کچھ اٹھایا اور صنم کی نگاہ کے سامنے کیا۔۔

صنم کی آنکھوں میں خوف اترا تھا۔وہی جھمکے تھے۔جو اس دن ان کی موت کا سامان بن گئے تھے۔

میں یہ ہرگز نہیں پہنوں گی۔۔" صنم نے سرعت سے انکار کیا۔"

یہ جھمکے تمہیں کبھی خود سے جدا ہی نہیں کرنے چاہیے۔کیونکہ جان کی بازی لگا کر یہ تم تک لایا" ہوں۔۔"

اسی لیے تو پہننا نہیں چاہتی کیونکہ ان جھمکوں سے خون آلود یادیں جڑی ہیں۔" شایان سا گر آج پھر " اپنے ظلم سمیت یاد آیا تھا۔

"ان یادوں کو بھول کر ہم ان جھمکوں کے سنگ اچھی یادیں بھی تو بنائیں گے۔"

"مجھے نہیں بنانی۔۔ان کی وجہ سے ہی میں آپ سے دور ہوئی تھی۔۔"

اور اب یہی جھمکے ہمیں قریب لائیں گے۔۔"اس نے کان میں وہ جھمکا پہنایا تو صنم کی آنکھ سے آنسو نکلا۔۔جسے وہ لبوں سے چنتا دوسرے کان میں بھی جھمکا پہناتے دوسرے آنسو کو بھی چن گیا تھا۔

صنم نے سسکیاں روکتے رخ بدلا اور اس کے گرد اپنے بازو حائل کیے تو باسط نے کیسی بکھرے موتی کی مانند اس لڑکی کو خود میں سمیٹ لیا تھا۔

ستاروں کی مانند چمکتے وہ قیمتی سٹونز دونوں پر اپنی روشنی پھیلائے آئندہ زندگی میں خوشیوں کی نوید سنانے لگے۔۔۔

&________

ایکوا کلر میکسی، جس پر نفاست سے ہوا باریکی کا کام اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہا تھا۔ پریگننسی کی وجہ سے میکسی کو تھوڑا سا سراپے سے ڈھیلا رکھا گیا تھا۔۔دن بہ دن وہ مزید کمزور ہو رہی تھی۔۔جس وجہ سے زیادہ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

سلور نفیس جیولری کا امتزاج گویا اس کے حسن کو چار چاند لگا گیا تھا۔۔

"یزدان کتنا عجیب لگے گا۔۔؟سب کیا سوچیں گے۔۔۔تم پہلے بھی تو ریسپشن رکھ سکتے تھے۔۔۔"

"کسی کی کیا جرات کہ آپ کے بارے میں غلط سوچے؟"

"تم کسی کی سوچ پر پہرہ لگا سکتے ہو۔"

اگر پہرہ نہیں لگا سکتا تو آپ فکر مند کیوں ہیں۔ان لوگوں کے بارے میں جو آپ کو ٹھیک سے جانتے" بھی نہیں۔سب کو چھوڑ میری طرف دیکھیں۔آپ کو احساس ہوگا۔کہ آپ کا یہ حسین روپ میرے دل پر کیسے وار کیے جا رہا ہے۔۔اور میرا دل اس وقت چاہ رہا ہے سب سے چھپا کر کہیں دور لے جاؤں۔۔؟"گھمبیرتا سے بولتا وہ تعبیر کی دھڑکنوں کو سست کر گیا تھا۔۔

تمہیں میں کب اچھی نہیں لگتی؟"گھنیری پلکوں کو جھپکتی وہ سوال گو ہوئی۔"

جب لڑتی ہیں۔۔"اس نے شوخ نگاہ اس پر ڈالے تعبیر کو اگلے ہی پل تپا گیا تھا۔"

اب تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ لڑوں تو ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔" تعبیر نے اترا کر کہا۔"

"ریسپشن میں ہزاروں وجہ مل جائیں گی۔۔"

تم وجہ پیدا نہ کرنا میں لڑائی نہیں کروں گی۔۔"اس نے دانت پیسے تو وہ متبسم ہوا تھا۔۔"

تمہارے ارادے کچھ اور بتا رہے ہیں۔۔"اس کی خاموشی معنی خیزی ہنسی نے تعبیر کو ٹھٹکا یا تھا۔۔"

آج ہمارا درمیان لڑائی نہیں فقط محبت ہو گی۔۔۔بے انتہا محبت۔۔"اس نے جھک کر کہا اور کنپٹی سے" تھوڑا نیچے لبوں کی مہر لگائی۔۔۔ تعبیر نے اس کے کوٹ پر اپنا ہاتھ رکھا۔اور گہرا سانس لیا۔۔یزدان

اس کے ردِ عمل پر مزید بہکتا جھکنے لگا تھا جب تعبیر نے سرعت سے اس کے لبوں پر اپنے حنائی ہاتھ رکھے۔

میک اپ خراب ہو جائے گا۔۔" کپکپاتی آواز میں بولے وہ یزدان کے لبوں پر مسکان لائی تھی۔"

"ریسپشن کے بعد تو میک خراب کرنے کی اجازت ہو گی ناں۔۔"

بہت ! ! بے شرم ہو۔" وہ آنکھیں گھمائے بولی۔ جب یزدان نے شانے اچکائے۔ وہ نظر چراتی مٹھیاں" بند کر گئی تھی۔یزدان کی مخمور نظروں کو سہارتی وہ اس وقت بے بسی کی حالت میں تھی۔

کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی،۔تو تعبیر نے گویا سانس بحال کیا۔۔

یزدان تعبیر کو دیکھتا دروازہ کھولنے بڑھا۔۔ جبکہ تعبیر کی نظر بھی دروازے پر جمی۔دروازہ کھولے وہ ایک جانب ہوا۔۔

اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔ان میں نمی ابھرنے لگی لبوں پر بھیگی سی مسکان تھی۔

وہ آگے بڑھی اور بانہیں پھیلائے کھڑے کمال ملک کے سینے سے لگی۔

اس ایک حصار کے لیے اس نے انتیس سال گزارے تھے۔۔اور آج جب اس کی اولاد دنیا میں آنے والی تھی وہ محبت بھری بانہیں نصیب ہو گئی تھیں۔۔۔

اتنی دیر کر دی بابا۔۔اتنی دیر کون کرتا ہے؟" اس کی شکوہ کناں نم آواز نے یزدان کو بے چین کیا" تھا۔۔وہ کبھی بھی تعبیر کو کسی کے لیے بھی آنسو بہاتے برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔

"اپنے بابا کو معاف کر دو تعبیر۔۔ تمہارے بابا میں ہمت نہیں تھی تمہارا سامنا کرنے کی۔۔"

ایسے مت کہیں بابا۔۔ایک بار پکارتے ! ،آپ کی بیٹی خود آپ کے پاس آ جاتی ،۔۔"اس نے باپ کے " سینے سے سر اٹھایا۔۔

نہیں تعبیر ،اس مرتبہ مجھے آنا تھا۔اپنے ہر گناہ کا ازالہ کرنے کے لیے۔۔۔" تعبیر نے نم آنکھیں " رگڑیں۔

"کوئی ازالہ نہیں بابا۔۔آپ آگئے میری ہر حسرت پوری ہو گئی۔۔"

ہمیں یہاں لانے والا بھی یزدان ہے۔۔۔"انھوں نے یزدان کو اپنے برابر کھڑا کیا۔۔اور اس کے " کندھے کے گرد اپنا ہاتھ پھیلایا۔

میں اللہ کا جتنا شکر ادا کروں۔۔ کم ہے۔۔ جس نے تم جیسے شخص کو میری بیٹی کی قسمت میں لکھ " دیا۔"انھوں نے پوری سچائی سے کہا۔۔

"یہ آپ کی محبت ہے انکل۔۔"

یزدان متانت سے بولا۔۔ جبکہ تعبیر نے یزدان کو دیکھا۔اور نکھوں میں گویا سکون اتر آیا تھا۔

"باپ سے ہی ملتی رہو گی یا پھر ماں سے بھی ملو گی۔۔۔"

نجمہ بیگم کی آواز پر وہ چونکی۔

ایک بار پھر آنسو بہے لیکن اس بار ماں نے ان آنسوؤں کو بے مول نہیں ہونے دیا۔۔

بہت مبارک ہو۔۔اللہ میری بیٹی کو ہمیشہ آباد رکھے۔اللہ اولاد کا سکھ دیکھنا نصیب کرے۔۔"اس کی پیشانی چھوئے،انہوں نے اسے کئی دعاؤں سے نوازا۔

"حریم آپی کہاں ہیں امی؟

"سب آئے ہیں نیچے۔۔اروشے بھی آئی ہے۔۔سلمان اور باقی سب بھی؟"

اروشے کے نام پر اسے دھڑکا ہوا تھا۔لیکن پھر خود کو سنبھالے مسکرائی۔

اور یزدان سمجھ چکا تھا۔۔کہ اروشے کے حوالے سے وہ خدشات کا شکار ہے۔

سب نیچے بڑھے تو یزدان نے تعبیر کو دیکھا،۔

"اروشے کے حوالے سے پریشان ہیں؟"

"تت تم کیسے جانتے ہو؟"

آپ کا چہرہ بتا رہا ہے۔۔"یزدان نے اس کا گال سہلایا۔"

نہیں وہ!!کچھ نہیں۔۔"اس نے خود ہی خیال جھٹک دیا۔"

جیسے آپ کی مرضی۔۔!!چلیں نیچے؟"اس نے ہاتھ آگے بڑھایا تو تعبیر نے اس کا ہاتھ تھاما۔اور " نیچے کی جانب بڑھا۔

نیچے گویا ایک جہان آباد تھا۔۔آج کا فنکشن گرینڈ اور آخری فنکنشن تھا۔۔

اس نے یزدان کے بازو میں اپنا ہاتھ ڈالا اور اسے دیکھا جو ڈارک سلور گرے پینٹ کوٹ میں آج پورے ماحول پر چھایا ہوا تھا۔

ساری لائٹس اور کیمرے ان پر فوکس ہوئے تو وہ گھبرائی تھی۔

میرا ساتھ کافی نہیں ہے؟"اس نے جھک کر محض یہی کہا اور تعبیر نے اثبات میں سر ہلایا گویا تسلی مل گئی ہو۔

تعبیر آپی کافی خوبصورت لگ رہی ہیں، وہاج"انابیہ کی آواز پر وہاج اس کی جانب مڑا۔"

جو آج بلیک سلک گاؤن پہنے ہوئے تھی۔۔بالوں کو لوز کرل کیے۔۔سموکی بلیک میک اپ میں وہ آج پل پل وہاج کو اپنی نگاہ سے گھائل کر رہی تھی۔

میں آپ سے کچھ کہہ رہی ہوں۔۔"وہ ہاتھ ہلائے بولی جب وہاج چونکا۔"

ہمم!!کافی خوبصورت لگ رہی ہے۔۔"اس نے فوکس انابیہ پر ہی رکھا۔"

وہاج آپ نے تو دیکھا ہی نہیں۔۔"اس نے بھنویں سکوڑی۔۔"

دیکھ کر ہی اس جانب دیکھ رہا ہوں اور اب میرا کہیں اور دیکھنے کا موڈ نہیں ہے۔۔"اس نے انابیہ کی" نازک کمر کے گرد اپنا ہاتھ پھیلایا۔

وہاج شرم کریں، دن بہ دن آپ بگڑتے چلے جارہے ہیں "انابیہ دبا دبا بولی"

ساری عمر سلجھ کر گزاری ہے۔۔اب بگڑنے میں مضائقہ ہی کیا ہے۔۔جب پہلو میں کوئی رات کی پری موجود ہو۔۔" وہ جھکا تھا۔گویا اسے چھو لے گا۔۔

وہاج۔!! انابیہ دہل کر فاصلے پر ہونے لگی۔۔لیکن وہاج نے کمر کو شدت سے جکڑ کر اس کی کوشش کو ناکام بنادیا۔

سب کیا سوچیں گے۔؟۔ایس پی صاحب سرِعام محفل میں لوفرانہ حرکتیں کررہے ہیں۔۔" اس نے وہاج کو شرم دلانی چاہی۔

بے باک حرکات۔۔"اس نے ڈھیٹ بن کر تصیح کی۔"

چھوڑدیں وہاج۔۔۔مام ڈیڈ اور آپ کے ماما بابا بھی یہی موجود ہیں۔۔"اس نے گویا لجاجت سے کہا۔۔"

"وہ ہمیں ساتھ دیکھ کر خوش ہوں گے۔۔"

خوش تو وہ ہوں گے۔لیکن جو آپ کی چھچھوری حرکات ہیں۔۔ان کو دیکھ کر وہ کانوں کو ہاتھ لگائیں گے۔۔"اس نے منہ بنائے کہا تو وہاج دلفریبی سے مسکرایا۔۔

ہیلو ایس پی وہاج سلطان،"ایک خوبصورت سی آواز نے ان دونوں کی توجہ کھینچی۔انابیہ نے سامنے " دیکھا تو ایک لڑکی موجود تھی۔۔نازک سراپے پر ساڑھی پہنے، بالوں کو سٹریٹ کیے وہ لڑکی کافی ہائی کلاس کی لگ رہی تھی۔

اوہ مس شہرین۔۔، ! کیسی ہیں آپ؟" وہاج نے مسکرا کر پہل کی تو شہرین نے ہاتھ آگے " بڑھایا۔۔ جسے وہاج ہلکا سا تھام کر چھوڑ چکا تھا۔۔ لیکن وہ ہلکا سا تھامنا اور پھر چھوڑ دینا۔انابیہ کی آنکھوں میں ٹھہر گیا تھا۔

میٹ مائے وائف، انابیہ سلطان" وہاج نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیلائے اس کا تعارف " کروایا۔۔ شہرین نے خوشدلی سے مسکرا کر ہاتھ آگے کیا۔جسے انابیہ نے چپ چاپ تھام لیا تھا۔

یہ کون ہے وہاج؟" بظاہر عام۔لہجہ لیکن وہاج کو سلگتا ہوا محسوس ہوا۔ "

"وہ رات یاد ہے، جب تمہیں میں نے وہاں سے جانے کا کہا تھا۔۔"

انابیہ کو یاد آیا تو اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

اس رات تمہاری جگہ یہی موجود تھیں۔ان کا نام۔کیپٹن شہرین ہیں۔۔اور رانا شاکر نامی غنڈے سے " تمہیں انہوں نے ہی بچایا تھا۔۔"انابیہ کچھ حد تک ریلکس ہوئی اور مسکرائی تھی۔

"ویسے اس بات پر میرا آپ کو سپیشل تھینکس کرنا بنتا ہے،۔کیپٹن شہرین۔"

"نو سر!! اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔یہ تو میرا فرض ہے۔۔"

تھینکیو سو مچ مس شہرین۔۔آئندہ زندگی میں مجھے اگر کبھی ضرورت ہوئی تو یاد ضرور کیجیے گا۔۔آپ " کے کام آکر مجھے اچھا لگے گا۔۔ "

انابیہ اس کی مسکراہٹ اور اس کا یہ دلفریب انداز دیکھتی دنگ ہوئی۔۔

وہاج نے ہاتھ آگے بڑھایا اور شہرین نے تھاما تھا۔۔اور اب انابیہ کی برداشت جواب دے گئی تھی۔۔اس نے وہاج کا پشت پر پھیلا ہاتھ جھٹکا۔

میں مام ڈیڈ سے مل کر آتی ہوں، آپ لوگ باتیں کریں۔۔" انابیہ وہاج کی جانب دیکھے چبا چبا کر بولی "اور برا سا منہ بناتی وہاں سے وہاج کے ماما بابا کے پاس بڑھی۔۔

وہاج مسکرایا، اور اثبات میں سر ہلاتا وہ شہرین سے باتوں میں مگن ہوا۔

انابیہ کا دل چاہا دونوں کا سر پھاڑ دے۔۔۔جو ایسے بچھڑے ساتھی بنے باتیں کر رہے تھے، گویا وہاں تنہا ہی موجود ہوں۔

"کیا ہوا انابیہ؟"

نجمہ بیگم نے انابیہ کا سرخ چہرہ دیکھا تو پوچھے بنا رہ نہ پائی۔

امی اپنے بیٹے کو دیکھ لیں کیسے اس لڑکی سے باتیں کر رہے ہیں۔۔" وہ شکوہ کرتی روہانسی ہوئی۔"

"صدقے،، میری بیٹی کو غصہ آرہا ہے۔۔؟"

"اور کیا نہ کروں غصہ؟"

"بالکل کرو غصہ۔۔۔"

"امی آپ دیکھیں تو سہی کیسے باتیں کر رہے ہیں۔۔"

"مل کر اس کی خبر لیتے ہیں۔"

نہیں امی!!اس نے فوری نفی کی۔۔"

"ابھی تو غصہ آرہا ہے اور اب مجھے منع کر رہی ہو۔"

"وہاج کو سدھارنے کے لیے میرے پاس ایک طریقہ ہے۔۔اگر آپ مانیں گی تو۔۔"

"کیسا طریقہ؟"

یہی کہ آپ اور بابا ہمارے ساتھ رہیں ہمیشہ۔۔پھر مجھے آپ کو شکایت لگانے میں بھی مشکل نہیں ہو گی۔"اس نے نجمہ بیگم کا ہاتھ تھامے کہا تو وہ حیران ہوئی۔

ہم تمہارا طریقہ مانیں گے لیکن ہم نہیں تم ہمارے ساتھ رہو۔۔گاؤں میں۔۔"۔

کمال ملک کی آواز پر وہ خوشی سے مسکرائی۔

"سچ کہہ رہے ہیں؟"

بالکل سچ!!انہوں نے انابیہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔"

وہاج شہرین سے معذرت کرتا ان کی جانب آیا۔۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟"

انابیہ کا چہرہ سنجیدہ ہوا۔

"بابا آپ کو جو مناسب لگے وہ آپ کریں۔"

کیا مطلب؟وہاج متعجب ہوا تھا۔"

ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ رہو۔۔ گاؤں میں، انابیہ تو مان گئی ہے۔۔اب جو تمہارا دل "

"چاہے۔۔

وہاج نے اپنی ماں کو دیکھا۔۔ جن کی آنکھون میں حسرت تھی۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن۔۔"

تمہیں اعتراض ہونا بھی نہیں چاہیے۔۔ کیونکہ ہمارا حق ہے کہ ہم تمہاری خوشیاں دیکھیں، تمہارے "

"بچوں کی قلقاریاں ہمارے گھر میں گونجے۔

کمال ملک مصنوعی رعب سے بولے۔۔ توانابیہ کا چہرہ سرخ ہوا۔

میری پوری بات تو سن لیں۔۔"۔ وہاج نے بھاری سی آواز میں کہا۔۔ "

"بولو؟"

آپ کو حق ہے ہماری خوشیاں دیکھنے کا۔۔ تو ہمارا بھی حق ہے۔۔ اپنے ماں باپ کو ہمیشہ مسکراتے دیکھنا "

توآپ کو بھی امی کا بھرپور خیال اور نئے نویلے شادی شدہ مجلنا کی طرح رہنا ہوگا۔۔" اس نے لب دبائے کہا۔ انابیہ نے پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

شریر!! کہیں کا۔۔" کمال ملک مسکرائے تھے۔۔ "

"تمہارے بابا اب میرا بہت خیال رکھتے ہیں،۔ اب بس تم لوگ وہاں آجاؤ۔۔۔"

جو میری ماں کا حکم۔۔" اس نے ماں کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا۔۔ "

"ویسے امی،۔ میرا روز وہاں آنا مشکل ہے تو میں ویک اینڈ پر آجایا کروں گا۔۔"

اس نے انابیہ کو نگاہ میں رکھا جس کا رنگ پل میں پھیکا پڑ گیا تھا۔۔

"ایسی باتیں سوچنا بھی مت۔۔ ورنہ کان سے پکڑ کر کر لے جاؤں گا۔"

انابیہ کے چہرے کی گویا رونق بحال ہوئی تھی۔۔

وہاج فرطِ جذبات سے باپ کے گلے لگا۔۔ کمال ملک نے اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔۔

سالوں کی تشنگی مٹنے لگی تھی۔۔ بنا کسی شکوہ شکایت کے آج باپ اور بیٹے کی ہر رنجش مٹ گئی تھی۔

جبکہ انابیہ پر سکون ہوتی نجمہ بیگم کے سینے سے لگی تھیں۔

وہ کمرے میں آیا تو وہ کاؤچ پر بیٹھی تھی۔۔ پاؤں میں سوفٹ سول کر سینڈلز تھے۔۔ میکسی کی وجہ سے وہ نظر نہیں آئے تھے۔۔ اس لیے آج کا فنکشن اس نے اچھے سے انجوائے کیا۔

اور یزدان نے پورے فنکشن کے دوران اس نے تعبیر کو ایک لمحے کے لیے بھی تنہا نہیں کیا تھا۔۔ وہ اچھے سے جانتا تھا۔ لوگوں کا سامنا کرنا اسے ہمیشہ سے مشکل لگتا تھا۔۔ تبھی قدم قدم ساتھ نبھانے کا عہد اس نے دل و جان سے پورا کیا تھا۔۔

وہ تعبیر کو دیکھتا آگے آیا۔۔

تھک گئی ہیں آپ؟"یزدان نیچے جھکا، اور اس کے پاؤں سے جوتے اتارنے لگا۔ لیکن تعبیر نے اس کا پاؤں تھامنے سے پہلے ہی اسے بازوؤں سے تھام لیا۔

"ہر گز نہیں یزدان ! !" اس نے نفی میں سر ہلایا۔اور پاؤں سمیٹ لیے۔

"آپ کی طبعیت خراب ہو جائے گی۔۔"

"ہو جانے دو لیکن تم آج کے بعد میرے پاؤں مت چھونا۔۔" وہ کاؤچ کا سہارا لیتی کھڑی ہونے لگی۔جب یزدان نے اس کا ہاتھ اپنے کندھے پر رکھ کر کمر میں ہاتھ ڈالے اسے کھڑا کیا۔ تعبیر کا آدھا بوجھ یزدان پر آیا تھا۔

"یہ صرف میں اپنی بیٹی کی وجہ سے کر رہا تھا۔۔زیادہ خوش فہم مت ہوں۔"یزدان کا دھیما مگر میٹھا طنزیہ لہجہ اسے سلگا گیا تھا۔۔

" تمہاری بیٹی میری بھی کچھ لگتی ہے۔۔اور ابھی وہ دنیا میں نہیں آئی جو تم اس کا حوالہ دے رہے ہو۔۔"

"اب اپنی بیٹی کی خاطر ہی تو آپ کا خیال کرتا ہوں ورنہ جتنا آپ مجھ سے لڑتی ہیں دل تو چاہتا ہے،۔۔" یکلخت وہ لب بھینچ گیا۔لیکن آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔

"تمہارا دل جو بھی چاہتا ہے۔۔اسے وہی دفن کر دو۔۔۔ میرا حق ہے تم سے لڑنا اور تم اچھے سے جانتے ہو میں تم سے کیوں لڑتی ہوں۔"

" بے وجہ لڑتی ہیں، ورنہ میں معصوم، آپ کو کیا زک پہنچاؤں گا۔"

میری بیٹی یہ، میری بیٹی وہ۔۔۔بیٹی کو آ تو جانے دو۔۔۔اس کی وجہ سے میرا حق بھی مارنے لگے ہو۔" "

وہ چڑ ہی تو گئی تھی۔اور یزدان کا قہقہ بے ساختہ تھا۔ تعبیر نے ہمیشہ کی طرح اس کے سینے پر تھپڑ

مارے۔۔

سیریسلی مجھے کبھی کبھی حیرت ہوتی ہے۔۔دنیا کی پہلی ماں ہو گی، جو اپنی آنے والی اولاد سے جیلس "

"ہے۔۔۔

"جیلس نہیں ہوں میں۔۔بس تمہاری توجہ کسی اور جانب مبذول ہو۔۔دم گھٹنے لگتا ہے۔۔"

اس نے لب کاٹے وضاحت کی،۔

ساری دنیا کی لڑکیوں کو ٹھکرا کر لندن کی حسینائیں چھوڑ کر،۔۔شہرین جیسی کئی خوبصورت لڑکیاں "

" چھوڑ کر آپ کو اپنایا تھا۔۔۔کیا یہ احساس آپ کو مغرور نہیں بناتا۔۔؟

بھاڑ میں گئی لندن کی لڑکیاں اور شہرین جیسی کئی لڑکیاں۔ پھر سے تم میرے سامنے لڑکیوں کا ذکر "

کر رہے ہو۔۔"اس نے مطلب کی بات پکڑی تھی۔

افففف !!!یزدان کا دل چاہا اپنے بال نوچ لے۔"

میں صرف حوالہ دے رہا ہوں۔یار۔۔۔"اس نے دانت پیسے کہا۔"

ایسا حوالہ نہ دو جو میرا خون جلائے۔۔" تعبیر کو گویا اثر نہیں ہوا تھا۔"

"آپ کو کم از کم شہرین کو ایسا نہیں کہنا چاہیے۔"

میں اسے برا کب کہہ رہی ہوں بس تمہاری وجہ سے بھاڑ میں جھونک رہی ہوں۔۔ورنہ اس نے جو کام کیا ہے اس وجہ سے وہ میرے دل میں کافی جگہ بنا چکی ہے۔۔"یزدان نے حیرت سے تعبیر کو دیکھا۔

اب تم زیادہ پھیلنا مت۔۔۔" تعبیر نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی تو یزدان نے اس کی انگلی کو ہمیشہ کی طرح پکڑا۔

آپ کے سامنے تو پھیلنے کی اجازت ہے ناں۔۔" اس کے چہرے پر نظر جماتے وہ گھمبیر تا سے بولا تو تعبیر نے اس کی جانب دیکھا۔۔اس کی نظر کا مفہوم سمجھتی وہ بوکھلائی تھی۔

" تھک گئی ہوں میں۔۔ بیٹھنے دو مجھے۔۔"

وہ یزدان سے دور ہونے لگی جب اس نے جھک کر اسے گود میں اٹھایا۔ تعبیر نے اس کی گردن کے گرد بازو حائل کیے۔

" ! !یزدان میں۔۔"

نہیں گرنے دوں گا۔۔اس کا جملہ یزدان نے پورا کیا اور اسے لیے بیڈ پر آیا۔۔ "

بیڈ پر اسے بٹھا کر اس نے تعبیر کے پاؤں اٹھا کر سٹول پر رکھے۔۔ تعبیر نے فوری اپنے سینڈلز اتارے۔۔یزدان کو موقع نہیں ملا تھا۔۔

"بہت ضدی ہیں۔۔"

کچھ بھی کہو۔ لیکن یہ میں کبھی نہیں ہونے دوں گی۔۔"۔ وہ پر یقینی سے بولی اور بیڈ پر نیم دراز ہوئی۔ یزدان سر جھٹکتا سٹول ایک طرف رکھ کر اس کے پاس بیٹھا۔۔

"اب بتائیں اروشے سے کیا بیر ہے؟"

تقریب کے دوران وہ تعبیر کی نظریں محسوس کرتا رہا تھا۔

"تم اس کی بات کی جان نہیں چھوڑو گے۔۔"

" بالکل بھی نہیں۔۔"

وہ تم سے شادی کرنا چاہتی تھی۔۔ اسے لگتا ہے تم نے مجھ سے مجبوری میں شادی کی تھی۔۔ اور میں عمر میں تم سے کافی بڑی ہوں۔۔" وہ تفصیل بتاتی خاموش ہوئی۔ جبکہ یزدان کو ایک پل کے لیے اروشے پر افسوس ہوا۔ لیکن پھر مسکرایا تھا۔۔

"تو کیا آپ نے خاموشی سے سب سن لیا؟"

یزدان نے تعبیر کو دیکھا۔ جو نگاہ جھکائے ہوئے تھی۔

تمھیں کیا لگتا ہے؟" اس نے ابرو اچکائی۔

اس کی آج کی نظریں بتا رہی تھی کہ آپ نے اس کی آنکھیں نکالنے والی دھمکی ضرور دی ہو گی۔ تبھی "وہ ہم دونوں کو دیکھ نہیں رہی تھی۔۔

تعبیر بمشکل اپنی ہنسی ضبط کر پائی۔۔ اور سر ہلاتی آنکھ دبا چکی تھی۔

"افففف!! کیا بنے گا آپ کا؟"

وہ افسوس سے سر ہلا کر رہ گیا۔

اس نے میرے شوہر کو دیکھا تھا۔۔ پھر کیسے بخش دیتی۔۔" وہ اترائی تھی۔۔"

یزدان سر ہلا کر رہ گیا۔۔اور پھر سائیڈ ڈرا سے ایک فائل نکالی۔اور تعبیر کی گود میں رکھی۔

یہ کس چیز کی فائل ہے؟" تعبیر نے فائل اٹھائی اور اسے کھولا۔"

مینشن کے پیپرز ہیں۔۔جو میں آپ کے نام کر چکا ہوں، بس آپ کو سائن کرنے ہیں۔" گو کہ لفظ" عام تھے لیکن ان لفظوں کا مول انتہائی زیادہ تھا۔

اس کے ہاتھ سے فائل گری، اور آنکھیں پھیلی۔زبان گویا گنگ ہوئی۔اس نے نفی میں سر ہلا کر یزدان کو دیکھا۔جس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

تعبیر نے ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا اور فائل کو دور کرتی یزدان کے سینے میں منہ چھپائے گردن کے گرد بازو حائل کرتی گہرے سانس لینے لگی۔

تعبیر! کیا ہوا؟" یزدان گھبرا گیا تھا۔"

تعبیر!! اس کی خاموشی پر یزدان نے اسے سامنے کیا۔۔"

میری غصے میں عام سی دی گئی دھمکی کو تم کیسے سچ کر سکتے ہو، کیوں ہو تم اتنے اچھے بولو۔۔ کیوں۔۔ ہر" بار تمہاری محبت مجھ سے جیت جاتی ہے۔۔جب بھی مجھے لگتا ہے میری محبت جیتنے والی ہے تم ہرا دیتے ہو مجھے۔۔" اسے جنجھوڑتے ہوئے۔۔اپنا رونا جاری کیے شکوے کرتی وہ یزدان کی فکر مسکراہٹ میں بدل گئی۔

"تعبیر!! سنیں تو صحیح۔۔۔"

نہیں سننا مجھے۔۔۔" وہ ایک بار پھر روئی تھی۔"

پھر کسے سناؤں؟" وہ لب دبائے بولا، جانتا تھا وہ فوری ردِ عمل ظاہر کرے گی۔"

تعبیر نے اس کی شرٹ کو مٹھی۔۔ میں جکڑا اور ایک بار پھر اس کے سینے سے لگی۔یزدان کا تیر نشانے پر لگا تھا۔۔

"کب جیتی ہے آپ کی محبت؟"

اب بھی تم یہ کہہ رہے ہو۔۔" تعبیر تڑخ کر بولی۔"

اچھا رونا بند کریں میری بات سنیں۔۔"اس نے تعبیر کے آنسو انگوٹھے سے رگڑے۔ تعبیر نے اس" کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑے۔

کچھ نہیں سننا، بس تم میری بات سنو۔۔"۔"

آپ کے علاوہ کس کی سنتا ہوں؟"اس نے تعبیر کو میٹھی نگاہ سے دیکھا۔۔"

" !! اور آج بھی میری سنو گے۔ تم مجھ سے وعدہ کرو یزدان۔"

کیسا وعدہ؟" وہ متعجب ہوا۔

تم وعدہ کرو۔۔ کہ تم مجھے کبھی فورس نہیں کرو گے کہ میں ان پیپرز پر سائن کروں۔۔اور سب سے اہم" بات تم میرے ہو تو مینشن بھی میرا ہے۔" تعبیر نے لگاوٹ سے کہہ کر اس کندھے پر سر رکھا۔اور گویا ہر وجہ ختم کر دی۔

تعبیر یہ غلط ہے۔۔"اس نے ہاتھ چھڑوانے چاہے۔ لیکن اس نے سختی سے تھامے رکھے۔"

بالکل ٹھیک ہے یزدان، کیونکہ میرا دل اور میرا ضبط تمہارے مقابلے میں بہت چھوٹا ہے۔۔نہ میرا " دل تمہارے جتنا وسیع ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی تمہارے علاوہ میں کسی پر اپنا ضبط کھونا چاہتی ہوں۔اور تم اچھے سے جانتے ہو میں یہ کیوں کہہ رہی ہوں۔ میں نوفل یزدان کی بیوی ہوں، میری پہچان یہی "ہے۔۔اور کوئی پہچان میں نہیں بنانا چاہتی۔۔بلکہ یہ پہچان ہی تو میری طاقت ہے۔۔

یزدان نے خفگی سے اسے گھورا۔ لیکن وہ تعبیر کی بات نہیں ٹال سکتا تھا۔۔پر آج وہ بلاوجہ ضد پر آئی تھی۔

تعبیر، آپ میری خواہش کو پورا نہیں کریں گی؟"یزدان نے ایک بار پھر پوچھا۔۔"

ہرگز نہیں اس نے دور پڑی فائل اٹھائی اور اس میں سے پیپر نکال کر دو حصوں میں تقسیم کر دیے۔"

یہ کیا کیا آپ نے؟"یزدان نے آگے بڑھ کر اس سے پیپر چھیننے لیکن تب تک وہ دو حصوں میں بٹ" چکے تھے۔

"وہی جو کرنا چاہیے تھا۔۔"

تعبیر!! اس نے دانت پیسے جب وہ یزدان کے گلے لگتی اس کو کسی بھی عمل سے روک چکی تھی۔اس" کا نرم گرم حصار محسوس کیے وہ بے بس ہوا تھا۔آج اس نے داؤ کھیلا تھا۔۔جس کے بعد یزدان داؤ کھیلنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

"بہت چالاک ہیں آپ۔۔،"

تمہارا اثر ہے کیونکہ کچھ معاملوں میں تم مجھے بے بس کر دیتے ہو، اور آج تمہاری تعبیر نے وہی بازی تم پر پلٹ دی ہے۔۔" اس نے گردن مین منہ چھپاتی وہ سرگوشیانہ گویا ہوئی۔ جبکہ آواز میں لرزاہٹ تھی۔۔

یزدان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔ اور اپنے ہاتھ اس کی پشت پر پھیلاتا وہ اس کی قربت میں گم ہوتا سب کچھ بھول گیا تھا۔

"اور مجھے یہ پلٹی بازی مسمرائز کر چکی ہے۔۔"

پیپرز ایک جانب پڑے اپنی قسمت پر نازاں تھے۔ کیونکہ تعبیر نوفل یزدان نے پہلی مرتبہ کام غلط کر کے بھی درست کر دیا تھا۔

تھینکیو مس شہرین آپ کا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔!!! " اس نے منہ بگاڑ کر کہا، آواز بہت دھیمی تھی جیسے وہ خود سے باتیں کر رہی ہو۔۔۔ لیکن وہاج سن چکا تھا۔۔ لیپ ٹاپ کی سکرین نظر جمائے وہ لب دباتا اپنا ابھرنے والا قہقہ روک چکا تھا۔

لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کرتا وہ انابیہ کی طرف آیا جب وہ اس کی سائیڈ پر اپنا بڑا سا ٹیڈی رکھتی کمفرٹ اوڑھ گئی۔

وہاج دھک سا وہ کھڑا رہ گیا۔۔ ماتھے پر بل نمایاں ہوئے تھے۔۔ وہ دن بہ دن کچھ زیادہ ہی سر چڑھنے لگی تھی۔۔ لیکن شاید وہاج سلطان کو اس کی ہر ادا سے پیار ہونے لگا تھا۔

انابیہ یہ حرکت تو کر چکی تھی لیکن دل دھک دھک کر رہا تھا۔ کہیں وہ شخص غصے میں ایک آدھ لگا ہی نہ دے۔ غصہ تو ویسے ہی وہاج سلطان کا پکا دوست تھا۔۔

اور وہ یہ بھی اچھے سے جانتی تھی کہ اس نے وہاج کو غصہ دلانے والی حرکت کی ہے۔

پر اگلے ہی لمحے اسے حیرانگی ہوئی جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور پھر دروازہ بند ہوا۔ کمرے میں سکوت چھا گیا۔۔

آج تو نجمہ بیگم اور کمال ملک بھی یہیں تھے۔۔ اور انہیں خبر ہو جاتی تو نا جانے کیا تاثر پڑتا۔۔؟

اُس نے ڈرتے ڈرتے کمفرٹ ہٹا کر اوپر دیکھنا چاہا جب اس کی چیخ نکلی تھی۔

سینے پر بازو لپیٹے وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ اس کے قریب کھڑا تھا۔

آپ تو باہر گئے تھے پھر؟ اندر کیسے آئے؟" وہ بڑبڑائی تھی۔"

کیا میں نے کہا تھا کہ میں باہر جا رہا ہوں۔۔" اس نے ابرو اچکائی۔"

"نہیں مگر دروازہ بند ہوا تھا۔۔"

وہ میں نے کیا تھا۔۔" وہ لاپرواہی سے بولا۔"

"پر کیوں ؟"

"کیونکہ میں جارہا ہوں۔۔"

کہاں پر ؟"انابیہ اب اٹھ کر بیٹھی۔"

دوسرے کمرے میں، اور اگر کچھ دیر میں یہاں رکا تو اس ٹیڈی کو آگ لگانے سے تم مجھے روک نہیں "پاؤ گی۔۔"

پل میں اس کا لہجہ پراسرار ہوا۔

انابیہ نے خوف سے لب کاٹے۔۔

اتنے پیارے اور معصوم ٹیڈی کو آپ آگ لگائیں گے ؟"اس نے آنکھیں پٹپٹاتے کہا۔"

یہ معصوم۔اور پیارا ٹیڈی میری جان کا دشمن بن رہا ہے۔۔اور میں اپنے دشمنوں کو اتنی آزادی نہیں "دیتا۔"

میں نے اسے ایسے ہی بیڈ پر رکھا تھا۔۔آپ ایسا کریں اسے کاؤچ پر رکھ دیں۔۔" وہ بوکھلاہٹ کے " سنگ کھسیا کر بولی۔

کیا میں نے یہ بیڈ پر رکھا تھا؟"اس نے ابرو اچکائی۔"

نہیں آپ کیوں رکھیں گے، میں، یہ کام کرتی ہوں۔"وہ کمفرٹ ہٹاتی کھسیانا سا مسکرا کر اٹھنے لگی، جب " تھوڑی سی جگہ پر وہ اس کے قریب دراز ہوا، اور اسے آگے کھسکاتا چت لیٹ گیا۔۔

بیڈ پر آگے کھسکنے کی وجہ سے ٹیڈی خود بخود نیچے گر گیا تھا۔۔اور انابیہ اب تک خود کو سنبھال نہیں پائی تھی۔

میرے اس جانی دشمن کی جگہ یہی ہے۔۔" انابیہ جو ڈیڈی اٹھانے کے لیے جھکنے والی تھی۔۔وہاج کی " سخت گرفت پر اس کی کوشش ناکام ہوئی تھی۔اس کی گرم سانسیں گردن کے گرد محسوس کیے وہ کپکپا کر رہ گئی۔۔ لیکن ایک بار پھر شہرین ذہن میں آ چپکی۔۔ "

شہرین کے پاس جائیں آپ۔۔" اس نے وہاج کا ہاتھ ہٹایا اور نروٹھے پن سے بولی۔ "

شہرین کے نام کا پرمٹ نہیں ہے۔ میرے پاس۔۔" اس نے صاف لفظوں میں دل جلایا تھا۔۔ "

کر لیں حاصل،ایک اور ستم کر دیں مجھ پر۔۔" وہ تڑخ کر بولی۔ "

"اس نے تمہاری جان بچائی ہے۔۔اور اس کا شکریہ ادا کرنا بنتا تھا۔ "

وہاج نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔۔ایک پل کے لیے انابیہ حیران ہوئی لیکن پھر دوبارہ منہ بگاڑتی انجان بنی۔

تو اس کا شکریہ کسی اور طرح بھی ادا ہو سکتا تھا،یہ کیا طریقہ ہوا کہ اس سے ہاتھ ملایا جائے اسے " گلے لگایا جائے۔۔" بھیگی آواز میں بولے اس نے شکوہ کن نظروں سے وہاج کو مڑ کر دیکھا۔جو آنکھیں سکوڑے قدرے اٹھ کر اسے دیکھ رہا تھا۔

الزام سراسر الزام!! ہاتھ ضرور ملایا تھا لیکن گلے لگانے والی بات۔۔۔"اس نے لب بھینچ کر بات " ادھوری چھوڑی۔

ہاں تو اگر میں وہاں موجود نہ ہوتی تو آپ تو لگا چکے ہوتے ناں۔۔"آنسو بہاتی وہ چیخی تو وہاج نے دانت " پیسے۔

"میرا دماغ نہیں خراب۔۔"

اب آپ غصہ کر رہے ہیں۔۔"اس کا ایک اور شکوہ ابھرا تو وہاج کا دل اپنے سر پھاڑنے کو چاہا۔"

میں کیوں غصہ کرنے لگا میری جان۔۔!! میری طرف دیکھو، کیا تمہارے علاوہ کوئی اس دل میں جگہ " لے سکتا ہے۔۔۔؟"

اس نے انابیہ کی ہتھیلی کو اپنے دل پر رکھا۔۔

"کوئی جگہ لے کر تو دکھائے، آپ کی گن سے شوٹ کر دوں گی۔۔۔"

وہ شیرنی بنی بولی تو وہاج کا قہقہ گونجا۔انابیہ ہلکا سا پنچ مارتے اس کے سینے پر طمانیت سے سر رکھے آنکھیں موند گئی۔

وہ لڑکی کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔۔ کیپٹن شہرین ہے۔۔۔جو اس رات تمہاری جگہ وہاں ٹھہری " تھی۔۔اور جانتی ہو رانا شاکر جیسے درندے کے علاقے میں جانا آسان نہیں تھا۔اگر اس رات وہ نہ ہوتی تو تم مجھے شاید کبھی نہ ملتی۔اور میرا یہ مشن کبھی مکمل نہیں ہوتا۔"اس کا بے تابانہ انداز انابیہ کو مغرور بنا گیا تھا۔وہ دل ہی دل میں شہرین نامی اس لڑکی کی مشکور ہوئی تھی۔

وہاج نے اس کے سر پر لب رکھے۔۔ سلکی بالوں سے ابھرتی خوشبو اس کے حواس معطل کرنے لگی۔

کیسے نہیں ملتی وہاج۔۔آپ کو اللہ سے بہت فریاد کر کے مانگا ہے۔۔اور اللہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو " موڑتا نہیں ہے۔۔۔ قبول کر لیتا ہے۔۔اسی لیے تو آپ مجھے ملے تھے۔۔ورنہ میں نے تو امید ہی چھوڑ دی تھی۔ "

"اور جب تم نے امید چھوڑی تھی۔۔اللہ پاک نے تمہیں امید کی نئی روشنی فراہم کر دی تھی۔۔ "

سلکی بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اس نے انابیہ کا سر بلند کیا تو وہ خمار آلود نگاہ میں دیکھتی شرمائی تھی۔

شہرین اچھی لڑکی ہے۔۔۔ "توقع کے برعکس الفاظ پر وہ غصے سے لال پیلی ہوئی۔ "

آہہہ ! ! ظالم لڑکی۔۔ "اس نے وہاج کے بال زور سے مٹھی میں جکڑے، جبھی وہ چیخا تھا۔ "

اور اس نے اسی پر بس نہیں کیا تھا۔۔اس کے کندھے پر زور سے دانت گاڑتی وہ مکمل جنگلی بلی کا روپ دھار گئی تھی۔

جنگلی بلی ! ! ! وہاج خود کو کہنے سے روک نہیں پایا تھا۔"

وہاج نے اس کی دونوں کلائیاں جکڑ کر اسے بیڈ پر ایک جانب گرایا اور اس پر حاوی ہوا۔۔

میں آپ کی جان لے لوں گی۔۔ "وہ اب بھی مارنے کو دوڑی تھی لیکن وہ اس کی کلائیاں تکیے سے لگا " چکا تھا۔۔

افففف انابیہ !! بیچاری شہرین فضول میں ہی بدنام ہے۔ تعبیر کاری ایکشن دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی" تھی۔۔ لیکن تم نے ساری کسر پوری کر دی۔۔" وہ افسوس سے سر نفی میں ہلا کر رہ گیا۔۔

مطلب اس نے تعبیر آپی کے شوہر پر بھی نظر رکھی تھی۔۔اگر ایسا ہے تو اچھا ہی ہوا جو شہرین کو تعبیر" آپی نے کچھ کہا ہوگا۔"انابیہ صدمے سے بلند آواز میں بولی۔

"وہ لڑکی کیپٹن ہے یار۔۔ فوجی ہے وہ۔۔۔اور تم دونوں لڑکیاں اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی ہو۔۔"

ہاتھ دھو کر آپ اس کے پیچھے پڑے ہیں۔۔اور بار بار ہم دونوں کے درمیان اس کا نام لے رہے ہیں" "اس کا شکریہ میں ادا کر دوں گی۔۔پر آپ تو لگتا ہے اس کے قدموں میں بیٹھنے کو تیار ہیں۔۔

تڑخ کر بول کر اس نے دانت پر دانت جمائے۔

وہاج متبسم ہوا۔۔اور جھک کر اس کی پیشانی کو چھوا۔

رونا بند کرو۔دوبارہ اس سے نہیں ملوں گا۔۔"اس نے ناک سے ناک سہلائے کہا تو انابیہ نے " آنکھیں گھمائی۔

میرے کندھے کا تم برا حال کر چکی ہو۔۔"وہ اٹھ کر بیٹھا تو انابیہ بھی جھٹ سے اٹھی۔۔اس کی شرٹ" کھسکائی تو وہاں اس کے دانتوں کے نشان تھے۔۔

وہ پشیمان ہوئی۔

"آئی ایم سوری۔۔پتہ نہیں کیسے ہو گیا۔۔"

تمہارے دانتوں کی کارستانی ہے۔۔"اس نے اس جگہ کو ہلکا سا سہلایا۔"

وہاج سوری کر تو رہی ہوں۔۔" وہ بھیگی آواز میں بولی۔۔"

سوری نہیں ازالہ کرو۔۔اور ازالہ میرے طریقے سے ہوگا۔۔" اسے اپنی جانب کھینچتا وہ اس پر قابض " ہوئے بیڈ پر لیٹا،۔انابیہ کے سارے بال بکھرے اسے کے چہرے پر پھیل گئے،۔

وہاج !! نو" وہ اسے گدگدانے لگا تھا۔لیکن وہاج سلطان کو روکنا ناممکنات میں سے تھا۔"

اچھا آئی ایم سوری۔۔آئندہ میں آپ کو ایسے نہیں کاٹوں گی۔۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔"

وہاج نے مشکوک نگاہ سے اسے دیکھا جبکہ انابیہ سانس بحال کرتی سیدھی ہوئی۔اور دوسرے کندھے پر شدت سے دانت گاڑ گئی تھی۔

انابیہ !! وہ درد برداشت کرتا چیخا تھا۔۔طور پھور ہل کر رہ گئے تھے۔"

انابیہ اپنا کام مکمل کرتی بیڈ سے نیچے اتر کر بھاگی لیکن وہاج نے کلائی پکڑ کر اس کو بیڈ پر گرایا۔۔

آج اس جنگلی بلی کو میں چھوڑوں گا نہیں۔۔" اس پر قابض ہوتا وہ انابیہ کے قہقوں کا ایک بار پھر " موجب بن گیا تھا۔۔

سوری وہاج۔۔اب نہیں کاٹوں گی۔۔" بری طرح مچلتی وہ قہقے بھی لگا رہی تھی۔۔لیکن وہاج اسے آج " چھوڑنے کے موڈ میں ہرگز نہیں تھا۔۔

اس کی بانہوں میں کھلکھلاتی وہ سب تفکرات بھول تھی۔اب زندگی سہل تھی۔۔ہر خواہش ہر حسرت پوری کرتا وہ شخص انابیہ سلطان کو خود سے آشنا کروا گیا تھا۔

ایک نئی صبح نیا پیام تھا۔۔خوشیوں نے اپنی محفل جمائی تھی

چاروں جوڑیاں ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھیں۔۔آئی جی ایاز یزدان کے پاس اور مسز ایاز تعبیر کے پاس بیٹھی تھیں۔

آریان اور روزان کے ساتھ ثنا بیگم بھی آج اپنے فلیٹ میں شفٹ ہو رہے تھے۔زین اور زری بھی آج گاؤں واپس جانے والے تھے کیونکہ سفیر شجعیہ کو رسم کے مطابق حویلی لانا تھا۔

تعبیر یزدان باسط صنم بھی آج زین کے ہمراہ جانے والے تھے۔۔زین نے سپشل ان سب کو انوائٹ کیا تھا۔

دروازے پر ہوتی دستک پر یزدان کی توجہ وہاج پر گئی، جو خاص اسی کے کہنے پر آیا تھا۔

سالے صاحب!! اس نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا۔جبکہ سب کے چہرے پر ایک دم بوکھلاہٹ" آئی۔۔

وہاج اور نوفل یزدان کی دشمنی سے کون واقف نہیں تھا۔۔

میں اپنے سالے کو لاتا ہوں۔۔"اس نے سب کو دیکھے کہا، جبکہ تعبیر نے پہلو بدلا۔۔"

وہ اٹھ کر وہاج کی جانب بڑھا اور اس کو گلے سے لگایا۔۔

کوئی بک بک نہ کرنا۔۔ورنہ تمہارے سسر اور باپ کے سامنے وہ عزت افزائی ہوگی۔۔کہ تم بھول نہیں پاؤ گے۔۔"

یزدان کے گلے لگتا وہ بظاہر مسکرا کر بولا۔۔جب یزدان کی نظر پیچھے گئی جہاں نجمہ خاتون اور کمال ملک بھی اندر آرہے تھے۔۔

مطلب سالے صاحب اماں ابا کو بھی منالیا۔۔"اس نے ابرو اچکائی۔"

تمہیں کیا لگتا ہے، بے بی؟" وہاج نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔گویا وہ چھوٹا سا بچہ ہو۔"

"وہی لگتا ہے جو نظر آرہا ہے۔۔اب میرا منہ چھوڑ دو۔۔"

یزدان آج پہلی مرتبہ گھبرایا۔

نہیں میرے کیوٹ سے بے بی۔۔آج میری باری ہے۔۔"اس نے پچکا کر کہا۔"

" بے بی مت کہنا ایس پی۔ورنہ جنگلی نوفل یزدان کی روح امڈ آئی تو تم اپنا سر نوچ کر رہ جاؤ گے۔"

بچے کو بچہ ہی کہا جاتا ہے۔۔" وہاج ڈھیٹ بنا بولا۔"

منہ توڑ دوں گا میں تمہارا۔۔ایس پی۔۔" وہ گریبان جکڑے بولا۔"

چھوٹے بے بی ایسی باتیں نہیں کرتے۔۔" وہاج بنا اثر لیے بولا اور اس کا گال کھینچا۔یزدان کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔۔

اس چھوٹے بے بی نے چار چار قتل کیے ہیں۔۔اب پانچواں قتل تمہارا ہو جائے گا میرے ہاتھوں۔۔"اس نے دانت پر دانت جمائے۔

چار نہیں پانچ۔یزدان بے بی۔اور وہ پرانی باتیں ہیں بے بی۔" وہاج نے طنزیہ کہا۔اور ایک بار پھر گال کھینچا۔

وہاج!! وہ دانت پیسے غرایا۔"

جی یزدان بے بی۔۔" وہاج اسے چڑانے سے بعض نہیں آیا۔"

یزدان نے مڑ کر تعبیر کو دیکھا، جو ان پر نظر رکھے ہوئے تھی۔ وہ مسکرا کر وہاج کی جانب مڑا۔اور ہونٹ سکوڑے مسکرایا۔۔وہاج سمجھ چکا تھا کہ وہ کوئی کمینگی دکھائے گا۔

اس بے بی نے، بے بی لانے میں تم سب کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔اس لیے بے بی کو ہلکا مت لو۔۔" وہاج کا چہرہ سرخ ہوا۔اس نے ایک پنچ اس کے منہ پر مارا۔۔ جبکہ وہاج ڈھٹائی سے مسکرایا تھا۔۔

وہاج!! سب کی آواز ایک ساتھ گونجی۔"

زندہ چھوڑ دیا ہے۔۔"اس نے تڑخ کر کہا اور یزدان کو گھورتا ناشتے کی ٹیبل پر آیا۔"

انابیہ بھی دہل گئی تھی۔وہ دونوں ساتھ ہوں اور کچھ اچھا ہو جائے ناممکن تھا۔۔

"مبارک ہو بیٹی ہوئی ہے۔۔"

نرس کی آواز گویا وہاں موجود سب لوگوں کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گئی،۔

جبکہ یزدان نے پہلے باسط پھر زین اور پھر آریان کی جانب دیکھا۔۔

یہ سچ کہہ رہی ہے؟"اس نے زین سے تائید چاہی،۔تو وہ مسکراتے ہوئے آگے آیا۔"

ہاں!! نرس بالکل ٹھیک کہہ رہی،۔آج ہم سب دوستوں میں چھوٹا بچہ بازی جیت گیا۔"اس کا پرمزاح انداز سنتا یزدان کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔۔لیکن پھر اس کے کندھے پر پنچ مارتا وہ اس کے گلے سے جالگا۔۔

"تمہاری پری یہاں تمہارے پاس واپس آگئی۔۔"

یزدان کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔۔اور بھوری آنکھ سے آنسو نکل کر زین کے کندھے میں جذب ہوا۔۔

آج مسکرانے کا دن ہے یزدان۔۔فتح کا دن ہے۔۔"زین نے اسے چوڑے شانوں کو جکڑے کہا۔تو" وہ نمی اندر دھکیلتا مسکرایا۔۔

میں مٹھائی بانٹ کر آتا ہوں۔باس۔۔۔" باسط یزدان سے ملتا باہر بڑھا۔"

"نرس رکیں۔۔تعبیر ٹھیک ہیں؟انہیں کچھ ہوا تو نہیں؟"

نرس جو انہیں دیکھتی اندر بڑھی تھی یزدان کی بات پر مڑی۔

"آپ کی بیوی بالکل ٹھیک ہے۔۔کچھ دیر بعد آپ ان سے مل سکتے ہیں۔۔"

اس کا دل چاہا اندر جائے لیکن فلحال وہ لیبر روم میں تھی۔اپنے دل پر پہرے بٹھائے وہ وہی کھڑا رہ گیا۔۔

تھوڑی دیر بعد نرس ایک سفید کمبل میں لپٹی چھوٹی سی گڑیا کو واپس لائی۔۔"

یزدان کا پورا وجود جیسے ایک لمحے کے لیے ٹھنڈا پڑ گیا۔۔

زین !! میری پریہان۔۔"ایک بار پھر نمی نے آنکھوں کا راستہ دیکھا۔۔اس کے ہاتھ کپکپائے تھے۔"

ہاں تمہاری پریہان۔۔اپنی پریہان کو تھام لو یزدان۔۔اور اب اس ننھی پری کو کبھی خود سے دور مت جانے دینا۔۔"

پل پل سہارا بنتا یزدان کو وہ شخص اس وقت رحمت کا کوئی فرشتہ لگا تھا۔

یزدان نے اسے اپنی گود میں لیا اور اس کی سفید گلابی پیشانی کو نرمی سے چوما۔۔اور پھر اس کا چہرہ دیکھا۔۔

وہ بنا بنایا پریہان کا ہی تو عکس تھی۔

ایاز احمد اور مسز ایاز جو ابھی وہاں پہنچے تھے۔یزدان کی گود میں ننھی سی پری دیکھتے بے قراری سے آگے آئے۔

مام ڈیڈ، !! دیکھیں پریہان۔۔۔میری پریہان۔۔۔آگئی۔۔"اس کی آواز بھاری ہوئی، لہجہ بے خود تھا۔۔خوشی سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔۔جبکہ مسز ایاز کے آنسو قطار در قطار بہنے لگے۔۔

میری پری۔۔" مسز آیاز نے وہ ننھی پری اپنے گود میں لے کر سینے سے لگائی۔"

میری پری۔۔!! آج اللہ نے میرا صبر کا پھل دے دیا۔۔ میری گڑیا۔۔ میری بیٹی۔۔پری۔۔"ان کی "سسکیوں نے ایاز احمد کو آج بیٹی کی یاد شدت دلائی تھی۔

آج پری بہت خوش ہو گی۔۔"یزدان نے آنکھیں رگڑتے کہا تو ایاز احمد نے سر ہلایا۔"

اللہ پاک نے ایک پری لے کر دوسری لوٹائی ہے۔۔اور اب مجھے سمجھ نہیں آرہا میں اپنے رب کا شکر ادا "کس انداز میں کروں یزدان؟

اللہ پاک کا شکر ادا کرنا بہت آسان ہے انکل۔وہ رب اپنے بندوں کے فقط ایک آنسو سے راضی ہو جاتا "ہے۔۔اور ایسا لگتا ہے اللہ پاک آپ سے راضی ہو گیا ہے۔۔بہت مبارک ہو، انکل۔

زین کی آواز پر وہ اس کے سینے سے لگے۔اس شخص نے ہر قدم پر ساتھ نبھایا تھا۔آئی جی ایاز گویا اس کے مقروض ہو چکے تھے۔۔

"تمہارا احسان میں کبھی نہیں اتار پاؤں گا۔۔"

"احسان نہیں میرا فرض تھا۔۔جو تا عمر نبھانا ہے۔۔"

اللہ تمہیں قدم قدم پر کامیاب کرے گا۔۔تم جیسے ملک کے محافظ ہو تو ہمارے ملک پر کوئی آنچ نہ "آئے۔۔

اس نے تشکر سے سر جھکایا۔اور پری کو تھاما۔اس کی پیشانی چوم کر اس ایاز احمد کو دیا تاکہ وہ اذان دے سکیں۔۔ایاز احمد نے پرسوز آواز میں یہ عمل ادا کیا تھا۔۔

"پری دے دو مجھے۔۔یہ نہ ہو اس کی ماں میرا سر پھاڑنے آ پہنچے۔۔۔"

زین اس کی بے تابی پر مسکرایا۔اور پری کو یزدان کی گود میں دیا۔۔وہ اپنی بیٹی کو لیے روم کی طرف بڑھا تھا جہاں تعبیر سراپا انتظار بنی تھی۔۔اور یزدان سب کے آنے سے پہلے تعبیر سے مل لینا چاہتا تھا کیونکہ بعد میں اسے موقع نہیں ملنے والا تھا۔۔

یزدان!!اسکی مردنی سی آواز پر یزدان کی آنکھیں مسکرائی۔"

یزدان کی جان آپ پر قربان۔۔"اس نے تعبیر کے پہلو میں لٹایا اور جھک کر اس کی پیشانی پر تادیر اپنا لمس چھوڑا۔۔

پر یہاں؟؟"اس نے یزدان سے تصدیق چاہی تو یزدان نے سر اثبات میں ہلایا۔"

تعبیر کی آنکھوں سے نمی بہتی کنپٹی میں جذب ہوئی وہ بیٹی کو دیکھنے کے لیے جھکی تھی جب یزدان نے پری کو گود میں اٹھایا تاکہ وہ زیادہ خود پر وزن نہ ڈالے۔

یہ تو بالکل پری جیسی ہے یزدان۔۔۔" تعبیر کی آواز خوشی سے بھرائی تھی۔"

"اللہ پاک نوازتا ہے تعبیر۔۔آج میرا یقین مزید پختہ ہو گیا ہے۔۔۔ہو بہو پری کی شباہت ہے۔۔"

میری دعائیں قبولیت کا درجہ پا گئیں۔"یزدان نے اس کی آنکھوں کو چھو کر آنسو کے نشان" مٹائے۔اور اس یقین دلایا تھا کہ وہ خوش نصیب ٹھہری ہے۔

تعبیر نے جھک کر پری کی چھوٹی سی پیشانی کو چھوا تو یزدان بھی اس جانب جھکا۔ پر چند لمحوں کی بات تھی۔۔ کیونکہ باہر سب کے آنے کا شور محسوس ہو چکا تھا۔۔ یزدان نے تعبیر کو دیکھا۔ اور جھک کر گال چوما تو وہ تعبیر کو آج پھر بوکھلاہٹ میں مبتلا کر گیا تھا۔ وہ اسے میٹھی نگاہ سے گھورتی سر جھکا گئی تھی۔

پری کو دیکھے وہ باہر نکلا لیکن روز آریان صنم سب اندر داخل ہوئے اسے وہی رکنے پر مجبور کر گئے تھے۔

" تم نے ہمیشہ درست فیصلے غلط طریقے سے کیے تھے۔۔ قیوم!! پہلے منزہ سے بھاگ کر شادی۔۔ پھر اپنی کمزوری خود دارم سہگل کو دی۔۔ اور ایک بار بھی اپنے بیٹے کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اور اب تم اظفر کو بھی کھو چکے ہو۔۔" ایاز احمد افسوس سے انہیں دیکھ کر رہ گئے۔ جن کی حالت مخدوش ہو چکی تھی۔

ایک ٹانگ گولی لگنے کی وجہ سے کاٹ دی گئی تھی۔ جبکہ دوسری ٹانگ جگہ جگہ سے گوشت سے خالی تھی۔۔ جس کا گوشت جنگلی جانور نوچ چکے تھے۔۔

سیاہ آنکھ کے پاس ایک بڑا سا گھاؤ تھا۔۔ جس سے شکل مزید ہیبت ناک ہو چکی تھی۔ لیکن پھر بھی غرور نہیں ٹوٹا تھا۔

" میں نے اپنے بیٹے کو ہر جگہ تلاشا تھا۔۔ ہر جگہ۔ اور جب مجھے وہ ملنے والا تھا۔۔۔ تمہارے بیٹے نے میرے سعدان کی جان لے لی۔" درد کے باوجود وہ چیخے تھے۔

"تم نے اسے تلاش تو کر رہے تھے سعدان۔ لیکن تمہارا دل تمہارا دماغ دارم سہگل کے دھندے میں شامل ہونے کے لیے پوری طرح تیار تھا۔ تمہارے اندر سے اچھائی کا خاتمہ اسی دن ہو گیا تھا جس نے تم نے دارم سے ہاتھ ملایا تھا۔۔کاش کہ تم اپنے ضمیر کی بات سن لیتے تو آج یوں تنہا خالی ہاتھ نہ ہوتے۔۔ایک بیٹا تمہاری اپنی غلطی سے مر گیا۔اور دوسرے کو تم نے اپنے گناہوں کے بھینٹ چڑھا دیا۔"

"اپنی بکواس بند کرو آئی جی۔۔۔ایک بار میں یہاں سے آزاد ہو جاؤں پھر اپنے دونوں بیٹوں کی موت کا بدلہ لوں گا۔۔۔"

"کیسا بدلہ ؟ کچھ بھی باقی نہیں رہا۔۔نہ سعدان نہ اظفر خالی ہاتھ ہو تم قیوم"

منزہ بیگم کی آواز ابھری تھی۔۔جس میں تھکن تھی۔۔لرزش تھی۔

ایاز احمد نے بہن کے کندھے کے گرد بازو پھیلایا۔وہ اب ان کے پاس ہی رہتی تھیں۔

قیوم چوہدری نے خونخوار نگاہ سے ایاز احمد کو دیکھا۔

"میری بیوی کو بھی خرید لیا تم نے۔۔۔؟"

بھائی ہیں یہ میرے قیوم۔۔۔"وہ شدت گریہ سے چیخی۔"

میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی کبھی نہیں قیوم۔ میرے دونوں بیٹے آپ نے مجھ سے چھین "
" لیے۔۔اللہ بھی آپ کو معاف نہیں کرے گا۔۔

وہ آنسو رگڑتی وہاں سے نکلی تھیں۔۔

جبکہ قیوم بے بسی سے ایاز احمد کو دیکھ رہا تھا۔۔

جانتے ہو سعدان !! میرے ساتھ دس سال رہا۔۔ لیکن ان دس سالوں میں بھی میں اس میں وہ اچھائی "
نہیں بھر پایا۔۔جو برائی اس نے اپنے باپ اور دارم سے چرائی تھی۔۔شاید فطرت تھی یا خون کا اثر
،۔لیکن آج بھی میرے دل میں سعدان زندہ ہے۔۔اس نے میری بیٹی کو مار دیا۔۔ لیکن پھر بھی نا جانے
کیوں مجھے اس سے نفرت نہیں ہوتی۔۔ایک افسوس ہوتا ہے کہ کاش میں اس پر اعتبار نہ کرتا تو آج
" میری بیٹی۔۔ میرا خاندان سلامت ہوتا۔۔

ان کی آواز میں بے بسی نے گویا قیوم چوہدری کو فتح یاب کیا تھا۔۔

" میرے بیٹے نے جو بھی کیا مجھے اس پر افسوس نہیں ہے۔۔مجھے فخر ہے میرا بیٹا میرے جیسا تھا۔۔ "

قیوم چوہدری اونچے قہقے لگانے لگے۔۔جب یزدان سیل میں داخل ہوا تھا۔۔

اسے دیکھتے ہی وہ ہذیاتی ہونے لگے۔۔اور اپنی زنجیر کو زور زور سے ہلاتے اسے مارنے کو لپکے۔۔ان کی
حالت اکثر مقابل کو خوف میں مبتلا کر دہتی تھی۔۔۔

لیکن یزدان بے خوفی سے کھڑا رہا۔۔

چند پل ایاز احمد کو دیکھ کر اس نے ان کا ہاتھ تھاما۔

آپ کی پری آپ کا انتظار کر رہی ہے۔۔۔" ایاز احمد کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہوئی۔انہوں نے اثبات " میں سر ہلایا۔۔اور باہر نکل گئے۔

ایک آشیانہ کھو کر دوسرا آشیانہ ان کا ہر روز انتظار کرتا تھا۔۔اور اس ننھی پری کو دیکھ کر نوفل یزدان سے جڑا ہر شخص مسکرا دیتا تھا۔

وہ پری ان سب کے لیے ابرِ رحمت تھی۔۔وہ آریان کے لیے انعم کا روپ تھی،۔تو باسط بھی اس میں انعم کو تلاشتا تھا۔۔روز کے لیے وہ پرنس تھی۔۔زین کے لیے وہ اس کی لاڈلی گڑیا تھی۔۔ سفیر کے لیے وہ یزدان کا عکس تھی۔وہاج کے لیے وہ زندگی کی طرح تھی۔۔

یزدان مینشن میں اکٹھے ہونے کا موجب وہ پری ہی بنتی تھی۔پری ہر ایک کی آنکھ کا تارہ تھی۔۔ایک پورا دن اس کا بیسمنٹ میں رہنے والوں کے لیے مختص تھا۔۔اس دن پری تعبیر کے ہمراہ وہاں دن گزراتی تھی۔۔۔اس ننھی پری نے گویا ان سب کو مشن مکمل ہونے کے بعد بھی الگ نہیں ہونے دیا تھا۔

پری کو پکڑنے کی باری اب میری تھی۔ تم کب سے پکڑ کر بیٹھے ہو۔۔" سفیر نے سفید فراک میں ملبوس چندماہ کی بچی کو گود میں اٹھا کر اس کے گال کو چوما۔

کمینے آدمی اب میری باری تھی۔۔" زین نے پری کو اپنی گود میں لیا اور اسے کھلانے لگا۔۔ سفیر خالی" ہاتھ لیے اسے دیکھتا رہ گیا۔

یزدان مینشن میں آتے ہی وہ سب بھی جیسے بچے بن جاتے تھے۔۔

اس کی تو میں۔۔" وہ آگے بڑھنے لگا۔۔ جب وہاج سلطان پری کو زین کے حصار سے نکال چکا تھا۔ وہاج" اسے لیے باہر کی جانب بڑھنے لگا جبھی آریان اپنا داؤ کھیلے بازی جیت گیا۔۔

ایک جانب وہ سب لڑکیاں بس ہونق زدہ سی پری کو لٹو کی طرح گھومتے دیکھ رہی تھیں۔۔ تعبیر کی جان تو لبوں پر آئی ہوئی تھی۔ پری بھی انوکھی بچی تھی۔۔ جو اتنے سارے ماموں چاچو کی گود میں گھومتی مسکراتی رہتی تھی۔

پری بیٹا آپ کے سارے ماموں چاچو بے شرم ہیں۔۔" اندر داخل ہوتے یزدان نے آریان کی گود" سے پری کو لے کر اس کا گال چوما۔۔

اور ایاز احمد کی گود میں تھمایا۔۔ جو دادا کی گود میں مزید خوش ہو چکی تھی۔

اس میں کیا بے شرمی ہے؟ پری پر ہم سب کا تم سے زیادہ حق ہے۔۔۔" وہاج نے ڈھٹائی سے کہا۔"

حق کے لگتے، تم سب سے چھوٹا ہوں،۔۔ اور تم لوگ مجھ سے بڑے ہو کر مجھے ماموں یا چاچو بننے کی" خوشی نہیں دے سکتے۔۔۔"۔

تعبیر کے پاس کھڑی وہ سب جیسے پہلو بدل کر رہ گئی۔ جبکہ تعبیر نے نفی میں سر ہلایا،۔

"ماموں یا چاچو بننے کی خوشی تو تم تمہیں کل ہی سنا دیں۔ پر ابھی ہمارے پاس کھیلنے کے دو بچے ہیں اس لیے فلحال پلان کینسل۔" یہ خاص الفاظ وہاج کی جانب سے ہی متوقع تھے۔

دو بچے مطلب؟" اس نے ابرو اچکائی۔ جبکہ سب کی دبی دبی ہنسی گونجی۔۔"

" تم اور پری"

یزدان کا چہرہ پل میں سرخ ہوا۔ جبکہ سب کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

کمینے سالے۔ میں تیری جان لے لوں گا۔۔۔"۔

"اچھے بچے ایسی باتیں نہیں کرتے۔ کیوں پری؟"۔۔ وہ پری کا گال سہلاتا یزدان کو ایک بار پھر چڑا گیا تھا۔

"تو آج نہیں بچے گا۔ تیرا خون میں اپنے ہاتھوں سے کروں گا۔۔۔"

وُہ اونچی آواز میں بولا۔ اور اس کے پیچھے لپکا۔۔ جب آریان سفیر باسط وہاج کو پکڑ چکے تھے۔

چھوڑو مجھے۔۔۔" وہ جھٹپٹایا۔"

"نو بے بی۔۔۔ بیڈ ہیبٹ۔۔" زین نے اس کے دونوں گال کھینچے۔۔ ایک بار پھر سب کے قہقہے گونجے تھے۔۔ پری بھی سب کو مسکراتے ہوئے دیکھتی خود بھی کھلکھلانے لگی تھی۔۔

قہقہوں کی مہک نے گویا اس مینشن سے ہر براسایہ ہٹادیا تھا۔۔شایان ساگر نامی وہ درندہ کسی کی یاد میں زندہ نہیں تھا۔۔وہ جانور تھا۔۔درندہ تھا۔۔اور درندوں کو یاد نہیں رکھا جاتا۔۔اس لیے رفتہ رفتہ سب بھول گئے تھے۔

تہمتوں کا یہ سفر اپنی دلفریبی سے اختتام پذیر ہوا تھا۔پر خوشیوں کا آغاز ہر دن نئے سرے سے ہونے والا تھا۔کیونکہ وہاں سب مخلص لوگ بستے تھے۔جن کے چڑیا کی مانند نرم اور حوصلے چٹان کی طرح سخت تھے۔۔۔

زندگی میں غم کے ساتھ خوشی اور خوشی کے

کے ساتھ غم مختص ہے۔منزل کے لیے سفر کرنا پڑتا ہے۔۔تہمت کے سائے کو ہٹانے کے لیے صبر کرنا پڑتا ہے۔۔اور صبر کی نوید بے شک خوبصورت ہوتی ہے۔۔۔

ختم شد